[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... مکان و فضل ... زمان

السیرۃ الحلبیہ

مطبع منشی نولکشور ... میں ... مطبوع ہوا

یا مقلب القلوب

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشۂ چشمے با کنند

حمد و ثنا اسی [illegible] ہے جو خاکسار سے محال ہے اور شکر خدا سے زندہ جاوید [illegible] کیا مجال خدا نے مشت خاک سے آدمی کو بہترین خلق
بنایا [illegible] خاکی آدم کو مسجود قدسی فرمایا [illegible] آدمی میں مخفی یہ راز ہے رباعی [illegible] ملائک
[illegible] آسمان بار امانت نتوانست کشید * قرعۂ کار بنام من دیوانہ زدند * اگر یہ خاک انسان کی حقیقت
سے آگاہی [illegible] اکسیر [illegible] سیماب خاک ہو سکے تو مس کو طلا کرے * پر دل جو خاک ہو تو خدا جانے کیا کرے * خدا جب خاک سے ایک
[illegible] رباعی [illegible] آدم کو کیا خاک سے حق نے پیدا * مسجود ملائک کا اوسے فرمایا * کرتا ہے مگر خاک کو مسجود آدم *
[illegible] مشت خاک آدم جو اکسیر [illegible] حقیقت محمدی ہے دلیل کنت کنزاً مخفیاً و کان آدم بین الماء والطین
[illegible] لولاک لما خلقت الافلاک [illegible] خاک [illegible]
[illegible] انا مدینۃ العلم و علی بابہا [illegible]
[illegible] مشت خاک آدم [illegible] خاک [illegible] ان اللہ و ملائکتہ یصلون
علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما [illegible] قرآن میں لا تقولوا لمن
یقتل فی سبیل اللہ اموات [illegible] احیاء [illegible]

[illegible]

[illegible] بیت یلوح الخط فی القرطاس دہرا * و کاتبہ رمیم فی التراب * راقم بندۂ رب غفور
نامی نول کشور خاکسار [illegible] مالک مطبع اودھ اخبار
فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از مترجم

دلا حمد الٰہی ہو رقم کیا ۔ کہ میں کیا اور مرا دست و قلم کیا
سیاہی ہوں اگر سب بحر زخار ۔ بنیں کلک قلم سب شاخ اشجار
زمین کی صفحہ ہو ہر خطہ ہر آن ۔ ابتک لکھیں سب جن و انسان
جو حق حمد ہے وہ تو بھلا کیا ۔ رقم ہرگز نہوا کے شمہ اوسکا
مگر ہے ترک میں اوسکی ہی ڈر ۔ کہ ہو جائی نہ یہ مجموعہ ابتر
لہذا عاجزانہ یہ دعا ہے ۔ تمنا ہے طلب ہے التجا ہے
سبھوں پر عام ہے انعام تیرا ۔ کہ منعم ہے خدایا نام تیرا
خدایا رحم کر مجھ ناتوان پہ ۔ کہ ہوں تحمید میں مجبور و مضطر
مری یہ عاجزی ہے تجکو معلوم ۔ ثواب حمد سے رکھنا نہ محروم
خدایا رحم کر مجھ پہ کرم کر ۔ مری دفتر میں حمد ایسی رقم کر
مری قدرت سے باہر ہو سراسر ۔ تری نعمت کی یارب ہو برابر
وہ حمد پاک جو کی ہے سبھوں نے ۔ ملائک نے بشر نے اور جنوں نے
وہ حمد پاک جس میں ہو یہ تاثیر ۔ رہوں دنیا میں میں با عزت و توقیر
وہ حمد پاک جس میں ہو یہ برکت ۔ میں دنیا میں رہوں با عیش و عشرت
وہ حمد پاک جو حاجت روا ہو ۔ نکالی دل کا جو جو مدعا ہو
تجھی جو حمد ہو مقبول و منظور ۔ رہوں کونین میں میں جس سے مسرور
وہ حمد پاک جو لائق ہو تیرے ۔ وہ حمد پاک جو کام آئی میرے
وہ حمد پاک جو میری دوا ہو ۔ کہ درد جرم و عصیان سے شفا ہو
وہ حمد پاک جس سے تو ہو راضی ۔ وہ حمد پاک جس سے میں ہوں ناجی
وہ حمد پاک جس میں یہ اثر ہو ۔ دم مردن نہ شیطان سے ضرر ہو
وہ حمد پاک جو جنت دکھا دے ۔ عذاب قبر و دوزخ سے بچا دے
وہ حمد خاص جو رہبر ہو میری ۔ بتا دے اے خدا جو راہ تیری
وہ حمد خاص جس سے دل ہو روشن ۔ فتیلہ ہوں رگیں اور خون روغن
وہ حمد خاص جو تجھ سے ملا دے ۔ خیال ماسوا دل سے بھلا دے

وہ حمد خاص جس سے اپنی ہستی　رہی میری نظر میں کچھ نہ باقی
جدھر دیکھوں ادھر تو ہی نظر آوے　دوئی کا پردہ چشم دل سے اٹھ جاوے

نہیں تیرے سوا کوئی جہاں میں　زمین میں آسمان میں لامکاں میں
جو کچھ موجود ہوتا ہے یہ معلوم　یہ ہستی ہے فقط اک اسم موہوم

تو ہی اول ہے اور آخر تو ہی ہے　تو ہی باطن ہے اور ظاہر تو ہی ہے
دعائیں حمد میں فخر جو نکلیں　کہو یارو کہ آمین ثم آمین

نعت

بھلا میں اور نعت شاہ لولاک　چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کروں کیا نعت احمد یا محمد ﷺ　مثل ہے منہ ذرا سا اور بڑی بات

جو حق نعت ہے ممکن نہیں وہ　کسی سے ہو نہیں سکتا کہیں وہ
خدا خود کر رہا ہے جسکی تعریف　بھلا بندہ کرے کیا اوسکی توصیف

مگر دل اب نہیں صبر کرتا ہے رکے　یہی کہتا ہے تھوڑی نعت لکھدے
محمد سرور ہر دو جہاں ہے　محمد افسر کون و مکاں ہے

جو صورت دیکھو تو شان خدا ہے　کلام پاک فرمان خدا ہے
جہاں میں افضل المخلوق وہ ہے　خدا عاشق ہے اور معشوق وہ ہے

خدا ہی نور وہ نور خدا ہے　اوسی سے نور حق ظاہر ہوا ہے
حقیقت میں خدا جانے وہ کیا ہے　مگر آئینہ وحدت نما ہے

حقیقت سے ہوئی ہو اوس کی آگاہ　وہ دل سمجھا لی مع اللہ اللہ
تا آب با قلم جائے ادب ہے　درود اونپر پڑھو یہ وقت اب ہے

عدو میں جسقدر ہیں گے کہ معلوم　وہ میں موجود یا رب کہ معدوم
درود اونپر ہی نازل اونپہ تکبیر　اور اونکی آل اور اصحاب سب پر

محبت آپ کی ہے اصل ایماں　کہ ایماں کا لب ہے اور وہ جاں
محبت جب نہ ہو ایماں ہے بیکار　بسان قالب بیجاں ہے بیکار

خدایا ایسی الفت دی نبی کی　رہے باقی نہ پھر خواہش کسی کی
مرا قبلہ شہ ہر دو سرا ہو　مرا دل طائر قبلہ نما ہو

محبت سب کی میرے لب کی ہو دور　مجھے عشق محمد ﷺ میں ڈبو دے
خدایا پھر یاد آل احمد ﷺ　دعائیں فخر عاصی کی نہیں

اب بعد حمد و نعت کے یہ ذرہ میری سنو جو میں سراپا گناہ ہوں تقصیر آسید و ار رحمت غفور ذوالجلال ہوں نام فخر الدین احمد ہے نام بد نام کنندہ نکو نامی چند ہوں جناب غفران مآب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی کا فرزند ہوں لکھنؤ میرا وطن ہے فرنگی محل مسکن ہے بحر العلوم مولانا محمد عبد الحق مغفور کا نواسا ہوں حضرت مولانا محمد قدرت علی صاحب مرحوم کا پوتا ہوں ان حضرات کے فضل و کمالات دیکھکر اپنی نالیاقتی پر روتا ہوں جناب کرامت مآب حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوالی صاحب قدس سرہ کا مرید اور خادم ہوں حیف ہے باوجود ایسے پیر و مرشد کامل کی پیروی اور تحصیل ارشاد نہیں ہو سکی سخت نادم ہوں بیت — ترجمہ فتنا لحرف لکھو و لعب فا ہا انتم اذا انتم اذا ہا حق تعالی مجھپر اپنا فضل و کرم کرے علم و عمل میں مجھے اونکا قدم بقدم کرے آمین ثم آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

سبب تالیف

کیمیائے سعادت جو کتاب ہے حقیقت میں اسم بامسمی اور لاجواب ہے اسمیں جو چار عنوان اور چار ارکان ہیں نی الحقیقت

رکن ایمان مین اضافہ مین کسی کتاب کو اوسکے مثل سمجھنے کا محل نہین احیاء العلوم کے سوا کوئی اوسکا نعم البدل نہین ہے جادۂ قدیم پیشوائے صراط مستقیم مرشد منہاج طریقت خضر شوارع شریعت کے افاضات سے ہے یعنی امام الانام حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ یا تعاقب الایام واللیالی کی تصنیفات سے ہے اگر امام صاحب کا کچھ حال کرامت اشتمال تحریر مین آسکے تو دیباچہ دفتر مناقب ہوجائے یہی علماء وارثان پیغمبرین مرتبہ مین انبیاء بنی اسرائیل کے ہمسر ہین سمجھے اور ہر مسلمان کو خدا انکی محبت نصیب کرے اور اونکے اتباع کی توفیق دے ۞ آمین یا رب العالمین ۞

ایک دن جناب عالی ہمم مقصد فیض و کرم عمیم الاحسان کریم الامتنان فیض رسان صاحب مجمع وتالیف قدردان وضیع و شریف امیر با توقیر ہمہ تن خلق سراپا مروت جناب منشی نول کشور صاحب سلامت کی خدمت اکسیر خاصیت مین یہ ہیچمدان حاضر تھا کیمیای سعادت کا کچھ ذکر ہوا از راہ فیض رسانی مجھسے فرمایا یہ مضمون افادت مقرون زبان مبارک پر آیا کہ اس کتاب کمال انصاب کی فارسی عبارت ہے اور اس زمانہ مین لوگون کو اردو کی طرف زیادہ رغبت ہے اور یہ فارسی قدیم کم استعداد لوگون کی سمجھ مین بخوبی نہین آتی ہے طالبون کی کیمیا کچی رہ جاتی ہے ہمین بدل منظور ہے کہ تو اس نسخہ کی ترکیب بدل کر تیرا نام ہو اردو مین ترجمہ کرے کہ فیض عام ہو ایک تو اونکا فرمانا دوسرے عاصی سنے اس امر کو موجب سعادت دارین جانا دل سے منظور کیا تعمیل ارشاد مین مشغول ہوا الحمد للہ کہ سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین اس امر اہم کا انجام ہوا اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت اس کتاب کا نام ہوا یہ لفظی ترجمہ نہین بلکہ حتی المقدور کتاب کا مطلب اپنے محاورہ اور روزمرہ کے موافق تحریر ہے عمدا کہین تبدیل ہے نہ تغیر ہے ہان کہین کسی اجمال کی تفصیل کے واسطے کوئی لفظ یا فقرہ بڑہایا ہے اگر مطلب کے موافق کوئی شعر برمحل یاد آگیا تو بے اختیار زبان قلم پر آیا ہے چونکہ امام عالیمقام مصنف کیمیای سعادت شافعی المذہب تھے لہذا برادران حنفی المذہب کو چاہیے کہ مسائل فقہیہ مین حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرین آپنے مذہب کے علماء سے فتوی پوچھ لین اور ناظرین با تمکین سے امید ہے کہ بمقتضاے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر اس ہیچمدان سے کہین غلطی ہوئی ہو تو اوسے بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائین عاصی کو دعاے خیر سے یاد کرین مورد الزام نہ بنائین اور درگاہ الہی مین یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو عاصی پر معاصی کے حق مین منجملہ باقیات صالحات کرے اپنی رحمت کاملہ سے اور شفقت شامل کو میرے واسطے دنیا مین سبب رحمت عقبی مین موجب نجات کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

التماس

مالکان مطابع بلاد و امصار تمام ہندوستان و ہر شہر و دیار کی خدمت مین التماس ہے کہ مترجم کتاب کیمیای سعادت مسمی بہ اکسیر ہدایت نے قدردان مترجم وضیع و شریف جناب منشی نول کشور صاحب المطابع کی فرمایش اور ارادہ سے یہ ترجمہ کیا اور اپنا حق المحنت جناب موصوف کو نذر اور ہبہ کر دیا کوئی صاحب اور کسی چھاپہ خانہ مین اسکی نقل نہ چھاپین نہ چھپوائین جن صاحبون کو ضرورت ہو مطبع منشی نول کشور سے خرید فرماوین فقط

العبد فخر الدین احمد عفی اللہ عنہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ونصلی علی رسوله الکریم

دیباچہ

شکر و سپاس بے قیاس آسمان کے تارون اور مینہ کے قطرون اور درختون کے پتون اور میدان کی ریت اور زمین آسمان کے ذرون کے برابر اوسی خدا کے لیے ہے کہ یگانگی جسکی صفت ہے اور بزرگی بڑائی برتری اچھائی جسکی خاصیت ہے اوسکے جلال کے کمال سے کوئی بندہ آگاہ نہین اوسکی معرفت کی حقیقت مین اوسکے سوا کسی کو راہ نہین بلکہ اوسکی حقیقت معرفت مین اپنی عاجزی کا اقرار کرنا صدیقون کی معرفت کا منتہا ہے اور اوسکی حمد و ثنا مین اپنی تقصیر کا مقر ہونا فرشتون اور پیغمبرون کی ثنا کی انتہا ہے اوسکے جلال کی پہلی چمک مین حیران رہ جانا عقلمندون کی عقل کی غایت ہے اوسکے جمال کی نزدیکی ڈھونڈھنے مین متحیر رہ جانا سالکون اور مریدون کی نہایت ہے اوسکی اصل معرفت کی امید توڑ دینا اپنا جی چھوڑ دینا ہے اوسکی معرفت مین دعوی کمال کرنا تشبیہ اور تمثیل کا خیال کرنا ہے اوسکی ذات کے جمال کے ملاحظہ سے چکا چوند سب آنکھون کا حصہ ہے اوسکی عجیب صنعتین دیکھنے سے معرفت ضروری سب عقلون کا ثمرہ ہے کوئی شخص ایسا نہو کہ اوسکی ذات کی عظمت مین سوچ کرے کہ کیونکر ہے اور کیا ہے کوئی دل ایسا نہو کہ اوسکی عجیب صنعتون سے ایک لحظہ غافل ہے کہ اونکی ہستی کیا ہے اور کسکی قدرت سے برپا ہے تاکہ ضرور پہچانے کہ سب اوسی کی قدرت کے آثار ہین اور اوسی کی عظمت کے انوار ہین اور سب عجائب غرائب اوسی کی حکمت کا ہے اور سب پرتو جمال اوسی حضرت کا ہے اور جو کچھ ہے اوسی سے ہے اور سب اوسی کے سبب سے ہے بلکہ خود سب وہی ہے کہ کسی چیز کو اوسکی ہستی کے سوا حقیقت مین ہستی نہین ہے بلکہ سبھون کی ہستی اوسی کی نور ہستی کی پرچھائین ہے اور درود نامحدود محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ وہ سب پیغمبرون کے سردار اور رہنما اور راہ بر ہر ایماندار ہین اور اسرار ربوبیت کے امانت دار اور برگزیدہ حضرت پروردگار ہین اور اونکے یارون اور اہل بیت پر کہ اونمین سے ہر ایک امت کا پیشوا ہے اور شریعت کی راہ دکھانیوالا ہے اما بعد ای عزیز ازجان اس بات کو جان

کہ خدا نے آدمی کو کھیل اور بیہودہ باتون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے بلکہ اوسکا کام اور خطر بڑا ہے اسواسطے کہ اگر وہ ازلی نہین تو ابدی بیشک ہے
یعنی اگرچہ ہمیشہ سے نہین تو ہمیشہ تک ہے اور اگرچہ اوسکا بدن مٹی کا ناچیز ہے مگر اوسکی روح کی حقیقت ربانی اور عزیز ہے اور اوسکی اصل اگرچہ حیوانی صفتوں
چرند درند شیاطین کی صفتون سے ملی ہے اور اس میل مین بھری ہے مگر جب مشقت کی گھریا مین رکھی جاتی ہے تو ان آلایش سے پاک ہوکر درگاہ
الٰہی کی قربت کی قابلیت پاتی ہے اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک سب نیچ اونچ اوسی کا کام ہے اسفل السافلین اوسکا یہ ہے کہ چرند درند شیاطین کے
مقام مین گرکر خواہش اور غصہ کے پھندے مین پھنسے اور اعلیٰ علیین اوسکا یہ ہے کہ ملائکہ کے درجے پر پہونچے مثلاً خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے نجات پائے یہ دونون اوسکے
قیدی ہون وہ انکا بادشاہ بن جائے جب یہ مرتبہ بادشاہی اوسے حاصل ہوتا ہے تب وہ جناب الٰہی کی بندگی کے قابل ہوتا ہے اور یہ بندگی کی قابلیت صفت
ملائکہ ہے اور آدمی کا کمال مرتبہ ہے جب حضرت الٰہی کے جمال کی محبت کا مزا اوسے حاصل ہوتا ہے تو اوسکی دید بے ایکدم صبر نہین کرسکتا اور جمال لازوال کی دید اوسکی بہشت
ہوجاتی ہے اور اگر پیٹ فرج کی شہوت کے حصر مین جو بہشت ہے وہ اوسکے نزدیک ہیچ اور برشت ہوجاتی ہے چونکہ ابتدائی پیدایش مین آدمی کی اصل ناقص اور ناچیز ہے تو اوسے اوس کمال کے
درجہ کمال کو پہونچانا ممکن نہوگا مگر مشقت اور علاج کرنے سے جسطرح وہ کیمیا جو تانبے پیتل کو پاک صاف کرکے سونا کردیتی ہے نہایت دشوار ہے ہر ایک اوسے
نہین پہچانتا اوسیطرح یہ کیمیا بھی جو آدمی کی اصل کو چارپایگی کی کثافت سے ملائکہ کی صفائی اور نفاست کو پہونچاتی ہے کہ اوس صفائی کی بدولت
سعادت ابدی ہاتھ آتی ہے مشکل ہے ہر ایک نہین جانتا اس کتاب کی نیو ڈالنے سے اوسی کیمیا کے اجزا کا بیان مقصود ہے جو حقیقت مین کیمیاے سعادت
ابدی ہے اسیواسطے **کیمیاے سعادت** اس کتاب کا ہمنے نام رکھا کیمیا کا نام اس کتاب سے بہت مناسب ہے اسواسطے کہ تانبے اور
سونے مین زردی اور بھاری پنے کے سوا اور کچھ فرق نہین اور اوس کیمیا سے دنیا مین مالدار ہونیکے سوا کچھ حاصل نہین دنیا چند روزہ ہے اور
دولت دنیا خود کیا ہے اور چارپایون کی عادات اور ملائکہ کی صفات مین زمین آسمان کا فرق ہے اور اس کیمیا کا ثمرہ سعادت ابدی ہے کہ اوسکی
مدت کی غایت نہین اور اوسکی نعمتون کے اقسام کی نہایت نہین اور کبھی میل کو اوسکی صفائی نعیم مین دخل نہین یہ کتاب حقیقت مین کیمیا ہے اسکے سوا
اور کسی چیز کو کیمیا کہنا عاریت اور بیجا ہے **فصل** ای عزیز جان تو کہ جسطرح کیمیاے زر ہر ایک بوڑھیا کی گرستی مین لوگ نہین پاتے بلکہ بڑے آدمی دنیا
اور بادشاہون کے خزانہ مین پاتے ہین اوسیطرح کیمیاے سعادت ابدی بھی ہر جگہ نہین پاتے خزانہ ربوبیت مین پاتے ہین اور خداوند کریم کا خزانہ
آسمان مین فرشتون کی ذات ہے اور زمین مین انبیا کے قلوب جو کوئی یہ کیمیا درگاہ نبوت کے سوا اور کہین ڈھونڈھیگا راہ بھولیگا آخر کو وہ سکا
کہا یگا خیال خام کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیگا قیامت مین اوسکی مفلسی ظاہر ہوجائیگی تمام خلق اوسکے کھوٹے پیسے سے ماہر ہوجائیگی اوسکی اولٹی سمجھ کہل
جائیگی فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اوسے سنا آئیگی ارحم الراحمین کی بڑی رحمتون سے ایک یہ رحمت ہے کہ
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر صلوات اللہ علیہم دنیا مین بھیجے کہ اس کیمیا کا نسخہ خلق کو سکھائین نقد دلکو مشقت کی گھریا مین رکھنا بتائین اور
یہ کہ برے اخلاق جنسے دل کثیف اور میلا ہوتا ہے دل سے کیونکر دور کرین اور اوصاف حمیدہ سے خانۂ دل کسطرح معمور کرین سبکو تعلیم فرمائین
اسیواسطے حق تعالے نے پاکی اور بادشاہت کے ساتھ جسطرح اپنی تعریف کی اوسیطرح انبیا صلوات اللہ علیہم کے بھیجنے پر بھی اپنی توصیف کی
اور مخلوق پر اپنا احسان جتایا یعنی یون فرمایا يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ
فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یزکیہم کے یہی معنی ہین

کہ برے اخلاق جو جانوروں کی صفت ہے رسول اونسے چھوڑا دے اور یعلمہم الکتاب والحکمۃ سے یہی مراد ہے کہ صفات ملائکہ کا خلعت اونکو پہنا دے اور اس کیمیا سے یہی غرض ہے کہ انسان کی آن جو [illegible] چاہیں اونسے آدمی پاک اور منزہ ہو اور کمال کی جو صفتیں ہیں اونسے آراستہ ہو سب کیمیا میں بڑی کیمیا یہ ہے کہ دنیا سے منہ پھیرے اور خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہووے جیسا کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے تعلیم فرمایا واذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا کے یہی معنی ہیں کہ سب سے رشتہ تعلق توڑے اور بالکل اپنے تئین اپنے معبود کے اختیار میں چھوڑ دے اس کیمیا کا مجمل بیان ہے اور اسکی تفصیل دراز ہے اور بے پایان لیکن چار چیزوں کی معرفت اوسکا عنوان ہے اور چار معاملوں کا پہچاننا اوسکے ارکان اور ہر رکن کی دس اصلین ہیں پہلا عنوان یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین پہچانے دوسرا عنوان یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو پہچانے تیسرا عنوان یہ ہے کہ دنیا کی حقیقت پہچانے چوتھا عنوان یہ ہے کہ حقیقت آخرت پہچانے اور ان چار چیزوں کا جاننا حقیقت میں معرفت مسلمانی کا عنوان ہے لیکن معاملہ مسلمانی کے ارکان چار ہیں دو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہیں اور دو باطن سے جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہیں وہ دو یہ ہیں پہلا رکن خدا کے احکام بجا لانا ہے جسے عبادات کہتے ہیں دوسرا رکن [illegible] معاملات کہتے ہیں اور دو رکن جو باطن سے علاقہ رکھتے ہیں پہلا رکن برے اخلاق مثلاً غصہ [illegible] اور انھیں اخلاق کو مہلکات اور راہ دین کے عقبات کہتے ہیں دوسرا رکن اچھے اخلاق مثلاً صبر شکر محبت رجا توکل [illegible] اور انھی اخلاق کو منجیات کہتے ہیں پہلا رکن جسمین عبادات کا بیان ہے اوسکی دس اصلیں ہیں پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد کے بیان میں دوسری اصل طلب علم کے بیان میں تیسری اصل طہارت کے بیان میں چوتھی اصل نماز کے بیان میں پانچویں اصل زکوۃ کے بیان میں چھٹی اصل روزہ کے بیان میں ساتویں اصل حج کے بیان میں آٹھویں اصل تلاوت قرآن کے بیان میں نویں اصل ذکر اور دعاؤں اور وظیفوں کے بیان میں دسویں اصل وظیفوں کی ترتیب کے بیان میں دوسرا رکن معاملات کے آداب [illegible] پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب کے بیان میں دوسری اصل آداب نکاح کے بیان میں تیسری اصل سوداگری اور پیشہ کے آداب کے بیان میں چوتھی اصل طلب حلال کے بیان میں پانچویں اصل صحبت کے آداب کے بیان میں چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب کے بیان میں ساتویں اصل آداب سفر کے بیان میں آٹھویں اصل راگ اور وجد اور حال کے آداب کے بیان میں نویں اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب کے بیان میں دسویں اصل رعیت پروری اور بادشاہی کے بیان میں تیسرا رکن [illegible] کے بیان میں ہے اسکی بھی دس اصلیں ہیں پہلی اصل ریاضت نفس کے بیان میں دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت [illegible] کے بیان میں تیسری اصل بات کی ہوس اور زبان کی آفتوں کے علاج کے بیان میں چوتھی اصل غصہ اور کینہ اور حسد کے علاج کے بیان میں پانچویں اصل محبت دنیا کے علاج کے بیان میں چھٹی اصل محبت مال کے علاج کے بیان میں ساتویں اصل [illegible] کے بیان میں آٹھویں اصل ریا اور نفاق کے علاج کے بیان میں نویں اصل تکبر اور عجب کے علاج کے بیان میں دسویں اصل [illegible] کے علاج کے بیان میں ہے چوتھا رکن [illegible] اسکی بھی دس اصلیں ہیں پہلی اصل توبہ کے بیان میں دوسری اصل شکر و صبر کے بیان میں تیسری اصل خوف و رجا کے بیان میں چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان میں پانچویں اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان میں چھٹی اصل مراقبہ اور محاسبہ کے بیان میں ساتویں اصل

تفکر کے بیان میں آٹھویں اصل توحید اور توکل کے بیان میں نویں اصل محبت اور عشق الہی کے بیان میں دسویں اصل موت کو یاد کرنے اور موت کے حال کے بیان میں کیمیای سعادت کے ارکان اور اصول کی فہرست یہی ہے ہم اس کتاب میں چار عنوان اور چالیس اصلوں کی بہت صاف شرح کرینگے اور قلم کو مشکل عبارت اور باریک مضمون سے باز رکھینگے کہ یہ کتاب عام فہم ہو اسواسطے کہ اگر کسی کو تحقیق اور تدقیق کی رغبت ہو تو اسکے سوا اور عربی کتابوں کا مطالعہ کرے مثلاً احیاء العلوم جواہر القرآن یا اور تصانیف جو اس علم میں ہیں اور اس کتاب سے فقط عوام کا سمجھانا مقصود ہے اسواسطے کہ بعض لوگوں نے درخواست کی کہ یہ علم فارسی عبارت میں لکھا جائے تا کہ مطلب بآسانی سمجھ میں آئے خداوند کریم اوسکی اور میری نیت کو پاک اور صاف رکھے ریا اور تکلف کے میل سے شفاف رکھے اپنی رحمت کا خالص امیدوار بنا اور صواب کا دروازہ مفتوح فرمائے بدرگاہ خدا عزوجل سے ہے جو زبان پر آئے اوسی پر عمل سے کہ بیعمل باتین [illegible] کہنا اور عمل نہ کرنا قیامت کو وبال [illegible] نعوذ باللہ منہا

آغاز کتاب مسلمانی کے عنوان کے بیان میں مسلمانی کے چار عنوان ہیں
پہلا عنوان مسلمانی کا یہ پہلا عنوان ہے اسمین اپنے تئین پہچاننے کا بیان ہے

اے عزیز یہ جان اور یقین مان کہ اپنے تئین پہچاننا حق تعالی کی معرفت کی کنجی ہے جیسا کہ کہا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ [illegible] اور اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق یعنی اپنی نشانیاں جہان میں اور انکی ذاتوں میں ہم انکو دکھاتے ہیں تا کہ حق کی حقیقت انمین ظاہر ہو الغرض تمام کائنات میں کوئی چیز تجھسے زیادہ تیرے قریب نہیں جو تو اپنے تئین نہ پہچانیگا اور کو کیا پہچانیگا [illegible] تو کہیگا کہ ہم اپنے تئین پہچانتے ہیں [illegible] خدا کی معرفت کی کنجی [illegible] مگر [illegible] ہاتھ پاؤں کو [illegible] پہچانتا ہے اور [illegible] تجھ کو [illegible] غالب [illegible] کا ارادہ [illegible] کہ ہر جانور [illegible] اور کچھ [illegible] چار پایوں کی غذا اور سعادت ہے اگر [illegible] کوشش کر [illegible] درندوں کی غذا اور سعادت ہے [illegible] شیطان کی غذا ہے [illegible] نیکی [illegible] فرشتوں کی غذا اور سعادت ہے [illegible] تو اپنی اصل میں کوشش کر [illegible] یہانتک تلاش کر [illegible] معلوم ہو جاوے کہ خدا [illegible] اور دن رات [illegible] اپنا [illegible]

سعادت کے مقام کی طرف متوجہ ہو جاتے خاص لوگ اس مقام کو جناب الہیت کہتے ہین اور عوام جنت کہتے ہین اور یہ سب باتین تجھے جاننا ہین
کہ کچھ اپنی معرفت تجھے حاصل ہو اور جسقدر بھی بجانا ہین سے خیالات اوسکا حصہ رہا اور دین کی حقیقت سے تو پردہ رہا **فصل** اے عزیز اگر تجھکو اپنے تئین
جاننا منظور ہے تو یہ بات جاننا ضرور ہے کہ خدا نے تجھکو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک ظاہری ڈہانچا جسے بدن کہتے ہین اور جسکو ظاہر کی آنکھ سے
دیکھ سکتے ہین دوسرے باطنی معنی ہین کہ اوسکو نفس اور دل اور جان کہتے ہین اور اوسے فقط باطن کی آنکھ سے پہچان سکتے ہین ظاہر کی آنکھ سے
نہین دیکھ سکتے اور یہی باطنی معنی تیری حقیقت ہے اور اس معنی کے سوا اور جو چیزین ہین وہ اوسکی تابع اور لشکر اور خدمتگار ہین اور ہم
اس حقیقت کو دل کہتے ہین ہم جب دل کی بات کہین گے تو اے عزیز جان تو کہ دل سے ہی حقیقت انسان مراد لین گے اور اس حقیقت کو کبھی
روح کہتے ہین کبھی نفس اور دل سے وہ گوشت کا لوتھڑا مقصود نہین ہے جو سینہ مین بائین طرف موجود ہے اوسکی حقیقت کیا ہے کہ جانورون
اور مردون کے بھی ہوتا ہے اور اس دل کو جو حقیقت انسان ہے ظاہری آنکھ سے نہین دیکھ سکتے جو چیز ظاہری آنکھ سے دکھائی دے وہ اس عالم
سے ہے جسے عالم شہادت کہتے ہین اور اوس دل کی حقیقت اس عالم سے نہین ہے ہان اس عالم مین مسافرانہ آیا ہے وہ ظاہری گوشت کا لوتھڑا اس
دل کی سواری اور ہتھیار اور بدن کے سب عضو اوسکا لشکر ہے وہ تمام بدن کا بادشاہ اور اوسے خدا کی معرفت اور اوسکے جمال بیمثال کا مشاہدہ
اوسی دل کی صفت ہے اور اوسی پر تکلیف عبادت ہے اوسی سے خطاب ہے اوسی پر ثواب و عذاب ہے اصلی سعادت اور شقاوت اوسی کے لیے ہے
ان سب باتون مین بدن اوسکا تابع ہے اوسی کی حقیقت اور صفتونکا پہچاننا خدا تعالی کی معرفت کی کنجی ہے اے عزیز ابھی کوشش کر کہ تو اوسکو پہچانے
کہ وہ ایک عمدہ گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہے اور اوسکا وطن الوہیت اور اوسکا اصلی معدن ہے وہین سے وہ آیا ہے وہین پھر جائیگا یہان مسافرانہ آیا ہے
تجارت اور زراعت کے لیے تشریف لایا ہے تجارت اور زراعت کے معنی آگے بیان ہونگے انشاء اللہ تعالی اچھی طرح عیان ہون گے۔
فصل اے عزیز یہ سمجھ لے کہ جبتک تو دل کی ہستی کو نہ جانیگا اوسکی حقیقت کو کیا پہچانیگا پہلے ہستی پہچان پھر حقیقت جان بعدہ دل کا لشکر
معلوم کر کہ کیا ہے پھر یہ سمجھ کہ دل کو اوس لشکر سے کیا علاقہ ہے پھر اوسکی صفت پہچان کہ حق تعالی کی معرفت اوسے کیونکر حاصل ہوتی ہے اور پھر
وہ اپنی سعادت کو کس طرح پہونچتا ہے ان میں سے ہر ایک کا بیان آئیگا لیکن دل کی ہستی تو ظاہر ہے کہ اپنی ہستی مین آدمی کو کچھ شک نہین اور اوسکی
ہستی اوسکے ظاہری ڈہانچے سے نہین اسواسطے کہ یہ بدن مردہ کے بھی ہے اور جان نہین اور دل سے ہمارا مقصود روح کی حقیقت ہے
روح جب نہو بدن مردار ہے اگر کوئی اپنی آنکھ بند کرے اور اپنے بدن اور دنیا و مافیہا کو جسے آنکھ سے دیکھ سکتے ہین بھولا دے
تو اپنی ہستی کو ضرور پہچانے اور گو کہ اپنے کالبد اور دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو لیکن اپنے تئین جانے اور اگر کوئی اس امر مین
خوب غور کرے تو کچھ آخرت کی بھی حقیقت پہچانے اور یہ جانے کہ جب اوسکا کالبد چھین لین گے تو اوسکا قائم رہنا
اور فنا نہونا روا ہے **فصل** دل کیا ہے اور کیا خاص صفت دل کی ہے اسکے بیان کرنے کی شریعت نے اجازت نہین دی
اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح نہین فرمائی اور حق تعالی کی جناب سے یہ آیۃ آئی وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ
الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي روح اللہ کے کامون اور عالم امر سے ہے اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہوئی الا لہ الخلق والامر
عالم خلق جدا ہے اور عالم امر جدا جس چیز مین ناپ اور مقدار اور کمیت راہ پائے اوسے عالم خلق کہتے ہین اسواسطے کہ لغت مین خلق کی معنی اندازہ

کرسکتے ہین اور آدمی کے دل کے لیے اندازہ نہین اسیواسطے تقسیم نہین قبول کرتا ہے اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اوسمین ایک طرف
کسی چیز کا جہل اور دوسری طرف اوسی چیز کا علم ہونا درست ہوتا اور ایک ہی وقت وہ عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ بات محال ہے
اور روح باوجودیکہ قابل قسمت نہین اور مقدار کو اوسمین مداخلت نہین مگر مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہے اور جیسا خلق اندازہ کرنیکو
کہتے ہین ویسا ہی پیدا کرنیکو بھی کہتے ہین تو اس معنی پر روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے عالم امر سے ہے عالم خلق سے نہین
اسواسطے کہ عالم امر اون چیزون سے عبارت ہے جنہین ناپ اور اندازہ کو دخل نہو جو لوگ روح کو قدیم سمجھے غلط سمجھے اور جنہون نے روح کو عرض کہا
غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہین دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے تو روح عرض کیونکر ہوئی اور
جنہون نے روح کو جسم کہا ہے اونکو بھی دھوکا ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہو سکتا ہے اور روح ٹکڑے نہین ہو سکتی ایک چیز اور ہے اوسکو بھی روح کہتے ہین
وہ ٹکڑے بھی ہو سکتی ہے اور جانورون کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہین وہ خدا تعالی کی معرفت کا محل ہے جانورون کے
وہ روح نہین ہوتی وہ نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ فرشتون کے گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے اوسکی حقیقت کا جاننا دشوار ہے اور اوسکی تفصیل کرنیکی
اجازت نہین اور دین کی راہ چلنے مین پہلے اوسکے پہچاننے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ پہلے دین کی راہ مین محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی
شخص کما حقہ ریاضت کریگا یہ پہچان اوسے خود بخود حاصل ہو جائیگی اور یہ معرفت نتیجہ اوس ہدایت کے ہے جو حق تعالی نے فرمایا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا
فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور جسنے پوری ریاضت نہین کی اوس سے روح کی حقیقت کہنا درست نہین ہے لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے
دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر نہ جانیگا جہاد کیا کریگا فصل اے عزیز اس بات کو جان کہ بدن دل کی مملکت ہے اور اس مملکت مین دل کے
مختلف لشکر ہین وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ [illegible] عبارت ہے اور آخرت کے لیے دل کو پیدا کیا ہے اور سعادت ڈھونڈھنا اوسکا کام ہے
اور اوسکی سعادت خدا تعالی کی معرفت پر موقوف ہے اور صانع کی معرفت مصنوعات سے اوسکو حاصل ہوتی ہے اور تمام عالم مصنوعات ہے
اور عجائبات عالم کی معرفت ظاہر و باطن کے حواس سے اوسے حاصل ہوتی ہے اور حواس کو بدن کے ساتھ ثبات ہے معرفت دل کا شکار ہے
اور حواس پھندا اور بدن سواری اور پھندے کا اوٹھانے والا اسواسطے دل کو کالبد درکار ہوا اور کالبد پانی مٹی گرمی تری سے ملکر بنا اسوجہ سے
کم طاقت ہے اور باطن مین بھوک پیاس ظاہر مین آگ پانی دشمن درندون کے سبب اسکے لیے خطرہ ہلاکت ہے اسوجہ سے کہانے پینے کی اسکو
حاجت ہوئی اور دو لشکرون کی اسے ضرورت ہوئی ایک ظاہری لشکر ہے جیسے ہاتھ پاؤن منہ دانت معدہ دوسرا باطنی لشکر ہے جیسے
بھوک پیاس اور ظاہری دشمن سے بچنے مین بھی اوسکو دو لشکر کی حاجت ہوئی ہاتھ پاؤن اور ہتھیار تو ظاہری ایک لشکر ہے اور غصہ حواس
باطنی لشکر ہے اور جب تک چیز مانگنا اوسے دیکھنا و دشمن ہانکنا ممکن نہ تھا تو حواس ظاہری اور باطنی کی ضرورت ہوئی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے
کی قوتین ظاہری پانچ حواس ہین اور خیال تفکر حفظ توہم تذکر کی قوتین دماغ مین باطنی پانچ حواس ہین ہر ایک قوت کیواسطے کام خاص ہین
ایک قوت مین خلل پڑنے سے آدمی کے دین دنیا کے کام مین خلل آتا ہے یہ سب ظاہری باطنی لشکر دل کے اختیار مین ہین اور دل سبکا بادشاہ ہے
زبان ہاتھ پاؤن آنکھ قوت تفکر سب دل کے حکم سے کام کرتے ہین اور سبکو خدا نے خوشی سے دل کا تابعدار بنایا ہے تاکہ بدن کی ایسی حفاظت
کرین کہ دل اپنا توشہ لے اور اپنا شکار پکڑلے اور آخرت کی سوداگری پوری کرے اور اپنی سعادت کا بیج بکھیرے اور یہ لشکر دل کی ایسی

اطاعت کرتے ہیں جیسے فرشتے خدا تعالیٰ کی اطاعت خوشی سے کرتے ہیں اور کوئی کام خلاف حکم الٰہی کے نہیں کرتے فصل دل کے لشکر
تفصیل طویل ہے بغیر تشبیہ کے سمجھ میں [illegible] ایک مثال میں معلوم ہو جاویگا کہ عقل ہے کہ بدن گویا ایک شہر ہے اور ہاتھ پاؤں پیشہ ور ہیں اور شہوت
اوس شہر کی عامل ہے غصہ کوتوال ہے دل بادشاہ ہے عقل وزیر ہے بادشاہ کو ملک کے انتظام کیواسطے ان سب کی احتیاج ہے لیکن شہوت جو گویا
عامل ہے جھوٹی اور زیادتی کرنیوالی ہے جو وزیر عقل کہتا ہے اوسکے خلاف ہی کہتی ہے اور ہمیشہ یہی چاہتی ہے کہ سلطنت میں جتنا مال ہے
سب خراج کے بہانے سے لے اور غصہ جو گویا کوتوال ہے سخت شریر تند خو اور تیز ہے مار ڈالنا زخمی کرنا اسے اچھا معلوم ہوتا ہے جسطرح اور بادشاہ
سب باتوں میں اپنے وزیر سے مشورہ کرتا ہے اور جھوٹے طمعدار عامل کا کان مروڑے رکھتا ہے وزیر کے برخلاف اوسکا کہنا نہیں مانتا ہے کوتوال
کو اوسپر تعینات کرتا ہے کہ اوسکو زیادتی سے باز رکھے اور کوتوال کو بھی دباؤ میں رکھتا ہے کہ قدم حد سے نہ بڑھاوے اور ان باتوں سے اوس
بادشاہ کی سلطنت میں انتظام رہتا ہے اسیطرح بادشاہ دل بھی اگر وزیر عقل کے مشورہ سے کام کرے شہوت اور غصہ کو رام کرے اور عقل
کا محکوم کر دے اور عقل کو اونکا امیدوار نہ بنائے تو بدن کی سلطنت کا انتظام درست ہے اور سعادت کی راہ چلکر حضرت احدیت میں پہونچ سکے
پہونچ جاوے اور اگر عقل کو شہوت اور غصہ نے قید کیا تو ملک تباہ ہوا بادشاہ دل بدبخت ہلاک ہوا فصل بغیر اسکے سب جو بیان
ہوا اس سے تو نے یہ جان لیا ہے کہ شہوت اور غصہ کو کھانے پینے اور بدن کی حفاظت کرنے کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے تو یہ دونوں بدن کے خدمتگار
ہیں اور کھانا پانی بدن کا چارہ ہے اور بدن کو حواس کا بوجھ اٹھانے کے واسطے پیدا کیا ہے تو بدن حواس کا خادم ہے اور حواس کو عقل کی
جاسوسی کے واسطے پیدا کیا ہے اوسکے بدولت خدا کی عجیب صنعتیں دیکھ پاوے تو حواس عقل کے خادم ہیں اور عقل کو دل کے واسطے پیدا کیا ہے
کہ دل کی شمع و چراغ ہے اور اوسکی روشنی میں درگاہ الٰہی جمال کو نظر آئے کہ یہی دل کی بہشت ہے تو عقل دل کی خادم ہے اور دل کو جمال الٰہی
کے نظارہ کیواسطے پیدا کیا ہے جب دل اس نظارہ میں مشغول ہو تو بندہ خدا کی درگاہ کا خادم بنا اور حق تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون اوسکے یہی معنی ہیں اور دل کو پیدا کیا ہے اور سب لشکر اور بادشاہی بدن کی اسواسطے دی ہے کہ عالم خاک سے اعلیٰ علیین کی سیر کرے اگر کوئی اس نعمت
کا حق ادا کرنا اور بندگی کی شرط بجا لانا چاہتا ہے تو چاہئے کہ بادشاہ کی طرح سلطنت کی مسند پر بیٹھے اور خدا کی درگاہ کو اپنا مقصود و قبلہ بنائے اور آخرت کو
اپنا وطن اور ٹھہرنے کی جگہ ٹھہرائے اور دنیا کو منزل اور بدن کو سواری اور ہاتھ پاؤں کو خدمتگار اور عقل کو وزیر اور شہوت کو عامل غصہ کو کوتوال بنائے اور حواس کو
جاسوس بنا کر ہر ایک کو ایک ایک کام پر مقرر کرے کہ وہ ملک کی خبر لاویں اور قوت خیال جو دماغ میں اگلی طرف ہے اوسکو اخبار کے ہرکاروں کا افسر بنائے
تاکہ جاسوس سب خبر لا کر اوسکے پاس لاویں اور قوت حافظہ جو دماغ میں پچھلی طرف ہے اوسکو اخبار کا محافظ مقرر کرے کہ اخبار کے پرچے اوس افسر سے لیکر
حفاظت سے رکھے اور وقت پر وزیر عقل کے روبرو پیش کرے اور وزیر ان سب خبروں کے موافق جو ملک سے اوسے پہونچتی ہیں ملک کا انتظام اور بادشاہ
کے سفر کی تدبیر کیا ہے وزیر عقل ہی اگر دیکھے کہ کوئی لشکر مثل شہوت یا غصہ وغیرہ بادشاہ سے پھر گیا اور اطاعت سے باہر ہوگیا اور
راہزنی کیا چاہتا ہے تو اوسکی تدبیر کرے [illegible] کی طرف متوجہ ہو کہ وہ پھر راہ پر آجاویں اور اونکے مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ
سلطنت بغیر اونکے درست نہیں ہو سکتی [illegible] اور مدد گار میں دشمن ہو جاوے
رعایت کریں [illegible] اور اس خدمت کے عوض میں سزا اوسی کا اطاعت

درخت پر پائیگا اور اگر اسکے خلاف عمل مین لایا اور باغی دیکیتون دشمنون سے ملگیا تو نمک حرام اور شقی ہوگیا اور اس بد اعمالی کی
سخت سزا پائیگا فصل ایعزیز جان تو کہ آدمی کو ہر ایک لشکر کے ساتھ جو اوسکے باطن مین ہین ایک علاقہ ہے اور ہر لشکر کے سبب سے
آدمی مین ایک صفت اور خلق پیدا ہے اور انمین سے بعضے اخلاق برے ہین کہ آدمی کو تباہ اور غارت کرتے ہین اور بعضے اچھے ہین کہ
آدمیکو درجہ سعادت پر پہونچا کر عالی مرتبت کرتے وہ اخلاق سب تو اگرچہ بہت ہین لیکن چار قسم کے ہین چار پایون کے اخلاق شیطان کے اخلاق
ملائکہ کے اخلاق چونکہ آدمی مین لالچ اور خواہش ہے اس وجہ سے چارپایون کے کام کرتا ہے مثلاً کھانے اور جماع کرنے پر مرتا ہے
اور چونکہ آدمی مین غصہ ہے اس سبب سے کتے شیر بھیڑیے کا کام کرتا ہے مثلاً مارنے اور ڈالنے لوگون سے گالی گلوچ ہاتھا پائی کرنے پر
شیر ہوتا ہے اور حیلہ مکر کرنا لوگون مین فساد ڈالنا چونکہ آدمی مین موجود ہے اس وجہ سے شیاطین کے کام کرتا ہے اور چونکہ آدمی مین عقل ہے
اس باعث سے فرشتون کے کام کرتا ہے مثلاً علم کو دوست رکھنا برے کامون سے پرہیز کرنا لوگون کی اچھائی چاہنا ذلیل کامون سے بچکر
عزت دار رہنا ہر کام مین حق پہچانکر خوش ہونا جہل اور نادانی کو عیب جاننا اور فی الحقیقت آدمی کی سرشت مین چار چیزین ہین کتا اور
سور اور شیطان اور فرشتہ اور کیونکہ کتا اپنی صورت ہاتھ پاؤن کھال کی وجہ سے کچھ برا نہین بلکہ اپنی عادات کے سبب سے برا ہے
کہ آدمیون سے بھڑ جاتا ہے اور سور بھی اپنی صورت کے سبب سے کچھ برا نہین بلکہ اس وجہ سے برا ہے کہ ناپاک اور بری چیزون کی طمع رکھتا ہے
اور کتے اور سور کی روح کی یہی حقیقت ہے اور آدمی مین بھی یہ باتین موجود ہین اسیطرح شیطان اور فرشتہ کے بھی معنی ہین اور آدمی
سے فرمایا ہے کہ عقل کا نور جو فرشتون کے انوار اور آثار سے ہے اور اسکے بدولت شیطان کے مکر اور حیلے معلوم کرے تاکہ رسوا نہو اور
شیطان اوس سے مکر نہ کر سکے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے ایک شیطان ہے اور میرے واسطے
بھی ہے لیکن خدا نے مجھکو اوس پر فتح دی وہ میرا مغلوب ہوگیا اور مجھے برائی کا حکم نہین دے سکتا اور آدمیکو یہی کام ہے کہ لالچ اور خواہش کے کتے
اور غصہ کے کتے کو ادب مین رکھے اور عقل کا زیر دست کرے کہ اوسکے حکم سے اوٹھین بیٹھین جو آدمی ایسا کریگا اوسکو اچھے اخلاق جو اوسکی سعادت
کے تخم ہون حاصل ہونگے اور اگر اسکے خلاف کریگا اور خود انکا خدمتگار ہوجائیگا تو برے اخلاق جو اوسکی بدبختی کے بیج ہون اوس سے ظاہر ہونگے
اور اگر خواب یا بیداری مین اوسکے حال کی تمثیل اوسکو دکھائین تو اپنے تئین دیکھیگا کہ ایک سور یا کتے یا شیطان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے
اگر کوئی کسی مسلمان کو کسی کافر کے قبضہ قدرت مین دیدے تو کافر اوس مسلمان کا جو حال کریگا وہ ظاہر ہے اور اگر فرشتے کو کتے اور سور اور شیطان
کے قبضہ مین دیدے تو اوس فرشتہ کا حال اوس مسلمان سے بھی بدتر ہوگا اگر لوگ انصاف کرین اور سوچین تو دن رات اپنے نفس کی خواہش کے
تابع ہین اور حقیقت مین انکا حال یہ ہے کہ ظاہر مین گو کہ آدمی کے مشابہ ہین لیکن قیامت کو معنی کھلیگا اور انکا ظاہر بھی باطن کی صورت کا ہوگا
جن پر خواہش اور لالچ غالب ہے وہ لوگ اونکی سور کی سی صورت دیکھینگے اور جن پر غصہ غالب ہے اونکی بھیڑیے کی سی صورت ہوجائیگی
اسیواسطے ہے کہ اگر کوئی مثلا بھیڑیے کو خواب مین دیکھا تو ظالم اوسکی تعبیر ہے اور اگر کسی نے سور کو خواب مین دیکھا تو نجس آدمی اوسکی تعبیر ہے
کیونکہ خواب موت کا نمونہ ہے جسکے سبب سے باطن عالم سے جو اتنا دور ہوا صورت سیرت کے تابع ہوئی ہر شخص کو ویسا ہی دکھا جیسا اوسکا باطن تھا
یہ بڑے بھید کی بات ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی متحمل نہین فصل ایعزیز جب معلوم ہوا کہ باطن مین حکم دینے والے ہین تو اپنے حرکات سکنات کا

دیکھ کہ چارون مین سے تو کسکی اطاعت مین ہے اور یقین جان کہ تو جو حرکت کریگا اوس سے دل مین ایک صفت پیدا ہوکر رہیگی اور
اوس جہان مین تیری مصاحب ہوگی ان صفات کو اخلاق کہتے ہین اور سب اخلاق ان چارون حکم کرنیوالون سے پیدا ہوتے ہین یعنی اگر
خواہش کے سور کا تو مطیع ہے تو ناپاکی بیحیائی لالچ خوشامد خست دوسرے کی برائی پر خوش ہونا یہ صفتین پیدا ہوتی ہین اگر اس سور کو تو دبا
رکھیگا تو قناعت حیا شرم دانائی پارسائی بے طمعی نیکی کی صفت ظاہر ہوگی اگر غضب کے کتے کی تو اطاعت کریگا نڈر ہونا ناپاکی شیخی اور
بولنا غرور تکبر اپنی بڑائی چاہنا افسوس کرنا دوسرے کو کم جاننا اور ذلیل سمجھنا لوگون سے جھگڑنا یہ باتین پیدا ہونگی اگر اس کتے کو ادب مین
رکھیگا تو صبر بردباری درگذر استقلال بہادری سکوت عزت بزرگی یہ اوصاف پیدا ہونگے اور اگر اوس شیطان کی تو اطاعت کریگا
جسکا کام اس سور اور کتے کو ورغلانا اور دلیر کرنا اور مکر سکھانا ہے تو دھوکا دینا خیانت کرنا جعلسازی کپٹ رکھنا مکر یہ امر پیدا ہونگے اگر تو
اوسکو زیر کرکے اوسکی فریب مین نہ آئیگا اور عقل کے لشکر کی مدد کریگا دانائی معرفت علم حکمت صلاحیت حسن خلق بزرگی ریاست کی صفتین پیدا ہونگی
اور یہ اوصاف جو تیرے ساتھ رہینگی تیری نیک یادگار ہونگے اور تیری سعادت کا تخم ہوجاینگے اور جن کامون سے بری اخلاق پیدا ہوتے ہین اونہین
گناہ کہتے ہین اور جن کامون سے اچھے اخلاق پیدا ہوتی ہین اونہین عبادت کہتے ہین آدمی کے حرکات سکنات ان دو حال سے جنکا ذکر ہوا خالی نہین دل گویا درخشان
آئینہ ہے اور برے اخلاق دہوان اور ظلمات ہین جب دل تک پہونچتے ہین اوسے اندھا کردیتے ہین کہ قیامت کو دن جناب الہی کی دید سے محروم رہیگا اور
نیک اخلاق گویا نور ہین کہ دل مین پہونچکر اوسے سیاہی اور گناہون سے صاف کردیتے ہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا یعنی ہر برائی کے بعد اچھائی کر کہ اچھائی برائی کو مٹا دیتی ہے اور قیامت مین آدمی کا دل
جو آئیگا یا روشن ہوگا یا تاریک فَلَا يَنْجُوا إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ اور آدمی کا دل ابتداے خلقت مین لوہے کا سا ہے جس سے روشن
آئینہ بنتا ہے کہ تمام عالم اوس مین دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اوسے خوب حفاظت سے رکھین نہین تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اوس سے آئینہ
نہ بن سکے حق تعالی نے فرمایا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ فصل العزیز شاید تو یہ کہے کہ آدمی مین چونکہ درند
چارپایون شیطانون کی صفتین ہین تو ہم کیونکر جانین کہ فرشتہ پن اوسکی اصل ہے اور یہ صفتین عارضی اور عاریت ہین اور کسطرح معلوم ہو کہ
آدمی فرشتون کے اخلاق حاصل کرنے کو پیدا ہوا ہے اور صفتون کے واسطے نہین پیدا ہوا تو سن تاکہ تجکو معلوم ہوجاے کہ آدمی چارپایون اور
درندون سے اشرف اور کامل تر ہے اور خدا نے ہر چیز کو کمال دیا ہے وہی اوسکا نہایت درجہ ہے اور اسیواسطے اوسے پیدا کیا ہے
اسکی مثل یہ ہے کہ گھوڑا گدھے سے عزت دار ہے کیونکہ اسسے بوجھ اوٹھانے کے واسطے پیدا کیا اور اوسے لڑائی اور جہاد
مین دوڑانے کے واسطے تاکہ سوار کی ران کے نیچے جیسا چاہیے دوڑے حالانکہ اوسکو گدھے کی طرح بوجھ اوٹھانے کی
قوت بھی ہے اور کمال گدھے سے زیادہ ملا ہے اگر وہ اپنے کمال سے عاجز ہو تو اوسے لدو بنائینگے اور اوسکو
گدھے کا مرتبہ ملیگا یہین اوسی کی خرابی اور نقصان ہے اسیطرح بعضے لوگ یہ سمجھکر کہ آدمی کو کھانے پینے سونے
جماع کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اپنی تمام عمر اسی مین گنواتے ہین اور بعضے جانتے ہین کہ آدمی کو اور چیزون کے
زیر کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے جیسے عرب ترک کرد یہ دونون خیال غلط ہین اسواسطے کہ کھانا پینا جماع کرنا خواہش سے ہوتا ہے

اور خواہش جانورون کو بھی ہوتی ہے بلکہ اونٹ کا کھانا اور گرگ یا کتا جماع آدمی سے کہ کھاسکے اور جماع سے زیادہ ہے تو آدمی انسے کیون
بزرگ ہے اور دوسرے کو مغلوب کرنا غصہ کے سبب سے ہوتا ہے اور غصہ درندون کو بھی ہے جو کچھ چرند درند وغیرہ کو بلادہ آدمی کو بھی ملا ہے
بلکہ اوسکے سوا آدمی کو کمال بھی عنایت ہوا ہے وہ کمال عقل ہے کہ اوسکے سبب سے آدمی خدا کو پہچانتا اور اوسکی عجیب عجیب صنعتین جانتا ہے اور اوسی
عقل کی وجہ سے آدمی اپنے تئین خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑاتا ہے اور یہی فرشتون کی صفت ہے اور اوسی کی سبب سے آدمی درند چرند
سب پر غالب ہے اور وہ سب بلکہ جو کچھ زمین پر ہے آدمی کے مطیع ہین جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
آدمی کی حقیقت وہی ہے جس سے اوسکا کمال ہے اور اوصفتین عارضی اور عاریت ہین اور آدمی کے کمال کے واسطے پیدا ہوئی ہین آدمی
جب آدمی مرجاتا ہے نہ خواہش رہتی ہے نہ غصہ یا ایک جوہر رہتا ہے جو فرشتون کیطرح خدا کی معرفت سے آراستہ ہے اور خواہ مخواہ وہی آدمی کا
رفیق ہوتا ہے اور یہی جوہر فرشتون کا بھی رفیق ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی درگاہ مین رہتے ہین فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ
یا آدمی کے ساتھ ایک چیز اوندھی تاریک رہتی ہے تاریک اس سبب سے ہوتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے اوسمین زنگ لگا ہے اور اوندھی اسوجہ سے
ہوتی ہے کہ غصہ غضب اسکے سبب سے اوسے آرام ملتا تھا غصہ غضب تو یہان چھوٹا تو اوسکے دل کا منہ اسیطرف رہیگا اسواسطے کہ اوسکی
خواہش او مقصد تو یہان ہے اور یہ جہان اوس جہان کے پیچھے ہے اب وہ جہان ہے تو اوسکا سر پیچھے ہوگا وَلَوْ تَرَى إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا
رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ کے یہی معنی ہین اور جو ایسا ہوگا شیطان کے ساتھ سجین مین جائیگا اور سجین کے معنی ہر ایک کو نہین معلوم اسیواسطے
حق تعالے نے فرمایا وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ فصل دل کے عالمون کے عجائبات کی انتہا نہین اور دل کی بزرگی اسی سے ہے کہ
سب چیزون سے اعلا ہے بہت لوگ اس سے غافل ہین دلکی بزرگی دو وجہ سے ہے ایک تو علم کی وجہ سے دوسرے قدرت کے سبب سے علم کی وجہ سے بزرگی کے دو قسم
ہین ایک کو تمام خلق جان سکتی ہے دوسرے نہایت پوشیدہ اور عمدہ ہے اوسے کوئی نہین پہچان سکتا وہ بزرگی جو ظاہر ہے تمام علمون اور
صنعتون کی معرفت کی قوت ہے اور اسی قوت کی وجہ سے دل تمام صنعتین پہچانتا ہے اور جو کچھ کتابون مین ہے اوسے پڑھتا اور جانتا
ہے جیسے ہندسہ حساب طب نجوم علم شریعت اور باوصف اسکے کہ دل ایسی ایک چیز ہے کہ ٹکڑے نہین ہو سکتا مگر سب عالم اوسمین سما جاتا ہے
بلکہ اوسمین تمام عالم ایسا ہے کہ گویا صحرا مین ذرہ ہے اور لحظہ بھر مین زمین سے آسمان تک مشرق سے مغرب تک دل اپنی فکر اور حرکت سے
جاتا ہے باوجودیکہ زمین پر ہے تمام آسمان ناپتا ہے اور سب ستارون کو ناپ کر جانتا ہے کہ اتنے اتنے گز کے فرق پر ہین اور مچھلی کو دریا
کی تہ سے حیلہ مین باہر نکالتا ہے اور پرند کو ہوا سے زمین پر ڈالتا ہے اور زور آور جانور جیسے اونٹ ہاتھی گھوڑا انکو اپنا تابعدار کرتا ہے
اور عالم مین جو عجیب عجیب علم ہین وہ اسکا پیشہ ہے اور یہ سب اوسی پانچ حواس سے حاصل ہوتے ہین اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب حواس کو
دل کیطرف راہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہی ہے کہ یہ عالم محسوسات یعنی جسمانی کی طرف پانچون حواس دل کے پانچ دروازے ہین اور اسیطرح عالم
ملکوت یعنی عالم روحانی کی طرف بھی دل مین ایک کھڑکی کھلی ہے اور بہت لوگ عالم جسمانی ہی کو محسوس جانتے ہین اور حواس ظاہری کو علم کا
رستہ سمجھتے ہین حالانکہ یہ دونون ذرہ ذرہ سے ہین انکی حقیقت کیا ہے اور دل کی بہتیری کھڑکیان جو علمون کیطرف کھلی ہوئی ہین اونمین
دو دلیلین ہین ایک خواب کہ سونے مین حواس ظاہری بند ہو جاتے ہین اور دل کی کھڑکی کھل جاتی ہے اور عالم ارواح اور لوح محفوظ

غیب کی چیزین نظر آتی ہین جو کچھ آیندہ ہونیوالا ہے وہ دکھائی دیتا ہے یا صاف معلوم ہوتا ہے یا مثال مین نظر آتا ہے جو مثال مین نظر آتا ہے
اوسے تعبیر کی حاجت پڑتی ہے یہ امر ظاہر ہے کہ جو کوئی جاگتا رہتا ہے لوگ اوسکو معرفت کا زیادہ مستحق جانتے ہین حالانکہ دیکھتے ہین کہ جاگتے ہین
جو اس سے غیب کی چیزین نظر نہین آتی ہین اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن مجمل اسقدر جان لینا چاہیے
کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اوس آئینہ کے مانند ہے جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویر دار
آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اوسمین بھی سب تصویرین دکھائی دیتی ہین اسیطرح دل جب آئینہ کیطرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرکے
لوح محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہے تو لوح محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور
دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہے عالم روحانی کے ساتھ مناسبت نہین ہوتا اور چونکہ خواب مین محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہے تو
خواہ مخواہ عالم روحانی کو دیکھتا ہے لیکن خواب مین حواس تو معطل ہو جاتے ہین مگر خیال باقی رہتا ہے اسی وجہ سے مثال مین خیال نظر آتا ہے
اور صاف حال نہین کھلتا اور جب آدمی مر جاتا ہے نہ خیال باقی رہتا ہے نہ حواس اوسوقت کچھ آڑ نہین ہوتی کام صاف ہوتا ہے اوسوقت
اوس سے کہتے ہین فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اور وہ جواب دیتا ہے رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ اور عالم ملکوت کیطرف دل کی کھڑکی ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے دل مین اکثر آئین اور
نیک خطرے الہام کے طور سے نہ آتے ہون اور وہ حواس کی راہ سے نہین آتے بلکہ دل ہی مین پیدا ہوتے ہین اور وہ یہ نہین جانتا ہے
کہ یہ خطرے کہان سے آئے اتنی بات سے یہ معلوم ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب سے نہین اور دل اس عالم سے نہین بلکہ عالم روحانی سے ہے
اور حواس جنکو اس عالم کے واسطے پیدا کیا ہے خواہ مخواہ اوس عالم کو دیکھنے مین آڑ ہونگے اور جبتک اس عالم سے فارغ نہوگا اوس عالم کیطرف راہ
نہ پائیگا حاصل الغرض یہ گمان نکرنا کہ عالم روحانی کیطرف دل کی کھڑکی بے سوئے اور بے موئے نہین کھلتی ایسا نہین ہے بلکہ اگر کوئی شخص
جاگنے مین ریاضت اور محنت کرے اور دلکو غصہ اور شہوت کے ہاتھ سے چھڑا دے اور برے اخلاق سے پاک کرے اور خالی جگہ مین بیٹھے
اور آنکھ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دلکو عالم روحانی سے ہمیشہ مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہے زبان سے نہین یہانتک کہ
آپ سے اور تمام عالم سے بیخبر ہو جاوے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نرکھے جب ایسا ہو جاوے تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دل کی کھڑکی کھلی رہیگی اور جو
جو کچھ خواب مین اور دیکھین سو وہ جاگتے مین دیکھیگا فرشتوں کی ارواح اچھی صورتون مین اوسپر ظاہر ہونگی پیغمبرونکو دیکھنے لگیگا اور اونسے بہت
فائدہ اور مدد پائیگا زمین آسمان کے ملکوت سامنے نظر آوینگے اور جسکی یہ راہ کھلی وہ عجیب عجیب تماشے اور بڑے بڑے کام جنکی تعریف امکان
سے باہر ہے دیکھیگا وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ فَأُرِيتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور حق تعالی
نے جو ارشاد فرمایا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سب اسی حال مین ہے بلکہ انبیا کے علم سب اسیطرح سے تھے حواس
سیکھنے سے نتھے اور سب کا آغاز ریاضت اور مجاہدہ تھا جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا یعنی سب سے رشتہ تعلق توڑ
اور اپنے تئین بالکل خدا کے سپرد اور اختیار مین چھوڑ دنیا کی تدبیر مین مشغول نہو کر خدا سب کام خود درست کرتا ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا جب تو نے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو بے پرواہ اور خلائق سے جدا رہ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا

یہ سب ریاضت اور مشقت کی تعلیم ہے کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ شغل سے دل صاف ہو اور اس امر کو پڑھکر حاصل کرنا عالمون کا طریقہ ہے یہ بھی بڑا کام ہے لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اور اولیا کے علم کی نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے رب العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے چھوٹا ہے بہت لوگون کو اس راہ کا راست اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہے ایعزیز اگرچہ تجکو ذوق سے یہ حال حاصل نہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہو اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن اتنا تو ہو کہ اسکا ایمان لا اور تصدیق کر تاکہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر نہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی کے دل کی بزرگی معلوم ہوتی ہے **فصل** ایعزیز یہ گمان نہ کرنا کہ یہ امور پیغمبرونکے واسطے خاص ہین اسواسطے کہ سب آدمیونکی ذات اصل خلقت مین اسکے لائق ہے جیسے کوئی لوہا ایسا نہین کہ اصل خلقت مین اسکی لیاقت نرکھتا ہو کہ اوس سے آئینہ نہ بن سکے کہ اوس آئینہ مین عالم کی صورت نظر آئے مگر یہ کہ اوسمین زنگ لگے اور اوسکی اصل مین پیوست ہو جاے اور اوسے خراب کر دے یہی حال دل کا بھی ہے کہ اگر دنیا کی حرص اور خواہش اور گناہ اوسپر چھا جائین اور اوسمین جگہ کرین تو دل زنگ آلود اور میلا ہو جاتا ہے اور یہ لیاقت اوسمین نہین رہتی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے وَكُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ اور سب مین یہ لیاقت موجود ہونے کی خبر خدا نے بھی دی ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى جیسا کہ کوئی کہے کہ جس کسی عقلمند سے اگر پوچھین کہ کیا دو ایک سے زیادہ نہین ہین جواب دیگا ہان زیادہ ہین اگرچہ سب عقلمندون نے نہ کان سے سنا ہو نہ زبان سے کہا ہو لیکن اس جواب کا سچ ہونا سمجھون کے دل مین گڑا ہوگا جیسا کہ سب آدمیونکی خلقت سے خدا کی معرفت بھی سب آدمیون کی فطرت ہے جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اور فرمایا ہے فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اور عقلی دلیل اور تجربہ سے بھی معلوم ہوا کہ یہ امور پیغمبرون کے ساتھ خاص نہین ہے اسواسطے کہ پیغمبر بھی آدمی ہین قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ جس شخص پر یہ راہ کھلی ہے اگر تمام خلق کی صلاح خدا اوسے بتائے اور وہ سبکو بلائے اور ہدایت کرے تو جو کچھ خدا نے اوس شخص کو بتایا ہے اوسے شریعت کہتے ہین اور خود اوس شخص کو پیغمبر کہتے ہین اور اوسکے حالات کو معجزات کہتے ہین اور اگر وہ شخص خلق کو بلاکر ہدایت کرنے مین مشغول نہو تو اوسے ولی کہتے ہین اور اوسکے حالات کو کرامات کہتے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ جس شخص کو یہ حال پیدا ہو خواہ نخواہ خلق کو بلاکر وہ ہدایت کرنے مین بھی مشغول ہو بلکہ خدا کی قدرت مین ہے کہ اوسے ہدایت کرنے مین اسوجہ سے مشغول نہ کرے کہ اوسوقت شریعت تازہ ہو اور خلق کو ہدایت کرنے کی ضرورت نہو یا ہدایت کرنے کی اور شرطین ہون کہ اوس ولی مین وہ نہ پائی جاتی ہون ایعزیز تجکو چاہیے کہ اولیا کی ولایت اور کرامت پر ایمان درست رکھ اور یہ جانے رہ کہ پہلے تو یہ امر محنت سے علاقہ رکھتا ہے اور اسمین محنت کرنیکو دخل ہے لیکن نہین ہے کہ جو کھیتی کرے وہ غلہ بھی کاٹے اور جو چلے وہ منزل کو بھی پہونچے اور جو ڈہونڈہے وہ پائے جو کام عزت دار ہوتا ہے اوسکی شرطین بھی بہت زیادہ ہوتی ہین اور اوسکا حصول بھی مشکل ہوتا ہے اور مقام معرفت مین آدمی کے جو درجے ہین یہ کام تو اوسمین سے بہت بڑا درجہ ہے اور بیپیر کوشش اور مرشد کامل کے اس کام کا ڈہونڈہنا بھی نہین آتا اور اگر یہ دونون بھی ہون تو جبتک خدا کی مدد نہو اور ازل مین اس شخص کے واسطے اس سعادت کا حکم نہوچکا ہو اس مراد کو نہ پہونچیگا اور علم ظاہری مین امامت کا درجہ پانا اور اور سب کام ایسے ہی ہین

فصل الغیر نہ اصل آدمی جسے دل کہتے ہین معرفت کی راہ سے اوسکی جو بزرگی ہے اس بیان سے وہ بزرگی کچھ پرچھائین سی تجکو معلوم ہوئی اب جان تو کہ قادر ہونے کی وجہ سے بھی اوسکو عظمت ہے وہ فرشتون کی خاصیت ہے حیوانون کو وہ بزرگی حاصل نہین ہے اور دل کی قدرت یہ ہے کہ جیسے عالم اجسام فرشتون کا مسخر ہے جب وہ مناسب دیکھتے اور خلق کو محتاج پاتے ہین خدا کے حکم سے پانی برساتے ہین موسم بہار مین ہوا چلاتے ہین بچہ دان مین حیوان کی صورت زمین مین روئیدگی کی شکل بناتے سنوارتے ہین ہر ہر کام پر فرشتون کا ایک ایک گروہ مقرر ہے اوسیطرح آدمی کا دل بھی فرشتون کی جنس سے ہے اور اسکو بھی خدا نے قدرت دی ہے کہ بعضے اجسام اوسکے بھی مسخر ہین اور بدن ہر ایک کا خاص عالم ہے اور دل کا مسخر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم ہے کہ دل اونگلی مین نہین اور علم و ارادہ بھی اونگلی مین نہین مگر جب دل حکم دیتا ہے تو اونگلی ہلتی ہے اور جب دل مین غصہ ہوتا ہے تمام بدن سے پسینا جاری ہوجاتا ہے یہ پسینہ ہے اور جب دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے تو ہوا چلتی ہے اور وہ شہوت آلت کیطرف چلی جاتی ہے اور جب دل مین کھانیکا خیال آتا ہے زبان کے نیچے جو قوت ہے وہ خدمت کے لیے اوٹھہ کھڑی ہوتی ہے اور پانی نکلتا ہے کہ کھانے کو ایسا تر کرے کہ کھالیا جاسے اور یہ ظاہر ہے کہ دل کا تصرف بدن مین جاری ہے اور بدن دل کا مسخر ہے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ یہ امر ممکن ہے کہ بعضے دل جو زیادہ بزرگ اور قوی ہین اور فرشتون کی اصل سے زیادہ مشابہت رکھتے ہین بدن کے علاوہ اور اجسام بھی اونکے مطیع ہون مثلا اوس دل کی ہیبت اگر شیر پر پڑے وہ عاجز اور مطیع ہوجاسے اگر کسی بیمار کی طرف وہ دل ہمت باندھے وہ اچھا ہوجاے اگر تندرست کیطرف ہمت کرے بیمار پڑجاسے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آوے اوس شخص کا دل بھی اوسکے پاس جانیکو چاہے اگر ہمت باندھے کہ مینہ برسے تو برسنے لگے یہ سب عقلی دلیل سے ممکن ہے اور تجربہ سے معلوم ہے اور نظر لگنا اور جادو جسکو کہتے ہین وہ اسی قسم سے ہے سب چیزون مین آدمی کے نفس کو دخل ہے مثلاً جو نفس حسد کرتا ہے اگر کسی چارپایہ کو دیکھکر اپنے حسد کی وجہ سے اوسکے ہلاک ہونیکا خیال کرے تو وہ چارپایہ فوراً ہلاک ہوجاسے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ ان مین جو قدرتین ہین اونمین سے یہ ایک عجیب قدرت ہے ایسی خاصیت اگر پیغمبرون سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اگر ولی سے ظاہر ہو کرامت ہے اگر اس خاصیت والا نیک کامون مین رہتا ہے تو اوسے بھی ولی کہتے ہین اور اگر برے کامون مین رہتا ہے تو جادوگر ہے اور سحر کرامات معجزات سب آدمی کے دل کی قدرت کی خاصیت سے ہے اور انمین بڑا فرق ہے اس کتاب مین اوس فرق کے بیان کی گنجایش نہین **فصل** یہ سب جو بیان ہوا جو کوئی نہ جانیگا نبوت کی حقیقت خوب نہ پہچانیگا مگر گفت و شنید سے کچھ جانیگا اسواسطے کہ نبوت اور ولایت آدمی کے دل کے بڑے درجون مین سے ایک درجہ ہے اور اس درجہ سے تین خاصیتین حاصل ہوتی ہین ایک یہ کہ عوام پر جو حال خواب مین کھلتا ہے اس درجہ والے پر جاگتے مین کھلتا ہے دوسرے یہ کہ عوام کے نفس فقط اونکے بدن ہی مین اثر کرتے ہین اور اس درجہ والا نفس اون چیزون مین جو اوسکے بدن کے باہر ہین اسطرح اثر کرتا ہے کہ اوسمین خلق کا بناؤ ہو بگاڑ نہو تیسرے یہ کہ عوام کو جو علم سیکھنے سے آتے ہین اس درجہ والے کو بے سیکھے اپنے دل سے آجاتے ہین اور چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ جو شخص کچھ تیز عقل اور صاف دل ہوتا ہے بے سیکھے بعض علم اوسکے دل مین آجاتے ہین تو یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص بہت تیز عقل اور بہت صاف دل ہے وہ بہت یا سب علم خود بخود جانے

ترجمہ نظر بد پہنچاتی ہے آدمی کو قبر مین اور اونٹ کو ہنڈیا مین

اور ایسے علم کو علم لدنی کہتے ہین جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا جس شخص کو یہ تینون خاصیتین حاصل ہون وہ
پیغمبران بزرگ یا اولیاء کبار سے ہے اور جسمین انمین سے ایک خاصیت ہے اوسکو بھی یہ درجہ حاصل ہے اور ہر ایک مین بھی بڑا فرق ہے اسواسطے کہ
کسی کو ہر ایک مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو بہت بہت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سبب سے کمال تھا کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تینون خاصیتین تمام وکمال حاصل تھین جب حق تعالے نے چاہا کہ خلق کو آنحضرت صلعم کی نبوت کا حال بتلائے
تاکہ سب آنحضرت صلعم کی پیروی کرین اور اپنی سعادت کی راہ سیکھین تو ان تینون خاصیتون مین سے ہر ایک کا شائبہ سا اونکو عنایت کیا ایک سے
خواب دیکھا یا دوسرے سے خلق کی سمجھ سیدھی کردی تیسرے سے علمون مین اونکے دلون کو درست کردیا اور یہ ممکن نہین کہ آدمی ایسی چیز کا ایمان
لاسکے جسکی جنس اوسکے دل مین موجود نہو اسواسطے کہ جس چیز کا شائبہ آدمی مین نہوگا اوس چیز کی صورت اوسکی سمجھ ہی مین نہ آئیگی اسیواسطے
حقیقت الہیت کما حقہ کوئی نہین پہچانتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے اور اس تحقیق کی تفصیل دراز ہے معانی اسماء اللہ کی کتاب مین کھلی ہوئی تفصیل
کے ساتھ ہمنے بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ ہم اس امر کو روا رکھتے ہین کہ اولیا انبیا کے واسطے ان تینون خاصیتون کے سوا اور خاصیتین بھی ہون
کہ ہمین اونکا شائبہ نہین اسوجہ سے ہم اونہین نہ جانتے ہون اور جیسا ہم یہ کہتے ہین کہ خدا کو سوا خدا کے کوئی خوب نہین پہچانتا اسیطرح ہم یہ بھی کہتے ہین
کہ رسول صلعم کو بھی کوئی خوب نہین پہچانتا مگر وہی رسول یا جو اوس سے مرتبہ مین زیادہ ہو تو آدمیون مین پیغمبر کی قدر پیغمبر ہی جانتا ہے اور ہمین اس سے
زیادہ نہین معلوم اسواسطے کہ لوگ اگر ہمسے ذکر کرتے کہ کوئی شخص گر پڑتا ہے اور بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ یہ جانتا ہے
کہ کل کیا ہوگا اور جب دیکھنے سننے والا ہوتا ہے اپنا یہ حال بھی نہین جان سکتا اگر ہمین نیند نہوتی تو ہم لوگون کا یہ کہنا کبھی باور نہ کرتے اسواسطے
آدمی نے جو نہ دیکھا ہو اوسکو نہین باور کرسکتا اور اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ
اور فرمایا ہے وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ العزیز اس بات کا تعجب کر کہ اولیا انبیا مین ایسی کوئی صفت ہو
کہ اور کسی کو اوسکی کچھ خبر نہو اور انہین اوس صفت کے سبب سے عمدہ لذتین اور حالتین حاصل ہون اسواسطے کہ تو دیکھتا ہے کہ جسکو شعر کا ذوق
نہین راگ سے بھی اوسکو لطف نہین آتا اگر کوئی چاہے کہ اوس بیذوق کو شعر کے معنی سمجھاوے تو نہین سمجھا سکتا کہ اوسے شعر کی کچھ خبر ہی نہین
اسیطرح اندھا رنگت اور دیدار کی لذت کے معنی نہین سمجھ سکتا خدا کی قدرت سے تو کچھ تعجب نکر کہ درجہ نبوت کے بعد بعض ادراک پیدا کرے
اور اوس سے پہلے کسی کو اوسکی خبر نہو فصل العزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے اصل آدمی کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ صوفیون کی کیا راہ ہے یہ جو تو نے سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہے اور تو نے اس سے انکار کیا ہوگا تو انکار نہ کر
صوفیون کا یہ کہنا حق ہے اسواسطے کہ محبوبات اور محسوسات کے علم کے ساتھ اگر تو مشغول رہیگا تو یہ شغل اوس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا
اور دل حوض کی مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ اونکی راہ سے حوض مین پانی جاتا ہے اگر تجکو منظور ہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی
نکلے تو اوسکی یہ تدبیر ہے کہ باہر سے آیا ہوا پانی جو حوض مین ہے اور اوس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہوگئی ہے اوسے بالکل حوض سے نکال اور
سب نہرون کو استوار بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پائے اور حوض کی تہ کو کھود کہ صاف پانی اوسکے اندر سے نکلے اور حوض جب تک باہر
کے پانی سے بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اوسکی تہ سے پانی نکل سکے اسیطرح باہر والے علم سے جب تک دل خالی نہو لے تب تک وہ علم جو دل کے اندر ہے

پیدا ہوتا ہے نہ پیدا ہوگا تو ان عالم اپنے تئین اگر سیکھے ہوئے علم سے خالی کر ڈالے اور اوسکے ساتھ مشغول نہ رہے تو وہ علم جس سے اپنے تئین
خالی کیا ہے حجاب نہوگا اور ممکن ہے کہ اوس عالم کو کشف حاصل ہو اسیطرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات
جن سے دل خالی کیا ہے اوسے حجاب نہونگے اور حجاب کا سبب یہ ہے کہ مثلاً جب کسی شخص نے اہل سنت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کے
لیے جیسا چاہیے اوسکی دلیلین بھی سیکھین اور اپنے تئین بالکل اوسیکا کر دیا اور یہ اعتقاد کر لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہین تو جب اوسکے
دل مین کچھ آئیگا یہی کہیگا کہ جو مین نے سیکھا ہے یہ اوسکے خلاف ہے اور جو اوسکے خلاف ہے وہ باطل ہے ایسے آدمی کو کامون کی حقیقت معلوم
ہونا ممکن نہین اسواسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکھاتے ہین وہ حقیقت کا ڈھانچا ہے اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہے کہ حقیقتین ڈھانچے
سے ایسی کھل جائین جیسے ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو کوئی اعتقاد کی تائید کے واسطے جھگڑنے کا طریقہ سیکھتا ہے اوسے کچھ حقیقت نہین کھلتی
جب یہ سمجھا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو یہ سمجھ اوسکا حجاب ہوتی ہے اور اسوجہ سے کہ یہ سمجھ اوسپر غالب ہوتی ہے جسنے کچھ تھوڑا سا سیکھا ہے
تو غالباً ایسے لوگ اس درجہ سے محروم اور محجوب رہینگے اور جو کوئی اس سمجھ کو دور کرے اوسکا علم آڑ نہوگا بلکہ یہ کشف اوسے حاصل ہوگا اور
اوسکا درجہ کامل ہوگا اور اوسکی راہ اوس شخص کی راہ سے بہت بیخوف اور سیدھی ہوگی جسکا قدم علم مین پہلے سے مضبوط نہوا اور مدت تک
خیال باطل مین پھنسا رہا ہو اور تھوڑا شبہہ بھی اوسکے لیے آڑ ہوتا ہو اور عالم ایسے خطرہ سے بے دہشت ہے اے عزیز اگر کسی صاحب کشف سے
تو سنے کہ علم آڑ ہے تو چاہیے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور انکار نہ کرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالے نفس پرور بے بہرہ لوگ جو اس زمانے مین
نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہے صوفیون کی نہی ہوئی واہیات باتین کچھ سیکھی ہین اور ان لوگون کا یہ شغل ہے کہ تمام دن اپنے تئین
دھوتے ہین لنگ گودڑی جا نماز سے اپنے تئین آراستہ کرکے علم اور علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مار ڈالنے کے قابل ہین اسواسطے کہ
آدمیون کے شیطان اور خدا رسول کے دشمن ہین کیونکہ خدا رسول نے علم اور عالمون کی تعریف کی ہے اور تمام عالم کو علم کی طرف بلایا ہے
یہ بدبخت جب صاحب حالت نہوا اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو ایسی بات یعنی علم اور علما کو برا کہنا اسکو کب درست ہے اور اوس بدبخت کی مثل اوس
شخص کی ایسی ہی جسنے سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے اسلیے کہ اوس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہے اور جب سونے کا خزانہ اوسکے
سامنے رکھین تو اوسپر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام آتا ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہے اور سونا
نہ لے اور کیمیا نہ اوسنے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے اور اتنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ
یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے خوش ہوتا ہے اور بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہے تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہے اور عالمون کا
علم سونے کے مثل ہے اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہے کہ اگر کسی کے
پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اوس سے سونے کے سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اوس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہے جسکے
پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہون اور جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور رسالے اور طلائی بہت ہین اور اس زمانے مین اوسکی حقیقت کمیاب ہے
اور بہت ڈھونڈھنے والے دغا کھاتے ہین صوفیون کا کام بھی ایسا ہی ہے اصل صوفی پن ان لوگون مین نہین ہے تو تھوڑا اور بہت
نادر ہے کہ وہ کمال کو پہنچے تو جاننا چاہیے کہ جس کسی کو صوفیون کا تھوڑا سا حال نصیب ہوا اوسے ہر عالم پر فضیلت نہین ہے کیونکہ اکثر

بہتونکو ایسا ہوتا ہے کہ اس کام کے شروع مین کچھ حال اونپر ظاہر ہوتا ہے اوسوقت اوس درجہ سے گر پڑتے ہین اور کامل نہین ہوتے
اور بعضے ہوتے ہین کہ سودا اور خیال خام اونپر غالب ہوتا ہے اور اوسکی کچھ اصل نہین ہوتی اور وہ اوسے حق اور مشکل کام سمجھتے ہین اور وہ
ایسا نہین ہوتا اور جیسا خواب مین اصل اور خیالات واہیات دونون ہوتے ہین اوسیطرح اس حال مین بھی ہوتے ہین بلکہ عالمون پر اوس
شخص کو فضیلت ہے اوس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علم دین سے علاقہ رکھتا ہے اور اورونکو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ شخص بے
سیکھے آپ سے اوس علم کو جان لے اور یہ امر نہایت نادر ہے تو چاہیے کہ ای عزیز تصوف کی اصل راہ اور صوفیون کی بزرگی پر تو ایمان لا
اور یہ مت مان کہ صوفیون کے سبب سے اون اصلی صوفیون سے بد اعتقاد نہو اور انہین سے جو علم اور عالمون پر طعن کرتا ہے تو سمجھ کہ
نادانی سے کرتا ہے **فصل** ای عزیز شاید تو یہ کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت ہی مین ہے تو اسکا جواب تو جان لے
کہ خدا کی معرفت مین آدمی کی سعادت ہونا اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی سعادت اوسی کام مین ہوتی ہے جسمین اوسے مزہ اور
چین ہو اور ہر چیز کو مزہ اوسی کام مین ہوتا ہے جسکو اوسکا جی چاہتا ہے اور جی اوسی کام کو چاہتا ہے جسکے واسطے وہ چیز پیدا ہوئی ہے
جیسا کہ شہوت کا مزہ اسی مین ہے کہ آدمی کی آرزو بر آئی اور غصہ کا مزہ اسی مین ہے کہ دشمن سے بدلا لے آنکھہ کا مزہ اچھی صورتین دیکھنے مین
کان کا مزہ اچھی آوازین سننے مین ہے اور دل کا مزہ اوس امر مین ہے جو دل کی خاصیت ہے اور جسکے واسطے خدا نے دلکو پیدا کیا ہے
وہ امر کامون کی حقیقت کا پہچاننا ہے کہ یہی دل کا خاصہ ہے لیکن خواہش اور غصہ اور پانچون حواس سے محسوسات کی پہچان چارپایونکو
بھی حاصل ہے اور چونکہ کامون کی اصل حقیقت کی معرفت دل کی خاصیت ہے اسی واسطے آدمی جو چیز نہین جانتا اوسے دریافت کرنیکو
جی چاہتا ہے اور جو شے جانتا ہے اوسپر خوش ہو کر فخر کرتا ہے اگر وہ بری چیز مثلاً شطرنج سیکھنے کی فکر مین ہے اور جو اوسے جانتا ہے اوس سے
اگر کہین کہ تو نہ سکھا تو اوسے صبر کرنا دشوار ہوتا ہے اور اس خوشی سے کہ شطرنج کھیل جانتا ہے چاہتا ہے کہ اپنا فخر ظاہر کرے ای عزیز
تجھکو جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ دل کی لذت کامون کی معرفت مین ہے تو یہ بھی جان لے کہ جتنی اچھی اور عمدہ چیز کی معرفت ہوگی اوسی
قدر دلکو اوتنی ہی زیادہ لذت ہوگی اسواسطے کہ جو شخص وزیر کے بھیدون سے خبردار ہوتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اگر بادشاہ کا محرم راز ہوجا
اور اوسکے امور مملکت پر واقفیت پاوے تو بہت ہی خوش ہوگا اور جو شخص کہ علم ہندسہ کے ذریعہ سے آسمانون کی شکل اور مقدار جانتا
وہ اوس شخص کی نسبت بہت خوش رہتا ہے جو شطرنج کھیلنا جانتا ہے اور شطرنج بچھانا جاننے سے شطرنج کھیلنا جاننے مین آدمیکو زیادہ خوشی
ہوتی ہے اسیطرح معلوم ہوا کہ جتنی چیز جتنی زیادہ اچھی ہوگی اوسکا علم بھی اوتنا ہی عمدہ ہوگا اور اوسمین اوسیقدر مزہ زیادہ
ہوگا اور حق تعالے سب چیزون سے اشرف ہے اسواسطے کہ سب چیزون کو اوسی کے سبب سے شرف ہے وہی تمام عالم کا بادشاہ ہے
تمام عالم کے عجائبات اوسی کی صنعت کی نشانیان ہین تو کوئی معرفت بھی اوسکی معرفت سے زیادہ شریف اور مزہ دار نہین اور حضرت ربوبیت
کے دیدار سے بہتر کوئی دیدار نہین اور دل کی طبیعت اوسکے دیدار کو چاہتی ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی طبیعت اوسی خاصیت کو چاہتی ہے
جسکے واسطے اوسے خدا نے پیدا کیا ہے اگر کوئی دل ایسا ہو جس سے اس معرفت کی خواہش زائل ہو گئی ہو وہ دل اوس بیمار کی مانند ہے
جسے کھانے کی خواہش نہ رہی ہو اور روٹی سے نسبت مٹی اوسے بہت اچھی معلوم ہوتی ہو اگر اوس بیمار کا علاج نہ کرین اور کھانے کی خواہش

اوسے پھر نہ پیدا ہو جاوے اور مٹی کا شوق نہ جاتا رہے تو وہ بیمار دنیا مین بڑا کم نصیب ہے اور ہلاک ہو جائیگا اور وہ شخص جسکے دل مین
خدا کی معرفت سے زیادہ اور چیزونکا شوق ہے وہ بھی بیمار ہے وہ اوس جہان مین بدبخت اور تباہ ہوگا اور سب خواہشین اور محسوسات کی
لذتین آدمی کے بدن سے علاقہ رکھتی ہین خواہ نخواہ مرجانے سے وہ زائل ہو جاینگی اور اون خواہشون کے سبب سے جو محنت اوسنے
اوٹھائی ہے وہ بھی جاتی رہے گی اور خدا کی معرفت کی لذت جو دل سے علاقہ رکھتی ہے مرنے سے دونی ہو جاوے گی اسواسطے کہ دل نہ مریگا
اور معرفت برقرار رہے گی بلکہ دل زیادہ روشن ہو جائیگا اور اور چیزون کی خواہش سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اسمین اوس سے دونی لذت
اوٹھائیگا اور اسکی تفصیل اصل محبت مین جو آخر کتاب ہے بیان کی جائیگی فقط گو ہر آدمی کا جو حال کہا گیا اتنا ہی اس کتاب مین کفایت
کرتا ہے جو کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب[ف] عجائب القلوب مین جو ہمنے لکھی ہے دیکھ لے اور ان دونون کتابون سے بھی آدمی کو پوری خود شناسی
یعنی اپنے نفس کی پہچان حاصل نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ دل آدمی کا ایک رکن ہے اور دل کی سب صفتون مین سے بعضی صفتون کا یہ بیان ہے اور
آدمی کا دوسرا رکن بدن ہے اور اوسکے پیدا کرنے مین بھی بہت عجائبات ہین آدمی کے ہر ظاہری[ف] اور ہر باطنی عضو مین عجیب باتین اور عمدہ
حکمتین ہین اور آدمی کے بدن مین کئی ہزار رگین اور ریشے اور ہڈیان ہین ہر ایک کی صورت اور صفت علیحدہ ہے اور ہر ایک سے غرض جدا ہے
الغرض تو اون سب سے بیخبر ہے فقط اسقدر جانتا ہے کہ ہاتھ پکڑنے کے واسطے پاؤن چلنے کے واسطے زبان کہنے کے واسطے ہے لیکن یہ
بات تو جان کہ خدا نے دس پردون سے آنکھ کو بنایا ہے اور وہ دسون پردے باہم مختلف ہین اون مین سے اگر ایک بھی کم ہو تو آدمی کے
دیکھنے مین خلل پڑ جاوے اور تجکو یہ بھی نہین معلوم کہ ہر پردہ کسواسطے ہے اور دیکھنے مین آدمی اونکا کیون محتاج ہے اور آنکھ کی مقدار جتنی
ہے اوتنی ظاہر ہے اور اسکی تفصیل بہت کتابون مین لوگون نے لکھی ہے اگر تجکو آنکھ کے پردون کی کیفیت نہین معلوم تو کیا تعجب اسواسطے کہ
تو بھی نہین جانتا کہ اندرونی اعضا مثلاً جگر تلی پتا گردہ وغیرہ کسواسطے بنے ہین جگر اسواسطے بنا ہے کہ معدے سے طرح طرح کی غذائین جو
اوسمین پہونچین اون سب کو ایک انداز پر خون کے رنگ کا کر دے کہ وہ ہفت اندام کی غذا ہونیکے قابل ہو جاوے جب خون جگر مین پک
جاتا ہے تو اوسکے نیچے تلچھٹ رہ جاتا ہے اور وہ تلچھٹ سودا ہو جاتا ہے تلی اسواسطے ہے کہ اوسکو جگر سے لے لے اور اوسکے اوپر
کچھ زرد زرد جھین پیدا ہوتا ہے وہ صفرا ہے پتا اسواسطے ہے کہ اوسکو خون پر سے کھینچ لے اور خون جب جگر کے باہر نکلتا ہے پتلا اور
بے قوام ہوتا ہے گردہ اسواسطے ہے کہ پانی کو لہو سے کھینچ لے تاکہ بغیر سودا اور صفرا کے قوام ہو کر خون رگون مین جاوے اگر پتے مین
کچھ آفت پہونچے گی تو صفرا خون مین رہ جائیگا اس سبب سے کانور اور صفراوی بیماریان پیدا ہونگی اگر تلی کو کوئی صدمہ پہونچ جائیگا
تو سودا خون مین ملا رہ جائیگا سوداوی بیماریان پیدا ہونگی اگر گردے کو کچھ آفت پہونچے گی تو خون مین پانی رہ جائیگا استسقا کی
بیماری پیدا ہوگی اسیطرح آدمی کے ظاہری اور باطنی اعضا مین سے ہر عضو کو ایک کام کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے کہ اوسکے بغیر بدن مین
خلل پڑتا ہے بلکہ آدمی کا بدن گو کہ چھوٹا ہے مگر تمام عالم کے مثال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین خدا نے پیدا کیا ہے آدمی کا بدن
بھی اوسکا نمونہ ہے ہڈی پہاڑ پسینا مینہ بال درخت دماغ آسمان حواس گویا تارے ہین اسکی تفصیل دراز ہے بلکہ جہان مین جس جس قسم کی
مخلوق ہے مثلاً سور کتا بھیڑیا چارپایہ دیو پری فرشتہ ان سب کی مثال آدمی کے بدن مین موجود ہے چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے

ف یہ کتاب امام غزالی کی تصنیف ہے ۱۲

ف سر سینہ پیٹ دونون ہاتھ دونون پاؤن یہ ہفت اندام ظاہری ہین اور یہان بر ظاہری مراد ہین ۱۲

بلکہ جو جو پیشہ ور جہان مین ہین اون سب کے نمونے جسم انسان مین ہین جو قوت کہ معدہ مین کہانا ہضم کرتی ہے گویا باورچی ہے اور جو قوت کہ خالص کہانیکو جگر اور بہوک کو آنتون مین پہونچاتی ہے گویا گندہی ہے اور جو قوت کہ کہانیکو جگر مین خون کے رنگ پر کرتی ہے گویا رنگریز ہے اور جو قوت کہ خون کو عورت کی چھاتیون مین سفید دودہ اور مرد کے خصیون مین سپید منی کرتی ہے گویا دہوبی ہے اور جو قوت کہ غذا کو ہر ہر عضو مین کہینچکر پہونچاتی ہے گویا بندہانی ہے اور جو قوت کہ پانیکو جگر سے کہینچکر گردے مین مثانہ مین بہادیتی ہے گویا سقا ہے اور جو قوت بہوک کو پیٹ سے باہر گرادیتی ہے گویا حلال خور ہے اور جو قوت سودا اور صفرا کو اندر اسواسطے پیدا کرتی ہے کہ بدن تباہ اور خراب ہووے گویا مفسد جعلساز ہے اور جو قوت صفرا وغیرہ بیماریون کو دور کرتی ہے وہ گویا منصف رئیس ہے اور اسکی تفصیل بہی طویل ہے الغرض اصل مطلب یہ ہے کہ تجکو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ تیرے اندر کئی طرح کی قوتین تیرے کام مین مشغول ہین اور تو خواب خرگوش مین ہے یعنی غافل پڑا ہے اور اون قوتون مین سے کوئی تیرے کام سے غافل اور فارغ نہین ہوتی تو نہ اونکو جانتا ہے اور جس نے اونہین تیرے کام کو پیدا کیا نہ اوسکا احسان مانتا ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ایکدن کے واسطے تیری خدمت کے لیے بھیجے تو تمام عمر تو اوسکا شکریہ ادا کیا کرتا ہے اور جسنے تیرے اندر کئی ہزار پیشہ ور تیری خدمت کو مقرر کیے ہین کہ عمر بہر تیری خدمت سے ایکدم بہی فارغ نہین ہوتے تو اوسے یاد بہی نہین کرتا اور بدن کی ترکیب اور اعضا کی منفعت جاننے کو علم تشریح کہتے ہین اور وہ بڑا علم ہے اور خلق اوس سے غافل ہے اور اسلئے نہین پڑہتی جو پڑہتے ہین تو اسواسطے پڑہتا کہ علم طب مین اوستاد ہو جاوے اور علم طب تو خود بخود حقیر ہے کیونکہ اوسکی حاجت ہے مگر دین کی راہ سے علاقہ نہین رکہتا لیکن اگر کوئی شخص خدا کی عجیب صنعتین دیکہنے کی نیت سے اس علم کا مطالعہ کرے تو اوسے خدا کی صفتون مین سے تین صفتین خواہ مخواہ معلوم ہوجاوین ایک یہ کہ اس قالب کا بنانے والا اور اس جسم کا پیدا کرنیوالا اتنا بڑا قادر ہے کہ اوسکی قدرت کا انتہا مین نقصان اور عاجزی کو ہرگز دخل نہین جو چاہے کر سکتا ہے کہ دنیا مین کوئی کام اس سے زیادہ عجیب نہین کہ ایک قطرہ پانی سے ایسا آدمی پیدا کر سکتا ہے اور جو یہ عجیب امر کر سکتا ہے اوسے مرنے کے بعد پہر زندہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا دوسرے یہ کہ وہ خالق ایسا عالم ہے کہ اوسکا علم سب کاموں کو گہیرے ہوئے ہے اسواسطے کہ یہ عجائبات ان عجیب عمدہ حکمتون کے ساتہ بغیر کمال علم کے ہرگز ممکن نہین تیسرے یہ کہ خالق کی عنایت اور لطف و رحمت بندون پر بے نہایت ہے کہ بندہ کو جو کچہ چاہیے تہا پیدا کیا بلکہ جس چیز کی ضرورت تہی مثلاً جگر دل دماغ کہ حیوان کی اصل ہے وہ بہی اوسے دی اور جس چیز کی ضرورت نہتی فقط حاجت تہی مثلاً ہاتہ پاون زبان آنکہہ وغیرہ وہ بہی عنایت کی اور جن چیزون کی نہ حاجت تہی نہ ضرورت تہی مگر اونسے مزید زینت تہی مثلاً بالون کی سیاہی لبون کی سرخی بہوون کا خم آنکہون اور پلکون کی ہمواری وہ بہی مرحمت فرمائین معلوم ہوا اسواسطے یہ چیزین بنائین اور یہ لطف و کرم باقی فقط آدمی ہی کے ساتہ نہین بلکہ سب جانوارون کے ساتہ ہے یہانتک کہ مچہر اور مکہی کو بہی جو چیز چاہیے تہی وہی دی اور باینہمہ اونکی ظاہری صورت بہی اچہے اچہے نقشون سے آراستہ اور عمدہ عمدہ رنگون سے پیراستہ کی تو آدمی کی خلقت کو مفصل غور سے دیکہنا خدا کے صفات پہچاننے کی کنجی ہے اسی وجہ سے اس علم یعنی علم تشریح کی بزرگی ہے نہ اس سبب سے کہ طبیب کو اوسکی حاجت ہے اور جیسا کہ شعرا اور مصنفین اور صنعت کے عجائبات کو جتنا زیادہ جانتا ہے شاعر اور مصنف اور صانع کی عظمت بہی اوتنی زیادہ تیرے دل مین آتی ہے اسیطرح خدا کی عجیب عجیب صنعتین اور اسکے انواع کمال کی عظمت دریافت کرنیکی کنجی ہے اور یہ علم بہی

راستہ ہے لیکن علم دل کی نسبت تنگ اور چھوٹا ہے اسواسطے کہ یہ بدن کا علم ہے اور بدن مثل سواری اور دل مانند سوار ہے اور پیدا کرنی
سواری مقصود نہیں سوار مقصود ہے سوار کے واسطے مرکب ہوتا ہے مرکب کے لیے سوار نہیں ہوتا لیکن اسقدر بھی جو بیان کیا تو اسواسطے کہ تو
یہ جان لے کہ باوجودیکہ کوئی چیز تیری ذات سے زیادہ تجھسے نزدیک نہیں مگر ساتھ اسکے بھی تو اپنے تئیں خوب نہیں پہچان سکتا اور جو اپنے تئیں
نہ پہچانے اور دوسرے کو پہچاننے کا دعوی کرے وہ اوس مفلس کے مانند ہے جو اپنے تئیں تو کھانا نہیں دے سکتا اور دعوی کرتا ہے کہ
تمام شہر کے محتاج اوسکی روٹی کھاتے ہیں اور اسکا یہ کہنا اور دعوی کرنا محض واہیات ہے اور تعجب کی بات ہے فصل الغرض یہ سب جو بیان
ہوا اس سے آدمی کے گوہر دل کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اب یہ جان لے کہ خدا نے یہ گوہر بہت عمدہ تجھے دیا ہے اور تجھسے پوشیدہ کیا ہے
اگر تو اسے نہ ڈھونڈھے گا اور ضائع کریگا اور اوس سے غافل رہیگا تو بڑا نقصان اور خسارہ ہوگا کوشش کرکے دل کو ڈھونڈھ
اور دنیا کے مشغلہ سے نکال کر کمال بزرگی کے درجہ پر پہنچا کہ اوس جہان میں بزرگی اور عزت ظاہر ہو یعنی خوشی بے ملال اور بقا بے زوال
اور قدرت بے عجز اور معرفت بے شبہہ اور جمال بے کدورت دیکھے لیکن اس جہان میں دل کی بزرگی اس بات سے ہے کہ اوس جہان کی
عزت اور بزرگی پانے کی لیاقت رکھتا ہے نہیں تو آج اوس سے زیادہ عاجز اور ناقص کوئی نہیں کہ گرمی سردی بھوک پیاس بیماری
فکر اور غم میں پھنسا ہے اور جن چیزوں میں اوسے لذت و راحت ہے وہی اوسکے لیے موجب نقصان و مضرت ہے اور جو چیز اوسکو نفع
پہونچانے والی ہے تلخ اور تکلیف سے نہیں خالی ہے اور جو شخص بزرگ اور عزت دار ہوتا ہے وہ علم یا قدرت و قوت یا ارادہ و ہمت یا اچھی صورت
کی بدولت صاحب وقار ہوتا ہے آدمی کے علم کی طرف اگر دیکھا جاوے تو اوس سے زیادہ کوئی جاہل نہیں کہ اگر ایک رگ بھی اوسکے دماغ
میں ٹیڑھی ہو جاوے تو ہلاکت اور جنون کا اندیشہ ہوتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اسکا سبب اور علاج کیا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی
دوا اوسکے سامنے ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے اور نہیں پہچانتا کہ یہ میری دوا ہے اگر آدمی کی قوت اور قدرت کا خیال کیا جاوے تو اوس سے زیادہ
کوئی عاجز نہیں کہ ایک مکھی سے نہیں جیت سکتا اگر ایک پسو اوسکے بدن میں سوراخ کر دے تو اوس سے ہلاک ہو جاتا ہے اگر ایک مکھی ڈنک مارے
تو بیخواب اور بیقرار ہو جاتا ہے اگر آدمی کی ہمت کیطرف دیکھا جاوے تو ایک دانگ چاندی کا اگر اوسے نقصان ہوتا ہے تو اوداس اور ملول
اور پریشان ہوتا ہے اگر بھوک کے وقت ایک نوالا اسے نہ ملے تو بدحواس ہو جاتا ہے اس سے زیادہ کنجوس اور کون ہوگا اگر آدمی کے
جمال اور صورت کا خیال کیجیے تو گوہ پر ایک چمڑا تان دیا ہے آدمی اگر دو دن اپنا بدن نہ دھووے تو ایسی خرابیاں ظاہر ہوں کہ آپ ہی
اوکتا جاوے بدن سے بو آنے لگے نہایت رسوا ہو آدمی سے زیادہ کوئی چیز گندی نہیں اسواسطے کہ اوسکے اندر ہمیشہ نجاست رہتی ہے
اور وہ نجاست بردار ہے اور ہر روز دو بار نجاست خود دھوتا ہے یعنی آبدست لیتا ہے نقل ہے کہ ایک دن شیخ ابو سعید قدس سرہ
صوفیوں کے ساتھ کہیں تشریف لیے جاتے تھے ایک مقام پر پہونچے وہاں لوگ سنڈاس صاف کرتے تھے رستہ پر نجاست پڑی تھی
سب ساتھی وہاں ٹھٹھکے ناک بند کرکے ایک طرف بھاگے شیخ ممدوح وہیں پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو سمجھو تو یہ نجاست مجھسے کیا کہتی ہے
لوگوں نے کہا اے شیخ کیا کہتی ہے فرمایا کہ یہ کہتی ہے کہ کل میں بازار میں تھی اچھی میوہ مٹھائی جنس وغیرہ تھی سب لوگ مجھے مول لینے کو روپیہ کی
تھیلیاں بھر لاتے تھے ایک شب میں تمہارے پیٹ میں رہی متعفن اور نجس ہو گئی اب مجھکو تم سے بھاگنا چاہیے یا تمکو مجھسے حقیقت میں یہی

بات ہے کہ آدمی اس عالم مین نہایت ناقص اور عاجز اور بیکس ہے قیامت کو اوسکی گرم بازاری ہوگی اگر کیمیای سعادت کو گوہر دل پر
ڈالے گا چار پایون کے مرتبہ سے نکلکر فرشتون کے درجے پر پہونچیگا دنیا اور خواہش دنیا کی طرف اگر متوجہ ہوگا فرداے قیامت کو
کتے اور سور اوس سے بہتر ہونگے کہ خاک ہو جائینگے اور رنج سے نجات پائینگے اور آدمی عذاب مین رہیگا تو آدمی نے جہان
اپنی بزرگی جانی ہے چاہیے کہ اپنا نقصان اور بیچارگی اور بیکسی بھی پہچان رکھے اسواسطے کہ اپنے نفس کو اسطرح پہچاننا بھی معرفت الٰہی
کی کنجیون مین سے ایک کنجی ہے اسقدر بیان اپنے تئین پہچاننے کو کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ بیان نہ کرینگے

دوسرا عنوان مسلمانی کا یہ دوسرا عنوان ہے اسمین خدا کی معرفت کا بیان ہے

اے عزیز جان کہ یہ بات جان کہ اگلے پیغمبرون کی کتابون مین مذکور ہے کہ اونسے یون ارشاد خدا ہے عز و جل کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمیکا دل مثل آئینہ ہے جو کوئی اسمین غور کریگا خدا کو دیکھیگا اور بہت
آدمی اپنے مین غور کرتے ہین اور خدا کو نہین پہچانتے تو اس لحاظ سے کہ دل خدا کی معرفت کا آئینہ ہے اوسکے جاننا ضرور ہوا اور اسکا
جاننے کی دو صورتین ہین ایک نہایت مشکل ہے کہ اکثر عوام اوسے نہین جان سکتے اور اونکی سمجھ مین وہ صورت نہین آسکتی اور وہ
عوام نہ سمجھ سکین اوسکا بیان مناسب نہین لیکن وہ صورت بیان کرنا چاہیے جسے سب سمجھ سکین وہ صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی ہستی
خدا کی ذات کی ہستی کو پہچانے اور اپنے صفات سے خدا کی صفات کو جانے اور اپنی سلطنت یعنی اپنے بدن اور اعضا مین جو آدمی کا
تصرف اور اختیار ہے اوس سے خدا کا تصرف جو تمام عالم مین ہے پہچانے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نے جب پہلے اپنے تئین
جانا اور یہ جانتا ہے کہ کئی برس پہلے نیست تھا اور اوسکا نام نشان کچھ نہ تھا جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ
حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا
اور جس چیز سے آدمی اپنی اصل خلقت پہچانے کہ اپنی ہستی سے پہلے مین کیا تھا وہ چیز نطفہ ہے جو ناپاک پانی کا ایک قطرہ ہے جسمین
عقل یا سمجھ یا بصارت سر ہاتھ پاؤن زبان آنکھ رگ پٹھا ہڈی گوشت کچھ نہ تھا بلکہ ایک ہی طرح کا سفید پانی تھا پھر اوسمین یہ
عجائبات یعنی عقل سر ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہر ہوئے اوس نے اپنے تئین آپ نہین پیدا کیا بلکہ اور کسی نے اوسے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ آدمی
باوجودیکہ درجۂ کمال کو پہونچا ہے اور یقینی جانتا ہے کہ ایک بال پیدا کرنے سے عاجز ہے تو یہ بھی جانیگا کہ جب پانی کا ایک قطرہ تھا تو اوس سے
زیادہ عاجز اور ناقص تھا اپنے تئین آپ کیا پیدا کرتا پس خواہ نخواہ آدمی کو اپنے پیدا ہونے سے خالق کی ذات کی ہستی معلوم ہوگی اور جب
اپنے بدن کے عجائبات جو ظاہر اور باطن مین ہین دیکھیگا (اور بعض عجائبات بدن کی تفصیل بیان ہو چکی ہے) تو اپنے خالق کی قدرت کا
دیکھیگا اور جانیگا کہ میرا خالق بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور سمجھیگا کہ اس سے بڑی قدرت اور کیا
ہوگی کہ ایسے ذلیل ناچیز پانی کے قطرے سے کمال اور جمال کے ساتھ کیا صورت بناتا ہے اور اوس صورت مین کیا کیا عجائب غرائب رکھا ہے
اور آدمی جب اپنی عجیب عجیب صفتون اور اپنے اعضا کی منفعتون کو دیکھتا ہے کہ ہر عضو ظاہری مثلاً ہاتھ پاؤن آنکھ زبان دانت اور اعضای

مثلاً جگر تلی پتا وغیرہ کو خدا نے کس حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے تو اپنے خالق کے علم کو پہچانتا ہے کہ کیا علم اتم ہے اور کیسا محیط اشیا کے عالم ہے اور آدمی یہ بھی جان جائیگا کہ ایسے عالم سے کوئی چیز غائب نہین ہو سکتی اگر سب عقلمندون کی عقل کو کام مین لائین اور سب اونکو عمر دراز دین اور وہ فکر کرین کہ ان اعضا سے ایک عضو کو بھی کوئی ایسی صورت نکالین جو اس صورت موجودہ سے بہتر ہو تو نہین نکال سکتے مثلاً دانتون کی صورت جو بالفعل موجود ہے یعنی کھانے کی چیز کاٹنے کے واسطے سامنے کے دانت تیز ہین اور کھانے کی چیز کو مہین کرنے کے واسطے اور دانت چوڑے ہین داڑھون کے قریب زبان پنہاری کے آبخورے کے مثل ہے کہ اناج چکی مین ڈالتی ہے اور قوت جو زبان کے نیچے ہے خمیر بنانے والے اور پانی چھڑکنے والے کے مانند ہے کہ جسوقت جتنا چاہیے اوتنا پانی بہاتی ہے کہ کھانا تر ہو اور حلق سے اوتر جاوے گلے مین نہ پھنسے اس صورت کے خلاف اور کوئی شکل جو اس سے بہتر ہو تمام عالم کے عقلمند ملکر نہین نکال سکتے اسیطرح ہاتھ مین پانچ اونگلیان ہین چار اونگلیان ایک طرح کی اور ایک انگوٹھا اور ان اونگلیون کی نسبت بہت دور اور لنبائی مین چھوٹا اور ہر اونگلی کے ساتھ کام کرتا ہے اور سب اونگلیون پر پھرتا ہے اور سب اونگلیون مین تین تین گرہین ہین اور انگوٹھے مین دو گرہین ایسی بنائی ہین کہ آدمی اگر چاہے آبخورا بنا لے چاہے چلو بنا لے چاہے مٹھی بند کرکے گھونسا بنا لے اور گھونسے کو اپنا ہتھیار کرلے یعنی دشمن کو مارے خواہ مٹھی کھولکر پنجہ کو طباق بنالے اور اکثر طرح سے کام مین لاوے اگر تمام جہان کے عقلمند اونگلیون کی اور کوئی وضع تجویز کرین مثلاً یہ سب اونگلیان ایک ہی انداز کی ہون یا تین ایک طرف اور دو ایک جانب ہون یا پانچ کی جگہ یا چار ہون یا تین گرہون کی جگہ دو دو یا چار گرہین ہون انمین سے جو جو تین ہو سکین اور کہین سب ناقص ہین اور جس انداز پر خداوند کریم نے پیدا کیا وہی انداز بہت اچھا ہے اس بیان سے معلوم ہوگا کہ خالق کا علم اس قسم کو محیط ہے اور سب چیزون سے خالق مطلع ہے اور آدمی کے ہر ہر عضو مین ایسی حکمتین ہین جو شخص اون حکمتون کو جتنا زیادہ جانیگا اوتنا ہی علم خدا کی عظمت اور وسعت سے اوسے تعجب بھی زیادہ ہوگا اور آدمی جب اپنی حاجتون کو دیکھنے لگے یعنی دیکھیگا کہ اوسے اعضا کی احتیاج ہے پھر جانیگا کہ کھانے کپڑے گھر کا بھی وہ محتاج ہے اور اوسکے کھانے کی چیزونکو بھی مینہ ہوا گرمی سردی کی حاجت ہے اور جو اون کھانیکی چیزونکو کھانیکے قابل کرین اون صنعتون کی بھی ضرورت ہے اور اون صنعتونکو بھی اوزار مثلاً لوہے تانبے پیتل سیسے کی احتیاج ہے اور اس بات کے جاننے اور معلوم ہونیکا کہ اوزار کیونکر بنتے ہین اوزار بھی محتاج ہین غرض ان چیزون کی طرف اپنی حاجتین دیکھکر جانیگا کہ سب مخلوقات بہت خوب انداز پر ایجاد ہوتی ہے اور سب مصنوعات کی بہت اچھی وضع بنائی ہوتی ہے اور ہر ہر چیز جس قسم کی خدا نے بنائی ہے اگر نہ بناتا تو بنا سکتا کیسا اوس کار کا انداز بھی کسی کے خیال مین نہ آتا اور سمجھیگا کہ سب مخلوق اور مصنوع سب باہمی ہمراہ ہے اور فقط خدا کی مہربانی اور عنایت سے انکی بنیاد ہے اور اس سمجھ کی بدولت آدمی کو یہ صفت معلوم ہوگی کہ تمام عالم پر خدا کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسی صفت کے باعث اوسکی زندگانی ہے جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حق تعالی نے فرمایا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلَى غَضَبِي اور جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ دودھ پیتے بچون پر مادر شفقہ کی جتنی شفقت ہے اوس سے زیادہ بندون پر ارحم الراحمین کی رحمت ہے غرض کہ آدمی نے اپنے پیدا ہونے سے خدا کی ہستی کو جانا اور اپنے اعضا کی کثرت سے حق تعالے کے کمال قدرت کو پہچانا اور عجائب حکمتون اور اپنے

اعضا کی منفعتوں سے خدا کے کمال کو دیکھا اور جن چیزوں کی حاجت یا ضرورت ہے یا جنسے فقط زیب زینت ہے اونہیں اپنے ہاتھ مجتمع اور موجود دیکھنے سے لطف اور رحمت ذوالجلال کو دیکھا تو نفس کی پہچان جو ایسی ہے وہ معرفت حق کی کنجی ہے فصل آدمی جسطرح حق تعالیٰ کی صفات کو اپنی صفات سے پہچانا اور حق تعالیٰ کی ذات کو اپنی ذات سے جانا اوسیطرح حق تعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس بھی اپنی تنزیہ اور تقدیس سے جانتا ہے اور حق تعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ وہم و خیال میں آئے وہ اوس سے پاک اور مقدس ہے اور اگرچہ کوئی جگہ حق تعالیٰ کے تصرف سے خالی نہیں مگر کسی جگہ کے ساتھ منسوب ہو سکنے سے وہ بری اور منزہ ہے اور آدمی اس تنزیہ اور تقدیس کا نمونہ اپنے میں دیکھتا ہے اسواسطے کہ جان کی حقیقت جسے ہم دل کہتے ہیں وہ بھی اون چیزوں سے جو وہم و خیال میں آئیں منزہ اور پاک ہے اسواسطے کہ اوسکے لیے نہ مقدار و کمیت ہے اور نہ وہ قابل قسمت ہے اور جب کمیت کیفیت قسمت دل سے دور ہے تو دل کا بے رنگ ہونا بھی ضرور ہے اور جس چیز کی نہ کچھ رنگ ہوگا نہ مقدار وہ کبھی خیال میں نہ آئیگی اسواسطے کہ خیال میں وہی چیز آتی ہے جسے یا دیکھی ہیں آنکھ کو آنکھہ دیکھہ پاتی ہے اور رنگ اور شکلوں کے سوا خیال اور فطرت میں کچھ نہیں آتا اور طبیعت جو یہ چاہتی ہے کہ معلوم ہو فلانی چیز کیسی ہے اسکے یہی معنی ہیں کہ اوس چیز کی کیسی شکل ہے چھوٹی ہے یا بڑی اور جو چیز ان صفتوں یعنی صورت رنگت چھوٹائی بڑائی سے مبرا ہے اوسے پوچھنا کہ کیسی چیز ہے بیجا ہے الغرض جس چیز میں چگونگی کو دخل نہیں اگر تو اوسے دریافت کیا چاہے تو اپنی حقیقت میں غور کر دیکھ تو تیری حقیقت جو خدا کی معرفت کی جگہ ہے وہ نہ قابل قسمت ہے اور اوسکی نہ کچھ مقدار نہ کمیت نہ کیفیت ہے اگر کوئی پوچھے کہ روح کیا چیز ہے اوسکا جواب یہی ہوگا کہ چگونگی کو اوس میں کچھ دخل نہیں جب تو اپنے تئیں جانا کہ چگونگی سے پاک اور مبرا ہے تو یہ بھی جان کہ حق تعالیٰ چگونگی سے منزہ اور مقدس اور پاک ہونیکے بہت لائق ہے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ بیچون اور بیچگون کوئی چیز کیونکر موجود ہوگی اور اپنی حقیقت کو نہیں پہچانتے کہ خود بیچون اور بیچگون موجود ہیں بلکہ آدمی اگر اپنے میں غور کریگا تو ہزار چیزیں بیچون اور بیچگون دیکھیگا یعنی اپنے میں درد دیکھے غصہ دیکھے عشق دیکھے مزہ دیکھے اور اگر چاہے کہ ان چیزوں کی چونی اور چگونگی دریافت کرے تو نہیں دریافت کرسکتا اسواسطے کہ ان چیزوں کی نہ رنگت ہے نہ صورت ہے تو اس سوال کو کہ کیونکر ہے اور کیسا ہے غصہ و درد وغیرہ میں کچھ دخل نہیں تو معلوم ہوا کہ چیزیں بیچون اور بیچگون موجود ہیں بلکہ اگر کوئی آواز یا مزہ یا بو کی حقیقت دریافت کیا چاہے کہ یہ چیزیں کیسی ہیں تو نہیں ہوسکتا آدمی انکے دریافت کرنے میں عاجز ہے اور عاجزی کا سبب یہ ہے کہ چون اور چگونہ مقتضاے خیال ہے کہ حس بصر سے حاصل ہوتا ہے تو خیال ہر چیز میں آنکھہ کا حصہ ڈھونڈھتا ہے اور جو چیز کان کی ملکیت ہے جیسے آواز اوسمین آنکھہ کا کچھ حصہ نہیں بلکہ آواز کی چونی اور چگونگی دریافت کرنا محال ہے اسواسطے کہ جسطرح رنگت اور صورت حس سمع سے بے تعلق اور مبرا ہے اوسیطرح آواز بصر سے پاک اور منزہ ہے اسیطرح جو چیز حاسۂ دل میں آتی ہے اور عقل سے پہچانی جاتی ہے وہ اور سب حواس سے پاک ہے اوسمین کسی حواس کا حصہ نہیں اور چونی اور چگونگی محسوسات میں ہوتی ہے یہ تحقیق اور غور کرنے کی بات ہے اسکی تفصیل کتب معقولات میں بیان ہے اس کتاب میں جسقدر بیان ہوا کافی بہت ہے اور اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اپنی بیچونی اور بیچگونگی سے حق تعالیٰ کی بیچونی اور بیچگونگی آدمی پہچان سکتا ہے الغرض اسطرح آدمی تو جان لے کہ جان موجود ہے اور بدن کی بادشاہی اور بدن میں جن آثار پر [illegible] بیچونی اور بیچگونگی حاصل ہے وہ اوس بادشاہ

یعنی جان کی مملکت ہے اور جان خود بیچون و بیچگون ہے اسیطرح بادشاہ عالم یعنی حق تعالیٰ بیچون اور بیچگون ہے اور محسوسات جو چون اور چگونگی رکھتے ہین حق تعالیٰ کی مملکت ہے حق تعالیٰ کی تنزیہ کا دوسرا طور یہ بیان ہے کہ حق تعالیٰ کو کسی جگہہ کے ساتھ منسوب نہین کر سکتے کہ خدا اس جگہہ ہے اور جان کو کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین کر سکتے کہ جان ہاتھ مین ہے یا پاؤن مین ہے یا سر مین ہے یا اور کسی عضو مین ہے بلکہ بدن کے سب اعضا قسمت پذیر ہین یعنی ٹکڑے ہو سکتے ہین اور جان قسمت پذیر نہین ہے یعنی ٹکڑے نہین ہو سکتی اور جو چیز قسمت پذیر نہو قسمت پذیر چیزین اوسکا سما جانا محال ہے اسواسطے کہ اگر وہ اوسمین سما جاے تو قسمت پذیر ہو جائیگی اور باوصف اسکے کہ جان کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین ہو سکتی مگر کوئی عضو جان کے تصرف سے خالی نہین ہے بلکہ سب اعضا جان کے تصرف اور حکم مین ہین اور جان سب اعضا کی بادشاہ ہے اسیطرح تمام عالم بادشاہ عالم یعنی حق تعالیٰ کے تصرف مین ہے اور حق تعالیٰ اس امر سے منزہ اور پاک ہے کہ کسی خاص جگہہ کے ساتھ اوسے منسوب کرین تقدس اور تنزیہ کا تمام حال جب عیان ہوگا کہ روح کی ماہیت اور بھید تفصیل سے بیان ہو اور اسے بیان کرنیکی اجازت نہین اور اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کا سب حال اسی سے ظاہر ہوگا واللہ اعلم

بیشک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آدم کو اپنی صورت پر — اور اللہ بڑا جاننے والا ہے

فصل اے عزیز تو نے حق تعالیٰ کی ذات کو تو جان لیا اور اوسکی صفات اور چونی اور چگونگی سے اوسکا پاک ہونا پہچان لیا اور کسی جگہہ کے ساتھ منسوب ہونے سے حق تعالیٰ پاک ہے یہ بھی تجکو معلوم اور یاد ہو چکا اور آدمی کا نفس تمام معرفت کی کنجی ہے یہ امر بھی تجھ پر کھلا لیکن ابواب معرفت مین سے ایک یہ باب باقی ہے کہ اپنی مملکت مین حق تعالیٰ کا بادشاہی کرنا کیونکر ہے اور نگرانی فرمانا کسطور پر ہے اور فرشتون کو حکم فرمانا اور فرشتون کا حکم بجا لانا اور ملائکہ کے ہاتھ سے کام لینا اور آسمان سے زمین پر حکم بھیجنا آسمان اور تارون کو جنبش مین لانا زمین کے باشندون کے کام کو وابستہ آسمان بنانا رزق کی کنجی آسمان کو حوالہ کرنا یہ سب امور کیونکر ہین حق تعالیٰ کی معرفت مین یہ بڑا باب ہے جسطرح پہلی معرفتون کو معرفت ذات و صفات کہتے ہین اس معرفت کو معرفت افعال کہتے ہین نفس کی معرفت اس معرفت کی بھی کنجی ہے اور جو تو یہ نہ جانیگا کہ اپنی مملکت بدن مین کیونکر بادشاہی کرتا ہے اور کسطرح احکام جاری کرتا ہے تو یہ بھی نجانیگا کہ بادشاہ عالم کس طور سے نگرانی فرماتا ہے تو چاہیے کہ پہلے تو اپنے تئین پہچان اور اپنے ایک ایک کام کو جان مثلاً جب کاغذ پر تو بسم اللہ لکھا چاہتا ہے پہلے لکھنے کی خواہش اور ارادہ تجھ مین پیدا ہوتا ہے پھر دل مین حرکت اور جنبش پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اوس دل مین جو گوشت ہے اور بائین طرف لٹکتا ہے حرکت نہین پیدا ہوتی بلکہ دل سے ایک جسم لطیف جنبش کر کے دماغ مین جاتا ہے اور اس جسم لطیف کو لوگ روح کہتے ہین جو حس و حرکت کی قوتون کو اوٹھائے ہوئے ہے اور یہ روح اور ہے کہ چارپایون کے بھی ہوتی ہے اور موت کو اوسمین دخل ہے اور وہ روح اور ہے جسے ہم دل کہتے ہین وہ چارپایون کے نہین ہوتی اور وہ روح ہرگز نہین مرتی اسواسطے کہ حق تعالیٰ کی معرفت کی جگہہ ہے یہی روح جنبش کرتی ہے اور جب دماغ مین پہونچتی ہے تو دماغ کے پہلے خزانہ مین جو قوت خیال کی جگہہ ہے بسم اللہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور دماغ سے پٹھون مین کچھ اثر پہونچتا ہے پٹھے دماغ سے نکلکر بدن مین سب طرف پہونچے ہین اور انگلیون مین دھاگے کی طرح بندھے ہین جو شخص دبلا ہو اوسکے بازو یا ہاتھ مین ان پٹھون کو لوگ دیکھ سکتے ہین غرضکہ اوس اثر سے یہ پٹھے جنبش کرتے ہین اور سر انگشت کو جنبش دیتے ہین اور سر انگشت قلم کو جنبش دیتا ہے تو بسم اللہ کی صورت اوس صورت کے موافق

جو خیال کے خزانہ مین ہے حواس خصوصاً آنکھ کی اعانت سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنکھ سے زیادہ احتیاج پڑتی ہے تو جسطرح اس
کام یعنی لکھنے کی ابتدا رغبت ہے جو پہلے تجھ مین ظاہر ہوتی ہے اوسیطرح حق تعالی کے سب کامون کا آغاز اوسکی صفات مین سے ایک
صفت ہے اور ارادہ اسی صفت سے عبارت ہے اور جسطرح لکھنے کے ارادہ کا اثر پہلے تیرے دل مین پیدا ہوتا ہے پھر دل کے واسطہ
سے اور اور جگہ مین پہونچتا ہے اسیطرح حق تعالے کے ارادہ کا اثر پہلے عرش پر پیدا ہوتا ہے پھر اورونکو پہونچتا ہے اور جیسے بخار
کی طرح جسم لطیف دل کی رگون کی راہ اوس اثر کو تیرے دماغ مین پہونچاتا ہے اور اوس جسم لطیف کو روح کہتے ہین ویسے ہی حق تعالے
کے واسطے بھی ایک جوہر ہے کہ اوسکے ارادہ کو عرش سے کرسی پر پہونچاتا ہے اور اوس جوہر کو فرشتہ اور روح القدس کہتے ہین اور
جسطرح دل سے دماغ کو اثر پہونچتا ہے اور دماغ دل کی حکومت اور تصرف مین دل کے نیچے ہے اوسی طرح حق تعالی کے ارادہ کا
اثر عرش سے کرسی کو پہلے پہونچتا ہے اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور جسطرح بسم اللہ جو تیری مقصود ہے اور تیرا فعل ہوگا اوسکی صورت
دماغ کے خزانہ اول مین ظاہر ہوتی ہے اور اوسکے موافق فعل ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح جس چیز کی صورت عالم مین ظاہر ہوگی اوسکا
نقش پہلے لوح محفوظ مین ظاہر ہوتا ہے اور تیرے دماغ مین جس طرح قوت لطیف ہے کہ پٹھون کو جنبش دیتی ہے
تاکہ پٹھے ہاتھ اور اونگلی کو جنبش دین اور اونگلی قلم کو حرکت دے اسیطرح جواہر لطیف یعنی فرشتے جو کہ عرش
اور کرسی پر مقرر ہین آسمانون اور تارون کو جنبش دیتے ہین اور جس طرح دماغ کی قوت رگون اور پٹھون کی اعانت
سے اونگلیون کو جنبش دیتی ہے اوسی طرح وہ جواہر لطیف جنکو ملائکہ کہتے ہین تارون اور تارون کے تار شعاعی کے واسطہ
سے عالم سفلی مین امہات عالم سفلی کی طبیعتون کو جنبش دیتے ہین انکو چار طبع یعنی گرمی سردی تری خشکی بھی کہتے ہین اور جسطرح
قلم سیاہی کو جنبش دیتا ہے اور پراگندہ اور جمع کرتا ہے تاکہ بسم اللہ کی صورت پیدا ہو اوسیطرح یہ گرمی سردی بھی پانی اور مٹی اور ان مرکبات
کی اصلون کو جنبش دیتی ہین اور جسطرح کاغذ سیاہی کو قلم جب پراگندہ اور جمع کرتا ہے تو کاغذ اوسے قبول کرلیتا ہے اسیطرح تری ان مرکبات
کو شکل کے قابل کرتی ہے اور خشکی اونھین شکل کا نگہبان کردیتی ہے تاکہ مرکبات اس شکل کی حفاظت کرین اور اس شکل کو چھوڑ نہ دین اسواسطے
کہ اگر تری نہو تو مرکبات خود شکل قبول نہ کرین اور اگر خشکی نہو تو شکل کی حفاظت نہ کرسکین اور جسطرح قلم جب اپنا کام تمام کرتا ہے اور اپنی
حرکت کو اختتام کرتا ہے تو بسم اللہ کی صورت آنکھ کی مدد سے اوس نقش کے موافق جو خزانۂ خیال مین تھا پیدا ہوتی ہے اوسیطرح جب
سردی گرمی ان مرکبات کی اصلون کو حرکت دیتی ہے فرشتون کی مدد سے حیوان اور نبات کی صورت اس عالم مین اوس صورت کے موافق
جو لوح محفوظ مین تھی پیدا ہوتی ہے اور جسطرح تیرے سب کامون کا اثر تیرے دل سے پیدا ہوکر سب اعضا مین پراگندہ ہوتا ہے اوسیطرح
عالم اجسام کا آغاز کار عرش مین ہوتا ہے اور جسطرح اس خاصیت کو پہلے دل قبول کرتا ہے اور اعضا اوسکے بعد اور لوگ دل کو تیرے ساتھ
نسبت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ تو دل مین رہنے والا ہے اسیطرح جب سب چیزون پر تصرف عرش کے واسطہ سے ہے لوگ
جانتے ہین کہ حق تعالے ایسا کہ عرش اعلی ہے اور جسطرح جب دل پر تو غالب ہوا اور دل کا کام درست ہوگیا تو مملکت بدن کی تدبیر تو
کرسکتا ہے اسیطرح جب حق سبحانہ تعالی عرش پیدا کرنے سے عرش پر غالب ہوا اور عرش سیدھا کھڑا ہوا اور مغلوب ہوگیا تمام مملکت

عالم کی تدبیر کی ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ کا یہی سے عبارت ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب حق ہے اور جو لوگ صاحب
بصیرت ہیں اونکو مکاشفہ سے صاف یہ معلوم ہوا ہے اور فی الحقیقت وہ جانتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ اور
اس بات کو حق جان کہ بادشاہ کو بادشاہوں کے سوا کوئی نہیں جانتا اگر تجھے تیری مملکت پر بادشاہ نہ کیا ہوتا اور خداوند تعالی نے
اپنی مملکت کا مختصر سا نسخہ تجھے نہ دیا ہوتا تو خداوند عالم کو تو ہرگز نہ پہچان سکتا تو اوس بادشاہ کا شکر کر جس نے تجھکو پیدا کیا اور راز و رتبہ
بادشاہی دیا اور اپنی مملکت کا نمونہ تجھے عنایت کیا دل سے تیرا عرش روح حیوانی جسکا منبع دل ہے اوسے تیرا اسرافیل بنایا اور دماغ
تیری کرسی خزانہ خیال سے تیری لوح محفوظ بنائی آنکھہ کان اور سب حواسوں سے تیرے فرشتے دماغ کے گنبد سے جو چھوٹوں کا منبع ہے
تیرا آسمان اور تارے بنائے اور اونگلی قلم سیاہی سے طبائع تیرے مسخر فرمائے تیرے دل کو چھوٹوں اور بڑوں پہ اکر کے سب اعضا پر بادشاہ
کر دیا تب تجھسے کہا کہ اپنی اور اپنی بادشاہی سے زینہار غافل نہ رہنا ورنہ اپنے خالق سے غافل ہو گا فَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى
صُوْرَتِهٖ فَاعْرِفْ نَفْسَكَ يَا اِنْسَانُ تَعْرِفْ رَبَّكَ فصل یہ سب جو بیان ہوا کہ آدمی کی بادشاہی حضرت مالک الملک کی سلطنت کا
نمونہ ہے اس سے بڑے بڑے دو علموں کی طرف اشارہ ہے ایک آدمی کے نفس کا علم اور قوتوں اور صفتوں کے ساتھ اوسکے نفس کا
تعلق اور دل کے ساتھ صفتوں اور قوتوں کے تعلق کا حال معلوم ہوا یہ ایسا طولانی علم ہے کہ ایسی کتاب میں اوسکی تحقیق بیان نہیں ہو سکتی
اور دوسرے یہ تفصیل معلوم ہوئی کہ بادشاہ عالم کی مملکت کو فرشتوں سے اور فرشتوں کو آسمانوں اور آسمان عرش کرسی کو ملائکہ سے علاقہ
اور ربط ہے یہ بھی بڑا علم ہے اور اس اشارہ سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص زیرک اور ہوشیار ہوگا ان سب باتوں کا اعتقاد کریگا اور حق سبحانہ تعالی
کی عظمت ان سب باتوں سے جانے گا اور جو سفیہ اور احمق ہوگا وہ یہ بھی جانیگا کہ خود کیونکر غافل اور نادان رہا اور کیوں مبتلائے نقصان
رہا کہ ایسے بادشاہ ذوالجلال صاحب حسن جمال کے دیدار سے محروم اور محجوب ہے اور خلائق کو حضرت الوہیت سے تو کیا خبر ہوگی اس قدر
جو بیان کیا گیا فقط اس واسطے ہے کہ خلق پہچان سکے کہ خود کیا ہے فصل جو لوگ عالم علم طبیعی اور واقف علم نجوم ہیں وہ بیچارے حیران
ہیں کہ کاموں کو عناصر اور ستاروں پر حوالہ کرتے ہیں اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چیونٹی کاغذ پر چلے اور کاغذ کو دیکھے کہ سیاہ
ہوا جاتا ہے اور اوسپر نقش بنتا ہے پھر غور کرکے قلم کی نوک کو دیکھے اور خوش ہو کہ میں نے اس کام کی حقیقت پہچان لی اور چھٹی پائی کہ یہ
نقش قلم ہی بناتا ہے بس یہی حال عالم علم طبیعی کا ہے کہ اخیر درجہ کے محرک کے سوا کچھ نہیں جانتا تب اوسکے اوس چیونٹی کے پاس
دوسری چیونٹی جسکی آنکھہ بڑی اور نگاہ تیز ہو آئے اور پہلی چیونٹی سے کہے تو نے غلطی کی میں اس قلم کو تابعدار دیکھتی ہوں اور قلم کے
علاوہ ایک چیز اور دیکھتی ہوں وہ نقاشی کرتی ہے اور اپنی اس سمجھ پر خوش ہو کر کہے کہ جو میں نے جانا یہی حق ہے کہ اونگلیاں نقاشی
کرتی ہیں قلم نقاشی نہیں کرتا قلم اونگلیوں کا تابع ہے یہی نجومی کی مثال ہے کہ عالم طبیعی سے اوسکی نگاہ دور پہونچی اوس نے دیکھا
کہ طبائع ستاروں کے مسخر اور مطیع ہیں لیکن یہ نہ سمجھا کہ ستارے فرشتوں کے اختیار میں ہیں اور اون درجوں پر جو کہ اوسکی سمجھ اور علم
سے اعلی ہیں نہ پہنچ سکا اور عنصر طبعی منجم اور طبیعی کے درمیان عالم اجسام میں یہ تفاوت ہوا اور اوسی کی وجہ سے اختلاف پڑا اسیطرح
اون لوگوں کے درمیان جو عالم ارواح میں ترقی کرتے ہیں اختلاف پڑا کہ اکثروں نے عالم اجسام سے ترقی نہ کی اور عالم اجسام سے

باہر اونہون نے کوئی چیز نہ پائی وہ لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ گئے اور عالم ارواح کی طرف معراج کی جو راہ ہے وہ اونپر بند ہوگئی اور عالم ارواح یعنی عالم انوار مین بھی اسیطرح دشوار گذار راہین اور آڑین بہت ہین اونمین سے بعضون کے ستارون اور بعضون کے ماہتاب اور بعضون کے آفتاب کے مانند درجے ہین اور یہ اون لوگون کی معراج کے مراتب ہین جنہین حق تعالے ملکوت آسمان دکھاے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ اور اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے إِنَّ لِلَّهِ سَبْعِينَ أَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُورٍ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ مَنْ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ کتاب مشکات الانوار اور مصباح الاسرار مین اس مطلب کی تفصیل اور شرح لکھی ہے وہان دیکھنا چاہیے الغرض مقصود یہ ہے تو اس بات کو جان لے کہ علم طبیعی کے عالم بیچارہ نے کسی چیز کو سردی گرمی پر جو حوالہ کیا ہے درست کہا ہے اگر گرمی سردی اسباب الہی کے درمیان مین نہوتی تو علم طب باطل ہوجاتا لیکن اسوجہ سے خطا کی کہ اوسکی نگاہ کم اور کوتاہ تھی یاری نہ کرسکی پہلی منزل مین رہ گیا اور گرمی سردی کو اصل ٹھہرایا مسخر نہ سمجھا اور اون ہی کو مالک جانا چاکر نہ سمجھا حالانکہ گرمی سردی اون چیدر نوکرون سے ہے جو تون کی پاس والی صف مین کھڑے رہتے ہین اور منجم نے جو ستارون کو اسباب الہی مین داخل کیا تو سچ کہا اسواسطے کہ اگر اسباب الہی مین نہوتے تو دن رات برابر ہوجاتا کیونکہ آفتاب ستارہ ہے روشنی اور گرمی اس جہان مین اوسی کے سبب سے ہے اور جاڑہ گرمی بھی برابر ہوجاتا اسواسطے کہ گرمی گرمی مین اسوجہ سے ہوتی ہے کہ آفتاب وسط آسمان کے نزدیک ہوتا ہے اور جاڑے مین دور ہوتا ہے اور یہ خدا کی قدرت مین یہ ہے کہ آفتاب کو گرم اور روشن بنایا کیا عجب کہ زحل کو سرد خشک اور زہرہ کو گرم تر پیدا کیا یہ سمجھ ایمان مین کچھ خلل نہین کرتی لیکن منجم نے یہ غلطی کی کہ ستارون کو اصل سمجھا اور کامون کو اون ہی پر محول جانا اور ستارونکا مسخر ہونا نہ دیکھا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ نہ سمجھا مسخر وہ ہے جسے کام مین لائین تو ستارے کار گذار ہین اپنی طرف سے کام نہین کرتے بلکہ اسیطرح جیسے اعضا کو حرکت دینے مین اوس قوت کی جہت سے جو دماغ مین ہے کام مین آتے ہین اسیطرح ستارے بھی اون فرشتون کے واسطے جو عمال ہین کام مین رہتے ہین اور ستارے بھی اگرچہ فقیہون کے درجے پر کم رتبہ نوکر ہین لیکن چار طبائع جو کاتب کے قلم کیطرح سب سے اخیر درجہ کے تابعدار ہین اونکی طرح ستارہ اخیر درجہ کے اون نوکرون مین نہین جو جو تون والی صف مین رہتے ہین اصل مطلب مین ایسے بہت اختلافات ہین کہ ایک ایک وجہ سے ہر ایک کی باتین سچ اور درست ہین لیکن لوگ ایک ایک چیز کو کچھ دیکھتے ہین کچھ نہین اور سمجھتے ہین کہ جسے ہمنے دیکھا اسکو پورا دیکھ لیا ان لوگون کی مثال ایسے ہے جیسے اندھون کا حال ہے اندھے جب سنتے ہین کہ اونکے شہر مین ہاتھی آیا ہے تو اوسکو پہچاننے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اوسے ہاتھ ہی سے پہچان لینگے اور ہاتھ سے ٹٹول لیتے ہین کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑتا ہے کسی کا پاون پر کسی کا دانت پر یہ اندھے جب اور اندھون کے پاس جاتے ہین اور وہ انسے ہاتھی کی صفت پوچھتے ہین تو انمین سے جس اندھے کا ہاتھ ہاتھی کے پاون پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون اور جسکا ہاتھ دانت پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے عمود اور جسکا ہاتھ کان پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے کمل تو سب ایک ایک وجہ سے سچ بھی کہتے ہین اور اسوجہ سے وہ کج بھی کہاتے ہین کہ سمجھتے تھے کہ ہمنے تمام ہاتھی کو پہچان لیا اور حقیقت مین تمام ہاتھی کو نہین پہچانا تھا اسیطرح نجومی اور طبیعی کی آنکھ حقیقت لے کے ایا ہے اگر اور تا ادراک بڑی ہو اوسکی سلطنت کا بہرا

اور قدرت کاملہ سے دنگ ہوکر نوکر کو کہا کہ یہی بادشاہ ہے اور یہ ابراہیم جب کہ اسکو خدا نے راہ راست بتائی اور جسکو اپنا رب سمجھا تھا اون سب کا نقصان اونسنے دیکھا اور اونکے علاوہ دوسرے کو دیکھا تو کہا کہ یہ بھی میرا رب اور خدا سمجھا تھا وہ تو اوسکے حکم کا تابع ہے اور جو دوسرے کے حکم کا تابع ہو وہ خدائی کے لائق نہیں لا احب الآفلین فصل کواکب اور طبائع اور بروج اور فلک انکو اکب جو بارہ برجون پر تقسیم ہے اور اونکے علاوہ جو عرش عظیم ہے ایک وجہ سے ان سب کی مثال ایسی بادشاہ کی ایسی ہے جسکا ایک خاص حجرہ ہے اور اوسکا وزیر اوس حجرہ میں بیٹھا ہوا اور اوس حجرہ کے گرداگرد بارہ دروازون کا رواق ہوا اور ہر ہر دروازہ میں اوس وزیر کا ایک ایک نائب بیٹھا ہوا اور سات نقیب سوار باہر سے اون دروازون کے گرد پھرتے ہوں اور پوشیدہ نائبون کو وزیر کے جو احکام آتے ہون اونکو یہ سنتے ہون اور چار پیادے ان سات سوارون سے دور کھڑے ہون اور اون سوارون کو دیکھ رہے ہون کہ دیر دولت سے انکو کیا حکم آتا ہے اور اون چار پیادون کے ہاتھ میں چار کمندین ہون کہ اونمین ڈالکر کسی گروہ کو حکم کے موافق حاضر حضور کرین اور کسیکو دور کرین کسی گروہ کو خلعت دین کسیکو سزا دین اب یہ عرش اوس حجرہ خاص کے مانند ہے اور وزیر مملکت کے جلوس فرمانے کی جگہ ہے اور وہ ایک مقرب فرشتہ ہے اور تارون والا آسمان رواق ہے اور بارہ برج بارہ دروازے ہین اور اوس وزیر کے نائب اور فرشتہ ہین اون فرشتونکا درجہ اوس مقرب فرشتہ کے درجے سے کم ہے اور اون فرشتون میں سے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد ہے اور سات ستارے سات سوار ہین کہ نقیبون کی طرح اون دروازون کے گرد ہمیشہ پھرا کرتے اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک قسم کا حکم اونمین پہونچتا رہتا ہے اور جنکو چار عنصر کہتے ہین یعنی آگ پانی خاک ہوا چار پیادون کے مانند ہین کہ اپنے وطن سے باہر نہین جاتے اور چار طبیعتین یعنی گرمی سردی تری خشکی چار کمندین ان چار پیادون کے ہاتھ مین ہین مثلاً جب کسیکا حال بدل جاے یعنی دنیا سے اپنا منہ پھیرے اور رنج اور درد اوسپر غالب ہوجاے اور دنیا کی نعمتین اوسے دل سے بری معلوم ہونے لگین اور انجام کار کا رنج و فکر اوسے گھیرے تو طبیب کہیگا یہ بیمار ہے اور اس بیماریکو مالیخولیا کہتے ہین افتیمون کا جوشاندہ اسکا علاج ہے طبیعی کہیگا کہ خشکی جب دماغ مین غالب ہوجاتی ہے تب یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اور جاڑون کی ہوا اس خشکی کا سبب ہے جبتک فصل بہار نہ آئیگی اور رطوبت ہوا مین نہ آجائیگی یہ بیمار اچھا نہوگا اور نجومی کہیگا کہ اس شخص کو سودا ہے عطارد کو مریخ سے جب منحوس مقابلت ہوتی ہے تو سودا پیدا ہوتا ہے جبتک عطارد و سعدین کو مقابلہ یا تثلیث پر نہ آئیگا اس شخص کا حال صلاح نہ پائیگا طبیب اور طبیعی اور نجومی سب سچ کہتے ہین ذلک مبلغھم من العلم لیکن یہ بات کہ حضرت ربوبیت سے اوس شخص کی سعادت کا حکم ہوا اور وہ نقیب جو ستارہ ہو وہ کارکن یعنی عطارد اور مریخ کو اسواسطے بھیجا کہ درگاہ الٰہی کے پیادون مین سے ایک پیادہ یعنی ہوا خشکی کی کمند مارے اور اوس شخص کے دماغ مین خشکی ڈالے اور دنیا کی لذتون کی طرف سے اوس کا منہ پھیر دے تا اور رنج کے کوڑے مارے کہ قصد اور طلب کی مہار پکڑکر اوسے درگاہ الٰہی مین بلاے نہ علم طب مین ہے نہ علم طبیعت و نجوم مین بلکہ یہ گوہر آبدار علم نبوت کے بحر ناپیدا کنار سے نکلتا ہے یعنی یہ بات علوم نبوت سے معلوم ہوتی ہے کہ ملائکہ کیسے کارون اور دنیا یا حقیقت کے سپاہ میدان اور نقیبون اور نوکرون کو [illegible] اور [illegible] حرکت کرتے ہین اور خلق کو کہان بلاتے ہین اور کہان سے باز رکھتے ہین [illegible] بادشاہ عالم [illegible]

[illegible]

بہشت ہے اوسے خبر رکھی حق تعالی اسیطرح بلا بیاری سود و محنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیماری نہین ہماری مہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعے سے اپنے حضور مین ہم بلاتے ہین اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یا بیان کرتا کہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ انہین کی شان مین آیا ہے آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اوسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے باہر ہے دوسری مثال سے اوسکا حال کھلا اور اسیوجہ سے بدن کے باہر کی بادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنی اوس سے اول ہی مین بیان کیا

فصل اے عزیز اب سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کے معنی تجکو سمجھنا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الٰہی مین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی تو سبحان اللّٰہ کی معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالی کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب اور درمیانی آدمی کے تابع مین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین تو الحمد للّٰہ کے معنی جان لیے کہ جب اوسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اوسکے سوا اور کسی کیواسطے نہین ہو سکتا اور جب تونے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود مختار حاکم نہین ہے تو لا الہ الا اللّٰہ کے معنی تجکو معلوم ہوگئے اب وہ وقت ہے کہ اللّٰہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تونے پہچانا ہے حق تعالی کی کنہ حقیقت کو نہین جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی بہت بزرگ اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اس بات سے بزرگتر اور بڑا ہے کہ خلق اوسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اورون سے بڑا اور بزرگ ہے کیونکہ اوسکے ساتھ اور کوئی چیز موجود ہی نہین کہ وہ اوس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو اسواسطے کہ سب موجودات اوسی کے وجود کا نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللّٰہ اکبر کے معنی یہ ہین کہ وہ اس مرتبے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اوسے پہچان سکے معاذ اللّٰہ حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی ایسی ہوتی آدمی تو کیا تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللّٰہ حق تعالی کی بادشاہی کیا آدمی کی بادشاہی کے مثل ہوتی جو کہ اوسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللّٰہ علم و قدرت وغیرہ حق تعالی کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہوتے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے کہ تجھے جیسے بشریت کی قدر حضرت الوہیت کا جمال کچھ حاصل ہو جاوے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا تجھ سے پوچھے کہ ریاست اور سلطنت اور بادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اوس سے تم یہی کہو گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ لڑکا اس مزہ کے سوا اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جو مزہ اوسے حاصل ہی نہوگا اوس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکیگا تاہم اوس مزہ کو البتہ سمجھ سکیگا شائبہ اوسے حاصل ہو اور یہ سبکو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک وجہ سے کچھ برابری آتی اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ لڑکون کو چاہیے اے عزیز معرفت الٰہی کا جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالین بیان ہوئی ہین ایسا ہی او تجھین سمجھ جان لے پس حق تعالی کے سوا حق تعالی کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہین جانتا

فصل حق سبحانہ تعالی کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتابون مین ٹھیک بیان نہین ہو سکتی جس قدر بیان ہوا ہے اسیقدر اسبات کیواسطے کافی ہے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اور آدمی کو اپنی قدر سمجھے تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جاوے اسواسطے کہ آدمی کا کمال سعادت آدمی کی [illegible]

سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہے اسوجہ کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے پہلے ہی بیان ہو چکی ہے لیکن بندگی
اور عبادت آدمی کیواسطے موجب سعادت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مریگا تو خدا ہی سے اوسے سروکار ہوگا اِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِيْرُ
جس شخص کو کسیکے پاس رہنا ہو اوس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہنا ہے اوسے دوست رکہے اور جتنا زیادہ اوسے دوست
رکہیگا اوتنی ہی اوسکی سعادت بڑہیگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہے اور حق تعالی کی دوستی آدمی کے دل مین
معرفت اور ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکہتا ہے تو اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اوسکا ذکر زیادہ
کرتا ہے تو اوسکے دوستون مین ہو جاتا ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بُدُّكَ اللَّازِمُ فَالْزَمْ
بُدَّكَ یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا ہر دم کا بھی یہی ہے ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دلپر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ
آدمی ہمیشہ یاد الہی مین مشغول رہے اور فراغت سے عبادت اوسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جاے اور
خواہشون کا رشتہ تعلق جب ہی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتہہ اوٹہا دے تو گناہون سے ہاتہہ اوٹہانا فراغت دل کا سبب ہے اور
عبادت کرنا لابد ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے
جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور چونکہ سب کام
عبادت نہین ہو سکتے بعضے ہو سکتے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون سے دست بردار ہونا ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے اگر آدمی کہانا
نہ کہاے گا تو ہلاک ہو جاے گا اگر عورت سے جماع نہ کریگا تو نسل منقطع ہو جائیگی بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو
ایک اندازہ اور حد چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کر دے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے
حد باندہے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد بندی ہو اور اندازہ کرایا جاے اور یہ محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر
چہوڑ دین اسواسطے کہ خواہش خود اوسپر غالب ہوتی ہے راہ حق ہمیشہ اوسپر پوشیدہ رکہتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد بر آتی ہے وہ خواہش
کے سبب اوسے اچہی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جاے بلکہ دوسرے کا تابع کیا جاوے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اوسکی تابعداری
کیجاوے بلکہ اسواسطے بڑا دور اندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اوسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت
کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتہون ہلاکت کے خوف مین پڑیگا اسی سبب سے
حق تعالی نے فرمایا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ فصل غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالی کی حدون اور حکمون سے دور
ہو گئے اونکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اس فرقہ کی نادانی کی تہی جو خدا تعالی کا ایمان ہی نہین رکھتے کہ اوس
بیچون کو وہم و خیال کے خزانہ مین چگونگی کے ساتہہ ڈہونڈہا چاہا اوسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر حوالہ
کیا اور یہ سمجہے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب جو اس حکمت اور ترکیب کے ساتہہ خود بخود پیدا ہوتے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے
ہین یا یہ سب طبیعت کا کام ہے جسے علم ہی کا نام [illegible] آپ ہے تو جو بیخبر ہے تو دوسرے چیز کو کیا سوجہے گا اور اونکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچہا
خط دیکہے اور سمجہے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اسمین کچہہ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکہا ہوا تہا

اور جسکا اندھاپن اس قدر ہو بدبختی اور گمراہی کی راہ سے وہ کبھی نہ پھریگا اور نجومی اور طبیعی کی غلطی پہلے ہی بیان ہو چکی ہے دوسری
وجہ اوس گروہ کے جہل اور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہوا کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ آدمی گھاس پات کا اسباب ہے اور حیوانوں کے مانند
ہے جب مرجائیگا نیست ہو جائیگا اور پھر نہ عتاب ہے نہ اوسکا حساب اور پھر نہ عذاب ہے نہ اوسکو ثواب اور اپنے نفس کو نجاننا اس جہل کا سبب ہے
کہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدھا بیل یا گھاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اوسے نہین پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہرگز کبھی نہ
مریگی لیکن اوسکا ڈھانچا اوس سے پھیر لین گے اور اسیکو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ اون
لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو جناب احدیت اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنے نہین پہچانتے اور کہتے ہین
کہ حق تعالی کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا رنج و اذیت ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پروا ہے
اوسکے نزدیک عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالی کیا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ تَزَكَّى فَإِنَّمَا يَتَزَكَّى
لِنَفْسِهِ اور وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے کہ یہ جانتا ہے
کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کیواسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی بیمار پرہیز نہ کرے اور رکھے کہ طبیب کو اس سے
کیا کہ مین اوسکا حکم مانوں یا نہ مانوں اور اوسکا یہ کہنا تو صحیح ہے لیکن وہ ہلاک ہو جاتے گا طبیب کی حاجت کی وجہ سے نہ ہلاک ہو گا بلکہ
اس باعث سے ہلاک ہو جائیگا کہ پرہیز نکرنے مین اوسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اوسکو سلامتی کی راہ بتائی کہ پرہیز کرے اوس سے
نکیا تو راہ بتانیوالے کا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہو جائیگا جیسے بدن کی بیماری اس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے دل کی بیماری
اوس جہان مین شقاوت کا سبب ہے اور جیسا دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا سبب ہے عبادت اور معرفت اور گناہوں سے
پرہیز دل کی سلامتی کا باعث ہے وَلَا يَنْفَعُ إِلَّا مَنْ أَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ چوتھی وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو اپنے گمان مین
شریعت سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ شرع حکم فرماتی ہے کہ خواہش غصہ ریا سے دل کو پاک کرو اور یہ امر ممکن نہین اسواسطے کہ خدا تعالی نے آدمی کو
انہی چیزون سے پیدا کیا ہے اور کہتے ہین کہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ
احمق نہین سمجھتے کہ شرع نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انہین ادب سکھاؤ اور اسطرح دبائے رکھو کہ شرع
اور عقل پر غالب نہو جائین اور سرکشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حدین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم اونکے گناہ
صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجے پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصہ نچاہیے
اور یہ نہین نچاہیے حالانکہ آپکے تو ہول تھے اور فرمایا مین تمہاری طرح آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنی آدمی کی طرح مجھے غصہ ہوتا ہے
اور حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ یعنی اوس شخص کی تعریف کی ہے جو غصہ کو ہضم کر جائے اوسکی تعریف نہین کی جسکو غصہ ہو
ہی نہین پانچوین وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حق تعالی کی صفتون سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے ہم گنہگار
ہونگے پھر رحم ہی فرمائے گا اور یہ نہین جانتے کہ جسطرح وہ کریم و رحیم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ ... [illegible]
جہان مین اکثر خلق کو بلا بیماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی نہ بوین ... [illegible]

اور جبتک محنت نہیں کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین ہین وہ لوگ ہرگز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے بے کھیتی اور سوداگری کیے آپ روزی دیتا ہے باوصفیکہ حق تعالی رزق کا ضامن ہے اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى چونکہ لوگ اوسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق تو بے طلب کیے سے ہاتھہ نہین اوٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ اون لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کرکے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کرسکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قلتین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کمظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات ان سے کرے اور انکا غرور ادر [illegible] توڑے تو تمام عمر اوسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک نوالہ جسکا لالچ کرتے ہون اگر انکو نہ ملے تو تمام جہان انکی آنکھون مین تنگ و تاریک ہوجاتا ہے یہ احمق ہنوز مردمی اور انسانیت مین قلتین یعنی دو مٹکا نہین ہوتے ہین کہ ایسی چیزون سے پاک رہین یہ دعوی باطل کہ ہم ایسے درجے مین ہین گناہ ہمین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب سزاوار ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا ہو کہ دشمنی غصہ خواہش ریا اوسکے پاس ہی نہ آئے تو اوسکا بھی یہ دعوی کرنا محض کفر ہے اسواسطے کہ اوسکا درجہ انبیا علیہم السلام کے درجہ سے نہ بڑہ جائیگا انبیا تو اپنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کہان سے جانا کہ شیطان کے مکر مین نہین پہنسا ہے اور کیونکر جانا کہ اسکا درجہ انبیا اور صحابہ کے مرتبے سے بڑا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ اونکو کچھ ضرر نہ کرتا لیکن [illegible] تقوی اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور رفاہ کے واسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کیواسطے کیون نہین کرتا کیونکہ دیکھتا ہے کہ جو کوئی اوسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان نہ تھا تو آنحضرت اپنے تقوی اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رہتے تھے آنحضرت نے ایک صدقہ کا خرما منہ سے نکالکر پہینک دیا اگر کھا لیتے تو اوس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اور اسکا کھانا سب کو درست ہو جاتا اور اگر اوس خرمے سے آنحضرت صلعم کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے زیادہ اور بڑھکر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدحے اوسکو نہ بگاڑین گے اور معاذ اللہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا پانی کا چہوٹا سا برتن سمجھتا ہے ایک خرما اوسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اوس احمق کی مونچھین مونڈے اور جہان کے بیوقوف اوس احمق کو مسخرا بناتے ہین اسواسطے کہ عقلمندون کو اوسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اوسکی ہمنشینی کرنے مین ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زیر دست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ چارپایہ ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جہوٹے کرتا ہے اور ڈینگ مارا کرتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے کہ آدمی نفس سے اوسکے دعوی پر دلیل طلب کرے اور اوسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈہونڈہتا ہے تو وہ شیطان کا

ہند وسہ اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر دم تک اوس سے اس دلیل کا خواستگار رہنا چاہیے ورنہ بہ مقتضاء دنیا بمنزلہ شیشہ ہوکر ہلاک ہوجاویگا اور آدمی یہ نہین جانتا کہ متابعت شریع مین نفس کا ہمہ تن مصروف ہونا مسلمانی کا پہلا درجہ ہے ساتوین اور غفلت اور خواہش کی بدولت پیدا ہوتی ہے جہالت اور نادانی سے نہین پیدا ہوتی اور یہ غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالا وہ فرقہ ہے جنکا اون چند وجہون سے جنکا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے کچھ نہ سنتا ہو لیکن کسی گروہ کو دیکھا کہ اباحت کی راہ چلتے ہین اور فساد ڈالتے ہین جانکی باتین بنا بنا کر دہ ونیو کا ایسے ہنکر تصوف اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہین اوس فرقہ کو بھی یہ طریقہ خوش آتا ہے اسواسطے کہ اوسکی طبیعت مین شہوت اور غضب غالب ہوتی ہے وہ فساد کرنے کی اوسکو اجازت دیتی ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اس فساد کے سبب جہنم کا عذاب ہوگا اگر فساد اوسپر غالب اور مستولی ہوجاتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ یہ امر فساد نہین اسکو فساد کہنا تہمت اور حدیث ہے یعنے نئی بات ہے اور وہ تہمت اور حدیث کے معنی تک نہین جانتا ایسا آدمی غافل اور شہوت پرست ہوتا ہے اور شیطان اوسپر مسلط ہوتا ہے ایسا آدمی سمجھانے سے درست نہین ہوتا کہ اوسکو بات سے شبہہ نہین پڑا ہے اور یہ گروہ اکثر اون لوگون مین سے ہے جنکی شان مین حق تعالیٰ نے یون ارشاد فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ان لوگون کے ساتھ زبان شمشیر سے بات کرنا چاہیے حجت اور تقریر سے اور اس عنوان مین نصیحت کی تفصیل اور ہر چیز کے مباح ٹھہرانیوالون کی غلطی کے بیان مین اسیقدر کفایت کرتا ہے جو بیان کیا گیا کہ اس غلطی اور گمراہی کا سبب یا یہ ہے کہ اوسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ خدا کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ شریعت کو نہین دریافت کیا اور جب آدمی کی نادانی ایسے کام مین ہو جو اوسکی طبیعت کے موافق ہے تو اوس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہوتا ہے اسی سبب سے لوگ کچھ شک و شبہہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف راہ اباحت اختیار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم متحیر ہین اگر ان سے پوچھیے کہ تم کس چیز مین متحیر ہو تو جواب نہین دیسکتے کہ اسواسطے کہ اونکو نہ طلب ہے نہ شبہہ اون لوگون کو ایسی مثل ہے جیسے کوئی شخص طبیب سے کہے کہ مجھکو بیماری کا خلل ہے اور یہ بیماری نہ بتائے تو جبتک اوسکی بیماری نہ بتائیگا طبیب اوسکا علاج نہ کرسکیگا ایسے آدمی کا یہی جواب ہے کہ جس چیز مین تیرا جی چاہے متحیر رہ لیکن اس بات مین شک نکر کہ تو بندہ ہے اور تیرا خالق قادر اور عالم ہے جو چاہتا ہے کرسکتا ہے اور یہ بات اوسکو دلیل سے سمجھنا چاہیے جیسا اوپر بیان ہوا ہے ٭٭ ٭٭

تیسرا عنوان مسلمانی کا یہ تیسرا عنوان ہے اسمین معرفت دنیا کا بیان

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا راہ دین کی منزلون مین سے ایک منزل اور اللہ کی درگاہ کے مسافرون کا راستہ ہے اور مسافرون کے واسطے راہ لینے کیواسطے صحراے معرفت کے کنارے ایک بازار آراستہ ہے دنیا اور آخرت دو حالتون سے عبارت ہے جو حالت موت سے پہلے اور آدمی سے بہت نزدیک ہے اوسے دنیا کہتے ہین اور جو حالت موت کے بعد ہے اوسکو آخرت کہتے ہین اور دنیا سے زاد آخرت مقصود ہے اسواسطے کہ خالق نے آدمی کو ابتدائی خلقت مین سادہ اور ناقص پیدا کیا ہے لیکن اس قابل ہے کہ ایسا کمال حاصل کرے اور ملکوت کی صورت کو اپنا نقش دل ایسا بنالے کہ درگاہ الٰہی کے قابل ہوجاوے یعنی وہان بار پاوے اور مشغول نظارہ حضرت جمال الٰہی رہے اور یہی اوسکی بہشت اور اوسکی سعادت کا منتہا ہے اور خالق نے اوسی واسطے پیدا کیا ہے اور جبتک اوسکی آنکھ نہ کھلیگی اور اس

جمال لازوال کو نہ پہچان سکے گا نظارہ کیا کر سکے گا اور پہچان معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا کی عجیب عجیب صنعتوں کی پہچان
جمال حضرت الٰہی کی معرفت کی کنجی ہے اور آدمی کے حواس اون صنعتوں کی معرفت کی کنجی ہیں اور یہ بغیر اس قالب کے جو پانی مٹی سے بنا ہے
حواس ممکن نہ تھے اسوجہ سے آدمی اس خاک پانی کے عالم میں آپڑا کہ اس سے توشہ لے اور اپنے نفس کی معرفت اور تمام جہان عجیب کی
جو اس سے معلوم ہوتا ہے اوسکی معرفت کی کنجی سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے جبتک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہیں اور خبریں
کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ آدمی دنیا میں ہے اور جب حواس رخصت ہوتے ہیں اور وہ آپ اور اوسکی ذاتی صفتیں فقط رہجاتی ہیں
تو کہتے ہیں کہ آخرت کو روان ہوا تو دنیا میں آدمی کے رہنے کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا فصل آدمی کو دنیا میں دو چیزوں کی
حاجت ہے ایک یہ کہ دل کو ہلاکت کے سببوں سے بچائے اور دل کی غذا حاصل کرے دوسرے یہ کہ بدن کو ہلاک کرنیوالی چیزوں سے محفوظ رکھے
اور اوسکی غذا حاصل کرے اور دل کی غذا تو خدا کی معرفت اور محبت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی غذا وہی ہے جو اوسکی طبیعت کی خواہش کے موافق
اور اوسکی خاصیت ہے اور آدمی کی خاصیت کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی محبت میں ڈوبا رہنا آدمی کے دل کی ہلاکت کا
سبب ہے اور بدن کی کفالت اور خبرگیری دل ہی کیواسطے چاہیے کہ بدن فنا ہو جائیگا اور دل باقی رہیگا اور دل کیواسطے بدن اسطرح ہے جیسے کعبہ کی
راہ میں حاجی کیواسطے اونٹ اونٹ حاجی کیواسطے ہوتا ہے حاجی اونٹ کیواسطے نہیں ہوتا جبتک کعبہ میں نہ پہونچے اور اونٹ سے بے فکر اور بے پروا
نہو جاوے تب تک حاجی کو چارے اور پوشش سے اونٹ کی کفالت اور خبرگیری ضرور ہے لیکن کفالت بقدر ضرورت چاہیے اگر حاجی
دن رات اونٹ کو چارہ دینے اور آراستہ کرنے کو ٹھہر رہیگا اور اوسکی خبرگیری کیا کریگا تو قافلے سے پیچھے رہ جائیگا اور ہلاک ہوگا اسیطرح
آدمی اگر دن رات بدن کی خبر لیا کرے گا یعنی اوسکی غذا مہیا کرے گا اور اوسے ہلاکت کے سببوں سے بچایا کریگا تو اپنی سعادت سے محروم
رہیگا اور بدن کو دنیا میں فقط ان تین چیزوں کی احتیاج ہو کھانے کی پینے کی گھر کی کھانا غذا ہے پہننا لباس ہے گھر وہ ہے کہ گرمی ٹھنڈ
اور ہلاکت کے اسباب سے اوسکو محفوظ رکھے تو آدمی کو دنیا میں بدن کیواسطے انکے سوا اور کچھ ضرورت نہیں بلکہ یہی تین چیزیں خود دنیا
کی اصل ہیں دل کی غذا معرفت ہے جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اور بدن کی غذا کھانا ہے اگر حد سے زیادہ ہو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے
لیکن حق تعالیٰ نے خواہش کو آدمی پر تعینات کر دیا ہے کہ کھانے کپڑے گھر کا تقاضا کرے تاکہ بدن جو اوسکی سواری ہے وہ ہلاک
نہو جاوے اور اس خواہش کی ایسی خلقت ہے کہ ایک حد پر نہیں ٹھہرتی اور زیادہ طلبی کرتی ہے خدا نے عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش
کو اپنی حد پر رکھے اور پیغمبروں کی زبانی شریعت اسلیے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کر دیں لیکن چونکہ خواہش کی حاجت تھی خدا نے
اوسکو لڑکپن ہی میں پیدا کیا اوسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہی سے جگہہ پکڑ لی اور غالب ہو گئی اور عقل و شرع جو بعد پیدا ہوتی ہیں
اون سے سرکشی کرتی ہے کہ آدمیکو ہمہ تن خورد و نوش اور مسکن کی تلاش میں مشغول کرے اس سبب آدمی اپنے تئیں بھولجاتا ہے اور نہیں جانتا
کہ یہ خورد و پوش اور مسکن کسواسطے چاہیے اور وہ خود دنیا میں کیون آیا ہے اور دل کی غذا جو زاد آخرت ہے اوسے بھول جاتا ہے اگرچہ
ان سب باتون سے دنیا کی حقیقت اور آفت اور حاجت تو معلوم ہو جاتی ہے اب چاہیے کہ دنیا کی شاخوں کو پہچان اور دنیا میں جو شغل چاہیے اوسے جان
فصل تفصیل اس بات کی جان کہ اگر دنیا کی تفصیل میں تو غور کریگا تو تجھکو معلوم ہوگا کہ دنیا تین چیزوں سے عبارت ہے ایک ان چیزوں کی

ذرتین جو زمین پر پیدا ہوتی ہین یعنی نباتات معدنیات حیوانات کیونکہ اصل مین مسکن واسطے منفعت اور زراعت کیواسطے چاہیے اور معدنیات
مثلاً تانبا پیتل لوہا اور اسکے واسطے ہے اور حیوانات سواری اور کھانے کے واسطے اور بھی اپنے دل اور بدن کو ان چیزون سے مشغول
رکھتا ہے دل کو تو ان چیزون کی خواہش اور محبت مین اور ہاتھ پاؤن کو انکی درستی اور کارسازی مین لگائے رکھتا ہے اور دل کو
ان چیزون کے ساتھ لگانے سے دلمین ایسی صفتین ظاہر ہوتی ہین جو ہلاکت کی باعث ہون جیسے حرص بخل عداوت وغیرہ اور ہاتھ پاؤن
کو ان چیزون مین لگانے سے دل بھی ان چیزون سے اٹک جاتا ہے اور اپنے تئین بھولکر دنیا کے کامون مین ہمت باندھتا ہے اور
جسطرح اصل دنیا مین تین چیزین ہین خور و پوشش اور مسکن اوسیطرح تین صنعتون اور شغلون کی آدمیکو ضرورت ہے وہ بھی تین ہی ہین برز
گری معمار کی صنعت جولاہے کی صنعت ہوئی کی صنعت لیکن انہین سے ہرایک کی شاخین ہین کوئی تو اسباب مہیا کرتا ہے جیسے دھنیا اور سوت
کاتنے والا جولاہے کا اسباب مہیا کرتا ہے اور کوئی اونکے کام کو تمام کرتا ہے جیسے درزی کہ جولاہے کے کام کو تمام کرتا ہے اور ان سب کو لکڑی لوہے
چمڑے وغیرہ کے اوزارون کی احتیاج پڑی تو لوہار بڑھئی چمار پیدا ہوا اور ہرایک کو دوسرے سے مدد لینے کی احتیاج پڑی اسواسطے کہ ہرایک
اپنا تمام کام آپ نہین کرسکتا تو سب دنیا مین جمع ہوگئے کہ درزی جولاہے اور لوہار کا کام کرتا ہے اور لوہار دونون کا کام انجام کرتا ہے اسیطرح
ہرایک دوسرے کا کام کرتا ہے تو ان سب مین معاملہ ہوا اور اسکے سبب سے عداوتین پیدا ہوتین اور ہرایک اپنا حق دوسرے کو دینے پر راضی نہ
ہوا دوسرے کے دبانے پر ہوا تو اون تین چیزون کی حاجت ہوئی ایک سیاست اور سلطنت دوسرے قضا اور حکومت تیسرے علم فقہ کہ اوسکے
سبب خلق مین سلطنت اور سیاست کرنے کے قواعد لوگ جانین اور یہ ہرایک اگرچہ پیشہ ورون کی طرح ہاتھ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن پیشے
اسقدر ہے دنیا کے شغل بہت ہوگئے اور یہ آپس مین اولجھ گئے اور خلق نے اپنے تئین اونمین گم کردیا اور یہ نہ سمجھے کہ ان سب کی اصل فقط تین ہی
چیزین ہین یعنی خور و پوشش اور مسکن ہین یہ تمام دنیا کے شغل انہی تینون چیزون کیواسطے ہین اور یہ تینون چیزین بدن کیواسطے ہین اور
بدن دل کیواسطے تاکہ دل کی سواری ہو اور دل حق تعالے کیواسطے ہے پس اپنے تئین اور خدا کو لوگ بھول گئے جیسے حاجی کہ اپنے تئین
اور کعبہ کو اور سفر کو بھول جاوے اور اونٹ کی خبرگیری مین اپنی تمام اوقات ضائع کرے الغرض دنیا اور دنیا کی حقیقت یہی ہے جو
بیان ہوئی جو کوئی دنیا مین سر پاؤن رکھکر ارادہ سفر نہ رکھے اور آخرت پر جسشخص کی ہمت نظر نہ رکھے اور جو کوئی احتیاج سے زیادہ دنیا
کے شغل اختیار کرے اوس نے دنیا کو نہین پہچانا اور اس جہل و نادانی کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اس سے حذر کرو جب دنیا کا اتنا بڑا جادو ہے تو اوسکے مکر و فریب جاننا اور مثال دینے سے
اوسکا کام خلق پر ظاہر کرنا واجب ہوا اب اوسکی مثال سننے کا وقت ہے فصل پہلی مثال الغرض اسبات کو بیان اور اس نکتہ کو پہچان
کہ دنیا کا پہلا جادو یہ ہے کہ وہ اپنے تئین تجکو ایسا دکھاتی ہے کہ تو سمجھے کہ وہ تیرے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ تو
ہمیشہ تجسے گریزان ہے لیکن آہستہ آہستہ اور ذرہ ذرہ ہٹتی ہے اوسکی یہ مثال ہے کہ اوسکا سایہ کا سا حال ہے سایہ کو جب دیکھے
ٹھہرا نظر آتا ہے لیکن ہمیشہ کھسکتا جاتا ہے اور تجکو معلوم ہے کہ عمر ہمیشہ رواں ہے آہستہ آہستہ ہردم کم ہوتی جاتی ہے وہی دنیا ہے
کہ تجسے گذرتی جاتی ہے اور تجسے رخصت کرتی ہے [illegible] دوسری مثال دنیا کا دوسرا جادو یہ ہے کہ اپنے تئین [illegible]

دکھاتی ہے کہ تجھکو اپنا عاشق بناتی ہے اور محبت ظاہر کرتی ہے کہ تیرے ساتھ وفا کریگی اور کسیکے پاس نہ جائیگی اور دفعتہ تجھے چھوڑ کر تیرے دشمن پاس چلی جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ وہ گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے مردون کو یہانتک لبھاتی ہے کہ اپنا عاشق بناتی ہے تب اپنے گھر لیجاتی ہے اور موت کا مزہ چکھاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مکاشفہ مین دنیا کو بوڑھیا عورت کی صورت پر دیکھا پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے کہا کہ اس کثرت سے کہ گنتی مین نہین آسکتے پوچھا مر گئے یا طلاق دی کہا نہین مین نے سبھون کو مار ڈالا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ان احمقون سے تعجب ہے کہ دیکھتے ہین کہ اورون کے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر تیری رغبت کرتے ہین عبرت نہین کرتے اللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شَرِّھَا تیسری مثال دنیا کے سحر کی یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت آراستہ رکھتی ہے اور اوسمین جو بلا و محنت ہے اوسکو پوشیدہ رکھتی ہے کہ نادان اوسکا ظاہر دیکھکر فریفتہ ہوجاوے اوس بوڑھیا عورت کی سی اوسکی مثال ہے جو کہ اپنا منہ تو چھپائے اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہوجاوے زیور پہن لیوے آراستہ ہوجاوے کہ جو کوئی دور سے دیکھتا عاشق زار ہوجاتا ہے اور جب اوسکے منہ سے نقاب ہٹاتا ہے ذلیل ہوکر اوسکی صورت سے بیزار ہوجاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زشت رو بوڑھیا کی صورت پر فرشتے لائین گے اوسکی آنکھین سبز ہونگی بڑے بڑے دانت منہ کے باہر نظر آئین گے خلق جب اوسے دیکھیگی کہیگی نعوذ باللہ یہ زشت و زبون رسوا کون ہے فرشتے کہینگے یہ وہی دنیا ہے جسکے سبب تم آپس مین حسد و دشمنی کرکے ایک دوسرے سے لڑتے مرتے تھے قرابتین چھوڑ دین اور پھر فریفتہ ہوگئے پھر دنیا کو دوزخ مین ڈالدینگے وہ کہیگی بار خدایا میرے دوست تھے وہ کہان ہین حق تعالیٰ فرمائیگا کہ اون لوگون کو بھی اوسکے ساتھ دوزخ مین پہونچاؤ نعوذ باللہ چوتھی مثال اگر کوئی حساب کرے کہ ازل سے کس قدر زمانہ گذرا ہے جسمین دنیا نہ تھی اور ابد تک کتنا زمانہ ہے جسمین نہوگی تو معلوم ہوجاوے کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے مسافر کی راہ کہ اوسکی ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر اور درمیان مین گنتی کی چند منزلین ہین ہر برس گویا منزل ہے ہر مہینا فرسنگ ہر دن میل ہے ہر دم قدم اور وہ پیوستہ روان ہے کسیکو ایک فرسنگ راہ ہے کسیکو زیادہ کسی کو کم اور وہ ایسا ساکن بیٹھا ہے کہ گویا ہمیشہ یہین رہیگا دنیا کے کامون کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک پھر اون کامون کا محتاج نہو اور دس دن مین زیر خاک ہوجائیگا پانچوین مثال اے عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ دنیا کے لوگ جو حظ دنیا اوٹھاتے ہین اور اوسکی عوض مین ذلت اور مصیبت جو قیامت کو اوٹھائین گے اس لذت اور اوس مصیبت کے اوٹھانے مین ان لوگون کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کھانا خوب چکنا اور میٹھا یہانتک کھائے کہ اوسکا معدہ خراب ہوجاوے تو اوس وقت قے کرتا ہو اور دستون کے ہاتھون رسوا ہوتا ہو اور شرم کھاتا ہے اور پشیمان ہوجاتا ہے کہ لذت گئی ندامت رہی اور جیسے کھانا جتنا بہاری اور عمدہ ہوتا ہے اوتنا ہی اوسکا فضلہ بدبودار نہایت گندہ ہوتا ہے اوسیطرح جتنی زیادہ دنیا کی لذت ہوتی ہے عاقبت مین اوتنی ہی اوسکی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور یہ مرجانے کے وقت خوب ظاہر ہوجاتا ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات لونڈیان غلام سونا چاندی جس قدر زیادہ ہوتا ہے جان کنی کے وقت اوسکی جدائی کا رنج مفلس کی بہ نسبت اوسے اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور وہ رنج و عذاب موت سے زائل نہین ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہوجاتا ہے اسواسطے کہ وہ صفت دنیا دل کی صفت ہے اور دل ہمیشہ برقرار رہتا ہے چھٹی مثال دنیا کا کام جو پیش آتا ہے تھوڑا دکھائی دیتا ہے

لوگ جانتے ہین کہ اس کام کا شغل بہت نہوگا اور ایسا ہوتا ہے کہ اوس کام سے سو کام پیدا ہو جاتے ہین اور اوسکی تمام عمر اوسی مین
گذر جاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا جتنا زیادہ پیتا ہے اوتنا ہی زیادہ
پیاسا ہوتا ہے اور یہانتک پیتا ہے کہ ہلاک ہو جاتا ہے اور اوسکی پیاس ہرگز نہین بجھتی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ ممکن نہین
کہ کوئی شخص پانی مین جاوے اور تر نہو اسیطرح یہ بھی ممکن نہین کہ کوئی شخص دنیا کے کام مین لگے اور آلودہ نہو ساتوین مثال جو شخص دنیا مین آئے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہوا اور اوس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانون کے واسطے مکان آراستہ
رکھتا ہو اور مہمانون کو گروہ گروہ بلا کر سونے کے طباق اور عود اور خوشبو سلگتی ہوئی چاندی کی انگیٹھی اوسکے سامنے رکھے کہ وہ معطر ہو جاوین
اور خوشبو مین بس جاوین اور طباق اور انگیٹھی چھوڑ جاوین کہ اور لوگ آئین گے تو جو مہمان اوس میزبان کی رسم سے آگاہ ہوتا ہے اور
عقلمند ہوتا ہے انگیٹھی مین خوشبو ڈالکر معطر ہو جاتا ہے اور طباق انگیٹھی خوشی سے چھوڑ آتا ہے اور شکر بجالاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور
جو مہمان احمق ہوتا ہے جانتا ہے کہ طباق اور انگیٹھی اور عود اور خوشبو میزبان سب مجکو دیگیا کہ مین لیجاؤن جب چلتے وقت لوگ اوس سے
لیلیتے ہین تو رنجیدہ اور ملول ہوتا ہے اور چلا جاتا ہے دنیا بھی گویا مہمان سرا مسافرون پر وقف ہے کہ اپنا توشہ لے لین اور جو کچھ سرا مین
اوسکا لالچ نکرین آٹھوین مثال دنیا کے کامون مین اہل دنیا کا مشغول ہونا اور آخرت کو بھول جانا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے آدمیون کی
ایک جماعت کشتی مین اور کشتی کسی جزیرہ مین پہونچے وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے واسطے کشتی سے باہر آئے اور ملاح
نے منادی کردی ہو کہ کوئی بہت دیر نہ لگاوے طہارت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہو جاوے کہ کشتی جلد روانہ ہو جاویگی اور یہ لوگ اوس
جزیرہ مین جاکر پراگندہ ہو گئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا اوس نے پھرتی سے طہارت کر لی اور پھر آیا کشتی خالی پائی جو جگہ اپنے موافق
نظر آئی لے لی اور ایک گروہ اوس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا وہان خوش رنگ پھول اور خوش آواز جانور اور سنگریزے منقش اور
رنگارنگ دیکھنے لگا جب پھر آیا تو کشتی مین کشادہ جگہ نپائی تنگ تاریک جگہ مین بیٹھا اور تکلیفین اوٹھائی اور ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر
بھی کفایت نکی وہان سے عمدہ عمدہ سنگریزے چُن لایا اور کشتی مین اونکے رکھنے کی جگہ نپائی تنگ جگہ مین آپ تو بیٹھا اور سنگریزون کو
اپنی گردن پر رکھ لیا جب دو دن گذرے اور سنگریزونکا عمدہ رنگ بدلکر سیاہ ہو گیا اور بدبو آنے لگی اون بدرنگ اور بدبودار سنگریزون کے
پھینکنے کی جگہ بھی نملی وہ گروہ پشیمان ہوا اور اوس بوجھ اور تکلیف کو اپنی گردن پر لادنا پڑا اور ایک گروہ اوس جزیرہ کے عجائبات دیکھکر
ایسا متحیر ہوا کہ اونھین دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل نکلی وہ دور پڑا رہا کشتیبان کا پکارنا نہ سنا اوسی جزیرہ مین پڑا رہا یہانتک کہ اوس گروہ کے
بعضے آدمی بھوک کے مارے مر گئے بعضونکو درندون نے ہلاک کر ڈالا پہلا عقلمند گروہ پرہیزگار مسلمانون کے مثل ہے اور پچھلا گروہ جو ہلاک ہوا
کافرون کے مانند ہے کہ اپنے تئین اور خدا اور آخرت کو بھولکر اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالہ کر دیا اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اور
بیچ والے دونون گروہ گنہگارونکے مانند ہین کہ اصل ایمان محفوظ رکھا لیکن دنیا سے ہاتھ نہ کھینچا ایک گروہ نے مفلسی کے ساتھ سیر کی حظ اوٹھایا
ایک نے سیر کی اور سنگریزے لاکر اپنے تئین گرانبار بھی بنایا فصل اے عزیز دنیا کی برائی جو کہی گئی اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ جو کچھ دنیا مین ہے
سب برا ہے بلکہ دنیا مین بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ دنیا مین سے نہین ہین اسواسطے کہ علم و عمل دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے

فائدہ اور نیک کام جو باقی رہنے والے ہین بہتر ہین تیرے پروردگار کے نزدیک ۱۲

اسلیے کہ آخرت مین آدمی کے ساتھ جائیگا علم تو بعینہ آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور عمل اگرچہ بعینہ نہین رہتا لیکن اوسکا اثر رہتا ہے اور اوسکے اثر کی دو قسم ہین ایک تو ہر دل کی پاکی اور صفائی جو گناہ ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ایک حق تعالی کے ذکر کی محبت جو ہمیشہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سب باقیات صالحات ہین جنکو حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ علم اور مناجات کی لذت اور حق تعالی کے ذکر کی الفت سب لذتون سے بڑھ کر ہے اور دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے تو دنیا کی سب لذتین بری نہین ہین بلکہ جو لذتین فنا ہو جاتی ہین باقی نہین رہتین وہ بھی سب بری نہین ہین بلکہ اوسکی بھی دو قسم ہین ایک وہ لذت جو دنیا مین سے ہے اور مرنے کے بعد فنا بھی ہو جاتی ہے لیکن آخرت کے کامون اور علم و عمل اور مسلمانون کی بڑھتی کی مددگار ہے جیسے وہ نکاح اور خورد و پوشش اور مسکن جو ضرورت کے قدر ہو اور راہ آخرت کیواسطے ضروری ہو جو شخص دنیا مین اسقدر پر قناعت کرے اور فراغت سے دین کا کام کرنیکی نیت کرے وہ شخص دنیا دار نہین مذموم اور بری وہ دنیا ہے جس سے دین کا کام مقصود ہو بلکہ وہ سبب عالم مین غفلت اور اترانے اور دل لگنے کا باعث ہو اور اوس عالم سے نفرت پیدا ہونیکا موجب ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ وَمَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ یعنی اون حدیث شریف مین آیا ہے کہ دنیا بھی ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسمین مددگار ہے حقیقت دنیا کی تفصیل اور دنیا سے جو مقصود ہے اور اوسکا بیان اسیقدر یہان کافی ہے باقی ارکان معاملہ کے تیسری قسم مین جسکو راہ دین مین گھاٹی کی جگہ کہتے ہین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی وہان پر بخوبی ظاہر ہوگا

چوتھا عنوان مسلمانیکا چوتھا عنوان ہے اسمین معرفت خدا آخرت کا بیان ہے

اے عزیز اس بات کو جان اور سمجھ کہ کوئی شخص حقیقت آخرت نہ سمجھیگا جبتک حقیقت موت نجانیگا اور حقیقت موت نہ معلوم کریگا تاوقتیکہ حقیقت زندگی نجان لیگا اور حقیقت زندگی نہ سمجھ مین آئیگی جبتک حقیقت روح نہ جان لی جائیگی اور حقیقت روح جاننا بھی اپنے نفس کی حقیقت کا پہچاننا ہے جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گذرا ہے اے عزیز جان اس بات کو جان کہ ہمنے پہلے کہا ہے کہ آدمی دو چیز سے بنا ہے ایک روح دوسرے قالب کہ وہ سوار ہے اور قالب اوسکا گویا سواری ہے اور اس روح کو قالب کی وجہ سے آخرت مین ایک حالت ہوگی اور دوزخ یا جنت ہوگی اور بے شرکت اور مداخلت قالب کے فقط اپنی ذات سے بھی روح کو ایک حالت ہوگی اور دوزخ اور جنت اور سعادت اور شقاوت ہوگی اور دل کی اون لذتون اور نعمتون کو جو قالب کیواسطے اور ذریعہ سے نہون ہم بہشت روحانی کہتے ہین اور دل کے اون رنج والم کو جو بیواسطہ قالب ہین آتش روحانی کہتے ہین لیکن وہ بہشت اور دوزخ جسمین قالب واسطہ ہے خود ظاہر ہے باغ نہرین حورین بڑے بڑے محل کھانا پینا وغیرہ جنت سے حاصل ہے اور آگ سانپ بچھو خار درخت زقوم وغیرہ دوزخ سے حاصل ہے اور اس دوزخ اور جنت کا ذکر قرآن اور حدیث مین مشہور ہے اور سبھون کی سمجھ مین آسکتا ہے اور اوسکی تفصیل کتاب احیاء العلوم کی کتاب ذکر الموت مین لکھی ہے اور یہان ہم اسی پر اقتصار کرتے ہین کہ بہشت دوزخ روحانی کا ذکر اشارتًا اور حقیقت موت کا بیان تفصیل وار کرتے ہین اسلئے کہ اوسکو ہر ایک نہین جانتا ہے ہر کوئی نہین پہچانتا ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر فرمایا ہے أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ یہ بہشت روحانی مین ہوگا اور دل

عالم ملکوت کیطرف ایک روزن ہے اوسی سے یہ اسرار معلوم ہوتے ہیں اور انمیں کچھ شک و شبہہ نہیں رہتا جسکے دل کا روزن عالم ملکوت
کیطرف کھلتا ہے اوسے آخرت کی سعادت اور شقاوت کا یقین کامل ہوجاتا ہے فقط سنکر یا مان لینے سے نہیں بلکہ مشاہدہ اور معاینہ
کرنے سے باور آتا ہے جسطرح طبیب یہ بات پہچانتا ہے کہ اس جہان میں بدن کیواسطے سعادت اور شقاوت ہے جسکا نام صحت وعلالت ہے اور
اوسکے بہت سے سبب ہوتے ہیں مثلاً دوا پینا پرہیز کرنا سعادت بدن کا سبب ہے اور بہت کھانا بے پرہیزی کرنا شقاوت تن کا سبب ہے
اسیطرح اس شخص کو بھی مشاہدے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دل کے لیے یعنی آدمی کی روح کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے اور سعادت کی
دوا جس سے وہ حاصل ہو معرفت اور عبادت ہے اور اوسکا زہر جس سے وہ زائل ہو جہل اور معصیت ہے اور یہ جاننا بہت بڑا اور مغز علم ہے
بہت لوگ جو علما کہلاتے ہیں اس علم سے غافل بلکہ منکر ہیں بدن ہی کی جنت اور دوزخ کو فقط مانتے ہیں اور آخرت کو فقط سماعت اور
تقلید ہی سے جانتے ہیں اور ہمنے (یعنی امام والا مقام نے) دلیلون سے اس امر کی تحقیق اور تشریح میں عربی کتابیں لکھی ہیں اور انمین یہان
اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ جو شخص زیرک اور چالاک ہے اور جسکا باطن تعصب اور تقلید کی آلایش سے پاک ہے وہ یہ راہ پائیگا اور آخرت کا حال
اوسکے دل میں ثابت اور محکم ہوجائیگا آخرت کے ساتھ اکثر لوگون کا ایمان ضعیف اور متزلزل ہے فصل اگر تو کچھ حقیقت موت جاننا
چاہتا ہے اور اوسکے معنی پہچاننا چاہتا ہے تو یہ جان اور یہ بات مان کہ ایک آدمی کی دو روحین ہیں ایک روح حیوانات کی جنس سے ہے
اوسکا نام روح حیوانی ہے اور ایک روح ارواح ملائکہ کی جنس سے ہے اوسکا نام روح انسانی ہے اور اس روح حیوانی کا چشمہ دل ہے
یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا جو سینہ میں بائین طرف لٹکتا ہے اور وہ روح حیوانی کے اخلاط باطن کا بخار لطیف ہے اوسکا مزاج معتدل ہے
دل سے وہ کتنی رگون کے ذریعہ سے نکلکر دماغ اور سب اعضا میں جاتی ہے اور یہ روح حس وحرکت کی قوت کو اوٹھائے ہوئے ہے
جب دماغ میں پہونچتی ہے تو اوسکی گرمی کم ہوجاتی ہے اور وہ نہایت اعتدال پاتی ہے آنکھ کو اوس سے دیکھنے کی قوت ہوتی ہے
کان کو اوس سے سننے کی قدرت ہوتی ہے اسیطرح سب حواس حاصل ہوجاتے ہیں اوس روح کی مثال چراغ کی ایسی ہے کہ جب گھر میں
آتا ہے جہان پہونچتا ہے وہان گھر کی دیوارین روشن ہوجاتی ہیں جسطرح چراغ سے دیوارون پر روشنی پیدا ہوتی ہے اسیطرح خدا کی
قدرت سے روح کی بدولت آنکھون میں نور کانون میں سننے کا مقدور اور سب حواس پیدا ہوتے ہیں اگر کسی رگ میں سُدّہ اور گرہ
پڑجاتی ہے تو جو عضو اوس گرہ کے بعد ہے بیکار اور فالج کا مارا ہوجاتا ہے اوسمین کچھ حس وحرکت اور قوت نہین رہتی طبیب یہ کوشش
کرتا ہے کہ وہ سُدّہ اور گرہ کھلجائے روح گویا چراغ کی لو ہے اور دل بتّی اور غذا تیل اگر تیل نہ ڈالا جاوے تو چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے
اسیطرح اگر غذا نہ دیجاوے تو روح کا معتدل مزاج جاتا رہتا ہے اور حیوان مرجاتا ہے اگر تیل ہو اور بتّی زیادہ تیل کھینچے تو چکٹ جاتی ہے
اور پھر تیل نہیں پیتی اسیطرح بہت زمانہ کے بعد دل بھی ایسا ہوجاتا ہے کہ غذا نہین قبول کرتا اور جسطرح چراغ پر جب کوئی ضرب لگے
تو تیل بتّی برقرار ہونے پر بھی چراغ بجھ جاتا ہے اسیطرح جب کسی حیوان پر زخم شدید پہونچے تو مرجاتا ہے اور اوس روح کا مزاج
جیسا چاہیے ویسا معتدل جبتک رہتا ہے تو خدا کے حکم سے ملائکہ آسمان کے انوار سے معانی لطیف مثلاً حس وحرکت کی قوت قبول
کرتی ہے جب وہ مزاج حرارت یا برودت کے غلبہ سے یا اور کسی سبب سے جاتا رہتا ہے تو [illegible]

جسطرح آئینہ کہ جب تک اوسکا ظاہر صاف اور درست رہتا ہے صورت والی چیزون کی شکلین قبول کرتا ہے یعنی صورتین اوسمین
نظر آتی ہین اور جب خراب اور زنگ آلود ہو جاتا ہے تو صورت نہین قبول کرتا یعنی اوسمین عکس نہین نظر آتا ہے یہ امر اس سبب سے
نہین ہوتا کہ صورتین ہلاک یا غائب ہوگئین بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ آئینہ صورتین قبول کرنیکے لائق نہ رہا اسیطرح اس بخار لطیف اعتدالی
یعنی روح حیوانی مین حس وحرکت وغیرہ قبول کرنیکی قابلیت اوسکے اعتدال مزاج کے ساتھ وابستہ ہے جب اعتدال زائل ہو جاتا ہے تو پھر یہ
حس وحرکت وغیرہ کی قوتون کو قبول نہین کرتی جب قبول نکیا تو اعضا اوسکے انوار سے محروم اور بیحس وحرکت رہتے ہین اور لوگ کہتے ہین
کہ یہ حیوان مرگیا اور مرگ حیوانی کے یہی معنی ہین اور جو شخص روح حیوانی کا اعتدال دور کرنیکے اسباب جمع کرنیوالا ہے وہ بندگان خدا مین
سے ہم ایک بندہ ہے اوسے ملک الموت کہتے ہین خلق اوسکا نام جانتی ہے اوسکی حقیقت نہین پہچانتی ہے کہ اوسکا پہچاننا دشوار ہے مرگ
حیوانات کے یہی معنی ہین لیکن آدمی کی موت اور طرح پر ہے کیونکہ اوسمین سواے روح حیوانی جو حیوانات مین ہوتی ہے وہ ہے اور اوسکے علاوہ
اور روح بھی ہے اوسکا نام روح انسانی اور دل ہے اور بعض فصلون مین اسکا ذکر ہوچکا ہے وہ روح اس روح حیوانی کی جنس سے نہین
ہے جو ہوا سے لطیف اور بخار پختہ اور صاف کے مانند ایک جسم ہے یہ روح انسانی جسم نہین ہے اسواسطے کہ قسمت پذیر نہین ہے اور خداے تعالے
کی معرفت اوسمین سماتی ہے اور جسطرح خداے تعالے ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اوسیطرح اوسکی معرفت بھی ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے
تو معرفت کسی قسمت پذیر جسم مین نہین سماتی بلکہ اوس چیز مین سماتی ہے جو یگانہ ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اے عزیز انسان مین بتی چراغ روشنی تینون
چیزین فرض کرلے بتی گویا قالب ہے اور چراغ گویا روح حیوانی اور روشنی روح انسانی اور جسطرح چراغ کی روشنی چراغ سے بہت لطیف ہوتی ہے
اور روشنی کیطرف گویا اشارہ نہین ہوسکتا اسیطرح روح انسانی بھی روح حیوانی کی نسبت گویا لطیف ہے اور اوسکی طرف بھی اشارہ نہین ہوسکتا
اگر لطافت کی نظر سے خیال کیا جاے تو یہ مثال ٹھیک ہے لیکن اور وجہ سے ٹھیک نہین ہے کہ چراغ کی روشنی جو چراغ کی تبع اور فرع ہے جب چراغ
گل ہو وہ زائل الکل ہو اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہین ہے بلکہ روح انسانی اصل ہے اور روح حیوانی کے زائل ہونے سے یہ باطل نہین ہوتی اگر اسکی نظیر چاہو
تو ایک نور فرض کرو کہ چراغ سے بہت لطیف ہے اور چراغ کا قیام اوسکے سبب سے ہے اوسکا قیام چراغ کے سبب سے نہین کہ یہ مثال ٹھیک ہو جاے اور روح حیوانی ایک
وجہ سے روح انسانی کی گویا سواری ہے اور ایک وجہ سے اوسکا ہتھیار ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہو جاتا ہے قالب مردہ ہو جاتا ہے
اور روح انسانی برقرار رہتی ہے لیکن بے سوار اور بے ہتھیار ہو جاتی ہے سواری تباہ ہونے سے سوار نیست ونابود نہین ہو جاتا ہے
ہتھیار یعنی تنہا ہو جاتا ہے اور یہ ہتھیار اوس سوار کو اسواسطے مرحمت ہوا ہے کہ بواسطہ محبت اور غذاے معرفت الہی کو شکار کرے اگر شکار
کرچکا ہے تو ہتھیار کا ضائع ہو جانا اوسکے حق مین بہتر ہے کہ بوجھ سے سبکدوش ہوا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
ارشاد فرمایا ہے کہ موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے وہ یہی بات ہے جو کوئی شکار کھیلنے کو دام لیے ہے اور بوجھ اپنے اوپر گوارا کیے ہے
جب شکار اوسکے ہاتھ آئے تو دام کا ضائع ہو جانا اوسکو غنیمت ہوتا ہے اور معاذ اللہ اگر شکار ہاتھ آنے کے پہلے ہی دام ضائع
ہو جاتا ہے تو شکاری حسرت بغایت کرتا ہے اور مصیبت بے نہایت اوٹھاتا ہے اور یہی حسرت والم پہلے عذاب قبر ہوتا ہے فصل
جاننا چاہیے کہ اگر کسی کے ہاتھ پاؤن شل ہو جائین تو وہ خود سلامت رہتا ہے کیونکہ نہ وہ ہاتھ ہے نہ پاؤن بلکہ ہاتھ پاؤن اوسکے آلات ہین

اور وہ اونکو اپنے کام مین استعمال کرتا ہے اے عزیز جسطرح ہاتھ پانون تیری اصل حقیقت نہین ہین اوسیطرح پیٹھ پیٹ سر بلکہ تمام قالب بھی تیری اصل ماہیت نہین ہین اگر یہ سب شل ہوجائین تب بھی تیرا برقرار رہنا ممکن ہے اور موت کے یہی معنی ہین کہ تمام بدن شل ہوجاتا ہے اسواسطے کہ ہاتھ شل ہوجانا اسیکا نام ہے کہ ہاتھ تیرا تابعدار نہ رہے یعنی تجکو اوسپر اختیار نہ رہے اور ہاتھ مین ایک صفت تھی جسے قدرت کہتے ہین اوسکی وجہ سے ہاتھ خدمت کرتا تھا وہ صفت روح حیوانی کے چراغ کی روشنی تھی کہ ہاتھ کو پہونچتی تھی جن رگون کی راہ وہ روح ہاتھ مین جاتی تھی جب اونمین گرہ پڑی قدرت جاتی رہی ہاتھ خدمت سے معذور رہا اسیطرح تمام بدن جو تیری خدمت اور اطاعت کرتا ہے روح حیوانی کے باعث سے کرتا ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوتا ہے بدن اطاعت نہین کرسکتا اسی کو موت کہتے ہین اگرچہ بالفعل یعنی بدن اپنی جگہہ پر برقرار نہین ہے مگر تو اپنی جگہہ پہ برقرار رہتا ہے اور تیرے وجود کی حقیقت یہ قالب کیونکر ہوگا اگر تو سوچیگا تو پہچان جائیگا کہ تیرے یہ اعضا وہ نہین ہین جو کہ لڑکپن مین تھے اسواسطے کہ وہ سب بخارات سے تحلیل ہوگئے اور غذا سے اونکے بدلے اور اعضا پیدا ہوئے تو قالب وہ نہین ہے اور تو وہی ہے پس تیری ہستی اس قالب سے نہین ہے اگر قالب تباہ ہوجائیگا تو ہوجائے تو اپنی ذات سے اوسیطرح زندہ رہیگا لیکن تیرے اوصاف کے دو قسم ہین ایک وہ ہین قالب کی شرکت سے جیسے بھوک پیاس نیند یہ اوصاف بے مادہ اور بے جسم کے ظاہر نہین ہوتے اور موت سے زائل ہوجاتے ہین اور دوسرے وہ ہین قالب کی شرکت نہین جیسے خدا کی معرفت اور اوسکے جمال لازوال کی زیارت اور ان باتون سے مسرت اور فرحت یہ تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہیگی اور باقیات صالحات کے یہی معنی ہین اور اگر معرفت کی عوض جہل ہے یعنی حق تعالیٰ کی پہچان نہین ہے تو یہ بھی تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہیگی اور یہ جہل ہے تیری روح کا اندھاپن اور تیری شقاوت کا تخم ہوگا مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا تو جبتک تو ان دونون روحون کی حقیقت اور ان دونون کا فرق اور باہم انکا علاقہ نہ سمجھیگا موت کی حقیقت بھی نہ جانیگا

فصل اے عزیز اب اس بات کو جان کہ روح حیوانی اس عالم سفلی سے ہے اسواسطے کہ وہ خلطون کے بخارات کی لطافت سے مرکب ہے اور خلط چار ہین خون بلغم صفرا سودا اور ان چارون خلطون کی چار اصلین ہین آگ پانی خاک ہوا اور انکے مزاج کا اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری خشکی کی کمی زیادتی سے ہوتا ہے اور علم طب سے یہی غرض ہے کہ ان چارون کے اعتدال کا روح مین یہانتک لحاظ رکھے کہ یہ روح حیوانی اوس روح کی سواری کے لائق ہوجاے جسکو ہم روح انسانی کہتے ہین اور وہ اس عالم سفلی سے نہین ہے بلکہ عالم علوی اور فرشتون کی اصل سے ہے اور اوسکا اس عالم مین آنا مسافرانہ ہے اوسکی ذات کی خواہش سے نہین اوسکا یہ سفر اسواسطے ہے کہ ہدایت سے اپنا توشہ لیوے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور یہ جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ان دو روحون کے اختلاف کیطرف اشارہ ہے ایک کو مٹی کے ساتھ حوالہ فرمایا اور روح کے اعتدال مزاج کو اس عبارت سے تعبیر کہ سوّیتہ یعنی اوسے مین نے ٹھیک اور برابر کیا اور یہی اعتدال ہے پھر اسوقت ارشاد کیا ونفخت فیہ من روحی اسکو اپنے ساتھ منسوب فرمایا اوسکی یہ مثال ہے جیسے کوئی پارچہ کتان کی مشعل بنائے کہ وہ جلنے کے لائق ہوجائے پھر اوسکو آگ

پاس لیجاکر بھوسکے کہ اوسمین آگ لگجاے اور جسطرح حیوانی سفلی کو اعتدال ہے اور علم طب اس اعتدال کے اسباب کو شامل ہے کہ روح حیوانی
سے بیماری دفع کرسکے اور سے اسباب ہلاکت سے بچاے اسیطرح روح انسانی علوی جو حقیقت دل ہے اوسکے واسطے بھی اعتدال ہے
کہ علم اخلاق و ریاضت جو شریعت سے ہے اوسکے اعتدال کو دیکھے رہتا ہے اور یہی امر روح انسانی کی صحت کا سبب ہوتا ہے چنانچہ
ارکان مسلمانی مین اسکا بیان آئیگا تو یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی آدمی کی روح کی حقیقت کو نہ پہچانیگا ممکن نہین کہ وہ آخرت کو خوب پہچانے
جیسے یہ ممکن ہے کہ جو کوئی اپنے تئین نہ پہچانے وہ حق تعالے کو پہچان لے تو اپنی معرفت کلید معرفت جناب احدیت ہے اور حقیقت
ارواح کی معرفت کلید معرفت آخرت ہے اللہ تعالی کا اور روز قیامت کا ایمان لانا دین کی اصل ہے ہمنے اسی سبب سے اس معرفت کو
مقدم کیا لیکن ایک بھید اوسکے اوصاف کے بھیدون مین سے کہ وہی اصل ہے ہمنے نہین بیان کیا کہ اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین
اور ہر ایک کو اوسکے سمجھنے کی طاقت نہین اور تمام معرفت حق اور معرفت آخرت اوسی پر موقوف ہے اے عزیز ایسی محنت کر کہ اپنی کوشش
اور طلب سے تو خود اوسکو پہچان لے اسواسطے کہ اگر کسی سے تو وہ بھید سنیگا تو اوسکے سننے کی تاب نہ لائیگا بہتون نے وہ صفت خدا کی
شان مین سنی اور باور نہ کی اور اوسکے سننے کی تاب نہ لاسکے انکار کر گئے اور کہا خود ممکن ہی نہین اور یہ تنزیہ اور پاکی نہین بلکہ تعطیل اور بیکاری
ہے جب یہ حال ہے تو آدمی کے حق مین اوس صفت کے سننے کی تو کیونکر تاب نہ لائیگا بلکہ وہ صفت خدا تعالی کی شان مین نہ حدیث مین
صاف صاف ہے نہ قرآن مین اسی سبب سے جو لوگ اوسے سنتے ہین انکار کرتے ہین اور انبیا علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ کَلِّمُوا النَّاسَ
عَلٰی قَدْرِ عُقُولِهِمْ یعنی لوگون سے ایسی بات کہو جسکے سمجھنے کی اونھین طاقت ہو اور بعض انبیا پر وحی آئی ہے کہ ہماری صفتون مین
جس صفت کو لوگ نہ سمجھ سکین وہ اونسے نہ کہو جانتے ہو کہ اگر وہ نہ سمجھ سکین گے تو انکار کرینگے اور انکار اونکے حق مین مضر ہے فصل اے عزیز
یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ پہچانا کہ آدمی کی جان کی حقیقت اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام مین
قالب سے آدمی مستغنی اور بے پروا ہے اور اوسکی نیستی موت کے معنی یہ نہین ہین بلکہ قالب سے اوسکے تصرف کا منقطع ہوجانا موت کے
معنی ہین اور حشر اور بعث اور اعادت کے معنی نہین ہین کہ نیستی کے بعد پھر اوسے وجود مین لائینگے بلکہ یہ معنی ہین کہ اوسے کوئی قالب
دینگے یعنی جیسے پہلے کیا تھا پھر ایکبار قالب کو اوسکے تصرفات قبول کرنے پر مہیا کرینگے اور یہ بہت ہی آسان ہوگا اسواسطے کہ پہلی بار
پیدا کرنا بھی چاہیے تھا اور روح بھی اور اس بار روح برقرار ہے اور قالب کے اجزا بھی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین اونکا جمع کرنا
ایجاد کرنے سے بہت ہی آسان ہوگا یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے اور حقیقت مین فعل پروردگار سے آسانی کو کچھ
لگاؤ نہین اسواسطے کہ جہان دشواری نہین وہان آسانی بھی نہین اور دوبارہ زندہ کرنے مین پہلے ہی والے قالب کا دینا کچھ ضرور
نہین اسواسطے کہ قالب مرکب ہے اگر گھوڑا بدل جاے سوار تو وہی رہیگا اور لڑکپن سے بڑہاپے تک قالب کے اجزا دوسری غذا کے اجزا سے وجود بدلتے
رہتے ہین اور روح انسانی وہی رہی جو ابتداء خلقت مین تھی جن لوگون نے یہ شرط لگائی ہے کہ دوبارہ زندہ کرکے پہلا ہی قالب
ملیگا اونپر اعتراضات ہوئے اور انہون نے اون اعتراضون کے ضعیف جواب دیے حالانکہ اس تکلف سے وہ مستغنی تھے اون سے
لوگون نے اعتراضات کیے اور کہا کہ اگر ایک آدمی کو کہا جاے اور دوسرے آدمی دونون کے اجزا ایک ہوجائین تو وہ اجزا کس مین

کیسے دیئے جاوینگے اور اگر کسی کے بدن سے ایک عضو کاٹ ڈالین اور کاٹ ڈالنے کے بعد وہ شخص عبادت کرے جب اوسکو عبادت کا
ثواب ملیگا تو وہ کٹا ہوا عضو بھی اوسکے بدن میں ہوگا یا نہین اگر نہوگا تو بے ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کے وہ شخص بہشت مین ہوگا اور اگر وہ
عضو جو زندگی مین کٹ گیا تھا اوسکے بدن مین ہوگا تو ثواب مین اور اعضا کا کیونکر شریک ہوگا نیک کام کرنے مین تو شریک نتھا ہی
نہین لوگ ایسے اعتراضات واہیات بہت کرتے ہین اور طرف ثانی تکلف کے جوابات دیتے ہین آی عزیز جب تو نے دوبارہ زندہ
ہونے کی حقیقت جان لی کہ پہلے قالب کی کچھ حاجت نہین تو ایسے سوال وجواب کی بھی کچھ ضرورت نہین اور یہ اعتراض اسی سے پیدا
ہوئے تھے کہ وہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ تیری ہستی اور حقیقت تیرا یہی قالب ہے جو وہ قالب معینہ نہوگا تو جو پہلے تھا وہ تو بھی نہوگا اس
سبب سے لوگ اشکال مین پڑگئے اور انکی اس بات کی جڑ مضبوط نہین ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب
مشہور ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہو جاتی ہے پھر اوسکو پیدا کرتے ہین اور یہ جو اوپر بیان ہوا اس مذہب کے خلاف ہے
تو اسکا جواب جان لے کہ جو کوئی اور ون کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو کوئی جان انسانی کی فنا کا قائل ہے وہ نہ مقلد ہے نہ صاحب
اگر اہل بصیرت ہوتا تو جانتا کہ مرگ قالب آدمی کی حقیقت کو نابود نہین کرتی اور اگر اہل تقلید ہوتا تو قرآن اور حدیث سے جانتا کہ آدمی کی
روح مرنیکے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے مرنیکے بعد ارواح کے دو قسم ہوتے ہین ایک شقیون کی روح ایک سعیدون کی روح سعیدونکی روح کے
بیان مین قرآن شریف یون ناطق ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ
مِنْ فَضْلِهِ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جو لوگ میری راہ مین مارے گئے وہ مردہ ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اور سرکار
پروردگار سے اونکو سرفرازی کے خلعت جو ملے ہین اوسکے سبب سے خوش رہتے ہین اور ہمیشہ اوس سرکار ابد قرار سے روزی حاصل کرتے
ہین اور احد کے کفار اشقیا کو جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا اور مارا تو اونہین نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ ای فلان فلان اپنے
دشمنون کے عذاب کے بارہ مین جو خدا نے مجھسے وعدہ فرمایا تھا مین نے تو وہ سچ پایا اور وہ عذاب کے وعدے جو تمسے خدا نے کیے تھے بھلا مرنیکے
بعد وہ تمنے بھی سچ پائے آنحضرت سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کافر تو مردہ ہین آپ انسے کیون کلام فرماتے ہین آپنے
ارشاد کیا کہ اوسی خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین محمد کی جان ہے یہ لوگ میری اس بات کو تمسے زیادہ سنتے ہین مگر جواب سے عاجز ہین
اور جو کوئی قرآن مین اور ان حدیثون مین غور کریگا جو مردون کے حق مین وارد ہین اور جنمین یہ مضمون ہے کہ مردے اہل ماتم اور اہل زیارت
سے بلکہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے سب سے آگاہ ہین تو خواہ نخواہ جانیگا اور یقین مانیگا کہ مردونکا بالکل نیست ہو جانا شرع مین کہین
نہین آیا ہے بلکہ یہ آیا ہے کہ صفت بدل جاتی گھر بدل جاتا ہے اور قبر اور دوزخ کے غارون مین سے ایک غار ہے یا جنت کے باغون مین سے
ایک گلزار ہے پس یقین جان کہ مرنے سے تیری ذات اور خاص صفات کچھ زائل نہونگی لیکن تیرے حواس اور حرکات اور خیالات
جو دماغ اور اعضا کے واسطے سے ہین زائل ہو جاوینگے اور تو جیسا یہان سے گیا ہے وہان مجرد اور تنہا رہیگا آی عزیز اس بات کو
جان لے کہ گھوڑا اگر مر جاوے تو سوار اگر جو لاہا ہے تو عالم نہو جائیگا اور اگر اندھا ہے تو بینا نہو جائیگا لیکن پیادہ البتہ ہو جائیگا تو قالب
مرکب ہے جیسے گھوڑا اور تو سوار ہے اسی سبب سے یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے اور حواس سے غائب ہو جاتے اور اپنے مین آتے ہین تو بینا

اور خدا کی یاد مین ڈوبتے ہین یعنی مراقبہ کرتے ہین جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اونکو نظر آتا ہے اسواسطے کہ اونکی روح
حیوانی اگرچہ اعتدال سے پھر نہین جاتی لیکن سُست ہوجاتی ہے اس سبب سے خوف خدا اور اندیشہ عقبے جب اونمین پیدا ہوجاتا ہے تو
روح حیوانی اونکی ذات کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہین رکھتی تو اون لوگونکا حال مردہ کے حال سے قریب ہوجاتا ہے اور لوگون کو
مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے اونکو یہین کھلجاتا ہے اور جب پھر آپ مین آتے ہین اور عالم محسوسات مین پڑجاتے ہین تو بہتون کو
اونمین سے کچھ بھی نہین یاد رہتا لیکن اوسکا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے اگر بہشت کی حقیقت اوسے دکھائی ہے تو اوسکی خوشی اور راحت اوسکے ساتھ
باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اوسکے سامنے پیش کی ہے تو اوسکی اوداسی اور خستگی اوسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اونمین سے کچھ
اوسے یاد رہا ہو تو اوسکی خبر دیتا ہے اور اگر خزانہ خیال نے اوسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کرلیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مثال اوسے
خوب یاد رہے اور وہ اوسکی خبر دے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشہ انگور مجھے دکھایا گیا
مین نے چاہا تھا کہ اوسکو اس جہان مین لاؤن اے عزیز یہ گمان نہ کر کہ خوشہ انگور جسے حقیقت کی مثال تھا اوسے اس جہان مین لا سکتے بلکہ
یہ محال تھا اسواسطے کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسے اس جہان مین لے آتے اور اس امر کے محال ہونیکا سمجھنا مشکل ہے
اور اس اشکال کے تلاش کرنے کی تجھے کچھ حاجت نہین ہے اور علما کے مدارج کا فرق ایسا ہے کہ کسیکو بالکل یہی سوجھ ہوتا ہے کہ بہشت کا
خوشہ انگور کیا ہے اور کیسا تھا کہ آنحضرت صلعم نے دیکھا اور دون نے نہ دیکھا اور کسیکو اس امر سے یہی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہاتھ
ہلایا تو نفعل القلیل لا یبطل الصلوۃ یعنی تھوڑا سا کام نماز کو فاسد نہین کرتا اس امر کی تفصیل مین وہ خوب غور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلون
اور پچھلون کا علم یہی علم ظاہری ہے اور جسنے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور اوس دوسرے علم کے ساتھ یعنی علم تصوف کے ساتھ
نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار رہے اور اوسے علم شرع سے انکار ہے اور اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ تو یہ گمان نہ کر کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم بہشت کا حال حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اوسیطرح سنکر تقلیداً خبر دیتے تھے جسطرح حضرت جبرئیل سے سننے کے تو سمجھا جاتا ہے
کہ اس کام کو بھی اور کامون کے مانند سمجھا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی حقیقت اس جہان مین
کوئی نہین دیکھہ سکتا بلکہ آنحضرت صلعم اوس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہوگئے یہ غائب ہونا بھی آپ کی معراج کا ایک
قسم تھا غائب ہوجانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک روح حیوانی کے مرنے سے دوسرے اوسکے بیطاقت ہوجانے سے اور اس جہان مین
کوئی شخص جنت کو نہین دیکھہ سکتا جسطرح ساتون آسمان اور ساتون زمین پستے کے چھلکے مین نہین سما سکتے اوسیطرح جنت کا ایک
ذرہ اس جہان مین نہین سما سکتا بلکہ قوت سامعہ اس امر سے کہ جیسے آنکھہ مین آسمان اور زمین کی صورت پیدا ہوتی ہے ویسے ہی
اونمین بھی پیدا ہو معزول ہے اوسیطرح اس جہان کے تمام حواس بہشت کے تمام ذرون سے معزول ہین اور اس جہان کے حواس
خود اور ہین **فصل** اب عذاب قبر سمجھانے کا وقت ہے اے عزیز جان تو کہ عذاب قبر کی بھی دو قسم ہین ایک روحانی ایک جسمانی جسمانی کو
سب لوگ خود جانتے ہین لیکن روحانی کوئی نہین جانتا مگر وہ شخص جسنے اپنے تئین پہچانا ہو اور اپنی روح کی حقیقت کو جانا ہو کہ وہ اپنی
ذات سے قائم ہے اور اپنے قوام مین قالب سے بے پرواہ ہے تو موت سے وہ باقی رہتی ہے موت اوسکو نیست و نابود نہ کریگی

لیکن ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان اور سب حواس اوس سے چھین لینگے اور جب حواس اوس سے لیلیے جورو لڑکے مال کھیتی لونڈی غلام گھوڑا
بیل گھربار عزیز قریب بلکہ زمین آسمان اور جو چیزین ان حواس سے دریافت ہوسکتی ہین وہ سب اوس سے چھین لینگے اگر یہ چیزین
اوسکی محبوب اور معشوق تھین اور اوس نے اپنے تئین بالکل ان چیزون کے حوالہ کر دیا تھا تو بعد موت خواہ نخواہ ان چیزون کی جدائی کے
رنج مین رہیگا اور اگر سب سے فارغ البال تھا اور یہان کسی کو معشوق اور محبوب نہین رکھتا تھا بلکہ موت کا آرزومند رہتا تھا تو راحت اور
آرام مین رہیگا اور اگر خدا کی دوستی اوس نے حاصل کی تھی اور اللہ کی یاد کے ساتھ محبت اور انس کا درجہ پایا تھا اور اپنے تئین بالکل اوسی کو
دیدیا تھا اور اسباب دنیا سے منغص اور بیزار رہتا تھا تو جب موا اپنے معشوق کے پاس پہونچا مزاحمت کرنیوالا اور تشویش مین رکھنیوالا
یعنی اسباب دنیا درمیان سے جاتا رہا اور اپنی سعادت کو پہونچا الغرض اب غور کرکے ہر کوئی اپنے تئین یہ جانے کہ بعد موت مین باقی رہونگا
اور میری مرغوب اور محبوب چیزین دنیا مین رہین گی تو خواہ نخواہ اوسکو یہین آجائیگا کہ جب مین دنیا سے جاؤنگا تو اپنی محبوب و مرغوب
اشیا کی جدائی سے رنج و عذاب اوٹھاؤنگا جیسا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ أَحْبِبْ مَا أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ
جیسا کوئی یہ جانے کہ میرا محبوب حقتعالی ہے اور اپنے توشہ کے قدر لیکر باقی دنیا و مافیہا سے دشمنی رکھے تو ضرور بالضرور اوسے یہ ذوق
ہوجائیگا کہ مین جب دنیا سے جاؤنگا تو رنج سے نجات پاؤنگا راحت اوٹھاؤنگا جو کوئی اس بات کو سمجھ لیگا اوسے عذاب قبر مین ہرگز کچھ شک و
شبہہ نہ رہیگا وہ یقین کرلیگا کہ عذاب قبر حق ہے اور یہ پرہیزگارون کے واسطے نہین دنیادارون کے لیے ہے اور اون لوگون کے واسطے
ہے جنہون نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ یہ حدیث انہی معنون مین ہے اَلدُّنْيَا
سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ فصل الغرض عذاب قبر کی اصل کو تو نے پہچانا کہ دنیا کی دوستی اوسکا سبب ہے اب یہ جان کہ اس
عذاب مین فرق ہے کسی پر بہت ہوتا ہے کسی پر کم جسقدر دنیا کی محبت ہے اوسیقدر اوسپر عذاب ہے بہت ہے تو جو شخص دنیا مین کل
کائنات ایک ہی چیز رکھتا ہے اور اوسکو دل سے عزیز رکھتا ہے تو اوسپر اوس شخص کے برابر عذاب نہوگا جو کہ بہت اسباب لونڈی غلام
ہاتھی گھوڑے جاہ و حشمت اور ہر طرح کی نعمت رکھتا ہے اور سبھون کے ساتھ دل سے محبت رکھتا ہے بلکہ اگر اس جہان مین لوگ کسی کو
کہین کہ تیرا ایک گھوڑا چرا لیگئے تو اوسے رنج والم ہوگا اور اگر کہین کہ تیرے دس گھوڑے لیگئے تو پہلے کی بہ نسبت اوسکو زیادہ غم ہوگا
اگر اوسکا نصف مال لوگ چھین لین تو اوسے ملال ہوگا اگر سب مال لیلین تو رنج بدرجہ کمال ہوگا اور ان باتون کا رنج والم اس رنج
وغم سے بہت کم ہے کہ مال کے ساتھ جورو لڑکون کو بھی لوگ اوٹھا لیجائین اور ولایت سے بھی معزول کر دین اور مال اور اہل و عیال
اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب غارت کر ڈالین اور اوس شخص کو بے یار و مددگار تنہا ناچار چھوڑ دین اور یہی زندگی کا انجام ہے کہ موت
اسیکا نام ہے تو جس شخص کو اوتنی ہی راحت یا اذیت ہوگی جتنی اوسے دنیا کے ساتھ عداوت یا محبت ہوگی اور جسکے ساتھ اسباب دنیا نے
سب وجوہ موافقت کی اور اوس نے بالکل اپنے تئین دنیا کے نذر کر دیا اسقدر اوسکے ساتھ محبت کی جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے
قرآن شریف مین آیا ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ اوسپر بڑا عذاب ہوگا اور اوس عذاب کو
یون تعبیر کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے استفسار فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ آیہ کن معنون مین نازل ہوئی ہے

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا صحابہ نے عرض کیا کہ اسکا مطلب خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا کہ قبر مین کافر پر عذاب یون ہی ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط اور مقرر ہوتے ہین یعنی ننانوے سانپ ہر ہر سانپ کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو قیامت تک کاٹتے چاٹتے ہین اور اوسپر پھنکارین مارتے ہین جو لوگ اہل نظر ہین اونہون نے ان سانپون کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے اور احمق لوگ جو بے نگاہ ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کافرون کی قبرون مین نگاہ کرتے ہین کچھ بھی نہین دیکھتے اگر سانپ ہوتے تو ہماری آنکھ بھلی چنگی ہے ہم بھی دیکھتے ان احمقونکو چاہیئے کہ اس بات کو جان لین کہ یہ اژدہے مردون کی روح مین ہین اوسکے باہر نہین ہین کہ اور کوئی دیکھے بلکہ یہ اژدہے اوسکی موت کے پہلے سے اوسکے اندر تھے اور وہ بیخبر تھا ان احمقونکو جاننا چاہیئے کہ یہ اژدہے اوس کافر کی صفات سے بنے ہین اور اونکے سرون کی تعداد اوسکے بداخلاق کی شاخون کی تعداد اوسکے برابر ہے دنیا کی دوستی اس اژدہے کا اصل جوہر ہے اس اژدہے کے سر اوتنے ہی پیدا ہوتے ہین جتنے اخلاق بد دنیا کی دوستی سے اوس کافر مین پیدا ہوئے مثلاً حسد کینہ ریا تکبر حرص مکر فریب دنیا جاہ و حشمت کے ساتھ محبت رکھنا ان اژدہون کی اصل اور انکے سرون کی کثرت نور بصیرت سے آدمی پہچان سکتا ہے اور انکی تعداد نور نبوت سے جان سکتا ہے کہ جتنے بداخلاق ہین اوتنے ہی اژدہے ہین اور ہمکو نہین معلوم کہ اخلاق بد کتنے ہین تو یہ اژدہے کافر کی جان مین پوشیدہ رہتے ہین اسکا سبب یہ نہین ہے کہ وہ کافر خدا رسول سے ناواقف ہے بلکہ یہ باعث ہے کہ اوس کافر نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا جیسا حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا اگر ایسا ہوتا کہ یہ اژدہے کافر کی جان کے باہر ہوتے جیسا لوگ سمجھتے ہین تو کافر پر بہت ہی آسانی ہو جاتی کیونکہ کبھی تو یہ اژدہے دم بھر اوس سے باز رہتے جبکہ اوسکی جان کے اندر رہتے ہین تو اوسکے عین صفات ہین تو کافر اونسے کیونکر بھاگ سکے جیسے کسی نے لونڈی بیچی پھر اوسپر عاشق ہوا تو یہ اژدہا جو اوسے کاٹتا ہے اوسیکا عشق ہے جو لونڈی کے ساتھ تھا اور اوسکے دل مین پوشیدہ تھا جسوقت تک وہ اژدہا ہے اوسے کاٹنے پر آمادہ نہین ہوا اوسوقت تک اوس عاشق کو اوسکی کچھ خبر بھی نہ تھی اسیطرح یہ ننانوے اژدہے اوس کافر کی جان مین موت کے پہلے سے پوشیدہ تھے اور اوس کافر کو اوسکی کچھ خبر بھی نتھی یہانتک کہ اوس نے ایک اوس کافر کو کاٹنا شروع کیا وہ جبتک اپنی معشوقہ کے ساتھ تھا تب تک یہ عشق جسطرح اوسکی راحت کا سبب تھا اوسیطرح فراق مین رنج و مصیبت کا باعث ہے اگر عشق نہوتا اور محبت نہوتی تو فراق مین عذاب نہوتا اور مصیبت نہوتی اسیطرح دنیا کی الفت اور کمال محبت جو زندگی مین موجب راحت ہے وہی بعد موت باعث عذاب و مصیبت ہے عشق دولت اژدہے کے مانند ہے اور عشق مال سانپ کے مثال گھر بار کا عشق گویا بچھو ہے اور علٰی ہذا القیاس وہ لونڈی کا عاشق جسطرح فراق معشوقہ مین چاہتا ہے کہ اپنے تئین دریا مین ڈبو دے یا آگ مین جلا دے یا یہ چاہتا ہے کہ جیسے بچھو ڈنک مارے کہ مین مر جاؤن اور درد فراق سے نجات پاؤن اسیطرح جس کسی پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ کاش اندرونی اژدہون کی عوض وہ سانپ بچھو ہوتے جنہین دنیا مین لوگ جانتے ہین کہ وہ باہر سے بدن مین زخم کرتے ہین اور یہ اژدہے اندر سے جان مین زخم ڈالتے ہین اور ان اژدہون کو ظاہری آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا تو سمجھتے ہین ہر شخص

جسنے انکار کی میری یاد سے پس بیشک اوسکے واسطے گزران تنگی ہے ۱۲

اپنے عذاب کا سبب یہان سے اپنے ساتھ ہی لیجاتا ہے اور وہ سبب عذاب اوسکے درون مین ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ عَلَیْكُمْ یعنی وہ عذاب اوسکے درون مین ہے کہ تمہارے ملک تمہارے
سامنے کہین گے اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا
عَيْنَ الْيَقِيْنِ اگر تمہین علم الیقین ہوتا تو تم دوزخ کو دیکھ لیتے اور اسیواسطے فرمایا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ یعنی دوزخ کافرونکو محیط ہے
اور اونکے ساتھ ہی یون نہ ارشاد ہوا کہ دوزخ کافرون کو محیط ہوگی **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ ظاہر شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ
ان اژدہونکو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور جو اژدہے کہ جان مین ہوتے ہین دکھائی نہین دیتے ہین اسکا جواب جان لے کہ او
اژدہون کا دیکھنا ممکن ہے لیکن مردہ ہی دیکھتا ہے جو لوگ اس عالم مین ہین وہ نہین دیکھ سکتے اسواسطے کہ اوس عالم کی چیز کو اس
عالم کی آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا اور یہ اژدہا مردہ کو ایسا شکل دکھائی دیتا ہے کہ گویا اوس نے اس عالم مین دیکھا تھا لیکن تو نہین
دیکھ سکتا جسطرح سوتا آدمی اکثر دیکھتا ہے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے اور جو شخص اوسکے پاس بیٹھا ہے وہ نہین دیکھتا اور وہ سانپ اوس
شخص کے پاس موجود ہے جو سوتا ہے اور اوس سانپ کے سبب سے اوس شخص کو رنج و عذاب ہوتا ہے اور بیدار کے واسطے وہ سانپ معدوم
ہے اور بیدار کے نہ دیکھنے سے اوسکے رنج و عذاب مین کچھ کمی نہین ہوجاتی جو کوئی خواب دیکھے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے تو یہ دشمن کا زخم ہے
کہ اوس خواب دیکھنے والے پر فتحیاب ہوگا اور خواب مین سانپ کے کاٹنے کا رنج روحانی ہوتا ہے کہ دل ہی پر گذرتا ہے اوسکی مثال
اس عالم مین اگر چاہین تو ایک سانپ ہے جو ایسا ہوتا ہے کہ جس شخص نے اوس خواب دیکھنے والے پر فتح پائے تو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنے
خواب کی تعبیر پائی کاش مجھے سانپ کاٹتا اور یہ دشمن مجھپر فتحیاب نہوتا اسواسطے کہ یہ رنج جو دل مین ہے اوس رنج سے بہت بڑا ہے جو کہ
سانپ کے کاٹنے سے اوسکے بدن پر ہوتا الغرض اگر تو یہ کہے کہ وہ سانپ تو معدوم ہے خواب دیکھنے والے پر جو یہ حال گذرتا ہے وہ خیالی ہے
تو جان لے کہ یہ تیرا کہنا بڑی غلطی ہے بلکہ وہ سانپ موجود ہے کہ موجود وہ چیز پائی جاتی ہے اور معدوم نہین پائی جاتی جسے تو نے خواب مین
پایا اور دیکھا وہ تیرے حق مین موجود ہے اگرچہ اور خلق اوسے نہ دیکھ سکے اور جسے تو نہ دیکھے وہ تیرے حق مین نایاب اور معدوم ہے
گو تمام خلق اوسے دیکھا کرے اور جبکہ عذاب اور سبب عذاب دونون مردہ اور سونے کے پاس موجود ہین تو اورونکے نہ دیکھنے
سے اونہین کیا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ ہوتا ہے کہ سونیوالا جلدی جاگ اٹھتا ہے اور رنج و عذاب سے چھوٹ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ
اوسے خیال تھا اور مردہ رنج و عذاب مین مبتلا رہتا ہے اسواسطے کہ موت کی کچھ انتہا نہین تو رنج مردہ کے ساتھ ہے اور اس عالم کو محسوسات
کیطرح اوسے ثبات ہے اور شریعت مین یہ نہین ہے کہ جو سانپ بچھو اژدہے قبر مین ہوتے ہین عوام الناس اوسے ظاہری آنکھ سے
دنیا مین دیکھ سکتے ہین لیکن اگر کوئی اس عالم سے دور ہو جائے یعنی سو جائے اور اوس مردہ کا حال اوسپر ظاہر کرین تو مردہ کو سانپ
بچھو مین دیکھیگا اور انبیا اولیا جاگتے مین بھی دیکھتے ہین اسواسطے کہ اور ونکو جو کچھ خواب مین معلوم ہوتا ہے اونہین بیداری مین نظر آتا ہے
اسواسطے کہ عالم محسوسات یعنی دنیا اوس جہان کے حالات دیکھنے مین ان لوگون کے واسطے آڑ نہین ہے تو یہ طول کلام اس سبب ہوتا ہے
کہ کچھ احمق قبر مین دیکھتے ہین اور اونہین ظاہری آنکھ سے کچھ نظر نہین آتا بس عذاب قبر سے انکار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے

کہ اونہین اوس عالم کے معاملات کی راہ نہین معلوم فصل العزیز شاید تو یہ کہے کہ اگر عذاب قبر اس جہت سے ہوتا ہے کہ دلکو اس عالم سے
تعلق رہتا ہے تو اس سے کوئی خالی نہین ہے کہ جاہ و مال اور اہل و عیال کو دوست نہ رکھتا ہو تو سبھون پر عذاب قبر ہوگا اور کوئی
اس سے نہ چھوٹے گا اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ لوگ بہت ایسے ہین کہ دنیا سے آسودہ ہوگئے ہین اور اونہین دنیا مین
خوشی اور آسایش کا کوئی محل نہین باقی رہا وہ موت کے آرزومند رہتے ہین اور بہت مسلمان جو فقیر ہوتے ہین وہ ایسے ہوتے ہین
لیکن وہ لوگ جو مالدار ہوتے ہین اونکی بھی دو قسم ہین ایک وہ لوگ ہین جو اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہین مگر ساتھ اسکے خدا کو بھی
دوست رکھتے ہین تو اگر ایسا ہو کہ خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتے ہین تو ان لوگون پر بھی عذاب قبر نہوگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے
کسی شخص کا کسی شہر مین ایک مکان ہو اور وہ اوس مکان کو بہت دوست رکھتا ہو لیکن ریاست اور سلطنت اور محل اور باغ کو اوس مکان سے
زیادہ دوست رکھتا ہو تو جب اور شہر کی ریاست کا اوسے حکم سلطانی پہونچے تو دل سے نکلنے مین اوسکو کچھ رنج نہوگا اسواسطے کہ گھر اور شہر کی دوستی محبت ریاست کے
سامنے جو بہت غالب ہے ناچیز اور ناپایدار ہو جاتی ہے اور اوسکا کچھ اثر باقی نہین رہتا تو انبیا اور اولیا اور متقی مسلمانون کے دلکو اگرچہ فرزند و زن شہر و
گھر کی طرف کچھ التفات ہو جب خدا کی محبت اور اوسکی انس کی لذت پیدا ہوتی ہے تو اوسکے سامنے ناچیز ہو جاتی ہین اور یہ لذت موت کے بعد پیدا ہوتی ہے تو
یہ لوگ عذاب قبر سے بیخوف ہین لیکن جو لوگ دنیا کی خواہشونکو بہت دوست رکھتے ہین وہ اس عذاب سے نہ چھوٹین گے اور یہ لوگ بہت ہین
اور اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا
یہ لوگ مدت تک عذاب مین رہین گے پھر جب انہین دنیا سے گئے ہوئے زمانہ دراز گذر جائیگا اور دنیا کی لذت بھول جاینگے تو خدا کی جو
دوستی جو اونکے دل مین پوشیدہ تھی پھر ظاہر ہو جائیگی ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو ایک گھر کو دوسرے گھر کی نسبت یا ایک
شہر کو دوسرے شہر کی نسبت یا ایک عورت کو دوسری عورت کی نسبت بہت دوست رکھتا ہو لیکن دوسرے گھر یا شہر یا عورت کو بھی دوست
رکھتا ہو جب اوسے اوس گھر یا شہر یا عورت سے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے جدا کرین اور اس دوسرے کے پاس جسے کچھ دوست
رکھتا ہے پہونچا دین تو وہ اوس محبوب تر کے فراق مین مدت تک رنجیدہ رہتا ہے جب اوسے بھولتا ہے اور دوسرے محبوب کے ساتھ
خوگر ہو جاتا ہے تو اصل دوستی جو اوس دوسرے محبوب کے ساتھ اوسکے دل مین تھی پھر پیدا ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ حق تعالی کو اصلا
دوست ہی نہین رکھتے وہ اس عذاب مین رہین گے اسواسطے کہ اونہین اوسی چیز کے ساتھ دوستی ہے جو اونسے پھیر لیگئی یعنی دنیا پھر
اب کیونکر اوس عذاب سے نجات پائین کافر جو ہمیشہ عذاب مین رہین گے اوسکا سبب ایک یہ بھی ہے جو ابھی بیان ہوا العزیز اس
بات کو جان کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ مین خدا ہی کو دوست رکھتا ہون یا خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تمام جہان کا
یہی مذہب زبانی ہے ایک امر اس بات کی آزمایش کیواسطے کسوٹی ہے وہ امر یہ ہے کہ جب کسیکا نفس اور خواہش کوئی حکم کرے اور
حکم خدا اوسکے خلاف ہو اگر وہ اپنے دلکو حکم خدا کی طرف زیادہ مائل دیکھے تو حق تعالی کو زیادہ دوست رکھتا ہے جسطرح کوئی شخص دو آدمیکو
دوست رکھتا ہو ایک کو بہت اور ایک کو کم جب اون دونون مین نزاع واقع ہوتی ہے تو اپنے تئین اوسکی طرف جسے بہت پیار کرتا ہے
مائل پاتا ہے اسی سے پہچانتا ہے کہ جسکی طرف مائل ہوا اوسے بہت دوست رکھتا ہون جب ایسا نہو تو زبان سے یہ کہنا کہ مین اوسے بہت

سوال اور نہین [illegible]

دوست رکھتا ہون کچھ فائدہ نہین کرتا کہ یہ کہنا فی الحقیقت جھوٹ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ کہنے والے اگر دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار نہ کرین تو اپنے تئین عذاب خدا سے بچاتے ہین اور اگر ایسا کیا یعنی دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار کر لیا تو حقتعالی انسے ارشاد فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ لا الہ الا اللہ ایسے معاملہ کے ساتھ کہنا جھوٹ ہے تو اے عزیز ان سب باتون سے جو تجھے معلوم ہوئین تو نے پہچانا کہ صاحب نظر مشاہدہ باطنی سے دیکھتے ہین کہ کون شخص عذاب قبر سے چھوٹیگا اور جانتے ہین کہ بہت خلقت نہ چھوٹیگی لیکن جسطرح تعلق دنیا مین بہت تفاوت ہے کسیکا کم ہوتا ہے کسیکو زیادہ اسیطرح عذاب کی مدت اور شدت مین بھی بہت تفاوت ہے

فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ بعضے احمق کہتے ہین کہ اگر یہی عذاب قبر ہے تو ہم اس سے بیخوف وخطر ہین کہ ہمین دنیا سے کچھ علاقہ نہین دنیا کا ہونا نہونا ہمارے نزدیک برابر ہے تو اون احمقون کا یہ دعوی محال ہے جبتک اپنے تئین نہین آزماتے ہین نادان ہین اگر وہ شخص ایسا ہے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ سب چور لیجاوے اور جو مقبولیت اور عزت اوسے حاصل ہے وہ اوسکے کسی ہمسر کو ملجاوے اور اوسکے جو مرید ہین وہ پھر جائین اور اوسکی مذمت کرنے لگین اور باینہمہ اوسکے دل مین کچھ اثر اور رنج نہو اور یہ شخص ایسا ہے کہ گویا اوسیکا مال چوری گیا اور کسی دوسرے کی عزت اور مقبولیت زائل ہوگئی اوسکا کچھ نقصان ہی نہین ہوا تو اوسکا یہ دعوی سچا ہے کہ مین اس صفت کا آدمی ہون کہ دنیا کا ہونا نہونا میرے نزدیک برابر ہے جبتک اوسکا مال چوری نہو جائین اور اوسکے مرید پھر نہ جائین تبتک وہ معذور اور نادان ہے اوسے چاہیے کہ اپنا مال جدا کرے اور اپنی جاہ اور عزت سے بھاگتا رہے اور اپنا امتحان کرے پھر اوس صفت پر اعتماد کرے اسواسطے کہ بہت لوگ جانتے ہین کہ ہمین جورو اور لونڈی سے کچھ علاقہ نہین ہے جب جورو کو طلاق دیتے ہین یا لونڈی کو بیچ ڈالتے ہین تو آتش عشق جو اونکے دل مین دبی تھی بھڑک اوٹھتی ہے اور وہ دیوانے ہو جاتے ہین تو جو شخص چاہے کہ عذاب قبر سے آزاد رہے اوسے چاہیے کہ دنیا کی کسی چیز سے علاقہ نرکھے مگر بقدر ضرورت جسطرح پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور آدمیکو وہان بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا چاہتا ہے کہ وہان سے جلدی نکلے تو چاہیے کہ اسطرح آدمی بلا رغبت فقط پیٹ خالی کرنیکی حاجت سے پاخانے جاتا ہے اسیطرح کھانا کھالے فقط پیٹ بھرنیکی نیت سے کیا کرے کہ یہ دونون امر بقدر ضرورت مین خالی ہر القیاس سب دنیوی کام اور اگر اس تعلق دنیا سے آدمی اپنا دل نہ خالی کرسکے تو چاہیے کہ عبادت اور ذکر الہی کے ساتھ انس صحبت کرے اور اوسکی مواظبت اور مداومت کرے اور اپنے دل پر خدا کی یاد کو ایسا غالب کرے کہ اوسکی دوستی محبت دنیا پر غالب ہو جاوے اور اس امر پر اپنی ذات سے اسطرح دلیل طلب کیا کرے کہ ہر امر مین شرع کی متابعت کرے اور حکم نفس پر حکم حق کو مقدم رکھے اگر اس امر مین نفس اوسکی اطاعت کرے تو البتہ بھروسا رکھے کہ مین عذاب قبر سے بچونگا اور اگر نفس نافرمانی کرے تو اپنے بدن کو عذاب قبر کے سپرد کر دیوے اگرچہ ارحم الراحمین کی رحمت آگے نہایت ہو تو البتہ نجات حاصل ہے

فصل اب ہم رنج روحانی کے معنی بیان کرتے ہین اور روحانی سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ وہ رنج روح کے واسطے خاص ہے بدن کو اوس سے کچھ واسطہ نہین نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یہی رنج روحانی ہے [illegible] اور جو آگ کہ بدن مین لگتی ہے اوسے رنج جسمانی کہتے ہین اے عزیز بیان اوس رنج روحانی کا تین قسم کی آگ ہوتی ہے ایک دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ دوسری [illegible]

شرمندگی کی آگ تیسری حضرت ذوالجلال کے جمال لازوال سے محروم رہنے اور ناامید ہوجانیکی آگ ان تینوں آگون کو جان و دل سے
کام ہے بدن سے کچھ مطلب نہین اور ان تینوں آگون کے اسباب جو اس جہان سے آدمی اپنے ساتھ لیجاتے ہین اونکا بیان کرنا ضرور
ہے اس جہان سے ایک مثال مانگے لیکر اونمین اونکے معنی ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی معلوم ہوجائین پہلا قسم دنیا کی خواہشون کے
فراق کی آگ اسکا سبب عذاب قبر کے بیان مین کہا گیا ہے کہ جبتک آدمی اپنے معشوق کے ساتھ ہے تب تک عشق اور رغبت دلکی بہشت
ہے اور جب اپنے معشوق سے جدا ہوا تو دوزخ ہے پس عاشق دنیا جبتک دنیا مین ہے بہشت مین ہے اَلدُّنْیَا جَنَّۃُ الْکَافِرِ
اور جب آخرت مین ہے دوزخ مین ہے اسواسطے کہ اوسکے معشوق کو اوس سے چھین لیا تو ایک ہی چیز مختلف دو حالتون مین سبب
لذت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی ہے دنیا مین اس آگ کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ ہو کہ تمام دنیا اوسکی اطاعت اور حکم مین ہو
اور ہمیشہ خوبصورت لونڈی غلام اور عورتون سے کامیاب رہتا ہوا اور عمدہ باغ و بوستان اور عمارات عالیشان کی سیر کیا کرتا ہو
ناگہان کوئی دشمن آکر اوسے پکڑ لے جائے اور غلام بنائے اوسکی رعایا کے سامنے اوسے کتون کی خدمت کا حکم دے یعنی اوس سے
ڈوری والون کا کام لے اور اوسکے سامنے اوسکی عورتون اور لونڈیون کو اپنے کام مین لائے اور غلامون سے کہے کہ تم بھی اپنے
تصرف مین لاؤ اور اوسکے خزانہ مین جو چیزین بیش قیمت ہون وہ اوسکے دشمنون کو دیڈالے تو اے عزیز دیکھیے تو اوس بادشاہ کو اس آفت
ناگہانی اور مصیبت جانی سے کیا رنج ہوگا اور سلطنت زن و فرزند خزانہ لونڈی غلامون اور تمام نعمتون کے فراق کی آگ اوسکی جان
مین لگی ہے اور اوسے ایسا جلا رہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے دفعتاً لوگ ہلاک کر ڈالتے یا میرے بدن پر ایسا عذاب سخت
کرتے کہ مین اس رنج سے چھوٹ جاتا یہ ایک آگ کی مثال ہے اور جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اور سلطنت پاکیزہ اور زرریز ہوگی یہ آتش
فراق اوسکی جان مین زیادہ مشتعل اور تیز ہوگی تو جس کسی کو دنیا مین تمتع اور کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور دنیا اوسکے ساتھ زیادہ موافقت
کرتی ہے اوسکا عشق بھی اوتنا ہی سخت تر ہوتا ہے اور آتش فراق اوسکی جان مین اوتنی ہی زیادہ بھڑکتی ہے اس آگ کی مثال
اس جہان مین محال ہے اسواسطے کہ اس جہان مین دلکو جو رنج ہوتا ہے وہ دل مین سب قائم نہین رہتا ہے اسوجہ سے یہ
ہوتا ہے کہ بیمار جب آنکھہ کان کسی چیز کے ساتھ مشغول کرتا ہے تو اوسکا رنج بہت کم ہوجاتا ہے اور جب بے شغل ہوجاتا ہے
تو رنج بھی بڑھ جاتا ہے اور یہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ جب سوکر اوٹھتا ہے رنج و مصیبت اوسکے دل پر بہت ہوتا ہے
اسوجہ سے کہ اوسکی جان سوتے مین کدورت شغل حواس سے صاف ہوجاتی ہے محسوسات سے مشغول ہونے سے پہلے جو چیز اوسکو
پہونچتی ہے بہت اثر کرتی ہے اگر آدمی جاگتے ہی آواز خوش سنتا ہے تو اوسکا اثر زیادہ ہوتا ہے آخر محسوسات سے دل کی
صفائی اس زیادہ اثر ہونیکا باعث ہے اور اس جہان مین صفائی کامل نہین ہوتی آدمی جب مرتا ہے تو محسوسات کے اثر سے
بالکل مجرد اور صاف ہوجاتا ہے اوس وقت اوسکے دل مین بڑی راحت یا اذیت قائم ہوتی ہے اور یہ خیال نکرنا کہ وہ آگ دنیا کی
آگ کے مانند ہے بلکہ اس آگ کو ستر پانی سے دھوکر دنیا مین بھیجا ہے دوسرا قسم رسوائیون سے شرم و ندامت کی آگ ہوتی ہے اسکی مثال
یہ ہے کہ بادشاہ کسی کمینہ کو عزت دے اور اپنی سلطنت کی نیابت دے اور اپنے حرم سرا مین جانے کی اجازت دے تاکہ کوئی اوسکو

پروہ نہ کرے اور اپنے خزانے اوسکے سپرد کرے اور سب کامون مین اوسی پر اعتماد رکھے پھر جب وزیر تعین اور حقین پاکے بادشاہ
سے اپنے دل مین باغی اور سرکش ہو جاوے اور خزانہ بادشاہی مین اپنا تصرف کرے اور محلات اور حرم سلطانی کے ساتھ خیانت اور
فساد کرے اور ظاہر مین اپنی امانت داری بادشاہ کو دکھاوے پھر ایکدن اثناے خیانت و فساد مین جو حرم سلطانی مین کرتا ہے بادشاہ
کو دیکھے کہ کسی جھروکے سے دیکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ ہر روز بادشاہ اسیطرح دیکھا کرتا ہوگا اور تامل اسواسطے کرتا ہو کہ میری خیانت ظاہر ہو تاکہ مجھے دفعۃً عذاب مین
مبتلا کرکے ہلاک کرڈالے ای عزیز تجویز کر کہ اوسوقت اوس وزیر کے جان و دل مین اس رسوائی کی ذلت سے کیا آگ لگیگی اور اوسکا بدن
سلامت رہیگا اور اوسوقت وہ وزیر حقیر سراپا تقصیر چاہیگا کہ مین زمین مین سما جاؤن تاکہ اس فضیحت اور رسوائی کی آگ سے نجات
پاؤن ای عزیز اسیطرح تو اس جہان مین عادت کے موافق ایسے کام کرتا ہے کہ اونکا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور روح اور حقیقت اور باطن اون
کامون کا برا اور رسوا ہے جب قیامت مین اون کامون کی حقیقت تجھے کھلیگی تیری رسوائی ظاہر ہو جاویگی یہانتک کہ ندامت کی آگ مین
تو سوختہ ہوگا مثلاً آج کسی کی غیبت کرتا ہے کل قیامت کے دن اپنے تئین ایسا دیکھیگا جیسے اس جہان مین کوئی اپنے بھائی کا گو
کھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بھنا ہوا مرغ ہے جب دیکھتا ہے کہ اپنے موئے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہون تو ای عزیز دیکھ تو وہ کیسا رسوا
ہوتا ہے اور اوسکے دل مین کیا آگ لگتی ہے غیبت کی روح اور حقیقت یہ ہے اور یہ روح تجھسے پوشیدہ ہے فرداے قیامت کو ظاہر ہوگی
اور اسیواسطے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ مردے کا گوشت کھاتا ہے تو اوسکی تعبیر یہ ہے کہ غیبت کرتا ہے ای عزیز اگر تو آج دیوار پر
پتھر مارے اور کوئی تجکو خبر کرے کہ یہ پتھر تیرے گھر مین گرتے ہین اور تیرے لڑکون کی آنکھ پھوڑتے ہین اور تو گھر مین جاکر دیکھے کہ تیرے
فرزندان عزیز کی آنکھین تیرے پتھرون سے اندھی ہوگئی ہین تو تو ہی جانتا ہے جو آگ تیرے دل مین لگیگی اور کسقدر تو رسوا ہوگا
اس جہان مین جو کوئی کسی مسلمان کا حسد کریگا قیامت کے دن اپنے تئین اسی صفت پر دیکھیگا حسد کی روح اور حقیقت یہی ہے کہ تو دشمن
نقصان کا قصد کرتا ہے اور اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا تیری ہی طرف نقصان پھر پڑتا ہے اور تیرا دین ہلاک ہوتا ہے اور تیری عبادت
جو اوس جہان مین تیری آنکھ کا نور ہوگی جسکا تو حسد کرتا ہے اوسکے اعمال مین فرشتے نقل کر دیتے ہین کہ تو بے عبادت رہ جاتا اور
آج لڑکون کی آنکھین جتنا تیرے کام آتی ہین قیامت کے دن تیری عبادت اوس سے زیادہ تیرے کام آویگی اسواسطے کہ عبادت
تیری سعادت کا سبب ہے اور فرزند تیری سعادت کے باعث نہین ہین تو فرداے قیامت کو صورتین انہین معنون اور روحون کی تابع
ہونگی اور آدمی جو چیز دیکھیگا اوسی صورت پر دیکھیگا جسکے معنی اوسمین ہونگے فضیحت اور رسوائی وہان ہوگی اور اسکا سبب یہ ہے کہ نیند
اوس عالم سے نزدیک ہے خواب مین کام اوسی صورت پر دکھائی دیتے ہین جو مضمون کے موافق ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص ابن سیرین
کے پاس گیا اور کہا کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ایک انگوٹھی میرے ہاتھ مین ہے مردون کے منہ پر اور عورتون کی شرمگاہ پر مہر
کرتا ہون فرمایا کہ تو موذن ہے رمضان مین صبح سے پہلے اذان کہا کرتا ہے اوس نے عرض کیا کہ ہان ایسا ہی ہے
ای عزیز اب دیکھ کہ خواب مین اوسکے معاملہ کی حقیقت اوس شکل مین جہان کی اسواسطے اذان رمضان مین آواز اور ذکر کی صورت ہے
سے کھانے اور جماع کو منع کرنا اوسکی روح اور حقیقت ہے اور تعجب یہ ہے کہ قیامت کا یہ سب نمونہ خواب مین تجھے دکھائی دیتا ہے اور

کسی چیز کی خبر نہیں اور یہی مضمون ہے جو حدیث میں آیا کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بدصورت بوڑھیا کی صورت پر لائینگے
کہ لوگ اوسے دیکھکر کہینگے نعوذ باللہ منک فرشتے کہینگے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے پیچھے تم جان دیتے تھے اوسوقت لوگونکو
ایسی ندامت ہوگی کہ چاہینگے ہمکو آگ میں لیجائیں کہ اس شرم سے ہم نجات پائیں اور اس رسوائی کی مثال ایسی ہے جیسے یہ حکایت

حکایت

ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی شاہزادے نے جس رات کو اپنی دولہن پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی جب مست ہوا
دولہن کی تلاش میں نکلا خلوتخانہ میں جانیکا قصد کیا راہ بھول گیا گھر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچا ایک گھر
دیکھا اور چراغ نظر آیا اور سمجھا کہ دولہن کا گھر میں نے پایا جب اندر گیا کچھ لوگونکو سوتے دیکھا ہر چند پکارا کسینے جواب ندیا سمجھا کہ سب سوتے
ہیں ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر منہ پر تانے ہے اپنے دل میں کہا یہی دولہن ہے اوسکے پہلو میں لیٹا اور اوسپر سے چادر اوتاری تو دماغ
میں خوشبو پہونچی کہا کہ یقیناً یہی دولہن ہے کہ خوشبو ملے ہے اور اسکے ساتھ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اوسکے منہ میں دیدی اوسکی نمی
اسے پہونچی سمجھا کہ میری مدارات کرتی ہے اور گلاب پاشی کرتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش میں آیا دیکھا تو اوس حجرے کو آتش پرستوں
کا مقبرہ پایا جو لوگ اوسکی دالان میں سوتے تھے وہ حقیقت میں مردے تھے اور جسکی نئی چادر تھی جسے اپنی دولہن سمجھا تھا وہ ایک بد
صورت بوڑھیا تھی اوسی دو چار دن کے عرصہ میں مری تھی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی اور وہ رطوبت جو شاہزادہ کو پہونچی تھی
وہ اوس بوڑھیا کی نجاست اور ناپاکی تھی اپنے تئیں دیکھا تو تمام بدن نجاست میں بھرا ہے اور اوسکے لعاب میں سے منہ کا مزہ کڑوا
ہوگیا اس نجاست اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجاے اور ڈرا ایسا نہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اوسکی فوج و سپاہ اس حالت
سر تا پا نجاست میں مجھے دیکھ پائے وہ اسی سوچ میں تھا کہ بادشاہ یعنی اوسکا پدر مع افسران لشکر اوسکی تلاش میں آپہونچا اوسے اس ابتر حالت
میں دیکھا شاہزادہ نہایت نادم ہوا اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں سما جاتا کہ اس ذلت اور رسوائی سے نجات پاتا
الغرض فردائے قیامت کو سب دنیادار دنیا کی سب لذتون اور خواہشون کو بھی اسی صفت پر دیکھینگے دنیوی خواہشون کے ساتھ جو
رغبت سے اونکے دل میں جو انس رہا ہوگا وہ بھی اوسی نجاست اور گندگی کا سا ہوگا جیسا اوس شاہزادہ کے بدن اور دہن میں تھی بلکہ
اوس سے بھی زیادہ رسوا ہونگے اور بڑے عذاب سخت میں مبتلا ہونگے اسواسطے کہ اوس جہان کے کامون کی تمام و کمال حقیقت کی مثال اس
جہان کی چیزون کے ساتھ نہیں دیجا سکتی یہ جو قصہ تھا اوس ایک آگ کی شرح کا نمونہ تھا جسکو کالبد سے کچھ علاقہ نہیں فقط دل و جان
سے لاگ ہے اوسکا نام ذلت اور ندامت کی آگ ہے تیسری قسم جناب الہی کے جمال و جلال سے محروم رہنا اور اوس سعادت کے
حصول سے مایوس ہونیکا افسوس کی آگ اس جہان سے نابینائی اور نادانی ہمراہ لیگیا ہو وہ اس آگ کا سبب ہوتی ہے یعنی
اس جہان میں اوسنے جناب احدیت کی معرفت حاصل کی ہو اور تعلیم اور کوشش سے بھی دل صاف کیا ہو کہ بعد مرگ جناب الہی کا جمال
اوسیطرح نظر آئے جیسے صاف آئینہ میں عکس نظر آتا ہے بلکہ گناہ اور دنیا کی خواہشون کے زنگ نے اوسکے دلکو تاریک اور اندھا کردیا
کہ وہ اندھا ہے اس آگ کی مثال ایسی ہے جیسے تو فرض کرے کہ کسی گروہ کے ساتھ اندھیری رات میں تو کہیں پہونچا ہو وہان بہت سے
سنگریزے پڑے ہون اور تو اونکا نام نہ دیکھ سکے تیرے ساتھی کہینگے کہ جتنے اوٹھا سکو اوٹھالو یہ نگینے ہیں اوٹھالے تجھے سنتا ہے

کہ ان سنگریزون مین بڑا فائدہ ہوتا ہے اور جو جتنے اوٹھا سکتا ہے انہین سے اوٹھا لیجاتا ہے اور تو اونمین سے نہ لیوے اور سمجھے
کہ یہ پوری حماقت ہے کہ سر دست اپنے سر بوجھ لون خدا جانے کہ کل کو یہ کام آئین یا نہ آئین پھر وہ سب ساتھی تو بوجھ باندہ لین
اور چل نکلین اور تو خالی ہاتھ اونکے ساتھ رہے اور اونپر ہنسے اور اونہین احمق سمجھکر اونپر افسوس کرے اور کہے کہ جسکو عقل اور فہم
ہوتی ہے وہ میری طرح آرام اور اطمینان سے جاتا ہے اور جو احمق ہوتا ہے اپنے تئین گدھا بناتا ہے طمع باطل سے بوجھ اوٹھاتا ہے
پھر جب وہ روشنی مین پہونچین اور دیکھین کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سرخ اور گوہر آبدار ہین اور لاکھ لاکھ اشرفی ہر دانہ کی قیمت ہے
وہ لوگ تو افسوس کرینگے کہ اور زیادہ کیون نہ اوٹھا لائے اور تو اس دہوکے اور دغا سے ہلاک ہوگا اور تیری جان مین اس حسرت
کی آگ لگے گی پھر وہ لوگ اوس جواہرات کو بیچکر تمام دنیا کی سلطنت لیلین اور جیسی نعمتین چاہین کھائین اور جہان چاہین رہین اور
تجھے ننگا بھوکا رکھین اور اپنا غلام بنائین اور اپنے کام کا تجھے حکم فرمائین ہر چند تو کہے کہ ان نعمتون مین سے کچھ تو مجھے بھی دیجیے
قوله تعالى أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ وہ کہین کہ کل تو ہمین ہنستا تھا
آج ہم تجھے ہنستے ہین إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ تو جنت کی نعمت اور پروردگار کا دیدار فوت ہوجانیکی حسرت کی
مثل ہے اور جن لوگون نے عبادت کے جواہرات دنیا سے نہ اوٹھالیے اور کہا کہ قرض کے واسطے سر دست نقد ہم کیون اوٹھائین
فردا سے قیامت کو چلائین گے کہ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اور کیونکر اونہین حسرت نہو کہ قیامت کو عارف اور عابدون پر انواع
سعادتین اسقدر نازل ہونگی کہ دنیا کی تمام عمر کی نعمتین اوسکی ایک ساعت کے مقابلہ مین نہونگی بلکہ سب کے بعد جب دوزخ سے نکالین گے
اوسکو بھی دنیا کی دس گنی نعمتین دینگے اور نعمتون کو دنیا کے ساتھ مشابہت ناپ اور انداز سے نہین ہے بلکہ روح نعمت مین مشابہت ہے
اور خوشی اور لذت روح نعمت ہے جسطرح کہتے ہین کہ ایک موتی دس اشرفیون کے مثل ہے تو وہ ناپ اور انداز مین دس اشرفیون کے
مثل نہین ہوتا بلکہ قیمت مین اور روح مالیت مین دس اشرفیون کے مثل ہوتا ہے فصل العزیز جب روحانی آگ کے تینون قسم تو پہچان
چکا تو اب یہ جان کہ یہ آگ جسمانی آگ سے بہت تیز ہے اسواسطے کہ جب تک تکلیف اور درد کا اثر جان کو نہین پہونچتا بدن کو اوس
کچھ آگاہی نہین ہوتی تو بدن کی تکلیف جان مین پہونچکر بڑھ جاتی ہے پس جو آگ اور درد کہ جان کے اندر سے باہر آتی ہے وہ خواہ مخواہ
جسمانی آگ سے تیز ہوگی اور جان کے اندر ہی سے یہ آگ لگتی ہے باہر سے اندر نہین پہونچتی طبیعت کی خواہش کے خلاف اوسپر کسی چیز کا
غالب ہوجانا بھی تکلیفونکا سبب ہوتا ہے اور بدن کا مقتضاے طبع یہ ہے کہ اوسکی ترکیب اوسکے ساتھ رہے اور اوسکے اعضا سب
مجتمع رہین جب زخم کے سبب ایک عضو دوسرے سے جدا ہوگا تو یہ امر بدن کے مقتضاے طبع کے خلاف ہے گا اور بدن مین درد ہوگا
اور زخم ایک کو دوسرے عضو سے جدا کردیتا ہے اسیطرح آگ بھی سب اعضا مین درآتی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے تو ہر ہر عضو
مین ایک ایک درد ہوتا ہے اس سبب سے آگ کا درد بہت سخت ہے تو دل کی مقتضاے طبع جو چیز ہے جب اوسکا خلاف جاگہ
کریگا تو جان مین بڑا درد ہوگا خدا کا دیدار اور خدا کی معرفت دلکا مقتضاے طبع ہے نابینائی ہے اوسکے خلاف ہے جب طاری ہوگی
بیحد نہایت درد و فریاد اسے ہوگا اگر لوگونکے دل اس جہان مین بیمار نہوتے تو اس جہان مین بھی نابینائی کی تکلیف اوٹھاتے جب ہاتھ پاؤن بیکار اور حسن جاتا رہین

تو آگ لگانے سے آدمی کو کچھ خبر نہیں ہوتی جب تک اس میں جاتا رہتا ہے اور بدن میں آگ چھو جاتی ہے آدمی کو فوراً صدمہ عظیم ہوتا ہے اسیطرح دنیا میں دل بھی بیکار ہوتا ہے اور موت سے اوسکا حس جاتا رہتا ہے تو دفعتہً آگ جان سے نکل آتی ہے اور کہیں سے نہیں آتی اسواسطے کہ وہ خود اپنے ساتھ لیگیا اوسکے دل ہی میں تھی اوسے چونکہ علم الیقین نہ تھا اس سبب سے آگ کو نہ دیکھا اب جو علم الیقین حاصل ہوا اوس آگ سے مطلع ہوگیا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ کے یہی معنی ہیں اور شرع میں جسمانی دوزخ اور بہشت کا حال اکثر بیان ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اوسے تمام خلق جان سکتی ہے اور سمجھ جاتی ہے اور دوزخ روحانی کو تو جسکے سامنے بیان کرتا ہے وہ اسے ناچیز جانتا ہے اور اسکی صعوبت اور عظمت کو نہیں پہچانتا ہے جسطرح کسی لڑکے سے تو کہے کہ لکھنا پڑھنا سیکھ ورنہ تیری ریاست اور تیرے باپ کی دولت تجھے نہ ملے گی اور تو اس سعادت سے محروم رہیگا تو وہ لڑکا تیرا یہ کہنا ہی نہ سمجھیگا اور اوسکے دل میں اس بات کا کچھ خوب اثر نہوگا لیکن اگر تو اوس لڑکے سے کہے کہ اگر تو نہ پڑھیگا تو اوستاد تیرے کان اوٹھیگا تو اس بات سے البتہ وہ لڑکا ڈریگا اسواسطے کہ اسے سمجھتا ہے اور اسطرح اوستاد کی گوشمال حق ہے جو لڑکا ادب نہ سیکھے اوسے اپنے باپ کی ریاست سے محروم رہنا بھی حق ہے اسیطرح دوزخ جسمانی حق ہے اور خداوند کریم کی درگاہ سے محروم رہنے کی آگ بھی حق ہے اور جیسے گوشمالی ریاست اور دولت سے محروم رہنے کے سامنے کچھ بھی سزا نہیں ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی دوزخ حرمانی کے مقابلہ میں خفیف نہایت ہے

فصل اگر تو شاید تو یہ کہے کہ جو عالموں نے کہا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے یہ تفصیل وہ بیان اوسکے خلاف ہے اسواسطے کہ اونھوں نے کہا ہے کہ فقط تقلید سے اور سننے سے آدمی یہ باتیں جان سکتا ہے عقل اور بصیرت کو انمین کچھ دخل نہیں ہے اسکا جواب یہ معلوم کرلے کہ عالموں کا عذر ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں اور یہ بات اوسکے خلاف نہیں ہے اسواسطے کہ آخرت کے بیان میں اون عالموں نے جو کہا ہے درست ہے لیکن وہ محسوسات ہی میں رہے ہیں روحانیات کو اونھوں نے نہیں پہچانا ہے یا پہچانا ہے مگر بیان نہیں کیا کہ اکثر لوگ اوسے نہ سمجھینگے اور جو جسمانی حالات ہیں وہ صاحب شرع کی تقلید اور اونسے بغیر سنے ہوئے معلوم نہیں ہوتے لیکن یہ دوسری قسم حقیقت روح کی معرفت کی شاخ ہے اوسکا جاننا بھی طریق بصیرت اور مشاہدہ باطن سے ہے اس مرتبہ کو وہی پہونچے جو اپنے وطن سے نکلے اور اپنے مولد میں نہ ٹھہرے اور راہ دین کا سفر اختیار کرے یہاں وطن اور مولد سے شہر اور گھر نہیں مراد ہے کہ وہ قالب کا وطن ہے اور قالب کے سفر کی کچھ حقیقت نہیں لیکن جو روح کہ آدمی کی حقیقت ہے اوسکا بھی ایک قیامگاہ ہے یعنی جہاں سے وہ ظاہر ہوئی وہ اوسکا وطن ہے وہاں سے وہ سفر کرآئی ہے راہ میں اوسے بہت منزلیں پڑتی ہیں ہر منزل اور ہر عالم ہے پہلی منزل عالم محسوسات ہے پھر عالم مخیلات پھر عالم موہومات پھر عالم معقولات یہ معقولات چوتھی منزل ہے اس چوتھے عالم میں اوسے اپنی حقیقت کی خبر ہوتی ہے اسکے آگے پھر کچھ خبر نہیں ہوتی اور اس ایک مثال میں ان چاروں عالموں کو آدمی سمجھ سکتا ہے

مثال جبتک آدمی محسوسات میں ہے پتنگوں کے رتبہ پر ہے کہ اپنے تئیں چراغ پر گراتے ہیں اسواسطے کہ پتنگے کو بینائی ہے لیکن خیال اور یاد رکھنے کی قوت نہیں ہے کہ اندھیرے سے بھاگنے کو روزن ڈھونڈھتا ہے چراغ کو روزن سمجھکر چراغ پر گرتا ہے اور جب آگ پاتا ہے تکلیف اوسے نہیں یاد رہتی اور اسکا کچھ خیال نہیں رہتا اسواسطے کہ اوسے حفظ اور خیال کی قوت نہیں ہے

اور اس رتبہ پر وہ پہونچا ہی نہیں اس سبب سے اپنے تئین چراغ پر گرا دیتا ہے یہانتک کہ ہلاک ہو جاتا ہے اگر اوسے خیال اور حفظ
کی قوت ہوتی تو ایکبار دردناک ہو چکا تھا پھر چراغ کے پاس نہ آتا کیونکہ اور حیوانات جب ایکبار مار کھا چکے ہین تو وہ اونہین یاد
رہتی ہے دوبارہ لکڑی دیکھکر بھاگ جاتے ہین محسوسات آدمی کی پہلی منزل ہے دوسری عالم خیالات ہے جبتک آدمی اس درجہ پر ہے
بہائم کے برابر رہتا ہے جس چیز سے اوسے صدمہ پہونچے پہلے تو نہین جانتا کہ اس سے بھاگنا چاہیے لیکن جب ایکبار صدمہ اوٹھا چکا تو
دوسری مرتبہ اوس سے بھاگتا ہے تیسری منزل عالم موہومات ہے جب اس درجہ پر آدمی آتا ہے تو بکری اور گھوڑے کے برابر ہو جاتا ہے
بے دیکھے صدمہ سے بھاگتا ہے پہلے ہی سے اپنے دشمنون کو پہچانتا ہے اسواسطے کہ جس بکری نے بھیڑیے کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو اور جس
گھوڑے نے شیر کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو وہ جب انہین دیکھتے ہین بھاگتے ہین اور اپنا دشمن سمجھتے ہین حالانکہ بیل اونٹ ہاتھی جو بھیڑیے اور شیر سے
قد مین بہت بڑے ہین اونسے نہین بھاگتے یہ سوجھ بوجھ خدا نے اونکے باطن مین عنایت فرمائی ہے اور یا آئندہ جو چیز کل ہونیوالی ہے اوس سے خبردار نہین
کہ یہ مرتبہ چوتھی منزل مین حاصل ہوتا ہے اور چوتھی منزل عالم معقولات ہے آدمی یہانتک تو بہائم کے ساتھ رہتا ہے جب اس منزل پر
آتا ہے تو بہائم کی حد سے گذر جاتا ہے اور فی الحقیقت یہان عالم انسانیت کے اول مین آدمی پہونچتا ہے اور ایسی چیزین دیکھتا ہے
کہ تخیل اور وہم کو اونمین کچھ دخل نہین اور جو چیز آئندہ ہونیوالی ہے اوس سے پرہیز کرتا ہے اور کامونکی حقیقت کو اونکی صورت سے جدا کرتا
اور ہر چیز کی حقیقت کو جو اوسکی سب صورتون کو شامل ہوتی ہی پہونچتا ہے اور جو چیزین اس عالم مین دکہائی دیسکتی ہین بے نہایت
نہین ہین اسواسطے کہ جو چیز محسوس ہے اجسام سے باہر نہین ہے اور اجسام متناہی ہین یعنی نہایت کو قبول کرتے ہین اور عالم محسوسات مین
آدمی کا تردد کرنا اور چلنا ایسا ہی ہے جیسے زمین پر چلنا پھرنا کہ ہر ایک چل پھر سکتا ہے اور چوتھے عالم یعنی عالم معقولات مین اوسکا چلنا
کی حقیقتون اور روحون کے تفحص کے واسطے ہوتا ہے اور وہ ایسا ہے جیسے پانی پر چلنا اور موہومات مین اوسکا تردد کرنا ایسا ہے جیسے کشتی پر
ہونا کہ پانی اور مٹی مین اوسکا درجہ ہے اور درجہ معقولات کے اوسطرف ایک مقام ہے وہ مقام انبیا و اولیا و اہل تصوف علیہم السلام
ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ہوا مین سیر کرنا یہی مضمون تھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ عیسی
علیہ السلام کیا پانی پر چلتے تھے آپ نے فرمایا ہان وَلَوِ ازْدَادَ يَقِيْنًا لَمَشٰى فِي الْهَوَاءِ اگر اونکی یقین اور زیادہ ہوتی تو ہوا پر چلتے
تو آدمی کی سفر کی منزلین عالم ادراک مین ہین اخیر منزل پر جب پہونچتا ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچ جاسے تو چار پایون کا چہرا خیر اور منزل
درجہ ہے وہان سے فرشتون کے درجہ اعلی تک آدمی کی معراج کی منزلین ہین اور سب نیچ اوپر اوسیکا کام ہے اور وہ اس خطرہ مین
ہے کہ اسفل السافلین مین گرتا ہے یا اعلی علیین پر چڑھتا ہے اور اس خطرہ کو قرآن شریف مین حق تعالی نے یون تعبیر فرمایا ہے کہ
اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ
كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اسواسطے کہ جو جمادات ہین اونکا درجہ نہین بدلتا کہ وہ نیچے سے اوپر جاوے بیچ مین اور ملائکہ اعلی علیین مین ہین اونہین اسپے تنزل
اور ترقی ممکن نہین بلکہ ہر ایک کا درجہ اوسی پر موقوف ہے جیسا قرآن شریف مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے فرشتون کا کلام نقل فرمایا ہے وَمَا
مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور چار پائے اسفل السافلین مین ہین انکو ترقی ممکن نہین اور انسان دونون کے درمیان مین ہے اور خطرہ

سطر ۱۲ ہم نے دکھائی امانت آسمان اور زمین اور پہاڑون کو پھر سب نے قبول نہ کی اوسکا اوٹھانا اور ڈر گئے اوس سے اور اوٹھا لیا اوسکو آدمی نے یہ ہے بڑا ظالم نادان ۱۲

سطر ۱۳ اور ہم مین سے ہر ایک کے لیے ایک مقام معلوم ہے ۱۲

مکان مین ہے اسواسطے کہ اوسے درجہ ملائکہ پر چڑہ جانا اور مرتبہ بہائم پر اوتر آنا دونون ممکن ہین اور امانت اوٹھا لینے کے معنی بہی
ہین کہ خطرناک کام کو اوسنے اختیار کر لیا ہے تو ممکن نہین کہ آدمی کے سوا اس امانت کے بوجھہ کا اور کوئی متحمل ہو سکے الغرض اس بیان
سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو تو نے کہا تہا کہ اکثر آدمی یہ بات نہین کہتے ہین اوسکا حال تجھے معلوم ہو جاے کہ اونکا کہنا کچھ تعجب کی بات نہین
کہ مسافر ہمیشہ مقیم کے خلاف ہوتا ہے مقیم تو اکثر ہین اور مسافر نادر ہین محسوسات اور مخیلات جو پہلی منزل ہے جو شخص اوسیکو اپنا وطن بنائیگا
اور وہین ٹھہر جائیگا اوسپر کامون کی حقیقتین ہرگز نہ معلوم ہونگی اور وہ شخص کبھی روحانی نہوگا اور کامونکی روحون اور روحانیات کو
کبھی جانیگا اس سبب سے اوسکا بیان کتابون مین بہت کم ہے معرفت آخرت کے اتنے ہی بیان پر ہم بس کرتے ہین اس سے زیادہ
لوگون کی فہم مین نہ آئیگا بلکہ بہت لوگ ایسکو نہ سمجھینگے فصل بہت احمق جنکو نہ یہ قوت ہے کہ کامونکو اپنی بصیرت سے پہچانین نہ یہ
توفیق ہے کہ شریعت سے مانین آخرت کے امور مین دنگ ہین اور اونپر شک غالب ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جب خواہش اونپر غلبہ کرتی ہے
اور آخرت سے انکار کرنا اونہین پسند آتا ہے تو اونکے دل مین وہ انکار پیدا ہو جاتی ہے اور شیطان اوسے بڑہاتا ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ دوزخ
کی صفت مین جو کچھ آیا ہے فقط ڈرانے کے واسطے آیا ہے اور جنت کے بارہ مین شارع نے جو فرمایا ہے فقط شعبدہ دکہایا ہے اسی سبب سے
خواہشون کی پیروی مین مشغول ہوتے ہین اور شریعت سے انکار کرتے ہین اور شرع والون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور احمق سمجھتے
ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ گدڑی مین مست ہین ایسے احمق کو یہ قوت کہان کہ ایسے بہید کی باتون کو دلیل سے سمجھ سکے اوسے ایک ظاہری
بات مین تامل کرنیکے واسطے بلانا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ اگرچہ تجھے گمان غالب یہی ہے کہ ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر اور سب حکما علما اولیا
غلطی پر تہے اور سبہون نے دہوکا کہایا اور تو باوصف اس حماقت اور غرور کے اس حال کو سمجھا ممکن ہے کہ تجہی کو غلطی ہوئی ہو اور تو ہی
دہوکے مین پڑا ہو کہ آخرت کی حقیقت کو تو نے نجانا اور عذاب روحانی کو نہ سمجھا اور عالم محسوسات سے روحانیات کی مثال کی وجہ کو تو نے
نہ پہچانا اگر وہ ایسا احمق ہے کہ کسیطرح اپنی غلطی کو روا نہ رکھے اور کہے کہ جسطرح دو کو ایک سے زیادہ جانتا ہون اسیطرح یہ بہی جانتا ہون
کہ روح کی کچھ حقیقت نہین اور اوسے بقا نہین اور روحانی جسمانی رنج راحت کچھ ممکن نہین ایسے شخص کا مزاج بگڑ گیا اوس سے ناامید ہونا
چاہیے وہ اون لوگون مین سے ہے جنکو حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا اور اگر
وہ کہے کہ امور آخرت کا محال ہونا مجھے تحقیق نہین ہے اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ بات مجھے نہ تحقیق معلوم ہے اسکا
ظن غالب ہے تو اپنے تئین تمام عمر پرہیزگاری کی کوٹھری مین کیون بند کرون اور دنیا کی لذتون سے کیون باز رہون تو اوسکو ہم یہ
جواب دینگے کہ اب اسقدر تو نے اقرار کیا تو تجھپر تیری عقل کی راہ سے واجب ہو گیا کہ شریعت کی راہ پکڑ کہ جب بہت بڑے خطرے کا گمان
ضعیف بہی ہو تو اوس سے لوگ بہاگتے ہین اسواسطے کہ اگر تو کہانا کہانیکا قصد کرے اور کوئی کہدے کہ اسمین سانپ نے منہ ڈالا ہے تو فورا
ہاتہہ کہانے سے کہینچ لیگا اگرچہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اوسنے اسواسطے جہوٹ کہا ہو کہ اگر تو نہ کہائے تو وہ خود کہا لے لیکن چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ شاید
اوسنے سچ کہا ہو تو اپنے دل مین کہتا ہے کہ اسے نہ کہاؤن اس سے بہوکے رہنے کا رنج آسان ہے اور اگر کہالون تو ایسا نہو اوسنے
سچ کہا ہو اور مین ہلاک ہو جاؤن اسیطرح اگر تو بیمار ہو اور ہلاک ہو جانیکا خطرہ ہو اور تعویذ لکہنے والا کہے کہ ایک روپیہ بہر چاندی دے کہ تیرے

اچھے ہونے کے واسطے کاغذ پر تجکو ایک تعویذ لکھدون اور نقش کھینچدون اگرچہ تجکو یہ ظن غالب بھی ہو کہ اوس نقش کو تندرستی سے
کچھ نسبت نہین لیکن اپنے جی مین یہی کہیگا کہ شاید یہ سچ کہتا ہو ایک روپیہ دینا سہل ہے اگر نجومی کہے کہ جب فلانے مقام پر چاند پہونچے
تو فلانی کڑوی دوا کہا تو اچھا ہو جائیگا اوسکے کہنے سے اوس دوا کا رنج تو کھینچیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ شاید سچ کہتا ہو اور اگر جھوٹ
بھی کہتا ہو تو دوا کہانے کی تکلیف آسان ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کا قول اور دنیا کے تمام بزرگون یعنی حکما علما اولیا کا
اوس قول پر متفق ہونا کسی عقلمند کے نزدیک ایک نجومی یا ایک تعویذ لکھنے والے یا ایک آتش پرست طبیب کے قول سے کم نہوگا اونکے کہنے سے
تو تھوڑا سا رنج اپنے اوپر گوارا کرتا ہے کہ وہ جو بڑا رنج ہے اوس سے شاید نجات پا جائے اور تھوڑا سا رنج و نقصان بہت رنج و نقصان اوٹھانے کی
نسبت سے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اگر کوئی حساب کرے کہ دنیا کی عمر کسقدر ہے اور ابد کی نسبت جسکی انتہا ہی نہین کتنی کمی ہے تو جان جائیگا
کہ دنیا مین اتباع شریعت کا یہ رنج کھینچنا اوس خطر عظیم سے بہت تھوڑا ہے جسکے خیال سے تو اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر انبیا اور بزرگ
لوگ سچ کہتے ہون اور وہین ویسے ہی عذاب آخرت مین جیسا وہ کہتے ہین ہمیشہ کے واسطے مبتلا ہو جاؤن تو کیا کرونگا اور دنیا کی اوس تھوڑی
راحت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ بزرگ لوگ سچ کہتے ہون اسلئے کہ یہ کہتے ہین کہ اگر تمام عالم کو چنے یا باجرے کے دانون سے
بھردین اور ایک چڑیا سے کہین کہ ہزار ہزار برس مین ایک ایک دانہ اون مین سے چگے تو وہ دانے سب تمام ہو جائین اور ابد مین
کچھ بھی نہ کم ہو اگر اتنی مدت عذاب ہو روحانی خواہ جسمانی خواہ خیالی تو اوسے کیونکر جھیل سکیگا اور دنیا کی عمر اس مدت ابد کے مقابلہ
مین کسقدر ہے ایسا کوئی عقلمند نہوگا کہ اس امر مین خوب غور کرے اور یہ نہ سمجھے کہ گو یہ امر ظنی ہے اور یقینی نہین اہل یقین کی
ہے مگر اتنے بڑے خطر عظیم سے احتیاط کرنا اور بچکر چلنا واجب ہے اوسی واسطے کہ لوگ سوداگری کے لئے کشتی مین جو بیٹھتے ہین اور
بڑے بڑے سفر کرتے ہین اور بہت رنج اوٹھاتے ہین یہ مصیبت فقط گمان منفعت پر کھینچتے ہین تو اگرچہ اوس احمق کو عذاب آخرت کا
یقین نہین ہے لیکن گمان ضعیف تو ہے بس اگر وہ ذرہ اور ٹھہر جائیگا تو پرہیزگاری کا بوجھ اوٹھائیگا اسی واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے ایک دن ایک ملحد سے مناظرہ مین فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہے تو تو بھی چھوٹا ہم بھی چھوٹے اور اگر حقیقت مین
ایسا ہے جیسا ہم کہتے ہین تو ہم ہی فقط چھوٹے اور تو عذاب ابد مین مبتلا رہا جناب امیر نے یہ کلام جو ارشاد فرمایا تو اوسکے قصور فہم کے
موافق فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ آپکو خود کچھ شک تھا آپ سمجھے کہ جو یقین کی راہ سے ہے وہ اوس ملحد کی سمجھ مین نہ آئیگا تو اس بیان سے
معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا مین زاد آخرت کے سوا اور کسی چیز کی فکر مین مشغول ہے وہ بڑا احمق ہے غفلت اور امور آخرت مین فکر نہ کرنا
اس حماقت کا سبب ہے کیونکہ دنیا کی شہوت اور اوسکے اسقدر مہلت ہی نہین دیتی کہ وہ امور آخرت مین فکر کرے ورنہ

عذاب آخرت کا جسکو یقین ہے اور جسکو ظن غالب ہے اور جسکو ایمان ضعیف ہے سب ہی عقل کی رو سے
واجب ہے کہ [illegible] اور احتیاط کی راہ پکڑین قال اللہ تعالی [illegible]
الحمد للہ [illegible] تمام ہوا [illegible] معرفت [illegible]
کے ذکر کا انجام [illegible] انشاء اللہ تعالی [illegible] شروع کرینگے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکر خدای بے نیاز ہے کہ اب ارکان معاملات مسلمانی کا آغاز ہے

ایعزیز جب عنوان مسلمانی کو تو جان چکا اپنے تئین اور حق تعالی کو اور دنیا اور آخرت کو پہچان چکا اب معاملہ مسلمانی کے ارکان کی طرف مشغول ہونا چاہیے اوپر کے سب بیان سے معلوم ہوا کہ حق تعالی کی معرفت اور عبادت ہی مین آدمی کی سعادت ہے اور حقتعالی کی اصل معرفت اون چار عنوان کے جاننے سے حاصل ہوئی عبادت اب ان چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے ایک رکن یہ ہے کہ تو اپنے ظاہر کو عبادت سے آراستہ رکھے یہ رکن عبادات ہے دوسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنی زندگی اور حرکات سکنات کو ادب کے ساتھ رکھے یہ رکن معاملات ہے تیسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو برے خلقون سے پاک رکھے یہ رکن مہلکات ہے چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اچھے خلقون سے آراستہ رکھے یہ رکن منجیات ہے

پہلا رکن

معاملہ مسلمانی کا یہ رکن اول ہے اسمین عبادت کا بیان مفصل ہے اس رکن مین دس اصلین ہین پہلی اصل اعتقاد اہل سنت کو درست کرنے کے بیان مین دوسری اصل تلاش علم مین مشغول ہونے کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل قرآن پڑھنے کے بیان مین نوین اصل ذکر اور تسبیح کے بیان مین دسوین اصل اوراد کے ترتیب دینے اور عبادت کے وقت نگاہ رکھنے کے بیان مین

پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد حاصل کرنیکے بیان مین

ای عزیز جان تو کہ جو کوئی مسلمان ہوا اوسپر پہلا فرض یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو اوسنے زبان سے کہا ہے اوسکے معنی دل سے جانے اور ایسا باور کرے کہ کسی شک اور شبہہ کو اوسمین دخل نہ ہے اور جب اوسنے باور کرلیا اور اوسکا دل اون معنون پر ایسا ٹھہر گیا کہ بال برابر بھی اوسمین شبہہ نہ رہا تو بس اسقدر اصل مسلمانیکو کفایت کرتا ہے دلیل سے اوسکے معنی جاننا ہر مسلمان پر فرض عین نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو دلیل تلاش کرنے اور علم کلام پڑہنے اور شبہے ڈہونڈہنے کا حکم نہین فرمایا ہے بلکہ اون معنون کی تصدیق اور یقین پر آپ نے اکتفا کی ہے اور عوام الناس کا درجہ اس سے زیادہ نہین ہے لیکن ایسے کچھ لوگونکا ہونا ضرور ہے جو گفتگو کا طریقہ جانتے ہون اور اس اعتقاد کی دلیل بیان کرسکین اسواسطے کہ اگر کوئی شخص عوام الناس کے گمراہ کرنیکے واسطے اونکے اعتقاد مین شبہہ ڈالے تو وہ لوگ عوام کی گویا زبان بنجایا کرین اور اون شبہون کو اوٹھا دیا کرین اس صفت کو علم کلام کہتے ہین اور یہ صفت فرض کفایہ ہے ہر بستی مین اس صفت کے دو ایک آدمیون کا ہونا بس ہے عوام الناس صاحب اعتقاد ہوتے ہین اور متکلم کو دل اور اونکے اعتقاد کا نگہبان ہوتا ہے لیکن حقیقت معرفت کی اور ہی راہ ہے وہ ان دونون مقام یعنی فقط اہل اعتقاد اور متکلم ہونیکے علاوہ ہے ریاضت اور مشقت اوسکا آغاز ہے جبتک مسلمان یہ راہ نہ چلیگا معرفت کے درجے کو نہ پہونچیگا اور معرفت کا دعوی کرنا اوسکو زیبا نہوگا کہ اسمین نفع سے زیادہ نقصان ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پرہیز کرنے سے پہلے دوا پیئے تو یہ خوف رہتا ہے کہ ہلاک ہوجائیگا اسواسطے کہ وہ دوا کبھی ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسے اور اغذا اور اغذا بد اوسکے معدہ مین ہین اور اس دوا سے صحت حاصل نہین ہوتی بیماری بڑہ جاتی ہے عنوان مسلمانی مین جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ حقیقت معرفت کا ایک شائبہ اور نمونہ ہے کہ جو شخص حقیقت معرفت کے قابل ہے اوسے تلاش کرے اور حقیقت معرفت وہی تلاش کرسکتا ہے جسے دنیا مین کچھ تعلق نہو اور تمام عمر خداہی کی تلاش مین رہا ہو اور یہ مشکل ہے تو ایسی چیز جو تمام خلق کی غذا ہے یعنی اہلسنت کا اعتقاد اوسے ہم بیان کرتے ہین کہ ہر شخص اس اعتقاد کو اپنے دل مین جمائے کہ یہی اوسکی سعادت کا تخم ہوگا ؞

اعتقاد کا بیان

ای عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک خالق ہے تمام عالم کو اور اون چیزونکو جو تمام عالم مین ہین اوسینے پیدا کیا ہے کہ وہ ایک ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور یگانہ ہے کوئی اوسکا ہمسر نہین اور ہمیشہ سے ہے کہ اوسکی ہستی کی ابتدا نہین اور ہمیشہ رہیگا کہ اوسکے وجود کی انتہا نہین اوسکی ہستی ازل اور ابد مین واجب ہے اسواسطے کہ نیستی کو اوسمین دخل نہین ہے بلکہ اوسکی ہستی اوسی کی ذات سے ہے اور سواے اوسکے کسی سبب کی پروا نہین ہے اور اوس سے کوئی چیز بے پروا نہین بلکہ اوس خالق کا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزونکا قیام اوس خالق کے سبب سے ہے جسم نہین ہے وہ نہ جوہر ہے نہ عرض کسی چیز مین وہ حلول نہین کرتا وہ نہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے اور اسلیے کوئی صورت نہین

کمیت کیفیت کو اوسمین کچھ مداخلت نہین جو کمیت کیفیت خیال مین آئے اور دل مین گذرے اوس سے وہ پاک ہے کیونکہ سب صفتین
اوسکی مخلوق ہین اور وہ کسی مخلوق کی صفت پر نہین ہے بلکہ وہم و خیال جو صورت باندہے وہ اوس صورت کا پیدا کرنیوالا ہے
چھوٹائی بڑائی اور مقدار کو اوسمین کچھ دخل نہین یہ چیزین اجسام عالم کی صفتین ہین اور وہ جسم نہین ہے اور اوسے جسم کے ساتھ جوڑ نہین ہے
وہ نہ کسی جگہہ پر ہے نہ کسی جگہہ مین ہو بلکہ اوسکی ذات جگہہ لینے والی چیزہی نہین اور جو کچھ عالم مین ہے سب عرش کے نیچے اور عرش اوسکی قدرت کے نیچے مسخر ہے
اور وہ عرش پر ہے لیکن اسطرح عرش پر نہین ہے جیسے کوئی جسم کسی جسم کے اوپر ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ جسم نہین ہے اور عرش اوسکے
اوٹھائے نہین ہے بلکہ عرش اور حاملان عرش سبکو اوسکی قدرت اور مہربانی اوٹھائے ہوئے ہے آج بھی وہ اوسی صفت پر ہے
جسپر عرش پیدا کرنے کے قبل تھا اور ابد تک ایساہی رہے گا اسواسطے کہ اوسکی ذات اور صفات مین تغیر اور گردش کو کچھ دخل نہین
اسلیے کہ معاذ اللہ اگر صفات نقصانی کے ساتھ تغیر ہو تو خدائی کے قابل نہوگا اور اگر صفات کمالی کے ساتھ تغیر ہو تو نعوذ باللہ پہلے گویا وہ ناقص
تھا اور اوس کمال کا محتاج تھا اور محتاج مخلوق ہوتا ہے خدائی کے لائق نہین ہوتا اور باوصف اسکے کہ سب مخلوق کی صفتون سے وہ پاک ہے مگر اس جہان مین
پہچاننے کے لائق اور اوس جہان مین دیکھنے کے قابل ہے اور جسطرح اس جہان مین بیچون و بیچگون اوسے پہچانتے ہین اوس جہان مین بیچون اور بیچگون اوسے
دیکھینگے کیونکہ وہ دیدار اس جہان کے دیدار کے قسم سے نہین ہے **قدرت** حق تعالے کی کسی چیز کے مانند نہین ہے ساتہ اسکے
سب چیزون پر قادر ہے اور اوسکی قدرت کمال کے درجہ پر ہے کہ کسی طرح کے عجز اور نقصان اور ضعف کا اوسمین گذر نہین بلکہ اوسنے
جو چاہا کیا جو چاہیگا کریگا اور ساتون آسمان ساتون زمین اور عرش کرسی اور جو کچھ ہے سب اوسکے قبضۂ قدرت مین مغلوب اور
مسخر ہین اوسکے سوا کسیکا کسی چیز پر کچھ اختیار نہین پیدا کرنیمین کوئی اوسکا یار و مددگار نہین **علم** وہ دانا ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے
اوسکا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے عرش اعلی سے تحت الثری تک کوئی چیز بغیر اوسکے جانے ہوئے نہین ہوتی اسواسطے کہ سب
چیزین اوسیکے حکم سے ظاہر ہوتی ہین بلکہ میدانون کی ریت اور درختون کے پتون اور دلون کے خطرون اور ہوا کے ذرون کے
عدد اوسکے علم مین ایسے کھلے ہوئے ہین جیسے آسمان کے عدد **ارادت** جو کچھ عالم مین ہے اوسیکے چاہنے اور ارادہ سے ہے
کوئی چیز تھوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی اچھی ہو یا بری گناہ ہو یا عبادت کفر ہو یا ایمان نفع ہو یا نقصان زیادتی ہو یا کمی رنج ہو
یا راحت بیماری ہو یا صحت اوسیکی تقدیر اور مشیت اور حکم سے ہوتی ہے اگر جن آدمی شیطان فرشتے تمام عالم اکٹھا ہو کر عالم مین سے
ایک ذرہ کا ہلانا یا کسی جگہہ رکھنا یا اوٹھانا گھٹانا یا بڑہانا چاہین تو بے خدا کے چاہے سب عاجز ہین اور ہرگز کچھ نکرسکین بلکہ بے اوسکے
چاہے کوئی چیز نہین پیدا ہوتی جس چیز کے ہونے پر اوسکی مرضی ہو کوئی اوسے دفع نہین کرسکتا اور جو کچھ تھا اور ہوگا سب اوسکی
تقدیر اور تدبیر سے ہے **سمع و بصر** جسطرح وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اوسیطرح ہر چیز کا دیکھنے سننے والا ہے دور و نزدیک اوسکی
شنوائی مین برابر ہے تاریکی روشنی اوسکی بینائی مین یکسان ہے اندہیری رات مین چیونٹی کے پاؤن کی آواز سنتا ہے تحت الثری مین
جو کیڑا ہے اوسکا رنگ اور صورت دیکھتا ہے نہ آنکھہ سے اوسکی بینائی ہے نہ کان سے اوسکی شنوائی ہے اور جسطرح اوسکی سمجھہ تدبیر اور سوچ سے
نہین اوسیطرح اوسکا پیدا کرنا بھی آلہ سے نہین **کلام** اوسکا فرمان سب مخلوقات پر واجب التعمیل ہے جو خبر اوسنے دی وہ سچ ہے

اوسکا وعدہ وعید سب حق ہے حکم خبر وعدہ وعید سب اوسیکا کلام ہے جسطرح وہ زندہ بینا دانا شنوا توانا ہے اوسیطرح گویا بھی ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ بات کی اوسکی بات کام وزبان لب دہان سے نہین ہے جسطرح آدمیکے دلمین بے آواز اور حروف کے
بات ہوتی ہے حق تعالیٰ کی بات بیحرف وآواز ہونے مین اس سے زیادہ پاک اور منزہ ہے قرآن شریف توریت انجیل زبور اور پیغمبرون پر
جتنی کتابین اوترین سب اوسیکا کلام ہے اور اوسکا کلام اوسکی صفت ہے اور اوسکی سب صفتین قدیم ہین اور ہمیشہ سے ہین اور جسطرح
اوسکی ذات قدیم ہے اور ہمارے دلمین معلوم اور زبان پر مذکور ہے اور ہمارا علم اور ذکر مخلوق اور معلوم اور مذکور قدیم ہے اوسیطرح اوسکا کلام بھی قدیم ہے
اور ہمارے دلمین محفوظ زبان سے پڑھا گیا مصحف مین لکھا ہوا ہے اور ہمارا محفوظ مخلوق نہین حفظ مخلوق اور پڑھا گیا مخلوق نہین پڑھنا مخلوق ہے اور
مکتوب مخلوق نہین کتابت مخلوق ہے افعال عالم اور جو کچھ عالم مین ہے اوسکے مخلوق ہین اور جس جس چیز کو اوسنے پیدا کیا ایسا ہی پیدا کیا کہ اوس سے بہتر ہو نہین سکتی اگر
تمام جہان کے عقلمند اپنی اپنی عقلونکو متفق کرکے سوچین کہ اس جہان کی اس سے اچھی صورت تجویز کیجیے یا اس سے بہتر کوئی تدبیر نکالیے یا اسمین کچھ کمی زیادتی کیجیے تو نہین کر سکتے
اگر سوچین کہ اس سے بہتر ہونا چاہیے تھا تو خطا کرین اور خدا کی حکمت اور مصلحت سے غافل ہین ایسے لوگون کی مثل اوس اندھے کی
ایسی ہے جو کسی گھر مین جاوے وہان ہر ہر چیز قرینہ کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ہو وہ نہ دیکھے اور گر پڑے تو کہے یہ چیز راہ پر کیون رکھی تھی
حالانکہ راہ پر چلنا اوسے اور سے راہ سوجھتی تک نہین تیس حق تعالیٰ نے ہر چیز کو عدل اور حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور جیسا چاہیے ویسا ہی
مخلوق فرمایا ہے اگر اس سے زیادہ کامل پیدا کرنا ممکن ہوتا اور وہ نہ پیدا کرتا تو یا عاجزی سے نہ پیدا کرتا یا بخل سے اور عاجزی اور بخل
دونون اوس سے محال ہین تو جو کچھ دکھ بیماری فقیری نادانی عاجزی اوسنے پیدا کی ہے سب عدل ہے ظلم تو نہ وہ اوس سے ممکن ہی نہین
اسواسطے کہ ظلم تو جب ہے کہ کسی غیر کی ملک مین تصرف کیا جاوے اور دوسرے کی ملک مین اوسکا تصرف کرنا ممکن نہین کیونکہ اوسکے سوا کوئی
دوسرا مالک کا ہونا خود محال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تھا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو سکتا ہے وہ سب مخلوق ہے اور خدا ہی سبکا مالک
ہے اور اوسکا کوئی ہمسر اور شریک نہین آنحضرت حق تعالیٰ نے دو قسم پر عالم کو پیدا کیا ایک عالم اجسام ایک عالم ارواح عالم اجسام کو
آدمیون کی روح کا مقام بنایا کہ اس عالم سے زاد آخرت [illegible] اوس مدت کی
انتہا اجل ہے [illegible] آجاتی ہے [illegible] قیامت [illegible]
اور اوسکا وقت [illegible]
دیکھے گا اوس نے جو کچھ دنیا مین کیا ہے [illegible] اس کام سے [illegible]
ہوگی قبول کرنا [illegible] ہوگا اور [illegible]
سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے [illegible]
اور جسنے اس جہان مین سیدھی راہ نہ اختیار کی [illegible]
استقلال کرینگے [illegible] ایماندارون سے اونکی بھلائی کی [illegible]
کسی جماعت کو [illegible] بہشت مین [illegible] کسی گروہ کا [illegible]

کہ وہ کبھی نجات نپائین فرمان بردار مسلمانون کو جنت مین داخل کرینگے اور گناہ گار مسلمانون کو بھی دوزخ مین روانہ کرینگے انبیا اور بزرگ لوگ اونمین سے جسکی شفاعت کرینگے ارحم الراحمین اوسے بخشدیگا اور جسکی شفاعت نکرینگے فرشتے اوسے دوزخ مین لیجاوینگے اور اوسکے گناہونکے قدر اوسپر عذاب کرینگے پھر جنت مین لیجائینگے پیغمبر چونکہ حقتعالے نے یہ امر ٹھرایا کہ بندون کے بعض اعمال اونکی شقاوت کا سبب ہون اور بعض سعادت کا موجب ہون اور آدمی اسے نہین پہچان سکتا کہ کون اعمال سبب شقاوت ہین اور کون سبب سعادت ہین تو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم عمیم سے پیغمبرون کو پیدا کیا اور حکم فرمایا کہ ازل مین جن لوگون کی نسبت کمال سعادت کا حکم ہوچکا ہے اونہین اس بھید سے آگاہ کرین اور پیغمبرون کو پیغام دیکر خلائق کیطرف بھیجا کہ سعادت اور شقاوت کی راہ اونکو بتا دین تا کہ کسی بندہ کو خدا سے محل حجت نہ باقی رہے پھر سب پیغمبرونکے بعد ہمارے رسول مقبول خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق کیطرف بھیجا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال کے درجہ پر پہونچادیا کہ پھر اوسپر زیادتی محال ہے اسواسطے آپکو خاتم الانبیا کیا کہ آپکے بعد پھر کوئی پیغمبر نہو اور تمام جن و انس کو آپکی اتباع اور اطاعت کا حکم فرمایا کہ کوئی اوس سے باہر نہو اور آپکو سب انبیا صلوات اللہ تعالی علیہم اجمعین کا سردار اور افسر کیا اور پیغمبرون کے یارون اور رشتہ دارون سے آپکے اصحاب اور احباب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو افضل اور بہتر کیا۔

دوسری اصل طلب علم کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ یعنی علم ڈھونڈھنا ہر مسلمان پر فرض ہے مرد ہو خواہ عورت اور اس امر مین سب عالمون کا اختلاف ہے کہ وہ کونسا علم ہے جسکا ڈھونڈھنا سب پر فرض ہے متکلم کہتے ہین وہ علم کلام ہے کہ خدا کی معرفت اوس سے حاصل ہوتی ہے فقہا کہتے ہین کہ وہ علم فقہ ہے کہ اسکی بدولت آدمی حلال و حرام مین فرق کرسکتا ہے محدث کہتے ہین کہ وہ علم تفسیر و حدیث ہے کہ علوم شرعیہ کی اصل یہی ہے صوفیہ فرماتے ہین کہ وہ احوال دل کا علم ہے کہ دل خدا کی طرف بندہ کی راہ ہے غرض کہ ہر عالم اپنے علم کی عظمت بیان کرتا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نہ کسی ایک علم کی خصوصیت ہے نہ سب علمون کی فرضیت ہے اس مقام مین تفصیل ہے کہ اوسکے سبب سے یہ اشکال اوٹھ جاتا ہے اے عزیز جان تو کہ جو کافر صبح کے وقت مسلمان ہوا یا جو لڑکا بالغ ہوا اوسپر یہ سب علم سیکھنا فرض نہین ہوتا بلکہ اوسوقت اوسپر اتنا فرض ہوجاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی جانے اور ان معنون کا علم اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ اہل سنت کے عقائد جو پہلی اصل مین ہمنے بیان کیے ہین حاصل کرے اسطرح پر حاصل کرنا ضرور نہین کہ اون عقائد کی دلیلین بھی جان لے دلیلون کا جاننا اوسپر واجب نہین ہے لیکن اون عقائد کو قبول کرلے اور باور کرلے اور سب تفصیل بھی جاننا واجب نہین ہے مگر خدا رسول آخرت بہشت دوزخ حشر نشر کی سب صفتون کا اعتقاد کرلے اور یہ جان لے کہ اوسکا خدا ان صفات پر ہے اور اوسی خدا کی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی پیغام اور احکام آئے ہین جو اطاعت کریگا مرنیکے بعد مرتبہ سعادت کو پہونچیگا جو معصیت کریگا درجہ شقاوت کو پہونچیگا جب اوسنے یہ جان لیا تو دو طرح کے علم اوسپر واجب ہوتے ہین ایک تو دل سے علاقہ رکھتا ہے ایک جوارح کے کامون سے جو علم اعمال جوارح سے علاقہ رکھتا ہے اوسکے بھی دو قسمین ہین ایک

تتمہ ناظرین کتاب پر واضح ہو کہ امام شافعی کے مذہب مین فرض اور واجب ایک ہی حکم ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض کا درجہ واجب سے زیادہ ہے

اون کامونکا علم جو کرنیکے قابل ہین ایک اون کامونکا علم جو نکرنیکے لائق ہین جو کام کرنیکے قابل ہین اونکا علم ایسا ہے جیسے جو کوئی صبح کو مسلمان ہوا جب ظہر کی نماز کا
وقت آئے تو اوسپر فرض کی قدر طہارت اور نماز سیکھنا فرض ہوتا ہی اور جو چیز سنت ہے اوسکا سیکھنا بھی سنت ہی فرض نہین ہی جیسے مغرب کی نماز کا وقت
آئے تو اوسوقت اوسپر اتنا فرض ہوجاتا ہے کہ اوس نماز کو جان لے کہ تین رکعتین ہین اس سے زیادہ جاننا فرض نہین ہے اور جب
رمضان آئے تو روزہ کا جاننا اوسپر اسقدر فرض ہوجاتا ہے کہ یہ جان لے کہ روزہ کی نیت واجب ہے اور صبح سے غروب آفتاب تک
کہانا پینا جماع کرنا حرام ہے اگر سونے کے بیس دینار اوسکے پاس ہون تو زکوۃ کا جاننا اوسوقت فرض نہین تاآنکہ جب سال بہر گذر جائے
تو فرض ہوتا ہے کہ اوسکی زکوۃ کی مقدار اور مصارف اور شرائط معلوم کرے اور جبتک حج نہ کرے تبتک حج کا علم اوسپر فرض نہین ہوتا
اسواسطے کہ حج کا وقت عمر بہر ہے اسیطرح جب کوئی کام پیش آتا ہے اوسوقت اوسکا علم بھی فرض ہوجاتا ہے مثلاً جسوقت نکاح کرے
اوسوقت اوسکا علم بھی فرض ہوجاتا ہے مثلاً یہ جاننا کہ خاوند پر جورو کا کیا کیا حق ہے اور حالت حیض مین جماع کرنا درست نہین ہے اور
حیض کے بعد غسل کرنے تک جماع کرنا نہ چاہیے اور اسکے سوا اور جو چیزین نکاح سے علاقہ رکہتی ہین اون سب کا علم فرض ہوجاتا ہے
اگر آدمی کوئی پیشہ کرتا ہے اوس پیشہ کا علم بھی اوسپر فرض ہوجاتا ہے اگر سوداگر ہے تو سود کے مسائل اور بیع کی شرطین معلوم کرنا فرض ہین
تاکہ بیع باطل سے بچے اسیواسطے تہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ دوکانداروں کو دُرّے مارکر علم سیکہنے کے واسطے بہیجتے تہے اور فرماتے
تہے کہ جو کوئی بیع کے احکام نہ جانے اوسے تجارت کرنا نچاہیے کہ لاعلمی مین سود کہائیگا اور خبر بھی نہوگی اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے حتی کہ
اگر حجام ہے تو اوسے یہ جاننا چاہیے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور تکلیف کے وقت کونسا دانت اوکہاڑنے کے قابل
ہے اور کتنی دوا زخمون مین کام کرتی ہے اور علی ہذا القیاس اور یہ علم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہین بزاز پر حجامت کا علم سیکہنا
فرض نہین ہے اور حجام پر بزاز کا علم سیکہنا فرض نہین ہے جو کام کرنیکے لائق ہین اونکے علم کی مثال یہ تہی اور جو کام نہ کرنیکے لائق ہین
اونکا علم بھی فرض ہے لیکن ہر شخص کے حال کے موافق مختلف ہے اگر کوئی شخص اطلس اور دیبا پہننے کی قدرت رکھتا ہے یا شراب یا روٹی
یا سور کا گوشت کہانیوالون کے پاس یا غصب کی جگہہ مین رہتا ہے یا مال حرام اپنے قبضہ مین رکہتا ہے تو علما پر واجب ہے کہ اوسے
ان باتون کا علم سکہا دین کہ یہ حرام ہے تاکہ وہ اوس سے دست بردار ہو اور اگر کسی جگہہ عورتون سے ملا جلا رہتا ہے تو اوسپر جاننا
فرض ہے کہ کون عورت محرم ہے اور کون نامحرم ہے اور کسے دیکہنا روا ہے اور کسے دیکہنا ناروا ہے اور یہ علم بھی ہر ایک کے حال کے موافق
مختلف ہے اسواسطے کہ جو کوئی ایک کام مین ہو اوسپر اور دوسرے کام کا علم سیکہنا فرض نہین ہے مثلاً عورتون پر یہ جاننا فرض نہین ہے
کہ حالت حیض مین طلاق دینا ناروا ہے اور جو مرد طلاق دیا چاہتا ہو اوسپر یہ مسئلہ جاننا فرض ہے اور جو کام دل سے علاقہ رکہتے ہین اونکی بہی دو قسمین ہین
ایک قسم دل کے حالات سے علاقہ رکہتی ہے ایک اعتقادات سے تعلق رکہتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ آدمی کو جاننا فرض ہے کہ کینہ حسد تکبر گمان بد اور ایسے امور کرنا
حرام ہین اور اسکا جاننا سب پر فرض عین ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ان عادتون سے خالی نہین تو اسکا علم اور اسکے علاج کا علم فرض ہے
کیونکہ اس قسم کی بیماری عالمگیر ہے اور بے علم کے اسکا علاج ٹہیک نہوگا لیکن بیع سلم اور اجارہ اور رہن اور اس قسم کے معاملات کا علم جو
فقہ مین مذکور ہے فرض کفایہ ہے فرض عین نہین ہے یہ وہی شخص پر فرض ہے جو ایسے معاملات کیا چاہتا ہو اور اکثر خلق ان معاملات

خالی نہین رہسکتی اور دوسری قسم جو اعتقادات سے علاقہ رکہتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی کے اعتقاد مین کچہ شک پیدا ہو جائے تو اگر وہ شک ایسے اعتقاد مین ہے جو اعتقاد واجب ہے یا جس اعتقاد مین شک آنا درست نہین ہے تو اوس شک کو دل سے نکالنا فرض ہے اِن سب باتون سے معلوم ہوا کہ طلب علم سب مسلمانون پر فرض ہے اسواسطے کہ کوئی مسلمان جنس علم سے مستغنی اور بے پروا نہین لیکن علم ایک ہی قسم کا نہین ہے اور ہر ایک کے حق مین برابر نہین ہے بلکہ حالات اور اوقات کے ساتہ بدلتا رہتا ہے اور کوئی شخص علم کی احتیاج سے کسیطرح خالی نہین اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جسپر طلب علم فرض نہو یعنی جس شخص کو جس علم کی احتیاج ہے اوسپر اوسکا سیکہنا فرض ہے **فصل** جب یہ معلوم ہو چکا کہ ہر شخص پر وہ علم سیکہنا فرض ہے جسکا معاملہ وہ کرتا ہو تو معلوم ہوا کہ عوام الناس ہمیشہ اس خطرہ مین رہتے ہین کہ اونکو کوئی کام آپڑے وہ یہ نہ سمجھین کہ اسمین کچہ خطرہ ہے اور اوسے بخوف و خطر نادانی سے کر بیٹہین اگر اوس کام کی اکثر حاجت ہوتی ہے اور وہ کام نادر نہین ہے تو اونکی نادانی کا عذر کچہ عذر نہین مثلاً حالت حیض مین یا حیض کے بعد غسل کے پہلے کوئی شخص اپنی جورو کے ساتہ جماع کرے اور کہے کہ مین نہ جانتا تہا کہ یہ منع ہے تو اوسکا یہ عذر کچہ عذر نہین ہے یا کوئی عورت صبح کے پہلے پاک ہوا اور مغرب عشا کی نماز قضا نہ کرے کہ یہ مسئلہ اوسکے سنے مین معلوم یا کوئی مرد اپنی جورو کو حالت حیض مین طلاق دے اور اوسے یہ مسئلہ نہ معلوم ہو کہ ایسی حالت مین طلاق دینا حرام ہے تو اونکی لاعلمی کا عذر مقبول نہوگا قیامت کے دن اون سے کہا جائیگا کہ تجہ کو تو یہ کہدیا تہا کہ طلب علم فرض ہے تو اوس سے کیون نہ پوچہا کہ یہ مسئلہ حرام ہے یا حلال جو کام نادر ہو اور اوسکے کرنے کی توفیق نہو اور لاعلمی سے خلاف شرع ہو جاوے تو آدمی معذور ہے **فصل** جب یہ معلوم ہوا کہ عوام اس خطرہ سے کبہی خالی نہین ہین تو معلوم ہوا کہ آدمی کے واسطے علم سے بہتر اور بزرگتر کوئی شغل نہین آدمی پیشہ جو کرتا ہے تو دنیا کے واسطے کرتا ہے تو علم بہی بہت لوگون کے واسطے اور پیشون سے بہتر ہے اسواسطے کہ علم سیکہنے والا چار حالون سے خالی نہین ہے یا میراث پانیکے سبب سے خواہ اور کسی وجہ سے دنیا کی طرف سے مطمئن ہے اور مال کافی اوسکے پاس ہے تو علم اوسکے مال کی حفاظت کا سبب ہوگا اور دنیا مین اوسکے لیے باعث عزت اور عقبے مین اوسکے واسطے موجب سعادت ہوگا یا اوسکے پاس مال کافی اور وافی نہو مگر اوسمین قناعت کی صفت ہو کہ جو کچہ ہو اوسی پر اکتفا کرتا ہے اور مسلمان ہوتے ہین درویشی کا رتبہ جانتا ہے کہ درویش امیرون سے پانسو برس پہلے بہشت مین جائینگے ایسے شخص کے حق مین علم آسایش دنیا اور سعادت عقبا کا سبب ہوتا ہے یا جانتا ہے کہ اگر مین علم سیکہونگا تو بیت المال سے یا مسلمان بہائیون سے کر انہین سے حق حلال مجہے اسقدر ملیگا کہ میرے واسطے کافی ہوگا اور مال حرام نہ ڈہونڈہنا پڑیگا اور بادشاہ ظالم سے کچہ نہ مانگنا ہوگا تو ان تینون قسم کے طالب علم کے واسطے علم طلب کرنا دین و دنیا مین سب کامون سے بہتر ہے چوتہا وہ شخص ہے جو معاش نہ رکہتا ہو اور طلب علم سے دنیا حاصل کرنا اوسے مقصود ہو اور زمانہ ایسا ہو کہ بادشاہی روزینہ کے سوا جو حرام اور ظلم سے ہو یا لوگون سے لینے کے سوا جو ریا اور ذلت کے ساتہ ہو اور تلاش معاش کی صورت مفقود ہو تو ایسے شخص کو اور جس کسیکو طلب علم سے جاہ و مال مقصود اور علم سے جاہ و مال پیدا کریگا اوسے اولی یہ ہے کہ جو علم فرض عین ہین اونسے جب فارغ ہو تو کسب اور ہنر اور دستکاری وغیرہ سیکہے ورنہ ایسا آدمی اور آدمیون کے واسطے شیطان ہو جائیگا اوسکے سبب سے لوگ بہت تباہ ہونگے بہت گمراہ ہونگے جو جاہل اوسے

حرام کا مال لیتے اور حیلے اور تاویلیں کرتے دیکھے گا دنیا حاصل کرنی نہین اوسکی اقتدا کریگا اور صلاحیت کی نسبت ضلالت لوگون مین
بہت پھیل جائیگی ایسا عالم جتنا کم ہے بہتر ہے جس علم جہان پاک تو آدمی کو یہی اولی و انسب ہے کہ دنیا کو دنیا کے کامون سے
طلب کرے اور خدا کا نام خدا ہی کے واسطے لے دین کے کامون سے دنیا تلاش نہ کرے گوہر آبدار مین نجاست نہ بھرے اگر کوئی شخص
کہے کہ دنیا کی طرف سے ہمین علم آپ پھیرے گا جیسا اگلے لوگون نے کہا ہے کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَیْرِ اللّٰهِ فَاَبَی الْعِلْمُ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَّا لِلّٰهِ
یعنی خدا کیواسطے ہمنے علم نہین پڑہا مگر علم ہمین خود خدا کی طرف لیگیا اوسکا یہ جواب ہے کہ وہ کتاب اور سنت اور اسرار راہ آخرت اور حقایق
شریعت کا علم تھا جو خود اون لوگون کو خدا کی طرف لیگیا دیکھنا چاہیے کہ رجوع بخدا اون لوگون کے دلون مین تھی دنیا کے لالچ کو وہ لوگ مکروہ
جانتے تھے بزرگون کو دیکھتے تھے کہ دنیا سے دور بہاگتے ہین اون لوگون کو آرزو تھی کہ ایسے بزرگون کی اطاعت اور اقتدا کرین جیسا
علم وہ تھا اور زمانہ ویسا تھا تو لوگ اس بات کے امیدوار ہو سکتے تھے کہ خود علم کی صفت یہ ہو جائیگی کہ علما اوسکا تابع نہو جائیگا اور جو علم
اس زمانے مین پڑہے جاتے ہین مثلاً اپنے مذہب کے خلاف جو علم ہین جیسے فلسفیات انگریزی ناگری وغیرہ اور علم کلام اور قصہ کہانی اور
واہی تباہی باتین اور جو علما اس زمانہ مین ہین کہ اپنے تمام علم کو ذریعہ دنیا کا پھندا بنایا ہے یعنی علم سے حصول دنیا کے سوا کبھی جنکا خیال
بھی انکو نہین آیا ہے انکی صحبت اور ایسے علم سیکھنا آدمی کو دنیا کی طرف سے ہرگز نہین پھیرتا ہے وَلَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ اگلے
لوگون کا حال سنا ہوا ہے اور اس زمانہ کے علم اور عالمون کا حال دیکھا ہوا ہے اور مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ وہ اور یہ
برابر نہین ہو سکتا مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ آخر ذرا دیکھو تو اس زمانہ کے علما دنیا کے عالم ہین یا دین کے اور لوگون کو
انکا حال دیکھکر فائدہ ہوتا ہے یا نقصان یعنی یہ لوگ ہرگز دین کے عالم نہین ہین اور انکے حالات دیکھکر دین کی رو سے خلق کا نقصان
ہی ہوتا ہے ہان اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علماء سلف کا متبع اور تابعدار ہو اور ایسے علم پڑہاتا ہو جسمین دنیا کے غرور اور فریب کے
ذکر نیکا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑہنا کیسا اوسکی صحبت بہت منفعت ہے بلکہ اوسکی زیارت موجب سعادت ہے آدمی اگر وہ علم سیکھے جو
مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کامون سے اولی ہے اور مفید وہ علوم ہین جنسے دنیا کی حقارت اور عقبی کی عظمت کے حالات معلوم
ہوتے ہین اور جنسے آدمی آخرت کے منکرون اور دنیادارون کی نادانی اور حماقت جانتا ہے اور کبر یا حسد عجب یا حرص حب دنیا کی
آفت اور اوسکا علاج سمجھتا ہے یہ علم دنیا کے لالچی کے حق مین بھی ایسا ہے جیسے پیاسے کے حق مین پانی اور بیمار کے حق مین دوا اور جنکا
لالچی جب فقہ اور خلاف مذہب جو علم ہے جیسے منطق حکمت وغیرہ اور علم کلام اور علم ادب یعنی ان علمون سے دنیا کی حقارت دل مین نہین
آتی ہے پڑہیگا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار ایسی دوا کہائے جس سے بیماری اور بڑہ جائے اسواسطے کہ یہ علوم اکثر حسد یا
فخر حسد اور خود آرائی اور تلاش جاہ و دولت کا تخم دلمین بوتے ہین اور جتنا زیادہ پڑہے اوتنے ہی یہ اوصاف ناپسندیدہ دل مین
زیادہ مضبوط ہوتے ہین اگر آدمی ایسے لوگون سے مصاحبت رکہے جو فقیہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور علوم خلاف مذہب مین
مشغول رہتے ہین تو ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس امر سے
توبہ کرنا چاہے تبھی تو اوسپر دشوار ہوتی ہے ٭

تیسری اصل طہارت کے بیان مین

حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالی پاکون کو دوست رکھتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلطُّہُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی پاکی نصف ایمان ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ یعنی مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے تو العزیز یہ گمان نکرنا کہ بدن اور کپڑے کی نفاست اور پاکی کی یہ سب تعریف اور فضیلت ہے بلکہ پاکی کے چار درجے ہین پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے جب دل خالی ہوگا تو اللہ کے ساتھ مشغول اور مستغرق ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تحقیق ہے اور صدیقون کا کمال درجہ ایمان و تصدیق ہے ماسوی اللہ سے پاک ہونا نصف ایمان ہے یعنی ایمان قالب ہے اور یہ جان ہے جبتک ماسوی اللہ سے پاک دل نہوگا یاد حق سے آراستہ ہونیکے قابل نہوگا دوسرا درجہ حسد تکبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دلکو پاک کرنا تاکہ تواضع قناعت توبہ صبر خوف رجا محبت وغیرہ اخلاق پاک و پسندیدہ سے دل آراستہ ہوجاے یہ متقی لوگون کے ایمان کا درجہ ہے اور اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا نصف ایمان ہے تیسرا درجہ غیبت جھوٹ حرام کہانا خیانت کرنا نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ ہین اونسے جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہری اعضا کو پاک رکھنا تاکہ اعضا سب کامون مین ادب اور فرمان برداری سے آراستہ ہوجائین یہ زاہدون کے ایمان کا درجہ ہے اور جوارح کو سب حرام چیزون سے پاک رکھنا نصف ایمان ہے چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع سجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہون یہ مسلمانون کی پاکی کا درجہ ہے اسواسطے کہ مسلمان اور کافر مین معاملہ کے وقت نماز سے فرق ہوتا ہے اور یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کے چارون درجون مین پاکی نصف ایمان ہے اور چونکہ پاکی نصف اول ہے اسوجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ یعنی دین کی بنا پاکی پر ہے تو بدن اور کپڑے کی طہارت اور پاکیزگی جسکی طرف سب متوجہ ہین اور جسمین سب کوشش اور محنت کرتے ہین اخیر درجہ کی پاکی ہے اوسمین متوجہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اور سب پاکیون سے یہ آسان ہے اور نفس بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور آرام پاتا ہے اور لوگ بھی اس ظاہری پاکیزگی کو دیکھتے ہین اور اسی سے آدمی کو زاہد جانتے ہین اسوجہ سے لوگون کو یہ آسان ہوگئی ہے لیکن حسد کبر ریا و دوستی دنیا سے دل کی پاکی اور گناہون سے بدن کی پاکی اسمین کچھ نفس کا حصہ نہین ہے یعنی نفس کو کچھ مزہ نہین ہے اور خلق کی آنکھ اوسپر نہین پڑتی اسلیے کہ یہ باتین خدا کے دیکھنے کی ہین خلق کے دیکھنے کی نہین اسیوجہ سے اسکی طرف کوئی راغب نہین ہوتا فصل طہارت ظاہری اگرچہ اخیر درجہ کی طہارت ہے مگر پھر بھی اسکی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ آداب طہارت بجالاوے وسوسہ اور اسراف کو دخل نہ دے اگر دخل دیگا تو وہ طہارت مکروہ ہوجائیگی بلکہ طہارت کرنیوالا گنہگار ہوجائیگا اور یہ وطیرہ جو صوفیون کی عادت ہے کہ جو تا پہنکر چلنا اور جانماز پر سجادہ اوڑھنا اور جو پانی یقینا پاک ہو اوس سے اور لوٹے کو دہیان رکھنا کہ کوئی آدمی ہاتھ نہ ڈالے یہ سب باتین اچھی ہین جو فقیہ لوگ ان باتون کا لحاظ نہین رکھتے اونکو ان صوفیون پر اعتراض کرنا نہ چاہیے مگر ایک شرط

تنبیہ اس مقام پر کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم اور کیمیای سعادت شافعی المذہب اور یہ کتاب ترجمہ اختلافی اور شافعی بیان کیا لہذا اس کتاب سے عبادات ذکر حنفی المذہب کتابون سے اختلافی احکام تحقیق کر لین ۱۲

اور صوفیہ کو بھی ہرگز نہ چاہیے کہ فقہا اور اور لوگون پر جو اتنی احتیاط نہین کرتے کچھ اعتراض کرین اسواسطے کہ یہ احتیاط بہتر ہے مگر
چند شرطون کے ساتھہ پہلی شرط یہ ہے کہ اوس احتیاط مین اوقات بسر کرنے کے سبب اور کسی بہتر کام سے محروم نرہے اسواسطے کہ
اگر کسی کو طلب علم مین مشغول ہونے کی استطاعت ہے یا ایسے تفکر مین مصروف ہونیکی قدرت ہے جو کشف مین زیادتی کا باعث ہو
یا ایسے کسب مین متوجہ ہونے کی طاقت ہے جو اپنی ذات یا اہل و عیال کی پرورش کو کفایت کرے جسکی بدولت خلق سے سوال کی
نہ حاجت پڑے لوگون کی دست نگری سے بچے اگر احتیاط طہارت مین اوقات بسر کرنا اوسے ان باتون سے محروم رکھتا ہو تو
اوسے ایسی احتیاط کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ یہ امور احتیاط طہارت سے زیادہ ضرور ہین اسیوجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین ایسی احتیاطون کی طرف مصروف نہین ہوئے اسواسطے کہ وہ لوگ جہاد اور کسب معاش اور طلب علم اور اور ضروری
کامون مین مشغول تھے اسیوجہ سے ننگے پاون چلتے تھے زمین پر نماز پڑہتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے کہانا کہا کر تلوون مین ہاتھہ ملتے
تھے گھوڑے اونٹ وغیرہ کے پسینے سے پرہیز نہ کرتے تھے دل کی پاکی مین کوشش بہت کرتے تھے بدن کی صفائی نہ کرتے تھے اگر کوئی
اس صفت کا آدمی ہو تو صوفیون کو اوسپر اعتراض کرنا نہین پہونچتا اور جو شخص سستی اور کاہلی سے یہ احتیاط نہ کرے اوسے اہل احتیاط پر
اعتراض کرنا نہین پہونچتا کہ احتیاط نہ کرنے سے احتیاط کرنا بہتر ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے تئین ریا اور رعونت سے بچائے رکھے
اسواسطے جو ایسی احتیاط کرتا ہے وہ ہمہ تن زبان ہو کر پکارتا پھرتا ہے کہ مین زاہد ہون اپنے تئین ایسا پاک رکھتا ہون اور اوسے
اس بات مین عزت اور شرف حاصل ہوتا ہے اگر زمین پہ پاون رکھتا ہے یا اور کسیکے لوٹے سے طہارت کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ مین
لوگون کی نگاہ سے گر جاونگا اوسے چاہیے کہ اپنے تئین آزمائے لوگون کے سامنے زمین پہ پاون رکھے مباح کی راہ اختیار کرے
اپنے باطن مین احتیاط کا تدارک کرے اگر اوسکا نفس اس بارہ مین کچھ نزاع کرے تو سمجھ جائے کہ ریا کی آفت نے اوسمین دخل پایا ہے
اوسوقت اوسپر واجب ہو جاتا ہے کہ ننگے پاون پھرے اور زمین پہ نماز پڑہے اور احتیاط سے ہاتھہ اوٹھائے اسواسطے کہ ریا حرام ہے
اور احتیاط سنت ہے جب ریا سے بے احتیاط چھوڑے بچ ہی نہین سکتا تو اوسپر احتیاط چھوڑ دینا واجب ہے تیسری شرط یہ ہے
کہ احتیاط کو اپنے اوپر فرض نہ کرے ترک احتیاط جو مباح ہے کبھی کبھی اوسکی راہ بھی چلے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
مشرک کے برتن سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی ہے اور ان لوگون نے اکثر اوقات
خاک پر نماز پڑہی ہے اور جو کوئی سونیکے واسطے زمین پر کچھ نہ بچھاتا تھا اوسکی بڑی تعظیم فرماتے تھے تو جو کوئی ان لوگون کی خصلت
مہر سعادت کو چھوڑ دیگا اوسکا نفس ان حضرات کی اطاعت کو قبول نہ کریگا تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکے نفس نے اس احتیاط
مین عزت اور لذت پائی ہے اب اوسے اس احتیاط سے ہاتھہ کھینچنا مشکل ہوگا چوتھی شرط یہ ہے کہ جس احتیاط سے مسلمانون کے دلکو
رنج پہونچے اوسے چھوڑ دے اسواسطے کہ مسلمانون کے دلکو رنج دینا حرام اور ترک احتیاط حرام نہین ہے جیسے کوئی سلام مین ہاتھہ
ملانیکا قصد کرے یا معانقہ کرنا چاہے اور اوسکے بدن پر پسینا ہوا ہو اور وہ دوسرا شخص اپنا بدن سمیٹے اور بچائے تو یہ حرام ہے بلکہ
خلق کرنا اور مسلمانون سے ملنا ہزار احتیاطون سے بہتر اور مبارک اور افضل ہے اسیطرح اگر کوئی کسی کی جانماز پہ پاون رکھنا چاہے

یا کسی کے لوٹے سے طہارت کرنا چاہے یا برتن مین پانی پینا چاہے تو اوسے منع کرنا اور اپنی کراہیت ظاہر کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ ایکبار جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلواۃ واکمل التحیات نے آب زمزم طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسمین بہت لوگون نے ہاتھہ ڈالے ہین اور گھنگولا ہے گھر مین خاص ڈول آپ کے واسطے منگا کر پانی کھینچے دیتا ہون آپ نے فرمایا کہ نہین مین مسلمانون کے ہاتھہ کی برکت کو دوست رکھتا ہون اکثر پڑہے ہوئے جاہل ان باتون کو نہین پہچانتے اور جو شخص احتیاط نکرے اوس سے اپنے تئین بچاتے ہین اور اوسے رنجیدہ کرتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے مان باپ اور رفیق جب اونکا لوٹا یا کپڑا اپنے کو ہاتھہ بڑہاتے ہین تو وہ سخت کلام کہہ بیٹھتے ہین اور یہ سب حرام ہے اور جو احتیاط کہ واجب نہین ہے اوسکے سبب یہ امور کیونکر درست ہوجاوین اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسی احتیاط کرتے ہین اونکے دماغ مین تکبر پیدا ہوجاتا ہے لوگون پر احسان جتاتے ہین کہ ہم ایسی احتیاط عمل مین لاتے ہین اور اپنے تئین لوگون سے بچا کر اونہین رنج دینا غنیمت جانتے ہین اور اپنی پاکیزگی کا حال لوگون سے بیان کرکے اپنا فخر ظاہر کرتے ہین اور اونکو بدنام کرتے ہین صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم جب آسان طریقہ پر چلتے تھے اوسے اختیار نہین کرتے جو شخص فقط پتھر سے استنجا کرے تو اس فعل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور یہ سب برے اخلاق ہین اور جس شخص سے وقوع مین آئین اوسکی نجاست باطنی پر دلیل ہین یا دکھاوا ہی خبیث عادتون سے پاک رکھنا فرض ہے کہ یہ سب امور ہلاکت کے باعث ہین اور ان باتون سے باز رہنا ہلاکت کا موجب نہین ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیز مین اور بات کرنے مین بھی احتیاط کو نگاہ رکھے کہ یہ بہت ہی ضرور ہے اور جب ضروری امر سے ہاتھہ روکا یعنی اوسے نہ کیا تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اور باتون مین احتیاط فقط رعونت کے واسطے ہے یا محض عادت ہے جیسے کوئی شخص کھانا تو تھوڑی سی بھوک مین کھاتا ہے اسمین تو کچھ بھی احتیاط نہین کرتا پھر احتیاط سوجھتی ہے کہ جب تک ہاتھہ منہ نہین دہوتا نماز نہین پڑہتا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز نجس ہو اوسکا کھانا حرام ہے اگر نجس ہے تو بلا ضرورت کیون کھاتا ہے اگر پاک ہے تو ہاتھہ کیون دہوتا ہے پھر جب ہاتھہ منہ دہو یا تو جس کپڑے پر عوام الناس بیٹھے ہین اوس پر نماز نہین پڑہتا نہین معلوم کہ عوام الناس کے گھر کا پکا کھانا کیون چکھہ جاتا ہے اسمین احتیاط کو کیون نہین کام فرماتا ہے حالانکہ لقمہ کی پاکی مین احتیاط بہت ہی ضرور ہے اور اکثر ایسے لوگ بازاریون کے گھر مین اون ہی کے گھر کا پکا کھانا تو نوش کر جاتے ہین اور اون لوگون کے کپڑے پر نماز نہین پڑہتے یہ باتین احتیاط مین سچے ہونے کی دلیل نہین ہین چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنی احتیاط کو منہیات اور منکرات کے ساتھ نہ ادا کرے مثلاً تین بار سے زیادہ طہارت کرے کہ چوتھی بار منع ہے یا طہارت مین دیر لگا کر کوئی مسلمان اوسکا منتظر رہے یہ نہ چاہیے یا پانی بہت بہاوے یا اول وقت سے تاخیر کرکے نماز پڑہے یا امام ہوکر جماعت کو انتظار مین رکھے یا کسی مسلمان سے کسی کام کا وعدہ کیا ہو اور اوسے دیر ہوتی ہو یا اوس سبب سے اوس مسلمان کے کسب اور کمائی کا وقت ضائع ہوتا ہو یا اوسکے عیال واطفال تباہ ہوتے ہون ایسے کام اوس احتیاط کی وجہ سے جو فرض نہین ہے درست نہین ہوجاتے یا مسجد مین اپنا مصلی اسواسطے بہت پھیلاوے کہ اور کسیکا کپڑا اوسکے نہ چھو جاوے اسمین تین چیزین ممنوع ہین ایک تو مسجد کا ایک ٹکڑا اور مسلمانون سے غصب کیا اور دبا لیا حالانکہ اوسکا حق سجدہ کرنے بھر کی جگہہ سے زیادہ تھا دوسری یہ کہ اپنی

۵۷ [illegible]

جنمین بہت لنبا چوڑا مصلہ بچھا ہو ملی ہوئی نہین ہو سکتی اور سنت یہ ہے کہ کاندہے سے کاندہا ملا رہے تیسری یہ کہ مسلمان سے
ایسا پرہیز کرتا ہے جیسا کتے اور ناپاکیون سے اور یہ نہ چاہیے اور ایسے منکرات بہت ہین کہ پڑہے جاہل احتیاط کے سبب سے
اونکے مرتکب ہوتے ہین اور اونہین منہیات اور منکرات نہین جانتے **فصل** ایعزیز جب تونے یہ جان لیا کہ طہارت ظاہر طہارت
باطن سے جدا ہے اور باطن کی طہارتین تین ہین ایک گناہون سے اعضاے ظاہری کی طہارت دوسری اخلاق بد سے دلکی
طہارت تیسری ماسوی اللہ سے باطن دل کی طہارت تو اب جان تو کہ طہارت ظاہری کی بہی تین قسمین ہین ایک نجاست سے
طہارت دوسری حدث و جنابت سے طہارت تیسری بدن مین فضول چیزین جو بڑہتی ہین اونسے طہارت مثلاً ناخون بال میل وغیرہ
پہلی قسم یعنی نجاست سے طہارت ایعزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے جمادات کی قسم سے جتنی چیزین پیدا کی ہین وہ سب پاک ہین
مگر شراب جو مستی لائے تہوڑی ہو یا بہت سب ناپاک ہے اور جتنے جانور ہین سب پاک ہین مگر کتا اور سور اور جو جانور مرجاے کہ ناپاک ہے
مگر آدمی اور مچھلی اور ٹیڑی اور جن جانورون کے بدن مین بہتا ہوا لہو نہو جیسے مکہی بچہو مچہر اور وہ کیڑے جو اناج مین پیدا ہوتے ہین
اور جو چیز جانورون کے درون مین مستحیل اور متغیر ہو گئی ہے سب نجس ہے مگر وہ چیز جو جانورون کی اصل اور تخم ہے جیسے منی اور
انڈا اور ریشم کا کیڑا اور جو چیز مستحیل اور متغیر نہوئی ہو وہ پاک ہے جیسے پسینا اور آنسو اور جو چیز ناپاک ہے اوسکے ساتھ نماز درست نہین
مگر پانچ قسم کی نجاست دشواری کے سبب سے معاف ہے ایک تو یہ ہین پتھر یا ڈہیلا لینے کے بعد براز کا جو اثر باقی رہ جاے بشرطیکہ اپنے
مقام سے پہیلا ہوا نہو دوسری شارہ راہ کی کیچڑ گو اوسمین یقینی نجاست دکہائی دے لیکن شارہ راہ کی کیچڑ اوسیقدر معاف ہے جس سے
آدمی اپنی تئین بچا نہ سکے یعنی کہ آدمی کیچڑ مین گر پڑے یا پانو کسی گہوڑا وغیرہ کے کیچڑ سے کیچڑ ونکو نہ رکہ سکے کیونکہ اوسکا دور کرنا اور اوس سے بچنا ممکن
نہین ہے تیسری وہ نجاست جو موزہ مین بہر جاے مگر اوسیقدر جس سے بچنا ممکن نہو اگر موزہ کو زمین پر رگڑ ڈالا اور اوس سے
نماز پڑہی تو معاف ہے چوتہی پسو کا لہو جو کپڑے پر لگا ہو تہوڑا ہو یا بہت معاف ہے گو پسینا بہی آیا ہو پانچوین سرخی مائل پانی
جو چھوٹے چھوٹے دانون سے نکلے معاف ہے اسواسطے کہ آدمی کا بدن اس سے خالی نہین ہوتا اسیطرح جو معاف ہے وہ پانی جو خارش
کے دانون سے نکلے وہ بہی معاف ہے لیکن جو بڑا دانہ ہو اور اوس سے پیپ نکلے اوسکا پہوڑے کا سا حال ہے اور وہ کم ہوتا ہے
اوسکا دہونا واجب ہے اگر دہونے کے بعد اوسکا کچہ اثر باقی رہے تو امید ہے کہ معاف ہو اگر کسی نے فصد کہلوائی ہو یا کسیکے زخم لگا ہو
تو اوسکے خون کو دہونا چاہیے اگر کپڑا بہر جاے اور دہونے مین خطرہ ہو تو وہ نماز قضا کرنا چاہیے کیونکہ عذر نادر اور کم ہوتا ہے فصل اگر زمین
نجس ہو اور ایک بار اوسپر پانی بہا دے تو پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر عین نجاست ہو تو اوسے دہونا چاہیے تاکہ عین اور جرم نجاست
زائل ہو جاے اور اگر دہویا اور ملا اور کئی بار اوسے ناخون سے کہرچا اور پانہو اوسکی رنگت اور بو باقی رہے تو پاک ہے اور جو پانی حقتعالی
نے پیدا کیا ہے خود پاک ہے اور دوسری چیز کا پاک کرنیوالا ہے مگر چار طرح کا پانی ایک وہ پانی جس سے ایک بار حدث دور کیا ہو یہ خود
پاک ہے اور کو نہین پاک کرتا دوسرا وہ پانی جس سے نجاست دور کی ہو وہ نہ خود پاک ہے نہ اور کا پاک کرنیوالا ہے لیکن اوسکا رنگ
اور مزہ اور بو اگر نجاست کی وجہ سے نہ بدلا ہو تو پاک ہے تیسرا وہ پانی جو اڑہائی سو من سے کم ہو اور اوسمین نجاست پڑ جاے اگرچہ متغیر نہوا

تو بھی نجس ہے اور اگر اوڑا پانی سو مین ہے یا زیادہ ہے تو نجاست پڑنے سے جبتک متغیر نہو جاے ناپاک نہین ہوتا چوتھا وہ پانی جسکا رنگ اور بو اور مزہ اوس پاک چیز کے سبب سے بدل جائے جس سے اوس پانی کو بچا سکتے ہون جیسے زعفران صابون اشنان[سله] آٹا وغیرہ یہ پانی پاک ہے پاک کرنیوالا نہین ہے لیکن اوسمین اگر کچھ یون ہی تغیر ہوا ہو تو پاک کرنیوالا بھی ہے **دوسری قسم** طہارت حدث اسمین پانچ چیزین جاننا چاہیے پاخانہ پھرنے پیشاب کرنیکے آداب استنجا کرنیکے آداب وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب **فصل** پاخانہ جانیکے آداب کے بیان مین اگر آدمی صحرا مین ہو تو چاہیے کہ لوگون کی نگاہ سے دور ہو جاے اور ممکن ہو تو دیوار کی آڑ مین جا کے اور بیٹھنے سے پہلے ستر مکگاہ نکھولے اور آفتاب یا مہتاب کیطرف منہ نہ کرے اور قبلہ کیطرف منہ اور پیٹھ نکرے لیکن اگر پاخانہ مین ہو تو درست ہے مگر اولے یہ ہے کہ قبلہ داہنی یا بائین طرف رہے جہان لوگ جمع ہوتے ہون وہان نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے پانی مین کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے میوہ دار درخت کے نیچے اور کسی بل مین نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پیشاب نہ کرے تاکہ اوسپر چھینٹین نہ پڑین اور بے عذر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے جہان لوگ وضو یا غسل کرتے ہون وہان پیشاب نہ کرے اور بائین پاؤن پر زور دیکر بیٹھے جب پاخانے جانے لگے تو بایان پاؤن پہلے رکھے جب باہر آنے لگے تو داہنا پاؤن پہلے رکھے اور جس چیز مین خدا کا نام ہو اوسے اپنے ساتھ نہ لیجاے اور پاخانہ پیشاب کو ننگے سر نہ جاے پاخانہ جاتے وقت کہے اعوذ باللہ[سله] من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم جب باہر نکلے تو کہے الحمد للہ[سله] الذی اذہب عنی ما یوذینی وابقی فی جسمی ما ینفعنی **فصل** استنجا کرنیکے بیان مین چاہیے کہ پتھر کے تین ٹکڑے یا مٹی کے تین ڈہیلے پاخانہ پھرنے سے پہلے درست کر رکھے جب فارغ ہو تو ایک بائین ہاتھ مین لیکر پاخانہ کے مقام کے قریب پاک جگہہ پر رکھکر گھسکاے اور نجاست کے مقام پر لا کر اوسے پھیرے اور نجاست پونچھے دوسری جگہہ نجاست نہ پھرنے پاے اسیطرح تینون ڈہیلے کام مین لاے اگر پاک نہو تو دو ڈہیلے اور لے تاکہ طاق رہین پھر پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا یا ایک بڑا ڈہیلا داہنے ہاتھ مین لے اور آلہ تناسل بائین ہاتھ سے پکڑے اور اس پتھر یا ڈہیلے پر تین بار تین جگہہ اوسکا سر رکھے یا دیوار پر تین جگہہ تین بار رکھے اور بائین ہاتھ سے ہلاے داہنے ہاتھ سے نہین اگر اتنے ہی پر قناعت کرے تو پاکی کے واسطے کفایت کرتا ہے لیکن اولی یہ ہے کہ ڈہیلے اور پانی دونون سے استنجا کرے اگر پانی لینا منظور ہے تو اوس جگہہ سے اوٹھکر دوسری جگہہ جاے تاکہ اوسپر پانی نہ اوڑے داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے بائین ہاتھ سے ہتیلی تک اسقدر ملے کہ یہ معلوم ہو جاے کہ اب نجاست کا کچھ اثر نہین باقی رہا جب یہ معلوم ہو جاے تو بہت پانی نہ بہاے اور ملنے مین بہت زور نکرے کہ پانی اندر پہونچ جاے لیکن آبدست کے وقت اپنے تئین ڈہیلا رکھے اور اسطرح آبدست لینے مین جہان پانی نہ پہونچے وہ باطن بدن ہے اوسکو نجاست کا حکم نہین ہے وسواس نکرنا چاہیے اسیطرح قطرہ جھاڑنے مین تین بار ذکر کے نیچے ہاتھ لیجاے اور تین بار جھٹکے اور تین قدم چلے اور تین مرتبہ کھنکھارے اس سے زیادہ اپنے تئین تکلیف نہ دے کہ وسوسہ پیدا ہوگا اور اگر ایسا کر چکا اور ہر بار معلوم ہوتا ہے کہ استنجا کرنیکے بعد تری ظاہر ہوئی تو اپنی میانی پر پانی ڈال لے کہ وہ تری پانی کی معلوم ہو اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسواس دور کرنے کو ایسا ہی فرمایا ہے جب استنجا کرکے فارغ ہو تو دیوار یا زمین پر ہاتھ ملکر دہو ڈالے تاکہ کچھ بو نہ باقی رہے اور استنجا کرنیکے بعد یہ کہے

سله ایک درخت کی پتی ہے ۱۲

سله پناہ مانگتا ہون مین ناپاکی نجاست خباثت شیطان مردود سے ۱۲

سله سب تعریف اوس خدا کے واسطے ہے جو لے گیا مجھسے اوس چیز کو جو ایذا دیتی مجھکو اور باقی رکھا میرے بدن مین اوس چیز کو جو نفع دیتا مجھکو ۱۲

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ **فصل** کیفیت وضو کے بیان مین جب استنجا کرکے فارغ ہو تو مسواک کرے اور داہنی طرف سے شروع کرے پہلے اوپر کے دانتون مین مسواک کرے پھر نیچے کے دانتون مین بعدہ بائین طرف اسیطرح مسواک کرے پھر دانتون کی اندر کی جانب اسی ترتیب سے مسواک کرے پھر زبان اور تالو مین مسواک کرے اور مسواک کرنا سنت ضرور سمجھے اسلئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسواک کرکے ایک نماز پڑھنا بے مسواک کی ستر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسواک کرنیکے وقت یہ نیت اور خیال کرے کہ خدا تعالی کے ذکر کا رستہ صاف کرتا ہون اور جب وضو ٹوٹ جائے تو اسیوقت پھر وضو کرے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب وضو کرے تو مسواک کرنے سے نہ محروم رہے اور اگر وضو نہ کرے اور اسوجہ سے کہ بہت کلی کیے سو گیا تھا دیر تک منہ بند کیے چپکا بیٹھا رہا یا بودار کوئی چیز کھائی اور ان وجہون سے اوسکے منہ کی کیفیت بدل گئی تو مسواک کرنا سنت ہے جب مسواک سے فارغ ہو تو بلندی پر قبلہ رو بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ کہے اور تین بار دونون ہاتھ دھوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاَعُوْذُ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْھَلَکَۃِ اور نماز مباح ہونے اور حدث دور کرنیکی نیت کرے اور جبتک منہ دھوئے نیت کا دہیان رکھے پھر تین بار کلی کرکے غرغرہ کرے اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَتِلَاوَۃِ کِتَابِکَ پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور چھنکے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ پھر تین بار منہ دھوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِکَ اور جو بال چہرہ پر ہین اونکی جڑون کو پانی پہنچائے اگر ڈاڑہی مین بہت بال ہین اور بیچ مین تو ڈاڑہی پر پانی بہائے اور بالون مین انگلیون سے خلال کرے اسیکا نام تخلیل ہے منہ کا طول کانون سے گوشہ پیشانی تک چہرہ کی حد ہے اور آنکھ کے کوئے کو انگلی سے پاک کرے کہ جہانپر سرمہ وغیرہ کا اثر ہو دور نکل جائے پھر داہنا ہاتھ اوسکے بازو تک تین دفعہ دھوئے اور جسقدر بازو کے نزدیک تک دھوئیگا بہتر ہوگا اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا پھر اسیطرح بایان ہاتھ دھوئے اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اوسے جنبش دیدے کہ اوسکے نیچے پانی پہونچ جائے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ پھر دونون ہاتھ تر کرکے انگلیان ملا کر سر پر اگلی طرف رکھے اور گدی تک لیجائے پھر وہان سے اپنے مقام پر پھیر لائے تاکہ بالون کے دونون رخ تر ہو جائین اور یہ ایکبار مسح ہوا اسیطرح تین بار کرے اسطور پر کہ ہر بار پورے سر کا مسح ہو جائے اور کہے اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ پھر دونون کانون کا مسح کرے اور تین بار کانون کے گڑھے مین انگلی ڈالے اور انگوٹھے کان کی پشت پر اتارے اور کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پھر گردن مسح کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ پھر داہنا پاؤن آدہی پنڈلی تک تین بار دھوئے اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے پاؤن کی انگلیون مین تلوے کی طرف سے خلال کرے اور داہنے پاؤن کی چھنگلیا کی طرف سے خلال شروع کرے اور بائین پاؤن کی چھنگلیا پر تمام کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِی النَّارِ پھر اسیطرح

بایان پاؤن دہوئے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ اور جب وضو
سے فراغت پائے تو کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ اور جو شخص عربی نہ سمجھتا ہو اوسے
چاہیے کہ ان سب دعاؤن کے معنی دریافت کرے تاکہ یہ تو جانے کہ مین کیا کہتا ہون اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص طہارت کرے مین
خدا کا ذکر کرتا ہے اوسکے سب اعضا کے تمام گناہ دہوجاتے ہین اور اگر طہارت مین خدا کا ذکر نہین کرتا تو فقط اوتنا ہی بدن پاک ہوتا ہے
جہان پانی پہونچتا ہے اور اگرچہ پہلا نہ وضو ٹوٹا ہو تو بھی چاہیے کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ
جو شخص طہارت کو تازہ کرتا ہے حقتعالے اوسکے ایمان کو تازہ کرتا ہے جب طہارت کو تمام کرے تو جانے کہ یہ ہاتھ منہ جو پاک کیا ہے یہ خلق
کے دیکھنے کی چیزین ہین اور خدا کی نگاہ پڑنے کی خاص جگہ دل ہے اگر توبہ کرکے اخلاق ناپسندیدہ سے دلکو نہ پاک کیا تو اوسکی مثال ایسی
ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو مہمان بلاویگا اور گھر کا دروازہ تو صاف کرے لیکن گھر کے صحن کو جو بادشاہ کے بیٹھنے کا مقام ہے ناپاک چھوڑے
فصل اے عزیز جہان تک وضو مین چہ چیزین مکروہ ہین ایک دنیا کی بات کرنا دوسرے منہ پہ ہاتھ مارنا تیسرے ہاتھ جھٹکنا چوتھے
دہوپ کے جلے ہوئے پانی سے وضو کرنا پانچوین بہت پانی بہانا چھٹے تین تین مرتبہ سے زیادہ دہونا لیکن اس نیت سے منہ پونچھ ڈالنا
کہ گرد نہ بیٹھے اس نیت سے منہ نہ پونچھنا کہ عبادت کا اثر دیرتک رہے یہ دونون باتین منقول ہین اور دونون کی اجازت ہے اور چونکہ
یہ نیت ہے تو دونون صورتون مین فضیلت ہے مٹی کے برتن سے وضو کرنا آفتابہ کی بہ نسبت بہت اولی ہے اور فروتنی اور خاکساری
سے بہت ملا ہوا ہے فصل غسل کے بیان مین اے عزیز جہان تک کوئی شخص جماع کرے یا جیسے سوتے مین خواہ جاگتے مین ہے جانے کے
انزال ہو تو اوسپر غسل واجب ہے غسل مین فرض یہ ہے کہ تمام بدن دہوئے بالون کی جڑین بھگوئے رفع جنابت کی نیت کرے اور
سنت یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ کہے اور تین بار ہاتھ دہوئے اور بدن پہ جہان نجاست لگی ہو دہو ڈالے جسطرح پہلے بیان کیا ہے اوسیطرح
سب سنتون کے ساتھ وضو کرے اور پاؤن غسل سے فراغت کرکے دہوئے غسل مین بدن پر تین بار داہنی طرف پانی بہائے تین بار
بائین طرف تین بار سر سے اور جہان جہان ہاتھ پہونچے بدن ملے اور جو جگہ بند یا چپکی ہوئی ہو وہان پانی پہونچانے مین کوشش کرے
کہ یہ فرض ہے اور شرمگاہ سے ہاتھ بچائے رکھے فصل تیمم کے بیان مین جس شخص کو پانی بالکل نہ ملے یا اسقدر ملے کہ وہ اپنے رفیقون کے ساتھ
پی لے یا جہان سے پانی لایا جاتا ہے اوس راہ مین درندہ ہے یا ایسا شخص ہے جس سے خوف ہے یا پانی غیر کی مالک ہے اور وہ نہین
بیچتا یا بہت قیمت پر بیچتا ہے یا ایسا زخم یا بیماری ہے کہ اگر پانی استعمال کرے تو ہلاک ہوجائیگا یا بیماری بڑہ جانیکا خوف ہے تو ان
سب صورتون مین صبر کرے جب نماز کا وقت آئے تو پاک مٹی ڈہونڈہے اور دونون ہاتھ اوسپر آہستگی مارے کہ اوس سے غبار اوڑے
اور اونگلیان ملی رکھے اور نماز مباح ہونے کی نیت کرے اور تمام منہ پر دونون ہاتھون سے مسح کرے اور اتنا تکلف نہ کرے کہ خاک بالون کے
اندر پہونچے پھر اگر انگوٹھی پہنے ہو تو اوتار کر اونگلیان کھلی رکھکر دونون ہاتھ مٹی پر مارے اور داہنے ہاتھ کی اونگلیون کی پشت بائین
ہاتھ کی اونگلیون کے رو پر رکھکر بائین ہاتھ کی اونگلیون کو داہنے ہاتھ کی کلائی کی پشت پر کہنی تک پھیرے پھر بائین ہاتھ کی ہتیلی

داہنی کلائی کے گرد پہیرے پھر بائین ہاتھ کا انگوٹھا داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پہیرے اسیطرح داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر پہیرے پھر دونون ہاتھون کی ہتھیلیان باہم ملے پھر اونگلیان کہ ایکون مین ڈالکر ملے اگر ایسا کیا تو ایک ہی ضربہ کفایت کریگا اگر نہو سکے تو ایک سے زیادہ ضربہ کرے کہ کہنیون تک تمام ہاتھہ مین مٹی لگے جب اس تیمم سے ایک فرض پڑھیگا تو سنتین جتنی چاہے پڑھے لیکن اگر دوسرا فرض پڑھا چاہے تو از سر نو تیمم کرے **تیسری قسم** فضلات سے بدن کی طہارت اسکی دو قسم ہین ایک اوس قسم کے میل سے طہارت جو سر اور ڈاڑہی کے بالون مین ہوتا ہے کنگہی یا پانی مٹی گرم پانی سے یہ میل زائل ہو سکتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر حضر مین کبہی کنگہی جدا نہوتی تہی اور اپنے تئین میلون سے پاک رکہنا سنت ہے دوسرا وہ میل جو آنکہہ کے کوئے مین جمع ہو جاتا ہے اوسے وضو مین اونگلی سے پاک کرنا چاہیے اور کان مین جو میل ہوتا ہے حمام سے نکلنے کے بعد عادت کے موافق اوسے نکالڈالنا چاہیے اور ناک مین جو میل ہوتا ہے اوسے پانی ڈالکر دور کرے اور دانتون کی جڑون مین جو زردی جمع ہو جاتی ہے اوسے مسواک اور کلی کرنے سے زائل کرے اور جو میل اونگلیون کے جوڑون پر اور پاؤن پر اور ایڑی مین اور ناخون مین اور تمام بدن مین ہوتا ہے اون سب کا دور کرنا سنت ہے اور جاننا چاہیے کہ جہان کہین میل ہو اور پانی کو کمال تک جانے مین نہ روکے تو طہارت نہین باطل ہوتی لیکن جب ناخون مین خلاف عادت بہت میل جمع ہو جاوے تو البتہ پانی کو روکیگا اور ایسے میلون کو گرم پانی سے اور حمام مین پاک کرنا سنت ہے **فصل** جو کوئی حمام مین جاوے اوسپر چار امر واجب ہوتے ہین اور دو سنت دو واجب اوس شخص کی شرمگاہ سے علاقہ رکہتے ہین اپنی ناف سے زانو تک اور لوگون کی نگاہ سے بچاوے اور بدن ملنے والونکو بہی وہان پر ہاتھہ نہ لگانے دے اسواسطے کہ ہاتھہ لگانا دیکہنے سے زیادہ ہے اور خود بہی اور لوگون کی شرمگاہ کو نہ دیکہے اگر کوئی اپنی شرمگاہ کہولے تو اگر کچہہ خوف نہو تو اوسے منع کرے اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینے اون واجبات پر عمل نکیا تو حمام سے گنہگار نکلیگا روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما حمام مین دیوار کیطرف منہ کئے آنکہون پر کچہہ باندہے بیٹہے تہے اور عورتون پر بہی یہی واجب ہے اور بلا وجہ عورتون کو حمام مین ہرگز نہ جانے دے کہ شرع مین منع ہے اور یہ باتین سنت ہین کہ پہلے نیت کرے کہ پاکی کی سنت ادا کرتا ہون تاکہ نماز کے وقت آراستہ رہون اور لوگونکو دکہانا منظور نہو اور حمامی کو اجرت پہلے دیدے تاکہ نہلانے مین اوسکا دل خوش رہے اور جانے کہ یہ زر اجرت مین ملا ہے پہر بایان پاؤن پہلے رکہکر اندر جاوے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم اسواسطے کہ حمام شیطان کی جگہہ ہے اور کوشش کرنا چاہیے کہ حمام خالی ہو جاوے یا ایسے وقت جاوے کہ حمام بالکل خالی ہو اور حمام مین جو مکان گرم ہے وہان جلدی نہ جائے تاکہ پسینا بہت نکلے اور جب جاوے اوسیوقت طہارت کرے اور بدن دہونے مین عجلت کرے اور پانی بہت نہ بہاوے اسقدر بہاوے کہ اگر حمامی دیکہے تو اوسے برا نہ معلوم ہو حمام کے اندر جاکر کسیکو سلام نہ کرے اگر مصافحہ کرے تو درست ہے اگر اور کوئی سلام کرے تو یہ جواب دے کہ عافاک اللہ اور بہت باتین نہ کرے اگر قرآن شریف پڑہے تو آہستہ پڑہے اگر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بلند آواز سے کہیگا تو درست ہے اور غروب آفتاب کے وقت اور نماز مغرب اور عشا کے درمیان مین حمام جانا

کہ شیطانون کے منتشر ہونیکا وقت ہے اور جب گرم مکان مین جاوے تو آتش دوزخ کو یاد کرے اور ایک ساعت سے زیادہ نہ بیٹھے
تاکہ سمجھے کہ دوزخ کے قیدخانہ مین کیونکر رہیگا بلکہ عقلمند وہ شخص ہے کہ جو کچھ دیکھے آخرت کا حال یاد کرے اور اگر اندھیرا دیکھے تو قبر
کی سیاہی اور تاریکی یاد کرے اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپ یاد کرے اگر بری صورت دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے فرشتون کو
یاد کرے اگر ڈرونی آواز سنے تو نفخہ صور یاد کرے اگر ذلت و عزت دیکھے تو قیامت کے دن کا مردود ہونا اور مقبول ہونا یاد کرے
یہ باتین تو موافق شرع کے سنت ہین اور طبیبون نے کہا ہے کہ ہر مہینہ مین ایکبار حمام کا استعمال مفید ہوتا ہے اور جب حمام سے
باہر نکلنے لگے تو ٹھنڈا پانی پاؤن پر ڈالے تاکہ نقرس کی بیماری سے بچا رہے اور دردسر نہ اوٹھے اور ٹھنڈا پانی سر پر نہ ڈالے اور
گرمی کے دنون مین حمام سے نکلے اور سوجاوے تو یہ شربت اور دوا کا کام کریگا فصل فضلات بدن سے دوسری طرح کی بھی پاکی ہے
اور فضلات سات چیزین ہین ایک سر کے بال اونکا منڈوانا اولی اور پاکی سے نزدیکتر ہے لیکن صاحبان شرف کو بال رکھنا درست
ہے اور تھوڑے سے بال مونڈنا اور اکثر کو چھوڑنا جیسا کہ علویون کی طرح بال پراگندہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس فعل کی ممانعت ہے دوسرے مونچھون کے بال
لب کے برابر کر دینا سنت ہے اور چھوڑ دینا قبیح ہے تیسرے بغل کے بال ہر چالیس دن مین اوکھاڑنا سنت ہے نہین تو مونڈنا بہتر
کہ اذیت نہو چوتھے موے زہار اونکو مونڈے یا نورہ سے دور کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ بڑہنے دے
پانچوین ناخن کا کاٹنا کہ اوسمین میل نہ جمے اگر میل اکٹھا ہوگا تو طہارت نہ زائل ہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک گروہ کے ہاتھ مین میل جمع دیکھا فرمایا کہ ناخن کاٹ ڈالو اور نماز دہرانیکا حکم نہ فرمایا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ناخن بڑہ جاتے
ہین تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہو جاتی ہے چاہیے کہ اوس انگلی سے ناخن کاٹنا شروع کرے جو انگلی بزرگ اور بہتر ہو اور پاؤن سے
ہاتھ افضل ہے اور بائین سے داہنا اولی ہے اور کلمہ کی انگلی اور انگلیون سے متبرک اور افضل ہے تو چاہیے کہ اوسی سے ناخن کاٹنا شروع
کرے اور اوسکے داہنی طرف کا کاٹتا چلے یعنی اگر پھر اوسی انگلی تک پہونچے اور دونون ہاتھونکی انگلیونکے سرے ملا کر حلقے کے مانند فرض کرے
تو داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کاٹتا چلا جاوے پھر بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور پانچون ناخن کاٹکر
داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے چھٹے ناف کا کاٹنا اور یہ پیدا ہونیکے وقت ہوتا ہے ساتوین عورتون اور مردونکا ختنہ کرنا فصل داڑہی اگر
لمبی ہو تو ایک مشت چھوڑ کر باقی کا کتر ڈالنا درست ہے تاکہ حد سے تجاوز نکرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اور تابعین کے ایک گروہ نے ایسا ہی
کیا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہو کہ داڑہی کو چھوڑ دینا چاہیے الغرض جانو کہ داڑہی مین دس چیزین مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا اسواسطے کہ حدیث
مین آیا کہ سیاہ خضاب دوزخیون اور کافرون کا ہے اور سیاہ خضاب پہلے فرعون نے کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے وہ جنت کی
بو بھی نہ سونگھینگے اور حدیث مین آیا ہے کہ وہ بوڑھا سب بوڑہون سے بدتر ہے جو اپنے تئین جوانون کے مشابہ بناوے اور بہتر
جوان وہ جوان ہے جو اپنے تئین بڈہون کے مانند بناوے اور اس ممانعت کا یہ سبب ہے کہ سیاہ خضاب بری غرض سے بناوٹ
اور فریب ہے [illegible] دوسرے خضاب سرخ اور زرد اگر غازی لوگ یہ خضاب کرین تاکہ کافرون پر دلیر ہوجائین اور انہین ضعیف اور بوڑھا نسمجھ کر

نہ دیکھین تو یہ خضاب سنت ہے اور یہی غرض سے بعض عالمون نے سیاہ خضاب بھی کیا ہے اگر یہ غرض نہو تو ہر طرح کا خضاب فریب ہے
اور درست نہین ہے تیسرے ڈاڑہی کو گندہک سے سفید کرنا تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ بوڑہا ہے اور بہت عزت کرین اور یہ سمجہنا حماقت
ہے اسواسطے کہ عظمت اور عزت علم اور عقل سے ہوتی ہے بوڑہاپے اور جوانی سے نہین ہوتی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
فرماتے ہین کہ جناب سرورکائنات علیہ افضل الصلوۃ نے جب انتقال فرمایا تو آپ کے بالون مین بیس بال سے زیادہ سفید نہ تھے
چوتھے داڑہی کے سفید بال چننا اور بوڑہاپے سے ننگ و عار رکہنا اور یہ امر ایسا ہے جیسے خدا کے دیئے نور سے ننگ و عار کرنا اور
یہ امر نادانی سے ہوتا ہے پانچوین ہوس اور سودائے خام سے ابتدائے جوانی مین داڑہی کے بال اوکھاڑنا اور منڈوانا تاکہ بے ریشون
کی ایسی صورت معلوم ہو یہ بھی نادانی سے ہوتا ہے اسواسطے کہ حق تعالے کے فرشتے ہین کہ اونکی یہ تسبیح ہے سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ
بِاللِّحٰى وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی وہ خدا پاک ہے جسنے مردونکو داڑہی سے اور عورتون کو گیسو سے آراستہ فرمایا چھٹے کبوتر کی دم کیطرح داڑہی
کو ترشنا کہ عورتون کو اچھا معلوم ہو اور اونکی طرف رغبت کرین ساتوین سرکے بالون سے داڑہی مین بڑہانا اور یہ مہرگارون کی
عادت کے خلاف زلفونکو کان کی لو سے نیچے چہوڑ دینا آٹھوین داڑہی کی سیاہی یا سفیدی کو نظر تعجب سے دیکہنا اسواسطے کہ خدا اوس
شخص کو دوست نہین رکہتا جو اپنی تعجب کی نگاہ سے دیکہتا ہے نوین لوگونکے دکہانیکو کنگہی کرنا اور سنت کی نیت سے نکرنا دسوین یا
زہد جتانیکو ڈاڑہی کو پراگندہ اور ادلہجائے رکہنا تاکہ لوگ جانین کہ وہ خود ڈاڑہی مین کنگہی کرنیکی طرف مشغول ہوتا ادبہ ادہر کام ہمارا بس ہے

چوتھی اصل نماز کے بیان مین

اسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نماز اسلام کا ستون ہے اور دین کی بنیاد اوس پر ہے اور سب عبادتون کی سردار اور پیشوا ہے جو شخص
پانچون فرض نمازین مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے ... اور اسلام ... گیا ہے کہ وہ خدا کی امانت اور ...
سے آدمی جب بازرہا تو چہوٹے گناہ صغیرہ اوس سے سرزد ہونگے یہ پانچون نمازین اونکا کفارہ ہونگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہے کہ ان پانچون نمازون کی مثل ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار ہر روز اوس مین نہاتا ہو
یہ فرماکر آپ نے پوچہا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اوسکے بدن پر کچہ میل رہنا ممکن ہے لوگون نے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ جسطرح
پانی میل کو دور کرتا ہے اسیطرح یہ پانچ نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا
ستون ہے جسنے اسے چہوڑا اوسنے اپنے دین کو ویران کیا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچہا کہ یا رسول اللہ
کونسا کام سب کامون سے افضل ہے آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے
اور آپنے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے توحید کے بعد اپنے بندون پر نماز سے زیادہ محبوب تر کوئی چیز فرض نہین کی ہے اگر کسی چیز کو نماز
سے زیادہ دوست رکہتا تو فرشتونکو اوس چیز مین مشغول کرتا اور فرشتے ہمیشہ نماز ہی مین رہتے ہین کچہ فرشتے رکوع مین رہتے ہین
کچہ سجود مین کچہ قیام مین کچہ قعود مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کی وہ کافر ہوگیا

یعنی اس بات کے قریب ہوگیا کہ اوسکی اصل ایمان مین خلل آجاے جیسے لوگ کہتے ہین کہ جنگل مین جس کسیکا پانی ضائع ہوا وہ ہلاک ہوا یعنی خطر مین پڑنیکے قریب ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے نماز کو دیکھین گے اگر شرائط کے ساتھ پوری ہے تو قبول کرینگے اور اور اعمال اوسکے تابع ہونگے جیسے ہونگے قبول ہوجاینگے اور اگر معاذ اللہ نماز ہی ناقص ہے تو اوسب اعمال سمیت اوسکے منہ پر پھیر مارینگے اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح طہارت کرکے نماز پڑھتا ہے اور پورا رکوع سجود بجالاتا ہے اور دل سے عاجزی اور فروتنی کرتا ہے اوسکی نماز سفید اور روشن عرش تک جاتی ہے اور نماز پڑھنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے نگاہ رکھا ہے اسیطرح خدا تجھے نگاہ رکھے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑھے اور طہارت خوب نہ کرے اور رکوع سجود مین کمال عاجزی نہ کرے وہ نماز سیاہ ہوکر آسمان تک جاتی ہے اور نماز پڑھنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے ضائع اور خراب کیا خدا تجھے ضائع اور خراب کرے جبتک خدا کو منظور ہوتا ہے تب تک نماز یہی کہا کرتی ہے پھر اوسکی نماز کو پرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر اوسکے منہ پر مارتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب چورون سے بدتر وہ چور ہے جو نماز مین چوری کرے **ظاہر نماز کی کیفیت** اے عزیز جان تو کہ نماز کے ظاہری ارکان کالبد کے مانند ہین اور اوسکی ایک حقیقت اور سر ہے اوسے نماز کی روح کہتے ہین پہلے ہم نماز کا ظاہری حال بیان کرتے ہین آدمی جب بدن اور کپڑون کی طہارت سے فارغ ہو اور ستر عورت کر چکے تو پاک جگہ مین کھڑا ہو اور قبلہ کیطرف منہ کرے دونون قدمون مین چار اونگل کا فاصلہ رکھے پیٹھ سیدہی اور برابر کرے سر آگے کو جھکا دے سجدہ کی جگہ سے نظر نہ ہٹائے جب سیدہا کھڑا ہو تو شیطان کو اپنے سے دور کرنے کی نیت سے تمام سورہ قل اعوذ برب الناس پڑہے پھر اگر اوسکے ساتھ کسیکا اقتدا کرنا ممکن ہے تو چلا کر اذان کہے ورنہ فقط تکبیر کہہ لے اور نیت کو دل مین حاضر کرے مثلاً دل مین یون کہے کہ ظہر کی فرض نماز خدا کے واسطے مین ادا کرتا ہون اور جب نیت کی لفظون کے معنے دل مین آجائین تو کان کے برابر تک اسطرح ہاتھ اوٹھائے کہ اونگلیون کے سرے کان کے برابر ہون اور انگوٹھے کا سرا کان کی لو کے برابر اور ہتھیلی شانہ کے برابر ہو جب ہاتھ اس جگہ ٹھہرے تو اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ سینہ کے نیچے باندہے داہنا ہاتھ اوپر رکھے اور کلمہ کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی بائین ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھے اور باقی اونگلیون کو بائین کلائی کے گرد حلقہ کرلے اور ایسا نہ کرے کہ کانون سے ہاتھ اوتار کر سیدہے چھوڑ دے پھر سینہ کیطرف لیجائے بلکہ اوتارتے ہی وقت ہاتھ سینہ کیطرف لیجائے یہی صحیح تر ہے اس درمیان مین ہاتھ نہ جھٹکے اور ادہر اودہر نہ لیجائے اور تکبیر مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ اللہ اکبر کے بعد واو پیدا ہوجائے یا کہ اکبر کی بے کے بعد الف پیدا ہو اسیطرح یہ کہ اکبار نکلے وسوسہ والون اور جاہلون کے یہ سب کام ہین بلکہ جسطرح نماز کے باہر بے تکلف اور بلا مبالغہ یہ کلمہ کہتا ہے نماز مین بھی اوسیطرح کہے اور جب ہاتھ باندہ چکے تو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا پھر اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ پڑہے بعد اوسکے سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور الحمد پڑہے اور تشدید یون کو خوب ادا کرے اور حرفون مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پریشان ہوجاے اور ض اور ظ مین فرق کرے اگر فرق نہو سکے

تو بھی درست ہے اور جب الحمد تمام کرے تو ذرا ٹھہر کر آمین کہے بالکل ملی ہوئی نکہے پھر قرآن شریف کی اور جو سورت چاہے پڑہے اگر
مقتدی نہو تو فجر کی نماز مین اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین پکار کر پڑہے پھر رکوع کی تکبیر اسطرح کہے کہ سورت کے آخر سے بالکل
ملی ہوئی نہو اور اس تکبیر مین بھی اوسیطرح ہاتھ اوٹھاوے جیسے تکبیر تحریمہ مین اوٹھائے تھے اور رکوع کرے اور دونون ہتھیلیان
زانو پر رکھے اور اونگلیان کھلی ہوئی سیدہی قبلہ رو رکہے اور زانو کو زانو کیطرف نہ جھکائے بلکہ سیدہا رکھے اور سر اور پیٹھ برابر رکھے کہ
اوسکی صورت لام کی سی ہوجاے اور دونون بازو دونون پہلو سے دور رکھے عورت اپنا بازو پہلو سے جدا نہ کرے جب اسطرح رکوع
مین ٹھیک ہوجاے تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہے اگر امام نہو تو سات بار سے دس بار تک کہے تو بہتر ہے پھر
رکوع سے اوٹھے اور سیدہا کھڑا ہوجاے اور ہاتھ اوٹھاوے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور کھڑا رہ کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ کہے اور فجر کی دوسری رکعت مین دعاء قنوت پڑہے اور تکبیر کہکر اسطرح سجدہ
مین جاے کہ جو عضو زمین کے نزدیک ہے پہلے وہی زمین پر رکھے پہلے زانو پھر ہاتھ پھر ماتھا اور ناک زمین پر رکھے اور دونون
ہاتھ زمین پر کاندہے کے برابر رکھے اور اونگلیان کھلی رکھے اور کلائیان زمین پر نہ رکھے بازو اور پہلو اور ران اور پیٹ کے بیچ مین
کشادہ رکھے اور عورت سب اعضا ملالے پھر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ تین بار کہے اگر امام نہو تو زیادہ کہنا اولیٰ ہے پھر
اللّٰہ اکبر کہکر سجدہ سے اوٹھے اور بائین پاؤن پر بیٹھے اور دونون ہاتھ دونون زانو پر رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ
وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاعْفُ عَنِّيْ وَعَافِنِيْ پھر دوسرا سجدہ اسیطرح کرے پھر یونہی سا بیٹھا تکبیر کہے اور اوٹھ کھڑا ہو کر پہلی رکعت
کیطرح دوسری رکعت پڑہے اور الحمد کے پہلے اعوذ باللہ نکہے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو بائین پاؤن پر
تشہد کے واسطے بیٹھے جسطرح دونون سجدون کے بیچ واسطے جلسہ مین بیٹھا تھا اوسیطرح دونون ہاتھ زانو پر رکھ لے لیکن اپنے ہاتھ
کی اونگلیون کو بند کرلے مگر کلمہ کی اونگلی کو سیدہا چھوڑے اور کلمۂ شہادت جب پڑہے اور الا اللہ کہے تو اوس اونگلی سے اشارہ کرے لا الٰہ
کہنے کے وقت اشارہ نہ کرے اور انگوٹھے کو بھی اگر چھوڑیگا تو درست ہے اور دوسرے تشہد مین بھی ایسا ہی کرے لیکن دونون پاؤن کو
پیچھے سے داہنی طرف نکال لے اور بایان چوتڑ زمین پر رکھے پہلے تشہد مین اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کہکر اوٹھ کھڑا ہو
اور دوسرے تشہد مین تمام درود اور دعاے ماثور پڑھکر السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہے اور داہنی طرف اسطرح منہ
پھیرے کہ جو کوئی اوسکے پیچھے داہنی طرف ہو وہ اوسکا منہ چہرہ دیکھ سکے پھر اسیطرح بائین طرف سلام پھیرے اور اون دونون
سلامون مین نماز سے باہر آنیکی نیت کرے اور یہ نیت کرے کہ حاضرین اور ملائک پر مین سلام کرتا ہون **فصل** اتنے کام نماز مین
مکروہ ہین بھوک پیاس غصہ مین اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت اور ہر ایک شغل کے وقت جو کہ نماز مین خشوع سے باز رکھے
نماز پڑہنا اور دونون پاؤن خوب ملا دینا اور ایک پاؤن کو اوٹھا لینا اور سجدے مین پاؤن کے سرے پر بیٹھنا اور دونون چوتڑون پر
بیٹھنا اور دونون زانو سینہ تک لانا اور ہاتھ کپڑے کے نیچے اور آستین کے اندر رکھنا اور سجدہ کے وقت کپڑے کو آگے پیچھے سمیٹنا
اور کپڑے کے نیچے کمر باندہنا اور ہاتھ چھوڑ دینا اور ہر طرف دیکھنا اور اونگلیان چٹخانا اور بدن کھجلانا اور جماہی لینا اور ڈاڑہی کے

بالون سے کہیلنا اور کپڑے سمیٹنے کے واسطے کنکریان ہٹانا اور سجدے کی جگہ پر پہونکنا اور انگلیان ملا لینا اور پیٹھ ٹیڑھی کرنا غرضکہ
ان سب باتون اور سب ایسے افعال کو چھوڑ کر ادب کے ساتھ اور نماز کی صفت پر رہیں تاکہ نماز پوری ہو اور زاد آخرت ہونیکے لائق ہو نماز کے ارکان جو
بیان کیے گئے ان مین سے چودہ فرض ہین نیت پہلی تکبیر قیام الحمد پڑھنا رکوع رکوع مین آرام لینا قومہ یعنی رکوع سے اوٹھکر
سیدھا ہونا قومہ مین آرام لینا سجدہ سجدہ مین آرام لینا جلسہ یعنی دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا آخر کا تشہد رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیجنا سلام پھیرنا جب ان باتون کا لحاظ رکھا تو نماز درست ہوگئی یعنی نماز پڑھنے والا تشہیر سیاست سے بچ گیا لیکن
قبول ہونے مین خطرہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نذر کے واسطے ایک لونڈی لیجاوے وہ زندہ تو ہو
لیکن ناک کان ہاتھ پاؤن مارے ہوئے ہون تو اوسمین شک ہے کہ قبول ہو یا نہو نماز کی روح اور حقیقت کا بیان ابتک جو بیان ہوا
وہ نماز کی صورت اور قالب کا بیان تھا اور اس صورت کی ایک حقیقت ہے وہ نماز کی روح ہے غرضکہ ہر نماز اور
ہر ذکر کے لیے ایک روح خاص ہے اگر اصل روح نہو تو نماز مردہ آدمی کے مانند کالبد بیجان ہے اور اگر اصل روح تو ہو لیکن اعمال اور
آداب اوسکے پورے نہون تو وہ نماز اوس آدمی کے مثل ہے جسکی آنکھین نکل گئی ہون اور ناک کان کٹے ہون اور اگر نماز کے اعمال تو پورے
ہون لیکن روح اور حقیقت نہو تو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکھ تو ہو لیکن بصارت نہو کان تو ہون پر سماعت نہو نماز کی
اصل روح یہ ہے کہ اول سے آخر تک خشوع اور حضور قلب رہے اسواسطے کہ دل کو حقتعالی کے ساتھ درست اور درست رکھنا اور یاد الہی کو
کمال تعظیم اور ہیبت کے ساتھ تازہ کرنا نماز سے مقصود ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی یعنی نماز پڑھا کر
میری یاد کے لیے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب
نہین ہوتا اور یہ اوس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑھتے ہین اور دل غافل رہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکی نماز کا فقط ایک چھٹا حصہ یا ایک دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یعنی اوسیقدر نماز لکہی جاتی ہے جسمین حضور
قلب ہوا ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ نماز اسطرح پڑھنا چاہیے جسطرح کوئی کسیکو رخصت کرتا ہے یعنی نماز مین اپنی خودی اور خواہش بلکہ
ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کردے اور اپنے تئین بالکل نماز مین مصروف کردے اور یہی باعث ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ ہم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم باہم باتین کرتے ہوتے تھے جب نماز کا وقت آجاتا تھا
تو آپ ہمکو پہچانتے تھے نہ ہم آپ کو یعنی نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت اور ہیبت ظاہر و باطن پر بالکل طاری ہو جاتی
تھی اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ جس نماز مین دل نہ حاضر ہو حقتعالی اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین جناب
خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جب نماز پڑھتے تھے تو دو میل سے اونکے دل کا جوش سنائی دیتا تھا اور
ہمارے حضرت یعنی سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا جب نماز شروع کرتے تھے تو آپکا دل حق منزل اسطرح جوش کہاتا تھا
جسطرح پانی بھری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کہاتی اور آواز دیتی ہے اور شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جب
نماز کا قصد کرتے تھے تو آپ کے بدن مین لرزہ پڑجاتا تھا اور رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ وہ امانت اوٹھانیکا وقت

وقت آیا کہ ساتون زمین و آسمان جسکے متحمل نہو سکے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین جسکو خشوع
نہ حاصل ہو اوسکی نماز نہین درست ہوتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز حضور قلب کے ساتھ نہ ادا ہو
وہ عذاب سے نزدیک تر ہے اور حضرت ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین قصداً دیکھے کہ اوسکے داہنے
بائین کون کھڑا ہے اوسکی نماز نہوگی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی اور حضرت امام شافعی اور اکثر علما رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ کہا
کہ پہلی تکبیر کے وقت اگر دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہوتی ہے لیکن بضرورت یہ فتویٰ دیا ہے اسواسطے کہ خلق پر غفلت غالب
ہے اور یہ جو کہا کہ نماز درست ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ شمشیر سیاست سے وہ نمازی بچا لیکن زاد آخرت اوسیقدر نماز ہوسکتی ہے
جسمین دل حاضر ہو حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور فقط تکبیر اول کے وقت اوسکا دل حاضر ہو تو بھی امید ہے کہ بالکل نماز نہ پڑھنے والے سے اوسکا
حال قیامت کے دن بہتر ہوگا لیکن یہ کھٹکا بھی ہے کہ اوسکا حال بدتر ہو اسواسطے کہ جو شخص سستی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا وہ بیپروا شخص کی نسبت
جو بالکل حاضر ہی نہو زیادہ شدت اور سختی ہوتی ہے اسیواسطے حضرت حسن بصری رضی نے فرمایا ہے کہ جو نماز بیحضور ہے عقوبت سے نزدیک تر ہے
ثواب سے دور ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو نمازی اپنی نماز کو بیجا باتون اور خیالات سے محفوظ رکھے اوسکو خدا سے دوری
کے سوا اور کچھ فائدہ نماز سے نہین اے عزیز ان آیات اور احادیث اور اقوال سے تجھے یہ معلوم ہوا کہ کامل اور باروح وہی نماز ہے جسمین اول
سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز مین فقط تکبیر اول کے وقت دل حاضر ہو اوس نماز مین رتی بھر سے زیادہ روح نہین ہوتی وہ
نماز اوس بیمار کے مثل ہے جو دم بھر کا مہمان ہو نماز کے ارکان کی روح اور حقیقت کا بیان اے عزیز ازجان یہ اسرار نماز کا
آغاز ہے اس بات کو جان کہ پہلی صدا جو تیرے کان مین آتی ہے وہ بانگ نماز ہے جس وقت تو اذان سنے چاہیے کہ شوق سے بدل
جان سنے جس کام مین ہو اوسے چھوڑ دے اور دنیا سے [illegible] دنیا کے کام چھوڑ کر اذان
سننا اونکے ضروری تھا تو بازار مین ہتوڑا اوٹھا لیے ہوتا اذان سنکر اوسی طرح رکھ دیتا پھر اوسے نہ اٹھاتا لوہے پر نہ لگاتا موچی اگر سوئی
چمڑے کے اندر کیے ہوتا تو باہر نکالنا [illegible] اس منادی سے [illegible] روز قیامت یاد کرتے تھے یہ سمجھکر اپنا دل تیار
کرتے تھے کہ جو کوئی اسوقت اس حکم پر دوڑ جایگا قیامت کو منادی [illegible] پاویگا اے عزیز اگر تو اپنے دلکو اس منادی سے
خوش اور شادان کریگا تو منادی قیامت سے شادان اور فرحان رہیگا طہارت طہارت کا بھید یہ ہے کہ تو کپڑے اور
بدن کی طہارت کو گویا غلاف کی پاکی سمجھ اور توبہ پشیمانی ترک اخلاق ناپسندیدہ سے دل پاک کر کیونکہ اس طہارت ظاہری کی روح جان
اسواسطے کہ خدا کی نظرگاہ دل ہے بدن صورت نماز کی جگہ ہے دل حقیقت نماز کی منزل ہے ستر عورت اسکے ظاہری معنی یہ
کہ جو عضو تیرے ظاہر بدن مین زشت و زبون ہے اوسے خلق کی نگاہ سے چھپا اور اوسکا بھید اور روح یہ ہے کہ جو امر تیرے باطن کا
برا ہے اوسے حق تعالیٰ سے پوشیدہ کر اور یہ جان لے کہ تو حق تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین کرسکتا مگر یہ کہ اپنے باطن کو اوس
پاک کر اور باطن پاک ہونیکی یہ صورت ہے کہ گذشتہ گناہون پر نادم ہو اور یہ عزم بالجزم کرے کہ آیندہ پھر گناہ نہ کرونگا اَلتَّائِبُ
مِنَ الذَّنبِ کَمَن لَّا ذَنبَ لَهٗ یعنی توبہ گناہون کو ناچیز اور نابود کر دیتی ہے اگر ایسا نہین کرسکتا تو اون گناہون پر خجالت اور

ندامت کا پردہ ڈالکر اسطرح خستہ و شکستہ اور گنہگار اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو جیسے کوئی غلام خطا کرکے بھاگ جاتا ہے
اور پھر اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا آتا ہے اور رسوائی اور ذلت کے مارے سر نہین اوٹھاتا ہے **قبلہ رو ہونا** اسکے ظاہری
معنی یہ ہین کہ سب طرف سے اپنا منہ پھیر کر قبلہ رو ہو جاے اور بھید یہ ہے کہ دلکو دونون عالم سے پھیر کر خدا کی طرف کر دے کہ
ظاہر و باطن یکسو ہو جاے جسطرح ظاہری قبلہ ایک ہے قبلۂ دل بھی ایک ہی ہے یعنی حق تعالی دل کا اور خیالات مین مشغول ہونا
ایسا ہے جیسا منہ کو ادہر اودہر پھیرنا جسطرح منہ پھیرنے سے نماز کی صورت نہین رہتی دل بھٹکنے سے نماز کی روح اور حقیقت نہین
رہتی اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور اوسکا منہ اور دل اور خواہش ایک طرف
ہو یعنی خدا ہو تو وہ نماز سے یون باہر آتا ہے کہ گویا ابھی مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے یعنی سب گناہون سے پاک ہو جاتا ہے
اور یقین جان کہ جسطرح قبلہ کیطرف سے منہ پھیر لینا نماز کی صورت کو باطل کر دیتا ہے دل کا منہ حقتعالی کی جانب سے پھیر لینا اور
خیالات دنیوی کو دل مین دخل دینا نماز کی روح اور حقیقت کو زائل کر دیتا ہے بلکہ دل کو خدا کی طرف متوجہ رکھنا اولی ہے اسواسطے
کہ ظاہر باطن کا غلاف ہے اور غرض اوس سے ہوتی ہے جو چیز غلاف کے اندر ہو اور غلاف کی فی نفسہ چندان قدر نہین ہوتی
قیام اسکا ظاہر یہ ہے کہ تو اپنے ذلیل سے خدا کے سامنے غلام کیطرح سر جھکاے کھڑا رہے اور باطن یہ ہے کہ دل سب حرکتون سے
ٹھہر جاے یعنی سب خیالات سے باز آے حقتعالی کی تعظیم اور اپنے انکسار کے ساتھ بندگی مین قائم رہے اور قیامت کے دن
حق سبحانہ تعالی کے سامنے قائم اور حاضر ہونا اور اپنی سب پوشیدہ باتون کا ظاہر ہونا یاد کرے
اور سمجھے کہ اسوقت بھی حقتعالی پر وہ سب ظاہر ہے اور تیرے دل مین جو کچھ تہا اوسے خدا اوسکا عالم اور ناظر ہے اور تیرے ظاہر و
باطن سے بالکل واگاہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مرد صالح نمازی کو دیکھتا ہے کہ یہ کیونکر نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے
تمام اعضا کو مؤدب کر لیتا ہے ادہر اودہر نہین دیکھتا نماز مین جلدی کرنے اور دوسری طرف التفات کرنے سے شرم آتی ہے اور یہ
جانتا ہے کہ حقتعالی میری طرف ملاحظہ کرتا ہے اور اوس سے نہ شرماتا ہے نہ ڈرتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نادانی ہوگی کہ بندۂ عاجز
جسے کچھ اختیار نہین اوس سے تو شرم کرتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے تو مؤدب ہو جاتا ہے اور مالک الملوک سے کچھ باک نہین کرتا اور اوسکے
دیکھنے کو آسان جانتا ہے اسیواسطے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حقتعالی سے کیونکر شرم کرنا چاہیے
آپنے فرمایا کہ جسطرح اپنے گھر والون مین جو صالح اور متقی ہوا ہے اوس سے تو شرماتا ہے اوسیطرح حقتعالی سے بھی شرما اور اسی تعظیم کے
سبب سے اکثر صحابہ نماز مین اسطرح ساکن کھڑے ہوتے تہے کہ پرند اونسے نہ بھاگتے اور سمجھتے کہ یہ پتھر ہین جسکے دل مین خدا کی عظمت
اور بزرگی ثابت ہوئی اور اوسنے اپنا ناظر سمجھا اوسکا ہر عضو خاشع اور مؤدب ہو جاتا ہے اسی سبب سے جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جب کسی کو نماز مین ڈاڑہی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تہے تو فرماتے تہے کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اسکا ہاتھ بھی دل کی صفت پر ہوتا
رکوع و سجود مین بدن سے فروتنی کرنا اسکے ظاہری معنی ہین اور دل کی فروتنی اس سے اصل مقصود ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ زمین پر
منہ رکھنا بہترین اعضا کو خاک پر رکھنا ہے اور کوئی چیز خاک سے زیادہ خوار اور ذلیل نہین رکوع و سجود اسواسطے مقرر ہین تا کہ

وہ جان لے کہ خاک میری اصل ہے اور خاک ہی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے اور اپنی اصل کے موافق تکبر کرے اور اپنی بیکسی اور
عاجزی پہچانے اسیطرح ہر ہر کام مین بھید اور حقیقت ہے کہ آدمی جب اوس سے غافل ہوگا تو صورت کے سوا نماز سے اور کچھ
اوسے نہ حاصل ہوگا **حقیقت قرأت و اذکار نماز کا بیان** ایعزیز جان تو کہ جو کلمہ نماز مین کہنا چاہیے اوسکی ایک حقیقت
ہے اوس سے آگاہ رہنا چاہیے اور لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اوس صفت کے مطابق ہوجاے تاکہ وہ اپنے قول مین صادق
ہوجاے مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ خدا اس امر سے بزرگتر ہے کہ اوسے عقل اور معرفت سے پہچان سکین اگر یہ معنی نجانے تو
جاہل ہے اور اگر یہ تو جانے لیکن اوسکے دل مین خدا سے بزرگ اور کوئی چیز ہو تو وہ اللہ اکبر کہنے مین جھوٹا ہے اوس سے
کہا جایگا کہ فی الواقع تو یہ کلام سچ ہے لیکن تو جھوٹ کہتا ہے اور جبکہ آدمی خدا سے زیادہ اور کسی چیز کا مطیع ہوگا تو اوسکے نزدیک
وہ چیز خدا سے زیادہ بزرگ ہوگی اور اوسکا معبود اور اللہ وہی ہے جسکا وہ مطیع ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَفَرَاَیْتَ
مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ اور جب وَجَّهْتُ وَجْهِیَ کہا تو اوسکے معنے یہ ہین کہ مین تمام عالم سے روے دل پھیر کر خدا کیطرف لایا اگر اوسکا
دل اسوقت اور کسیطرف لگا ہو تو اوسکا یہ کلام جھوٹ ہے اور جب خدا سے مناجات کرنے مین پہلا ہی کلام جھوٹ ہو تو اوسکا خطرہ ظاہر
ہے اور جب حنیفاً مسلماً کہا تو اپنے مسلمان ہونیکا دعویٰ کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے
جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین تو چاہیے کہ وہ اس صفت سے موصوف ہو یا عزم بالجزم کرے کہ اب مین ایسا ہی
ہوجاؤنگا اور جب الحمد کہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمتین اپنے دل پر تازہ کرے اور اپنے دلکو بالکل شکرگذار بنا لے کیونکہ شکر کا محل ہے اور شکر
دل سے ہوتا ہے جب ایاک نعبد کہے تو چاہیے کہ اخلاص کی حقیقت اوسکے دل مین تازہ ہو اور جب اہدنا کہے تو چاہیے کہ اوسکا دل
تضرع اور زاری کرے اسواسطے کہ وہ خدا سے ہدایت مانگتا ہے تسبیح اور تہلیل اور قرأت وغیرہ ہر کلمہ مین یہی چاہیے کہ جیسا وہ کہتا
ہے ویسا ہی ہوجاے اور دلکو اوس کلمہ کے معنی کی صفت سے موصوف بنا لے اسکی تفصیل بڑی ہے نماز کی حقیقت سے آدمی اگر
بہرہ مند ہوا چاہے تو ایسا ہی ہوجاے جیسا بیان ہوا ورنہ صرف معنی پر قناعت کرے **حضور قلب کی تدبیر کا بیان**
ایعزیز جان تو کہ نماز مین دو سبب سے غفلت ہوتی ہے ایک ظاہری سبب ہے دوسرا باطنی سبب ہے سبب ظاہری یہ ہے
کہ ایسی جگہ نماز پڑھتا ہو جہان کچھ دکھائی سنائی دیتا ہے اور دل اودہر متوجہ ہوجاتا ہے کیونکہ دل آنکھ کان کا تابع ہے اسکی تدبیر یہ ہے
کہ خالی جگہ نماز پڑھے کہ وہان کچھ آواز نہ سنائی دیگی اگر جگہ تاریک ہو یا آنکھ بند کرلے تو بہتر ہے اکثر عابدون نے عبادت کے واسطے
چھوٹا سا تاریک مکان بنایا ہے اسواسطے کہ کشادہ مکان مین دل پراگندہ ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما جب نماز
ادا کرتے تھے تو قرآن شریف اور تلوار اور ہر چیز کو جدا کرتے تھے کہ اونکی طرف نہ مشغول ہوجاوین دوسرا سبب باطنی یہ ہے کہ
پریشان خیال اور اور پراگندہ خطرے دل مین آوین اسکا علاج بہت دشوار اور نہایت سخت ہے اور اسکی بھی دو قسمین ہین ایک تو کسی کام
کے سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی طرف اوسوقت دل مشغول ہے اسکی تدبیر تو یہ ہے کہ اوس کام سے پہلے فراغت کرلے پھر نماز پڑھے
اسیواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَالْعِشَاءُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ یعنی جب نماز اور کھانا کا

ساتھ ہی آئے تو پہلے کھانا کھالے علی ہذا القیاس اگر کوئی بات کہنا ہو تو کہہ لے پھر فرغت سے نماز پڑھے دوسری قسم ایسے کامون کا ہو
خیال اور اندیشہ جو ایک ساعت مین نہ تمام ہون یا خیالات واہیات عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہوگئے ہون اسکی تدبیر
یہ ہے کہ ذکر اور قرآن جو نماز مین پڑہتا ہے اوسکے مضمون مین دل لگائے اور اوسکے معنی سوچے تاکہ اوس سوچ سے وہ خیالات
دور ہو جائین اگر خیالات بہت غالب نہین ہین اور کسی کام کی خواہش بہت قوی نہین ہے تو یہ سوچ اوسے روک دیگا اور اگر خواہش
قوی ہے تو اس سوچ سے اوسکا خیال نہ دفع ہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل پیے تاکہ مادۂ مرض کو باطن سے قطع کردے اور اس مسہل کا
نسخہ یہ ہے کہ جس چیز کا خیال رہتا ہے اوسے ترک کرے تاکہ اوسکے خیال سے نجات پائے اگر ترک نہ کرسکیگا تو اوسکے خیال سے
ہرگز نہ چھوٹیگا اور اوسکی نماز ہمیشہ دلکی باتون مین لگی رہیگی اوس نمازی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھے اور
چاہے کہ چڑیون کا چہچہانا نہ سنے اور لکڑی اوٹھا کر اونہین اوڑا دے اور اوسیوقت پھر وہ آبیٹھین اگر اونسے نجات پانا چاہتا ہے
تو یہ تدبیر ہے کہ اوس درخت کو جڑ سے کہود کر پہینکے کہ جبتک درخت رہیگا چڑیون کا نشیمن رہیگا اسیطرح جبتک کسی کام کی خواہش اوسکے
دل پر غالب رہیگی خیالات پریشان بہی ضرور آئینگے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے واسطے
کوئی شخص عمدہ کپڑا ہدیہ اور تحفہ لایا اوسمین ایک بڑا بوٹا بہت عمدہ بنا تھا نماز مین آپکی نظر اوس بوٹے پر پڑی جب آپ نماز سے فارغ
ہوئے تو اوس کپڑے کو اوتار کر اوسکے مالک کو دیدیا اور پرانا کپڑا پہن لیا اسیطرح ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تہا نماز مین آپکی
نظر اوس پر پڑی تو اچہا معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ اسے نکال ڈالو اور پرانا تسمہ ڈالدو اور ایک مرتبہ نعلین شریفین نئی بنی تہین آپکو اچہی
معلوم ہوئین آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے خدا کے سامنے فروتنی کی کہ اس نعلین کے دیکھنے سے وہ مجہے اپنا دشمن نہ ٹھہرائے
پھر آپ باہر تشریف لائے پہلے جو سائل نظر آیا آپنے وہ نعلین اوسے عنایت فرمائین حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے باغ مین
نماز پڑہتے تھے ایک عمدہ جانور دیکہا کہ درختون مین اوڑتا ہے اور راہ نہین پاتا آپکا دل اوسکے ساتھ مشغول ہوا یہ نہ یاد رہا کہ کتنی رکعتین
پڑہی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اوسکے کفارہ مین اوس باغ کو صدقہ
مین دیدیا اگلے بزرگون نے اکثر ایسے کام کیے ہین اور ان کامون کو حضور قلب کی تدبیر سمجہے ہین غرضکہ جب نماز کے پہلے سے خدا کا
ذکر دل پر نہ غالب ہوگا دل نماز مین نہ حاضر ہوگا اور جو خیال دل مین پہلے سے گڑا ہے نماز پڑہنے سے نہ دور ہوگا جو شخص حضور قلب
کے ساتھ نماز پڑہا چاہے تو چاہیے کہ نماز کے پہلے سے دل کا علاج کرے اور دلکو خالی کرے اور یہ اسطرح سے ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل
اپنے دل سے دور کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی چیزون پر قناعت کرے اور اسقدر سے بہی فراغت دل اوسے مقصود ہو جبتک
یہ امر نہوگا تمام نماز مین حضور قلب بہی نہوگا مگر کچہ نماز مین ہوگا تو چاہیے کہ نفلین پڑہا کرے اور دل حاضر کرے کہ مثلاً چار رکعتون کے قدر
دل حاضر ہو جاے کیونکہ نوافل فرائض کا تدارک کرتے ہین **جماعت کے مسنون ہونیکا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ ایک نماز جماعت کے ساتھ تنہا ستائیس نمازون کے مثل ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑہی اوسنے
گویا آدہی رات شب بیداری کی اور جسنے فجر کی نماز جماعت سے پڑہی اوسنے گویا تمام رات عبادت کی اور فرمایا ہے کہ جسنے چالیس دن

ہر وقت کی نماز جماعت سے پڑہی اور اوسکی پہلی تکبیر فوت نہین ہوئی تو اوسکے واسطے دو نجات لکہتے ہین ایک نفاق سے دوسری
دوزخ سے اسی واسطے تہا کہ اگلے بزرگون مین جسکی تکبیر اول فوت ہوجاتی تہی تین دن اپنے تئین تعزیت کرتا تہا اور اگر جماعت فوت
ہوجاتی تہی تو سات روز تعزیت کرتا تہا حضرت سعید ابن مسیب کہتے ہین کہ بیس برس تک اذان سے پہلے مین مسجد مین آیا کیا اکثر علما
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے عذر تنہا نماز پڑہے اوسکی نماز درست نہین تو جماعت کو ضروری امر جاننا چاہیے اور امامت اور اقتدا کے
آداب یاد رکہنا چاہیے پہلے یہ کہ لوگون کی دلی رضامندی سے امامت کرے اگر اوس سے لوگ کراہت کرین تو امامت سے پرہیز کرنا
چاہیے اور جب اوسے امام بنایا چاہین تو بے عذر پہلوتہی نہ کرے کہ امامت کی بزرگی موذنی سے بہت بڑی ہے اور چاہیے کہ کپڑے
پاک رکہنے مین احتیاط کرے اور نماز کے وقت کا دہیان رکہے اور اول وقت نماز پڑہے جماعت کی انتظار مین تاخیر نکرے کہ اول وقت
کی فضیلت جماعت کی فضیلت سے زیادہ ہے دو صحابہ کرام جب آجاتے تہے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تہے اور جنازہ پر جب چار
صحابہ آجاتے تہے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تہے ایکدن جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کو دیر ہوگئی صحابہ نے
آپکا انتظار نہ کیا اور حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ امام ہوگئے جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت ہوچکی تہی جب
صحابہ نے نماز تمام کی تو ڈرے آپ نے اونسے فرمایا کہ تمنے اچہا کیا ہمیشہ ایسا ہی کیا کرو اور چاہیے کہ خلوص کے ساتہ للہ امامت کرے
امامت کی کچہ مزدوری نہ لے اور جبتک صف سیدہی نہووے تکبیر نہ کہے اور نماز کے اندر کی تکبیرین بلند آواز سے کہے اور امامت کی
نیت کرے کہ جماعت کا ثواب حاصل ہو اگر امامت کی نیت نہ کریگا جماعت تو درست ہوگی لیکن جماعت کا ثواب نہوگا اور نماز جہری مین
قراءت بلند آواز سے کرے اور تین وقفے بجا لاوے ایک جب تکبیر اول کہے اور دوسرا جب سبحانک پڑہے اور مقتدی لوگ سورۂ فاتحہ
پڑہنے مین مشغول ہوون دوسرے جب سورۂ فاتحہ پڑہ چکے تو دوسری سورت ٹہر کر پڑہے کہ جس مقتدی نے سورۂ فاتحہ تمام
نہ کی یا بالکل نپڑہی ہو وہ تمام پڑہ لے تیسرے جب سورہ تمام کرے تو اتنا ٹہرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے مل نجاوے اور مقتدی
سورۂ فاتحہ کے سوا امام کے پیچہے اور کچہ نپڑہے لیکن اگر دور ہو اور امام کا پڑہنا نہ سنے اور امام رکوع سجود ہلکا کرے اور تین بار سے زیادہ تسبیح نہ کہے
حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسیکی نماز ہلکی اور کامل نہ تہی اور اسکا سبب یہ ہے کہ جماعت
مین شاید کوئی ضعیف ہو یا کچہ کام ہو اور مقتدی کو چاہیے کہ امام کے بعد رکوع کرے اور رکوع کو اوسوقت تک نہ اوٹہاوے جبتک امام کی پیشانی زمین سے نہ لگ جاوے مقتدی
سجدہ مین نجاوے اور جبتک امام رکوع کی حد پر نہ پہونچے مقتدی رکوع کا قصد نکرے کہ یہی امام کی متابعت ہے اگر کوئی مقتدی امام سے
پہلے رکوع سجود مین جائیگا تو اوسکی نماز باطل ہو جاویگی اور جب سلام پہیرے تو اتنی دیر بیٹہے کہ یہ دعا پڑہ لے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ
وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَعُوْدُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا
ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بعدہ پہرتی سے اوٹہے اور لوگون کی طرف منہ کرے اور دعا کرے اور اہل جماعت امام سے پہلے نہ اوٹہین
کہ یہ امر مکروہ ہے **جمعہ کی نماز کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جمعہ کا روز بزرگ دن ہے اور اوسکی بڑی فضیلت ہے
مسلمانون کی عید کا دن ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بے عذر تین جمعہ ناغہ کیے اوسنے اسلام کو پیٹہ

منہ پھیر لیا اور اوسکا دل زنگ پکڑ گیا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ حق تعالی جمعہ کے دن چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آتش دوزخ کو روز دوپہر ڈھلے بھڑکاتے ہین اسوقت نماز نہ پڑھو مگر جمعہ کو کہ اوسدن نہین بھڑکاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مریگا شہید کا ثواب پائیگا اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا

شرائط جمعہ الغرض جان تو کہ جو شرطین اور نمازون کی ہین وہ جمعہ کی ہین اور اونکے سوا چھ شرطین اور جمعہ کیواسطے خاص ہین پہلی شرط وقت ہے یہانتک کہ اگر مثلاً امام عصر کا وقت آجانیکے بعد جمعہ کی نماز کا سلام پھیرے تو جمعہ فوت ہوا ظہر ادا کرنا چاہیے دوسری شرط جگہ ہے کہ یہ نماز صحرا اور خیمہ مین درست نہین بلکہ شہر مین ہوتی ہے یا اوس گانون مین جہان چالیس مرد آزاد عاقل بالغ مقیم ہون وہان اگر مسجد مین نہو تو بھی درست ہے تیسری شرط عدد ہے کہ جب تک چالیس مرد آزاد مکلف یعنی عاقل بالغ مقیم حاضر نہون نماز درست نہین اگر خطبہ یا نماز مین اس سے کم لوگ ہون تو ظاہر یہ ہے کہ نماز درست نہو چوتھی شرط جماعت ہے کہ اگر یہ گروہ الگ الگ تنہا نماز پڑھیگا تو درست نہوگی لیکن جو کوئی اخیر کی رکعت پائے اوسکی نماز درست ہے اگرچہ دوسری رکعت مین تنہا ہوا اور اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نپائے تو اقتدا کرے اور نماز ظہر کی نیت کرے پانچوین شرط یہ ہے کہ لوگون نے پہلے جمعہ کی نماز نہ پڑھ لی ہو اسواسطے کہ ایک شہر مین جمعہ کی ایک جماعت سے زیادہ نہ چاہیے لیکن اگر اتنا بڑا شہر ہے کہ وہان کی ایک جامع مسجد مین نہ سما سکتے یا دقت سے آسکتے ہین تو ایک جماعت سے زیادہ کا مضائقہ نہین اگر ایک ہی مسجد مین سب لوگون کی گنجایش ہے تو تنہا ہو سکتی ہے اور دو جگہ نماز پڑھی تو وہی نماز درست اور صحیح ہوگی جسکی تکبیر پہلے بندھ جاے چھٹی شرط نماز کے پہلے دو خطبہ ہین اور وہ دونون فرض ہین اور دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنا بھی فرض ہے اور دونون خطبون مین کھڑا رہنا فرض ہے اور پہلے خطبہ مین چار چیزین فرض ہین تحمید یعنی حمد کرنا الحمد للہ کہنا بس ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور تقوی کی وصیت کرنا اوصیکم بتقوی اللہ کہنا کافی ہے اور قرآن شریف کی ایک آیت پڑھنا اور دوسرے خطبہ مین بھی چار چیزین فرض ہین لیکن آیت کے عوض دعا پڑھنا فرض ہے جمعہ کی نماز عورتون اور غلامون اور لڑکون اور مسافرون پر فرض نہین ہے اور عذر کے سبب سے ترک جمعہ درست ہے مثلاً کیچڑ پانی بیماری بیمار داری کے عذر سے اگر کوئی بیمار کا سنبھالنیوالا نہو لیکن معذور کو اولی یہ ہے کہ ظہر کی نماز جب پڑھے کہ لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکین

آداب جمعہ جمعہ کا ادب کرنا چاہیے اور جمعہ کے دن یہ نفل سنت اور ادب نہ ہو سکے پہلا ادب یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دل سے اور درستی سامان سے جمعہ کا استقبال کرے مثلاً سفید کپڑے درست کرنا پہلے سے کام کاج اوٹھا دینا کہ صبح کے وقت نماز گاہ مین آسکے اور پنجشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت خالی بیٹھنا اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہونا اسواسطے کہ اسوقت کی بڑی بزرگی ہے اور اوس نیک ساعت کے مقابلہ مین ہے جو دوسرے دن جمعہ کو ہوگی اور علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کو جورو سے جماع کرنا سنت ہے تاکہ یاد رہے جمعہ کے دن دونون کے غسل کا باعث ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر مسجد کو جلد جاتا ہے تو صبح ہی غسل مین مشغول ہو ورنہ تاخیر بہت اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا ہے یہانتک کہ کچھ علما اس غسل کو فرض سمجھے ہین اور مدینہ منورہ کے لوگ

اگر کسی کو کلام سخت کہا چاہئے تو کہتے کہ تو اوس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہ کرے اگر جمعہ کو کوئی شخص نجس ہوا اور غسل کرے
تو اوسکو لائق یہ ہے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے بھی اوپر پانی اپنے اوپر ڈالے اور اگر ایک غسل مین دونون نیتین یعنی نیت رفع جنابت
و ادائے سنت کر لے تو بھی کافی ہے غسل جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہوجاویگی تیسرا ادب یہ ہے کہ آراستہ اور پاکیزہ اور اچھی ہیئت
بنا کر مسجد مین آئے اور پاکیزگی کے یہ معنی ہین کہ بال منڈوائے ناخن کٹوائے موچھون کے بال کترائے اور حمام مین پہلے ہی اگر
یہ امور کر چکا ہے تو بس ہے اور آراستگی سے یہ مراد ہے کہ سفید کپڑے پہنے اسواسطے کہ حق تعالی سب کپڑون سے زیادہ سفید کپڑے کو
دوست رکھتا ہے اور تعظیم اور نماز کی عظمت کی نیت سے خوشبو ملے تاکہ اوسکے کپڑون مین بدبو نہ آئے کہ کوئی اوس سے رنجیدہ ہو
اور غیبت کرے چوتھا ادب یہ ہے کہ صبح ہی جامع مسجد مین جائے کہ اسکی بڑی فضیلت ہے اگلے زمانے مین لوگ چراغ لیکر مسجد مین
جاتے تھے اور راہ مین ایسی بھیڑ ہوتی تھی کہ مشکل سے گذر ہوتا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن مسجد مین گئے تو تین
آدمی پہلے سے وہان موجود تھے اپنے اوپر غصہ کیا اور کہا کہ مین چوتھے درجے مین ہوا میرا انجام کار کیا ہوگا کہتے ہین کہ دین اسلام مین
جو بدعت پہلے ظاہر ہوئی وہ یہی ہے کہ لوگون نے اس سنت کو ترک کردیا جب یہود اور نصارا ہفتہ اتوار کے دن کلیسا اور کنشت
یعنی اپنے اپنے معبدون مین صبح ہی جائین اور مسلمان لوگ جمعہ کے روز جو اُنکا دن ہے سویرے مسجد جانے مین تقصیر کرین تو کیا حال ہوگا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی پہلی ساعت مین مسجد کو جائے اوس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری
ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک بکری قربان کی اور جو چوتھی ساعت مین جائے
اوسنے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچوین ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک انڈا خیرات کیا اور جب خطبہ پڑھنے والا اپنے مکان سے
باہر نکلتا ہے تو وہ فرشتے جو قربانیان لکھتے ہین اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہوجاتے ہین جو اوسکے بعد آتا ہے نماز کی فضیلت
کے سوا اور کچھ نہین پاتا ہے پانچوان ادب اگر دیر کو آئے تو لوگون کی گردنون پہ پاؤن نہ رکھے یعنی اونہین پھاندے نہین اسواسطے کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا قیامت کے دن اوسکا پل بنائینگے کہ لوگ اوسپر سے گذرینگے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ جب نماز پڑھ چکا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ تو نے جمعہ کی نماز کیون نہ پڑھی اوس نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تو نماز مین آپکے ساتھ تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تو نے لوگون کی گردنون پہ پاؤن رکھا
یعنی جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اوسنے نماز ہی نہین پڑھی لیکن اگر پہلی صف خالی ہے تو پہلی صف مین جانیکا قصد کرنا درست ہے اسواسطے کہ یہ
لوگون کا قصور ہے کہ پہلی صف کو خالی چھوڑ دیا چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کوئی نماز پڑھتا ہو اوسکے سامنے سے نگذرے کیونکہ جو شخص نماز پڑھتا ہو اوسکے
سامنے سے گذرنا ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ نمازی کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہوکر برباد ہوجائے
ساتوان ادب یہ ہے کہ پہلی صف مین جگہ ڈھونڈے اگر نپائے تو جتنا امام کے نزدیک ہوگا بہتر ہے کہ اسمین بڑی فضیلت ہے
لیکن اگر پہلی صف مین لشکری لوگ ہون یا وہ لوگ ہون جو ریشم کے کپڑے پہنے ہون یا خطبہ پڑھنے والا سیاہ ریشمی کپڑا پہنے ہو یا
اوسکی تلوار مین سونا لگا ہو یا اور کوئی برائی ہو تو جتنا دور رہے بہتر ہے اسواسطے کہ جہان کوئی برائی ہو وہان قصداً نہ بیٹھنا چاہئے

آٹھواں ادب یہ ہے کہ جب خطبہ پڑھنے والا نکلے تو پھر کوئی نہ بولے اور مؤذن کو جواب دینے اور خطبہ سننے میں ہر ایک مشغول ہو جاوے اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارہ سے اوسے چپ کر دینا چاہیے زبان سے نہیں اسواسطے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ چپ رہ یا خطبہ سن اوسنے بیہودہ کیا اور جسنے اسوقت بیہودہ بات کہی اوسے جمعہ کا ثواب نملے گا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ نہ سنائی دے تو بھی چپ رہنا چاہیے جہان لوگ باتیں کرتے ہوں وہان نہ بیٹھے اور اوسوقت نماز تحیۃ المسجد کے سوای اور کوئی نماز نہ پڑھے نوان ادب یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو الحمد قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان سورتونکا پڑھنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ اور بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کریگا تو جہان سے اوسکے خیال میں بھی نہو وہان سے اوسکی روزی اور اوسکا رزق پہونچے گا اور خلق سے بے پروا ہو جاویگا پھر چھ رکعت نماز سنت پڑھے کہ اسقدر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دسوان ادب یہ ہے کہ عصر کی نماز تک مسجد میں رہے اور اگر مغرب کی نماز تک مسجد میں رہے تو بہت بہتر ہے علما نے کہا ہے کہ یہ امر ثواب میں ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے اگر مسجد میں نہ رہ سکے اور گھر جاوے تو چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ رہے تاکہ وہ ایک بزرگ ساعت جو جمعہ کے دن ہوتی ہے اوسے غفلت میں نہ پاوے اور وہ اوسکی فضیلت سے محروم رہے

روز جمعہ کے آداب کا بیان آدمی کو چاہیے کہ جمعہ کے روز تمام دن میں سات فضیلتیں طلب کرے ایک فضیلت یہ کہ صبح علم کی مجلس میں حاضر ہو اور قصہ خوانون کی صحبت سے دور رہے اور ایسے شخص کی مجلس میں حاضر ہو کہ جسکے قال اور حال سے محبت دنیا کم ہو اور محبت آخرت زیادہ ہو جسکے کلام میں یہ اثر نہو اوسکی صحبت مجلس علم نہیں ہے اور جو ایسا صاحب تاثیر ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسے شخص کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت بزرگ اور معزز ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اس ساعت میں حق تعالی سے جو مراد مانگے گا پاویگا اس ساعت کے تعین میں اختلاف ہے طلوع یا زوال یا غروب آفتاب کے وقت یہ ساعت ہوتی ہے یا جسوقت جمعہ کی اذان ہو یا خطیب کے منبر پر جانیکے وقت یا جمعہ کی نماز پر کھڑے ہونیکے وقت یا عصر کی نماز کے وقت ہو لیکن صحیح یہ ہے کہ اس ساعت کا وقت معلوم نہیں شب قدر کیطرح مبہم ہے چاہیے کہ تمام دن اس ساعت کا نگران رہے اور کسیوقت خدا کی یاد و عبادت سے خالی نرہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن جمعہ میں اسی بار درود بھیجے گا اوسکے اسی برس کے گناہ بخشے جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر درود کیونکر بھیجیں آپنے فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ اَفْضَلَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

کہ جو شخص جمعہ کے دن سات بار یہ درود پڑھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بیشک اوسے حاصل ہوگی اور اگر فقط
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہے تو بھی کافی ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن قرآن شریف بہت پڑھے
اور سورہ کہف پڑھے حدیث شریف مین اسکی فضیلت بہت لکھی ہے اور اگلے عابدون کی عادت تھی کہ جمعہ کے دن قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
اَحَدٌ اور درود شریف اور استغفار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہزار ہزار بار پڑھتے تھے
پانچوین فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز بہت پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی جامع مسجد مین جاتے ہی چار رکعت
نماز پڑھے اور ہر رکعت مین ایکبار الحمد اور پچاس بار قل ہو اللہ احد پڑھے تو جبتک جنت مین اوسکا مقام اوسکو نہ دکھا دین یا اوروں کو
نہ دکھا دین کہ وہ اوس سے کہدین تبتک وہ اس جہان سے نجائیگا اور مستحب یہ ہے کہ جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور اوسمین چار سورتین پڑھے
انعام کہف و لقمان یٰس اگر یہ نہ پڑھ سکے تو لقمان سجدہ دخان ملک پڑھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن کبھی صلوٰۃ التسبیح
ناغہ نکرتے تھے اور صلوٰۃ التسبیح مشہور نماز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ وقت زوال تک نوافل پڑھے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز تک
علم کی مجلس مین جاوے اور اوسکے بعد مغرب کی نماز تک تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے چھٹی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو صدقے سے
خالی نچھوڑے کچھ تھوڑی روٹی کا ٹکڑا ہی سہی کہ جمعہ کے دن صدقہ کی فضیلت بہت ہے جو سائل خطبہ کے وقت کچھ مانگے اوسے زجر کرنا
چاہیے اور اوسوقت کچھ نہ دینا چاہیے کہ مکروہ ہے ساتوین فضیلت یہ ہے کہ ہفتہ بھر مین جمعہ کے دن کو آخرت کیواسطے مسلم رکھے باقی
دنون مین دنیا کے کام کرے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ خرید و فروخت اور کسب دنیا اس آیہ کے معنی نہین ہین بلکہ طلب علم
بھائیون کی زیارت بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتھ جانا اور جو کام ایسے ہون اس آیہ سے وہ مراد ہین مسئلہ الغرض جانو
کہ نماز مین جو باتین ضرور تھین وہ بیان کی گئین اور جن مسئلون کی ضرورت ہوا کرے اونھین عالمون سے پوچھنا چاہیے کہ اس کتاب مین سب مسئلون کی
تفصیل نہین ہو سکتی لیکن نماز کی نیت مین وسوسہ اکثر ہوتا ہے اور اسکے تین سبب ہوتے ہین یا تو عقل مین خلل ہے اور اوس سے وسوسہ
ہوتا ہے یا نیت سے واقف نہین یا شریعت کے احکام سے جاہل ہے اور نیت کے معنی نہ جانتا ہو کہ نیت اور قصد سے عبارت ہے جو کہ
خدا کا حکم بجالانے کے واسطے کھڑا کرتی ہے جیسے کوئی شخص کہ تعظیم کیواسطے کہ فلانا عالم آتا ہے اور اوسکے واسطے [illegible]
کہ لیگا کہ فلانے عالم کیواسطے اوسکے علم کی عظمت کے سبب فلانے [illegible] مین کھڑا ہوتا ہون اور فوراً کھڑا ہو جائیگا اور
سبب اسکے کہ وہ زبان یا دل سے کہے یہ نیت خود بخود دل مین ہوگی اور جو کچھ دل مین کہتا ہے وہ نفس کی بات ہے نیت نہین ہے
نیت تو وہ رغبت ہے [illegible] سمجھے [illegible] نماز [illegible] ظہر کی نماز
[illegible] کی نماز ہے [illegible] دل [illegible] اور [illegible] فرض اور ظہر
[illegible] دل مین [illegible] ہے [illegible] کافی ہے اسواسطے کہ اگر
[illegible] ظہر کی نماز [illegible]

توبہ تجھے اپنے تئین یاد دلانا اوس شخص کے پوچھنے کے مثل ہے اور اللہ اکبر کہنا ایسا ہے جیسا ہان کہنا جو اس سے زیادہ کھوج کریگا اوسکا دل اور نماز دونون پریشان ہونگے آدمیکو چاہیے کہ آسان امر اختیار کرے جسقدر بیان ہوا ہے جب اتنی نیت کرلی پھر کسی صفت کی نہ جاننا چاہیے کہ نماز درست ہوگئی اسواسطے کہ نماز کی نیت بھی اور کامون کی نیت کے مثل ہے اسیواسطے تہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے زمانے مین کسیکو نیت مین وسوسہ نہ تہا اسلیے کہ جانتے تہے کہ یہ کام آسان ہے اور جو کوئی اسے آسان نجانے وہ نادان ہے

پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ زکوۃ ارکان مسلمانی سے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ اصلون پر اسلام کی بنا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج حدیث شریف مین ہے کہ جو لوگ سونا چاندی اپنی ملک مین رکھین اور زکوۃ نہ دین اونمین سے ہر ایک کے سینہ پر ایسا داغ دینگے کہ پیٹھ کے پار نکلجاے اور پیٹھ پر داغ دینگے کہ سینے کے پار ہوجاے اور جو شخص چار پاے ملک مین رکہے اور زکوۃ نہ دے تو قیامت کے دن اون چار پایون کو اوسپر مسلط کرینگے کہ سینگ سے اپنے مالک کو مارین اور پاؤن سے روندین جب سب آگے پیچھے ایکبار اوسپر سے گذر جائینگے تو آگے والے پھر اوسے روندنا شروع کرینگے پھر سب اوسپر سے گذرینگے اسیطرح جبتک سبھونکا حساب ہوگا چار پائے پھر پھر کر اوسے پامال کیا کرینگے اور یہ حدیث صحیح مین ہے پس مالدارون پر زکوۃ کا علم فرض ہے **زکوۃ کے اقسام اور شرائط کا بیان** اے عزیز جان تو کہ چھ قسم کی زکوۃ فرض ہے پہلی قسم چار پایون کی زکوۃ وہ چار پائے اونٹ گاے بکری ہین گھوڑے گدہے وغیرہ مین زکوۃ نہین ہے اور یہ زکوۃ چار شرطون سے واجب ہوتی ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جانور گھر مین نہ پلتے ہون بلکہ چراگاہ مین پلتے ہون تاکہ اوسپر بڑا خرچ نہ پڑے اگر تمام سال گھر مین اپنا چارہ کھلایا کر اوسے خرچ سمجھے تو زکوۃ ساقط ہے دوسری شرط یہ ہے کہ ایکسال اوسکی ملک مین رہے اگر ہو ملک سال کے اندر اوسکی ملک سے اگر نکلجائینگے تو زکوۃ ساقط ہوجائیگی لیکن آخر سال مین اگر بچے پیدا ہون تو اونکو حساب مین لین گے اور اصل مال کی تبعیت مین اونکی زکوۃ واجب ہوگی تیسری شرط یہ ہے کہ اوس مال کی بدولت تونگر ہوا اور وہ مال اوسکے تصرف مین رہا ہو اگر گم ہوگیا ہو یا کسی ظالم نے اوس سے چہین لیا ہو تو اوسپر زکوۃ نہین ہے لیکن اگر سب جانور اوس فائدہ سمیت جو اونسے حاصل ہوے اوسے پھر ملین تو گذشتہ کی زکوۃ بھی اوسپر واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جتنا مال رکھتا ہے اوتنا ہی قرض بھی رکھتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ اوسپر زکوۃ واجب نہین حقیقت مین وہ فقیر ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوسکے پاس مال بقدر نصاب ہو کہ اوسکے سبب سے تونگر ہوتا ہے تھوڑے مال سے تونگر نہین ہوتا تو اونٹ جبتک پانچ نہون اونکی زکوۃ واجب نہین ہے اور جب پانچ اونٹ ہون تو ایک بکری زکوۃ مین دینا واجب ہے اور دس اونٹون مین دو بکریان پندرہ مین تین بیس مین چار اور یہ بکری ایک برس سے کم کی نہونا چاہیے اور اگر بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہو اور پچیس ۲۵ اونٹون مین ایک ایکسالہ اونٹنی دینا واجب ہے اونٹنی نہو تو دو برس کا ایک اونٹ دینا چاہیے جبتک چھتیس ۳۶ اونٹ نہون تب تک یہی زکوۃ ہے اور چھتیس ۳۶ مین دو سالہ ایک اونٹنی دینا واجب ہے اور

چھیالیس برس تک ہر تیس برس کی ایک ایک بچھڑی اور ہر چالیس میں چار سالا ایک اونٹنی اور پچھتر میں دو دو برس کی دو اونٹنیاں اور
ایک سو بیس میں تین سالہ دو اونٹنیاں اور ایک سو اکیس میں دو دو سال کی تین اونٹنیاں واجب ہیں پھر حساب کرے کہ ہر چالیس میں
دو سالا اور ہر پچاس میں ... دیوے اور گائے بیل بھینس جب تک تیس نہ ہوں تب تک ان میں کچھ زکوۃ نہیں جب تیس ہو جاویں
تو ان میں ایک ایک سالا بچھڑا یا بچھڑی واجب ہے اور چالیس میں دو سالا ... ایک برس کے دو بچھڑے
... ہر تیس میں ایک ایک سالا اور ہر چالیس میں ایک دو سالا بچھڑا دے لیکن بکری چالیس میں ایک اور ایک سو اکیس میں دو
اور دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار اسی حساب سے سیکڑے پیچھے ایک بکری دے بکری ہو تو ایک برس سے کم کی نہ ہو بکرا
ہو تو دو برس سے کم کا نہ ہو اگر دو آدمی اپنی اپنی بکریاں ایک میں ملی رکھتے ہوں تو اگر دونوں صاحب زکوۃ ہوں یعنی ایک ایک
کا نصاب مکمل ہو تو دونوں کا حصہ ایک ہی مال کا حکم رکھتا ہے اگر دونوں کا حصہ ملا کر چالیس بکریوں سے زیادہ ہو تو دونوں
پر ایک ایک آدھی آدھی بکری واجب ہے اگر دونوں ملا کر ایک سو بیس بکریاں ہوں تو اگر دو تو ان شخص مالک ایک بکری دونوں کے
... دوسری قسم غلہ وغیرہ کی زکوۃ ہے جس کسی کے پاس آٹھ سو من گیہوں یا چھوہارا یا منقی یا اور کوئی چیز کہ جو کام کا
قوت ہو ... ہوتی ہے اور جس چیز کو لوگ اکٹھا کر سکتے ہیں جیسے ... چاول وغیرہ تو اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جو
... ککڑی کھیرا وغیرہ اور میوہ جات تو ان میں عشر واجب نہیں ہے اگر چار سو من گیہوں اور چار سو من جو
ہوں ... واجب نہیں ... زکوۃ میں ایک ہی جنس ... بقدر نصاب ہونا شرط ہے اگر ندی نہر کا پانی
... پانی دیا ہو ... وغیرہ سے ... والا ... پانی دیا ہو یعنی ...
... عشر واجب نہیں ہے اور زکوۃ میں انگور اور خرما سے ... لیکن اگر وہ انگور
... انگور ... جب انگور کا رنگ ... اور گیہوں جو کا دانہ سخت ہو جاوے تو حساب
... اندازہ کر ... کچھ ... کا حصہ اندازہ کر لیا ...
... تیسری قسم سونے چاندی کی زکوۃ ہے چاندی کے دو سو درہم میں پانچ درہم ہر سال میں دینا واجب ہے اور ...
... سونے کے بیس دینار میں نصف دینار واجب ہوگا اور یہ دو اڑھائی کی چوتھائی ہے اور سونا چاندی جس قدر زیادہ ہو اسی حساب
سے دینا چاہئے اور چاندی ... سکے ... اور ... سونے چاندی ... وغیرہ میں ... لگا ہو اور جو شخص
سونے چاندی کی ناجائز ... زکوۃ واجب ہے لیکن جو زیور عورت ... درست ... اس میں زکوۃ نہیں ہے اور
جو سونا چاندی اوروں کے پاس رکھا ہے اور جب چاہے لے سکتا ہے اس کی زکوۃ بھی واجب ہے چوتھی قسم سوداگری مال کی زکوۃ
جب بیس دینار کے قدر ایک چیز تجارت کی نیت سے مول لے اور اس پر ایک سال گذرے تو بیس دینار کی زکوۃ واجب
ہوتی ہے اور سال بھر میں جو نفع ہو وہ بھی حساب میں آویگا اور ہر سال کے آخر میں مال کی قیمت معلوم کرنا چاہئے اگر ...
سونے چاندی سے ہوا ہے تو اسی سے زکوۃ دے اور اگر نقد سے ... ہوا ہے تو ...

اور اگر کچھ متاع رکھتا ہے اور تجارت کی نیت سے اوسکے عوض مین کوئی چیز مول لے تو ابتدائی سال مین بمجرد نیت زکوۃ واجب نہین ہوتی لیکن وہ اگر نقد اور بقدر نصاب ہو تو مالک ہونیکے وقت ہی صاحب نصاب ہو جائیگا اور سال کے اندر اگر سوداگری کا قصد جاتا رہے تو زکوۃ واجب نہوگی واللہ اعلم

پانچوین قسم زکوۃ فطر ہے جو مسلمان عید رمضان کی رات کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کی قوت سے جو عید کے دن کام آئے اور گہر کے کپڑے اور جو چیز ضروری ہو اوس سے زیادہ استطاعت رکہتا ہو تو اوسپر اوس جنس کے اناج سے جو وہ روزمرہ کہاتا ہے ایک صاع اناج دینا واجب ہے اور صاع پونے تین من ہوتا ہے اگر گیہون کہاتا ہو تو جو نہ دینا چاہیے اگر جو کہاتا ہو تو گیہون نہ دینا چاہیے اور اگر ہر قسم کا اناج کہاتا ہو تو اونمین سے جو اناج بہتر ہے وہ دے اور گیہون کے بدلے آٹا وغیرہ نہ دینا چاہیے یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ہے اور جسکا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہے اوسکی طرف سے بہی صدقہ فطر دینا واجب ہے جیسے جورو لڑکے ماں باپ لونڈی غلام لونڈی یا غلام اگر دو آدمیون مین مشترک ہو تو اوسکا صدقہ فطر دونون پر واجب ہے اور جو لونڈی غلام کافر ہو اوسکا صدقہ واجب نہین ہے اگر جورو اپنا صدقہ خود دے تو درست ہے اور اگر شوہر جورو کے بے اجازت اوسکی طرف سے دے تو بہی درست ہے اسقدر احکام زکوۃ جاننا ضرور تہا اگر اسکے سوا اور کوئی صورت پیدا ہو تو علما سے پوچہنا چاہیے

صاع دوسو ستر تولہ کا ہوتا ہے یعنی شاہجہان آبادی وزن کے سیر سے پونے تین سیر اور بڑی انگریزی سیر سے آدہا اور تین پاؤ سیر ہوتا ہے ۱۲

زکوۃ دینے کی کیفیت کا بیان چاہیے کہ زکوۃ دینے مین پانچ چیزونکا خیال رکہے پہلے یہ کہ زکوۃ دیتے وقت یہ نیت کرے کہ مین زکوۃ فرض دیتا ہون یا اگر زکوۃ دینے کے واسطے وکیل مقرر کرے تو وکیل مقرر کرتے وقت یہ نیت کر لے کہ فرض زکوۃ تقسیم کرنیکو مین وکیل کرتا ہون یا وکیل سے یہ حکم کر دے کہ دیتے وقت تو فرض زکوۃ کی نیت کر لینا دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہو تو زکوۃ دینے مین جلدی کرے اسواسطے کہ بلا عذر دیر کرنا نچاہیے اور زکوۃ فطر مین عید سے تاخیر نکرے اور رمضان مین جلدی دیدینا درست ہے رمضان سے پہلے دینا درست نہین ہے اور مال کی زکوۃ مین سال بہر جلدی کرنا درست ہے لیکن جس شخصکو زکوۃ دی ہے وہ اگر سال گذرنے سے پہلے مر جاے یا مالدار ہو جاے یا کافر ہو جاے تو دوبارہ زکوۃ دینا چاہیے تیسرے یہ کہ ہر جنس کی زکوۃ اوسی جنس سے دے سونے چاندی کے بدلے اور گیہون جو کے عوض یا اور کوئی مال بمقدار قیمت دینا امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے مذہب مین نہ چاہیے چوتہے یہ کہ زکوۃ اوسی جگہہ دے جہان مال ہو اسواسطے کہ وہانکے محتاج امیدوار رہتے ہین اگر دوسرے شہر مین بہیجدیگا تو صحیح یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہو جائیگی پانچوین یہ کہ جسقدر زکوۃ ہو آٹہہ قوم پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر قوم کے تین تین آدمیون سے کم نہون اور سب چوبیس آدمی ہون اور ایک درہم زکوۃ ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک چوبیسون آدمیکو پہونچانا چاہیے اوسکے آٹہہ حصہ کرکے ایک ایک حصہ تین تین آدمیونکو یا اس سے زیادہ کو جیسا چاہے تقسیم کر دے گو برابر نہون اس زمانہ مین تین قوم کے لوگ نادر ہین غازی مولفہ عامل زکوۃ مگر فقیر مسکین مکاتب مسافر قرضدار ملین گے کسیکو نچاہیے کہ پندرہ آدمیون سے کم کو زکوۃ دے یہ حکم امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین ہے اور شافعی مذہب مین یہ دو مسئلہ مشکل ہین ایک تو یہ کہ زکوۃ سبکو دے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی زکوۃ مین وہی چیز دے اوسکا عوض نہ دے اور اکثر شافعی المذہب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرتے ہین امید ہے کہ وہ لوگ ماخوذ نہونگے

ان آٹھہ گروہ کی صفت کا بیان پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ شخص ہے نہ کوئی چیز رکھے نہ کوئی کسب کرسکے اگر کسیکے پاس ایک دن کا کھانا اور بدن پر پورا لباس ہے تو وہ فقیر نہیں ہے اور اگر آدہے دن کا کھانا اور آدہا کپڑا ہے یعنی لباس بے پگڑی یا پگڑی بے لباس تو وہ شخص فقیر ہے اور اگر اوزار پاس ہون تو آدمی کسب کرسکتا ہے اگر کوئی اوزار نہین تو وہ بھی فقیر ہے اگر طالب العلم ہے اور کسب کرے تو طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقیر ہے اور اس صفت کے فقیر کمتر ملتے ہین مگر لڑکے تو یہ تدبیر ہے کہ عیالدار فقیر ڈہونڈہے اور لڑکون کے واسطے اوس عیالدار فقیر کا حصہ دیا جاے دوسری قسم مسکین ہے جس شخص کا خرچ ضروری آمد سے زیادہ ہو اگرچہ وہ گہر اور کپڑے رکہتا ہو لیکن مسکین ہے جب ایکسال کی روزی اوسکے پاس نہو اور اوسکی کمائی سال بھر کو وفا نکرے تو اوسے اسقدر دینا درست ہے کہ سال بھر اوسکا خرچ چلے اور اگرچہ فرش اور گھر کے برتن اور کتابین رکھتا ہو مگر جب سال بھر کے مصارف ضروری کو محتاج ہے تو مسکین ہے ہان اگر احتیاج سے زیادہ کوئی چیز رکھتا ہو تو محتاج نہین ہے تیسری قسم کچھ لوگ ایسے ہین کہ مالدارون سے زکوۃ لیکر زکوۃ کے مستحقون کو پہونچاتے ہین اونکی اجرت مال زکوۃ سے دینا چاہیے چوتھی قسم مولفۃ قلوبہم ہین اور یہ وہ مرد بزرگ اور شریف ہے جو مسلمان ہو جاے اگر اوسے مال دینگے تو اور لوگونکو اس لالچ سے مسلمان ہونیکی رغبت ہوگی پانچوین قسم مکاتب ہے اور یہ وہ لونڈی غلام ہے جو اپنے تئین خود مول لیلے اور اپنی قیمت دو بارین یا زیادہ قسطین کرکے اپنے مالک کو ادا کرے چھٹی قسم وہ شخص ہے جو نیک کام مین قرضدار ہو گیا ہو تو فقیر ہو یا امیر لیکن قرض کسی مصلحت کیواسطے لیا ہو جس سے کوئی فتنہ فرو ہوا ساتوین قسم غازی لوگ جنکا یومیہ بیت المال سے مقرر نہو اگرچہ وہ توانگر ہون لیکن سامان سفر مال زکوۃ سے اونہین دینا چاہیے آٹھوین قسم مسافر ہے کہ سفر مین ہو اور زادراہ اوسکے پاس نہو یا اپنے وطن سے سفر کو چاہے تو اوسے خرچ راہ اور کرایہ کی قدر اوسے دینا چاہیے اور جو کوئی کہے کہ مین فقیر یا مسکین ہون اگر معلوم نہو کہ جھوٹا ہے تو اوسکے قول کو سچ ماننا درست ہے اگر غازی اور مسافر جہاد اور سفر کو نہ جائین تو اونسے مال زکوۃ پہیر لینا چاہیے اور اون اقسام کے مستحقونکے بارہ مین چاہیے کہ معتمد لوگون سے دریافت کرے

زکوۃ کے اسرار کا بیان اے عزیز جان تو کہ جسطرح نماز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت صورت کی روح ہوتی ہے اسیطرح زکوۃ کی بہی صورت اور روح ہے جو کوئی زکوۃ کی روح کو نہ پہچانیگا اوسکی زکوۃ صورت بیروح ہے زکوۃ مین تین بھید ہین * پہلا بھید یہ ہے کہ بندونکو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو خدا کے ساتھ محبت کا دعوی نکرتا ہو کیونکہ مسلمان اس بات کے مامور ہین کہ کسی چیز کو حق تعالی سے زیادہ دوست اور عزیز نرکہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ الآیہ غرضکہ کوئی مسلمان ایسا نہین جو یہ دعوی نہ کرتا ہو کہ مین خدا کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور ہر ایک سمجھتا ہے کہ یہ جو مین کہتا ہون واقع مین بہی ایسا ہی ہے تو علامت اور دلیل کی حاجت پڑی تاکہ ہر ایک دعوی بے اصل سے مغرور نہو اور مال بہی آدمی کا ایک محبوب ہے تو آدمیکو حق تعالی نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی مین سچا ہے تو اپنا اس ایک معشوق کو مجھپر سے فدا کر دے کہ اپنا درجہ میری دوستی کا تو پہچانے تو جو لوگ اس نکتہ کو پہونچے اور یہ بھید سمجھ گئے اونکے تین درجے ہو گئے پہلا درجہ صدیق لوگ تھے کہ جو کچہ اپنے پاس

رکہتے تہے سب بالکل اوسمین سے تصدق کر دیا اور کہا کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم اوسکی راہ مین دینا کنجوسون کا کام ہے ہمپر
واجب ہے کہ خدا کی محبت مین سب دیدین جسطرح امیرالمؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مین اپنا سب مال لے آئے آپنے استفسار فرمایا کہ یا صدیق اپنے بچون کیواسطے کیا چھوڑا عرض کیا کہ فقط خدا اور رسول
کو چھوڑا ہے اور بعضون نے نصف مال راہ خدا مین دیا جسطرح امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نصف مال لائے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاروق لڑکون بالون کیواسطے کیا چھوڑا عرض کیا کہ اسیقدر جسقدر یہان حاضر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَیْنَکُمَا مَابَیْنَ کَلِمَتَیْکُمَا تفاوت یعنی تم دونون کے درجون مین بہی اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونون
کے کلام مین ہے دوسرا درجہ نیک مردون جنہون نے اپنا مال یکبارگی نہ خرچ کیا کہ اونکی قدرت نہین رکہتے لیکن اوسکو محفوظ رکہا اوسے
فقیرون کی حاجتون کے اور خیرات کی صورتون کے منتظر رہے اور اپنے تئین فقیرون کے برابر رکہا اور فقط زکوۃ پر اقتصار نہ کیا تیسرا
جتنا اونکے پاس پہونچا اوسے اپنے عیال و اطفال کے برابر رکہا اور خبرگیری کی تیسرا درجہ وہ کمتر سے مردونکا جو اس سے زیادہ دیا
نہین رکہتے کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم سے زیادہ دین اور نہون نے فقط فرض پر اکتفا کی اور حکم خدا خوشی کی خاطر سے
قبول کیا اور جلدی بجا لائے اور زکوۃ دیکر فقیرون پر احسان نہ جتایا اور یہ اخیر کا درجہ ہے اسواسطے کہ وہ دوسو درہم
مین جو حق تعالے نے عنایت فرمائے پانچ درہم دینے کو بہی جسکا دل نچاہے وہ خدا کی دوستی سے بالکل بے نصیب ہے
اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہین دے سکتا اوسکی دوستی نہایت ضعیف ہے اور وہ سب دوستون مین بخیل اور خفیف ہے
دوسرا بہید بخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے کہ بخل دل مین نجاست کے مثل ہے جسطرح نجاست ظاہری بدن کو نماز کی
قابل نہین رکہتی نجاست بخل دلکو جناب احدیت کے قرب کے لائق نہین رکہتی اور بے مال خرچ کیے دل بخل کی نجاست
سے پاک نہین ہوتا اسی سبب سے زکوۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے اور زکوۃ اوس پانی کے مثل ہے جس سے نجاست
دہو کر اوسکو دور کرتے ہیں اسیواسطے زکوۃ اور صدقہ کا مال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکے اہل بیت پر حرام ہے کہ اونکا درجہ
اوس میل سے بچے تیسرا بہید شکر نعمت ہے اسواسطے کہ مال دنیا اور آخرت مین مسلمان کے واسطے سبب راحت ہے
اور جسطرح نماز روزہ جو نعمت بدن کا شکر ہے اوسیطرح زکوۃ نعمت مال کا شکر ہے تا کہ آدمی جب اپنے تئین مال کی بدولت
بے پروا دیکہے اور دوسرے مسلمان بہائی کو جو اوسکے مثل ہے درماندہ اور عاجز پائے اپنے دل مین کہے کہ یہ بہی تو میری طرح خدا
کا بندہ ہے خدا کا شکر کہ مجہے اوس سے بے پروا کیا اور اوسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اوسکے ساتہ مہربانی اور مدارات کرون
مبادا یہ آزمایش ہو اور اگر مدارات مین تقصیر کرون تو ایسا نہو کہ خدا مجہے اوسکا سا اور اوسے میرا سا کر دے تو ہر ایک کو چاہیے
کہ زکوۃ کے یہ اسرار جانے تا کہ اوسکی عبادت صورت بیمعنی نرہے **آداب زکوۃ کا بیان** جو کوئی چاہے کہ میری عبادت
زندہ رہے اور بیروح نہو اور ثواب دونا ملے اوسے چاہیے کہ سات ادب اپنے اوپر لازم کرے **پہلا ادب** یہ ہے کہ
زکوۃ دینے مین جلدی کیا کرے واجب ہونے سے پہلے سال بہر مین کبہی دیدیا کرے اس سے تین فایدے ہونگے ایک تو یہ کہ

کہ عبادت کے شوق کا اثر اوسپر ظاہر ہوگا اسواسطے کہ واجب ہونیکے بعد دینا بضرورت ہے کہ اگر نہ دیگا تو عذاب مین پڑیگا
اسوقت دینا خوف عذاب وعقوبت سے ہے نہ دوستی اور محبت سے اور وہ بندہ برا ہے جو ڈر سے کام کرے شفقت اور دوستی
سے نکرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جلدی زکوۃ دینے سے فقیرونکا دل خوش ہوگا خلوص دل سے ۔ وہ دعاے خیر کرینگے کہ اونہین
ناگاہ خوشی حاصل ہوئی اور فقیرون کی دعا اوسکے حق مین سب آفتون سے حصار بنیگی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ کی آفتون سے
بیفکر ہوجائیگا اسواسطے کہ تاخیر کرنے مین بہت سی آفتین ہین شاید کوئی امر مانع پیش آجاے اور وہ اس خیر سے محروم رہجاے
آدمی کے دل مین امر خیر کی رغبت پیدا ہو تو اوسے غنیمت جانے کہ یہ اوسپر خدا کی نظر رحمت ہے اور اوسکے بعد قریب ہوتا ہے
کہ شیطان حملہ کرے فَإِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ نقل ہے کہ ایک بزرگ کو پاخانہ مین خیال آیا
کہ پیراہن فقیر کو دون فوراً اپنے مرید کو بلایا اور پیراہن اوتار دیا مرید نے کہا یا شیخ باہر نکلنے تک کیون نہ صبر کیا اون بزرگ نے
فرمایا مین ڈرا کہ مبادا میرے دل مین اور کچھ آجاے اور اس امر خیر سے مجکو باز رکھے دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زکوۃ ایک بار دینا ہو
تو محرم کے مہینے مین دے کہ بزرگ مہینا ہے اور شروع سال ہے یا رمضان مبارک مین دے کہ دینے کا وقت جتنا بزرگ ہوگا
ثواب بھی زیادہ ملیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ سخی تھے جو کچھ آپکے پاس ہوتا اللہ دیتے اور رمضان شریف
مین خود کوئی چیز نرکھتے اور بالکل خیرات کر ڈالتے تیسرا ادب یہ ہے کہ زکوۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور اخلاص
سے نزدیک رہے حدیث شریف مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا حق تعالی کے غصہ کو دور کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ اسطرح دے
کہ بائین کو بھی خبر نہو آگے فرمایا کہ دیکھو تو چھپا کر صدقہ دینے کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے دن پوشیدہ صدقہ دینے والا بادشاہ عادل کے
درجہ پر ہوگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو صدقہ چھپا کر نہین دیا جاتا ہے اوسے اعمال ظاہری مین لکھتے ہین اور جو چھپا کر
دیا جاتا ہے اوسے اعمال باطنی مین لکھتے ہین اور جو کوئی صدقہ دیکر کہے کہ مین نے یہ خیرات کی تو اوس صدقہ کو اعمال ظاہری اور
باطنی دونون کی فرد سے مٹا دیتے ہین اور ریا کی فرد مین لکھ لیتے ہین اسواسطے اگلے بزرگون نے صدقہ چھپا کر دینے مین اتنا
مبالغہ کیا ہے کہ کوئی تو اندھا فقیر ڈھونڈھ کر اوسکے ہاتھ مین صدقہ دیتا اور منہ سے کچھ نہ بولتا تاکہ وہ بھی نجانے کہ کسنے دیا
اور کوئی فقیرون کی گذرگاہ پر ڈالدیتا اور کوئی کسی ذریعہ سے دیتا اور کوئی سوتے فقیر کے کپڑے مین اسطرح چپکے سے باندھ دیتا
کہ وہ جاگنے نپاے یہ سب باتین اسواسطے تھین کہ فقیر بھی نجانے اور اور لوگون سے پوشیدہ رکھنا تو بہت ہی ضرور جانتے تھے
اسواسطے کہ اگر ظاہر مین آدمی صدقہ دے تو دل مین ریا پیدا ہوتی ہے اگر بخل ٹوٹتا ہے تو ریا مضبوط ہوتی ہے اور بخل ریا وغیرہ
صفتین مہلک ہین بخل بچھو کے مثل ہے اور ریا سانپ کے مانند بچھو سے بہت قوی ہے جب کوئی شخص بچھو سانپ کو کھلائیگا
سانپ کی قوت اور بڑہیگی تو ایک مہلک سے چھوٹیگا دوسرے مہلک سخت مین مبتلا ہوگا اور ان صفتون کا حکم جو لیے ہے جیسا
قبر مین آدمی جائیگا تو سانپ بچھو کے نشون کے مانند ہوگا جیسا عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین تو برملا صدقہ دینے کا

نقصان سے منفع زیادہ ہے چوتھا ادب یہ ہے کہ اگر ریا کا بالکل اندیشہ نہو اور اپنے دلکو ریا سے بالکل پاک کرچکا اور یہ سمجھے کہ اگر مین برملا صدقہ دونگا تو اور لوگونکو بھی دینے کی رغبت پیدا ہوگی اور میری اقتدا کرینگے تو ایسے شخص کو برملا دینا بہتر ہے اور ایسا آدمی وہ ہوتا ہے جسکے نزدیک تعریف اور مذمت یکسان ہو اور سب کامون مین خدا کے جاننے پر اکتفا کرتا ہو پانچوان ادب یہ ہے کہ احسان جتا کر اور لوگون کو سنا کر صدقہ کو ضائع نہ کرے حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اذی کے معنی فقیر کو آزردہ کرنا ہے اسطرح کہ اوس سے ترشرو ہو یا ناک بہون چڑہائے یا اوس سے کلمات سخت کہے یا محتاج جانکر اوسے سوال کرنے سے اوسے ذلیل وخوار سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ باتین دو قسم کی جہالت اور حماقت سے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مال ہاتھ سے دینا ناگوار ہو اس سبب سے تنگدل اور پیچ بیچ ہو کر سخت کلامی کی اور جسپر ایک درہم دیکر ہزار لینا ناگوار ہو وہ جاہل اور نادان ہے اسواسطے اگر وہ زکوۃ دیگا تو جنت اور خدا کی رضامندی حاصل کریگا اور اپنے تئین دوزخ سے آزاد کریگا اگر ان باتونکا ایمان رکہتا ہے تو زکوۃ دینا اوسے کیون ناگوار ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ تونگری کی وجہ سے آدمی اپنے تئین فقیر سے اشرف سمجھے اور یہ نہین جانتا کہ جو اوس سے پانسو برس پہلے جنت مین جائیگا وہ اوس سے بہت اشرف ہے اور اوسکا درجہ بہت اعلی ہے اور خدا کے نزدیک فخر اور بزرگی فقیری کو ہے تونگری کو نہین اور فقیری کے اشرف ہونے پر دنیا مین یہ دلیل اور علامت ہے کہ امیر کو خدا نے دنیا اور مال کے اشتغال مین اور اوسکے رنج وملال مین مصروف کیا ہے حالانکہ امیر کو ضرورت کی قدر سے زیادہ دنیا سے کچہ نصیب نہین ہوتا اور امیر پر واجب کردیا ہے کہ بقدر ضرورت فقیر کو دے تو حقیقت مین حق تعالے نے امیر کو فقیر کا بیگاری دنیا مین بنایا ہے اور آخرت مین پانسو برس جنت کا انتظار امیر کے واسطے خاص کردیا ہے چھٹا ادب یہ ہے کہ احسان نہ رکہے اور یہ اصل احسان رکہنے کی اصل اور دل کی صفت ہے احسان رکہنا یہ ہے کہ سمجھے مین نے فقیر کے ساتھ نیکی کی اپنی ملک سے اوسے دولت دی کہ فقیر میرا زیر دست رہے جب یہ سمجھا تو ہمیشہ اس بات کی علامت ہے کہ امیدوار ہے کہ فقیر میری خدمت زیادہ کرے اور میرے کامون مین مستعد رہا کرے اور پہلے مجھے سلام کیا کرے غرضکہ امید رکہتا ہے کہ میری عزت زیادہ کرے اور اگر وہ فقیر اوسکے حق مین کچہ قصور کرے تو پہلے سے زیادہ اب تعجب کرتا ہے اور چاہیے تو یہی کہے کہ مین نے اسکے ساتھ نیکی کی یہ جہل اور نادانی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے اوسکے ساتھ دوستی اور نیکی کی کہ اوس سے صدقہ قبول کیا اوسے آتش دوزخ سے رہائی دی اور اوسکے دل کو بخل کی نجاست سے پاک کیا اگر حجام اوس امیر کے پچھنے مفت لگاتا تو اوسکا احسان مانتا کہ جو خون میرے ہلاک ہونیکا باعث تہا اوسے نکالڈالا اسیطرح اوسکے دل مین بخل اور اوسکے پاس مال زکوۃ بہی اوسکی ہلاکت اور نجاست کا باعث تہا کہ فقیر کی وجہ سے اوس سے طہارت بہی حاصل ہوئی نجات بہی ملی تو امیر کو ایک تو اس وجہ سے فقیر کا احسانمند ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے پہر فقیر کے ہاتھ آتا ہے تو صدقہ جب حق تعالی کو دیا اور فقیر نے نیابتاً لیا تو دینے والے کو چاہیے کہ فقیر کا احسانمند ہو نہ کہ اوسپر احسان جتائے آدمی جب اسرار زکوۃ سے ان بھیدونکو سوچیگا تو سمجھیگا کہ احسان رکہنا نادانی ہے اسکلے بزرگون نے احسان سے پرہیز کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فقیر کے

مطلب زکوۃ دیکر فقیر کو اپنا احسان جتانا اور دل کو کہانا ۱۱۲

سامنے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں اور پیش کش کرکے عرض کی ہے کہ یہ ہمسے قبول فرمائیے اور نذر دکھائی کی طرح
فقیر کے سامنے ہاتھ بڑھایا ہے تاکہ فقیر پیارے روپیہ اور پیسے اوٹھا لے اور فقیر کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کے نیچے نہو اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ
مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى تو کسکو لائق ہے کہ احسان رکھے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب کسی فقیر کو کچھ بھیجتیں
تو لیجانیوالے سے فرماتیں کہ فقیر جو دعا دے وہ یاد رکھنا کہ ہر دعا کی مکافات میں ہم بھی اوسکے واسطے دعا کرلیں تاکہ صدقہ بے عوض
اور خالص رہے فقیر سے دعا کا لالچ بھی درست نرکھتی تھیں کہ دعا اس نظر سے ہوتی ہے کہ دینے والے نے احسان کیا ہے اور
حقیقت میں احسان کرنیوالا فقیر ہے کہ تیری اس خدمت کو اوسنے قبول کیا ساتواں ادب یہ ہے کہ اپنے مال میں جو بہت
اچھا اور بہتر اور حلال ہو وہ فقیر کو دے اسواسطے کہ جس مال میں شبہہ ہے وہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنیکے لائق نہیں اسواسطے کہ
خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز قبول فرماتا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ
إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ یعنی جو چیز لوگ تمہیں دیں اور تم اوسے کراہت سے لو تو اوسکو راہ خدا میں کیوں خرچ کرو اور جس شخص نے
اپنے گھر کی چیزوں میں سے بدتر چیز مہمان کے سامنے رکھی تو اوسنے مہمان کی حقارت کی تو کیونکر درست ہوگا کہ بدتر چیز خدا
کی راہ میں دے اور اچھی چیز اوسکے بندوں کے واسطے رکھ چھوڑے اور بُری چیز دینا اس بات پر دلیل ہے کہ کراہت سے دیتا ہے
اور جو صدقہ خوشدلی سے نہ دیا جاوے اوسکے نہ قبول ہونیکا خوف ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے
کہ صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لیجاوے وہ درہم وہ ہے جو بہتر ہو اور خوشدلی سے دیا ہو زکوۃ دینے کو غنیمت
دیکھو ... آٹھواں ادب اگرچہ ہر مسلمان فقیر کو زکوۃ دینے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی تجارت کرے
اوسے محنت سے دست بردار نہونا چاہیے اور جب زکوۃ بجا صرف ہوگی تو اوسکا ثواب بھی دو چند ہوگا تو چاہیے کہ پانچ شخصوں
میں سے کسی ایک صفت کا آدمی ڈھونڈھے پہلی صفت یہ ہے کہ متقی پرہیزگار ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَطْعِمُوا
طَعَامَكُمُ الْأَتْقِيَاءَ یعنی پرہیزگاروں کو اپنا کھانا کھلاؤ کہ اسکا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کچھ لیتے ہیں اوسے خدا کی بندگی میں
صرف کرتے ہیں دینے والا اونکی عبادت کے ثواب میں شریک رہتا ہے اسواسطے کہ اوسنے عبادت میں اس عابد کی مدد کی ہے
فضل ہے کہ ایک امیر ہمیشہ صوفیوں ہی کو صدقہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ حق تعالے کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہیں کرتے اگر انکو
کچھ ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے تو انکا دھیان بٹ جاتا ہے اور میں اپنے ایک دل کو حق تعالی کی جناب میں لیجاتا اور سو دلوں
کے ساتھ مراعات کرنے سے جنکو دنیا مقصود ہو بہت دوست رکھتا ہوں یہ حال جب خواجہ جنید قدس سرہ سے لوگوں نے بیان کیا
آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے دوستوں میں سے ہے یہ شخص پہلے بقال تھا پھر مفلس ہوگیا اسواسطے کہ فقیر جو کچھ اس سے مول لیتے
اوسکی قیمت نہ مانگتا تھا حضرت جنید قدس سرہ نے پھر دوکان رکھنے کو تھوڑا سا مال اوسے دیا اور فرمایا کہ تجھ ایسے آدمی کو تجارت
میں کبھی نقصان نہوگا دوسری صفت یہ ہے کہ زکوۃ لینے والا اہل علم ہو کہ اوسے اگر صدقہ دینگے تو علم حاصل کرنیکی فرصت
پائیگا اور دینے والا علم کے ثواب میں شریک ہوگا تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی غریبی اور فقیری کو چھپاوے اور شکایت نہ کرتا ہو

بسر کرتا ہو وہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ بہی لوگ ہین جنہون نے اپنی مفلسی پر تجمل اور شوکت کا نقاب ڈالا ہے ایسا سمجہا ہے کہ ان لوگون کو چہوڑ کر بہیک منگے فقیرون کو دے چوتہی صفت یہ ہے کہ عیالدار یا بیمار ہو اسواسطے کہ جیسے جسقدر حاجت اور رنج و مصیبت زیادہ ہوگی اوسیقدر اوسے راحت پہونچانیکا ثواب بہی زیادہ ہوگا پانچوین صفت یہ ہے کہ قرابت والے ہون کہ انکا دینا خیرات بہی ہے اور اداے حق قرابت بہی ہے اور جو کوئی خدا کی محبت مین رشتہ برادری رکہتا ہو وہ بہی قرابت دارون کے مرتبہ مین ہے جس کسی مین صفتین سب یا اکثر پائی جائین وہ اولے تر ہے جب ایسے لوگونکو آدمی دیگا اونکی دعا اور ہمت اوس دینے والے کے حق مین حصار ہوجائیگی یہ نفع اوس نفع کے علاوہ ہے کہ بخل کو اپنے دل سے دور کرو یا اور نعمت کا شکر بجالایا اور چاہیے کہ زکوۃ سادات کو نہ دے کہ یہ مال لوگونکے مالونکا میل ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینے کے لائق نہین اور کافرونکو بہی نہ دے اسواسطے کہ یہ مال کافرونکو دینا حیف اور افسوس کی بات ہے

زکوۃ لینے والے کے آداب کا بیان

زکوۃ لینے والے کو پانچ چیزون کی رعایت کرنا لازم ہے ایک یہ سمجہے کہ جب حق تعالے نے اپنے کچہ بندونکو محتاج پیدا کیا اس سبب سے اور بندونکو کثرت سے مال عنایت کیا اوسنے جسپر بہت مہربانی فرمائی اونکو دنیا اور دنیا کے مال کے بکہیڑون سے محفوظ رکہا اور دنیا حاصل کرنیکا بار اور مال کی نگہبانی کا رنج وبال امیرون پر ڈالا اور اونسے حکم کردیا کہ اون بندونکو جو ہمارے بہت عزیز اور ممتاز ہون بقدر حاجت دیا کرین تاکہ وہ لوگ دنیا کے بارسے نجات پاکر دلجمعی سے عبادت کیا کرین اور جب حاجت کے سبب سے پراگندہ وقت اور پریشان خاطر ہون تو امیرون کے ہاتہ سے بقدر حاجت اونہین پہونچ جایا کرے تاکہ اونکی دعا اور ہمت کی برکت سے امیرون کے اعمال کا کفارہ ہو جاے تو فقیر جو کچہ لیتا ہے اس نیت سے لے کہ اپنی حاجت روائی مین خرچ کرے تاکہ عبادت مین فراغت حاصل ہو اور اس نعمت الہی کی قدر پہچانے کہ امیرونکو اوسکا بیگاری اسواسطے بنایا ہے کہ وہ عبادت مین مصروف رہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے جن بندگان خاص کو چاہتے ہین کہ ہماری خدمت اور حضوری سے غیر حاضر نہون انکو دنیا کمانے مین مشغول ہونیکے واسطے رخصت نہین دیتے اور دہقانیون اور بازاریون کو جو خدمت خاص کے لائق نہین اون غلامونکا بیگاری بناتے ہین اونسے محصول اور خراج لیکر غلامان خاص کا روپیہ مقرر فرماتے ہین جسطرح بادشاہ کو سبہون سے اپنے خواص کی خدمت لینا مقصود ہے اسیطرح حق تعالی کا ارادہ یہ ہے کہ تمام خلق اوسکی بندگی کرے اسی سبب سے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ تو فقیر کو چاہیے کہ جو کچہ لے اسی نیت سے لے اسیواسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے والا لینے والے پر فضیلت نہین رکہتا اگر حاجت کے واسطے وہ لے اور یہ لینے والا وہ شخص ہے جسکی یہ نیت ہو کہ یہ لینے سے مجہے عبادت مین فراغت ہو دوسرے یہ کہ جو کچہ لیتا ہے یہ سمجہے کہ حق تعالے سے لیتا ہے اور امیرونکو حکم الہی کا مسخر جانے اسواسطے کہ ایک موکل اوسکے ساتہ لازم کردیا ہے تاکہ وہ اوسے دے اور اوسکا موکل ایمان ہے اوسکو دیتا ہے اس سبب سے کہ اوسکی نجات اور سعادت خیرات سے وابستہ ہے اگر یہ موکل نہوتا تو امیر ایک حبہ بہی کسیکو نہ دیتا تو فقیر پر اوسکا احسان ہے جسنے امیر کے ساتہ ایک موکل لگا دیا ہے تو جب یہ سمجہا کہ امیر کا ہاتہ واسطہ اور مسخر ہے تو چاہیے کہ اس وساطت پر خیال کرکے اوسکا شکر ادا کرے حدیث شریف مین

آیا ہے لَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم اور فرمایا مَن لَم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللّٰہَ اور یاد رہے اس بات سے کہ حق تعالیٰ بندوں کے کاموں کا خالق ہے مگر یہ بندہ نوازی
ہے کہ اونکی تعریف فرماتا ہے اور اونکا شکر بجا لاتا ہے چنانچہ فرمایا نِعمَ العَبدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ اور فرمایا اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیقًا نَّبِیًّا
اور ایسی آیتین ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے واسطے خیر بنایا ہے اوسے مقرر کرتا ہے جیسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
زبانی فرمایا ہے طُوبٰی لِمَن خَلَقتُہٗ لِلخَیرِ وَیَسَّرتُ الخَیرَ عَلٰی یَدَیہِ تو جنکو اوسنے مقرر کیا اونکی قدر پہچاننا ضرور ہے تاکہ
یہی معنی ہین اور فقیر کو چاہیے کہ دینے والے کے حق مین یہ دعا کرے طَہَّرَ اللّٰہُ قَلبَکَ فِی قُلُوبِ الاَبرَارِ وَزَکّٰی عَمَلَکَ فِی عَمَلِ
الاَخیَارِ وَصَلّٰی عَلٰی رُوحِکَ فِی اَروَاحِ الشُّہَدَاءِ اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جوکوئی تمہارے ساتھ بھلائی کرے
اوسکا بدلا کرو اگر نہو سکے تو اوسکے حق مین اتنی دعا کرو کہ جانو کہ اوسکی بھلائی کا عوض ادا ہوگیا اور اسطرح دینے والے کو یہ بات شرط ہے
کہ جو کچھ دے اگرچہ بہت بھی ہو تو اوسے حقیر جانے اور اوسکی کچھ قدر نہ سمجھے اور اسطرح لینے والے کا کمال یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ
رکھے اور تھوڑی چیز کو تھوڑا نہ جانے اور حقیر نہ سمجھے تیسرے یہ کہ جو حلال کا مال ہو وہ لے ظالم اور سود خور کے مال سے کچھ نہ لے چوتھے
یہ کہ جسقدر احتیاج ہو اوسیقدر لے اگر سفر کی ضرورت سے لیتا ہے تو زاد راہ اور کرایہ کے قدر سے زیادہ نہ لے اگر ادا ے قرض کے لیے
لیتا ہے تو قرض سے زیادہ نہ لے اگر عیال اطفال کی کفالت کے واسطے [illegible] ہو کہ وہ ایک درم جو ضرورت
سے زیادہ ہے اوسکا لینا حرام ہے اور اگر گھر مین کچھ اسباب [illegible] سے زیادہ موجود ہو تو چاہیے کہ زکوٰۃ نہ لے پانچوین یہ کہ اگر زکوٰۃ
دینے والا عالم نہو تو اوس سے پوچھ لے کہ یہ جو تو دیتا ہے [illegible] ہے یا زکوٰۃ کا اگر لینے والا اوسی صفت کا ہے جس صفت والوں کا
وہ حصہ دیا جاتا ہے اور دینے والا زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ [illegible] تو اسواسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
مین سے ایک آدمی کو دینا چاہیے صدقہ اور خیرات کی فضیلت کا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ
دیا کرو اگرچہ آدھا خرما ہو اسواسطے کہ وہ فقیر کو [illegible] اور گناہ کو ایسا بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرمایا ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ
آدھے ہی خرمے کے بدولت ہو اگر یہ بھی نہو سکے تو اچھی بات ہی [illegible] اور فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے
اوسے حق تعالیٰ اپنے دست قدرت [illegible] قبول فرماتا ہے جیسے تم اپنے بچہ [illegible] کو پرورش کرتے ہو یہانتک کہ ایک
خرمہ کہ وہ احد کے برابر ہو جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک اپنے صدقہ کے سایہ مین ہوگا جبتک خلائق کا حساب [illegible]
حکم ہو اور فرمایا ہے کہ صدقہ شر کے دروازے ستر [illegible] بند کر دیتا ہے کسی نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ کونسا
صدقہ افضل ہے آپنے فرمایا کہ جو صدقہ تندرستی مین دیا جاوے [illegible] زندگی کی امید ہو اور افلاس کا ڈر نہو یہ نہین کہ آدمی صبر کرتا رہے
جب حلقوم مین دم آجاوے تو کہے کہ یہ چیز فلانے کو دینا یہ فلانے کو اسواسطے کہ [illegible] وہ چیزین تو فلانے فلانے کی خواہ نخواہ ہو ہی جاتی
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دروازے سے سائل کو محروم پھیرتا ہے سات دن تک اوس گھر مین فرشتے نہین
جاتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دو کام اوروں کے سپرد نہ فرماتے تھے ایک [illegible] اپنے ہاتھ سے اور دوسرے فقیر کو صدقہ اپنے ہی دست مبارک
سے دیتے تھے اور رات کو وضو کے واسطے پانی [illegible] اور فرمایا ہے کہ جو مسلمان کو کپڑا پہناوے گا جبتک وہ کپڑا

اوسکے بدن پر رہیگا دینے والا خدا کی حفاظت مین رہے گا حضرت بی بی عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پچاس ہزار درم صدقہ دیئے
اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے رہین اور نیا پیراہن اپنے واسطے نہ سلوایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی
نے ستر برس عبادت کی اوس سے اتنا بڑا ایک گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت حبط اور رائگان ہوگئی وہ ایک فقیر کی طرف گذرا اور اوسکو
ایک روٹی دی تو حق سبحانہ تعالے نے اوسکا وہ گناہ عظیم بخشدیا اور ستر برس کی عبادت اوسے پھیر دی لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت
کی تھی کہ بیٹا تجھسے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بہت شکر صدقہ دیتے اور فرماتے
کہ حق تعالے نے فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور حق تعالی جانتا ہے کہ مین شکر کو دوست رکھتا ہون حضرت شعبی
نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے تئین صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ جانے جتنا فقیر کو اوس صدقہ کا محتاج جانتا ہے تو اوس شخص کا
صدقہ قبول نہین ہوتا حضرت حسن بصری نے ایک بردہ فروش کے پاس ایک لونڈی خوبصورت دیکھی پوچھا کہ اسے دو درم کو بیچتا ہے
اوسنے کہا نہین آپنے کہا جا بھی حق تعالی تو حور عین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہیں یعنی صدقہ کے عوض مین دیتا ہے

سلہ ہرگز نہ حاصل کرو گے تم نیکی جب تک کہ خیرات دو گے تم اوس چیز سے جسکو تم دوست رکھتے ہو ۱۲

چھٹی اصل روزہ کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ ارکان اسلام سے ایک رکن روزہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا
بدلا دس سے سات سو تک دیتا ہون مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اوسکی جزا خود مین دیتا ہون اور فرمایا اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ خواہش سے صبر کرتے ہین اونکی مزدوری حساب مین نہین آتی اور اندازہ مین نہین سماتی بلکہ حد سے
زیادہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک
مشک کی خوشبو سے بہتر ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے کھانا پینا جماع خاص میرے واسطے چھوڑ دیا مین ہی اوسکی جزا دیسکتا ہون
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح اور دعا مقرون اجابت ہے اور
فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینا آتا ہے بہشت کے دروازے کہولدیتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کردیتے ہین اور شیاطین کو
قید کرتے ہین اور منادی پکارتا ہے کہ ایطالب خیر جلد آکہ یہ تیرا وقت ہے اور ایطالب شر ٹھہر جا کہ تیری جگہ نہین اور روزہ کی بڑی بزرگی
ہے کہ حق تعالے نے اوسے اپنی طرف نسبت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ اگرچہ سب عبادتین اوسی معبود برحق کے واسطے
ہین لیکن یہ تخصیص ایسی ہے جیسے کعبہ شریف کو اپنا گھر ارشاد کیا گو کہ تمام عالم اوسی کی ملک ہے اور روزہ کے واسطے دو خاصیتین ہین کہ
اونکے سبب سے جناب صمدیت کی طرف منسوب ہونیکے لائق ہوا ایک تو یہ کہ اوسکی حقیقت ترک شہوات ہے اور یہ امر باطنی ہے لوگون
کی آنکھون سے پوشیدہ ہے ریا کو اوسمین کچھ دخل نہین دوسرے یہ کہ ابلیس حق تعالی کا دشمن ہے اور شہوات ابلیس کا لشکر ہے اور روزہ
اوسکے لشکر کو شکست دیتا ہے اسواسطے کہ روزہ کی حقیقت ترک شہوات ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

سلہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اسکی جزا دونگا ۱۲

شیطان آدمی کے باطن مین اسطرح چلتا ہے جیسے خون اوسکے بدن مین روان ہے شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو پیغمبر نے
فرمایا ہے کہ الصوم جنة یعنی روزہ سپر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا
کرو لوگون نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے
یہ سب فضیلتین اسی سبب سے ہین کہ خواہشین سب جہاد قوتون سے ناشی ہین اور سیری خواہش کی مدد ہے اور بھوک خواہشون کو
مار دیتی ہے روزہ کے فرائض کا بیان روزہ مین دس چیزین فرض ہین پہلا فرض یہ ہے کہ رمضان کا چاند ڈھونڈھے اگر ابر ہو تیس کا
کا ہے یا تیس کا ایک شاہد عادل کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے اور عید کے چاند کے لیے دو گواہ سے کم درست نہین جو شخص کسی
معتبر سے سنے وہ سچا جانتا ہو رمضان کا چاند ہونا سنے اوس پر روزہ فرض ہو جاتا ہے گو قاضی اوسکے قول پر حکم نہ کرے اگر کسی شہر مین
جو سولہ کوس ایک بستی سے دور ہے چاند دیکھا گیا تو اوس بستی والون پر روزہ واجب نہوگا اور اگر سولہ کوس سے مسافت کم ہے تو
واجب ہوگا دوسرا فرض نیت ہے چاہیے کہ ہر شب کو نیت کیا کرے اور یاد رکھے کہ رمضان کا یہ روزہ ہے اور فرض اور ادا ہے
اور جو مسلمان اس بات کو یاد رکھیگا اوسکا دل نیت سے خالی نرہیگا اگر شک کی رات کو یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو کل
روزہ دار ہون تو نیت درست نہین اگرچہ رمضان ہو یہانتک کہ ایک معتبر کے قول سے شک دور ہو جاوے اور رمضان کی اخیر رات
مین یہ نیت درست ہے اگرچہ شک ہوا اسواسطے کہ اصل یہ ہے کہ ابھی رمضان باقی ہے اور جب کوئی شخص اندھیری جگہ مین بند ہو
خیال اور سوچ کرکے وقت تجویز کرے اور اسی اعتماد پر نیت کرے درست ہے اور اگر رات کو نیت کر کے پاس اسکے کوئی چیز کھالے تو
نیت باطل نہوگی بلکہ عورت اگر سمجھے کہ حیض بند ہو جائیگا اور نیت کرلے اور حیض بند ہوگیا تو روزہ درست ہے تیسرا فرض یہ ہے
کہ باہر سے کوئی چیز عمدًا اپنے درون مین نہ لیجاوے فصد لینا پچھنے لگوانا سرمہ لگانا سلائی کان مین ڈالنا روئی سوراخ ذکر مین رکھنا
کچھ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جیسے دماغ پیٹ معدہ مثانہ اور اگر بلاقصد
کوئی چیز درون مین چلی جاوے جیسے مکھی غبار یا کلی کا پانی حلق مین پہونچے تو روزہ مین کچھ نقصان نہین آتا مگر یہ کہ کلی مین مبالغہ کیا
اور پانی حلق تک چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور بھولے سے اگر کچھ کھالیا تو کچھ قباحت نہین لیکن اگر صبح یا شام کے گمان سے
کوئی چیز کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح کے بعد یا غروب آفتاب کے پہلے کھایا تھا تو روزہ کی قضا کرے چوتھا فرض یہ ہے کہ جماع نہ کرے
اگر اسقدر قربت کی کہ غسل واجب ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر روزہ یاد نہ تھا تو نہ ٹوٹیگا اگر رات کو صحبت کی اور صبح کے بعد
نہایا تو روزہ درست ہے پانچوان فرض یہ ہے کہ کسی طور سے منی نکالنے کا ارادہ نہ کرے اگر اپنی جورو سے قربت یعنی مساس وغیرہ
کیا اور جماع نہ کیا اور خود جوان ہے اور انزال کا اندیشہ ہے اور انزال ہو جاوے تو روزہ ٹوٹ جائیگا چھٹا فرض یہ ہے کہ عمدًا قے
نہ کرے بے اختیاری سے ہو تو روزہ باطل نہوگا اور اگر زکام یا اور کسی وجہ سے بلغم کو کھنکار کے تھوک دیا تو کچھ قباحت نہین کہ
اسواسطے کہ اوس سے بچنا دشوار ہے اور اگر منہ مین آنیکے بعد نگل جائیگا تو روزہ ٹوٹ جائیگا روزہ کی سنتین چھ ہین پہلا
سحر دیر کو کھانا کھجور یا پانی سے جلد افطار کرنا زوال کے بعد مسواک نہ کرنا فقیر کو کھانا کھلانا قرآن بہت پڑھنا مسجد مین اعتکاف کرنا

خصوصًا عشرہ آخر میں کہ تئیسویں شب قدر ہوتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ میں آرام اور خواب سے دست بردار ہوکر عبادت پر کمر باندھتے تھے آپ اور آپکے گھر والے عبادت سے ایکدم غافل نہوتے تھے اور شب قدر اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے اور ستائیسویں کو اکثر ہوتی ہے اولی یہ ہے کہ اس عشرہ میں برابر اعتکاف رکھے اگر نذر کیا ہے تو لازم ہوگا اعتکاف میں پاخانہ پیشاب کے سوا اور کسی کام کے واسطے مسجد سے نہ نکلے اور جتنی دیر وضو میں صرف ہو اوس سے زیادہ گھر میں نہ ٹھیرے اور اگر نماز جنازہ یا عیادت مریض یا گواہی یا تجدید طہارت کے واسطے نکلیگا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا مسجد میں ہاتھ دہونا کھانا کھانا سو جانا درست ہے جب قضاے حاجت سے فارغ ہوکر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کرلے روزہ کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ روزہ کے تین درجے ہیں ایک عوام کا روزہ دوسرے خواص کا روزہ تیسرے خاص الخواص کا روزہ عوام کا روزہ وہ ہے جسکا بیان ہوچکا کہ کھانے پینے جماع کرنے سے باز رہنا اسکا نہایت مرتبہ ہے روزے کا یہ ادنی درجہ ہے اور خاص الخواص کا روزہ اعلی ترین درجہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطرے سے بچاے اور اپنے تئیں بالکل خدا کے سپرد کردے اور جو چیز اللہ کے سوا ہے اوس سے ظاہرًا و باطنًا روزہ رکھے اور الّا جو چیز کہ کلام الہی اور اوسکے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال کریگا تو وہ روزہ باطل ہوجائیگا اور شرعی دنیوی کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن اس روزے کو باطل کردیتا ہے اگر وہ دنیا جو دین کے باب میں مددگار ہو یعنی الحقیقت دنیا میں داخل نہیں ہے حتی کہ علما نے کہا ہے کہ آدمی دن کو اگر افطاری کی تدبیر کرے تو اوسکے نام پر گناہ لکھتے ہیں اسواسطے کہ یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ رزق کے بارہ میں جو حق تعالی نے وعدہ فرمایا ہے اس شخص کو اوسکا یقین واثق نہیں ہے یہ مرتبہ انبیا اور صدیقوں کا ہے ہر ایک اس مرتبہ کو نہیں پہونچتا اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا جماع نہ چھوڑدے بلکہ اپنے تمام جوارح کو حرکات ناشائستہ سے بچاے اور یہ روزہ چھ چیزوں سے پورا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ آنکھ کو ایسی چیزوں سے بچائے جو خدا کی طرف سے دل کو پھیرتی ہیں خصوصًا ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرے جس سے شہوت پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نگاہ تیر ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجہا ہوا ایک تیر ہے جو خوف خدا کرکے اوس سے بچیگا اوسکو ایمان کا ایسا خلعت عطا فرماوینگے کہ اوسکی حلاوت اپنے دل میں پائیگا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوة نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں روزہ کو توڑ ڈالتی ہیں جھوٹ غیبت سخن چینی جھوٹی قسم کھانا شہوت سے کسی کی طرف نظر کرنا دوسری چیز جس سے روزہ پورا ہوتا ہے یہ ہے کہ بیہودہ گوئی اور بیفائدہ بات سے زبان کو بچائے ذکر الہی یا تلاوت قرآن میں مشغول ہو یا خاموش رہے جھگڑنا اور جھگڑا بیہودہ گوئی میں داخل ہے لیکن غیبت اور جھوٹ بعض علما کے مذہب میں عوام کے روزہ کو بھی باطل کرتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو عورتوں نے روزہ رکھا اور پیاس کے مارے ہلاکت کے قریب ہوگئیں آنحضرت سے روزہ کھولڈالنے کی اجازت چاہی آپنے ایک کاسہ اونکے پاس بھیجا کہ اوسمیں قے کریں ہر ایک کے حلق سے خون کے ٹکڑے نکلے لوگ اس امر سے متحیر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے اون چیزوں سے جو خدا نے حلال کی ہیں روزہ رکھا اور جو حق تعالی نے حرام کیا ہے اوس سے توڑڈالا ایک نے دوسری کی غیبت کی ہے

اور یہ غیبت آدمیون کا گوشت ہے جو انھون نے کھایا تیسرے یہ کہ کان کو بری بات سننے سے بچائے اسواسطے کہ جو بات کہنا نہ چاہئے
سننا بھی نہ چاہئے غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ مین شریک ہے چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کو
ناشائستہ حرکتون سے بچائے جو روزہ دار ایسے بدکام کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار میوے سے تو پرہیز کرے
اور زہر کھاے اسواسطے کہ گناہ زہر ہے اور طعام غذا ہے کہ اوسکے بہت کھانے مین نقصان ہے کہ اصل غذا مضر نہین اسواسطے
حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہین جنھین بھوک پیاس کے سوا روزے سے اور کچھ نصیب نہین
ہوتا پانچوین یہ کہ افطار کے وقت حرام اور شبہہ کی چیز نکھائے اور حلال خالص بھی نہ کھائے اسواسطے کہ رات کو دن کا حصہ بھی
جب کھالیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ خواہشون کا توڑنا روزے سے مقصود ہے اور دو بار کا کھانا ایک بار کھالینا خواہش
کو اور زیادہ کرتا ہے خصوصاً جب طرح طرح کا کھانا ہو اور جبتک معدہ خالی نرہیگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت
نسوئے جاگتا رہے کہ بھوک پیاس اور ضعف کا اثر اپنے مین پائے جب رات کو تھوڑا کھانا کھائے جلدی نسو رہیگا تہجد کی نماز پڑھیگا
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے کے نزدیک کوئی ظرف بھرا ہوا معدہ سے زیادہ بدتر نہین ہے
چھٹے یہ کہ افطار کے بعد اسکا دل امید و بیم مین رہے کہ معلوم نہین روزہ قبول ہوا یا نہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے دن ایک
قوم کی طرف گذرے وہ لوگ ہنستے کھیلتے تھے انھون نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے تاکہ اوسمین
بندے طاعت اور عبادت مین پیش قدمی اور زیادتی کو ڈھونڈھین ایک گروہ سبقت لے گیا ایک گروہ پیچھے رہ گیا ان لوگون سے
تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنی حقیقت حال نہین جانتے قسم خدا کی خدائی کی اگر پردہ اوٹھ جاے اور حال کھل جاے تو جسکی عبادت
مقبول ہے وہ خوشی مین اور جسکی عبادت مردود ہے وہ رنج مین مشغول ہون اور کوئی ہنسی کھیل مین نہ مصروف ہو اے عزیز ان بیان
سے تونے یہ پہچانا کہ جو کوئی روزہ مین فقط کھانے پینے پر اقتصار کرے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے اور روزہ کی حقیقت
یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین فرشتون کے مانند بنائے کیونکہ فرشتون کو ہرگز خواہش نہین ہے اور جانور اور آدمی کو خواہش غالب ہے اسواسطے
ملائک سے وہ دور ہین اور جس آدمی پر خواہش غالب ہے وہ بھی جانورون کے درجہ پر ہے جب خواہش اوسکی مغلوب ہوگی تو اوسکو
فرشتون کے ساتھ مشابہت پیدا ہوگی اور اسی سبب سے آدمی فرشتون کے قریب ہو جاتا ہے اور ملائکہ حق تعالی کے
نزدیک ہین تو وہ آدمی بھی حق تعالی کا مقرب ہو جائیگا جب سحری کی تاخیر کریگا اور افطار مین جلدی کریگا اور پیٹ بھر کے کھانا کھا
تو اوسکی خواہش اور قوی ہو جائیگی اور ضعیف نہوگی اور روزہ کی روح حاصل نہوگی قضا و کفارہ و امساک و فدیہ کا بیان اگر جان بوجھ
کر رمضان مین روزہ کھولدیا تو قضا اور کفارہ اور فدیہ واجب آتا ہے لیکن ہر ایک کا اصل علیحدہ ہے جو مسلمان بالغ عاقل کسی عذر سے
یا بے عذر رمضان مین روزہ نرکھے اوسپر قضا واجب ہے چنانچہ حائض اور مسافر اور بیمار اور حاملہ اور مرضعہ پر بھی قضا واجب ہے لیکن
دیوانہ اور نابالغ لڑکے پر قضا واجب نہین اور کفارہ سوا اسکے کہ روزہ دار جماع کرے یا اپنے اختیار سے کوئی چیز کھاے اور کسی صورت مین
واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی یا غلام آزاد کرے اگر نہو سکے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اگر یہ بھی نہو سکے تو ساٹھ محتاج

ساٹھ مسکینوں کو دے اور تیسرا ایک تہائی کہ ایک دن ہوتا ہے امساک یعنی باقی دن بغیر کھائے پیئے جماع سے باز رہنا اوس شخص پر واجب
ہوتا ہے جو بغیر عذر روزہ کھولڈالے اور حائض اگرچہ دنکو پاک ہو جاے اور مسافر اگرچہ دنکو مقیم ہو جاے اور بیمار اگرچہ دنکو اچھا ہو جاے
تو انمیں سے کسی پر امساک نہیں واجب ہے اگر شک والے دن ایک آدمی نے خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو جو کوئی کھانا کھا چکا
اوسپر واجب ہے کہ روزہ داروں کیطرح شام تک کچھ نکھائے پیئے اور جو روزہ دار دن کو سفر کرے اوسے روزہ کھولڈالنا نہ چاہیے
اگر روزہ نہ کھولا اور دن کو کسی شہر میں جا پہونچا تو بھی روزہ کھولنا نچاہیے اور مسافر کو روزہ رکھنا افطار سے اولی تر ہے مگر جب طاقت
نرکھتا ہو فدیہ یہ ہے کہ ایک مد اناج مسکین کو دے حاملہ اور دودہ پلانیوالی عورت نے لڑکا یا لڑکی کے ہلاک ہونیکے خوف سے اگر روزہ کھولڈالا
تو اوسے قضا کے ساتھ فدیہ دینا بھی واجب ہے اوس بیمار پر جسنے اپنی ہلاکت کے اندیشہ سے افطار کیا ہو فدیہ واجب نہوگا اور شیخ فانی
جو ضعف کے سبب سے روزے کی طاقت نرکھتا ہو اوسپر قضا کے عوض فدیہ واجب ہے اگر کسی نے قضا کے رمضان میں یہانتک
تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آگیا تو اوسپر ہر روزہ کے عوض قضا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے فصل سال بھر میں جو دن مقرر کیے ہیں
انمیں روزہ رکھنا سنت ہے جیسے عرفہ کا دن عاشورہ کا دن ذوالحجہ کے پہلے نو دن اور محرم کی پانچویں تاریخ سے نویں تاریخ تک اور محرم کی
پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک اور رجب شعبان حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے بعد ماہ محرم کا روزہ سب روزوں سے
افضل ہے اور محرم بھر روزہ رکھنا سنت ہے اور پہلے عشرہ میں روزہ رکھنے کی بڑی تاکید ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ ماہ حرام
کا ایک روزہ اور مہینوں کے تیس روزوں سے بہتر ہے اور رمضان شریف کا ایک روزہ ماہ حرام کے تیس روزوں سے افضل ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ماہ حرام میں جمعرات جمعہ ہفتہ کو روزہ رکھتا ہے اوسکے واسطے سات سو برس کی عبادت
کا ثواب لکھا جاتا ہے چار مہینے ماہ حرام ہیں محرم رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور انمیں ذوالحجہ افضل ہے اسواسطے کہ حج کا مہینا ہے اور حدیث
شریف میں آیا ہے کہ خدا کے نزدیک کسی وقت عبادت ذوالحجہ کے عشرہ اول کی عبادت سے بہتر اور محبوب تر نہیں ہے اور انمیں ایک دن کا
روزہ ایک برس کے روزہ کے مثل ہے اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے مانند ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کیا جہاد میں بھی اتنی فضیلت نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جہاد میں بھی نہیں مگر جس شخص کا گھوڑا مارا جاے اور اوسکا خون بھی جہاد میں
گرایا جاے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ایک گروہ نے اس امر کو مکروہ جانا ہے کہ رجب کے مہینا بھر روزہ رکھیں تاکہ وہ رمضان
کے ساتھ مشابہ ہو جاے اس سبب سے ایکدن یا زیادہ افطار کیا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب شعبان نصف کو پہونچ جاے
تو رمضان تک روزہ نہیں ہے اور آخر شعبان میں برابر افطار کرنا بہتر ہے کہ رمضان اوس سے الگ رہے اور آخر شعبان میں رمضان
کے استقبال کے روزے رکھنا مکروہ ہے مگر قصد استقبال کے سوا اور کوئی نیت ہو اور ہر مہینے میں ایام بیض کے روزے افضل ہیں اور
ہفتہ میں دوشنبہ جمعرات جمعہ کے تمام سال برابر روزہ رکھنا سب روزوں کو شامل ہے لیکن سال بھر میں پانچ دن افطار کرنا ضرور ہے
عید الفطر اور عید الاضحی اور ایام تشریق کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں تاریخ اور چاہیے کہ اچھے اوپر افطار کو
بند کرے کہ یہ امر مکروہ ہے اور جو شخص صوم دہر یعنی سال بھر کے روزے نہیں رکھتا وہ ایکدن روزہ رکھے ایکدن افطار کرے یہ صوم داؤد

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام یوں ہی روزہ رکھتے تھے اسکی بڑی بزرگی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ابن عاص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ سے روزے کا بہتر طریقہ پوچھا آپ نے یہی طریقہ یعنی صوم داؤد ارشاد فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی بہتر چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے اور اس سے کمتر یہ ہے کہ جمعرات اور دوشنبہ کے دن روزہ رکھے اور ماہ رمضان کے نزدیک ہو تو ثلث سال سے اور جب کوئی شخص روزہ کی حقیقت پہچانے کہ اس سے خواہشوں کا توڑنا اور دل کا صاف کرنا مقصود ہے تو چاہیے کہ اپنے دل کا نگہبان رہے اس صورت میں کبھی تو افطار بہتر ہوگا کبھی روزہ اسی واسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہاں تک روزہ رکھتے کہ لوگ کہتے کبھی آپ افطار نہ فرمائیں گے اور کبھی یہاں تک افطار کرتے کہ لوگ جانتے اب کبھی روزہ نہ رکھیں گے آپ کے روزہ رکھنے کی کوئی ترتیب مقرر نہ تھی اور عالموں نے چار دن سے زیادہ پے در پے افطار کو مکروہ جانا ہے اور اس کراہت کو ایام عید اور ایام تشریق سے لیا ہے کیونکہ یہی دن ہیں اسواسطے کہ ہمیشہ روزہ کا ملا رکھنا یعنی پے در پے افطار کرنا دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور غفلت غالب کر دیتا ہے اور دل کی آگاہی نہیں ہوتی ہے

ساتویں اصل حج کے بیان میں

اے عزیز جان تو کہ حج ارکان اسلام میں سے ہے اور عمر بھر میں ایک بار کرنا فرض ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے بغیر عذر کے حج نہ کیا اور مر گیا اس سے کہدو کہ یہودی مرے خواہ نصرانی اور فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے سوا اسکے کہ گناہ کرے اور بیہودہ اور ناشائستہ باتیں بکے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا اور فرمایا ہے کہ بہت گناہ ایسے ہیں کہ عرفات پر کھڑے ہونے کے سوا اور کوئی چیز ان کا کفارہ نہیں ہوسکتی اور فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کبھی خوار اور ذلیل اور مردود نہیں ہوتا اسواسطے کہ اس دن حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت بے نہایت اپنے بندوں پر نازل ہوتی ہے اور معاف فرماتا ہے اور بے انتہا گناہ کبیرہ معاف کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کی خاطر اپنے گھر سے نکلے اور اثنائے راہ میں مر جاوے اسکے واسطے قیامت تک ہر سال ایک حج اور ایک عمرہ لکھا جاتا ہے اور جو کوئی کعبہ شریف یا مدینہ منورہ میں مرجاوے وہ قیامت کے دن حساب سے پاک ہے اور فرمایا ہے کہ ایک حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بہشت کے سوا اور کوئی چیز اسکی جزا نہیں اور فرمایا ہے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ آدمی حج میں عرفات پر کھڑا ہو اور گمان کرے کہ میں بخشا نہیں گیا علی ابن موفق [illegible] کہا ہے کہ ایک سال میں نے حج کیا عرفہ کی شب کو دو فرشتے [illegible] [illegible] حج قبول [illegible] [illegible] [illegible]

کہ آجکی رات حق تعالی نے اپنے بندون کے بارہ مین کیا حکم فرمایا ہے دوسرے نے کہا نہین اوسنے کہا کہ اون چھ کے طفیل مین چھ لاکھ
لاکھ کو بخشدیا پھر خواب سے مین خوش اوٹھا اور ارحم الراحمین کا شکر بجا لایا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی
نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ بندے حج کے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرینگے اگر کم ہونگے تو فرشتے بھیجدیے جائینگے
کہ چھ لاکھ پورے ہو جائین اور کعبہ شریف کو عروس جلوہ آرا کے مانند حشر کرینگے حاجی لوگ اوسکے گرد پھرتے ہونگے اور اوسکے پردہ پر
ہاتھ مارتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ شریف جنت مین داخل ہو جائیگا اور حاجی لوگ بھی اوسکے ساتھ بہشت مین چلے جائینگے

حج کی شرطون کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا تمام شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحج
کے نو دن حج کا وقت ہے جب عید کی صبح طلوع ہوا اوس وقت سے حج کے واسطے احرام باندھنا درست ہے اگر اس سے پہلے حج کا
احرام باندھا تو وہ عمرہ ہوگا اور تمیز دار لڑکے کا حج درست ہے اگر شیرخوار ہو اور اوسکی طرف سے ولی احرام باندھے اور اوسے
عرفات پر لیجاوے اور سعی اور طواف کرے تو درست ہے تو حج اسلام کی درستی کی شرط فقط وقت ہے لیکن حج اسلام ساقط اور فرض
ادا ہونے کی پانچ شرطین ہین مسلمان ہونا آزاد ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا وقت پر احرام باندھنا اگر نابالغ احرام باندھے اور عرفات پر
کھڑے ہونے سے پہلے بالغ ہو جاوے یا لونڈی غلام آزاد ہو جاوے تو حج اسلام ادا ہو جائیگا فرض عمرہ ساقط ہونیکے واسطے
بھی یہی شرطین ہین لیکن عمرہ کا وقت سال بھر ہے دوسرے کی طرف سے نیابتہ حج کرنیکی یہ شرط ہے کہ پہلے اپنا فرض اسلام
ادا کرے اگر اوسے ادا کرنے سے پہلے دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کریگا تو اوسی حج کرنے والے کی طرف سے ادا ہوگا
اور دوسرے کی طرف سے نہ ادا ہوگا پہلے حج اسلام چاہیے پھر قضا پھر نذر پھر حج نیابت اور اسی ترتیب سے ادا ہوگا اگرچہ اسکے
خلاف نیت کرے اور حج واجب ہونے کی شرطین یہ ہین اسلام بلوغ آزادی استطاعت اور استطاعت کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ
آدمی توانا ہو کہ اپنے ڈول سے حج کرے اور یہ استطاعت تین چیزون سے ہوتی ہے ایک تندرستی دوسرے امن طریق سے کہ راہ مین
دریا یے خطرناک اور دشمن جان و مال نہو تیسرے زاد راحلہ پر اقتدار ہونے سے کہ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کرکے آنے جانے کا سامان
کو اور پھر آنے تک اہل و عیال کے نفقہ کو مال کفایت کرے اور چاہیے کہ سواری کا کرایہ رکھتا ہو اور پیادہ نہ چل سکتا ہو دوسری قسم یہ
کہ اپنے ہاتھ پاؤن سے حج نہ کر سکے مثلاً فالج کا مارا ہے یا ایسا صاحب فراش ہے کہ اچھے ہونے کی امید نہین مگر اتنا زر اسکے پاس
کی استطاعت یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ ایک وکیل کو اجرت دیکر روانہ کرے کہ وہ اوس معذور کی طرف سے حج کرے اور اگر اوسکا بیٹا
اوسکی طرف سے مفت حج کرنیکو راضی ہو تو لازم ہے کہ اوسے اجازت دے کہ باپ کی خدمت موجب شرف و عزت ہے اور بیٹا اگر کہے
کہ مین مال دیتا ہون کسی کو اجرت پر مقرر کر تو قبول کرنا لازم نہین کہ اس صورت مین احسان ہوگا اگر غیر اوسکی طرف سے مفت حج کرے
تو اوسکا احسان لینا بھی لازم نہین جب آدمی کو استطاعت حاصل ہو تو جلدی کرنا چاہیے اگر تاخیر کریگا تو بھی درست ہے اگر اوس سال
حج کرنیکی توفیق ہوئی تو خیر اور اگر تاخیر کی اور حج کرنے سے پہلے مرگیا تو گنہگار مرا اوسکے ترکہ سے نیابتہ حج کرانا چاہیے گو اوسنے
وصیت نہ بھی کی ہو اسواسطے کہ یہ اوسپر قرض اور واجب ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ لکھ بھیجون

کہ جو کوئی اور شہرون مین استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کیے اور اسی سبب سے یہ لیا جاوے حج کو ارکان کا بیان الغرض یہ جاننا کہ حج کے ارکان بغیر
حج درست نہیں ہوتا پانچ ہین احرام طواف اور سعی بعد طواف اور عرفات مین ٹھہرنا اور ایک قول پر بال منڈوانا اور حج کے واجبات کہ
ترک کرنے سے حج باطل نہیں ہوتا لیکن ایک بکرا ذبح کرنا لازم آتا ہے چھ ہین میقات مین احرام باندھنا اگر وہان سے بے احرام باندھے
گذریگا تو ایک بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا سنگریزے مارنا غروب آفتاب تک عرفات پر ٹھہرنا اور مزدلفہ مین شب کو مقام کرنا اسیطرح منا مین
اور وداع کا طواف ایک قول یہ ہے کہ پچھلے چار واجبات اگر ترک کریگا تو بکرا واجب نہین سنت ہے اور حج ادا کرنے مین تین صورتین
ہین افراد قران تمتع افراد سب سے بہتر ہے جیسے پہلے اکیلا حج کرے جب حج تمام ہو جاوے تو حرم سے باہر آئے اور عمرہ کا احرام
باندھے اور عمرہ بجا لاوے اور عمرہ کا احرام جعرانہ مین باندھنا تنعیم مین باندھنے سے بہتر ہے اور تنعیم مین باندھنا حدیبیہ مین باندھنے
سے افضل ہے اور تینون مقام سے باندھنا سنت ہے قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت ملا کر کرے اور کہے اللهم لبيك بحجة
وعمرة معا تاکہ دونون کا احرام ونیت ہو جاوے حج کے اعمال بجا لاوے گا تو عمرہ بھی اسمین داخل ہوگا جیسے غسل مین وضو داخل ہوتا ہے
جو شخص ایسا کریگا ایک بکرا اوسپر واجب ہوگا لیکن مکہ معظمہ کے رہنے والے پر واجب نہوگا اسواسطے کہ اونکے میقات سے احرام
باندھنا واجب نہین اور اونکے احرام کی جگہ مکہ معظمہ ہے جو شخص قران کرے وہ اگر عرفات پر ٹھہرنے سے پہلے طواف اور سعی کریگا تو سعی حج
اور عمرہ مین محسوب ہوگی لیکن عرفات پر ٹھہرنے کے بعد طواف کا اعادہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ طواف رکن کی شرط یہ ہے کہ عرفات پر
ٹھہرنے کے بعد ہو تمتع سے یہ مراد ہے کہ جب میقات کو پہونچے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ مین تحلل کرے تاکہ فی الحال احرام مین نہو
تب حج کے وقت بھی مکہ مین حج کا احرام باندھے اور اوسپر ایک بکرا واجب ہوگا اگر نہو سکے تو عید الاضحی کے پہلے تین روزہ متواتر
متفرق رکھے اور وطن پہونچکر سات روزے اور رکھے اور قران مین اگر بکرا نہو سکے تو بھی اسیطرح دس روزے رکھے تمتع کی قربانی اوس
شخص پر لازم آتی ہے جسنے عمرہ کا احرام شوال یا ذیقعدہ یا ذی حجہ کے عشرہ مین کیا ہو یا حج کو درست کیا ہو اور حج کا احرام اپنے میقات
سے نہ باندھا ہو تو اگر وہ مکہ معظمہ کا رہنے والا ہے یا اسیطرح ہے اور حج کے وقت میقات کو گیا یا اوتنی مسافت پر گیا تو اوسپر بکرا نہ آویگا
ہوگا حج مین چھ چیزین منع ہین ایک لباس پہننا کہ احرام مین چاہیے ازار اور پگڑی نچاہیے بلکہ تہمند اور چادر اور نعلین چاہیے اگر
نعلین نہو تو کفش درست ہے اگر تہمند نہو تو ازار درست ہے سفید احرام کو تہمند سے ڈھانپنا چاہیے مگر سر کھلا رکھے اور عورت کو عادت
کے موافق لباس پہننا درست ہے لیکن منہ نہ چھپانا چاہیے اگر محمل یا سایبان مین ہو تو درست ہے دوسرے خوشبو لگانا اگر خوشبو لگایا یا سلا ہوا
لباس پہنا تو ایک بکرا واجب ہوگا تیسرے بال منڈوانا ناخن کٹوانا اگر ایسا کیا تو ایک بکرا واجب ہوگا حمام جانا فصد کھلانا سینگی لگوانا
بال کھولنا اور کنگھا کرنا درست ہے چوتھے جماع کرنا اگر جماع کریگا تو ایک اونٹ یا ایک گائے یا سات بکرے واجب ہونگے اور حج فاسد
ہو جاویگا قضا واجب آئیگی لیکن اگر پہلے تحلل کے بعد جماع کیا تو ایک اونٹ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا پانچوین مجامعت کے مقدمات
مثلا مساس کرنا اور بوسہ لینا نچاہیے اور جو چیزین [illegible] اور عورت سے [illegible]
ایک بکرا واجب ہوتا ہے احرام مین نکاح کرنا نچاہیے اگر کریگا تو درست نہوگا [illegible]

نچاہیے لیکن دریائی شکار درست ہے اگر خشکی مین شکار کیا تو اوسکی مثل یکا کالے اونٹ جس بہتر جانور سے وہ شکار مشابہ ہو واجب آئیگا

حج کی کیفیت کا بیان اے عزیز جان تو کہ اول سے آخر تک ارکان حج کی کیفیت ترتیب وار جاننا چاہیے طریقہ مسنون کے موافق فرائض سنتین آداب سے بجا لے پہچاننا چاہیے کہ جو کوئی عادت کیطرح عبادت کریگا فرائض سنن آداب اوسکے نزدیک برابر ہون گے کیونکہ آدمی مقام محبت پر نوافل وسنت سے پہونچتا ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرائض ادا کرنے سے بندون کو میرے ساتھ بڑا قرب حاصل ہوتا ہے اور جو بندہ ہوگا وہ بذریعہ نوافل وسنن میرا قرب حاصل کرتے ہیے کبھی نہ آسودہ ہوگا یہانتک کہ اس مرتبہ کو پہونچ جاے کہ اوسکے کان آنکھہ ہاتھہ پاؤن مین ہو جاؤن مجھی سے سنے مجھی سے دیکھے مجھی سے مجھی سے کہے تو عبادت کے سنن وآداب بجالانا ضرور ہے اور ہر جگہہ آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے اوّل سامان سفر اور راہ کے آداب بیان چاہیے کہ قصد حج سے پہلے توبہ کرے لوگون کی داد دے قرض ادا کرے زن وفرزند اور جس جس کا نفقہ اوسکے ذمہ ہے اون سب کا نفقہ ادا کرے وصیت نامہ لکھے اور حلال پاک کمائی سے زاد راہ لے جس مین شبہہ ہو اوس مال سے پرہیز کرے اسلئے کہ اگر شبہہ کا مال خرچ کرکے حج کریگا تو خوف ہے کہ حج قبول نہو اور اتنا مال ساتھ لے کہ فقیرون سے راہ مین سلوک کر سکے اور گھر سے نکلنے کے پہلے سلامتی راہ کے واسطے کچھ صدقہ دے قوی اور تیز جانور کرایہ کرے اور جو کچھ اسباب اٹھایا چاہتا ہے کرایہ والے کو دکھا دے تاکہ اوسکی ناخوشی نہو اور رفیق صالح تجربہ کار سفر کرے اور دین مین ہوشیار پیدا کرے کہ دین کی مصلحتون اور راہ کی اونچ نیچ مین اسکا مددگار ہو دوستون کو وداع کرے اور اون سے دعاے خیر کا خواستگار ہو اور ہر ایک سے کہے اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ اور یہ لوگ اوسے یون جواب دین فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَکَنَفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَکَ الرَّدٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّہَکَ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّہْتَ جب گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑہے پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ سورہ فاتحہ کے بعد پڑہے اور اخیر مین یون کہے اَللّٰہُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَہْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ اِحْفَظْنَا وَاِیَّاہُمْ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ اَللّٰہُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ مَسِیْرِنَا ہٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اور جب گھر کے دروازہ پر پہونچے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰہُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّہْتُ اَللّٰہُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَجِّہْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّہْتُ اور جب سواری پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور راہ بہر قرآن پڑہے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے جب بلندی پر گذرے تو کہے اَللّٰہُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اگر راہ مین کچھ خوف ہو تو پوری آیۃ الکرسی اور شہد اللہ تمام آیہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑہے

احرام باندھنے اور مکہ شریف مین داخل ہونے کے آداب جب میقات مین پہونچے اور قافلہ وہان احرام باندہے تو اول غسل کرے اور بال اور ناخون کاٹے جیسا جمعہ کو کرتے ہین اور سیے ہوے کپڑے اوتار ڈالے سفید چادر اور تہبند باندہے اور احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال کرے اور جب چلنے کو کھڑا ہو تو اونٹ کو اوٹہاے اور روبراہ ہو اور حج کی نیت کرے اور زبان

وول ہو یہ کہے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور جہان کہین چڑہائی
یا اوتار ہو یا قافلے کثرت سے اکٹھا ہون تو انہی کلمات کو باواز کہتا رہے جب کعبہ شریف کے قریب پہونچے تو غسل کرے اور حج مین نو
سبب سے غسل کرنا سنت ہے احرام و دخول مکہ طواف زیارت وقوف عرفہ مقام مزدلفہ اور تین غسل پتھر پھینکنے کے واسطے تین جمرون
مین اور طواف وداع لیکن جمرۃ العقبہ مین سنگ اندازی کے واسطے غسل نہین ہے جب غسل کرکے مکہ معظمہ مین جاے اور بیت اللہ پر
نگاہ پڑے تو گو ابھی شہر مین ہو مگر فوراً یہ کہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم انت السلام ومنک السلام ودارک دار السلام تبارکت
یا ذا الجلال والاکرام اللھم ھذا بیتک عظمتہ وشرفتہ وکرمتہ اللھم فزدہ تعظیما وزدہ تشریفا وتکریما
وزدہ مھابۃ وزد من حجہ برا وکرامۃ اللھم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی جنتک واعذنی من
الشیطان الرجیم پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد مین داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اگر ازدحام کے
سبب سے بوسہ نہ دے سکے تو اوسکی طرف ہاتھ بڑہا کر یون کہے اللھم امانتی ادیتھا ومیثاقی تعاھدتہ اشھد لی
بالموافاۃ پھر طواف مین مشغول ہو طواف کے آداب اے عزیز جان تو کہ طواف نماز کے مانند ہے بدن اور کپڑون کی پاکی اور
ستر عورت اوسمین شرط ہے لیکن بات کرنا درست ہے پہلے سنت اضطباع ادا کرے اضطباع اوسے کہتے ہین کہ تہبند کا بیچ داہنے
ہاتھ کے نیچے کرکے اوسکے دونون کنارے بائین کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کی جانب کرکے اور حجر اسود سے طواف
شروع کرے کہ اوسمین اور بیت اللہ مین تین قدم سے کم فاصلہ نہ رہے تاکہ پاؤن فرش اور پردہ پر نہ پڑے کہ وہ خانہ کعبہ کی
حد مین ہے اور طواف جب شروع کرے تو یون کہے اللھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعا لسنۃ
نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جب خانہ کعبہ کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے اللھم ھذا البیت بیتک
وھذا الحرم حرمک وھذا الامن امنک وھذا مقام العائذ بک من النار اور جب رکن عراقی پر پہونچے تو یون کہے
اللھم انی اعوذ بک من الشک والشرک والکفر والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق وسوء المنظر فی الاھل
والمال والولد اور جب پرنالے کے نیچے پہونچے تو یون کہے اللھم اظلنی تحت عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اللھم اسقنی بکاس محمد
صلی اللہ علیہ وسلم شربۃ لا اظمأ بعدھا ابدا اور جب رکن شامی کو پہونچے تو یون کہے اللھم اجعلہ حجا مبرورا
وسعیا مشکورا وذنبا مغفورا وتجارۃ لن تبور یا عزیز یا غفور رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز
الاکرم اور جب رکن یمانی کو پہونچے تو یون کہے اللھم انی اعوذ بک من الکفر واعوذ بک من الفقر ومن عذاب القبر
ومن فتنۃ المحیا والممات واعوذ بک من الخزی فی الدنیا والآخرۃ اس رکن اور حجر اسود کے درمیان مین یون کہے
اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا برحمتک عذاب القبر وعذاب النار پہلے تین
طواف کرے اور ہر بار یہی دعائین پڑہے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہین تین شوط مین جلدی اور [illegible] کے ساتھ چلے اگر خانہ کعبہ کے
پاس ازدحام ہو تو دور سے طواف کرے [illegible] اور اخیر کے چار شوط مین آہستہ آہستہ چلے اور ہر بار حجر اسود کو بوسہ دے

اور رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور بھیڑ کے سبب سے اگر ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتون شوط تمام ہو جائین تو بیت اللہ
اور حجر اسود کے درمیان مین کھڑا ہو رہے پیٹ اور سینہ اور داہنا رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگا دے اور دونون ہتھیلیان دیوار پر
رکھکر اوسپر سر رکھے یا کعبہ شریف کی آستان پر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہین اور اس جگہ دعا مستجاب ہوتی ہے یون دعا مانگے
اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اٰتَیْتَنِیْ
اسوقت درود پڑھے اور استغفار کرے اور مراد مانگے پھر مقام کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اسکو دوگانہ طواف کہتے ہین
اسی سے طواف کی تمامی ہوتی ہے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ اور قل یا دوسری مین الحمد اور قل ہو اللہ پڑھے نماز کے بعد دعا مانگے
اور جب تک ساتون شوط نہ پھریگا ایک طواف نہ تمام ہوگا ساتون بار یہی دوگانہ پڑھے اوسکے بعد حجر اسود کے پاس جاکر بوسہ دیکر تکبیر کہکر
اور سعی مین مشغول ہو **سعی کے آداب کا بیان** چاہیے کہ صفا نامے جو پہاڑ ہے اوسکی طرف جاوے اور اتنی سیڑھیون پر چڑھے
کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ
یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ
عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ دعا کرے اور جو
مراد رکھتا ہو مانگے پھر وہان سے اوترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ آہستہ چلے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اور میل سبز جو مسجد کے کنارے ہے وہانتک آہستہ آہستہ چلے اوسکے آگے چھ گز کے قدر جلد جلد چلے یہانتک کہ دوسرے میل کو پہونچے
پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کرے یہانتک کہ کوہ مروہ کو پہونچ جاوے اور سیڑھی پر چڑھکر کوہ صفا کی طرف منہ کرے اور وہی دعائین
جو اوپر مذکور ہوئی ہین پڑھے یہ ایکبار ہوا جب صفا پر جاویگا تو دو بار ہوگا سات بار یونہی کرے جب اس سے فراغت ہو تو طواف
قدوم اور طواف سعی کرے یہ طواف حج مین سنت ہے اور وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کرنیکے وقت
طہارت سنت ہے اور طواف مین واجب اور سعی اسیقدر کافی ہے اسواسطے کہ وقوف عرفات کے بعد سعی کرنا شرط نہین ہے لیکن طواف
کے بعد ہونا چاہیے گو وہ طواف سنت ہو **وقوف عرفہ کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اگر عرفہ کے دن اہل قافلہ عرفات کو
پہونچین تو طواف قدوم مین مشغول ہون اگر عرفہ کے دن سے پہلے پہونچین تو طواف قدوم کرین ترویہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی آٹھوین
تاریخ مکہ معظمہ سے نکلکر منا مین شب باش ہون دوسرے دن عرفات کو جائین اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد سے
عید کی صبح روشن ہونے تک ہے اگر صبح کے بعد کوئی شخص پہونچیگا تو اوسکا حج فوت ہوگا عرفہ کے دن غسل کرے اور ظہر کی نماز
عصر کی نماز کے ساتھ پڑھے اور دعا مین مشغول ہو اور عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ قوت رہے اور خوب دعائین مانگ سکے کہ حج
اصل غرض یہی ہے کہ اس سعید و شریف وقت مین عزیزون کے دل و ہمتین جمع ہوتی ہین جو دعائین قبول ہوتی ہین اسوقت لا الہ الا اللہ سب ورد کرین
بہتر ہے زوال کے وقت سے شام تک تضرع اور زاری اور استغفار اور توبہ نصوح اور گناہان سابق کا عذر اور استغفار کرنا چاہیے اسوقت

پڑھنے کی دعائین بہت ہین اونکا لکھنا موجب طوالت ہے کتاب احیاء العلوم مین مذکور ہین اوسمین سے یاد کرنا چاہیے پھر جو دعا یاد ہو اوسے پڑھے کہ سب ادعیۂ ماثورہ اسوقت پڑھنا بہتر ہے اگر یاد نہین کرسکتا تو دیکھکر پڑھے یا اور کوئی پڑھے اور وہ آمین کہے اور غروب آفتاب کے پہلے حدود عرفات سے نہ نکلے **باقی اعمال حج کے آداب عرفات کے بعد** مزدلفہ مین جاے اور غسل کرے اسواسطے کہ مزدلفہ حرم مین داخل ہے اور مغرب کی نماز مین دیر کرکے نماز عشا کے ساتھ ملا کر ایک اذان اور اقامت سے پڑھے اگر ممکن ہو تو اس شب کو مزدلفہ مین شب بیداری کرے کہ یہ رات بزرگ ہے اور یہان شب کو مقام کرنا منجملہ عبادات ہے اور جو کوئی یہان پر مقام نکریگا اوسے ایک بکرا ذبح کرنا ہوگا اور منا مین پھینکنے کے واسطے وہان سے ستر پتھر اوٹھا لے کہ ایسے پتھر وہان بہت ہوتے ہین پچھلی رات کو منا کا قصد کرے اور فجر کی نماز اول وقت پڑھے اور جب مزدلفہ کے اخیر مین جسے مشعر الحرام کہتے ہین پہونچے تو اوجالا ہونے تک ٹھہرے اور دعا مانگتا رہے پھر وہان سے اوس مقام پر پہونچیگا جسکو وادی محشر کہتے ہین جانور کو جلدی ہانکے اگر پیادہ ہو تو خود جلد چلے یہانتک کہ وہ میدان طے ہو جاے یہی سنت ہے پھر صبح عید کو کبھی اللہ اکبر کہے کبھی لبیک جبتک کہ اوس بلندی پر پہونچے جسے جمرات کہتے ہین اور اوس سے گذر کر اوس بلندی پر پہونچے جو قبلہ رو ہونے سے رستے کے داہنے پر واقع ہے اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہین جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اوس جمرہ مین پھینکے اور قبلہ کیطرف منہ رکھنا اولی ہے یہان لبیک کے بدلے اللہ اکبر کہے اور ہر پتھر پھینکتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ جب فراغت حاصل ہو تو لبیک اور اللہ اکبر کہنا موقوف کرے مگر ایام تشریق کے آخری روز کی صبح تک فرض نمازون کے بعد کہا کرے اور وہ دن عید کے روز سے چوتھا دن ہے پھر اپنی فرودگاہ کو جاکر دعا مین مشغول ہو پھر اگر کرنا ہے تو قربانی کرے اور اوسکی شرطون کا لحاظ رکھے اسوقت بال منڈوا لے کہ جب سنگ اندازی اور موتراشی اوسدن کر چکا تو ایک تحلل اس سے حاصل ہوا اور ممنوعات احرام مباح ہوگئے مگر جماع اور شکار پھر مکہ معظمہ کو جاکر طواف رکن کرے عید کی آدھی رات گذرنے کے بعد سے اس طواف کا وقت آتا ہے مگر عید کے دن کرنا اولی ہے اور اس طواف کے وقت کی انتہا نہین مقرر ہے بلکہ جتنی تاخیر کریگا فوت نہوگا لیکن دوسرا تحلل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام رہیگا جب طواف بھی اسطرح جسطرح ہمنے طواف قدوم بیان کیا تمام ہوگا تو حج اختتام ہوگا جماع اور شکار کرنا بھی حلال ہو جائیگا اگر سعی پہلے ہی کر چکا ہے تو پھر نہ کرے ورنہ سعی رکن اس طواف کے بعد کرے اور جب پتھر مار چکا بال منڈوا چکا طواف کر چکا تو حج تمام ہوگیا اور احرام سے باہر ہوگیا لیکن ایام تشریق مین پتھر پھینکنا اور منا مین شب باش ہونا زوال احرام کے بعد ہوتا ہے جب اس طواف اور سعی سے فارغ ہوا تو عید کے دن منا مین پھر آئے اور وہان شب باش ہو کہ یہ واجب ہے اور دوسرے دن آفتاب ڈھلنے سے پہلے جمرہ کی رمی کے واسطے غسل کرے اور پہلے جمرہ مین جو عرفات کی طرف ہے سات پتھر پھینکے اور اوس وقت قبلہ رو کھڑا رہے اور سورہ بقر کی مقدار دعا مانگے پھر سات پتھر درمیان کے جمرہ مین پھینکے اور دعا کرے پھر سات پتھر جمرۃ العقبہ مین پھینکے اور اس رات کو منا مین مقام کرے پھر عید کے تیسرے دن بھی اسی ترتیب سے اکیس پتھر تینون جمرون مین پھینکے اگر چاہے تو اسی پر اقتصار کرکے مکہ معظمہ کو چلا جاے اگر غروب آفتاب تک ٹھہریگا تو اس رات کو مقام بھی واجب ہو جائیگا اور دوسرے دن پتھر پھینکنا بھی حج کا تمام ہونا یہی ہے جو مذکور ہوا

عمرہ کا بیان جب عمرہ لانا چاہے تو غسل کرکے احرام کے کپڑے جیسے حج مین پہنے تھے پہنے اور مکہ معظمہ سے نکلکر عمرہ کے میقات تک جائے اور وہ جعرانہ اور تنعیم اور حدیبیہ ہے اور عمرہ کی نیت کرے اور کہے لبیک بعمرۃ اور مسجد عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مین جاکر دو رکعت نماز پڑہے پہر مکہ معظمہ کو آئے اور راہ مین لبیک کہے مسجد مین جب داخل ہو تو لبیک کہنا موقوف کرے اور طواف اور سعی کرے جسطرح حج مین مذکور ہوا پہر بال منڈائے عمرہ اس سے تمام ہوگا عمرہ سال بہر کر سکتے ہین جو کوئی مکہ معظمہ مین رہے اوسے چاہیے کہ جسقدر ہو سکین عمرے لائے ورنہ طواف کرے یہ بھی نہو سکے تو بیت اللہ کو دیکھا کرے جب خانہ کعبہ کے دروازے کے اندر جاوے تو چاہیے کہ دو ستون کے درمیان مین نماز پڑہے اور ننگے پاؤن بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ اندر جائے اور آب زمزم پیٹ بھر کر پیئے جس نیت سے پیئے گا شفا حاصل ہوگی اور کہے اللّٰھمّ اجعلہ شفاءً من کلّ سقمٍ وارزقنی الاخلاص والیقین والمعافات فی الدّنیا والاخرۃ

طواف وداع کا بیان جب مراجعت کا قصد کرے تو پہلے اسباب باندہے اور سب کامون کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرے یعنی سات بار طواف وداع کرے اور دو رکعت نماز پڑہے جیسا طواف کے حال مین اول ذکر ہوا اس طواف مین اضطباع اور جلدی چلنا کچہ ضرور نہین پہر ملتزم مین جاکر دعا کرے اور کعبہ شریف کو دیکھتا ہوا اولٹے پاؤن پہرے یہانتک کہ مسجد کے باہر ہو جائے

مدینہ منورہ کی زیارت کا بیان تب مدینہ منورہ کو جائے اسواسطے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا اوسنے گویا میری حیات مین میری زیارت کی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی مدینہ مین آئے اور زیارت کے سوا اور کوئی اوسکی غرض نہو تو حق تعالے کے نزدیک اوسکا حق ثابت ہو جاتا ہے اوسکا شفیع کریگا مدینہ منورہ کے راستے مین درود شریف بہت کثرت سے پڑہے اور جب مدینہ منورہ کی دیوار سراپا انوار پر نظر پڑے تو کہے اللّٰھمّ ھذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃً من النّار وامانًا من العذاب وسوء الحساب پہلے غسل کرے بعدہ مدینہ منورہ مین داخل ہو خوشبو اور سپید پاکیزہ کپڑے پہنے جب اندر داخل ہو تو فروتنی اور تواضع کے ساتھ رہے اور یون کہے اللّٰھمّ ادخلنی مدخل صدقٍ واخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنک سلطانًا نصیرًا پہر مسجد نبوی مین جاکر منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس انداز پڑہے کہ منبر کا عمود اوسکے داہنے کاندہے کے مقابل ہو اسواسطے کہ وہ جناب سرور کائنات کا موقف اور مقام تھا پہر زیارت کا قصد کرے اور مشہد اقدس کی طرف متوجہ ہو اور منہ سیدہے اور پشت بقبلہ ہو جاوے کہ دیوار سراپا انوار پہ ہاتہ رکھکر بوسہ دینا سنت نہین ہے بلکہ دور رہنے مین بڑی تعظیم ہے پہر کہے السّلام علیک یا رسول اللّٰہ السّلام علیک یا نبیّ اللّٰہ السّلام علیک یا حبیب اللّٰہ السّلام علیک یا صفیّ اللّٰہ السّلام علیک یا سیّد ولد ادم السّلام علیک یا سیّد المرسلین وخاتم النّبیّین رسول ربّ العالمین السّلام علیک وعلی الک واصحابک الطّاھرین وازواجک الطّاھرات امّھات المؤمنین جزاک اللّٰہ عنّا افضل ما جزی نبیًّا عن امّتہ وصلّی علیک کلّما ذکرک الذّاکرون وغفل عنک الغافلون اگر کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہونچانیکی وصیت کی ہو تو یون کہے السّلام علیک یا رسول اللّٰہ من فلان السّلام علیک یا رسول اللّٰہ من فلان پہر تہوڑا سا آگے بڑہ کر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی

خدمت میں سلام کرے اور کہے السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ والمعاونین لہ علی القیام بالدین مادام حیا والقائمین
بعدہ فی امتہ بامور الدین تتبعان فی ذلک آثارہ وتعملان بسنتہ فجزاکما اللہ خیر ما جزی وزیری نبی
علی دینہ پھر وہاں سے پھرے اور جو دعا مانگی جاسے مانگے پھر وہاں سے نکل کر بقیع کے قبرستان کو جاوے بزرگواروں اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کی زیارت کرے جب مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے لگے تو جناب محبوب رب العالمین کی زیارت سے
سراپا بشارت سے سعادت کونین حاصل کر کے رخصت اور وداع کرے حج کے اسرار کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو کچھ بیان ہوا حج
کے ارکان اور اعمال کی صورت ہے انہیں سے ہر ایک رکن میں سر ہے اور ہر ایک کی ایک حقیقت ہے عبرت اور یاد آوری امور آخرت
اس سے اصل مقصود ہے حقیقت امر یہ ہے کہ آدمی اس طرح پر مخلوق ہوا ہے کہ جبتک اپنا اختیار اپنے پروردگار کے سپرد نہ کرے کمال
سعادت کو پہونچنا محال اور مفقود ہے جیسا عنوان مسلمانی میں مذکور ہو چکا آغاز کتاب میں مسطور ہو چکا خواہش کی اطاعت اوسکے واسطے
موجب ہلاکت ہے جبتک اپنے اختیار میں ہے اوسکا کوئی فعل حکم شرع سے نہیں بلکہ خواہش کی متابعت سے ہے اور اوسکا کوئی
کام بندہ وار نہیں اور بندگی کے سوا اور کسی امر میں اوسکے لیے سعادت وفلاح نہیں اسیواسطے تھا کہ حق تعالے نے سابق کی امتوں میں
رہبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا تھا تاکہ عبادت کرنیوالے آبادی سے نکل جاتے خلق سے انقطاع صحبت کرتے اور پہاڑوں پر
جاکر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کرتے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین میں
سیاحت اور رہبانیت نہیں ہے آپ نے فرمایا اوسکے عوض ہمکو جہاد اور حج کرنیکا حکم ہے تو حق تعالے نے رہبانیت کے بدلے اس امت کو
حج کا حکم فرمایا کہ اسمیں مجاہدہ کا مطلب بھی حاصل ہے اور عبرتیں بھی موجود ہیں کہ حق تعالی نے کعبہ شریف کو بزرگی عنایت فرمائی اور اپنی طرف نسبت کیا
اور اوسکو بادشاہوں کے دردولت کے مثل بنایا اطراف وجوانب کو اوسکا حرم ٹھہرایا اوسکی تعظیم اور عزت کے واسطے وہاں کے شکار
اور اشجار کو حرام کردیا اور عرفات کو دردولت سلطانی کے چبوترہ کی مثل حرم کے سامنے بنایا تاکہ سب طرف سے تمام عالم بیت اللہ کا
قصد کرے حالانکہ معلوم ہے کہ خدا تعالی مکان اور خانہ کعبہ میں رہنے سے منزہ اور پاک ہے لیکن آدمیکو جب شوق بنہایت اور آرزو
بے نہایت ہو تو جو چیز دوست کیطرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان ودل سے مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانوں نے اس اشتیاق میں
اپنے اہل وعیال وطن ومال چھوڑ دیے اور جنگلوں کے خوف وخطر گوارا کیے غلاموں اور بندوں کیطرح دوست بزرگ اور مالک مطلق
کے آستانہ کا قصد کیا اور اس عبادت میں انکو ایسے کاموں کا حکم ہوا جو عقل میں نہیں آسکتے جیسے پتھر پھینکنا اور صفا مروہ میں دوڑنا
اسواسطے ہوا کہ جو کچھ عقل میں آسکتا ہے نفس کو بھی اوسکے ساتھ کچھ انس ہوتا ہے اسواسطے کہ اوس کام کو اور اوسکی وجہ کو جانتا ہے لاچار [illegible]
[illegible] میں محتاج ہوں [illegible] سے [illegible] کے سامنے [illegible] اور [illegible]
ممکن ہے کہ آدمی کی طبیعت عقل کے موافق حرکت کرے اور کمال بندگی یہ ہے کہ محض حکم مالک سے بندہ کام کرے اور اوسکے بیان میں
اوس کام کا انجام اسکا رکی کوئی نہو جیسے پتھر پھینکنا اور دوڑنا اسی قبیل سے ہے کہ سوا بندگی کے اور کسی وجہ سے آدمی نہیں کرسکتا اور اسیواسطے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے [illegible]

اور بندگی آپ نے اسیکا نام رکہا اور بعضے لوگ جو حیران ہین کہ حج کے اعمال سے کیا مقصد اور مراد ہے یہ حیرانی اونکی غفلت کے باعث سے ہے حقیقت حال سے وہ بیخبر ہین کہ بے مطلبی اسکا مطلب ہے اور بیغرضی اس سے غرض یعنی بندگی اس سے ظاہر ہو اور بندہ کی نظر محض حکم مالک پر ہو اور اوسمین کسیطرح طبیعت اور عقل کا دخل نہو تاکہ آدمی اپنے تئین باقی مطلق مین بالکل فنا کر دے کہ نیستی اور بے نصیبی ہے آدمیکی سعادت ہے تاکہ اوس سے حق اور فرمان حق کے سوا اور کچھ باقی نرہے حج کی عبرتین یہ ہین کہ اس سفر کو ایک وجہ سے سفر آخرت کے مانند بنایا ہے اسواسطے کہ اس سفر سے خانہ مقصود ہے اور اوس سفر سے صاحب خانہ تو اس سفر کے حالات اور مقدمات سے اوس سفر کا احوال یاد کرنا چاہیے جب اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کو آدمی وداع کرے تو سمجھے کہ یہ رخصت اوس رخصت کے مانند ہے جو سکرات موت مین ہوگی اور اس سفر سے پہلے تمام علائق سے فارغ البال ہوکر آدمی نکلتا ہے اسیطرح اخیر عمر مین بھی چاہیے کہ تمام دنیا سے دلکو خالی کرے ورنہ سفر آخرت اوسے دوبھر ہوجائیگا اور جسطرح اس سفر کا توشہ اور ہر قسم کا زاد راہ مہیا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور سب احتیاطین کرتا ہے کہ جنگل بیابان مین کہین بے سامان نہو جائے تو خیال کرنا چاہیے کہ میدان حشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور وہان توشہ اور زاد آخرت کی بڑی احتیاج ہے اور جب اس سفر مین بہت جلد خراب ہوجانیوالی چیز ساتھ نہین لیتا کہ جانتا ہے یہ میرا ساتھ نہ دیگی اور توشہ اور زاد راہ کے لائق نہین اسیطرح جس عبادت مین کہ ریا اور قصور کو دخل ہو وہ زاد آخرت کے لائق نہین اور جب جنازہ یعنی سواری پر بیٹھے چاہیے کہ جنازہ کو یاد کرے اسواسطے کہ یقیناً جانتا ہے کہ سفر آخرت مین بھی سواری ہوگی اور ممکن ہے کہ جنازہ سے اوترنے نپائے اور وقت جنازہ آجائے اور چاہیے کہ یہ سفر حج ایسا ہو کہ زاد سفر آخرت ہوسکے اور جب احرام کے کپڑے مہیا کرے کہ نزدیک پہونچتے ہی روزمرہ کے کپڑے اوتار کر اونھین پہنے گا اور وہ سفید دو چادرین ہین تو چاہیے کہ کفن کو یاد کرے کہ وہ بھی دنیا کے لباس کے خلاف ہے اور جب پہاڑ کی گھاٹیان اور جنگل کے خطرے دیکھے تو منکر نکیر اور قبر کے سانپ بچھو کو یاد کرے کہ قبر سے میدان حشر تک بہت بڑا جنگل ہے اور اوسمین بہت سی گھاٹیان ہین اور جسطرح بیراہبر کے جنگل کی آفتون سے بچنا ممکن نہین اسیطرح عبادت کے بغیر قبر کے ہولون سے بچنا ممکن نہین اور جیسے جنگل مین اہل وعیال دوست آشنا سے چھوٹ کر تنہا ہوتا ہے قبر مین بھی اسیطرح اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہنا شروع کرے تو جاننا چاہیے کہ خدا تعالی کی ندا کا جواب ہے اور قیامت کے دن اوسے اسیطرح ندا پہونچے گی اوس ہول کو خیال کرے اور اوس ندا کے خطر مین ڈوبا رہے علی ابن الحسین رضی اللہ تعالی عنہ کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہوجاتا تھا اور بدن مین لرزہ پڑجاتا تھا اور لبیک نہ کہہ سکتے تھے لوگون نے کہا آپ لبیک کیون نہین کہتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ لبیک کہون اور لا لبیک ولا سعدیک جواب آئے اتنا کہا اور اونٹ پر سے بیہوش ہوکر گر پڑے احمد ابن الحواری جو حضرت ابو سلیمان دارانی کے مرید تھے وہ حکایت کرتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان نے اوسوقت لبیک نہ کہا اور ایک میل چلکر انکو غش آگیا جب ہوش آیا تو فرمایا حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی کی تھی کہ اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجھے نہ یاد کرین اور میرا نام نلین کہ جو مجھے یاد کرتا ہے مین اوسے یاد کرتا ہون اگر یاد کرنیوالے ظالم ہین تو مین اونھین لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہون اور کہا کہ مین نے سنا ہے کہ جو کوئی حج کا خرچ مال مشتبہ سے لیتا ہے اور لبیک کہتا ہے اوسکو جواب دیتے ہین کہ لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ حَتّٰی تَرُدَّ مَا فِیْ یَدَیْکَ اور طواف وسعی اور اوسکے مشابہ ہین جیسے غریب محتاج نادار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہین اور محل کے گرد عرض

حاجت کا موقع ڈہونڈہتے پھرتے ہین اور جلوخانے مین آتے جاتے ہین اور اپنا ساعی اور شفیع ڈہونڈہتے ہین اور اونھین امید ہوتی
ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ ہمپر پڑجاے اور ہمیون ایک نظر دیکہے صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلوخانۂ سلطانی کے مانند ہے عرفات پر
لوگون کا کھڑا رہنا اور اطراف جہان سے لوگون کا مجتمع ہوکر آنا اور مختلف زبانون مین دعائین مانگنا عرصات قیامت کے مانند ہے کہ ان مین بھی
تمام عالم جمع ہوگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی اور ہر شخص امید وبیم مین ہوگا کہ دیکھا چاہیے مین مقبول ہون یا مردود اور پتھر مارنے کو
ایک تو فقط اظہار بندگی بطور عبادت مقصود ہے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مشابہت ہے کہ وہان پر ابلیس آپکے
سامنے آیا تہا کہ وسوسہ مین ڈالے آپ نے اوسپر پتھر پہینکے تہے اے عزیز اگر تیرے خیال مین یہ بات آئے کہ ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
دکھائی دیا تہا ہمین نہین دکھائی دیتا ہم بیفائدہ پتھر کیون مارین تو اس خطرہ کو وسوسۂ شیطانی جان اور بیتامل پتھر مارکر شیطان کی
پیٹھ توڑ کہ پتھر مارنے سے شیطان کی پیٹھ ٹوٹتی ہے اور تو بندہ فرمان بردار ہوجاتا ہے حکم تیرے بجالا اور اپنے تئین بالکل خداوند کریم کے
تصرف مین چھوڑ دے اور یہ جان لے کہ پتھر مارنے سے بیشک مین نے شیطان کو مقہور اور مغلوب کر لیا حج کی عبرتون کا اسقدر بیان
ہوا کہ اگر کوئی شخص اس راہ کو پہچانے گا تو جسقدر اوسکا ذہن روشن اور شوق کامل اور سعی و کوشش بلیغ ہے اوسقدر یہ معنی اوسے دکھائی
دینگے اور ہر امر مین حصہ اور نصیبہ پاویگا کہ سچ عبادت یہی ہے اور یہ آئین مسلم ہونیسے کامنہ کی ظاہری صورت سے معنونکی طرف بہت بڑہ جائیگا

آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ قرآن شریف پڑہنا سب عبادتون سے بہتر ہے خصوصاً نماز مین کھڑے ہوکر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتون مین سب سے افضل تلاوت قرآن ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حق تعالی نے نعمت قرآن عطا فرمائی
اور وہ سمجھے کہ اور کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اوسنے اوس چیز کی تحقیر کی جسکی حق تعالی نے تعظیم و توقیر کی اور فرمایا کہ اگر مثلاً
قرآن کسی کہال مین لپیٹین تو آگ اوسکے قریب بھی نہ جائیگی اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی فرشتہ اور پیغمبر وغیرہ قرآن سے
بڑہ کر حق تعالے کے نزدیک شفیع نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جسکو تلاوت قرآن دعا مانگنے سے باز رکہے شاکرون
کے واسطے جو بڑا ثواب ہے وہ مین اوسے دونگا اور فرمایا کہ دلون مین لوہے کی طرح زنگ لگتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
وہ چھوٹتا کاہے سے ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف پڑہنے سے اور موت کو یاد کرنے سے اور فرمایا ہے مین دنیا سے گیا اور تم مین
دو واعظ اور ناصح چھوڑے وہ ہمیشہ تمکو پند و نصیحت کرینگے ایک گویا اور دوسرا خاموش ہے گویا تو قرآن مجید ہے اور خاموش موت
ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑہو کہ ہر حرف کے بدلے مین دس دس نیکیان ثواب ملتی ہین مین نہین کہتا
کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے حق تعالی
کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ یا اللہ کس چیز کے ذریعہ سے تیرے ساتھ تقرب افضل ہے ارشاد ہوا کہ میرے کلام قرآن کے ذریعہ سے
مین نے عرض کیا کہ خواہ معنی سمجھتا ہو خواہ نہین ارشاد ہوا کہ ہان معنی سمجھے خواہ نسمجھے تا قلوب کی تلاوت کا بیان اے عزیز جان تو

کہ جسنے قرآن پڑہا اوسکا بڑا درجہ ہے اوسے چاہیے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے ناشائستہ باتوں سے بچا رہے ہر وقت آداب
سے رہے ورنہ معاذ اللہ اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اوسکا دشمن ہوجائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میری امت میں منافق اکثر قرآن خوان لوگ ہونگے حضرت ابو سلیمان دارانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتوں کی نسبت مفسد
قرآن خوانوں کو جلد پکڑیگا توریت میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ اگر تیرے
بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر تو راہ میں ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے یا راستے سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اوسکا ایک ایک حرف پڑہتا ہے
اور اوسمیں غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا نامہ ہے تجھے میں نے لکھا کہ تو اوسمیں غور و تامل کرے اور تو اوسپر کاربند ہو اور تو اوس سے
انکار کرتا ہے اور اوسپر عمل نہیں کرتا اور جو تو پڑہتا بھی ہے تو غور و تامل نہیں کرتا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ
اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالے کے پاس سے یہ نامہ آیا ہے رات کو اوسمیں غور و تامل کرتے اور دنکو اوسپر عمل کرتے
تھے تم لوگوں نے اوسکا درس اختیار کیا ہے اوسکے حروف کے زیر و زبر کو درست کرتے ہو اور اوس پر عمل کرنے میں سستی کرتے ہو
الغرض قرآن شریف سے مقصود اصلی فقط پڑہنا نہیں ہے بلکہ اوسپر عمل کرنا ہے پڑہنا یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنیکے
واسطے جو لوگ پڑہتے ہیں اور عمل نہیں کرتے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اوسکے مالک کا نامہ آئے اوسمیں اوس غلام کی نسبت
احکام لکھے ہوں وہ غلام بیٹھے اور اوس نامہ کو خوش آوازی سے پڑہے اوسکے حروف خوب درست نکالے اور اون احکام میں سے
جو اوسمیں لکھے ہیں کچھ نہ بجا لائے تو وہ غلام بیشک عقوبت اور عداوت کا مستحق ہے **تلاوت قرآن کے آداب** ظاہر میں
چند چیزوں کی رعایت رکھنا چاہیے اول یہ کہ تعظیم سے پڑہے اور پہلے وضو کرلے اور قبلہ رو بیٹھے اور عجز و انکسار کے ساتھ پڑہے چنانچہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز میں کھڑے ہوکر قرآن پڑہتا ہے اوسکے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیاں
لکھی جاتی ہیں اور جو بیٹھکر نماز میں پڑہتا ہے تو پچاس پچاس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر باوضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑہے تو
پچیس پچیس نیکیاں اور اگر وضو بھی نہو تو دس دس نیکیوں سے زیادہ نہیں لکھتے اور اگر رات کو نماز میں پڑہے تو بہت افضل ہے
کہ خاطر جمعی بہت ہوتی ہے دوسرے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑہے اور اوسکے معنوں میں تامل کرے جلد ختم کرنے کی فکر میں نرہے
بعض لوگ روز ایک ختم کرتے ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تین دن سے کم میں قرآن ختم کرے تو
علم فقہ جو قرآن میں ہے وہ اوسے نہ حاصل ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اذا زلزلت الارض اور
القارعہ میں آہستہ پڑہوں اور غور و تامل کروں تو سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران جلدی پڑہنے سے مجھے بہت پسند ہے ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے کسی کو جلدی جلدی قرآن شریف پڑہتے دیکھا فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑہتا ہے نہ خاموش
ہے اگرچہ کوئی قرآن شریف کے معنی نہیں جانتا تو بھی قرآن شریف کی عظمت کے واسطے آہستہ اور ٹھہر کے پڑہنا افضل ہے تیسرے
یہ کہ روئے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑہو اور رو اگر رونا نہ آئے تو تکلف کرکے قصداً رونا لاؤ
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے سبحان الذی میں جو آیہ سجدہ ہے جب اوسے پڑہو تو سجدہ کے واسطے جلدی نکرو

تاوقتیکہ رونا ہو اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو چاہیے کہ اوسکا دل روئے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن
رنج کے واسطے نازل ہوا ہے جب اوسکو پڑہو تو اپنے تئین غمگین کرو اور جو کوئی وعدہ وعید اور احکام قرآن مین تامل کریگا اور اپنی عاجزی
اور ناچاری دیکھیگا خواہ نخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اوسپر غفلت نہ غالب ہو چوتھے یہ کہ ہر آیت کا حق ادا کرے اسواسطے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب عذاب کی آیت پر پہونچتے استعاذہ کرتے یعنی حق تعالی سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی آیت پر پہونچتے تو
حق تعالے سے رحمت مانگتے اور تنزیہ کی آیت پر پہونچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑہتے اور جب
تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِالْقُرْآنِ وَاجْعَلْهُ لِي إِمَامًا وَنُورًا وَهُدًى وَرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِي مِنْهُ
مَا نَسِيتُ وَعَلِّمْنِي مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِي تِلَاوَتَهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لِي يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ
اور جب سجدہ کی آیت پر پہونچے تو سجدہ کرے پہلے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے نماز کی شرطین یعنی طہارت اور ستر عورت وغیرہ
سجدہ تلاوت مین لحاظ رکھنا چاہیے فقط اللہ اکبر کہکر سجدہ کرنا بے تشہد اور سلام کے کافی ہے پانچوین یہ کہ اگر ریا کا شبہہ اور اندیشہ ہو یا کسی کی
نماز مین خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ چپکے قرآن پڑہنے کو چلا کر پڑہنے پر ایسی فضیلت ہے
جیسے چھپا کر صدقہ دینے کو علانیہ دینے پر اگر ریا اور دوسرے کی نماز مین فتور پڑنے کا اندیشہ نہو تو بہتر یہ ہے کہ چلا کر پڑہے تاکہ اور لوگ
سننے سے بہرہ مند ہون اور اوسکو بھی بہت آگاہی حاصل ہو اور ہمت جمع ہو اور شوق بڑہے اور نیند بھاگ جائے اور سونیوالے جاگ اٹھین
اگر یہ سب نیتین جمع ہون تو ہر ہر نیت پر ثواب پاویگا اور اگر دیکھکر پڑہے تو بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی کام مین لگایا لوگون نے کہا ہے کہ قرآن شریف
دیکھکر ایک ختم کرنا سات ختمون کے برابر ہے علماء مصر مین سے ایک عالم حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا اونکو سجدہ مین
پایا اور قرآن شریف سامنے رکھا دیکھا کہا کہ فقہ نے تمہین قرآن شریف سے باز رکھا مین جب عشا کی نماز پڑھتا ہون مصحف کی تلاوت
کرتا ہون اور صبح تک بیدار رہتا ہون جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت نماز مین قرآن شریف چپکے چپکے پڑہ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ کیون پڑہتے ہو
اسواسطے کہ جس سے مین کہتا ہون وہ سنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ چلا کر پڑہتے ہین آپ نے فرمایا چلا کر کیون پڑہتے ہو عرض کیا
کہ سوتون کو جگاتا ہون شیطان کو بھگاتا ہون آپ نے فرمایا کہ دونون آدمی اچھا کرتے ہو تو ایسے اعمال نیت کے تابع ہین چونکہ دونون کی نیت بخیر تھی
دونون طرح سے ثواب ملیگا چھٹے یہ کہ کوشش کرے کہ خوش آوازی سے پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کے مولی کو دیکھا کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑہ رہے ہین فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَهُ یعنی اوس خدا کا شکر ہے
جسنے میری امت مین ایسے کو داخل کیا اسکا یہ سبب ہے کہ آواز جتنی اچھی ہوگی قرآن کا اثر بھی زیادہ ہوگا سنت یہ ہے کہ خوش الحانی سے
پڑہے کلمات اور حروف مین بہت الحان کرنا جیسے قوالون کی عادت ہے مکروہ ہے تلاوت کے آداب باطن بھی چھ ہین
اول یہ کہ کلام کی عظمت پہچانے حق سبحانہ تعالی کا کلام جانے اور یقین کرے کہ یہ کلام قدیم ہے اور حق تعالی کی صفت ہے اوسکی ذات سے
قائم ہے اور زبان پر جو جاری ہوتا ہے یہ حروف ہین اور جیسے زبان سے آگ کہنا آسان ہے ہر ایک کہہ سکتا ہے لیکن اصل آگ کی طاقت

نہین اسیطرح ان حرفون کے معانی کی اصل حقیقت اگر ظاہر ہوتی ساتون زمین اور ساتون آسمان کو اوسکی تجلی کی تاب و طاقت نہو ہی سبب تھا
کہ حق تعالی نے فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ لیکن قرآن کی عظمت اور
جمال کو حروف کے لباس مین پوشیدہ کیا ہے تاکہ زبان اور دلون کو اوسکی طاقت ہو لباس حروف کے سوا آدمیون کی طرف اوس
عظمت اور جمال کے پہونچانے کی اور کوئی صورت نہ تھی یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ حروف کے سوا اور بھی کوئی بڑا کام ہے جیسا کہ جانورون کو
ہانکنا اور ادب دینا ہو جانورون کے کام کو کسنا آدمی کے کلام اور الفاظ سے ممکن نہین ہے کیونکہ اونہین آدمیون کی باتین سمجھنے کی طاقت نہین
تا چار چار پایون کی آواز سے ملتی ہوئی آواز مقرر کی کہ جانورون کو اس آواز سے چلائین اور یہ اوس آواز کو سنکر کام کرین اور اوس کام کی
حکمت اور رعایت جانور نہین جانتے اسواسطے کہ بیل کو جو آواز دیتے ہین تو وہ زمین کو نرم کرتا ہے لیکن زمین نرم کرنیکی حکمت اور مصلحت
نہین جانتا کہ اس سے یہ مقصود ہے کہ مٹی مین ہوا جاوے اور پانی دونون مین ملے تاکہ تینون جب جمع ہون تو وہ مجموعہ بیج کی غذا ہو کر
اوسے پرورش کرے اکثر آدمیون کا حصہ قرآن شریف سے بھی آواز اور ظاہری معنون کے سوا اور کچھ نہین یہانتک کہ بعضے آدمی خود
قرآن مجید کو فقط حروف اور آواز ہی جانتے سمجھے ہین یہ سمجھنا نہایت ضعف اور خرابی دل ہے اور یہ ایسا ہے جیسے کوئی سمجھے کہ آتش کی حقیقت فقط
الف تے شین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ آتش اگر کاغذ کو چھوجائے تو جلا دے اور کاغذ اوسکی تاب نہین لاتا لیکن یہ حروف ہمیشہ کاغذ مین لکھے
رہتے ہین اور اوسمین کچھ اثر نہین کرتے اور جسطرح ہر کالبد کے واسطے روح ہے اور وہ کالبد اوسکے سبب سے باقی رہتا ہے حروف کے
معنی بھی روح کے مانند ہین اور حروف کالبد ہین اور کالبد کو روح کی بدولت عظمت اور عزت ہوتی ہے اور حروف کو معانی کے سبب سے
شرف ہے اسکی تمام تحقیق بیان کرنا اس کتاب مین ممکن نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ حق تعالی کی عظمت کہ یہ اوسکا کلام ہے قرآن شروع
کرنے سے پہلے دل مین حاضر کرے اور سمجھے کہ کسکا کلام پڑہتا ہے اور کتنے بڑے کام کو بیٹھتا ہے کہ حق تعالے خود ارشاد فرماتا ہے
لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور جسطرح ظاہر مصحف کو نہین چھوتا مگر پاک ہاتھ اوسیطرح حقیقت کلام کو نہین پاتا مگر وہ دل جو اخلاق بد کی نجاست
سے طاہر اور پاکیزہ ہوا اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور اور آراستہ ہوا اسی سبب سے تھا کہ عکرمہ رضی اللہ تعالے عنہ جب مصحف کھولتے
تو غشی طاری ہوتی اور فرماتے ھُوَ کَلَامُ رَبِّیْ اور کوئی شخص قرآن مجید کی عظمت نہ جانیگا تاوقتیکہ حق سبحانہ تعالی کی عظمت نہ پہچانیگا
اور حق تعالے کی عظمت دل مین نہین حاضر ہوتی تاوقتیکہ آدمی اوسکے صفات اور افعال نہ سوچے جیسے عرش کرسی سات زمین سات
آسمان اور جو چیزین اونکے درمیان ہین ملایک جن و بشر بہائم حشرات الارض جمادات نباتات اور انواع مخلوقات ان سب کو خیال کرے
اور سمجھے کہ یہ قرآن اوسکا کلام ہے جسکے قبضہ مین یہ سب ملک کا قائم ہے اگر سبکو ہلاک کر ڈالے تو اوسے کچھ باک نہین اور اوسکے
کمال مین کچھ نقصان نہ آئیگا سب کا خالق حافظ رازق وہی ہے ان سب باتون کا خیال کرے تو اوسکی عظمت اور بزرگی کا کچھ شمہ آدمی
کے دل مین آئے تیسرا ادب یہ ہے کہ پڑہنے مین دل حاضر رہے غافل نہو نفس کی باتین ادھر ادھر نہ لیجائین اور جو کچھ غفلت سے
پڑہا اوسے نہ پڑہنے کے برابر جانے اور پھر سے پڑہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سیر کے واسطے باغ گیا اور وہانکے عجائب و
غرائب سے غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشا گاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اپنا

غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشا گاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین تامل کرے تو پھر اور کسی چیز کیطرف نہ مشغول ہو تو اگر کوئی شخص قرآن شریف کے معنی نہ سمجھا وہ عبادت کم نصیب ہے لیکن چاہیے کہ اوسکی عظمت دل مین رکھے تا کہ خیال اور طرف نہ بٹے چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے تا کہ معنی سمجھہ مین آئین اگر ایک بار مین نہ سمجھے تو اعادہ کرے اور اوس سے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو بھی اعادہ کرے بہت پڑھنے سے یہ اولی اور افضل ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب نماز مین اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور بیس بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اعادہ فرماتے اور حضرت سعد ابن جبیر نے اس آیت مین ایک رات کی رات بسر کی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اگر کوئی شخص ایک آیت پڑھے اور دوسری آیت کے مضمون کا دھیان کرے تو اوس نے اوس آیت کا حق نہین ادا کیا افضل ہے کہ حضرت عامر ابن عبد اللہ وسواس کا گلا اور شکوہ کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ کیا دنیوی ہوس ہوتے ہین جواب دیا کہ اگر میرے سینہ مین چھری ماریں تو نماز مین دنیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے مجھے یہ خیال بہت رہا کرتا کہ قیامت کے دن حق تعالی کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا اور کسطرح وہان سے پھرونگا تو دیکھا چاہیے کہ ان خیالات کو بھی وسواس جانتے تھے اس حکم کے بنا پر کہ جو آیت آدمی نماز مین پڑھے تو چاہیے کہ اس وقت اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے جب اور بات کا خیال کیا اگر چہ وہ بات دین کی بھی ہو تو بھی وسواس ہے بلکہ چاہیے کہ ہر آیت مین اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے کہ جب حق تعالی کے صفات کی آیتین پڑھے تو اوسکے صفات کے اسرار مین تامل اور غور کرے کہ قدوس عزیز جبار حکیم وغیرہ کے کیا معنی ہین اور جب حق تعالی کے افعال کی آیتین پڑھے مثلا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو عجائب خلق سے خالق کی عظمت سمجھے اور اوسکا کمال علم و قدرت سمجھے حتی کہ ایسا ہو جاوے کہ جس چیز مین دیکھے خدا ہی کو دیکھے سب اوسکے ساتھ دیکھے اور اوسی سے دیکھے جب یہ آیت پڑھے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ تو نطفہ کے عجائبات کا خیال کرے کہ ایک طرح کے پانی سے کہ ایک قطرہ ہے کیسی کیسی مختلف چیزین پیدا ہوتی ہین مثلا گوشت پوست رگ ہڈی وغیرہ اور اعضا مثلا سر ہاتھ پاؤن آنکھ زبان وغیرہ کیونکر پیدا ہوتے ہین پھر عجیب عجیب قوتین جیسے سمع اور بصر حیات وغیرہ کیونکر ظاہر ہوتی ہین اور قرآن مجید کے سب معنی بیان کرنا مشکل ہے اس بیان سے فکر اور غور کرنے پر آگاہ کرنا مقصود ہے تین آدمیون کو قرآن شریف کے معنی نہین معلوم ہوتے ایک وہ جو علم تفسیر نہ پڑھا ہو اور عربی زبان نہ سمجھتا ہو دوسرے وہ جو کسی گناہ کبیرہ پر مصر ہو یا کسی بدعت کا اعتقاد اوسکے دل مین جا ہو اوسکا دل گناہ اور بدعت کی ظلمت سے تاریک ہو گیا ہو تیسرے وہ جسنے علم کلام کوئی اعتقاد پڑھا اور اوسکے ظاہر پر اٹکا اور ٹھہرا ہوا ہے اور اوسکے دل مین اوس اعتقاد کے خلاف جو کچھ آتا ہے اوس سے نفرت کرتا تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اس ظاہری اعتقاد سے پھرے پانچوان ادب یہ ہے کہ اسکا دل بھی صفات مختلفہ کیطرف پھرتا رہے جسطرح آیتون کے معنی مختلف آتے ہین مثلا خوف کی آیت پر جب پہونچے تو دل پر خوف اوسکے اور رقت غالب ہو اور جب رحمت کی آیت پر پہونچے تو فرحت و انبساط پیدا ہو اور جب حق تعالی کی صفتین سنے تو عین تواضع و انکسار ہو جاوے اور جب کفار کے اقوال محال سنے جو حق سبحانہ تعالی کی جناب مین گستاخی ہین مثلا شریک اور فرزند تو آواز ہلکی کرے اور شرم و خجالت سے پڑھے اسیطرح ہر آیت کے معنی مین اوس معنی کا مقتضا سمجھے تو اوسی صفت پر ہو جانا چاہیے تا کہ آیت کا حق ادا ہو

چھٹا ادب یہ ہے کہ قرآن اسطرح سنے کہ گویا حق تعالے سے سنتا ہے اور فرض کرے کہ فی الحال اوسی سے سنتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین قرآن شریف پڑہتا تھا اور کچھ حلاوت نہ پاتا تھا یہانتک کہ مین نے فرض کر لیا کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنتا ہون پھر آگے پڑہا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل امین سے سنتا ہون اوس سے زیادہ حلاوت پائی پھر اور آگے بڑہا اور تیسرے مرتبہ کو پہونچا اب اسطرح پڑہتا ہون کہ گویا بے واسطہ حق سبحانہ تعالے سے سنتا ہون اب وہ لذت پاتا ہون کہ ہرگز نہ پائی تھی ٭

نوین اصل حق تعالے کے ذکر کے بیان مین

۵۷ بیشک نماز باز رکھتی ہے بے حیائی اور برے کام سے اور البتہ یاد اللہ کی سب سے بڑی ہے ۱۲

اے عزیز جان تو کہ حق تعالی کو یاد کرنا سب عبادتون کا خلاصہ اور جان ہے اسواسطے نماز اسلام کا عمود ہے اور اس سے بھی یاد الٰہی مقصود ہے چنانچہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور تلاوت قرآن سب عبادتون سے اسواسطے افضل ہے کہ وہ کلام خداے عزوجل ہے حق تعالی کی یاد دلاتا ہے اور جو کچھ اوسمین ہے خدا کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے اور روزہ سے شہوت اور خواہش کا توڑنا مقصود ہے دل جب ہجوم شہوت سے نجات پاتا ہے صاف ہوکر حق تعالی کے ٹھہرنے کا مقام ہوتا ہے اسواسطے کہ جبتک دل شہوتون اور خواہشون سے بھرا ہوا ہے اوس سے ذکر الٰہی ناممکن ہے اور ذکر اوسمین موثر نہین ہوتا اور حج جو زیارت خانہ خدا کا نام ہے اوس سے صاحب خانہ کی یاد اور اوسکی ملاقات کے شوق کا پیدا کرنا مقصود ہے تو ذکر الٰہی سب عبادتون کا مغز اور خلاصہ ہے بلکہ اسلام کی اصل اور جڑ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہین ذکر ہے اور عبادتین اس ذکر کی تاکید اور مضبوط کرنیوالی ہین اور تیرے ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ خدا تجھے یاد کرتا ہے اس سے زیادہ ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اسواسطے ارشاد فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ مین تمہین یاد کرون خدا کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے اگر ہمیشہ نہو تو اکثر اوقات ہو کہ آدمی کی فلاح اسکے ساتھ وابستہ ہے اسواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرت ذکر اوسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تھوڑا سا نہین اکثر اوقات کرو گاہ گاہ نہین اسیواسطے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ اون بندون کی تعریف فرمائی ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے کبھی اوسکی یاد سے غافل نہین ہوتے اور فرمایا وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ یعنی اوسے یاد کر زاری اور ہراس سے اور پوشیدہ صبح و شام کو اور کسیوقت غافل نہو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب کامون مین کونسا کام افضل ہے آپ نے فرمایا کہ مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان ہونا جناب رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال اور مقبول ہے اور تمہارا برگزیدہ درجہ ہے اور سونا چاندی صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کے دشمنون کے ساتھ اسطرح جہاد کرنے سے بھی بہت بڑہ کر ہے کہ تم اونکی گردنین مارو وہ تمہاری گردنین کاٹین اوس کام سے مین تمہین آگاہ کرون جان نثارون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے وہ کیا کام ہے آپ نے فرمایا ذکر اللہ یعنی حق تعالی کو یاد کرنا اور آپ نے فرمایا ہے کہ جسکو میرا ذکر دعا مانگنے سے باز رکھے گا میری نزدیک اوسکا انعام اور اوسکا بھلا کرنا مانگنے والون کے انعام اور عطا سے بہتر ہے اور فرمایا کہ خدا کو یاد کرنیوالا غافلون مین ایسا ہے جیسے مردون مین زندہ ہے

اور جیسے سوکھی گھاس مین ہرا درخت اور جہاد سے بھاگے ہوؤن مین غازی ثابت قدم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے
کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہوگی مگر دنیا مین جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت مین اونپر گذری ہوگی اوسپر حسرت ہوگی ذکر کی حقیقت کا
بیان اے عزیز جان تو کہ ذکر کے چار درجے ہین ایک تو یہ کہ فقط زبانی ذکر ہو دل اوس سے غافل اور بیفکر ہو اور اوسکا اثر کم ہوتا ہے مگر بالکل
بے اثر نہین ہے اسواسطے کہ جو زبان ذکر الٰہی مین مشغول ہو اوسکو اوس زبان پر جو بیہودہ باتون مین مصروف ہو یا بالکل معطل اور بیکار ہو فضیلت ہے
دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے اور گھر نہ کرے ایسا ہو کہ دل کو تکلف سے ذکر کے ساتھ مشغول رکھین کہ اگر یہ جہد
اور تکلف نہو تو دل غفلت یا نفس کے خطرون سے پھر اپنی طبیعت کے موافق ہو جاوے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین گھر کر گیا ہو اور ایسا
غالب اور متمکن ہو گیا ہو کہ اور کام کی طرف اوسے تکلف سے مشغول کرین یہ بہت بڑی بات ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ جسکا ذکر ہے وہ دل مین
بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالی ہے اور ذکر دل مین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنی خدا کو دوست رکھتا ہے اوسمین اور
اوس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست رکھتا ہے بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے مذکور ہی مذکور
رہ جاوے اسواسطے کہ ذکر عربی ہو خواہ فارسی حرف و نقش سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا اور اصل یہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو کچھ ہو
سب چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جاوے دل مین کسی دوسری چیز کی گنجایش ہی نہ باقی رہے فرط محبت جسکو عشق کہتے ہین
یہ امر اوسکا نتیجہ ہے یعنی اوس سے حاصل ہوتا ہے اور عاشق ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے تصور اور
کمال خیال مین اوسکا نام بھی بھول جاتا ہے جب ایسا مستغرق اور محو ہو جائیگا کہ اپنے تئین اور غیر حق جو کچھ ہے سبکو بھول جائیگا تو تصوف
کے پہلے رستے پر لگا صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اس حالت کو فنا اور نیستی کہتے ہین یعنی جو کچھ ہے وہ سب اوسکے
ذکر سے نیست ہو گیا اور خود بھی نیست ہو گیا کہ اپنے تئین بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالی کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین انکی خبر
نہین اور وہ ہمارے حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ ہین اور ہمین جنکی خبر ہے وہ ہمارے نزدیک ہست ہین اگر یہ عالم جو خلق کے
نزدیک نیست ہین کسی کو بھول گئے تو اوسکے نزدیک نیست ہو گئے اور جب اپنی خودی بھول گیا تو خود بھی اپنے نزدیک نیست ہو گیا اور
خدا کے سوا جب کوئی چیز اوسکے ساتھ نرہی تو حق تعالی ہی اوسکے نزدیک ہست اور اوسکے سامنے موجود ہے اے عزیز جسطرح تو جو نگاہ کرکے
اور زمین و آسمان اور جو کچھ اونمین ہے وہی دیکھے اوسکے سوا اور کچھ نظر نہ آئے تو تو یہی کہیگا کہ اسکے سوا عالم ہی نہین اور تمام عالم
یہی ہے اسیطرح یہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھ نہین دیکھتا اور کہتا ہے ہمہ اوست یعنی اللہ ہی اللہ ہے سوا اللہ کے کچھ نہین اس مقام پر اوسکے
اور خدا کے درمیان جدائی نہین باقی رہتی اور یگانگی حاصل ہو جاتی ہے یہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنی جدائی اوٹھ جاتی ہے
جدائی اور دوئی سے کچھ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے تئین اور خدا کو پہچانے اور یہ شخص
اوسوقت آپ سے بیخبر ہے ایک کے سوا دوسرے کو جانتا ہی نہین تو جدائی کہان پاوے اور جب آدمی اس درجہ پر پہونچتا ہے
تو فرشتون کی صورتین اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہین ملائک اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر اوسکے نظر آنے لگتی ہین [illegible]
کے واسطے جو چیزین خاص ہین وہ منکشف ہونے لگتی ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین کہ اونکا بیان ممکن نہین جب

پھر آپ مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اسکا اثر اوسمین رہتا ہے اور اس حالت کا شوق غالب ہو جاتا ہے اور دنیا و ما فیہا
اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اوسے ناگوار اور ناپسند ہوتے ہین اپنے بدن سے تو آدمیون مین ہوتا ہے اور دل سے غائب
رہتا ہے اور تعجب کی نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھنا اسواسطے ہے کہ جانتا ہے
کہ یہ لوگ کتنے بڑے اور عمدہ کام سے محروم ہین اور لوگ ہنستے ہین کہ وہ خود بھی دنیا کے کامون مین کیون نہین مشغول ہوتا اور گمان کا
کرتے ہین کہ اوسے سودا ہو جائیگا اگر کوئی شخص فنا اور نیستی کے درجے کو نہ پہونچے اور یہ حالات اور مکاشفات اور سیر ظاہر نہون لیکن ذکر الٰہی
اور سیر غالب اور مستولی ہو جاسے تو یہ بھی کیا ہے سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت مستولی ہوگی اور دل پر چھا جائیگی
یہانتک کہ حق تعالیٰ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ دوست رکھیگا اور اصل سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب خدا کی طرف رجوع ہوگی تو موت سے
اوسکے دیدار کے سبب کمال لذت بقدر محبت حاصل ہوگی اور جسکی محبوبہ معشوقہ دنیا ہے وہ دن ہے اور جو اس پیر زال پر عاشق و مفتون ہے
وہ بقدر عشق و محبت اوسکی فرقت مین رنج و اذیت کھینچیگا جیسا عنوان مسلمانی مین بیان ہو چکا ہے تو اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہے اور وہ احوال
جو صوفیہ کو ہوتا ہے اور سیر ظاہر اور نمودار نہو تو چاہیے کہ بیزار نہو کہ سعادت اس حال پر موقوف نہین اسواسطے کہ دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوا
تو کمال سعادت پر مہیا ہوا اور جو کچھ اس جہان مین اوسے نہ ظاہر ہوگا وہ مرنیکے بعد ظاہر ہوگا تو آدمیکو چاہیے کہ مراقبۂ دل کا التزام کرے
تاکہ خدا سے لگا رہے اور کبھی غافل نہو اسواسطے کہ ذکر دائمی حضرت الٰہیت اور عجائب ملکوت کی کنجی ہے یہ جو جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات
نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت کے باغون کی سیر کرنا چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرے اوسکے یہی معنی ہین اور یہ جو
ہمنے بیان کیا اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سب عبادتون کا خلاصہ ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ اوامر و نواہی پیش آنیکے وقت خدا کو یاد کرکے
اور گناہ سے ہاتھ کھینچے حکم الٰہی بجا لائے اگر ذکر اوسے اس بات پر نہ لائے تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ذکر سخن نفس اور بے حقیقت تھا

تسبیح تہلیل تحمید صلوٰۃ استغفار کے فضائل کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جو
نیکی کرتا ہے اوسے قیامت کے دن ترازو مین رکھین گے مگر کلمہ لا الہ الا اللہ کہ اگر اسے میزان مین رکھین تو سات زمین اور سات آسمان
اور جو کچھ اونمین ہے اون سب سے زیادہ نکلے اور فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والا اگر اسمین سچا ہے یعنی صدق دل سے کہتا ہے اور
زمین کی خاک کے برابر کثرت سے گناہ رکھتا ہے تو بھی اوسے بخشدین گے اور فرمایا ہے کہ جسنے خلوص سے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین
جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہر روز سو بار کہے
تو دس بندے آزاد کرنیکے برابر ہے کہ اوسنے آزاد کیے اور سو نیکیان اوسکے نامۂ اعمال مین لکھی جائینگی اور سو گناہ مٹائے جائینگے
اور رات تک یہ کلمہ شیطان سے اوسکے لیے حصار ہوگا صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ کہیگا اوسنے گویا فرزندان اسمٰعیل علیہ السلام
مین سے چار بندے آزاد کیا

تسبیح اور تحمید کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دن مین سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا سو بار کہے اوسکے تمام گناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کثرت مین دریا کے جھاگ کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو کوئی
ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہے پھر بعد سو کو اس کلمے سے پورا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر تو اوسکے سب گناہ بخشدیے جاوینگے اگرچہ کف دریا کے برابر ہون
روایت ہے کہ ایک مرد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے
تنگدست اور محتاج اور عاجز ہوگیا ہون میری کیا تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تو کدہر ہے ملائکہ کے اوس صلوۃ اور خلق کی اوس تسبیح سے
تو کیا بے خبر ہے جسکی بدولت وہ روزی پاتے ہین اوسنے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ کو سبحان
اللہ العظیم وبحمدہ کو استغفر اللہ فجر کی نماز کے پہلے سو بار روز پڑھا کر تاکہ دنیا خواہ نخواہ تیری طرف متوجہ ہو جاوے اور حق تعالے
ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اوسکا ثواب تجھے ملیگا اور فرمایا ہے کہ یہ کلمات باقیات صالحات
ہین سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور فرمایا کہ مین ان کلمات کو کہتا ہون اور جو چیزین گردش آفتاب کے
نیچے ہین اون سے بہت دوست رکھتا ہون اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہی چار کلمے سب کلمون سے بہتر ہین اور فرمایا ہے کہ دو کلمے
ہین کہ زبان پر سبک اور میزان مین گران ہین اور خدا کے نزدیک دوست اور محبوب ہین سبحان اللہ وبحمدہ کو سبحان اللہ العظیم
محتاجون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آخرت کا ثواب تو سب امیرون نے لے لیا اسواسطے کہ جو عبادت
ہم کرتے ہین وہ وہ بھی کرتے اور اوسکے علاوہ وہ صدقہ بھی دیتے ہین اور ہم صدقہ نہین دے سکتے آپ نے فرمایا کہ تمھین محتاجی کے
سبب سے ہر تسبیح وتہلیل اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر امر معروف اور نہی منکر بھی اسیطرح سے صدقہ ہے اور اگر کوئی تم مین سے ایک لقمہ
اپنے عیال کے منہ مین دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے الغرض جان تو کہ درویش کے حق مین تسبیح وتہلیل کی فضیلت اس سبب سے زیادہ
کہ اوسکا دل دنیا کی ظلمت کے سبب سے تاریک نہین ہوتا اور بہت صاف ہوتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اوس تخم کے مثل ہوتا ہے
جو پاک زمین مین ڈالا جاوے بہت اثر کرتا ہے اور بہت ثمرہ دیتا ہے اور جو ذکر کہ اوس دل مین ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشون سے
بھرا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ بیج جو کہ کھار زمین مین بویا جاوے کہ اوسکا اثر کمتر ہوتا ہے درود شریف کا بیان رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر تھے فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور
پیغام لائے تھے کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا اس امر پر تم قناعت نہین کرتے کہ جو کوئی تمہاری امت مین سے مجھپر ایکبار درود
بھیجیگا مین اوسپر دس بار رحمت بھیجونگا اور جو ایکبار سلام بھیجیگا مین دس بار اوسپر سلام بھیجونگا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے
تمام ملائکہ اوسپر درود بھیجتے ہین خواہ کم اور خواہ بہت درود بھیجے اور میرا اقرب وہ ہے جو مجھپر درود بہت بھیجے اور جو مجھپر ایکبار درود
بھیجتا ہے اوسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور دس برائیان اوس سے محو کر ڈالی جاتی ہین اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا
اور اوس مین مجھپر درود لکھتا ہے تو جبتک میرا نام اوس مین لکھا پاتے ہین ملائکہ اوسکے واسطے مغفرت طلب کیا کرتے ہین استغفار کا
بیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ جو کوئی گناہ کرے اون دونون آیتون کو
پڑھکر استغفار کرے اوسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے وہ دونو آیتین یہ ہین ایک وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُورًا رَحِيمًا

اور حق تعالے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کریگا کسی رنج میں ہو خوش رہیگا اور جہان سے اوسکے وہم وگمان میں بھی نہو روزی پاویگا
اور فرمایا ہے کہ میں تمام دن ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہوں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا تو معلوم ہوا کہ اورونکو کسی وقت
توبہ اور استغفار سے خالی رہنا نہ چاہیے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ
کہے اوسکے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ کثرت میں دریا کے جھاگ اور میدان کی ریت اور درخت کے پتوں اور دنیا کے دنوں کے
برابر ہوں اور فرمایا ہے کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے اور خوب طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور استغفار کرتا ہے اوسکا گناہ
بخش دیا جاتا ہے آداب دعا کا بیان ایعزیز جان تو کہ تضرع وزاری سے دعا کرنا نہایت بڑی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ دعا عبادتوں کا مغز اور خلاصہ ہے اسکا سبب یہ ہے کہ عبادتوں سے عبودیت مقصود ہے اور عبودیت اسی سے
ہوتی ہے کہ بندہ اپنی شکستگی اور عاجزی اور خدا کی قدرت اور عظمت دیکھے اور دعا نے اور دعا میں یہ دونوں باتیں ہیں اور تضرع
اور زاری جسقدر زیادہ ہو بہتر ہے آٹھ ادب دعا میں نگاہ رکھنا چاہیے پہلا ادب یہ ہے کہ بزرگ وقتوں میں دعا کرنے کی کوشش
کرے مثلاً عرفہ رمضان مبارک جمعہ صبح کا وقت رات کا درمیان دوسرا ادب یہ ہے کہ بزرگ حالات کو نگاہ رکھے جیسے غازیوں کا
جنگ کرنیکا وقت اور وقت باران اور نماز فریضہ کا وقت اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان وقتوں میں آسمان کے دروازے
کھول دیئے جاتے ہیں اسیطرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونے کی حالت میں اور اوسوقت جب دل بہت نرم ہوا ہو اسواسطے
کہ دل کی رقت در رحمت کھلنے کی دلیل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اوٹھاوے اور آخر کو منہ پر ہاتھ پھیرے اسواسطے کہ حدیث شریف
میں آیا ہے کہ حق تعالی اس بات سے بہت بزرگ ہے کہ جس ہاتھ کو اوسکی طرف اوٹھائیں وہ اوس سے خالی پھیرے اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا کریگا تین چیزوں سے خالی نرہیگا یا اوسکا گناہ معاف فرمایا جائیگا یا فوراً کوئی چیز اوسے
پہونچیگی یا آئندہ چوتھا ادب یہ ہے کہ دعا میں شک نہ کرے بلکہ دل اسی بات پر جمائے کہ خواہ مخواہ قبول ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ پانچواں ادب یہ ہے کہ دعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور دعا کی
تکرار کرے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو دل غافل ہوا اوسکی دعا نہیں سنی جاتی چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا میں الحاح اور تکرار کرے
اور نکہے کہ دعا کرتا ہوں پر قبول نہیں ہوتی یہ نکہے کہ بہت دن ہوئے کہ دعا کی اور قبول نہوئی اسواسطے کہ قبولیت کا وقت اور اوسکی مصلحت خدا بہتر
جانتا ہے جب دعا قبول ہو تو یہ کہنا سنت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور اگر دعا قبول ہونے میں دیر لگے
تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ساتواں ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے تسبیح اور درود پڑھے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے
پہلے یوں فرماتے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا سے
پہلے درود پڑھیگا اوسکی دعا قبول ہوگی حق سبحانہ تعالی بڑا کریم ہے ایسا نہیں کہ دو دعاؤں میں سے ایک کو قبول اور دوسری کو رد کرے

یعنی عدد وقبول فرمانے کی اور اصل مقصد نہ برلائے آٹھواں ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے توبہ کرے گناہوں سے قدم باہر دھرے دل کو
بالکل خالی کرے حوالے کرے اس واسطے کہ اکثر دعاؤں کے رد ہونیکا سبب دل کی غفلت اور گناہوں کی ظلمت ہوتی ہے حضرت کعب الاحبار
نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں کال پڑا حضرت موسی علیہ السلام اپنی تمام امت کے ساتھ تین مرتبہ دعا کی باران کے واسطے
دعا نہ قبول ہوئی وحی آئی کہ اے موسی تمہارے گروہ میں ایک غماز ہے جبتک وہ رہیگا تمہاری دعا قبول نکرونگا حضرت موسی علیہ السلام
عرض کیا کہ خداوندا کون شخص ہے بتلا کہ میں اوسے نکالدوں ارشاد ہوا کہ میں غمازی سے منع کرتا ہوں خود کیونکر کروں حضرت موسی علیہ السلام
نے فرمایا کہ سب لوگ غمازی سے توبہ کرو غرض جب ہو توبہ کی تب باران رحمت نازل ہوا اکابر دین بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار بنی اسرائیل
میں قحط پڑا لوگ بار بار دعا کے باران کے واسطے گئے دعا نہ قبول ہوئی اونکے پیغمبر پر وحی آئی کہ ان لوگوں سے کہہ کہ تم دعا کے واسطے
ایسی حالت میں نکلے ہو کہ تمہارے بدن نجس اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہیں اور ہاتھ خون ناحق میں آلودہ ہیں اسلئے
میرا غصہ تم پر اور زیادہ ہوا میرے سامنے سے دور ہو متفرق دعاؤں کا بیان ایضرب بیان کہ ماثورہ دعائیں جو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں اور صبح شام اور مختلف نمازوں کے بعد اوقات مختلف میں جنکا پڑھنا سنت ہے وہ دعائیں بہت
ہیں اونمیں سے اکثر کتاب احیاء العلوم میں جمع کی ہیں اور چند دعائیں بہت عمدہ کتاب بدایۃ الہدایۃ میں مذکور ہیں جسے منظور ہو اون
کتابوں میں سے یاد کرے اسواسطے کہ اس کتاب میں اون دعاؤں کا لکھنا طوالت کا سبب ہوگا اور اونمیں سے اکثر دعائیں مشہور ہیں
اور ہر ایک کو یاد ہیں چند دعائیں جنکا حوادث اور امور میں پڑھنا سنت ہے اور لوگوں کو کم یاد ہیں وہ بیان کیجاتی ہیں تاکہ لوگ یاد کرلیں
اور اونکے معنی سمجھ لیں اور وقت پر پڑھا کریں اسواسطے کہ کسی وقت بندہ کو اپنے خالق سے غافل نہونا چاہیے اور تضرع اور دعا سے
خالی نرہنا چاہیے جب گھر سے باہر جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ
اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مسجد میں داخل ہونیکے وقت پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داہنا قدم پہلے رکھے بائیں قدم سے پہلے رکھنا جہاں تک ہو
بائیں ہوں تو یہ کہنا اوسکا کفارہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ عَمِلْتُ
سُوْءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ جب بازار جائے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جب نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ
جب نیا چاند دیکھے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ [illegible]
آندھی آئے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيْحِ [illegible]
[illegible] جب کسی کے مرنے کی خبر سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ [illegible]
تو یہ کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جب کچھ نقصان ہو تو یہ کہے [illegible]

جب کوئی کام شروع کرے تو یہ کہے رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا جب آسمان کی طرف دیکھے تو یہ کہے
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا
وَقَمَرًا مُنِيرًا جب آسمان گرجے کی آواز سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ جب مینہ
بجلی گرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پانی برستے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْهُ سُقْيًا هَنِيئًا وَصَيِّبًا نَافِعًا وَاجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ عَذَابِكَ غصہ کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي وَأَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ہیبت اور خوف کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ
مِنْ شُرُورِهِمْ وَنَدْرَءُ بِكَ فِي نُحُورِهِمْ جب کہیں درد ہو تو وہان ہاتھ رکھکر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سات بار أَعُوذُ بِاللّٰهِ
وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ جب کوئی رنج ہو پہنچے تو یہ کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ جب کسی کام مین عاجز آجاے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ
أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ نَافِذٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَأَنْزَلْتَهٗ فِي كِتَابِكَ
وَأَعْطَيْتَهٗ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي
وَجَلَاءَ غَمِّي وَذَهَابَ حُزْنِي وَهَمِّي جب آئینہ دیکھے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَنِي فَأَحْسَنَ خَلْقِي وَصَوَّرَنِي فَأَحْسَنَ صُورَتِي جب
کوئی غلام مول لے تو اوسکے ماتھے کے بال پکڑ کر یہ کہے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ
شَرِّ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ سونے کے وقت یہ کہے رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ أَرْفَعُهٗ هٰذِهٖ نَفْسِي أَنْتَ تَتَوَفَّاهَا لَكَ
مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا إِنْ أَمْسَكْتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ جب جاگے تو یہ کہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالسُّلْطَانُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ
وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَدِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

دسوین اصل ترتیب اوراد کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کچھ عنوان مسلمانی مین بیان ہوا اوس سے یہ عیان ہوا کہ آدمی کو اس عالم مسافرت مین کہ خاک آب ہے تجارت کے لئے
بھیجا ہے نہین تو اوسکی روح کی حقیقت علوی ہے وہین سے آئی ہے وہین جائیگی اور اس تجارت مین اوسکی عمر اوسکی پونجی ہے اور یہ پونجی
ہمیشہ گھٹتی جاتی ہے اگر اس سے ہر دم کا فائدہ نہ لیگا تو پونجی ضائع ہو جائیگی اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ
لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا الآیہ اوسکی مثال اوس شخص کے مانند ہے جسکا سرمایہ برف ہو اور گرمی کے موسم مین بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ اے
مسلمانون اوس شخص پر مہربانی کرو جسکا سرمایہ پگھلا جاتا ہے اسیطرح ہمیشہ عمر کا سرمایہ پگھلا کرتا ہے اسواسطے کہ تمام عمر گنتی کے چند انفاس ہین
جنکا حساب و شمار خدا ہی جانتا ہے تو جن لوگون نے اس کام کا خطرہ اور انجام دیکھا وہ اپنے دلون کی نگہبانی کرتے تھے اور اپنے

حصول سعادت ابدی کے قابل ایک گوہر ہے ... اور اوس سے زیادہ تر مہربان تھے جتنا کوئی سرمایہ زر وسیم پر مہربان ہو اور شفقت
اسطرح بھی کہ رات دن کی اوقات کو اونہوں نے نیکیوں پر تقسیم کیا تھا اور ہر چیز کا ایک ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد و وظائف جدا جدا
معین کیے تاکہ اونکا کوئی وقت بیکار نجائے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آخرت کی سعادت اوسیکو حاصل ہوگی جو دنیا سے جاوے اور خدا کی
محبت اور اُنس اوسپر غالب ہو اور یہ اُنس مداومت ذکر کے بغیر نہیں حاصل ہوتا اور محبت بے معرفت نہیں ہوتی اور معرفت بے تفکر
حاصل نہیں ہوتی تو ذکر و فکر کی مداومت تخم سعادت ہے اور ترک دنیا اور ترک شہوات ومعاصی اسواسطے ہوتا ہے تاکہ آدمی ذکر و فکر کی
فراغت پاوے اور ذکر دائمی کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہا کرے زبان سے نہیں بلکہ دل سے بھی نہ کہے کہ دل
سے کہنا بھی نفس کی بات ہے بلکہ ہمیشہ اسطرح مشاہدہ میں رہے کہ کبھی غافل ہی نہو یہ امر بہت دشوار ہے اور اپنے دل کو ہر وقت ایک حال پر
رکھنا ہر ایک کا کام نہیں اکثر خلق کو اس سے رنج و ملال ہوتا ہے اسواسطے مختلف اوراد مقرر کیے گئے بعضے تمام بدن سے جیسے نماز بعضے
فقط زبان سے جیسے قرآن اور تسبیح پڑھنا بعضے دل سے جیسے تفکر کرنا تاکہ دل کو ملال نہو کیونکہ ہر وقت نیا شغل ہوگا اور ایک حالت سے دوسری
حالت کی طرف منتقل ہونا ایک تو خوشی کا باعث ہوتا ہے دوسرے جو اوقات ضروریات دنیوی میں صرف کرنا چاہیے اونمیں تمیز اور فرق حاصل
ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ آدمی اگر اپنے تمام اوقات آخرت کے کاموں میں نہ صرف کرسکے تو اکثر اوقات صرف کرے تاکہ نیکیوں کا پلہ جھک جائے
کیونکہ اگر ایک نصف اوقات دنیا میں اور مباحات سے متمتع ہونے میں صرف کریگا اور دوسرا نصف کار آخرت میں تو اس امر کا خوف ہے کہ وہ
دوسرا پلہ جھک جاوے اسواسطے کہ طبیعت اوسی چیز کی یاور اور مددگار ہوتی ہے جو مقتضاے طبع ہے اور دلکو دین کے کاموں میں لگانا
طبیعت کے خلاف ہے اور کار دین میں خلوص مشکل ہے اور جو کام بے خلوص ہو وہ بیفائدہ ہے تو اعمال کی کثرت چاہیے تاکہ اونمیں سے
ایک تو خلوص کے ساتھ ہو تو اکثر اوقات دین کے کام میں رہنا چاہیے اور دنیا کے کام اوسکی تبعیت میں کرنا چاہیے اسیواسطے حق تعالی
نے ارشاد فرمایا ہے [۵۵] وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَمِنَ اللَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا اور فرمایا [۵۶] كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ان سب آیتوں میں یہی اشارہ ہے کہ اکثر اوقات یاد الٰہی
کرنا چاہیے اور یہ امر بے اسکے کہ آدمی دن رات کے وقتوں کو تقسیم کرے ٹھیک نہیں ہوتا تو تقسیم کا بیان ضرور ہوا دن کے اوراد کا
بیان اے عزیز جان تو کہ دن کے پانچ اوراد ہیں پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا مبارک اور بزرگ وقت ہے کہ حق تعالی نے
اسکی قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا [۵۷] وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور فَالِقُ الْإِصْبَاحِ یہ سب آیتیں اسوقت کی عظمت
اور بزرگی میں وارد ہیں چاہیے کہ آدمی اسوقت اپنے تمام انفاس کی نگہبانی کرے جب خواب سے بیدار ہو تو کہے [۵۸] الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ آخر تک یہ دعا پڑھے اور کپڑے پہنکر ذکر و دعا میں مشغول ہو کپڑے پہننے میں ستر عورت اور تعمیل
حکم کی نیت کرے ریا و رعونت سے حذر کرے پھر پاخانے جاوے اور بایاں پاؤں پہلے رکھے وہاں سے نکلے جیسا اوپر بیان ہوا ہے سب
دعاؤں اور اذکار کا [illegible] پھر فجر کی نماز سنت گھر میں پڑھکر مسجد میں جاوے [illegible] جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا
کرتے تھے اور وہ دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی ہے [illegible] وہ دعا کتاب ہدایۃ الہدایہ میں مذکور

[illegible]

۵۵ کہ تو اوسی گھڑی رات کی پس پاکی بول ... [illegible]

۵۶ بہت زیادہ نہ سونے والا ... صبح کا [illegible]

۵۷ [illegible]

۵۸ سب تعریف اوس اللہ کے واسطے ہے جس نے جلایا ہمیں بعد اسکے کہ مارا تھا ہمکو اور اوسی کی طرف ہے زندہ ہونا

دیکھکر یاد کرے پھر آہستہ مسجد کو جاوے اور داہنا پاؤن پہلے رکھے اور مسجد مین داخل ہونے کی دعا پڑہے اور پہلی صف کا قصد کرے اور فجر کی سنت پڑہے اگر گھر مین سنت پڑہ چکا ہے تو نماز تحیۃ المسجد پڑہے اور جماعت کی انتظار مین بیٹھے اور تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے اور نماز فرض پڑہ کر طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھنے کو چار بندے آزاد کرنے سے مین زیادہ دوست رکھتا ہون آفتاب طلوع ہونے تک چار چیزون مین یعنی دعا اور تسبیح اور تلاوت قرآن اور تفکر مین مشغول رہے نماز فرض کا سلام پھیر کر دعا شروع کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پھر ادعیہ ماثورہ پڑہنا شروع کرے دعاؤن کی کتاب سے یاد کرے جب دعاؤن سے فارغ ہو تو تسبیح و تہلیل مین مشغول ہو ہر ایک کو سو بار یا ستر دفعہ یا دس ہر مرتبہ کہے اور جب دس ذکر دس بار ہونگے تو سو مرتبہ ہو جاینگا اس سے کم نچاہیے ان دس ذکر کے فضائل مین بہت احادیث وارد ہین طول کے خیال سے ہمنے اون حدیثون کو نہین ذکر کیا پہلا ذکر یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دوسرا ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ تیسرا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ چوتھا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پانچوان ذکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ چھٹا ذکر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ ساتوان ذکر يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ آٹھوان ذکر اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ نوان ذکر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ دسوان ذکر بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ان دسون کلمون کو دس دس بار کہے یا جسقدر ہو سکے اوسقدر کہے ہر ایک کی فضیلت جدا ہے اور اونس و لذت علیحدہ ہے اسکے بعد قرآن پڑہنے مین مشغول ہو اگر قرآن نہین پڑہ سکتا تو قوارع قرآن مثلاً آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللہ اور قل اللھم مالک الملک اور سورۂ حدید کا شروع اور سورہ حشر کا آخر یاد کرکے پڑہا کرے اگر ایسی چیز پڑہا چاہے جو ذکر اور دعا اور قرآن کی جامع ہے تو ابراہیم تیمی کو حضرت خضر علیہ السلام نے مکاشفہ مین جو سکہایا ہے وہ پڑہے اوسمین بڑی فضیلت ہے اوسے مسبعات عشر کہتے ہین وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک سات بار پڑہی جاتی ہین الحمد للہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل ہو اللہ قل یا ایہا الکافرون آیۃ الکرسی یہ چھ چیزین قرآن مین سے ہین اور چار ذکر ہین ایک سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ دوسرا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ تیسرا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ چوتھا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَافْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ان مسبعات عشر کی فضیلت مین ایک حکایت ہے احیاء العلوم مذکور ہے جب اس سے فارغ ہو تو تفکر مین مشغول ہو تفکر کی بہت سی صورتین ہین اس کتاب کے اخیر میں

اونکا ذکر آئیگا لیکن یہ تفکر کرنا ہر روز ضرور ہے وہ یہ ہے کہ موت اور اجل کے نزدیک ہونیکا تفکر کرے اور اپنے دل مین کہے کہ یہ امر ممکن ہے
کہ اجل مین ایکدن سے زیادہ نہ باقی رہا ہو اس تفکر کا بڑا فائدہ ہے اسواسطے کہ خلق جو دنیا کی طرف متوجہ ہے فقط درازی امید سے متوجہ
ہے اگر اس بات کا یقین کامل ہو جائے کہ ایک مہینے یا ایک برس مین مرجائین گے تو جس امر دنیوی مین مشغول ہین اوس سے دور
بھاگین اور ایک دن مین مرجانا ممکن ہے باینہمہ لوگ اپنے کامون کی تدبیر مین مشغول ہین جو دس برس تک کام آئے اسیواسطے حقتعالی
نے فرمایا ہے أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْ عَسٰى أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ
جب دلکو صاف کرچکے آدمی یہ تامل کریگا زاد آخرت مہیا کرنے کی رغبت دل مین پیدا ہوگی اور چاہیے کہ یون فکر کرے کہ آجکے دن کتنی نیکیان
اوسے بیشتر ہو سکتی ہین اور کتنے گناہون سے پرہیز کرسکتا ہے اور ایام گذشتہ مین کیا کیا تقصیرین کین ہین جنکا تدارک کرنا ضرور ہے ان
سب باتون کو تفکر و تدبیر کی احتیاج ہے اگر کسی کو کشف حاصل ہو تو ملکوت آسمان و زمین اور اونکے عجائبات دیکھے بلکہ جلال و جمال الٰہی
ملاحظہ کرے یہ تفکر سب عبادات اور تفکرات سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی بدولت حقتعالی کی عظمت دل پر غالب ہوتی ہے اور جب تک
عظمت نہ غالب ہو محبت کا غلبہ نہین ہوتا اور کمال محبت مین کمال سعادت ہے لیکن ہرایک کو یہ امر نہین حاصل ہوتا تو اسکے عوض مین
خدا کی نعمتین جو اوسکے شامل حال ہین سوچے اور اون مصیبتونکا تفکر کرے جو اس جہان مین ہین اور اون سے وہ محفوظ ہے مثلاً بیماری
محتاجی وغیرہ تاکہ سمجھے کہ شکر میرے اوپر واجب ہے اور شکر اسطرح ادا ہوگا کہ احکام بجالائے اور گناہون سے دور رہے الغرض ایک
ساعت ان فکرون مین رہے کہ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک فجر کی سنت و فرض کے سوا اور کوئی نماز درست نہین ہے اوسکے
عوض مین ذکر و فکر ہے دوسرا ورد طلوع آفتاب سے وقت چاشت تک ہے اگر ممکن ہو تو جبتک آفتاب ایک نیزہ بلند ہو تسبیح مین
توقف کرے اور تسبیح مین مشغول رہے جب وقت کراہت گذر جائے تو دو رکعت نماز پڑھے پہر دن چڑھے نماز چاشت افضل ہے
اوسوقت چار یا چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے کہ یہ سب منقول ہین یا جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر اون نیک کامون مین جو
خلق اللہ سے متعلق ہین مشغول ہو جیسے بیمار پرسی کرنا جنازے کے ساتھ جانا مسلمانون کا کام نکالنا علما کی محفل مین حاضر ہونا تیسرا ورد
وقت چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے یہ ورد لوگون کے حق مین مختلف ہے اور چار حالتون سے خالی نہین پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی
تحصیل علم کی قدرت رکھتا ہو تو کوئی عبادت اس سے بہتر نہین بلکہ ایسے شخص کو لازم ہے کہ نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی علم سیکھنے
مین مشغول ہو مگر ایسا علم پڑھے جو آخرت مین کام آسکے نافع آخرت وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین
علمون کے عیوب اور آفتون کو کھول دین اور اخلاص کیطرف بلائین لیکن جھگڑے مخالفت نحو تواریخ قصص کا علم جو انشا آرائی
اور تسجیع سے ملا ہوا ہے دنیا کی حرص کو اور زیادہ کرتا ہے اور غرور اور حسد کا تخم دل مین بوتا ہے وہ علم نافع احیاء العلوم اور جواہر القرآن
اور اس کتاب مین مذکور ہے سب علمون سے پہلے اوسے حاصل کرے دوسری حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت نہین رکھتا لیکن
ذکر تسبیح عبادت مین مشغول ہو سکتا ہے تو یہ عابدون کا درجہ ہے اور بڑا مقام ہے خصوصاً جب اپنے ذکر مین مشغول ہو سکے کہ وہ دل پر
غالب ہو اور دل مین گھر کر لے اور لازم ہو جائے تیسری حالت یہ ہے کہ ایسے کام مین جس سے خلق کو راحت و آرام ہو مشغول ہو کے

جیسے صوفیون فقیہون فقیرون کی خدمت کرنا یہ نفل نمازون سے افضل ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور مسلمانون کی راحت بھی اور عبادتون
انکی معاونت بھی اور ان لوگون کی دعا کی برکت مین بڑا اثر ہے چوتھی حالت یہ ہے کہ اس کام پر بھی نہ قادر ہو کہ اپنے لیے اور اپنے
عیال و اطفال کے واسطے کسب مین مشغول ہوتا ہے تو اگر کسب مین امانت کرے اور خلق اوسکے دست و زبان سے سلامت رہے
اور دنیا کی حرص اوسکو زیادہ طلبی مین نہ ڈال دے اور کفایت کی قدر پر قناعت کرے تو وہ شخص بھی اگرچہ منجملہ سابقین مقربین نہوگا
مگر عابدون مین داخل ہوگا اور اصحاب الیمین کے درجے پر پہونچیگا اور درجہ سلامت کو لازم پکڑیگا کمترین درجات سے ہے جو شخص ان
چارون حالتون مین سے کسی ایک حالت مین اپنی اوقات نہ صرف کریگا وہ ہالکین مین سے ہے اور شیطان کے تابعین مین سے ہے
چوتھا ورد وقت زوال سے نماز عصر کے وقت تک ہے وقت زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے اسواسطے
کہ قیلولہ رات کی نماز کے واسطے ایسا ہے جیسے روزہ کے واسطے سحر کہانا اگر رات کو عبادت نکرتا ہو تو قیلولہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بہت
سونا مکروہ ہے جب قیلولہ سے بیدار ہو تو چاہیے کہ وقت کے پہلے طہارت کرے اور یہ کوشش کرنا چاہیے کہ مسجد مین پہونچکر اذان
سنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑہے اور موذن کے جواب دے اور فرض کے پہلے چار رکعت نماز پڑہے اور طول دے اسواسطے کہ رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعتین لمبی پڑہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اسوقت آسمان کے دروازے کہولے جاتے ہین حدیث شریف مین
ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز پڑہتا ہے ستر ہزار فرشتے اوسکے ساتہ نماز پڑہتے ہین اور رات تک اوس نماز پڑہنے والے کے واسطے
دعاے مغفرت کیا کرتے ہین پہر امام کے ساتہ فرض پڑہے اور دو رکعت سنت اور پڑہے اور عصر کی نماز تک علم سکہانے یا مسلمان کی
مدد کرنے یا ذکر یا تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پانچوان ورد عصر کی نماز
سے غروب آفتاب تک ہے چاہیے کہ عصر کی نماز کے پہلے سے مسجد مین آئے اور چار رکعت نماز پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اوسپر رحمت فرماتا ہے جو فرض عصر کے پہلے چار رکعت نماز پڑہتا ہے جب نماز فرض سے فارغ ہو
تو جو ہم بیان کر چکے ہین اون کامون کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پہر نماز مغرب کے پہلے سے مسجد مین جا بیٹھے اور تسبیح
و استغفار مین دل لگائے اسواسطے کہ اسوقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا اسوقت والشمس والليل قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑہنا چاہیے اور آفتاب
ڈوبتے وقت استغفار مین ہونا چاہیے غرضکہ اوقات منضبط اور منقسم ہین اور ہر وقت وہ کام کرے جو مقتضاے وقت ہو کہ اوس مین
برکت عمر ظاہر ہوتی ہے اور جس شخص کے اوقات فروگذاشت ہونگے کہ ہر وقت کیا اتفاق ہوا اوسکی اکثر عمر رایگان جائے گی ۞
رات کے ورد ہین اور اون مین پہلا ورد مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک ہے اور ان دونون نمازون کے درمیان مین جاگتے
رہنے کی بڑی فضیلت ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آیہ کریمہ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہے
چاہیے کہ عشا کی نماز تک نماز ہی مین مشغول رہے بزرگ لوگون نے دلکو روشن رکہنے سے زیادہ اس امر کو فضیل رکہا ہے اور اسوقت
کہانا نہین کہاتے ہے اور وتر سے فارغ ہو کر سب لہو و لعب مین نہ مشغول ہو کہ سب اعمال اور اشغال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے اور اون کا نیک

انجام کار خیر ہو ناچاہیے دوسرا ادب سونا ہے ہرچند خواب عبادات سے نہین ہے لیکن اگر آداب وسنن سے آراستہ ہو تو شمار عبادات آ
سنت یہ ہے کہ قبلہ رو سوئے پہلے داہنی کروٹ ہوئے جسطرح مردہ کو لحد مین سلاتے ہین خواب کو موت کا برادر اور بیداری کو حشر کے
برابر سمجھے اور ممکن ہے کہ جو روح خواب مین قبض ہو جاتی ہے وہ نہ پھر سکے تو چاہیے کہ کار آخرت درست ہون بانیطور کہ طہارت کے ساتھ
سوئے اور توبہ کرکے عزم بالجزم کرلے کہ اگر جاگونگا تو پھر گناہ نہ کرونگا اور تکیہ کے نیچے وصیت نامہ رکھے اور تکلف سے اپنے تئین نہ
سلاسکے اور نرم بچھونا نہ بچھائے کہ نیند غالب ہو جائے اسواسطے کہ سونا عمر کو بیکار کھونا ہے دن رات مین آٹھ گھنٹے سے زیادہ سونا
نہ چاہیے کہ یہ چوبیس گھنٹے کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب ایسا کریگا تو اگر ساٹھ برس کی عمر پائیگا تو اوسمین سے بیس برس کا زمانہ خواب
ہی مین ضائع ہو جائیگا اس سے زیادہ نہ ضائع کرنا چاہیے پانی اور مسواک اپنے ہاتھ سے رکھ لے تاکہ رات کو یا صبح سویرے نماز کے
واسطے اوٹھے قیام شب کا یا صبح اوٹھنے کا قصد کرلے کہ جب یہ قصد کریگا تو اگر نیند غالب بھی ہو جائے اور یہ شخص وقت سے زیادہ
بھی سو جائے تو بھی ثواب حاصل ہوگا اور جب بستر پر پہلو رکھے تو کہے باسمك ربي وضعت جنبي وباسمك ارفعه اور جیسا دعاؤن
مین مذکور ہوا ہے اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور تبارک الذی پڑھے تاکہ ذکر
اور طہارت کے عالم مین سو جائے کہ جو شخص ایسے سوتا ہے اوسکی روح کو عرش پر لیجاتے اور جب تک جاگے اوسکو نماز گذارون مین لکھتے
ہین تیسرا ادب تہجد ہے اور وہ نماز شب ہے اسواسطے کہ آدھی رات کو اسواسطے آدھی رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اور بہت نمازون
سے بہتر اور افضل ہے اسواسطے کہ اوسوقت دل صاف ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی شغل نہین ہوتا رحمت الٰہی کے دروازے کھلے ہوتے
ہین رات کی نماز کے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہوئین کتاب احیاء العلوم مین وہ حدیثین مذکور ہین غرض کہ دن رات کے ہر وقت
مین ایک کام مقرر اور معلوم ہونا چاہیے اور کسیوقت کو بیکار نہ کھونا چاہیے جب ایک شبانہ روز ایسا کیا تو آخر عمر تک ہر روز ایسا ہی
کیا کرے اگر اوسپر دشوار ہو تو لمبی امید نہ رکھے اپنے دل مین یہی کہے کہ آجکے دن تو ایسا کرون شاید آج ہی کی رات مرجاؤن
اور آجکی رات تو یہ کرلون شاید کل ہی مرجاؤن اور ہر روز ایسا ہی سمجھا کرے جب یہ عادت اور اوس سے مانوس ہو جائے تو اپنے تئین
سفر مین سمجھے اور آخرت کو اپنا وطن جانے سفر مین رنج مسافرت ہوتے ہین لیکن فراغت اور آسودگی اسمین ہے کہ مسافر جلدی
قدم اوٹھائے اور اپنے وطن مین آرام پائے عمر کی مقدار ظاہر اور ہویدا ہے کہ عمر جاودانی جو آخرت مین ملیگی اوسکی نسبت
کتنی ہے اور کیا ہے اگر کوئی شخص دس برس کی راحت کے واسطے ایک سال رنج اور اذیت
کھینچے تو کیا عجب ہے اگر پھر لاکھ برس بلکہ ہمیشہ کی راحت کے واسطے سو برس رنج اور اذیت
نہ کھینچنا مقام تعجب کیسے ہے فقط اس آغاز کا بفضلہ تعالیٰ انجام ہوا یعنی

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاے سعادت رکن عبادات تمام ہوا
اسکے بعد رکن معاملات کی ابتدا ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
عنقریب افاضۂ استفادہ

قُل هُوَ لِلَّذِینَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ

ہادی حق کا احسان کہ بادیۂ ضلالت کے آوارون کو صراط مستقیم نجات اخروی پر ہدایت فرمائی
شافی مطلق کے قربان کہ مرض شقاوت کے گرفتارون کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ

سراپا منفعت مسمی بہ

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت

کا دوسرا رکن

ارشاد کریم عالی جناب مشہور الآفاق قدردان اہل کمال جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ کے بہ تحریک
حکیم الشفائی ... و ... اعلیٰ مولانا محمد فخر الدین احمد ...

الحمد تعالیٰ
البتہ کیمیائے سعادت ...
مطبع منشی نولکشور ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دوسرا رکن معاملات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین دوسری اصل نکاح کے آداب مین تیسری اصل کسب اور تجارت کے آداب مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل بندگان خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے آداب مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب مین ساتوین اصل سفر کے آداب مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب مین نوین اصل امر بمعروف اور نہی منکر کے آداب مین دسوین اصل حکومت اور بادشاہی کے آداب مین

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ راہ عبادت بھی عبادت مین سے ہے اور زاد راہ بھی منجملہ راہ ہے تو راہ دین کو جس چیز کی حاجت ہے وہ بھی دین مین سے ہوتی ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہے اسواسطے کہ خدا کا دیدار سب سالکون کا مقصود ہے اوسکا تخم علم وعمل ہے اور علم وعمل کی مداومت بے بدن سلامت رہے محال ہے اور بدن کی سلامتی بے کھانے پینے کے ممکن نہین بلکہ راہ دین کے واسطے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین مین سے ہوگا اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا کُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیة مین حق سبحانہ تعالی نے جمع کیا تو جو کوئی اسواسطے کھانا کھائے کہ مجھے علم وعمل کی قوت اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت ہو اوسکا کھانا بھی عبادت ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے یہانتک کہ اوس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منہ مین رکھے یا اپنے اہل وعیال کے منہ مین دے اور یہ

اسواسطے فرمایا کہ ان سب کاموں سے راہ آخرت ہی مسلمان کو مقصود ہوتی ہے اور کھانا کھانا راہ دین سے ہے اسکی علامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نکھائے حلال کی کمائی سے بقدر حاجت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے **کھانا کھانیکے آداب** ایعزیزجان تو کہ کھانا کھانے میں کئی امر سنت ہیں بعضے کھانے کے پہلے ہیں بعضے بعد بعضے درمیان میں جو امر کھانے سے پہلے مسنون ہیں اونمیں سے پہلا یہ ہے کہ ہاتھ منہ دہوئے اسواسطے کہ کھانا کھانا جب زاد آخرت کی نیت سے ہو تو یہ بھی عبادت ہے پہلے ہاتھ منہ دہونا وضو کے مانند ہے اور ہاتھ منہ پاک بھی ہوجاتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کھانے کے پہلے ہاتھ دہو یا کریگا وہ افلاس اور تنگدستی سے بے فکر رہے گا دوسرا یہ کہ کھانا دسترخوان پر رکھے خوان پر نہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسواسطے کہ سفرہ سفر یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پہ کھانا تواضع سے بھی ملا ہوا ہے اگر خوان پر کھانا رکھکر کھائیگا تو بھی درست ہے اسواسطے کہ اس امر کی نہی نہیں آئی ہے لیکن دسترخوان پر کھانا اگلے بزرگوں کی عادت تھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان ہی پر کھانا نوش فرمایا ہے تیسرا یہ کہ اچھی طرح بیٹھے داہنا زانو اوٹھا کر بائیں پہلی دبا کر بیٹھے تکیہ لگا کر نہ کھائے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا اسلیے کہ میں بندہ ہوں بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں اور بندوں کے طور سے کھاتا ہوں چوتھا یہ کہ نیت کرے کہ قوت عبادت کے واسطے کھاتا ہوں خواہش کے واسطے نہیں ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ اسی برس ہوئے کوئی چیز میں نے خواہش کیواسطے نہیں کھائی اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانیکا قصد کرے اسواسطے کہ بہت کھایا جانا آدمیکو عبادت سے باز رکھتا ہے اسلیے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے جو آدمی کی پیٹھ سیدھی رکھیں بس ہیں اگر اسپر قناعت نہو سکے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے ہے ایک تہائی پانی کے پینے کا ایک تہائی سانس لینے کو یعنی دو حصہ پیٹ کھانے پانی سے بھرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکھے **پانچواں** یہ کہ جب تک بھوکا نہو کھانے میں ہاتھ نڈالے کھانے سے پہلے جو چیزیں سنت ہیں اونمیں سے بہتر یہی سنت بھوک ہے اسواسطے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی جو کوئی کھانے میں ہاتھ ڈالتے وقت بھی بھوکا ہوتا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ طبیب کا ہرگز محتاج نہوگا چھٹا یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اوسپر قناعت کرے عمدہ کھانا نڈھونڈھے اسواسطے کہ مسلمان کو قوت عبادت کی حفاظت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عیش وعشرت اور روٹی کی تعظیم سنت ہے اسواسطے کہ آدمی کی بقا اوسی سے ہے اور روٹی کی بڑی تعظیم یہ ہے کہ اوسے سالن وغیرہ کے انتظار میں نرکھیں بلکہ نماز کے انتظار میں بھی نرکھیں جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اوسے کھالیں پھر نماز پڑھیں **ساتواں** یہ کہ جس کسیکے ساتھ آدمی کھاتا ہے جب تک وہ نہ آلے تب تک کھانے میں ہاتھ نڈالے کہ تنہا کھانا اچھا نہیں اور کھانے میں جتنے زیادہ ہاتھ ہوتے ہیں اوتنی ہی برکت زیادہ ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اکیلے خاصہ ہرگز تناول نفرماتے تھے **کھانے کے وقت کے آداب** یہ ہیں کہ اول بسم اللہ کہے آخر کو الحمد للہ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے میں کہے بسم اللہ دوسرے میں بسم اللہ الرحمن تیسرے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور زور سے کہنا چاہیے کہ اوروں کو بھی یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے نمک سے شروع کرے اور نمک ہی پر تمام کرے اسواسطے کہ یہ حدیث شریف مین آیا ہے تاکہ وہ پہلی ہی حرص کو بانتظام توڑے کہ خواہش کے برخلاف ایک لقمہ سے چھوٹا نوالہ اوٹھائے اور خوب چبائے جبتک پہلا نوالہ نہ نگل جائے دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ بڑھائے اور کسی کھانے کا عیب نکرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا عیب نکرتے اگر اچھا ہوتا نوش فرماتے ورنہ ہاتھ روک لیتے اور اپنے سامنے سے کھائے مگر میوہ یا مٹھائی ادھر ادھر سے بھی لیکر کھانا درست ہے کہ وہ انواع واقسام کا ہوتا ہے اور ثرید کو پیالہ کے بیچ سے نکھائے کنارہ سے کھائے اور روٹی کو بیچ سے نکھائے بلکہ کنارہ سے لے اور گرد سے توڑ توڑ کر کھائے چھری سے روٹی اور گوشت کے ٹکڑے نکرے پیالہ وغیرہ جو چیز کھانے کی نہین ہے روٹی پر نرکھے روٹی مین ہاتھ نہ پونچھے جو نوالہ وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے اوسے اوٹھالے اور صاف کرکے کھالے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر چھوڑ دے گا تو شیطان کے واسطے چھوڑا ہوگا اونگلی پہلے منہ سے چاٹے پھر اپنے کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے تاکہ کھانا کھانے کا نشان ہوجائے کیونکہ شاید اوسمین برکت باقی ہو گرم کھانے مین پھونکے نہین بلکہ تامل کرے کہ وہ ٹھنڈا ہوجائے اگر خرما کھائے یا زردآلو یا جو چیز شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اوسکے سب کام خداے تعالی کے ساتھ مناسبت پیدا کرین کیونکہ خدا طاق ہے اور یکتا ہو اسمین اور جس کام کے ساتھ خدا کا ذکر کسی طرح سے نہو وہ کام باطل اور بیفائدہ ہوگا تو اسی سبب طاق جفت سے اولی ہے کہ حق سے مناسبت رکھتا ہے خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق مین اکٹھا نکرے اور ہاتھ میں بھی نرکھے سب علی ہذا القیاس ہر ایک چیز جسکا فضلہ پھینکتے ہوں کھانا کھانے مین بہت پانی نپیئے پانی پینے کے آداب یہ ہین کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ مین لے اور بسم اللہ کہکر اوسکو آہستہ پیئے کھڑے لیٹے نہ پیئے پہلے دیکھ لے کہ اوس مین تنکا یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے تو کوزہ کی طرف سے منہ پھیر لے اگر ایک دفعہ سے زیادہ مین پیا جاتا ہے تو تین دفعہ کرکے پیے ہر بار بسم اللہ اور آخر مین الحمد للہ کہے اور کوزہ کے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہین نٹپکے جب پی چکے تو کہے الحمد للہ الذی جعلہ عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا کھانے کے بعد کے آداب یہ ہین کہ پیٹ بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچے اور اونگلی کو منہ سے صاف کرے پھر دسترخوان مین پونچھے روٹی کے ٹکڑے چن لے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکے عیش مین وسعت ہوگی اور اوسکی اولاد بے عیب اور سلامت رہیگی اور وہ ٹکڑے حورعین کا مہر ہوگا پھر خلال کرے جو کچھ دانتون سے نکلکر زبان پر آئے اوسے نگل جائے اور جو کچھ خلال کے ساتھ نکل آئے اوسے پھینکدے اور برتن کو اونگلی سے صاف کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص برتن کو پونچھ لیتا ہے برتن اوسکے حق مین یون دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جسطرح اوسنے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھوڑایا تو اوسے آتش دوزخ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دھوکر اوسکا دھوون پی جاے تو ایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ آزاد کیا کھانیکے بعد کہے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا واوانا وھو سیدنا ومولانا قل ھو اللہ اور لایلاف پڑھے اگر حلال کا کھانا کھایا

تو شکر کرے اور شبہ کا کھانا کھایا ہو تو رووے اور رنج کرے اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اوس شخص کا سا نہیں ہے
جو کھاتا ہے اور غفلت کے سبب سے ہنستا ہے جب ہاتھ دہونے لگے تو اشنان بائیں ہاتھ میں لے پہلے داہنے ہاتھ کی انگلیوں
کے سرے سوکہے اشنان سے دہووے پہر اشنان میں انگلی ڈبوئے ہونٹھ اور دانت اور تالو پر ملکر خوب ملے اور انگلیان کو
دہولے پہر انگلیان اشنان سے دہووے

کسی کے ساتھ کہانا کہانے کے آداب تنہا ہو یا کسی کے ساتھ

یہ آداب جو بیان ہوئے انکا تو بہرحال دہیان رکھے لیکن اگر کسی کے ساتھ کہانا کہائے تو سات آداب اور
بھی بڑہائے پہلا یہ کہ جو شخص برتن یا علم یا پرہیزگاری میں یا اور کسی سبب سے بڑہ کر ہو وہ جب تک
کہانے کو ہاتھ نہ بڑہائے تب تک خود بھی ہاتھ نہ بڑہائے اگر خود سب سے بڑہ کر ہے تو اوروں کو انتظار میں
نہ رکھے دوسرا یہ کہ چپ نہ رہے کیونکہ یہ اہل عجم کی سیرت ہے مگر متقی پرہیزگاروں کے
قصص اور حکایت اور کلام حکمت اور شریعت میں سے اچھی اچھی باتیں کرے واہیات خرافات نہ بکے تیسرا یہ کہ اپنے ہم پیالہ کا
دہیان رکھے کہ خود کسی حالت میں اوس سے زیادہ نہ کہا جائے اگر کہانا مشترک ہے تو یہ حرام ہے بلکہ خود کم کہائے اپنے ساتھی کو
زیادہ دے اور اچہا کہانا اوسکے سامنے بڑہائے اگر ساتھی آہستہ آہستہ کہاتا ہے تو اوس سے اصرار کرے کہ اچہی طرح خوشی سے
کہائے مگر تین بار سے زیادہ کہاؤ کہاؤ نہ کرے اسواسطے کہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے اسواسطے
کہ کہانا قسم دلانے سے کم حقیقت ہے چوتہا یہ کہ ساتھی کو اس سے کہاؤ کہاؤ کہنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ جسطرح وہ کہاتا ہے
اوسیطرح اوسکا ساتھ دیئے جائے اور اپنی عادت سے کم نہ کہائے اسواسطے کہ یہ ریا ہے اور تنہائی میں بھی اپنے تئیں اوسی طرح
پابند رکھے جسطرح لوگوں کے سامنے ہوکر رہتا ہے تاکہ جب لوگوں کے ساتھ ہو تو ادب سے کہانا کہا سکے اور اگر دوسرے کو
زیادہ کہلانے کی نیت سے خود کم کہائیگا تو بہتر ہے اور اگر اوروں کی خوشی کے واسطے زیادہ کہائیگا تو بھی بہتر ہے حضرت ابن
مبارک فقیروں کی دعوت کرتے تھے اور خرمے اونکے آگے دہرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو زیادہ کہائیگا ایک ایک گٹھلی پیچھے ایک ایک درم
اوسے دونگا پہر گٹھلیان گنتے کہ کسکے پاس زیادہ ہیں اور ہر گٹھلی پیچھے ایک درم اوسے دیتے پانچوان یہ کہ نگاہ نیچے رکھے اور دوسرے
نوالہ کو نہ دیکھے اگر لوگ اوسکا ادب اور لحاظ کرتے ہیں تو اوروں سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے اگر اوروں نے کچھ تقریب ہے تو
پہلے ہاتھ روکے رکھے تاکہ آخر کو اچہی طرح کہا سکے اگر اچھی طرح نہیں کہا سکتا تو عذر بیان کردے تاکہ اور لوگ شرمندہ نہوں چھٹا
یہ کہ جس امر سے اور لوگوں کی طبیعت کو کراہت اور نفرت ہو وہ امر نہ کرے برتن میں ہاتھ نہ جھٹکے برتن کی طرف منہ اتنا نہ جھکائے
کہ منہ سے جو کچھ نکلے وہ برتن میں جا پڑے اگر منہ سے کچھ نکالے تو منہ کو پھیر لے بایان نوالہ شوربے میں نہ ڈبو لے جو نوالہ دانت سے
کاٹا ہو اوسے برتن میں نہ ڈالے کہ ان باتوں سے لوگوں کی طبیعت نفرت کرے گی اور گندی چیزوں کی باتیں نہ کرے ساتوان
یہ کہ اگر طشت میں ہاتھ دہوئے تو لوگوں کے سامنے طشت میں [illegible] اگر [illegible]
تو ان سے [illegible] داہنی طرف سے طشت کو گہمائے [illegible]

کہ یہ اہل عجم کی عادت ہے اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دہولین تو بہت اولی ہے اور فروتنی سے نزدیک تر ہے اگر کلی کرے تو آہستہ سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اوڑے کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے بیٹھنے سے اوسکا کھڑا رہنا اولی تر ہے یہ سب آداب احادیث مین لکھے ہین انسان اور حیوان مین ان ہی آداب سے فرق ہوتا ہے کہ حیوان جسطرح اوسکا جی چاہتا ہے اوسیطرح کھاتا ہے اچھی بُری بات نہین جانتا خدا نے اوسکو یہ تمیز ہی نہین دی اور چونکہ انسان کو یہ تمیز عنایت ہوئی ہے اگر وہ اوسپر کاربند نہوگا تو عقل و تمیز کی نعمت کا حق اوس نے نہ ادا کیا اور کفران نعمت کیا

دوستون اور دینی بھائیون کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلت

ایعزیز جان تو کہ کسی دوست کی ضیافت کرنا بہت صدقہ دینے سے افضل ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چیزون کا بندہ سے حساب نہ کرینگے ایک تو جو کچھ سحر کے وقت کھائیگا دوسرے جس سے روزہ افطار کرے گا تیسرے جو کچھ دوستون کے ساتھ کھائیگا حضرت جعفر ابن محمد صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوستون اور بھائیون کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھیہ تو جلدی نکرتا کہ دیر ہو اسواسطے کہ اوس قدر زندگی کا حساب نہوگا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بندہ جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اور اپنے مان باپ کو کھلاتا پلاتا ہے اوسکا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستون کے سامنے رکھتا ہے اوسکا حساب نہوگا ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیون کے سامنے دسترخوان بچھاتے تو بہت سا کھانا لگاتے اور کہتے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کھانا دوستون کے آگے سے بڑہے اوسکا حساب نہین ہوتا مین چاہتا ہون کہ جو کھانا دوستون کے سامنے سے بڑہا ہوا ہو اوسمین سے کھاؤن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک صاع کھانا بھائیون کے سامنے رکھنا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ ایک بندہ آزاد کرون حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے بنی آدم مین بھوکا ہوا اور تو نے مجھے کھانا ندیا آدمی عرض کریگا کہ یارب! تو کیونکر بھوکا ہوا تو تو تمام عالم کا مالک ہے تجکو کھانے کی کچھ حاجت نہین ارشاد ہوگا کہ تیرا بھائی بھوکا تھا تو اگر اوسکو کھانا دیتا تو گویا مجکو دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا پانی دیتا ہے حق تعالی اوسے آتش دوزخ سے سات خندق دور رکھتا ہے ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کے راہ کی مسافت ہوتی ہے اور فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ یعنی تم مین وہ شخص بہتر ہے جو کھانا بہت دے

جو دوست ایک دوسرے کی ملاقات کو جائین اونکے کھانا کھانے کے آداب

ایعزیز جان تو کہ اس صورت مین چار ادب ہین پہلا ادب یہ ہے کہ قصداً کھانیکے وقت کسی کے پاس نجائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بے بلائے کسیکا کھانا کھانے کا قصد کرے وہ جانے مین گنہگار ہون اور کھانے مین حرامخور اگر اتفاقاً کھانے کے وقت جا پہونچے تو بے کہے نہ کھائے اگر کہین کہ کھاؤ اور وہ جانے کہ دل سے نہین کہتے ہین تو بھی کھانا نچاہیے لیکن لطائف الحیل کے ساتھ انکار کرے مگر جس دوست پر اعتماد اور جسکے دل سے آگاہ ہے اوسکے گھر قصداً کھانے کی نیت سے جانا درست ہے بلکہ دوستون مین یہ امر سنت ہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما بھوک کے وقت حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو الہیثم ابن التیہان کے گھر تشریف لے گئے ہین اور مانگ کر کھانا نوش فرمایا ہے یہ امر میزبان کی

۵۷ پینے ہوگی ۱۲

اجازت ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے کسی بزرگ کے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہر شب ایک دوست کے گھر رہتے کسی بزرگ کے تیس دوست تھے کوئی بزرگ سات دوست رکھتے تھے تاکہ ہر شب ایک ایک دوست کے گھر رہتے وہ دوست ان بزرگون کے واسطے گویا کسب و صنعت تھے اور اونکی عبادت مین سبب فراغت تھے بلکہ جب دینی دوستی ہو گئی تو اگر دوست گھر مین نہ ہو تو بھی اوسکے کھانے مین سے کھا لینا درست ہے جناب سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اونکے غیبت مین اونکا کھانا نوش فرمایا اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ وہ اس امر سے خوش ہونگے حضرت محمد بن واسع ایک بزرگ صاحب ورع اپنے یارون کے ساتھ حضرت حسن بصری رض کے گھر تشریف لیجاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے تب حضرت حسن بصری اپنے گھر تشریف لاتے تو اس امر سے بہت خوش ہوتے ایک گروہ نے حضرت سفیان ثوری کے گھر مین ایسا ہی کیا جب حضرت سفیان تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگون نے اگلے بزرگون کے اخلاق مجھکو یاد دلائے کہ انھون نے ایسا ہی کیا ہے دوسرا ادب یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اوسکے سامنے لائے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہو تو قرض نکرے اگر اپنے اہل عیال کی احتیاج ہی کی قدر ہو زیادہ نہو تو اوسی کو رکھہ چھوڑے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ تین شرطون سے مین تیرے گھر آونگا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لا دوسری یہ کہ جو کچھ گھر مین ہو اوسمین سے کچھ بچا نہ لیجا تیسری یہ کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصہ بچا حضرت فضیل نے کہا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہین تکلف کے سبب سے چھوٹ گئے ہین اگر تکلف درمیان سے اوٹھ جائے تو بے دھڑک ایک دوسرے سے مل سکتا ہے ایک دوست نے ایک بزرگ سے تکلف کیا اونھون نے فرمایا کہ تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہین کھاتے اور مین بھی اکیلے مین ایسا نہین کھاتا تو جب ہم تم باہم ہون تو یہ تکلف کرنا کیون چاہیے یا تم تکلف اوٹھا دو یا مین آنا موقوف کرون حضرت سلمان کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے ہمکو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرنا جو کچھ حاضر ہو اوسکو بھی دریغ نہ کرنا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا اور خشک چھوہارا ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ ہم نہین جانتے کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جانکر سامنے نہ لائے یا وہ شخص جسکے سامنے حاضر کرین اور وہ اوسے حقیر جانے حضرت یونس علیٰ نبینا و علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری آپ بوتے تھے دوستون کے سامنے رکھتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تکلف کرنیوالون پر لعنت نہ کرتا تو مین تکلف کرتا کچھ لوگون مین باہم جھگڑا تھا حضرت زکریا علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ اونکے درمیان فیصلہ کر دین وہ لوگ آپ کے مکان پر حاضر ہوئے آپکو نہ پایا ایک عورت خوبصورت دیکھی تعجب ہوئے کہ حضرت زکریا پیغمبر ہوکر ایسی عورت ہے [illegible] کے ساتھ عیش و عشرت [illegible] مین جب آپکو ڈھونڈھا تو ایک جگہ مزدوری کو گئے تھے وہان پایا آپ کھانا کھاتے تھے اور ان لوگون سے آپ نے باتین کین [illegible] اور نہ کہا کہ میرے ساتھ کھانا کھاؤ جب آپ اوٹھے تو وہان سے ننگے پاؤن چلے ان لوگون کو آپ سے ان [illegible] سے تعجب معلوم ہوا عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا باتین ہین آپ نے فرمایا کہ خوبصورت عورت [illegible] کہ میری آنکھ اور دل اور کہین نہ لگا رہے اور تمسے کھانا کھانے کو نہ کہا اسواسطے کہ وہ میری مزدوری [illegible]

اگر کم کھاتا تو کام مین تقصیر کرتا اور کام کرنا مجھپر فرض تھا اور ننگے پاؤن اسواسطے چلا کہ اس زمین کے مالکون مین جھگڑا ہے مین نے یہ
نچاہا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے مین بھرے اور دوسری زمین پر جاتی رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کامون مین صدق اور راستی
تکلف سے اولے تر ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ جب جانے کہ میزبان پر دشوار ہوگا تو اوسپر حکومت نکرے جب مہمان کو دو چیزین
اختیار دین تو جو چیز میزبان پر بہت آسان ہو اوسے اختیار کرے اسواسطے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام مین ایسا ہی کرتے
تھے کوئی شخص حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس گیا اونھون نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک اوس شخص کے سامنے لاکر رکھدیا ۵۱
وہ بولا اگر اس نمک مین سعتر ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ اور کچھ پاس نرکھتے تھے آفتابہ گرو رکھکر سعتر مول لائے
وہ شخص جب روٹی کھا چکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا حضرت سلمان نے فرمایا کہ اگر تجھین قناعت ہوتی تو میرا
آفتابہ گرو ہو جانا اگر جانا جانے کہ میزبان کو دقت نہ پڑیگی اور خوش ہوگا تو اوس سے مانگنا درست ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ
تعالی عنہ بغداد مین زعفرانی کیگھر تشریف رکھتے تھے زعفرانی روز کھانے کے اقسام لکھکر پکانے والے کو دیدیتا ایکدن امام صاحب
نے ایک قسم کا کھانا اور منظور فرمایا اوسمین بڑھا دیا جب زعفرانی نے اوس کتبہ کو لونڈی کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوش ہوا اور شکرانہ
مین اوس لونڈی کو آزاد کردیا چوتھا ادب یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانون کا حکم بجالانے پر دل سے راضی ہو تو مہمانون سے پوچھے
کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو اسواسطے کہ جو اونکی آرزو ہوگی اوسکے مہیا کرنے مین بڑا ثواب ہوگا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو بر لانے مین کوشش اور مستعدی کرتا ہے ہزار ہزار نیکیان اوسکے اعمالنامہ مین
لکھتے ہین اور ہزار ہزار برائیان اوسکے نامۂ اعمال سے مٹا دیتے ہین اور ہزار ہزار درجہ اوسکا مرتبہ بلند کرتے ہین اور تین جنتون کا
اوسے حصہ دیتے ہین ایک فردوس دوسرے عدن تیسری خلد لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی چیز لاؤن یا نہ لاؤن مکروہ ہے اور جو
بلکہ جو کچھ موجود ہے سامنے رکھدے اگر مہمان نہ کھائے تو پھیر لیجائے میزبانی کی فضیلت ایعزیز جان تو کہ یہ جو بیان کیا گیا اوس
صورت مین تھا کہ کوئی شخص بے بلائے ملاقات کو آئے دعوت کرنیکا حکم اور ہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہمان خود آجائے
تو کچھ تکلف نکر اور اگر تو بلائے تو کچھ اوٹھا نرکھ یعنی جو تکلف تجھسے ہو سکے کر اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے اور یہ عرب کی عادت ہے
کہ وہ لوگ سفر مین ایک دوسرے کے گھر جاتے ہین اور اپنے مہمان کا حق ادا کرنا اہم ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہماندار نہین اوس مین خیر نہین اور فرمایا ہے کہ مہمان کے واسطے تکلف نکرو اسواسطے کہ جب تکلف کروگے
تو اوسکے ساتھ دشمنی رکھوگے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور جو خدا سے دشمنی رکھتا ہے
خدا اوسکے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آپہونچے تو اوسکے واسطے قرض لیکر تکلف کرنا درست ہے لیکن دوستون کے
واسطے جو ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہین تکلف نچاہیے اسواسطے کہ تکلف کرنے سے محبت جاتی رہے گی حضرت ابو رافع
جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا کے غلام کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ فلانے یہودی سے کہو کہ
مجھے آٹا قرض دے میں رجب کے مہینے مین ادا کرونگا اسواسطے کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہے یہودی نے کہا کہ جبتک

حکایت ۵۱ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ فقیر اوس سے روٹی کھاتے یعنی ... عمارت

حکایت ۵۲ شکر ہے اوس اللہ کا جسنے قناعت دی جسکو اوس نے ہمارے روزی کی ... ۱۴

کچھ گوشت کھو گئے تو وہ نگا حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ میں پھر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونکا قول عرض کیا آپنے فرمایا کہ واللہ میں آسمان میں امین ہوں اور زمین میں امین ہوں اگر وہ دیدیتا تو میں ادا کر دیتا اب میری یہ زرہ لیجا اور گرو رکھ لا میں لیگیا اور گرو کر لایا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان کو ڈھونڈھنے ایک دو میل راہ جاتے تھے جب تک مہمان نہ ملتا کھانا نہ کھاتے اونکے صدق اور خلوص کی برکت سے آجتک اونکے مشہد میں رسم ضیافت باقی ہے حتی کہ کوئی رات مہمان سے خالی نہیں جاتی اور کبھی سو دو سو مہمان آرہتے ہیں بہت سے گانون اسواسطے وقف اور معاف ہیں

دعوت کے اور دعوت قبول کرنے کے آداب

جو شخص دعوت کرتا ہے اوسکے واسطے یہ سنت ہے کہ صالحوں کے سوا اور کو نہ بلائے اسواسطے کہ کھانا کھلانا قوت پہنچانا ہے اور فاسق کو کھانا دینا فسق میں اوسکی مدد کرنا ہے اور فقیروں کو بلائے امیروں کو نہ بلائے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ طعام ولیمہ سب کھانوں سے بدتر ہے جسکے واسطے امیروں کو بلائیں اور فقیروں کو محروم رکھیں اور فرمایا ہے کہ تم لوگ دعوت کرنے میں بھی گناہ کرتے ہو ایسے شخص کو بلاتے ہو جو نہ آسکے اور جو آنیوالا ہے اوسے چھوڑ دیتے ہو اور چاہیے کہ یگانوں اور نزدیک کے دوستوں کو نہ بھولے کہ وحشت کا سبب ہوگا دعوت سے ڈینگ اور بڑائی کا ارادہ نہ کرے ادا سنت اور فقیر کی راحت کا خیال کرے جسکے جانے کہ دعوت قبول کرنا اسپر دشوار ہے اوسے نہ بلائے کہ اوسے رنج ہوگا اور جو شخص اوسکی دعوت قبول کرنے میں رغبت نہ کرے اوسکی بھی دعوت نہ کرے کہ وہ اگر آن بھی لیگا تو کھانا کراہت سے کھائے گا اور یہ رنج کا سبب ہوگا دعوت قبول کرنیکا پہلا ادب یہ ہے کہ فقیر اور امیر میں کچھ فرق نہ کرے فقیر کی دعوت سے بے پروائی نہ کرے اسواسطے کہ جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا فقیروں کی دعوت قبول فرماتے تھے حضرت امام حسن علیہ السلام کا گذر ایک محتاج قوم پر ہوا وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے عرض کی کہ اے فرزند رسول آپ بھی ہمارے شریک ہوجیے آپ سواری پر سے اوتر کر اونکے شریک ہوگئے اور فرمایا حق تعالیٰ تکبر کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا ہے جب نوش فرما چکے تو اون لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ کل تم میری دعوت قبول کرو وہ حاضر ہوئے اونکے واسطے عمدہ کھانا پکوایا اور اونکے ساتھ بیٹھکر نوش فرمایا دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر جانتا ہے کہ میزبان مجھپر احسان جتائے گا اور میری میزبانی جانیگا تو اوس سے بطائف الحیل عذر کر دے اور دعوت نہ قبول کرے بلکہ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے قبول کرنیکو اپنے واسطے موجب تفضیلات جانے اور اوسکا احسان مانے علی ہذا القیاس اگر جانتا ہے کہ اوسکے کھانے میں شبہ ہے یا وہ مکان اوسکا غصبی ہے مثلاً اوس جگہ فرش اطلسی ہے یا چاندی کی انگیٹھی یا دیوار اور چھت میں جانوروں کی تصویر ہے یا کوئی باجا گانا یا کوئی مسخرا پن کرتا ہے یا فحش بکتا ہے یا بیگانی عورتیں مردوں کو دیکھنے آتی ہیں [illegible] یا ایسی ہی باتیں [illegible] اگر میزبان بدعتی یا ظالم یا فاسق ہو یا ضیافت لاف و تکبر اوسکا مقصود ہو تو اوسکی دعوت قبول نہ کرے اگر دعوت قبول کرلی ہو [illegible] تو کھانا [illegible] تو وہان سے چلا جانا واجب ہے [illegible] جتنی راہ چلنے کی برداشت ہے اوسکا [illegible]

مہمان کے لیے تین میل جاوے دینی بھائی کی ملاقات کو چار میل جاوے چوتھا ادب یہ ہے کہ روزے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ
حاضر ہو اگر میزبان کی خوشی ہو تو خوشبو اور اچھی باتوں پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو روزہ کھول ڈالے
کہ مسلمان کا دل خوش کرنیکا ثواب روزہ سے بہت افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کے
واسطے روزہ نہ کھولڈالے اعتراض کیا ہے اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلف کرے اور تو کہے کہ میں روزہ دار ہوں پانچواں ادب
کہ پیٹ کی خواہش مٹانے کے واسطے دعوت نہ قبول کرے کہ یہ جانوروں کا کام ہے بلکہ اتباع سنت نبوی کی نیت کرے اور اس
بات سے بچنے کی نیت کرے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت قبول نہ کریگا وہ خدا اور رسول کا گنہگار
ہوگا اسی سبب سے علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوت قبول کرنے میں مسلمان بھائی کے
اعزاز و اکرام کی نیت کرے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی مومن کا اعزاز و اکرام کرے اوسنے خدا کا اعزاز و اکرام کیا اور مسلمان کا
دل خوش کرنے کی نیت کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان کو خوش کرے اوسنے خدا کو خوش کیا اور ملاقات میزبان
کی نیت کرے اسواسطے کہ برادران دینی کی ملاقات منجملہ قربات ہے اور اپنے تئین غیبت سے بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ یہ نکہیں
کہ فلانا شخص بدخوئی اور تکبر کی وجہ سے نہ آیا دعوت میں جانے کی یہ چھ نیتیں ہیں ہر ایک نیت کے عوض میں ثواب حاصل ہوگا اور
ایسی ہی نیتوں کی بدولت مباح چیزیں باعث قرب خدا ہو جاتی ہیں بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ہر حرکات اور سکنات میں
اونکی ایسی نیت ہو جسے دین سے مناسبت ہو تاکہ اونکا کوئی دم ضائع نجائے حاضر ہونے کے آداب یہ ہیں کہ میزبان کو
منتظر نرکھے جانے میں جلدی کرے اچھی جگہہ نہ بیٹھے جہان میزبان کہے وہان بیٹھے اگر اور مہمان مقام صدر میں اوسے بٹھالیں
تو فروتنی کرے عورتوں کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے جہان سے کھانا لاتے ہیں اوسپر بہت نہ دیکھے جب بیٹھے تو جو شخص قریب ہے
اونکی مزاج پرسی کرے اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو انکار کرے اگر اوس امر کو منع نکر سکے تو وہان سے اوٹھ جائے حضرت امام احمد حنبل
نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کی سرمہ دانی بھی دیکھی تو چاہیے کہ اوٹھ کھڑا ہو اگر مہمان شب باش ہوا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے
کہ قبلہ اور طہارت کی جگہہ اوسے بتا دے کھانا رکھنے کے آداب یہ ہیں کہ جلدی کرے یہ امر مہمان کے اکرام میں سے ہے
تاکہ مہمان کھانے کا انتظار نکھینچے اگر بہت لوگ آچکے اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت اولی تر ہے مگر جبکہ فقیر آیا ہو اور
انتظار نکرنے میں شکستہ دل ہو جائیگا تو اوسکی خوشی خاطر کی نیت سے تاخیر بہتر ہے حاتم اصم نے کہا ہے کہ جلدی شیطان کا
کام ہے مگر پانچ چیزوں میں چاہیے مہمان کو کھانا کھلانے میں مردہ کی تجہیز میں لڑکیوں کے نکاح میں قرض ادا کرنے میں
گناہ سے توبہ کرنے میں اور دعوت ولیمہ میں جلدی کرنا سنت ہے دوسرا ادب یہ ہے کہ میوہ اور کھانے سے پہلے
لاوے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نرکھے اسواسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ دسترخوان پر جب ہری چیز ہوتی ہے
تو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور اچھا کھانا آگے رکھنا چاہیے تاکہ اوس سے آسودہ ہو جائیں بہت کھانیوالوں کی یہ عادت ہے
کہ ثقیل غذا آگے رکھتے ہیں تاکہ مہمان بہت کھا سکے یہ مکروہ ہے اور بعضوں کی یہ عادت ہے کہ یکبارگی سب طرح کے کھانے

رکھدیتے ہین تاکہ جسکا جو جی چاہے کھاوے جب اس طرح کی چیزین رکھین تو جلدی نہ اوٹھاوے اسواسطے کہ شاید کوئی ایسا ہو کہ ہنوز آسودہ نہوا ہو تیسرا ادب یہ ہے کہ تھوڑا کھانا نرکھے کہ اسمین بیمروتی ہے اور حد سے زیادہ بھی نرکھے کہ اسمین تکبر ہے مگر اس نیت سے زیادہ کھانا رکھنے کا مضائقہ نہین کہ جو کچھہ بچہ جائیگا اوسکا حساب نہوگا حضرت ابراہیم ادہم نے بہت سا کھانا رکھا حضرت سفیان ثوری نے اونسے کہا کہ کیا تمھین اسراف کا خوف نہین ہے اونھون نے جواب دیا کہ ضیافت کے کھانے مین اسراف ہوتا ہی نہین اور چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کا حصہ پہلے نکال لے تاکہ اونکی نظر دسترخوان پر نرہے اسواسطے کہ جب کچھہ نہ بچیگا تو وہ مہمان کا شکوہ کرینگے اس امر مین مہمان کے ساتھہ خیانت ہوتی ہے اور یہ امر درست نہین ہے کہ مہمان کھانا باندھ لیجاوے جیسے بعضے صوفیون کی عادت ہوتی ہے مگر یہ کہ میزبان اونکی شرم کا لحاظ نہ کرے اور صاف کہدے یا یہ جانتے ہون کہ میزبان دل سے راضی ہے تو کھانا باندھ لیجانا درست ہے بشرطیکہ اپنے ہم پیالہ پر ظلم نکرے اسلیے کہ اگر زیادہ لیجائیگا تو حرام ہو جائیگا یا اگر میزبان کی مرضی نہو تو بھی حرام ہے اسمین اور چوری سے لیجانے مین کچھہ فرق نہین اور جو کچھہ شخص ہم پیالہ شرم سے چھوڑ دے خوشی خاطر سے نہین وہ بھی حرام ہے ضیافت خانہ سے باہر آنیکے آداب یہ ہین کہ اجازت سے نکلے اور میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتھہ آئے اسلیے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ ایسا ہی کرتے تھے اور چاہیے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اگر مہمان اوس سے قصور دیکھے تو معاف کرے حسن خلق سے چھپا وے کہ حسن خلق بہت سی قربات سے بہتر ہے حکایت ہے کہ ایک شخص نے لوگون کی دعوت کی اوسکا بیٹا باپ کی بے اطلاع حضرت جنید قدس سرہ کو بھی بلا لایا آپ جب اوسکے گھر کے دروازے پر پہونچے اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے لڑکا پھر دوبارہ بلا لے آیا آپ تشریف لیگئے پھر اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے اسیطرح چار بار حضرت جنید قدس سرہ تشریف لائے تاکہ اوس لڑکے کا دل خوش ہو اور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اوسکے باپ کا دل خوش ہو حالانکہ آپ اس سے فارغ تھے اور ہر رد و قبول مین آپ کو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے

دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہ دین مین سے ہے اسواسطے کہ راہ دین کو جسطرح شخص انسان کے بقا کی حاجت ہے اور زندگی بے کھانے پینے کے محال ہے اسیطرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت ہے اور یہ سب بے نکاح ممکن نہین تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقا کے وجود کا سبب ہے حق تعالی نے اسیواسطے نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کے واسطے نہین بلکہ شہوت کو بھی اسیواسطے پیدا کیا ہے تاکہ متقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرائے اور راہ دین پر چلنے والے پیدا ہون اور راہ دین پر چلین اسواسطے کہ خالق نے تمام خلق کو دین ہی کے لیے پیدا کیا ہے اور اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اور آدمی جتنے زیادہ ہوتے ہین حضرت ربوبیت کے

چند سے پیغمبر ہین اور سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ نکاح کرو تاکہ زیادہ ہو کہ مین قیامت کے دن تمہارے سبب سے اور پیغمبرون کی امت پر فخر کرون حتی کہ اوس لڑکے
کے سبب سے بھی فخر کرون جو اپنی مان کے پیٹ سے گرے تو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد پیدا ہو اور خدا کی بندگی کرے اوسکو
بڑا ثواب ہے اسیواسطے باپ کا بڑا حق ہے اور اوستاد کا حق اوس سے بھی زیادہ ہے اسلیے کہ باپ پیدایش کا سبب ہے اور اوستاد
راہ دین بتانے کا سبب ہے اسی سبب سے علما کا ایک گروہ قائل ہوا ہے کہ نکاح کرنا نوافل عبادت مین مشغول ہونے سے بہتر
ہے اور جبکہ معلوم ہوا کہ نکاح کرنا منجملہ راہ دین ہے تو اوسکے آداب کی تفصیل جاننا ضرور ہے اوسکی تفصیل تین بابون سے معلوم ہوگی
پہلا باب نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین دوسرا باب عقد نکاح کے آداب کے بیان مین تیسرا باب نکاح کے
بعد عیش کرنے کے آداب کے بیان مین پہلا باب نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین آسے مراد اس بات کو معلوم کر
کہ نکاح کی بزرگی اوسکے فائدون کے سبب سے ہے اور اوسکے فائدے پانچ ہین پہلا فائدہ اولاد ہے اور اولاد کے سبب سے
چار طرح کا ثواب ہے پہلا ثواب یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقاے نسل جو حق تعالے کو محبوب و مرغوب ہے اوس مین کوشش
کرتا ہوگا اور جو کوئی حکمت آفرینش پہچانے گا اوسکو اس امر مین کچھ شک نرہے گا کہ یہ بات حق تعالی کی محبوب ہے جب مالک اپنے
بندے کو زمین قابل زراعت دے اور بیج عنایت کرے اور بیل کی گوئی اور زراعت کے آلات مرحمت کرے اور اوسپر ایک سزاول
کرے کہ اوسے کھیتی کرنے مین مشغول رکھے تو گویا مالک زبان سے نہ کہے لیکن بندہ اگر عقل رکھتا ہے تو اوسکا مطلب اور مقصد جان جائیگا
کہ جیسے کھیت جتوانا بیج بوانا درخت پیدا کروانا اوسے مقصود ہے خداوند کریم نے بچہ دان پیدا کیا آلت مباشرت پیدا کیا مردون کی
پشت مین عورتون کے سینہ مین اولاد کا بیج پیدا کیا شہوت کو مرد و عورت پر سزاول کیا تو ان باتون سے جو مقصود الہی ہے وہ کسی
عقلمند پر پوشیدہ نہین اگر کوئی شخص بیج یعنی نطفہ ضائع کرے اور سزاول یعنی شہوت کو کسی حیلہ سے ٹال دے تو خلقت کے مقصود
سے وہ پھرا رہیگا اسیواسطے صحابہ کرام اور اگلے بزرگ بے نکاح مرنے سے کراہت رکھتے تھے یہانتک کہ حضرت معاذ
رضی اللہ تعالی عنہ کی دو زوجہ طاعون مین مرین اور خود اونکے طاعون ہوا کہا جب تک کہ مین مرون میرا نکاح کر دو مین
نہین چاہتا کہ بے جورو مر جاؤن دوسرا ثواب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرینگا کہ نکاح کے سبب سے
کوشش کرتا رہیگا تاکہ آپکی امت زیادہ ہو کہ اوسکے سبب سے آپ فخر کرینگے اسیواسطے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح
کرنیکو منع کیا کہ اوسکے اولاد نہین ہوتی اور فرمایا ہے کہ اگر کھجور کی چٹائی گھر مین کبھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا ہے
کہ عورت بدصورت جننے والی خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا شہوت کے واسطے
نہین ہے اسلیے کہ شہوت کے واسطے خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے تیسرا ثواب یہ ہے کہ اولاد سے دعا حاصل
ہوتی ہے حدیث شریف مین ہے کہ جن نیکیون کا ثواب منقطع نہین ہوتا اونمین سے ایک اولاد بھی ہے کہ باپ کی موت کے بعد
اوسکی دعا برابر پہنچتی ہے اور باپ کو پہونچتی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین رکھکر مردونکو دکھاتے ہین

اس سبب سے وہ راحت پاتے ہیں چوتھا ثواب یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مر جاوے تاکہ وہ اوس مصیبت کا رنج
کھینچے اور لڑکا قیامت میں اوسکی شفاعت کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچے کہینگے کہ جنت میں جا
وہ چلی جائیگا اور کہینگے کہ ماں باپ بغیر ہرگز نہیں اندر جاوینگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکا کپڑا پکڑکر کھینچا اور فرمایا
کہ جسطرح میں تجھے کھینچتا ہوں اسیطرح بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں کھینچتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچے جنت کے
دروازے پر جمع ہونگے اور دفعتہً چلانا اور رونا شروع کرینگے اور اپنے ماں باپ کو ڈھونڈھینگے حتی کہ اونکو حکم ہوگا
کہ تم لڑکوں کی جماعت میں جاؤ اور ہر بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں لیجاوے حکایت ایک بزرگ نکاح کرنے میں عذر کرتے تھے
یہانتک کہ ایک رات اونہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلق پیاس کے مارے بیتاب ہے لڑکوں کا ایک
گروہ ہے اونکے ہاتھوں میں چاندی سونیکے کٹورے ہیں اور لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں اون بزرگ نے بھی پانی مانگا اونمیں
کسی لڑکے نے نہ دیا اور کہا ہم میں تیرا بیٹا کوئی نہیں ہے وہ بزرگ جب خواب سے بیدار ہوئے اوسیوقت نکاح کیا دوسرا
فائدہ نکاح میں یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو حصار میں کرتا ہے اور شہوت جو شیطان کا ہتیار ہے اوسے اپنے سے دور کرتا ہے
اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جسنے نکاح کیا اوسنے اپنے آدہے دین کو حصار میں کرلیا اور
جو شخص نکاح نہیں کرتا گو فرج کو بچاوے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھہ کو بدنگاہ سے اور دل کو وسواس سے نہیں بچا سکتا نکاح فرزند کی
نیت سے کرے نہ شہوت کے واسطے نہیں اسلیے کہ جو کام مالک کو محبوب و مرغوب ہے فرمان برداری کے واسطے یون نہیں
ہوتا ہے کہ منزل اول تک نا رہنے کی نیت سے کرے اسواسطے کہ شہوت کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ متقاضی ہو ہرچند کہ اوسمیں اور حکمت بہی ہے
وہ حکمت یہ ہے کہ اوسمیں بڑا اقرار کیا ہے تاکہ وہ مزا آخرت کے مزون کا نمونہ ہو جسطرح آگ کو اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکی تکلیف رنج
آخرت کا نمونہ ہو ہرچند کہ مباشرت کی لذت اور آگ کی اذیت آخرت کی لذت و مصیبت کے سامنے حقیر و ناچیز ہے اور جو کچھ پیدا
فرمایا ہے خالق کے نزدیک اوسمیں بہت سی حکمتیں ہیں اور ممکن ہے کہ ایک ہی چیز میں بہت سی پوشیدہ حکمتیں ہوں مگر جاہلوں کو
پوشیدہ ہیں اور ظاہر ہوتی ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کسیکو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو چاہیے کہ
گھر جاوے اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے کہ اس امر میں شک نہیں برابر ہیں تیسرا فائدہ یہ ہے کہ نکاح کی بدولت عورتوں سے موانست ہوتی ہے
اور اونکے پاس بیٹھنے اور اونکے ساتھ مزاح کرنیسے دلکو راحت ہوتی ہے اور اس آسائش کے سبب سے شوق عبادت تازہ ہوتا ہے اسواسطے کہ ہمیشہ
عبادت کرنا آدمی کو ملال لاتا ہے اور اوس میں آدمی دلگیر ہو جاتا ہے یہ آسائش اوس قوت عبادت کو پھیر لاتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ دلوں کو
آسائش دیتے رہو دفعۃً جیسے لوگ ہیں سے دل نابینا ہو جاویگا جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کسیوقت اسکا مشغلہ میں آتا تھا کام آپڑتا کہ آپ کا تمام بار کے اسکا
متحمل ہو سکتا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلو پر ہاتھ رکھکر فرماتے کَلِّمِیْنِیْ یَا عَائِشَۃُ یعنی اے عائشہ میرے ساتھ باتیں کر اور آپکی غرض یہ ہوتی تھی کہ اوس سے تقویت ہو
تاکہ بار وحی اوٹھانیکی قوت پیدا ہو جب آپکو پھر اس عالم میں لاتے اور وہ قوت تام ہو جاتی تو اور کام کا شوق آپ پر غالب آتا اور فرماتے أَرِحْنَا یَا بِلَالُ یعنی
نماز کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ناک کو خوشبو سے قوت دیتے اسواسطے فرمایا ہے حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ الطِّيبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَيْنِي فِي

یعنی تمھاری دنیا سے تین چیزونکو حق تعالیٰ نے میرا محبوب کیا ہے خوشبو کو عورتون کو میری آنکھہ کی روشنی کو نماز مین ہے اور نماز کی
تخصیص اسواسطے فرمائی کہ مقصود یہ ہے کہ میری آنکھہ کی روشنی تو نماز مین ہے اور خوشبو اور عورتین بدن کی آسایش کے واسطے ہین
تاکہ نماز کی طاقت پیدا ہو اور آنکھہ کی روشنی جو نماز مین ہے وہ حاصل ہو اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال و اسباب جمع
کرنیکو منع فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا کے بعد ہم لوگ کیا چیز اختیار کرین فرمایا
لِيَتَّخِذْ اَحَدُكُمْ لِسَانًا ذَاكِرًا وَّقَلْبًا شَاكِرًا وَّزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً یعنی زبان ذاکر اور دل شاکر اور عورت پارسا اختیار کرے
یہان عورت کو ذکر و شکر کے ساتھ بیان فرمایا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ عورت گھر کی غمخواری کرتی ہے کھانا پکانا برتن دھونا
جھاڑو دینا ایسے کامون کو کفایت کرتی ہے اگر مرد ایسے کامون مین مشغول ہوگا تو علم و عمل اور عبادت سے محروم رہیگا اسواسطے
دین کی راہ مین عورت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی اس سبب سے ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امور دنیا سے
نہین ہے بلکہ اسباب آخرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخرت کے کامون مین مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے کوئی نعمت بہتر نہین ہے پانچوان فائدہ یہ ہے کہ عورتون کے اخلاق پہ صبر کرنا اور
اونکے ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اونکو قائم رکھنا بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ جورو کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اہل و عیال کے واسطے کسب حلال
کرنا ابدالون کا کام ہے حضرت ابن المبارک چند بزرگون کے ساتھ جہاد مین مشغول تھے کسینے پوچھا کوئی کام ایسا بھی ہے جو جہاد
سے بہتر ہو بزرگون نے کہا کہ جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہین جانتے حضرت ابن المبارک نے کہا مین جانتا ہون وہ یہ ہے کہ جسکے
اہل و عیال ہون اور وہ اونکو صلاحیت کے ساتھ رکھے اور جب رات کو اوٹھے اور لڑکون کو ننگا کھلا دیکھے تو کپڑا اونھین اوڑھا دے
اوسکا یہ عمل جہاد سے افضل ہوگا حضرت بشر حافی نے کہا کہ امام احمد حنبل مین تین فضیلتین ہین کہ مجھہ مین نہین ایک یہ کہ وہ اپنے لیے
اور اپنے زن و فرزند کے واسطے کسب حلال کرتے ہین اور مین فقط اپنے ہی واسطے کسب کرتا ہون حدیث شریف مین آیا ہے
کہ بعض گناہون مین ایک گناہ ہے کہ عیالداری کے رنج و مشقت کے سوا اور کچھہ اوسکا کفارہ نہین حکایت ایک بزرگ تھے اونکی
جورو مرگئی دوسرے نکاح کے واسطے لوگ بجد ہوے مگر اونھون نے رغبت نہ کی اور کہا کہ تنہائی مین حضور قلب اور دلجمعی زیادہ ہے
ایک رات اونھون نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور مردون کا ایک گروہ آگے پیچھے اوترتا ہے اور ہوا مین
جاتا ہے جب اونکے پاس آئے تو ایک نے کہا کہ کیا یہ وہی مرد شوم ہے دوسرے نے کہا ہان تیسرے نے کہا کہ یہ وہی
مرد شوم ہے چوتھے نے کہا کہ ہان وہی ہے یہ بزرگ اون لوگون کی ہیبت سے خواب مین ڈرے اور کچھہ نہ پوچھہ سکے اون سبکے بعد
ایک لڑکا تھا اوس سے پوچھا کہ ان لوگون نے شوم کسکو کہا اوس نے جواب دیا کہ تم ہی کو تو کہا اسواسطے کہ پہلے تمھارے
اعمال مجاہدون کے اعمال کے ساتھ آسمان پر لیجاتے تھے اب نہ معلوم تمنے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ ہوا کہ تمھین مجاہدون کے
زمرے سے نکال دیا ہے وہ بزرگ جب جاگے تو فوراً نکاح کیا تاکہ مجاہدون مین پھر داخل ہون ان فوائد کے سبب سے نکاح کی

خواہش کرنا چاہیے نکاح کی آفتیں تین ہیں ایک یہ کہ شاید کسب حلال نکرسکے خصوصاً اس زمانہ میں اور شاید عیال داری کے
سبب سے شبہے یا حرام کا مال پیدا کرے یہ امر اوسکے دین کی تباہی اور عیال و اطفال کی خرابی کا سبب ہوگا اور کوئی نیکی
اسکا تدارک نہیں کرتی اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بندہ کے نیک عمل پہاڑ کے برابر ہونگے اوسے ترازو کے
پاس ٹھہرا کر پوچھینگے کہ تو نے اپنے عیال کو نفقہ کہاں سے دیا اوس سے اس بات کی پکڑ ہوگی اور اوسکی تمام نیکیاں اس
سبب سے رایگان ہوجائینگی اوسوقت منادی ندا کریگا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے کہ اسکے عیال اسکی تمام نیکیاں کھا گئے اور
یہ گرفتار ہوا حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے پہلے اوسکے عیال جھگڑینگے اور کہینگے کہ بار خدایا اسکا
ہمارا انصاف کر کہ اسنے ہمکو حرام کھانا کھلایا ہم نجانتے تھے اور جو بات سکھانے کی تھی وہ ہمیں نہیں سکھائی ہم جاہل رہگئے
تو جو شخص حلال ورثہ نپائے یا مال حلال نہ کمائے اوسے نکاح کرنا نچاہیے مگر جسکو یقیناً جانتا ہو کہ اگر نکاح نکریگا تو زنا میں پڑیگا
دوسری آفت یہ ہے کہ عیال کا حق بجالانا نہیں ہوسکتا مگر حسن خلق سے اور اونکے محالات پر صبر کرنے اور متحمل ہونے سے
اور اونکے کاموں کے سرانجام میں آمادہ رہنے سے اور یہ امور ہر ایک سے نہیں ہوسکتے شاید عیال کو ستائے اور گنہگار ہوجائے
یا اونکی خبر نلے اونھیں تباہ کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص جورو لڑکوں سے بھاگیگا اوسکی مثال بھگوڑے غلام
کی سی ہے جبتک جورو لڑکوں کے پاس نجائے نماز و روزہ کچھ قبول نہیں ہوتا غرض کہ ہر ایک آدمی کا نفس ہے جب تک اپنے
نفس سے نبر آئے اولی یہ ہے کہ پرائے نفس کا ذمہ نہ اوٹھائے حضرت بشر حافی سے لوگوں نے پوچھا کہ تم نکاح کیوں نہیں
۵۱ عورتوں کا مردوں پر ویسا ہی حق ہے جیسا مردوں کا عورتوں پر ۱۲
کرتے ہو کہا کہ اس آیہ سے ڈرتا ہوں وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ میں کیوں نکاح
کروں مجھے نکاح کی حاجت نہیں اور عورت کا حق ادا کرنے کی ضرورت نہیں تیسری آفت یہ ہے کہ دل جب اہل و عیال کے
کام کی فکر میں ڈوبتا ہے آخرت کے خیال اور زاد آخرت کی طیاری اور خدا کی یاد سے باز رہتا ہے اور جو چیز تجھے یاد الٰہی سے
باز رکھے وہ تیری ہلاکت کا سبب ہوگی اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا
۵۲ اے مسلمانوں نہ غافل کریں تمکو مال تمہارا اور اولاد تمہاری یاد خدا سے ۱۲
أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ پس جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جسطرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عیال داری کا شغل خدا سے مشغول نکرتا تھا
اوسطرح مجھے مشغول نکریگا اور جانے کہ اگر میں نکاح نکرونگا تو ہمیشہ خدا کی یاد اور بندگی میں رہونگا اور حرام سے بچونگا اوسکو
نکاح نکرنا افضل ہے اور جسکو زنا کا خوف ہو اوسے نکاح کرنا بہتر ہے اور جسکو زنا کا خوف نہو اوسے نکاح نکرنا افضل ہے مگر وہ
شخص جو کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے خلق نیک و شفقت و مہربانی پر اعتقاد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ نکاح مجھے یاد الٰہی سے باز
نرکھیگا اگر میں نکاح کرونگا تو بھی ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہونگا اوسکے واسطے نکاح کرنا اولی ہے واللہ اعلم دوسرا باب
عقد نکاح کی کیفیت اور آداب میں اور اوسکے حقوق کے بیان میں جنکا عورت میں نگاہ رکھنا ضرور ہے نکاح کی شرطیں پانچ
ہیں پہلی شرط ولی ہے کہ بے ولی نکاح درست نہیں جس عورت کا ولی نہو سلطان اوسکا ولی ہے دوسری شرط
عورت کی رضامندی ہے لیکن جب عورت کم سن ہو تو اگر اوسکا باپ یا دادا نکاح کرے تو اوسکی رضامندی شرط نہیں مگر جب اوسکا ولی

یہ ہے کہ اوسکو خبر کردین اگر چپ رہے تو کافی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ دو گواہ عادل حاضر ہون اور اولی یہ ہے کہ متقی اور
پرہیزگارون کی جماعت اسوقت موجود ہو فقط دو گواہ پر اکتفا نکرین اگر وہ دو مرد موجود ہون جنکا حال پوشیدہ ہے اور اونکا فسق مرد و
عورت کو نہین معلوم تو نکاح درست ہے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ جسطرح تزویج کا لفظ صراحۃً کہا جائے اسیطرح شوہر اور عورت کا
ولی خواہ اوسکا وکیل ایجاب و قبول کا لفظ بھی صراحۃً کہے یا اوسکی فارسی کہے اور سنت یہ ہے کہ نکاح کے خطبہ کے بعد ولی یون کہے
بسم اللہ والحمد للہ فلانی عورت کا نکاح اتنے مہر پر تیرے ساتھ کردیا اور شوہر کہے بسم اللہ والحمد للہ اس نکاح کو مین نے اتنے مہر پر قبول
کیا عقد سے پہلے عورت کو دیکھ لینا بہتر ہے تاکہ پسند کرے پھر عقد باندہے کہ اسمین محبت و الفت کی بڑی امید ہے اور چاہیے کہ نکاح
سے فرزند پیدا ہونا اور دل اور آنکھ کو برے کامون سے بچانا اس سے مقصود ہو بالکل حظ و حرص ہی مقصود نہو **پانچوین شرط**
یہ ہے کہ عورت کا ایسا حال ہو کہ نکاح کرنا اوس سے حلال ہو جن صفتون کے قریب ہین جنکے سبب سے نکاح حرام ہوتا ہے اوسواسطے
کہ جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت مین ہو یا مرتدہ یا بت پرست یا زندیق ہو یعنی قیامت اور خدا و رسول کا ایمان نرکھتی ہو یا اباحتی
یعنی غیر مردون کے ساتھ مل بیٹھنا اور نماز نہ پڑھنا اوسکے نزدیک درست ہو اور کہے کہ مجھے یہ سزاوار ہے اور آخرت مین اس امر پر
عذاب نہوگا یا نصرانیہ یا یہودیہ ہو ایسے کی نسل سے جس نے جناب ختم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی رسالت کے بعد نصرانیت یا یہودیت
اختیار کی ہو یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر دینے کی قدرت رکھتا ہے یا زنا کا خوف نرکھتی ہو یا مرد اوسکا مالک ہے کل کا یا خواہ
بعض کا یا قرابت مین مرد کی محرم ہو یا دودہ پینے کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو
مثلاً اوسکی بیٹی یا مان یا دادی سے پہلے نکاح کرکے ہمصحبت کرچکا ہو یا اوس مرد کے بیٹے یا باپ کے نکاح مین یہی عورت آچکی ہے
یا اس مرد کے چار جورو مین موجود ہین یہ پانچوین ہوتی ہے یا اوس عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح مین رکھتا ہے اوسواسطے
کہ دو بہنون اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین وہ دو عورتین جنمین ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک کو مرد اور
ایک کو عورت فرض کرین تو ان دونون مرد اور عورت مفروضہ مین نکاح نہ درست ہو اون دونون عورتون کو نکاح مین جمع کرنا درست
نہین ہے یا یہ عورت اس مرد کے نکاح مین تھی اوس نے تین طلاقین دیدی ہین یا تین بار خرید و فروخت کیا ہے ایسی عورت جبتک
دوسرا خاوند نہ کرے گی پہلے مرد پر حلال نہوگی یا اون دونون مین لعان واقع ہوا ہے یا مرد عورت کا محرم ہو یا حج و عمرہ کا احرام
باندہے ہو یا وہ عورت کم سن یتیم ہو کہ کم عمر یتیمہ جبتک بالغ نہولے تب تک اوسکا نکاح نہ کرنا چاہیے ایسی سب عورتون کا نکاح باطل
ہے نکاح حلال اور درست ہونے کی شرطین یہی ہین جن صفتون کا عورت مین دیکھ لینا سنت ہے وہ آٹھ ہین **پہلی صفت**
پارسائی ہے اور یہی اصل ہے اسواسطے کہ عورت اگر پارسا نہو اور شوہر کے مال مین خیانت [illegible] تو شوہر متفکر رہیگا اور اگر اپنی
عصمت مین خیانت کرے گی اور مرد خاموش رہیگا تو حمیت اور دین کا نقصان ہے [illegible] مین روسیاہ اور بدنام ہوگا اگر خاموش نرہیگا
زندگی تلخ ہو جائیگی اور اگر طلاق دیگا تو شاید اوسکے دل سے لگی ہو زن خوبصورت اگر ناپارسا ہے تو بڑا بلا ہے طلاق دینا بہتر ہے
اگر عورت ایسی ہو مگر یہ کہ دل سے لگی ہو ایک شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی جورو کی ناپارسائی کا شکوہ کیا

آپ نے فرمایا کہ تو اوسے طلاق دیدے اوس نے عرض کیا کہ یا حضرت مین اوس سے محبت رکھتا ہون فرمایا تو اوسے طلاق نہ دینا اگر طلاق دیگا تو بعد اوسکے آفت مین پڑیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی جمال یا مال کے واسطے کسی عورت کے ساتھ نکاح کریگا وہ دونون سے محروم رہیگا اور جب دین کے لیے نکاح کریگا تو دونون مقصد بر آئینگے **دوسری صفت** حسن خلق ہے کہ بدمزاج عورت ناشکر گذار اور زبان دراز ہوتی بیجا شکوتین کرتی ہے ایسی عورت کے ساتھ زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور دین مین خلل پڑتا ہے **تیسری صفت** جمال ہے جو محبت اور الفت کا سبب ہوتا ہے اسواسطے نکاح کے قبل لڑکی کو دیکھ لینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصار کی عورتون کی آنکھ مین ایک چیز ہے کہ دل اوس سے نفرت کرتا ہے جو کوئی اونکے ساتھ نکاح کیا چاہے پہلے اونہین دیکھ لے بزرگون کا قول ہے کہ جو نکاح عورت کے بے دیکھے ہوا پشیمانی اور غم اوسکا انجام ہے اور وہ جو حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ عورت کی خواستگاری دین کے واسطے کرنا چاہیے جمال کے لیے نہین اوسکے یہ معنی ہین کہ فقط جمال کے واسطے نکاح نہ کرے نہ یہ کہ جمال ڈھونڈھنا ہی نہین اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند اور اتباع سنت کسی شخص کو مقصود ہے اور جمال نہین چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے کانی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اوسکی بہن جو خوبصورت تھی اوسکی خواہش نہ کی اسواسطے کہ آپ نے سنا تھا کہ ایک چشم عقل مین اوس خوبصورت سے بہتر ہے **چوتھی صفت** یہ ہے کہ مہر کم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون مین وہ بہت بہتر ہے جسکا مہر کم اور حسن و جمال زیادہ ہو بہت مہر باندھنا مکروہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتون کا دس درم مہر باندھا ہے اور اپنی بیٹیون کا مہر چار سو درم سے زیادہ نہین باندھا **پانچوین صفت** یہ ہے کہ بانجھ نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کونے مین پڑی ہو بانجھ عورت سے بہتر ہے **چھٹی صفت** یہ ہے کہ عورت باکرہ ہو اسواسطے کہ اوسکے ساتھ بڑی محبت ہوگی اور جو عورت ایک شوہر کو دیکھ چکی ہے اکثر اوسکا دل دوسرے کی طرف رہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دوہاجو عورت کے ساتھ نکاح کیا رسول مقبول نے اونسے فرمایا کہ تو نے باکرہ کے ساتھ کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اوسکے ساتھ **ساتوین صفت** یہ ہے کہ عورت دینداری اور پرہیزگاری کے لحاظ سے شریف النسب ہو اسواسطے کہ کم اصل عورت بداخلاق ہوا کرتی ہے اور شاید اوسکے اخلاق اولاد مین اثر کرین **آٹھوین صفت** یہ ہے کہ عورت عزیز قریب نہو اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے ضعیف لڑکا پیدا ہوتا ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ عزیز عورتون کے حق مین شہوت بہت کم ہوتی ہے عورتون کی صفتین یہی ہین اور ولی پر جو اپنی لڑکی کا نکاح کرتا ہے واجب ہے کہ اوسکی صلاح و فلاح کا لحاظ رکھے ایسے شخص کو اختیار کرے جو شائستہ ہو بدخو زشت رو سے اور جو روٹی کپڑا نہ دے سکے اوس سے حذر کرے مرد اگر عورت کا کفو نہوگا تو نکاح درست نہین اور فاسق اور بدکار کے ساتھ بھی نکاح درست نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق کے ساتھ کر دیا اوسکا قطع رحم ہو جائیگا اور فرمایا ہے کہ نکاح لونڈی پن ہے ہوشیار رہو کہ اپنی لڑکی کو کسکی لونڈی بناتا ہے

تیسرا باب اول نکاح سے آخر تک عورتون کے ساتھ گذران کرنے کے آداب مین اے عزیز جان تو کہ یہ امر جب معلوم ہو چکا کہ دین کی اصلاحون مین سے ایک اصل نکاح بھی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ دین کے آداب اوسمین نگاہ رکھے ورنہ آدمیون کے نکاح اور جانورون کے

جنتی ہین کچھ فرق نہوگا تو نکاح مین بارہ ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلا ادب ولیمہ کا کھانا ہے اور یہ سنت موکدہ ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے نکاح کیا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی دعوت ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو اور جسکو بکری ذبح کرنے کی قدرت نہو وہ جو کھانے کی چیز دوستون کے سامنے رکھیگا وہی ولیمہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو خرمے اور جو کے ستو سے دعوت ولیمہ کی تو جسقدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے واسطے اوسقدر ولیمہ کرے اگر تاخیر ہو تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گذرنے پائے دف بجانا اور اوس سے اعلان نکاح اور خوشی کرنا سنت ہے اسواسطے کہ روے زمین پر آدمی سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے اور نکاح انکی پیدایش کا سبب ہوتا ہے تو یہ خوشی بجا ہے اور ایسے وقت سماع اور دف سنت ہے ربیع بنت معوذ سے روایت ہے فرماتے ہین کہ جس رات مین عروس ہوئی اوسکے دوسرے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھین جب آپکو دیکھا تو اشعار مین آپ کی تعریف کرنے لگین آپ نے فرمایا کہ تم جو پہلے کہتی تھین وہی کہو آپ نے اجازت ندی اسواسطے کہ آپکی تعریف عمدہ بات ہے بیہودہ باتون کے ساتھ اوسے ملانا درست نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ عورتون کے ساتھ نیک خو رہین اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اونکو رنج نہ دین بلکہ یہ مراد ہے کہ اونکا رنج سہین اور اونکے حکم محال اور ناشکری کے حال پر صبر کرین حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورتون کو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے انکے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور انکے ستر کی تدبیر یہ ہے کہ انکو گھر مین قید کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی جورو کی بدخلقی پر صبر کریگا اوسکو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو اونکی مصیبت پر ملیگا لوگون نے سنا کہ جناب رحمۃ للعالمین علیہ افضل صلوۃ المصلین وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتین فرماتے تھے نماز پڑھا کرو اور اللہ کے بندون کے ساتھ بھلائی کیا کرو عورتون کے مقدمہ مین اللہ ہی اللہ ہے یہ تمھاری قیدی ہین اونکے ساتھ اچھی طرح نباہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے غصہ پر تحمل فرماتے تھے ایکدن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بی بی نے غصہ سے اونکو جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بدزبان تو جواب دیتی ہے وہ بولین ہان جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا تجھسے افضل ہین آپکی ازواج طاہرات آپکو جواب دیتی ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو حفصہ پر افسوس ہے کہ خاکسار نہو پھر اپنی بیٹی حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھین دیکھکر کہنے لگے کہ خبردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب ندیا کرو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی کا حسد نہ کرنا کہ رسول مقبول اونھین دوست رکھتے ہین اور اونکی نازبرداری کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی تم مین وہ بہتر ہے جو اپنی جورو کے ساتھ بہتر ہے اور مین اپنی بیبیون کے ساتھ تم سب سے بہتر ہون تیسرا ادب یہ ہے کہ اپنی جورون کے ساتھ مزاح اور کھیل کرے اونسے رنج کا شرح ہے اور اونکی عقل کے موافق رہے اسلیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حتی کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ دوڑتے کہ دیکھین کون آگے نکل جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے دو بارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا آگے نکل گئین حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلا ہو گیا یعنی اب ہم تم برابر ہو گئے ایک دن حبشیون کی آواز سنی کہ کھیلتے ہین اور کودتے ہین
حضرت بی عائشہ صدیقہ رض سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو وہ بولین ہان آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلایا حضرت صدیقہ رض نے
آپکے بازو پر ٹھڈی رکھکر دیر تک دیکھا لیکن آپنے فرمایا کہ یا عائشہ رض ابھی بس نکرو گی وہ چپ ہو رہین تین بار آپ نے فرمایا تب اونہون نے
بس کیا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باوصف سختی اور تیزی کے کہ ہر کام مین رکھتے تھے فرماتے ہین کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ
لڑکون کا ایسا رہے اور خانہ داری کے باب مین مردانہ وار رہے بزرگون نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ جب گھر مین آئے خندان
آئے جب باہر جائے چپ جائے جو کچھ پائے کھالے جو نہ پائے اوسے نہ پوچھے چوتھا ادب یہ ہے کہ ٹھٹھول اور کھیل اس قدر
نہ بڑھائے کہ اوسکا ڈر جاتا رہے اور برے کامون مین عورتون کے ساتھ موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے
خلاف دیکھے تو تنبیہ کرے کیونکہ اگر طرح دیگا تو اونکا تابعدار ہو جائیگا اور حق تعالی نے فرمایا اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ
یعنی مرد کو عورتون پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَۃِ یعنی جورو کا غلام
بدبخت ہے اسواسطے کہ جورو کو چاہیے کہ خاوند کی لونڈی بنی رہے اور بزرگون نے کہا ہے کہ عورتون سے مشورہ کرو لیکن اونکے
کہنے کے خلاف عمل کرو حقیقت مین عورتون کی ذات نفس سرکش کے مانند ہے اگر ذرا بھی مرد انکو انکے حال پر چھوڑیگا تو ہاتھ سے
جاتی رہین گی اور حدون سے گذر جائین گی اور تدارک مشکل ہو جائیگا غرضکہ عورتون مین ایک طرح کا ضعف ہے تحمل اوسکا علاج ہے
اور کچھ کجی ہے سیاست اوسکی دوا ہے مرد کو چاہیے کہ طبیب حاذق کی طرح رہے ہر امر کا علاج غور کرے لیکن چاہیے کہ صبر و تحمل زیادہ
رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورت پسلی کی ہڈی کی ہے اگر سیدھا کرنا چاہیگا ٹوٹ جائیگی پانچوان ادب یہ ہے
کہ جہانتک ہوسکے غیرت کی بات مین اعتدال نچھوڑے جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اوس سے عورت کو منع کرے اور حتی المقدور
باہر نکلنے دے چھت اور دروازے پر نجانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اوسکو نہ دیکھے اور کھڑکی جالے سے مردونکا
تماشا دیکھنے کی اجازت نہ دے کہ تمام آفتین آنکھ سے پیدا ہوتی ہین اور گھر مین بیٹھے بیٹھے نہین پیدا ہوتین بلکہ کھڑکی جالے چھت
دروازے سے پیدا ہوتی ہین عورت کے تماشا دیکھنے کو تھوڑا امر نجاننے اور بے سبب اوس سے بدگمان ہونا اور اوسکی ٹوہ لگانا
اور حد سے زیادہ اوس سے شرم و غیرت رکھنا نچاہیے ہر امر کا بھید دریافت کرنے مین اصرار کرے ایک مرتبہ جناب سرور کائنات
شام کے قریب سفر سے پھر آئے اور فرمایا کہ آجکی رات کوئی شخص اپنے گھر مین اچانک نجائے کل جانا ہین ٹھہر و انہین دو شخصون
نے عدول حکمی کی دونون نے اپنے اپنے گھر مین برا کام دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کے باب مین
حد سے زیادہ غیرت نرکھو کہ یہ اور لوگون کو معلوم ہوگا تو وہ اونکی بدنامی کرینگے بہتر یہی ہے کہ نامحرم عورت کی نظر نہ پڑے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ عورتون کے حق مین کیا امر بہتر ہے حضرت بی فاطمہ نے فرمایا یہ
بہتر ہے کہ نامحرم مرد اونکو نہ دیکھے اور کسی غیر مرد کو وہ نہ دیکھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند آئی حضرت بی رض کو گلے لگا کر فرمایا
جگر گوشہ تھی یعنی تو میری جگر پارہ ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عورت کو دیکھا کہ دریچہ سے جھانکتی ہے اوسے مارا اور

اور دیکھا کہ سیب میں سے ایک ٹکڑا اوس نے کھایا اور ایک ٹکڑا غلام کو دیا اور پھر کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو
اچھے کپڑے نہ پہناؤ تاکہ وہ گھر میں بیٹھیں اس واسطے کہ جب اچھے کپڑے پہنیں گی باہر جانے کی آرزو پیدا ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں عورتوں کو اجازت تھی کہ مسجد میں جائیں اور پچھلی صف میں رہیں صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے وقت میں
منع کیا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ اب کی عورتیں کیسی ہو گئی
ہیں تو مسجد میں جانے سے منع فرماتے اب مسجد اور مجلس میں جانے سے اور مردوں کو دیکھنے سے منع کرنا بہت ہی ضرور ہے مگر جو بڑھیا پرانی چادر
اوڑھ کر جاوے تو مضائقہ نہیں اکثر عورتوں کے حق میں مجلس اور نظارہ سے آفت پیدا ہوتی ہے جہاں کہیں فتنہ کا ڈر ہو وہاں عورت کو
جانے دینا درست نہیں ایک اندھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ میں آیا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اور عورتیں جو وہاں
بیٹھی تھیں نہ اٹھیں اور کہا کہ یہ اندھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تو تم بھی کیا اندھی ہو چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کچھ
نفقہ مرد اچھی طرح دے تنگی نہ کرے اور اسراف بھی نہ کرے اور سمجھے کہ جورو کو نفقہ دینے کا ثواب خیرات کے ثواب سے زیادہ ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دینار جہاد میں صرف کیا ایک دینار کا غلام مول لیکر آزاد کیا ایک دینار کسی مسکین کو دیا
اور ایک دینار اپنی جورو کو دیا تو یہ دینار ثواب میں سب سے افضل ہے اور چاہیے کہ مرد کوئی اچھا کھانا اکیلا نہ کھاوے اگر کھایا ہے تو چھپا
اور جو کھانا نہیں کھلا سکتا اوسکی تعریف عورتوں کے سامنے نہ کرے ابن سیرین نے کہا ہے کہ مہینہ میں ایکبار حلوا پکانے یا میٹھی
بنانے خصوصاً شیرینی پکی ہوئی دینا بہتر ہوتی ہے اگر کوئی مہمان نہ ہو تو اپنی جورو کے ساتھ کھانا کھاوے اس واسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ اون گھر والوں پر جو باہم ملکر کھانا کھاتے ہیں حق تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور ملائک دعا سے مغفرت کرتے ہیں اصل یہ ہے کہ جو کچھ
نفقہ دے حلال کی کمائی سے پیدا کر کے دے کیونکہ گھر والوں کو حرام کے مال سے پرورش کرنا بڑی خیانت اور ظلم کا سبب ہے اس سے
زیادہ کوئی خیانت اور ظلم نہیں ساتواں ادب یہ ہے کہ علم دین جو نماز اور طہارت اور حیض وغیرہ میں کام آتا ہے عورتوں کو سکھا
اگر نہ سکھائیگا تو باہر جاکر عالم سے پوچھنا عورت پر واجب اور فرض ہے اور اگر شوہر نے اسے سکھا دیا ہے تو اوسکی بے اجازت باہر جانا
اور کسی سے پوچھنا درست نہیں اگر امور دین سکھانے میں قصور کریگا تو مرد خود گنہگار ہوگا اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے
قُوا انفسکم واھلیکم نارا یعنی اپنے تئیں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ اور یہ بھی سکھانا ضرور ہے کہ جب غروب آفتاب
سے پہلے حیض بند ہو جاوے تو عصر کی نماز قضا کرنا چاہیے اکثر عورتیں اس مسئلہ کو نہیں جانتی ہیں آٹھواں ادب یہ ہے کہ اگر دو جورو
رکھتا ہے تو ان کے درمیان برابری عدالت رکھے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ایک جورو کی طرف مائل ہے گا قیامت کے دن
اوسکا آدھا بدن ٹیڑھا ہوگا اسکا مطلب یہ ہے کہ عطا اور ساتھ رہنے میں دونوں کی برابری کا لحاظ رکھے لیکن محبت اور مباشرت کرنے میں
برابری واجب نہیں کیونکہ یہ اپنے اختیار میں نہیں ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب ایک بی بی کے پاس رہتے تھے اور حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ جو امر میرے اختیار میں ہے اوس میں
کوشش کرتا ہوں لیکن دل میرے اختیار میں نہیں ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے سیر ہو جاوے اور اوسکے پاس جانا نہ چاہے

واضح ہو کہ یہ ماجرا آیۂ کریمہ وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارہن نازل ہونے کے بعد ہوا اس واسطے حکم ہے ۲۱۲

تو چاہیے کہ اوسے طلاق دیدے قید میں نہ رکھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو
طلاق دینا چاہا کہ وہ بوڑھی ہو گئی تھیں اونھوں نے عرض کیا کہ میں نے اپنی باری حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا
آپ مجھے طلاق نہ دیجیے تاکہ قیامت کے دن آپکی ازواج طاہرات میں میرا حشر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی عرض قبول فرمائی
اور اونھیں طلاق نہ دی دو شب حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اور ایک ایک شب اور بی بیوں کے پاس رہنے لگے
نوان ادب یہ ہے کہ اگر جورو خاوند کی اطاعت نہ کرے اور اوسکی اطاعت نہ کرے تو خاوند اوس سے بہ نرمی اور مہربانی اپنی اطاعت
کروائے اگر تابعداری نہ کرے تو خاوند غصہ کرے اور سوتے وقت اوسکی طرف پشت کرکے سوئے اگر اسپر بھی مطیع نہو تو تین
راتین اوس سے علیحدہ سوئے اگر یہ امر بھی مفید نہو تو اوسے مارے مگر منہ پر نہ مارے اور ایسے زور سے نہ مارے کہ وہ زخمی ہو جائے
اگر نماز یا دین کے اور کسی کام میں قصور کرے تو مہینا بھر تک اوس سے خفا رہنا روا ہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات
ایک مہینا کامل سب بی بیوں سے خفا رہے تھے دسوان ادب یہ ہے کہ صحبت کرنے میں قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لے اور
پہلے بات چیت کھیل پیار چومنا وغیرہ سے اوسکا دل خوش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو نہ چاہیے کہ اپنی
عورت پر جانور کی طرح گرے بلکہ صحبت سے پہلے قاصد ہونا چاہیے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ قاصد کیا ہے آپ نے
فرمایا وہ بوسہ ہے جب ابتدا کیا چاہے تو یون کہے بسم اللہ العلی العظیم اللہ اکبر اللہ اکبر اور اگر قل ہو اللہ پڑھ لے تو بہتر ہے اور کہے
اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا اسواسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا اور
بچہ پیدا ہوگا وہ شیطان سے محفوظ رہیگا اور انزال کے وقت اپنے دل میں [illegible] کرے الحمد للہ الذی خلق
من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا جب انزال ہوا چاہے تو ٹھہرے کہ تا عورت کو بھی انزال ہو جائے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں مرد کی عاجزی کی نشانی ہیں ایک یہ کہ کسیکو پہچانے اور اوس سے دوستی رکھنا چاہے اور اوسکا
نام دریافت کرے دوسری یہ کہ کوئی بھائی اوسکی تکریم کرے اور وہ اوسکی تکریم کو رد کرے تیسری یہ کہ لونڈی یا عورت
کے ساتھ صحبت کرنے لگے اور جب اوسکی حاجت روا ہونے لگے تو صبر نہ کرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہو جائے [illegible]
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ چاند رات اور [illegible]
اور مہینے کی اخیر رات کو صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتون میں صحبت کرنیکے وقت شیطان حاضر ہوتے ہیں اور حالت حیض میں
صحبت سے [illegible]
صحبت کرنا [illegible]
[illegible]
بال [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

کیا یا رسول اللہ ایک لونڈی میری خادمہ ہے مین نہین چاہتا کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ پھر کام نہ کر سکیگی آپنے فرمایا کہ تو عزل کر اگر تقدیر مین ہے
تو خود بخود فرزند پیدا ہوگا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرزند پیدا ہوا حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے
کنا نعزل والقرآن ینزل یعنی ہم عزل کرتے تھے اور قران اوترتا تھا ہمین ممانعت نہین ہوئی **گیارھوان ادب** یہ ہے
کہ جب اولاد ہو تو اوسکے داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو لڑکا لڑکپن
کی بیماری سے محفوظ رہیگا اور نام اچھا رکھنا چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ عبد اللہ اور عبد الرحمن اور اسکے مثل نام خدا کے نزدیک سب
نامون سے بہتر ہین لڑکا اگر پیٹ سے گر جائے تو بھی اسکا نام رکھنا سنت ہے اور عقیقہ سنت موکدہ ہے لڑکی کے عقیقہ مین ایک بکرا
اور لڑکے کے عقیقہ مین دو بکرے ذبح کرنا چاہیے اور اگر ایک ہی ہو تو بھی اجازت ہے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے
کہ عقیقہ کے بکرے کی ہڈی توڑنا نہ چاہیے اور سنت یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکے منہ مین میٹھی چیز ڈالین اور ساتوین دن اوسکے بال
منڈوائین اور اوسکے بالون کے برابر چاندی یا سونا تصدق کرین اور چاہیے کہ آدمی لڑکی سے کراہت اور لڑکے سے بہت خوشی نکرے
اسواسطے کہ آدمی نہین جانتا کہ بھلائی کس مین ہے لڑکی بہت مبارک ہے اور اسکا ثواب زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جسکی تین بیٹیان یا تین بہنین ہونگی اور اونکے سبب سے محنت اوٹھائیگا تو اسکی مہربانی کے عوض جو وہ کرتا ہے حق تعالے
اوسپر رحم فرمائیگا کسینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر دو ہی ہون آپنے فرمایا کہ اگر دو ہون تو بھی کسینے عرض کیا اگر ایک ہی ہو آپنے فرمایا
تو بھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہو وہ رنجور ہے جسکے دو ہون وہ گرانبار ہے جسکے تین ہون
اے مسلمانون اوسکی یاری اور مددگاری کرو کہ وہ میرے ساتھ بہشت مین ہے جیسے دو اونگلیان یعنی وہ مجھسے نزدیک رہیگا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بازار سے میوہ مول لیکر گھر مین آئے وہ ثواب مین صدقہ کے مانند ہے چاہیے کہ پہلے لڑکی کو
دے پھر لڑکے کو جو لڑکی کو خوش کریگا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالے کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اوسپر
آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے **بارھوان ادب** یہ ہے کہ حتی الامکان جورو کو طلاق نہ دے کیونکہ طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن حق تعالے
اس سے راضی نہین کیونکہ طلاق کا لفظ زبان پر لانا عورت کو رنج عظیم پہونچاتا ہے اور کسیکو رنج دینا کیونکر درست ہوگا لیکن مصرعہ
گر ضرورت بود روا باشد ٭ جب طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو چاہیے کہ ایک طلاق سے زیادہ نہ دے کہ یکبارگی تین طلاق دینا
مکروہ ہے اور حالت حیض مین طلاق دینا حرام ہے اور پاکی کی حالت مین اگر صحبت کی ہے تو بھی حرام ہے اور چاہیے کہ مہربانی کی راہ
سے طلاق مین کچھ عذر کرے نہ غصہ اور حقارت کے سبب سے طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد عورت کو تحفہ دے تاکہ اوسکا دل خوش ہو اور
عورت کی پوشیدہ باتین کسی سے نہ کہے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ مین فلانے عیب کے سبب سے طلاق دیتا ہون ایک شخص سے لوگون نے
پوچھا تو کیون طلاق دیتا ہے کہا مین اپنی جورو کا راز فاش نہین کر سکتا جب طلاق دیچکا تو پھر لوگون نے پوچھا تو نے کیون طلاق دی
اوسنے کہا مجھے پرائی عورت سے کیا کام کہ اوسکا بھید کہون **فصل** یہ بیان کیا گیا شوہر پر جورو کا حق ہے لیکن جورو پر شوہر کا
بہت بڑا حق ہے اسواسطے کہ جورو حقیقت مین شادی کی لونڈی ہے حدیث شریف مین ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا

تو جورؤون کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین جورو پر جو خاوند کے حق ہین اونمین سے یہ بھی ہے کہ جورو گھر مین بیٹھے خاوند کے بے حکم باہر نجاوے دریچہ مین اور چھت پر نہ آوے پڑوسیون سے دوستی اور باتین بہت نکرے اور بلا ضرورت اونکے گھر نجاوے اور اپنے خاوند کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے اوس سے اور خاوند سے صحبت اور نباہ کرنے مین جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے نہ کہے ہر کام مین خاوند کے مقصود اور خوشی کی طمع رکھے خاوند کے مال مین خیانت نکرے خاوند پر مہربانی رکھے جب اوسکے خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے تو اسطرح جواب دے کہ وہ اسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی جورو بولتی ہے خاوند کے سب دوستون سے پردہ کرے تاکہ وہ اسے نہ پہچانین جو کچھ میسر ہو اوسپر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی نکرے خاوند کا حق اپنے عزیزون سے زیادہ جانے اپنے تئین ہمیشہ ایسا صاف ستھرا رکھے جیسا صحبت کے واسطے ہونا چاہیے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کرسکتی ہے کرے خاوند کے سامنے اپنے حسن و جمال پر فخر نکرے خاوند کے احسان کی ناشکری نکرے یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہر وقت خرید و فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے دوزخ مین نگاہ کی تو بہت سی عورتون کو دیکھا اسکا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ اپنے خاوندون پر لعن اور انکی ناشکری کرتی ہیں اونکا یہ حال ہے

تیسری اصل آداب کسب و تجارت کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا منزل راہ آخرت ہے اور آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہے اور کھانا پینا بے کسب کے ممکن نہین تو کسب کے آداب جاننا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص اپنے تئین ہمہ تن دنیا کمانے مین مصروف کریگا وہ بدبخت ہے اور جو شخص خدا پر توکل کرکے اپنے تئین بالکل آخرت کے کام بنانے مین مصروف کریگا وہ نیک بخت ہو لیکن میانہ روی تو یہ ہے کہ آدمی دنیا کمانے مین بھی مشغول ہو اور آخرت کے کام بنانے مین بھی مگر مقصود آخرت ہی کا کام بنانا ہو اور دنیا کمانا فقط آخرت کے کام بنانے مین فراغت حاصل ہونیکے واسطے ہو کسب کے وہ احکام اور آداب جنکا جاننا ضرور ہے پانچ بابون مین ہم بیان کرتے ہین پہلا باب کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان مین۔ اے عزیز جان تو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا رکھنا اور کسب حلال سے اونکی کفایت کرنا راہ دین مین جہاد کرنا ہے اور بہت عبادت سے افضل ہے ایکدن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والسلام بیٹھے تھے صبح کے ایک جوان قوی اودہر سے گذرا اور ایک دوکان مین چلا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا افسوس ہے یہ اتنے سویرے راہ خدا مین اوٹھا ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اگر وہ اپنے تئین یا اپنے مان باپ یا جورو لڑکون کو خلق سے بے پروا کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ مین ہے اور اگر تفاخر اور لاف اور تونگری کے لیے جاتا ہے تو شیطان کی راہ مین ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خلق سے بے پروا ہونے کو یا اپنے پڑوسیون اور عزیزون کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا مین طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اوسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح منور اور تابان ہوگا اور فرمایا ہے کہ سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور شہیدون کے ساتھ اوٹھیگا اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالی دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور کی کمائی سب چیزون سے زیادہ حلال ہے

اگر وہ نصیحت بجالائے اور فرمایا ہے کہ سوداگری کرو کیونکہ روزی کے دس ٹکڑے ہین نو ٹکڑے فقط سوداگری مین ہین اور فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے حق تعالی اوسپر مفلسی کے ستر دروازے کھول دیتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے
ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اوسنے کہا عبادت کرتا ہون پوچھا قوت کہان سے کھاتا ہے اوس نے کہا میرا ایک بھائی ہے
وہ مجھے قوت مہیا کر دیا کرتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
فرمایا ہے کہ کسب مت چھوڑو اور یہ نہ کہو کہ حق تعالی روزی دیتا ہے کیونکہ حق تعالی آسمان پرسے سونا چاندی نہین بھیجتا ہے یعنے اس
امر کی اوسے قدرت ہے مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اوسکی عادت ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسب مت چھوڑنا
کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اوسکا دین تنگ ہوجاتا ہے عقل ضعیف ہوجاتی ہے مروت زائل ہوجاتی ہے لوگ اوسے حقارت
کی نظر سے دیکھتے ہین ایک بزرگ سے لوگون نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار اون بزرگ نے فرمایا کہ تاجر امانت دار
بہتر ہے کہ وہ جہاد مین ہے اسواسطے کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے مین اوسکا درپے ہے اور وہ اوسکے خلاف کرتا ہے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ مین کسی جگہ اپنی موت کو اس سے زیادہ دوست نہین رکھتا ہون کہ مین بازار مین اپنے
عیال کے واسطے طلب حلال کرتا ہون اور میری موت آجاے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اوس شخص کے
بارے مین کیا فرماتے ہین جو عبادت کے واسطے مسجد مین بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دیگا امام صاحب نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے
شرع نہین جانتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ مین رکھی ہے
یعنی جہاد کرنے مین اوزاعی نے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کو دیکھا کہ لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر اوٹھائے ہین پوچھا آپکا یہ کسب
کبتک ہوا کریگا آپکے مسلمان بھائی آپکے اس رنج و تکلیف کو دفع کرسکتے ہین فرمایا چپ رہو کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی
طلب حلال کے واسطے ذلیل جگہ کھڑا ہوگا اوسپر بہشت واجب ہوجاتی ہے سوال اگر کوئی کہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ اجْمَعِ الْمَالَ وَکُنْ مِّنَ التَّاجِرِیْنَ وَلٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السَّاجِدِیْنَ
وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ یعنی مجھسے خدا یہ نہین فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگرون مین سے ہوجا بلکہ یہ فرماتا ہے
کہ تسبیح کر اپنے پروردگار کی اور ساجدون مین سے رہ اور عبادت کر اپنے پروردگار کی اخیر عمر تک اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ
عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے جواب یہ ہے کہ تجھے معلوم ہوجاے کہ جو شخص اپنے واسطے اور اپنے جورو لڑکون کے لیے
مال کافی رکھتا ہو بالاتفاق اوسکے واسطے عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے اور جو کسب مقدار کفایت و ضرورت سے زیادہ طلبی کیواسطے
ہو اوسمین ہرگز کچھ فضیلت نہین بلکہ نقصان اور دنیا سے دل لگانا ہے اور ایسا کسب سب گناہون کا سردار ہے اور وہ شخص جو مال
نہین رکھتا مگر مال صالح سے اوسکی اوقات بسری ہوتی ہے اوسکو کسب نہ کرنا اولی ہے اور یہ امر چار شخص کے واسطے ہوتا ہے ایک
وہ شخص جو ایسے علم مین مشغول ہو جس سے لوگون کو منفعت دینی ہو مثلاً علوم شرعیہ یا دنیا کا فائدہ ہو جیسے علم طب دوسرا وہ شخص جو
عہدہ قضا اور وقف اور مصالح خلق مین مشغول ہو تیسرا وہ شخص جسکے باطن مین صوفیون کے حالات اور مکاشفات کی راہ کھلی ہو

چوتھا وہ شخص ہو جو اون خانقاہ مین جو عابدون پر وقف ہو ہمیشہ اوراد اور عبادت ظاہری مین مشغول رہے ایسے لوگون کو کسب نکرنا اولی
ہے بشرطیکہ انکی روزی لوگون کے ہاتھ سے پہونچتی ہو اور ایسا زمانہ ہو کہ بے سوال کیے اور بے احسان اسکے خود ایسے نیک کامون مین آتا
ہون تو اس صورت مین کسب نکرنا اولی ہے اگلے زمانہ مین ایک بزرگ تھے اونکے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہمیشہ عبادت
مین مشغول رہتے اور سال بھر ہر شب ایک دوست کے مہمان رہتے اور اونکے دوستون کی یہ عبادت تھی کہ اونھین فارغ البال رکھتے
تھے پھر اس سبب سے تھا کہ خیر کا دروازہ لوگون پر کھلا رہے ایک بزرگ کے تیس دوست تھے مہینا بھر ہر شب ایک دوست کے
پاس رہتے تھے لیکن جب ایسا زمانہ ہو کہ بے سوال کیے اور بے ذلت اوٹھائے لوگ دینے کی رغبت نکرین تو اپنی اوقات بسری کے
واسطے کسب کرنا بہتر ہے اسواسطے کہ سوال کرنا برا کام اور بغیر ضرورت حلال ہوتا ہے مگر وہ شخص جسکا بڑا مرتبہ ہو اور اوسکے سبب سے بہت
فائدہ ہو اور قوت طلب کرنے مین اوسکی تھوڑی سے ذلت ہو تو اوسوقت ہم کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کو نہ کسب کرنا اولی ہے لیکن وہ
شخص جسمین سے ظاہری سے عبادت کے سوا اور کوئی فیض اور فائدہ نہین ہوتا اوسکو کسب کرنا اولی ہے اور جو شخص کہ کسب مین [illegible] دل
خدا کے ساتھ مشغول رکھتا ہے اوسے کسب کرنا اولی ہے اسواسطے کہ یاد خدا سب عبادتون کی حقیقت ہے اور کسب کرنے مین بھی
دل خدا کے ساتھ مشغول رکھ سکتا ہے دوسرا باب علم کسب کے بیان مین تاکہ کسب شرع کے موافق ہو [illegible]
اخیر یہ بیان تو کہ یہ باب بڑا ہے فقہ کی کتابون مین ہے (یعنی امام [illegible] مقام ہے) اوسکا بیان کیا ہے اس کتاب مین اوسی قدر کی
اکثر حاجت پڑتی ہے بیان کرتے ہین کہ لوگ اسقدر جانین اگر کچھ مشکل پڑے تو پوچھ سکین اور جو اسقدر بھی نجانیگا وہ حرام اور
بیاج مین مبتلا ہو جائیگا اور یہ بھی نجانیگا کہ اس بات کو دریافت کرنا چاہیے کسب اکثر چھ معاملون پر ہوتا ہے بیع بیاج سلم اجارہ
قراض شرکت ان چھ معاملون کی شرطین ہم بیان کرتے ہین پہلا عقد بیع ہے اور بیع کے مسائل جاننا فرض ہے کیونکہ کسب اکثر
بیع سے ہوتا ہے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ بازار مین جا کر درے مارتے اور فرماتے کہ بیع کے مسائل سیکھے بغیر کوئی
اس بازار مین معاملہ نکرے ورنہ بے اختیار سود اور بیاج مین مبتلا ہو جائیگا الغرض جان تو کہ بیع کے تین رکن ہین ایک دل بیچنے والا
اور خریدنے والا [illegible] دوسرا رکن مال تجارت ہے [illegible] تیسرا رکن لفظ بیع ہے پہلا رکن عاقد
اوسے چاہیے کہ پانچ شخصون سے معاملہ نکرے لڑکے دیوانے لونڈی غلام اندھے [illegible] حرام کھانیوالے سے [illegible] امام
شافعی رحمہ اللہ تعالی کے [illegible] لڑکے کی بیع باطل ہے گو کہ ولی کے حکم سے ہو اور دیوانہ کا بھی یہی حکم ہے آدمی جو کچھ اوسے
مول لیگا وہ اگر ضائع ہو جائے تو مول لینے والے پر تاوان ہوگا اگر کچھ انہین دیگا تو اوسکا تاوان اسے نہین لے سکتا اسواسطے کہ
اوسنے خود انہین دیکر مال ضائع کیا اور لونڈی غلام کی بیع اوسکے مالک کی اجازت بغیر باطل ہے [illegible]
مالک سے اجازت [illegible]
کر اوسکو اسکے مالک سے معاملہ کرنیکی اجازت دیدی ہے تو اگر مالک کی اجازت [illegible]
اور اگر اوسکو کچھ دیگا تو جب تک وہ آزاد نہو جائے [illegible]

مگر یہ کہ ایک وکیل ڈھیلا مقرر کرے وہ جو کچھ لیگا اوسپر تاوان ہوگا اسواسطے کہ مکلف آزاد ہے حرام کھانیوالے مثلاً ترک ظالم چور
سود دینے والے شراب بیچنے والے ڈاکو گوتیے نوحہ پڑھنے والے جھوٹی گواہی دینے والے رشوت کھانیوالے ان سبکے ساتھ
معاملہ درست نہین ہے اگر معاملہ کرے اور تحقیق جانے کہ اونسے جو کچھ مول لیا ہے وہ اون ہی کی ملک ہے تو حرام نہین درست ہے اور اگر تحقیق جانتا ہے کہ جو چیز مول
لی وہ اونکی ملک نہین ہے تو معاملہ باطل ہے اور اگر مال مشتبہ ہو تو دیکھے اگر بہت سا مال حلال ہے اور تھوڑا حرام کا مال ہے تو معاملہ درست ہے مگر تاہم شبہہ سے خالی نہین اور
اگر بہت سا حرام کا مال ہے اور تھوڑا سا مال حلال ہے تو ظاہرا معاملہ کو ہم حرام نہین کرسکتے لیکن یہ شبہہ حرام کے قریب ہے اور اسکا خطرہ
بہت بڑا ہے یہود اور نصارا کے ساتھ اگرچہ معاملہ کرنا درست ہے لیکن قرآن شریف انکے ہاتھ ہدیہ نہ کرے اور مسلمان لونڈی غلام انکے ہاتھ
نہ بیچے اور اگر حربی ہون تو ہتیار بھی انکے ہاتھ نہ بیچے کہ یہ معاملہ ظاہر مذہب کے رو سے باطل ہے اور بیچنے والا گنہگار ہوگا اہل اباحت
بے دین ہین انکے ساتھ معاملہ باطل ہے ایسے لوگون کا خون کرنا اور مال لے لینا حلال ہے بلکہ یہ لوگ کسی چیز کے مالک نہین اور انکا نکاح
باطل ہے اور انکا حکم مرتدون کے مانند ہے اور جو شخص شراب پیئے اور نامحرم عورتون کے پاس بیٹھے اور نماز نہ پڑھنے کو اون سات شبہون
مین سے کسی ایک شبہہ کے سبب سے جو عنوان مسلمانی مین مذکور ہوئے ہین درست جانے وہ زندیق ہے اوسکے ساتھ معاملہ اور
نکاح نہ کرنا چاہیے دوسرا رکن مال ہے کہ اوسی پر معاملہ کرتے ہین اوسمین چھ شرطون کا نگاہ رکھنا ضرور ہے پہلی شرط یہ ہے کہ
وہ مال نجس نہو جیسے کتے سور گوہ ہاتھی کی ہڈی شراب گوشت مردار روغن مردار کی بیع باطل ہے لیکن پاک روغن مین اگر نجاست پڑ جاے
تو اوسکی بیع حرام نہین ہے علی ہذا القیاس جو کپڑا ناپاک ہوجاے لیکن مشک نافہ اور تخم کرم ابریشم کی بیع درست ہے اسواسطے کہ صحیح
یہی ہے کہ یہ دونون پاک ہین دوسری شرط یہ ہے کہ مال مین کچھ منفعت ہو کہ وہ منفعت ہو تو چوہے سانپ بچھو اور
حشرات الارض کی بیع باطل ہے و تھبندی کرنیوالون کو سانپ مین جو نفع ہے وہ شرع مین بے اصل ہے گیہون کا ایک دانہ یا اور کوئی چیز
جسمین معتدبہ فائدہ نہو اوسکی بیع باطل ہے مگر بلی مکھی چیتا شیر بھیڑیا وغیرہ جسکی ذات مین یا چمڑے مین منفعت ہو اوسکی بیع درست ہے
طوطے مور اور خوبصورت چڑیون کی بیع درست ہے کہ اونسے یہ منفعت ہوتی ہے کہ آدمی اونکے دیکھنے سے راحت ہوتی ہے اور
بربط چنگ رباب کی بیع باطل ہے کہ ان چیزون سے منفعت اوٹھانا حرام ہے اور انکا نفع کالعدم ہے اور لڑکون کے کھیلنے کے
واسطے مٹی کے کھلونے جو بناتے ہین اگر حیوانون کی صورت بنائی ہے تو اوسکی قیمت حرام ہے اور اوسکا توڑنا واجب ہے درخت
اور پھول پتی بنانا درست ہے جیسے طباق اور کپڑے مین صورت بنی ہو اوسکی بیع درست ہے کہ اوس کپڑے کا تکیہ بچھونا بنانا درست ہے
پہننا درست نہین تیسری شرط یہ ہے کہ مال بیچنے والے کی ملک ہو اسواسطے کہ اگر دوسرے کا مال بے اجازت بیچے گا تو بیع
باطل ہے گو خاوند کا مال ہو خواہ باپ یا بیٹے کا ہو اور اگر بیچنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو بھی بیع درست نہوگی اسواسطے کہ پہلے
اجازت چاہیے چوتھی شرط یہ ہے کہ ایسی چیز بیچے جو مول لینے والے کو حوالے کرسکے تو جو لونڈی غلام بھاگ گیا ہو اور جو
مچھلی پانی مین اور جو چڑیا ہوا مین اور بچہ پیٹ مین اور نطفہ گھوڑے کی پیٹھ مین ہو اوسکی بیع درست نہین کیونکہ انکا فوراً حوالے کر دینا
بیچنے والے کے اختیار مین نہین ہے اور جو مال جانور کی پیٹھ پر ہو یا جو دودھ تھن مین ہو اوسکی بیع بھی باطل ہے اسواسطے کہ جبتک

حوالہ کرے گا نیا دودہ جو پیدا ہوتا ہے اوس مین یہ دودہ ملجائیگا اور مرتہن کی اجازت کے بغیر شی مرہونہ کی بیع باطل ہے اور جو لونڈی لڑکے کی مان ہوئی ہو اوسکی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اسکو حوالے کرو نیا درست نہین اور وہ لونڈی جسکا لڑکا چھوٹا ہو لڑکا چھوڑ کر اوسکی بیع یا اوسے چھوڑ کر لڑکے کی بیع باطل ہے اسواسطے کہ انکے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے۔ **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عین مال اور اسکی مقدار اور صفت معلوم ہو عین مال کا نہ معلوم ہونا یون ہوتا ہے کہ مثلاً کہے کہ جو ایک بکرا اس گلہ سے یا جو ایک تھان اس گٹھر سے تو چاہے وہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا ایسی بیع باطل ہے بلکہ چاہیے کہ ایک چیز اشارہ سے جدا کر کے بیچے اور اگر کہے کہ اس زمین سے دس گز مین نے تیرے ہاتھ بیچی جدہر تو چاہے لیلے تو یہ بیع بھی باطل ہے اور مقدار وہان جاننا چاہیے جہان مول لینے والا عین مال آنکھ سے نہ دیکھے مثلاً بیچنے والا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اوتنے کو بیچا جتنے کو فلانے شخص نے اپنا کپڑا بیچا یا فلانی چیز کے ہموزن سونے یا چاندی کے عوض اور عین و ثمن دونون کی مقدار نہین معلوم تو یہ باطل ہے لیکن اگر کہے کہ یہ گیہون اس آبخورہ بھر سونے یا چاندی کے عوض مین نے تیرے ہاتھ بیچے اور مول لینے والا دیکھتا ہے تو درست ہے اور صفت کا جاننا یون طور ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہی نہین اوسے دیکھے یا بہت دنون پہلے دیکھی تھی اور اوتنے دنون مین وہ چیز متغیر ہونیوالی ہو تو اوسکی بیع باطل ہے اور جو مین کپڑا اٹا ٹا اور لپیٹے ہوئے کپڑے مین ہو اور جو گیہون بالی مین ہو اوسکی بیع باطل ہے آدمی جب لونڈی مول لے تو اوسکے سر کے بال اور ہاتھ پاون جو کچھ بردہ فروش عادتاً دکھا دیتا ہے دیکھ لے اگر ان مین سے کچھ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی مکان مول لیگا اور اوسکا ایک درجہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی مگر اخروٹ بادام باقلا انار مرغی کا انڈا انکی بیع درست ہے اگرچہ چھلکے مین پوشیدہ ہون کیونکہ ان چیزون کو اسیطرح چہپا مصلحت ہے اور سبز اخروٹ اور باقلی جو دو دو چھلکے مین ہون بمقتضاے حاجت انکی بیع درست ہے اور فقاع کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مگر اجازت سے اوسکا کھانا پینا مباح ہے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ جو کچھ مول لیا ہے جبتک اوسپر قبضہ نکرلے تب تک اوسکی بیع درست نہین چاہیے کہ اوسکے ہاتھ آئے پھر وہ بیچے **تیسرا رکن عقد ہے** لفظ کہنا ضرور ہے زبان سے یون کہے کہ یہ چیز مین نے تیرے ہاتھ بیچی مول لینے والا کہے مین نے اسکو مول لیا یا کہے یہ چیز اوسکے عوض مین مین نے لیلی یا کہے مین نے لی یا قبول کی اور کوئی لفظ کہے جس سے بیع کے معنی مفہوم ہون اگرچہ صریح نہو تو اگر لین دین سے پیشتر لفظ نہ کہے تو بیع درست نہوگی جیسا کہ اب عادت ہو گئی ہے اور سزاوار ہے کہ حقیر چیزون مین ضرورت کے سبب سے ہم اس امر کو جائز کہین کہ اسکا رواج ہو گیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور علماء شافعی المذہب کے ایک گروہ نے مذہب شافعی ہوتے ہوئے اس قول کا اختیار کیا ہے اور تین وجہ سے اس قول پر فتوی دینا کچھ بعید نہین ایک یہ کہ اسکی حاجت عام ہو گئی ہے دوسرے یہ کہ شاید صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مین بھی عادت تھی اسواسطے کہ اگر لفظ لینا بیع کا بتکلف عادت ہوتی تو اونکا بہت ذکر ہوتا اور اوس تکلف کو صحابہ نقل کرتے اور پوشیدہ نرہتا تیسرے یہ کہ اگر عادت ہو جاے تو فعل کو قول کا قائم مقام کرنا محال نہین ہے جیسا کہ ہدیہ مین ظاہر ہے کہ جو کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ لیجاتے تھے اوسمین ایجاب و قبول کا تلفظ نہوتا تھا اور ہدیہ [illegible]

اور جب ایسے معاملہ مین جسمین عوض نہو بمقتضاے عادت مجرد فعل سے ملک حاصل ہو جاتی ہے تو اس معاملہ بیع مین کہ عوض
یعنے قیمت موجود ہے فقط فعل سے ملک حاصل ہو جانا کچھ محال نہین ہے لیکن ہر یہ مین بمقتضاے عادت تھوڑے بہت
مین فرق نہین ہوا ہے اور قیمتی چیز کی بیع مین لفظ بیع کہنے کی عادت تھی جیسے گھر اور زمین اور غلام اور جانور اور قیمتی
کپڑا ایسی چیزون مین اگر لفظ بیع نہ کہیگا تو اگلے بزرگون کی عادت کے خلاف کریگا اور ملک حاصل
نہوگی لیکن گوشت روٹی میوہ اور تھوڑی تھوڑی قیمت کی جو چیزین متفرق مول لیتے ہین اونمین حسب عادت
اجازت دینا بے وجہ نہین ہے اور حقیر چیزون مین اور بیش قیمت چیزون مین درجے اور مرتبے ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ
یہ حقیر چیزون مین سے ہے یا نہین اون درجون مین کچھ اندازہ نہین کر سکتے جب یہ امر مشکل ٹھہرا تو احتیاط کی راہ چلنا چاہیے الغرض یہ
جان تو کہ اگر کسی نے گدھے سے کیہون برابر گیہون مول لیے اور لفظ بیع و شرا نہ کہی تو وہ اوسکی ملک نہو جاینگے اسواسطے کہ وہ حقیر
چیز نہین ہین لیکن کھانا اور اونمین تصرف کرنا حرام نہین ہے تسلیم اور حوالہ ہو جانے کے سبب سے اباحت حاصل ہو جاتی ہے گو کہ
ملک نہ حاصل ہو اگر ان گیہون سے کسی کی دعوت کریگا تو حلال ہے اسواسطے کہ مالک کا حوالہ کر دینا قرینہ حال سے اس بات کی دلیل
ہے کہ اسپر حلال کر دیا ہے مگر بشرط عوض اور اگر صریح کہدیتا کہ میرا اناج اپنے مہمان کو کھلا دینا پھر تاوان دیدینا تو درست ہوتا اور
تاوان واجب آتا جبکہ اسنے فعل کو اس امر پر دلیل کیا تو یہی یہ امر حاصل ہو گیا تو لفظ بیع نہ کہنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اناج مول لینے والے
کی ملک نہین ہو جاتا یہانتک کہ اگر وہ اور کسی کے ہاتھ بیچنا چاہے تو نہین بیچ سکتا اور اگر قبل اسکے کہ مول لینے والا کھا جائے
مالک پھیر لینا چاہے تو پھیر لے سکتا ہے جسطرح وہ کھانا جو دعوت مین دسترخوان پر چنا جائے الغرض یہ جان تو کہ بیع اس شرط سے
درست ہوتی ہے کہ اوسکے ساتھ اور کوئی شرط نہو مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ یہ لکڑیان مین نے اس شرط سے مول لین کہ تو میرے
گھر پہونچا دے یا یہ گیہون اس شرط سے مین نے مول لیے کہ تو مجھے آٹا پیسدے یا تو مجھے کچھ قرض دے یا اور کچھ شرط کرے
تو بیع باطل ہوگی مگر دو شرطین درست ہین ایک یہ کہ اس شرط سے بیچے کہ فلانی چیز میرے پاس گرو رکھ یا کسیکو گواہ کر یا فلانے
آدمی کو ضامن دے یا قیمت ابھی دے اتنے عرصہ تک مین نہین مانتا یا تین دن تک خواہ کم مین فسخ بیع کا اختیار رہے مگر تین
دن سے زیادہ نہین درست ہے یا غلام اس شرط سے مول لے کہ وہ لکھنا یا کوئی پیشہ جانتا ہو تو ایسی شرطین بیع کو باطل نکرینگی
دوسرا عقد ربا ہے اور ربا نقد اور ادھار مین ہوتا ہے لیکن نقد مین دو چیزین حرام ہین ایک ادھار بیچنا کیونکہ سونا سونے کے
عوض اور چاندی چاندی کے عوض بیچنا درست نہین تا وقتیکہ دونون موجود نہون اور علحدہ ہونیکے پہلے ایک دوسرے سے
قبضہ نکرے اگر اوسی جلسہ مین قبضہ نہ کرینگے تو بیع باطل ہے دوسرے یہ کہ سونا چاندی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو زیادتی
حرام ہے اور اوس دینار کو جو ٹوٹا ہوا ہو اوس دینار یا نصف کے عوض جو ٹکڑے ہو بیچنا نچاہیے اور کھرے دینار کو کھوٹے دینار سے
زیادتی کے ساتھ بیچنا نچاہیے بلکہ کھرا کھوٹا ثابت شکستہ برابر ہونا چاہیے اگر کوئی کھرا ثابت دینار کو لیا اور اوسی شخص کے ہاتھ
ٹوٹے ہوئے دینار یا دانگ کو بیچا تو درست ہے اور مطلب حاصل ہے اور زر مرکب وہ جسمین کہ چاندی ہوتی ہے اوسکو کھرے سونے چاندی

یا زر خالص یہ وہ سکے کے عوض بیچنا نچاہیے بلکہ اوس سے اور کوئی چیز مول لیکر بیچے اور جس نقرہ طلائی چیز کا چاندی سونا کھرا نہو
اوسکا بھی یہی حال ہے اور جس موتی کی لڑی مین سونا ہو اوسکو سونے کے عوض بیچنا نہین درست ہے اور زرتار کپڑا زر کے عوض
بیچنا درست نہین مگر جب کپڑے مین زر قیمت کے برابر ہے جلانے کے بعد زر نکلے زیادہ نہ نکلے اور اگر وہ جنس سے ہو تو بھی
اناج اناج کے عوض ادھار نہ بیچنا چاہیے بلکہ ایک ہی جلسہ مین دونون کا قبضہ کرنا ضرور ہے اور اگر ایک ہی جنس سے ہو جیسے
گیہون کے عوض گیہون تو بھی ادھار درست نہین ہے اور زیادتی کے ساتھ درست نہین بلکہ ناپنے مین برابر ہو اگر تولنے مین
برابر ہو تو بھی نہین درست ہے بلکہ ہر چیز کی برابری اوسی انداز سے دیکھنا چاہیے جس انداز کی عادت ہو قصائی کو گوشت
کے عوض بکرا دینا نان بائی کو روٹی کے بدلے گیہون دینا تیلی کو تیل کے عوض تل اور ناریل دینا درست نہین اور بیع منعقد
نہوگی لیکن بیع نہ کرے اور اس ارادہ سے دے کہ اوس سے روٹی لے تو اوسکا کھانا مباح ہے مگر یہ روٹی اوسکی ملک نہوگی
اور دوسرے کے ہاتھ نہ بیچ سکیگا اور نان بائی کو گیہون مین تصرف کرنا تو مباح ہے مگر بیچنا جائز نہین روٹی لینے والیکے گیہون
نان بائی پر اور نان بائی کی روٹی روٹی لینے والے پر باقی رہتی ہے جب چاہین مانگ سکتے ہین اگر ایک نے دوسرے کو بحل کر دیا
تو کافی نہوگا کیونکہ اگر ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اس شرط سے تجھے بحل کیا کہ تو بھی مجھے بحل کر دے تو یہ باطل ہے اور اگر
یہ شرط صراحتاً نہ کی اور یون کہا کہ مین نے بحل کیا تو اگر طرف ثانی جانتا ہے کہ اسکے دل مین یہ شرط ہے پس اسکے من بھر گیہون ندیگا
بحل کرنا اوس جہان مین اوسکے اور خدا کے درمیان لاحاصل ہے کہ یہ رضامندی فقط زبان سے ہے دل سے نہین اور جو رضامندی
دل سے نہو وہ اوس جہان مین کام نہ آئیگی لیکن اگر یون کہے کہ تو مجھے بحل کرے یا نہ کرے مین نے تجھے بحل کر دیا اور دل مین بھی
یہی بات رکھے تو درست ہے پھر اگر دوسرا شخص بھی بحل کر دے تو بھی یہی حال ہے اور اگر ایک دوسرے کو بحل نہ کرے اور دونون
چیزین قیمت اور مقدار مین برابر ہین تو امید ہے دنیا مین تو جھگڑا نہوگا اور اوس جہان مین بدلا ہو جائیگا لیکن اگر کچھ کمی زیادتی ہو
تو اس جہان کی خصومت اور اوس جہان کے مطالبہ کا ڈر ہے اور جاننا چاہیے کہ اناج سے جو چیز بنتی ہے اوسے اوسی اناج کے
عوض بیچنا نچاہیے اگرچہ برابر بھی ہو تو جو چیز گیہون سے ہوتی ہے جیسے آٹا روٹی ستو ہر ایک گیہون کے بدلے بیچنا نچاہیے
علی ہذا القیاس انگور کو سرکہ اور شیرہ کے بدلے اور دودھ کو پنیر اور مکھن کے عوض بیچنا درست نہین بلکہ انگور کو انگور کے عوض اور
رطب کو رطب کے بدلے بھی بیچنا درست نہین تاوقتیکہ انگور منقی نہو جاے اور رطب چھوہارا نہو جاے اسکا بیان اجمالی ہے جو بیان
کیا گیا اسکا سیکھنا واجب تھا کہ جب ایسا کوئی مسئلہ شبہہ مین جا پڑے آسکے تو یہ سمجھے کہ اسکو مین نہین جانتا ہون علماء سے
پوچھ لون اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے تاکہ حرام مین نہ پڑ جاؤن اور معاملہ نہ سیکھے اسیطرح علم کا تحصیل کرنا فرض ہے
ایسا ہی علم کا تلاش کرنا بھی فرض ہے تیسرا عقد سلم ہے اسمین دس شرطون کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ عقد مین کہے
کہ مثلاً یہ چاندی سونا یا یہ کپڑا جو کچھ ہو کہتا ہے کہ تیرے ہاتھ اتنے گیہون کے واسطے سلم کیا اور جس صفت کا گیہون
مقصود ہو اور اوس چیز کی قیمت سے بدل دیا سکے ... ضرور ہے

تاکہ طرف ثانی کو معلوم ہو جائے اور وہ کہے مین نے قبول کیا اور اگر لفظ سلم کے بدلے کہے کہ اس اس صفت کی چیز مین نے مول لی
تو بھی درست ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ جو چیز دیتا ہے بے حساب نہ دے بلکہ اوسکی تول ناپ کر لے تاکہ اگر پھر لینے کی حاجت
پڑے تو یہ تو جانے کہ مین نے کیا چیز دی تھی اور کسقدر دی تھی **تیسری شرط** یہ ہے کہ عقد کی مجلس مین راس المال حوالے کر دے
چوتھی شرط یہ ہے کہ سلم ایسی چیز مین دے جسکا حال وصف سے معلوم ہو جائے جیسے حبوب روئی جانورون کے بال جسکا
پشمینہ ہوتا ہے ریشم دودہ گوشت حیوان لیکن جو چیز کئی چیزون سے ملکر بنی ہو جنکی مقدار علیحدہ علیحدہ نہین جانتا ہے جیسے غالیہ
یا ہر ایک چیز سے مرکب ہو جیسے ترکی کمان یا بنی ہوئی ہو جیسے کفش موزہ نعلین تراشا ہوا تیر اوسمین سلم باطل ہے کیونکہ صفت پذیر نہین
ہے اور صحیح یہ ہے کہ روٹی مین سلم روا ہے اگرچہ نمک پانی سے ملی ہوئی ہے لیکن وہ مقدار مقصود نہین اور جہالت نہین لاتی **پانچوین
شرط** یہ ہے کہ اگر وعدہ پر مول لیتا ہے تو مدت معلوم ہونا چاہیے اور یہ نہ کہے کہ غلہ طیار ہونے تک اسواسطے کہ ہمیشہ یکسان
نہین اور اگر کہے کہ نوروز[سلہ] تک اور نوروز مشہور ہو یا کہے کہ جمادی تک تو درست ہے جمادی الاول پر اسکو حمل کرینگے **چھٹی شرط**
یہ ہے کہ اوس چیز مین سلم دے جسے وقت موعود پر پائے اگر میوہ مین سلم دیگا تا وقتیکہ اوسوقت پک نجاتا ہو سلم باطل ہے اگر اوسوقت
اکثر پک جاتا ہے تو درست ہے پھر اگر کسی آفت کے سبب سے دیر ہو جائے تو اگر اوسکی مرضی ہو تو مہلت دے ورنہ فسخ کر کے مال
پھیر لے **ساتوین شرط** یہ ہے کہ یہ پوچھ لے کہ کہان حوالے کریگا شہر مین یا گاؤن مین جہان حوالے کرنا ممکن ہو اوسے مقرر
کر لے تاکہ خلاف نہو اور جھگڑا نہ پیدا ہو جائے **آٹھوین شرط** یہ ہے کہ کسی عین کی طرف اشارہ نہ کرے اور یون نہ کہے کہ اس باغ
کے انگور یا اس زمین کے گیہون کہ یہ باطل ہے **نوین شرط** یہ ہے ایسی چیز مین سلم نہ دے جو نایاب ہو جیسے بڑے موتی کا دانہ
جو بے نظیر ہو یا خوبصورت لونڈی یا حسین لڑکا یا مانند اسکے **دسوین شرط** یہ ہے کہ اناج مین سلم نہ دے جبکہ اناج ہی راس المال ہو
مثلاً جو یا گیہون ساوان کاکن وغیرہ لینے کے واسطے سلم نہ دے چوتھا عقد اجارہ ہے اوسکے دو رکن ہین ایک اجرت دوسرا
منفعت پہلا رکن اجرت عاقد اور لفظ عقد کا ویسا ہی حکم ہے جو بیع مین بیان ہوا اور اجرت کا معلوم ہونا چاہیے جیسا بیع مین
بیان کیا ہے اگر کوئی گھر تعمیر پر کرایہ کو دے تو درست نہین اسواسطے کہ تعمیر نامعلوم ہے اور اگر یون کہے کہ مثلاً دس درم لگا کر تعمیر
کر تو یہ بھی ناجائز ہے کہ تعمیر فی نفسہ مجہول چیز ہے اور جو قصائی بکرا صاف کرتا ہے اوسکی اجرت مین کھال دینا اور پسنہاری کی اجرت مین
چکر کی بھوسی دینا یا تھوڑا سا آٹا دینا درست نہین ہے جو چیز مزدور کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوسمین سے مزدوری دینا نہین
درست ہے اور اگر یون کہے کہ یہ دوکان مین نے مہینے پیچھے ایک دینار پر تجھے دی تو ایسا امر ناجائز ہے اسواسطے کہ اجارہ کی تمام
مدت معلوم نہین ہوتی یون کہنا چاہیے کہ ایک سال یا دو سال کو اجارہ دے تاکہ اجارہ کی تمام مدت معلوم ہو جائے **دوسرا رکن منفعت**
ہے الغرض جانو کہ جو امر مباح ہو اور معلوم ہو اور اوسمین کچھ محنت ہو اور نیابت کی اوسمین گنجایش ہو اوسمین اجارہ درست ہے تو پانچ
شرطین اوسمین بجا لانا چاہیے **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوس عمل مین قدر و قیمت ہو اور رنج و محنت ہو اگر دکان آراستہ کرنیکو یا
اناج یا کپڑا اسکے کھانے کو کوئی درخت یا سونگھنے کو کوئی سیب اجارہ لیا تو باطل ہے اسواسطے کہ ان کامون کی کچھ قدر نہین ہے اور

[سلہ] نوروز ایک دن کا نام ہے سال کا وہ آتش پرستون کی عید کا دن ہے اور ہندو لوگ بھی اوس دن عید کرتے ہین اور رنگ کھیلتے ہین ۱۲

اور گیہوں کا ایک دانہ بیچنے کے مثل ہے اگر کوئی لٹھ ہتیا جاہ وحشمت والا ہے اور اوسکی ایک بات سے مال بک جاتا ہے اور اوسکی مزدوری
مقرر کریں تاکہ ایک بات کہدے اور مال بک جاسے تو یہ اجارہ باطل ہے اور مزدوری حرام ہے کہ اوسمین کچھ رنج و محنت نہیں بلکہ
اگر بیچنے اور دلال کو اوسوقت مزدوری حلال ہوتی ہے کہ اتنی باتین کرے اور اسقدر چلے جسمین رنج و محنت اور دشواری اور وقت ہو
تب بھی اجرت مثل سے زیادہ واجب نہوگی اور یہ عادت جو مقرر کی ہے کہ مثلا پانچ روپیہ سیکڑا لیتے ہیں بقدر مال لیتے ہیں بقدر مشقت
و ملال نہیں لیتے یہ حرام ہے تو اوٹھنے اور دلال جو مال اسطرح پیدا کرتے ہیں وہ حرام کا مال ہے دلال اس مظلمہ سے دو طرح چھوٹ سکتا ہے
ایک یہ کہ جو کچھ اوسے دیدین لیلے اور تکرار نہ کرے مگر اپنی محنت کی قدر مانگے قیمت کی مقدار پہ نہ او سکے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلا
کہدے کہ جب یہ چیز بیچ دونگا تو ایک درم یا دینار لونگا اور وہ شخص راضی ہو دلال یون نہ کہے کہ قیمت میں سے پانچ روپیہ سیکڑا
لونگا اسواسطے کہ وہ مجہول ہے کیونکہ قیمت معلوم نہیں نہ معلوم خریدار کتنے کو خرید کریں اگر ایسا کہے گا تو باطل ہے اور اوسکی محنت
کی قدر اجرت کے سوا اور کچھ دینا لازم نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ منفعت یا اجارہ ہو عین اوسمین نہ داخل ہو تو اگر باغ یا انگور کا
درخت اجارہ لیا تاکہ میوہ لے یا گائے اجارہ لی تاکہ دودہ دوہے یا گائے اودھیا پر دی اگر چارہ دے اور آدہا دودہ لے یہ
اجارے باطل ہیں اسواسطے کہ چارہ اور دودہ وغیرہ سب مجہول ہے لیکن اگر عورت کو لڑکے کے دودہ پلانے کے واسطے اجارہ
لے تو درست ہے اسواسطے کہ لڑکے کی نگہبانی اصل مقصود ہے اور اوسکا تابع دودہ ہے جیسے کاتب کی سیاہی اور درزی کا تاگا
کہ اوسقدر مجہول قابل معلوم کی قیمت میں جائز ہے تیسری شرط یہ ہے کہ ایسے کام پر اجارہ کرے جو کام اوسکا سپرد کرنا ممکن اور
مباح ہو اگر کسی ناتوان آدمی کو ایسے کام کے واسطے جو اوس سے نہو سکے اجرت پر مقرر کیا تو باطل ہے حیض والی عورت کو
مسجد جھاڑنے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو یہ اجارہ باطل ہے اسواسطے کہ یہ فعل حرام ہے اگر کسی شخص کو بیجا چنگا دانت اوکھاڑنے کو
یا صحیح سلامت ہاتھ کاٹنے کو یا بالی پہنانے کے واسطے لڑکے کا کان چھیدنے کو اجرت پر مقرر کیا تو یہ سب باطل ہے اسواسطے
کہ یہ باتین شرع میں درست نہیں ہیں اور ایسے کامون کی اجرت لینا حرام ہے اسیطرح گودنا گودنے والون کا حال ہے مردون
کے واسطے اطلس کی ٹوپی اور ریشمی چکن سینے والون کی اجرت حرام ہے ایسے کامون کا اجارہ درست نہیں علی ہذا القیاس
اگر کسی شخص نے کسی کو مقرر کیا کہ مجہے رسن بازی سکھا دے تو یہ بھی حرام ہے اور اسکا تماشا بھی حرام ہے اور جو شخص ایسا کریگا
وہ اپنی جان کے خطرہ میں ہے اور جو شخص تماشا دیکھنے کو گیا ہے گنہگار ہوگا اور اوسکے خون میں شریک ہوگا اسواسطے کہ لوگ اگر
تماشا نہ دیکھیں تو وہ اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالے اور جو شخص رسن باز اور مداری اور ایسے لوگون کو جو بیہودہ فائدہ سے ظاہر کام
کرتے ہیں کچھ دیگا وہ گنہگار ہوگا اسیطرح مسخرے اور گویے اور نوحہ گر اور جو کچھ واسطے تماشے کے مزدوری دینا حرام ہے اور قاضی کو
حکم دینے کے پیسے اور گواہ کو گواہی دینے کے عوض مزدوری دینا حرام ہے اگر قاضی کوئی قبالہ لکھے اور اسیقدر لکھنے کی مزدوری
لے تو درست ہے اسواسطے کہ قبالہ لکھنا او سپر واجب نہیں بشرطیکہ اور دوسرون کو قبالہ لکھنے سے باز نہ رکھے اور اگر اسمین کوشش
کرے اور اکیلا آپ ہی لکھے اور اوس قبالہ کی مزدوری جو کچہری میں لکھی ہے دونا یا ایک دینار مانگے تو حرام ہے لیکن اگر

اور اونکو منع نہ کرے اور یون کہے کہ مین اپنے ہی خط سے لکھون تو دس دینار لونگا تو اس صورت مین درست ہے اگر اور کوئی سجل
لکھے اور وہ فقط دستخط کرے اور اوسکے عوض کچھ مانگے اور کہے کہ یہ نشان کرنا مجھپر واجب نہین تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ اوتنا
کام جس سے لوگون کے حقوق مستحکم ہوجائین قاضی پر واجب ہے اگرچہ جیسا نہ بھی ہو تو اتنی محنت گیہون کے ایک دانہ کا حکم رکھتی
ہے جسکی کچھ قیمت نہین اور اس نشانی کی قدر و قیمت اس وجہ سے ہے کہ حاکم شرع کا خط ہے جو شخص جاہ و رتبہ کی وجہ سے حاکم ہو
اوسے اجرت لینا نچاہیے مگر قاضی کے وکیل کی اجرت حلال ہے بشرطیکہ ایسے قاضی کا وکیل نہو جسے جانتا ہو کہ یہ حقدارون کا
حق باطل کردیتا ہے بلکہ چاہیے کہ حق فیصلہ کرنیوالے کا وکیل بنے کہ اوس سے حق ثابت کرنیوالا جانے یا اس بات سے لاعلم ہو کہ
یہ حق کو باطل کرنیوالا ہے اور بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور فریب نہ دے اور حق بات کو چھپانے کا ارادہ نہ کرے بلکہ باطل دفع کرنیکا
قصد کرے اور جب حق ظاہر ہو تو چپ رہے لیکن ایسی بات کی اثنا جسکے اقرار سے کوئی حق باطل ہوا جاتا ہے درست ہے
اوس ثالث کو جو متخاصمین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے دونون سے کچھ لینا درست نہین اسواسطے کہ ایک جھگڑے مین دو لینا
کام نہین نکال سکتا لیکن اگر ایک فریق کی طرف سے محنت کرے اور مین ایسی محنت اوٹھائیگا جسکی کچھ قیمت ہو تو اوسکی اجرت
حلال ہوگی بشرطیکہ جھوٹ جو حرام ہی نہ بولے اور دغا بازی نہ کرے اور جو کچھ دونون کی طرف سے حق ہو اوسے نہ چھپائے
اور ہر ایک کو جھوٹ موٹ نہ دیکھائے کہ وہ صلح کی رغبت کرین اور حقیقت حال جانتے تو صلح نہ کرتے اور ایسی ثالثی سے خالی صلح
نہوگی تو اکثر ثالثی جھوٹ اور ظلم اور فریب سے خالی نہین ہوتی اوسکی اجرت حرام ہے جب ثالث جان جائے کہ ایک فریق کا حق
تو درست نہین کہ حقدار کو حیلہ سے اس بات پر راضی کرے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرلے لیکن اگر جانے کہ ظلم کریگا اور حیلہ سے اوسے
دھمکائے تاکہ وہ قصد ظلم سے باز آئے تو ثالث کو اختیار ہے اور جو شخص دیانتدار ہے اور جانتا ہے کہ قیامت کو زبان
لائیگا اوسکا حساب اوس سے لیا جائیگا کہ کیون کہی اور کسواسطے کہی سچ کہی یا جھوٹ کہی اور اس مقدمہ مین نیک ارادہ رکھتا
یا نہ رکھتا ممکن نہین کہ ایسے شخص سے ثالثی یا وکالت یا حکم انہیر دینا وقوع مین آئے لیکن وہ شخص جو امیرون سے کسی کے کام مین سعی و
سفارش کرتا ہے اگر محنت کرے اور اوسکی اجرت لیتا ہے تو درست ہے بشرطیکہ ایسا کام کرے جسمین دقت ہو اور فخر اور جاہ کی غرض
مین اجرت نہ لے اور جس کام مین گفتگو کرنا درست نہ ہو وہان گفتگو اور سعی کرے اگر ظالم کی تقویت کے واسطے یا حرام پر مدد کے
لیئے کہیگا یا سچی گواہی کو چھپائیگا یا حرام کام کے واسطے گفتگو کریگا تو گنہگار ہوگا اور اسکی اجرت حرام ہے اجارہ کے باب مین
ان سب احکام کا جاننا ضرور ہوا اسواسطے کہ دینے والا اور لینے والا دونون گنہگار ہوتے ہین اور اسکی تفصیل طویل ہے
مگر اتنے بیان سے ناواقف آدمی محل اشکال پہچان جائیگا اور یہ جان جائیگا کہ فلانی بات دریافت کرنا ضرور ہے چوتھی
شرط یہ ہے کہ یہ کام اوسپر واجب نہو کیونکہ واجب مین نیابت نہین چلتی اگر غازی کو جہاد کے واسطے اجرت پر مقرر کیا
تو درست نہین اسواسطے کہ جب وہ صف جنگ مین جائیگا تو اوسپر خود لڑنا واجب ہو جائیگا قاضی اور گواہ کی اجرت بھی اسی
سبب سے درست نہین اور کسیکو اسواسطے اجرت دینا کہ اوسکی طرف سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے درست نہین کہ ان کا ہونا

ممکن

نیابت نہیں چلتی اور حج کے واسطے اوس شخص سے اجرت لینا درست ہے جو معذور اور عاجز ہو اور قرآن درست ہونے کی امید نہ
رکھتا ہو قرآن شریف پڑھانے یا وہ علم سکھانے کے واسطے جو راہ دین ہو اجرت دیکر کسیکو مقرر کرنا درست ہے اور قبر کھودنا
مردہ نہلانا جنازہ اوٹھانا اگرچہ فرض کفایہ ہے مگر ان کاموں کی اجرت لینا درست ہے نماز تراویح کی امامت اور موذنی کی اجرت میں
علما کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اوسکی اجرت حرام نہیں اور اوس محنت کی عوض اجرت ہوتی ہے کہ وقت پہچان کرتا ہے نماز اور اذان
کے عوض میں نہیں ہوتی مگر یہ اجرت کراہت اور شبہ سے خالی نہیں ہے پانچویں شرط یہ ہے کہ عمل معلوم ہو جب کوئی جانور
کرایہ کو دے تو اوسکو دیکھ لینا چاہیے اور کرایہ پر دینے والا دریافت کرلے کہ کتنا بوجھ ہے اور کب سوار ہوگا اور ہر روز کتنا ہانکیگا مگر جو
اس باب میں کوئی عادت مشہور ہو کہ وہی کفایت کرے اور اگر زمین اجارہ دلا تو یہ کہنا ضرور ہے کہ فلانی چیز بوؤنگا ساتوین کا کرنا
ضرر گیہوں سے زیادہ ہوتا ہے مگر یہ کہ عادت سے معلوم ہو اصل یہ ہے اجارہ میں علم اور آگاہی درکار ہے تاکہ اوس اجارہ کے
سبب سے جھگڑا نہو اور جس اجارہ کی صفت نہ معلوم ہو اور اوسکے باعث سے مناقشہ برپا ہو وہ باطل ہے پانچواں عقد قراض ہے
اسکے تین رکن ہیں پہلا رکن سرمایہ ہے یہ نقد ہونا چاہیے جیسے سونا چاندی لیکن ورق نقرہ اور کپڑا اور سامان نچاہیے اور وزن
معلوم ہونا چاہیے اور چاہیے کہ اس سرمایہ کو عامل کے سپرد کر دیں اگر مالک شرط کرے کہ میں اسے اپنے پاس رکھونگا تو درست نہیں
دوسرا رکن نفع ہے تو چاہیے جو کچھ ملیگا اوسے معلوم کرے کہ مثلاً نصف ہے یا ثلث اگر کہیگا کہ دس درم میرے ہیں اور باقی کو
بانٹ لیں تو باطل ہے تیسرا رکن عمل ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ عمل تجارت یعنی خرید و فروخت ہو پیشہ وری نہیں اگر گیہوں نان بائی
کو دے کہ روٹی پکا کر نفع کے دو حصہ کرے تو یہ درست نہیں اگر تیلی کو تخم [illegible] چاہیے تو یہ بھی درست نہیں اگر تجارت میں
یہ شرط کریگا کہ فلانے آدمی کے سوا اور کسیکے ہاتھ نہ بیچے یا فلانے آدمی کے سوا اور کسی سے نہ خریدے تو یہ شرط باطل ہے اور جو
معاملہ کو تنگ کرے اوسکی شرط لگانا درست نہیں اور عقد قراض یہ ہے کہ مالک کہے یہ مال میں نے تجھے تجارت کرنیکو دیا نفع آدھا
آدھا بانٹ لینگے وہ کہے میں نے اسکو قبول کیا جب عامل نے عقد باندھا تو خرید و فروخت کرنے میں مالک مال کا وکیل ہوگیا مالک
جب چاہے فسخ کرے جب مالک فسخ کرے اگر سب مال نقد ہو اور منافع نقد ہو تو منافع بانٹ لیں اور اگر مال جنس ہو اور منافع نہ ہو تو عامل
مال مالک کو حوالہ کردے اور عامل چاہے کہ بیچ ڈالے [illegible] اور اگر عامل بیچنا چاہے تو مالک کو منع کرنا درست ہے مگر جب عامل نے
کوئی خریدار پایا ہو کہ وہ نفع سے مول لیتا ہو [illegible]
نقد کا مال پہنچے جس قدر سرمایہ تھا زیادہ نہ بیچے جب سرمایہ کے قدر نقد کر چکا تو باقی مال [illegible] باقی کا بیچنا عامل پر واجب نہیں
ہے جب ایک سال گذر جائے [illegible] کے واسطے مال کی قیمت [illegible] عامل کے حصہ کی زکوۃ عامل پر [illegible]
مالک کے بے اجازت عامل کو سفر کرنا نچاہیے اگر سفر کریگا تو اوس مال کا تاوان ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے سفر کریگا تو [illegible]
باربرداری کا صرف اور دکان کا کرایہ مال میں سے لیگا [illegible] مال قراض میں سے [illegible]
تو دسترخوان افتابہ وغیرہ جو کچھ مال میں سے [illegible]

شرکت مین مال ہو تو شرکت یہ ہے کہ تصرف کیواسطے ایک دوسرے کو اجازت دے اگر دونو کا مال برابر ہو تو نفع نصفا نصف بانٹ لین اور
اگر مال کم زیادہ ہے تو نفع بھی اوسیطرح کم زیادہ ہوگا اور یہ شرط درست نہین ہے کہ برابر لین مگر جب ایک شخص محنت کرتا ہو اس واسطے کہ تین کام کے
سبب سے زیادہ نفع لینے کی شرط کرنا درست ہے اور یہ ایسی ہے جیسے شرکت کی مثل ہے تین قسم کی اور شرکتون کا بھی رواج ہے اور وہ باطل ہین
ایک مزدورون اور پیشہ ورون کی شرکت کہ آپس مین شرط کر لیتے ہین کہ جو کچھ ہم تم کمائین وہ مشترک ہے یہ شرکت باطل ہے اسواسطے کہ ہر ایک کی مزدوری
خاص اوسی کی ملک ہے دوسری شرکت مفاوضہ کہ دو آدمیون کے پاس جو کچھ ہو سامنے رکھدین اور کہین کہ جو کچھ نفع نقصان ہو اوسمین ہم تم شریک
ہین یہ بھی باطل ہے تیسری شرکت کی یہ صورت ہے کہ ایک آدمی صاحب مال ہو اور ایک صاحب جاہ اور ذی الجاہ والیکے کہنے پر بیچتا ہے تاکہ نفع مین شریک رہے
یہ بھی باطل ہے علم معاملات سے اسقدر جاننا ضروری ہے کہ اسکی اکثر حاجت پڑتی ہے ان صورتون کے سوا اور شکلین جو ہین وہ نادر ہین آدمی
جب اسقدر جان جائیگا تو اور جو صورت آپڑے گی اوسے دریافت کر سکیگا اور اگر اسقدر نہ جانیگا تو حرام مین گرفتار ہو جائیگا اور
جانیگا بھی نہین کہ مین مبتلا ہے حرام ہوا اوسوقت اسکا عذر لاعلمی کچھ کارآمد نہوگا **تیسرا باب معاملہ مین عدل و انصاف**
کا لحاظ رکھنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ ظاہر شرع کی رو سے معاملہ درست ہونے کی
شرط تھی اور بہت معاملے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین فتوی تو ہم یہی دین گے کہ یہ معاملہ درست ہے لیکن وہ معاملہ کرنیوالا خدا کی
لعنت مین گرفتار ہوگا اور یہ وہ معاملہ ہوتا ہے جسمین مسلمانون کو رنج اور نقصان پہونچے اسکی دو قسمین ہین ایک عام ایک خاص وہ جو
عام ہے اوسکی بھی دو قسمین ہین پہلی نوع احتکار یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تو بیچون گا جو ایسا کرے
اوسے محتکر کہتے ہین اور محتکر ملعون ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اناج کو چالیس دن اس نیت سے
رکھ چھوڑے کہ جب گران ہو تو بیچون وہ اگر تمام اناج خیرات کر دیگا تو بھی اسکا کفارہ نہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن
اناج رکھ چھوڑے حق تعالے اوس سے اور وہ حق تعالے سے بیزار ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے اناج مول لیا اور کسی شہر مین لیجا
اور جو اوسوقت نرخ ہے اوس نرخ پر بیچا وہ ایسا ہے کہ گویا اوسنے وہ اناج صدقہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ گویا اوسنے
ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج بند رکھیگا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا اور اونکو
کسی شخص نے کسی محتکر کے غلہ کی خبر دی فرمایا کہ اوسمین آگ لگا دو ایک بزرگون مین سے کسی نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ مین
بیچنے کو بھیجا وکیل جب پہونچا تو وہان اناج بہت سستا تھا ایک ہفتہ ٹھہر کر دونے دامون بیچا اور اون بزرگ کو خط لکھا کہ مینے
ایسا کام کیا اونھون نے جواب لکھا کہ مین نے اوس تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھ ہو قناعت کی تھی یہ مناسب
نہ تھا کہ بہت سے نفع کے عوض تو نے دین ہاتھ سے دیدیا یہ کام جو تو نے کیا بڑا گناہ ہے اب تجھے چاہیے کہ تمام مال خیرات
کر دے کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جاوے اور شاید کہ اسیقدر بی شومی سے تم بالکل نہ چھوٹین اے عزیز جان تو کہ اس فعل کے حرام ہونیکا
سبب خلق کا ضرر اور نقصان ہے کیونکہ قوت سے آدمی کی زندگی ہے لوگ اگر بیچین تو تمام خلق کو اسکا مول لینا مباح ہے اگر ایک ہی
آدمی مول لیکر بند رکھے تو باقی تمام خلق کو دستیاب نہوگا اور یہ امر ایسا ہے جیسا کہ کوئی مباح پانی روکے کہ لوگ پیاسے ہو کر زیادہ

قیمت کو مول لینے اس نیت سے اناج مول لینا گناہ ہے لیکن اگر اناج کسی کسان کی خاص ملک ہے تو اوسے اختیار ہے
جب چاہے بیچے اور سپر جلدی بیچ ڈالنا واجب نہین ہے اگر تاخیر کرے تو اوسے روا ہے لیکن اگر اوسکے دل مین یہ خواہش ہو
کہ اناج گران ہو جاے تو یہ خواہش البتہ بد ہے اور دوا وغیرہ جو قوت نہین ہین اور جنکی اکثر احتیاج نہین پڑتی ہے اونکو گرانی مین
بیچنے کی نیت سے رکھہ چھوڑنا حرام نہین ہے لیکن اناج کو جمع کر رکھنا حرام ہے اور وہ چیزین جو احتیاج مین اناج کے قریب
قریب ہین جیسے گھی گوشت وغیرہ اونمین علما کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کراہت سے خالی نہین لیکن اناج کے درجہ کو نہین
پہونچتی اور اناج کا جمع کر رکھنا بھی جبھی حرام ہے کہ اناج کی تنگی ہو اور جب ہر ایک کو آسانی سے اناج مل سکتا ہے تو جمع کر رکھنا
حرام نہین اسواسطے کہ اسوقت جمع کرنے مین کسیکا نقصان نہین بعضے عالمون نے کہا ہے کہ اوسوقت بھی حرام ہے اور صحیح
یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ کچہ نہ کچہ گرانی کا منتظر ہوگا اور آدمی کے رنج کا منتظر رہنا مذموم ہے اور اگلے بزرگون نے دو قسم کی
تجارت کو مکروہ جانا ہے ایک اناج بیچنے کو دوسرے کفن بیچنے کو اسواسطے کہ لوگون کی تنگی اور موت کی راہ دیکھنا بری بات
ہے اور دو قسم کے پیشہ کو بھی برا سمجھے ہین ایک قصائی کے پیشہ کو کہ دل سخت کر دیتا ہے دوسرے سنار کے پیشہ کو کہ اوسمین دنیا
کی آرایش ہے دوسری نوع جس سے رنج عام ہوتا ہے کھوٹا روپیہ پیسا معاملہ مین دینا ہے کیونکہ لینے والا اگر نہ پہچانے تو
اوسپر ظلم کریگا اور اگر پہچان گیا تو شاید وہ اور کو دغا دے اور وہ اور کسیکو دیوے گا اسیطرح مدت دراز تک دغابازی کا سلسلہ رہیگا تو
پہلے جس نے دغابازی کی ہے اوسپر اون سب کا مظلمہ ہوگا اسیواسطے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ ایک کھوٹا درم دینا سو درم
چرا لینے سے بدتر ہے اسواسطے کہ چوری کا گناہ اوسیوقت ہے اور یہ گناہ ممکن ہے کہ اوسکی موت کے بعد تک چلا جاے اور
وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو مر جاے اور اوسکا گناہ نہ مرے اور یہ گناہ سو سو برس تک رہنا ممکن ہے اور قبر مین اوس شخص پر عذاب
ہوا کریگا جسکے ہاتھ سے اوس گناہ کی ابتدا ہوئی تھی کھوٹے چاندی سونے مین چار چیزین معلوم کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ کھوٹا روپیہ
اشرفی جسکے ہاتھ لگے اوسے چاہیے کہ کنوین مین ڈال دے اور کسیکو یہ کہکر بھی نہ دے کہ یہ کھوٹا ہے کہ شاید وہ اور کسیکے ساتھ دغاباز(ی)
کرے دوسرے یہ کہ بازاری پر واجب ہے کہ نقد کا پرکھنا سیکھے تاکہ کھوٹے کو پہچان لے یہ اسواسطے نہین واجب ہے کہ خود دغا
بازی کے لیے کہ اور کسیکو دے سکے بلکہ اسلیے کہ مسلمانون کا حق ضایع نہ کرے جو شخص یہ کام نہ سیکھیگا اور اوسکے ہاتھ سے کھوٹا
روپیہ اشرفی اوسکے ہاتھ سے چل جائیگا وہ گنہگار ہوگا اسواسطے کہ جو شخص جو معاملہ کیا کرتا ہے اوسپر اوسکا علم سیکھنا واجب ہے
تیسری یہ کہ اگر کھوٹا روپیہ اس نیت سے لیگا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً سَہْلَ الْقَضَاءِ
وَسَہْلَ الْاِقْتِضَاءِ تو اچھا کام ہے لیکن کنوین مین ڈالنے کی نیت سے لے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ خرچ کر ڈالونگا تو اگرچہ کھوٹا
ہونا صاف کہدیگا تو بھی لینا نہ چاہیے چوتھی یہ کہ کھوٹا اسکو کہتے ہین جو سونا چاندی سے بالکل خالی ہو ورنہ جس مین ناقص سونا
چاندی ہے اوسے کنوین مین ڈالنا واجب نہین بلکہ اگر اوسے خرچ کریگا تو دو باتین واجب ہین ایک یہ کہ دوسرے سے کہدے کہ یہ
ناقص ہے چھپاوے نہین دوسری یہ کہ اوسے ایسے شخص کو دے جسکی امانتداری پر اعتماد ہو کہ وہ بھی اور کسی سے دغابازی نہ کرے

اگر یہ جانے کہ یہ خرچ کرتے وقت دوسرے سے ناقص ہونیکا حال نہ بتائے گا تو اوسکی ایسی مثال ہے جیسے انگور ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ شراب بنائیگا یا ہتھیار ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ رہزنی کریگا اور یہ امر حرام ہے معاملہ مین امانت داری دشوار ہونے کے سبب سے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ امانت دار سوداگر عابد سے بہتر ہے دوسری قسم ظلم خاص سے ہے یہ اوسی پر ہوتا ہے جسکے ساتھ معاملہ ہوا اور جس معاملہ مین کوئی خاص ضرر ہو وہ ظلم ہے اور حرام ہے خلاصہ یہ کہ جو امر اورون کیطرف سے اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ خود بھی کسی مسلمان کے ساتھ نہ کرے ٭ ہر چہ بر خود مپسندی بر دیگران ہم مپسند ٭ جو شخص جس امر کو اپنے لیے پسند نہین کرتا اوسی امر کو دوسرے مسلمان کے واسطے روا رکھے اوسکا ایمان ناقص ہے اسکی تفصیل چار چیزون سے معلوم ہوگی ایک یہ کہ مال کی تعریف حد سے زیادہ نکرے کہ اسمین جھوٹ اور دغا اور ظلم ہے بلکہ جب خریدار سے بتائے جانتا ہو تو بیچ تعریف بھی نہ کرے کہ یہ بیفائدہ ہے حق تعالے نے فرمایا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی آدمی جو بات کہتا ہے اوس سے سوال ہوگا کہ کیون کہی تھی اگر بیہودہ بات کہی ہوگی تو اوسکا کچھ عذر نہوسکیگا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اگر سچی قسم ہے تو بھی اونا کام کے واسطے خدا کا نام لیا یہ بڑی بے ادبی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تاجرون پر افسوس ہے نہین واللہ اور ہان واللہ کہنے کے سبب سے اور پیشہ ورون پر افسوس ہے کل پرسون کرنے کے سبب سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کو قسم کھا کر بیچیگا قیامت کے دن حق تعالے اوسکی طرف نہ دیکھیگا کہتے ہین کہ یونس بن عبید ریشم کی تجارت کرتے تھے اور اوسکی تعریف نہ کرتے تھے ایکدن ریشم نکالنے لگے اونکے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا خداوندا مجکو جنت کے کپڑے عنایت فرما یونس بن عبید نے پھر ریشم نہ نکالا اور جسمین سے ریشم نکالتے تھے اوسے پھینک دیا غرض کہ ریشم نہ بیچا اور ڈرے کہ اسکا یہ کہنا اپنے مال کی تعریف ہے دوسری یہ کہ مال کا کوئی عیب خریدار سے نہ چھپائے اور سب حقیقت حال کہدے اگر چھپائیگا تو دغاباز ہو جائیگا اور نصیحت سے دست بردار ہو جائیگا ظالم اور گنہگار ہو جائیگا اور اگر اوپر کی تہ دکھائی یا اندھیرے مین کپڑا دکھائے تاکہ کپڑا اچھا نظر آئے یا جوتون اور موزون مین سے اچھا پیر دکھائے تو ظالم اور دغاباز ہو جائیگا ایکدن ایک گیہون والے کی طرف جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا کا گذر ہوا آپنے اوسکے گیہون کے انبار کے اندر دست مبارک ڈالا تو نمی تھی آپنے فرمایا یہ کیا ہے اوس نے عرض کیا بھیگے ہوئے گیہون ہین آپنے فرمایا کہ یہ گیہون نکال ڈالے مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو دغابازی کریگا وہ ہم مین سے نہین ہے ایک شخص نے تین سو درم کو اونٹ بیچا اوسکے پاؤن مین کچھ عیب تھا واثلہ بن الاسقع کہ صحابہ مین سے تھے وہان کھڑے تھے پہلے غافل رہے جب یہ بات معلوم کی تو خریدار کے پیچھے دوڑے اور کہا اسکے پاؤن مین عیب ہے وہ پھر آیا اور تینسو درم بیچنے والے سے پھیر لیے بائع نے اونسے کہا کہ یہ معاملہ تمنے کیون خراب کیا اونھون نے جواب دیا اسواسطے کہ مینے جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ یہ امر حلال نہین ہے کہ کوئی چیز بیچے اور اوسکا عیب چھپائے اور دوسرے کو حلال نہین ہے کہ جانے اور اطلاع نکرے اور کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم

بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانون کو نصیحت کرین اور اونپر شفقت کرین اور چھپانا نصیحت نہین ہے آمیز جانتو کہ ایسا معاملہ
کرنا دشوار ہے اور بڑی محنت کا کام ہے دو چیزون سے اسمین آسانی ہوگی ایک یہ کہ عیب دار مال مول نہ لے اگر مول لیچکا ہے
تو عیب ظاہر کر دینے کا ارادہ رکھے اگر کسی نے اوسے ٹھگ لیا ہے تو جانے کہ یہ نقصان میرے ہی اوپر پڑا اورون پر نقصان
ڈالنے کا ارادہ نہ کرے جبکہ خود دغاباز پر لعنت کرتا ہے تو اپنے تئین اورون کی لعنت مین نہ ڈالے اصل یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ دغابازی
سے روزی کچھ بڑھ نہین جاتی بلکہ مال مین سے برکت جاتی رہتی ہے اور یہ خود داری نہین رہتی اور عیاری سے رفتہ رفتہ جو کچھ
ہاتھ لگتا ہے دفعۃً ایسا کوئی واقعہ پیش آئیگا کہ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور مظلمہ ہی مظلمہ باقی رہے گا اور اوس شخص کا سا حال ہوگا
جو دودہ مین پانی ملایا کرتا تھا دفعۃً سیلاب آیا اور گائے کو بہا لیگئی اوسکے لڑکے نے کہا کہ دودہ مین تھوڑا تھوڑا پانی جو ملایا کرتے
تھے وہ سب اکٹھا ہوا اور گائے کو بہا لیگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملہ مین خیانت نے راہ پائی
برکت جاتی رہی برکت کے یہ معنی ہین کہ کسیکے پاس مال تھوڑا سا ہو اور بہرہ مندی بہت ہو اور بہتون کو اوس سے راحت ہو
اور اوس سے خیر بہت وقوع مین آئے اور کوئی ہوتا ہے کہ مال تو بہت سا رکھتا ہے اور وہ مال دنیا اور عقبی مین اوسکی تباہی کا
باعث ہوتا ہے اور اوس سے کچھ بہرہ مند نہین ہوتے تو برکت طلب کرنا چاہیئے زیادتی اور برکت امانت داری سے ہوتی ہے
بلکہ زیادتی بھی امانت کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص امانت دار مشہور ہو ہر شخص اوسکے ساتھ معاملہ کرنے کی خواہش
رکھتا ہے اور اوس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص خیانت کے ساتھ مشہور ہوا اوس سے سب عذر کرتے ہین دوسری بات
یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ میری عمر سو برس سے زیادہ نہ ہوگی اور آخرت کی مدت بے نہایت ہے تو یہ کیونکر روا رکھیگا کہ اس دنیا کے
چند روزہ مین سونے چاندی کی زیادتی کے واسطے عمر ابدی کو تباہ کرے ہمیشہ ان باتون کا خیال رکھے تاکہ عیاری اور دغابازی
اوسکے دل مین جگہ نہ کرنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے غصہ سے خلق لا الہ الا اللہ کی پناہ
مین ہے جب تک دنیا کو دین پر مقدم نہ رکھتے ہین اور یہ کلمہ کہتے ہین تو حق تعالے فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو اس کہنے مین
تم سچے نہین اور جسطرح بیع مین دغابازی نہ کرنا فرض ہے اوسیطرح سب پیشون مین فرض ہے اور جو ہوسکے کا کام کرنا حرام ہے
مگر جو کپڑا پیشہ برکھے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے رفوگری مین فتوی پوچھا آپنے فرمایا کہ سچا ہے مگر اوس شخص کو درست ہے
جو اپنے پہننے کے واسطے کرے بیچنے کے لیے نہین جو شخص دہوکا دینے کے واسطے رفو کریگا وہ گنہگار ہوگا اور اوسکی مزدوری
حرام ہوگی تیسری بات یہ ہے کہ ناپ تول مین دغابازی نہ کرے اور پورا تولے حق تعالی فرماتا ہے ویل للمطففین الخ
خرابی ہے اون لوگون کی [illegible] لیتے ہین اور جب [illegible] لیتے ہین اور زیادہ تو لیتے ہین اگلے بزرگون کی عادت
تھی کہ جو کچھ بیچتے تھے تو آدھا حبہ [illegible] دیتے تھے آدھا حبہ زیادہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آدھا حبہ ہم مین
اور دوزخ مین آڑ ہے [illegible] اور کہتے تھے کہ وہ [illegible] کہ بہشت کے بدلے
[illegible]

برائی سے بدل ڈالے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز خرید فرماتے تو ارشاد کرتے کہ قیمت کے موافق تول اور
جھکتا تول حضرت فضیل رح نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کے واسطے دینار تولتا ہے اور اوسکے نقش مین جو میل تھا
اوسے صاف کرتا ہے فرمایا بیٹا تیرا یہ کام دو حج اور دو عمرون سے بہتر ہے اگلے بزرگون نے کہا ہے جو ترازو والا آدمی کہ ایک سے
تول کر دیتا ہے اور ایک سے تول کر خود لیتا ہے تمام فاسقون سے بدتر ہے اور جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہو اور بیچتے وقت کھینچ کر
ناپتا ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور جو قصائی کہ اوس ہڈی کو جسکا رواج نہین گوشت کے ساتھ تول دیتا ہے وہ بھی انہین داخل ہے
اور جو شخص غلہ بیچے اور اوسمین عادت سے زیادہ خاک ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور یہ سب باتین حرام ہین اور سب معاملون مین
خلق کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے کیونکہ کسی نے اگر کسی کو ایسی بات کہی کہ ویسی بات سننے سے خود ناراض ہوتا ہے تو اوس نے
دینے لینے مین فرق کیا اس گناہ سے آدمی جب بچیگا کہ کسی معاملہ کے درمیان کسی بات مین اپنے تئین دینی بھائی پر فوقیت
نہ دے اور یہ سخت اور مشکل بات ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا
یعنی کوئی شخص ایسا نہین کہ دوزخ پر جسکا گذر نہو لیکن جو کوئی پرہیزگاری کی راہ سے قریب تر ہے وہ جلد تر رہائی پائیگا چوتھی بات
یہ ہے کہ جنس کے نرخ مین کچھ دغا نہ کرے اور بھاؤ نہ چھپائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو منع فرمایا ہے کہ لوگ قافلہ
سے آگے جائین اور شہر کا نرخ چھپائین تاکہ خوب سستا مول لین جب ایسا کرین تو مال والیکو بیع فسخ کر لینا پہونچتا ہے اور اس امر کو
بھی آپنے منع فرمایا ہے کہ کوئی مسافر شہر مین مال لائے اور سستا بیچے اور کوئی شخص اوس سے یہ کہے کہ یہ مال میرے پاس
چھوڑ جائین کچھ دن بعد گران بیچ دونگا اور اس امر کو بھی منع فرمایا ہے کہ کسی شخص سے بظاہر کوئی چیز اسواسطے گران چکائی تاکہ
دوسرا شخص اوسے سچا جانکر زیادہ قیمت دیکر مول لیجائے اگر کسی نے صاحب مال سے یہ معاملہ ٹھیک کیا تاکہ دوسرا فریب
کھائے تو جب یہ بھید کھلجائے تو فسخ بیع کرنا درست ہے یہ عادت ہے کہ مال کو بازار مین رکھتے ہین جو لوگ واقع مین نہین
لیا چاہتے وہ بھاؤ بڑھا دیتے ہین یہ امر حرام ہے اسیطرح جو بھولا آدمی مال کی قیمت نہین جانتا اور سستا بیچتا ہے اوس سے مال خریدنا درست نہین
یا جو بھولا آدمی بھاؤ نہین جانتا اور گران مول لیتا ہے اوسکے ہاتھ کچھ بیچنا درست نہین اگرچہ فتوی بھی دیا جائیگا کہ ظاہر بیع درست ہے لیکن جو کچھ حقیقت حال
اوس سے پوشیدہ رکھی لہذا گنہگار ہوگا بصرہ مین ایک سوداگر تھا شہر سوس سے اوسکے غلام نے اوسے خط لکھا کہ امسال شکر پر آفت آگئی ہے اور دوسرون کو
خبر ہونے پائے پہلے بہت سی شکر کم مول سے لو اوس سوداگر نے بہت سی شکر مول لے رکھی اور وقت پر بیچی تیس ہزار درم کا
فائدہ ہوا اپنے دل مین خیال کیا کہ ایک مسلمان سے مین نے دغا کی اور شکر پر آفت آنا اوس سے چھپایا ایسا کام کب درست
ہوگا تیسون ہزار درم لیکر شکر والے پاس گیا اور کہا یہ تیرا مال ہے اوس نے کہا کیون تمام قصہ اوسے کہہ سنایا اوس نے کہا
مین نے اب تجھے بحل کر دیا جب پھر گھر آیا تو رات کو سوچا کہ شاید لحاظ سے اوسنے یہ کہا ہو اور مین تو اوسکے ساتھ دغا
کر چکا ہون دوسرے دن پھر لیگیا اور نہایت اصرار کیا کہ یہ تیسون ہزار درم تو لے مجبور ہوکر اوسنے لیلیے آٹھوین بات
کہ جو شخص اصل قیمت کہتا ہے اوسے سچ کہنا چاہیے اوسمین دغا نہ کرے اور اگر مال مین کچھ نقصان آگیا ہو تو بتا دے اور اگر

مہنگا مول لیا ہے اور یہ اصل انکار ہی کی ہے کہ بیچنے والا اوسکا دوست یا عزیز تھا تو یہ بھی کہدے اور اگر کوئی چیز دس دینار کی
کہکر یا اسکے عوض دے اور وہ اتنے کو نہیں بکتی تو دس دینار مال کی قیمت کہنا نہ چاہیے اور اگر پہلے مال ارزان مول لیا اور
پھر بھاو بڑھ گیا تو پہلے قیمت ظاہر کردے اسکی تفصیل دراز ہے بازاری لوگ اس امر میں بہت خیانت کرتے ہیں اور اوسے
خیانت نہیں جانتے اصل یہ ہے کہ آدمی جس دغا کو اپنے اوپر روا نہیں رکھتا خود بھی اوروں کے ساتھ وہ دغا نہ کرے اور
اس بات کو اپنی کسوٹی بنائے کیونکہ جو شخص اصلی قیمت کے اعتماد پر مول لیتا ہے اور وہ یہ سمجھکر مول لیتا ہے کہ میں نے خوب
جانچ لیا ہے اور وہ بھی مول لیا ہے اگر اس امر میں دغا ہوگی تو وہ خریدار راضی نہوگا اور یہ دغا بازی ہے چوتھا باب معاملہ
میں احسان اور بھلائی کرنے کے بیان میں اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے جسطرح عدل کرنیکا
حکم فرمایا ہے اوسیطرح احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وہ باب
جو اوپر مذکور ہوا عدل کے بیان میں تھا تاکہ آدمی ظلم کرنے سے بچے اور یہ باب احسان کے بیان میں ہے حق تعالی فرماتا ہے
إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ جس نے فقط عدل کیا ہے اوس نے دین کا سرمایہ محفوظ رکھا مگر فائدہ احسان میں ہے
اور عقلمند وہ ہے جو کسی معاملہ میں آخرت کا فائدہ نچھوڑے اور احسان وہ بھلائی ہے جس سے معاملہ کرنیوالیکو فائدہ ہو وہ
تجھپر واجب نہیں احسان کا درجہ چھہ وجہوں سے حاصل ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اگرچہ خریدار کسی اپنی ضرورت اور حاجت کے
سبب سے راضی بھی ہو تو بھی بہت نفع لینا روا نہیں کیونکہ حضرت سری سقطی قدس سرہ دکان کرتے اور پانچ روپیہ سیکڑا سے
زیادہ نفع لینا روا نرکھتے تھے ایکبار ساٹھہ دینار کے بادام مول لیے پھر بادام گران ہوگئے ایک دلال نے اونسے بادام
مانگے فرمایا کہ ترسٹھہ دینار کو بیچ ڈال دلال نے کہا کہ نوے دینار آج ان باداموں کی قیمت ہے اونھوں نے فرمایا کہ میں نے
دل میں ٹھان لی ہے کہ پانچ روپیہ سیکڑہ سے زیادہ نفع نہ لونگا اور اس قصد کے توڑنے کو میں روا نہیں رکھتا دلال نے
کہا کہ میں تمہارے مال کو بہاؤ سے کم پر بیچنا روا نہیں رکھتا غرض کہ نہ دلال نے بیچا نہ حضرت سری سقطی زیادہ قیمت لینے پر
راضی ہوئے احسان کا ایسا درجہ ہوتا ہے محمد ابن المنکدر ایک بزرگ دکاندار تھے اونکے پاس کئی تھان تھے کسی کی قیمت
دس دینار تھی کسی کی پانچ دینار اونکی غیبت میں اونکے شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار کو
بیچا جب وہ تشریف لائے اور حال معلوم ہوا تو تمام دن اوس اعرابی کو ڈھونڈھتے پھرے جب وہ ملا تو اوس سے کہا کہ
تھان پانچ دینار سے زیادہ کا نہیں ہے اوس نے کہا میں نے خوشی سے لیا ہے اون بزرگ نے فرمایا کہ جس امر کو میں اپنے
واسطے نہیں پسند کرتا اوسے کسی مسلمان کے لیے نہیں پسند کرتا یا فسخ بیع کر یا پانچ دینار پھیر لے یا میرے ساتھ آکر اس سے
بہتر تھان دوں غرضکہ اعرابی نے پانچ دینار پھیر لیے پھر کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے اوس نے کہا کہ محمد ابن المنکدر
اعرابی کہنے لگا سبحان اللہ یہ مرد وہ ہے کہ جب پانی نہ برسے اور میدان میں طلب باران کے واسطے جمع ہوں تو اسکا نام
لیتے ہی پانی برسنے لگے اگلے بزرگوں کی عادت تھی کہ تھوڑا نفع لیتے تھے معاملہ بہت کیا کرتے تھے اور اس امر کو زیادہ نفع لینے کا

نسبت بہت مبارک جانتے تھے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کوفہ کی بازار مین گشت کرتے اور فرماتے کہ اے لوگون تھوڑے
نفع کو نہ پھیرو کہ بہت نفع سے محروم رہو حضرت عبدالرحمن بن عوف سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری تونگری کا کیا سبب ہے
فرمایا کہ مین نے تھوڑے فائدہ کو رد نہین کیا جسنے مجھسے ایک جانور بھی مانگا تو مین نے اوسے نہ رکھا اور بیچ ڈالا ایک دن ہزار
اونٹ اصلی قیمت پر بیچ ڈالے اور ہزار رسیون کے سوا کچھ نفع نہین لیا ایک ایک رسی ایک ایک درم کو بکی اور اونٹون کے
اوس دن کے چارہ کی ہزار درم قیمت میرے ذمہ سے ساقط ہوگئی تو دو ہزار درم کا نفع ہوا دوسرے یہ کہ محتاجون کا مال
مہنگا مول لے تاکہ وہ خوش ہون جیسے بیوہ عورتون کا سوت اور بچون اور فقیرون کے ہاتھ سے وہ میوہ جو پھر آیا ہو کہ
یہ تجاہل عارفانہ اور قصداً دام بڑھانا صدقہ سے بہتر ہے جو ایسا کریگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لیگا کہ آپنے فرمایا ہے
رحم اللہ امرأ سہل البیع وسہل الشراء لیکن امیر سے زیادہ داموں کو مال مول لینا ثواب ہے نہ شکر ہے وا ضائع کرنا ہے لیکن اگر ایسا
کرے کہ سستا مول لینا اولیٰ ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام یہ کوشش کرتے کہ جو کچھ مول لیتے ارزان لیتے اور بہت جانچ
اونسے لوگون نے عرض کیا کہ ہر دن آپ کئی ہزار درم خیرات دیتے ہین اتنا قلیل پر آپ اتنی تکرار کیون فرماتے ہین فرمایا کہ ہم جو دیتے ہین
خدا کے واسطے دیتے ہین اوسکی راہ مین جتنا زیادہ دیجیے کم ہے اور بیع مین دہوکا کھانا عقل اور مال کے نقصان کا باعث ہے تیسرے
قیمت لینے مین اس طرح سے احسان ہوتا ہے ایک کچھ کم کرنے دوسرے کھرے اور کھوٹے روپیے پیسے لینے سے تیسرے مہلت دینے چوتھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو دادوستد مین آسانی کرے اور فرمایا ہے جو شخص آسانی کرتا ہے حق تعالیٰ اوسکے
کامونکو آسان فرماتا ہے اور محتاج کو مہلت دینے سے زیادہ کوئی احسان نہین ہے اگر وہ نادار ہے تو اوسے مہلت دینا واجب ہے احسان نہین بلکہ
محض عدل ہے اور اگر محتاج نادار نہو مگر جب تک کوئی کھانے کے سامان نہ بیچے یا اپنی چیز کی اوسے ضرورت ہے اوسکو
نہ فروخت کرے تب تک قیمت نہین ادا کرسکتا تو اوسے مہلت دینا احسان ہے اور بڑی خیرات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میدان حشر مین لاوینگے اوسنے دنیا مین کے مقدمہ مین اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور
اوسکے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی نہوگی اوس سے کہینگے کہ تو نے ہرگز کوئی نیکی نہین کی وہ کہیگا ہان نہین کی مگر اپنے
نوکرون اور گماشتون سے مین نے کہا تھا کہ جو میرا قرضدار تنگدست ہو اوسے مہلت دو اور تنگ نہ کرو پس دریائے رحمت
جوش مین آئیگا ارحم الراحمین اوس سے فرمائیگا کہ آج تو تنگ دست اور بے نوا ہے مجھے تیرے ساتھ آسانی کرنا زیبا ہے
اور اوسکو بخشدیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسیکو ایک مدت کے وعدہ پر قرض دیتا ہے تو جو دن گذرتا ہے
ہر دن اوسے صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اور جب مدت معہودہ گذر جاتی ہے اوسکے بعد جو مہلت دیتا ہے تو ہر دن اتنا
ثواب ہوتا ہے کہ گویا تمام قرض صدقہ کیا اگلے زمانہ مین کچھ بزرگ تھے کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ قرضدار اونکا قرض ادا کرے
اسواسطے کہ ہر روز اونکے واسطے تمام قرض صدقہ دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جنت کے دروازے پر مین نے لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درم دس درم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درم اٹھارہ درم کے برابر ہے

حاشیہ: رحم کرتا ہے اللہ اوس شخص پر جو آسان کرتا ہے فروخت کو اور آسان کرتا ہے خریدنے کو ۱۲

اسکا سبب یہ ہے کہ قرض وہی شخص لیتا ہے جو حاجتمند ہو اور صدقہ شاید محتاج کے ہاتھ نہ آئے تیسرے قرض ادا کرنا احسان
یہ احسان ہے کہ تقاضے کی حاجت نہ پڑے جلدی ادا کرے اور گھر اور روپیہ پیادہ سے اور اپنے ہاتھ سے پہونچا سکے اور قرضخواہ
کے گھر پہونچا دے اوسے نہ بلاسکے حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں وہ شخص بہتر ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے اور حدیث
شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور یہ نیت کرتا ہے کہ میں اچھی طرح سے ادا کرونگا تو حق تعالے چند فرشتے مقرر
فرماتا ہے وہ اوسکی حفاظت کیا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اوسکا قرض ادا ہو جائے اور قرضدار اگر قرض ادا کر سکتا ہے
تو اگر قرضخواہ کی بے مرضی ایک ساعت دیر کریگا تو ظالم اور گنہگار ہو جائیگا روزہ میں ہو خواہ نماز میں ہو خواہ خواب میں ہر حال
خدا کی لعنت میں رہیگا اور یہ ایسا گناہ ہے کہ سوتے میں بھی اوسکے ساتھ رہتا ہے اور قدرت میں شرط یہ نہیں ہے کہ
نقد ادا کرسکے پاس ہو بلکہ اگر اپنی کوئی چیز بیچ سکتا ہے اور بیچکر قرض نہ ادا کیا تو بھی گنہگار ہوا اور اگر برا روپیہ یا کھوٹ میں دے
کر قرضخواہ اوسے کراہت سے لیوے تو بھی گنہگار ہوگا جبتک اوسے رضامند نہ کریگا ظلم سے نہ چھوٹیگا یہ امر کبائر گناہوں میں
سے ہے لوگ اسے آسان سمجھتے ہیں پانچویں یہ ہے کہ جو کسی سے معاملہ کرے اگر وہ معاملہ کرکے پشیمان ہو تو اوس سے معاملہ فسخ کرلے
اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی بیع کو فسخ کرے اور جانے کہ میں نے بیع کی نہ تھی تو
حق تعالی اوسکے گناہوں کو ایسا جانتا ہے کہ گویا اوس نے کیے ہی نہ تھے اور یہ امر واجب تو نہیں ہے لیکن اسکا ثواب بہت
ہے اور بڑا احسان ہے چھٹی یہ کہ اگرچہ تھوڑی چیز ہو مگر محتاجوں کے ہاتھ اس قصد سے کوئی چیز قرض بیچے کہ جبتک
اونکو ادا کرنے کی قدرت نہ ہوگی اونسے تقاضا نہ کریگا [illegible] اگر [illegible] مر جائینگے تو [illegible]
پہلے لوگ ایسے تھے کہ یاد داشت کی دو قسمیں رکھتے تھے ایک میں [illegible] لکھتے تھے [illegible]
اور پہلے لوگ ایسے تھے کہ وہ فقیروں کے نام لکھتے ہی نہ تھے تا کہ اگر وہ لوگ مر جائیں تو فقیروں سے کوئی کچھ مطالبہ نہ کرے [illegible]
لوگوں کا شمار بہتروں میں تھا بلکہ یہ لوگ بہتر جانے جاتے تھے جو فقیروں کے نام کی یاد داشت ہی نہ لکھتے تھے اگر قدرت
دیکھتے تو لیتے ورنہ اونسے لیتے ہی نہ تھے [illegible] ایسے ہی ہوتے تھے اور دینداروں کا
دستور دنیوی معاملات میں معلوم ہو [illegible] ایک [illegible] دینداروں میں [illegible]

پانچواں باب سوداگر کے معاملہ میں دین پر شفقت کرنے کے بیان میں اے عزیز جان تو کہ

چاہئے کہ دنیا کی تجارت دین کی تجارت سے غافل کر دے [illegible] ہے اور اوس شخص کا کیا حال ہوگا [illegible] جسکے
گنہ کو [illegible] کے کوزے سے [illegible] دنیا کی مثل مٹی کے کوزے کی [illegible] ہے کہ [illegible] اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور آخرت کی
مثل سونے کے کوزے کے مانند ہے کہ اچھا بھی ہے اور ہمیشہ رہتا ہے بلکہ کبھی ضائع ہوتا ہی نہیں اور دنیا کی تجارت
زاد آخرت ہونیکے لائق نہیں بلکہ راہ دین سے [illegible] کے واسطے [illegible]
غافل ہے دین پر شفقت کرے اور [illegible] تجارت اور دنیا کی [illegible]

پہلی یہ کہ ہر روز صبح کو نیک نیتین اپنی دل پر تازہ کر لیا کرے اور یہ نیت کرے کہ بازار اسواسطے جاتا ہون کہ اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کمائی کر لاؤن تاکہ خلائق سے بے پروائی حاصل ہو اور اونکی طمع نرہے تاکہ اسقدر قوت و فراغت حاصل ہو جاے کہ خدا کی عبادت مین مشغول ہو سکون اور آخرت کی راہ مین چلون اور یہ نیت کرے کہ آج بندگان خدا کے ساتھ شفقت اور نصیحت اور امانت داری بجا لاؤن گا اور امر معروف اور نہی منکر کی نیت کرے اگر کوئی کچھ گناہ کرے تو اوس سے باز رکھے اور اوسپر راضی نہو ایسی نیتین آخرت کے کامون مین داخل ہونگی دین کا دھم نقد نفع ہوگا اگر دنیا کا بھی کچھ فائدہ ہو تو یہ گھاٹے مین سے دوسری یہ کہ اہل امر کو دیان سے کہ جبتک کم سے کم ہزار آدمیون مین ہر ایک اونسکے ایک ایک کام مین نہ مشغول ہوگا اوسکی زندگی محال ہے مثلاً نان بائی کسان جولاہا لوہار دھنیا اور اور پیشہ ور یہ سب اسی کا کام کرتے ہین اور اسے انکی حاجت ہے یہ بات نچاہیے کہ سب اسکا کام کرین اسکو ہر ایک سے نفع اور کسی کو اس سے فائدہ نہو سب لوگ اس جہان مین مسافر کے طور پر ہین اور مسافرون کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کرین اور یہ نیت کرے کہ مین بازار مین اسواسطے جاتا ہون تاکہ جسطرح اور مسلمان میرا کام کرتے ہین مین بھی ایسا کوئی کام کرون جس سے مسلمانون کو راحت ہو اسواسطے کہ تمام حرفے فرض کفایہ ہین اور یہ نیت کرے کہ ان فرضون مین سے کسی فرض کو بجا لاؤن گا اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ ایسے کسی کام مین مشغول ہو جسکی بندگان خدا کو حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ کام نہوگا تو لوگون کے کام مین خلل پڑیگا وہ کام زرگری اور نقاشی اور گچکاری کے مشغل نہو اسواسطے کہ ایسے کامون مین دنیا کی آرایش ہے ان کامون کی حاجت نہین بلکہ اگرچہ یہ کام مباح ہین مگر انکا نکرنا بہتر ہے لیکن اطلس کا لباس سینا سونیکا زیور مردونکے واسطے بنانا تو حرام ہے اور جو پیشے اسگلے بزرگ مکروہ جانتے تھے یہ کام جو ذکر ہوتے ہین انھین مین سے ہین اناج اور کفن بیچنا قسائی کا کام کرنا اور صرافی کہ اسمین سود کے دقایق سے اپنے تئین بچانا مشکل ہے اور جراحی اسواسطے کہ اوسمین اکثر آدمی کی جراحت کرنا ہوتی ہے کہ شاید فائدہ کرے اور ممکن ہے کہ نفع نکرے اور خاک روبی اور جانورونکی کھال صاف کرنا کہ اسمین کپڑے کا پاک رکھنا دشوار ہے اور پستہ پھنی کی دلیل یہی ہے اور ساربانی اور سائیسی کا بھی یہی حکم ہے اور دلالی کا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ اسمین فضول گوئی سے بچنا ممکن نہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین تجارت بزازی ہے اور بہترین پیشہ خرازی ہے یعنی چھاگل اور مشک وغیرہ سینا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر جنت مین تجارت ہوتی تو بزازی ہوتی اور اگر دوزخ مین ہوتی تو صرافی ہوتی اور چار پیشون کو لوگ رکیک اور حقیر سمجھے ہین جولاہگی روئی بیچنا سوت کا تنا معلمی اس حقیر جاننے کا سبب یہ ہے کہ ان پیشہ والونکو لڑکون اور عورتون سے معاملہ رہتا ہے اور جو شخص کم عقلون سے ملا جلا رہیگا وہ بھی کم عقل ہو جائیگا تیسری یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کے بازار سے اسے باز نرکھے اور آخرت کا بازار مساجد ہین حق تعالی نے فرمایا ہے کہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی خبردار تجارت کا شغل تمھین خدا کے ذکر سے باز نرکھے کہ اس صورت مین تمھارا نقصان ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے سوداگر داول روز کو آخرت کے کامون کے واسطے چھوڑ دو اور آخر روز کو دنیا کے کامون کے لیے بزرگان سلف کی عادت تھی کہ صبح شام آخرت کے کام کرتے یا مسجد مین ذکر الہی اور اوراد مین مشغول رہتے یا علم کی مجلس مین حاضر رہتے اور انکے اوقات

ہر پسیرا اور بھونی سری بیچتے اوس وقت لوگ مسجد مین ہوتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمالنامہ لیجاتے
ہین تو اگر آدمی نے اول روز اور آخر روز مین کچھ نیکی کی ہے تو اون برائیون کو جو درمیان مین کی ہین حق تعالی بخشدیتا ہے
اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ دن رات کے فرشتے صبح شام کو جمع ہوکر جاتے ہین حق تعالی اونسے استفسار فرماتا ہے کہ
تمنے میرے بندے کو کیونکر چھوڑا اگر یہ عرض کرتے ہین کہ بار خدایا جب ہمنے چھوڑا تو وہ نماز پڑھتا تھا اور جب ہم پہونچے تو وہ
نماز پڑھتا تھا تو حق تعالی فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اوسکو بخشدیا اور چاہیے کہ ذنکو جب اذان کی آواز سنے تو پھر توقف
نکرے جس کام مین ہو اوسے چھوڑکر مسجد مین جائے اس آیہ کریمہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر مین
آیا ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اون لوگون مین جو لوہار ہوتا وہ اگر ہتھوڑی اوٹھاتا تو اذان کی آواز سنکر پھر اوسے نیچے نلاتا
یعنی لوہے پر نہ لگاتا اور جو پاپوش سینے والا اگر سُتالی چمڑے مین چبھوتا تو اذان کی آواز سنکر اوسے باہر نہ نکالتا اوسی طرح چھوڑکر
نماز کے واسطے راہی ہوتا چوتھی یہ کہ بازار مین ذکر اور تسبیح اور یاد الہی سے غافل نرہے اور حتی الامکان دل و زبان کو بیکار
نرکھے اور یہ جانے کہ جو فائدہ اسکے سبب سے فوت ہوتا ہے تمام جہان اوسکے مقابل نہین ہوسکتا ہے اور جو ذکر غافلون کے
درمیان مین ہو اوسکا ثواب بہت ہوتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غافلون کے بیچ مین خدا کو یاد کرنیوالا
ایسا ہے جیسے خشک درختون مین ہرا درخت اور مُردون مین زندہ اور بھگوڑون مین غازی اور فرمایا ہے کہ جو شخص بازار مین جائے
اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اوسکے واسطے دو بار ہزار ہزار نیکیان لکھتے ہین حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے ایک دن فرمایا کہ بازار مین
بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر صوفیون کا کان پکڑین اور اونکی جگہ بیٹھین تو اسکے لائق ہین اور کہا کہ ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ
ہر روز بازار مین تین سو رکعت نماز اور تیس ہزار تسبیح اوسکا ورد ہے اور علما نے کہا ہے کہ اونھون نے اس بات سے اپنی ذات کا
ارادہ کیا حاصل یہ ہے کہ جو شخص بازار مین قوت کے واسطے جائیگا تاکہ امور دین مین فرصت پائے وہ ایسا ہی ہے اور اصل مقصود
نہ چھوڑیگا اور جو دنیا کی زیادہ طلبی کے واسطے جائیگا اوس سے یہ بات نہوگی بلکہ وہ اگر مسجد مین نماز پڑھیگا تو بھی اوسکا دل
پریشان اور دکان کے حساب مین لگا رہیگا پانچوین یہ کہ بازار مین رہنے کی بہت حرص نکرے مثلاً سب سے پہلے جائے
اور سب کے بعد آئے یا سفر دور دراز پر خطر کرے یا دریا کا سفر کرے یہ لوگ کمال حرص کے سبب سے ہوتے ہین حضرت معاذ ابن جبل
رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہے اوسکا نام زلنبور ہے اپنے باپ کا نائب بنکر بازارون مین رہتا ہے
ابلیس اوسے سکھاتا ہے کہ تو بازار مین جاکر جھوٹ بکر ستایش و ثنا بازی قسم کھانے کی ترغیب دے اور اُس شخص کے ساتھ لگا رہ جو
سب کے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد آتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب جگہون مین بُری جگہ بازار ہے اور بازاریون مین
سب سے بدتر وہ شخص ہے جو سب کے پہلے بازار جائے اور سب کے بعد وہان سے آئے تو دکاندار کو چاہیے کہ اسقدر اوسپر لازم کرے
کہ جب تک مجلس علم اور اوراد و تسبیح اور نماز صبح سے فارغ ہو بازار نجائے اور جب اول دن کی قوت کمالیتا کرے اسکے قدر فائدہ

ہو جائے تو بازار سے پھر آئے اور مسجد مین جا کر عمر آخرت کی روزی حاصل کرے اسواسطے کہ وہ عمر بہت بڑی ہے اور اوسکی حاجت
بہت ہے اور آدمی اوسکے توشہ سے نہایت تہیدست اور مفلس ہے حماد ابن سلمہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے
اوستاد مقنعہ بیچتے تھے جب دو حبہ نفع مین ملجاتے تو گٹھری باندھ کر اپنے گھر تشریف لے آتے ابراہیم ابن بشار نے
حضرت ابراہیم ادہم سے کہا کہ آج مین مٹی کے کام کے واسطے جاتا ہون فرمایا اے ابن بشار تم تو روزی کو ڈھونڈتے ہو
موت تمکو ڈھونڈ رہی ہے جو تمھین ڈھونڈ رہی ہے اوس سے تم نہ بچو گے اور جسے تم ڈھونڈتے ہو وہ تمسے نہ چھوٹیگی
مگر شاید تمنے حریصین کو محروم اور کاہل کو مرزوق نہین دیکھا ہے کہا میرے ملک مین اور کچھ نہین مگر ایک دانگ بقال پر قرض
ہے فرمایا تمھاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ ایک دانگ اپنی ملک مین رکھتے ہو اور پھر مٹی کے کام کو جاتے ہو اگلے بزرگون
مین بعضے لوگ ایسے تھے کہ ہفتہ بھر مین دو دن سے زیادہ بازار نجاتے اور بعضے ہر روز جاتے اور ظہر کی نماز کے وقت
اوٹھ آتے اور بعضے عصر کی نماز تک بازار مین رہتے اور ہر شخص جب اوس دن کا قوت کما تا تو پھر مسجد کو چلا جاتا چھٹی یہ کہ شبہہ
مال سے دور رہے اور اگر مال حرام لینے کا ارادہ کرے گا تو فاسق اور گنہگار رہوگا اور جس چیز مین شبہہ ہو تو اگر خود اہل دل ہے
تو اوسکے واسطے اپنے دل سے فتوی پوچھے مفتیون سے نپوچھے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور جس چیز مین دل کو کراہت
معلوم ہو اوس سے نہ ہولے ظالمون اور اونکے متعلقون سے معاملہ نکرے کسی ظالم کے ہاتھ مال قرض نہ بیچے اسواسطے کہ
اگر وہ ظالم مرجائیگا تو قرضخواہ کو رنج ہوگا اور ظالم کے مرنے سے ملول ہونا اور اوسکی تونگری پر خوش ہونا نچاہیے وہ چیز ظالم
کے ہاتھ نہ بیچے جس سے جانے کہ اس سے ظالم ظلم مین استعانت کریگا ورنہ بیچنے والا بھی اوسکا شریک ہوگا مثلاً اگر مستوفیون
اور ظالمون کے ہاتھ کاغذ بیچے گا تو ماخوذ ہوگا غرضکہ ہر شخص سے معاملہ نکرے بلکہ جو معاملہ کے لائق ہو اوس سے معاملہ کیواسطے
تلاش کرے علما نے کہا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جو شخص بازار جاتا کہتا کہ مین کس سے معاملہ کرون لوگ کہتے جس سے جی چاہے
معاملہ کر کہ سب احتیاط والے لوگ ہین پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب مین کہتے کہ سب سے معاملہ کرنا مگر فلانے فلانے شخص سے
نکرنا پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب دیتے کہ کسیکے ساتھ معاملہ نکرنا مگر فلانے فلانے آدمی کے ساتھ کرنا اس بات کا خوف ہے
کہ آگے آگے ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی کسی سے معاملہ نکرسکے اور یہ ہمارے زمانہ سے پہلے لوگون کا قول تھا شاید ہمارے زمانہ مین
ایسا حال ہوگیا ہے کہ معاملہ کرنے مین لوگون نے بالکل فرق اوٹھا دیا ہے اور یہ جو نیم عالم اور ناقص دین عقلمندون سے لوگون
نے سنا ہے کہ دنیا کا تمام مال یکسان ہوگیا ہے اور سب حرام کا مال ہے اس سے احتیاط محال ہے اس واہیات بات پر لوگ دلیر
ہوگئے ہین اور یہ بڑی خطا ہے حقیقت مین ایسا نہین جو دانشمندون نے کہا ہے اس اجمال کی تفصیل چوتھی اصل معرفت حلال و
حرام مین جو اسکے بعد آئیگی انشاءاللہ تعالیٰ بیان کی جائیگی ساتوین یہ کہ جس سے معاملہ کرے قول و عمل اور دادوستد مین اوسکے
ساتھ اپنا حساب راست و درست رکھے اور یقین سمجھے کہ قیامت کے دن مجھسے ہر ایک اہل معاملہ کے ساتھ کھڑا کرکے حساب
لین گے اور انصاف کرین گے ایک بزرگ نے کسی تاجر کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ پچاس ہزار

صحیفے میرے سامنے رکھے مین نے عرض کیا کہ خداوندا یہ صحیفے کسکے ہین ارشاد ہوا کہ تو نے پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ معاملہ کیا تھا یہ ہر ایک صحیفہ ایک ایک اہل معاملہ کا ہے اب یہ شخص اون بزرگ سے کہتا ہے کہ مین نے جس شخص کے ساتھ جو معاملہ کیا تھا اول سے آخر تک ہر صحیفہ مین دیکھا آخر خدا کو وہ ہوکا دیکھ جسکا نقصان کیا ہوا گر اوسکا ایک دانگ بھی اسکے ذمہ ہے تو اوسکے واسطے ماخوذ اور گرفتار ہوگا اور جب تک اوس سے عہدہ برآئی نکریگا کوئی چیز اوسکے واسطے مفید نہوگی معاملہ کرنے مین اگلے بزرگون کی عادت اور راہ شریعت یہی ہے جو مذکور ہوئی اب یہ سنت اوٹھ گئی ایسا معاملہ اور اوسکا علم اس زمانہ مین لوگ بھول گئے جو شخص انمین سے ایک سنت بھی بجالائیگا وہ اجر عظیم پائیگا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ جو احتیاطین تم کرتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی جو کریگا اوسکے واسطے کافی ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم کیون فرمایا اسواسطے کہ تم لوگ نیک کامون پہ مددگار رکھتے ہو اس سبب سے تمھارے اوپر آسان ہے اور وہ لوگ یار و مددگار نرکھین گے اور غافلون مین وہ غریب ہونگے یہ بات اسواسطے کہی گئی کہ جو کوئی ایسے سنے وہ ناامید نہوجاے اور یہ نہ کہے کہ او وجہی یہ سب احتیاطین کب ہوسکتی ہین اس زمانہ مین جسقدر ہوسکے وہی بہت ہے بلکہ جو شخص اس بات کا ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ یہ سب احتیاطین کرسکتا ہے اسواسطے کہ سب احتیاطون سے فقیری اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہ پیدا ہوگا اور جس محتاجی اور فقیری کے سبب سے ہمیشہ کی بادشاہی حاصل ہو اوس فقیری کو آدمی جھیل سکتا ہے اسلیے کہ دنیا مین مال و دولت یا ملک و سلطنت ملنے کی امید موہوم پر سفر کی بڑی بڑی بے سامانی اور رنج و ذلت پر لوگ صبر کرتے ہین حالانکہ اگر موت آجائے تو وہ سب کیا دھرا برباد جاے تو اگر کوئی شخص آخرت کی بادشاہی کیواسطے وہ کام جو اپنے جی پسند نہین کرتا اور دون کے واسطے بھی پسند نکرے تو کچھ ایسا بڑا کام نہین ہے واللہ اعلم ۞

چوتھی اصل حلال و حرام اور شبہہ کے پہچاننے کے بیان مین

فصل
طلب کرنا حلال کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ اور جبتک تو نجانیگا کہ حلال کیا ہے تبتک حلال کو طلب نکرسکیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونون کے درمیان شبہہ مشکل اور پوشیدہ ہین جو شخص اونکے گرد ہوگا تو اسکا خوف ہے کہ حرام مین گرے ایعزیز جان تو کہ یہ بڑا علم ہے کتاب احیاء مین اسکی بہت تفصیل لکھی ہے کہ اور کتابون مین نہ ملیگی اور اس کتاب مین اوسیقدر ہم بیان کرینگے کہ عوام جسقدر سمجھ سکین اور اس مطلب کو انشاء اللہ تعالی چار بابون مین ہم بیان کرتے ہین

پہلا باب طلب حلال کے فضائل اور ثواب کے بیان مین ایعزیز جان تو کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا یعنی اے رسولو تم جو کچھ پاک اور حلال ہے اوس مین سے کھاو اور جو کچھ کہ بندگی شائستہ کرو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانون پر فرض ہے

اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسمے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہو کھاتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اوسکے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی محبت اوسکے دل سے نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ جو صحابہ کرام مین سے تھے اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی دعا فرمایئے کہ جس بات کے واسطے مین دعا کرون میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اونکا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگتے ہین ایسی دعا کب قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ حق تعالی کا ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائیگا حق تعالی اوس سے نہ فرض قبول فرمائیگا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درہم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اوسمین ایک درہم حرام کا ہو جبتک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا اوسکی نماز نہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانیسے جمیگا وہ آتش دوزخ مین جلیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہین رکھتا کہ مال کہان سے مین پیدا کرتا ہون تو حق تعالی بھی یہ پروا نرکھیگا کہ اوسے کدہر سے دوزخ مین ڈالدے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہین اومین سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اوسکے سب گناہ بخشے ہوے ہوتے ہین اور جب صبح کو سو اوٹھتا ہے تو حق تعالے اوس سے خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اوس سے حساب لون اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم اوس تیس بار زنا کرنیسے سخت تر ہے جو مسلمانی کی حالت مین آدمی کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائیگا اگر صدقہ دیگا تو قبول نہوگا اور اگر رکھ چھوڑیگا تو دوزخ کے دروازے تک وہ اوسکا زادراہ ہوگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودہ کا شربت پیا جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہین ہے حلق مین اونگلی ڈالکر قے کی اوسکی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کرجانیکا خوف تھا اور مناجات کی کہ بار خدایا مین تیری پناہ مانگتا ہون اوسقدر شربت سے جو میری رگون مین رہگیا اور قے کرنے سے نہ نکلا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگون نے دہوکے مین صدقہ کا دودہ اونکو پلا دیا تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر تو اتنی نماز پڑہے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہوجاوے اور اسقدر روزے رکھے کہ بال کیطرح باریک اور دبلا ہوجاوے تو جبتک حرام سے پرہیز نکریگا یہ روزہ و نماز کچھ مفید ہوگا نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جو شخص حرام کے مال مین سے صدقہ دیتا ہے وہ اوس شخص کے مثل ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دہوتا ہے کہ وہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اوسکی کنجی دعا ہے اور لقمہ حلال اوس کنجی کے دانت ہین اور حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہین پہونچتا مگر چار چیزون کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے دوسری یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھ کھائے تیسری یہ کہ ظاہر و باطن مین سب برے کامون کو چھوڑ دے چوتھی یہ کہ اولا

تا دم مرگ صبر کرتے بزرگون نے کہا ہے جو شخص چالیس دن شبہہ کا مال کھائیگا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا حضرت ابن مبارک
رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ شبہہ کا ایک درم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے حضرت
سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اوسکا تمام بدن گناہ مین پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نچاہے
ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اوسکے تمام اعضا طاعت مین رہتے ہین اور توفیق خیر ہمیشہ اوسکی یار و مددگار رہتی ہے
اس باب مین بہت سے اخبار اور آثار وارد ہین اسیواسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے ایک اونمین سے حضرت
وہب بن الورد تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے جبتک اوسکی اصل حقیقت نہ معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے ایکدن
اونکی والدہ نے دودہ کا ایک پیالہ اونہین دیا پوچھا کہ یہ کہان سے آیا ہے اور اسکی قیمت تمنے کہان سے دی ہے اور کس سے
مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا تو پوچھا کہ یہ بکری کہان چری ہے وہ ایسی جگہہ چری تھی جہان مسلمانون کا کچھ حق تھا
غرضکہ نہ پیا اونکی مان نے دعا دی کہا کہ بیٹا خدا تجھپر رحمت کرے پی لے کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن مین اسکو پینا نہین چاہتا ہون
کہ اگر پیونگا تو اوسکے گناہ کے ساتھ اوسکی رحمت کو پہونچونگا اور یہ نہین چاہتا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی بڑی احتیاط
کرتے تھے اونسے لوگون نے پوچھا کہ تم کہان سے کھاتے ہو کہا جہان سے اور لوگ کھاتے ہین لیکن اوس شخص مین جو کھاتا اور
روتا ہے اور اوس شخص مین جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھ بہت کوتاہ ہو اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اوس سے کبھی
نہین ہوجاتی دوسرا باب حلال و حرام مین پرہیزگاری کے درجات کے بیان مین اے عزیز جان تو
کہ حلال و حرام کے درجے ہین اور سب درجے ایک قسم کے نہین ہین کوئی درجہ حلال کوئی درجہ حلال پاک کوئی درجہ حلال اکثر
ہے اسیطرح حرام سے کوئی درجہ [illegible] تر اور پلید تر کوئی درجہ کمتر ہے جسطرح کہ بیمار کو گرمی نقصان کرے تو جو چیز بہت گرم
ہوتی ہے وہ بہت نقصان کرتی ہے اور کمی کے درجے ہین کیونکہ شہد گرمی مین شکر کے مانند نہین ہے اسیطرح حرام [illegible]
اور مسلمانون کے طبقے حرام اور شبہہ سے پرہیز کرنے مین پانچ درجے پر ہین پہلا درجہ پرہیز عدول کا ہے وہ سب مسلمانون [illegible]
[illegible] ہے کہ جو بات فتاوی [illegible] اور فقہا کے فتوے سے حرام ہے اوس سے دور رہین [illegible]
[illegible] ہوگا اوسکی عدالت باطل ہوگی [illegible] فاسق [illegible] اگر کوئی [illegible] کا مال
[illegible] کے ساتھ [illegible] تو حرام ہے اور اگر [illegible] تو حرام [illegible] ہے اور اگر [illegible]
[illegible] حرمت ہوگی [illegible] سبب [illegible] تو اوسکی حرمت سب [illegible] اگرچہ [illegible] کا نام [illegible]
آتا ہے اور جو چیز حرام [illegible] عاقبت کا خطرہ [illegible] جسطرح بیمار [illegible] اوسکی [illegible]
شکر کی مضرت سے زیادہ ہے اور جب بہت سا پیے تو اوسکی مضرت کم پینے کی نسبت زیادہ ہوگی حلال و حرام [illegible] مین
شخص جانیگا جو تمام فقہ پڑھے اور سب لوگون پر تمام فقہ پڑھنا واجب نہین کیونکہ [illegible] قوت مال [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہے خواہ اسکو غنائم اور غنیمت کے مسائل جاننے کی کچھ حاجت نہین لیکن ہر ایک پر اوسیقدر واجب ہے جسکا وہ محتاج ہے

مثلاً جب کسی کی آمدنی بیع سے ہو تو بیع کے مسائل جاننا اوسپر واجب ہے اور اگر آمدنی مزدوری سے ہو تو علم اجارہ حاصل کرنا
اوسپر واجب ہے اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے آدمی جو پیشہ کرے اوسکا علم سیکھنا اوسپر واجب ہے دوسرا درجہ نیک مردونکو
صلحا کہتے ہین اونکی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہے کہ مفتی جسے کہے کہ حرام نہین لیکن شبہہ سے خالی نہین ہے اوسکو بھی
ترک کردے اور شبہے کی تین قسمین ہین ایک وہ جس سے حذر کرنا واجب ہو دوسرے وہ جس سے حذر کرنا بہتر ہو لیکن مستحب ہو
اور واجب سے حذر کرنا پہلا درجہ ہے اور مستحب سے حذر کرنا دوسرا درجہ ہے تیسری وہ جس سے حذر کرنا بیکار وسوسہ ہو مثلاً
کوئی شخص شکار کا گوشت نہ کھائے اور کہے کہ شاید یہ جانور اور کسیکی ملک ہو اور اوسکے پاس سے بھاگا ہو یا کوئی شخص کچھ عاریتاً
رکھتا ہو اوسمین سے نکل جاوے اور کہے کہ اسکا مالک شاید مرگیا ہو اور یہ وارث کا حق ہوگیا ہو ایسی باتون پر جبتک کوئی امر دلیل
نہو تو بیکار وسوسہ ہی وسوسہ ہے تیسرا درجہ متقیون کی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز نہ حرام ہو نہ شبہہ
کی بلکہ حلال مطلق ہو لیکن اوسمین اس امر کا اندیشہ ہو کہ اوسکے سبب سے کسی حرام یا شبہہ مین پڑجاویگا آدمی اوس سے دست بردار
ہوجاوے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ جبتک اوس چیز کو جسمین کچھ اندیشہ اور باک نہو
اوس چیز کے خوف سے جسمین کچھ باک اور اندیشہ ہو ترک نہ کریگا تبتک بندہ متقیون کے درجہ کو نہ پہونچیگا امیر المومنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہمنے حلال کے دس حصون مین سے نو حصے اس ڈر سے چھوڑ دیے ہین کہ کسی
حرام مین نہ پڑجاوین اسیواسطے کیا کہ جب کسی شخص کے سو درہم کسی پر قرض ہوتے تو وہ ننانوے ۹۹ سے زیادہ نہ لیتا کہ مبادا
اگر سب قرض لیلے تو زیادہ ہوجاوین حضرت علی ابن المعبد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین نے ایک مکان کرایہ کو لیا تھا ایک خط
لکھا اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو اوس مکان کی مٹی سے خشک کرون خیال آیا کہ مٹی میری ملک نہین ہے اس سے سیاہی خشک نہ کرون پھر دل مین کہا
کہ ذراسی مٹی کچھ قدر و قیمت نہین رکھتی غرض ذراسی مٹی اوس خط پر ڈالی ہی تھی کہ غیب سے آواز آئی کہ ایک شخص جو کہتا ہے کہ مٹی کی کوئی قدر نہین
کی مٹی کو [illegible] قدر و قیمت جانتے ہین اونھین فردائے قیامت کو معلوم ہوگا غرض لوگ پرہیزگاری کے اس درجہ [illegible]
آسان چیز سے بچتے ہین ایک تو اسواسطے پرہیز کرتے ہین کہ شاید جب اسکا ڈر چھوٹے تو دل زیادہ چاہے دوسرے اسلیے کہ
متقیون کے درجہ سے نہ گرجاوین اسیواسطے حضرت امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کے مال مین سے ایک خرما اپنے منہ مین ڈالا
حالانکہ آپ لڑکے تھے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ القہا یعنی اسکو پھینک دے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کے
سامنے لوگ غنیمت کا مشک لائے تھے اونھون نے اپنی ناک بند کرلی اور کہا کہ اسکی بو اسکی منفعت ہے اور وہ سب مسلمانون کا حق
ہے کہتے ہین کہ ایک بزرگ کسی بیمار کے سرہانے بیٹھے تھے وہ بیمار جب مرگیا تو اون بزرگ نے چراغ گل کردیا اور کہا کہ اب تیل
وارث کا حق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیمت کا مشک اپنے گھر مین رکھا تھا تاکہ اونکی بی بی مسلمانون
کے واسطے بیچین ایک روز امیر المومنین رضہ اپنے گھر مین جو تشریف فرما ہوئے تو اونکی بی بی کے مقنع سے مشک کی خوشبو آئی
فرمایا کہ یہ کیا ہے بی بی نے کہا مین مشک تولتی تھی کچھ مشک ہاتھ مین لگ گیا اوسکو مین نے مقنع مین مل لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

نے اونکے سر سے مقنع اوتار لیا اور اوسے دہوتے تھے اور مٹی مین ملتے تھے اور سونگھتے تھے یہانتک کہ اوسمین کچھ بھی بو نہ رہی
تب وہ مقنعہ بی بی کو حوالہ فرمایا اگرچہ اسقدر معاف تھا لیکن خلیفہ برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے چاہا کہ سد باب کرے
تاکہ اور کسی چیز کی طرف نہ لیجاے اور حرام کے ڈر سے حلال چھوڑا جاوے اور متقیون کا ثواب ہاتھ آوے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی
سے لوگون نے پوچھا کہ یا امام اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا ہو اور بادشاہ کے مال سے خوشبو سلگاتے ہون تو کیا کرنا چاہیے فرمایا
وہان سے باہر نکل آنا ضرور ہے تاکہ اوسکی خوشبو نہ سونگھے اور یہ خود حرام کے قریب ہے کیونکہ اوسقدر خوشبو جو اوسے پہونچیگی
اور کپڑون مین بسے گی وہی مقصود ہوتی ہے اور بعضے اسمین بخل کرتے ہین تو شاید اوسکا آسان جاننا درست نہو پھر ان ہی امام سے
پوچھا کہ اگر حدیث کا کوئی ورق پڑا ملے تو آیا درست ہے کہ مالک کی بے اجازت اوسکی نقل لے فرمایا نہین امیر المومنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک بی بی تھین انکو آپ بہت چاہتے تھے جب خلیفہ ہوے تو اونکو اس خوف سے طلاق دیدی کہ مبادا
کسی امر مین وہ سفارش کرین اور اونکی مرضی کے خلاف آپ سے نہو سکے اے عزیز جان تو کہ جس مباح کی بازگشت زینت دنیا کی
طرف ہے اوسکا یہی حکم ہے اسواسطے کہ آدمی جب اوس مباح مین مشغول ہوگا تو وہ اوسے اور کامون مین ڈالدیگا بلکہ جب شخص
حلال کا کھانا پیٹ بھر کھایگا وہ متقیون کے درجہ سے محروم رہیگا اسواسطے کہ آدمی جب حلال کا کھانا سیر ہوکر کھاتا ہے تو
وہ شہوت کو حرکت دیتا ہے اور اس امر کا خوف ہے کہ اوسکے دل مین خیالات واہیات آوین یا اوپری بشاشت اور مستی پیدا ہو
دنیاداروں کے مال اور مکان اور باغ کا دیکھنا اسی قبیل سے ہے کیونکہ یہ دنیا کی حرص کو تحریک دیتا ہے اور اوسکی طلب مین
آدمیکو ڈالتا ہے آخر کو حرام کی طرف لیجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت سب
گناہون کی سردار ہے اس سے دنیا مباح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہے کہ اوسکی محبت دلکو اولا بناتی ہے تاکہ بہت
دنیا کی طلب مین ڈالے اور بغیر گناہ کے یہ بات نہین بنتی بلکہ حق تعالی کے ذکر کو دل مین آنے نہین دیتی اور حق تعالی سے
دل کا بالکل غافل ہو جانا ہی شقاوت ہے اور یہی گناہ کا سبب ہوگا اسیواسطے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی جب کسی
امیر کے گھر سے اور [illegible] دروازہ پر سے گذرتے اور ایک شخص جو اونکے ساتھ تھا اوسے دیکھنے لگتا تو اونھون نے اوسے منع کیا
اور کہا کہ اگر تم لوگ اسے نہ دیکھو تو یہ امیر لوگ اسقدر اسراف نہ کرین تو تم ہی اس فضول خرچی کے ظلم مین شریک ہوتے ہو حضرت
امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ مکان اور مسجد کی دیوار کو گچ کرنا کیسا ہے آپنے فرمایا کہ زمین کو گچ کرنا درست ہے
تاکہ خاک نہ اوڑے اور دیوار کو گچ کرنا میرے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اسمین آرائش ہے اگلے بزرگون کا قول ہے کہ جسکا لباس
ہلکا اور باریک ہوگا اوسکا دین بھی ضعیف ہوگا اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حرام مین پڑنے کے خوف سے حلال پاک سے بھی آدمی کو
دست بردار ہونا چاہیے چوتھا درجہ صدیقون کے زہد و ورع کا ہے کہ یہ لوگ ایسی چیز سے حذر کرتے ہین جو حلال ہو اور حرام مین
بھی نہ ڈالے لیکن اوسکے حاصل ہونے کے اسباب مین سے کسی سبب مین کوئی معصیت ہوگئی ہو جسکی مثال یہ ہے کہ حضرت بشر حافی
رحمہ اللہ تعالی بادشاہون کی کہدوائی ہوئی نہرون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ حج کی راہ مین بادشاہون کے کہدوائے ہوئے

تالابوں کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ اوس باغ کا انگور نہ کھاتے تھے جسے بادشاہ کی کھدوائی ہوئی نہر سے پانی پہونچا
حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی مسجد میں خیاطی کرنیکو مکروہ جانتے تھے اور مسجد میں کسب کرنا اونہیں ناپسند تھا لوگوں نے پوچھا
کہ قبرستان کے گنبد میں رشتہ ساز کا بیٹھنا کیسا ہے آپنے مکروہ جانا اور فرمایا کہ گورستان آخرت کے واسطے ہے ایک
غلام نے بادشاہ کے گھر سے چراغ جلایا اوسکے مالک نے گل کردیا ایک رات کسی بزرگ کی نعلین کا تسمہ ٹوٹ گیا اتفاقا اوسوقت
لوگ بادشاہ کی مشعل جلائے لیے جاتے تھے اون بزرگ نے نچاہا کہ اوسکی روشنی میں تسمہ کو درست کرلیں ایک عورت تاگا کاتتی
تھی بادشاہ کا مشعلچی نکلا اوس نیکبخت نے ہاتھ روک لیا تاکہ اوسکی روشنی میں تاگا نہ کاتے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالی کو
ظالموں نے قید کیا تھا کئی دن بھوکے رہے ایک عورت پارسا جو اونکی مریدنی تھی اوسنے اپنے حلال تاگے کی قیمت سے
کھانا پکا کر اونکے واسطے بھیجا اونھوں نے نہ کھایا وہ عورت خفا ہوئی اور گلہ کرنے لگی اور عرض کیا کہ آپکو کچھ معلوم ہے
میں نے جو کھانا آپکے واسطے بھیجا تھا وہ حلال تھا اور آپنے کچھ نہ کھایا کیوں نہ کھایا فرمایا کہ ایک ظالم کے طباق میں ہمارے
سامنے آیا اور وہ طباق قیدخانہ کے محافظ کا ہاتھ تھا اس وجہ سے اوس سے حذر کیا کہ ایک ظالم کے ہاتھ کی قوت سے کھانا
اونہیں پہونچا اور وہ قوت حرام سے حاصل ہوئی ہوگی یہ زہد کا بہت بڑا درجہ ہے اور جو کوئی اس بات کی حقیقت کو نہ جانیگا شاید
وہ یہ سوال اوسکے دل میں پیدا ہوگا کہ اسیطرح کسی فاسق کے ہاتھ سے کھانا نہ کھانا چاہئے یہ بات ایسی نہیں ہے بلکہ یہ امر اوس ظالم کے ساتھ
خاص ہے جو حرام کھاتا ہو اور اوسکی قوت حرام سے پیدا ہوئی ہو لیکن جو شخص فاسق زناکار ہو تو اوسکی قوت زنا سے نہ ہوگی وہ اگر
کسیکے سامنے کھانا لیجائے تو کھانا پہونچانے کی [illegible] قوت نہ ہوگی جو حرام سے پیدا ہوئی حضرت سری سقطی قدس سرہ فرماتے
ہیں کہ ایک دن میں ایک جنگل میں جاتا تھا ایک چشمہ کے قریب پہونچا اور ایک پتی کو دیکھا جی میں آیا اسے کھاؤں کیونکہ اگر
حلال کی روزی کھاؤنگا تو یہی ہوگی ہاتف نے آواز دی کہ جس قوت نے تجھے یہانتک پہونچایا وہ کہاں سے آئی سنکر میں
شرمندہ ہوا اور استغفار کرنے لگا صدیقوں کا درجہ ایسا ہی ہوتا ہے یہ لوگ ایسی احتیاطیں کرتے ہیں ایک عالم کا کپڑا
[illegible] پانی [illegible] اور [illegible] بزرگوں نے [illegible]
[illegible] پانی [illegible] اوس [illegible]
[illegible] نفس [illegible] مسلمان [illegible] عبادت میں مشغول رکھتا ہے [illegible]
[illegible] اس سبب سے نفس کو دشوار ہے [illegible]
[illegible] اپنے اوپر حرام جانتے ہیں یہ لوگ ایک ہی [illegible]
[illegible]
[illegible] کوئی [illegible]
[illegible] کوئی حرکت نکرو [illegible]

کوئی دینی نیت نہیں آتی شب تک کوئی حرکت نہیں کرتے اگر کھاتے ہیں تو اوسی قدر کھاتے ہیں جس سے قوت عبادت کیواسطے اونکی عقل اور زندگی برقرار رہے اگر کہتے ہیں تو وہی بات کہتے ہیں جو اونکے دین کی راہ ہے اسکے سوا اور جو کچھ ہے اوسے زہر اور حرام جانتے ہیں زہد و ورع کے درجات یہی ہیں اس سے کم نہیں ہیں اے عزیز پہلا تو ان درجات کو سوچ اور جان تو اور اپنی تئیں کسی کو پہچان تو اگر تو جانتا ہے کہ پہلا درجہ جو مسلمانوں کا زہد عدول ہے اوسے نگاہ رکھے تاکہ لوگ تجھے فاسق نہ کہیں تو اوس سے بھی عاجز آجاتا ہے اور جب باتوں پر آتا ہے تو بڑا سا منہ پھیلاتا ہے اور آسمان کی کہتا ہے اور جو ظاہری باتیں شرع میں ہیں اون سے ننگ و عار رکھتا ہے بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہذیان بکوں اور دور کی بات کہوں حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین خلق وہ لوگ ہیں جنکا بدن نعمتوں کے سبب سے بنا رہتا ہے اور طرح طرح کے کھانے چکھتے ہیں اور طرح طرح کے کپڑے ڈانٹتے ہیں پھر منہ کھولتے ہیں اور اچھی اچھی باتیں بناتے ہیں حافظ حقیقی ہمیں ان باتوں سے محفوظ رکھے

تیسرا باب حلال کو حرام سے جدا کرنے اور دریافت کرنے کے بیان میں

اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگوں کو یہ خیال خام ہے کہ دنیا کا تمام مال یا اکثر مال حرام ہے یہ گمان کرکے وہ لوگ تین فریق ہو گئے ہیں ایک فریق پر جو تقوی و زہد غالب ہوئی تو اونھوں نے یہ کہا کہ وہ گھاس جو صحرا میں اوگتی ہے اور مچھلی اور شکار کا گوشت اور جو ایسی چیزیں ہیں اونکے سوا اور کچھ ہم نہ کھائینگے اور ایک پر شہوت پرستی جو غالب ہوئی تو اونھوں نے کہا کہ جو پاے سو کھا جائے حلال و حرام میں کچھ فرق نکیا چاہیے اور ایک فرقہ جو اعتدال سے قریب تر ہوا اوسنے کہا ہر ایک میں سے بقدر ضرورت کھانا چاہیے اور یہ تینوں مذہب یقیناً غلط اور خطا ہیں بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ قیامت تک حلال و حرام ہمیشہ ظاہر و نمایاں ہے اور شبہہ ان دونوں درمیان ہے ایسا ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ مال دنیا بیشتر حرام ہے وہ غلطی کرتا ہے اسواسطے کہ حرام اگرچہ بہت ہے لیکن بیشتر نہیں ہے اور بیشتر اور بہت میں فرق ہے جیسا کہ بیمار اور مسافر اور لشکری بہت ہیں لیکن بیشتر نہیں ہیں اور ظالم لوگ بہت ہیں مگر اونسے لوگ بیشتر نہیں ہیں اور اس غلطی کی وجہ کتاب احیا میں شرح اور دلیل بیان کی ہے اصل بات یہ ہے کہ تجھے یہ امر معلوم ہو جائے کہ بندونکو یہ حکم نہیں ہے کہ جو چیز خدا کے علم میں حلال ہے وہی کھائیں اسواسطے کہ یہ امر جاننے کی کسیکو طاقت نہیں ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ جو جس چیز کو حلال جانیں یا جس چیز کا حرام ہونا ظاہر نہو اوسے کھائیں اور اسکا ہاتھ آنا ہمیشہ آسان ہے اس بات پر یہ دلیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی اگر چاہتے ہوتے تو پانی پی لیتے اور ناپاک پانی پینا حرام ہے اور غالب یہ ہے کہ مشرک اور ترسا لوگوں کا ہاتھ پلید رہتا ہے اسواسطے کہ شراب پیتے ہیں اور مردار کھاتے ہیں لیکن چونکہ ان حضرات نے اونکی ناپاکی نہ دیکھی تو اوسکو پاک سمجھا صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جس شہر میں پہونچتے کھانا مول لیکر اور لین دین کرتے باوجودیکہ اونکے زمانہ میں چور سود خور شراب فروش بہت تھے اور اونھوں نے دنیا کے مال سے ہاتھ نہ کھینچا الا چند چیزوں کو بیراہ جانا اور ضرورت کی قدر پر قناعت کی تو اے عزیز تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے حق میں چھ قسم کے لوگ ہیں

پہلی قسم وہ آدمی ہے جو مجہول ہو کہ قرینہ اوسکا صالح ہونا چاہئے نہ بدکار ہونا مثلاً کسی اجنبی شہر میں تو جاوے تو تجھے درست ہے
جس سے چاہے روٹی لیکر کھاوے اور معاملہ کرے اسواسطے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے ظاہرا اوسی کی ملک ہے یہ دلیل
کفایت کرتی ہے اور بغیر ایسی علامت کے جو اوسکی حرمت پر دلالت کرے باطل نہوگی لیکن اگر کوئی شخص اس معاملہ میں توقف
کرے اور تجسس کرے اور اوسکا صالح ہونا دریافت کرے کہ اگر وہ ڈھونڈھتا ہے تو یہ امر اتقیا کا ہے زہد و ورع ہے دوسری قسم وہ شخص ہے
جسکی صلاحیت تو جانتا ہو اوسکی چیز کھا لینا درست ہے اور توقف کرنا پرہیزگاری نہیں بلکہ وسوسہ ہے اگر وہ شخص بغیر
توقف کرنے کے ملول اور رنجیدہ ہوگا تو تو بھی گنہگار ضرور ہوگا اہل صلاح سے گمان بد کرنا خود گناہ ہے تیسری قسم وہ
آدمی ہے جسے تو ظالم جانتا ہو جیسے ترک لوگ یا بادشاہی عمال یا یہ جانتا ہو کہ اسکا سب یا اکثر مال حرام کا ہے تو ایسے آدمی کے
مال سے پرہیز کرنا واجب ہے مگر یہ کہ جب تو جانے کہ کوئی حلال چیز ہے جو لیا ہے کیونکہ یہاں اوسکے حلال ہونے کی
کوئی علامت اس امر پر پائی جاتی ہو کہ اوسنے جسکا مال غصب نہیں کیا ہے چوتھی قسم وہ شخص ہے کہ تو جانے کہ اوسکا اکثر
مال حلال کا ہے لیکن حرام سے بالکل خالی نہیں مثلاً کوئی شخص کسان ہو یا بادشاہ کی طرف سے عملداری بھی کرتا ہو یا کوئی
سوداگر ہو اور بادشاہ کے علاقہ داروں سے معاملہ بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کا مال حلال ہے اور نہیں اکثر لینا درست ہے کیونکہ
اکثر حلال کا ہے لیکن اہل ورع کو اوس سے حذر کرنا ضرور ہوگا حضرت عبداللہ مبارک کے وکیل نے بصرہ سے اونکو لکھا
کہ میں ایسے لوگوں سے معاملہ کرتا ہوں جو بادشاہ کے علاقہ داروں سے معاملہ کرتے ہیں اونہوں نے جواب لکھا کہ اگر وہ لوگ
بادشاہوں کے سوا اور کسی سے معاملہ نکرتے ہوں تو اونکے ساتھ معاملہ نہ کیا کرو اور اگر اور لوگوں سے بھی معاملہ کرتے ہوں تو
اونکے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے پانچویں قسم وہ شخص ہے کہ جسکے ظلم سے تو واقف نہو اور اوسکے مال کی خبر نہ رکھتا ہو
لیکن ظلم کی علامت اوسکے ساتھ دیکھے مثلاً قبا یا کلاہ سپاہی کی پہنے ہو یا ترکیوں کی سی اوسکی صورت بنائی ہو تو یہ بھی ظاہری علامت
ہے ایسے شخصوں کے ساتھ معاملہ کرنے سے حذر کرنا چاہیے تا وقتیکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ مال کہاں سے لایا ہے
چھٹی قسم وہ شخص ہے جس میں ظلم کی علامت نہ پائی جاوے مگر فسق کی علامت ظاہر ہو مثلاً ریشمی لباس یا طلائی
زیور پہنے ہو یا شراب خوار ہو اور نامحرم عورت کو گھورتا ہو تو شبہہ ہے کہ اوسکے مال سے حذر کرنا واجب نہیں ہوتا
کیونکہ ان فعلوں سے مال حرام نہیں ہو جاتا مگر یہ قدر خیال کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ شخص مال حلال کھاتا ہے تو شاید حرام کے مال
سے پرہیز نکرتا ہو اس خیال سے اوسکے مال کی حرمت کا حکم کرنا درست نہیں اسواسطے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہیں اور
بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ گناہ سے حذر نہیں کرتے لیکن ظلم و ستم سے حذر کرتے ہیں حلال و حرام میں فرق کرنیکے
واسطے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اگر کسی شخص نے یاد رکھا اور نادانستہ کوئی حرام چیز کھا گیا تو وہ ماخوذ نہوگا اسکی مثال یہ ہے
کہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہیں لیکن اگر ایسی نجاست ہو جسے وہ نہیں جانتا تو نماز درست ہے نماز کے بعد جب نجاست
معلوم ہو جاوے تو ایک قول پر نماز کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز میں نعلین شریف

اوتار ڈالتا ہے اور اول سے شمار نہیں رکھتی اور فقرا اگر بے خبری سے کھا لے کہ تفتیش تجسس ہے اے عزیز جان تو کہ جہان پر شبہ پہنچے کہتا ہے
کہ اہل ورع کو حذر کرنا ضرور ہے اگر مہمان جب تک نہیں وہان پڑا رہے تو یوں پوچھنا چاہیے کہ تو یہ چیز کہاں سے لایا بشرطیکہ اس
پوچھنے سے اوسکا دل رنجیدہ نہ ہو اور اگر رنجیدہ ہوتا ہو تو پوچھنا حرام ہے اسواسطے کہ تقویٰ احتیاط ہے اور رنج دینا حرام ہے
اس صورت میں عذر و حیلہ کرے کہ نہ کھاوے اور کچھ عذر نہیں کر سکتا تو کھاوے تاکہ وہ شخص ناراض نہ ہو اور اگر کسی دوسرے سے
پوچھے کہ اوس شخص کا شن لینا ممکن ہے تو یہ امر بھی حرام ہے اسواسطے کہ اس میں تجسس اور غیبت اور بدگمانی پائی جاتی ہے اور
یہ تینون امر حرام ہیں اور فقط احتیاط کے واسطے فعل حرام مباح نہیں ہو جاتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب
کہیں مہمان ہوتے تو استفسار نہ فرماتے اور اگر کہیں سے ہدیہ آتا تو بھی دریافت نہ فرماتے مگر ایسے مقام میں جہان شبہہ
پیدا ہوتا ابتدا میں جب آپ مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو جو کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر کرتے آپ استفسار فرماتے کہ
یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اسواسطے کہ وہ شک کا مقام تھا اور آپ کے استفسار فرمانے سے کوئی شخص رنجیدہ بھی نہ ہوتا تھا اے عزیز جان تو اگر
بازار میں بادشاہ کا مال لگا ہے یا لوٹ کی بکری لائے تو اگر جانتا ہے کہ اس بازار میں حرام کا مال اکثر ہے جب تک تحقیق نہ کرلے
کہ کیا ہے اور کہاں سے آیا ہے تب تک نہ مول لے اور اگر اوس میں سے اکثر مال حرام نہیں ہے تو بے دریافت کیے
مول لینا درست ہے مگر ورع اور تقویٰ کی رو سے پوچھنا اور دریافت کر لینا ضرور ہے

چوتھا باب بادشاہوں کے روزینہ لینے اور اونکو سلام کرنے اور اونکے مال میں سے حلال کا مال لینے کے بیان میں

اے عزیز جان تو کہ جو کچھ اس زمانہ کے بادشاہوں کے پاس ہے کہ مسلمانوں سے خراج کے طور پر یا جرمانہ کے نام سے یا رشوت
کے طور پر ... سے اونھوں نے لیا ہے وہ سب حرام ہے بادشاہوں پاس جو تین قسم کا مال ہے وہ البتہ حلال ہے ایک وہ مال
جو کافروں سے بطور غنیمت لیا ہو یا ذمیوں سے جزیہ کے طور پر لیں بشرطیکہ شرائط شرع کے ساتھ لیں یا لاوارث کا جو مال وراثت
کے طور پر لیں کہ یہ مال مسلمانوں کے کام کا ہے اور چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ یہ حلال کا مال نادر ہو گیا ہے اور اکثر مال خراج اور
جرمانہ سے ہوتا ہے تو جب تک تو یہ نہ جان لے کہ یہ مال وہ حلال ہے یعنی غنیمت یا جزیہ یا لاوارثون کے ترکون کا مال
ہے تب تک بادشاہوں سے کچھ لینا نہ چاہیے لیکن ہے کہ بادشاہ کسی زمین کو زراعت سے آباد کرے اور اوسکا محصول
بادشاہ کو حلال ہو لیکن اگر بیگاریوں سے کام لیا ہوگا تو شبہہ کو اوس میں دخل ہوگا گو کہ حرام نہ ہو اور اگر ملک وہ میر زمین خرید کے
مول لیگا تو وہ بھی اوسکی ملک ہو جاویگی لیکن اگر اوسکی قیمت حرام مال سے دیگا تو اوس میں شبہہ کا دخل ہو جاویگا تو اگر کوئی شخص
جس قدر روزینہ پاتا ہے وہ بادشاہ کی خاص ملک سے پاتا ہے تو اوسکا لینا درست ہے اور اگر روزینہ ترکون اور مسلمانوں کے
مصالح کے مال پر ہے تو وہ روزینہ حلال نہیں ہے تا وقتیکہ یہ روزینہ دار ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کے مصالح میں سے کوئی مصلحت
اوس سے وابستہ ہو مثلاً قاضی یا مفتی یا اوقاف کا متولی یا طبیب ہو یعنی جو شخص ایسے کام میں مشغول ہو جسکا نفع عام ہو طالب
علم دینی بھی اوس میں شریک ہیں اور جو شخص کمائی سے عاجز ہو یا محتاج ہو اس مال میں اوسکو بھی حق ہے لیکن عالموں اور لوگوں کو

اس سبب سے چاہئے کہ عالم اور بادشاہ کے ساتھہ دین کے مقدمہ مین لحاظ اور نرمی نکرین اور اونکے ساتھہ بُرے
کامون مین موافقت نہ کرین اور اونکو ظلم کی ترغیب نہ دین بلکہ اونکے پاس ہی نجائین اور اگر جائین بھی تو شریعت کے موافق جائین
چنانچہ اسکا بیان آئیگا فصل العزیز جان تو کہ علما اور غیر علما کو سلاطین اور عمال کے ساتھہ تین حالتین ہین ایک یہہ کہ نہ وہ لوگ
سلاطین اور عمال کے پاس جائین اور نہ سلاطین وعمال ان لوگون کے پاس آئین دین کی سلامتی اسی صورت مین ہے دوسری
حالت یہہ ہے کہ سلاطین پاس جائین اور سلام کرین شرع مین یہہ امر مذموم ہے مگر یہہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو ایک مرتبہ جناب
سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام امراء ظالم کی علامت بیان کرتے تھے پھر فرمانے لگے جو شخص اسسے پرہیز کرے گا بچے گا
اور جو اونکے ساتھہ دنیا کی حرص مین پڑیگا وہ بھی ان ہی مین سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد
بادشاہ ظالم پیدا ہونگے جو اونکے جھوٹ اور ظلم کو معاف کریگا اور راضی رہیگا وہ میری امت مین نہین اور قیامت مین میرے
حوض کی طرف اوسکی راہ نہین اور فرمایا ہے کہ وہ علما حق تعالی کے بڑے دشمن ہین جو امرا کے پاس جائین اور بہتر ہین امرا وہ
جو علما کے پاس آئین اور فرمایا ہے کہ علما پیغمبرونکے امانتدار ہین تا وقتیکہ سلاطین سے میل جول نکرین جب کیا تو امانت مین
خیانت کی تم اس امر سے دور رہو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ سلاطین کی درگاہ
سے دور رہا کر اسواسطے کہ انکی دنیا سے جسقدر تجھے حاصل ہوتا ہے اوس سے زیادہ تیرا دین زائل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ دوزخ
مین ایک وادی ہے اوسمین کوئی نہ جائیگا مگر وہ عالم جو سلاطین کی ملاقات کو جاتے ہین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہا ہے کہ تونگرون کے ساتھہ عالمون اور زاہدون کی دوستی ریا کی دلیل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
کہ کوئی شخص اچھے دین والا بادشاہ پاس جاتا ہے اور بے دین ہوکر وہان سے نکلتا ہے لوگون نے پوچھا کیونکر کہا کہ وہ ایسی چیزمین
بادشاہ کی خوشی ڈھونڈھتا ہے جسمین خدا کی ناخوشی ہو حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عالم جسقدر بادشاہ کا مقرب ہوتا ہے
اوسقدر حق تعالی سے دور ہوتا ہے حضرت وہب ابن منبہ رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے یہہ علما جو سلاطین کے پاس جاتے ہین
انکا ضرر مسلمانون کے واسطے جواریون کے ضرر سے زیادہ ہے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے جو مکھی آدمی
کی نجاست پر ہو وہ ان عالمون سے بہتر ہے جو بادشاہ کے در دولت پر ہون فصل العزیز جان تو کہ ان شدتون کا سبب یہہ ہے
کہ جو بادشاہ پاس جاتا ہے فعل یا قول یا خاموشی یا اعتقاد کے روسے گناہ کے خطر مین پڑتا ہے فعل کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے
کہ اکثر بادشاہون کا گھر مغصوب ہوتا ہے تو وہان جانا نچاہیے اور اگر مثلاً جنگل بیابان مین ہون تو اونکا خیمہ اور فرش حرام
ہوگا اوسمین جانا اور اوسپر پاؤن رکھنا نچاہیے اور اگر بالفرض زمین مباح پر بے خیمہ و فرش ہون تو اگر سر جھکائیگا اور خدمت
کریگا تو ایک ظالم کے سامنے فروتنی کی ہوگی اور یہہ امر درست نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے کسی امیر سے اوسکی
امارت کے واسطے فروتنی کی تو اگرچہ وہ ظالم نہو لیکن اوسکا دین ایک حصہ ضائع ہو جائیگا تو سلام کے سوا اور کچھ درست نہین
اوسکا ہاتھہ چومنا اپنی پیٹھہ خم کرنا سر جھکانا یہہ کچھہ نچاہیے مگر بادشاہ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے

تواضع کا مستحق ہو بعضے بزرگان سلف نے اس امر مین مبالغہ کیا ہے اور ظالمون کے سلام کا جواب تک نہین دیا ہے تاکہ ظلم کے سبب سے اونکی اہانت ہو اور قول کی معصیت باین طور ہوگی کہ بادشاہ ظالم کے حق مین دعا کرے مثلاً یون کہے کہ حق تعالی تجھے جیتا رکھے ایسا کہنا درست نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی عمردراز ہونے کی دعا کریگا اوسکی مرضی یہ ہے کہ زمین پر ہمیشہ ایسا شخص رہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہو تو کوئی دعا درست نہین مگر یون کہے اَصْلَحَكَ اللّٰہُ وَوَفَّقَكَ اللّٰہُ لِلْخَیْرَاتِ وَطَوَّلَ اللّٰہُ عُمْرَكَ فِیْ طَاعَتِہٖ جب آدمی دعا سے خیر سے فارغ ہوتا ہے تو دنیا لگا اپنا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیشہ مین چاہتا ہون کہ خدمت مین حاضر ہون اگر یہ اشتیاق اوسکے دل مین نہین ہے تو جھوٹ بولا اور بے ضرورت نفاق کا کام کیا اور اگر دل مین یہ آرزو رکھتا ہے تو جو دل ظالمون کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے نور اسلام سے خالی رہتا ہے بلکہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اوسکی صورت سے ایسا بیزار رہنا چاہیے جیسا اپنے دشمن سے لوگ کراہت رکھتے ہین اور جب مضمون اشتیاق سے آدمی فارغ ہوتا ہے تو عدل و کرم مین اوسکی تعریف کرتا ہے اسمین بھی جھوٹ اور نفاق موجود ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ ان باتون سے ایک ظالم کا دل خوش کردیا یہ درست نہین جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اکثر یہ ہے کہ جب وہ ظالم کوئی محال بات کہتا ہے تو اوسپر سر ہلاتا اور اوسکی تصدیق کرتا اسپر لازم ہوتا ہے یہ باتین سب گناہ ہین اور خاموشی کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے کہ بادشاہ کے مکان مین اطلس کا فرش اور دیوار پر تصویرین دیکھے اور اوسکے بدن پر ریشمی پوشاک اوسکی انگلی مین طلائی انگوٹھی دیکھے اور وہان چاندی کے برتن دیکھے اور شاید اوسکو زبان سے فحش اور جھوٹ سنے ایسی باتون مین احتساب اور بازپرس لازم ہے چپ رہنا درست نہین اگر خوف کے مارے بازپرس نکر سکے گا تو معذور ہے لیکن وہان بلا ضرورت جانے مین معذور نہ رہ سکیگا اسواسطے کہ جہان معصیت دیکھے اور بازپرس نکر سکے وہان بلا ضرورت جانا نچاہیے دل اور اعتقاد کی معصیت اس طور سے ہوتی ہے کہ اوسکی طرف رغبت کرے اوسے دوست رکھے اوسکی تواضع کا اعتقاد کرے اوسکی دولت کو دیکھے اور دنیا کی آرزو پیدا ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے گروہ مہاجرین اہل دنیا کے پاس نجاؤ اسواسطے کہ اس روزی پر جو خدا نے تمھین عنایت کی ہے جھنجلاؤ گے حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے تھے کہ دنیا دارون کے مال پر تم نظر نہ کرو کیونکہ اونکی دنیا کی رونق ایمان کی حلاوت کو تمھارے دل سے دور کریگی ان سب باتون سے معلوم کرنا چاہیے کہ کسی ظالم کے پاس جانیکی اجازت نہین ہے مگر دو عذر سے ایک یہ کہ بادشاہ کا حکم ہو کہ اگر تو نجائیگا تو یہ خوف ہے کہ وہ تجھے ایذا پہونچائیگا یا ہیبت اطاعت جاتا رہیگا اور رعایا دلیر ہو جائیگی دوسرا عذر یہ ہے کہ اپنی داد خواہی یا کسی مسلمان کی سفارش کے واسطے جاوے اسکی اجازت ہے بشرطیکہ جھوٹ نکہے اور تعریف نہ کرے اور درشتی کے ساتھ نصیحت نہ ترک کرے اور اگر یہ سمجھے تو نرمی کے ساتھ نصیحت کرے مگر جانے کہ یہ قبول نہوگی بارے جھوٹ بولنے اور تعریف کرنے سے عذر کرے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو یہ کہے کہ مین سفارش کے واسطے جاتا ہون تاکہ اگر وہ کام اور کسی کی سعی سے نکل جاوے یا اور کسی دوسرے شخص کو تقرب حاصل ہو تو غمگین ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہے

کہ وہ دینی ضرورت کے واسطے نہین جاتا بلکہ طلب جاہ کے لیے جاتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ وہ تو بادشاہون کے پاس
نہ جائے مگر بادشاہ اوسکے پاس آئین اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ جب سلام کرین تو جواب دے اگر تعظیم کے واسطے اوٹھہ کھڑا ہوگا تو
درست ہے اسواسطے کہ اوسکے پاس بادشاہ کے آنے مین علم کی تعظیم ہے اور جسطرح ظلم کرنے سے بادشاہ اہانت کے لائق
ہوتا ہے اوسطرح اس نیکی کے سبب سے تکریم کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر عالم نہ اوٹھے اور دنیا کی حقارت ظاہر کرے تو اولی ہے
اگر یہ کہ اپنی ایذا کا پاس ہے تو سکے دلون مین بادشاہ کی حشمت اور ہیبت باطل ہونیکا خوف ہو اور جب بیٹھا تو تین طرح کی نصیحت واجب
ہوتی ہے ایک یہ کہ اگر بادشاہ کوئی فعل حرام کرتا ہے اور نہین جانتا کہ یہ حرام ہے تو عالم اوسکی حرمت سے آگاہ کردے دوسری
یہ کہ بادشاہ کوئی کام کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کام حرام ہے جیسے ظلم اور فسق تو اس صورت مین اوسے ڈرائے اور نصیحت کرے
اور کہے کہ یہان دنیا کی لذت یہ لیاقت نہین رکھتی کہ آخرت کی سلطنت اس سے ضائع ہو یا دین کا نقصان ہو تیسری یہ کہ اگر عالم
خلائق کی صلاح و فلاح کی بات جانتا ہے اور بادشاہ اوس سے غافل ہے اور امید ہے کہ اگر کہے گا تو بادشاہ مان لیگا تو اوسے
خبردار کردے یہ تینون باتین اوس شخص پر واجب ہین جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے بشرطیکہ قبول ہوجانے کی امید ہو اور عالم
جب بے پروا اور باعمل ہوگا تو البتہ اوسکا قول قبول ہوگا اور اگر دنیا کی طمع رکھتا ہے تو اوسکا چپ رہنا مناسب ہے کیونکہ لوگون کے
ہنسنے کے سوا اور کچھ فائدہ نہوگا حضرت مقاتل ابن صالح رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالے
کے پاس تھا اونکے گھر بھر مین ایک چٹائی اور چمڑے اور قرآن اور جانماز کے سوا اور کچھ نتھا کسینے دروازہ پر کنڈی دی
پوچھا کون ہے کہا محمد بن سلیمان خلیفۂ وقت غرضکہ اندر آیا اور بیٹھا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ مین جب آپکو دیکھتا ہون
تو میرے دل مین ہیبت پڑجاتی ہے حضرت حماد رحمہ اللہ تعالے نے جواب دیا کہ یہ اس سبب سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس عالم کو علم سے حق تعالی ہی مقصود ہوتا ہے اوس سے سب ڈرتے ہین اور جسے دنیا مقصود ہوتی
ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے پھر خلیفہ نے چالیس ہزار درم اونکے سامنے رکھدیے اور کہا انکو کسی کام مین صرف کیجیے
کہا جا اسکے مالک کو دے خلیفہ نے قسم کھائی اور کہا کہ مین نے میراث حلال سے یہ پائی ہین فرمایا مجھے انکی حاجت نہین کہا
مستحقین کو تقسیم کردیجیے فرمایا کہ شاید مین انصاف کی رو سے تقسیم کرون اور کوئی کہے کہ انصاف نہین وہان رکھا تو وہ
گنہگار ہوگا مین یہ بھی نہین چاہتا القصہ وہ درم نہ لیے اگلے عالمون کی باتین بادشاہون کے ساتھ ایسی تھین جب علما اونکے
پاس جاتے تھے تو یون جاتے تھے جیسے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک کے پاس حضرت طاؤس تشریف لیگئے حکایت
خلیفہ ہشام جب مدینہ منورہ پہونچا تو حکم کیا کہ صحابہ رضہ مین سے کسیکو میرے پاس لاؤ لوگون نے عرض کیا کہ سب صحابہ رضہم نے
انتقال فرمایا کہا تابعین مین سے کسیکو بلاؤ حضرت طاؤس کو اوسکے پاس لیگئے اونھون نے اندر جاکر جوتا اوتارا اور کہا السلام علیک
یا ہشام اور ہشام تو کیسا ہے ہشام کو بڑا غصہ آیا اور انہین قتل کرڈالنے کا قصد کیا لوگون نے عرض کیا کہ یہ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ہے اور یہ شخص اکابر علما مین سے ہے یہ قصد نہ کرو اوس نے پوچھا اے طاؤس تمنے یہ کیا دلیری اور گستاخی کی فرمایا مین نے کیا کیا

تب تو اوس سے اور بھی زیادہ غصہ آیا کہا تمنے چار بے ادبیان کین ایک یہ کہ جوتا لب فرش اوتارا اوسکے نزدیک یہ کام برا تھا بلکہ
موزہ اور جوتا پہنے ہوئے اوسکے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا اب بھی اون خلفا کے گھر میں یہی رسم جاری ہے دوسری یہ کہ مجھے
امیر المومنین نہ کہا تیسری یہ کہ میرا نام لیکر پکارا اور میری کنیت نہ کہی یہ بات بھی عرب کے ناپسند تھی چوتھی یہ کہ میرے سامنے بے اجازت
بیٹھ گئے اور میرے ہاتھ نہ چومے حضرت طاوس رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے سامنے جوتا اوتارنے کا سبب یہ ہے کہ
ہر روز پانچ بار اوس رب العزت کے سامنے جو سب کا مالک ہے اوتار کر جاتا ہوں اور وہ کبھی مجھپر خفا نہیں ہوتا اور تجھے
امیر المومنین اسواسطے نہیں کہا کہ تیری امیری سے سب لوگ راضی نہیں ہیں تو جھوٹ بولنے سے میں ڈرا اور نام لیکر تجھے پکارا
کنیت سے نہ پکارا تو حق تعالی نے اپنے دوستون کو نام ہی لیکر پکارا ہے جیسے یا داؤد و یا یحیی یا عیسی اور اپنے دشمنون کو کنیت
سے یاد فرمایا ہے جیسے تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ اور تیرے ہاتھ نہ چومنے کا سبب یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
میں نے سنا ہے فرمایا ہے کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہیں مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے
چومنا درست ہے اور تیرے سامنے جو بیٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو
دیکھا چاہے اوس سے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہو اور بندگان خدا اوسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہون
یہ باتین ہشام کو پسند آئین بولا مجھے نصیحت کیجیے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں پہاڑ کے برابر سانپ
اور اونٹ کے برابر بچھو ہین وہ ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہین جو رعیت پر عدل نکرے یہ فرمایا کر اوٹھے اور چلے گئے حکایت
خلیفہ سلیمان بن عبد الملک جب مدینہ منورہ پہونچا حضرت ابو حازم جو علماء کبار سے تھے اونکو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب
ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہین فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تم لوگون نے دنیا کو آباد کیا ہے اور عقبی کو ویران
جب کسیکو آبادی سے ویرانے کی طرف جانا پڑتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے پھر پوچھا کہ حق تعالی کے سامنے جب مخلوقات جائیگی
تو اوسکا کیا حال ہوگا فرمایا نیک آدمی اوس شخص کے مانند ہوگا جو سفر سے پھر آیا ہو تاکہ اپنے عزیزون سے ملے اور بدکار کے
۵۸ مثل اوس بھگوڑے غلام کے مانند ہے جسکو زبردستی مالک کے پاس پکڑ لیجاتے ہین بولا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہان میرا حال
کیا ہوگا فرمایا کہ قرآن شریف میں دیکھو تو معلوم ہوجاویگا حق تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ
پھر کہا خداوند کریم کی رحمت کہان ہے فرمایا قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی نیک کام کرنیوالون کے پاس ہے سلاطین کے ساتھ علماء
دین کی باتین ایسی تھین اور علما سے دنیا کی باتین انکے ساتھ دعا اور ثنا ہے یہ ایسی باتین ڈھونڈھا کرتے ہین جنکے سننے سے
بادشاہ خوش ہون اور ایسا حیلہ شرعی ڈھونڈھتے ہین کہ بادشاہون کی مراد برآئے اگر نصیحت کرتے ہین تو یہ مطلب ہوتا ہے
کہ اپنے تئین عزت حاصل ہو اوسکی قبولیت ہو یہ سبب ہے کہ اگر دوسرا شخص وعظ و نصیحت کرتا ہے تو حسد کرتے ہین بہرحال ظالمون سے نہ ملنا
اور اونکے ساتھ دوستی نکرنا اوسطرح اونکے دوستون اور مددگارون سے بھی دوستی نکرنا چاہیے اگر یہ گوشہ گیری اختیار
کیجے اور دوسرون سے بے تعلق رہتا ہے کہ کوئی شخص ظالمون کی دوستی نہ چھوڑ سکے تو اوس کے واسطے یہی گوشہ گیری اختیار کرنا

ہر آنکہ نیکوکار جنت میں پہونچا اور بدکار دوزخ میں ہونچا

اور سبھون سے مخالفت چھوڑ دینا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جب تک میری امت کے علما امرا موافقت نکرین گے تب تک میری امت کے لوگ ہمیشہ حق تعالیٰ کی حمایت اور پناہ مین رہین گے حاصل یہ ہے کہ رعایا کی خرابی بادشاہون کی خرابی سے اور بادشاہون کی خرابی علما کی خرابی سے ہوتی ہے کیونکہ انکی اصلاح نہین کرتے اور انسے انکار نہین رکھتے

فصل اگر کوئی بادشاہ کسی عالم کے پاس خیرات بانٹنے کے واسطے مال بھیجے اس صورت مین اگر وہ جانتا ہے کہ اوس مال کا کوئی مالک معین ہے تو اوسے ہرگز بانٹنا نچاہیے بلکہ پھیر دینا چاہیے کہ اس مال کو مالک کے حوالے کر اگر مالک ظاہر نہو تو علما کے ایک گروہ نے ایسا مال لینے اور بانٹنے کو منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عالم ایسے مال کو امرا نے ظالم سے لیکر خیرات کر دے تاکہ اونکے پاس نرہے اور ظلم اور فسق مین صرف نہو اور فقیرون کو راحت بھی حاصل ہو اسواسطے کہ ایسے مال کا حکم یہ ہے کہ تین شرطون کے ساتھ فقیرون کو دین پہلی شرط یہ ہے کہ اوسکے لینے سے بادشاہ اعتقاد نکرے کہ مال حلال ہے اسواسطے کہ اگر حلال نہوتا تو عالم نلیتا اس صورت مین حرام کا مال پیدا کرنے مین نڈر ہو جائیگا خیرات بانٹنے کی بھلائی سے اس امر مین برائی زیادہ ہو دوسری شرط یہ ہے کہ عالم ایسا نہو کہ اور لوگ اس لینے مین تو اوسکی اقتدا کرین اور بانٹ دینے سے غافل رہین جیسا بعضون نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلفا کا مال لیتے تھے اور یہ خبر نہین کہ لیکر تمام مال خیرات کر دیتے تھے

حکایت حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاؤس رحمہما اللہ تعالیٰ حجاج کے بھائی پاس گئے حضرت طاؤس رح اوسکو نصیحت کیا کرتے تھے علی الصباح جاڑا بہت تھا اوسکے حکم سے لوگون نے ایک چادر حضرت طاؤس رح کے کاندھے پر ڈالدی حضرت طاؤس رح کرسی پر بیٹھے ہوئے ہل ہلکر باتین کہہ رہے تھے وہ چادر اونکے کاندھے سے گر پڑی حجاج کے بھائی نے دیکھا اور خفا ہوا جب یہ دونون باہر تشریف لائے حضرت وہب نے حضرت طاؤس رح سے کہا کہ اگر یہ چادر لیکر تم فقیر کو دیتے تو بہتر ہوتا اور یہ امیر بھی خفا نہوتا حضرت طاؤس رح نے کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اس امر مین کوئی میری پیروی کر کے امرا کا مال لے اور یہ نجانے کہ مین نے لیکر فقیر کو دیدی ہے تیسری شرط یہ ہے کہ اسکے دل مین ظالم کی دوستی اس لحاظ سے نہ پیدا ہو جائے کہ بانٹنے کے واسطے اسکے پاس مال بھیجا اسواسطے کہ ظالم کی محبت بہت گناہون کا سبب ہوتی ہے چرب زبانی اور خوشامد کا سبب ہوتی ہے ظالم کی موت اور معزولی سے رنج وملال اور اوسکی حشمت و حکومت کی زیادتی سے شادان اور خوش حال ہونیکا سبب ہوتی ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ افضل السلام والصلوۃ نے دعا مانگی کہ بارخدایا کسی فاسق کو قدرت نہ دے تاکہ وہ میرے ساتھ احسان کر کے اس صورت مین میرا دل اوسکی طرف رغبت کریگا آپنے یہ اسلیے فرمایا کہ محسن کی طرف آدمی کا دل ضرور بالضرور رغبت کرتا ہے اور حق تعالیٰ جلشانہ نے فرمایا ہے وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

حکایت کسی خلیفہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ اسکے پاس دس ہزار درم بھیجے اونھون نے سب خیرات کر دیے آپ ایک درم بھی نہ لیا حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اونسے کہا سچ کہو کہ اس دس ہزار درم بھیجنے سے تمھارے دل مین خلیفہ کی محبت کچھ زیادہ ہوئی کہا ہان زیادہ ہوئی وہ بولے مین بھی ڈرتا تھا آخر اس مال کی نحوست نے تیرے ساتھ اپنا کام کیا

حکایت بصرہ مین ایک بزرگ تھے بادشاہ سے مال لیکر خیرات کیا کرتے

لوگون نے اوس سے پوچھا کہ کیا تمھین یہ خوف نہین ہے کہ بادشاہ کی محبت تمھارے دل مین پیدا ہو جائیگی کہا کہ اگر کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین بھی لیجائے اور پھر گناہ کرے اوسکو بھی مین دشمن جانونگا اور اوس شخص کے واسطے دشمن جانونگا جسنے اوسنے میرا سخر کردیا کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لیگیا جب کسیکو اسنے دل پر یہ قدرت حاصل ہو تو بادشاہون سے مال لیکر تقسیم کرنا اوسکو درست ہے

پانچوین اصل خلق کے ساتھ صحبت ادا کرنے اور عزیزون ہمسایون لونڈی غلامون فقیرون کا حق خدا کے واسطے نگاہ رکھنے کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی راہ کی منزلون مین سے دنیا ایک منزل ہے اور سب اس منزل مین مسافر ہین اور چونکہ سب مسافرون کا مقصد سفر ایک ہے تو سب مسافر بھی گویا ایک ہین پس چاہیے کہ آپس مین محبت اور اتحاد اور یاری ہو اور ایک دوسرے کے حق کو نگاہ رکھین ان حقوق کی تفصیل ہم تین بابون مین بیان کرتے ہین پہلا باب دوستی اور برادری جو خدا کے واسطے ہو اوسکے بیان مین ایعزیز جانتو کہ کسیکے ساتھ للہ دوستی اور برادری کرنا بہترین عبادات اور بزرگترین درجات سے ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو اچھا دوست عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ اگر خدا کو بھول جائے تو دوست یاد دلاوے اور اگر وہ خدا کی یاد مین ہے تو دوست اوسکا یار و مددگار رہے اور فرمایا ہے کہ کوئی دو مومن باہم نہین ملتے ہین کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکو خدا کی راہ مین اپنا بھائی بنائیگا اوسکو بہشت مین ایسا بلند درجہ دینگے جو اور کسی کام سے حاصل نہو حضرت ابو ادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین تمکو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہون اونھون نے کہا کہ تمکو بشارت ہو کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے گرداگرد کرسیان بچھائینگے کچھ لوگ اونپر بیٹھینگے اونکے چہرے چودھوین رات کے چاند کے مانند تابان ہونگے سب لوگ تو ہراس مین ہونگے اور یہ کرسی نشین بیخوف سب لوگ خوف مین ہونگے یہ مطمئن کرسی نشین لوگ خدا کے دوست ہین نہ انکو ڈر ہوگا نہ غم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہین فرمایا المتحابون فی اللہ یعنی یہ وہ لوگ ہین جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دو آدمی باہم للہ دوستی کرتے ہین تو انمین اللہ کا بہت پیارا وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو بہت پیار کرے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری دوستی کے حقدار ہین جو میرے واسطے ایک دوسرے سے ملاقات کرین اور میرے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرین اور میرے واسطے ایک دوسرے سے مساعدت کرین اور میرے لیے ایک دوسرے کی نصرت کرین اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی ارشاد فرمائیگا کہ وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے واسطے باہم دوستی کی تھی تاکہ آج کے دن کہ کہین خلق کے پناہ نہین انکو سایہ

میں اونکو اپنے سایہ میں رکھون اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے قیامت کے دن کہ کسیکو سایہ نہ ملیگا سات
آدمی خدا کے سایہ میں ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ جوان جو ابتدا سے شباب مین عبادت رب الارباب مین رہا ہو
تیسرا وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور جب تک پھر مسجد مین جاوے اوسکا دل مسجد ہی مین لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو ایک دوسرے
خدا ہی کے واسطے دوستی رکھتے ہون خدا ہی کے واسطے اکٹھا ہون اور خدا ہی کے واسطے پراگندہ ہون پانچوان وہ شخص
جو تنہائی مین خدا کو یاد کر کے روئے چھٹا وہ شخص جسے کوئی عورت صاحب مال و جمال اپنے پاس بلائے اور وہ کہے کہ مین
خدا سے ڈرتا ہون ساتوان وہ شخص جسنے داہنے ہاتھ سے اسطرح خیرات دی ہو کہ اوسکے بائین ہاتھ کو بھی خبر نہوئی ہو اور
جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے واسطے اپنے دینی بھائی سے ملتا ہے ایک فرشتہ اوسکے
پیچھے ندا کرتا ہے کہ حق تعالی کی بہشت تجھے مبارک ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کسی دوست کی ملاقات کو
جاتا تھا خدا کے حکم سے ایک فرشتہ اوسے راہ مین ملا پوچھنے لگا تو کہان جاتا ہے کہا کہ فلانے بھائی سے ملنے جاتا ہون پوچھا کہ اوس سے تجھکو کچھ کام ہے
کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ تو اوس سے کچھ قرابت رکھتا ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ اوسنے تیرے ساتھ کچھ نیکی کی ہے کہا کچھ نہین پوچھا پھر تو کیون جاتا ہے
کہا کہ خدا کے واسطے اوسکے پاس جاتا ہون اور اوسے دوست رکھتا ہون فرشتہ نے کہا کہ حق تعالی نے مجھے تیرے پاس
بھیجا ہے تاکہ تجھکو بشارت دون کہ حق تعالی تجھے دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ تو اوسے دوست رکھتا ہے اور تیرے واسطے
اپنے اوپر بہشت کو واجب کر لیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے بابمین مضبوط تر مین دستاویز
وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو حق تعالی نے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ یہ زہد جو تو نے اختیار کیا اس سے اپنی راحت
حاصل کرنے مین جلدی کی کہ دنیا اور رنج دنیا سے چھوٹا اور یہ میری عبادت مین جو تو مشغول ہوا اس سے اپنی عزت حاصل کی لیکن دیکھ
کبھی تو نے میرے دوستون سے دوستی رکھی ہے اور میرے دشمنون سے دشمنی کی ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر
اہل زمین اور اہل آسمان کی تمام عبادتین تو بجا لائے اور اون عبادتون مین کسی کی دوستی یا دشمنی میرے واسطے نہو تو وہ سب
عبادتین بیفائدہ ہین حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گنہگارون کے ساتھ دشمنی کرنے سے اپنے تئین خدا کا پیارا بناؤ
اور اونسے دور رہنے سے اپنے تئین خدا کے نزدیک کرو اور اونپر غصہ کرنے سے خدا کی رضامندی ڈھونڈھو لوگون نے عرض کیا
یا روح اللہ ہم کسکے پاس بیٹھا کرین فرمایا ایسے شخص کے پاس جسکی زیارت سے تمھین خدا یاد آئے اور جسکی بات تمھارے علم کو زیادہ کرے
اور جسکا کردار تمھین آخرت کی طرف مائل کرے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو آدمیون سے بھاگ کر
تو کیون تنہا بیٹھا ہے عرض کیا کہ بار خدایا تیری دوستی نے خلق کی یاد میرے دل سے بھلادی اور سب سے متنفر ہو گیا ارشاد ہوا
کہ اے داؤد ہوشیار رہ اور اپنے واسطے برادر پیدا کر اور جو دین کی راہ مین تیرا مددگار نہو اوس سے دور رہ تاکہ وہ تیرا دل سیاہ
کریگا اور مجھسے تجھے دور کر دیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کا ایک فرشتہ ہے آدھا برف
سے اور آدھا آگ سے بنا ہے وہ کہتا ہے کہ بار خدایا جسطرح تو نے برف اور آگ مین الفت ڈالدی ہے اسیطرح اپنے نیک بندون

دلون مین بھی الفت ڈالدیتے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے واسطے باہم دوستی رکھتے ہین اونکے لیے یاقوت سرخ کا ایک ستون استادہ کرینگے اوسکی چوٹی پر ستر ہزار کوٹھڑیان ہونگی اونپر سے وہ اہل جنت کو جھانک کر دیکھینگے اور اونکے چہرون کا نور اہل جنت پر اسطرح پڑیگا جسطرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے اہل جنت کہینگے کہ چلو انکو دیکھین ان لوگون کے بدن مین سندس کا سبز لباس ہوگا اور انکی پیشانیون پر لکھا ہوگا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ یعنی یہ لوگ خدا کے واسطے دوستی کرنیوالے ہین ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت جناب احدیت مین یون عرض کیا کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ مین گناہ کرتے وقت تیرے فرمانبردارون کو دوست رکھتا تھا اس کام کو میرے گناہون کا کفارہ کر حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہوتے ہین تو اونسے اسطرح گناہ جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے

حق تعالیٰ کے واسطے کونسی دوستی ہے اسکی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ وہ دوستی جو مکتب یا سفر یا مدرسہ یا ایک محلہ مین رہنے سے تجکو کسیکے ساتھ پیدا ہوا اور الفت کا سبب ہوجائے وہ اون مین سے نہین ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو تو دوست رکھے جو دیکھنے مین خوبصورت بات کرنے مین شیرین بیان ہو اور دل مین بھلا لگتا ہو تو یہ دوستی بھی اونمین داخل نہین اور اگر کسیکو اس وجہ سے تو دوست رکھے کہ اوسکے سبب سے تجھے کوئی مرتبہ یا مال حاصل ہوا یا اوس سے دنیا کا کوئی کام اٹکا ہے تو یہ دوستی بھی اوس دوستی مین سے نہین ہے کیونکہ ایسی دوستیان تو اوس شخص سے بھی ہوتی ہین جو خدا اور آخرت کا ایمان نہ لایا ہو خدا کے واسطے جو دوستی ہوتی ہے وہ ایمان کے بغیر نہین ہوسکتی اوسکے دو درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ کسیکے ساتھ کسی غرض سے جو اوس سے متعلق ہے تو دوستی کرے لیکن وہ غرض دین کی ہو اور حق سبحانہ تعالیٰ کے واسطے ہو جیسے تو نے اوستاد کو اسواسطے دوست رکھا کہ وہ تجھے علم سکھاتا ہے تو اگر علم سے تجھے آخرت مقصود ہے طلب جاہ و مال مقصود نہین تو یہ دوستی حقیقت مین خدا کی دوستی ہے اور اگر علم سے طلب دنیا مقصود ہو تو اوستاد کے ساتھ جو دوستی ہے وہ خدا کی دوستی مین سے نہین ہے اور اگر شاگرد کو تو اسواسطے دوست رکھیگا کہ تجھسے علم سیکھے اور تیری تعلیم سے خدا کی رضامندی اوسے حاصل ہو تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جاہ و حشمت کے واسطے دوست رکھیگا تو یہ دوستی للہ دوستی مین داخل نہین ہے اگر وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے ایسے شخص کو دوست رکھے جو تیرے ارادے کے موافق صدقہ فقیرون کو پہونچا دیتا ہو اور فقیرون کی مہمانی کرتا ہو یا ایسے شخص کو دوست رکھے جو کھانا اچھے پکاتا ہو تو یہ دوستی للہ ہوگی بلکہ اگر ایسے شخص کو دوست رکھے جو اسے روٹی کپڑا دیتا ہے اور عبادت کے واسطے خاطر جمعی کر دیتا ہے تو یہ دوستی بھی للہ ہوگی بشرطیکہ اس سے فراغت عبادت مقصود ہو بہت سے علماء اور عابدون نے اس غرض سے امیرون کے ساتھ دوستی رکھی ہے اور دونو فریق خدا کے دوستون مین سے ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کو اس وجہ سے دوست رکھیگا کہ اوسکو برائی سے بچاتی ہے یا اولاد پیدا ہونیکا سبب ہوتی ہے جو اوسکے حق مین دعائے خیر کریگی تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جو نفقہ اوسے دیگا وہ صدقہ کا حکم رکھتا اور اگر نوکر کو ان دو سبب سے دوست رکھیگا ایک یہ کہ اوسکی خدمت کرتا ہے دوسرے یہ کہ اوسکو عبادت کی فرصت دیتا ہے تو جسقدر محبت فراغت عبادت کی وجہ سے ہے وہ للہیت مین داخل ہے اور اوسپر ثواب پائیگا دوسرا درجہ پہلے درجہ

بڑا سبب یہ ہے کہ کسیکو محض خدا ہی کے واسطے دوست رکھے اور یقین کرے کہ اسطرح کی غرض ہی نہو نہ کچھ سیکھنا ہو نہ سیکھانا اور عبادت کی
فرصت کا فارغ ہونا بھی اوس سے منظور نہو بلکہ اسیواسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا فرمان بردار اور دوستدار ہے یا فقط اسی
خیال سے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا بندہ اور آفریدہ ہے تو یہ دوستی بھی خدا کی دوستی ہے اور اسکا بڑا ثواب ملیگا اسواسطے کہ
یہ امر حق تعالی کے ساتھ کمال محبت سے جو عشق کے درجے کو پہونچ ہوتا ہے مثلاً جب کوئی شخص کسی کا عاشق ہوتا ہے تو معشوق
کی گلی اور اوسکے محلہ کو دوست رکھتا ہے اور خانۂ یار کی دیوار کو بھی پیار کرتا ہے بلکہ جو کتا معشوق کی گلی میں جاتا ہے اوسکو اور کتوں سے
زیادہ وہ عاشق کو مرغوب ہوتا ہے تو جو اوسکے معشوق کو دوست رکھتا ہے یا جسے اوسکا معشوق دوست رکھتا ہے اوسکو اور
معشوق کے فرمانبردار نوکر لونڈی غلام کو اور اوسکے قرابت دار کو خواہ نخواہ عاشق دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو چیز معشوق سے کچھ بھی
نسبت رکھتی ہے اوسکی دوستی عاشق کے دل میں سرایت کرتی ہے اور عشق جتنا زیادہ ہوتا ہے اوتنی ہی اوسکی سرایت اور تاثیر بھی
اوسکے ساتھ جو معشوق کے تابع اور متعلق ہوں زیادہ ہوتی ہے تو جسکے دل میں خدا کی دوستی عشق کے درجہ کو پہونچی ہو وہ عموماً
اوسکے سب بندوں کو دوست رکھیگا اور خصوصاً اوسکے دوستوں کو اوسکی تمام مخلوقات کو اسواسطے دوست رکھیگا کہ جو چیز پیدا ہوئی
اپنے محبوب کی قدرت اور صنعت کی نشانی ہے اور عاشق اپنے معشوق کے خط اور اوسکی صنعت کو بھی دوست رکھتا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ جب نیا میوہ حاضر کرتے تھے تو آپ اوس میوہ کی تعظیم کرتے اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھتے اور فرماتے
کہ اسکا زمانہ حق تعالی سے قریب ہے یعنی یہ صانع حقیقی کی تازہ صنعت ہے اور حق تعالی کی دوستی دو قسم پر ہے ایک وہ دوستی
جو دنیا اور آخرت کی نعمت کے واسطے ہو دوسری وہ جو محض خدا کے واسطے ہو اور کسی چیز کو اوس میں دخل نہو یہ بہت بڑی محبت
ہے اصل محبت جو چوتھے رکن میں ہے اوس میں اسکا بیان آئیگا الغرض خدا کی محبت کی قوت ایمان کی قوت کے موافق ہوتی ہے
جسقدر ایمان قوی ہوگا اوسیقدر محبت بھی قوی ہوگی پھر خدا کے دوستوں اور مقبولوں میں سرایت کریگی اگر بالفعل کسی فائدہ کیواسطے
محبت ہوتی تو انبیا اولیا جو گذر گئے ہیں اونکی محبت موجود نہوتی حالانکہ ان سب کی دوستی مسلمان کے دل میں ہوتی ہے تو جو شخص
علما سادات صوفیوں زاہدوں کو اور اونکے خادموں اور دوستوں کو دوست رکھیگا یہ دوستی خدا کے واسطے ہوگی مگر جاہ و مال فدا
کرنے میں دوستی کی مقدار کا حال کھلتا ہے کسی کا ایمان دوستی اتنا قوی ہوتا ہے کہ تمام مال ایک ہی بار دیڈالے جیسے امیر المومنین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ نصف مال دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی مال دے کسی مومن کا دل اس اصل دوستی سے خالی نہوگا گو کہ کم ہو خدا کے واسطے کوئی کسی
دوستی ہوتی ہے اسکا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص حق تعالی کے فرمانبرداروں سے بقدر دوستی رکھیگا وہ کافروں
اور ظالموں اور گنہگاروں اور فاسقوں سے خواہ نخواہ دشمنی رکھیگا اسواسطے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو اوسکے
دوست سے دوستی اور اوسکے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور حق تعالے ان لوگوں سے یعنی کافروں وغیرہ سے دشمنی رکھتا ہے
تو اگر کوئی مسلمان فاسق ہو تو چاہیے کہ اسلام کے سبب سے اوس سے دوستی رکھے اور فسق کی باعث سے اوس سے ناراض رہے

دوستی کو دشمنی کے ساتھ ملا لے جس طرح کوئی کسی کے ایک بیٹے کو خلعت دے اور دوسرے بیٹے پر ظلم کرے تو وہ ایک وجہ سے
اوسے دوست رکھتا ہے اور ایک وجہ سے دشمن یہ بات محال نہیں ہے اسلیے کہ اگر کسی شخص کے تین بیٹے ہوں ایک ہوشیار
اور فرمان بردار دوسرا احمق اور نافرمان بردار تیسرا احمق اور فرمان بردار تو وہ پہلے بیٹے کو دوست رکھیگا دوسرے کو دشمن
تیسرے کو ایک وجہ سے دوست رکھیگا ایک وجہ سے دشمن اسکی تاثیر معاملہ میں ظاہر ہوتی ہے کہ ایک کی توقیر کرتا ہے دوسرے کی
تحقیر اور تیسرے کی کچھ توقیر کرتا ہے کچھ تحقیر الغرض جو خدا کی نافرمان برداری کرتا ہے اوسے ایسا سمجھنا چاہیے جیسے کوئی تیری نافرمانی کرکر
اور تو مخالفت کی قدر اوس سے دشمنی رکھے اور موافقت و اطاعت کی قدر دوستی چاہیے کہ اسکا اثر باہم معاملہ کرنے اور صحبت رکھنے
اور کلام کرنے میں ظاہر ہو حتی کہ گنہگار سے تو رکا رہے اور سخت کلامی کرے اور جسکا فسق بہت زیادہ ہو اوس سے بہت کنارہ کرے
اور جب اوسکا فسق حد سے بڑھ جائے تو سکوت اختیار کرے اور اوس سے منہ پھیرے ظالم کے بارہ میں فاسق سے زیادہ مبالغہ اور تشدد
کرنا چاہیے مگر جسنے مخصوص تیرے ہی باب میں ظلم کیا ہو اوسے عفو کرنا اور سہنا اولی ہے اس بارہ میں اگلے بزرگوں کی مختلف عادتیں
تہیں بعضے دین کی مضبوطی اور سیاست شرع کی وجہ سے بہت سختی کرتے تہے اسی سبب سے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی حارث
محاسبی سے جنہوں نے علم کلام میں ایک کتاب تصنیف کرکے معتزلہ کی رد لکہی تہی خفا ہوئے اور کہا کہ اس کتاب میں تو نے پہلے معتزلہ
کے شبہے بیان کیے ہیں پہر اونکا جواب دیا ہے شاید کوئی ان شبہوں کو پڑہے اور اوسکے دل میں جم جائیں اور جب یحیی ابن معین نے
کہا کہ میں کسی سے کچہ نہیں چاہتا اگر بادشاہ مجہکو کچہ دے تو لونگا اس سے بہی خفا ہوئے اور بات کرنا چہوڑ دی اونہوں نے عذر کیا
کی اور کہا کہ میں ٹہٹہول کرتا تہا فرمایا حلال روزی کا کہانا دین سے ہے اور دین میں ٹہٹہول نہیں کرتے ہیں اور بعضے لوگوں کو
چشم رحمت سے دیکہتا ہے اور یہ نیت بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جسکی نظر توحید پر ہوتی ہے وہ خدا کے قہر میں سب کو
مضطر دیکہتا ہے اور اونپر رحم کرتا ہے یہ بڑی بات ہے لیکن اس میں کہنا یہ ہے کہ احمق لوگ دہوکا کہاتے ہیں اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوگا
کہ اوسکے دل میں سہل گیری ہو اور وہ سمجہے کہ توحید ہے اور توحید کی علامت یہ ہے کہ اوسکو ماریں یا اوسکا مال چہین لیں اور اہانت کریں
اسکا ایمان یہ ہو کہ سمجہتا ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور خلق کو اوس میں کچہ اختیار نہیں تو خفا نہو اور شفقت کی نظر سے دیکہے
جیسا کہ جب حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوۃ والثنا کا دندان مبارک کافروں نے شہید کیا اور چہرہ نورانی پر خون بہنے لگا تو آپ دعا
مانگتے تہے اللّٰہُمَّ اہْدِ قَوْمِی فَاِنَّہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن جب کوئی شخص اپنے واسطے تو خفا ہو اور خدا کے معاملہ میں سہل ہو رہے
تو اسکو سہل گیری اور نفاق اور حماقت کہنا چاہیے یہ توحید نہیں ہے پس جسپر توحید ایسی غالب نہو اور فاسق کو فسق کے سبب سے اپنا
دل میں دشمن نہ ٹہرائے تو یہ اوسکے ضعف ایمان اور فاسق کے ساتہ دوستی کی دلیل ہے جیسے کسی شخص نے تیرے دوست کو برا کہا
اور تو اوس سے خفا نہوا تو معلوم ہوا کہ تیری دوستی کچہ اصل نہیں رکہتی فصل الغرض جان تو کہ خدا کے مخالفوں کے درجے مختلف ہوتے
ہیں اور عہد اور تشدد جو ان لوگوں کے ساتہ کرنا چاہیے وہ بہی متفاوت ہوا کرتا ہے پہلا درجہ کافروں کا ہے اگر حربی ہوں
تو اونکے ساتہ دشمنی خود فرض ہے اونکے ساتہ معاملہ یہی ہے کہ اونکو قتل کریں یا قید کرلیں یا دوسرا درجہ ذمیوں کا ہے اونکا

بھی دشمنی فرض ہے اور انکے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ انکی تحقیر کریں تکریم نکریں چلنے میں انکی راہ تنگ کریں انکے ساتھ دوستی رکھنا
نہایت مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو پہونچے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی جو لوگ خدا اور روز قیامت کا ایمان لائے وہ خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نرکھیں گے
لیکن انپر بھروسا کرنا اور انکو عامل اور حاکم کرکے مسلمانوں پر مسلط کرنا اہانت اسلام اور گناہ کبیرہ ہے تیسرا درجہ بدعتی کا ہے جو خلق کو
بدعت کیطرف بلائے اسکے ساتھ بھی دشمنی ظاہر کرنا ضروریات سے ہے تاکہ خلق کو اوس سے نفرت ہو اولی یہ ہے کہ اوسے سلام کریں
نہ منہ لگائیں نہ اوسکے سلام کا جواب دیں اسواسطے جب وہ پائیگا اور لوگ متوجہ ہونگے تو اوسکا شر و فساد پھیل جائیگا لیکن اگر عامی ہو
اور لوگوں کو نہ بلائے تو اوسکا کام بہت سہل ہوگا چوتھا درجہ اوس گناہ والے کا ہے جس گناہ میں خلق کو رنج ہو جیسے ظلم اور
جھوٹی گواہی اور طرفداری کے ساتھ حکم کرنا شعر میں ہجو کرنا غیبت کرنا لوگوں میں فساد ڈالنا ان لوگوں سے اعراض کرنا اور انکے ساتھ
سختی کرنا بہت اچھی بات ہے اور اونکے ساتھ دوستی کرنا نہایت مکروہ ہے اور ظاہرا حرام نہیں ہے اسواسطے کہ یہ حکم نہیں ہوا پانچواں
درجہ اوس شخص کا ہے جو شراب پیئے اور فسق کرنے میں مشغول ہو اور کسیکو اوس سے رنج واذیت نہو اوسکا کام آسان تر ہے اوسکے
ساتھ نرمی اور نصیحت اولی تر ہے بشرطیکہ قبول ہونے کی امید ہو ورنہ اعراض اولی تر ہے مگر اوسکے سلام کا جواب دینا چاہیے اور
اوسپر لعنت نکرنا چاہیے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے زمانے میں کئی بار شراب پی اوسکو حد ماری گئی صحابہ رضہ
میں سے ایک شخص نے اوسپر لعنت کی اور کہا اسکا فساد کبتک رہیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون صحابی کو منع کیا اور فرمایا
کہ اوسکا دشمن شیطان بس ہے تو بھی شیطان کا مددگار نہو **باب دوسرا صحبت کے حقوق اور شرائط کے**
بیان میں اے عزیز جان تو کہ ہر ایک آدمی صحبت اور دوستی کے قابل نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کی صحبت رکھنا چاہیے جسمیں تین خصلتیں
ہوں ایک یہ کہ عقلمند ہو اسواسطے کہ احمق کی صحبت میں کچھ فائدہ نہیں آخرکو بے لطفی ہو جاتی ہے اسواسطے کہ احمق جب تیرے ساتھ
بھلائی کیا چاہے تو ممکن ہے کہ حماقت سے ایسا کام کر بیٹھے جو تیری برائی کا سبب ہو جاوے اور وہ نہ جانے بزرگوں نے کہا ہے
کہ احمق سے دور رہنا ثواب ہے اور احمق کے منہ پر نظر ڈالنا گناہ ہے احمق وہ ہے جو کاموں کی حقیقت نہ پہچانے اگر اوس سے بیان
کریں تو بھی نہ سمجھے **دوسری خصلت** یہ ہے کہ نیک خلق ہو کیونکہ بدخو سے سلامتی کی امید نہیں ہوتی جب اوسکی خوے بد جنبش
کریگی تیرا حق بالائے طاق رکھیگا اور کچھ پاس نکریگا **تیسری خصلت** یہ ہے کہ صلاحیت کے ساتھ ہو اسواسطے کہ جو شخص
گناہ پر مصر ہوتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا اور جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا اوسپر اعتماد کرنا نہیں چاہیے حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوَاہُ یعنی ایسے شخص کی اطاعت نکر جسکو ہمنے اپنے ذکر سے غافل کیا ہے اور
وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اگر بدعتی ہو تو اوس سے دور رہنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی بدعت کی شامت دوسرے میں بھی
اثر کرتی ہے اور کوئی بدعت اوس بدعت سے بدتر نہیں ہے جو اب پیدا ہوئی ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ خدا کے بندوں کو روکنا
اور فسق اور معصیت سے اونہیں باز رکھنا کچھ ضرور نہیں ہے اسواسطے کہ ہمیں خلائق کے ساتھ دشمنی نہیں اور اونپر ہم حاکم نہیں

یہ بات اباحت کا حکم اور زندقہ کی اصل ہے اور بڑی بدعت ہے ایسے لوگون سے خلط ملط ہرگز نہ رکھنا چاہیئے کہ یہ بات خواہش نفس
کے موافق ہے شیطان اوسکی مدد کرکے اس بات کو اوسکے دل مین آراستہ کر دیگا اور چند روز مین صریح اباحتی بنا دیگا حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون کی صحبت سے حذر کر ایک جھوٹا کہ اس سے تو ہمیشہ فریب کھائیگا دوسرا
احمق کہ وہ جب نفع پہونچانا چاہیگا ضرر پہونچاویگا اور بیخبر رہیگا تیسرا بخیل کہ عین وقت پر دوستی چھوڑ دیگا چوتھا
بزدل کہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دیگا پانچوان فاسق کہ ایک لقمہ پر یا اوس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالیگا لوگون نے پوچھا لقمہ سے
کمتر کیا ہے فرمایا لقمہ کی طمع حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ عالم بدخو کی دوستی سے فاسق خوشخو کی دوستی مجھے پسندیدہ تر ہے
اے عزیز جان تو کہ یہ سب خصلتین بہت کم جمع ہوتی ہین سمجھنا چاہیئے کہ صحبت کی غرض کو پہچان اگر فقط انس و محبت مقصود ہے تو
اچھے اخلاق ڈھونڈھ اور اگر دین مقصود ہے تو علم و عمل ڈھونڈھ اگر دنیا مطلوب ہے تو سخاوت و کرم تلاش کر ہر ایک کی ایک
شرط ہے اے عزیز جان تو کہ خلق تین قسم کی ہے بعضے لوگ غذا کے مانند ہین کہ اونسے آدمی کو چارہ نہین اور بعضے دوا کے مثل ہین
کہ کبھی کبھی اونکی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے بیماری کے ایسے ہین کہ انکی کبھی احتیاج نہین ہوتی لیکن لوگ انمین پھنس جاتے ہین
تو تدبیر کرنا چاہیئے تاکہ نجات پاوین غرضکہ ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیئے کہ اوس سے تجھے یا تجھسے اوس کو دینی فائدہ ہو

صحبت اور محبت کے حقوق کا بیان اے عزیز جان تو کہ جب برادری اور محبت کا عقد بندھ گیا تو وہ عقد نکاح کے
مثل ہے اور اوسکے حقوق ہین جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دو بھائیون کی مثال دو ہاتھون کی ہے
کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور پہلا حق [illegible] مال مین ہے اور یہ کمترین درجہ ہے کہ اپنے دوست [illegible]
کے حق کو مقدم کرے اور اعلا درجہ اوسکا یہ ہے جیسا قرآن شریف مین انصار کے حق مین آیا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ دوسرا درجہ یہ ہے کہ دوست بھائی کو اپنے مثل سمجھے اپنا اور اوسکا درمیان مال کو مشترک جانے
آخر کا درجہ یہ ہے کہ اوسے اپنا غلام اور خادم [illegible] حاجت سے زیادہ ہو اوسے بے مانگے دے [illegible]
حاجت [illegible] تو دوستی کے درجہ سے نکل گیا [illegible] دوست بھائی کی غمخواری [illegible]
کیا حقیقت ہے [illegible]
اور کہا [illegible] غیرت نہین [illegible] دوستی کا دعوی کرتا ہے [illegible]
گروہ کے ساتھ لوگون نے غمازی کی تہمت [illegible] قتل کے واسطے لوگ کھینچ کر لے گئے اونمین حضرت ابو الحسین نوری قدس سرہ بھی تھے
آگے بڑھے کہ پہلے مجھے قتل کرین بادشاہ نے پوچھا تم آگے کیون بڑھے کہا یہ میرے دوست بھائی ہین [illegible]
کہ ایک ساعت پہلے اپنی جان نثار کرون بادشاہ نے کہا سبحان اللہ [illegible] ایسے بامروت جوان [illegible] قتل کرتا [illegible]
اون سبھون کو رہا کر دیا شیخ موصلی قدس سرہ اپنے ایک دوست کے گھر [illegible]
صندوقچہ لا وہ لائی جو کچھ درکار تھا صندوقچہ مین سے لے لیا جب وہ دوست اپنے گھر آیا اور [illegible]

اس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ایک شخص کہنے لگا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ دوستی اور برادری کرون اونھون نے کہا کہ تجھے برادری کا حق بھی معلوم ہے بولا نہین کہا حق یہ ہے کہ تو اپنے سونے چاندی مین مجھسے زیادہ حقدار نہو کہا کہ مین ابھی اس درجہ کو نہین پہونچا ہون فرمایا کہ بس چلدے کہ یہ کام تجھسے نہو سکیگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ایک صحابی کے پاس کسینے بھونی سری بھیجی اونھون نے کہا کہ میرا فلانا دوست بہت محتاج ہے اوسکو دینا اولی ہے اور اوس سری کو اوسکے پاس بھیجا اوس نے دوسرے کے پاس دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجدی غرضکہ کئی جگہ پھر کر پہلے ہی دوست کے پاس آئی مسروق اور خثیمہ رحمہما اللہ تعالی مین دوستی تھی اور ہر ایک قرضدار تھا ایک نے دوسرے کا قرض اسطرح ادا کیا کہ اوسے خبر بھی نہوئی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ بیس درم جو کسی دوست کے واسطے صرف کرون وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ سو درم کسی فقیر کو دون جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے کسی جنگل مین جا کر دو مسواکین کھودین ایک ٹیڑھی تھی دوسری سیدھی ایک صحابی آپکے ساتھ تھے سیدھی مسواک آپنے اونکو عنایت فرمائی اور ٹیڑھی آپ لی اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مسواک بہتر ہے اور لائق ہے کہ اسے آپ لین آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسیکے ساتھ گھڑی بھر صحبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اوس سے سوال ہوگا کہ حق صحبت ادا کیا یا ضائع کیا آپکا یہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کو بہ نسبت دوسرے کو ترجیح نہ دے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو دوست باہم صحبت رکھتے ہین تو ان دونون مین خدا کے نزدیک وہ زیادہ پیارا ہے جو دوسرے کا زیادہ رفیق ہو دوسری قسم یہ ہے کہ کامون مین خواہش اور تمنا کے پہلے یاری اور مددگاری کرے اور کشادہ پیشانی کے ساتھ دوستون کی خدمت گزاری کرے اگلے بزرگون کی عادت یہ تھی کہ ہر روز اپنے دوستون کے گھر جاتے اور گھر والون سے پوچھتے کہ کیا کچھ حاجت ہے گیہون آٹا تیل نمک ہے یا نہین دوستون کے کام کو اپنے کام کیطرح انجام دیتے تھے اور ایسا کام کرتے تو خوش ہوتے حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ ہمکو اپنے بھائی جو دیندار ہین گھر کے لوگون سے زیادہ عزیز ہین اسلیے کہ وہ دین یاد دلاتے ہین اور زن و فرزند دنیا یاد دلاتے ہین عطا رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تین دن کے بعد اپنے دوستون کی خبر لو اگر بیمار ہون تو عیادت کرو اگر کسی کام مین ہون تو مدد کرو اگر بھول گئے ہون تو یاد دلاؤ حضرت جعفر ابن محمد رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ دشمن جبتک مجھسے بے پروا نہو جاے تبتک مین اوسکی حاجت روائی مین جلدی کیا کرتا ہون تو دوست کے حق مین کیا کرون اگلے بزرگون مین ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیس برس تک حق صحبت کی رعایت سے اوسکے جورو لڑکون کی خدمت کی تیسری قسم زبان سے متعلق ہے کہ اپنے بھائیون کے حق مین اچھی بات کہے اور اونکے عیبون کو چھپاے اگر کوئی اونکی پیٹھ پیچھے اونکا ذکر کرے تو اوسکا جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ دیوار کے پیچھے سن رہا ہے جسطرح اپنے پیٹھ پیچھے اوسکا رہنا چاہتا ہے اوسیطرح اوسکے پیٹھ پیچھے خود بھی رہے جو بات زبانی نہ کہے جب وہ اس سے کچھ کہے تو مان لے تکرار نہ کرے اوسکا راز فاش نکرے کہ اوس سے انقطاع ہو جاتا ہے کیونکہ یہ امر بد باطنی سے ہوتا ہے اوسکے زن و فرزند اور احباب کی غیبت نکرے اگر کسینے اونکی شکایت کی ہو تو اوس سے

بیان نیکی پوشیدہ رکھنا اسواسطے کہ اگر کہیگا تو اوسے رنج دیگا اگر لوگ اوسکی تعریف کرین تو اوس سے نہ چھپاوے اسواسطے کہ یہ امر حسد کی دلیل ہے
اگر اوسنے اوسکی کچھ تقصیر کی ہے تو شکایت نہ کرے اور معاف کردے اور اپنا قصور یاد کرے جو خدا کی عبادت مین کرتا ہے تاکہ اپنے حق مین
اسکے قصور کرنے کو اچھا جانے اور یہ سمجھے کہ اگر کوئی ایسے شخص کو ڈھونڈھے جو بخیلا اور بے عیب ہو تو ہرگز نہ پائیگا اور خلق کی
صحبت چھوڑ دیگا حدیث شریف مین ہے کہ مومن ہمیشہ عذر ڈھونڈھتا ہے اور منافق سدا عیب ڈھونڈھتا ہے چاہیے کہ ایک
شخص کے عیب کو پوشیدہ رکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برے آشنا سے پناہ مانگنا چاہیے اسواسطے کہ جو
وہ برائی دیکھتا ہے تو ظاہر کر دیتا ہے جیسا اچھائی دیکھتا ہے تو چھپاتا ہے جب کوئی تقصیر معذرت کے لائق ہو تو اوسے معاف
کر دے اور نیک گمان اوسکے اسواسطے کہ بدگمانی کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے
مومن کی چار چیزون کو دوسرون پر حرام کیا ہے مال جان آبرو بدگمانی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اوس شخص کے
باب مین کیا کہتے ہو جو اپنے برادر کو سوتا دیکھتا ہے تو اوسکی شرمگاہ سے کپڑا اوتارتا ہے تاکہ وہ ننگا ہوجاوے لوگون نے کہا یارسول اللہ
اس امر کو کون روا رکھیگا فرمایا تم ہی روا رکھتے ہو اسواسطے کہ اپنے برادر کا عیب فاش کرتے ہو تاکہ اور لوگ اوس سے واقف
ہوجاوین بزرگون نے کہا ہے کہ جب تو کسی کے ساتھ دوستی کیا چاہے تو پہلے اوسکو غصہ مین لا کر دیکھ اوسکے پاس جو تجھے آکر تیرا ذکر
چھیڑے اگر وہ تیرا افشاے راز کرے تو جان لے کہ وہ دوستی کرنے کے قابل نہین ہے اور یہ بھی بزرگون نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے
ساتھ دوستی کر کہ تیرا حال خدا جانتا ہے وہ جانے اور جسطرح خدا تعالی چھپاتا ہے وہ چھپاوے کسی شخص نے ایک دوست سے اپنا
راز کہا اور پوچھا تو نے اس بات کو یاد کر لیا اوسنے کہا نہین بھولا ہوا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چار وقتون مین تجھسے
بدل جاوے وہ دوستی کے قابل نہین خوشی کے وقت غصہ کے وقت طمع کے وقت خواہش نفسانی کے وقت چاہیے کہ ان سب وقتون
مین تیرے حق سے نہ گذرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے تجھے اپنا مقرب کیا ہے اور بڈھون پر ترجیح دی ہے خبردار پانچ باتین یاد رکھ ایک اونکے راز کو افشا نہ کرنا دوسرے اونکے سامنے
کسی کی غیبت نہ کرنا تیسرے اونسے کوئی جھوٹ بات نہ کہنا چوتھے اونکے حکم کے خلاف نہ کرنا پانچوین وہ تجھسے ہرگز کوئی خیانت
نہ دیکھنے پاوین الغرض جان تو کہ کوئی چیز دوستی مین ایسا فساد اور خلل نہین ڈالتی جتنا مناظرہ اور خلاف ڈالتا ہے دوستی کی بات کو
رد کیا تو اسکے یہ معنی ہین کہ گویا اوسکو احمق اور جاہل کہا اور اپنے تئین عاقل اور فاضل سمجھا اور اوسکو حقارت کی نظر سے دیکھا
یہ باتین دشمنی سے ملی ہوئی ہین دوستی سے نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے بھائی کے کلام مین خلاف
نہ کرو اوس سے ٹھٹھول نہ کرو اوسکے ساتھ وعدہ خلافی نہ کرو بزرگون نے کہا ہے کہ اگر تو نے اپنے برادر سے کہا چل اوسنے کہا
کہانتک تو وہ صحبت کے قابل نہین بلکہ چاہیے کہ فورا اوٹھ کھڑا ہو اور کچھ نہ پوچھے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا
کہ میرا ایک دوست تھا مین جو کچھ اوس سے مانگتا وہ دیدیتا ایکبار مین نے اوس سے کہا کہ فلانی چیز کی مجھے ضرورت ہے اوسنے کہا
کسقدر درکار ہے بس اوسکی دوستی کی حلاوت میرے دل سے جاتی رہی دوستی کا ثبات اوس امر پر موقوف کرنے سے ہوتا ہے

جنمین موافقت کرسکین چوتھی قسم یہ ہے کہ زبان سے شفقت اور محبت ظاہر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ یعنی جب کوئی کسی کو دوست رکھے تو اوسے خبر کردے آپنے یہ اسواسطے فرمایا ہے تاکہ اوسکے
دل مین بھی محبت پیدا ہو اس صورت مین دوسرے کی طرف دونی محبت ہوگی چاہیے کہ اوسکی تمام احوال پرسی کرے رنج و راحت مین
اوسکا شریک رہے اوسکے رنج کو اپنا رنج اوسکی خوشی کو اپنی خوشی جانے جب اوسے پکارے تو اچھے نام کے ساتھ پکارے اگر
اوسکا کوئی خطاب ہے تو اوسی سے پکارے کہ وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
کہ بہائی کی دوستی تین چیزون سے مضبوط ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اوسے اچھے نام سے پکارے دوسرے یہ کہ پہلے خود اوسے سلام
کرے تیسرے یہ کہ جہان اوسے بٹھالا کر آرام دے انجملہ یہ بھی ہے کہ پیٹھ پیچھے اوسکی ایسی تعریف کرے جو اوسے پسند ہو اسیطرح اوسکے جورو لڑکون
اور متعلقون کی بھی تعریف کرے ایسے کام سے دوستی بہت مضبوط ہوتی ہے اور وہ جو احسان کرے اوسکا شکر کرے امیر المومنین حضرت
علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کی نیک نیتی پر شکر نکریگا وہ نیک کام پر بھی شکر نکریگا اور چاہیے کہ اوسکے
پیٹھ پیچھے اوسکی مدد کرے جو شخص اوسکی برائی کرتا ہے اوسکے کلام کو رد کرے اور دوست کو اپنے مانند جانے جس کسی کے سامنے برائی
کے ساتھ اوسکے دوست کا ذکر آئے اور وہ چپ ہو رہے تو یہ ایسا ہے کہ گویا دوست کو پیٹتے دیکھا اور مدد نکی اور چپ ہو رہا بلکہ
بات کا گھاو بہت کاری ہوتا ہے کسی کا قول ہے کہ جب کبھی میرے دوست کے پیٹھ پیچھے اوسکا ذکر کیا گیا مین نے فرض کیا کہ وہ
دوست موجود ہے اور سنتا ہے تو ایسا ہی جواب دیا جیسے مین نے چاہا کہ وہ دوست سنے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے
دو بیلون کو دیکھا کہ زمین پر بندھے ہوئے ہین جب ایک اوٹھا تو دوسرا بھی اوٹھا یہ دیکھکر آپ بے اختیار رو دئے اور فرمایا کہ برادران
دینی بھی ایسے ہی ہوتے ہین کہ کھڑے ہونے اور چلنے مین ایک دوسرے کی متابعت کرتے ہین پانچوین قسم یہ ہے کہ علم دین
مین سے جو اوسے ضرور ہو سکھا دے اسواسطے کہ اپنے بھائی کو دوزخ کی آگ سے بچانا دنیا کے رنج والم سے چھوڑانے کی نسبت
اولی ہے اگر علم سیکھنے کے بعد اوسپر عمل نکرے تو اوسکو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے مگر چاہیے کہ یہ نصیحت تنہائی مین ہو تاکہ
مہربانی کی دلیل ہو اسواسطے کہ برملا نصیحت کرنے مین رسوائی ہے اور جو کچھ کہنا ہے نرمی سے کہے سختی سے نہین جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ یعنی مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اپنے عیب
نقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب تیرے برادر نے مہربانی سے تنہائی مین تیرا عیب کہا تو چاہیے کہ تو اوسکا احسان
مان اور خفا نہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجھے اطلاع کرے کہ تیرے کپڑے کے اندر سانپ یا بچھو ہے تو تو اوس سے خفا ہوگا
بلکہ اوسکا احسان مانیگا سب برے اخلاق آدمی مین سانپ بچھو کے مانند ہین مگر انکا زخم قبر مین ظاہر ہوتا ہے اور انکا زخم روح پر پہنچتا ہے
وہ اسلئے ان سانپ بچھو سے زیادہ موذی ہین اسواسطے کہ انکا زخم بدن پر ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ فرماتے تھے کہ اوس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو
میرے عیبون کو میرے سامنے ہدیہ لاوے جب حضرت سلمان حضرت عمر رضی اللہ کے پاس آئے تو فرمایا اے سلمان سچ سچ بتاؤ کہ میرے وہ احوال جو تمہین معلوم ہوئے ہین ناپسند ہوئے ہون
اور کیا ہے او نہون نے عذر کیا آپ نے کہا کہ مجھے اس امر مین جو کچھ پایا ضرور بیان کرو جب بہت مبالغہ کیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک وقت مین آپکے

دسترخوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا ہے اور آپ کے پیراہن دو ہین ایک دن کا اور ایک رات کا آپ نے فرمایا کہ یہ دونون باتین
نہین ہین اور کچھ سنا ہے کہا نہین حضرت حذیفہ مرعشی نے یوسف بن اسباط رحمہما اللہ تعالی کو نامہ لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنا دین
دو حبون کو بیچ ڈالا یعنے بازار مین کسی چیز کی تو نے خریداری کی مالک نے کہا کہ یہ چیز ایک دانگ کو ہے تو نے کہا تین طسوج یعنے
دو حبہ کو دے اوسنے اسواسطے دیدی کہ تجھے پہچانتا تھا تو اوسنے یہ مسامحت اور رعایت تیری دینداری اور پرہیزگاری کے
سبب سے کی غفلت کا نقاب سر سے اوتار اور خواب غفلت سے بیدار ہو آ عزیز جان تو کہ جس نے قرآن اور علم حاصل کیا
اور پھر دنیا کی رغبت کی مجھے خوف ہے کہ وہ خدا کی آیتون سے دل لگی بازی کرتا ہے پس دین کی رغبت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی کو
چاہیے کہ نصیحت کی باتون سے ناصح کا احسان مند ہو حق تعالی نے جھوٹون کی شان مین ارشاد فرمایا ہے ولکن لا تحبون
الناصحین اور جو شخص ناصح کو دوست نہین رکھتا اس سبب سے غرور و تکبر اوسکے دین اور عقل پر غالب ہو جاتا ہے یہ
اوس جگہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنا عیب سمجھے ہی نہین اور اگر سمجھ جائیگا تو اشارۃ کنایۃ نصیحت کرنا چاہیے صراحۃ اور علانیۃ کرنا خطا
اور اگر وہ اس قسم کا عیب ہے کہ تیرے ہی باب مین تقصیر کی ہے تو اوسے پوشیدہ کرنا اور اوس سے انجان بن جانا اولی ہے
بشرطیکہ دوستی سے دل نہ پھر جائے اور اگر پھر جائیگا تو چھپا کر عذر کرنا قطع محبت سے اولی ہے اور قطع محبت جھگڑنے اور زبانی جھگڑا
کرنے سے بہتر ہے چاہیے کہ صحبت رکھنے سے مقصود یہ ہو کہ تو یارون سے برداشت اور تحمل کرنے سے تو اپنے اخلاق درست کرے
نہین کہ اون سے بھلائی کی امید کرے ابوبکر کتانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرا ایک مصاحب تھا اوسکے سبب سے میرے دل پر
گرانی تھی مین نے اس نیت سے اوسے کچھ دیا کہ میرے دل کی گرانی نکل جاوے مگر نہ نکلی آخر اوسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر مین لایا
اور کہا اپنا کف پا میرے منہ پر رکھ اوسنے کہا ہرگز ہرگز یہ امر نہوگا مین نے کہا ضرور بالضرور خواہ مخواہ ایسا کرنا ہی ہوگا اوسنے اپنا تلوا
میرے منہ پر رکھا تو وہ گرانی میرے دل سے جاتی رہی ابوعلی رباطی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عبداللہ رازی کا رفیق ہو کر
مین سفر کو گیا اونھون نے کہا راستے مین سردار مین رہون یا تم رہوگے مین نے کہا تم رہو اونھون نے کہا جو کچھ مین کہون میری
تابعداری کرنا مین نے کہا بسر و چشم اونھون نے توشہ دان مانگا مین نے لا کر حاضر کیا زاد راہ اور کپڑے اور جو کچھ پاس تھا اوسمین رکھ کر
اونھون نے اپنی پیٹھ پر لادا اور چل نکلے ہر چند اوسے مین نے کہا مجھے دیجئے تا کہ آپ ماندے نہو جائین اونھون نے جواب دیا
کہ تمہین سرداری و حکومت نہین پہونچتی ہے تم فرمان بردار ہو ایک رات مینہ برسنے لگا صبح تک میرے اوپر کمل تانے کھڑے رہے
تا کہ مجھ پر مینہ نہ پڑے جب مین گفتگو کرتا تو کہتے مین سردار ہون تم تابعدار رہو مین اپنے دل مین کہتا کہ کاش مین انہین سردار بناتا
چھٹی قسم جو چوک اور قصور ہو جائے اوسے بخشدینا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ اگر کوئی بھائی تیرا قصور کرے تو ستر طرح کی
عذر خواہی تو اپنی طرف سے کر اگر نفس نہ قبول کرے تو اپنے دل سے کہہ کہ تو نہایت بد خو اور بد ذات ہے کہ تیرے بھائی نے
ستر عذر کیے اور تو نے نہ مانا اگر وہ قصور ایسا ہے کہ مین گناہ ہو تو اوسکی نرمی سے نصیحت کر تا کہ چھوڑ دے اگر اوسپر وہ اصرار
کرتا ہے تو تو خود انجان بنجا اور اگر اصرار کرتا ہے تو اسکو نصیحت کر اگر نصیحت سود مند نہو تو اس [illegible]

اختلاف ہے کہ پھر کیا کرنا چاہیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے قطع محبت کرنا چاہیے کیونکہ پہلے جب
اوسسے دوستی کی تو ثواب بھی خدا ہی کے واسطے اوسسے دشمنی ہے اور حضرت ابو الدرداء اور اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے ایک گروہ نے
کہا ہے کہ قطع محبت نکرنا چاہیے اسواسطے کہ امید ہے کہ اوس گناہ سے وہ پھر جاوے لیکن ایسے شخص سے ابتدا دوستی کرنا
نچاہیے جب محبت کر چکے تو قطع الفت نکرنا چاہیے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ بھائی کو کوئی گناہ کرنے کے سبب سے
چھوڑ نہ دے اسواسطے کہ شاید آج کرتا ہے کل نکرے اور حدیث شریف مین ہے کہ عالم کی خطا سے حذر کرو اوس سے قطع تعلق
اور ترک صحبت نکرو امید ہے کہ اوس گناہ سے جلد باز آئے حکایت بزرگان دین مین دو دوست بھائی تھے اونمین سے
ایک خواہش نفسانی کے سبب سے کسی آدمی پر عاشق ہو گیا اور اپنے دوست سے کہا کہ میرا دل بیمار ہوا ہے مجھے عشق کا آزار
ہوا ہے تیرا جی چاہے تو عقد اخوت چھوڑ دے رشتہ محبت توڑ دے اوسنے کہا معاذ اللہ مین ایک گناہ کے سبب سے تیری
دوستی چھوڑون لاحول ولا قوة الا باللہ ایک مرض عشق کی وجہ سے رشتہ محبت توڑ دون اور عزم بالجزم کر لیا کہ میرے دوست
کو شافی برحق اس مرض سے جبتک شفا عنایت کریگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا بالکل فاقہ کرونگا چالیس دن نہ کچھ کھایا نہ پیا
پھر پوچھا کیا حال ہے کہا وہی حال ہے اندوہ و ملال ہے پھر اپنے دوام سے صبر کیا اور بھوکا پیاسا رہنے لگا یہانتک کہ اوس دوست
نے کہا کہ اب بفضل خدا میرا دل عشق سے صاف ہوا تب اوس دوست نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لایا ایک شخص نے کسی بزرگ سے
کہا کہ تیرا برادر دینداری چھوڑ کر معصیت مین پڑا ہے تو اوس سے دوستی کیون نہین چھوڑ دیتا اوسنے جواب دیا کہ آج اوسے برادری کی
بڑی ضرورت ہے اسواسطے کہ اوسکا کام خراب ہو گیا ہے مین اوسے کیونکر چھوڑ دون بلکہ یہ تو اوسکی دستگیری کا وقت ہے کہ مہربانی
کرکے اوسے سمجھاؤن اور دوزخ سے اوسے بچاؤن **حکایت** بنی اسرائیل مین دو دوست تھے دونون ایک پہاڑ پر عبادت
کیا کرتے تھے ایک اونمین سے کچھ مول لینے شہر مین گیا قضا کار اوسکی نگاہ ایک خرابانی عورت پر پڑی عاشق ہو کر وہین رہ گیا جب کئی دن
گذرے تو اوسکا دوست ڈھونڈھنے لگا اور یہ ماجرا سنکر اوسکے پاس آیا یہ شرمندہ ہو کر بولا مین تجھے نہین جانتا اوسنے جواب دیا کہ اے برادر
تو کچھ تردد نکر مجھے جتنی مہربانی تیرے ساتھ آج کے دن ہے پہلے اتنی ہرگز نتھی اور اوسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ دیا جب اوسنے
اوسکی اتنی مہربانی دیکھی تو سمجھا کہ مین اوسکی نظر سے نہین گرا ہون اوٹھا اور توبہ کی اور اوسکے ساتھ چلا گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ
کی راہ سلامتی سے نزدیک ہے اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا طریقہ لطیف تر اور فقیہ تر ہے اسواسطے کہ توبہ کا سبب ہوتا ہے
اور آدمی کو عاجزی اور درماندگی کے وقت دینی بھائیون کی حاجت پڑتی ہے تو انکو کیونکر چھوڑ دین فقہ کی وجہ یہ ہے کہ دوستی کا عقد
جو باندھا وہ قرابت کا حکم رکھتا ہے تو گناہ کے سبب سے قطع رحم کرنا درست نہین ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے فَاِنْ
عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّىْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنی اگر قرابت والے تیری نافرمانی کرین تو تو کہدے کہ مین تمھارے عمل سے بیزار ہون یہ نکہ
کہ تمسے بیزار ہون حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے لوگون نے کہا کہ تمھارا بھائی گناہ کرتا ہے تم اوس سے دشمنی کیون نہین رکھتے کہا مین
اوسکے گناہ سے تو بیزار ہون لیکن وہ میرا بھائی ہے مگر ابتدا مین ایسے آدمی سے برادری نکرنا چاہیے کہ برادری نکرنا خیانت نہین ہے

تک صحبت قطع کرنا قباحت ہے اور اوس حق کا چھوڑ دینا ہے جو پہلے ثابت ہو چکا ہے مگر سب علماء نے یہ کہا ہے اگر برادر نے تیرے
حق میں تقصیر کی تو اوسکو بخش دینا اولی ہے اور اگر وہ عذر خواہی کرے تو اگرچہ جانتا ہو کہ جھوٹا ہے مگر عذر قبول کرے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کا عذر قبول نہ کریگا اوس شخص سے گناہ ایسے کے مانند ہے جو راستے میں مسلمانوں سے خراج
لے اور فرمایا ہے کہ مسلمان جلد خفا ہوتا ہے اور جلد خوش ہوتا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مرید سے کہا
کہ جب کسی دوست سے تو کوئی جفا دیکھے تو اوسپر عتاب نہ کر شاید عتاب کرنے سے تو ایسی بات سنے جو اوس جفا سے سخت تر ہو مرید نے
کہا ہے کہ میں نے جب اس بات کو آزمایا پیر کی نصیحت کے موافق پایا ساتواں حق یہ ہے کہ تو اپنے دوست کو زندگی میں اور
موت کے بعد دعا کے ساتھ یاد کرے اوسیطرح اپنے زن و فرزند کے واسطے دعا کرتا ہے اوسیطرح اوسکے زن و فرزند کے لیے بھی
دعا کرے اور درحقیقت وہ دعا اپنے حق میں ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کے واسطے اوسکے
پیٹھ پیچھے جو دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی یہ بات حاصل ہو اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ خود حق تعالیٰ جل شانہ
فرماتا ہے کہ میں پہلے تیرا دعا پر لاونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوستوں کی دعا جو غیبت میں ہو حق تعالیٰ
اوسے رد نہیں فرماتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ میں ستر دوستوں کا نام سجدہ میں لیتا ہوں اور ہر ایک کیواسطے
دعا کرتا ہوں بزرگوں نے کہا ہے کہ برادر وہ ہے جو تیری موت کے بعد جب وارث مال میراث کی قسمت میں مشغول ہوں دعا کرے اور ہر کام
کا اندیشہ کرے کہ حق تعالیٰ جل شانہ سے اوسکی بخشش کی [illegible] رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردہ کی مثل اوس ڈوبتے ہوئے کی
ہے جو ڈوب رہا ہو اور سہارا ڈھونڈھتا ہو مردہ بھی زن و فرزند اور دوستوں سے دعا کا منتظر رہتا ہے اور زندوں کی دعا کا نور
لیکر مردوں کی قبروں میں پہونچتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ دعا کو نور کے طباقوں میں مردوں کے سامنے پیش کرتے
ہیں کہ فلاں شخص کا ہدیہ ہے مردہ اوسطرح خوش ہوتا ہے جسطرح زندہ ہدیہ سے خوش ہوتا ہے آٹھواں حق یہ ہے کہ وفا کو دوستی کو نباہے
وفاداری ایسے کہ ایک معنی یہ ہیں کہ دوست کی وفات کے بعد اوسکے زن و فرزند اور دوستوں سے غافل نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ایک بڑھیا عورت حاضر ہوئی آپنے اوسکی تعظیم فرمائی لوگ اس بات سے متعجب ہوئے آپنے فرمایا کہ یہ عورت بی بی خدیجہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وقت میں ہمارے یہاں آیا کرتی تھی اور دوستی نباہنا ایمان میں داخل ہے اور وفاداری یہ ہے کہ جو شخص
کسی دوست سے علاقہ رکھتا ہو اوسکا فرزند ہو یا غلام یا شاگرد ہو اوس پر مہربانی کی نظر رکھے اور اوس مہربانی سے زیادہ تر ہو جو
کیا جاتا ہو دوست کے ساتھ رکھتا تھا اور وفاداری یہ ہے کہ اگر منصب یا دولت یا حکومت پائے تو اوسکی تواضع اور مدارات
نگاہ رکھے اپنے دوستوں سے غرور نہ کرے اور وفاداری یہ ہے کہ ہمیشہ دوستی قائم رکھے اور کسی سبب سے قطع محبت نہ کرے
اسواسطے کہ شیطان کا بڑا کام یہی ہے کہ دو دوستوں کو دشمن کر ڈالتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ
الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہے مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ
اِخْوَتِيْ اور وفاداری یہ ہے کہ دوستی کے حق میں کچھ فرق نہ آنے دے [illegible] وفادار وہ ہے کہ دوست کے

دشمن کے ساتھ دوستی نکرے بلکہ اوسکے دشمن کو اپنا بھی دشمن جانے اسواسطے کہ جو شخص کسی کا دوست ہو اور اوسکے دشمن کا بھی
دوست ہو تو یہ دوستی ضعیف ہوتی ہے نوین قسم یہ ہے کہ تکلف درمیان سے اوٹھا دے اور دوست کے ساتھ بھی ایسا ہی
رہے جیسا اکیلا رہتا ہے اگر ایک دوست دوسرے سے لحاظ رکھیگا تو وہ دوستی ناقص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
فرمایا ہے وہ دوست سب دوستون سے بدتر ہے جس سے معذرت اور تکلف کی تجھکو ضرورت پڑے حضرت جنید قدس سرہ
نے فرمایا ہے کہ مین نے بہت سے دوست دیکھے کوئی ایسے دو برادر نہ دیکھے کہ انمین سے ایک حشمت کے سبب سے دوسرے
کی وحشت کا باعث ہوا اگرچہ کسی مین کچھ عیب ہو بزرگون نے کہا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ ادب سے گذران کر اور اہل آخرت
ساتھ علم سے اور اہل معرفت کے ساتھ جس طرح تیرا جی چاہے کچھ صوفی اس شرط سے باہم صحبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیشہ
روزہ رکھے خواہ ہمیشہ کھانا کھاے یا رات بھر سوئے یا تمام شب نماز پڑھے تو دوسرا کچھ نپوچھے کہ اسکا کیا سبب ہے غرضکہ اتحاد
دوستی کے معنی یگانگی ہین اور یگانگی مین تکلف کو کچھ دخل نہین ہے دسوین قسم یہ ہے کہ اپنے تئین سب دوستون سے
کمتر سمجھے اور اونسے کسی بات کی امید اور آرزو نرکھے اور کوئی رعایت نچاہے اور سب حقوق ادا کرتا رہے حضرت جنید قدس سرہ
کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے مین برادر کمیاب ہے اور مکرر کہا حضرت جنید نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے
جو تیری خدمتگاری اور غمخواری کرے تو البتہ کمیاب ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اوسکی خدمتگاری اور غمخواری کرے تو بہتیرے
ہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئین دوستون سے بہتر جانیگا خود گنہگار ہوگا اور وہ اسکے حق مین گنہگار ہونگے اور
اگر اپنے تئین اونکے برابر سمجھیگا تو خود بھی تکلیف مین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہینگے اور اگر اپنے تئین اونسے کمتر جانیگا تو یہ وہ دونون
راحت و آرام سے رہینگے حضرت ابو معاویۃ الاسود رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرے سب دوست مجھسے بہتر ہین کہ مجھے
مقدم رکھتے ہین اور میری بزرگی جانتے ہین **تیسرا باب مسلمانون یگانون ہمسایون لونڈی غلامون کے
حقوق کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ ہر ایک کا حق اوسکی قرابت کی قدر ہوتا ہے اور قرابت کے درجے مین حقوق
اون درجون کے قدر ہوتے ہین اور جو برادری خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ بہت قوی رابطہ ہے اوسکے حقوق مذکور ہوچکے ہین
جس کسی کے ساتھ دوستی نہو فقط دینی قرابت ہو اوسکے بھی کئی حق ہین پہلا حق یہ ہے کہ آدمی جو چیز اپنے واسطے پسند نہین کرتا
وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی پسند نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانون کی مثال ایک آدمی کی سی ہے
کہ جب اوسکا ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے اور سب اعضا درد ناک ہوتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے
نجات چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ کلمۂ شہادت پر مر جاے اور جو امر پسند نہین کرتا کہ لوگ اوسکے ساتھ کرین وہ امر خود بھی
اورون کے ساتھ نکرے حضرت موسی علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالی سے پوچھا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین بڑا عادل
کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے دوسرا حق یہ ہے کہ کوئی مسلمان اوسکے ہاتھ اور اوسکی زبان سے
رنج نپاے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ کون شخص مسلمان ہے لوگون نے

عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین
اور کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مومن کون ہے آپنے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس سے مومنون کو جان و مال مین بیقراری نہو
پھر پوچھا کہ مہاجر کون ہے ارشاد ہوا کہ مہاجر وہ ہے جو برے کام چھوڑ دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ کسی مسلمان کو حلال نہین کہ آنکھ سے ایسا اشارہ کرے کہ کوئی مسلمان اشارہ کے سبب سے رنجیدہ ہو اور یہ بھی حلال نہین کہ
کوئی ایسا کام کرے جسکے سبب سے کوئی مسلمان گھبرا جائے اور ڈرے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالی
دوزخیون کو خارش مین مبتلا کریگا اسقدر کھجاوینگے کہ ہڈیان نکل آوینگے پھر پکارا جائیگا کہ محنت اور اذیت کیسی ہے
وہ کہینگے کہ نہایت سخت اور بہت بڑی ہے جواب آئیگا کہ یہ اذیت اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین مسلمانون کو ستاتے تھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے ایک شخص کو بہشت مین دیکھا کہ سیر کرتا پھرتا تھا یہ کرامت اسکو
اس سبب سے نصیب ہوئی کہ اوسنے راہ پر سے ایک درخت کاٹ ڈالا تھا تاکہ کسی کو تکلیف نہو تیسرا حق یہ ہے کہ کسی پر
تکبر نکرے اسواسطے حق سبحانہ تعالی متکبرون سے دشمنی رکھتا ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر وحی
نازل ہوئی کہ فروتنی اختیار کرو تاکہ کوئی کسی پر فخر نکرے اسیواسطے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین بیوہ عورتون
اور مسکینون کے ساتھ جاتے اور اونکی حاجت روائی کرتے یہ نچاہیے کہ آدمی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے کہ شاید وہ خدا کا ولی ہو
اور اسے خبر نہو کہ حق تعالی نے اولیا کو پوشیدہ رکھا ہے تاکوئی اونکی طرف راہ نہ پاسکے چوتھا حق یہ ہے کہ غماز کی بات کسی
مسلمان کے حق مین نہ سنے کیونکہ مرد صالح کی بات سننا چاہیے غماز فاسق ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ کوئی غماز بہشت مین
نجائیگا اے عزیز جان تو کہ جو تیرے سامنے اورون کی بدی کریگا وہ اورون کے سامنے تجھے بھی برا کہیگا اوس سے دور رہنا
چاہیے اور اوسکو جھوٹا سمجھنا چاہیے پانچوان حق یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نکرے اسواسطے کہ
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے بات موقوف کرنا درست نہین ہے
انمین بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
سے فرمایا کہ تیرا مرتبہ اور نام مین نے اسواسطے بڑا کیا کہ تو نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ اگر تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا گناہ معاف کریگا تو حق تعالی تیری عزت اور بزرگی زیادہ کریگا چھٹا حق یہ ہے کہ حتی المقدور
ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے وہ نیک ہو خواہ بد حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے ساتھ ہوسکے نیکی کر اگر وہ اس قابل نہین
مگر تو تو اس لائق ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے بعد خلائق سے دوستی کرنا اور پارسا اور ناپارسا کے ساتھ احسان
کرنا اصل عقل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص بات کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہاتھ پکڑتا تو جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تب تک آپ نچھوڑتے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بات کرتا تو آپ اوسکی طرف
بالکل متوجہ ہوجاتے اور جبتک بات تمام نہوتی صبر فرماتے ساتوان حق یہ ہے کہ بزرگون کی تعظیم کرے اور بچون پر رحم کرے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بوڑھوں کی عزت نہ کریگا اور بچوں پر رحم اور شفقت نہ کریگا وہ میری امت میں نہیں
ہے کہ سفید بالوں کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے اور فرمایا ہے کہ جو جوان بوڑھوں کی تکریم کرتا ہے حق تعالی جل شانہ جوانوں کو توفیق دیگا
کہ بوڑھاپے میں اوسکی تعظیم کریں یہ درازی عمر کی خوشخبری ہے کہ جس کسیکو بوڑھوں کی تکریم کی توفیق ہوگی تو اسپر دلیل ہے کہ وہ بھی
بوڑھا ہوگا کہ اسکا بدلا دیکھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے تو لوگ لڑکوں کو آپکی خدمت با برکت میں حاضر لاتے
آپ کسی کو سواری پر آگے بٹھاتے کسی کو پیچھے وہ آپس میں فخر کرتے اور کہتے حضرت نے مجھے آگے بٹھالا اور تجھے پیچھے ایک چھوٹے
سے بچے کو آپ کے پاس لیگئے کہ آپ اوسکا نام رکھدیں اور اوسکے حق میں دعا سے خیر کریں آپنے اوسکو گود میں لیلیا ایسا ہوتا
کہ کوئی لڑکا اگر پیشاب کرنے لگتا لوگ غل مچاکر چاہتے کہ حضرت سے لیلیں آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو تاکہ پورا پیشاب کرلے
اسکا پیشاب بند کرکے اور اوسکے سامنے آپ پیشاب نہ دھوتے کہ وہ رنجیدہ نہو جب وہ باہر چلا لیجاتا تو آپ دھوڈالتے اور اگر لڑکا خورد سال
ہوتا تو پانی اوسکے پیشاب پر چھڑک لیتے اور بچھا رہنے دیتے چھٹواں حق یہ ہے کہ سب مسلمانوں کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی
اور خندان رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کشادہ رو اور سہل گیر کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو نیک کام سب سے بہتر ہے وہ آسانی اور کشادہ پیشانی اور شیرین زبانی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ
ایک غریب عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے راہ روک کر کھڑی ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ مجھے آپسے کچھ کام ہے
آپنے فرمایا کہ اے مائی جہاں تیرا جی چاہے بیٹھ جا میں تیرے ساتھ [illegible] آپ بھی بیٹھ گئے جبتک اوس
اپنا تمام حال عرض کیا آپ بیٹھے رہے ساتواں حق یہ ہے کہ کسی مسلمان [illegible]
تین چیزیں پائی جائیں وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہو ایک یہ کہ جھوٹ بولتا ہو دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو
تیسرے امانت میں خیانت کرتا ہو آٹھواں حق یہ ہے کہ ہر ایک کی تعظیم اوسکے مرتبے کے موافق کرے جو شخص لوگوں میں معزز ہو
اوسکی بڑی تعظیم کرے جب کوئی شخص لباس فاخرہ اور سواری اسپ اور تجمل رکھتا ہو تو سمجھے کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے ام المومنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک سفر میں تھیں جب دسترخوان بچھا ایک فقیر آیا تو بولیں ایک روٹی اسکے دیدو اور
ایک سوار آ پہنچا بولیں اسے بلاکر کھانا [illegible] کہا کہ آپنے فقیر کو چھوڑکر امیر کو بلایا حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حق تعالی نے ہر ایک کا
مرتبہ عنایت کیا ہے ہمکو اسپر ہر ایک کا حق نگاہ رکھنا چاہیے فقیر ایک روٹی سے خوش ہو جاتا ہے امیر کے ساتھ ایسا کرنا نامناسب ہے اور
ساتھ وہ امیر بیٹھیں وہ خوش ہو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آوے تو اوسکی تعظیم کرو کوئی
شخص ایسا ہوتا تھا کہ جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوۃ والثنا اپنی چادر اوسکے عزت کے لیے بچھا کر بیٹھاتے ایک بڑھیا [illegible] آپکی
[illegible] آپنے اوسکے لیے چادر بچھا دی اور فرمایا [illegible]
[illegible] حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ
[illegible] مسلمانوں [illegible] رسول مقبول صلی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تمہین بتاؤن کہ کیا چیز روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے لوگون نے عرض کیا ارشاد کیجیے فرمایا
مسلمانون مین صلح کرادینا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے بیٹھے ہنسے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون ہنسنے کا کیا سبب ہے فرمایا میری امت مین سے
دو مرد رب العزت کے سامنے زانو کے بل کھڑے ہین ایک تو کہتا ہے کہ بارخدایا اس سے میرا انصاف کروے کہ اسنے مجھپر ظلم کیا ہے
اوس سے حق تعالی فرماتا ہے اسکا حق دے دے وہ عرض کرتا ہے کہ بارخدایا میری سب نیکیان تو عیبون نے لیلی ہین اب میرے
پاس کچھ نہین باقی ہے حق تعالی دادخواہ سے فرماتا ہے کہ اب تو کیا کریگا اسکے پاس تو کوئی نیکی نہین ہے وہ عرض کرتا ہے کہ
میرے گناہ اسے حوالے فرما تو اسکے گناہ اوسکے سر رکھتے ہین اور ہنوز مظلمہ باقی رہتا ہے یہ کہکر جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا
روئے اور فرمایا کہ یہی بہت بڑا دن ہے کہ ہر ایک اس امر کا حاجتمند ہوتا ہے کہ اوس سے اوسکا بار عصیان اوتار لین اوسوقت ارحم الراحمین
دادخواہ سے فرماتا ہے کہ سر اوٹھا دیکھ تو تجھے کیا دکھائی دیتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار چاندی کے شہر دیکھتا ہون سونے
کے مکانات دیکھتا ہون کہ جواہر اور موتیون سے جڑے ہوئے ہین آیا یہ کسی پیغمبر کی ملک ہین یا کسی شہید کی یا صدیق کی حق تعالی
ارشاد فرماتا ہے یہ اوسی کی ملک ہین جو انکی قیمت دے وہ عرض کرتا ہے یارب العالمین بھلا انکی قیمت کون دے سکتا ہے حکم الحاکمین
ارشاد کرتا ہے کہ تو دے سکتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ بارخدایا مین کیونکر دے سکتا ہون ارشاد ہوتا ہے کہ تو اسطرح دے سکتا ہے
کہ اپنے اس بھائی کا گناہ معاف کردے وہ بے اختیار عرض کرتا ہے کہ یا ارحم الراحمین مین نے اسکا گناہ معاف کیا حکم ہوتا ہے
کہ اوٹھ اور اسکا ہاتھ پکڑ اور تم دونون جنت مین جاؤ یہ کہکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی سے ڈرو اور آپس مین
صلح کیا کرو کہ حق تعالی قیامت کے دن مسلمانون مین صلح کرتا ہے پانچوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کے تمام عیبون اور پوشیدہ
برائیون کو چھپائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اس جہان مین مسلمانون کی پردہ پوشی کریگا قیامت کے دن
حق تعالی اوسکے گناہون کو پوشیدہ رکھیگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ اگر چور کو
پکڑتا ہون خواہ چور ہو خواہ شرابی یہی چاہتا ہون کہ حق تعالی اسکے گناہ فاحش کو چھپاوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اے لوگون جنہون نے فقط زبان سے کلمہ پڑھا ہے اور تمہارے دلون مین ایمان نہین آیا لوگون کی غیبت نکیا کرو اور انکی
پوشیدہ برائیون کا تجسس نکیا کرو جو شخص کسی مسلمان کا عیب تجسس کرتا ہے حق تعالی اوسکا عیب فاش کرتا ہے تاکہ وہ رسوا ہو
اگرچہ گھر کے اندر ہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مجھے یاد ہے کہ سب سے پہلے ایک شخص کو لوگون نے چوری مین
پکڑا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے تاکہ آپ اوسکا ہاتھ کاٹین آپ کے چہرہ نورانی کا رنگ متغیر ہوگیا
لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو اس کام سے کیا کراہت آئی فرمایا کیون نہ آئے اپنے بھائیون کی دشمنی مین شیطان کا
مددگار کیون ہون اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالی تمہین بخشدے اور تمہارے گناہ چھپا لے اور معاف کرے تو تم بھی لوگون کے
گناہ چھپاؤ کیونکہ جب سلطان کے پاس پہنچینگے تو حد قائم کرنے سے کچھ چارہ نہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

۵۱ ایک رات گشت کے واسطے نکلے ایک گھر سے سرود کی آواز آئی آپ چھت پر چڑھ گئے جب گھر مین گئے تو ایک مرد کو دیکھا کہ رنڈی
کے ساتھ شراب پی رہا ہے کہا اے دشمن خدا تو سمجھا تھا کہ تیرے ایسے گناہ کو حق تعالی چھپا دیگا اوسنے عرض کیا یا امیر المومنین
۵۲ جلدی نکیجیے مین نے اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپنے تین گناہ کیے ہین حق تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا اور آپنے جستجو کی اور فرمایا ہے
وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا اور آپ چھت پر سے آئے اور فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا
اور آپ بے اجازت چلے آئے اور سلام بھی نکیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر مین معاف کرون تو تو توبہ کریگا اوسنے
۵۳ عرض کیا ہان توبہ کرونگا اور پھر ہرگز ایسے کام کے پاس نجاونگا آپنے معاف کیا اور اوسنے توبہ کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جسنے لوگون کی وہ باتین سننے کے واسطے کان لگایا جو بے اوسکے کرتے تھے قیامت کے دن اوسکے کان مین
سیسا پگھلا کر ڈالا جائیگا تیرہوان حق یہ ہے کہ تہمت کی راہ سے دور رہے تاکہ مسلمانون کے دل کو بدگمانی سے اور زبان کو
عیب سے بچائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا سبب ہوتا ہے تو اوس گناہ مین خود بھی شریک ہوجاتا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہوتا ہے جو اپنے مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا
کون کریگا کہ اپنے مان باپ کو خود گالی دے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے مان باپ کو گالی دیگا تاکہ وہ اوسکے مان باپ کو گالی دے
تو وہ گالی خود اوسنے دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تہمت کی جگہ بیٹھے اوسے درست نہین
کہ اوس شخص کو ملامت کرے جو اوس سے بدگمان ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم او رمضان کے اخیر مین ام المومنین حضرت بی بی صفیہ
رضی اللہ عنہا سے مسجد مین باتین کرتے تھے ایک شخص وہان آنکلا آپنے اوسے بلایا اور فرمایا یہ میری بی بی ہے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوگ اور کسی سے بدگمانی کرین تو کرین آپ سے نہیں کرسکتے فرمایا شیطان آدمی کے بدن مین ایسا
سیر کرتا ہے جسطرح خون رگون مین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ راستے مین ایک عورت سے
باتین کرتا تھا اوسے دُرّہ مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر یہ میری جورو ہے فرمایا تو ایسی جگہ کیون نہین باتین کرتا جہان
کوئی ندیکھے چودہوان حق یہ ہے کہ اگر صاحب جاہ و منزلت ہے تو کسی کی سعی کرنے مین دریغ نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھسے مطلب چاہو پھر سے دل مین ہوتا ہے کہ دون لیکن دیر کرتا ہون تاکہ تم مین سے کوئی سعی کرے
اور اوسکو بھی اجر ملے سعی کرو ثواب پاؤ اور فرمایا ہے کوئی صدقہ زبانی صدقہ سے بہتر نہین لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم
زبانی صدقہ کیا ہے فرمایا وہ سعی جس سے کسی کی جان بچائے یا کسی کو نفع پہونچائے یا اذیت سے بچائے پندرہوان حق یہ ہے
کہ جب سنے کہ کوئی مسلمان کے حق مین زبان درازی کرتا ہے اور اوسکی آبرو یا اوسکے مال کا قصد رکھتا ہے اور وہ مسلمان
غائب ہے تو خود جواب دینے مین اوسکا نائب بنجائے اور اوسے ظلم سے بچائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جو مسلمان اوس جگہ کسی مسلمان کی یاری کریگا جہان لوگ اوسکی بری بات کہتے ہین اور اوسکی بے حرمتی کے درپے ہین تو حق تعالی
اوس یاری کرنیوالے کی اوس جگہ مدد کریگا جہان مدد کا وہ نہایت محتاج ہو اور جو مسلمان ایسی جگہ نصرت فروگذاشت کریگا

اور جستجو کرو ۱۲
اور آؤ تم گھرون مین اونکے دروازون سے ۱۲
نہ داخل ہو تم گھرون مین سوا اپنے گھرون کے جبتک اجازت چاہو اور سلام کرو اونکے گھر والون کو ۱۲

جہاں لوگ کسی مسلمان کی بےحرمتی کرتے ہوں تو حق تعالیٰ اوس فروگذاشت کرنیوالے کو بھی اوس وقت ذلیل اور ضائع کریگا جب وہ اپنی
نصرت کو نہایت دوست رکھتا ہو سولھواں حق یہ ہے کہ جب کسی بڑے آدمی کی صحبت میں پہنچ جائے تو جہانتک ہو سکے
اوسکے ساتھ مدارا کرے اور بالمشافہہ بختی اور دشمنی نکرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیۂ کریمہ وَیَدْرَءُونَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے معنے یوں کہے ہیں کہ سلام اور مدارات سے برائی کا عوض کرو حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہونیکی اجازت چاہی آپنے فرمایا اجازت
دو اور یہ شخص اپنے قوم کا برا آدمی ہے جب وہ شخص آیا تو آپنے اوسقدر اوسکی مراعات فرمائی کہ میں سمجھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک اسکا بڑا مرتبہ ہے جب وہ باہر گیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اوسکو برا آدمی بھی فرمایا اور پھر اسکی مدارات کی
فرمایا کہ اے عائشہ رضی قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ آدمی بدتر ہوگا جسکے شر کے خوف سے لوگ اوسکے ساتھ مدارات کرینگے
اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ بدگوئیوں کی زبان سے اپنی آبرو جس چیز کی بدولت تو بچا سکے وہ چیز صدقہ ہے حضرت ابو الدرداء
نے کہا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ ہم اونکے سامنے تو ہنستے ہیں لیکن ہمارا دل اونپر لعنت کرتا ہے سترھواں حق یہ ہے
کہ فقیروں کے ساتھ صحبت اور دوستی رکھے اور امیروں کے پاس بیٹھنے سے حذر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مردوں کے پاس نہ بیٹھو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا امیر لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت
میں جہاں کوئی مسکین دیکھتے اوسکے پاس جا بیٹھتے اور فرماتے کہ مسکین مسکین کے پاس بیٹھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یا مسکین
کہنے سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا نے یوں دعا کی ہے کہ بارخدایا جبتک تو مجھے زندہ رکھے
مسکین رکھ اور جب مارا چاہے تو مسکین ہی مار اور جب حشر کرے تو مسکینوں کے ساتھ حشر کیجیو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ
بارخدایا میں تجھے کہاں ڈھونڈھوں فرمایا شکستہ دلوں کے پاس اٹھارھواں حق یہ ہے کہ مسلمانوں کا دل خوش کرنیکو
اور اونکی حاجت روائی اپنے نفس کے لیے کوشش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی
حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اوسنے حق تعالیٰ کی خدمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی آنکھ روشن
کریگا قیامت کے دن حق تعالیٰ اوسکی آنکھ روشن کریگا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی دن کو یا رات کو کسی گھڑی اپنے مسلمان بھائی کے
کام کے لیے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] حق تعالیٰ اوسے [illegible]
[illegible] عرض کیا کہ یا رسول اللہ
[illegible] حق تعالیٰ کے نزدیک کوئی عبادت
اس سے [illegible] کوئی گناہ
[illegible] ایمان [illegible]

اور فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان کا غم نہو وہ میری امت مین نہین ہے حضرت فضیل کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہے تھے پوچھا تم کیون
روتے ہو فرمایا کہ ان غریب مسلمانون کے رنج مین جنھون نے مجھپر ظلم کیا ہے فردا ے قیامت کو انسے سوال ہوگا کہ تمنے کیون ظلم کیا
وہ رسوا ہونگے اور اونکا کوئی عذر پیش رفت نہوگا حضرت معروف کرخی نے کہا ہے کہ جو شخص روز تین بار کہیگا اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ
اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اوسکا نام ابدالون مین لکھین گے بیسوان حق
یہ ہے کہ جسکے پاس پہونچے بات کرنے سے قبل پہلے خود سلام کرے مصافحہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص
سلام سے پہلے بات کرے اوسے جواب ندو جبتک پہلے سلام نہ کرے ایک شخص جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوا اور سلام نکیا آپنے فرمایا باہر جا کر پھر آ اور سلام کر حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب آٹھ برس مین نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپنے فرمایا کہ اے انس طہارت پوری کیا کر تاکہ تیری عمر دراز ہو اور جسکے پاس جایا کرے پہلے اوسے سلام کیا کر تاکہ
تیری نیکیان زیادہ ہون اور جب اپنے گھر مین جایا کر تو اپنے لوگون سے سلام علیک کیا کر تاکہ تیرے گھر مین خیر بہت ہو ایک شخص حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا السلام علیکم آپنے فرمایا کہ اسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاوینگی دوسرا شخص حاضر ہوا
اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپنے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیان لکھین گے تیسرا شخص آیا اوسنے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپنے فرمایا اسکے تیس نیکیان لکھی جاوینگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب گھر مین جاؤ تب سلام کرو اور
جب نکلو تب بھی سلام کرو پہلا سلام پچھلے سلام سے افضل نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہین تو ستر رحمتین انکو
تقسیم کیجاتی ہین انہتر رحمتین اوسکا حصہ ہوتی ہین جو اون دونون مین زیادہ خندان اور کشادہ رو ہوتا ہے اور جب دو مسلمان باہم
سلام کرتے ہین تو سو رحمتین اوترتی ہین نوے اوسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اوسکا حق ہے جو جواب دیتا ہے اور
بزرگان دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے حضرت ابو عبیدہ جراح نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے حضرت
انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم کسی دوست کے پاس جاوین تو پشت خم کرین
فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اوسکا ہاتھ چومین فرمایا نہین پھر پوچھا مصافحہ کرین فرمایا ہان لیکن جب سفر سے کوئی پھر کر آوے تو منہ پر بوسہ دینا
اور بغل گیر ہونا سنت ہے اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سرو قد کھڑے ہو جانے سے خوش نہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص ہمین محبوب نہ تھا اسکے واسطے ہم سرو قد نہ اوٹھتے تھے ہمین معلوم تھا
کہ آپ اس امر سے ناراض ہوتے ہین لیکن جہان بے ادبی نہوگی ہے وہان اگر کوئی تعظیم کے واسطے سرو قد اوٹھے گا تو مضائقہ نہین
ہے مگر کسیکے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا منع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ
لوگ اوسکے سامنے دست بستہ کھڑے ہون اور وہ خود بیٹھا رہے اوس سے کہدو کہ دوزخ مین اپنی جگہ ٹھہرا لے اکیسوان حق
یہ ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین تعلیم
فرمایا ہے کہ جب چھینک آوے تو الحمد للہ رب العالمین کہے اور جو شخص سنے وہ یرحمک اللہ کہے پھر وہ کہے یغفر اللہ لی ولکم

۵۱ ای اللہ نیک کر امت محمد کو ای اللہ رحم کر امت محمد پر ای اللہ فراغت دے تو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲

اور جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے گا یرحمک اللہ کا مستحق نہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی آواز پست کرتے اور منہ پر
ہاتھ رکھ لیتے اگر پاخانہ پھرتے یا پیشاب کرنے میں کسیکو چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ اگر
زبان سے کہیگا تو بھی مضائقہ نہیں ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو
نزدیک ہے جو آہستہ بات کروں یا دور ہے تا پکار کر کہوں ارشاد ہوا کہ جو مجھے یاد کریگا میں اوسکا ہمنشین ہوں پھر عرض کیا کہ یا الٰہی
میرے بہت سے حال میں مثلاً جنابت اور قضاء حاجت ایسے حال میں تجھے یاد کرنا بے ادبی ہے ارشاد ہوا کہ ہر حال میں مجھے
یاد کر اور کچھ اندیشہ نکر اکیسواں حق یہ ہے کہ آشنا کی بیمار پرسی کرے اگرچہ دوست نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کریگا بہشت میں جائیگا اور جب عیادت کرکے پھرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہیں تا کہ اوسپر
درود پڑھیں سنت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے اور احوال پرسی کرے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم أُعِیذُكَ
بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ
نے فرمایا ہے کہ میں بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار تشریف لا کر یہی دعا پڑھی اور بیمار کے واسطے سنت یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے
اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ اور جب کوئی پوچھے کہ کیسا ہے تو گلہ نکرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی
بندہ بیمار ہوتا ہے حق تعالی دو فرشتے اوسپر تعینات فرماتا ہے کہ دیکھتے رہیں کہ جب کوئی عیادت کے واسطے آتا ہے تو وہ بیمار شکر
کرتا ہے یا شکایت اگر شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خیریت ہے الحمد للہ تو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مجھپر واجب ہے کہ اگر اپنے بندے کو
بلاؤنگا تو رحمت کے ساتھ بلاؤنگا اور بہشت میں پہنچاؤنگا اور اگر صحت دونگا تو اس بیماری کے سبب سے اوسکے گناہ بخشونگا
جو گوشت اور خون وہ پہلے رکھتا تھا اوس سے بہتر دونگا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ
میں درد ہوا ہو چاہیے کہ جورو کے مہر میں سے کچھ لیکر شہد خریدے اور برسات کے پانی میں گھول کر پیئے شفا پائیگا اسواسطے کہ حق تعالی نے
مینہ کے پانی کو مبارک اور شہد کو شفا اور عورتوں کے مہر کو جو بخشدیں سازگار خوشگوار فرمایا ہے جب تینوں چیزیں باہم ملینگی
تو بیشک شفا پائیگا خلاصہ بیمار کا ادب یہ ہے کہ گلہ اور بیصبری نکرے اور یہ امید رکھے کہ بیماری اسکے گناہوں کا کفارہ ہوگی اور جب
دوا پیئے تو دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہیں اور عیادت کے آداب یہ ہیں کہ دیر تک نہ بیٹھے اور بہت احوال پرسی نکرے
اور صحت کی دعا مانگے اور اسکی بیماری کے سبب سے اپنے تئیں غمگین جتائے اور گھر کے اندر مکانات اور دیواروں کو نہ دیکھے
اور جب بیمار کے دروازے پر جائے تو اجازت چاہے اور دروازے کے سامنے نہ کھڑا رہے بلکہ ایک طرف کھڑا ہو اور دروازے کو
آہستہ کھٹکھٹائے اور یوں نہ پکارے کہ اے غلام جب اندر سے کوئی پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ میں ہوں اے غلام بلکہ
سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے جو کوئی کسیکا دروازہ کھٹکھٹائے وہ یوں ہی عمل میں لائے بائیسواں حق جنازہ کے ساتھ جانا ہے ر
سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے وہ ایک قیراط اجر پاتا ہے اگر دفن تک
رہے تو دو قیراط اجر ملیگا اور ہر قیراط کوہ احد کے برابر ہوگا جنازے کے ساتھ جائیگا [illegible]

عبرت سے موت کو یاد کرے حضرت اعمش نے کہا ہے کہ جب ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ نہ پہچانتے کہ کس سے تعزیت کرین یعنی ہر ایک
[illegible] سے زیادہ غمگین نظر آتا تھا کچھ لوگ ایک مردہ کا غم کرتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ اپنا غم کرو اسواسطے کہ مردہ
نے تو تین ہولون سے رہائی پائی ملک الموت کا منہ دیکھ چکا موت کی تلخی چکھ چکا خاتمہ کے ڈر سے نکل گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مردے کے پیچھے جاتی ہین دوست اور مال اور عمل دوست اور مال تو پھر آتے ہین عمل اسکے ساتھ رہتے ہین
[illegible] والا حق یہ ہے کہ زیارت قبور کے واسطے جاے اور اونکے واسطے دعاے مغفرت کرے اور عبرت لے اور سمجھے کہ یہ پہلے
چلے گئے مجھکو بھی جلدی جانا ہے اور نیز خاک ہونا ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کریگا
اوسکی قبر بہشت کے گلزارون مین سے ایک گلزار ہوگی اور جو بھول جائیگا اوسکی قبر دوزخ کے غارون مین ایک غار ہوگی حضرت
ربیع ابن خثیم [illegible] تابعین مین سے ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنے گھر مین قبر کھودی تھی تاکہ جب [illegible]
کچھ غفلت پاتے قبر مین آرام فرماتے اور ایک ساعت کے بعد کہتے کہ یا الٰہی پھر مجھے دنیا مین بھیج تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کرون
[illegible] اوٹھکر کہتے کہ ہان اے ربیع پھر تجھے بھیجا اسکے پہلے کوشش کر کہ ایک بار ایسی نوبت آئیگی کہ پھر تجھے دنیا مین جانیکی
اجازت نہ ملیگی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان مین جا کر ایک قبر پر بیٹھے اور
بہت روے مین آپکے پاس تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ یہ میری ماں کی قبر ہے حق تعالیٰ سے
مین نے اجازت چاہی کہ مین اسے ملون اور اسکی مغفرت چاہون ملنے کی تو اجازت دی دعا کی اجازت نہ دی محبت فرزندی سے
دل میرا [illegible] مسلمانون کے جو حقوق فقط اسلام کی نظر سے نگاہ رکھنا چاہیے اون کا بیان [illegible]
[illegible] ہمسایون کے حقوق اونکے علاوہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ہمسایہ
ایسا ہے جسکا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے اور کوئی ہمسایہ ہے جسکے دو حق ہین وہ ہمسایہ مسلمان ہے اور کوئی ہمسایہ ایسا
ہے کہ جسکے تین حق ہین وہ ہمسایہ یگانہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے حق ہمسایہ
کی نصیحت کرتے تھے یہانتک کہ مین سمجھا کہ ہمسایہ کو میری میراث پہونچیگی اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت کا ایمان لایا اوسے
کہدو کہ اپنے پڑوسی کی تکریم کیا کرے اور فرمایا ہے کہ جسکا شر [illegible] پڑوسی [illegible] وہ مسلمان نہین اور فرمایا کہ وہ شخص جو قیامت مین
[illegible] سے وہ پڑوسی ہونگے اور فرمایا ہے کہ جسنے پڑوسی کے کتے کو پتھر مارا اسنے پڑوسی کو ایذا دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگون نے عرض کیا کہ فلانی عورت دنکو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھتی ہے لیکن پڑوسی کو ستاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ دوزخ
مین جائیگی اور فرمایا ہے کہ چالیس گھر تک حق ہمسایہ ہے حضرت زہری نے کہا ہے چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے چالیس گھر
داہنے چالیس گھر بائین [illegible] تو کہ ہمسایہ کا حق فقط یہی نہین ہے کہ تو اوسکو ستاے نہین بلکہ اوسکے ساتھ احسان کرنا ضرور
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ پڑوسی فقیر امیر سے قیامت کے دن جھگڑیگا اور کہیگا کہ یا اللہ اس سے پوچھ کہ اسنے
میرے ساتھ نیکی کیون نہ کی اور مجھے اپنے گھر مین کیون نہ آنے دیا ایک شخص کو چوہون سے کمال تکلیف تھی لوگون نے کہا تو بلی

کیون نہین پاتا کہا مجھے یہ خوف ہے کہ بلی کی آواز سنکر چوہے پڑوسی کے گھر مین چلے جائینگے تو جو بات مین اپنے واسطے نہین
پسند کرتا وہ اوسکے واسطے پسند کیون ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے حق
یہ ہے کہ اگر تمسے مدد چاہے تو مدد کرو اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر محتاج ہو تو اوسکی خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر مرجائے
تو اوسکے جنازے کے ساتھ جاؤ خوشی مین تہنیت غمی مین تعزیت بجا لاؤ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اوٹھاؤ کہ ہوا اوس سے رکے
اگر میوہ خریدا ہے تو اوسے بھی بھیجو اگر نہین بھیج سکتے تو پوشیدہ کرو اور اپنے لڑکون کو میوہ ہاتھ مین لیے ہوئے باہر نجانے دو
کہ اوسکا لڑکا رنجیدہ نہو اور اپنے باورچی خانے کے دہوین سے اوسے رنجیدہ نکرو مگر یہ کہ اوسے بھی کہانا بہیجو اور فرمایا ہے کہ
تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ حق ہمسایہ اوسی سے ادا ہوتا ہے جسپر
خدا تعالی رحمت کرتا ہے حقوق ہمسایہ مین سے یہ بھی ہے کہ کوٹھے پر سے اوسکے گھر مین نہ دیکھے وہ اگر تیری دیوار پر کڑی
رکھتا ہو تو اوسے منع نکر اور اوسکا پرنالا بند نکر اگر تیرے گھر کے دروازے کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اوس سے نہ لڑ اور
جو کچھ اوسکا عیب ہو اوسے چھپاؤ اور کہانے کی کوئی بات اوسکے ساتھ نہ کر اوسکی عورتون سے اپنی آنکھ بچا اوسکی لونڈیون کو
بہت نہ دیکھ یہ باتین مسلمانون کے حقوق کے سوا ہین انکو یاد رکھ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ میرے دوست
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تو جب کچھ پکائے تو اوسمین بہت سا شوربا ڈال اور اوسمین سے پڑوسی کو
بہیج ایک شخص نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے پوچھا کہ پڑوسی میرے غلام کا شکوہ کرتا ہے اگر اوسکو بے دلیل مارون تو
گنہگار ہون اگر نہ مارون تو پڑوسی برا مانتا ہے حیران ہون کیا کرون اونہون نے فرمایا کہ تامل کر تا کہ غلام کوئی نادانی کرے جس سے
سیاست اور ادب کے قابل ہو جائے ادب دینے مین تاخیر کر تا کہ پڑوسی تجھسے شکایت کرے پھر غلام کو سزا دے تاکہ دونو
حق ادا ہو جائے خویش اور بیگانون کے حقوق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا
کہ مین رحمان ہون اور قرابت رحم ہے مین نے اپنے نام سے اسکا نام رکہا ہے جو صلہ رحم کرتا ہے مین اوس سے ملتا ہون
جو قطع رحم کرتا ہے مین اوس سے قطع محبت کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ
میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو اوس سے کہدو کہ اپنے خویشون کے ساتھ نیکی کرے اور فرمایا ہے کہ صلہ رحم سے زیادہ کوئی عبادت کا
ثواب نہین ہے حتی کہ بعضے لوگ فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین جب صلہ رحم کرتے ہین تو اوسکے مال اور اولاد مین اونکی برکت
سے افزایش ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ اوس سے بہتر نہین ہے کہ اون قرابتیون کو تو دے جو تیرے ساتھ دشمنی رکھتے ہین
ایعزیز جان تو کہ صلہ رحم کے یہ معنی ہین کہ اہل قرابت اگر تجھسے قطع کرین تو تو اونسے مل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ نیکیون مین سے یہ افضل ہے کہ جو تجھسے قطع کرتا ہے تو اوس سے مل اور جو تجھے محروم رکھتا ہے تو اوسے عطا دے اور جو تجھپر ظلم
کرتا ہے تو اوسے معاف کر ماں باپ کے حقوق ایعزیز جان تو کہ انکا حق بہت بڑا ہے اسواسطے کہ انکی قرابت زیادہ ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص باپ کا حق ادا نہین کرسکتا تاوقتیکہ اوسکو غلام پائے اور مول لے کر

آزاد نہ کرو ے اور فرمایا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا نماز روزہ حج عمرہ جہاد سب سے افضل ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ بہشت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے سونگھین گے مگر فرزند عاق اور قطع رحم کرنیوالا آدمی نہ سونگھے گا حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص ماں باپ کی اطاعت نکرے مین اوسے نافرمان لکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماں باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا ان دونون کو بھی ثواب ملتا ہے اور اسکا ثواب بھی کم نہین ہوتا ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ مر گئے ہین مجھپر اونکا کیا حق ہے جو ادا کرون فرمایا اونکے واسطے نماز پڑھ اور مغفرت مانگ اور اونکا عہد اور وصیت بجا لا اور اونکے دوستون کی تکریم کر اور اونکے عزیزون کے ساتھ احسان کر اور فرمایا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق سے دونا ہے

فرزندون کے حقوق ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین کسکے ساتھ احسان کرون آپنے فرمایا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اوسنے عرض کیا کہ وہ تو مر گئے فرمایا فرزند کے ساتھ احسان کر کہ جیسا باپ کا حق ہے ویسا ہی فرزند کا بھی حق ہے فرزند کے حقوق مین یہ امر بھی ہے کہ بدخوئی کے سبب سے اوسے نافرمانی کے قریب نہ لائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ایسے باپ پر رحمت کرے جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا جب سات دن کا ہو اوسکا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور پاک کرو جب چھ برس کا ہو ادب سکھاؤ جب نو برس کا ہو تو اوسکا بچھونا جدا کردو اور تیرہ برس کی عمر مین نماز کے واسطے مارو جب سولہ برس کا ہو اوسکا نکاح کردو اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر کہدو کہ مین نے تجھے ادب سکھا دیا تیری تربیت کردی تیرا نکاح کردیا اب خدا کی پناہ مانگتا ہون دنیا مین تیرے فتنے سے اور عقبی مین تیرے عذاب سے اور فرزندون کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ اونکے درمیان داد و دہش اور پیار اور سب بھلائیون مین مساوات رکھے اور چھوٹے بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے تھے اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین نے کبھی کسیکو بھی بوسہ نہین دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نکریگا اوسپر خدا کی رحمت نازل نہوگی ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے حضرت امام حسن علیہ السلام گر پڑے فوراً آپنے منبر سے اوترکر اوٹھا لیا اور یہ آیت پڑھی إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ایکمرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے جب سجدہ مین گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے آپکی گردن مبارک پر پاؤن رکھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سمجھے کہ شاید وحی آئی ہے اسواسطے آپنے اتنا لنبا سجدہ کیا جب سلام پھیرا تو صحابہ رضی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سجدے مین وحی نازل ہوئی تھی آپنے فرمایا نہین حسین نے مجھے اپنا اونٹ بنایا تھا مین نے چاہا کہ اوسے جلدی نکرون غرضکہ فرزندون کے حق کے بنسبت ماں باپ کے حق کی بڑی تاکید ہے اسواسطے کہ اونکی تعظیم فرزندون پر واجب ہے حق تعالی نے اونکی تعظیم کو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اور اونکے حق کی عظمت کے سبب وے خبرین واجب ہوئی ہین

ایک یہ کہ اکثر علما اس بات پر ہین کہ کھانا مشتبہ بلکہ حرام محض ہو اور ماں باپ فرزند سے کہین کہ تو اسکو کھالے تو اونکی اطاعت کرکے
اور کھالے اسواسطے کہ انکی خوشی بہت ضرور ہے دوسرے یہ کہ انکی اجازت کے بغیر کوئی سفر نکرنا چاہیے مگر یہ کہ سفر فرض ہو گیا ہو
جیسے نماز و روزہ کا علم سیکھنے کے واسطے سفر ہو بشرطیکہ اوس جگہہ اور کوئی فقیہہ موجود نہو اور صحیح یہ ہے کہ ماں باپ کی اجازت
سے حج واسلام کے واسطے جانا چاہیے اسواسطے کہ اوس مین تاخیر کرنا درست ہے گو کہ اصل مین وہ فرض ہے ایک شخص رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور جہاد کو جانیکی اجازت چاہی آپنے استفسار فرمایا کہ تیری ماں ہے
اوسنے عرض کیا کہ ہاں ہے آپنے فرمایا تو اوسکے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اوسکے قدمون کے نیچے ہے اور ایک شخص یمن سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جہاد مین جانے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ تیرے ماں باپ یمن مین ہین او
عرض کیا جی ہاں ہین آپنے فرمایا کہ تو جا پہلے اونسے اجازت مانگ اگر وہ اجازت نہ دین تو انکی اطاعت کر اسواسطے کہ توحید کے بعد
حق تعالی کے نزدیک کوئی قربت اور عبادت اس سے بہتر نہین ہے ای عزیز جان تو کہ بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کے قریب
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر **لونڈی
غلامون کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لونڈی غلامون کے حق مین تم خدا سے ڈرو
جو تم کھاتے ہو انہین کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو انہین پہناؤ ایسا مشکل کام نکرو جو یہ نکر سکین اگر کام کے نہین تو انہین رکھو نہین تو
بیچ ڈالو اور خدا کے بندون کو اذیت مین نرکھو اسواسطے کہ خدا نے انکو تمہارا لونڈی غلام اور زیر دست کر دیا ہے
اگر چاہتا تو تمکو انکا زیر دست کر دیتا کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایک دن مین کے بار لونڈی
غلامون کا قصور معاف کرین فرمایا ستر بار احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ تمنے بردباری کس سے سیکھی
کہا کہ قیس بن عاصم سے اسواسطے کہ اونکی لونڈی بکری کا بچہ بھنا ہوا لوہے کی سیخ مین لگا ہوا لاتی تھی اتفاقا اوسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر اونکے بیٹے پر گرا وہ مر گیا لونڈی ڈر کے مارے بیہوش ہو گئی اونھون نے کہا سنبھل تیرا کچھ قصور نہین اور تجھے مین نے خدا کی
راہ پر آزاد کیا حضرت عون بن عبد اللہ جب اپنے غلام سے نافرمانی دیکھتے تو کہتے کہ تو نے بھی اپنے آقا کی وہی عادت اختیار کی ہے
جسطرح تیرا آقا اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اسیطرح تو بھی اپنے آقا کا گناہ کرتا ہے حضرت ابو مسعود انصاری ایک غلام کو مار رہے تھے
آواز سنی کہ کسی شخص نے کہا یا ابا مسعود یہ آواز سنکر پھرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرمانے لگے کہ جتنی قدرت تو
اس غلام پر رکھتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالی تجھپر قدرت رکھتا ہے لونڈی غلام کا حق یہ ہے کہ اونہین روٹی سالن اور کپڑے سے
محروم نرکھے اور حقارت کی نظر سے ندیکھے اور سمجھے کہ وہ بھی میری مانند آدمی ہین وہ اگر کچھ خطا کرے تو آقا خود جو خدا کا
گناہ کرتا ہے اوسے سوچے اور یاد کرے اور جب غصہ آوے تو احکم الحاکمین جو قدرت اسپر رکھتا ہے اوس قدرت کا خیال کرکے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زیر دست نے رنج اور محنت کھینچکر اوسکے واسطے کھانا طیار کیا اور اوسے
محنت سے پکایا تو چاہیے کہ اوس زیر دست کو اپنے ساتھ بٹھاکر اور اوسکے ساتھ کھاوے اگر ایسا نہین کرے تو [illegible] لقمہ

روغن مین ڈبو کر اپنے ہاتھ سے اوسکے منہ مین دیدے اور کہے کہ یہ نوالہ کھا لے ۔

چھٹی اصل آداب عزلت کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ اس باب مین علما کا اختلاف ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے یا بندگان خدا سے ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور داؤد طائی او فضیل عیاض اور ابراہیم خواص اور یوسف اسباط اور حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالی اور اکثر بزرگون او متقیون کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگون کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے اور علماے ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ عزلت مین سے اپنا حصہ نگاہ رکھو اور حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عزلت عبادت ہے ایک شخص نے حضرت داؤد طائی سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھو اور موت کے وقت تک نہ کھول اور لوگون سے اسطرح بھاگ جسطرح شیر سے بھاگتے ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ توریت مین لکھا ہے کہ آدمی نے جب قناعت کی بے پروا ہوگیا جب خلق سے گوشہ گیر ہوا سلامتی پائی جب خواہش کو پاؤن کے نیچے مل ڈالا آزاد ہوگیا جب حسد سے دست بردار ہوا اوسکی مروت ظاہر ہوگئی جب چند صبر کیا ہمیشہ کے واسطے برخورداری پائی حضرت وہیب ابن الورد رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حکمت کے دس حصے ہین نو تو خاموشی مین ہین ایک گوشہ گیری مین ہے حضرت ربیع ابن خثیم اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ علم سیکھو اور لوگون سے گوشہ اختیار کرو حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہ بھائیون کی زیارت اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ کی ہمراہی کو جایا کرتے تھے پھر ایک ایک امر سے دست بردار ہوکر گوشہ گیر ہوگئے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین اوس شخص کا بڑا احسان مانون جو میری طرف سے گذرے اور سلام نکرے اور مین جب بیمار ہون تو میری عیادت کو نہ آوے حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید رضی اللہ تعالی عنہما دونو صحابہ مین تھے مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے اوسے عقیق کہتے ہین وہین رہتے تھے کسی کام کو جمعہ مین نہ آتے تھے کہ اوسی جگہ انتقال فرمایا ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ کچھ حاجت ہے کہا ہان ہے پوچھا کیا ہے کہا یہ حاجت ہے کہ نتو تجھے دیکھے اور نہ مین تجھے دیکھون ایک شخص نے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ہم مین صحبت رہا کرے فرمایا کہ ہم مین سے جب ایک شخص مر جائیگا تو دوسرا کسکے ساتھ صحبت رکھیگا کہا خدا کے ساتھ فرمایا اب بھی خدا ہی کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے

اے عزیز جان تو کہ اس مسئلہ مین ویسا خلاف ہے جیسا کہ نکاح مین کہ کرنا بہتر ہے یا نکرنا بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے حال کے موافق حکم بھی بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اوسے گوشہ گیری بہتر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ اوسے مخالطت بہتر ہے اور جبتک عزلت کے فوائد اور آفات کی تفصیل نہ کیجاویگی تب تک یہ حکم نہ معلوم ہوگا عزلت کے فوائد اے عزیز جان تو کہ عزلت مین چند فائدے ہین پہلا فائدہ ذکر اور فکر کی فرغت ہے اسواسطے کہ خدا کا ذکر کرنا اور اوسکی عجیب صنعتون اور زمین و آسمان کی

ملکوتون مین فکر کرنا اور دنیا و آخرت مین خدا کے اسرار پہچاننا بزرگترین عبادت ہے بلکہ بزرگترین درجات یہ امر ہے کہ آدمی اپنے مین
بالکل گم کر خدا ہی مین محو ہو رہے تاکہ ماسوے اللہ سے بیخبر ہو جاوے اور اپنی بھی خبر نرکھے خدا کے سوا اور کچھ باقی نرہے اور یہ امر خلوت و عزلت
کے بغیر ٹھیک نہین ہوتا اسواسطے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے وہ خدا سے پھیرنے والی ہے خصوصًا اوس شخص کو جو یہ قوت نہین رکھتا کہ خلق
مین رہکر با خدا رہے اور خلق سے جدا رہے جیسے انبیا علیہم السلام رہتے تھے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا
نے اپنے کام کی ابتدا مین عزلت اختیار فرمائی اور کوہ حرا پر چلے گئے اور خلق سے قطع تعلق کیا یہانتک کہ نور نبوت نے قوت پکڑی
اور اس مرتبہ پر پہونچ گئے کہ بدن سے خلق مین تھے اور دل سے خدا کے ساتھ اور فرمایا ہیکہ اگر کسیکو مین اپنا دوست بناتا تو ابوبکر کو
بناتا لیکن خدا کی محبت نے اور کسیکی محبت کی گنجایش ہی نہین باقی رکھی حالانکہ لوگ جانتے تھے کہ آپکو ہر ایک کے ساتھ محبت ہے
تعجب نہین کہ اولیا بھی اس درجہ کو پہونچ جاوین حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ تیس برس ہوئے مین خدا کے ساتھ
باتین کرتا ہون اور لوگ جانتے ہین کہ خلق کے ساتھ کلام کرتا ہون اور یہ امر کچھ محال نہین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسپر کسی آدمی کا
عشق اسقدر غالب ہو جاتا ہے کہ وہ لوگون مین ہو اور اپنے معشوق کے ساتھ بدل مشغول ہونیکے سبب سے کسی کی بات نسنے اور نہ
لوگونکو دیکھے لیکن ہر ایک کو اس بات پر مغرور نہ ہونا چاہیے اسواسطے کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لوگون مین رہنے کے سبب سے
پروردگار کی سرکار سے بالکل دور ہو جاتے ہین ایک شخص نے کسی راہب سے کہا کہ تنہائی مین صبر کرنا بڑا کام ہے اوسنے کہا
مین تنہا نہین ہون خدا کا ہمنشین ہون جب اوس سے راز کہنا چاہتا ہون تو نماز پڑھتا ہون جب چاہتا ہون کہ وہ مجھسے باتین کرے
تو قرآن پڑھتا ہون لوگون نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ گوشہ گیرون نے عزلت سے کیا فائدہ اوٹھایا ہے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ
انس پایا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے لوگون نے کہا کہ یہان ایک شخص ہے ہمیشہ ستونون کے پیچھے رہتا ہے فرمایا وہ
جب حاضر ہو تو مجھے خبر کرنا لوگون نے اونہین خبر کی وہ اوس شخص کے سامنے گئے اور فرمایا کہ اے شخص تو ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے
خلق کے ساتھ کیون نہین ملتا کہا ایک بڑا کام مجھپر پڑا ہے اوسنے خلق سے جدا کر دیا ہے فرمایا کہ تو حسن کے پاس کیون نہین جاتا اور
اوسکی بات کیون نہین سنتا کہا اوس کام نے حسن اور تمام لوگون سے مجھے باز رکھا ہے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے کہا کہ کوئی ایسا
وقت نہین ہوتا کہ حق سبحانہ تعالی مجھے نعمت نہ دے اور مین گناہ نکرون اوسکی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ سے استغفار کیا کرتا ہون نہ
حسن کے ساتھ مشغول ہوتا ہون نہ لوگون کے ساتھ پس حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ سے نہ اوٹھ
اسواسطے کہ تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے حضرت ہرم ابن حیان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس گئے حضرت اویس
نے پوچھا کہ کس کام کو آئے کہا اسواسطے آیا ہون کہ تم سے آسایش پاؤن حضرت اویس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جانتا کہ کوئی شخص
خدا کو پہچانتا ہو اور پھر دوسرے سے آسایش لے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جب رات کی تاریکی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
خوش ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ صبح تک خدا کے ساتھ خلوت مین رہونگا جب دن کی روشنی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
رنجیدہ ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ لوگ مجھکو خدا سے باز رکھینگے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے

کہ جو شخص مخلوقات کے ساتھ باتین کرنے سے خدا کے ساتھ مناجات کے ذریعہ سے باتین کرنیکو دوست تر نہین رکھتا ہے اوسکا علم بہت تھوڑا ہے اور اوسکا دل اندھا ہے اور اوسکی عمر ضائع ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جس کسیکو یہ خواہش ہو کہ کسیکو دیکھون اور اوس سے بات کرون تو یہ اوسکا نقصان ہے کہ جو چاہیے اوس سے اوسکا دل خالی ہے اور خارج سے مدد چاہتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسکو لوگون کے ساتھ انس ہے وہ مفلسون مین سے ہے پس آخر تیرے ان سب اقوال و روایات سے یہ جان لے کہ جس کسیکو اس بات کی قدرت ہو کہ ہمیشہ ذکر کرنے سے حق تعالے کے ساتھ انس پیدا کرے یا ہمیشہ فکر کرنے سے اوسکے جلال و جمال کی معرفت کا علم حاصل کرے تو یہ امر اون سب عبادتون سے افضل ہے جو خلق خدا سے علاقہ رکھتی ہین اسواسطے کہ سعادتون کی غایت یہ ہے کہ جو کوئی اوس جہان مین جائے تو حق تعالی کی محبت اوسپر غالب ہو اور انس و محبت ذکر کی بدولت کامل ہوتا ہے اور محبت ثمرۂ معرفت ہے اور معرفت ثمرۂ فکر اور یہ سب باتین خلوت سے بن پڑتی ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عزلت کی بدولت کثرت معصیت سے آدمی بچتا ہے چار گناہ ہین کہ مخالطت مین ہر ایک اونسے نہین بچتا ایک غیبت کرنا یا غیبت سننا اور یہ گناہ دین کی تباہی ہے دوسرا امر معروف نہی منکر اسواسطے کہ آدمی اگر خاموش رہیگا تو فاسق اور عاصی ہو جائیگا اور اگر ناراض ہوگا تو وحشت اور خصومت پیش آویگی تیسرا ریا اور نفاق ہے کہ مخالطت مین یہ لازم ہے اسواسطے کہ اگر خلق کے ساتھ مدارا نکریگا تو وہ ستائینگی اور اگر مدارا کریگا تو ریا مین پڑیگا کیونکہ نفاق اور ریا کو مدارا سے جدا کرنا نہایت مشکل ہے اگر وہ دو دشمنون سے کلام کریگا اور ہر ایک کے موافق بات کہیگا تو یہ نفاق ہے اور اگر ایسا نکریگا تو اونکی دشمنی سے نجات نہ ملیگی اور ادنی سی بات یہ ہے کہ جسے دیکھیگا اوس سے کہیگا کہ مین ہمیشہ تمہارا مشتاق رہتا ہون اور اکثر یہ بات جھوٹ ہوتی ہے اگر ایسا نہ کہے تو لوگ اوس سے متوحش ہونگے اور اگر اوسکے ساتھ یونہی کہیگا تو نفاق اور جھوٹ ہوگا اور ادنی بات یہ ہے کہ ظاہر مین ہر ایک سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تم کیسے ہو اور تمہارے لوگون کا کیا حال ہے اور دل مین اس خیال سے فارغ البال ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہین تو یہ تیرا نفاق ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ باہر جاتا ہے اور کسی سے کام رکھتا ہے اور نفاق کی راہ سے اوسکی اتنی آدمیت بیان کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے کہ دین اوسکے سر پر رکھکر ناکام خدا کو خفا کرکے اپنے گھر پھر آتا ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جب کوئی بھائی میرے پاس آئے اور مین اپنی ڈاڑھی کے بال سیدھے کرنے کو ہاتھ پھیرون تو اسکا خوف ہے کہ میرا نام منافقون کے دفتر مین لکھہ لین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص اونکے پاس گیا پوچھا تو کیون آیا ہے کہا آپکے دیدار سے آسایش اور موانست لینے کو فرمایا قسم خدا کی یہ بات وحشت اور بگاڑ سے نزدیک تر ہے تو نہین آیا ہے مگر اسواسطے کہ تو میری جھوٹی تعریف کرے اور مین تیری تو جیسے جھوٹ بولے اور مین تجھسے تو یہان سے منافق ہو کر جائیگا یا مین منافق ہو کر اوٹھون اسطرح جو شخص ایسی باتون سے پرہیز کرسکتا ہے وہ اگر مخالطت کریگا تو کچھ نقصان نہین ہے اگلے بزرگ جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو دنیا کا حال نہ پوچھتے دین کا حال پوچھتے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے نے حامد لفاف سے پوچھا کیسے ہو کہا سلامت ہون اور بعافیت ہون حاتم نے کہا امر الٰہی یہ ہے کہ مرنیکے بعد تو سلامت ہوگا اور جنت مین داخل ہو چکنے کے بعد بعافیت ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام

لوگ جب پوچھتے کہ آپ کیسے ہین تو فرماتے جس چیز مین میرا فائدہ ہے اوسپر قابض نہین ہون اور جس چیز مین میرا نقصان ہے
اوسکے دفع کرنے پر قادر نہین ہون مین اپنے کام کے گرو ہون اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ ہے کوئی محتاج مجھسے زیادہ
محتاج اور بیچارہ نہین ہے جب حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی سے لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو جواب دیتے کہ ضعیف اور
گنہگار ہون اپنی روزی کھاتا ہون اپنی موت کا امیدوار ہون حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے جب لوگ پوچھتے
کہ کیسے ہو تو فرماتے اگر دوزخ سے امن ہو جاؤن تو خیر ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو
تو فرماتے کہ وہ شخص کیسا ہوگا جو صبح کو یہ نجانے کہ شام تک جیونگا یا نہین اور شام کو نجانے کہ صبح تک جیونگا یا نہین حضرت
مالک دینار رحمہ اللہ تعالی سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے وہ شخص کیسا ہوگا جسکی عمر تو گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑھتے
جاتے ہین کسی حکیم سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا ایسا ہون کہ خدا کی دی روزی کھاتا ہون اور اوسکے دشمن ابلیس کا حکم
بجالاتا ہون حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا وہ شخص کیسا ہوگا کہ ایک منزل روز آخرت سے
نزدیک ہوتا جاتا ہے حامد لفاف رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اس آرزو مین رہتا ہون کہ ایک دن عافیت سے
ہون کہا کیا عافیت سے نہین ہو فرمایا عافیت سے وہ ہو جو گناہ نکرتا ہو ایک بزرگ سے موت کے وقت لوگون نے پوچھا
کیسے ہو کہا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو سفر دور دراز کو بے زاد راہ جاتا ہے اور اندھیری قبر مین بے مونس جاتا ہے اور بادشاہ
عادل کے سامنے بے حجت و دلیل جاتا ہے حضرت حسان ابن سنان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ کیسے ہو فرمایا اوس
شخص کا کیسا حال ہوتا ہے جسے یہ امر ضرور ہے کہ مرے اور اوسے پھر اوٹھائین اور حساب کرین حضرت ابن سیرین نے ایک شخص
کسی سے پوچھا کہ کیسا ہے عرض کیا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو پانسو درہم کا قرضدار ہو اور اہل و عیال کے واسطے کچھ نہ رکھتا ہو حضرت
ابن سیرین اپنے گھر تشریف لائے اور ہزار درہم لیکر اوسے عنایت فرمائے اور فرمایا پانسو درہم سے قرض ادا کر اور پانسو درہم
عیال کے نفقہ مین دے اور اب مین نے عہد کیا کہ کسی سے نپوچھونگا کہ تو کیسا ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی نے
یہ امر اسواسطے کیا کہ اس بات سے ڈرے اگر اوسکی غمخواری نکرونگا تو پوچھنا نفاق ہوگا بزرگون نے کہا ہے کہ بعض لوگون کو ہمنے
دیکھا ہے کہ ایک دوسرے کو ہرگز سلام نکرتے اور ایک دوسرے سے اگر طلب کرتا تو جو کچھ موجود ہوتا نہین نکرتے اب ایسے لوگ ہین
کہ ایک دوسرے سے ملتے ہین اور گھر کی مرغی تک کا احوال پوچھتے ہین اگر ایک دوسرے سے ایک درم بھی کسی حاجت سے طلب کرے
تو نہین دے سوا اور کچھ نظر نہ آئے یہ امر نفاق سے ہے پس جب خلق کی کیفیت ہے تو جو کوئی اوس سے مخالطت کریگا اگر اونکی موافقت
کریگا تو اوس نفاق اور جھوٹ مین شریک ہوگا اور اگر مخالفت کریگا تو اوسکو دشمن بنا لیگا اور خود سنگدل کہا جائیگا سب اوسکی
غیبت کرینگے اوسکا دین اسکے سبب سے اسکا دین اوسکے باعث سے خراب ہوجائیگا چوتھا گناہ جو مخالطت کے سبب سے لازم
آتا ہے یہ ہے کہ تو جسکے پاس بیٹھیگا اوسکی خو تجھ مین سرایت کریگی اور تجھے خبر بھی نہوگی تیری طبیعت اوسکی طبیعت سے اسطرح
خو چرا لیگی کہ تجھے کچھ خبر نہو اگر اہل غفلت کے پاس نشست ہوگی تو اوسکی نحوست سے گناہ کا تخم بویا جائیگا اسواسطے کہ دنیا دارون کو

دیکھیگا اونکی طمع دنیوی دیکھیگا ویسی باتین تجھہ مین پیدا ہونگی اور جو شخص اہل فسق کو دیکھیگا تو گو اوس سے انکار رکھتا ہو مگر جب کثرت سے دیکھیگا تو فسق اوسکی نگاہ مین آسان اور ذرہ سی بات معلوم ہوگا لوگ جب کسی گناہ کو اکثر دیکھتے ہین تو اونکے دلون سے اوس گناہ کا انکار جاتا رہتا ہے اسی سبب سے کسی عالم کو اگر ریشمی لباس پہنے دیکھتے ہین تو سبکے دل اوس سے انکار کرتے ہین اور اگر یہ عالم تمام دن غیبت مین مشغول رہے تو شاید کسیکے دل مین بھی انکار نہ پیدا ہو حالانکہ غیبت کرنا ریشمی کپڑا پہننے سے بدتر ہے بلکہ زنا کرنے سے بھی سخت تر ہے مگر چونکہ غیبت کو بہت دیکھا سنا ہے تو اوسکی برائی دلون سے جاتی رہی ہے بلکہ جسطرح صحابہ اور بزرگون کا حال سننا مفید ہوتا ہے اوسیطرح اہل غفلت کا حال سننا نقصان کرتا ہے اور بزرگون کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ نزول رحمت کا یہ سبب ہے کہ بزرگون کا حال سنکر دین کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بہت کم ہو جاتی ہے اسیلیے اہل غفلت کے ذکر کے وقت لعنت برستی ہے اسواسطے کہ غفلت اور دنیا کی رغبت سبب لعنت ہے جب اونکا ذکر لعنت کا باعث ہوتا ہے تو اونکا دیدار بہت بڑھ کر ہوگا اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ برا ہمنشین لوہار کے مثل ہے کہ اگر کپڑا نہ جلیگا تو دھوان تو لگیگا اور نیک ہمنشین کی مثل عطر فروش کی ایسی ہے اگر چہ مشک نہ دیگا تو خوشبو تو تجھہ مین آجاویگی پس ایسے ہی جان تو کہ برے کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک کے پاس بیٹھنا افضل ہے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے تو جس کسیکے پاس بیٹھنا تجھے دنیا چھوڑا دے اور خدا کی طرف بلاوے اوس سے مخالطت کرنا بہت غنیمت ہے تو اوسکا ملازم رہ اور جسکا حال اسکے خلاف ہو اوس سے دور رہ خصوصا اوس عالم سے جو دنیا کا حریص اور جسکا فعل قول کے موافق نہو کہ وہ زہر قاتل ہے اور ایمان کی عزت اور حرمت صاف دل سے اڑاتا ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر ایمانداری کی کچھ اصل ہوتی تو یہ عالم ایمانداری کے واسطے اولی تر ہوتا اسلیے کہ اگر کوئی لوزینہ کا طباق اپنے سامنے رکھے ہوئے مکھی کی طرح سے کھاتا ہو اور چلاتا ہو کہ اے مسلمانون اس سے دور رہو کہ یہ زہر ہے تو اوسکی بات کوئی باور نکریگا اور کھانے مین اوسکا دلیری کرنا اس بات کی دلیل ہو جاویگا کہ اسمین ہرگز زہر نہین ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ حرام کھانے اور گناہ کرنے پر دلیر نہین ہوتے جب تک نہین دیکھتے کہ عالم یہ کام کرتا ہے تو دلیر ہو جاتے ہین اسی سبب سے عالم کی خطا بیان کرنا حرام ہوئی اور حرام ہونیکے دو سبب ہین ایک یہ کہ غیبت ہے دوسرے یہ کہ لوگ سنکر اوس خطا پر دلیر ہو جاوینگے عالم کے فعل کو دلیل کرکے اوسکی پیروی کرینگے اور شیطان اونکی مدد کو اوٹھ کھڑا ہوگا اور کہیگا کہ تو بھی یہ خطا کر تو فلانے عالم سے زیادہ متقی پرہیزگار نہین ہے عوام کو لازم ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی خطا دیکھین تو دو چیزونکا خیال کرین ایک تو یہ جانین کہ عالم اگر کوئی خطا کرتا ہے تو ممکن ہے کہ اوسکا علم اوس خطا کا کفارہ ہو جاوے اسواسطے کہ علم بڑا شفیع ہے اور عوام کو چونکہ علم نہین ہے تو وہ اگر عمل نہ کریگا تو کاہے پر بھروسا کریگا دوسرے اس بات کا خیال کرے کہ عالم کا یہ جاننا کہ حرام کا مال کھانا درست نہین ہے ایسا ہے جیسا عوام کا یہ جاننا کہ شراب اور زنا درست نہین ہے تو اس باب مین کہ شراب پینا اور زنا کرنا نچاہیے ہر شخص عالم ہے اور عوام کا شراب پینا کچھہ دلیل نہین ہے کہ اوسے دیکھکر اور کوئی بھی شراب پینے لگے عالم کے حرام کھانے کا بھی یہی حال ہے اور حرام خوری پر اکثر وہی لوگ دلیر ہوتے ہین

جو فقط نام کو عالم ہیں اور علم کی حقیقت سے غافل ہین یا عالم لوگ بظاہر جو برا کام کرتے ہین اور اسکا کوئی عذر یا تاویل جانتے ہین کہ اوس عذر و تاویل کو عوام نہین سمجھ سکتے تو عوام کو چاہیے کہ عالم کی خطا کو اس نظر سے دیکھے تاکہ تباہ نہو حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا قصہ کہ حضرت خضر نے کشتی مین سوراخ کر دیا اور حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا قرآن شریف مین اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے غرضکہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر خلق کی صحبت سے نقصان متصور ہے تو عزلت اور گوشہ گیری اکثر لوگون کو اولے ہے تیسرا فائدہ عزلت کا یہ ہے کہ کوئی شہر خصومت اور فتنہ او تعصب سے خالی نہین ہے اور جسنے گوشہ اختیار کیا وہ فتنہ سے چھوٹا اور جسنے باہم مخالطت کی تو اوسکا دین معرض خطر مین پڑا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو جب لوگون کو دیکھے کہ ایک دوسرے کے ہاتھ مین دیکر باہر نکلتے ہین تو گھر کے اندر بیٹھ رہ اور زبان کو سنبھال جو کچھ جانتا ہو کر جو کچھ نجانتا ہو اوس سے چھوڑ خاص اپنے کام مین مشغول ہو اور اونکے کام سے دست بردار ہو جا حضرت عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کا دین سلامت نرہیگا مگر یہ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک کھوہ سے دوسرے کھوہ مین بھاگے جسطرح روباہ اپنے تئین خلق سے چھپاتی پھرتی ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ زمانہ کب آئیگا فرمایا جبکہ روزی بے گناہ نہ ملے اوسوقت خلق سے دور دور ہی رہنا حلال ہوگا لوگون نے عرض کیا آپ تو کہ یا رسول اللہ آپنے تو ہمین نکاح کا حکم فرمایا ہے ارشاد فرمایا کہ اوسوقت آدمی اپنے ماں باپ کے ہاتھون ہلاک ہوگا وہ اگر مرگئے ہون تو جورو اور لڑکے کے ہاتھون وہ بھی اگر نہون تو عزیزون کے ہاتھون لوگون نے عرض کیا کیون یا رسول اللہ فرمایا اوسے تنگدستی اور محتاجی کی وجہ سے ملامت کرینگے اور جس چیز کی طاقت نرکھتا ہو وہ اوس سے مانگین گے یہانتک کہ وہ خود ہلاک ہو جائے اور یہ حدیث اگرچہ خاص نکاح دور رہنے کے بارہ مین ہے لیکن عزلت اور گوشہ گیری کی بھی اوس سے معلوم ہوتی ہے اور یہ زمانہ جسکی خبر مخبر صادق صلعم دی ہے ہمارے زمانہ سے بہت پہلے آچکا ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ مین کہتے تھے واللّٰہ لقد حلت العزلة یعنی قسم ہے خدا کی کہ اب خلق سے دور رہنا حلال ہو گیا ہے چوتھا فائدہ عزلت کا یہ ہے کہ آدمی لوگون کے شر سے نجات پاتا ہے اور آسودہ رہتا ہے اسواسطے کہ جب تک لوگون مین رہیگا تو اونکی غیبت اور بدگمانی کے رنج سے بچیگا اور طمع محال سے نچھوٹیگا اور اس بات سے خالی نرہیگا کہ لوگ اوس سے کوئی کام چاہین کہ اونکی عقل مین نہ آسکے اور اوسے زبان درازی کرین اگر آدمی چاہے کہ سب لوگون کے حقوق مثلاً تعزیت اور تہنیت اور مہمانداری کرنے مین مصروف ہو تو اوسکے تمام اوقات اوسی مین صرف ہونگے اور اپنے ضروری کام مین نہ مشغول ہو سکیگا اور اگر بعضون کی تخصیص کریگا تو اور لوگ جنکی حق تلفی ہو خفا ہونگے اور اوس سے رنج دینگے اور جب گوشہ اختیار کریگا تو سب سے نجات پائیگا اور سب خوش رہین گے ایک نیک ہمیشہ یا قبرستان مین رہتے یا کتاب دیکھا کرتے اور اکیلے رہا کرتے لوگون نے پوچھا آپ ایسا کیون کرتے ہین کہا کہ مین نے تنہائی سے زیادہ کسی حال مین امن اور سلامتی نہین دیکھی اور قبر سے زیادہ کوئی ناصح اور کتاب سے زیادہ کوئی مونس نہین دیکھا

حضرت ثابت بنانی جو ولیون مین سے تھے اونھون نے حضرت حسن بصری کو خط لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تم حج کو جاتے ہو
مین چاہتا ہون کہ تمہارے ساتھ رہون حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ معاف رکھو تاکہ حق تعالے کے ستر مین زندگی بسر کرین
شاید ہم تم باہم رہین تو ایک دوسرے سے ایسی کوئی بات دیکھین کہ ایک دوسرے کو دشمن بنائین اور یہ بھی عزلت کے فائدون
مین سے ایک فائدہ ہے کہ مروت کا پردہ برقرار رہتا ہے اور باطن کا حال نہین کھلتا اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کسی کی جو بات نہ دیکھی
ہے نہ سنی ہے وہ کھلجاے **پانچوان فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ لوگون کی طمع اوس سے اور اوسکی طمع لوگون سے منقطع ہوجاتی
ہے اور ان دو طمعون سے بہت رنج اور گناہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب دنیادارونکو دیکھیگا تو دنیا کی حرص اوسمین پیدا ہوگی اور
طمع حرص کی تابع ہے اور ذلت وخواری طمع کی تابع ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ
اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیہ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ ان لوگون کی آراستہ دنیا کو نہ دیکھو
کہ وہ انکے حق مین فتنہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی رو سے تمسے زیادہ ہے اوسے نہ دیکھو
کہ خدا کی نعمت تمہاری نگاہ مین حقیر ہوجائیگی اور جو شخص امیرون کی دولت دیکھیگا تو اگر اوسکی تلاش مین پڑجائیگا اور اوسے نہ پائیگا
تو آخرت کا نقصان اوٹھائیگا اور اگر تلاش نکریگا تو وقت اور صبر مین پڑیگا یہ بھی مشکل ہے **چھٹا فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ کاہلون اور
احمقون اور ایسے لوگون سے آدمی نجات پاتا ہے جنکا دیکھنا طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے
پوچھا کہ تمہاری آنکھ مین کیون خلل پیدا ہوا کہا مین نے اسبب کاہلون کو دیکھا جالینوس نے کہا کہ جسطرح بدن کے واسطے تپ ہے
جان کے واسطے بھی تپ ہے کاہلون کو دیکھنا جان کی تپ ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ گراں جان کے پاس
جسوقت مین بیٹھا تو میرا بدن جو اوسکی طرف تھا بھاری ہوگیا یہ فائدہ اگرچہ دنیاوی ہے لیکن دینی بھی ہے اسلئے کہ اوسکے ساتھ بیٹھنا ہوا ہے اسلیے کہ جب ایسے
آدمی کو کوئی دیکھتا ہے جسکا دیکھنا ناگوار ہو تو زبان سے خواہ دل سے اوسکی غیبت کرتا ہے اور آدمی جب تنہا رہیگا تو ان سب
باتون سے امن پائیگا اور بچا رہیگا عزلت کے یہ فائدے ہین **عزلت کی آفتین** اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ بعضے مقاصد
دینی اور دنیوی اون کے بغیر حاصل نہین ہوتے اور بغیر مخالطت کے درست نہین ہوتے اور عزلت مین فوت ہوتی ہین اونکا
فوت ہونا عزلت کی آفت ہے وہ آفتین بھی چھ ہین **پہلی آفت** آدمی علم سیکھنے اور سکھانے سے محروم رہتا ہے آگاہ ہو جانا چاہیے
کہ جسنے وہ علم جو اوسپر فرض ہے نہ سیکھا ہو اوسپر عزلت حرام ہے اور جسنے فرض علم سیکھا اور علم نہین سیکھ سکتا اور علم مین سمجھ نہین سکتا
اور چاہتا ہے کہ عبادت کے واسطے گوشہ اختیار کرے تو درست ہے اور اگر شریعت کے سب علم سیکھ سکتا ہے اوسکو واسطے
عزلت اختیار کرنا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ جو کوئی علم حاصل کرنے کے پہلے عزلت اختیار کرتا ہے وہ خواب اور بیکاری اور
واہی تواہی خیالات مین اکثر اوقات ضائع کرتا ہے اگر آدمی تمام دن عبادت مین مشغول رہے جب علم مضبوط نکیا ہو تو عبادت مین
غرور اور مکر سے خالی نرہیگا اور اعتقاد مین اندیشہ محال اور خطا سے خالی نرہیگا اور خدا کی شان مین اوسے ایسے خطرے
آنے لگینگے کہ شاید کفر یا بدعت ہون اور وہ جانتا بھی نہو غرضکہ عزلت عالمون کو چاہیے عوام کو نہین اسواسطے کہ عوام بیمار کیطرح ہین

اور بیمار کو طبیب سے جو اگنا سنا چاہیے اسواسطے کہ اگر آپ اپنا علاج کریگا تو جلد ہلاک ہو جاویگا اور تعلیم کرنے کا بہت بڑا مرتبہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکھے اور اوسپر عمل کرے اور دوسروں کو سکھاوے تو اوسکو آسمانوں میں اوسے بڑا شخص کہتے ہیں اور عزلت کے ساتھہ تعلیم نہیں ہو سکتی تو تعلیم عزلت سے اولی ہے بشرطیکہ اوسکی اور سیکھنے والے کی نیت طلب دین ہو طلب مال و جاہ نہو اور چاہیے کہ ایسا علم سکھاوے جسمیں دین کا فائدہ ہو اور جو علم ضرور تر ہو اوسے مقدم کرے مثلاً جب علم طہارت شروع کیا تو کہدے کہ کپڑے اور بدن کی طہارت تو وہی بات ہے اوس سے مقصود اور ہی طہارت ہے وہ آنکھہ کان زبان ہاتھہ اور سب اعضا کے گناہوں سے طہارت ہے اوسکی تفصیل بیان کر دے اور شاگرد سے حکم کر دے کہ علم کے موافق کاربند ہو اگر اوسپر عمل نکرے اور دوسرا علم سیکھنے کی خواہش کرے تو سمجھہ جاوے کہ طلب جاہ اوسکا مقصود ہے اور جب اس طہارت سے فارغ ہو تو یہ کہدے کہ اس طہارت سے بھی اسکے سوا اور طہارت مقصود ہے اور وہ دنیا اور ماسوی اللہ کی محبت سے دل کو پاک کرنا ہے اور یہی طہارت لا الہ الا اللہ کی حقیقت ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی اوسکا معبود نہو اور جو شخص اپنی خواہش کا بندہ ہے فقد اتخذ الہہ ھواہ یعنی اوسنے اپنی خواہش کو خدا بنایا اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت سے محروم ہے جو کچھہ رکن مہلکات اور منجیات میں ہمنے بیان کیا ہے آدمی جبتک اوسے نہ پڑھیگا تبتک خواہش سے بری ہونیکا طریقہ نہ جانیگا اور یہ طریقہ جاننا ہر شخص پر فرض عین ہے شاگرد اگر اس علم سے فارغ ہونیکے پہلے حیض اور طلاق اور خراج اور فقہ اور نحو کا علم طلب کرے یا علم خلاف مذہب یا علم کلام یا معتزلہ اور کرامیہ سے جھگڑا اور مناظرہ کرنیکا علم طلب کرے تو جان لے کہ یہ جاہ و مال طلب کرتا ہے دین نہیں ڈہونڈہتا ہے ایسے شاگرد سے دور رہنا چاہیے کہ اوسکا شر بہت بڑا ہو شیطان جو اسکو تباہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اور اوسکا نفس جو بڑا دشمن ہے جبکہ اسکے ساتھہ جھگڑا نکرے اور چاہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور معتزلہ کے ساتھہ جھگڑا کرے تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ شیطان نے اوسے اپنے قابو میں کر لیا اور اوسپر ہنسکر دور کرتا ہے اور جو مرتبہ جھگڑوں میں اوسکو باطن میں پیدا ہوتے ہیں کبر یا عجب یا دوستی دنیا حرص جاہ و مال یہ سب ناپاکیاں ہیں اگر آدمی اپنے دل کو انسے پاک نکرے اور اسمیں مشغول ہو جاوے کہ فتاوی میں کون نکاح اور طلاق او سکا بہت درست ہے تو بیشک او سکا ہلاک اور تباہ ہونیکا سبب ہو جاویگی اگر کسینے ان مسئلوں میں خطا کی تو اس سے زیادہ اور کچھہ نقصان نہیں ہے کہ اوسکو دو واجبوں میں ایک ہی اجر ملتا رہیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اجتہاد کیا اور صواب پر رہا اوسکو دو اجر ملینگے اور اگر خطا کی تو ایک اجر پاویگا تو آدمی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مذہب اختیار کرے خواہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا اسمیں زیادہ فائدہ نہوگا اور اگر ان بری صفتوں کو اپنے سے نہ نکالیگا تو اوسکا نتیجہ دین کی تباہی ہوگا اور زمانہ ایسا ہے کہ کسی بڑے شہر میں ایک دو آدمی سے زیادہ نہیں ملتے جنمیں دین کی تعلیم کا شوق ہو تو مدرس کی عزلت بھی بہت اولی ہے اسواسطے کہ جو عالم ایسے طالب علم کو پڑہاویگا جسکے دنیا مقصود ہو وہ ایسا ہے کہ تلوار او سشخص کے ہاتھہ بیچتا جو راہزنی کا ارادہ رکھتا ہو اگر کہے کہ شاید یہ طالب علم کبھی دین کا ارادہ کرے تو یہ ایسا ہے کہ شاید وہ رہزن کبھی توبہ کرے کہ جہاد کو جاوے اور اگر کہے کہ طالب علم کو تو کچھہ دولت نہیں بلکہ علم نے اوسکو حق تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو یہ کہنا بھی غلط ہے اسواسطے کہ علم فتاوی اور خصومت اور مسائل کا علم اور علم کلام اور نحو اور لغت کا علم کسیکو خدا کی طرف بلاتا ہی نہیں اسواسطے کہ ان علموں میں دین کی ترغیب نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک حسد غرور تکبر تعصب کا بیج دل میں بوتا ہے

ولیس الخبر کالمعاینۃ مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ÷ اس دعوے پر دلیل کی احتیاج نہیں آگے بڑھ تو دیکھ تو کہ جو لوگ ان علوم میں مشغول تھے وہ کیسے رہے اونکا کیا انجام ہوا اور اونکی موت کیسی ہوئی جو علم آدمی کو آخرت کی طرف بلاتا ہے اور دنیا سے چھڑاتا ہے وہ حدیث اور تفسیر کا علم ہے اور یہ علوم ہیں جنمیں مہلکات اور منجیات میں بیان کیے ہیں تو عالم کو چاہیے کہ یہی علوم پڑھاوے کہ یہ ہر ایک کے دل میں اثر کرتے ہیں مگر کوئی ایسا ہی سنگدل ہو کہ اوسمیں اثر نکرین تو یہ شرط جو بیان ہوئی اسکے ساتھ جو کوئی علم سیکھنا چاہے اوس سے کنارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے پھر اگر کوئی شخص علم حدیث اور تفسیر اور جو ضروری علم ہے پڑھتا ہے اور طلب جاہ بھی اسمین اوسپر غالب رکھتا ہے تو اوسکی تعلیم سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی تعلیم میں اگرچہ اوروں کا فائدہ ہے لیکن وہ خود تو تباہ ہوگا اور دوسروں پر سے تصدق ہو جاویگا یہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ حق تعالی اپنے دین کی نصرت اون لوگون کے سبب سے کراتا ہے جنمیں اوس سے خود کچھ فائدہ نہو اونکی مثال شمع کی سی ہے کہ تمام مکان اوس سے روشن رہتا ہے اور خود وہ جلا اور گلا کرتی ہے اسیواسطے حضرت بشر حافی نے حدیث کی کتابون کے سات کتب خانے جو بڑے کونے میں رکھے تھے خاک میں ملا دیے اور حدیث روایت نکی اور فرمایا میں اسواسطے نہیں روایت کرتا ہوں کہ اسکی خواہش اپنے میں پاتا ہوں اگر حدیث پڑھنے کا ذوق پاتا تو البتہ روایت کرتا ہر گز دل سے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کا ایک باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے اوسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے صدر بنائیں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک شخص کیطرف جو کرسی پر بیٹھا تھا گذر ہوا فرمایا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ میری پہچان کرو ایک شخص نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے اجازت مانگی کہ فجر کی نماز کے بعد لوگون کو وعظ و نصیحت کیا کرون آپ نے اجازت ندی اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کیا نصیحت کرنے کو منع کرتے ہیں فرمایا ہان میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ غرور سے تیرا دماغ آسمان پر پہنچ جاوے حضرت رابعہ عدویہ نے سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالی سے کہا کہ اگر تم دنیا کو دوست نرکھتے ہوتے تو خوب آدمی تھے پوچھا کہ میں دنیا کو کیا دوست رکھتا ہوں کہا کہ حدیث روایت کرنا تمکو پسند آیا ہے حضرت ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو اس زمانہ میں علم سیکھنا اور صحبت رکھنا چاہے تم اوس سے حذر کرو اور دور بھاگو کہ اونکے پاس نہ مال ہے نہ جمال ظاہر میں دوست ہیں باطن میں دشمن منہ پر تعریفیں کرتے ہیں پیٹھ پیچھے مذمت یہ اہل نفاق اور چغلخور ہیں اور مکار اور فریبی ہیں انکا مطلب یہ ہے کہ اپنی فاسد غرضوں کے لیے تجھے سیڑھی بنائیں اور تجھے گدھا بناتے ہیں تاکہ اونکی خواہش میں تو شہر کے گرد پھرے اور تیرے پاس اپنے آنے سے تجھپر احسان جتاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو اپنی آبرو اور جاہ و مال انپر سے اسکے بدلے نثار کر دے کہ وہ تیرے پاس آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو انکے اور انکے قرابتدارون اور متعلقون کے حقوق ادا کرتا رہے انکا سفیر رہے اور انکے دشمنوں کے ساتھ سفاہت کرے انہیں اگر کسی بات میں تو خلاف کرے تو دیکھ کہ تیرے اور تیرے علم کے حق میں کیا کیا کہتے ہیں اور کسطرح تیری دشمنی میں کمل پڑتے ہیں اور حقیقت بات یہی ہے جو ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی نے کہی اسواسطے کہ اب کوئی شاگرد اوستاد کو بیکار نہیں قبول کرتا ہے اول تو یہ چاہتا ہے کہ اسکے سبب سے میری آمدنی جاری رہے اور مدرس بیچارہ تو یہ طاقت رکھتا ہے

کہ شاگردوں کو چھوڑ دے کیونکہ لوگوں کی نظروں میں سبک ہو جائیگا اور نہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ سب طلبا اوسکے پاس سے نکلے اور بغیر
اونکی خوشامد کیے شاگردوں کی آمدنی جاری رکھ سکے تو اوسکے کام کے پیچھے اپنا ایمان کھوتا ہو اور اوس سے کچھ چارہ نہیں ہوتا ہے
تو عالم اگر تعلیم کر سکتا ہے اور ان آفتوں سے دور رہ سکتا ہے تو تعلیم عزلت سے افضل ہے اب عوام کو یہ لازم ہے کہ جب کسیکو تلقین
شاگردوں کو درس دیتے دیکھیں تو اوسکے حق میں یہ بدگمانی نکریں کہ اسے مال جاہ مقصود ہے بلکہ یہ خیال کریں کہ للہ علم سکھاتا ہے
یہ سمجھنا اونپر فرض ہے جب آدمی کا باطن ناپاک ہوتا ہے تو نیک گمان کی اوسمیں گنجایش نہیں ہوتی ہے اسواسطے کہ ہر شخص ویسا ہی
سمجھتا ہے جیسا اوسکے دل میں ہوتا ہے یہ بیان اسواسطے ہوا تاکہ عالم اپنی شرط پہچانیں اور عوام اپنی حماقت سے اور اہل علم
بہانہ کرکے علما کی تعلیم میں کسیطرح قصور نکریں کہ اس بدگمانی کے سبب سے وہ بھی تباہ ہونگے دوسری آفت یہ ہے کہ نفع لینے اور
نفع پہونچانے سے باز رہیگا نفع لینے سے کسب مراد ہے کیونکہ بغیر الفت کے نہیں ہو سکتا جو شخص عیالدار ہو تو اوسے کسب چھوڑ کر
عزلت اختیار کرنا نچاہیے کیونکہ اہل عیال کو تباہ اور خراب کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر کوئی شخص مال کافی رکھتا ہو یا عیالدار نہو تو اوسکے حق میں
عزلت اولی تر ہے اور نفع پہونچانے سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کا حق بجالانا مقصود ہے اگر عزلت میں ان امور کی عبادت کے سوا
اور کسی کام میں مشغول نہوگا تو کسب حلال اور صدقہ دینا عزلت سے افضل ہے لیکن اگر اسکا باطن تمام ہے خدا کی معرفت اور ذکر کا
کھلا ہے تو عزلت تمام صدقوں سے افضل ہوگی اسواسطے کہ سب عبادتوں سے مقصود یہی ہے تیسری آفت یہ ہے کہ مجاہدہ اور
ریاضت جو لوگوں کے اخلاق بد پر صبر کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوس سے باز رہیگا اور یہ بڑی بات ہے اور جس شخص کے واسطے
بڑا فائدہ ہے جو شخص ریاضت میں کامل نہوا ہو اسواسطے کہ [illegible] اہل الفت [illegible]
نہیں ہوتی اسواسطے کہ خوش خلقی اسکا نام ہے کہ آدمی لوگوں کی دلداری [illegible] اسواسطے [illegible]
اگر عوام سے سوال کرنیکے سبب سے [illegible] کو قبول کرنا اور اونکی تابعداری [illegible]
بدخوئی اپنے دل سے دور کریں اور ان کا کام خدمت کرنے اونکی ہمت اور دعا کی برکت حاصل کریں اگلے زمانہ میں صوفیہ کے خانقاہ
یہی مقصود ہوتا تھا اگرچہ اب [illegible] مقصود ہو جاتا ہے تو جو شخص ریاضت کر چکا ہے اوسکے حق میں عزلت اولی
اسواسطے کہ ریاضت سے یہ غرض نہیں ہے کہ آدمی ہمیشہ [illegible] مقصود ہوتی بلکہ [illegible] جاتا ہے
ہوتا ہے جب بیماری جاتی رہی [illegible] سے کچھ اور ہی مطلب
حق تعالی کے ذکر سے انس حاصل کرنا اور ریاضت سے غرض یہ ہے کہ جو چیز انس سے مانع ہے اوسے اپنے سے دور کرے
جو شخص [illegible] مشغول ہو سکے [illegible] کہ جیسا خود ریاضت کرنا ضرور ہے اور دوسروں کو ریاضت کی طرف لانا اور ادب سکھانا ارکان دین
سے ہے اور یہ بات عزلت سے میسر نہوگی تو پیر کو مریدوں سے ملنا ضرور ہے اور اوسے کنارہ کرنا لازم نہیں لیکن جسطرح علما کو جاہ و ریا کی
آفت سے حذر کرنا چاہیے اوسیطرح پیر کو بھی چاہیے تو جب پیروں کا مریدوں سے ملنا شرط کے موافق ہو تو عزلت سے اولی
ہوگا چوتھی آفت یہ ہے کہ عزلت میں شاید وسوسوں سے ملال پیدا ہو اور ذکر الہی سے دل ملول اور اوچاٹ ہو جاسے یا [illegible] لوگوں سے

ملاقات اور موانست کرنے سے جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے وسواس کا ڈر نہ ہوتا تو لوگون کے
پاس نہ بیٹھتا یعنی عزلت اختیار کرتا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو دل کی راحت ڈھونڈو
اسواسطے کہ جب دفعۃً دل پر جبر کرو گے تو اندھا ہو جائیگا تو چاہیئے کہ آدمی دل کو گاہ گاہ کسی دوست کی صحبت سے خوش رکھے
کہ اس سے دل کی فرحت اور نشاط زیادہ ہوتی ہے مگر وہ دوست ایسا ہونا چاہیئے جس سے دین ہی کا سبب کرے اور دین
کے کام مین اپنے قصور کا حال کہکر اوسکی تدبیر لوگ اوس سے پوچھتے ہون اور غافلون کی صحبت اگرچہ دم بھر ہو تو بھی مضر
ہوگی اور وہ صفائی جو آدمی نے دن بھر مین حاصل کی ہو جاتی رہیگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے
دوست اور ہمنشینون کی صفت پر ہو جاتا ہے تو اس بات کا لحاظ ضرور ہے کہ مین کس سے دوستی کرتا ہون پانچوین آفت یہ ہے
کہ عزلت مین بیمار پرسی اور جنازہ کی ہمراہی اور دعوت مین جانا اور تہنیت اور تعزیت کرنا اور لوگون کے حقوق فوت ہوتے ہین اور
ان کامون مین بھی بہت سی آفتین ہین نفاق اور تکلف نے ان کامون مین دخل پایا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تئین
ان کامون کی آفتون سے نہ بچا سکے اور انکی شرطون پر قائم نہ رہ سکے اوسے عزلت اولیٰ تر ہے اور اگلے بزرگون نے
ایسا ہی کیا ہے اور ان کامونکو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اپنا بچاؤ اسی مین دیکھا ہے چھٹی آفت یہ ہے کہ مخالطت مین لوگون کے حقوق
ادا کرتے رہنا فروتنی کی ایک قسم ہے اور عزلت مین ایک نوع تکبر ہے اور شاید کبر اور تکبر اور اس امر کی خواہش کہ ہم کسی کو دیکھنے
نجائین لوگ ہماری زیارت کو آئین عزلت کا باعث ہو حکایت لوگون نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بڑا حکیم تھا حکمت
مین تین سو ساٹھ کتابین اوسنے تصنیف کی تھین سمجھا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک میرا بڑا مقام اور مرتبہ ہو گیا ہے اوس زمانہ کے
پیغمبر پر وحی آئی کہ اوس حکیم سے کہدو کہ تو نے تمام روے زمین مین اپنا نام اور شہرہ کر کے اپنی ہوا کی باندھی ہے اور مین
تیری اس شہرت کو قبول نہین کرتا ہون وہ حکیم ڈرا اور اوس امر سے باز رہا اور ایک خالی گوشہ مین جا بیٹھ رہا اور کہا کہ اب حق تعالیٰ مجھ سے
خوش ہوا وحی آئی کہ اوس سے اب بھی خوش نہین ہون پھر وہ حکیم باہر نکلا اور بازار مین پھرنا اور لوگون سے مخالطت کرنا شروع کیا لوگون
کے پاس بیٹھتا اور کھانا کھاتا اور کوچہ و بازار مین جاتا تب وحی آئی کہ اب میری خوشنودی اوسنے حاصل کی الغرض جاننا چاہیے کہ کوئی ایسا
ہوتا ہی کہ تکبر سے عزلت اختیار کرتا ہے اسواسطے کہ یہ ڈرتا ہے کہ مجمع اور محفلون اور مجلسون مین لوگ میری عزت نہ کرینگے یا یہ ڈرتا ہے
کہ علم و عمل مین میرا نقصان لوگ جان جائینگے تو عزلت کو اپنے نقصان کا پردہ بناتا ہے اور ہمیشہ اسی آرزو مین رہتا ہے کہ لوگ میری
زیارت کو آیا کرین اور مجھسے برکت لین اور میرے ہاتھ چوما کرین یہ عزلت عین نفاق ہے جو عزلت خدا کے واسطے ہوتی ہے اوسکی
دو علامتین ہین ایک تو یہ کہ گوشہ مین آدمی کبھی بیکار نہ رہے یا تو ذکر و فکر مین مشغول رہے یا علم و عبادت مین دوسرے یہ کہ اس امر
کو مکروہ رکھے کہ لوگ اوسکی زیارت کو جائین مگر وہ شخص جس سے دینی فائدہ ہو حضرت ابو الحسن حاتمی رحمہ اللہ تعالیٰ جو خواجگان طوس
مین سے تھے وہ شیخ ابو القاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو اولیاے کبار مین سے تھے اونکی ملاقات کو گئے اور عذر کرنے لگے کہ مین قصور
کرتا ہون کہ آپکی خدمت مین بہت کم حاضر ہوتا ہون شیخ نے اونسے کہا کہ اے خواجہ عذر خواہی نہ کرو اسواسطے کہ اور لوگ جیسے آنے

جسقدر احسانمند ہوتے ہیں میں نہ آنے سے اتنا ممنون ہوتا ہوں اسلئے کہ مجھے اوس بزرگ یعنی ملک الموت علیہ السلام کی آمد سے
کسی کی پروا نہیں ہے ایک امیر حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی کے پاس حاضر ہوا عرض کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہیں فرمایا کہ یہ حاجت
رکھتا ہوں کہ دوبارہ نہ تو مجھے دیکھے نہ میں تجھے الغرض جاننا چاہیئے کہ لوگوں سے اپنی تعظیم کرنے کے واسطے گوشہ نشینی اختیار کرنے میں
بڑی نادانی ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ گوشہ نشینی کے سبب سے میرے حال کی کسی کو خبر نہوگی حالانکہ یہ جانتا ہے
کہ اگر پہاڑ پر جا بیٹھیگا تو عیب جو آدمی یہی کہیگا کہ ریا و نفاق کرتا ہے اور اگر شراب خانے میں جائیگا تو جو اوسکا دوست اور مرید ہوگا
وہ یہی کہیگا کہ لوگوں کی نظروں سے گرنے کے واسطے ملامتیہ کا سا ہے جیسا حال ہیں ہوگا اوسکے حق میں لوگوں کے دو فریق
ہونگے تو چاہیئے کہ اپنے دل کو دین ہی میں لگائے خلق میں نہ لگائے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مرید سے ایک کام کہا
کہ اوسنے جواب دیا کہ لوگوں کی طعن کے خوف سے یہ کام میں نہیں کرسکتا حضرت سہیل اپنے یاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا کہ آدمی جبتک دو صفتوں میں سے ایک حاصل نکرے تب تک اس کام کی حقیقت کو نہ پہونچیگا ایک یہ کہ یا تو لوگ اوسکی
نظر سے گر جائیں کہ خلق سے سوا اوسکے کچھ دیکھے ہی نہیں یا اپنا نفس اوسکی نظر سے گر جائے کہ خلق اوسے کسی صفت اور حالت پر
دیکھے وہ کچھ پاک نرکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگوں نے کہا کہ کچھ آدمی آپکی خدمت میں آتے ہیں اور آپ کی
باتیں لکھکے اور پھر اعتراض کرتے ہیں اور عیب جوئی کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو دیکھا کہ فردوس اعلی اور مجاورت حق تعالی
کی طمع کرتا ہے لوگوں سے سلامت بچنے کی خواہش ہرگز نہیں کرتا اسواسطے کہ اونکا خالق اونکی زبان سے سلامت نہیں بچا الغرض اب
تمام بیان سے تو نے عزلت کے فواید اور آفات تو جان لئے پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے احوال کو دیکھے اور ان فواید اور آفات کو
سوچے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اوسکو کیا چیز اختیار کرنا اوسکے حق میں بہتر ہے آداب عزلت جب کسی نے گوشہ گیری اختیار کی تو اوسے چاہیئے
کہ یہ نیت کرے کہ اس عزلت سے لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہوں اور لوگوں کے شر سے اپنی سلامتی چاہتا ہوں اور حق تعالی کی عبادت
میں فراغت اور یکسوئی طلب کرتا ہوں اور چاہیئے کہ فرصت کو بیکار نرکھے بلکہ ذکر اور فکر اور علم و عمل میں مشغول رہے اور لوگوں کو اپنے پاس
نہ آنے دے اور شہر کی خبریں کسی سے نہ پوچھے اسواسطے کہ جو بات سنیگا وہ گویا ایک تخم ہے کہ سینہ میں بویا اور خلوت میں وہ تخم سینہ
سے اوگیگا خلوت میں بڑا کام یہ ہے کہ خطرات نفسانی باقی نہ رہیں تاکہ خدا کا ذکر کیا جاوے اور جو لوگوں کی باتیں خطرات نفسانی کا
تخم ہوتی ہیں چاہیئے کہ تھوڑی سی روزی پر قناعت کرے ورنہ لوگوں کی حاجت کا محتاج ہوگا اور چاہیئے کہ پڑوسیوں کی
ایذا پر صبر کرے اور جو کچھ اوسکے حق میں کہیں خواہ مدح خواہ ذم اوسکی طرف کان نہ دھرے اور اوس سے دل نہ لگائے عزلت میں لوگ اوسکو
منافق یا ریاکار یا متکبر کہیں خواہ صالح یا [illegible] کہیں ان باتوں کو نہ سنے کہ انہیں سے تضییع اوقات ہوگی اور عزلت سے
غرض یہ ہوتی ہے کہ آدمی آخرت کو کام میں مشغول رہے [illegible]

ساتویں اصل آداب سفر کے بیان میں

الغرض واضح ہو اس بات کو جان کہ سفر دو طرح کا ہے ایک باطن کا سفر ایک ظاہر کا سفر باطن کا سفر [illegible] آسمان و زمین [illegible] اور خدا کی [illegible]

اور راہ دین کی منزلون مین دل کا سفر ہے مردون کا سفر یہی ہے کہ بدن سے گھر مین بیٹھے رہتے ہین اور دل سے بہشت مین کہ جسکی وسعت زمین و آسمان کے برابر بلکہ زیادہ ہے جولانیان کرتے ہین اسواسطے کہ عالم ملکوت عارفون کی بہشت ہے جسمین کسی طرح کی روک ٹوک کو اوسمین دخل نہین حق تعالی لوگون کو اسی سفر کیطرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وہ شخص جو یہ سفر کرنے مین عاجز ہے اوسے ظاہر مین سفر کرنا چاہیے بدن کو کام مین لانا چاہئے تاکہ ہر جگہ سے فائدہ اوٹھائے اوسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے پاؤن سے کعبہ کو جائے تاکہ ظاہر کعبہ کو دیکھے اور اوس دوسرے کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پاؤن نہ ہلائے اور کعبہ خود اوسکے پاس آئے اور اوسکے گرد طواف کرے اور اپنے اسرار اوس سے کہے ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیواسطے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ فرماتے تھے کہ مردون کے پاؤن مین چھالے پڑ گئے اور مردون کے چہرون میں ہم اس کتاب کے سفر ظاہر کے آداب دو بابون مین لکھتے ہین کیونکہ سفر باطن دقیق ہے اس کتاب مین اوسکی گنجایش نہین

پہلا باب سفر کی نیت اور اوسکے آداب اور اقسام کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ سفر کی پانچ قسمین ہین پہلی قسم وہ سفر ہے جو طلب علم کے واسطے ہو جب علم سیکھنا آدمی پر فرض ہو تو یہ سفر بھی فرض ہے اور جب علم سیکھنا سنت ہو تو یہ سفر بھی سنت ہے اور علم کے واسطے سفر مین جو ہوتا ہے ایک تو علم شرع سیکھنے کے واسطے ہو حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کو گھر سے باہر نکلتا ہے جبتک سفر سے پھرے خدا کی راہ مین چلتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرشتے اپنے پرون کو طالب علم کے واسطے بچھاتے ہین اور اگلے بزرگون مین کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اونہون نے ایک حدیث کے واسطے دور دراز سفر کیا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ کوئی شخص اگر شام سے یمن تک ایک کلمہ سننے کے واسطے جسمین دین کا فائدہ ہو سفر کریگا اوسکا سفر ضائع نہوگا لیکن سفر ایسے ہی علم کے واسطے کرنا چاہیے جو زاد آخرت ہو اور وہ علم جو دنیا سے آخرت کیطرف اور حرص سے قناعت کی جانب اور ریا سے اخلاص کیطرف اور خلائق کے ڈر سے خدا کے خوف کی جانب نہ بلائے وہ نقصان کا سبب ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق کو پہچانکر اپنے برے اخلاق کا علاج کرے جنکو آدمی سفر کرے یہ سفر بھی ضرور ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے گھر مین رہتا ہے اور اوسکی مراد کے موافق کام ہوتے ہین تو اپنی طرف نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مین نیک اخلاق ہون سفر سے اخلاق باطن کا پردہ اوٹھ جاتا ہے اور ایسے امور پیش آتے ہین کہ غصہ اور بدخوئی اور اپنا عجز پہچانا جائے اور آدمی جب بیماری پہچانیگا تب ہی علاج مین مشغول ہو سکیگا اور جو شخص سفر نہین کرتا اوسے کامون مین چالاکی نہین ہوتی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کہتے تھے کہ اے علما سفر کرو تاکہ پاک ہو جاؤ کیونکہ پانی جب ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو گندہ ہو جاتا ہے تیسرے اسواسطے سفر کرے کہ دریا جنگل پہاڑ میدان نئے نئے شہرون مین خدا کی عجیب عجیب صنعتین دیکھے اور طرح طرح کے مخلوقات جانور حیوان یا نباتات وغیرہ اطراف عالم مین دیکھے اور جانے کہ یہ سب اپنے خالق کی تسبیح کرتے ہین اور اوسکی وحدت پر گواہی دیتے ہین اور جس شخص کو یہ ادراک اور بصیرت حاصل ہو کہ جمادات کی بات جو نہ حرف ہے نہ آواز اوسے سنے اور خط الہی کہ جو تمام مخلوقات کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ نہ حروف ہے نہ رقم اوسے پڑھ سکے اور خدا کی

ملکوت کے آثار اس سے پہچان سکے اور اس دنیا کے گرد پھرنے کی کچھ احتیاج نہیں بلکہ ملکوت آسمان میں نظر کرے جو زیادت
اسکے گرد پھرتے ہیں اور اپنے عجائب اس سے کہتے ہیں اور ندا کرتے ہیں کہ وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ
عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ بلکہ اگر کوئی شخص اپنے اعضا اور صفات کی فطرت میں نظر کرے تو تمام عمر سیر میں رہے بلکہ انہی عجیب
صنعتوں کا ادراک وقت دیکھیگا کہ ظاہری آنکھ بند کرکے دل کی آنکھ کھولے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ آنکھ کھولو کہ عجیب
عجیب چیزیں دیکھو اور میں کہتا ہوں کہ آنکھ بند کرو تو عجیب عجیب چیزیں نظر آئیں دونوں باتیں حق ہیں کیونکہ پہلی منزل تو یہ ہے کہ
آدمی ظاہری آنکھ کھولے اور ظاہری عجائبات دیکھے تب دوسری منزل میں پہنچے کہ باطنی عجائبات دیکھے اور عجائبات ظاہری
کے واسطے نہایت ہے اسواسطے کہ وہ اجسام عالم سے علاقہ رکھتے ہیں جو متناہی ہیں اور باطن کے عجائبات کی نہایت نہیں ہے
کیونکہ ارواح اور حقیقتوں سے تعلق ہے اور حقیقتیں بے انتہا ہیں ہر ایک صورت کے ساتھ ایک حقیقت اور روح ہے صورت تو ظاہری آنکھ
سے دکھائی دیتی ہے اور حقیقت چشم باطن سے نظر آتی ہے اور اسکی نہایت نہیں [illegible] اسکی مثال اسطرح پر ہے مثلاً کوئی
شخص ہاتھ کو دیکھے اور سمجھے کہ گوشت کی ایک بوٹی ہے اور دل کو دیکھے اور جانے کہ سیاہ لہو کا ایک ٹکڑا ہے آنکھ کو دیکھے تو یہ
کہ یہ صورت جسے ظاہری آنکھ دیکھتی ہے زبان و دل کی حقیقت کے سامنے [illegible] عالم کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر جز کا
یہی حال ہے حق تعالیٰ سے [illegible] جسم ظاہر کے علاوہ اور [illegible] درجہ کے قریب قریب ہے
[illegible] ظاہری [illegible] آنکھ [illegible] سفر کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔
دوسری قسم وہ سفر ہے جو عبادت کے واسطے ہو جیسے حج و جہاد اور انبیا و اولیا و صحابہ و تابعین کی قبروں کی زیارت بلکہ علما
اور بزرگان دین کی ملاقات کیونکہ انکی صورت دیکھنا عبادت ہے اور انکی دعا میں بڑی برکت ہے انکی ملاقات کے فائدوں میں
ایک یہ ہے کہ انکی پیروی کا شوق پیدا ہوتا ہے تو انکی زیارت میں عبادت ہی ہے اور عبادتوں کا تخم بھی ہوتی ہے جب ان بزرگوں
کے کلام اور [illegible] تو فوائد دوچند اور بسیار ہونگے قصد بزرگوں کے مشہد اور مقبرہ پر جانا درست ہے اور یہ جو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے
سوا اور کہیں کے واسطے سواری پر سفر نکرے [illegible] اس بات کی دلیل ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور مسجدوں اور مشہدوں کی
برکت برابر ہے [illegible] مگر [illegible] علما [illegible] زندہ ہوں [illegible] داخل نہیں [illegible] جو کہ انتقال کر گئے [illegible]
اس حکم میں نہیں داخل ہیں یعنی زندہ عالموں کی ملازمت اور مردہ عالموں کی قبروں کی زیارت اس حکم سے ممنوع نہیں [illegible]
قصد سے انبیا اولیا کی قبروں کی زیارت کو جانا اور [illegible] تیسری قسم وہ سفر ہے [illegible]
تشویش میں ڈالنے والی چیزوں سے بھاگنا مقصود ہو [illegible] دنیا کے شغل [illegible]
ساتھ دین کی راہ نہیں چل سکتا [illegible]
ہر چند کہ آدمی اپنی حاجتوں اور ضرورتوں سے کبھی بالکل فارغ نہیں ہو سکتا [illegible]

۵۷
نزدیکی سواری کا [illegible] مسجدوں کی زیارت [illegible]
۴۱۲

یعنی سب بدلوگون سے رہائی پائی اگرچہ بالکل بے بوجہ نہین ہوتے ہین اور کسیکو جہان کہین دولت ہاتھ آتی ہے اور شناسائی چاہتی
ہے تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ اوسے حق تعالی سے باز رکھتی ہے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ یہ برا زمانہ ہے کہ گمنام کو
اس زمانہ مین خطرہ ہے تو مشہور کا کیا حال ہوگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جہان کہین لوگ تجھے پہچان لین وہان سے بھاگ جا اور وہان چلا
جہان تجھے کوئی نہ پہچانتا ہو اور اونہین دیکھا کہ پیٹھ پر انبان باندھے ہوئے جاتے ہین لوگون نے پوچھا آپ کہان جاتے ہین
بولے فلانے گاؤن کو کہ مین نے سنا ہے کہ وہان اناج بہت سستا ہے لوگون نے کہا آپ یہ امر روا رکھتے ہین فرمایا
جہان ارزانی کی وسعت ہوتی ہے وہان دین کی سلامتی اور دلکی فراغت ہوتی ہے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالے
کسی شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے چوتھی قسم وہ سفر ہے جو دنیا حاصل کرنیکو تجارت کے واسطے ہو یہ سفر
مباح ہے اگر اوسکی یہ نیت ہو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو فاقہ سے بے پروا کرنے کو سفر کرتا ہون تو یہ سفر عبادت ہے
اور اگر تجمل اور تفاخر کے واسطے دنیا کی زیادہ طلب منظور ہو تو یہ سفر شیطان کی راہ مین ہوگا اور غالباً یہ قصد کرنیوالا تمام عمر سفر کی
تکلیف مین رہیگا کہ کفایت کی قدر سے جو زیادہ ہے اوسکی نہایت نہین آخر کو دفعتاً راہزن اوسکا مال لوٹ لینگے یا کسی جگہ
غریب الدیار مر جائیگا اور اوسکا مال بادشاہ لے لیگا اور یہی بہتر ہے کیونکہ وارث لے اور اپنی ہوا و ہوس مین خرچ کرے اور اوسے
یاد بھی نکرے اور اگر اوسنے کچھ وصیت کی ہو تو اسپر عمل لائے اگر وہ قرضدار ہو تو ادا کرے اور وبال آخرت مورث کی گردن پر رہیگا
اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا کہ تمام رنج تو وہ کھینچے اور تمام وبال تو وہ اپنے ساتھ لیجاوے اور تمام راحت اور کوئی اوٹھاوے
پانچوین قسم وہ سفر ہے جو سیر اور تماشے کے واسطے ہو یہ سفر اگر کم ہے اور گاہ گاہ ہے تو مباح ہے اگر کوئی شخص شہر بشہر
پھرنے کی عادت کر لے اور اوسکو اسکے سوا اور کچھ غرض نہو کہ نئے نئے شہر اور نئے نئے آدمی دیکھتا ہے تو ایسے سفر کے بارہ مین
علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ اپنے تئین بیفائدہ رنج پہونچاتا ہے اور یہ نہ چاہیے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے
کہ یہ سفر حرام نہوگا اسواسطے کہ تماشا بھی ایک غرض ہے اگرچہ حقیر ہے اور ہر ایک کا فعل مباح اوسکے لائق ہوتا ہے ایسا آدمی
خسیس طبع ہوتا ہے یہ غرض بھی اوسکے لائق ہے لیکن گودڑی پوش فقیر جنھون نے یہ عادت ڈالی ہے کہ شہر بشہر اور جابجا
جاتے ہین بغیر اس قصد کے کہ کوئی پیر ہے کہ اوسکی خدمت مین ملازمت اور حضوری اختیار کرین بلکہ اونکا مقصود سیر و تماشا ہوتا ہے
کیونکہ عبادت پر مداومت نہین کر سکتے اور انکے دل کا رستہ مقامات تصوف کیطرف نہین کھلا ہے کاہلی اور بیکاری کے سبب سے
اس بات کی طاقت نہین رکھتے ہین کہ کسی پیر کے حکم سے کہین بیٹھ رہین شہرون مین پڑے پھرتے ہین جہان کہین بہت
اچھا کھانا ملے وہان بہت ٹھہرتے ہین اور جہان کہین بہت اچھا کھانا نہ ملے تو خدمتگذار پر زبان درازی کرتے ہین اور اوسے
رنج دیتے اور جہان کہین لوگ اچھے کھانے کا پتا دیتے ہین وہان جاتے ہین اور کسی مزار کی زیارت کا بہانہ کرتے ہین کہ ہمین
یہ مقصود ہے اچھا کھانا مقصود نہین یہ سفر اگرچہ حرام تو نہین لیکن مکروہ ہے اور یہ لوگ اگرچہ عاصی اور فاسق نہین لیکن بدبین
اور جو شخص صوفیون کی روٹی کھائے اور بھیک مانگے اور اپنے تئین صوفی بنائے وہ فاسق اور عاصی ہوگا اور جو کچھ لیتا ہے

وہ حرام ہے اسواسطے کہ ہر ایک گودڑی پوش جو پنج وقتہ نماز پڑہتا ہے صوفی نہین بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو خدا کی طلب کرتا ہو اور اسکا دل اسکیطرف متوجہ ہوا ہو یا پہونچ گیا ہو اسکی کوشش کرتا ہو اور بلا ضرورت اوسمین قصور نہ کرے یا کوئی ایسا ہو کہ اس قوم کی خدمت مین مشغول ہو ان باتون فرقون کے سوا اور کسیکو صوفیہ کی روٹی کھانا حلال نہین ہے لیکن وہ شخص جو عادتی ہو اور اوسکے دل کی خدا کی طلب اور اوسکی طلب مین کوشش کرتا نہو اور صوفیہ کی خدمت مین مشغول نرہتا ہو وہ گودڑی پہننے سے صوفی نہین ہوجاتا بلکہ جو چیز لوگون نے گروہ کاٹون اور اوچکون پر وقف کی ہو اوسسے اوسکا لینا مباح ہے اسواسطے کہ اپنے تئین صوفیہ کی صورت بنا دکھانا اور انکی صفت اور سیرت نہ اختیار کرنا نرا نفاق اور اوچکا پن ہے اس قوم مین سب سے بڑا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتین یاد کرکے بیہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اولین و آخرین اوسے حاصل ہوگیا ہے جب تو ایسی باتین کرسکتا ہے کبھی ان باتون کی شامت اوسے اس حد کو پہونچا دیتی ہے کہ علما اور اونکے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت کبھی اوسکی نگاہ مین حقیر اور ناچیز معلوم ہو اور کہے کہ شریعت ضعیفون کے واسطے ہے جو لوگ راہ طریقت مین قوی ہوگئے ہین شریعت اونھین کچھ نقصان نہین کرسکتی اسواسطے کہ انکا دین دو دردہ حوض کی حد پر پہونچ گیا ہے اور کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہین جب یہ گدڑی پوش اس درجہ کو پہونچے تو انمین سے ایک کو قتل کرنا روم اور ہندوستان مین ہزار کافر مارنے سے افضل ہے اسواسطے کہ لوگ اپنے تئین کافر سے بچاتے ہین اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو باطل کرتا ہے اس زمانہ مین شیطان نے اس پھندے سے زیادہ کوئی مضبوط پھندا انھین بچھایا ہے ہزارون آدمی اس پھندے مین پھنسکر ہلاک ہوتے ہین **ظاہری مسافر کے آداب** ابتدا سے سفر سے انتہائے سفر تک آٹھ ہین **پہلا ادب** یہ ہے کہ پہلے لوگون کا قرض اور مظلمہ ادا کرے اور جنکا امانتدار ہے اونکی امانتین اونھین سپرد کرے اور جنکا نفقہ اوسپر واجب ہے اونکا نفقہ مہیا کردے اور زاد راہ حلال سے حاصل کرے اور اسقدر ساتھ لے کہ ساتھیون کے ساتھ سلوک کرسکے اسواسطے کہ کھانا کھلانا اور اچھی باتین کرنا اور کرایہ کی سواری والے لوگون کے ساتھ مدارات کرنا مکارم اخلاق مین سے ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ ایسا شائستہ رفیق پیدا کرے جو دین کے کامون مین اوسکا مددگار رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ تین شخص ہون جماعت ہے اور فرمایا ہے کہ مسافرون کو چاہیے کہ سفر مین ایک شخص کو اپنا امیر اور سردار بنائین اسواسطے کہ سفر مین رائین مختلف ہوتی ہین اور جو کام ایک شخص سے متعلق ہوگا وہ تباہ ہوگا اگر عالم کا انتظام دو خدا سے ہوتا تو تمام جہان تباہ ہوجاتا اور امیر ایسے شخص کو بنانا جو اخلاق مین سب سے بہتر ہو اور سفر بہت کرچکا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنے وطن کے دوستان آشنایان کو رخصت کرے اور ہر ایک کے ساتھ یہ دعا پڑھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمایا کرتے تھے ۵۱ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا تو فرماتے تھے ۵۲ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهْتَ جو شخص مقیم ہو اوسکو مسافر کے واسطے یہ دعا کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ جب رخصت کرنے لگے تو اسکو خدا کے سپرد کرے حکایت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ [illegible]

۵۱ سپرد کرتا ہون خدا کو دین تمہارا اور امانت تمہاری اور انجام کار تمہارا ۱۲

۵۲ توشہ دے اللہ تجھ کو پرہیزگاری اور بخشے گناہ تیرا اور سامنے کردے تیرے نیکی کو جدھر تو منہ کرے ۱۲

دیتے تھے ایک شخص ایک لڑکا ساتھ لیے ہوئے آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ لڑکا جیسی تیری شباہت رکھتا ہے
میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی لڑکا اپنے باپ سے اتنی شباہت رکھتا ہو اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی عجیب خبر ہے
سرگذشت ہے میں آپکی خدمت میں عرض کروں جس میں سفر کو جاتا تھا اور اوسکی ماں حاملہ تھی اوسنے کہا کہ تو مجھے ایسے حال میں چھوڑتا ہے
میں نے جواب دیا أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِيْ بَطْنِكِ یعنی جو تیرے پیٹ میں ہے اوسے میں نے خدا کے سپرد کیا جب میں سفر سے
پھر آیا اسکی ماں مر گئی تھی ایک رات میں بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا دوستوں سے آگ سی نظر آئی میں نے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ
یہ تیری جورو کی قبر کا اوجالا ہے ہم ہر شب یوں ہی دیکھا کرتے ہیں میں نے جواب دیا کہ وہ تو نمازگذار روزہ دار تھی یہ امر کیونکر ہوگا
غرض کہ میں گیا اور قبر کھودی کہ دیکھوں کیا ہو گیا ہے دیکھتا کیا ہوں کہ ایک چراغ روشن ہے یہ لڑکا اوس سے کھیل رہا ہے میں نے
ایک آواز سنی کہ اے شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا ہم نے تجھے حوالے کر دیا اگر اسکی ماں کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اوسے
بھی ہم تیرے حوالے کرتے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ دو نمازیں پڑھے ایک تو نماز استخارہ سفر سے پہلے پڑھے وہ نماز اور اوسکی
دعا مشہور ہے دوسری نماز یہ ہے کہ باہر نکلتے وقت چار رکعت پڑھے اسواسطے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں میں نے وصیت نامہ لکھا ہے باپ کو
دوں یا بیٹے کو یا بھائی کو آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا ہے تو اپنا قائم مقام اور خلیفہ اللہ تعالے کے نزدیک
اون چار رکعتوں سے زیادہ دوست نہیں چھوڑتا ہے جو اوسوقت پڑھے جب اسباب باندھا ہو تو اس نماز میں سورۂ فاتحہ اور
قل ہو اللہ پڑھے اور یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ بِهِنَّ اِلَيْكَ فَاخْلُفْنِيْ بِهِنَّ فِيْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَهِيَ خَلِيْفَتُهُ فِيْ اَهْلِهِ
وَمَالِهِ وَدَارِهِ حَوْلَ دَارِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهِ **پانچواں ادب** یہ ہے کہ جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یوں کہے
بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ
يُجْهَلَ عَلَيَّ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یوں کہے سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
چھٹا ادب یہ ہے کہ جمعرات کو صبح ہی سفر شروع کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ جمعرات کو
ابتداے سفر کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سفر کیا چاہے یا کسی سے حاجت مانگا چاہے تو صبح
سویرے سفر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ السَّبْتِ اور یہ دعا بھی فرمائی
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ تو ہفتہ اور پنجشنبہ کی صبح مبارک ہے **ساتواں ادب** یہ ہے کہ جانور پر بوجھ کم لادے
اوسکی پیٹھ پر کھڑا نہو اور سوئے نہیں اور اوسکے منہ پر لکڑی نہ مارے اور صبح شام ایک ساعت نیچے اوتر کرے تاکہ اپنے پاوں
ہلکے ہوں اور جانور سبکبار ہو اور جانور والے کا دل خوش ہو اور بعضے اگلے بزرگ اس شرط سے کرایہ کرتے کہ جانور پر سے
کبھی نہ اوتریں گے مگر باوصف اسکے بھی اوترتے تاکہ وہ اوترنا جانور پر صدقہ ہو جائے اور جب جانور کو بے سبب ماریں گے
یا بہت بوجھ اوس پر لادینگے وہ قیامت کو جھگڑیگا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک اونٹ مر گیا اونھوں نے کہا کہ ای

حق تعالیٰ سے میری شکایت نکرنا اسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ میں تیری طاقت کے موافق تیری اوپر بوجھ لادتا تھا اور جسقدر بوجھ جانور پر لادنا منظور ہو کرایہ والے کو بتا دے اور شرط کر لے تاکہ اوسکی رضامندی حاصل ہو اور اقرار سے زیادہ بوجھ نہ لادے حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ اونٹ پر سوار تھے کسی نے اونھیں ایک خط دیا کہ فلانے آدمی کو دینا وہ خط نہ لیا اور فرمایا کہ کرایہ دار سے میں نے اسکی شرط نہیں کی ہے اور فقہا کی بات پر کچھ عمل نکیا کہ اسقدر کا کچھ وزن نہیں اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اس امر کا سنت بجا کرنا تقوے کا سبب جانا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لیجاتے تو کنگھی آئینہ مسواک سرمہ دانی مدری اپنے ساتھ لیجاتے تھے مدری اوسے کہتے ہیں جس سے سر کے بال سلجھاتے ہیں ایک روایت میں قینچی اور شیشہ بھی ہے اور صوفیوں نے ڈول رسی کو بھی بڑھایا ہے اگلے بزرگوں کی یہ عادت نتھی کیونکہ وہ جہاں کہیں پہونچتے تیمم کرتے اور فقط پتھر ہی سے استنجا کر لیتے اور جس پانی کو پاک جانتے اوسی سے طہارت کرتے تو اگرچہ اگلے بزرگوں کی یہ عادت نتھی لیکن ان لوگوں کے حق میں بھی بہتر ہے کہ اسطرح سفر نکریں کہ ان احتیاطوں میں نہ مشغول ہوں اور احتیاط بہتر ہے اگلے لوگوں کا سفر اکثر غزا اور جہاد اور بڑے بڑے کاموں کے واسطے ہوتا تھا وہ ایسی احتیاطوں میں مشغول ہوتے تھے آٹھواں ادب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے اور آپکی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑتی تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا پھر کسیکو پہلے اطلاع کے واسطے بھیجتے اور منع کر دیتے کہ کوئی شخص اچانک اپنے گھر میں نہ چلا جائے ایک مرتبہ دو آدمیوں نے عدول حکمی کی ہر ایک نے اپنے گھر میں برائی دیکھی اور آزردہ ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر آتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے جب گھر میں تشریف لیجاتے تو یوں فرماتے تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا اور گھر والوں کے واسطے تحفہ تحائف لیجانا سنت مؤکدہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کچھ نہو تو ایک پتھر ہی توبڑہ میں ڈال لے اس سنت کی تاکید کے واسطے آپنے یوں فرمایا ہے ظاہر میں سفر کے آداب یہی ہیں اور باطن میں سفر خواص کے آداب یہ ہیں کہ جب تک یہ نہیں جان لیتے کہ اونکے دین کی ترقی اور زیادتی سفر ہی میں ہے تب تک سفر نہیں کرتے اور جب اثنائے راہ میں اپنے دل میں کوئی نقصان دیکھتے ہیں تو پھر آتے ہیں اور یہ نیت کرتے ہیں کہ جس شہر میں جائیں گے عالموں اور بزرگوں کی قبروں کی زیارت کریں گے پیروں کو ڈھونڈیں گے ہر ایک سے فائدہ حاصل کرینگے اسواسطے نہیں ڈھونڈتے کہ لوگوں کے سامنے باتیں بنانا مقصود ہو کہ ہمنے فلانے پیر کو دیکھا ہے بلکہ اسواسطے ڈھونڈتے ہیں کہ اونکی پیروی کریں اور کسی شہر میں دس دن سے زیادہ نہیں رہتے مگر یہ کہ پیر کا حکم ہو مقصود ہو اور اگر آدمی کسی بھائی کی ملاقات کو جائے تو تین دن سے زیادہ نرہے کیونکہ مہمانی کی یہی حد ہے مگر یہ کہ میزبان کا رنج ہو اور جب کسی بزرگ کے پاس جائے اور فقط زیارت ہی مقصود ہو تو ایک شبانہ روز سے زیادہ وہ مقام نکرے اور جب کسی سے ملنے جائے تو اوسکے گھر کا دروازہ نکھٹکھٹائے جب تک کوئی باہر نکلے تب تک صبر کرے اور تاوقتیکہ اوس سے ملاقات نہو اور کوئی کلام نہ شروع کرے جب تک وہ خود نہ پوچھے کچھ بات نکرے جب وہ کچھ پوچھے تو اوسیقدر کہے جو اوسکا جواب ہو اور اگر

آیا میں گھر کو توبہ توبہ کرتا ہوا اپنے پروردگار کی طرف ایسی توبہ جو کوئی گناہ باقی نہ رکھے ۱۲

خود پوچھنا چاہتا ہے تو پہلے اجازت مانگے اور اوس بستی میں جاکر عشرت میں نہ مشغول ہو جاوے اسواسطے کہ ملاقات کا خلوص جاتا رہیگا اور راستے بھر خدا کے ذکر اور تسبیح میں سرگرم رہے اور قرآن شریف آہستہ پڑہے تاکہ کوئی دوسرا نہ سنے جب کوئی اوس سے بات کرے تو تسبیح موقوف کر کے جواب دیدے اور جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہے اگر وہ وطن ہی میں میسر ہو تو سفر نکرے کہ اس صورت میں کفران نعمت ہوگا

دوسرا باب اون مسائل کے بیان میں جو مسافر کو سفر کے پہلے سیکھنا چاہیے

مسافر پر واجب ہے کہ اون چیزونکا علم جنکی شارع نے سفر میں رخصت اور اجازت دی ہے سیکھے اگرچہ رخصت پر کاربند ہونے کا قصد نہیں رکھتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی ضرورت سے رخصت پر کاربند ہونے کی حاجت پڑے قبلہ کا اور وقت نماز کا علم سیکھنا چاہیے سفر میں طہارت کے واسطے دو اجازتیں ہیں ایک موزے کا مسح دوسرے تیمم اور نماز میں بھی دو رخصتیں ہیں ایک قصر دوسرے دو فرض ایک وقت میں جمع کرنا اور سنت نماز سفر میں جانور پر اور پیادہ پا چلتے ہوئے پڑہنے کی اجازت ہے اور روزہ میں ایک ہی رخصت ہے یعنے افطار یہ سات رخصتیں ہیں پہلی رخصت موزہ کا مسح ہے جس مسافر نے پوری طہارت کے بعد موزہ پہنا ہو پھر حدث آگیا ہو تو اوسے چاہیے کہ جب تک وقت حدث سے تین شبانہ روز گذرین تب تک موزہ پر مسح کرتا رہے اور اگر مقیم ہو تو ایک شبانہ روز مسح موزہ کی پانچ شرطین ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ پوری طہارت کرلے پھر موزہ پہنے اگر دوسرا پاؤن دہونے سے پہلے ایک پاؤن دہوکر موزہ میں ڈالدیگا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک موزہ پر مسح کرنا نچاہیے تو جب دوسرا پاؤن دہوکر موزہ میں ڈالے تو چاہیے کہ پہلے پاؤن سے موزہ اوتار کر پھر پہن لے دوسری شرط یہ ہے کہ اوسے پہنکر کچھ تھوڑے سے چلنے کی عادت ہو اگر چمڑے کا موزہ نہو تو مسح درست نہیں تیسری شرط یہ ہے کہ موزہ ٹخنے تک ثابت اور درست ہو جسقدر پاؤن دہونا فرض ہے اگر اوسکے مقابل موزہ میں سوراخ ہے یا کچھ پاؤن نظر آتا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک مسح کرنا نچاہیے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اگرچہ موزہ پھٹا ہو لیکن اگر اوسے پہنکر چل سکتے ہیں تو مسح درست ہے اور یہ امام شافعی کا پرانا قول ہے اور ہمارے نزدیک یہ قول اولی تر ہے اسواسطے کہ موزہ راہ میں اکثر پھٹتا ہے اور ہر وقت اوسکا سینا ناممکن ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر مسح کیا ہے تو موزے کو نہ اوتارے اور جب اوتارا تو اولی یہ ہے کہ نئے سر سے طہارت کرے اور اگر فقط پاؤن دہولیگا تو ظاہر یہ ہے کہ درست ہو پانچوین شرط یہ ہے کہ تھیلی پر مسح نکرے بلکہ قدم کے مقابلہ میں کرے اور پشت پا پر مسح کرنا اولی ہے اگر ایک ہی اونگلی سے مسح کریگا تو بھی کافی ہوگا لیکن تین اونگلیون سے مسح کرنا اولی ہے ایکبار سے زیادہ مسح نکرے جب غسل [illegible] نکلنے کے پہلے مسح کیا تو ایک شبانہ روز پر اقتصار کرے سنت یہ ہے کہ جو کوئی موزہ پہننا چاہتا ہو پہلے اوسکو جھٹک لے اسواسطے کہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موزہ تو پاے مبارک میں پہن لیا دوسرا موزہ کوا اوٹھا لیگیا اور ہوا میں لیجاکر جب چھوڑا تو اوس میں سے ایک سانپ نکلا تو آپنے فرمایا کہ جو شخص خدا کا اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ جب تک موزہ کو جھٹک نہ لے پاؤن میں نہ پہنے دوسری رخصت تیمم ہے اسکی تفصیل اصل طہارت میں ہم نے بیان کی طول کے خیال سے اب مکرر نہیں بیان کرتے تیسری رخصت یہ ہے کہ جو فرض نماز چار رکعت کی ہے اوسے قصر کرکے

دوگانہ پڑہے لیکن چار شرطون کے ساتھہ ایک کہ وقت پر پڑہے اگر قضا پڑہیگا تو صحیح یہ ہے کہ قصر نچاہیے دوسری یہ کہ قصر کی نیت کرے اگر پوری نماز کی نیت کریگا یا شک مین پڑیگا کہ مین نے پوری نماز کی نیت کی ہے یا نہین تو پوری نماز پڑہنا لازم ہے تیسری شرط یہ ہے کہ جو شخص پوری نماز پڑہیگا اوسکی اقتدا نکرے اور اگر اقتدا کریگا تو اوسے بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا بلکہ اگر یہ گمان بھی کریگا کہ امام مقیم ہے اور پوری نماز پڑہیگا تو وہ شک مین ہوگا تو بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا اسواسطے کہ مسافر کو پہچاننا مشکل ہے لیکن جب پہچان لیا کہ مسافر ہے اور اس شک مین ہو کہ امام قصر کریگا تو گو کہ امام قصر نکرے اوسے قصر کرنا درست ہے اسواسطے کہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے اور اسکا جاننا شرط نہین کر سکتے چوتھی شرط یہ ہے کہ سفر دراز اور مباح ہو نہ بہاگے ہوئے لونڈی غلام کا سفر اور اوس شخص کا سفر جو رہزنی کو جاتا ہے اور اس شخص کا سفر جو حرام آمدنی کے واسطے جاتا ہے یا ماں باپ کی بے اجازت جاتا ہے یہ سب سفر حرام ہین انمین رخصت درست نہین علیٰ ہذا القیاس جو شخص قرض خواہ سے بہاگے اور قرض ادا کرنے کی طاقت رکہتا ہو غرضکہ جو سفر بغرض حرام کے واسطے ہو وہ سفر بھی حرام ہے اور سفر دراز وہ ہے جو سولہ فرسخ ہو اس سے کم مین قصر کرنا درست نہین اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدم ہوتا ہے ابتداے سفر یہ ہے کہ آدمی شہر کی آبادی سے باہر نکلے اگرچہ شہر کے ڈہیہ اور باغون سے نہ نکلا ہو اور انتہاے سفر یہ ہے کہ اپنے وطن کی آبادی مین آپہونچے یا دوسری بستی مین جا پہونچے جہان داخل ہونے اور نکلنے کے دن کے سوا تین دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو یا زیادہ اور اگر قیام کا قصد نکرے مگر کام کاج مین پہنسا اور یہ نجانے کہ یہ کام کب ہوچکینگے اور ہر روز یہی امید رکہتا ہو کہ آج یہ کام ہوچکینگے اور اسی امید مین تین دن سے زیادہ دیر ہوگئی تو ایک قول پر جو قیاس کے نزدیک ہے قصر کیے جانا درست ہے اسواسطے کہ وہ مثل مسافر کے ہے کہ دل سے وہان نہین ٹھہرا ہے اور ٹھہرنے کا قصد نہین رکہتا ہے **چوتھی رخصت** دو نمازون کا جمع کرنا ہے سفر دراز اور مباح مین یہ درست ہے کہ آدمی ظہر کی نماز مین تاخیر کرکے عصر کی نماز کے ساتھہ ملاکر پڑہے یا عصر کی نماز مین تقدیم کرکے ظہر کی نماز کے ساتھہ پڑہے مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کے ساتھہ ملائے تو چاہیے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑہے بعد اوسکے عصر کی نماز پڑہے اور سنتونکا پڑہنا اولی ہے تا اوسکی فضیلت نہ فوت ہونے پاے کیونکہ اس سے سفر کا فائدہ زائل نہوگا لیکن اگر چاہے تو سنتین جانور کی پشت پر پڑہے یا چلنے مین اور اسکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے وہ چار رکعت پڑہے جو ظہر کے پہلے سنت ہین پہر وہ چار رکعت پڑہے جو عصر کے پہلے سنت ہین پہر اذان اور تکبیر کہکر ظہر کی فرض نماز پڑہے پہر عصر کی تکبیر کہے اگر تیمم کیا ہو تو پہر تیمم کرے اور عصر کی فرض نماز پڑہے اور دونون نمازون کے درمیان مین تیمم اور تکبیر سے زیادہ دیر نہ لگائے پہر دو رکعت جو ظہر کی نماز کے بعد سنت ہین اونکو عصر کی نماز کے بعد پڑہے جب ظہر کی تاخیر عصر تک کی تو اسیطرح پر عمل کرے اور اگر عصر پڑہ چکا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے شہر مین پہونچ گیا تو عصر کا اعادہ نکرے اور مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور ایک قول پر چہوٹے سفر مین بھی دو نمازین ملاکر پڑہنا درست ہے **پانچوین رخصت** یہ ہے کہ سنت نماز جانور کی پیٹہ پر درست ہے اور قبلہ کیطرف منہ کرنا واجب نہین بلکہ راہ بدل قبلہ ہے اور اگر قصداً جانور کو اوس راہ کیطرف پہیر لیگا جو قبلہ کی جانب نہو تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر بہولکر پہیر لیگا یا جانور پہرنے لگے گا تو نماز مین کچہ نقصان نہ آئیگا رکوع سجود اشارہ سے کرے رکوع کے واسطے [illegible]

زیادہ جھکائے اتنا جھکنا کچھ ضرور نہیں جب سے گر پڑنے کا اندیشہ ہو اور اگر خوف اسکا نہیں ہو تو رکوع سجود تمام کرے چھٹی رخصت
یہ ہے کہ چلنے میں نماز سنت ادا کرے اور پہلی تکبیر میں قبلہ کیطرف منہ کرے کہ یہ امر بہت آسان ہوتا ہے اور سوار کو قبلہ کیطرف منہ کرنا
مشکل ہوتا ہے اور رکوع سجود اشارہ سے کرے اور تشہد کے وقت التحیات پڑھتا ہوا چلا جائے اور یہ احتیاط رکھے کہ پاؤں
نجاست پر نہ پڑنے پائے نجاست اگر راہ پر ہے تو پھر یہ واجب نہیں کہ راہ سے پھرے اور اپنے اوپر راہ کو دشوار کرے اور جو شخص
دشمن سے بھاگے یا صف جنگ میں ہو یا سیلاب یا بھیڑیے سے بھاگتا ہو اوسے درست ہے کہ چلتا ہوا یا جانور کی پیٹھ پر نماز فرض
ادا کرے جیسا کہ سنت میں بیان کیا ہے اور قضا واجب نہ ہوگی ساتویں رخصت روزہ کھولڈالنا ہے جو مسافر روزے کی
نیت کر چکا ہو اوسے روزہ کھولڈالنا درست ہے اگر صبح کے بعد شہر سے نکلا ہے تو روزہ کھولنا درست نہیں ہے اگر مسافر روزہ
کھولکر کسی شہر میں پہونچے تو دن کو کھانا کھانا اوسے درست ہے اور اگر روزہ نہیں کھولا اور کسی شہر میں پہونچا تو روزہ کھولنا
درست نہیں ہے پوری نماز پڑھنے سے قصر کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف کے شبہہ میں نہ پڑے اسواسطے کہ حضرت امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک پوری نماز پڑھنا درست نہیں مگر روزہ رکھنا افطار سے بہتر ہے تاکہ قضا کی محنت میں نہ پڑے مگر یہ کہ
روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس صورت میں افطار کرنا بہتر ہے ان سات رخصتوں میں سے تین رخصتیں لمبے سفر میں یعنی
میں قصر افطار تین شبانہ روز موزہ پر مسح کرنا اور تین رخصتیں چھوٹے سے سفر میں بھی درست ہیں جانور کی پیٹھ پر اور پیادہ پا
چلنے میں سنت پڑھنا اور جمعہ سے دست بردار ہونا اور تیمم کرنا بے قضا نماز کے لیکن جمع یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنے میں خلاف
سے ظاہر یہ ہے کہ چھوٹے سفر میں نہ چاہیے جبکہ سفر میں کوئی شخص ایسا نہو کہ وقت پر اوس سے سیکھ لیگا تو سفر کرنے سے پہلے
مسافر کو یہ مسائل سیکھ لینا چاہیے اور جبکہ راہ میں ایسے گاؤں نہوں جن میں مسجد اور محراب پوشیدہ رہتی ہو تو قبلہ کی پہچان
اور وقت نماز کی شناخت بھی سیکھ لینا چاہیے اسقدر جان لینا چاہیے کہ ظہر کی نماز کے وقت جب قبلہ کیطرف تو متوجہ ہو تو
آفتاب کہاں پر ہوتا ہے اور غروب اور طلوع کے وقت کدہر ہوتا ہے اور قطب کدہر پڑتا ہے اور اگر راستے میں کوئی پہاڑ ہو
تو یہ جانے کہ قبلہ کے داہنی طرف ہے یا بائیں جانب مسافر کو اسقدر جاننا ضرور ہے

آٹھویں اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم سماع کے بیان میں

انشاء اللہ تعالی اسے ہم دو بابوں میں ہم بیان کرینگے پہلا باب سماع کے مباح ہونے کے بیان میں
اور اوس چیز کے بیان میں جو اس میں سے حلال ہے اور جو حرام ہے الغرض اس بات کو جان
اور اسی حال کو پہچان کہ آدمی کے دل میں حق تعالی کا ایک بھید ایسا پوشیدہ اور نہان ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر کے
درمیان ہے جسطرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا میں لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزوں آواز سننے سے
آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دل میں ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے عالم علوی جسے عالم ارواح کہتے ہیں او

گوہر آدمی کو جو مناسبت ہے وہ دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا ہو جانے کا سبب اور جہت ہے اور عالم علوی
عالم حسن وجمال ہے اور اصل حسن وجمال تناسب ہے اور جو چیز متناسب ہے وہ اوس عالم کے جمال سے کسی کام کی نمود ہے
اور اس عالم محسوس مین جو حسن و تناسب ہے وہ اوس عالم کے حسن وجمال کا ثمرہ ہے تو اچھی موزون متناسب آواز بھی
اوس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اسی سبب سے آگاہی دل مین پیدا کرتی ہے اور ایک حرکت
اور شوق ظاہر کر دیتی ہے باشد کہ آدمی خود نجانے کہ وہ کیا ہے یہ بات اوس دل مین پیدا ہوتی ہے جو سادہ ہو
اور جس عشق وشوق کیطرف جاتا ہے اوس سے خالی ہو لیکن اگر دل خالی نہو اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہو تو جس چیز کے ساتھ
دل مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جیسے پھونکنے سے آگ زیادہ بھڑک جاتی ہے جس
کسی کے دل مین حق تعالے کے شوق کی آگ ہو اوسکے واسطے سماع ضرور ہے تاکہ وہ آگ زیادہ تیز ہو جائے اور جسکے دل مین
محبت باطل ہے اوسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے اسمین علما کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال جس عالم نے حرام
کہا ہے وہ فقط اہل ظاہر ہے کیونکہ اوسے یہ مشخص ہی نہین ہوا کہ درحقیقت خدا کی محبت آدمی کے دل مین نزول فرماتی ہے
کیونکہ وہ عالم یہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے جنس ہی کو دوست رکھ سکتا ہے جو چیز اوسکی جنس سے نہوگی اور نکوئی شئی اوس چیز کی مانند
ہوگی اوسے آدمی کیونکر دوست رکھ سکیگا تو اوس عالم کے نزدیک مخلوق کے عشق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن
ہی نہین اور اگر عشق خالق دل مین صورت پکڑے بھی تو خیال تشبیہی کی وجہ سے اوسکے نزدیک وہ باطل ہے اسی سبب سے
وہ کہتا ہے کہ سماع یا کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ دونون باتین دین مین مذموم اور بری ہین جب اوس سے پوچھتے ہین
کہ خدا کی محبت اور دوستی جو خلق پر واجب ہے اوسکے کیا معنی ہین تو کہتا ہے کہ فرمان برداری اور عبادت گزاری اوسکے معنی ہین
اور اس قوم کو یہ بہت بڑی خطا واقع ہوئی ہے رکن منجیات مین جہان محبت کا بیان لکھا ہے وہان اسے ہم بیان کرینگے
یہان ہم یہ کہتے ہین کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے اسواسطے کہ جو چیز دل مین نہو سماع اوسے دل مین پیدا نہین کرتا ہے بلکہ
جو کچھ دل مین ہوتا ہے اوسکو حرکت دیتا ہے اور جس شخص کے دل مین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اوسکا قوی ہو جانا
مطلوب ہے جب سماع اوس چیز کو اور زیادہ قوی کر دیگا تو سننے والے کو ثواب ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسی باطل چیز ہے
جو شرع مین مذموم اور بری ہے تو سننے والیکو سماع سے عذاب ہوگا اور جسکا دل دونون سے خالی ہے مگر کھیل کے طور پر
سنتا ہے اور طبیعت کے حکم سے لذت پاتا ہے اوسکے واسطے سماع مباح ہے تو سماع کی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی
غفلت کے ساتھ کھیل کے طور پر سنے یہ اہل غفلت کا طریقہ ہے اور دنیا بالکل لہو اور بازی ہے تو سماع کی یہ قسم بھی اوسی مین سے
ہوگی اور یہ کہنا روا نہین ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس سبب سے حرام ہے کیونکہ سب خوشیان
حرام نہین اور خوشیون مین جو خوشی حرام ہے وہ اس وجہ سے حرام نہین کہ خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس لیے
سے حرام ہے کہ اوسمین کچھ ضرر اور فساد ہوتا ہے اسواسطے کہ چڑیون کی آواز بھی خوش ہے اور مرغوب ہوتی ہے حالانکہ حرام نہین

بلکہ سبزہ اور آب روان اور گل وشگوفہ کی سیر یہ سب خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور حرام نہیں ہین تو اچھی آواز کان کے حق مین ایسی ہے جیسے آنکھ کے حق مین سبزہ اور آب روان اور ناک کے حق مین بوے مشک اور زبان کے حق مین اچھا کھانا اور عقل کے حق مین اچھی اچھی حکمتین اور آنکھ ناک زبان عقل نہیں ہے ہر ایک کو سبزہ خوشبو وغیرہ سے ایک نوع کی لذت ہے تو سمجھا اونکے سماع کیون حرام ہوگا خوشبو سونگھنا کھیل اور سبزہ وغیرہ کی سیر حرام نہیں ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ عید کے دن مسجد مین حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو مین نے کہا ہان چاہتی ہون آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور دست مبارک بڑھائے حتی کہ مین نے اپنی ٹھڈی آپکے دست مبارک پر رکھی اور اتنی نظارت اور سیر کی کہ آپنے کئی بار فرمایا کہ بس کرو گی مین نے کہا نہیں اور یہ حدیث صحیح مین ہے اور ہم پہلے اس کتاب مین بیان کر چکے ہین اور اس حدیث سے پانچ اجازتین اور رخصتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ کھیل اور لہو اور اسکی نظارت اور سیر اگر گاہ گاہ ہو تو حرام نہیں ہے اور حبشیون کا کھیل رقص و سرود تھا دوسرے یہ کہ مسجد مین یہ بازی کرتے تھے تیسرے یہ کہ حدیث مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو وہان لیگئے تو فرمایا دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ یعنی کھیل مین مشغول ہو اور یہ حکم ہے تو جو چیز حرام ہوتی اوسکا آپ کیون حکم فرماتے چوتھے یہ کہ آپنے حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو اور فرمانا تقاضا ہے یہ ویسا نہیں ہے کہ وہ دیکھتی ہوتین اور آپ خاموش رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ آپنے انکو رنجیدہ کرنا نچاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے پانچوین یہ کہ آپ خود حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ دیر تک کھڑے رہے باوصف اسکے کہ نظارہ بازی آپ کا کام نہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتون اور لڑکون کی موافقت کے واسطے تا کہ اونکا دل خوش ہو ایسے کام کرنا خلق نیک ہے اور اپنے تئین کھینچے اور پارسائی جتانے سے یہ بہتر ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ مین لڑکی تھی اور لڑکیون کی عادت کے موافق گڑیان گڈے سنوارتی اور چند لڑکیان بھی آتین جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور لڑکیان بھاگ جاتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس بھیجدیتے ایکدن آپنے ایک لڑکی سے پوچھا کہ یہ گڑیان کیا چیز ہین اوسنے عرض کیا کہ یہ میری بیٹیان ہین آپنے فرمایا کہ انکے درمیان مین یہ بندہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ ان گڈون کا گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ پر و بال ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر و بال کہان سے آئے اوسنے عرض کیا کہ آپنے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا با پر و بال تھا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپکے سب دندان مبارک کھل گئے اور یہ حدیث مین نے اسواسطے روایت کی تاکہ معلوم ہوجائے کہ پرہیزگاری بنانا اور ترش رو ہونا اور اپنے تئین ایسے کامون سے بچانا دین مین سے نہیں ہے خصوصا لڑکون سے اور اوس شخص سے جو اپنے لائق کام کرے اور وہ کام اوس سے برا اور نازیبا نہو اور یہ حدیث اسکی دلیل نہین ہے کہ تصویر بنانا درست ہے اسواسطے کہ لڑکون کے کھلونے لکڑی اور کپڑے کے ہوتے ہین اور پوری صورت نہین رکھتے ہین اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے

تنبیہ یہ ماجرا جب تک کا ہے جب تک ظہور میں آیا اور سوقت نامحرم کو دیکھنا حرام نہ تھا یعنی آیۂ کریمہ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ نہیں نازل ہوئی تھی ۱۲

کہ گھوڑے کے بال کپڑے سے ڈھکے تھے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ بھی روایت کرتی ہین کہ عید کے دن دو کنیزین
میرے پاس دف بجا بجا کر گاتی تھین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاسے اور دوسری طرف منہ کرکے بچھونے پہ سو رہے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لاسے اور ان کنیزکون کو زجر کیا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین مزامیر شیطانی
پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر انسے دست بردار ہو کہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا
مباح ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین آواز پہنچتی تھی تو آپکا سننا اور حضرت ابوبکر کو انکے
انکار سے منع فرمانا اوسکے مباح ہونے پر دلیل صریح ہے دوسری قسم یہ ہے کہ دل مین کوئی بری صفت ہو مثلاً کسیکے دل مین کسی
رنڈی یا لونڈے کی محبت ہو اور اوسکے سامنے سماع مین مشغول ہو تاکہ لذت زیادہ ہو یا اوسکے پیٹھ پیچھے اوسکے وصال کی امید پر
سماع ہو تاکہ شوق بڑہے یا ایسا گانا سنے جسمین زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق لونڈے رنڈی کا خیال باندھتا
تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ اسی مین سے ہوتے ہین یہ سماع اسواسطے حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ تیز کرتا ہے جس آگ کا بجھانا
واجب ہے اوسکا بھڑکانا کیونکر درست ہوگا لیکن اگر اوسے عشق اپنی جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ آگ منجملہ تمتع دنیا ہے جب تک طلاق
یا بیچ ڈالنے تب تک مباح ہے پھر حرام ہو جائیگا تیسری قسم یہ ہے کہ دل مین کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اوس صفت کو قوت دیتا ہو
اور یہ چار نوع سے ہوتا ہے پہلا نوع یہ ہے کہ اور جنگل کی صفت مین حاجیون کے اشعار گاسکے جائین تاکہ خانہ خدا کے شوق کو دل مین
جنبش دین اور بلائین تو جس شخص کو حج کو جانا درست ہے اوسکے حق مین یہ سماع باعث اجر و ثواب ہے لیکن جس شخص کے مان باپ
اجازت نہ دین یا اور کسی وجہ سے اوسے حج کو جانا درست نہوا اوسے درست نہین کہ سماع کرے اور یہ آرزو اپنے دل مین قوی اور مضبوط
کرے لیکن یہ کہ جانتا ہو کہ اگر شوق زیادہ ہوگا تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ سہار لے اور اپنے حال پر قائم رہے اور غازیون کا سرود
وسماع بھی اسیطرح قریب ہے کہ خلق کو خدا کے دشمنون کے ساتھ لڑنے کا اور خدا کی محبت مین تصدق جان و سر کے کا آرزو
کرتے ہین اور یہ بھی ثواب ہے اور جیسے اشعار لڑائی مین پڑھنے کی عادت ہے تاکہ مرد دلیر ہوین اور لڑائی مین شیر ہوین اور کافرون
ڈٹین تو اگر کافرون سے لڑائی ہو تو اوس مین بھی ثواب ہے اور جو اہل حق کے ساتھ لڑائی ہو تو یہ حرام ہے دوسری نوع سرود وہ ہے جو
رلاتا ہے اور دل مین رنج پیدا کرتا ہے اسمین بھی ثواب ہے اگر اپنے ایمان مین جو تقصیر کیا ہے اوسپر اور جو گناہ کئے ہین اونپر اور
جو درجات عالی اور حق تعالی کی خوشی فوت ہوئی اوسپر نوحہ کرے جیسا حضرت داود علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کا نوحہ تھا اور اگر
دل مین رنج کرنا حرام ہے تو اوسپر نوحہ کرنا بھی حرام ہے جیسے اوسکا کوئی عزیز قریب دوست انتقال کر گیا ہو اسواسطے کہ حق تعالی
ارشاد فرماتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ یعنی جو گذر گیا اوسپر رنج نہ کرو اور اگر کوئی قضاے الہی سے کراہت رکھتا ہو اسی
سبب سے اندوہگین ہو کر نوحہ کرے تاکہ وہ رنج و اندوہ زیادہ ہو جاسے تو یہ حرام ہے اسی سبب سے نوحہ گر کی اجرت حرام
اور وہ گنہگار ہے اور جو کوئی وہ نوحہ سنے گا وہ بھی گنہگار ہوگا تیسری نوع یہ ہے کہ دل مین خوشی ہو اور سماع زیادہ کرنے کے واسطے
سماع مین مشغول ہو تو اگر ایسی چیز پر خوشی ہے جسپر خوش ہونا مباح ہے تو یہ سماع بھی ثواب ہے جیسے عروسی اور ولیمہ و عقیقہ کا

خوشی یا لڑکا پیدا ہونے کے وقت خوشی یا ختنہ کرنے کی یا سفر سے پھر آنے کی خوشی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ
مین پہونچے تو لوگ آپکے آگے آگے آتے اور دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ شعر گایا شعر طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ٭
وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع ٭ اسیطرح عید کے دنون مین خوشی کرنا درست ہے اور اس سبب سے سماع بھی درست ہے
اسیطرح جب دوست موافقت کے ساتھ باہم بیٹھین اور کھانا کھائین اور چاہین کہ ایک دوسرے کو خوش وقت کرین تو سماع اور ایک کو
دوسرے کی وجہ سے خوشی کرنا درست ہے چوتھی نوع اور یہی اصل ہے کہ کسیکے دل پر خدا کی محبت غالب ہوکر عشق کے مرتبہ پہونچ گئی ہو
اوسکے واسطے سماع ضرور ہے اور شاید بہتیری رسمی نیکیون سے اسکا اثر زیادہ ہو اور جس چیز کے سبب سے خدا کی دوستی زیادہ ہو اوسکا
اجر بھی زیادہ ہے صوفیون کا سماع اصل مین اسی سبب سے تھا اگرچہ اب اون لوگون کے سبب جو ظاہر مین تو صوفیون کی صورت بنائے ہین
اور باطن مین اونکے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہین سماع رسم ہوگیا ہے آتش عشق الٰہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے
صوفیہ مین کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع مین اوسے مکاشفات ہوتے ہین اور اوسکے سبب سے وہ لطف حاصل ہوتا ہے جو بے سماع کے نہین
ہوتا وہ احوال لطیف جو عالم غیب سے سماع کی بدولت ان لوگون پر طاری ہوتے ہین اوسے یہ لوگ وجد کہتے ہین اور ہوتا یہ ہے
کہ ان لوگون کا دل حالت سماع مین ایسا پاک اور صاف ہوجاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہوجاتی ہے سماع دل مین
آگ لگا دیتا ہے اور سب کدورتون کو دل سے دور کر دیتا ہے یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون
سے نہین حاصل ہوتی روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسبت ہے سماع اوس مناسبت کو حرکت دیتا ہے حتی کہ ایسا ہوتا ہے
کہ روح کو اس عالم سے بالکل لیلیتا ہے یہانتک کہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے صوفی کو اوسکی مطلق خبر نہین ہوتی اور ایسا بھی ہوتا ہے
کہ صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہوجاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہوجاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور
اصل حال ہے اوسکا بہت بڑا درجہ ہے اور جس حاضر محفل کو اوس حال کا ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے وہ بھی اوسکی برکتون سے
محروم نہین رہتا لیکن اسمین غلط اکثر ہے اور سمجھ مین خطا بہت واقع ہوتی ہے اوسکے حق و باطل کی پہچان وہ پیر جانین جو سب کچھ
اور واقف کار ہون مرید کو یہ اختیار نہین کہ اپنے مین سے بے خواہش پیدا ہوسے از سر خود سماع مین مشغول ہو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی
قدس سرہ کے مریدون مین علی علاج نامے ایک مرید تھے اونہون نے سماع کے بارے مین اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک
کچھ نہ کھا پھر تیرے واسطے لوگ عمدہ کھانا پکائین اگر تو کھانے کی رغبت نہ کرے اور سماع کو اختیار کرے تو یہ سماع کی خواہش حق ہے
اور تجھے اختیار ہے لیکن جس مرید کو ہنوز احوال میں کچھ کھلا ہو اور معاملہ کے سوا اور کوئی راہ سنتا نہ ہو یا احوال تو کھلا ہو لیکن اوسکی
خواہش بالکل کشتہ اور شکستہ نہ ہوئی ہو تو پیر کو واجب ہے کہ اوسکو سماع سے منع کرے کہ اوسکے حق مین نفع سے زیادہ نقصان ہے الغرض
از جان اس بات کو جان کہ جو شخص صوفیون کے سماع اور وجد اور حال کا انکار کرتا ہے اپنی تنگ دلی اور کم ظرفی کی وجہ سے انکار
کرتا ہے اور وہ اس انکار مین معذور اور بے قصور ہے اسواسطے کہ جو چیز خود اوسے حاصل نہین ہے اوسکا ایمان لاسکنا بھی اوسے مشکل ہے
اوسکی یہ مثال ہے جیسے مخنث کا حال ہے مخنث اس بات کو نہین باور کرتا کہ صحبت کرنے مین بڑی لذت ہے اسواسطے کہ قوت

شہوت سے آدمی اوس لذت کو پا سکتا ہے چونکہ مخنث کے واسطے خدا نے شہوت ہی نہین پیدا کی تو وہ کیونکر لذت صحبت کو جانے
سبزہ اور آب رواں دیکھنے سے جو لذت ہوتی ہے اگر اندھا اوس سے انکار کرے تو کیا تعجب کیونکہ خدا نے اوسے آنکھ ہی نہین دی
جس سے وہ نظارہ بازی کی لذت کو پہچان سکے ریاست سلطنت فرمان روائی ملک داری کی جو لذت ہوتی ہے اوس سے اگر لڑکا
انکار کرے تو کیا عجب کہ وہ کھیل جانے ملک داری کی لذت کیا پہچانے اسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ عاقل ہو خواہ جاہل احوال
صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبہ کو ابھی نہین پہونچے ہین اوس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص
کچھ بھی مایۂ زیرکی رکھتا ہے وہ اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گو مجھے یہ حال نہین ہے لیکن یہ جانتا ہون کہ صوفیون کو ہے اور
اوس حال کا ایمان تو رکھتا ہے اور اوس حال کا ہونا تو روا رکھتا ہے لیکن جو شخص کہ اوسے خود جو بات حاصل نہین اوس بات کو اورون کے
واسطے بھی محال جانتا ہے وہ بڑا احمق ہے اور اون لوگون سے ہے جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ لَمْ یَھْتَدُوْا بِہٖ
فَسَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَآ اِفْکٌ قَدِیْمٌ **فصل** اے عزیز جان تو کہ سماع کو جہان ہمنے مباح کہا ہے وہان بھی پانچ سبب سے حرام ہوجاتا ہے
اور اون پانچون سببون سے حذر کرنا چاہیے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سنے کہ وہ محل شہوت ہین یہ سماع حرام ہے اگرچہ
کسیکا دل خدا کے کام مین مستغرق ہو چونکہ شہوت اصل خلقت مین ہے اور اچھی صورت نظر آئیگی تو شیطان اوسکی مدد کو اوٹھ کھڑا
ہوگا اور سماع شہوت کا تابع ہوجائیگا جو امرد محل شہوت نہو اوس سے سماع مباح ہے اور جو عورت زشت رو بھی ہو تو اگر اوسے دیکھیگا
تو اوس سے سماع مباح نہین اسواسطے کہ عورت کیسی ہی ہو اوسپر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر پردہ کی آڑ سے آواز سنے تو اگر فتنہ
عشق و زنا کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مباح اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر دو
کنیزکین گاتی تھین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اونکی آواز بیشک سنتے تھے تو لونڈیون کی آواز عورت نہین ہے جیسے لونڈون کا
چہرہ عورت نہین یعنی جسطرح لونڈون کو اپنا چہرہ چھپانا فرض اور لوگون کو اونکے چہرہ پر نظر ڈالنا حرام نہین ہے اوسیطرح عورتون کو
اپنی آواز بند رکھنا فرض اور مردونکو اونکی آواز سننا حرام نہین ہے لیکن لونڈون کو شہوت سے دیکھنا جہان فتنہ لواطت کا خوف ہو
حرام ہے اور عورتون کی آواز کا بھی یہی حال ہے یعنی جہان فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو عورت کی آواز سننا حرام ہے اور یہ حکم
بمقتضاے حال بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی تو اپنے اوپر مطمئن اور امین ہوتا ہے اور کوئی ڈرتا ہے اور یہ بات ایسی ہے جیسے
روزہ مین اپنی جورو کا بوسہ لینا اوس شخص کو تو حلال ہے جو شہوت سے مطمئن اور امین ہو اور اوس شخص کو حرام ہے جو یہ ڈرتا ہو
کہ شہوت مجھے مباشرت کی بلا مین ڈال دیگی یا یہ ڈرتا ہو کہ فقط بوسہ لینے سے مجھے انزال ہوجائیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ سرود کے
ساتھ رباب چنگ بربط اور رود یا اور سازے عراقی مین سے کچھ ہو اسواسطے کہ رود کی نہی آئی ہے نہ اس سبب سے کہ وہ خوش اور
موزون ساز ہے کیونکہ اگر کوئی ناخوش اور ناموزون بھی بجاے تو بھی حرام ہے بلکہ اسوجہ سے حرام ہے کہ شرابخوارون کی عادت ہے
اور جو چیز شرابخوارون کے ساتھ خاص ہے اوسکو شراب کی تبعیت مین حرام کردیا ہے اسوجہ سے کہ وہ چیز شراب کو یاد دلائیگی اور
اوسکی آرزو کو حرکت دیگی لیکن طبل اور شاہین اور دف اگرچہ اوسمین جلاجل بھی ہون حرام نہین ہین اسواسطے کہ انکے باب مین کچھ حکم

نہیں آیا ہے اور یہ رود کے مثل نہیں ہے کیونکہ یہ شراب خواروں کے شعار نہیں ہیں تو اونکو رود پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں بلکہ دف
خود جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے سامنے لوگوں نے بجایا ہے اور شادی عروسی میں دف بجانے کو آپ نے فرمایا ہے تو دف میں
جلاجل پڑا ہو وسینے سے حرام نہیں ہو جاتا اور حاجیوں اور غازیوں کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثوں کا طبل حرام ہے کیونکہ یہ اونکا شعار
ہے اور یہ طبل لمبا ہوتا ہے بیچ میں پتلا اور سرے چوڑے یعنی ڈھڑکا کی صورت لیکن شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہیں ہے اسواسطے کہ چرواہوں
کی عادت تھی کہ بجایا کرتے تھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ شاہین کے حلال ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اوسکی آواز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش حق نیوش میں پڑی آپ نے کانوں میں انگلی دے لی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا
کہ کان لگا کر سنو جب بجانا موقوف کرے تو مجھے کہدینا تو حضرت ابن عمرؓ کو یہ اجازت دینا کہ سنتے رہو اوسکے مباح ہونے کی دلیل ہے
لیکن آپ کا کانوں میں انگلی دے لینا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ پر اوسوقت کوئی بزرگ حال ہوا آپ یہ سمجھے ہوں کہ وہ آواز
اس حال سے باز رکھیگی اسواسطے کہ سماع شوق حق سبحانہ تعالیٰ کو حرکت دیتا ہے تاکہ جو شخص دور ہو اوسے خدا سے نزدیک کر دے
بڑا اثر کرتا ہے اور یہ امر اون بیچاروں کے حق میں بڑی بات ہے جنکو یہ حال نہو لیکن جو شخص عین کام میں ہو یعنی حالت استغراق میں ہو
ممکن ہے کہ سماع اوسے مانع ہو اور اوسکے حق میں نقصان کرے تو آپکا شاہین کی آواز نہ سننا اوسکی حرمت کی دلیل نہیں ہے
کیونکہ بہت سی چیزیں مباح ہیں کہ اونہیں نہیں کرتے مگر حکم کرنا مباح ہونے کی یقینا دلیل ہے کہ اوسکی اور کوئی دلیل نہیں
اور جو شعر فحش یا ہجو ہو یا دین میں طعن ہو جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں رافضیوں کے اشعار یا کسی مشہور
عورت کی تعریف ہو اسواسطے کہ مردوں کے سامنے عورتوں کی صفت کرنا نچاہیے اور ایسے سب شعر پڑھنا اور سننا حرام ہے لیکن وہ شعر
جسمیں زلف وخال صورت وجمال کی تعریف اور وصال وفراق کا ذکر اور جو عاشقوں کی عادت ہوتی ہے اوسکا بیان ہو اوس شعر کا
پڑھنا اور سننا حرام نہیں ہے مگر اس سبب سے حرام ہو جاتا ہے کہ کوئی کسی رنڈی یا لونڈے کو چاہتا ہو اوسکا خیال کرے تو ایسے شعر
اوسکا خیال حرام ہوتا ہے لیکن اگر ایسا شعر سنکر اپنی جورو یا لونڈی کا خیال کرے تو حرام نہیں لیکن صوفیہ اور جو لوگ حق تعالیٰ کی محبت میں
مشغول اور مستغرق رہتے ہیں اور اوسپر سماع کرتے ہیں تو ایسے اشعار ان لوگوں کو کچھ نقصان نہیں کرتے کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ اپنے حال کے
موافق معنی سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کی چمک سے نور ایمان سمجھیں اور شاید زلف سے سلسلہ اشکال حضرت
الہیت سمجھیں جیسا کہ کوئی شاعر کہتا ہے بیت گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش ۞ تا گو کہ بتفصیل سر جملہ برآرم ۞ خندید بمن زلف
زلف بنا کشکین ۞ یک پیچ بہ پیچید وغلط کرد شمارم ۞ ممکن ہے کہ اوس لفظ سے اشکال سمجھیں جو کوئی چاہے کہ تصرف عقل اس حضرت کو
پہونچکر سمجھا بات الٰہی سے پیر ہو جانے تو اوسمیں ایک پیچ پڑنے سے تمام شمار غلط ہو جائیگا اور سب عقلیں بیہوش ہو جائیں گی
اور جب شعر میں شراب اور مستی کی بات ہو تو اوسکا ظاہر نہ سمجھیں مثلاً یہ شعر جب پڑھیں مصرع گر می دو ہزار رطل پیمائی ۞ تا خود
نخوری نباشدت شیدائی ۞ اور اس سے یہ سمجھیں کہ باتوں اور تعلیم سے دین کا کام درست نہیں ہوتا بلکہ ذوق وشوق
سے درست ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر تو محبت عشق زہد توکل وغیرہ کی باتیں بہت کرے اور اوسمیں کتابیں تصنیف کرے اور بہت سا

سانہ ان مین سیاہ کرے تو جبتک تو اس صفت پر نہو جائیگا یہ باتین سمجھے کچھ فائدہ نہ کرینگی اور خرابات کے جو اشعار پڑھے مین ان سے
اور کچھ سمجھین مثلاً جب یہ شعر پڑھین شعر ہر کو بخرابات نشد بیدین ست + زیرا کہ خرابات اصول دین ست + اس خرابات سے
صفات بشریت کی خرابی سمجھین اسواسطے کہ اصول دین یہی ہے کہ جو صفت جو آباد ان سے خراب ہو تاکہ وہ جو نا پیدا ہے گوہر دینی
مین پیدا اور آباد ان ہو جاے اور ان بزرگون کے فہم کی تفصیل دراز ہے اسواسطے کہ ہر ایک کا فہم اوسکی نظر کے موافق ہے
اور دوسرے کے فہم سے جدا ہوتا ہے لیکن اسقدر جو بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ بیوقوف اور مبتدع لوگون کا ایک گروہ ان لوگون
طعن و تشنیع کرتا ہے کہ یہ لوگ صنم اور زلف اور خال اور مستی اور خرابات کی باتین کہتے سنتے ہین اور یہ حرام ہے اور یہ احمق جانتے ہین
کہ ہمنے جو یہ کہا یہ بڑی حجت اور طعن ہے حالانکہ یہ منکر لوگ ان بزرگون کے حال سے خبر ہی نہین رکھتے ان حضرات کو خود وجد
ہوتا ہے شعر کے مضمون پر نہین ہوتا کیونکہ فقط آواز پر وجد ہوتا ہے کہ شاہین کی آواز اگرچہ کچھ معنی نہین رکھتی لیکن باعث وجد
ہو جاتی ہے اسی سبب سے ہوتا ہے کہ جو لوگ عربی نہین جانتے اونہین عربی شعر پر وجد ہوتا ہے اور احمق لوگ ہنستے ہین
کہ وہ لوگ عربی اشعار تو سمجھتے ہی نہین وجد کیون کرتے ہین یہ احمق اتنا نہین سمجھتے کہ اونٹ بھی عربی نہین سمجھتا ہے اور حدا کے
عرب کے سبب سے وجد کی قوت اور خوشی سے کبار ہی بوجہ لیے ہوے کے اتنا چلتا ہے کہ جب منزل پر پہونچتا ہے اور وجد موقوف
ہوتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے چاہیے کہ یہ گدہے اونٹ سے جنگ اور مناظرہ کرین کہ تو عربی تو سمجھتا ہی نہین
پہر کیا خوشی ہے جو تجھین پیدا ہوتی ہے آور باشند کہ عربی شعر سے یہ بزرگ اوسکے مضمون کے خلاف کوئی مضمون سمجھین اور جیسا اونکے
خیال آئے ویسے ہی سمجھین اسواسطے کہ انہین شعر کی تفسیر مقصود نہین ہوتی جیسا کہ ایک شخص نے پڑہا ما زارنی فی النوم الا خیالکم
ایک صوفی کو حالت آئی لوگون نے پوچھا تمنے یہ وجد کیون کیا کہ خود تم نہین جانتے ہو کہ وہ کیا کہتا ہے کہا مین جانتا کیون نہین ہون
وہ کہتا ہے ما زارنی یعنی ہم زار و ناچار ہین تو وہ سچ کہتا ہے حقیقت مین ہم سب زار اور درماندے ہین اور خطرے مین ہین تو ان حضرات کو جو
ایسا ہوتا ہے جسکے دل پر جو امر غالب ہوتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے وہی امر سنائی دیتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہی امر دکھائی دیتا ہے
جو کوئی عشق حقیقی خواہ عشق مجازی کی آگ مین نہ جلا ہوگا یہ مضمون اور معاملہ اوسے نہ معلوم ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان
اور اوسپر شہوت غالب ہو اور خدا کی محبت کو جانتا ہی نہو کہ وہ کیا چیز ہے تو غالب یہ ہے کہ وہ جوان جب زلف و خال صورت و جمال کا
ذکر سنیگا تو اوسکی گردن پر شیطان چڑھ بیٹھیگا اور اوسکی شہوت کو تیز کریگا اور خوبصورتون کے عشق کو اوسکے دل مین آراستہ
کر دیگا اور عاشقون کا احوال وہ جو سنتا ہے غالباً اوسے خوش آئیگا تمنا کرے اوسکی تلاش مین مستعد ہو جائیگا کہ جو عشق مین قدم
بڑہائیگا مردون اور عورتون مین ایسے بہت ہین کہ صوفیون کا لباس رکھتے ہین اور اس کام مین مشغول ہو گئے ہین اپنا کھیلا یعنی
باتون سے عذر بتر از گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین فلانے آدمی کو سودا اور شور پیدا ہوا ہے اور اوسکے دل مین عشق کا غلبہ ہوا
اور کہتے ہین کہ عشق خدا کا پھندا ہے خدا نے اوسے اپنی محبت مین پھنسا ہے اور کہتے ہین کہ اسکے دل کی حفاظت کرنا اور کوشش کرنا
تاکہ وہ اپنے معشوق کو دیکھے بڑی بات ہے نہ ترک کا نام یہ بری اور بیہودگی اور فسق و لواطت کا نام شور و سودا رکھتے ہین اور ایسا کرین

ف ۵۱ نہین زیادہ ہے بری کی سزا فوائد مین نہاند چہال سکا سوا

جو بات کہ اپنا عذر ریاں بیان کرتے ہیں کہ فلانے پیر کو فلانے لڑکے کے ساتھ نظر محبت تھی اور یہ امر ہمیشہ بزرگوں کو پیش آیا کیا ہے
اور یہ لواطت نہیں یہ تو شاہد بازی ہے اور خوبصورت کو دیکھنا روح کی غذا ہے اس قسم کی واہیات خرافات باتین بہت بکتے ہیں
تاکہ ایسی بیہودہ باتین بنا بنا کر اپنی فضیحتی کو چھپائین اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ یہ امر فسق ہے وہ اباحتی ہے اوسے قتل کر ڈالنا مباح
ہے اور یہ مردود جو کہتے ہین کہ فلانے فلانے پیر نے فلانے لڑکے کو دیکھا ہے یہ یا تو اپنے عذر کے واسطے جھوٹ کہتے ہین یا
اگر اوس پیر نے واقعی دیکھا ہوگا تو شہوت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا بلکہ اسطرح دیکھا ہوگا جیسے کوئی شخص سرخ سیب کو یا شگوفہ کو دیکھتا ہے
یا تو یا اوس پیر سے بھی خطا ہو گئی ہو کہ سب پیر کچھ معصوم نہین ہین اور اگر کسی پیر سے کچھ خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا
اور یہی حق سبحانہ تعالی حضرت داود نبی و علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ اسیواسطے قرآن شریف مین بیان فرماتا ہے تاکہ تو یہ گمان نہ کرے
کہ کوئی شخص ان معاملہ سے پاک ہے اگرچہ بزرگ ہو اور حضرت داود علیہ السلام کا رونا اور توبہ کرنا بھی اسی سے حق سبحانہ تعالی نے بیان
فرمایا ہے تاکہ تو اوسے دلیل پکڑے اور اپنے تئین مغرور رکھے اور ایک سبب اور بھی ہے لیکن وہ نادر ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اون حالتون
مین جو صوفیہ کو واقعہ ہوا کرتی ہین چیزین دکھائی دیتی ہین اور شاید جو اہل باطن اور ارواح انبیا انہین کسی مثال مین کشف ہون پھر
وہ کشف شاید آدمی کی صورت مین اور حسن و جمال مین ہوا ہو اسواسطے کہ مثال جو ہر بالضرور حقیقت معنی کے موافق ہوتی ہے چونکہ معانی
عالم ارواح مین نہایت کمال پر ہوتے ہین تو عالم صورت مین اوسکی مثال بھی نہایت جمال ہوتی ہے تو سب مین حضرت دحیہ کلبی
رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ کوئی خوبصورت نہ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اونکی صورت پر دیکھتے تھے پس
جس کہ عالم ارواح سے کوئی چیز امرد حسین کی صورت پر کشف ہو کہ وہ صورت اوس چیز کی مثال ہو اور شاید اوس معنی کو پھر دیکھنا چاہے
اسوقت اگر صوفی کی نگاہ ہر گاہ کسی اچھی صورت پر پڑے جو صورت اوس صورت معانی کے ساتھ مشابہت اور مناسبت رکھتی ہو
تو وہ حالت اوس پر تازہ ہو جاتی ہے اور اوس معنی گم شدہ کو پھر پا جاتا ہے اور اوسے اوس خوبصورت کے دیکھنے سے ایک وجد اور حالت
پیدا ہوتی ہے تو یہ امر روا ہے کہ کسی بزرگ نے اوس حالت کو پھر پانے کے واسطے اچھی صورت دیکھنے کی رغبت کی ہو اور جو شخص
اس بھید سے خبر نہین رکھتا ہے جب اوس بزرگ کی رغبت خوبصورت کی طرف دیکھیگا تو یہی جانیگا کہ وہ بزرگ بھی اوسی صفت کے
سبب سے دیکھتا ہے جو اوس شخص ناواقف کی صفت ہے کیونکہ وہ تو اوس دوسری صفت سے خبر ہی نہین رکھتا غرضکہ صوفیہ کا فریب کھانا
کام بہت بڑا کام اور خطرناک اور نہایت پوشیدہ ہے اور کسی چیز مین اتنی غلطی کو دخل نہین جتنی غلطی کو صوفیہ کے کام مین دخل ہے
اسقدر اشارہ کر دیا گیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حضرات صوفیہ مظلوم ہین کیونکہ لوگ جانتے ہین کہ وہ بھی اس جنس سے ہوتے ہین اسواسطے
جس جنس کی صوفی صورت شیطان سیرت اس زمانہ مین موجود ہین اور حقیقت مین مظلوم وہ شخص ہے جو ان حضرات کو ایسا جانے اسواسطے کہ
اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ان حضرات کی شان مین یہانتک تصرف کرتا ہے کہ انہین اورون پر قیاس کرتا ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ
عوام جو سماع بطور عادت بسبیل بازی و عشرت کرتے ہین وہ مباح ہے بشرطیکہ پیشہ نہ کرلین اور ہمیشہ نہ کیا کرین کہ بعض گناہ صغیرہ
جب پیشہ ہو جاتے ہین تو گناہ کبیرہ کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو دیکھا

بہت ہوگی تو حرام ہو جائیگی اسواسطے کہ حبشیوں نے ایکبار مسجد میں بازی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اگر مسجد کو بازیگاہ بناتے تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو اپنے نظارہ کرنے سے نہ منع فرمایا اگر کوئی شخص بازیگروں کے ساتھ ہمیشہ پھرا کرے یا اپنا پیشہ کرے تو یہ درست نہیں اور گاہ گاہ ٹھٹھول کرنا درست ہے اگر کوئی عادت کرے تو مسخرہ ہو جائیگا اور یہ درست نہیں دوسرا باب سماع کے آداب اور آثار کے بیان میں ابتک یہ بیان ہوا کہ سماع میں تین مقام ہیں پہلا مقام فہم ہے پھر وجد پھر حرکت اور ہر ایک میں کلام ہے پہلا مقام فہم ہے جو شخص طبیعت سے اور غفلت کے ساتھ یا کسی مخلوق کے خیال میں راگ سنے وہ اس قابل نہیں اور یہ کہ اسکے قابل نہیں کہ اوسکے فہم و حال میں کلام کیجیے لیکن وہ شخص جسپر دین کا خیال اور حق تعالی کی محبت غالب ہو اوسکے دو درجے ہیں پہلا درجہ مرید کا ہے کہ اسے راہ ڈھونڈھنے اور چلنے میں بعض وقت آسانی و دشواری آثار قبول اور آثار رد میں مختلف احوال پیش آتے ہیں اونکی طرف مرید کا دل بالکل گرفتہ رہتا ہے جب ایسا کوئی کلام سنتا ہے جسمیں عتاب اور قبول و رد اور وصل و ہجر اور قرب و بعد اور رضا و سخط اور امید و یاس اور خوف و امن اور وفا سے عہد و بدعہدی اور شادی وصال اور فراق کا ذکر ہوتا ہے یا اسی قسم کی اور باتوں کا مذکور ہوتا ہے تو وہ ان باتوں کو اپنے حال پر ڈھالتا ہے اور جو کچھ اوسکے باطن میں ہے وہ مشتعل ہو جاتا ہے اور مختلف حالتیں اوسمیں پیدا ہوتی ہیں اور اوسمیں اون حالتوں میں مختلف خیالات آتے ہیں اگر اوسکے علم و اعتقاد کا قاعدہ مضبوط نہیں ہوتا تو ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے سننے میں ایسے خیالات آتے ہیں جو کفر ہیں جیسے اگر سنا کہ حق تعالی کی شان میں ایسی کوئی بات ہے جو محال ہے مثلاً یہ شعر شعر اول بمنت دل بدادن دل کجاست و آخر بملول گشتن از بہر چہ است تو جس مرید کی ابتدا تیز اور رواں ہوتی ہے پھر سست ہو گیا ہو وہ سمجھیگا کہ حق تعالی کو اوسپر عنایت اور میل تھا اور اب پھر گیا تو اگر اس تغیر کو خدا کی شان میں سمجھیگا تو یہ کفر ہو جائیگا بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ حق تعالی میں تغیر کو ہرگز دخل نہیں کیونکہ وہ بدلا بنانے والا ہے بدلجانے والا نہیں اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ میری صفت بدل گئی حتی کہ وہ معنی کھلے ہوئے تھے حجاب میں چھپ گئے خدا کی طرف سے ہرگز منع اور حجاب اور ملال نہیں ہوتا بلکہ اوسکی درگاہ کشادہ ہے مثلاً جیسے آفتاب کہ اوسکا نور پھیلا ہوا ہے لیکن جو کوئی دیوار کی آڑ میں چلا جاوے تو نور آفتاب سے آڑ میں ہو جائیگا اور صفت میں تغیر اوسی شخص میں پیدا ہوگا نور آفتاب میں نہیں تو اوسے یہ کہنا چاہیئے کہ یہ شعر خورشید بر آمد است کہ گاہ ہیں وہیست بیت اگر ما از او بہ برست چہ چاہیے کہ حجاب کو اپنے اوپر اور اپنی تقصیر پر حمل کرے کیونکہ ہر حال اگر حق تعالی کی طرف حجاب کو منسوب کرے اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ نقائص و تغیر کی جو قسمیں ہیں اونمیں اپنے حق میں اور اپنے نفس کے حق میں سمجھنا چاہیئے اور جمال و جلال وجود ہے اوسے حق تعالی کی شان میں سمجھنا چاہیئے اگر یہ بات ظاہر ہے پر یا اسے سمجھ نہیں سکتا ہے تو وہ کفر کی بلا میں پڑجائیگا اور جانیگا بھی نہیں اور اسی سبب سے خدا کی محبت میں سماع کا بڑا خطرہ ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگلے مریدوں کے درجے گذر گیا ہو اور حالات و مقامات کو اوسنے پیچھے چھوڑا ہو اور حال کی نہایت کو پہنچ گیا ہو جو الہ

سوی اللہ کی طرف اضافت کرتے ہیں تو فنا اور نیستی کہتے ہیں اور اگر حق تعالی کیطرف اضافت کرتے ہیں تو توحید اور یگانگی کہتے
ایسے آدمی کا سماع بسبیل معنی سمجھنے کے نہیں ہوتا ہے بلکہ سماع کے ساتھ ہی وہ نیستی اور یگانگی اوسپر تازہ ہوجاتی ہے اور ایسے
وہ بالکل غائب ہوجاتا ہے اور اِس عالم سے بیخبر ہوجاتا ہے اور باشد کہ اگر مثلاً آگ میں گر پڑے تو کچھ خبر بھی نہو جیسا شیخ ابو الحسن
نوری قدس سرہ حالت وجد میں گنّے کے کٹے ہوئے کھیت میں دوڑے اور اوسکی کھونٹیوں سے اونکے پاؤں بالکل کٹ گئے اور
اونہیں خبر بھی نہوئی یہ وجد کامل تر ہوتا ہے لیکن مریدوں کا وجد صفات بشریت کے ساتھ ہوتا ہے وہ وجد یہ ہے کہ اوسسے
آپسے بالکل بے لیتے ہیں جیسا کہ وہ عورتیں جنہوں نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا سب خود فراموش
ہوگئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے آیعزیز تجھے چاہئیے کہ اِس نیستی کا منکر نہو اور یہ نہ کہہ کہ میں تو اوسے دیکھتا ہوں وہ نیست
کیونکر ہوگیا ہے اسواسطے کہ وہ وہ نہیں ہے جسے تو دیکھتا ہے کہ یہ شخص ہے وہ جب مرجاتا ہے تب بھی تو دیکھتا ہے
اور وہ نیست ہوتا ہے پس اوسکی حقیقت وہ معنی لطیف ہیں جو محل معرفت ہیں جب سب چیزوں کی معرفت اوس سے
غائب ہوگئی تو سب چیزیں اوسکے حق میں نیست ہوگئیں اور جب وہ آپسے بھی بیخبر ہوگیا تو آپ بھی اپنے حق میں نیست ہوگیا اور
جب حق تعالی اور حق تعالی کے ذکر کے سوا اور کچھ نرہا تو جو کچھ فانی تھا وہ جاتا رہا اور جو باقی ہے بس وہی رہ گیا یگانگی کے یہی معنی
ہیں کہ جب آدمی حق تعالی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا ہے تو کہتا ہے سب خود وہی ہے اور میں نہیں ہوں یا کہتا ہے کہ میں خود
وہی ہوں اور ایک گروہ نے یہاں غلطی کی ہے اور اِس نیستی کو حلول کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور ایک گروہ نے اتحاد کے ساتھ
اور یہ امر ایسا ہے جیسے کسی نے کبھی آئینہ نہ دیکھا ہو اور دیکھے اور اوس میں اپنی صورت دکھائی دے سمجھے کہ وہ خود آئینہ میں ہے یا اوتر آیا ہے
یا سمجھے کہ وہ صورت خود آئینہ کی صورت ہے کہ خود آئینہ کی یہ صفت ہے کہ سرخ و سفید ہوتا ہے اگر یہ سمجھے کہ خود آئینہ میں اوتر آیا
تو یہ حلول ہوگا اور اگر سمجھے کہ آئینہ خود اوسکی صورت ہوگیا ہے تو یہ اتحاد ہوگا اور دونوں باتیں غلط ہیں ہرگز نہ تو آئینہ صورت ہوجاتا
اور نہ صورت آئینہ ہوجاتی ہے لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے اور جسنے کاموں کو پورا نہیں پہچانا ہے وہ ایسا سمجھتا ہے اس کا بیان
اسکی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ یہ بڑا علم ہے ہمنے احیاء العلوم میں اسکی تفصیل بیان کی ہے دوسرا مقام جب فہم سے
فارغ ہوچکا تو حال پیدا ہوتا ہے اوسے وجد کہتے ہیں اور وجد پانے کو کہتے ہیں تو یہ معنی ہیں کہ ایسی حالت پائی جو اس سے پہلے
نہ تھی اور وجد کی حقیقت میں بہت کلام ہے کہ وہ کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجد ایک نوع نہیں بلکہ بہت انواع سے ہوتا ہے لیکن
دو ہی جنس سے ہوتا ہے ایک احوال کی جنس سے ایک مکاشفات کی جنس سے لیکن احوال اسطرح ہوتے ہیں کہ اوس سے کوئی صفت غالب ہوجا
اور اوسے مست کے مانند کردے وہ صفت کبھی شوق ہوتا ہے کبھی خوف کبھی آتش عشق ہوتی ہے کبھی طلب کبھی اندوہ کبھی حسرت
اور اوسکے بہت اقسام ہیں لیکن وہ آگ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے اور اوسکا دھواں دماغ کو پہونچتا ہے تو اوسکے حواس
معطل کردیتا ہے حتی کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے جیسے سوتا ہے اور اگر دیکھتا سنتا ہے تو اوس سے غائب اور غافل ہوتا ہے
جیسے مست دوسری قسم مکاشفات سے کہ چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں اونہیں سے جو صوفیہ کو ہوتی ہیں بعضی کسوت مثال میں

اور بعضی صریح ہین سماع کو ہو جو یہ اثر ہے کہ دل کو صاف کرتا ہے اور دل آئینہ گرد آلود کے مانند ہے سماع اوس گرد سے پاک کر دیتا ہے
تاکہ اوسمین صورتین ظاہر ہوں اس معنی ہین جو کچھ عبارت مین لا سکین وہ ایک علم ہوتا ہے یا قیاس یا مثال اور جو شخص اوس تک
پہونچا ہے اوسکے سوا اور کسیکو اوسکی حقیقت نہین معلوم ہوتی اور ہر ایک کو اپنی پہونچ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور اگر دوسرے مین
کچھ تصرف کرتا ہے تو اپنی پہونچ کے مطابق کرتا ہے اور جو کچھ قیاس سے ہے وہ علم سے ہے ذوق سے نہین لیکن اسقدر ہم نے
بیان کیا تاکہ جن لوگوں کو یہ حال ذوق سے نہو وہ اس حال کو باور کرین انکار نہ کرین اسواسطے کہ انکار اونہین نقصان کریگا اور
وہ شخص بڑا احمق ہے جو سمجھے کہ جو چیز میرے گنجینہ مین نہین وہ بادشاہوں کے خزانہ مین بھی نہین ہے اور اوس سے زیادہ احمق
وہ ہے جو تھوڑی سی گرستی کے سبب سے جو اوسکے پاس ہے اپنے تئین بڑا بادشاہ جانے اور سمجھے کہ مین خود سب مرتبون کو
پہونچ گیا ہوں اور سب کچھ مجھے حاصل ہوگیا ہے اور جو چیز میرے پاس نہین اوسکا وجود ہی نہین اور سب انکار ان ہی دو قسم
کی حماقت سے پیدا ہوتی ہین اگر یہ جانو کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکلف سے وجد ہو وہ عین نفاق ہے مگر یہ کہ آدمی وجد کے
اسباب اپنے دل مین لاوے تاکہ شاید حقیقت وجد پیدا ہو جاوے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم جب قرآن سنو تو رو اگر
رونا نہ آوے تو تکلف کرو اوسکے یہی معنی ہین کہ تکلف کر کے رنج و حزن کے اسباب اپنے دل مین لاؤ اوس تکلف مین آمد ہے
شاید وہ تکلف حقیقت حزن پیدا کرے سوال اگر کوئی کہے کہ جبکہ صوفیوں کا سماع حق ہے اور حق تعالی کے واسطے ہے
تو چاہیے تھا کہ وہ قاریون یعنی پڑھنے والوں کو بٹھاتے اور قرآن شریف پڑھواتے نہ کہ قوالوں کو کہ گاتے ہین اسواسطے کہ قرآن
خدا کا کلام ہے اوسکا سننا اولی تر ہے جواب یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتوں پر بہت سماع ہوتا ہے اور اوس سے بہت وجد
آتا ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ قرآن شریف سننے سے بیہوش ہو جاتے ہین بہت لوگ ایسے تھے کہ اونہوں نے قرآن سنا اور
اونکی جان نکل گئی اور انکا سب تئین بیان کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین ہمنے مفصل بیان کی ہین لیکن صوفیہ بیٹھتے ہین اور
سرود یعنی قوال جو گاتے ہین اور قرآن شریف سے کم [illegible] اسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف کی
سب آیتین عاشقون کے حال سے مناسبت نہین رکھتی ہین اسواسطے کہ قرآن شریف مین کافرون کا قصہ اور معاملات اہل دنیا کا
حکم اور بہت سی چیزین ہین اسواسطے کہ قرآن شریف تو سب اقسام خلق کے واسطے شفا ہے اور جب میراث کی آیتون کے مثل
پڑھے کہ ماں کا چھٹا حصہ ہے اور بہن کا نصف یا یہ کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے اوسے چاہیے کہ چار مہینے دس دن عدت بیٹھا چاہیے
اور مثل اسکے علی ہذا القیاس تو یہ آیتین ہر ایک کے عشق کو تیز کرینگی لیکن اوسکے عشق کو جو نہایت عاشق ہو اور ہر چیز سے اوسے وجد ہوتا ہو
مگر کہ وہ مقصود سے دور ہو ایسا عاشق نایاب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگوں کو قرآن شریف یاد ہوتا ہے اور بہت لوگ قرآن مجید
پڑھتے رہتے ہین اور جو چیز بہت سنی ہو وہ اثر [illegible] جو چیز [illegible] اوسے
حال آجاتا ہے دوسری بار وہ حال نہین ہوتا اور گانا نیا ہوتا ہے [illegible]
[illegible] بادیہ مین جب عرب حاضر ہوتے اور قرآن شریف [illegible]

فرمایا کہ کما کنتم تبکون فقست قلوبنا یعنی ہم بھی تمہارے ایسے تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے یعنی قرآن شریف پڑھتے پڑھتے
اور خوگر ہو گئے تو جو چیز تازہ اور نئی ہوتی ہے اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اسیواسطے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حاجیوں کو حکم فرماتے تھے کہ اپنے اپنے شہروں کو جلدی جاؤ اور فرماتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر کعبہ کے ساتھ خوگر ہو جائیں گے
تو اوسکی عظمت انکے دلوں سے جاتی رہیگی تیسرا سبب یہ ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک الحان اور آواز موزوں سے
نہ ہلائے جائیں تب تک حرکت نہیں کرتے اسی سبب سے کہ بات پر وجد کم آتا ہے اور اچھی آواز پر آتا ہے بشرطیکہ موزوں ہو
اور الحان کے ساتھ پھر گانے کا ہر اشارہ اور ہر پردہ اور ہی اثر رکھتی ہے اور یہ بیجا ہے کہ قرآن شریف میں الحان کریں اور گانے کے
طور پہ پڑھیں اور اوسمیں تصرف کریں اور قرآن شریف جیسے ہے الحان سے پڑھنا تو مجرد کلام رہیگا تو عشق اگر ایسا ہی گرم ہوگا تو اوسکا
اوس سے بیکار اوٹھے گا چوتھا سبب یہ ہے کہ الحان کو اور آوازوں سے مدد دینا چاہیے تاکہ اثر زیادہ تر کرے جیسے کہ دف
طبل شاہین وغیرہ اور یہ چیزیں ہزل کی صورت رکھتی ہیں اور قرآن شریف عین جد ہے اوسے اس امر سے بچانا چاہیے کہ ایسی چیزیں
عوام کی نظر میں ہزل کی صورت رکھتی ہیں اوسکے ساتھ پڑھا جائے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت معوذ کے گھر تشریف
لے گئے اونکی کنیزکیں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں جب اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشعار میں آپکی تعریف گانے لگیں آپ نے
فرمایا چپ رہو اور جو پہلے گاتی تھیں وہی گاؤ اسواسطے کہ آپکی ثنا عین جد تھی دف بجا کر گانا نہ چاہیے تھی کہ دف ہزل کی صورت رکھتا ہے
پانچواں سبب یہ ہے کہ ایک کو اوسی حالت ہوتی ہے اور مشغول کو شوق اور اندوہ غم ہوتی ہے کہ اپنے حسب حال شعر چاہتا ہے
اسکے حال کے موافق نہیں ہوتا ہے تو وہ اوس سے کراہت کرتا ہے اور شاید یہ کہیگا کہ یہ نہ کہو اور کوئی شعر کہو اور قرآن کو
ایسے موقع اور محل پر پڑھنا نہ چاہیے کہ اوس سے کراہت کریں اور ممکن ہے کہ سب آیتیں ہر ایک کے موافق نہوں اگر شعر اوسکے موافق
نہیں ہوتا ہے تو اوسے اپنے حال کے موافق ڈھال لیتا ہے اسواسطے کہ واجب نہیں کہ شعر کے وہی معنی سمجھے جو شاعر کے مقصود تھے
لیکن قرآن شریف کو اپنے خیال کے بموجب ڈھالنا اور اوسکے معنی بدل ڈالنا نہ چاہیے تو مشایخ نے قوال کو جو اختیار کیا ہے
اوسکے یہی سبب ہیں جو بیان ہوئے کہ ان تمام مضمونوں کا حاصل دو ہی امروں کی طرف رجوع کرتا ہے ایک سننے والے کے نفع
و نقصان کی طرف دوسرے عظمت قرآن کی طرف تاکہ خیال سے تحریف میں نہ پڑ جائے تیسرا مقام سماع میں حرکت اور رقص اور
کپڑے پھاڑنا ہے جو شخص کہ مغلوب ہو اور بے اختیار ہوگا وہ ان باتوں سے کچھ ماخوذ نہوگا اور جو شخص یہ باتیں قصداً کریگا تاکہ
لوگ سمجھیں کہ وہ صاحب حالت ہے اور حقیقت میں نہو تو یہ حرام ہے اور یہی نفاق ہے حضرت ابو القاسم نصیر آبادی رحمہ اللہ
نے کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ لوگوں کا سماع میں مشغول ہونا غیبت سے بہتر ہے حضرت ابو عمرو بن نجید رحمہ اللہ تعالیٰ نے
کہا ہے کہ آدمی اگر تیس برس غیبت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ سماع میں جھوٹ موٹ حالت دکھائے اگر یہ بیان تو کہ وہ منع
کرنا ظاہر ہے جو گانا سننے اور ساکن رہے کچھ تغیر اوسکے ظاہر میں نہ پیدا ہو اوسکو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اپنے تئیں بچا سکتا ہے
اسواسطے کہ وہ حرکت اور آواز اور رونا ضعف سے ہوتا ہے لیکن ایسی قوت بہت کم ہوتی ہے اور روح حضرت ابوبکر صدیق

نے فرمایا کہ کنا کما کنتم ثم قست قلوبنا یعنی ہم ویسے ہی تھے جیسے تم ہو پھر ہمارے دل سخت اور قوی ہو گئے کہ ہم اپنے تئیں قہر ظاہری
سے بچا سکنے کی طاقت رکھتے ہیں اور جو شخص اپنے تئیں نہیں بچا سکتا اوسے بھی چاہیے کہ جب تک ضرورت کی حد کو نہ پہونچے
اپنے تئیں بچائے رکھے اور حال ظاہر نہونے دے ایک جوان حضرت جنید قدس سرہ کی صحبت میں حاضر ہوتا جب کبھی کچھ سنتا
تو چیخ مارتا حضرت جنید نے فرمایا کہ تجھے اگر ایسا پھر کرنا ہے تو میری صحبت میں نہ آ پھر وہ جوان صبر کیا کرتا حتی کہ بڑے جہد عظیم کو
پہونچا ایک روز ضبط کیا اور اپنے تئیں سنبھالا آخر کو ایک چیخ ماری اور اوسکا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا لیکن اگر کوئی شخص از خود
حالت نہ ظاہر کرے اور رقص کرنے لگے یا تکلف سے اپنے تئیں رونے کی طرف لائے تو درست ہے کیونکہ رقص مباح ہے
اسواسطے کہ حبشی مسجد میں رقص کرتے تھے اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا دیکھنے تشریف لے گئی ہیں اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکی خوشی میں
رقص کیا اور کئی بار پاے مبارک زمین پہ مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت میں کیا کرتے ہیں اور حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ صورت و سیرت میں تم میرے مانند ہو انہوں نے اسکی خوشی سے رقص فرمایا اور حضرت زید
ابن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو میرا مولا اور بھائی ہے انہوں نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے
وہ خطا کرتا ہے بلکہ نہایت عمدہ یہ ہے کہ رقص بازی ہے اور بازی بھی حرام نہیں اور جو شخص اسواسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال
جو اوسکے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ قوی ہو جاوے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے لیکن کپڑے پھاڑنا قصدا نچاہیے کہ مال ضائع کرنا ہے
لیکن آدمی جب مغلوب الحال ہو تو درست ہے گو کہ اپنے اختیار سے کپڑے پھاڑے لیکن ممکن ہے کہ اوس اختیار میں مضطر ہو
اور اگر چاہتا ہے کہ میں کپڑے نہ پھاڑوں تو نہیں ہو سکتا اسواسطے بیمار کا نالہ و فریاد اگرچہ اوسکے اختیار سے ہوتا ہے لیکن اگر چاہے
کہ میں نالہ و فریاد نکروں تو یہ نہیں ہو سکتا اور یہ بات نہیں کہ جو کام آدمی اپنے ارادے اور قصد سے کرتا ہے ہر وقت اوس پر
وہ قادر ہو سکیگا اور آدمی جب ایسا مضطر ہوگا [illegible] ہوگا لیکن جو صوفیہ اپنے اختیار سے کپڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
بانٹ دیتے ہیں اس فعل پر ایک گروہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نچاہیے اور [illegible] سے خود خطا کی ہے کیونکہ [illegible]
چیز ایسی ہے کہ [illegible] کے واسطے کپڑے کو [illegible] اگر کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں اور [illegible]
ٹکڑوں کو چاروں طرف اس غرض سے پراگندہ کرتے ہیں کہ سب کو پہونچیں [illegible]
میں بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کپڑے کے ٹکڑے کرے [illegible]
تو اگر [illegible] کا کام [illegible] قابل ہے [illegible] آداب سماع [illegible] اس بات کو جاننا کہ سماع میں [illegible] کا خیال
رکھنا چاہیے وقت کا مکان کا اور حاضرین محفل سماع کا اسواسطے کہ اگر نماز کے وقت ہوگا یا کھانے کے وقت [illegible]
دل کسی سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بے فائدہ ہوگا مکان اگر گذرگاہ ہو یا تاریک ہو [illegible]
سب صورتوں میں آدمی پریشان ہوتا ہے حاضرین محفل سماع اگر [illegible]

تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا نا اہل لوگ حاضر ہوں کہ خیال باطل پر گانا سنتے ہیں یا بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور ہر طرف دیکھتے ہیں یا عظمت محفل نہیں کرتے یا محفل میں جوان مرد ہوں اور عورتیں دیکھنے آئیں کیونکہ اس صورت میں ایک دوسرے کے خیال سے خالی نہوگا ایسا سماع کچھ کام نہیں آتا یہی مضمون تھا جو حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا کہ سماع میں زمان مکان اخوان شرط ہیں اور ایسی جگہ بیٹھنا حرام ہے جہاں جوان عورتیں دیکھنے آئیں اور جوان مرد اہل غفلت جن پر شہوت غالب ہوتی ہو ہوں اسواسطے کہ اوسوقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کریگا اور ہر ایک شہوت سے دیکھیگا اور شاید کہ دل بھی اٹک جاوے اور یہ امر بسا فسق و فساد کا باعث ہو جاوے ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہیے پس اہل سماع جب سماع کے واسطے بیٹھیں تو ادب یہ ہے کہ سب سر جھکا لیں اور ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اور ہر ایک اپنے تئیں بالکل اوسکے حوالے کر دے اور درمیان میں بات نہ کریں اور پانی نہ پئیں اور ادہر اودہر نہ دیکھیں اور ہاتھ اور سر نہ ہلائیں اور تکلف سے کوئی حرکت نہ کریں بلکہ جسطرح نماز کے تشہد میں بیٹھتے ہیں اوسیطرح مودب بیٹھیں اور اپنا دل خدا کے ساتھ رکھیں اور اس امر کے منتظر رہیں کہ کیا فتح ظاہر ہوتا ہے اور اپنے تئیں دیکھتے رہیں تاکہ اپنے اختیار سے کھڑے نہ ہو جائیں اور حرکت اور رقص نہ کریں ہاں اگر غلبہ وجد سے کوئی شخص کھڑا ہو جاوے تو اوسکے ساتھ سب کھڑے ہو جائیں اگر ایک کی بھی پگڑی گر پڑے تو سب پگڑیاں رکھدیں یہ سب باتیں اگرچہ بدعت ہیں صحابہ اور تابعین سے منقول نہیں لیکن یہ بات نہیں ہے کہ جو امر بدعت ہو اوسے نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت بدعتیں نیک ہیں کیونکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ نماز تراویح میں جماعت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ایجاد اور مقرر کی ہوئی ہے اور یہ نیک بدعت ہے بلکہ جو بدعت مذموم اور بد ہے وہ وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو لیکن جو موافق اور لوگوں کا دل خوش کرنا شرع میں محمود اور اچھی بات ہے ہر قوم کی ایک عادت ہوا کرتی ہے اور انکے ساتھ اونکے اخلاق میں مخالفت کرنا بدخوئی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَالِقِ النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ یعنی ہر ایک کے ساتھ اوسکی عادت اور خو کے موافق زندگی بسر کر اور چونکہ یہ لوگ اس موافقت کے سبب سے خوش ہوتے ہیں اور یہ موافقت نہ کرنے سے رنجیدہ ہوتے ہیں تو انکی موافقت کرنا درست ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہ اوٹھا کرتے تھے اسواسطے کہ آپ اس فعل سے کراہت رکھتے تھے لیکن جہاں عادت ہو اور نہ اوٹھنے سے بے لطفی اور رنج اور ملول ہوتے ہوں تو انکے دل خوش کرنے کو کھڑے ہو جانا اولی ہے اسواسطے کہ عرب کی عادت اور عجم کی عادت اور ہے واللہ اعلم بالصواب

نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے بیان میں

امر معروف اور نہی منکر دین کی بنیادوں میں سے ایک اصل ہے حق تعالی نے سب انبیا علیہم الصلوة والثنا کو اسی واسطے بھیجا اگر یہ اصل مفقود ہو اور بالکل بیچ سے اوٹھ جاوے تو شریعت کے سب احکام باطل ہو جائیں ہم اسکو تین بابوں میں ذکر کرتے ہیں

پہلا باب اسکے وجوب کے بیان میں اور فضیلت میں جان تو کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے جو شخص قدرت

بیہودہ راستے ترک کریگا گنہگار ہوگا حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ یعنی لازم ہے کہ تم مین ایک گروہ کا یہ پیشہ ہو کہ لوگون کو خیر کیطرف بلائین اور اچھے کامون کا حکم دین اور برے
کامون سے باز رکھین اس آیہ سے اسکی فضیلت معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ اس کام مین مستعد ہون تو
کافی ہے اگر کچھ لوگ بھی نکرین تو تمام خلق گنہگار ہوگی حق تعالی نے ارشاد کرتا ہے الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ اس آیہ مین امر معروف اور نہی منکر کو نماز اور زکوۃ کے ساتھہ حق سبحانہ تعالی نے ذکر فرمایا اور
اسکے ساتھہ دینداروں کی تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر معروف کیا کرو ورنہ تم مین جو شخص سب سے زیادہ
بدتر ہے اوسے حق تعالی تم پر مسلط کریگا اوسوقت جو شخص تم مین سب سے بہتر ہوگا اوسکی دعا حق تعالی قبول نفرمائیگا حضرت ابو بکر صدیق
سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس قوم مین گناہ سرزد ہوتا ہے اور لوگ انکار نہین کرتے تو حق تعالی جلدی عذاب
بھیجتا ہے جسمین سب مبتلا ہوجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ جہاد کے مقابلہ مین تمہارے سب نیک کام ایسے ہین جیسے دریائے عظیم مین
ایک قطرہ اور امر معروف اور نہی منکر کے مقابلہ مین جہاد ایسا ہے جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھہ
کہتا ہے وہ سب اسکو مضرت کریگا مگر امر معروف اور نہی منکر اور حق تعالی کا ذکر اور فرمایا ہے کہ خاصان خدا مین جو شخص [illegible]
عوام کے سبب سے حق تعالی اوسپر عذاب نہین کرتا مگر جبکہ وہ خاص بندے برا کام دیکھین اور منع کرنے کی طاقت رکھتے ہون اور [illegible]
اور فرمایا ہے کہ جہان کسی شخص کو لوگ ظلم سے مارتے ہون یا ستاتے ہون وہان کھڑا نہو کیونکہ اوس شخص پر لعنت برستی [illegible]
پھر منع نکرے اور فرمایا ہے جہان برا حرکت ہوتی ہو وہان نہ بیٹھنا اور بازار مین نکلنا درست نہین ہے کیونکہ [illegible]
پس اس بات پر دلیل ہے کہ ظالمون کے گہر یا ایسی جگہہ جہان حرکت بیجا ہوتی ہو اور جانیوالا بازپرس [illegible]
اگلے بزرگون نے گوشہ اختیار کیا تھا کہ بازار اور راہ جو برے کامون سے خالی نہین ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ [illegible]
کوئی گناہ کیا جاوے اور وہ اوس سے خفا ہو تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہان موجود ہی نہین اور اسکی نسبت جو گناہ ہوا اور اگر وہ اوس گناہ [illegible]
ایسا ہے کہ گویا اوسکے سامنے گناہ ہو رہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول کے حواری [illegible]
اور رسول کی سنت کے موافق عمل کرتے تھے اونکے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ منبر پر [illegible]
ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ اونکے ساتھہ جہاد کرے ہاتھہ سے جہاد نہو سکے تو زبان سے بھی اگر زبان سے بھی نہو سکے تو دل
سے بھی اس سے کم مین ایمانداری نہین ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ فلانی بستی کو اولٹ دے
فرشتہ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس جگہہ فلانا شخص ہے اوسنے کبھی پلک مارنے تک گناہ نہین کیا ہے کیونکر اولٹ دون فرمایا کہ تو اولٹ
دے کہ وہ دوسرون کا گناہ دیکھکر اوسنے کبھی ترش رو نہین ہوا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ایک شہر کے رہنے والون پر عذاب بھیجا اوسمین اٹھارہ ہزار آدمی ایسے
رہتے تھے جنکے عمل پیغمبرون کے عمل کی مانند تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کیون عذاب آیا فرمایا اسواسطے کہ وہ لوگ

حق تعالی کیواسطے اورون پر غصہ اور باز پرس نکرتے تھے حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول شہیدون سے افضل کون ہے فرمایا وہ شخص جو بادشاہ جابر سے احتساب اور باز پرس کرے حتی کہ اوسے مار ڈالے اگرچہ مار ڈالیگا تو پھر قلم اوسپر نہ چلیگا اگرچہ بہت عمر ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوشع بن نون علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ مین تیری قوم مین سے لاکھہ آدمی ہلاک کرونگا چالیس ہزار نیک اور ساٹھہ ہزار برے عرض کیا کہ بار خدایا نیکون کو کیون ہلاک کریگا ارشاد ہوا اسواسطے کہ وہ برون سے انہون نے دشمنی نکی اونکے ساتھہ کھانے اور نشست و برخاست اور معاملہ کرنے سے پرہیز نکیا

دوسرا باب احتساب کی شرطون کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ احتساب سب مسلمانون پر فرض ہے تو احتساب کا علم اور اوسکی شرطین جاننا بھی واجب ہے کیونکہ جب فرض کی شرطین معلوم نہون اوسکا بجالانا ممکن نہین احتساب کے چار رکن ہین پہلا رکن محتسب ہے دوسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو تیسرا رکن وہ امر ہے جسمین احتساب ہوتا ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت ہے پہلا رکن محتسب ہے اسکی شرط فقط یہی ہے کہ مسلمان مکلف ہو اسواسطے کہ احتساب کرنا دین کا حق ادا کرنا ہے تو جو شخص دیندار ہے وہ محتسب ہونیکی قابلیت رکھتا ہے اور اس امر مین علما کا اختلاف ہے کہ محتسب کیواسطے عدالت اور بادشاہ کی اجازت شرط ہے یا نہین ہمارے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہین ہے عدالت یعنی پارسائی کیونکر شرط ہوگی اسواسطے کہ اگر وہی شخص احتساب کیا کرے جسنے کوئی گناہ نکیا ہو تو احتساب ہرگز ہو ہی نسکے اسلیے کہ کوئی شخص بیگناہ نہین ہے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر ہم احتساب اوسوقت کرین جب کہ بالکل گناہ کیا ہی نہو تو ہرگز احتساب کیصورت بھی نظر نہ آئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ آدمی خلق کو احتساب نہ کرے تا وقتیکہ پہلے اپنے تئین پاک نہ کرلے فرمایا کہ شیطان نے اوسے یہ سمجھا دیا ہے تاکہ احتساب کا دروازہ بند ہو جائے اس مسئلے مین تحقیق اور انصاف یہ ہے کہ احتساب دو طرحپر ہوتا ہے ایک تو نصیحت اور وعظ کے طور پر اسکا حال یہ ہے کہ جو شخص خود کوئی کام کرے اور دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ یہ کام نکر تو اس نصیحت سے اپنے تئین ہنسوانے کے سوا اور کچھ فائدہ اوسے نہین اور اوسکا وعظ کچھ اثر نکریگا فاسق کو ایسا احتساب کرنا نچاہیے بلکہ جب جانے کہ لوگ نہین سنتے اور اوسپر ہنستے ہین تو احتساب کرنے سے گنہگار ہوگا اسواسطے کہ اسکے احتساب کرنے سے وعظ کی رونق اور شرع کی بزرگی لوگون کی نظرون سے جاتی رہے گی اسیواسطے ایسے عالمون کا وعظ جو ظاہر مین فسق کرتے ہین لوگون کو نقصان کرتا ہے اور وہ عالم گنہگار ہوتے ہین اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک گروہ کو دیکھا کہ اونکے منھہ آگ کی قینچیون سے کترے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو بولے ہم وہ لوگ ہین کہ ایک کام کا حکم فرماتے تھے اور خود نکرتے تھے بری باتون سے منع کرتے تھے اور خود اون باتون کو نہ چھوڑتے تھے حضرت عیسی علیہ السلام پر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ اے مریم کے بیٹے پہلے اپنے تئین نصیحت کر اگر تو خود نصیحت مان لے تو اورون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے شرم رکھہ دوسرا طور احتساب کا یہ ہے کہ ہاتھہ اور زور سے ہو

جیسے شراب کو دیکھے تو بہادے چنگ و رباب کی آواز سنے تو توڑ ڈالے اگر کوئی فساد کا ارادہ کرے تو زور سے روکدے اگر اوسے منع کرکے
ایسا احتساب فاسق کو جائز ہے اسواسطے کہ ہر شخص پر دو امر واجب ہین ایک تو یہ کہ خود برا کام نکرے دوسرے یہ کہ اور کو بھی نکرنے
دے اگر ایک امر سے ہاتھ کھینچا تو دوسرے سے ہاتھ کھینچنا کیا ضرور ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ امر برا ہے اور یہ فعل
نازیبا ہے کہ جو شخص خود تو ریشمی لباس پہنے ہے دوسرے کو منع کرے اور اوسکے بدن سے اتار لے یا آپ تو شراب پیتا ہے
اور دوسرون کی شراب بہادے جواب یہ ہے کہ برا امر اور ہے اور باطل اور یہ امر اسواسطے برا ہوا کہ ضروری امر کو اوسنے
چھوڑ دیا کچھ اسواسطے برا نہین ہوا کہ یہ امر فی نفسہ کرنا نہ چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز نہین پڑھتا تو اوس فعل کو
اسواسطے برا جانتے ہین کہ اوسنے ضروری کام ترک کیا نہ اس سبب سے کہ روزہ رکھنا خود باطل ہے لیکن نماز اہم ہے ایسا ہی
خود کام کرنا بھی دوسرے کو حکم کرنے سے اہم اور ضرورتر ہے لیکن دونون واجب ہین ایک دوسرے کی شرط نہین اگر شرط ہوتی تو
یہ مضمون پیدا ہوتا کہ کسیکو شراب خواری سے منع کرنا اوسیوقت واجب ہے جب آدمی نے خود شراب نہ پی ہو اور جب خود شراب پی
تو یہ وجوب اوس سے ساقط ہو گیا اور یہ مضمون محال ہے دوسری شرط بادشاہ کا اجازت دینا اور احتساب کا فرمان لکھدینا ہے
یہ شرط نہین ہے اسواسطے کہ اگلے بزرگ خود بادشاہون اور خلفا پر احتساب کیا کرتے تھے اگر یہ حکایتین لکھی جائین تو طول ہو جاے
اس مسئلہ کی حقیقت اوسوقت کھلے گی کہ احتساب کے درجے معلوم ہون احتساب کے چار درجے ہین پہلا درجہ نصیحت اور خدا کا
ڈرانا ہے یہ بات سب مسلمانون پر واجب ہے اسمین فرمان کی کیا حاجت ہے بلکہ بڑی عبادت یہ ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کرے
اور خدا سے ڈراوے دوسرا درجہ سخت گوئی ہے جیسے یون کہے کہ اے فاسق اے ظالم اے احمق اے جاہل کیا تجھے خوف خدا
نہین جو ایسا کام کرتا ہے یہ سب باتین فاسق کے حق مین سچی ہین اور سچ بات کہنے مین فرمان کی کیا حاجت ہے تیسرا درجہ یہ ہے
کہ ہاتھ سے منع کرے جیسے شراب پھینکدے رباب توڑ ڈالے ریشمی پگڑی کسیکے سر پر سے اتار لے یہ کام عبادت کی طرح واجب
ہین پہلے بابون مین جو ہم نے لکھا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مسلمان کو شرع نے بے اجازت بادشاہ یہ حکومت عنایت
فرمائی ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ مارے پیٹے اور تنبیہ کرے تو شاید فاسق مقابلہ کا ارادہ کرین اس صورت مین یہ بھی کمک کا
محتاج ہوگا اور اپنے تابعین کو جمع کریگا اگر بادشاہ نے اجازت نہ دی ہوگی تو اس احتساب سے بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا تو اولی
یہ ہے کہ اس قسم کا احتساب بے اجازت بادشاہ نہو اور احتساب کے درجے بدلتے رہنے کا کچھ سبب ہین مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے
باپ پر احتساب کرے تو چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے لیکن سخت بات مثلاً احمق اور جاہل اور اسکی مثل کہکر باپ کو
اپنے سے آزردہ کرنا البتہ نچاہیے اور باپ اگرچہ کافر ہو تو اوسکو مار ڈالنا اور اگر بیٹا عہدہ جلادی پر مقرر ہو تو باپ کو حد مارنا نچاہیے
لیکن اوسکی شراب پھینک دینا اور ریشمی کپڑے اوسکے بدن پر سے اتار لینا اور اگر ظلم و حرام کسی سے کچھ لیا ہے تو باپ سے
چھینکر اصل مالک کو دیدینا اور چاندی کے برتن توڑ ڈالنا اور اوسکی دیوار پر سے تصویر مٹا دینا ظاہرا یہ سب درست ہے گو کہ
باپ کو غصہ بھی آئے اسواسطے کہ یہ احتساب سب حق بجانب ہین اور باپ کا غصہ بیجا اور ناحق ہے اس قسم کے احتساب سے

باپ کی ذات مین کچھ تصرف نہیں ہوتا جیسے مارنے اور گالی دینے سے ہوتا ہے اگر کوئی یون کہے کہ باپ جب بہت آزردہ ہو تو احتساب نکرے یہ کہنا ممکن ہے چنانچہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ فرمایا ہے کہ جب باپ بہت خفا ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ چپ ہو رہے اور اوسکا نصیحت نکرے اے عزیز جان تو کہ غلام کا احتساب اپنے مالک پر اور جورو کا احتساب اپنے خاوند پر اور رعیت کا احتساب بادشاہ پر ایسا ہی جیسے بیٹے کا احتساب باپ پر اسواسطے کہ ان سبکے بڑے حقوق ہین لیکن شاگرد کا احتساب اپنے اوستاد پر بہت آسان ہے اسواسطے کہ یہ بزرگی اوستاد کی فقط دین کیجہت سے ہے اگر اوستاد اوس علم کے موافق جو شاگرد نے اوس سے سیکھا ہے کاربند ہو تو مجال نہین بلکہ جو عالم اپنے علم پر عمل نکریگا ظاہر و ذلیل ہوگا دوسرا رکن وہ چیز ہے جسمین احتساب ہو اے عزیز جان تو کہ جو کام برا ہو اور سروست موجود ہو اور محتسب اوسکو بے تجسس کیے ہوئے پہچانتا ہو اور اوس کام کا برا ہونا یقینًا جانتا ہو تو اوس کام مین احتساب درست ہے تو اسکی چار شرطین ہوئین پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کام برا ہو گو کہ گناہ نہو یا اگرچہ گناہ صغیرہ ہو مثلاً کسی دیوانے کو یا کسی لڑکے کو جانور کے ساتھ جماع کرتے دیکھے تو منع کرے حالانکہ یہ گناہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ دونون مکلف نہیں ہین لیکن یہ فعل فی نفسہ شرع مین برا ہے یا اگر کسی دیوانے کو دیکھے کہ شراب پی رہا ہے یا اگر کسی لڑکے کو دیکھے کہ کسی شخص کا مال تلف کر رہا ہے تو منع کرے اور وہ کام جو گناہ ہو اگرچہ گناہ صغیرہ ہو اوسمین احتساب کرنا ضرور ہے مثلاً حمام مین شرمگاہ کھولنا اور عورتون کو دکھانا اور خلوت مین اونکے ساتھ کھڑا رہنا اور سونے کی انگوٹھی اور ریشمی کپڑے پہنا اور چاندی کے کٹورے مین پانی پینا یا اور جو ایسے گناہ صغیرہ ہون ان سب مین احتساب کرنا لازم ہے دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ بالفعل موجود ہو تو اگر کوئی شخص شراب پی چکا ہو تو اوسکے بعد نصیحت کے سوا اوسکو ستانا درست نہیں ہے لیکن حد مارنا حاکم اسلام کا کام ہے اسیطرح اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ آج کی رات شراب پیون تو اوسکو ستانا بھی نہیں لیکن نصیحت کرسکتا ہے کہ شاید وہ باز آئے اور اگر وہ کہے کہ مین نہ پیونگا تو بدگمانی کرنا درست نہیں ہے لیکن جب کوئی شخص کسی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے احتساب کرنا درست ہے کہ خلوت خود معصیت ہے بلکہ اگر حمام کے دروازے پر کھڑا ہو کہ جو عورتین نکلین اونکو دیکھے تو بھی احتساب لازم ہے اسواسطے کہ ایسا کھڑا ہونا گناہ ہے تیسری شرط یہ ہے کہ گناہ بغیر تجسس کیے ہوئے ظاہر ہو تجسس کرنا نچاہیے جو شخص اپنے گھر مین جاکر دروازہ بند کرے تو اوسکی بلا اجازت اندر جانا اور اسکی پوچھنا کہ تو کیا کرتا ہے نچاہیے اور دروازے اور چھت سے کان لگانا تاکہ آواز آئے یہ بھی درست نہیں بلکہ جس کام کو خدا نے چھپایا اوسکو مخفی رکھنا چاہیے مگر یہ کہ اگر ساز کی آواز اور مستون کے شور کی آواز باہر آتی ہو تو اس صورت مین بلا اجازت اندر جانا اور احتساب کرنا درست ہے اور اگر کوئی فاسق کوئی چیز دامن مین چھپا کے لیے جاتا ہو تو گو کہ وہ شراب ہو لیکن اوس سے یہ نہ کہنا چاہیے کہ دامن اوٹھا تاکہ مین دیکھون اسکا نام تجسس ہے لیکن جب کہ یہ ممکن ہے کہ وہ شراب نہو تو دیکھے کو نہ دیکھا کر ڈوا سے اگر شراب کی بو آئے تو اوسے پھینکنا درست ہے اور اگر ایسی بربط کسیکے پاس ہو جو بڑی ہو اور جیسین کپڑے مین سے اوسکی صورت دکھائی دیتی ہو تو اوسے توڑ ڈالنا درست ہے اور اگر یہ سمجھنا ممکن ہو کہ اور کوئی چیز ہے تو انجان بنجاے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ ساز کی آواز سنکر کوٹھے پر سے ایک گھر مین اوترکر دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت کے ساتھ شراب خواری کر رہا ہے حقوق صحبت کے باب مین ہمنے اس قصہ کو بیان کیا ہے اور ایکدن

منبر پر صحابہ کے ساتھ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ کیا کہ تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو کہ جب حاکم اپنی آنکھ سے کسی شخص کو
کام کرتے دیکھے تو حد مارنا درست ہے یا نہیں بعضوں نے کہا کہ درست ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے
حد مارنے کو دو گواہ عادل پر موقوف رکھا ہے ایک شخص کا دیکھنا کفایت نکریگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی دانست پر
حاکم کا عمل درست نہیں بلکہ اوسکو مخفی رکھنا واجب ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوس کام کا برا ہونا حقیقت میں معلوم ہو گمان اور
اجتہاد کو اوسکا دخل اوس میں نہو پس حنفی جب بغیر ولی کے نکاح کر دے یا گوہ کا شوربا پیے یا جو اور ایسے مسائل ہیں اونپر عمل کرے
تو شافعی المذہب کو اوسپر اعتراض کرنا درست نہیں ہے لیکن اگر شافعی المذہب بغیر ولی نکاح کر دے یا نبیذ خرما پیے تو اوسکو منع کرنا درست
ہے اسواسطے کہ اپنے امام کی مخالفت کرنا سبکے نزدیک درست نہیں ہے اور بعضے علما نے کہا ہے کہ احتساب شراب اور زنا اور
اونہی کاموں میں درست ہے جنکی حرمت بالاتفاق اور بالیقین ثابت ہو اجتہاد کے سبب سے شبہ ہو تو یہ کہنا درست نہیں کیونکہ اس
امر پر علما کا اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنے اجتہاد یا اپنے امام کے برخلاف کوئی کام کریگا وہ گنہگار ہوگا تو حقیقت میں یہ حرام ہے
اور جو کوئی قبلہ کے بارہ میں اجتہاد کرے کہ اس طرف ہے اور اوس طرف پشت کرکے نماز پڑھے تو وہ گنہگار ہوگا اگرچہ دوسرا
سمجھے کہ وہ صواب پر ہے اور لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ ہر شخص جس امام کا مذہب چاہے اختیار کرے یہ کہنا بیہودہ بات
ہے قابل اعتماد نہیں بلکہ ہر شخص کو یہ حکم ہے کہ اپنے ظن کے موافق کام کرے اگر اوسکا ظن یہ ہے کہ فلاں حضرت امام شافعی صحیح اور افضل ہیں
تو ضرور ہے کہ شافعی کے سوا اور کوئی اونکی مخالفت کا عذر نہوگا لیکن مبتدع کہ وہ حق تعالیٰ کے جسم کا قائل ہے اور قرآن کو مخلوق
کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کو بہشت میں نہ دیکھینگے اور ایسی ایسی باتیں بکتا ہے اوسپر احتساب کرنا چاہیے اگرچہ مالکی اور حنفی
احتساب نکریں اسواسطے کہ اس قوم مبتدع کی خطا یقینی ہے اور فقہ کے مسائل میں خطا یقینی نہیں معلوم ہوتی لیکن مبتدع پر اوسی
شہر میں احتساب کرنا چاہیے جہاں مبتدع لوگ شاذ و نادر ہوں اور اہل سنت و جماعت اکثر ہوں لیکن جہاں ایسے ہوں وہاں جائز نہیں ہے
کہ تو مبتدع پر احتساب کرے تو وہ بھی تمپر احتساب کرینگے اور فتنہ برپا کرینگے تو بادشاہ کی اجازت اور قوت کے بغیر ایسا احتساب
نکرنا چاہیے تیسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مکلف ہو تاکہ اوسکا فعل گناہ ہو اور اوسکی بزرگی
مانع احتساب نہو جیسے باپ کہ اوسکی بزرگی بیٹے پر اوستاد و ہیبت اور امانت سے بیٹے کو منع کرتی ہے لیکن دیوانے اور لڑکے کو
خمر نوشی سے منع کر سکتا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لیکن اس منع کرنے کا نام احتساب نہوگا بلکہ اگر کسی جانور کو ہم مسلمانوں کا اناج
کھاتے دیکھیں تو اوسے مسلمان کے مال کی حفاظت کے واسطے ہٹا دینگے اور منع کرینگے مگر یہ واجب نہیں ہے لیکن اگر یہ امر
آسان ہو اور ہمیں کچھ نقصان نہو تو حق اسلام کی نظر سے یہ واجب ہے جیسا کہ اگر کسی مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے اور ہم خود
اوسکا گواہ ہے اور مستغنی دو نہیں تو حق مسلمانی کے واسطے جاکر گواہی دینا اوسپر واجب ہے جب کوئی ذی عقل دوسرے شخص کا
مال ضائع کرتا ہو تو یہ ظلم اور گناہ ہے اگرچہ تکلیف بھی ہے لیکن احتساب واجب ہے اسواسطے کہ فسق و معصیت سے باز رکھنا یا
اوس سے منع کرنا بے رنج و تکلیف کے نہیں ہوتا تو رنج و تکلیف اوٹھانا ضرور ہے مگر یہ کہ ایسی تکلیف ہو جسکی برداشت کی طاقت

اسے نہین ہے اور احتساب سے غرض اسلام کے شعار کا ظاہر کرنا ہے تو ایسے رنج و تکلیف اوٹھانا واجب ہے مثلاً اگر کہین اس کثرت سے شراب ہے کہ اوسکے پھینکنے سے ماندہ ہو جائیگا تو اوسے پھینکدینا واجب ہے اور اگر بہت سے بکرے کسیکا اناج کھاتے ہون اور اوسکے ہانکنے مین ماندہ ہو جائیگا اور تضییع اوقات ہوگی تو ایسی محنت واجب نہین اسواسطے کہ اوسکو اپنے حق کی حفاظت بھی اوسیطرح کرنا چاہیے جیسے اورونکے حق کی حفاظت اور وقت اوسکا حق ہے تو کسیکے مال کے بدلے اوسکا ضائع کرنا واجب نہین لیکن دین کے عوض اپنا وقت صرف کرنا اور گناہ سے منع کرنا واجب ہے اور احتساب مین سب طرح کی محنت اوٹھانا واجب نہین ہے بلکہ اوسمین بھی تفصیل ہے اور وہ تفصیل یہ ہے کہ اگر عاجز ہے تو خود معذور ہے فقط دل سے انکار کرنا واجب ہے لیکن اگر عاجز نہین اور ڈرتا ہے کہ مجکو مارینگے اور پھر اوسکا بیفائدہ ہوگا تو اسکی چار صورتین ہین اول یہ کہ جانے کہ مجھے مارینگے اور لوگ گناہ سے باز نہ آئینگے اس صورت مین احتساب واجب نہین مباح ہے کہ زبان یا ہاتھ سے احتساب کرے اور مار دہاڑ پر صبر کرے کہ اسمین ثواب پائیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے افضل کوئی شہید نہین جو بادشاہ کو احتساب کرے حتی کہ مار ڈالا جاوے دوسری صورت یہ ہے کہ جانے کہ مین منع کرسکتا ہون اور کچھ خوف بھی نہین جسطرح قدرت حاصل ہے تو اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ گناہ نہین چھوڑینگے اور اسے مار بھی نہین سکتے تو شرع کی تعظیم کے واسطے زبان سے احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ جسطرح دل انکار کرنے سے عاجز نہین اوسیطرح زبانی انکار کرنے سے بھی عاجز نہین چوتھی صورت یہ ہے کہ گناہ کو مٹا سکتا ہو لیکن اوسے مارینگے مثلاً جیسا کہ شراب ہے کہ شیشہ مین پتھر مار سکتا ہے اور وہ اوسکا ٹوٹ جانا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مارا جاویگا اور وہ فوراً توڑ ڈالیگا تو ایسا احتساب واجب نہین ہے مگر احتساب کرنا افضل ہے اور پتھر مارنا افضل ہے اگر کوئی شخص کہے کہ حق تعالی نے تو فرمایا ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی اپنے ہاتھون اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے فرمایا ہے کہ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ حق تعالی کی راہ مین مال صرف کرین تاکہ ہلاک نہون حضرت براء ابن العازب سے روایت ہے کہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے اور سمجھے کہ حق تعالی میری توبہ نہ قبول فرمائیگا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ گناہ کرین اور اوسکے بعد کچھ نیکی نہ کرین تو یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے الغرض ایک مسلمان کو درست ہے کہ تنہا کافرون کی صف پر حملہ کرے اور اونسے لڑے یہانتک کہ اوسے مار ڈالین تو اگرچہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین کہ شاید وہ بھی کسیکو مارے اور کفار دل شکستہ ہون اور جانین کہ سب مسلمان ایسے ہی شجاع ہوتے ہین اور مرنے سے بھی ثواب حاصل ہوگا لیکن اگر کوئی اندھا یا اپاہج کافرون کی صف پر حملہ کریگا تو درست نہین کہ اس صورت مین اپنے تئین بیفائدہ ہلاک کرنا ہے اسیطرح اگر ایسا موقع ہے کہ اگر احتساب کریگا تو اوسے مار ڈالینگے یا رنج پہنچاوینگے اور گناہ نہ چھوڑینگے اور وہ جو دین کے باب مین سختی کریگا اوس سے کافر شکستہ دل نہونگے اور کسی کو دلیری نصیب نہ ہوگی تو ایسا احتساب بھی نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بیفائدہ نقصان اوٹھانے سے کیا حاصل اور اس قاعدہ مین دو اشکال ہین ایک یہ کہ اوسکا ظاہر اس شاید بدگمانی اور بزدلی سے ہو دوسرا یہ کہ مارنے سے نہ ڈرتا ہو جاہ و مال اور ڈراتیون کرنیکے

ڈرتا ہو تو پہلے اشکال کی تفصیل یہ ہے اگر اس بات کا ظن غالب ہے کہ اوسے مارینگے تو معذور رہے اور اگر یہ ظن غالب نہو
فقط احتمال ہو تو معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسا احتمال تو ہمیشہ رہا کرتا ہے اور اگر یہ شک ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یقیناً احتساب واجب ہے
اور شک سے وجوب جاتا رہیگا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ احتساب ایسے مقام پر واجب ہوتا ہے جہاں سلامتی کا ظن غالب ہو
دوسری اشکال کا بیان یہ ہے کہ محتسب کے مال یا جاہ یا بدن یا عزیزوں اور شاگردوں کا ضرر ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اسے
گالیاں دینگے یا دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے تو اسکے بہت سے اقسام ہیں اور ہر ایک قسم کا ایک حکم ہوگا لیکن جب اپنے
حق کے واسطے ڈرتا ہے تو اوسکی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ یہ ڈرتا ہے کہ آئندہ کوئی چیز فوت ہو جائیگی مثلاً اوستاد پر احتساب کریگا
تو وہ تعلیم سے باز رہیگا تو تعلیم فوت ہوگی یا طبیب علاج میں کمی کریگا یا امیر یا [illegible] بند کردیگا یا کچھ کام ٹھہر جائیگا تو حمایت نکریگا ایسی
باتوں میں احتساب سے آدمی معذور نہیں رہ سکتا اسواسطے کہ یہ کچھ نقصان اور ضرر نہیں آئندہ ایک فائدہ کے فوت ہونیکا خوف
ہے لیکن اگر بالفعل اوس مدد کا محتاج ہے مثلاً خود بیمار ہے اور طبیب اچھی کیفیت پہنچنے سے اگر احتساب کریگا تو وہ اسکی خبر نلیگا
یا بہ جبر محتاج ہے تو توکل نہیں کرسکتا فقط ایک شخص اسکو نفقہ دیتا ہے اگر اوس پر احتساب کرتا ہے تو وہ نفقہ دینا موقوف کردیگا
یا کسی بدذات کے ہاتھ میں پھنسا ہوا ہے اور ایک ہی شخص اوسکی حمایت کرتا ہے تو یہ قسمیں فی الحال میں ممکن ہے کہ سکوت کرے کیونکہ
ان عذروں سے احتساب کی ہمت نہیں ہوتی کیونکہ یہ ضرر فی الفور ظاہر ہوتے ہیں لیکن ان ضرروں کی مقدار احوال سے مختلف ہوگی
یہ بات اسکے اجتہاد سے علاقہ رکھتی ہے چاہیے کہ دین کا خیال کرے کہ احتساب یا ضرورت سے ہاتھ نہ کھینچے دوسری قسم یہ ہے
کہ اس بات کا خوف ہو کہ جو چیز کہ بالفعل حاصل ہے وہ فوت ہو جائیگی مثلاً اسکا مال چھین لینگے یا اسکا گھر کھود ڈالتے ہیں یا بدن
کی سلامتی فوت ہوئی جاتی ہے یعنی اسے مارتے ہیں یا جاہ و عزت میں خلل پڑجاتا ہے یعنی اسکو ننگے سر بازار میں پھراتے ہیں
کیونکہ مارتے نہیں ہیں تو ان سب باتوں میں معذور رہیگا لیکن اگر یہ بات کا اوسے خوف ہے کہ مروت میں خلل پڑیگا لیکن شان و
شوکت میں خلل انداز ہوجائیگا اوسے بازار میں پیادہ پا لیجائینگے اور تکلف لباس نہیں پہننے دینگے یا اوسکے سامنے سخت یا
سست کلام کرینگے تو ان سب باتوں میں جاہ کی ترقی ہے اپنے سببوں سے معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسے کاموں کی
محافظت شرع میں ناپسند ہے کہ مقصد مروت البتہ شرع میں مطلوب ہے لیکن اس بات سے اگر ڈرتا ہے کہ اسکی غیبت کرینگے یا گالی
دینگے اور اس سے عداوت رکھیں گے اور کاموں میں اسکی مخالفت اور پیروی نہ کرینگے تو یہ باتیں ہرگز عذر نہیں ہوسکتیں اسواسطے
کہ کسی محتسب کو ان آفتوں سے چارہ نہیں لیکن جب یہ اندیشہ ہو کہ غیبت بھی کرینگے اور گناہوں میں بھی ترقی ہوگی تو اس عذر سے
احتساب موقوف رکھنا درست ہے لیکن اگر اپنے اقارب اور احباب کے باب میں ان باتوں کا خوف رکھتا ہے مثلاً خود زاہد ہے
اور جانتا ہے کہ مجھے تو نہ مارینگے اور مال بھی نہیں رکھتا کہ چھین لینگے لیکن اسکے عوض اسکے اقارب اور احباب کو ستائینگے
تو احتساب کرنا درست نہوگا اسواسطے کہ اپنے حق میں صبر کرنا روا ہے اور اونکے حق میں ناروا ہے تاکہ اونکی رعایت کرنا دین کا
حق ہے اور وہ ضرور ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت کے بیان میں اے عزیز معلوم ہو کہ احتساب کے آٹھ درجے ہیں پہلا اتنا

پھر اوس شخص کو برائی پہونچا دینا پھر نصیحت کرنا پھر کڑی بات کہنا پھر ہاتھ سے اوسکے برے کام کو بدلنا پھر دھمکی دینا
پھر مارنا پھر ہتیار کھینچنا اور مددگارون کو بلانا پہلا درجہ احوال کا جاننا ہے چاہیے کہ محتسب پہلے یقینی پہچان سے اور تجسس
نکرے دروازے اور چھت پر چھپکر باتین نہ سنے اور پڑوسیون سے نہ پوچھے اور اگر دامن مین کوئی بری چیز یا سینے چھپائی
تو ہاتھ سے نہ ٹٹولے لیکن بے تجسس سکے اگر ساز کی آواز سنے یا شراب کی بو سونگھے تو احتساب کرنا درست ہے اور اگر
دو ثقہ اوس سے خبر دین تو قبول کرے اور دو عادل کے کہنے سے بے اجازت گھر مین گھس جانا درست ہے مگر ایک گواہ کا
قول سنکر اندر نجانا اولی ہے اسواسطے کہ گھر اوسکی ملکیت ہے اور ایک گواہ عادل کے قول سے حق ملکیت باطل نہوگا
کہتے ہین کہ لقمان کی انگوٹھی مین یہ کھدا تھا کہ ظاہری برائی کا چھپانا گمانی بات پر رسوا کرنے سے اولی ہے دوسرا درجہ
اوس کام کی برائی بیان کرے کہ شاید ایسا کوئی کام کرتا ہو جسکی برائی سے بیخبر ہو جیسا کوئی گنوار مسجد مین نماز پڑھتا ہو
اور رکوع سجود پورے نکرتا ہو یا اوسکے جوتے مین نجاست لگی ہو کہ اگر جانتا تو اسطرح نماز نہ پڑھتا تو اوسکو آگاہ کرنا اور سکھانا ضرور
اور سکھانیکا ادب یہ ہے کہ نرمی اور سہولیت سے سکھاوے تاکہ وہ خفا نہو کسی مسلمان کو بے ضرورت خفا کرنا برا ہے اسواسطے
کہ جب کسیکو کچھ سکھاویگا تو حقیقت مین اوسے نادان بناویگا اور اوسکا عیب بتاویگا اس زخم کے مرہم کے کوئی [illegible]
مرہم یہ ہے کہ تو عذر کرے اور کہے کہ کوئی ماں کے پیٹ سے سیکھکر نہین آتا اور جو کوئی نہین بتاتا تو یہ اوسکے ماں باپ اور
اوستاد کا قصور ہے شاید تمہارے پڑوس مین کوئی ایسا عالم نہین ہے جو تمہین سکھاتا غرض ایسی باتون سے اوسکا دل خوش
کرے اور جو کوئی ایسا کام نکرے یا کوئی ناخوش ہو تو اوسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو کہ خون سے پیشاب کا دھونا چاہتا ہو
وہ جانتا ہے ایک نیکی کریگا دوسرا گناہ کریگا اور اوس سے برا ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ پند و نصیحت نرمی سے کرے [illegible]
جبکہ برائی معلوم ہو اور جانتا ہو کہ وہ حرام ہے تو اوسکے بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہین نصیحت کرنا چاہیے اور بدی کا ڈر دلائے کہ مثلا
کوئی [illegible] ایسا ہو کہ اوس سے ہر ایک عیب سے پاک ہو تو اوسکے عیب پر نظر کرنا اولی ہے یا غیبت کی سزا کا بیان
نصیحت کرنا ہے مگر یہان ایک بڑی آفت ہے جس سے بچنا مشکل ہے مگر جسے خدا توفیق دے اسواسطے کہ نصیحت کرنے مین
نفس کی دو بزرگیان ہین ایک یہ کہ اپنے علم اور زہد کی بزرگی ظاہر کرتا ہے اور دوسری بزرگی حکومت اور فوقیت کی ہے اور
آدمی پر یہ دونون باتین محبت جاہ سے پیدا ہوتی ہین اور یہ مقتضا طبع بھی ہے اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ مین نصیحت کو
دوست کرتا ہون اور نصیحت کا تابعدار ہون لیکن حقیقت مین وہ محبت جاہ کا مطیع بنا ہوا ہے اور اوسکا یہ گناہ اوس بری کام
سے جو دوسرا کرتا ہے بدتر ہوگا تو اس صورت مین اپنا دین بچے اگر خود بخود یا دوسرے کی نصیحت کے سبب اوس شخص کے
توبہ کرنیکو اپنی نصیحت کی بدولت توبہ کرنے سے دوست رکھتا ہے اور نصیحت کرنے سے کراہت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو
چاہیے کہ نصیحت نکرے اور اگر اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ یہ میری ہی نصیحت کے سبب سے توبہ کرے تو خدا سے
ڈرنا چاہیے کیونکہ [illegible] نصیحت سے اور اپنی طرف بلاتا ہے خدا کی طرف نہین حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے

لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اوس شخص کے بارے میں کیا ارشاد کرتے ہیں جو پاس جاکر بادشاہ کو احتساب کرے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے
کہ اوسے کوڑے ماریں لوگوں نے کہا کہ وہ کوڑے کھانے کی تو قوت رکھتا ہے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اوسے قتل کر ڈالیں کہا
وہ جان دینے کی بھی طاقت رکھتا ہے فرمایا کہ مجھے اوس بلا کا ڈر ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہے اور وہ عجب ہے
حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ فلانے خلیفہ پر احتساب کروں اور میں سمجھا کہ وہ مجھے مار ڈالیگا
اس اوس سے تو میں نہیں ڈرا لیکن وہاں بہت لوگ حاضر تھے میں یہ ڈرا کہ لوگ مجھے سختی اور سختی کی صفت پر دیکھیں گے اور یہ امر
میرے دل کو پسند آئیگا تو میں بے اخلاص مارا جاؤنگا چوتھا درجہ کڑی بات کہنا ہے اسمیں دو ادب ہیں ایک یہ جب تک نرمی اور مہربانی
سے کہہ سکتا ہو اور وہ کہنا کافی ہو تب تک سختی نہ کرے دوسرا ادب یہ ہے کہ زبان پر فحش نہ لاوے اور جو کچھ کہے سچ ہی کہے مثلاً اوسے ظالم
فاسق جاہل احمق اس سے زیادہ نہ کہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے وہ احمق ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ زیرک وہ شخص ہے جو اپنا حساب کیا کرے اور موت کو دیکھتا رہے اور احمق وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے اور مغرور رہے
اور سمجھے کہ حق تعالی مجھسے درگذر کریگا اور سخت گوئی اوسوقت درست ہے جب یہ امید ہو کہ مفید ہوگی اور جب جانے کہ مفید نہوگی تو تیوری چڑھا
ہو کر اوسے حقارت کی نظر سے دیکھے اور اوسکی طرف سے منہ پھیرے پانچواں درجہ ہاتھ سے برے کام کو بدل دینا اسمیں بھی دو
ادب ہیں ایک تو حتی الامکان اوس سے کہے کہ بدل ڈال مثلاً اوس سے کہے کہ ریشمی لباس اوتار اور غیر کی زمین سے نکل جا اور
شراب پھینکدے اور جنابت کی حالت میں مسجد سے باہر جا دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر بات کہنا کافی نہو تو ہاتھ پکڑ کر اوسے باہر
نکال دے اور پھر اس بات میں ادب یہ ہے کہ تھوڑے کام پر اکتفا کرے مثلاً ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے تو اوسکی ڈاڑھی نہ پکڑے اور
ٹانگ پکڑ کر نہ کھینچے اور اگر برتن توڑنا ہے تو بیہودہ نہ کرے اور ریشمی کپڑا آہستہ سے اوتارے تاکہ پھٹنے نپاوے اور شراب پھینک
سکتا ہے تو برتن نہ توڑے اگر نہیں پھینک سکتا کہ اوسکے ہاتھ میں نہیں ہے تو پتھر مار کر توڑ ڈالنا درست ہے اوسکا تاوان لازم
نہ آئیگا اور اگر قرابہ کا منہ تنگ ہے اور جبتک یہ شراب پھینکیگا تبتک اسے پکڑ کر مارینگے تو اوس صورت میں اوسے توڑ کر پھینکدے
جب شراب حرام ہوئی ہے تو ابتدا میں یہ حکم تھا کہ جس جس چیز میں شراب ہو اوسے توڑ ڈالو لیکن یہ حکم منسوخ ہوگیا بعضے علما نے کہا ہے
کہ وہ شراب کے خاص برتن تھے اب بلا عذر توڑنا درست نہیں ہے اگر کوئی شخص بلا عذر توڑ ڈالیگا تو اوسپر تاوان لازم آئیگا
چھٹا درجہ تہدید اور ڈرانا ہے مثلاً یوں کہے کہ شراب پھینک نہیں تو تیرا سر توڑ ڈالونگا یا ذلیل کرونگا اگر آہستگی سے کام نہ نکلے تو
ایسا کہنا درست ہے اسمیں بھی دو ادب ہیں ایک یہ کہ ایسی چیز سے تہدید نہ کرے جو درست نہو مثلاً یوں نہ کہے کہ تیرے کپڑے پھاڑ ڈالونگا
اور تیرا گھر کھود ڈالونگا اور تیرے جورو لڑکوں کو ستاؤنگا دوسرا ادب یہ ہے کہ تہدید میں وہی بات کہے جو کر سکتا ہو [illegible]
یوں نہ کہے کہ تیری گردن ماروں گا سولی دونگا اور اگر بقصد تہدید کہتا ہے اوس سے مبالغہ کرے اور جانے کہ اس سبب سے اوسے
بہت ہراس ہوگا تو اس مصلحت سے مبالغہ درست ہے جیسا دو آدمیوں میں صلح کرانے کے واسطے دروغ مصلحت آمیز درست ہے
ساتواں درجہ ہاتھ پاؤں اور لکڑی سے مارنا ہے یہ بات حاجت کے وقت حاجت کی قدر درست ہے حاجت کے وقت سے

یہ مراد ہے کہ آدمی سب بار کھا کے گناہ سے توبہ کرے لیکن جو گناہ ہو چکا اوس پر مارنا درست نہیں ہے گناہ کے سبب شرابی کو تعزیر اور حد
لگانی نہیں تعزیر دینا اور حد مارنا بادشاہ کو پہونچتا ہے رعیت کو نہیں اور سب ہاتھ سے ہٹانا اور لکڑی سے منع کرنا اور دھمکانا
زبان سے اگر یہ کافی نہو تو تلوار کھینچکر ڈراوے اگر کوئی شخص کسی عورت سے بدکاری کرنا چاہتا ہو اور سب طرح منع کیا اوس سے نہ رکے
تو تلوار کھینچنا درست ہے اگر محتسب اور اوس شخص کے درمیان ندی حائل ہو تو تیر لگا کر کہے کہ اگر تو ایسے کام سے
باز نہیں آتا تو تیر مارتا ہوں اگر باز نہ آوے تو تیر مارنا درست ہے لیکن ران اور پنڈلی پر مارنا چاہیے نازک جگہ پر تیر نہ مارے
پانچواں درجہ اگر محتسب اکیلا کافی نہو تو لوگوں کو جمع کرے اور لڑے اور شاید فاسق بھی لوگوں کو جمع کرے اور مقابلہ کی نوبت
آوے تو بعض عالموں نے کہا ہے کہ جب ایسا ہو تو بادشاہ کی بے اجازت نہ چاہیے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا اور فساد پیدا ہوگا اور بعض
عالموں نے کہا ہے کہ جس طرح کافروں کے ساتھ جہاد کرنا بے حکم بادشاہ درست ہے فاسقوں کے ساتھ جنگ کرنا بھی درست ہے
اس واسطے کہ اگر محتسب مارا جاویگا تو شہید ہوگا محتسب کو اول ادب اختیار کرنا چاہیے کہ تین چیزیں ضرور ہیں علم زہد حسن خلق
اس واسطے کہ اگر اوسے علم نہوگا تو جس کام میں تمیز نہ کر سکیگا اور اگر زہد نہوگا تو اگرچہ تمیز کریگا لیکن اوسکا کام غرض نفسانی سے
خالی نہوگا اور اگر اوس میں حسن خلق نہوگا تو لوگ جب اوسکا ایذا پہونچائینگے تو غصہ کے سبب سے خدا کو بھول جاویگا اور حد سے قدم
بڑھا دیگا پھر ایک کام نفسانیت سے کریگا احتساب سے نہیں اس واسطے نہیں اوسکا احتساب معصیت کا سبب ہوگا اسی واسطے
ایک بار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کافر کو پٹکا اور اوسکی چھاتی پر چڑھے اوس کافر نے آپکے چہرہ مبارک پر تھوکا آپ
اوسے چھوڑ دیا اور فرمایا جب تجھے غصہ آگیا تو میں ڈرا کہ اس وقت قتل کرنا حق تعالی کے واسطے نہوگا اور امیر المومنین عمر رضی
اللہ تعالی عنہ ایک شخص کو درّے مارتے تھے اوس نے آپکو گالی دی آپنے اوس سے مارنا موقوف کردیا لوگوں نے پوچھا
کہ آپنے کیوں چھوڑ دیا فرمایا کہ اب تک میں اوسے خدا کے واسطے مارتا تھا اب اگر اوسے مارونگا گالی دینے کی سزا میں مارنا ہوگا
ہوگا اسی واسطے حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے احتساب نکرے مگر وہ شخص جو جس کام میں امر یا نہی
کرے اوسکا عالم ہو اور اوس کے بیچ میں حلیم ہو اور اوسمیں نرمی بالا ہو اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے جس کام کا حکم
کیا جاتا ہے چاہیے کہ پہلے آپ اوسپر عمل کرے یہ شرط نہیں اس واسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ جب تک ہم سب خود عمل کریں تب تک امر معروف اور نہی منکر نکریں فرمایا کہ اگرچہ تم
اگرچہ وہ کام تم سب ادا نہو لیکن محتسب ترک نکرو اور آداب احتساب میں یہی ہے کہ محتسب صابر رہے اور رنج سے گھبراوے کہ
حق تعالی نے فرمایا ہے وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ تو جو شخص رنج پر صبر نکریگا اوس سے
احتساب نہو سکیگا اور ضروری آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ محتسب کم علائق اور کم طمع ہو کیونکہ جہاں طمع دامنگیر ہوگی احتساب
باطل ہو جاویگا ایک شیخ کی عادت تھی کہ قصائی سے بلی کے واسطے چھیچھڑے لیا کرتا تھا ایکدن اوس قصائی سے کوئی بری بات
دیکھی پہلے اپنے گھر میں جا کر بلی کو دفع کیا پھر قصائی پر احتساب کیا قصائی نے کہا اب چھیچھڑے نہ مانگوگے جواب دیا کہ میں

پہلے سے بُری کو دفع کرے کے احتساب سے واقف ہو ایسا ہوا ہو اور جو شخص یہ بات چاہتا ہے کہ لوگ مجھ سے محبت کریں اور میری مدح اور مجھ سے راضی
رہیں وہ شخص احتساب نہیں کر سکتا حضرت کعب الاحبار نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ تیری قوم میں تیرا کیا حال ہے کہا اچھا حال
ہے انہوں نے کہا کہ جو شخص احتساب کرتا ہے وہ اپنی قوم میں ذلیل و خوار رہتا ہے انہوں نے کہا کہ توریت سچ کہتی ہے اور ابو مسلم جھوٹ کہتا ہے
الغرض جان تو کہ احتساب کی اصل یہ ہے کہ اوس گنہگار کے واسطے جو گناہ کرتا ہے قلب پر سوز رہے اور اوسے شفقت کی نظر سے دیکھے اور اوسے
اسطرح منع کرے جسطرح کوئی اپنے فرزند کو منع کرتا ہے اور نرمی کرے کسی شخص نے خلیفہ مامون رشید سے احتساب کے وقت سخت گفتگو کی خلیفہ نے اون سے کہا
کہ اے جوانمرد حق تعالیٰ نے تجھ سے زیادہ بہتر کو مجھ سے زیادہ بدتر کے پاس بھیجکر فرمایا ہے کہ ان سے نرمی کی بات کرنا یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون
علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجکر ارشاد فرمایا فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا یعنی نرمی کے ساتھ بات کرو شاید فرعون قبول کرے اور ڈرے
چاہیئے کہ اس امر میں حضرت سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کی پیروی کرے ایک جوان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں زنا کروں صحابہ اوسپر چلانے لگے اور چاہا کہ اوسے ماریں آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اسے مارو نہیں پھر اوسے اپنے پاس بلا کر اپنے نزدیک بٹھالیا اور پوچھا کہ اے جوان کیا تو اس امر کو روا رکھتا ہے
کہ کوئی شخص تیری ماں کے ساتھ ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کہ اور لوگ بھی اس امر کو روا نہیں رکھتے پھر آپ نے
پوچھا کہ کیا تو یہ روا رکھتا ہے کہ تیری بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہیں فرمایا کہ اور لوگ بھی یہ روا نہیں رکھتے
پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تو یہ روا رکھتا ہے کہ کوئی تیری بہن کے ساتھ ایسا کام کرے یا تیری پھوپھی یا خالہ کے ساتھ اسیطرح ایک ایک کا
نام لیا [illegible] اسطرح [illegible] لوگ بھی اس امر کو روا نہیں رکھتے [illegible]
پھر دست مبارک اوسکے سینہ پر رکھا [illegible] اور فرمایا کہ الٰہی اسکے دل کو پاک کر
اور [illegible] گناہ کو بخشدے [illegible] پھر وہ جوان آپکی خدمت فیض درجت سے پھرا [illegible] زنا سے زیادہ
کسی چیز کو برا نہیں سمجھتا تھا حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے کہا کہ سفیان بن عیینہ بادشاہ سے خلعت
لیا کرتے ہیں فرمایا کہ بیت المال میں اونکا حق اس سے زیادہ ہے پھر حضرت فضیل نے سفیان کو تنہائی میں لیجا کر اونسے گلہ کیا
اور ملامت کی سفیان نے کہا کہ ابو علی میں اگرچہ صالحین میں سے نہیں ہوں لیکن صالحین سے مجھے محبت ہے حضرت حماد بن سلمہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور ادہر سے ایک شخص کا گذر ہوا اوسکا تہبند ٹخنوں میں لٹکتا تھا جیسا کہ
متکبران عرب کی عادت ہے اور یہ امر شرع میں مخالف ہے شاگردوں نے چاہا کہ اوس شخص کے ساتھ سختی کریں انہوں نے
اپنے شاگردوں سے کہا تم چپ رہو میں اسکی تدبیر کرتا ہوں پھر اوسکو پکار کر کہا کہ اے برادر مجھے تجھ سے کچھ کام ہے اوسنے پوچھا
کیا کہا کہ تہبند اوٹھا لے اوسنے کہا بہت خوب پھر اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر میں سختی سے کہتا تو وہ قبول نہ کرتا اور گالی دیتا
ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑ کر چھری ہاتھ میں لی [illegible] کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اوسکے سامنے جاسکے اور عورت چلاتی تھی حضرت
بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اوسکے پاس جاکر [illegible] بیہوش ہو کر گر پڑا اور اوسکے بدن سے پسینا

بیٹھنے لگا اور عورت اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جب یہ شخص ہوش مین آیا تو لوگون نے پوچھا تجھپر کیا گذری بولا اسقدر جانتا ہون کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے ملا کر آہستہ سے کہا کہ حق تعالی دیکھتا ہے کہ تو کہان ہے اور کیا کرتا ہے اوسکے اس کہنے کی ہیبت سے مین گر پڑا لوگون نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے اوسنے کہا کہ آہ اب اس ندامت کے ساتھ اونکی زیارت کیونکر کرون اوسیوقت سے اوس شخص کو بخار چڑھا اور ایک ہفتہ مین مرگیا

تیسرا باب اون منکرات کے بیان مین جنکا رواج عادۃً ہے

ای عزیز جان تو کہ اس زمانہ مین تمام عالم بری باتون سے بھرا ہوا ہے اور لوگون کو اب اسکے اصلاح پذیر ہونے کی یاس ہے اور اس سبب سے کہ سب کامون کی قدرت نہین رکھتے اون کامون سے بھی ہاتھ کھینچا ہے جنکی قدرت رکھتے ہین جو دیندار ہین اونکا یہ حال ہے اور جو اہل غفلت ہین وہ خود اس رواج سے راضی ہین ای عزیز جس چیز پر تو قادر ہے اوسمین سکوت کرنا درست نہین ہے اور ہم ان منکرات کی ہر قسم کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ فرداً فرداً اسکا بیان کرنا ممکن نہین یہ منکرات بعضے مساجد مین ہین بعضے بازارون اور راہون مین بعضے حمامون اور گھرون مین منکرات مساجد مین کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑہتا ہے اور رکوع و سجود اچھی طرح ادا نکرے یا قرآن پڑہتا ہے اور راگ گاتا ہے یا موذن لوگ اکھٹا ہوکر اذان دین اور الحان سے بہت بڑھایا کرین اس سے نہی وارد ہوتی ہے اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہنے کے وقت تمام بدن قبلہ کی طرف سے پھیر لین اور یہ کہ خطیب پڑہنے والا ریشمی لباس پہنے اور سونا چڑھی ہوئی تلوار باندھے یہ فعل حرام ہے اور یہ کہ لوگ مسجد مین جمگھٹا کرکے بیٹھتے ہین اشعار پڑہتے ہین تعویذ بیچتے ہین اور کہانیان کہتے ہین اور دیوانے اور لڑکے مسجد مین آتے ہین اور شور مچاتے ہین اور نمازیون کو ایذا دیتے ہین لیکن اگر کوئی لڑکا چپ رہتا ہے اور دیوانہ ایذا نہین دیتا اور مسجد کو ناپاک نہین کرتا تو اوسکا آنا درست ہے اگر کوئی لڑکا مسجد مین کبھی کبھی بازی کرے تو اوسے منع کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حبشی مدینہ منورہ کی مسجد مین پھری گدکا کھیلتے تھے اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے تماشا دیکھا لیکن اگر مسجد کو بازیگاہ ٹھہرالین تو منع کرنا چاہیئے اگر کوئی شخص خیاطی یا کتابت کرتا ہے اور لوگون کو اوس سے کچھ تکلیف نہین ہوتی تو درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کے واسطے مسجد کو دکان بنا لیگا تو مکروہ ہے اور وہ کام جسکے سبب سے مسجد مین غلبہ ظاہر ہوتا ہے نکرے مثلاً وہان ہمیشہ حکمرانی کرنا اور قبالہ لکھنا نچاہیئے مگر یہ کہ گاہ گاہ ہو اسلئے کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے کبھی کبھی مسجد مین حکمرانی کی ہے لیکن حکمرانی کرنے کے واسطے جلوس نفرماتے تھے اگر دہوبی مسجد مین کپڑے سکھاتے ہین اور رنگریز کپڑے رنگین یا خشک کرین تو یہ سب کام برے ہین بلکہ جو لوگ مسجد مین کہانیان کہتے ہین اور اونمین کمی زیادتی ہو اور حدیث کی معتبر کتابون مین نہون تو اون لوگون کو وہان سے نکال دینا چاہیئے کہ اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور جو لوگ اپنے تئین بنا ٹھنا سنوار کے ہین اور شہوت انپر غالب ہے اور مجمع عبادت ہوسکتے ہین یا اسکا خوف ہے اور جوان عورتین مسجد مین موجود ہوتی ہین تو یہ گناہ کبیرہ مسجد کے باہر بھی یہ فعل نکرنا چاہیئے بلکہ واعظ ایسا شخص چاہیئے جسکا ظاہر صلاحیت سے آراستہ ہو اور دینداروں کا لباس پہنے اور کسی حال مین درست نہین کہ جوان عورتین مردون کے ساتھ ایسا ملین کہ اونکے درمیان کوئی چیز حائل نہو بلکہ ام المومنین

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمایا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں آتی تھیں اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات فرمائی کہ اگر رسول اللہ صلعم اس زمانہ کا حال دیکھتے تو بیشک عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع
فرماتے از منجملہ منکرات یہ ہے کہ مسجد میں کچہری لگائیں اور بانٹ چونٹ کیا کریں اور معاملہ و حساب کیا کریں یا بیٹھکر اوسے تماشا گاہ بنائیں یا گیت یا بیہودہ دنیا میں
مشغول ہوں یہ سب کام کرنا بیجا ہے اور مسجد کی عظمت اور حرمت کے خلاف ہے بازاروں کے منکرات یہ ہیں کہ خریدار سے جھوٹ
کہیں اور مال کا عیب چھپائیں بانٹ ترازو گز درست نہ رکھیں اور مال میں دغا کریں عید کے دن لڑکوں کے واسطے راگ کے
ساز اور حیوانوں کی تصویریں بیچیں نوروز کے واسطے لکڑی کی ڈھال تلوار بیچیں سدہ کے واسطے مٹی کا بہوا اور پپیہا بیچیں یا
رفو کیا ہوا اور دہویا ہوا پرانا کپڑا نیا کر کے بیچیں ایسا ہی ہر چیز کا حال ہے جسمیں دغا بازی ہو اور سونے چاندی کی انگیٹھی یا
کوزہ یا دوات یا برتن وغیرہ ان چیزوں میں بعضی حرام ہیں بعضی مکروہ اور جانوروں کی تصویریں حرام ہیں اور وہ جو سدہ اور
نوروز کے واسطے بیچتے ہیں جیسے لکڑی کی ڈھال تلوار اور مٹی کا بہوا اور پپیہا یہ چیزیں فی نفسہا حرام نہیں ہیں بلکہ آتش پرستوں کا
رونق دینا پر کرنے سے حرام ہیں اسواسطے کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور جو چیز ان دنوں کے واسطے بنائیں وہ درست نہیں
بلکہ نوروز کے سبب سے بازاروں کا آراستہ کرنا اور مٹھائی بنانا اور تکلفات نیا کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ نوروز اور سدہ کو
مٹا ڈالنا چاہیے حتیٰ کہ کوئی اسکا نام نہ لے [illegible] کہ مسلمان کو اسدن روزہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ
[illegible] تاکہ اکل و شرب میں نہ آسکے اور [illegible]
کہا ہے کہ اسدن روزہ رکھنا [illegible] اسدن کو یاد ہی کرنا نہ چاہیے بلکہ اور دنوں کے مانند
اسے چھوڑنا چاہیے [illegible] ساری رات کو بھی تاکہ اسکا نام و نشان باقی نہ رہے شاہراہ کے منکرات یہ ہیں
کہ راہ میں ستون کھڑا کر کے دکان بنائیں کہ رستہ تنگ ہو جاوے یا درخت لگائیں اور سائبان چھپا اور نالہ نکالیں کہ اگر کوئی سوار
نکلے تو ٹکرا کر گرے یا چھجکی لگائیں یا جانور باندھیں کہ اوسکے سبب رستہ تنگ ہو جائے ایسی باتیں درست نہیں مگر بقدر حاجت کہ
بوجھ اوتار کر فوراً گھر میں لیجائیں کانٹے لدے ہوئے گدھے تنگ گلی میں نہ لائیں جس سے لوگوں کے کپڑے پھٹ جائیں مگر
یہ کہ ایک رستے کے سوا اور کوئی راہ نہ ہو اس صورت میں حاجت کی وجہ سے درست ہے اور جانور کی طاقت سے زیادہ اوسپر
بوجھ لادنا نہ چاہیے اور قصائی کو بازار میں بکرا ذبح کرنا اور بٹھانا نہ چاہیے کہ لوگوں کے کپڑے خراب ہونگے بلکہ بکرا ذبح کرنے اور بیچنے
کی جگہ دکان میں بنائے اور بازار میں خربوزہ کے چھلکے ڈالنا یا اسقدر پانی چھڑکنا کہ لوگوں کے پاؤں پھسلیں یہ بھی نہ چاہیے
اور جو شخص رستے میں برف پھینکے یا اوسکے کوٹھے کا پانی راہ میں گرے اوسپر لازم ہے کہ راہ کو صاف کرائے لیکن جہاں سب
لوگوں کے گھر کی موریاں بہتی ہوں اوسکی درستی سب پر واجب ہے اور یہ حاکم کو پہونچتا ہے کہ لوگوں کو اوس کام کیطرف لائے اور
کسیکو اپنے دروازے پر ایسا کتا رکھنا نہ چاہیے جس سے لوگوں کو خوف ہو اگر رستہ نجس کرے یا جیسا ہو اور کچھ تکلیف نہ دیتا ہو تو
منع نہ کرنا چاہیے کیونکہ اوس سے بچاؤ ممکن نہیں اور اگر رستہ میں کتا سو جائے جسکے سبب راہ تنگ ہو جائے تو یہ بھی نہ چاہیے

بادہ ٹوریسے کو بھی کتا لیے ہوئے راہ مین بیٹھنا یا سونا نچاہیے حمام کے منکرات یہ ہین کہ ناف سے زانو تک ستر عورت نکرے یا کوئی شخص کھڑا ہو اور سکے سامنے ران کھولکر ملے اور میل چھوڑائے بلکہ لنگی کے اندر ہاتھ ڈالکر بھی ران کو پکڑنا نچاہیے اسواسطے کہ جیسا دیکھنا ویسا چھونا حمام کے دروازے پر حیوانات کی صورتین بنانا بھی منکرات مین سے ہے اونھین مٹادینا یا وہان سے خود نکل آنا واجب ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین نجس ہاتھ یا ناک برتن تھوڑے پانی مین ڈالنا منکرات سے ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین درست ہے مالکی مذہب پر اعتراض نکرنا چاہیے اور بہت پانی بہانا بھی منجملہ منکرات ہے اور اور منکرات ہین انکو طہارت کے بیان مین سنے ذکر کیا ہے مہمانی کے منکرات یہ ہین ریشمی فرش چاندی کی انگیٹھی گلاب پاش عطردان چنگیر اور وہ پردے جنمین تصویرین بنی ہون اگر تکیہ بچھونے مین تصویرین ہون تو کچھ مضائقہ نہین جو انگیٹھی بصورت جانور ہو وہ منکر اور بدعت ہے اور اگر گانا ہوتا ہو اور جہان رنڈیان جوان مردون کو دیکھنے آئین تو اس سے بہت فساد پیدا ہوتے ہین ان سب باتون سے حسبت اور ممانعت واجب ہے اگر منع نہین کر سکتا تو وہان سے باہر چلا جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اسواسطے محفل سے اوٹھکر چلے گئے علی ہذا القیاس اگر مجلس مین کوئی شخص ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی پہنے ہو تو وہان نبیٹھنا چاہیے اور اگر تمیزدار لڑکا ریشمی لباس پہنے ہو تو بھی نچاہیے کیونکہ جسطرح مسلمانون پر شراب حرام ہے اسیطرح مردون پر یہ بھی حرام ہے اور یہ خرابی ہے کہ اگر اوسکی عادت ہوجائیگی تو جوانی کے بعد بھی اسکا شوق رہیگا لیکن لڑکا اگر تمیزدار نہو اور ریشمی لباس کا مزہ اور حظ نہین جانتا ہو تو مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو نہ پہونچے اگر محفل مین کوئی مسخرہ ہے کہ جھوٹ اور فحش بک بک کر لوگونکو ہنساتا ہے تو وہان اوسکے ساتھ بیٹھنا نچاہیے اے عزیز منکرات کی تفصیل دراز ہے جب اسقدر تونے پہچان لیا تو مدرسہ اور خانقاہ اور محکمہ اور دربار شاہی وغیرہ کے منکرات کو اسی پر قیاس کرے واللہ اعلم بالصواب ۱۲

دسوین اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کا بیان

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ حکمرانی بہت بڑا بزرگ کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ تعالی کی خلافت ہے اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اسواسطے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد مین اثر نہین اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے اور حکومت کا علم اگرچہ بڑا ہے لیکن اوسکا عنوان یہ ہے کہ حاکم کو یہ جاننا چاہیے کہ اوسے حق تعالی نے اس جہان مین کاہیکو بھیجا ہے اور اوسکی قرارگاہ کہان ہے دنیا اوسکی منزلگاہ ہے قرارگاہ نہین اور وہ بصورت مسافر ہے کہ رحم مادر اوسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اوسکے منزل کی انتہا ہے اور وطن اوسکے سوا ہے جو برس اور مہینا اور دن اوسکی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے وہ اپنی قرارگاہ سے بہت نزدیک ہوتا جاتا جو شخص پل پر گذرے اور پل کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزلگاہ بھول جائے وہ احمق ہے بلکہ عقلمند وہ ہے کہ منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھ نطلب کرے اور دنیا مین اوسقدر پر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے جو کچھ حاجت سے

زیادہ ہوگا وہ زہر قاتل ہے اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میرے تمام خزانوں میں خاک بھری ہوتی سونا چاندی کچھ نہوتا تو وہ
جسقدر زیادہ جمع کریگا اوسمیں سے بقدر کفایت ہی اوسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوسپر
جانکنی دشوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت میں ہوگی کہ حلال کا مال ہو اگر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہیں زیادہ
ہوگا اور بے رنج اوٹھائے دنیوی خواہشوں سے صبر کرنا ممکن نہیں مگر آدمی کا ایمان اگر اوس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی
چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اوسکے سبب سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کدورت کو
اوسمیں دخل نہیں وہ فوت ہو جائیگی تو چند روزہ صبر کرنا بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی عاشق
کا کوئی معشوق ہو اور عاشق سے کہیں کہ اگر آجکی رات تو اپنے معشوق پاس جائیگا تو پھر اوسے ہرگز نہ دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات
تو صبر کریگا تو بے رقیب اور بے مخل صحبت کے ہزار شبوں کے واسطے لوگ اوس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اسکا عشق اگرچہ حد سے
زیادہ ہوگیا ہے تاہم ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا اوسے آسان ہوگا اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزارواں حصہ
بھی نہیں ہے بلکہ اوس سے کچھ نسبت ہی نہیں رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم و خیال میں نہیں آسکتی اسواسطے کہ اگر
فرض کریں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کو سانکوں کے دانوں سے بھر دیں اور ہزار ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اوسمیں سے
ایک ایک دانہ چگے تو وہ سب دانے تمام ہوجائیں اور مدت ابد میں سے کچھ بھی کم نہو تو آدمی کی عمر جو ساٹھ ستر برس کی ہے
اور مشرق سے مغرب تک تمام عالم روے زمین کی سلطنت [illegible] ابد سے تو کبھی آخرت کی سلطنت ابد [illegible]
[illegible] کیا قدر ہے پھر عقل [illegible] دنیا [illegible] تھوڑی سی [illegible] اور [illegible] سعادت [illegible]
اپنے [illegible] اس سے بڑھ کر [illegible] سلطنت [illegible] اور سراپا کدورت کام کے عوض بیچے کا کیا [illegible]
تو حاکم ہو خواہ محکوم سب کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے جی سے ایسی باتیں کیا کرے اور اپنے دل میں یہ مضمون کو تازہ کر لیا کرے تاکہ چند روزہ
خواہشوں سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی کرنا اور بندگان خدا کو اچھی طرح رکھنا اور حق تعالی کی خلافت بجالانا اوسپر آسان ہوجاے
آدمی نے جب یہ جان لیا تو فرمانروائی میں اسطرح مشغول ہو جسطرح خدا نے فرمایا ہے اور اس طور پر مشغول ہو جو صلاح دنیا ہے اسواسطے کہ
عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے سے زیادہ کوئی عبادت اور قربت حق تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہیں ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا ایک دن عدل کرنا ساٹھ برس برابر عبادت کرنے سے افضل ہے اور یہ حدیث شریف میں
آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی خدا کے سایہ میں ہونگے تو اونمیں سے پہلا بادشاہ عادل ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے بادشاہ عادل کے واسطے ساٹھ صدیق کی عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں اور فرمایا ہے
کہ بادشاہ عادل حق تعالی کا بہت مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم خدا کا بہت مغضوب اور بڑا دشمن ہے اور فرمایا کہ
اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت میں محمد کی جان ہے کہ جتنے تمام رعایا کے عمل ہوتے ہیں ہر روز بادشاہ عادل کے
بھی اتنے ہی عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں اور اوسکی نماز ستر ہزار نماز کے برابر [illegible] جب ایسا درجہ ہے تو اس سے زیادہ [illegible]

اور کیا لوٹ ہوگی کہ حق تعالی نے نعمت سلطنت دے تاکہ اوسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہو جاوے اور کوئی شخص
جب اس نعمت کا حق نہ پہچانے اور ظلم اور اپنی خواہش مین مشغول ہو تو معلوم ہوا کہ عذاب کا مستحق ہوگا اور عدل جب ہی حاصل ہوتا ہے
کہ بادشاہ دس قاعدون کو اپنی نگاہ مین رکھے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جو مقدمہ پیش ہوا اوسمین یہ فرض کرے کہ خود تو رعیت ہے
اور بادشاہ اور ہی کوئی ہے جو بات اپنے حق مین پسند نکرے وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کریگا تو فریب
مین دغا اور خیانت کی ہوگی جنگ بدر کے دن حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوۃ والثنا سایہ مین بیٹھے اور اصحاب کرام رضوان
اللہ تعالی علیہم اجمعین دھوپ مین تھے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ سایہ مین ہین اور اصحاب
دھوپ مین اتنی سی باتین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گلہ ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے نجات پاوے اور جنت مین جاوے اوسے چاہیے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہتا ہوا مرے اور جو چیز
اپنے واسطے نہین پسند کرتا کسی مسلمان کے لیے بھی پسند نکرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو اوٹھے اور خدا کے سوا اور کسی
سے اوسکا دل لگا ہے وہ مرد خدا نہین ہے اور اگر مسلمانون کے کام اور خدمت سے بے پروا ہے تو مسلمان نہین ہے دوسرا
قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندون کا منتظر رہنا آسان نہ جانے اور اوسکے خطر سے حذر کرتا رہے اور جب تک
کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے کسی نفل عبادت مین مشغول نہو اسواسطے کہ مسلمانون کی حاجت روائی کرنا سب نفلون سے بہتر ہے
ایکدن خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی ظہر کے وقت تک خلق کے کام مین مصروف رہے اور تھک گئے گھر مین گئے کہ
دم بھر آرام لیوین اونکے بیٹے نے کہا کہ آپکو کس سبب سے اطمینان ہے شاید اسی وقت موت آجاوے اور کوئی شخص آپکے دروازہ پر
منتظر حاجت ہو اور آپ مقصر رہ جائین اونھون نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے پس اوٹھے اور فورا باہر نکل آئے تیسرا قاعدہ
خواہش مین مشغول ہونے اور اچھے کھانے پہننے کی عادت نکرے بلکہ ہر بات مین قناعت کرے اسواسطے کہ بے قناعت کے
عدل کرنا ممکن نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ میرا احوال جو
تمہارے ناپسند ہو وہ تمنے کیا سنا کہا مین نے سنا ہے کہ ایکبار مین دو طرح کا سالن آپکے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ
دو پیراہن رکھتے ہین ایک رات کا ایک دن کا پوچھا کہ بھلا اسکے سوا اور کچھ بھی سنا ہے کہا نہین فرمایا کہ یہ دونون باتین غلط
ہین چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک ہوسکے ہر ایک کام مین نرمی کرے سختی نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہے قیامت مین اوسکے ساتھ خدا نرمی کریگا اور دعا کی اور کہا کہ بار خدایا جو حاکم رعایا کے ساتھ
نرمی کرے تو اوسکے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اوسکے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا ہے کہ جو حاکم حکومت کا حق بجا لاوے
اوسکے حق مین حکومت اچھی چیز ہے اور جو کوئی حق بجا لانے مین قصور کرے اوسکے حق مین حکومت بری چیز ہے ہشام
ابن عبد الملک خلفا مین سے تھے اونھون نے ابو حازم سے جو علماء کبار مین سے تھے اونسے پوچھا کہ حکومت مین نجات حاصل
ہونے کی کیا تدبیر ہے فرمایا کہ یہ تدبیر ہے کہ جو درم تو لیتا ہے اچھی جگہ سے لے جہان حلال درم ہو اور اچھی جگہ صرف کر

جو مستحق ہو کما یہ کوئی کر سکتا ہے فرمایا یہ وہ شخص کر سکتا ہے جو عذاب قبر کی طاقت نہ رکھے اور جنت کو دوست رکھتا ہو پانچواں قاعدہ
یہ ہے کہ حاکم یہ کوشش کرے کہ شرع کی موافقت سب کے ساتھ سب رعایا اوس سے خوش رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ سب حاکموں سے بہتر وہ حاکم ہیں جو تمہیں دوست رکھیں اور تم اونھیں دوست رکھو اور بدترین حکام وہ حاکم ہیں جو
تمہیں دشمن رکھیں اور تم اونھیں دشمن رکھو اور وہ تمہیں لعنت کریں تم اونھیں لعنت کرو اور حاکم کو لوگوں کی تعریف کرنے سے
مغرور ہونا نہ چاہیے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ سب اوس سے خوش ہیں شاید کہ وہ سب خوف کے مارے تعریف کرتے ہیں بلکہ معتمد
لوگوں کو مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ تجسس کریں اور اوسکا حال خلق سے پوچھیں اسواسطے کہ آدمی اپنا عیب لوگوں کی زبانی جان سکتا ہے
چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ حاکم شرع کے خلاف کرکے کسی کی رضامندی نہ ڈھونڈھے اسواسطے کہ جو خلاف شرع کی مخالفت سے ناخوش
ہوگا اوسکی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہیں کرتی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ ہر دن کو جب میں اوٹھتا
ہوں تو آدھے لوگ مجھسے ناخوش ہوتے ہیں اور ضرور ہے کہ حاکم جب ظالم کو سزا دیگا تو وہ ناخوش ہوگا تو دونوں فریقین کو خوش کرنا
محال ہے اور وہ شخص بڑا نادان ہے جو خلائق کی رضامندی کے واسطے خدا کی رضامندی چھوڑ دے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
نے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر نصیحت کیجیے حضرت صدیقہ نے جواب لکھا
کہ میں نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے سنا ہے کہ جو شخص خلائق کی ناخوشی میں حق تعالی کی خوشی چاہتا ہے حق تعالی
اوس سے راضی ہوتا ہے اور خلائق کو اوس سے راضی کرتا ہے اور جو شخص حق تعالی کی ناخوشی میں خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اوس سے
ناراض ہوتا ہے اور خلق کو بھی اوس سے ناراض کرتا ہے ساتواں قاعدہ یہ ہے کہ حاکم یہ سمجھے رہے کہ حکومت خطرناک کام ہے
اور خلائق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھ آسان بات نہیں ہے جو شخص اوسکا حق ادا کرنے کی توفیق پاتا ہے وہ ایسی سعادت کماتا ہے
کہ اوس سے بڑھکر کوئی سعادت نہیں اور اگر اوس میں کچھ قصور کرتا ہے تو ایسی شقاوت میں پڑتا ہے کہ کفر کے سوا اوس سے بڑھکر کوئی شقاوت
نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک دن میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا
حلقہ پکڑا اور حرم میں قریش لوگ حاضر تھے آپنے فرمایا کہ جب تک تین کام کرتے رہیں گے تب تک قریش ہی میں سے حکام اور
سلاطین ہوتے رہیں گے لوگ اگر اون سے مہربانی چاہیں تو مہربانی کریں اگر حکم چاہیں تو عدل کریں جو اقرار کریں اوسے پورا کریں
جو شخص ایسا نکرے خدا کی اور فرشتوں کی اور سب کی لعنت اوس پر ہو خدا نہ اوسکا فرض قبول فرماتا ہے نہ سنت تو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا
گناہ ہے کہ اوسکے سبب سے حق تعالی عبادت قبول نہیں کرتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو آدمیوں میں
حکم کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے اوس پر خدا کی لعنت ہو اور فرمایا کہ تین آدمی ہیں کہ قیامت کے دن اون پر خدا نظر بھی نہ کریگا ایک بادشاہ
دروغگو دوسرا بوڑھا زناکار تیسرا فقیر متکبر اور لاف زن اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مشرق اور مغرب
کا ملک عنقریب تمہیں فتح ہوگا اور وہاں کے عمال دوزخ میں پڑینگے مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقوی اختیار کرے اور امانت
گذارے اور فرمایا ہے کہ جس حاکم کو حق تعالی نے رعیت حوالہ کی ہو وہ اگر دغا کریگا اور شفقت بجا نہ لائیگا تو حق تعالی بہشت کو

اوسپر حرام کریگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے مسلمانون پر سرداری دی اور اوسنے اونکی ایسی نگہبانی نکی جیسی اپنے گھر والونکی کرتا ہے تو اوس سے کہدو کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈہونڈہ لے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہینگے ایک بادشاہ ظالم دوسرا وہ بدعتی جو دین مین فساد کرکے حد سے گذر جاے اور فرمایا ہے کہ بادشاہ ظالم پر قیامت مین بڑا عذاب ہوگا اور فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون سے خدا ناخوش ہے اگر چاہے تو دنیا مین اونپر عذاب کرے ورنہ دوزخ مین تو اونکی جگہہ ہووے ہی گی اونمین ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو اونسے لے اور اونکی داد نہ دے اور ظلم اونسے نہ موقوف کرے دوسرا وہ رئیس ہے لوگ جسکی اطاعت کرتے ہون اور قوی و ضعیف کو یکسان نہ سمجھتا ہو اور طرفداری سے بات کرتا ہو تیسرا وہ شخص ہے جسنے کسی مزدور کو محنت پر رکھا وہ تو اسکا سب کام پورا کرچکا اور یہ اوسکی مزدوری نہین دیتا چوتھا وہ شخص ہے جو اپنے جورو لڑکون کو خدا کی اطاعت کا حکم نکرے اور دین کی بات اونھین نہ سکھاے اور یہ فکر نہ رکھے کہ اونکو کھانا کہان سے دونگا پانچوان وہ شخص ہے جو مہر کے بارہ مین اپنی جورو پر ظلم کرے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایکدن چاہا کہ جنازہ کی نماز پڑہائین ایک شخص نے آگے بڑہ کر نماز پڑہا دی اور جب دفن کر چکے تو اوسکی قبر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بار خدایا اگر اس مردہ پر تو عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ یہ گنہگار ہوگا اور اگر تو رحمت کرے تو وہ تیری رحمت کا محتاج ہے اے مردے اگر تو کبھی امیر تھا نہ نقیب نہ مددگار نہ کاتب نہ تحصیلدار تو ٹھنڈا رہ یہ کہکر وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اسے ڈہونڈہو وہ نہ ملا فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے امیرون پر افسوس ہے نقیبون پر افسوس ہے امینون پر قیامت مین ایسے ہونگے کہ اپنے گیسو سے آسمان مین لٹکتے رہین اور ہرگز عمل نہ کرتے تھے اور فرمایا ہے جسکو دس آدمیون پر بھی حکومت ہوتی ہے اوسے قیامت مین دست بزنجیر لائینگے اگر وہ نیکو کار رہا ہوگا تو رہا کردینگے ورنہ ایک زنجیر اور زیادہ کردینگے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اوسدن جب یہ اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہو اور حق ادا کیا ہو اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نکیا ہو اور قرابت والون کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا کسی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو لیکن خدا کی کتاب کا آئینہ بناکر اپنے پیش نظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حاکمون کو احکم الحاکمین کے حضور مین حاضر کرینگے ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکرون کے چرواہے تھے اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے میرے حکم سے زیادہ تمنے کسی کو کیون حد ماری اور سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے احکم الحاکمین اس غصہ کے سبب سے کہ اونھون نے تیرے حکم کے خلاف کیا تھا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تمھارا غصہ میرے غصہ سے زیادہ تھا اور دوسرے حاکمون سے استفسار فرمائیگا کہ تمنے میرے حکم سے کم کیون سزا دی وہ عرض کرینگے کہ یا الہ العالمین ہمنے اوسپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تم مجھسے زیادہ رحیم تھے لیجاو جسنے زیادتی کی تھی اور جسنے کمی کی تھی اون دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو دونسے بھرینگے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین کسی حاکم کی تعریف نہین کرتا نیک ہو خواہ بد لوگون نے پوچھا اسکا کیا سبب کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب حاکمون کو لائینگے عادل ہون خواہ ظالم اور صراط پر ٹھہرائینگے حق تعالی صراط کو حکم فرمائیگا کہ ایکبار انھین جھٹک دے جسنے جسنے حکم مین ظلم کیا ہوگا

یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سُنی ہوگی وہ سب دوزخ مین گرینگے اور تیس برس کے عرصہ مین دوزخ کے اندر گرینگے حتی کہ اپنے ٹھکانے مین پہونچین گے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بھیس بدل کر نکلتے اور جو ملتا اوس سے پوچھتے کہ کیون جی داؤد کی عادتین کیسی ہین ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت بنا کر سامنے آئے حضرت داؤد نے اونسے بھی وہی پوچھا انھون نے کہا کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا ہو کسب سے کھاتا ہو تو داؤد نیک مرد ہے حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب مین گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے اللہ مجھے کوئی حرفہ سکھا دے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤن حق سبحانہ تعالی نے زرہ بنانا اونھین تعلیم فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ پاسبان کے عوض رات کو خود گشت کرتے تھے تاکہ جہان کہین کچھ فساد نظر آئے اوسکا فیصلہ کرین اور فرماتے تھے کہ اگر ایک خارشتی بکری کو فرات کے کنارہ لوگ یونہی چھوڑ دین اور روغن نہ ملین تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے اس امر کا سوال ہوگا اور باوصف اسکے کہ آپکی احتیاط اس قدر تھی اور آپکا عدل اس درجہ پر تھا کہ کوئی اوسے نہ پہونچ سکے گا جب دنیا سے انتقال فرمایا تو حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عمر کو مجھے خواب مین دکھا بارہ برس کے بعد خواب مین دیکھا کہ آپ اوس طرح تشریف لائے ہین جیسے کوئی غسل کرکے لنگی باندھے ہوتا ہے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپنے حق تعالی کو کیسا پایا فرمایا اے عبداللہ مجھے تمہارے پاس سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا مین نے کہا بارہ برس کہا اب تک مین حساب مین تھا اگر حق تعالی رحم نہ فرماتا تو یہ ڈر تھا کہ میرا کام تباہ ہو جائیگا باینہمہ کہ دنیا مین اسباب حکومت مین سے ایک درہ کے سوا آپکے پاس کچھ نہ تھا ایکبار قیصر روم نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین ایلچی بھیجا کہ آپکی حضورت و ہیبت دیکھ آوے ایلچی جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو مسلمانون سے پوچھا اَیْنَ الْمَلِکُ یعنی تمہارا بادشاہ کہان ہے مسلمانون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ نہین ہمارا امیر ہے ابھی دروازہ کے باہر تشریف لے گیا ایلچی باہر نکلا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ دھوپ مین سو رہے ہین درہ سر کے نیچے رکھا ہے پیشانی نورانی سے ایسا پسینا بہا ہے کہ زمین تر ہوگئی ہے جب یہ حال دیکھا تو اوسکے دل مین بڑا اثر کیا کہ تمام جہان کے بادشاہ جسکی ہیبت کے سبب بیقرار ہین تعجب ہے کہ وہ اس صفت سے ہو پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپنے عدل کیا اسوجہ سے بیفکر سوتے ہو اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے تو خواہ نخواہ ہراسان رہتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ تمہارا دین سچا ہے اگر مین ایلچی بنکر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا عنقریب حاضر ہوکر اسلام سے مشرف ہونگا تو حکومت کے یہ طریقے ہین اور اسکا علم بڑا ہے حاکم کی سلامتی اسی مین ہے کہ ہمیشہ دیندار عالمون کی صحبت رکھے تاکہ وہ اسے عدل و انصاف کی راہ بتاتے رہین اور ایسے کام کی فکر کہین اور دنیا دار عالمون سے حذر کرے کہ وہ خوشامدی ہین

آٹھوان قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ علماے دیندار کی ملاقات کا شائق رہے اور اونکی نصیحت دل سے سنا کرے اور جو عالم دنیا کے لالچی ہین اونکی صحبت سے حذر کرے کہ اوسے فریب دینگے اوسکی تعریف کرینگے اوسکی خوشنودی چاہتے رہینگے تاکہ وہ مردار حرام جو اوسکے ہاتھ مین ہے مکر و حیلہ کرکے کچھ اوس مین سے حاصل کرینگے دیندار عالم وہ ہے جو حاکم سے طمع نہ رکھے اور انصاف سے نصیحت کرے جیسا شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالی خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ہارون نے پوچھا کہ اے شفیق کیا تم زاہد ہو کہا مین شفیق ہون زاہد نہین ہون

کہا کچھ مجھے نصیحت کرو جواب دیا کہ خدا نے تجھے حضرت صدیق رضی کی جگہہ پر بیٹھایا ہے اور جسطرح اونسے صدق چاہا تھا اوسی طرح تجھسے بھی صدق چاہتا ہے اور حق تعالی نے تجھے جناب فاروق رضی کی جگہہ پر بیٹھایا ہے اور جسطرح اونسے حق و باطل مین فرق چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذی النورین رضی کی جگہہ پر بیٹھایا ہے جسطرح اونسے شرم و بخشش چاہی تھی اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور جناب علی مرتضی رضی کی جگہہ پر بیٹھایا ہے جسطرح اونسے علم و عدل چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے ہارون رشید نے کہا کہ کچھ اور نصیحت کرو کہا کہ حق تعالی نے ایک گھر بنایا ہے اوسے دوزخ کہتے ہین تجھے اوس مکان کا دربان کیا ہے اور تین چیزین تجھے دین یعنی بیت المال کا مال اور تلوار اور تازیانہ اور حکم فرمایا کہ ان تینون چیزون سے خلایق کو دوزخ سے بچا جو محتاج تیرے پاس آئے اوسے مال سے محروم نہ رکھ اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اوسے تازیانہ سے مار اور جو کوئی کسیکو ناحق مار ڈالے اوس مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی تلوار سے مار ڈال اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ مین تو سب سے پہلے جائیگا اور اور لوگ تیرے پیچھے آئین گے ہارون رشید نے پھر کہا اور کچھ نصیحت فرمایئے کہا کہ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا مین نہرین ہین چشمہ اگر خوب روشن ہوتا ہے تو نہرون کی تیرگی کچھ نقصان نہین کرتی لیکن اگر چشمہ تاریک ہو تو نہرون کی صفائی کی امید نہ رکھنا چاہیے خلیفہ ہارون رشید عباس کے ساتھ جو اوسکے مصاحبون مین سے تھا فضیل عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین جاتا تھا اونکے مکان کے دروازے پر جب پہونچا تو وہ قرآن شریف کی یہ آیہ کریمہ پڑھتے تھے أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ہارون رشید نے کہا اگر نصیحت لیا چاہین تو یہ آیہ ہمین کفایت کرتی ہے اس آیہ کے معنی یہ ہین آیا سمجھتے ہین وہ لوگ جنھون نے برے کام کیے ہین یہ کہ ہم اونکو برابر رکھین گے اونکے ساتھ جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کیے برابر ہے اونکی زندگی اور موت برا حکم تھا جو اونھون نے کیا پھر ہارون رشید نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹا عباس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ امیر المومنین آیا ہے دروازہ کھولو اونھون نے جواب دیا میرے پاس اوسکا کیا کام ہے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت کرو تب اونھون نے دروازہ کھولا رات کا وقت تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا ہارون رشید اندھیرے مین ہاتھ ٹٹولایا فضیل اپنا ہاتھ باہر نکالتے تھے ہاتھ سے ہاتھ جو ملا تو فضیل نے کہا ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر دوزخ سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر کہا اے امیر المومنین قیامت کے دن خدا کے جواب کے واسطے طیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر ہر ایک کا انصاف تجھسے چاہیگا ہارون رشید رونے لگا عباس نے کہا اے فضیل خاموش امیر المومنین کو تمنے مار ہی ڈالا فضیل نے کہا اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیون نے اسے ہلاک کر رکھا ہے اور مجھسے کہتا ہے کہ تمنے مار ڈالا ہارون رشید نے کہا کہ مجھے فرعون کے مانند سمجھا اسوجہ سے تجھے ہامان کہا پھر ہزار دینار فضیل کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ جناب یہ مال حلال ہے کہ میری ماں کا مہر ہے فضیل نے کہا کہ مین تجھسے کہے دیتا ہون کہ جو کچھ تو پاس رکھتا ہے اوس سے ہاتھ کھینچ اور جو اوسکے مالک ہین اونھین پھیر دے اور تو مجھے دیتا ہے پس اونکی خدمت سے اوٹھکر ہارون رشید باہر چلا آیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا عدل کی تعریف مجھسے بیان کیجیے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ جو مسلمان تجھسے چھوٹا ہو اوسکے حق مین سچا پدر ہو

اور جو تیرے تحت میں ہو اوسکا بھائی بنا رہ اور اگر ایک خطا وار کیواسطے اتنی ہی سزا دیا کر جو اوسکے قصور اور قوت کے لائق ہو خبردار غصہ سے
کسیکو تازیانہ نہ مارنا اور نہ تیری جگہ دوزخ مین ہوگی ایک زاہد کسی خلیفہ وقت کے پاس تشریف لیگیا خلیفہ نے عرض کیا کہ مجھے
کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے کہا مین شہر چین مین گیا تھا وہان کا بادشاہ بہرا ہوگیا تھا بہت روتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اسواسطے
نہین روتا ہون کہ میری سماعت جاتی رہی بلکہ اسلیے روتا ہون کہ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر فریادی آوے تو اوسکی فریاد
مین نہین سنونگا لیکن میری بصارت باقی ہے منادی کردو کہ جو کوئی دادخواہ ہو وہ سرخ کپڑے پہنے اور ہر روز ہاتھی پر سوار ہو کر
نکلتا اور جو شخص سرخ کپڑے پہنے نظر آتا اوسے بلا کر اوسکی داد دیتا یا امیرالمومنین یہ بادشاہ کافر تھا اور بندگان خدا پر اسکی یہ مہربانی
تھی تو مسلمان ہے اور اہلبیت رسول مین سے ہے غور کر کہ تیری مہربانی کیسی ہونا چاہیے ابو قلابہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالی
کے پاس تشریف لیگئے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کوئی خلیفہ نہین باقی رہا مگر تو کہا
اور کچھ فرمایئے کہا اب پہلے جو خلیفہ مریگا وہ تو ہوگا کہا اور کچھ ارشاد ہو کہا اگر خدا تیرے ساتھ رہے تو پھر تجھے کسکا ڈر ہے اگر وہ تیرے
ساتھ نہو تو تو کسکی پناہ لیگا یہ سنکر فرمایا مجھے بس ہے سلیمان عبدالملک خلیفہ تھا ایکدن اوسنے خیال کیا کہ مین نے دنیا مین
اسقدر عیش کی دیکھیے قیامت مین میرا کیا حال ہو ابو حازم جو اوس وقت مین عالم زاہد تھے اونکے پاس کسی کو بھیجا اور یہ التماس کی کہ
جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہین اوس مین سے تھوڑی سی مجھے بھیجیے اونھون نے تھوڑی سی بھوسی بھونکر اونھون نے بھیجدی
اور کہلا بھیجا کہ رات کو مین یہی کھایا کرتا ہون سلیمان اوسے دیکھکر بہت رویا اوسکے دل پر بڑی تاثیر ہوئی اور تین روز سے روزے
رکھے اور کچھ نہ کھایا تیسرے دن شام کو اوسی سے روزہ کھولا کہتے ہین کہ اوس رات کو سلیمان عبدالملک نے اپنی بی بی سے جو
صحبت کی تو عبدالعزیز پیدا ہوا اور اوس سے عمر ابن عبدالعزیز جو عدل و انصاف مین امیرالمومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ
کے قدم بقدم تھا پیدا ہوا بعض بزرگون نے کہا ہے کہ یہ اوس نیک نیتی کی برکت تھی کہ اوس کھانے مین سے کھایا تھا خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز
سے لوگون نے پوچھا کہ آپکی توبہ کا کیا سبب ہے کہا کہ مین ایکدن اپنے غلام کو مارتا تھا وہ کہنے لگا کہ میان اوس رات کو یاد کرو کہ جسکی
صبح قیامت قائم ہوگی اوسکی یہ بات میرے دل مین اثر کر گئی کسی بزرگ نے ہارون رشید کو عرفات مین دیکھا کہ ننگے پاؤن ننگے سر
گرم بالو پر کھڑا ہے اور ہاتھ اوٹھائے ہوئے کہہ رہا ہے کہ یا ارحم الراحمین تو تو وہی ہے اور مین وہی ہون میرا کام یہ ہے
کہ ہر دم ایک گناہ کرون اور تیرا کام یہ ہے کہ ہر آن تو بخش دیا کرے اور پر رحم فرما اوس بزرگ نے کہا کہ دیکھو جبار زمین جبار آسمان کے
کیسے سامنے گڑگڑاتا ہے عمر ابن عبدالعزیز نے ابو حازم سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے فرمایا کہ زمین پر سویا کر اور موت کو
سرہانے رکھا کر اور جو چیز ہو اوسکو یہ سمجھ کہ بوقت موت آتی ہے اوسکا درمیان رکھے اور جس چیز کو تو روا نہین رکھتا ہے اوس سے
دور رہا کر اوسواسطے کہ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو بس حاکم کو چاہیے کہ ان حکایتون کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے اور یہ نصیحتین
جو اور حاکمون کی ہین اونکو بھی سنے اور جس عالم کو دیکھے اوس سے نصیحت چاہے اور جو عالم اوسکو دیکھے اوسے چاہیے
کہ اسی قسم کی نصیحتین کرے اور حق بات سے درگذر نکرے اگر اوسکو مغرور دلائیگا اور حق بات نکہیگا تو جو ظلم دنیا مین ہوگا اوسمین

وہ عالم میں ہمیشہ رہیگا نوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم فقط اسی پر قناعت نکرے کہ خود ظلم سے دست بردار رہے بلکہ اپنے غلامون اور نوکرون اور نائبون کو بھی مہذب کرے اور اونکے ظلم پر راضی نہو اسواسطے کہ اس سے اونکے ظلم کی بھی پرسش ہوگی امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو موسے اشعری کو جو اونکے عامل تھے نامہ لکھا کہ اما بعد بڑا نیکبخت وہ عملدار ہے جس سے رعیت نیکبخت ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا بدبخت ہو خبردار فراخ روی نکرنا کہ تمھارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اوسوقت تمھاری مثال اوس چارپایہ کی سی ہو جائیگی جو گھاس دیکھے اور بہت سی کھا جائے تاکہ فربہ ہو اور فربہی اوسکی ہلاکت کا سبب ہو یعنی لوگ اوسے ذبح کرکے کھا جائین توریت مین لکھا ہے کہ بادشاہ کے عامل سے جو ظلم سرزد ہو اور بادشاہ اوس پر چپ ہو رہے وہ ظلم گویا خود بادشاہ سے کیا یا بادشاہ اوس ظلم پر خوش ہوگا حاکم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ کوئی شخص اوس آدمی سے زیادہ نقصان رسیدہ اور نادان نہوگا جو اپنے دین اور اپنی آخرت کو دوسرون کی دنیا کے واسطے بیچڈالے تمام عامل اور نوکر دنیا حاصل کرنیکے لیے خدمت کرتے ہین اور ظالم کو والی ملک کی نگاہ مین آراستہ کرتے ہین تاکہ اوسے جہنم مین بھیجین اور اپنا مطلب حاصل کرین اور اوس شخص سے زیادہ احمق اور کون ہوگا جو چند روزہ مال حاصل کرنیکے واسطے تیری تباہی مین کوشش کرے الغرض جو حاکم اپنے عاملون اور نوکرون اور چوبدارون اور غلامون کو عدل پر نرکھیگا وہ خود رعایا کا انصاف نکرسکیگا اور یہ عدل وہی کرتا ہے جو پہلے اپنے بدن کے اندر عدل کریگا اور عدل یہ ہے کہ آدمی ظلم اور غصہ اور خواہش کو عقل پر غالب نکرے تاکہ انکو عقل و دین کا قیدی بناکے عقل و دین کو اسیر نکردے اکثر لوگ ایسے ہین کہ عقل کو غضب اور خواہش کا خدمتگار بناتے ہین یہانتک کہ عقل و غضب کے تئین اپنی مراد کو پہونچانے کے واسطے ایک حیلہ ڈھونڈھتے ہین اوسوقت کہتے ہین کہ عقل کی بات یہی ہے حاشا کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ عقل فرشتون کے جوہر سے اور حق تعالی کے لشکر سے ہے اور خواہش اور غصہ ابلیس کے لشکر سے ہے تو جو شخص معاذ اللہ خدا کے لشکر کو ابلیس کے لشکر مین قید کریگا وہ اورون پر کیا عدل کریگا تو آفتاب عدل اول سینہ مین طلوع کرتا ہے بعدہ اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اونکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے اور جو شخص آفتاب کے بغیر شعاع کی امید رکھے گا وہ طلب محال کریگا ای عزیز جان تو کہ عدل کمال عقل سے پیدا ہوتا ہے اور کمال عقل یہ ہے کہ آدمی کامون کو ویسا دیکھے جیسے وہ واقع مین ہین اور کامون کی حقیقت اور باطن کو دیکھے اونکے ظاہر پر فریفتہ نہو جائے مثلا آدمی جب عدل سے ہاتھ روکیگا تو دنیا کے واسطے ہاتھ روکیگا تو غور کرے کہ دنیا سے اوسکا مقصود کیا ہے اگر یہی مقصود ہے کہ کھانا اچھا کھائے تو جان لے کہ یہ چارپایہ بصورت آدمی ہے اسواسطے کہ کھانے کی حرص چارپایون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنے تو عورت مرد کی صورت ہے اسلیے کہ آرایش عورتون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کریگا کہ اپنا غصہ دشمنون پر اوتارے تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ غصہ کرنا اور آدمی کے پیچھے پڑنا درندون کا کام ہے اور اگر یہ امر اس غرض سے کریگا کہ لوگ اوسکی خدمت کرین تو جاہل بصورت عاقل ہے اسواسطے کہ اگر عقل رکھتا ہوتا تو یہ جانتا کہ خدمتگار اپنے پیٹ اور خواہش اور فرج کی خدمت کرتے ہین اسواسطے کہ ایکدن بھی اوسکا پیٹ نہ بھرے تو پھر وہ اوسکے گرد بھی نہ پھٹکین تو انکی خدمت جو کرتے ہین یہ اوسنے اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھا ہے اور وہ بندگی جو کرتے ہین اپنی کرتے ہین اسیر و ذلیل یہ ہے

کو اگر انکو انکا سنتے ہین کہ حکومت دوسرونکو بالا چاہتی ہے تو اوس ست منہ پھیر لیتے ہین اور اوس دوسرے کا تقرب ڈھونڈھتے ہین اور جہان وہ پہنچتا گمان ہوتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرتے ہین تو حقیقت مین یہ خدمت کرنا نہین ہے بلکہ ہنسنا ہے تو عاقل وہ شخص ہے جو کامونکی روح اور حقیقت دیکھے صورت نہ دیکھے اور ان کامونکی حقیقت یہ ہے جو بیان کی گئی جو ایسا نہ سمجھے وہ عاقل نہین اور جو عاقل نہین وہ عادل نہین اور موضع اوسکی جگہ ہے اسی سبب سے عقل سب عادتون کی سردار ہے دسواں قاعدہ یہ ہے کہ حاکم پر تکبر نہ غالب ہو اسواسطے کہ تکبر کے سبب سے غصہ غالب ہوتا ہے اور انتقام کیطرف بلاتا ہے اور غصہ عقل کو راہ سے بہکاتا ہے اوسکی آفت اور اوسکا علاج غصہ کے بیان مین [illegible] لیکن جس پر تکبر غالب ہوگیا ہو تو سب کامونمین عفو کرنیکی رغبت کی کوشش کرے کرم اور بردباری کو اپنا پیشہ کرے [illegible] تو انبیا اولیا صحابہ کے مانند ہو جائیگا اور اگر غصہ اوتارنا اپنا پیشہ کریگا تو [illegible] درندون اور چارپایون کے مثل [illegible] داخل ہو جائیگا حکایت کرتے ہین کہ ابو جعفر خلیفہ تھا اوس نے ایک شخص کے قتل کا حکم دیا مبارک بن فضالہ [illegible] اونھون نے کہا یا امیر المومنین پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مجھ سے سن لو [illegible] حضرت حسن بصری رحمة اللہ روایت کرتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰة نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب خلق کو ایک میدان مین جمع کرینگے تو منادی ندا کریگا کہ جس کسی کا حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ بال ہو وہ اوٹھے کوئی بھی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جسنے کسی کی خطا معاف کی ہو پس خلیفہ نے کہا کہ اس خطاوار کو چھوڑ دو مین نے اوسکی خطا معاف کی حاکمونکو اکثر غصہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ کوئی اونسے زبان درازی کرے تو یہی چاہیئے کہ [illegible] اپنے وقت اونھین وہ بات یاد کرنا چاہیئے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ جو کوئی تمہین کچھ کہے اور سچ کہے تو شکر کرو اور اگر جھوٹ کہے تو اور زیادہ شکر کرو کہ تمہارے نامہ اعمال مین تمہاری محنت کے بغیر ایک عمل بڑھ گیا یعنی اوسکا جھوٹ کہنا [illegible] عبادت تمہاری نامہ اعمال مین فرشتے لکھدینگے حضرت سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰة والثنا کے حضور مین ایک شخص کو لوگون نے کہا کہ وہ بڑا زور آور ہے آپنے فرمایا کہ وہ کیسا آدمی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ جس سے کشتی لڑتا ہے اوسے گراتا ہے اور سب کشتی مین بڑا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ زور آور اور جوانمرد وہ شخص ہے جو اپنے غصہ پر غالب ہو نہ وہ کہ جو کسی کو گرا دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین کہ آدمی مین پائی جاتی ہین تو اوسکا ایمان کامل ہوتا ہے جب غصہ آئے تو بیجا امر کا قصد نہ کرے جب خوش ہو تو کسی کا حق نہ چھوڑے جب قادر ہو تو اپنے حق سے زیادہ نہ لے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ کسی کے خلق پر اعتماد نہ کرو تاوقتیکہ غصہ کے وقت اوسے نہ دیکھ لو اور کسی کے دین پر اعتماد نہ کرو تاوقتیکہ لالچ کے وقت اوسے نہ آزما لو حضرت علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما [illegible] گالی دی غلامون نے اوسے [illegible] آپنے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو پھر اوس شخص سے کہا [illegible] اس بات سے زیادہ ہین جو تو کہتا ہے [illegible] وہ شخص شرمندہ ہوا آپ [illegible] اوسے خلعت دیا اور ہزار درہم [illegible] وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ فرزند رسول کا ہے [illegible] حکایت ہے کہ ایک مرتبہ آپنے اپنے غلام کو دو آوازین دین اور اوسنے جواب نہ دیا [illegible] اوسنے کہا کہ آپ کے حسن خلق سے بیخوف تھا کہ آپ مجھے رنج نہ دینگے آپنے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھ سے بیخوف تھا اور آپنے اوسکو آزاد کیا

اوسنے کمر ہی کا بار ان توڑ ڈالا آپنے پوچھا تو سنے یہ کام کیونکر کیا اوسنے جواب دیا کہ مین سنے عمداً کیا تا کہ آپکو غصہ لاؤن آپنے فرمایا کہ مین اب تو غصہ مین
لاتا ہون جسنے تجھے سکھایا یعنی ابلیس کو اور اوس غلام کو آزاد کر دیا ایک شخص سنے آپکو گالی دی فرمایا ای جوانمرد میرے اور دوزخ کے بیچ مین ایک گھاٹی ہے
اگر اوس گھاٹی کو مین طے کر گیا تو جو کچھ تو کہتا ہے اوس سے مین کچھ باک نہین رکھتا اور طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے اوس سے بھی مین بدتر ہون اور رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ بردباری اور خلق کی بدولت صائم الدہر قائم اللیل کا مرتبہ پاتا ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ اوسکا نام جبر کرنیوالون کے
دفتر مین لکھا جاتا ہے حالانکہ گھر والونکے سوا اور کسی پر حکومت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوس دروازہ
سے کوئی شخص دوزخ مین نجایگا مگر وہ جو خلاف شرع غصہ کرے روایت ہے کہ ابلیس حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور کہنے لگا
کہ مین آپکو تین باتین سکھاتا ہون تا کہ حق تعالی سے آپ میری مراد مانگیے حضرت موسی نے فرمایا وہ کیا تین باتین ہین کہا ایک تو یہ ہے کہ حرارت اور
غصہ سے حذر کیجیے کیونکہ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے اوس سے مین ایسا کھیلتا ہون جیسا لڑکے گیند و بلّہ کا کھیلتے ہین اور دوسری عورتون سے پرہیز کیجیے
اسواسطے کہ مین نے خلق کے لیے جو پھندے بچھائے ہین اونمین سے عورتونکے سوا اور کسی پر مجھے اعتماد نہین تیسری بخل سے پرہیز کیجیے
کہ جو بخیل ہوتا ہے مین اوسکا دین و دنیا دونون تباہ کرتا ہون اور جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور پھر حق
تعالی اوسکے دلکو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی سبب خوف حق تعالی کے سامنے فروتنی کیلیے لباس فاخر نہین پہنتا ہے حق تعالی اوسکو خلعت کرامت
پہناتا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اوس شخص پر افسوس ہے جو غصہ مین آئے اور اپنے اوپر خدا کا غصہ بھول جائے ایک شخص نے رسول مقبول سے عرض
کیا کہ مجھکو کوئی ایسی بات سکھا دیجیے کہ اوسکے سبب سے مین بہشت مین جاؤن فرمایا کہ غصہ ناک نہو اگر تو بہشت ہی کے واسطے [غصہ] کرے اور فرمایا کسی
کی [...] کر تو بہشت تیرے واسطے ہے پھر اوسنے عرض کیا کہ اور فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد ستر بار استغفار کیا کر کہ تیرے ستر برس کے گناہ خدا بخشدیگا کہ
اوسنے عرض کیا کہ ای پیغمبر ستر برس کے گناہ نہین ہین فرمایا تیری ماں کے گناہ اوسنے عرض کیا کہ میری ماں کے بھی اتنے گناہ نہین ہین فرمایا تیرے باپ کے گناہ اوسنے عرض کیا
کہ میرے باپ کے بھی گناہ اسقدر نہین ہین فرمایا تیرے بھائی مسلمانون کے گناہ خدا بخشیگا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی نے کہا کہ ایکدن رسول مقبول صلعم
کچھ مال کی تقسیم فرماتے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کیواسطے نہین یعنی انصاف کی رو سے نہین حضرت ابن مسعود رضی نے اوس شخص کا یہ قول رسول مقبول صلعم
کے سامنے نقل کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ مین آگئے اور آپکا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا باوصف اسکے اس سے زیادہ اور کچھ
نفرمایا کہ بھائی موسی پر حق تعالی رحمت نازل کرے کہ لوگون نے اونکو اس سے زیادہ رنج دیا اور اونھون نے صبر کیا گو ان
اور امیرون کی نصیحت کے واسطے اسقدر حکایات اور حدیثین کافی ہین اسواسطے کہ اگر اصل ایمان برقرار ہو تو یہ اثر کرینگی اور اگرچہ حکایات
اور حدیثین اثر نکرین تو یہ بات ہے کہ اوسکا دل ایمان سے خالی ہو گیا ہے فقط زبانی اقرار باقی ہے اور ایمان کی بات جو دل مین ہوتی ہے
وہ اور ہے اور ایمان اور ہی چیز ہے مین نہین جانتا کہ اوس عاقل کے دل مین حقیقت ایمان کیونکر رہے گی جو برسون دن مین حرام سے
کئی ہزار دینار حاصل کرے اور غیر کو دیدے تا کہ وہ سب دینار اوسکی ضمانت مین رہین اور قیامت مین اوس سے طلب ہون حالانکہ اوسکا نفع
اور غیر کو پہونچا ہے اور یہ نہایت غفلت اور بے ایمانی ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب فقط خدا کا بڑا فضل و انعام ہوا
کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت کا دوسرا رکن بھی تمام ہوا والحمد للہ علی انعامہ والصلوۃ والسلام علی انبیائہ واولیائہ

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۤءٌ

ہادی برحق کا احسان کہ بادیۂ ضلالت کی آوارون کو صراط مستقیم نجات حسنۂ ہدایت پر لایا

شافی مطلق کی قربان کہ مرض شقاوت کی گرفتارون کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ

سراپا نفعت مسمی بہ

ترجمۂ کیمیای سعادت

کا حصۂ ارکان

ارشاد کریم عالی ہمت رئیس الانام قیس الزمان منشی نولکشور صاحب مالک مطبع دام دولتہ

بکوشش حکیم سید علی الشفائی خاندان والا دودمان قادریہ افتخار علما مستند حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد قاسمی

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تیسرا رکن

راہ دین مین جو جو گھاٹیان کہ سالکون کے ہلاکت کا مقام ہے جسکا نام مہلکات ہے اوسکے بیان مین کہ وہ کیا ہین اور کتنے ہین اور اونکا علاج کس طور سے کرتے ہین + اس رکن کی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس اور علاج خلق بد اور تہذیب خلق نیک کے بیان مین — دوسری اصل شہوت فرج و شکم کے علاج اور ان دونون کی حرص توڑنے کے بیان مین تیسری اصل بات کرنے کی حرص کے علاج اور زبان کی آفت کے بیان مین چوتھی اصل خشم و حسد کے علاج اور اونکی آفتون کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیان مین + اور اس بیان مین کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور آفت بخل کے بیان مین ساتوین اصل جاہ و حشمت کی محبت اور اوسکی آفت کے بیان مین آٹھوین اصل عبادات مین ریا اور نفاق کے علاج اور اپنی پارسائی ظاہر کرنے کے بیان مین — نوین اصل علاج کبر و عجب کے بیان مین دسوین اصل علاج غرور و غفلت کے بیان مین اخلاق بد کی جڑین یہی ہین اور سب شاخین انہین دس جڑون سے نکلتی ہین جو شخص ان دسون گھاٹیون کو طے کر گیا وہ اخلاق بد کی نجاست سے طہارت باطن بھی حاصل کر چکا اور اوس نے اپنے دل اس لائق کر لیا کہ حقائق ایمان مثلاً معرفت محبت توحید توکل وغیرہ سے آراستہ ہو

پہلی اصل نفس کی ریاضت اور خلق بد سے طہارت کے بیان مین

ہم اس اصل مین پہلے خلق نیک کی فضیلت کا ذکر کرینگے پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے کہ کیا ہے پھر یہ بات ظاہر کرینگے

کہ ریاضت سے خلق نیک حاصل کرنا ممکن ہے پھر اوسکا طریقہ سکھائینگے پھر اپنا عیب پہچاننے کی تدبیر بتائینگے پھر علامات
خلق نیک لکھینگے پھر طریق پرورش و تادیب اطفال کہینگے پھر مرید کی ریاضت جو ابتدا میں ہوتی ہے اور اوسکی راہ دکھا دینگے

خلق نیک کی فضیلت اور ثواب کا بیان

اے عزیز از جان اسبات کو جان کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق نیک سے سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور کہا
انک لعلی خلق عظیم اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مجھے بھیجا ہے تاکہ
محاسن اخلاق کو پورا کردوں اور فرمایا ہے کہ جو چیزیں ترازو میں رکھی جائینگی اون سب میں بڑی بھاری چیز خلق نیک ہے
ایک شخص رسول مقبول کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ دین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک خلق
وہ داہنے بائیں سے آکر بار بار یہی پوچھتا آپ ہر بار یہی جواب ارشاد فرماتے آخر کو آپ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ دین یہی
ہے کہ تو غصہ میں نہ آیا کر۔ لوگوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ فاضلترین اعمال کیا ہے فرمایا خلق نیک ایک
شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جہاں ہو خدا
سے ڈر اوسنے عرض کیا اور کچھ فرمائیے فرمایا ہر برائی کے پیچھے بھلائی کیا کر تاکہ وہ بھلائی اوس برائی کو مٹا دیا کرے اوسنے عرض کیا کہ کچھ
اور فرمائیے ارشاد کیا کہ خلق سے خوش خلقی کے ساتھ ملا کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے
جسے خوش خلقی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے اوسے دوزخ میں نہ ڈالیگا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض
کیا کہ یا حضرت فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھا کرتی ہے لیکن بدخو ہے پڑوسیوں کو زبان سے رنج
دیا کرتی ہے فرمایا کہ اوسکی جگہ دوزخ ہے اور فرمایا ہے کہ خوئی بد عبادتوں کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا سرکہ شہد کو خراب
کرتا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دعا میں یوں فرماتے کہ بار خدایا تو نے میری صورت تو اچھی بنائی سیرت بھی
نیک کر دے اور فرماتے کہ بار خدایا صحت و عافیت اور نیک سیرت مجھکو عنایت فرما رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرت کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم بندہ کو عنایت فرماتا ہے آپ نے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا
کہ نیک خلق گناہوں کو اسطرح نیست و نابود کر دیتا ہے جسطرح آفتاب برف کو حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے
ہیں کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ کل شب عجائبات دیکھا اپنی امت
میں سے ایک مرد کو دیکھا کہ زانو کے بل پڑا تھا اوسکے اور خدا کے درمیان حجاب اور پردہ تھا اوسکے خلق نیک نے
آکر حجاب اوٹھا دیا اور اوسے خدا کے حضور پہونچا دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوئی نیک کے
سبب بندہ صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے اور قیامت میں بہت بلند درجہ پائیگا گو کہ عبادت کم کیا
ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا ایکدن عورتیں آپکے سامنے شور و غل کر رہی تھیں حضرت
عمر رضی اللہ تعالی عنہ جو آئے سب بھاگ گئیں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے دشمنان خود تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسو

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتیں او نہون نے کہا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت تیز و تند ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ابن خطاب قسم اوس خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ ہرگز ایسا نہین ہے کہ شیطان تجھے کسی راہ مین دیکھے اور تیری ہیبت
سے وہ راہ چھوڑ کر اور راہ نہ چلا جاسے حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ فاسق نیک خو کی صحبت عالم بدخو کی
صحبت سے مجھ کو بہت پسند ہے حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کا اور ایک بدخو آدمی کا راہ مین سابقہ ہوا جب اوس سی جدا ہوئے
تو رونے لگے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین کہا اس سبب سی روتا ہون کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا اور وہ خوے بد بھی
اوسیطرح اوسکے ساتھ گئی اوس سے چھوٹی نہین حضرت کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ نیک خوئی صوفی مین ہے جو شخص مجھسے زیادہ نیک خو ہو
وہ مجھسے زیادہ صوفی ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خوے بد ایسا برا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اوسی سود مند نہین
ہوتی اور خوے نیک اتنی بڑی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اوسی نقصان نہین کرتا **خلق نیک کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو
کہ خلق نیک کی حقیقت اور ماہیت علما نے بہت طرحسے بیان کی ہے جو جسکے ذہن مین آیا وہ اوسنے کہا لیکن پورا حال نہین بیان کیا
چنانچہ کوئی تو کہتا ہے کہ خلق نیک کی حقیقت و ماہیت کشادہ روئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لوگون کا رنج کھینچنا اور کوئی کہتا ہے کہ بدلا نہ لینا اور اوسکے
مانند جو کچھ کہ دل مین آیا وہ اوسنے حقیقت خلق نیک کی تعریف کی اور یہ تعریفین خلق نیک کی شاخین ہین اوسکی تمام حقیقت اور تمام
نہین ہم اوسکی تمام ماہیت اور حقیقت اور تعریف بیان کرتے ہین ہے اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی نے آدمی کو دو چیزون
سے پیدا کیا ہے ایک جسم جسے ظاہر کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہین اور ایک روح کہ اوسے چشم عقل ہی سے پہچان سکتے ہین اور ان دونون مین
سے ہر ایک کیواسطے خوبی اور زشتی ہے ایک کو حسن خلق کہتے ہین ایک کو حسن خلق جسطرح حسن خلق صورت ظاہر سے عبارت ہے اوسیطرح
حسن خلق صورت باطن سے عبارت ہے اور جسطرح صورت ظاہر فقط آنکھ اچھی ہونے یا فقط ذہن اچھا ہونے سے اچھی نہین ہوتی تاوقتیکہ
آنکھ ناک دہن سب اچھے نہون اور ایک دوسرے کے مناسب نہون اسیطرح صورت باطن بھی اچھی نہین ہوتی تاوقتیکہ چار قوتین باطن مین اچھی نہون
قوت علم قوت خشم قوت شہوت اور ان تینون قوتون مین اعتدال رکھنے کی قوت لیکن قوت علم سے ہم نیز کی مراد لیتے ہین اوسکا اچھا پن یا نیکو ہونا
کہ گفتار مین آسانی سے سچ کو جھوٹ سے پہچان لے اور کردار مین نیک کو بد سے جدا کرلے اور اعتقاد مین حق کو باطل سے تمیز کرلے آدمی
مین جب یہ کمال حاصل ہوجاتا ہے تو اوسکے دل مین سے حکمت پیدا ہوتی ہے جو سب خوبیون کی اصل ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا
وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور قوت غضب کی بھلائی اسطرح ہوتی ہے کہ حکمت اور شرع کی فرمان برداری مین رہے اوسکے حکم سی
اوٹھے بیٹھے اور قوت شہوت کی بہتری اسطرح سے ہے کہ سرکش نہو عقل او شرع کے حکم سے ہو اگر سہ اسکی فرمان برداری اوسپر آسان ہو
اور قوت عدل کی خوبی اسطرح ہے کہ غضب اور شہوت کو ضبط کرے دین اور عقل کے اشارہ پر کہ غضب کی مثل شکاری کتے کی
سی ہے اور شہوت کی مثل گھوڑے کے مانند اور عقل کی مثل سوار کی سی گھوڑا کبھی سرکش اور بدذات ہوتا ہے کبھی فرمانبردار اور تربیت یافتہ
ہوتا ہے اور کتا کبھی پلا ہوا تابعدار ہوتا ہے اور کبھی بگڑا ہوا خود مختار رہوتا ہے اور جب تک کتا پلا ہوا تابعدار اور گھوڑا شائستہ اور فرمانبردار
نہو تب تک سوار کو یہ امید نہین ہوتی کہ شکار ہار لیگا بلکہ اپنے ہلاک ہونیکا ڈر رہتا ہے کہ کہین گھوڑا زمین پر نہ گرادے اور کتا لپٹ نکھاے

اور عدل کے یہ معنی ہیں کہ ان دونوں کو عقل اور دین کے حکم میں رکھے کبھی شہوت کو غصہ پر مسلط کر دے تا کہ اوسکی سرکشی توڑے اور کبھی
غصہ کو شہوت پر تعینات کرے کہ اوسکی حرص کو توڑ دے اور جب یہ چاروں قوتیں اس صفت سے ہو جاتی ہیں تو یہ نیک خوئی مطلق کی
اور اگر انمین سے بعض نیک ہوں تو نیک خوئی مطلق نہوگی جیسے کسی شخص کا دہن تو اچھا ہو اور آنکھ بری ہو یا آنکھ تو اچھی ہو ناک بری ہو تو خوبروئی
مطلق نہوگی اے عزیز جانو کہ انمین سے جب ہر ایک قوت زشت ہو تو برے خلق اور بری کام اوس سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کی برائی
دو وجہ سے ہوتی ہے ایک اوس زیادتی سے جو حد سے گذر جاتی ہے دوسرا اوس کمی سے جو نقص ہو جب علم کی قوت حد سے بڑھ جاتی ہے اور اوس سے برے
کاموں میں صرف کریں تو اوس سے مکاری اور عیاری پیدا ہوگی اور جب ناقص ہو جاتی ہے تو ابلہی اور حماقت پیدا ہوگی اور جب اعتدال ہو تو
اوس سے اچھی تدبیر اور رای درست اور فکر صائب اور ٹھیک فراست پیدا ہوگی اور قوت غضبی اگر حد سے بڑھ جاتی ہے تو اوسے تہور کہتے ہیں
اور گھٹ جاتی ہے تو اوسے بزدلی اور بیہمتی کہتے ہیں اور اگر اعتدال پر ہے نہ بہت ہو نہ کم تو اوسے شجاعت کہتے ہیں اور شجاعت سے کرم اور عالی
ہمتی اور دلیری اور حلم اور بردباری اور آہستگی اور غصہ پی جانا اور اسکی مثل خلق پیدا ہوتے ہیں اور تہور سے گھمنڈ لاف زنی پہلوانی اپنے
تئین خطرناک کاموں میں ڈالنا اور اسکے مثل عادتین پیدا ہوتی ہیں اور بزدلی سے اپنے تئین ذلیل رکھنا بیچارگی خوشامد ذلت پیدا ہوتی
اور قوت شہوت اگر افراط سے ہو تو اوسے حرص کہتے ہیں اور اوس سے شوخی پلیدی بیہودگی ناپاکی ڈاہ امیروں سے ذلت کھینچنا
فقیروں کو حقیر جاننا اور اسکے مثل بری عادتین پیدا ہوتی ہیں اور اگر کم ہو تو اوس سے سستی نامردی بیقراری پیدا ہوتی ہے اور اگر معتدل
ہو تو اوسے عفت کہتے ہیں اوس سے شرم قناعت [illegible] گیری صبر ظرافت موافقت پیدا ہوتی ہے ان قوتوں میں سے ہر ایک کے دو کنارے
ہیں وہ بری اور ناپسندیدہ ہیں اور اونکا وسط نیک اور پسندیدہ ہے اور دونوں کناروں میں جو وسط ہے بال سے زیادہ باریک ہے اور صراط مستقیم
وہی وسط ہے اور باریکی میں صراط آخرت کے مثل ہے جو اس صراط مستقیم پر سیدھا چلتا ہے وہ فردا کو قیامت کو اوس صراط سے
بے خوف رہیگا اسی واسطے حق سبحانہ تعالی نے ہر خلق میں وسط کا حکم فرمایا اور دونوں کناروں سے منع کیا اور ارشاد فرمایا وَالَّذِينَ إِذَا
أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا یعنی اون لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو نفقہ دینے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ تنگی بلکہ وسط اسے
اختیار کرتے ہیں جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ [illegible] اور محتاج ہو جاؤ تو الغرض جان لو کہ نیک
خوئی مطلق وہ ہوتی ہے جس میں [illegible] معتدل اور ٹھیک ہوں جیسے خوبروئی مطلق وہ ہوتی ہے کہ آدمی کے سب اعضا [illegible] اور
اچھے ہوں تو اس [illegible] خلق کے چار گروہ ہیں ایک وہ کہ [illegible] صفتیں [illegible] کمال حاصل ہوں اور یہ کمال مرتبہ کسی کو [illegible]
[illegible] کوئی ایسا آدمی [illegible] سوا سلطان الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
[illegible] مطلق تھے [illegible] کمال [illegible]
وہ بدخوئی مطلق [illegible]
[illegible]
[illegible]

لیکن اچھائی سے بہت نزدیک ہو چنانچہ وہ کہ ان دونون درجونکے بیچ بیچ ہو مگر برائی سے نزدیک تر ہو جیسا خوبصورتی مین کمال خوبی
اور کمال زشتی کمتر ہوتی ہے اکثر وسط کا مرتبہ ہوا کرتا ہے ویسا ہی نیک سیرتی کا حال ہے تو ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اگر کمال
مرتبہ کو نہ پہونچے لیکن کمال درجہ سے نزدیکتر ہو جائے اور اگر اوسکے سب اخلاق نہ اچھے ہون بھلا تھوڑے یا بہت تو اچھے ہو جائین اور جسطرح
خوبروئی اور زشت روئی مین فرق کی کچھ نہایت نہین اوسیطرح نیکدلی اور بددلی اور خوش خلقی اور بدخلقی کا بھی حال ہے خلق نیک
کے پورے پورے معنی یہ ہین اور یہ ایک چیز ہو نہ دس بیس بلکہ بیشمار ہین لیکن علم غضب شہوت عدل کی قوت انکی جڑ ہے باقی سب انکی شاخین ہین
فصل اس بیان مین کہ اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے یا نہین جانو کہ بعض لوگون نے کہا ہے کہ جسطرح ظاہری صورت جیسی حق تعالی نے پیدا کردی
ویسی ہی رہتی ہے بدلتی نہین کیونکہ کسی حکمت سے ٹھگنا قد لنبا نہین ہو سکتا اور لنبا ٹھگنا نہین ہو سکتا اور اچھی صورت بری نہین ہو
سکتی اور بری صورت اچھی نہین ہو سکتی اوسیطرح اخلاق جو باطن کی صورت ہین وہ بھی نہین بدلتے اور یہ کہنا خطا ہے اسلئے کہ اگر
ایسا ہوتا تو ادب سکھانا ریاضت کرنا پند و نصیحت کرنا سب باطل ہوتا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حسنوا
اخلاقکم یعنی اپنی عادتون کو نیک کرو اور یہ امر کیونکر محال ہوگا کہ محنت سے لیکر جانورون سے بھی سرکشی چھڑا سکتے ہین اور وحشی جانور کو بھی
پال سکتے ہین جو خلقت ظاہری پر اسکا قیاس باطل ہے اسواسطے کہ سب کام دو قسم پر ہین بعضے وہ ہین جنمین آدمی کے اختیار کو دخل نہین ہے
جیسے بادام کی گٹھلی سے سیب کا درخت نہین پیدا کرسکتا لیکن جو خاصیت اسکے درخت ہونیکی اوسمین ہے اوسکو تربیت کرکے پیدا کرسکتے ہین اسیطرح غضب اور
شہوت کی جڑ اکھاڑنا اختیار سے آدمی کے نہین ہے بالکل اوکھاڑ پھینکنا اگرچہ ممکن نہین ہے لیکن ریاضت اور تربیت سے غضب اور شہوت کو اعتدال پر
لانا ممکن ہے اور اسکا ممکن ہونا تجربہ سے معلوم ہے لیکن بعضے لوگونکو یہ بات بہت دشوار ہوتی ہے اور اونکو دشواری دو سبب سے ہوتی
ہے ایک تو یہ کہ اصل خلقت ہی مین غصہ اور شہوت بہت قوی ہو دوسرے یہ کہ آدمی بہت مدت تک اونکی اطاعت کی ہو تو یہ دونون سبب قوی
ہون اور اس بات مین خلائق کو چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی سادہ دل ہو کہ ہنوز نیک و بد کو نہ پہچانتا ہو اور اچھے برے
کامونکی عادت نہ ڈالی ہو یہ حالت اوسکی پہلی خلقت پر ہے نفس نیک ہوتا ہے اور نہایت جلد صلاحیت قبول کرتا ہے لیکن ایسے شخص کو
حاجت ہے کہ کوئی استاد معلم ہو اوسے تعلیم کرے اور برے اخلاق کی آفتین اوس سے بیان کرے اور اوسے راہ بتاوے اور سب لڑکے ابتداء خلقت مین ایسے
ہوتے ہین انکے مان باپ انکو راہ پر لاتے ہین دنیا کا لالچی کر دیتے ہین اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتے ہین حتی کہ وہ جسطرح چاہتے ہین زندگی
بسر کرتے ہین انکے دین کی حفاظت مان باپ کے ذمہ ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قوا انفسکم و اھلیکم نارا دوسرا درجہ
یہ ہے کہ آدمی نے ہنوز برا اعتقاد نکیا ہو لیکن غضب اور شہوت کی تابعداری کی عادت کر گیا ہو مگر یہ جانتا ہو کہ یہ ناکردنی
ہے اوسکا راہ پر لانا مشکل کام ہے اوسے دو چیزونکی حاجت ہے ایک یہ کہ خوئی فاسد اوس سے دور کرین دوسری یہ کہ صلاحیت کا بیج اوسمین
بووین لیکن اگر خود اوسمین جد و جہد پیدا ہو جاوے تو جلدی صلاحیت پر آجائیگا اور بری عادت چھوڑ دیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی
برائی کا خوگر ہوگیا ہو اور یہ جانتا بھی نہین کہ یہ امر نہ کرنا چاہیے بلکہ اوسکی نگاہ مین وہ برا کام اچھا معلوم ہوگیا ہو ایسا آدمی بہت کم
صلاحیت پر آتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ باوجود برائی کے آدمی اوس برے کام پر فخر کرے اور جانے کہ یہ بڑا کام ہے جسطرح لوگ لاف زنی

کرتے ہیں کہ جتنے آدمیونکو قتل کیا اور اتنی شراب پی ہے اور علاج پذیر نہیں ہوتا مگر یہ عادت آسمانی اوسپر نزول فرمائی کہ وہ اوسکو
چھوڑکر راہ پر آجائے علاج کے طریقہ کا بیان ای عزیز جانو کہ جو شخص کسی بد خلق کو چھوڑا چاہے اوسکا ایک طریقہ ہے کہ وہ خلق
اوسے جو کچھ حکم کرے وہ اوس حکم کے خلاف کرے کیونکہ مخالفت کے سوا اور کوئی چیز خواہش کو نہیں توڑتی اور ہر چیز کو اوسکا ضد توڑتا ہے جیسے
کہ جو بیماری گرمی سے ہو سرد چیز کھانا اوسکا علاج ہے تو جو علت غصہ سے پیدا ہو بردباری اوسکا علاج ہے اور جو علت تکبر سے پیدا ہو تواضع
اوسکا علاج ہے اور جو بخل سے پیدا ہو مال خرچ کرنا اوسکا علاج ہے اور سب اسیطرح پر ہیں تو جو شخص نیک کاموں کی عادت ڈالیگا اوسکے
اخلاق نیک پیدا ہونگے اور شرع نے جو نیک کاموں کا حکم فرمایا ہے اوسکا بھید یہی ہے کہ نیک صفت کیطرف دل کا پھیرنا اوسکو مقصود ہے
اور آدمی تکلف سے جب کسی چیز کی عادت ڈالتا ہے تو وہی اوسکی طبیعت ہوجاتی ہے جسطرح ابتدا میں لڑکا مکتب جانے اور تعلیم سے بھاگتا ہے
جب اوسے زبردستی بھیجا کریں تو اوسکی عادت اور طبیعت ہوجاتی ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو تمام مزا اوسے علم ہی میں آتا ہے اور وہ اوسکو
چھوڑ نہیں سکتا بلکہ جو شخص کبوتر اوڑانے اور شطرنج یا اور جوا کھیلنے کی عادت ڈالتا ہے تو وہ اوسکی ایسی طبیعت اور سرشت ہوجاتی ہے کہ لذتیں دنیا
کی تمام رہتی ہیں اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوسی میں صرف کرڈالتا ہے اور اوس سے دست بردار نہیں ہوتا بلکہ بہت سی چیزیں جو طبیعت کے
خلاف ہوتی ہیں وہ عادت کے سبب سے موافق ہوجاتی ہیں حتی کہ بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ چوری کے سبب سے مار کھانے اور ہاتھ
کٹوانے پر صبر کرتے ہیں اور فخر کرتے ہیں اور ہیجڑے جو کچھ کیا اونکا کام ذلیل ہے مگر ہیجڑے آپس میں باہم فخر کرتے ہیں بلکہ کوئی شخص حجام ہو اور [illegible]
تو وہ ایسے اپنے کام میں ایک دوسرے پر ایسا فخر کرتے ہیں جیسے علما اور سلاطین اور یہ سب عادت کا نتیجہ ہے بلکہ جو شخص [illegible] کی
عادت ڈالتا ہے اوسکا یہ حال ہوجاتا ہے کہ [illegible] نہیں کرتا اور بیماری اور ہلاکت کے خطرے پر صبر کرتا ہے تو جو چیز [illegible]
ہے وہ عادت کے سبب سے موافق طبع ہوجاتی ہے تو جو چیز طبیعت کے موافق ہو اور دل کے واسطے ایسی ہے جیسے بدن کے واسطے کھانا
پینا وہ بطریق اولے عادت کے سبب سے حاصل ہوگی اور خدا کی معرفت اور اطاعت کرنا اور عشق اور خواہش کو زیر دست کرلینا آدمی کا [illegible]
طبعی ہو اسواسطے کہ وہ فرشتوں کی اصل ہے اور یہی اوسکی غذا ہو اور ان چیزوں کی خلاف کی طرف جو رغبت ہو وہ اوس سبب سے ہو کہ وہ [illegible]
ہے اوسکے نزدیک [illegible] بیماری ہوگئی ہو اور بیمار ہوتا ہے کہ [illegible] کرتا ہے اور جو چیز اوسکو مضر ہو اوسکا لالچی ہوجاتا ہے تو جو شخص [illegible] الٰہی
[illegible] فرمایا ہے فی قلوبهم مرض [illegible] اور فرمایا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم
اور جسطرح بیمار [illegible] ہلاکت کا [illegible] اسیطرح [illegible] اور جسطرح بیمار کو سلامتی کی امید [illegible]
[illegible] خلاف [illegible] دونوں کی طبیعت [illegible]
[illegible] علاج اور دل کا علاج دونوں کی ایک ہی [illegible]
[illegible] غالب ہو تو زبردستی فروتنی کرے [illegible] شفا [illegible]
[illegible] شفا ہوگی پس ای عزیز جانو کہ نیک اخلاق [illegible]
[illegible] فضل اور بڑی عنایت ہے [illegible] اصل خلقت میں نیک پیدا کردیا [illegible]

اور ایسا اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اوسے نیک کاموں کی عادت ہو جاوے تیسرا یہ کہ نیک لوگوں کو
نیک اعمال اور خوش اخلاق دیکھے اور اونسے صحبت رکھے تو خواہ نخواہ اوسکی طبیعت اون صفتوں کو اختیار کرتی ہے گو کہ اوس سے بیخبر ہو اور جو
جس شخص کو یہ تینوں سعادتیں حاصل ہوں یعنی اصل خلقت میں بھی نیک ہو اور نیک بندوں سے صحبت بھی رکھے اور نیک کاموں کی
عادت بھی ڈالے وہ شخص سعادت میں کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالیٰ ان تینوں سعادتوں سے محروم رکھتا ہے کہ وہ اصل
میں بھی ناقص ہو اور برے لوگوں کی صحبت بھی رکھے اور برے کاموں کی عادت بھی ڈالے وہ بھی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت میں اور انکے
بیچ میں بہت سے درجے ہیں کہ بعضوں کو حاصل ہوتے ہیں اور بعضوں کو نہیں اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اونکی مقدار پر ہوتی ہے فمن یعمل
مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ فصل اے عزیز جانو کہ عمل ہوتے تو اعضاء ظاہری سے ہیں لیکن مقصود انسے دل کا
پھرنا ہے اسواسطے کہ اوس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو اور
آئینہ کیطرح سپید اور صاف اور بے زنگ ہو تاکہ اوسمیں ملکوت کی صورت دکھائی دے اور ایسا جمال دیکھے کہ جس بہشت کی صفت سنی ہے
وہ اوسکے مقابلہ میں حقیر اور ناچیز ہو جاوے اگرچہ اوس عالم میں بدن کو بھی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے
اور جانو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سے ہے اور بدن عالم شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب میں بیان کیا گیا ہے
لیکن اگرچہ بدن دل سے جدا ہے مگر دل کو اوسکے ساتھ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدن سے ہوتا ہے دلمیں ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن
کرتا ہے دلمیں ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقہ کے سبب سے آدمی کو اس عالم میں
لائے ہیں تاکہ اس بدن سے ایسا صید اور آلہ بنائے کہ اوس سے صفت کمال حاصل ہو جاوے اے عزیز جانو کہ کتابت صفت تو دلکی ہے لیکن
کتابت کرنا انگلیوں سے علاقہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچھا ہو تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچھا خط لکھے حتی کہ اچھا خط اوسکے
دلمیں نقش ہو جاوے جب نقش ہو گیا تو اوسکی انگلیاں اوس صورت کو دل سے لیکر لکھنے لگیں اسیطرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے
اور جب نیک خلق دلکی صفت ہو گئی تو کام اوس خلق کی صفت پر ہو جاتے ہیں پس تکلف سے نیک اعمال کرنا سب سعادتوں کی ابتدا ہے
اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اوسکا نور پھر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تھے اب طبیعت
اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اسکا سبب وہ علاقہ ہے جو دل اور بدن میں ہے کہ بدن دلمیں اثر کرتا ہے اور دل بدن میں اسواسطے جو فعل غفلت سے
ہوتا ہے وہ حقیر و ناچیز ہے کیونکہ دل تو اوس سے غافل ہوتا ہے فصل اے عزیز جانو کہ جس طرح کہ سردی سے بیماری ہوا کرتی ہے تو چاہیے کہ
گرم چیزیں علاج کے لئے کھائی جاویں اسواسطے کہ شاید کہ جسمیں کوئی مرض ہو جاوے تو اوسکا علاج اوسکے ضد سے کرنا مقرر ہے کہ اوسکے ضد کا
استعمال کرنا چاہیے اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اسقدر استعمال کرے کہ مزاج معتدل ہو جاوے اور کسی طرف جھکا نہ رہے اگر حد اعتدال کو پہنچ
گیا تو علاج چھوڑ دے اور اوس اعتدال کی حفاظت کرنے کی کوشش کرے اور معتدل نہیں ہے اسیطرح سب اخلاق بھی دو طرفیں اور ایک وسط
رکھتے ہیں ایک طرف مذموم ہے اور ایک طرف بھی مذموم اور وسط معتدل ہے سخاوت کا اعتدال یہ ہے کہ مثلاً بخیل ہے مال دینے کو ہم اوس وقت
کہیں جس وقت کہ مال دینا اوسپر آسان ہو اسقدر کہ اسراف کی حد کو نہ پہنچ جاوے اور اگر اسراف بھی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

علم طب ہے اوسی طرح علاج دل کی ترازو علم شرع ہے تو آدمی کو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھ دینے کا حکم فرمائے اوسکا دینا اوسپر آسان
ہوا وسے رکھ چھوڑنے اور اوسمیں بخل کرنیکی خواہش نہو اور جس چیز کے رکھ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اوسکے دینے کی خواہش نہو تا کہ حد اعتدال پر پہنچے
اور اگر اوسمیں اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہیں ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف ہی دوا کہاتا ہے کیونکہ
یہ تکلف اوسکی سرشت ہو جانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجا لاؤ اگر نہو سکے
تو جبر سے بجا لاؤ کہ اوس جبر کرنے میں بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جاننا کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہیں ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان
ہوا اور جو شخص تکلف سے مال رکھ چھوڑے وہ بخیل نہیں بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال کا رکھ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہو جائے
اور سب اخلاق ملکہ ہو جائیں بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھ میں دیدے اور شرع کی تابعداری اوسپر آسان ہو جائے
اور اوسکے دل میں کچھ جھگڑا نہ باقی رہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا ایمان اوسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی میں تمکو اپنا حاکم
بنائیں اور دلوں میں کچھ گرانی اونکی تمہارے حکم سے نہو آمین یہ ایک بہت بڑا بھید ہے ہر چند اس کتاب میں یہ بھید بیان کرنیکی گنجائش نہیں لیکن اشارۃً
کچھ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جاننا کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو جائے اسواسطے کہ وہ اونہی کی اصل سے ہے اور اس عالم
میں مسافر ہے اور عالم ملائکہ اوسکا اصلی وطن ہے اور جو اجنبی صفت پیدا کیے لیکر جائیگا وہ اوسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھیگی تو چاہیے
کہ سب پاک ہو جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو جائے اور کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھ چھوڑنے کی حرص ہوتی
ہے وہ مال کے ساتھ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنیکی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق
کے ساتھ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھ مشغول ہیں نہ خلق کے ساتھ بلکہ حضرت الٰہیت کے عشق کے سوا اور کسی
چیز کی طرف خود التفات ہی نہیں کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دل کا رشتہ تعلق کو ٹوٹا رہنا چاہیے تا کہ اوس سے بالکل پاک
ہو جائے اور جس صفت سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہیں تو چاہیے کہ اوسکا وسط پکڑے تا کہ اوس وقت گویا دونوں طرفوں
سے خالی رہے جس طرح پانی کہ گرم اور سرد نہیں ہے خالی نہیں ہے بلکہ معتدل اور تازہ ہو گویا دونوں سے خالی ہو تو ہر صفت میں
وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی سبب سے ہے [illegible] جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا
قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے [illegible] کہ آدمی تمام آلایشوں سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِنْ مِنْكُمْ
إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتوں کی نہایت اور سب مجاہدوں کی غایت اور مقصود یہی ہے
کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہنچ جائے ایسی کہ اسیکو دیکھے اوسیکو پکارے اوسیکی عبادت کرے اوسکے سوا اور کسی چیز کی دل میں خواہش نہ باقی رہے اور
جب ایسا ہو جائے تو خلق نیک حاصل ہو گئی بلکہ بشریت سے گذر کر حقیقت کو پہنچ گیا فصل اے عزیز جاننا کہ ریاضت بہت مشکل کام اور بہت کٹھن
بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب استاد ہو اور اچھی دوا پاوے تو ریاضت بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لطف یہ ہے کہ
مرید کو پہلی ہی دفعہ میں حقیقت حق کی طرف نہ بلاوے کہ وہ اوسکی طاقت نہیں رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہیں کہ مکتب کو جا تا کہ ریاست

اور ایسا اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اوسے نیک کاموں کی عادت ہو جائے تیسرا یہ کہ نیک لوگونکو نیک اعمال اور خوش اخلاق دیکھے اور اونسے صحبت رکھے تو خواہ نخواہ اوسکی طبیعت اون صفتونکو اختیار کرتی ہے گو کہ اوس سے بیخبر ہو اور جس شخص کو یہ تینوں سعادتیں حاصل ہوں یعنی اصل خلقت میں بھی نیک ہو اور نیک بندوں سے صحبت بھی رکھے اور نیک کاموں کی عادت بھی ڈالے وہ شخص سعادت میں کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالی ان تینوں سعادتوں سے محروم رکھتا ہے کہ وہ اصل میں بھی ناقص ہو اور برے لوگونکی صحبت بھی رکھے اور برے کامونکی عادت بھی ڈالے وہ بھی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت میں اور انمین بہت سے درجے ہیں کہ بعضونکو حاصل ہوتے ہیں اور بعضونکو نہیں اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اونکی مقدار پر ہوتی ہے فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره ۞ فصل اے عزیز جانو کہ عمل ہوتے تو اعضاء ظاہری سے ہیں لیکن مقصود اونسے دل کا پھرنا ہے اسواسطے کہ اوس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الہی کے قابل ہو اور آئینہ کیطرح بے کدورت اور صاف اور بے زنگ ہو تاکہ اوسمین ملکوت کی صورت دکھائی دے اور ایسا جمال دیکھے کہ حسن بہشت کی صفت سے جو ہے وہ اوسکے مقابلہ میں حقیر اور ناچیز ہو جائے اگرچہ اوس عالم میں بدن کو بھی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے اور جانو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سے ہے اور بدن عالم شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب میں سمجھا دیا گیا ہے لیکن اگرچہ بدن دل سے جدا ہے مگر دلکو اوسکے ساتھ ایک علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدن سے ہوتا ہے دلمین ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن کرتا ہے دلمین ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقہ کے سبب سے آدمیکو اس عالم میں لائے ہیں تاکہ اس بدن سے ایسا جیسے اوزار بنا لے کہ اوسسے صفت کمال حاصل ہو جاوے اے عزیز جانو کہ کتابت صفت تو دلکی ہے لیکن کتابت کرنا انگلیوں سے علاقہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچھا ہو تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچھا خط لکھے حتی کہ اچھا خط لکھنا اوسکے دلمین نقش ہو جائے جب نقش ہو گیا تو اوسکی انگلیاں اوس صورت کو دل سے لیکر لکھنے لگیں اسیطرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے اور جب نیک خلق دلکی صفت ہو گئی تو کام اوس خلق کی صفت پر ہو جاتے ہیں پس تکلف سے نیک اعمال کرنا سب سعادتوں کی ابتدا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اوسکا نور پھر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تھے اب طبیعت اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اسکا سر وہ علاقہ ہے جو دل اور بدن میں ہے کہ بدن دلمین اثر کرتا ہے اور دل بدن میں اسواسطے جو فعل غفلت سے ہوتا ہے وہ مقبول نہیں ہے کیونکہ دل تو اوس سے غافل ہوتا ہے ۞ فصل اے عزیز جانو کہ جسطرح بدنکو سردی سے بیماری ہوا کرتی ہے تو چاہیے کہ گرم چیز تھوڑی سی کھائی جاوے اسواسطے کہ شاید گرمی سے بھی کوئی مرض ہو جاوے بلکہ اوسکے اعتدال کیواسطے کانٹا باٹ مقرر ہے کہ اوسکے وزن سے اندازہ کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ مقصود یہ ہے کہ مزاج معتدل ہو جاوے گرمی کی طرف جھکے نہ سردی کی طرف جب مزاج حد اعتدال کو پہونچ گیا تو علاج چھوڑ دے اور اوس اعتدال کی حفاظت کرنے کی کوشش کرے اور جو معتدل نہیں کہلاتے اسیطرح سب اخلاق بھی دو طرفین اور ایک وسط رکھتے ہیں ایک طرف مذموم ہے اور ایک طرف مذموم اور وسط معتدل ہے یہی اعتدال مقصود ہے مثلا بخل سے مال دینے کو ہم اوس وقت تک کہیں جس وقت تک مال دینا اوسپر آسان ہو نہ اسقدر کہ اسراف کی حد کو پہنچ جاوے اسواسطے کہ اسراف بھی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

علم طب ہی او سیطرح علاج دلکی تراز و علم شرع ہے تو آدمیکو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھ دینے کا حکم فرمائے اوسکا دینا اوسپر آسان ہوا اوسے رکھہ چھوڑنے اور اوسمین بخل کرنیکی خواہش نہو اور جس چیز کے رکھہ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اوسکے دینیکی خواہش نہو تاکہ حد اعتدال پر آجائے اور اگر اوسمین اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہیں ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ یہ تکلف اوسکی سرشت ہو جانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجالاؤ اگر نہو سکے تو جبر سے بجالاؤ کہ اوس جبر کرنے مین بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جانتو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان ہو اور جو شخص تکلف سے مال رکھہ چھوڑے وہ بخیل نہین بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال کہ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہو جائے اور سب اخلاق ملکہ ہو جائین بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھہ مین دیدے اور شرع کی تابعداری اوسپر آسان ہو جائے اور اوسکے دلمین کچھہ جھگڑا نہ باقی رہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگونکا ایمان اوسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی مین تمکو حاکم بنائین اور دلونمین کچھہ گرانی اور تنگی تمہارے حکم سے نہو اسمین ایک بھید ہے ہرچند اس کتاب مین وہ بھید بیان کرنیکی گنجایش نہین لیکن اشارۃً کچھہ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جانتو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو جائے اسواسطے کہ وہ اونہین کی اصل سے ہے اور اس عالم مین مسافر ہے اور عالم ملائکہ اوسکا معدن ہے اور جو اجنبی صفت یہانسے لیجائیگا وہ اوسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھیگی تو چاہیے کہ جب وہان جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو جائے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھہ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھہ چھوڑنیکی حرص ہے وہ مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنیکی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق کے ساتھہ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھہ مشغول ہین نہ خلق کے ساتھہ بلکہ حضرت الہیت کے عشق کے سوا اور کسی چیز کی طرف خود التفات ہی نہین کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دلکا رشتہ تعلق ٹوٹا رہنا چاہیے تاکہ اوسے بالکل پاک ہو جائے اور جس صفت سے آدمیکا خالی ہونا ممکن نہین تو چاہیے کہ اوسکے وسط پر ٹھہرے تاکہ من وجہ گویا دونون طرفون سے خالی رہے جسطرح پانی گرمی اور سردی سے خالی نہین جب معتدل اور تازہ سا ہو تو وہ گویا دونون سے خالی ہے تو ہر صفت مین وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی بھید کیواسطے ہے تو اوپر نظر رکھنا چاہیے تاکہ سب سے ٹوٹ کر اور حق تعالی مین ڈوبے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ ممکن نہین کہ آدمی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتونکی نہایت اور مشقتون کی غایت اور مقصود یہی ہے کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہونچ جائے اسیکو دیکھے اور اوسیکو پکارے اور اوسیکی بندگی کرے اوسکے سوا اور کسی چیز کی دلمین خواہش نہ باقی رہے اور جب ایسا ہو جائے تو خلق نیک حاصل ہو گئی بلکہ بشریت سے گذر کر حقیقت کو پہونچ گیا فصل اے عزیز جانتو کہ ریاضت بہت مشکل کام اور سب کام سے بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب اوستاد ہو اور اچھی دوا یاد ہو تو ریاضت بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا دستور ہے کہ مرید کو پہلی ہی درجہ مین حقیقت حق کیطرف نہ بلائے کہ وہ اوسکی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہین کہ مکتب کو جاتا کہ ریاست

یا تو وہ خود ریاست ہی نہیں جانتا کہ کیسی ہوتی ہے مگر اوس سے یہ کہنا چاہیے کہ مکتب جا کہ شام کو ہم تمہیں گیند ڈنڈا کھیلنے کو دینگے یا لال
بیا چڑیا کو طوطی مول لے دینگے تاکہ لڑکا اوسکے لالچ میں جائے جب لڑکا بڑا ہو جاوے تو اوسے اچھے کپڑے اور زیبائش کی ترغیب دلاوے تاکہ وہ کھیل
سے باز آئے جب اور بڑا ہو تو اوسکو سرداری اور ریاست کا وعدہ دے اور کہے کہ میاں ریشمی کپڑا پہننا عورتوں کا کام ہے جب اور بڑا ہو تو اوس سے
کہے کہ سرداری اور ریاست بے اصل چیز ہے مرنے سے سب جاتی رہتی ہے تب اوسی بادشاہی جاوید کیطرف بلائے تو مرید شاید کہ ابتدا میں کمال خلوص
پر قادر نہو تو اوسے یہ اجازت دینا چاہیے کہ ہمیشہ ریاضت کرو تاکہ لوگ تمہیں اچھا جانیں تاکہ ریا کی آرزو میں پیٹ اور مال کا لالچ اوس سے
چھوٹ جائے جب اوس سے فارغ ہوا اور اوسمیں کچھ رعونت پیدا ہو تب رعونت کا لالچ اوس سے اسیطرح چھوڑا دے کہ اوسکو فرمائے کہ بازار
میں گدائی کیا کر جب اوسی اس گدائی میں مقبولیت پیدا ہو تو اوس سے بھی منع کرے اور ذلیل خدمتوں میں مشغول کرے جیسے پاخانہ
وغیرہ صاف کرنا اسیطرح جو صفت اوسمیں پیدا ہوتی جائے اوسکا بتدریج علاج کرتا رہے سب کا یکبارہ حکم کر دے کہ وہ اوسکی تاب نہ لا سکیگا
یا اور نکلنا ایسکی لالچ میں سب نہ محنت اوٹھا سکیگا کر ان سب صفتوں کی مثال سانپ بچھو کی ایسی ہے اور ریا کی مثال اژدہے کے مانند ہے
کہ سبکو نگل جاتا ہے اور سب بری صفتوں کے بعد جو صفت سب سے پیچھے جاتی ہے وہ یہی ریا ہے **نفس کے عیب اور دل کی بیماری کے پہچاننے
کی تدبیر کا بیان** ایعزیز جانو کہ تندرستی اور ہاتھ پاؤں آنکھ وغیرہ کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ جس کام کیلئے پیدا کیا ہے
اوسپر بخوبی قادر ہو مثلاً آنکھ بخوبی دیکھے پاؤں بخوبی چلے اسیطرح دل کی درستی اور صحت اس سے معلوم ہوگی کہ جو اوسکی خاصیت اور
اوسکے جس واسطے پیدا کیا ہے وہ اوسپر آسان ہو اور جو اصل خلقت میں دل کی طبیعت ہو اوسے دوست رکھتا ہو اور یہ امر دو چیز سے
ظاہر ہوتا ہے ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے ارادت تو یہ ہو کہ کسی چیز کو حقتعالی سے زیادہ دوست نرکھے کیونکہ خدا کی معرفت دل کی غذا
جیسے کھانا بدن کی غذا ہو اور جس بیمار کو کھانے کی خواہش بالکل جاتی رہے یا کم ہو جائے وہ بیمار ہے اور جس دل سے حقتعالی کی معرفت اور
محبت بالکل جاتی رہی یا کم ہو گئی وہ دل بھی بیمار ہے اسیواسطے حقتعالی نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ الایہ یعنی
اگر ماں باپ لڑکے بالے مال تجارت عشیرت قرابت کو اور جو کچھ رکھتے ہو اوسے خدا اور رسول اور خدا کی راہ میں لڑنے سے زیادہ دوست
رکھتے ہو تو ٹھہرو حتی کہ خدا کا حکم آپہنچے اور نہ دیکھو لو اور قدرت یہ ہو کہ حقتعالی کی فرمانبرداری اوسپر آسان ہو گئی ہو یہ حاجت باقی
رہی ہو کہ اپنے اوپر جبر کرکے اپنے تئیں اوسمیں مشغول رکھے بلکہ خود اوسکی لذت اور ذوق پیدا ہو گیا ہو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلوٰةِ تو جب جو کوئی یہ مضمون اپنے میں نہ پائے تو بیماری دل کی یہ صحیح علامت اور
صریح دلیل ہے اوس شخص کو علاج میں مشغول ہونا چاہیے اور شاید اپنے تئیں سہو اپنے کہ میں اس بری صفت سے ہوں یا شاید نہ پہچانے
کیونکہ آدمی اپنے عیب میں اندھا ہوتا ہے آدمی اپنا عیب چار طریق سے جان سکتا ہے ایک تو یہ کہ مرشد کامل کی خدمت میں جا بیٹھے
تاکہ وہ مرشد اوس شخص کو دیکھے اور اوسکے عیب اوس سے کہدے اور یہ امر اس زمانہ میں نادر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی بہت دوست
کو اپنا نگہبان بنائے کہ وہ چکنی چپڑی باتیں بنا کر اوسکا عیب چھپائے نہیں اور حسد کی راہ سے اوسکا عیب بڑھائے نہیں اور یہ بات بھی اس زمانہ
میں کم ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں میں بیٹھکر کیا کروں

جو میرے عیب مجھ سے چھپائین تیسرا طریق یہ ہے کہ اپنے حق مین دشمن کی بات سنے کہ دشمن کی نگاہ بالکل عیب ہی پر پڑتی ہے اگرچہ دشمنی
کی وجہ سے وہ مبالغہ کریگا لیکن اوسکا کلام ہیچ ہیچ بات سے تو خالی نہوگا چوتھا طریق یہ ہے کہ لوگون کو دیکھا کرے جو عیب اور کسی مین
دیکھے خود اوس عیب سے پرہیز کرے اور اپنے اوپر یہ گمان کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہون حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا
کہ آپکو یہ ادب کس نے سکھایا فرمایا کسی نے نہین لیکن جو بات مینے کسی مین بری دیکھی اوس سے حذر کیا الغرض جاننا چاہیے کہ جو شخص بڑا احمق ہوتا ہے
وہ اپنے حق مین بہت نیک گمان رکھتا ہے اور جو عقلمند ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ بہت بدگمان رہتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقون کا بھید تمسے کہا ہے مجھ مین تمنے کیا آثار نفاق
دیکھے تو ہر ایک کو اپنے عیب ڈھونڈھنا چاہیے کہ جو بیماری نجانیگا علاج نکر سکیگا اور سب علاج مخالفت شہوت سے ہوتا ہین جیسا کہ حقتعالی
ارشاد فرماتا ہے ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب
جہاد سے پہر کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے آئے بڑے جہاد سے صحابہ نے عرض کیا کہ بڑا جہاد کیا ہے فرمایا
جہاد نفس اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے رنج کو اپنے نفس سے باز رکھ اور خدا کی نافرمانی مین اوسکی خواہش اور
شر دور کر فردای قیامت کو تیرے ساتھ جھگڑا کریگا اور تجھپر لعنت کریگا حتی کہ تیرے سب اعضا ایک دوسرے کو لعنت کرین حضرت
حسن بصری قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی سرکش جانور لگام دینے مین نفس سے زیادہ لائق نہین حضرت سری سقطی قدس سرہ
فرماتے ہین کہ اخر ... چالیس برس سے یہ نفس چاہتا ہے ابتک مینے نہین کہا حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ
کہتے ہین کہ کوہ لکام مین جاتا تھا وہان بہت سے انار دیکھے انار کی آرزو میرے دلمین پیدا ہوئی ایک انار توڑا بہت کھٹا تھا اوسکو
وہین چھوڑا اور چلا ایک مرد کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہے اور زنبور اوسے گھیرے ہوئے کاٹ رہی ہین مینے کہا السلام علیکم اوسنے جواب دیا وعلیک
السلام یا ابراہیم مینے کہا کہ اے شخص تو نے مجھے کیونکر پہچانا اوسنے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اوسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی اور
مینے کہا کہ اے شخص مین دیکھتا ہون کہ تو خدا کے ساتھ بڑی نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ حقتعالی ان زنبورون کو تجھسے باز رکھے
اوس شخص نے جواب دیا کہ تو بھی تو خدا تعالی کے ساتھ نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ انار کی خواہش تجھسے دفع کرے کہ خواہش انار کا
کھانا اوس جہان مین ہوگا اور زنبور کا زخم اسی جہان مین ہے الغرض جاننا چاہیے کہ انار اگرچہ مباح ہے لیکن اہل احتیاط سمجھے ہین کہ حلال و حرام
کی خواہش ایک ہی ہے اگر نفس پر خواہش حلال کا دروازہ بند نکریگا اور ضرورت کی حدون پر اکتفا نکریگا تو نفس تجھسے حرام طلب کریگا اسی
سبب سے اونہون نے مباح چیزون کی خواہش کا بھی دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا ہے تاکہ خواہش حرام کے ہاتھ سے نجات پائین چنانچہ
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین پڑ جانیکے خوف سے مین ستر بار حلال سے ہاتھ کھینچتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ
نفس جب مباح چیزون سے مزا پاتا ہے تو دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور دل اوس سے انس پاتا ہے دنیا اوسکی بہشت ہو جاتی ہے اور
موت اوسپر دشوار ہو جاتی ہے فرحت اور غفلت دلمین پیدا ہو جاتی ہے اگر ذکر اور مناجات کرتا بھی ہے تو اوسکی حلاوت اور
لذت نہین پاتا اگر مباح چیزون سے نفس کو روکو تو شکستہ اور ملول ہوتا ہے دنیا سے نفرت کرتا ہے آخرت کی نعمتون کا شوق پیدا ہوتا

سیج اور تسبیح کی وقت ایک تسبیح دل مین اتنا اثر کرتی ہے جتنا خوشی اور آسایش کیوقت سو تسبیحین بہی اثر نہین کرتین نفس کی مثال باز کی ایسی ہے کہ باز کو اسطرح ادب دیتے ہین کہ اوسے گہر مین لاتے ہین اور اوسکی آنکہین سیتے ہین تاکہ جو کچہہ گہر مین ہے اوسکا خوگر نہو پہر تہوڑا تہوڑا گوشت اوسے دیتے ہین تاکہ باز دار سے ہلجائے اور اوسکا مطیع ہوجائے اسیطرح نفس کو حق سبحانہ تعالی کے ساتہہ انس نہین پیدا ہوتا تا وقتیکہ تو اوسکی سب عادتین نہ چہوڑا لے اور آنکہہ کان زبان بند نکرے اور گوشۂ تنہائی اور بہوک اور خاموشی اور بیخوابی سے اوسے محنت نہ دے اور یہ باتین ابتدا مین نفس پر دشوار ہوتی ہین جیسا دودہ چہوڑنا اوسیوقت بچے کو دشوار ہوتا ہے چند دنون کے بعد ایسا ہوجاتا ہے کہ اگر اوسے زبردستی دیا جائے تو بہی نہین پی سکتا ۔ اے عزیز جانتو کہ ریاضت اسطرح ہوتی ہے کہ جس چیز سے جو شخص بہت خوش ہوتا ہے اوسے چہوڑ دے اور جو چیز جسپر بہت غالب ہو اوسکی خلاف کرے تو جاہ و حشمت مین جسکی خوشی ہو وہ اوسے ترک کردے اور مال کے سبب سے جسکی خوشی ہو وہ مال خرچ کر ڈالے اسیطرح جس شخص کیواسطے حقتعالی کی محبت کے سوا کوئی محل آسایش و آرام ہو اوسے اپنے سے زبردستی جدا کردے اور اوسیکا ملازم ہو رہے جو ہمیشہ اوسکے ساتہہ رہیگا اور جس چیز کو موت کے سبب سے مجبوری رخصت کریگا اوسے قصدًا خود ہی چہوڑ دے تو اوسکے ساتہہ خدا ہی رہیگا جیسا کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام پر وحی بہیجی تہی کہ اے داؤد مین ہی تیرا ساتہی ہون تو میرا ہی رفیق رہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے درون مین یہ پہونکا کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ یعنی دنیا کی جس چیز کو چاہو دوست رکہو دنیا کی سب چیزین تمسے چہوٹ جائینگی

خلق نیک کی علامت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ خلق نیک کی علامتین وہ ہین جو حقتعالی قرآن شریف مین مسلمانون کی صفت مین ارشاد فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ آخر تک اور اس آیہ مین فرمایا کہ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ اور یہہ فرمایا کہ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا یہ مسلمانون کی صفتین اور خلق نیک کی علامتین ہین اور جو کچہہ منافقون کی علامتین بیان فرمائی ہین وہ خوی بد کی علامت ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا مطلب نماز و روزہ اور عبادت ہوتا ہے اور منافق کا مطلب جانورون کیطرح کہانا پینا ہوتا ہے حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مسلمان فکر و عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص اور آرزو مین مسلمان خدا کے سوا سب سے نا امید رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے ڈرتا رہتا ہے مسلمان خدا کے سوا سب سے نا امید رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے امیدوار رہتا ہے مسلمان مال کو دین پر تصدق کرتا ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے مسلمان تنہائی اور خلوت کو دوست رکہتا ہے اور منافق ازدحام اور لوگون کی صحبت کو دوست رکہتا ہے مسلمان جو تا بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید کہیت نہ کاٹنے پاؤن اور منافق نہ جوتا ہے نہ بوتا ہے اور امید رکہتا ہے کہ کاٹنگے کہریان لگا لو نگا بزرگون نے کہا ہے کہ نیکخوئی یہ ہے کہ آدمی شرمگین کم سخن کم رنج سچا صلاحیت ڈہونڈہنے والا بہت عبادت کرنیوالا کم جرم کرنیوالا فضول امر کم کرنیوالا سبکا خیرخواہ سبکی حقمین نیک کردار صاحب وقار شفیق دہیما بڑا صابر قانع بڑا شاکر بردبار نرم دل رفیق ہاتہہ کہینچنے والا کم طمع ہو گالی دے نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت نہ فحش بکے نہ جلد بازی کرے نہ حسد اور کینہ رکہے کشادہ پیشانی شیرین زبان رہے اوسکی دوستی اور دشمنی اور خفگی اور خوشی خدا ہی کیواسطے ہو اے عزیز جانتو کہ خلق نیک اکثر بردباری سے ظاہر ہوتا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون نے بہت ستایا اور دندان مبارک شہید کر ڈالا آپ نے فرمایا بارخدایا انپر رحم کر کہ یہ جانتے نہین

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ صحرا میں جاتے تھے ایک لشکری ملا پوچھنے لگا تو بندہ ہے فرمایا ہاں کہا بتا آبادی کہاں ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے قبرستان بتا دیا اوسنے کہا کہ میں آبادی ڈھونڈھتا ہوں فرمایا آبادی اسی جگہہ ہے لشکری نے ایک لاٹھی آپکے سر پر ماری کہ خون بہنے لگا اور آپکو شہر میں پکڑ لایا جب لوگوں نے دیکھا تو لشکری سے کہا او احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہیں بڑے پارسا لشکری گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور پاؤں پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں بندہ ہوں فرمایا اس سبب سے کہ میں بندہ خدا ہوں اوسنے عرض کیا کہ مجھے معاف کیجیے فرمایا میں نے معاف کر دیا جس گھڑی تو نے میرا سر توڑا تھا میں نے تیرے واسطے دعا کی تھی لوگوں نے پوچھا کیوں فرمایا اسواسطے کہ میں جانتا تھا کہ مجھے اوسکے سبب سے ثواب ہوگا میں نے نہ چاہا کہ مجھے تو اوسکے سبب بھلائی نصیب ہو اور اوسکو میرے سبب سے برائی ملے حضرت ابو عثمان حیری قدس سرہ کی کسی نے دعوت کی اور آپکے تئیں آزمانا اوسے مقصود تھا جب آپ اوسکے دروازے پر پہونچے تو اوسنے اندر نہ جانے دیا اور کہا کہ اب کچھ بھی کھانا نہیں باقی ہے آپ پلٹ چلے جب تھوڑی دور چلے آئے تو وہ شخص پھر آیا اور آپکو بلایا پھر جب آپ دروازے پر پہونچے تو اندر نہ جانے دیا اور وہی کہا کہ کچھ نہیں بچا ہے کئی بار ایسا ہی کیا جب آپکو بلاتا آپ تشریف لیجاتے جب جاتے پلٹ آتے آخر کو یہ بات عرض کی کہ ای شیخ میں آپکو آزماتا تھا آپ بڑے خوش اخلاق ہیں فرمایا کہ یہ جو تو نے مجھسے دیکھا یہ تو کتے کا خلق ہے کہ جب اوسے بلاؤ دوڑا آتا ہے جب ہنکاؤ بھاگ جاتا ہے اسکی حقیقت کیا ہے ایکدن کسی شخص نے چھت پر سے طشت بھر راکھ شیخ موصوف کے سر پر ڈالدی آپ نے کپڑے جھاڑ ڈالے اور خدا کا شکر کیا لوگوں نے پوچھا آپنے شکر کیوں کیا فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہو اوسپر راکھ ڈالیں تو شکر کا مقام ہے حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کا رنگ بہت سانولا تھا اور آپ کے دروازے پر نیشاپور میں ایک حمام تھا جب آپ حمام میں جاتے تو لوگ حمام خالی کر دیتے ایکدن حمام خالی کر دیا گیا آپ اندر تشریف لیگئے اور حمامی غافل ہو گیا ایک گنوار حمام میں گھس گیا آپکو دیکھا سمجھا کہ حمام کے خادموں میں سے کوئی ہندو ہے آپسے کہنے لگا اوٹھو پانی لاؤ آپ پانی لے آئے کہا اوٹھو مٹی لاؤ آپ اوٹھ کر مٹی بھی لے آئے اسیطرح آپسے ایک ایک کام کا حکم کرتا آپ بجا لاتے جب حمامی آیا اور گنوار کی آواز سنی یہ باتیں کرتے ہوئے تو ڈر کے مارے بھاگ گیا جب آپ باہر نکلے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس ڈر کے خوف سے حمامی بھاگ گیا ہے فرمایا اوس سے کہدو کہ تو نہ بھاگ قصور تو اوسکا ہے جسنے فرزند کا تخم کالی لونڈی کے رحم میں بویا عبدالله زری ایک بزرگ تھے ایک گبر اونسے کپڑے سلواتا اور ہر بار کھوٹے روپیے سلائی کے دیتا وہ لے لیتے ایک مرتبہ وہ خود نہ تھے شاگرد نے کھوٹا روپیہ نہ لیا جب آئے تو شاگرد سے کہا کہ تو نے یہ کیوں کیا کہ برسوں گذر گئے وہ میرے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے اور میں نے کبھی اوسپر ظاہر نہیں کیا اور ہمیشہ اس خیال سے لے لیا کہ اس کھوٹے روپیے سے اور کسی مسلمان کو نہ فریب دے حضرت اویس قرنی رضی الله تعالیٰ عنہ جب کہیں جاتے تو لڑکے پتھر مارتے آپ کہتے کہ میاں لڑکو چھوٹے پتھر مارو کہ میرا پاؤں نہ ٹوٹ جائے ورنہ میں نماز کو نہ کھڑا ہو سکونگا حضرت احنف بن قیس رحمہ الله تعالیٰ کو کوئی شخص گالیاں دیتا ہوا اونکے ساتھ ساتھ چلا وہ جب قریب اوس مقام کے قریب پہونچے جہاں اونکے عزیز قریب رہتے تھے تو کھڑے ہو گئے اور اوس سے کہا کہ بھائی اگر کچھ گالیاں باقی ہوں تو یہیں دے لو اسواسطے اگر میری قوم کے لوگ گالیاں دیتے سن پائیں گے تو تجھے ستائیں گے ایک عورت نے حضرت مالک ابن دینار کو کہا او ریاکار اونھوں نے فرمایا کہ ای نیکبخت بصرہ کے لوگوں نے میرا نام گم کر دیا تھا تو نے ڈھونڈھ نکالا کمال حسن خلق کی علامت یہ جو بیان ہوئی بزرگ لوگ رکھتے تھے اور یہ اون لوگوں کی صفت ہے جو ریاضت کرتے کرتے اپنے تئیں صفات بشریت سے بالکل پاک کر چکے ہوں اور حق تعالیٰ کے سوا کسیکو نہیں دیکھتے اور جو اد

دیکھتی ہین اوسی سے دیکھتے ہین جو شخص اس صفت سے موصوف نہو اوسے اپنی نسبت نیک خوئی کا گمان اور غرہ نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم

لڑکون کی پرورش کا بیان یعنی یہ جانتو کہ فرزند ماں باپ کے ہاتھ مین ایک امانت ہے اور اوسکا دل پاک گوہر نفیس کے مانند ہر موم کیطرح نقش پذیر ہے اور سب نقشون سے خالی ہے اور زمین پاک کی مثل ہے کہ جو تخم تو اوسمین بوئیگا اوگے گا اگر نیکی کا تخم بوئیگا تو لڑکا دین دنیا کی سعادت کو پہونچے گا اور ماں باپ اور معلم اوسکے ثواب مین شریک رہین گے اگر نیکی کا تخم نہ بوئیگا تو لڑکا بدبخت ہوئیگا اور جو فعل اوس سے شرد ہونگے اوسمین ماں باپ اور معلم بھی شریک رہین گے اسواسطے کہ حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ قُوا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا اور آتش دنیا کی نسبت آتش دوزخ سے لڑکے کو بچانا بہت ضرور ہے اور اوسکو آتش دوزخ سے بچانا بایں طور ہوتا ہے کہ اوسے باادب رکھے اور نیک اخلاق سکھائے اور بری صحبت سے بچائے کہ صحبت بد سے سب برائیون کی جڑ پڑتی ہے اور اوسے اچھے کھانے پہننے کا خوگر نہ کرے کہ اگر خوگر ہوجائیگا تو اوسکے بغیر صبر نکرسکیگا اور اچھے کھانے کپڑے کی تلاش مین تمام عمر ضائع کریگا بلکہ ابتدا ہی مین یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جو عورت لڑکے کو دودھ پلائے صالحہ اور نیک خو اور حلال کی کھانیوالی ہو اسواسطے کہ انا کی خوی بد لڑکے مین سرایت کرتی ہے اور جو دودہ کہ حرام سے حاصل ہوتا ہے وہ پلید ہے جب لڑکے کا گوشت پوست اوس سے پیدا ہوگا تو اوسکی طبیعت مین اوسکے ساتھ مناسبت پیدا ہوگی کہ وہ مناسبت جوانیکے بعد ظاہر ہوگی جب لڑکے کی زبان کھلے تو چاہیے کہ پہلے اللہ کا نام لے اور اللہ کا نام پہلے سے اوسے سکھانا چاہیے اور جب ایسا ہوا کہ بعضی چیز دیکھنے سے شرماتا ہے تو یہ شرمانا بشارت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ نور عقل اوسپر پڑا اور عقل شحنہ شرم کو اوسپر تعینات کرتی ہے کہ بری باتون پر شرم اوسے خجالت دیتی ہے اور لڑکے مین پہلے کھانیکی خواہش پیدا ہوتی ہے تو کھانیکے آداب اوسے سکھانا چاہیے تاکہ داہنے ہاتھ سے کھائے بسم اللہ کہے جلدی نہ کھائے اور خوب چبائے اوروں کے نوالون پر نظر نہ دوڑائے اپنے سامنے سے لقمہ اوٹھائے جبتک ایک نوالہ اوتار نہ لے تب تک دوسرے نوالے کیواسطے ہاتھ نہ بڑھائے ہاتھ اور کپڑا نہ بھرے کبھی کبھی اوسے روکھی روٹی دینا چاہیے تاکہ ہمیشہ سالن وغیرہ کا عادی نہو جائے اور بہت کھانیکو اوسکی نگاہ مین برا ٹھہراوے اور کہے کہ بہت کھانا جانورونکا اور احمقونکا کام ہے اور جو لڑکے بہت کھاتے ہین اوسکے سامنے اونکا عیب بیان کرے اور جو لڑکا بادب ہو اوسکی تعریف کرے تاکہ اوسکو بھی اپنی تعریف کرانیکا شوق ہو اور وہ بھی ایسا ہی کیا کرے سفید کپڑے اوسکی نگاہ مین اچھے ٹھہراوے ریشمی اور رنگین کپڑے کی برائی اوسکے دلمین جماوے اور کہے کہ میان ریشمی اور رنگین کپڑے پہننا رنڈیون اور لونڈونکا کام ہے اور اپنے تئین بنانا سنوارنا ہیجڑون اور زنانون کا شیوہ ہے مردونکا کام نہین جو لڑکے خوش غذا اور خوش لباس ہون اونکی سنگت مین اوسے نہ پڑنے دیجئے کہ یہ اونہین دیکھنے بھی نہ پائے کہ وہ اسکی خرابی کا سبب ہونگے اسواسطے کہ یہ اگر اونہین دیکھیگا تو خود بھی اچھے کھانے پہننے کی آرزو کریگا اور بری صحبت سے اوسے نگاہ رکھے کیونکہ جب لڑکے کو بری صحبت سے لوگ نگاہ نہین رکھتے وہ شوخ بیحیا جھوٹا گستاخ بیباک ہوجاتا ہے اور مدت تک یہ باتین اوس سے نہین چھوٹتین جب مکتب مین بٹھائے تو قرآن پڑھائے پھر صالح اور پرہیزگار لوگون کی حکایتون مین اور صحابہ اور بزرگان سلف کی عادتون مین اوسے مشغول کرے اور اسواسطے اوسے ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے کہ جن اشعار وغیرہ مین عشق کی باتین اور عورتون کی تعریف ہے اونمین مشغول ہوجائے اور ایسے معلم اور ادیب سے اوسے محفوظ رکھنا چاہیے جو کہتا ہو کہ اس قسم کے اشعار وغیرہ سے طبیعت تیز ہوتی ہے کہ وہ ادیب نہین ہے بلکہ شیطان ہے کہ برائی کا تخم اوسکے دلمین بوئیگا جب لڑکا نیک کام کرے اور نیک عادت اوسمین

۵ بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ دوزخ سے

پیدا ہو تو اوسپر اوسکی تعریف کرے اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہو وہ اوسے دے اور لوگونکے سامنے اوسکی تعریف کرے اور اگر کبھہ
خطا کرے تو دو ایک بار انجان بنجائے تاکہ وہ گالیان کہانے اور خفگی کی باتین اوٹھانیکا عادی نہو جائے خصوصاً جب وہ چہپا کر کوئی
خطا کرے اسواسطے کہ اگر اوس سے بہت کہا جائیگا تو وہ اوس خطا پر دلیر ہو جائیگا اور کہلم کہلا خطا کرنے لگیگا اور جب بار بار خطا کرے تو اوسکو چہپا کر
سرزنش کرے اور کہے کہ خبردار ایسا نکرنا کوئی تیری یہ خطا نہ جاننے پائے ورنہ لوگون مین تو فضیحت ہوگا اور لوگ تجھے کچھہ بھی نہ سمجھینگے باپ
کو چاہیے کہ اپنی عظمت اوسکے ساتھہ نگاہ رکہے اور مان کو چاہیے کہ باپ سے اوسے ڈرایا کرے دنکو اوسے نہ سونے دینا چاہیے ورنہ کاہل
ہو جائیگا اور رات کو اوسے نرم بچہونے پر نہ سولائے تاکہ وہ اوسکا بدن مضبوط اور قوی ہو تمام دن مین گہڑی بہر اوسے کہیل کی اجازت دینا چاہیے
تاکہ چالاک ہو جائے اور اوداس اور تنگدل نہو اسلیے کہ اس سے بدخوئی پیدا ہوتی ہے اور دل اندہا ہو جاتا ہے اور اوسے سکہانا چاہیے کہ ہر ایک سے
فروتنی کیا کرے اور لڑکون پر فخر اور لاف زنی نکیا کرے لڑکون سے کچھہ نہ چہینے بلکہ اونہین کچھہ دیا کرے لڑکے سے کہنا چاہیے کہ دوسرے سے
لے لینا فقیرون اور بے ہمت لوگونکا کام ہے اور اس امر کی اجازت ہرگز نہ دینا چاہیے کہ کسی سے نقد یا جنس لینے کی خواہش کرے کہ
اس سے خراب ہوگا اور برے کامون مین پڑ جائیگا اور اوسے سکہانا چاہیے کہ لوگون کے سامنے نہ تہوکا کرے نہ ناک ہنکا کرے اور لوگون
کی طرف پیٹھہ کرکے نہ بیٹھا کرے ادب کے ساتھہ بیٹھا کرے اور ٹہڈی کے نیچے ہاتھہ دیکر نہ بیٹھا کرے کہ یہ کاہلی کی علامت ہے اور بہت بکا
نکرے اور قسم ہرگز نہ کہایا کرے جب تک کوئی کچھہ پوچہے نہین از خود بات نکرے اور جو اوس سے بڑا ہو اوسکی عظمت کیا کرے اوسکے آگے آگے
نہ چلا کرے فحش اور لعنت سے زبان کو بچائے رکہے اوس سے کہدینا چاہیے کہ میان جب اوستاد مارا کرے تو جزع فزع نہ کیا کرو اور سفارش
نہ لیجایا کرو صبر کیا کرو مردون ہی کا کام تحمل کرنا ہے لونڈیون اور عورتونکا کام رونا چلانا ہے جب لڑکا سات برس کا ہو تو اوسے نرمی سے
طہارت اور نماز پڑہنے کا حکم کرے جب دس برس کا ہوا اور کچھہ قصور کرے تو اوسے مارے اور اوسے چوری حرام خوری دروغگوئی کو اوسکے
نزدیک برا ٹہرا دے اور ہمیشہ ان چیزون کی برائی کیا کرے جب اس طرح لڑکے کو پرورش کرین اور وہ جوان ہو تو ان آداب کو بہی اوسپر
کہے تاکہ اوسمین اثر کرین پہر اوس سے کہے کہ کہانا کہانے سے مقصود یہ ہے کہ بندہ کو خدا کی عبادت کرنیکی قوت حاصل ہو اور دنیا سے زاد آخرت
مقصود ہے کہ دنیا کسیکے ساتھہ نہین رہتی اور موت جہٹ پٹ اچانک آجاتی ہے اور عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا سے زاد آخرت لیلے تاکہ بہشت
مین جائے اور حقتعالی اوس سے خوش ہو اور دوزخ کا حال اوس سے کہنا شروع کرے اور کامون کا ثواب و عذاب اوس سے کہے
جب ابتدا ہی سے اوسے ادب کے ساتھہ پرورش کرینگے تو یہ باتین پتہر کی لکیر ہو جائینگی اور اگر پہلے سے اوسے اپنے حال پر چہوڑ دیا تو یہ باتین
ایسی ہونگی جیسے دیوار سے خاک جہڑ جاتی ہے حضرت سہل تستری فرماتے ہین کہ مین تین برس کا تہا میرے مامون محمد ابن سوار نماز پڑہتے
تہے مین اونہین دیکہتا تہا ایک بار اونہون نے مجہہ سے کہا کہ بیٹا جس خدا نے تجہے پیدا کیا ہے تو اوسے یاد نہین کرتا مینے کہا کہ مامون جان
کیونکر یاد کرون کہا اکو جب تو بچہونے پر سوتا ہے تین بار دلسے کہہ لیا کر زبان سے نہین کہ خدا میرے ساتھہ ہے خدا میری طرف دیکہتا ہے
خدا مجہے دیکہتا ہے کئی شب مینے یونہی کہا پہر اونہون نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر پہر فرمایا کہ ہر شب گیارہ مرتبہ کہا کر مین کہا کرتا تہا
میرے دل مین اوسکی حلاوت پیدا ہوئی جب ایک سال گذرا تو اونہون نے فرمایا کہ بیٹے جو کچھہ مینے تجھ سے کہا تہا وہ تمام عمر یاد رکہنا حتی کہ تجھے

ڈالدین کہ شغل دونون جہان مین تیرا دستگیر ہوگا گئی برس تک مین یون ہی کہتا رہا حتی کہ اوسکی حلاوت میرے دماغ مین پیدا ہوئی پھر ایکدن ماموں نے کہا کہ خدا جس شخص کے ساتھہ رہتا ہو اور جسکی طرف دیکھا کرتا ہو اور جسکو دیکھا کرتا ہو وہ شخص خدا کا گناہ نہین کرتا خبردار کبھی گناہ نہ کرنا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے پھر مجھے معلم کے پاس بھیجا میرا دل گھبرایا کرتا مینے کہا کہ گھڑی بھر کے لئے روز مجھے بھیجا کرو زیادہ نہین حتی کہ مینے قرآن شریف پڑھا اوسوقت مین سات برس کا تھا جب مین دس برس کا ہوا تو ہمیشہ روزہ رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا حتی کہ بارہ برس کا ہوا تیرہوین برس ایک مسئلہ میرے دلمین آیا مینے کہا کہ مجھے بصرہ مین بھیجدو تاکہ مین وہان جا کر پوچھون غرضکہ وہان گیا اور سب عالمون سے پوچھا کسی نے اوس مسئلے کو حل نہ کیا اور ایک بڑے عابد کا پتا بتایا مین وہان گیا اون بزرگ نے اوس مسئلے کو حل کردیا مدت تک مین اونکی خدمت مین رہا پھر تستر یعنی اپنے وطن مین پھر آیا ایکدرم کے جو مول لیتا اور اوسکی پسوا کی روٹی سے روزہ کھولتا اور بلا سالن کچھہ اوسکے ساتھہ نہوتا ایکدرم کے جو سال بھر کو کافی ہوتے پھر مینے یہ قصد کیا کہ مین شبانہ روز کچھہ نہ کھایا کرون حتی کہ مین اوس پر قادر ہوگیا پھر پانچ دن تک پہونچایا پھر سات دن تک حتی کہ پچیس دن تک پہونچا دیا کہ پچیس پچیس دن کچھہ نہ کہاتا اور بیس برس اسی حالت مینے صبر کیا اور شب زندہ دار رہا یہ حکایت اسواسطے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جو بڑا کام ہوا وہ علم کا تخم سینے مین ڈالنے سے ہوا

ابتدائی مجاہدہ مین جو شرائط ہین اونکا اور ریاضت سے راہ دین چلنے کی کیفیت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ جو شخص خدا کو نہ پہونچا اس سبب سے نہ پہونچا کہ راہ نچلا اور جو راہ نچلا اس سبب سے نچلا کہ اوسنے طلب نہ کیا اور جس نے طلب نہ کیا اس سبب سے نہ کیا کہ اوسنے جانا نہیں اور اوسکا ایمان پورا نہیں اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا میلی ہے اور چند روز کی ہے اور آخرت مصفا ہے اور ہمیشہ ہے ارادہ اور زاد آخرت طلب کرنا اوسمین پیدا ہوتا ہے اور اوسپر بہت دشوار نہین ہوتا کہ حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتھ سے دیدے اسواسطے کہ آج مٹی کا پیالہ اسواسطے چھوڑ دینا کہ کل سونے کے کٹورے ملیں آدمی پر بہت دشوار نہین ہوتا تو طلب ایمان ان سب باتونکا سبب ہے اور ضعف ایمان کا سبب یہی ہے کہ راہ بتانیوالے مفقود ہین اسواسطے کہ دین کے راہبر اور دلیل علماء پرہیزگار ہین اور یہ گم ہوگئے ہین جب راہبر اور دلیل ہی نہین تو راہ خالی رہگئی اور خلق اپنی سعادت سے محروم ہوگئی اور جو عالم باقی رہگئے ہین انپر دنیا کی محبت غالب ہوگئی ہے جب طلب دنیا مین پڑے ہین تو خلق کو دنیا سے آخرت کی طرف کیونکر بلا سکین اور دنیا کی راہ اور راہ آخرت کی برخلاف ہے دنیا اور آخرت ایسی ہین جیسے مشرق اور مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہے دوسرے سے دور ہو جاتا ہے تو جسے حقتعالی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ اون لوگون مین سے ہو جاتا ہے جنہین حقتعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اوسکو جاننا چاہیئے کہ حقتعالی یہ جو ارشاد فرماتا ہے کہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا تو یہ سعی کیا ہے اے عزیز جانتو کہ اس سعی سے راہ چلنا مراد ہے اور راہ چلنے کیواسطے پہلے ہی مرتبے مین کئی شرطین ہین کہ پہلے ہی سے اون شرطون کو بجالانا چاہیئے پھر ایک دستاویز ہے کہ اوسے تمسک کرنا چاہیئے پھر ایک قلعہ اور حصار ہے کہ اوس سے پناہ لینا چاہیئے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے اور حقتعالی کے درمیان سے آڑ اور حجاب اوٹھا دے تاکہ اوس قوم مین سے نہو جاوے جسے حق تعالی یون ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور حجاب چار ہین مال جاہ تقلید معصیت مال اسواسطے حجاب ہے کہ اوسکے ساتھہ دل اٹکا رہتا ہے اور جب تک دل فارغ نہو تب تک آدمی راہ نہین چل سکتا تو پہلے چاہیئے کہ قدر حاجت کے سوا باقی مال کو اوس

اپنے پاس سے دور کرے اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغلہ نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے پاس کچھ رکھتا ہی نہین
اور خدا ہی کیواسطے محنت کرتا ہے تو اوسکی راہ جلد طے ہو جائیگی اور جاہ و حشمت کا حجاب بانظیر اوٹھہ جاتا ہے کہ آدمی بھاگے اور ایسی
جگہہ جائے جہان لوگ اوسی نہ پہچانتے ہون اسواسطے کہ جب نامی ہوگا تو خلق مین اور خلق کے قبول کرنیکی لذت مین ہمیشہ مشغول
رہیگا اور جو شخص خلق سے لذت پائیگا وہ حقتعالی تک نہ پہونچیگا اور تقلید اسواسطے حجاب ہے کہ آدمی نے جب کسی کے مذہب کا اعتقاد کیا
اور کوئی اعتراض اور جدل کی بات سنی تو اور کسی چیز کی اوسکے دلمین جگہہ نہین رہتی پس چاہیے کہ ان سب باتون کو بھولا دے اور لا اله الا الله
کے معنی کا ایمان لاسکے اور اپنے دلسے اسکی تحقیق طلب کرے اور اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حقتعالی کے سوا اوسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہے کہ
وہ اوسکی بندگی کرے جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہی اوسکا معبود ہوتی ہے جب یہ مضمون تحقیق ہو جاوے تو چاہیے
کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کامون کا کشف ڈھونڈے جدل اور بحث سے نہین اور معصیت تو بڑا ہی حجاب ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی گناہ
پر مصر ہوتا ہے اوسکا دل تاریک ہو جاتا ہے اوسے حقتعالی کیونکر منکشف ہوگا خصوصاً حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال کی روزی
دلکے روشن ہونے مین جو اثر کرتی ہے اور کوئی چیز نہین کرتی اصل یہ ہے کہ آدمی حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی کے سوا اور کچھ نہ کھاوے
اور جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب معاملات شرعی بجا لانے کے پہلے چاہے کہ دین اور شریعت کا بھید پہچان جاوے اوسکی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص عربی پڑھنے کے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنا چاہے اور جب یہ سب حجاب اوٹھا دیے تو اوس شخص کے مثل ہو گیا
جو طہارت کرکے نماز پڑھنے کے قابل ہوا ہو اب اوسے امام کی حاجت ہوگی کہ اوسکی اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے کہ پیر کے بغیر راہ چلنا ممکن
نہین آتا اسواسطے کہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی راہین خدا کی راہ سے ملی ہوئی ہین حق راہ ایک ہی ہے اور باطل راہین ہزارون ہین
تو بے دلیل اور راہبر کے راہ چلنا کیونکر ممکن ہوگا جب پیر ہاتھ لگ جاوے تو چاہیے کہ مرید اپنے سب کامون کو اوسی پر چھوڑ دے اور اپنا
اختیار باقی نہ رکھے اور یقین جانے کہ اپنی رای صائب کی بہ نسبت پیر کی خطا مین اوسکا بڑا فائدہ ہے شعر بمی سجادہ رنگین کن گرت
پیر مغان گوید * کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا * پیر سے جو باتین ایسی وقوع مین آئے جسکی وجہ نہ معلوم ہو تو حضرت خضر اور
حضرت موسی علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مرید ہی کیواسطے ہے کہ مشائخ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین ایسی بہت سی چیزین جانتے ہین کہ عقل سے اونکے بھید کو مرید نہین پہونچ سکتا جالینوس کے زمانے مین ایک شخص کی داہنی
اونگلی مین درد ہوا تھا حکیم اونگلی پر دوا رکھتے تھے کچھ فائدہ نہ کرتی تھی جالینوس نے اوسکے بائین شانے پر دوا رکھی ناقص طبیبون نے کہا
کہ یہ کیا بیوقوفی ہے (مار و گھٹنا پھوٹے آنکھ) درد تو اونگلی مین اور دوا شانے پر یہ کیا فائدہ دیگی اور انگلی اچھی ہو گئی اور سبب یہ تھا
کہ جالینوس جانگیا تھا کہ پٹھے مین خلل آگیا ہے اور اوسے یہ معلوم تھا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہین اور جو پٹھے بائین طرف سے نکلتے
ہین وہ داہنی جانب آتے ہین اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہین وہ بائین جانب آتے ہین اور اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ مرید کو اپنی باطن
مین کچھ تصرف کرنا چاہیے خواجہ بو علی فارمدی رحمہ اللہ تعالی سے (یعنی امام صاحب نے) سنا ہے کہ کہتے تھے ایکبار شیخ ابو القاسم
گرگانی رحمہ اللہ تعالی سے مین خواب نقل کرتا تھا وہ مجھسے خفا ہوے اور ایک مہینا کامل مجھسے بات نہ کی مجھے کچھ سبب نہ معلوم تھا آخر

اور دوسرے نے فرمایا کہ تیرے خواب نقل کرنے میں مجھے یوں کہا کہ تم جو شیخ ہوتے مجھ سے خواب میں ایک بات کہی اور تینے خواب ہی میں کہا کیوں یہ کہکر فرمایا کہ اگر تیرے دل میں کیوں کی جگہ نہ ہوتی تو جواب میں تیری زبان سے کیوں کا لفظ نہ نکلتا پھر جب مرید نے اپنے کام پیر کے سپرد کر دیا تو پیر پہلے اوسے حصار میں کرتا ہے تاکہ آفتوں سے محفوظ رہے اور اوس حصار کی چار دیواریں ہیں ایک خلوت دوسری خاموشی تیسری گرسنگی چوتھی بیخوابی اسواسطے کہ گرسنگی شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی سے دل روشن ہوتا ہے اور خاموشی باتوں کی پراگندگی سے دلکو بچائے رکھتی ہے اور خلوت خلائق کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور آنکھ کان کی راہ بند کرتی ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ابدال لوگ ابدال جو ہوئے تو گوشہ میں بیٹھنے اور بھوکے اور چپ اور جاگتے رہنے کی بدولت ہوئے جب مرید دنیا کے اشغال سے الگ ہوا تو اب راہ چلنا اختیار کرے راہ چلنے میں پہل یہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کردے اور عقبات راہ صفات مذموم ہیں جو دل میں ہوتے ہیں جن کاموں سے بھاگنا چاہیے یہ صفات مذمومہ اونکی جڑ ہیں جیسے جاہ و مال کی حرص اور اچھے کھانے پہننے کا لالچ اور تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ اون اشغال کو باطن سے قطع کردے اور دل خالی ہو جاوے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سب باتوں سے تو پاک ہو ایک ہی صفت مذمومہ میں آلودہ ہو تو اوس صفت کو چھوڑنے کی اوسطرح کوشش کرے جسطرح پیر مناسب جانے اور اوسکے لائق سمجھے کہ یہ امر بمقتضاے حال بدلتا رہتا ہے اب چونکہ زمین کو خالی کر چکا تو تخم ریزی شروع کرے اور حق تعالی کا ذکر تخم ہے جب ماسوی اللہ سے خالی ہو گیا تو گوشہ میں بیٹھکر ہمیشہ دل و زبان سے اللہ اللہ کہا کرے حتی کہ زبان سے چپ ہو جاوے اور دل [illegible] پھر دل بھی کہتے کہتے ٹھہر جائیگا اور اس کلمہ کا معنی اور مقصود دل پر غالب ہو جائیگا جو نہ ترکی ہے نہ عربی ہے نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے کہنا بھی بات ہے اور بات اوس تخم کا غلاف اور چھلکا ہے عین تخم نہیں ہے پھر اوس معنی کا دل میں اسطرح متمکن اور مستولی اور نقش ہو جانا چاہیے کہ اوسکے ساتھ دل وابستہ رکھنے میں تکلف نہ کرنا پڑے بلکہ ایسا عاشق ہو جاوے کہ تکلف سے بھی دلکو اوس سے باز نہ رکھ سکے حضرت شبلی قدس سرہ نے اپنے مرید کے ساتھ حصر کرکے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کہ تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ کا خطرہ تیرے دل پر گذرے تو میرے پاس آنا تجھپر حرام ہے جب دلکو وسواس و دنیاوی کے خار سے پاک کر چکا اور یہ تخم اوسمیں بو چکا تو کوئی چیز نہ باقی رہی جو اختیار سے تعلق رکھے اور یہیں تک اختیار ہوتا ہے اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گذرتی ہے اور کیا ظاہر ہوتا ہے اور غالب یہ ہے کہ یہ تخم ضائع نہو اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ یعنی جو شخص آخرت کے کام میں ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے اوسے میں زیادتی نصیب کرتا ہوں اور اس مقام پر مریدوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں کسیکو یہ کلمہ کے معنی میں اشکال پیدا ہوتا ہے اور خیالات باطل پیش آتے ہیں اور کوئی اس امر سے تو نجات پاتا ہے لیکن فرشتوں کی اصل اور انبیا علیہم السلام کی ارواح اوسے اچھی اچھی صورتوں میں دکھائی دینے لگتی ہیں خواب میں نظر آتی ہیں یا آنکھ کھولکر بھی دیکھتا ہے اسکے بعد اور حالات ہوتے ہیں اونکی تفصیل دراز ہے اونکے بیان کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کہ یہ راہ چلنے کا بیان ہے راہ کے عجائب کا ذکر نہیں اور ہر ایک کو اور ہی چیز پیش آتی ہے اور جو شخص یہ راہ چلیگا اوسکے حق میں وہ چیز سنی ہوئی نہو بہتر ہے کہ اوسکو بیشتر انتظار اوسکے دلکو مشغول رکھے گا اور حجاب ہو جائیگا تصرف علم کو جسقدر میں دخل ہے وہ یہیں تک ہے اور مقصود یہ ہے تاکہ

اس بات کا ایمان پیدا ہو جائے اسواسطے کہ اکثر علما اسکے منکر ہین اور جو چیز علم ہی سے ماورا ہے اسکو یاد نہین کرتے واللہ اعلم

دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج اور ان دونونکی حرص توڑنے کے بیان مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین جو اوس سے نکلکر ہفت اندام کو گئی ہین وہ نہرون کے مثل ہین اور معدہ سب شہوتون کا منبع ہے اور یہ شہوت سب سے زیادہ آدمی پر غالب ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اسکی بدولت بہشت سے نکلے یہ شہوت اور سب شہوتون کی جڑ ہے اسواسطے کہ جب انسان پیٹ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اوٹھاتی ہے اور آدمی پیٹ اور فرج کی شہوت پرستی نہین کر سکتا مگر مال کے سبب سے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال نہین ہاتھ لگتا مگر جاہ سے تو جاہ کی حرص پیدا ہوتی ہے اور جاہ کی حفاظت نہین ہو سکتی مگر خلق کے ساتھ خصومت کرنیسے اور خصومت کے سبب سے حسد تعصب عداوت تکبر ریا کینہ پیدا ہوتا ہے تو معدے کو اوسکے حال پر چھوڑ دینا سب گناہون کی اصل ہے اور معدے کو زیر دست کرنا اور بھوکے رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیون کی جڑ ہے ہم اس اصل مین پہلے بھوک کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکے فائدے بیان کرینگے پھر تھوڑا کھانے مین ریاضت کا طریقہ بیان کرینگے پھر اسمین لوگون کا اختلاف احوال بیان کرینگے پھر شہوت فرج کی آفت اور جو شخص اپنے تئین اوس سے محفوظ رکھے اوسکا ثواب بیان کرینگے **بھوک کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جان تو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نفس کے ساتھ بھوک پیاس سے جہاد کرو کہ اوسکا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنیکے ثواب کے مانند ہے اور کوئی کام خدا کے نزدیک بھوک پیاس سے زیادہ دوست نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اوسکو ملکوت آسمان کی طرف راہ نہین ملتی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون شخص افضل ہے فرمایا جو تھوڑا کھائے تھوڑا ہنسے اور ستر عورت کی قدر کپڑے پر قناعت کرے اور فرمایا ہے کہ بھوک سب کامون کی سردار ہے اور فرمایا ہے کہ پھٹا کپڑا پہنو اور آدھا پیٹ کھانا پانی کھاؤ پیو کہ یہ فعل نبوت کا ایک جز ہے اور فرمایا ہے کہ تفکر نصف عبادت ہے اور تھوڑا کھانا پوری عبادت ہے اور فرمایا کہ تم مین سے وہ شخص خدا کے نزدیک افضل ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور تم مین سے وہ شخص خدا کا بڑا دشمن ہے جو بہت کھائے پیے اور بہت سوئے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوس شخص کے سبب سے حق تعالی فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو مین نے اوسے شہوت طعام مین مبتلا کیا اور اوس نے میرے واسطے کھانے سے ہاتھ اوٹھا لیا اے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جتنے لقمے اوس نے چھوڑ دیے اونمین سے ہر لقمہ کے عوض ایک ایک درجہ بہشت مین دونگا اور فرمایا ہے کہ بہت کھانے پینے سے اپنے دلونکو مردہ نکرو اسواسطے کہ دل کھیتی کے مثل ہے کہ جب پانی بہت ہوتا ہے کھیت پژمردہ ہو جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیٹ سے زیادہ کسی برتن کا بھرنا آدمی برا نہین کرتا اور چند لقمے آدمی کے واسطے بس ہین جو اوسکی پشت سیدھی رکھین اگر چار ناچار پیٹ کا ایک تیسرا حصہ کھانیکے واسطے ہے ایک تہائی پانی پینیکے واسطے ایک تہائی سانس لینیکے واسطے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک تہائی ذکر کے واسطے ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے تئین بھوکا ننگا رکھو

تاکہ تمہارے دل حق تعالیٰ کو دیکھیں اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں اسطرح دوڑتا ہے
جیسے رگوں میں خون بھوک پیاس سے شیطان کی رہگذر تنگ کرو اور فرمایا ہے کہ مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور منافق
سات انتڑیوں میں کھاتا ہے یعنی منافق کی خوراک مسلمان کی بہ نسبت سات گنی ہوتی ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کا دروازہ برابر کھٹکھٹاتے جاؤ تاکہ دروازہ کھولا جاوے
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کاہے سے کھٹکھٹائیں فرمایا کہ بھوک پیاس سے جناب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
حضرت حجیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈکار آئی آپ نے فرمایا کہ اسے کم کرو اور کچھ اسے کہ جو شخص اس جہان میں بہت سیر ہوگا
وہ اوس جہان میں بہت بھوکا ہوگا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
ہرگز آسودہ ہو کر کھانا نہ تناول فرماتے ایسا ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا تھا اور میں آپکے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتی
اور عرض کرتی کہ میرا بدن آپ پر تصدق ہو اگر آپ بقدر کھانا نوش فرمائیں کہ بھوک سے نہ مرا کریں تو کیا ہو آپ فرماتے کہ یا عائشہ
انبیا اولوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گذر گئے اونھوں نے حق تعالیٰ کی جناب سے بزرگیاں پائیں میں ڈرتا ہوں
کہ اگر تن پروری کروں تو میرا درجہ اون سے کم ہو جائے کچھ دن تھوڑے سے صبر کرنے کو میں اس امر کی بہ نسبت دوست رکھتا ہوں کہ آخرت میں
میرا حظ کم ہو جائے اور اس سے زیادہ مجھے کچھ دوست نہیں ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤں ام المومنین حضرت
بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم یہ فرمانے کے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ آپ زندہ نہیں رہے حضرت سیدۃ النساء
حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے
پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا کہ میں نے ایک روٹی پکائی جی نہ چاہا کہ بے آپکے کھاؤں فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے
باپ کے منہ میں جائیگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین دن
برابر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کے نہیں کھائی حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رات کے کھانے میں ایک نوالہ کم کھانے کو
میں اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہوں کہ تمام رات صبح تک نماز پڑھا کروں حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دل سے کہا کرتے
کہ تو بھوکا رہنے سے کیوں ڈرتا ہے ہیہات ہیہات حق سبحانہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکے یاروں کو
تو بھوک دی تھی اور تجھ سے کیوں دریغ کریگا کہمش نے جناب احدیت میں عرض کیا کہ بارخدایا تو مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور انکو
اپنے ساتھ خلوت میں رکھتا ہے تیرے نزدیک میں نے یہ مرتبہ کاہے سے پایا یہ معاملہ تو تو اپنے اولیا کے ساتھ کرتا ہے حضرت
مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو کفایت ہی کی قدر غلہ رکھتا ہو اور خلق سے بے پروا رہے
حضرت محمد بن واسع نے کہا نہیں بلکہ اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو صبح شام بھوکا رہے اور اس حال میں بھی حق تعالیٰ سے خوش
اور راضی ہو حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بزرگوں اور عقلمندوں نے غور کیا دین و دنیا میں بھوک سے زیادہ کسی چیز کو
نافع نہ پایا اور آخرت کے بارے میں سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا حضرت عبدالواحد بن زید نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے

کسیکو اپنا دوست نہین بنایا مگر بھوک کی بدولت اور کوئی شخص پانی پر نہین چلا مگر بھوک کی برکت سے اور کسی شخص نے زمین کو نہین لپیٹا مگر بھوک کی قدرت سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے اوس چالیس دن کے عرصہ مین جس مین حق تعالی نے اونسے کلام کیا تھا کچھ نہین کھایا

گرسنگی کے فائدون اور سیری کی آفتون کا بیان

اے عزیز جانو کہ بھوک کی فضیلت اس سبب سے نہین ہے کہ اوسمین تکلیف ہوتی ہے جسطرح دوا کی فضیلت اس وجہ سے نہین ہے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے مگر بھوک مین دس فائدے ہین پہلا فائدہ یہ ہے کہ دلکو صاف اور روشن کر دیتی ہے اور سیری آدمی کو کور دل اور کند ذہن کر دیتی ہے اور سیری کے سبب سے آدمی کے دماغ مین ایک بخار جاتا ہے کہ وہ آدمی کو نادان کر دیتا ہے حتی کہ اوسکا خیال اور اندیشہ پراگندہ اور شوریدہ ہوجاتا ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھانے سے اپنے دل کو زندہ کرو اور بھوک سے پاک کرو تاکہ صاف اور رقیق ہوجائین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بھوکا رکھتا ہے اوسکا دل تیز ہوتا ہے اوسکی سمجھ بڑھتی ہے حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی روز ایسا نہین ہوا کہ مین خدا کے واسطے بھوکا بیٹھا ہوؤن اور اپنے دل مین حکمت اور عبرت تازہ نپائی ہو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ سیر ہوکر نہ کھایا کرو ورنہ نور معرفت تمہارے دلمین مارا جائیگا پس چونکہ معرفت راہ جنت ہے اور بھوک درگاہ معرفت ہے تو بھوکا رہنا جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدِیمُوا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوعِ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بھوک سے دل ایسا رقیق ہوجاتا ہے کہ ذکر اور مناجات کا مزہ آتا ہے اور سیری سے قساوت اور سختی دل پیدا ہوتی ہے حتی کہ آدمی ذکر جو کرتا ہے وہ زبان کی نوک پر رہتا ہے دل کے اندر سرایت نہین کرتا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ جسنے اپنے اور خدا کے درمیان کھانیکا توبڑہ رکھا اور چاہتا ہے کہ مناجات کی لذت پاوے تو یہ ہرگز نہوگا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اترانا اور غفلت دوزخ کا دروازہ ہے اور شکستگی اور بیچارگی اور عاجزی جنت کی ڈیوڑھی ہے اور سیری اترانا اور غفلت پیدا کرتی ہے اور بھوک عاجزی اور شکستگی لاتی ہے اور جبتک بندہ اپنے تئین عاجزی کی نظر سے نہ دیکھے ایک نوالہ جو اوسے نہین ملتا تو تمام جہان اوسپر تنگ و تاریک ہوجاتا ہے تب تک خداوند تعالی کی بزرگی اور قدرت نہ جانیگا اسیواسطے تھا کہ تمام روی زمین کے خزانون کی کنجیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئین آپ نے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ ایکدن بھوکا رہنا اور ایک دن سیر ہونا مجھے بہت دوست ہے جب بھوکا ہوتا ہون صبر کرتا ہون جب سیر ہوتا ہون شکر بجالاتا ہون چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آدمی اگر سیر ہوگا تو بھوکون کو بھول جائیگا خلق خدا پر مہربانی نکریگا عذاب آخرت کو فراموش کر دیگا اور جب بھوکا ہوگا تو دوزخیون کی بھوک یاد کریگا اور جب پیاسا ہوگا تو قیامت والون کی پیاس یاد کریگا اور خوف آخرت اور بندگان خدا پر شفقت در راہ جنت مین سے ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لوگون نے عرض کیا کہ روی زمین کا خزانہ تو آپکے پاس ہے آپ کیون بھوکے رہتے ہین فرمایا کہ مین یہ ڈرتا ہون کہ سیر ہونگا تو بھوکے فقیرون کو بھول جاؤنگا پانچوان فائدہ یہ ہے کہ سب سعادتون کی سردار یہ عبادت ہے کہ آدمی اپنے نفس کو اپنا زیردست کرے اور شقاوت یہ ہے کہ اپنے تئین نفس کا زیردست کرے اور جسطرح سرکش جانور کو بھوکا [illegible] رام کرتے ہین آدمی کے نفس کا بھی یہی حال ہے اور یہ ایک فائدہ [illegible]

بلکہ فائدون کی کیمیا ہے اسواسطے کہ سب گناہ شہوت کے سبب سے ہوتے ہین اور شہوت سیری کے سبب سے ہوتی ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ مین جب سیر ہوکر کھاتا تھا خواہ نخواہ گناہ یا گناہ کا ارادہ کرتا تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بدعت پہلے پیدا ہوئی وہ سیری تھی کہ لوگون نے جب سیر ہوکر کھایا تو اونکے نفس نے سرکشی اختیار کی اگر بھوک کا اور کچھ فائدہ نہو مگر فرج کی شہوت تو ضعیف ہوجائیگی اور بات کرنیکی خواہش تو کم ہوگی تو قصہ تمام ہے اسواسطے کہ جو کوئی سیر ہوکر کھاتا ہے فضول گوئی اور غیبت مین مشغول ہوتا ہے اور فرج کی شہوت غالب ہوجاتی ہے وہ اگر فرج کو محفوظ رکھیگا تو آنکھ کیونکر بچائیگا اور اگر آنکھ کو بھی بچا لیگا تو دلکو نہ بچا سکیگا اور بھوک ان سب باتون کو کفایت کرتی ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حق تعالی کے خزانہ مین بھوک ایک گوہر گران بہا ہے حق تعالی وہ گوہر ہرکس وناکس کو نہین دیتا جسے دوست رکھتا ہے اسکو عنایت فرماتا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جو مرید ایک سال روکھی روٹی کھائے اور جسقدر کھانیکی اوسے عادت ہے اوسکی آدہی کھائے تو حق تعالے اوسکے دل سے عورتون کا خیال بالکل دور کردیگا چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آدمی جو بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑا سا سوتا ہے اور کم خوابی سب عبادتون اور ذکر و فکر کی اصل ہے خصوصًا شب کو اور جو شخص سیر ہوکر کھاتا ہے اوسپر نیند غالب ہوجاتی ہے مردہ کیطرح پڑا رہتا ہے اور اوسکی عمر ضائع ہوتی ہے ایک پیر ہر شب دسترخوان پر منادی کردیا کرتے تھے کہ اے مریدون بہت روٹی نہ کھاؤ اگر کھاؤگے تو پانی بہت پیجاؤگے کھانا پانی بہت کھاؤ پیوگے تو بہت سا سوؤگے اگر بہت سا سوؤگے تو قیامت کو دن بہت حسرت کروگے ستر صدیقون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے اور چونکہ عمر آدمی کا سرمایہ ہے اور ہر سانس ایک گوہر ہے کہ اوس سے سعادت آخرت حاصل کرسکتے ہین اور سونا عمر کو گھٹاتا ہے اور ضائع کرتا ہے تو جو چیز نیند کو دور کرے اوس سے زیادہ کون شے عزیز ہوگی اور جو شخص سیری پر تہجد ادا کریگا مناجات کی لذت نپائیگا اور نیند اوسپر غلبہ کریگی اور شاید کہ احتلام ہوجاے اور رات کو غسل نکرسکے ناپاک رہے اور عبادت سے محروم رہ جائے اور غسل کی تکلیف مین گرفتار ہوجاے اگر حمام جانا چاہے تو شاید اوسکے پاس پیسا نہو اور شاید حمام مین جاکر عورت پر اوسکی نظر پڑے اور اوسکے سبب سے بہت سی آفتین اوٹھ کھڑی ہون حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ احتلام عقوبت ہے یہ اس سبب سے کہا ہے کہ احتلام سیری سے ہوا کرتا ہے ساتوان فائدہ یہ ہے کہ گرسنگی کے سبب سے آدمی پر زمانہ فراخ ہوجاتا ہے علم و عمل مین مشغول ہونیکے واسطے مہلت اور فراغت پاتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب بہت کھائیگا تو کھانے سونے خریدنے بنانے سامان کا انتظار کرنیکے واسطے زمانہ چاہیے پھر پاخانے جانا طہارت کرنا پڑیگا تمام زمانہ تو ان ہی واہیات کامون مین گذر جائیگا اور ہر سانس ایک گوہر اور آدمی کا سرمایہ ہے اوسے بے ضرورت ضائع کرنا حماقت ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے ہین کہ مینے علی جرجانی کو دیکھا کہ جو کے ستو نگل رہے تھے مین نے کہا کہ تمنے روٹی کیون نہ کھائی کہا کہ اسکے نگل لینے مین اور روٹی کو کھانے مین ستر تسبیح کے زمانہ کا فرق ہے اسی سبب چالیس برس ہوگئے کہ مین نے روٹی نہین کھائی سنا ہے مین کہ روٹی چبانیکے سبب سے ہمیشہ وادی کو نوشتہ ہوجاتا ہے آٹھوان کچھ شک نہین ہے کہ جو شخص بھوک کی عادت ڈالتا ہے اوسپر روزہ آسان ہوتا ہے وہ مسجد مین عمر اعتکاف

کر سکیگا اور ہمیشہ باطہارت رہ سکیگا اور جو لوگ آخرت کی سوداگری کرتے ہین اونکے نزدیک یہ فائدے حقیر اور ناچیز نہین ہین حضرت ابو سلیمان
دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جسنے پیٹ بھر کر کھایا اوسمین چھ چیزین پیدا ہوجاتی ہین ایک تو عبادت کی حلاوت نہین پاتا اور حکمت وغیرہ
یاد رکھنے مین اوسکی یادداشت بری ہوجاتی ہے اور خلق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان سیر ہے
اور عبادت کرنا اوسپر گران ہوجاتا ہے اور شہوتین زیادہ ہوجاتی ہین اور سب مسلمان تو مسجد کے گرد پھرتے ہین وہ پاخانہ اور مزبلہ کے گرد
ہوتا ہے آٹھوان فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے بیماری کی تکلیف دوا کے خرچ طبیب کی ناز برداری فصد کھلوانی
پچھنے لگوانے کڑوی دوا کے کھانیکے صدمہ سے بچا رہتا ہے حکیمون اور طبیبون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کم کھانیکے سوا کوئی چیز
ایسی نہین جو بالکل نفع ہو اور کہین کچھ ضرر نہو ایک حکیم نے کہا ہے کہ جو چیزین آدمی کھاتا ہے اون سب مین انار بہتر اور نافع تر ہے اور خشکہ
گوشت بدتر ہے تھوڑا خشکہ گوشت کھانے سے بہت انار کھانا بہتر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ روزہ رکھو تاکہ تندرست ہو نوان
فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوسکا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اوسے بہت مال کی حاجت نہین ہوتی اور سب آفتین اور گناہ اور دل کی
مشغولی بہت مال کی حاجت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے کہ آدمی جب روز چاہے کہ اچھی چیز کھاؤن اور بہت سی کھاؤن تو تمام دن اسی
فکر مین رہیگا کہ کہان سے لاؤن اور شاید کہ مشتبہ اور طمع اور حرام مین گرفتار ہوجاوے ایک حکیم کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسطرح
نکالتا ہون کہ اون حاجتون سے ہاتھ اوٹھاتا ہون اور یہ مجھپر بہت آسان ہے دوسرے حکیم کا قول یہ ہے کہ مین کیون کسی سے قرض مانگون
اپنے پیٹ ہی سے نہ قرض لے لون اور اوس سے کہدون کہ اس چیز کی خواہش چھوڑ دے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ چیزون کا نرخ
پوچھا کرتے لوگ کہتے کہ گران ہے فرماتے تم اوسکو ارزان کرو بالترک یعنی اسطرح ارزان کرو کہ اس چیز کو ترک کردو دسوان فائدہ یہ ہے کہ آدمی
جب اپنے پیٹ پر قادر ہوگیا تو صدقہ دینے اور لوگون پر خرچ کرنے اور کرم کرنے پر قادر ہوگیا اسواسطے کہ جو کچھ پیٹ مین جاتا ہے پاخانہ
اوسکی جگہ ہے اور جو صدقہ مین دیتا ہے وہ خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تندرست آدمی کو
دیکھا فرمایا کہ جو کچھ تونے اپنے پیٹ مین ڈال لیا ہے اوسے اگر اور کے پیٹ مین صرف کرتا یعنی صدقہ مین اور خدا کی راہ مین دیتا تو بہتر ہوتا واللہ اعلم

کھانا کھانے کے وقت کم کھانے مین مرید کے آداب کا بیان

ایعزیز جان تو کہ بعد اسکے کہ کھانا حلال کا ہو تین
احتیاطین مرید پر فرض ہین پہلی احتیاط کم کھانے مین ہے یہ چاہیے کہ بہت کھاتے کھاتے دفعتاً کم کھانے لگے کہ اوسکی تاب نہ لائیگا
اور دوا اوسے نقصان کریگا بلکہ بتدریج کم کرنا چاہیے مثلاً اگر عادت سے ایک روٹی کم کھایا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ایکدن ایک نوالہ کم کرے
دوسرے دن دو نوالے تیسرے دن تین نقمے تاکہ ایک مہینے مین ایک روٹی سے دست بردار ہوجاوے جب ایسا کریگا تو اوسپر آسان
ہوگا اور کچھ نہ نقصان ہوگا اور طبیعت اوسپر نہ بگڑ جائیگی پھر جس مقدار پر ٹھہریگا اوسکے چار درجے ہین بڑا درجہ جو صدیقون کا مرتبہ ہے
وہ یہ ہے کہ ضرورت کی قدر پر قناعت کرے حضرت سہل تستری نے یہی اختیار کیا تھا اسواسطے کہ اونھون نے کہا کہ عبادت زندگی اور
عقل اور قوت سے ہوتی ہے جبتک قوت گھٹنے کا خوف نہو کھانا نہ کھانا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص بھوک کے سبب ضعیف ہو اوسکا نماز
بیٹھے بیٹھے پڑھنا افضل ہے اوس شخص کی کثرت کے کھڑے نماز سے جو سیر ہو لیکن جب آدمی یہ ڈرے کہ زندگی یا عقل مین خلل پڑ جائیگا تب کھانا چاہیے

کہ فضل کے بغیر بندگی نہین ہو سکتی اور جان تو خود حاصل ہی ہے اونسے پوچھا کہ آپ کیونکر کھاتے ہین فرمایا کہ ہر سال تین درم میرا خرچ تھا ایک درم کا
چاول کا آٹا ایک درم کا شہد ایک درم کا روغن جمع کر کے تین سو ساٹھ پنڈیان بنا لیتا تھا ہر روز ایک پنڈی سے روزہ کھولتا لوگون نے
پوچھا اب کیا انداز ہے فرمایا جیسی آپڑے آجمین بعضے ایسے ہین کہ ہر روز ایک درم بھر سے زیادہ کھانا نہین کھاتے اور اپنے تئین اسقدر
قلیل پر بتدریج پہونچایا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدھ سیر مد پر اقتصار کرے اور جو روٹی چار من کی ہو اوسمین سے ایک روٹی پوری اور
ایک تہائی روٹی آدھ سیر مد کی ہوتی ہے اوسمین شاید تہائی پیٹ بھرے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ
وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّكْرِ اور ایک روایت مین ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ آیا ہے اور یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمائی کہ چند لقمے کفایت کرتے ہین اور یہ روٹی دس لقمون سے کم ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات یا نو نوالون
زیادہ نہ کھاتے تھے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک مد پر اقتصار کرے اور وہ تین گرودہ کے قریب ہوگا شاید اکثر لوگون کے حق مین تہائی پیٹ
سے بڑھکر آدھے پیٹ کی حد کو پہونچ جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک من پورا ہو جائے اور ممکن ہے کہ مد سے جو بڑھ گیا ہے وہ اسراف
کی حد کو پہونچ جائے اور اس آیہ کریمہ مین داخل ہو جائے وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ لیکن یہ امر وقت اور ہاتھ پاؤن اور کام
کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے غرضکہ بہرحال یہ بات چاہیئے کہ جب کھانے سے ہاتھ کھینچے تو بھوکا ہو اور بعض لوگون نے کوئی اندازہ نہین
مقرر کیا ہے مگر یہ کوشش کی ہے کہ جبتک بھوک نہ لگے نہ کھائین ہنوز بھوکے ہون اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لین بھوک کی علامت یہ ہے
کہ آدمی بغیر سالن وغیرہ کے روٹی کی حرص کرے اور جو یا جوار وغیرہ کی روٹی شوق سے کھائے اگر روٹی کے ساتھ کھانیکو کچھ ڈھونڈھے تو وہ سچی
بھوک نہین ہے اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آدھ سیر سے تجاوز نہین کیا ہے ایک جماعت تھی کہ اونکا کھانا ہفتہ مین ایک صاع ہوتا تھا اور ایک صاع
چار مد ہوتا ہے وہ لوگ اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع کھاتے اسواسطے کہ اوسمین گٹھلی نکل جاتی ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک صاع جو میری غذا تھی اور قسم خدا کی جبتک مین آپکے پاس
نہ پہونچ جاؤنگا تب تک اس سے نہ بڑھونگا اور بعض لوگون پر حضرت ابو ذر طعن وتشنیع کرتے تھے کہ تم اس سے پھر گئے ہو اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا بڑا دوست اور بڑا مقرب وہ ہے جو اسطرح پر آج ہے اوسی انداز پر مرے یہ کہکر حضرت ابو ذر نے کہا کہ
تم لوگ اس سے پھر گئے ہو اور جو کا آٹا چھاننے لگے پتلی پتلی روٹیان پکانے لگے دو طرح کا سالن کھانے لگے اور رات کا پیراہن دن کے
پیراہن سے جدا کر دیا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا تھا دو آدمیون مین ایک مد خرما اہل صفہ کی غذا تھی
اور اونکی بھی گٹھلیان نکل جاتی تھین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اگر تمام عالم خون ہو جائے تو بھی اوسمین سے میری
غذا حلال ہی ہوگی اسکے معنی یہ ہین کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ نہ کھائے وہ مراد نہین ہے جو اباحتی لوگ کہتے ہین کہ حرام چیز
جب بکو ملتی ہے تو حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ کا ایک خرما پہونچا اور وہ حلال ہو گیا
دوسری احتیاط کھانے کے وقت ہے اسکے تین درجے ہین بڑا درجہ یہ ہے کہ تین تین دن سے زیادہ تک کچھ نہ کھائے اور کوئی
بزرگ ایسے تھے کہ اونھون نے ایک ایک ہفتہ اور دس دس بارہ بارہ دن سے زیادہ تک کچھ نہین کھایا اور تابعین مین کسی بزرگ نے

اپنے تئین اس مرتبہ کو پہونچایا تھا کہ چالیس چالیس دن کچھ نہ کھاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ چھ دن تک کچھ نہ کھاتے حضرت ابراہیم ادہم اور ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چالیس دن تک کچھ نہ کھائے تو ملکوت آسمان کے عجائبات مین کچھ نہ کچھ اوس پر ضرور ظاہر ہوگا ایک صوفی نے ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تو کیون نہین لاتا راہب نے کہا اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن تک کچھ نہین کھایا یہ سچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہین کرسکتا تمہارے پیغمبر نے ایسا نہین کیا صوفی نے کہا کہ اپنے رسول کی امت مین سے ایک مین ہون بھلا اگر مین چالیس دن کچھ نہ کھاؤن تو تو ایمان لائیگا اوسنے کہا ہان لاونگا صوفی پچاس دن تک بیٹھا رہا اور کہا کہ اور زیادہ صبر کرون راہب نے کہا ہان صوفی نے ساٹھ دن پورے کیے اور کچھ نہ کھایا وہ راہب ایمان لایا یہ بہت بڑا درجہ ہے تکلف سے کوئی اس درجہ کو نہین پہونچتا مگر وہ شخص جسے اس عالم کے باہر کا کوئی کام پیش آیا ہو کہ وہ کام اوسکی قوت کو نگاہ رکھتا ہے اور اوس شخص کو مشغول رکھتا ہے کہ اوسے بھوک کی خبر ہی نہین ہوتی دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو دو دن تین تین دن کچھ نہ کھائے یہ ممکن ہے اور اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہر روز ایک بار کھائے اور یہ سب درجون سے کم ہے اور جب دو بار کھانے کا اتفاق ہوا تو اسراف کی حد کو پہونچ گیا اور کسی وقت آدھی بھوک نہین ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کھانا نوش فرماتے تو شام کے وقت نہ کھاتے اور جب شام کے وقت تناول کرتے تو صبح کے وقت نوش نہ فرماتے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار اسراف نکرنا ایک دن مین دو بار کھانا اسراف ہے آدمی جب ایک ہی بار کھایا چاہے تو اوسے یہ ہے کہ صبح کے وقت کھالے تاکہ تہجد کی نماز ہلکا پھلکا رہے اور دل صاف ہو اور اگر ایسا ہے کہ رات کو کھانے کی طرف التفات کریگا تو ایک روٹی افطار کے وقت کھائے اور ایک روٹی صبح کو قسم دوم اعتبار جنس کھانا ہے مین ہے بہتر کا کھانا گیہون کا چھنا ہوا آٹا جنس اعلیٰ ہے اور جو کا بے چھنا آٹا جنس ادنیٰ ہے اور جو کا چھنا ہوا آٹا جنس متوسط ہے اور روٹی کے ساتھ کھانیکی چیزون مین سب سے بہتر گوشت اور مٹھائی ہے اور سب سے کمتر سرکہ اور نمک ہے اور متوسط چربی ہوئی روٹی ہے جو لوگ آخرت کی راہ چلتے ہین اونکی عادت یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سے پرہیز کیا اور جس چیز کی خواہش اپنے نفس مین دیکھی او کو نہ کھایا اپنے نفس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ جب نفس اپنی خواہش کی چیز پاتا ہے تو اوس مین عجب اور غفلت اور ظلمت پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا مین رہنے کو دوست رکھتا ہے موت کو دشمن جانتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے اوپر دنیا کو تنگ کرے تاکہ دنیا اوسکا قید خانہ بنجائے اور موت قید خانے سے اوسکی نجات ہو جائے حدیث شریف مین آیا ہے شرار امتی الذین یاکلون مخ الحنطۃ یعنی میری امت مین سب سے بدتر وہ لوگ ہین جو بھوسی نکال کر گیہون کھائین یہ حرام نہین ہے کبھی کبھی کھانا درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کی عادت کرلین گے تو طبیعت پر اچھے کھانے کی خواہش غالب ہو جائیگی اور اس بات کا خوف ہے کہ غفلت پیدا ہو جائے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین وہ لوگ بدتر ہین جنکا بدن ہر ایک نعمت کھانے سے موٹا اور تازہ ہوا ہو اور اوسکی تمام ہمت الوان طعام اور اقسام لباس مین مصروف ہو اور باتین دور دور کی بنائین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے موسیٰ تم جان لو کہ گور تمہارا ٹھکانا ہے چاہیے کہ بدن کو شہوت پرستی سے باز رکھو اور جس شخص کو اسباب تنعم مہیا ہووے

اور ہر ایک آرزو برآئی بزرگون نے اوسے نیک نہین جانا ہے حضرت وہب ابن منبہ قدس سرہ نے کہا ہے کہ چوتھے آسمان مین دو فرشتے باہم ملے ایک نے کہا کہ فلانے یہودی نے فلانی مچھلی کی تمنا کی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ ماہی گیر کے جال مین اوسے پھنسادون دوسرے نے کہا کہ فلانے عابد کی آرزو کے موافق روغن کا پیالہ اوسکے پاس لوگ لائے ہین مین اسواسطے جاتا ہون کہ اوسے گرادون لوگون نے کٹورے بھر ٹھنڈے پانی مین شہد گھولکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیا آپنے نہ پیا اور فرمایا کہ اسکے حساب سے مجھے دور رکھو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیمار تھے بھنی ہوئی مچھلی کھانے کو اونکا جی چاہا حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین مچھلی نہ ملتی تھی مین نے بڑی کوشش اور تلاش سے ڈیڑھ درم کو مول لی اور بھونکر اونکے پاس لیگیا اتنے مین ایک فقیر آپہونچا اونھون نے کہا کہ اوسے دیدو مین نے کہا کہ مچھلی کی تمھین آرزو تھی مین بڑی کوشش سے لایا ہون اسے رہنے دو مین اسکی قیمت فقیر کو دیدونگا کہا نہین یہی دیدو مین نے وہ مچھلی اوس فقیر کو دیدی اور اوسکے پیچھے پیچھے گیا اور پھر اوس سے مول لیلی اور قیمت اوسے دیدی جب پھر مین اوس مچھلی کو لایا اور کہا کہ مین نے اسکی قیمت اوسے دیدی ہے اونھون نے پھر کہا کہ مچھلی اوسیکو دیدو اور قیمت بھی نہ پھیرو کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد کیا کہ جس کسیکو کوئی چیز کھانے کی آرزو ہو اور خدا کے واسطے اوس چیز سے دستبردار ہو حق تعالی اوسے بخشدیگا حضرت عتبہ الغلام رحمہ اللہ تعالی خمیر کو آفتاب مین خشک کر کے کھایا کرتے اوسے پکانے نہ دیتے تاکہ اوسکا مزہ نہ ملے اور دھوپ سے پانی نہ اوٹھاتے اوسیطرح گرم پیا کرتے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دودھ کی آرزو رہی اور چالیس برس نہ پیا کوئی شخص اونکے پاس رطب لیگیا دیر تک ہاتھ مین لیے رہے پھر اوس شخص سے کہا کہ تم ہی کھالو مین نے تو چالیس برس ہوئے نہین کھایا احمد ابن الحواری حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہما کے مرید کہتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان دارانی نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کھانیکی آرزو کی مین نے لایا اونھون نے نوالہ اوٹھا کر رکھدیا اور روئے اور کہا کہ یا رب خدایا تو میری خواہش کی چیز میرے سامنے لایا یہ میری عقوبت ہے مین نے توبہ کی اب میرا گناہ بخشدے حضرت مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایکدن بصرہ کے بازار مین میرا گذر ہوا ایک ترکاری دیکھی اوسکی خواہش میرے دل مین پیدا ہوئی مین نے قسم کھائی کہ اسے نہ کھاونگا اور چالیس برس اوس سے صبر کیا حضرت مالک دینار قدس سرہ نے کہا ہے کہ پچاس برس ہوئے کہ مین نے دنیا کو طلاق دی ہے اور دودھ کے شربت کی آرزو مین ہون اور نہ پیا ہے نہ پیونگا حتی کہ حق تعالی کے پاس پہونچ جاؤن حضرت حماد ابن ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت داود طائی کے دروازہ پر جب مین پہونچا تو میرے کان مین یہ آواز آئی کہ تو نے ایکبار گاجر چاہی تھی وہ مین نے تجھے دیدی اب خرما مانگتا ہے یہ ہرگز نہ پائیگا اور نہ کھائیگا اندر جو گیا تو اونکے پاس اور کوئی نہ تھا وہ آپ ہی آپ کہہ رہے تھے حضرت عتبہ الغلام قدس سرہ نے حضرت عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ تعالی علیہ سے کہا کہ فلانا شخص اپنے دل کی ایک حالت بیان کرتا ہے مجھے وہ حالت نہین ہے اونھون نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روکھی روٹی کھاتا ہے اور تم خرمے سے روٹی کھاتے ہو اونھون نے کہا کہ اگر مین خرمے سے دستبردار ہوون تو اوس حالت کو پہونچونگا فرمایا ہان پہونچیگا غرضکہ اوس نے خرمے کو ترک کردیا اور رو دیا

لوگون نے پوچھا کہ کیا تو خرمے کے واسطے روتا ہے حضرت عبد الواحد نے جواب دیا کہ اسکا نفس خرما چاہتا ہے اور میرے صدق عزم
سے جانتا ہے کہ یہ ہرگز نہ کھائیگا اسواسطے روتا ہے حضرت ابو بکر جلا قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین ایک شخص کو جانتا ہون کہ اوسکے
نفس کو ایک چیز کی تمنا ہے اور کہتا ہے کہ مین دس روز تک صبر کرونگا اور کچھ نہ کھاؤنگا مجھے میری آرزو ہی دے وہ شخص کہتا ہے کہ
مین یہ نہین چاہتا کہ تو دس دن تک کچھ نکھا مگر اپنی اس خواہش سے دست بردار ہو جا بزرگون اور سالکون کی راہ یہی ہے اگر کوئی شخص
اس درجہ کو نہ پہونچے بارے اتنا تو ہو کہ بعض بعض خواہشون سے دست بردار ہو جاسکے اور اپنی خواہش کی چیز دو مہینے کو دیتے
اور ہمیشہ گوشت بھی نہ کھایا کرے اسواسطے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن
برابر گوشت کھاتا ہے اوسکا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو برابر چالیس دن نکھائیگا وہ بدخو ہو جائیگا اور معتدل بات وہ ہے جو امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمائی کہ ایک بار گوشت کھاؤ ایکبار روغن ایکبار دودھ ایکبار سرکہ ایکبار روکھی روٹی
اور مستحب یہ ہے کہ آدمی سیر ہو کر نہ سوسکے ورنہ دو غفلتون کو اکٹھا کریگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ کھانیکو نماز اور ذکر کے واسطے
چھوڑ دو اور سو نہین کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ کھانیکے بعد چار رکعت نماز پڑھنا چاہیے اور سو بار تسبیح کہنا چاہیے
یا کچھ قرآن شریف پڑھنا چاہیے حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ جب سیر ہو کر کھانا کھاتے تو تمام شب عبادت کیا کرتے اور فرماتے
کہ جب چارپائے کو بھر پیٹ کھلایا تو اوس سے سخت کام لینا چاہیے ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی مریدون سے کہا کرتے تھے کہ خواہش کی چیز
نہ کھاؤ اگر کھاؤ تو ڈہونڈہو نہین اگر ڈہونڈہو تو دوست نہ رکھو **بھوک کی ریاضت کے بھید کا بیان اور اوسمین**
پیر و مرید کا حکم مختلف ہونیکا ذکر اے عزیز جان تو کہ بھوک سے مقصود یہ ہے کہ نفس ٹوٹ کر زیر دست اور با ادب
ہو جائے جب وہ راست و درست ہو گیا تو ان قیدون سے چھوٹ جاتا ہے اسی سبب سے پیر مریدون کو ان سب ریاضتون کا
حکم فرماتا ہے خود نہین کرتا کہ بھوک مقصود نہین ہے مقصود یہ ہے کہ بقدر کھائے کہ معدہ گران نہو جائے اور بھوک بھی نہ معلوم ہو کہ یہ
دونون باتین خارج ہو کر عبادت سے باز رکھتی ہین کمال یہین ہے کہ آدمی ملائکہ کی صفت پیدا کرے کہ نہ بھوک کی تکلیف ہوتی ہے
نہ کھانیکی گرانی جبتک ابتدا مین نفس پر زور اور جبر نکرین تب تک یہ اعتدال نہین حاصل کرتا پھر بعضے بزرگ آپ ہمیشہ بیگانان
رہے ہین اور احتیاط کی راہ چلے ہین اور نفس کی نگہداشت کرتے رہے ہین اور جو شخص بڑا کامل ہوا ہے وہ اعتدال کے درجہ پر ٹھہرا
اس امر پر دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ روزہ رکھتے رہتے کہ لوگ کہتے کہ آپ افطار ہی نہ کرینگے اور کبھی افطار
فرماتے تھے کہ لوگ کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھینگے اور جب گھر مین آتے کچھ طلب فرماتے اگر ہوتا نوش جان کرتے ورنہ ارشاد کرتے کہ مین
روزہ دار ہون شہد اور گوشت کو دوست رکھتے حضرت معروف کرخی قدس سرہ کے پاس لوگ اچھا کھانا لاتے تھے تو وہ کھا لیتے تھے حضرت
بشر حافی قدس سرہ نہ کھاتے حضرت معروف کرخی سے لوگون نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میرے بھائی بشر پر ورع غالب ہے
اور مجھے معرفت نے کھولا ہے مین اپنے مالک کے گھر مہمان ہون جیسا دیتا ہے ویسا کھا لیتا ہون نہین دیتا ہے تو صبر کرتا ہون
مجھے کچھ اختیار اور انکار باقی ہی نہین رہا یہ آدمیون کے غرور کا مقام ہے جو شخص مخالفت نفس کی طاقت نہین رکھتا وہ کہتا ہے کہ حضرت

معروف کرخی کی طرح میں بھی عارف ہوں تو ریاضت اور مشقت سے دو آدمی باز رہتے ہیں یا تو صدیق جسنے اپنا کام بنا لیا ہو وہ باز رہتا ہے
یا احمق جو سمجھتا ہے کہ میں اپنا کام بنا چکا حضرت معروف کرخی کو اپنی ذات میں تصرف اور اختیار باقی تھا یعنی انانیت باقی نہ رہی تھی کہ کچھ
اگر ہاتھ یا زبان سے لوگ اونکے ساتھ گستاخی کرتے تو کچھ بھی غصہ نہ آتا اور سمجھتے کہ یہ امر جانب اللہ سے ہے یہ بات ایسی کی ہمت و قدرت
ہو گی جو اونکے مثل ہو اور حضرت بشر حافی اور سری سقطی اور مالک بن دینار قدس سرہم اور اس طبقہ کے بزرگ لوگ اپنے نفس سے کب
ڈرتے ہوں اور یہ حضرات ریاضت اور مشقت سے باز رہے ہوں تو اوروں کو اپنی نسبت یہ گمان محال ہے اور کوئی حضرت معروف کرخی
کی برابری کا دعوی کرے کیا مجال ہے کہنا اپنا چھوڑ دینے کی آفتوں کا بیان اے عزیز جان تو کہ اس سے دو فتنے
پیدا ہوتی ہیں ایک تو یہ ہے کہ آدمی بعضی خواہشیں چھوڑ دینے پر قادر نہیں ہوتا اور یہ نہیں چاہتا کہ لوگ اس بات کو جانیں کہ شہوانی
کھاتا ہے برا نہیں کھاتا اور یہ عین نفاق ہے اور شاید شیطان اوسے فریب دے کہ یہ مسئلا اون کے فائدہ کی بات ہے تا کہ وہ
تیری پیروی کریں اور یہ عین دغا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دکھانے کے واسطے خواہش کی چیز مول لیتا ہے اور پھر
لیجاتا ہے پھر چھپا کر اوسے خیرات دیدیتا ہے یہ نہایت صدق کی بات ہے اور صدیقوں کا کام ہے نفس پر نہایت بھاری و دشوار اور
شاق ہوتا ہے شرط اخلاص یہ ہے کہ یہ امر آسان ہو جاوے کیونکہ اگر شاق گذرتا ہے تو ابھی دل میں ریا سے تعلق باقی ہے اور دوسرے
ریاضت یا کرتا ہے تا شہوت پوری نہیں کرتا ہے اور کوئی شخص کھانے کی شہوت سے بھاگ کر ریا کی شہوت میں گرتا ہے وہ ایسا ہے کہ
مینہ سے بھاگ کر پھری میں پناہ لیتا ہے تو سیکھو چاہیے کہ جب اوسکے نفس میں یہ خواہش پیدا ہو تو لوگوں کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھا
پھر پیٹ بھر کھا لے تا کہ ریا بھی اوٹھی رہے اور مطلب بھی — **شہوت فرج کی آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے
شہوت جماع کو آدمی پر اس واسطے مسلط فرمایا ہے کہ وہ تخم ریزی کرتا رہے اور نسل منقطع نہ ہو جاوے اور یہ شہوت لذت آخرت کا نمونہ
[illegible] کی آفت بہت بڑی ہے چنانچہ حضرت یحیی علیہ السلام سے کہا کسی عورت کے پاس تنہائی میں [illegible]
[illegible] خلوت کرتا ہے [illegible] ساتھ [illegible] ہوتا ہوں تا کہ [illegible] حضرت [illegible] اللہ تعالی
[illegible] ابلیس [illegible] کے پاس [illegible] امید [illegible] اس سے ڈرتا ہوں
کسی چیز سے نہیں ڈرتا ہوں [illegible] اپنے گھر اور اپنی لڑکی کے گھر کے سوا اور کہیں نہیں جاتا اے عزیز جان تو کہ اس شہوت میں بھی افراط و تفریط
اور اوسط کا درجہ ہے افراط تو یہ ہے کہ ایسی شہوت ہو کہ آدمی خوف سے نہ ٹھہر سکے اور اپنے تئیں بالکل اوس میں ڈبو دے جب
ایسی شہوت ہو تو اوسے روزہ رکھ کر توڑنا واجب ہے اور اگر روزے سے نہ ٹوٹے تو نکاح کرے اور تفریط یہ ہے کہ شہوت
جاتی ہی رہے اور یہ بھی نقصان کی بات ہے اور توسط و اعتدال یہ ہے کہ شہوت ہو اور زیر دست رہے بعضے آدمی شہوت
زیادہ ہونیکے واسطے معجونی چیزیں کھاتے ہیں یہ امر نادانی سے ہوتا ہے اونکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو زنبور کے چھتے کو
چھیڑے تا کہ وہ اوسکے پیچھے پڑ جائیں مگر جس شخص نے کئی نکاح کیے ہوں اور جورو و نکاح کا حق ادا کرے اونکی حفاظت کرنا مقصود ہو تو
مضائقہ نہیں اس واسطے کہ مرد لوگ عورتوں کے حصار ہیں اور غرائب اخبار میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ مین نے اپنے مین ضعف باہ پایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے فرمایا کہ ہریسہ پکا کر کھاؤ اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نو بیبیان تھین وہ تمام عالم پر حرام ہوگئی تھین اور تمام جہان سے اونکی امید منقطع تھی اس شہوت کی آفتون مین سے ایک
عشق ہے وہ بہت گناہون کا سبب ہوتا ہے اگر آدمی ابتدا مین احتیاط نکرے تو ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور احتیاط کی صورت
یہ ہے کہ آنکھ کو محفوظ رکھے اگر اتفاقاً کسی پر آنکھ پڑ جایگی تو اوسے دوبارہ روکنا آسان ہوگا اور آنکھ کو بلا قید چھوڑ دیگا تو پھر اوسکا
ٹھہرنا مشکل ہوجائیگا اس بارہ مین نفس کی مثل چارپایہ کی سی ہے اگر کسیطرف جانیکا قصد کرے تو پہلے ہی اوسکی باگ پھیرنا آسان
ہوتا ہے اور جب مطلق العنان ہوگیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اوسکی دُم پکڑ کے کھینچنا دشوار ہوتا ہے تو آنکھ کو محفوظ رکھنا
اصل ہے حضرت سعید ابن جبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داود علیہ السلام آنکھ ہی کے سبب سے بلا اور فتنہ مین پڑے حضرت داود
نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتون کے پیچھے ہرگز نہ جانا حضرت یحیی ابن زکریا
علی نبینا وعلیہما السلام سے لوگون نے پوچھا کہ زنا کہان سے پیدا ہوتی ہے فرمایا آنکھ سے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا
فرماتے ہین کہ نگاہ ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو شخص خوف خدا سے اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے
حق سبحانہ تعالی اوسکے تئین ایسا ایمان عنایت فرماتا کہ وہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت مین عورتون کے مثل کوئی بلا نہین چھوڑی ہے اور فرمایا ہے کہ فرج کیطرح
آنکھ بھی زنا کرتی ہے دیکھنا آنکھ کی زنا ہے تو جو شخص آنکھ کو نہ بچا سکے اوسپر واجب ہے کہ شہوت کو ریاضت سے توڑے اور روزہ
رکھنا اس شہوت کا علاج ہے اگر نہو سکے تو نکاح کرنا اسکا علاج ہے اور اگر خوبصورت لونڈون سے آنکھ کو نہ بچا سکے تو یہ بہت بڑی
آفت ہے اسواسطے کہ اس فعل کو آدمی حلال کر ہی نہین سکتا اور جو شخص بتقاضائے شہوت لونڈون کو گھورے اور اوس سے
راحت پائے اوس شخص کو لونڈون کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن اگر اوس قسم کی راحت حاصل ہو جیسے سبزہ اور شگوفہ اور اچھے اچھے
نقش ونگار دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے تو خیر کیونکہ یہ کچھ نقصان نہین کرتی اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے والیکے دل مین لونڈی کے ساتھ
قربت کرنیکا خیال اور تقاضا نہو اسواسطے کہ گل اور شگوفہ اگرچہ اچھا ہو لیکن اوسکے بوسہ دینے اور چھونے کی خواہش نہین ہوتی اور جب
قربت کی خواہش پیدا ہو تو یہ شہوت کی علامت اور لواطت کا پہلا قدم ہے ایک مشائخ کا قول ہے کہ اگر ہر یہ شیر خشمگین جھپٹے تو
مین اتنا نہین ڈرتا جتنا غلام امرد کے ملنے سے ڈرتا ہون مریدون مین سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھپر اسقدر شہوت غالب ہوئی
کہ مین متحمل نہوسکا مین نے بہت دعا اور زاری کی ایک رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے کہتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے تو
مین نے عرض حال کیا اونھون نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب مین جاگا تو سکون ہوگیا جب ایک سال گذر گیا تو پھر شہوت پیدا
ہوئی مین نے بہت زاری کی اونھین بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھسے شہوت دفع ہوجائے مین نے عرض کیا
ہان فرمایا گردن جھکا مین نے جھکا دی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری مین جب جاگا تو پھر سکون ہوگیا جب ایک سال
گذرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر مین نے زاری بھی کی اور اون بزرگ کو بھی خواب مین دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہین کہ اس چیز کا دفعیہ

کہانتک خدا سے چاہیے گا جسکے وضع کرنیکو وہ دوست نہین رکھتا ہے پھر مین جاگا اور جورو کی حتی کہ شہوت سے نجات پائی اوس شخص
کے ثواب کا بیان جو اس شہوت کے خلاف کرے الغرض جاننا چاہیے کہ شہوت جسقدر زیادہ غالب ہوگی اوسیقدر
اوسکے خلاف کرنے مین ثواب بھی زیادہ ہے اور کوئی شہوت غالب نہین ہے لیکن اس شہوت کا مطلوب برا ہے
اور اکثر لوگ جو یہ شہوت نہین بجھاتے تو یا عجز کے سبب سے یا ڈر ہوتا ہے یا شرم کی وجہ سے یا اس خوف سے کہ کھل جائیگا تو ہم بدنام
ہونگے اور جو شخص ان وجہون سے حذر کرتا ہے اوسے کچھ ثواب نہین ہوتا کہ یہ غرض دنیوی کی طاعت ہے طاعت شرع نہین ہے
لیکن گناہ سے عاجز ہونا بھی سعادت ہے کہ کسی سبب سے ہو آدمی عقوبت اور گناہ سے تو بچتا ہے اگر کوئی شخص حرام پر قادر ہو اور کوئی مانع
بھی نہو اور خدا کے واسطے اوس سے دست بردار ہو تو اوسکا بڑا ثواب ہے اور وہ شخص اون سات آدمیون مین سے ہے جو قیامت
کے دن عرش الہی کے سایہ مین ہونگے اور اس امر مین اوسکا درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہوگا اسواسطے کہ یہ گناہ
ٹلے کر نہین حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام پیشوا ہین اور اس امر مین حکایت سلیمان ابن یسار رحمہ اللہ تعالی بہت ہی حسین آدمی تھے
ایک عورت نے اپنے تئین اونکی خدمت مین پیش کیا وہ بھاگ گئے کہتے ہین کہ اوسی شب مین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین
دیکھا اور پوچھا آپ یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین نے قصد کیا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بھی نہین کیا یہ
اس آیہ کریمہ کیطرف اشارہ ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا الآیہ اور یہی سلیمان یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب
مدینہ منورہ سے نکلکر ابوا مین اوترا میرا ساتھی توشہ لینے چلا گیا عرب کی ایک عورت ماہ طلعت بے نقاب جیسے بدر بے سحاب میرے پاس
آئی اور اپنی زبان مین یون کہنے لگی شعر بدست ساقیا قدح پر شراب کن ٭ دور فلک درنگ ندارد شتاب کن ٭ یعنی شعر
ساقیا بہر خدا اندر الطاف وکرم ٭ بادہ گلگون سے بھر دے میرے پیمانے کو ٭ مین سمجھا کہ اسے خواہش طعام ہے اس سبب سے
یہ کلام ہے دسترخوان مانگا کہ اوسے کھانا دون اوسنے کہا مین نہین چاہتی ہون بلکہ میرا وہ مدعا ہے جو مطلب عورتونکو خاص مردون
سے ہوتا ہے یہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور نہایت گریان ہوا اسقدر رویا کہ اوس خیال باطل کو اوسکے دل سے دھو دیا اشک
دیکھکر وہ مہ پارہ ابر برقع مین پنہان ہوگئی اور اپنی منزل کو روان ہوگئی وہ ساتھی جب پھر کر آیا تو مجھ مین رونیکا اثر پایا پوچھا یہ کیا حال
ہے مین نے کہا لڑکون بالون کا خیال باعث ملال ہے اوسنے کہا تو ابھی فارغ البال تھا لڑکون بالون کا نہ وہم تھا نہ خیال تھا
کوئی امر جدید پیش آیا ہے فلک نے کوئی نیا واقعہ دکھایا ہے مجھسے بیان کر غرضکہ جب اوسنے بہت الحاح کیا تو مین نے کہدیا
اوسنے جو سنا تو وہ بھی رونے لگا مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے کہا اس وجہ سے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر یہ امر مجھے پیش آتا
تو مین ایسا نکر سکتا پھر جب ہم مکہ معظمہ مین پہونچے اور طواف وسعی کر چکے تو مین ایک حجرہ مین سو گیا ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت درجہ
حسین وجمیل کشادہ رو خوش بو دراز قد ہے مین نے پوچھا تم کون ہو اونھون نے فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کیا کہ
یوسف صدیق فرمایا ہان مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کے ساتھ آپکا قصہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھ تیرا
[illegible] ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گذشتہ مین

اکسیر ہدایت

تین آدمی سفر کو گئے جب رات ہوئی تو ایک غار کے اندر چلے گئے تاکہ بخوف رہین اتفاقاً پہاڑ سے اتنا بڑا ایک پتھر گرا کہ غار کا منہ ایسا بند
ہو گیا کہ نکلنے کا رستہ نہ رہا اور اوس پتھر کو جنبش دینا ممکن نہ تھا اون بیچارون نے آپس مین کہا کہ اسکی کوئی تدبیر نہین ہے مگر یہ کہ ہم تینون
آدمی دعا کرین اور ہر ایک اپنے اپنے نیک عمل عرض کرے کہ شاید اوسکے طفیل سے حق سبحانہ تعالی ہماری مشکل آسان کرے اون مین سے ایک شخص نے
یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ تھے کہ اونسے پہلے نہ خود مین کھانا کھاتا تھا نہ اپنے جورو لڑکون کو دیتا تھا
ایکدن کسی کام کو گیا تھا بہت رات گئے آیا میرے ماں باپ سو گئے تھے ایک کاسہ بھر دودھ جو مین لایا تھا اونکے جاگنے کے انتظار مین
میرے ہاتھ پر تھا اور لڑکے بھوک کے مارے زار زار روتے تھے مین اونسے کہتا تھا کہ جبتک میرے والدین پہلے نہ پی لین گے تب تک
تمہین نہ دونگا وہ صبح تک نہ جاگے اور مین اوسے ہاتھ پر رکھے کھڑا رہا حالانکہ مین اور میرے لڑکے بھوکے تھے بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ
امر محض تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے جب اوسنے یہ عرض کی تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا لیکن ابھی نہ
باہر نکل سکتے تھے پھر دوسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی
مین اوسپر عاشق تھا وہ میرا کہنا نہ مانتی تھی حتی کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ محتاج ہوئی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی ایک سو بیس دینار
اشرفی طلائی مین نے اوسے دیئے کہ میرا کہا مان لے غرضکہ جب مین اوس کام کے قریب ہوا تو اوسنے کہا کہ تو ڈرتا نہین کہ حق تعالی
کی مہر اوسکے حکم توڑتا ہے مین نے ڈر کر اوسے چھوڑ دیا اور پھر اوسکا قصد نہین کیا حالانکہ تمام جہان کی چیزون مین اوس سے زیادہ
مجھے کسی چیز کی حرص اور خواہش نہ تھی بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ فقط تیری ہی رضا کے واسطے مین نے حذر کیا تو تو ہماری مشکل آسان
کردے پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منہ کچھ تھوڑا اور کھلا لیکن ابھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا پھر تیسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو
واقف حال ہے کہ ایک مرتبہ مین نے مزدور لگائے تھے سب مزدورون کی مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا
مین نے اوسکی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اوسکی تجارت کرتا رہا حتی کہ بہت سامال جمع ہوا ایکدن وہ مزدور مزدوری مانگنے
لگا سب بیل اونٹ بکری لونڈی غلام ایک ڈھیر کرکے جو پڑے تھے مین نے اوس سے کہا کہ یہ سب تیری مزدوری ہے اوسنے کہا کہ تم مجھسے
ہنستے ہو مین نے کہا نہین یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے اور وہ سب مین نے اوسے حوالہ کردیا اور مین نے خود کچھ نہین لیا بارخدایا
اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ امر تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کردے بس پتھر بالکل ہٹ گیا راہ کھلی باہر نکلے مصیبت کا زمانہ
کٹ گیا **حکایت** حضرت بکر ابن عبداللہ المزنی قدس سرہ نے کہا ہے کہ ایک قصائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پہ عاشق تھا ایک مرتبہ
وہ لونڈی کسی گاؤن کو جاتی تھی وہ قصائی پیچھے پیچھے جاکر اوس سے لپٹ گیا کہا اے جانم جسقدر مجھے تجھسے محبت ہے اوس سے زیادہ
مجھے تجھسے عشق ہے لیکن کیا کرون خدا سے ڈرتی ہون قصائی نے کہا کہ وہ وقت جو تو خدا سے ڈرتی ہے تو مین کیونکر نہ ڈرون یہ کہکر توبہ کی
اور پھر راہ مین اوسپر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہو جانیکا خوف تھا کہ ایک شخص جو پیغمبر وقت کا رسول کہین جاتا تھا وہ آپہونچا اور قصائی
سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہونچی ہے جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے اوس نے کہا کہ آؤ مین اور تم دعا کرین کہ حق تعالی ابر کو بھیجے
اور جبتک ہم شہر کو پہونچین وہ ہمپر سایہ کیے رہے قصائی نے کہا کہ مین تو کچھ عبادت نہین رکھتا ہون تم دعا کرو مین آمین کہونگا

ایسا ہی کیا ابر آیا اور انکے سر پر چھایا یہ چلے حتی کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ ابر قسائی کے ساتھ چلا اور وہ رسول پیغمبر یونہین چلا قسائی سے کہنے لگا کہ اے جوان تو تو کہتا تھا کہ مین کچھ عبادت ہی نہین رکھتا ہون اب کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تہا اپنا حال تو بتا قسائی نے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا ہون مگر اس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے اور رسول پیغمبر نے کہا کہ ایسا ہی ہے کہ حق تعالی کے نزدیک جو مقبولیت تائب کے واسطے ہے وہ کسیکے واسطے نہین **عورتون کو دیکھنے کی آفت اور نظر حرام کا بیان** ایعزیز جان تو کہ یہ امر نادر ہے کہ کوئی شخص ایسے کام پر قادر ہو پھر اپنے تئین بچا سکے تو اولی یہ ہے کہ آدمی ابتدا سے کار کو نگاہ رکھے اور ابتدا سے کار آنکھ ہے حضرت علا ابن زیاد رحمہا اللہ تعالی کہتے ہین کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کہ اوس سے دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت مین عورتون کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اونکی خوشبو سونگھنے اور اونکی آواز سننے سے حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہہ گذرنے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہان ممکن ہو کہ عورتین تجھے دیکھین گو کہ تو اونہین نہ دیکھے اسواسطے کہ جہان کہین جمال ہوتا ہے وہان ہر امر شہوت اور خیال بد کا تخم دل مین بوتا ہے اور عورت کو بھی خوبصورت مرد سے اسیطرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑ جائے تو گناہ نہین ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھپر حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہوا اور اپنے تئین محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور درد عشق کے مارے مر جائے وہ شہید ہے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہین کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑ گئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر دیکھے نہ تلاش کرے اور عشق کو دلمین چھپائے رہے ایعزیز جان تو کہ مجلسون اور دعوتون مین مردون اور عورتون کے بیٹھنے اور نظارہ بازی کرنے سے بڑھکر کوئی تخم فساد نہین بشرطیکہ آئین پردہ اور حجاب نہو اور عورتین چادر اور نقاب جو اوڑھتی ہین کافی نہین بلکہ جب سفید چادر اوڑھتی ہین اور تکلف کا نقاب ڈالتی ہین تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھلا رکھنے سے زیادہ اس ستر و حجاب مین اچھی معلوم ہون تو سفید چادر اوڑھکر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈالکر باہر نکلنا عورتون پر حرام ہے جو عورت ایسا کریگی گناہگار ہوگی اور باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ مین اوسکا شریک ہوگا کہ اوسنے اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہین ہے کہ بقصد شہوت عورتون کا پہنا ہوا لباس پہنے یا اوسکو سونگھنے کے واسطے اوسپر تکیہ کرے یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہین عورتون کو دے یا لے یا میٹھی میٹھی باتین کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے بات کرنا درست نہین ہے مگر سخت بات زجر کیساتھ جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ تعالی عنہما کو ارشاد ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردون کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دل مین بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہان پر اوسمین عورت کا دہن لگا تھا وہان سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے دانت سے کاٹکر چھوڑ دیا ہوا اوسے کھانا نہ چاہیے حضرت ابو ایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے سے اور نکلا وہیں حال دیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں در دہن مبارک پہنچ گیا ہو تو ان حضرت نے اپنی انگلیاں نکال لیں سب ان میں تو تھا تو اگر تلذذ اور خوشی کی نیت سے غیر عورت کا جھوٹا کھایا جاویگا تو گناہ اور عذاب ہوگا اور یہ چیز عورتوں سے علاقہ رکھتی ہے اوس سے زیادہ تر پرہیز سے حذر کرنا ضرور تر نہیں ہے اگر غیر پایا جاتا کہ جو عورتیں نظر آتی ہیں اور ایک سامنے آتا ہو شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اسپر نظر ڈال دیکھ تو وہ کیسا ہے تو شیطان کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہیئے اور کہنا چاہیئے کہ میں کیوں دیکھوں یہ اگر بدصورت ہے تو رنجیدہ بھی ہونگا اور گنہگار بھی اسواسطے کہ میں نے تو اس قصد سے دیکھا ہوگا کہ وہ خوبصورت ہے اور اگر خوبصورت ہے تو چونکہ دیکھنا حلال نہیں اسوجہ سے گناہ ہوگا اور رنج و حسرت رہیگی اور اگر اوسکے ساتھ جاؤں تو دین اور عمر اوسکے نذر کروں اور شاید مطلب کو نہ پہونچوں اسلئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک ایک راہ میں کسی خوبصورت عورت پر پڑگئی آپ پھر آئے اور اپنی بی بی کے ساتھ صحبت کی اور فوراً غسل کرکے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ جس شخص کے سامنے عورت آجاوے اور شیطان اوسکی شہوت کو حرکت میں لاوے وہ اپنے گھر میں جاکر اپنی جورو سے صحبت کرے کیونکہ تمہاری جورو پاس ہے وہی غیر عورت کے پاس بھی ہے واللہ اعلم و علمہ احکم ۔۔۔

تیسری اصل باتیں کرنے کی حرص کے علاج اور آفت زبان کے بیان میں

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ زبان عجائب صنعت الٰہی میں سے ہے کہ ظاہر میں تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور حقیقت میں سب موجودات پر اوسکا تصرف اور قبضہ ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اوسکے تصرف میں ہے اسواسطے کہ وہ معدوم کا بھی بیان کرتی ہے اور موجود کا بھی بلکہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہیں اور جو کچھ عقل اور وہم اور خیال میں آتا ہے زبان اوسکو تعبیر اور تقریر کرتی ہے اور یہ خاصا کسی عضو میں نہیں اسواسطے کہ آنکھوں اور [illegible] کے سوا اور رنگ کے [illegible] کی حکومت میں نہیں اور آواز کے سوا اور کوئی چیز کان کی ولایت میں نہیں اور اعضا بھی ایسے ہی ہیں اور ہر ایک عضو کی حکومت ملکات کی ایک ہی کرنے میں ہے اور زبان کی حکومت دل کی حکومت کیطرح تمام مملکت میں جاری ہے اور زبان جو کچھ دل کے مقابل میں ہے دل سے صورتیں لیکر تقریر اور تعبیر کرتی ہے اسیطرح دل میں بھی صورتیں پہونچاتی بھی ہے اور جو کچھ زبان کہتی ہے اوس سے بھی دل ایک صفت حاصل کرتا ہے مثلاً آدمی جب زبان سے تضرع اور زاری کرتا ہے اور اوسکے کلمات کہنے لگتا ہے اور نوحہ گری کے الفاظ کہنا شروع کرتا ہے تو اوسکے سبب سے دل رقت اور سوز و گداز کی صفت حاصل کرنے لگتا ہے اور آتش دل کا بخار دماغ کا قصد کرکے آنکھوں سے باہر آنے لگتا ہے اور جب زبان سے طرب اور نیک صفتوں کے الفاظ آدمی کہنے لگتا ہے تو دل میں نشاط اور خوشی کی حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور شہوتیں جنبش اور حرکت کرنے لگتی ہیں علیٰ ہذا القیاس جو کلمہ آدمی زبان پر لاتا ہے اوسکے موافق ایک صفت دل میں پیدا ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اگر بیہودہ باتیں کہتا ہے تو دل تاریک ہو جاتا ہے اور جب حق بات کہتا ہے دل روشن ہو جاتا ہے اور [illegible] کج بات کہتا ہے [illegible] ٹیڑھا ہوتا ہے اسیطرح دل بھی ناہموار ہو جاتا ہے یہانتک کہ چیزوں کی صورت [illegible] شاعر [illegible] کا خواب اکثر سچا نہیں ہوتا اسواسطے کہ جھوٹی باتوں سے اوسکا دل ناہموار ہو گیا ہے اور [illegible] کی عادت ڈالتا ہے اوسکا خواب

رہبت و درست ہوتا ہے علی ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہیں دیکھتا ہے جب اوس جہان مین جائیگا تو درگاہ الٰہی کی اوسکی زیارت
سب اوسکی نہایت ہے وہ بھی اوسکے دل مین کاواک نظر آئیگی ٹھیک نہ دیکھیگا اور اوس لذت کی سعادت سے محروم رہیگا بلکہ
جسطرح ناہموار آئینہ مین چہرہ ٹیڑھا ہوجاتا ہے اور جسطرح تلوار کے عرض یا طول مین آدمی دیکھے تو صورت کا حسن و جمال باطل ہوجاتا ہے اوس
جہان کے کامون اور حق سبحانہ تعالی کے کامونکی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ہمواری اور ناہمواری زبان کی راستی اور کجی کی تابع
ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہیں ہوتا جبتک دل راست نہوا اور دل راست نہیں ہوتا
جبتک زبان راست نہو تو زبان کے شر اور آفات سے حذر کرنا دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور ہم اس اصل مین پہلے چپ رہنے کی
فضیلت بیان کرتے ہین پھر بہت باتین کرنے اور فضول بکنے کی آفت اور جھگڑے اور خصومت کرنے کی آفت اور فحش اور گالی اور زبان درازی
کی آفت اور لعنت اور ٹھٹھول اور مسخراپن کرنے کی آفت اور جھوٹ بولنے غیبت سخن چینی دو روئی کرنے کی آفت اور ہجو اور تعریف اور
جو کچھ اوس سے علاقہ رکھتا ہے اوسکی آفت بشرح بیان کرینگے اور اونکا علاج بھی کہدینگے انشاء اللہ تعالی **چپ رہنے کے ثواب
کا بیان** اے عزیز جان تو چونکہ زبان کی آفتین بہت ہین اور اپنے تئین اون سے بچانا آدمیکو دشوار ہے اور چپ رہنے سے بہتر اوسکی کوئی
تدبیر نہین ہے جسقدر ہوسکے تو چاہیے کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ بات نکرے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص ابدال ہوتا ہے جسکا
کھانا سونا بقدر ضرورت ہوا اور حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ
بَيْنَ النَّاسِ یعنی پوشیدگی مین باتین کرنا اچھی بات نہین ہے مگر صدقے کا حکم دینا اور اچھی بات کو کہنا اور لوگون مین صلح کرنا اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو چپ رہا نجات پائی اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے پیٹ اور فرج اور زبان
کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب برائیون سے محفوظ رہا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا
عمل افضل ہے آپ نے زبان مبارک منہ کے باہر نکالی اور اوسپر اونگلی رکھی یعنی اشارہ سے یون فرمایا کہ خاموشی افضل ہے امیر المومنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان اونگلی سے پکڑے ہوئے
کھینچتے ہین اور ملتے ہین مین نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ اس مردار نے بہت سے کام ڈالے ہین اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اکثر خطائین اوسکی زبان مین ہین اور فرمایا کہ جو عبادت سب سے زیادہ آسان
ہے وہ مین تمھین بتاؤن وہ زبان خاموش اور خوے نیک ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ تعالی اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہے
اوس سے کہدو کہ نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہے یا خاموش رہے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے
کہ اوسکے سبب سے ہم بہشت مین جائین فرمایا کہ ہرگز بات نکرو لوگون نے کہا کہ یہ ہم سے نہوسکیگا فرمایا تو نیک بات کے سوا اور کچھ نکہو اور حضرت
سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی مسلمان خاموش اور باوقار کو دیکھو تو اوس سے تقرب حاصل کرو کہ وہ بے حکمت نہین
ہوتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عبادتین دس ہین نو تو خاموشی مین اور ایک لوگون سے بھاگنا اور سرور انبیا علیہ
افضل الصلوۃ والثنا نے ارشاد کیا ہے کہ جو بہت باتین کرتا ہے اوسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہوتی ہے اور جسکے کلام مین اکثر خطا

اور عقلی ہو وہ بڑا گنہگار ہوتا ہے اور جو بڑا گنہگار ہوا اوسکے واسطے آتش دوزخ اولی تر ہے اسیواسطے تھا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ منہ مین پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نا کر سکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ قید مین رہنے کے واسطے زبان سے زیادہ کوئی چیز اولی تر نہین حضرت یونس ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے جسکو زبان روکے دیکھا اوسکے سب کامون مین نیکی پیدا ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے لوگ باتین کرتے تھے اور حضرت احنف رحمہ اللہ تعالی خاموش بیٹھے تھے حضرت معاویہ نے اونسے پوچھا کہ تم کیون نہین بات کرتے کہا کہ جھوٹ بات کہتے خدا سے ڈرتا ہون اور سچ بات کہتے تم لوگون سے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالے نے بیس برس تک دنیا کی بات نہین کی جب صبح کو اوٹھتے کاغذ اور قلم دوات پاس رکھ لیتے جو کہنا ہوتا اوسے لکھتے اور رات کو اوسکا حساب اپنے سے کرتے ائے عزیز جان تو کہ خاموشی کی یہ سب فضیلتین اس سبب سے ہین کہ زبان کی آفتین بہت ہین اور زبان کی نوک سے ہمیشہ بیہودہ ہی نکلتا ہے اوسکا کہدینا تو آسان ہوتا ہے لیکن نیک بد مین تمیز کرنا دشوار ہوتا ہے اور چپ رہنے مین اوسکے وبال سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہمت جمع رہتی ہے ذکر اور فکر مین آدمی مشغول رہتا ہے ائے عزیز جان تو کہ بات کہنے کی چار قسمین ہین ایک تو یہ ہے کہ بالکل نقصان ہی ہو دوسری وہ ہے کہ اوسمین نفع نقصان دونون ہون تیسری وہ جسمین نہ نفع ہو نہ نقصان وہ فضول بات ہوتی ہے اوسکا ضرر اسیقدر بس ہے کہ اوتنا زمانہ ضائع کرتی ہے چوتھی قسم یہ ہے کہ محض منفعت ہو تو باتون مین سے تین ربع نہ کہنے کے لائق ہے اور ایک ربع کہنے کے لائق یہ وہی بات ہے جو حق تعالی نے ارشاد فرمائی اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ الآیۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَی یعنی جو شخص خاموش رہا اوسنے نجات پائی تا وقتیکہ تو زبان کی آفتین نہ جان لیگا اوسکی حقیقت نہ پہچانیگا اور ہم انشاء اللہ تعالی آٹھ آفتین ایک ایک کرکے مفصل بیان کرتے ہین پہلی آفت یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے کہ جسکی کچھ حاجت نہین کہ اوسکے نہ کہنے مین کسیطرح کی دینی اور دنیوی مضرت نہین ایسی بات کہنے سے تو حسن اسلام سے نکل جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ یعنی جو بات ضرور نہو اوسے ترک کر دینا حسن اسلام مین سے ہے اور ایسی بیفائدہ بات کی مثل یہ ہے کہ تو لوگون مین بیٹھے اور اپنے سفر کی حکایت بیان کرے اور پہاڑ باغ بوستان کی کیفیت اور جو جو حال گذرا ہو اوسے اسطرح بیان کرے کہ اوسمین کمی زیادتی نہونے پاوے یہ تیرا بیان سب فضول ہوگا کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اگر تو نہ کہے تو کچھ نقصان نہو جائیگا اسیطرح اگر تو کسی کو دیکھے اور اوس سے کچھ پوچھے اور تجھے اوس پوچھنے سے کچھ کام نہو یا اوسوقت جبکہ پوچھنے مین کچھ آفت نہو لیکن اگر مثلاً تو پوچھے کہ تم روزہ دار ہو تو اگر سچ کہے تو اظہار عبادت کیا اور اگر جھوٹ بولے تو گنہگار ہوا اور یہ تیرے سبب سے ہوتا ہے اور ناشائستہ بات ہے اور علی ہذا القیاس اگر تو پوچھے کہ تم کہان سے آتے ہو اور کیا کرتے ہو اور کیا کرتے تھے تو شاید وہ اظہار نکر سکے اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاوے اور جھوٹ خود باطل ہے اور فضول بات وہ ہے جسمین کوئی باطل امر نہو کہتے ہین کہ لقمان سال بھر تک حضرت داود علیہ السلام کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے لقمان چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو کہ یہ کیا چیز ہے مگر پوچھتے نہ تھے حتی کہ حضرت داود نے بناکر تمام کی اور پہنی اور فرمایا کہ لڑائی کے واسطے یہ اچھا لباس ہے لقمان نے پہچانا

اور کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کسی کو اسکی رغبت نہین اور ایسی باتین پوچھنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ پوچھنے والا چاہتا ہے کہ لوگون کا حال معلوم ہو جاوے اور بات چیت کی راہ کھلے یا کسی سے دوستی ظاہر کرے اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ جانے کہ موت درپیش ہے اور ہر ذکر تسبیح ہے اور جو تسبیح اور ذکر کہ وہ کرے گا وہ خزانہ ہو گا کہ اوسنے جمع کیا ہے اور اگر ضایع کریگا تو اپنا نقصان کیا ہو گا یہ تو علاج علمی ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ عزلت اختیار کرے یا منہ مین پتھر رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنگ احد کے دن ایک جوان شہید ہوا اوسکو جب دیکھا تو بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے تھا اوسکی ماں اوسکے چہرے سے گرد پونچھتی اور کہتی تھی هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ یعنی تجھے جنت مبارک ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم شاید اوسنے ایسی چیز فضول کہی ہو جو اوسکے کام نہ آتی یا ایسی چیز مین بات کہی ہو جس سے اوسے سروکار نہو اسکے معنی یہ ہین کہ اوس سے ان باتون کا حساب لیا جائیگا وہ بہشت خوش اور مبارک ہے جسمین کچھ رنج اور حساب نہو ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت اہل بہشت سے ایک شخص دروازہ سے آتا ہے اور حضرت عبداللہ ابن سلام حاضر ہوئے اور لوگون نے خبر کی اور پوچھا کہ تمھارا کیا عمل ہے اونھون نے کہا کہ میرا عمل تو تھوڑا سا ہے لیکن جس چیز سے مجھے کچھ کام نہو مین اوسکے گرد نہین پھرتا ہون اور لوگون کی بدخواہی نہین کرتا ہون اے عزیز جان تو کہ جو مضمون کسی سے ایک کلمہ سے کہہ سکتا ہے اگر اوسے طول دیکر دو کلمون سے کہیگا تو وہ دوسرا کلمہ فضول ہو گا اور تجھپر وبال ہو گا ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ مجھسے بات کہے اور اوسکا جواب میرے پاس اوس سے بھی زیادہ اچھا ہو جسقدر ٹھنڈا پانی پیاسے کے نزدیک اچھا ہوتا ہے تو بھی فضول ہونیکے خوف سے مین جواب نہین دیتا مطرف ابن عبداللہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ چاہیئے کہ حق سبحانہ تعالی کا جلال تمھارے دلون مین اس بات سے زیادہ بزرگ رہے کہ ہر بات مین تم اوسکا نام لے بیٹھو اور جیسا کہ چار پایہ اور بلی کو کہتے ہو کہ خدا تجھے ایسا ایسا کرے ایسا ہی نہ چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکبخت وہ شخص ہے کہ جسنے زیادہ بات کو رکھ چھوڑا اور زیادہ مال خرچ ڈالا اور لوگون نے الٹی چال کی گرہ کھول کر زبان پر لگائی اور فرمایا ہے کہ زبان درازی سے بدتر کوئی چیز آدمی کو نہین دی ہے اے عزیز جان تو کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ یعنی جو کچھ آدمی کہتا ہے وہ اوسکے نام لکھا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا کہ فرشتے فضول بات نہ لکھتے اور لکھنے وقت اجرت مانگ لیا کرتے اور اوسکے خوف سے دس باتون کو گھٹا کر ایک کر دیا کرتے تو اس اجرت دینے کے نقصان کی بہ نسبت فضول گوئی کا تضییع اوقات ہونیکا نقصان بہت زیادہ ہے دوسری آفت باطل و معصیت مین بات کرنا ہے باطل تو یہ ہے کہ آدمی بیہودہ مضمون مین بات کرے اور معصیت یہ ہے کہ اپنے اور دوسرون کے فسق و فساد کی حکایت کہے اور شراب و زنا کی مجلس کا ذکر کرے یا جس محفل مین دو آدمیون سے جھگڑا ہوا ہو اور ایک نے دوسرے کو فحش کہا ہو یا رنج دیا ہو اوسکا چرچا کرے یا فحش مین کوئی حال بیان کرے کہ اور کو سنکر ہنسی آوے یہ سب باتین گناہ ہین یہ آفت پہلی آفت کی سی ہے کہ اسمین درجہ گھٹ جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوس سے باک نہین رکھتا اور اس بات کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور وہ بات اوسے قعر دوزخ تک پہونچا دیتی ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوسکے کہنے مین بے باک ہوتا ہے اور

وہ بات اوسے جنت تک لیجاتی ہے تیسری آفت بات مین خلاف کرنا اور جھگڑنا ہے بعضے آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ جو کوئی
بات کہتا ہے وہ اوسکی بات کو رد کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بات نہین ہے اسکے معنی یہ ہوستے ہین کہ تو احمق اور نادان اور جھوٹا
اور مین زیرک اور عاقل اور سچا ہون اور اس کلمہ سے اوس نے دو مہلک صفتون کو قوی کر دیا ہوگا ایک تکبر کو دوسرے درندگی کو اسیواسطے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بات مین خلاف اور خصومت کرنے سے باز رہتا ہے اور ناحق بات نہین کہتا ہے
اوسکے واسطے جنت مین ایک گھر بناتے ہین اور اگر حق بات بھی احتیاطاً نہین کہتا اوسکے واسطے بہشت اعلی مین گھر بناتے ہین اور
اسکا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہے کہ دوسرے کی محال اور جھوٹ بات پر صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل
نہین ہوتا تاوقتیکہ خلاف سے دست بردار ہوا گرچہ حق پر ہو الغرض جاننا چاہیئے کہ فقط مذاہب ہی مین یہ خلاف نہین ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص کہے
کہ یہ انار میٹھا ہے اور تو کہے کہ نہین کھٹا ہے یا کوئی کہے کہ فلانی جگہ تک ایک فرسنگ ہے اور تو کہے کہ نہین یہ سب خلاف بری ہین اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جھگڑا تو کسی کے ساتھ کرے دو رکعت نماز اوسکا کفارہ ہے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص
بات کہے اور تو اوسکی خطا پکڑے اور اوسکا خلل بتائے یہ سب حرام ہے اسواسطے کہ اوس سے رنج دینا حاصل ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو
بلاضرورت رنج دینا نچاہیئے اور ایسی باتون مین خطا ظاہر کرنا فرض نہین ہے بلکہ خاموش رہنا کمال ایمان سے ہے اور اگر مذہب مین
خلاف ہو تو اسے جدل کہتے ہین یہ بھی مذموم ہے مگر یہ کہ نصیحت کے طور پر خلوت مین حق امر ظاہر کر دے بشرطیکہ یہ امید ہو کہ دوسرا
شخص مان لیگا ورنہ چپ رہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم گمراہ نہین ہوئی کہ جدل اوسپر غالب نہوا ہو لقمان نے
اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا عالمون سے جدل نکرنا کہ وہ تجھے دشمن جانین گے الغرض جاننا چاہیئے کہ محال اور باطل بات پر چپ رہنا بہت
صبر کی دلیل ہے اور یہ بات فضائل مجاہدات مین سے ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے جب عزلت اختیار کی تو حضرت امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ تعالی اسنے فرمایا کہ تم باہر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مجاہدہ کرکے اپنے تئین جدل سے باز رکھتا ہون فرمایا کہ مناظرہ کی مجلس مین
آؤ اور سنو اور کچھ نہ بولو فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا اور اس سے سخت تر کوئی محنت نہین کھینچی اور اس سے زیادہ کوئی آفت نہین کسی
شہر مین تعصب مذہب ہو اور جو لوگ جاہ و مرتبے کے طالب ہون وہ ظاہر کرین کہ جدل دین مین سے ہے اور درندگی اور تکبر کی
صفت خود اس بات کو چاہتی ہے آدمی جب یہ جانے کہ جدل دین مین سے ہے تو اوسکی حرص اوسکے دل مین ایسی مضبوط ہو جائیگی
کہ اوس سے ہرگز صبر نکر سکیگا کیونکہ نفس کو اوسمین کئی طرح کی لذت ہوتی ہے حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ جدل
دین مین سے نہین ہے اور سب بزرگان سلف نے جدل کرنیکو منع فرمایا ہے اگر کوئی شخص مبتدع ہوا اور آیات قرآنی اور احادیث
سے منکر ہوگیا تو اوس سے بزرگون نے بے جھگڑے اور طول کلامی کے بات کی ہے جب فائدہ نہ دیکھا تو منہ پھیر لیا چوتھی آفت مال مین
جھگڑنا ہے کہ قاضی کے پاس یا اور کہین پیش ہو اسکی آفت بڑی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے علم کسی سے
جھگڑتا ہے جبتک وہ خاموش نہین ہوجاتا تب تک خدا کی خفگی اور ناراضی مین رہتا ہے بزرگون نے کہا ہے مال مین جھگڑنا دل کو
پراگندہ کرتا ہے اور زندگی کو بے لذت کر دیتا ہے اور دین کی مروت کو گھٹاتا ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی بزرگون نے کہا ہے کہ کسی

اہل ورع نے ہان مین جھگڑا نہین کیا اسواسطے کہ بے زیادہ گوئی کے جھگڑا تمام نہین ہوتا اور اہل ورع زیادہ گوئی نہین کرتے اگر کچھ ہو
لیکن جھگڑے مین آدمی طرف ثانی سے اچھی بات تو نہ کہہ سکیگا اور اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے تو جس شخص کو خصومت ہو اگر
ہوسکے تو اوس سے باز آنا ضرور ہے اور اگر نہو سکے تو چاہیے کہ سچ کے سوا اور کچھ نہ کہے اور رنج دینے کا قصد نہ کرے اور سخت کلام
اور زیادہ بات نہ کہے اسواسطے کہ اسمین دین کی تباہی ہے پانچوین آفت فحش بکنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص فحش بکتا ہے اوسپر بہشت حرام ہے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین کچھ لوگ ہونگے کہ اونکے منہ سے نجاست بہیگی اور اوسکی بدبو
کے سبب سے سب دوزخی فریاد کرینگے اور پوچھینگے کہ یہ کون لوگ ہین کہین گے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ سخن پلید اور فحش کو دوست رکھتے تھے
اور بکتے تھے حضرت ابراہیم ابن میسرہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کتے کی صورت پر ہوگا اے عزیز جان تو
کہ اکثر فحش اسمین ہوتا ہے کہ جماع کو برے طور پر تعبیر کرتے ہین اور گالی یہ ہے کہ کسیکو اوسکی طرف منسوب کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لعنت خدا کی اوسپر جو اپنے مان باپ کو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ یہ امر کون کریگا آپ نے فرمایا وہ جو دوسرے کے
مان باپ کو گالی دے تاکہ وہ اسکے مان باپ کو گالی دین تو یہ گالی گویا خود اوسی نے دی اے عزیز جان تو کہ جماع کی بات اشارۃ کنایۃ
کہنا چاہیے تاکہ فحش نہو جائے اور جو کچھ بدبو اوسے بھی اشارہ سے کہنا چاہیے صاف صاف نہ کہنا چاہیے اور عورتون کا نام صریح نہ لینا چاہیے
بلکہ مستورات کہنا چاہیے اور اگر کسی کو کوئی برا مرض ہو مثلا بواسیر اور برص وغیرہ تو اوسے بیماری کہنا چاہیے اور ایسے الفاظ مین ادب
نگاہ رکھنا چاہیے کہ یہ بھی فحش کی ایک قسم ہے چھٹی آفت لعنت کرنا ہے اے عزیز جانتو کہ جانور اور کپڑے اور آدمی اور جو کچھ ہو سب پر لعنت
کرنا برا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین
ایک عورت تھی اوسنے ایک اونٹ پر لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو ننگا کرکے قافلہ سے باہر نکال دو کہ یہ ملعون ہے اسکے بعد
وہ اونٹ گھوما کیا اور کوئی اوسکے پاس نجاتا تھا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ آدمی جب زمین کو یا اور کسی چیز کو
لعنت کرتا ہے تو وہ چیز کہتی ہے کہ ہم دونون مین سے جو خدا کا بڑا گنہگار ہے اوسپر لعنت ہو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایکدن کسی چیز کو لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا یا ابا بکر صدیق و لعنت کلا و رب الکعبۃ صدیق
و لعنت کلا و رب الکعبۃ صدیق آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا حضرت صدیق اکبر نے توبہ کی اور اوسکے کفارہ مین ایک بندہ آزاد کیا
اے عزیز جانتو کہ لوگون پر لعنت نکرنا چاہیے مگر اون سب پر جو مذموم ہون جیساکہ تو یون کہے کہ ظالمون کافرون فاسقون بداعتقادون پر
لعنت ہو لیکن یہ کہنا کہ معتزلی اور کرامی پر لعنت ہو اسمین خطر ہے اس سے فساد پیدا ہوگا اس سے حذر کرنا چاہیے مگر جنپر شرع مین لفظ
لعنت آئی ہو اور حدیث مین درست ہوئی ہو لیکن کسی سے یون کہنا کہ تجھپر یا فلانے آدمی پر لعنت ہو یہ اوسی شخص پر درست ہوگا کہ شرع
سے معلوم ہو کہ وہ کافر مرا ہے جیسے فرعون اور ابوجہل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کافرون کا نام لیکر لعنت کی ہے
اسواسطے کہ آپ نے جان لیا تھا کہ وہ مسلمان نہون گے لیکن یہودی سے یون کہنا کہ تجھپر لعنت ہو اسمین خطر ہے اسواسطے کہ شاید
مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہوجائے اور شاید اس لعنت کرنیوالے سے بہتر ہوجائے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم مسلمان کو کہتے ہین کہ

اوسپر رحمت ہو اور ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتد ہو کر مرے تو ہم جو کہتے ہین بمقتضاے وقت کہتے ہین تو کافر کو بھی لعنت اوسوقت کرتے ہین جسوقت وہ کافر ہے تو یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ رحمت کے یہ معنی ہین کہ حق تعالی اوسے ایمان پر قائم رکھے کہ یہ امر موجب رحمت ہے اور یہ کہنا چاہیے کہ تو یون کہے کہ حق تعالی تجھے کفر پر رکھے تو کسی شخص معین پر لعنت کرنا نچاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ یزید پر لعنت درست ہے تو ہم کہین گے کہ اسقدر درست ہوگا کہ تو یون کہے کہ قاتل حسین علیہ السلام اگر توبہ کرنے سے پہلے مرگیا ہے تو اوسپر لعنت ہو اسواسطے کہ قتل کرنا کفر سے بڑہ کر نہین اور جب توبہ کرے تو لعنت کرنا نچاہیے کیونکہ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کیا اور پھر مسلمان ہوگیا تو اوس سے لعنت ساقط ہوگئی اور یزید کا احوال خود معلوم ہی نہین کہ اوسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا بعضون نے کہا کہ اوسنے حکم دیا تھا بعضون نے کہا ہے نہین دیا تھا لیکن راضی تھا تو کسی کو تہمت سے گناہ کیطرف منسوب کرنا نچاہیے کہ یہ خود گناہ ہے اس زمانے مین بہت سے بزرگون کو لوگون نے شہید کرڈالا اور کسی کو نہ معلوم ہوا کہ حقیقت مین کسنے حکم دیا تو چار سو برس کے بعد قتل امام کی حقیقت کیونکر آدمی دریافت کرسکے حق تعالی نے اپنے بندون کو اس فضول بات اور خطرے سے مستغنی کیا ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ابلیس کو لعنت نہ کرے تو اوس سے قیامت مین یہ نہ کہین گے کہ تو نے کیون نہ لعنت کی اور اگر کسینے کسی پر لعنت کی تو اوس سے البتہ بازپرس کا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہین پوچھا نجاے کہ تو نے کیون لعنت بھیجی اور کسواسطے لعنت کی ایک بزرگ کہتے ہین کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ مین یا کلمہ لا الہ الا اللہ نکلیگا یا کسی پر لعنت نکلیگی مین یہ درست رکھتا ہون کہ کلمہ لا الہ الا اللہ نکلے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے ارشاد ہوا کہ کسی پر لعنت نہ کرنا بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا اوسکے قتل کرنے کے برابر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مضمون حدیث مین آیا ہے پس ابلیس پر لعنت کرنے مین مشغول ہونے سے تسبیح مین مشغول ہونا اولی تر ہے تو اوسکی برکت پہونچتا ہے اور جو شخص کسی پر لعنت کرے اور اپنے جی مین سمجھے کہ یہ مین دین کی سختی اور مضبوطی ہے تو یہ شیطان کا فریب ہے یہ امر اکثر تعصب اور نفسانیت سے ہوتا ہے ساتوین آفت شعر ہے سماع کے بیان مین ہمنے مفصل ذکر کیا ہے کہ یہ حرام نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے شعر پڑہا ہے آپ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ کافرون کو جواب دو اونکی ہجو کرو مگر جو امر جھوٹ ہو یا کسی مسلمان کی ہجو ہو یا جھوٹی تعریف ہو وہ شعر نہ پڑہنا چاہیے لیکن جو شعر بسبیل تشبیہ کہتے ہین اور شعر کی صفت یہی ہے وہ شعر اگرچہ جھوٹ کی صورت ہوتا ہے مگر حرام نہین ہے کیونکہ اوس سے یہ نہین مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اعتقاد کرین اسواسطے کہ ایسے عربی اشعار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے پڑہے ہین آٹھوین آفت مزاح اور خوش طبعی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہروقت مزاح کرنے کو منع فرمایا ہے لیکن گاہ گاہ تھوڑی خوش طبعی کرنا مباح ہے اور نیک خوئی مین داخل ہے بشرطیکہ اوسے عادت اور پیشہ نہ کرلے اور حق بات کہے اسواسطے کہ بہت مزاح سے اوقات ضائع ہوتی ہے اور ہنسی بہت آتی ہے اور ہنسی سے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اوسکے سبب سے بگاڑ ہوجاے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین مزاح کرتا ہون اور حق بات کے سوا کچھ نہین کہتا ہون اور فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اسواسطے بات

کہتا ہے کہ لوگ ہنستے ہین اور وہ اپنے مرتبہ سے اوس کبھی زیادہ نیچے گر پڑتے جیسا زمین و آسمان مین نشیب و فراز ہے اور بعض چیز
سے بہت ہنسی آتی ہے وہ یہ ہے اور مسکرانے سے زیادہ ہنسی نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مین
جانتا ہون تم اگر وہ جانو تو تھوڑا ہنسو اور بہت روؤ ۔ ایک بزرگ نے دوسرے آدمی سے کہا کہ کیا تو نہین جانتا ہے کہ ضرور بالضرور
دوزخ پر گذر ہوگا کیونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اوسنے کہا ہان
جانتا ہون پھر پوچھا کیا تو نے یہ سنا ہے کہ پھر دوزخ سے نکلین گے اوسنے کہا نہین کہا پھر کیون ہنسی آتی ہے اور ہنسی کا کونسا محل
ہے حضرت عطاء سلمی چالیس برس نہین ہنسے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالی نے ایک قوم کو عید کے دن ہنستے دیکھا کہا
کہ اگر حق تعالی نے اس قوم کو بخشدیا ہے اور روزے قبول کر لیے ہین تو یہ ہنسنا شکرگزارون کا کام نہین اور اگر نہین قبول فرمائے
تو یہ ہنسنا خائفون کا فعل نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ دوزخ مین
جائیگا اور روتا ہوگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہشت مین روتا ہوگا تو تعجب ہوگا لوگون نے کہا
ہان ہوگا فرمایا کہ پھر جو کوئی دنیا مین ہنستا ہے اور نہین جانتا کہ دوزخ اوسکی جگہ ہے یا جنت تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی اونٹ پر بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہو کہ کچھ پوچھے
ہر چند قصد کرتا تھا مگر اونٹ پیچھے ہی کو ہٹتا تھا اور اصحاب ہنستے تھے آخر کو اونٹ نے اوسے گرا دیا اور وہ بیچارہ مر گیا اصحاب نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مرد اونٹ پر سے گر کر مر گیا آپ نے فرمایا ہان اور تمہارا منہ اوسکے خون سے پر ہے یعنی اوسپر ہنستے ہو
عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ حق تعالی سے ڈرا کرو اور مزاح نکیا کرو کہ دلون مین کینہ پیدا کر دیگا اور اوس سے بری کام پیدا ہونگے جب بیٹھا کرو
تو قرآن کی باتین کیا کرو اگر یہ نہین ہو سکتا تو صالحون اور نیکون کا بیان کیا کرو امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب کوئی کسی سے
مزاح کرتا ہے تو اوسکی نظر مین خوار اور بیوقار ہو جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے تمام عمر مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کی دو تین کہ نقل
کیے ہین ایکبار ایک بوڑھیا سے آپ نے فرمایا کہ بوڑھیا جنت مین نجائیگی وہ بوڑھیا رونے لگی فرمایا کہ اے عورت دل یون نہ کر پہلے تجھے جوان کرینگے
پھر جنت مین لیجائینگے ایک عورت نے آپ سے عرض کیا کہ میرا شوہر آپکو بلاتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جسکی آنکھ
مین سفیدی ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہین ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکی آنکھ مین
سفیدی نہو ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بیٹھا لیجیے فرمایا تجھے اونٹ کے بچے پر بیٹھا لونگا اوسنے عرض کیا
کہ مین یہ نہین چاہتی اسواسطے کہ اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دیگا آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ نہین ہے جو اونٹ کا بچہ نہو حضرت ابو طلحہ
رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک لڑکا ابو عمیر نام تھا اوسکے پاس گرگریا کا ایک بچہ تھا مر گیا وہ لڑکا روتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس لڑکے کو دیکھا اور فرمایا یَا اَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنی اے ابا عمیر نغیر کا کیا حال ہوا نغیر گرگریا کے بچہ کو کہتے ہین اکثر آپ
ایسی ظرافتین لڑکون اور عورتون کے ساتھ کرتے تھے تاکہ اونکا دل خوش ہو اور آپکی ہیبت سے نفرت نکرین اپنی ازواج طاہرات
کے ساتھ اونکی خوشدلی کے واسطے ایسی خوش طبعی کرنا آپکی عادت تھی ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین

کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا میرے پاس آبیٹھین مین نے دودھ کی کوئی چیز پکائی تھی اونسے کہا کہ کھاؤ اونھون نے کہا مین نہ کھاؤنگی
مین نے کہا کہ اگر نہ کھاؤگی تو تمہارے منہ مین ملدونگی اونھون نے کہا مین ہرگز نہ کھاؤنگی بس مین نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سی اوسکے
منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیچ مین بیٹھے تھے زانوے مبارک ہٹا لیا تاکہ وہ بھی راہ پاکر مجھسے بدلا لین سو اونھون
نے بھی میرے منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے ضحاک ابن سفیان ایک نہایت بدصورت شخص تھا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری دو جوروین حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
سے زیادہ خوبصورت ہین اگر آپ چاہین تو مین ایک کو طلاق دیدون اور آپ اوسکے ساتھ نکاح کرلین یہ بات وہ خوش طبعی سے
کہتا تھا ایسا کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سنا فرمایا کہ بھلا وہ بہت خوبصورت ہین کہ تو اوس نے کہا کہ مین تیس
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پوچھنے پر ہنس پڑے اسواسطے کہ وہ شخص نہایت
بدصورت تھا اور یہ معاملہ آیت حجاب نازل ہونے کے پہلے ہوا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب سے فرمایا کہ تیری آنکھ درد
کرتی ہے اور تو خرمے کھاتا ہے اونھون نے کہا کہ مین دوسری طرف کی ڈاڑھ سے کھاتا ہون پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے
لگے خوات ابن جبیر کو عورتون کی بہت رغبت تھی مکہ معظمہ کی راہ مین کچھ عورتون کے ساتھ کھڑے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
وہان پہنچے وہ شرمندہ ہوگئے آپ نے فرمایا تو کیا کرتا ہے کہنے لگے کہ میرے پاس ایک سرکش اونٹ ہے مین چاہتا ہون کہ یہ عورتین
اوس اونٹ کے واسطے ایک رسی بنا کر دیوین آپ وہان سے تشریف لیگئے خوات ابن جبیر کہتے ہین اوسکے بعد پھر آپ نے
مجھے دیکھا فرمایا کہ اے خوات آخر وہ اونٹ سرکشی سے باز آیا مین شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا اوسکے بعد جب آپ مجھے دیکھتے یہی
فرماتے ایکدن خدا آپکی سواری سے متفق تھا آپ اونٹ پر سوار تشریف لاتے اور دونون پاے مبارک ایک ہی طرف لٹکائے تھے
فرمایا اے خوات آخر اوس سرکش اونٹ کا کیا خبر ہے مین نے عرض کیا قسم ہے اوس خدا پاک کی جسنے آپکو رسول برحق کرکے
بھیجا ہے کہ جب سے ایمان لایا ہون ابتک سرکشی نہین کی آپ نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اھْدِ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ
نعمان انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بہت مزاح کرتے تھے اونکی عادت تھی کہ مدینہ منورہ مین جب کوئی نیا پھل لوگ لاتے تو وہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرتے اور جب بیچنے والا قیمت مانگتا تو اوسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین لیآتے کہ تیرا مال آپ نے نوش فرمایا ہے قیمت مانگ سو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت دیدیتے
اور فرماتے پھر تم لاے کیون تھے وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میرے پاس قیمت نہ تھی اور مین نے یہ چاہا کہ آپکے سوا اور کوئی
نہ کھاے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر کی خوش طبعیان جو لوگون نے نقل کی ہین وہ یہی ہین انمین باطل کا لگاؤ بھی نہین ہے
اور یہ بھی ممکن نہین کہ کسیکو رنج پہنچے اور ہیبت بھی نہین جاتی ہے کبھی کبھی ایسی خوش طبعی کرنا سنت ہے اور خوش طبعی کی عادت
ڈالنا درست نہین ہے تو مین آفت ہے دوسرا کسیکو ہنسنا اور اوسکی آواز اور چہرہ بنا کر اوسکے سخن اور فعل کی اسطرح نقل کرنا کہ ہنسی
آجاے جبکہ وہ شخص رنجیدہ ہوتا ہو تو یہ فعل حرام ہے حق تعالی فرماتا ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ یعنی کسیکو

ہنسو نہ حقارت کی نظر سے دیکھو کہ شاید وہی تمسے بہتر ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اوس گناہ مین کسیکی غیبت کرے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو تو غیبت کرنیوالا اوس گناہ مین مبتلا ہوکر مرتا ہے اور جس شخص سے کوئی خطا ہو جاے اوسپر ہنسنے کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات آدمی خود بھی کرتا ہے اوس بات پر دوسرے کو کیون ہنسے اور فرمایا ہے کہ جو شخص ٹھٹھا کرتا ہے اور لوگون کو ہنستا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولین گے اور اوس سے کہین گے کہ آ جب وہ جاویگا تو نجانے دینگے جب پھریگا تو پھر بلائین گے اور دوسرا دروازہ کھولین گے وہ اسی رنج والم مین طمع کرتا رہے گا جب نزدیک جاویگا تو دروازہ بند کرلین گے یہانتک کہ اوسکا یہ حال ہو جاویگا کہ پھر ہر چند اوسے بلائین گے مگر وہ نجاویگا کیونکہ جان جاویگا کہ میری ہنسی اور حقارت کرتے ہین الغرض جانو کہ مسخرے پر ہنسنا اور اوس شخص پر جو رنجیدہ نہوتا ہو حرام نہین منجملہ مزاح ہے اور حرام اوس وقت ہے جب کوئی شخص ہنسنے سے رنجیدہ ہوتا ہو دسوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین جس کسی مین اونمین سے ایک بھی ہوگی وہ منافق ہے گوکہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو ایک تو یہ کہ جھوٹی بات کہتا ہو دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت کرتا ہو اور فرمایا ہے کہ وعدہ قرض ہے یعنی خلاف نکرنا چاہیے حق تعالی نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی تعریف کی اور یون فرمایا اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کہتے ہین کہ حضرت اسمعیل علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی مقام پر کسی شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص نہ آیا آپ بائیس دن تک اوسکے انتظار مین وعدہ وفا کرنیکے واسطے وہین کھڑے رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مین نے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ فلانی جگہہ حاضر ہونگا اور بھول گیا تیسرے دن جو گیا تو آپ وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اے جوان تین دن سے مین راہ دیکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تو آویگا جو تیری حاجت ہوگی بر لاؤنگا جسوقت خیبر کی لوٹ آپ تقسیم کرتے تھے وہ آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا فرمایا کہ جو کچھ مانگنا ہو مانگ اوسنے اسی بکریان مانگین آپ نے عنایت کردین اور فرمایا کہ تو نے بہت ہی تھوڑی سی چیز مانگی جس عورت کے پتا بتانے سے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈی پائی تھی اور اوس عورت سے وعدہ کیا تھا کہ مین تیری حاجت روا کرونگا اوس عورت نے تیری بہ نسبت بہتر اور بہت کچھ مانگا تھا حضرت موسی علیہ السلام نے جب اوس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتی ہے تو اوسنے کہا کہ حق تعالی مجھے پھر جوانی عنایت فرماے اور مین آپکے ساتھ جنت مین رہون تب وہ شخص عرب مین ضرب المثل ہو گیا لوگ کہا کرتے کہ فلانا آدمی تو اسی بکری والے سے بھی زیادہ آسان گیر ہے الغرض جانو کہ جہانتک تجھسے ہو سکے وعدہ حتمی نکرنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتے تھے کہ شاید مین یہ کرسکون اور جب تو نے وعدہ کرلیا تو جہانتک ہو سکے خلاف نکرنا چاہیے مگر بضرورت مضائقہ نہین ہے اور جب کسی نے کسی جگہہ کا وعدہ کرلیا تو علما نے کہا ہے کہ جبتک نماز کا وقت نہ آوے اوس جگہہ رہنا چاہیے الغرض جانو کہ جو چیز کسی کو دیڈالی اوسکا پھیر لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکر پھیر لینے والیکی نسبت اوس کتے کے ساتھہ کی ہے جو قے کرکے پھر کھا جاے گیارہوین آفت جھوٹی بات اور جھوٹی قسم ہے یہ گناہ کبیرہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفاق کے دروازون مین سے جھوٹ بھی ایک دروازہ ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی ایک ایک جھوٹ بولتا ہے حتی کہ حق تعالی کے نزدیک او

۵ تحقیق وعدہ کا اسمعیل دو برس کا سچا

کذاب

جھوٹا گھڑ لیتے ہیں اور فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا روزی کو گھٹا دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ تجار فجار ہیں یعنی سوداگر نابکار ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیوں کیا بیع حلال نہیں ہے فرمایا اس سبب سے کہ قسم کھاتے ہیں اور گنہگار ہو جاتے ہیں اور بات جھوٹ کہتے ہیں اور فرمایا ہے کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو لوگوں کے ہنسنے کے واسطے جھوٹ بولے افسوس ہے اوسپر افسوس ہے اوسپر اور فرمایا ہے کہ میں نے ایسا دیکھا کہ ایک مرد نے مجھسے کہا کہ کھڑا ہو میں کھڑا ہو گیا دو مرد دیکھے دیکھا ایک کھڑا تھا ایک بیٹھا تھا جو کھڑا تھا وہ ایک سر کج لوہا اوس بیٹھے کے منہ میں ڈالے اوسکا کلہ ایسا کھینچتا تھا کہ اوسکے کاندھے تک پہونچ جاتا پھر دوسری طرف کا کلہ اسیطرح کھینچتا تھا اور پہلی طرف کا کلہ پھر اپنی جگہ پر آجاتا تھا اور پھر وہ اوسیطرح کھینچتا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا کہ جھوٹا آدمی ہے اوسپر قیامت تک یہی عذاب قبر میں کیا کرینگے عبد اللہ ابن جراد نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھلا مسلمان بھی زنا کرتا ہے فرمایا کہ شاید کبھی عرض کیا کہ جھوٹ بھی بولتا ہے فرمایا نہیں اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی جھوٹ وہی لوگ بولتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے حضرت عبد اللہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے جاتا تھا میں نے کہا کہ آ میں تجھے ایک چیز دونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ تو کیا دیگا میں نے عرض کیا کہ خرما فرمایا کہ اگر نہ دیتا تو تیرے اوپر جھوٹ لکھتا اور فرمایا کہ میں تجھے خبر دوں کہ گناہ کبیرہ میں سب سے بڑھ کر کونسا گناہ ہے شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ فرما کر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا آگاہ اَقَوْلُ الزُّوْرِ یعنی آگاہ ہو میں کہتا ہوں کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور فرمایا ہے کہ جو بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اوسکی بدبو کے سبب سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اسی سبب سے لوگوں نے کہا ہے کہ بات کہتے وقت چھینک آنا سچائی پر گواہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ چھینک فرشتہ سے ہے اور جمائی شیطان سے اگر وہ بات جھوٹ ہوتی تو فرشتہ حاضر نہ ہوتا اور چھینک نہ آتی اور فرمایا کہ جو کوئی اور کسیکا جھوٹ روایت کرتا ہے تو روایت کرنیوالا بھی اوسکا ایک جھوٹا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسیکا مال لیلیتا ہے وہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھیگا کہ اوسکے اوپر غصہ میں ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان میں اور سب خصلتیں ہوتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ابن شبیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں جھوٹ نہ بولتا تھا ایک کام خیال میں آیا کہ اگر میں اوسے کہتا تو خیال آراستہ ہو جاتا لیکن جھوٹ تھا میں نے قصد کیا کہ نہ کہوں ایک منادی سنی کہ کہنے والا کہتا ہے یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ شاید جھوٹ کے ترک میں مجھے اجر نہ ملیگا کیونکہ میں اسواسطے جھوٹ نہیں بولتا ہوں کہ اوس سے ننگ کرتا ہوں

طلب
ثابت قدم رکھتا
اللہ سبحانہ کا زائل
ثابت ہے زندگی
دنیا میں اور قبر
میں ۱۲

فصل

اے عزیز جانو کہ جھوٹ بولنا اس سبب سے حرام ہے کہ دل میں اثر کرتا ہے اور صورت دلکو ناراست اور تاریک کر دیتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے اور آدمی شفقت سے جھوٹ بات کہے اور اوس سے کارہ رہے تو جھوٹ حرام نہیں ہے اسواسطے کہ جب اوس سے کارہ رہیگا تو دل اثر نہ قبول کریگا اور خراب نہوگا اور جب خیر کے ارادہ سے جھوٹ بولیگا تو دل تاریک نہوگا اور یہ بھی کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے بھاگ جائے تو سچ بولنا نہ چاہئے کہ وہ وہاں ہے بلکہ یہاں پر جھوٹ بولنا واجب ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مقام میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے

ف
دروغ مصلحت
آمیز درست ہے
اگر دل میں اوس سے
کراہت رکھتا
چاہیے ۱۲

ایک لڑائی مین کہ اپنا ارادہ دشمن سے سچ نہ بتائے دوسرے جب دو آدمیون مین صلح کرے تو ایک کی طرف سے دوسرے کو نیک بات کہے
اگرچہ اوسنے نہ کہی ہو تیسرے جو شخص دو جورو رکھتا ہو وہ ہر ایک سے یہ کہے کہ مین تجھی کو بہت چاہتا ہون اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی ظالم کسیکا مال یا کسیکا
بھید پوچھے تو چھپانا درست ہی اور اگر اوسکا گناہ اوس سے پوچھے اور وہ انکار کرے تو بھی درست ہی اسواسطے کہ شرع نے حکم فرمایا ہی کہ بری کامون کو
چھپاؤ اور اگر جورو بے کچھ وعدہ لیے اطاعت نکرے تو خاوند کو وعدہ کر لینا درست ہی گو کہ یہ جانتا ہو کہ وعدہ کرنیکی قدرت نہین اور اسی سبب تو نہین جھوٹ بولنا
درست ہی اور حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ ناگفتنی ہی لیکن اگر سچ بولنے سے بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو جو ممنوع ہے تو عدل و انصاف کی ترازو مین تولنا
چاہیے اگر اوس بات کا ہونا جھوٹ کے ہونے سے شرع مین زیادہ مقصود ہے مثلاً لوگون مین لڑائی جھگڑا و خصم مین بگاڑ یا مال ضائع ہونا
بھید کھلنا یا گناہ کے سبب سے فضیحت ہونا تو اوس وقت جھوٹ بولنا مباح ہے اسواسطے کہ شرع مین ان باتون کا شر جھوٹ کی شر سے
بہت زیادہ ہے یہ ایسا ہے جیسے جان کے خوف سے مردار چیز حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ شرع مین جان بچانا مردار نہ کھانے سے
زیادہ ضرور ہے لیکن جو بات ایسی نہو اوسکے سبب سے جھوٹ بولنا مباح نہین ہوتا جو جھوٹ کوئی شخص مال و جاہ کی زیادتی کے واسطے
ڈینگ مارنے اور خود ستائی اور اپنا مرتبہ بیان کرنے مین بولے وہ حرام ہے بی بی اسما کہتی ہین کہ ایک عورت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ جو مراعات میرا خاوند نہین کرتا ہے وہ اگر مین اپنی سوت کو جلانے کے واسطے نقل کرون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص
بے ہوئے بات اپنے اوپر باندھتا ہے وہ اوس شخص کے مانند ہے جو دغا کے دو کپڑے پہنے یعنی خود بھی جھوٹ بولا اور دوسرے کو بھی غلطی میں
ڈالا کہ وہ جو اور کسی سے نقل کرے تو بھی جھوٹ ہوا اے عزیز جان تو کہ لڑکون کے بہلانے کے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جھوٹ کو لکھ لیتے ہین اور جو جھوٹ مباح ہے اوسے بھی لکھتے ہین تاکہ اوس سے کہین کہ تو نے کیون کہا اور وہ کوئی عذر
ٹھیک بیان کرے کہ اوس سے جھوٹ بولنا مباح ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کوئی خبر روایت کرے یا مسئلہ پوچھے اور اوسکا جواب ٹھیک
اور تحقیق نہین جانتا تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ لوگ یہ امر اسواسطے کرتے ہین تاکہ انکی عزت اور حشمت مین نقصان نہ آئے بعض
علما نے کہا ہے کہ خیرات کا حکم کرنیکے اور اوسکا ثواب بیان کرنیکے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے جھوٹی حدیثین بیان کرنا
درست ہے حالانکہ یہ بھی حرام ہے اسواسطے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر جھوٹ نہ باندھو جو کوئی مجھ پر قصداً جھوٹ
جوڑیگا وہ دوزخ مین اپنی جگہ ڈھونڈ لے اور بے کسی ایسی غرض درست کے جو شرع مین مقصود ہو جھوٹ بولنا نچاہیے اور یہ گمان بھی
ہے یقینی نہین تو اولی یہ ہے کہ جبتک یقین کامل اور ضرورت شدید نہو تب تک جھوٹ نہ بولے فصل اے عزیز جان تو کہ بزرگون کو جھوٹ
بولنے کی حاجت پڑی ہے تو اونھون نے حیلہ کیا ہے اور ایسی سچی بات تلاش کرکے بولے ہین جس سے جھوٹ بلوانے والا اور ہی
کچھ سمجھے جو قائل کا مقصود نہو ایسے معاریض کہتے ہین جیسا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالی ایک امیر کے پاس گئے اوسنے کہا کہ آپ بہت کم کیون
تشریف لاتے ہین جواب دیا کہ جب سے مین امیر کے پاس سے گیا ہون تب سے پہلو نہین اوٹھایا مگر جب حق تعالی نے مجھے قوت دی
امیر سمجھا کہ یہ بیمار تھے اور یہ بات سچ تھی حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو جب کوئی بلاتا تو لونڈی سے فرماتے کہ دروازہ مین ایک دائرہ کھینچ اور
بیچ مین انگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین یا کہدے کہ مسجد مین ڈھونڈ حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ جب عاملی پر سے پھر کر آئے

ف لڑکے کو بہلانا یا بیمار کا دل خوش کرنے کو جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے ۱۲

تو اونکی بی بی نے کہا کہ تمنے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اتنی عاملی کی میرے واسطے کیا لائے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک نگہبان تھا مین کچھ نہ لا سکا نگہبان سے اونکا تو مقصود حق سبحانہ تعالی تھا اور اونکی بی بی سمجھین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اونکے ساتھ کوئی مشرف بھیجا تھا اوسیوقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گئین اور شکایت کی کہ معاذ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اور امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک امانت دار تھے آپ نے اونکے ساتھ کیون مشرف بھیجا امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت معاذ کو بلا او رقصہ پوچھا جب اونھون نے عرض کیا تو آپ ہنس دیے اور اونھین کچھ مرحمت فرمایا کہ اپنی بی بی کو دیدو اگر غیر جانتو کہ یہ بھی اوسیوقت درست ہے جب حاجت ہو اور جب حاجت نہو تو لوگون کو دہوکے مین ڈالنا درست نہین اگرچہ بات سچ ہو حضرت عبداللہ ابن عتبہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا جب باہر نکلا تو کپڑے اچھے پہنے تھا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین نے خلعت دیا ہے مین نے کہا حق تعالے امیر المومنین کو جزاے خیر دے میرے باپ نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات ہرگز نہ کہا کر یعنی یہ جھوٹ کے مانند ہے لیکن تھوڑی غرض سے یہ مباح ہوجاتا ہے جیسے خوش طبعی کرنا کسیکا دل خوش رکھنا جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھیا جنت مین نجائیگی اور تجھے اونٹ کے بچہ پر سوار کرونگا اور تیرے شوہر کی آنکھ مین سپیدی ہے لیکن اوسمین کوئی ضرر ہو تو درست نہین ہے جیسا کسی شخص کو فریب دینا کہ فلانی عورت تیری رغبت کرتی ہے تو وہ شخص اپنا دل اوس عورت سے مائل کریگا اور ایسی باتین اور اگرچہ ضرر نہو اور مزاح کے واسطے کچھ جھوٹ بولے تو گناہ کے درجہ کو نہ پہونچیگا لیکن کمال ایمان کے درجہ سے گر جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا ہے وہ خلق کیواسطے بھی نہ پسند کرے اور جھوٹ مزاح سے دست بردار نہو اور علی ہذا القیاس وہ مقولہ بھی ہے جو لوگ کہا کرتے ہین کہ مین نے تمہین سو بار بلایا اور مین سو دفعہ تمھارے گھر آیا کہ یہ کہنا حرام کے درجہ کو تو نہین پہونچتا کیونکہ جانتے ہین کہ اس سے عدد شمار کرنا نہین مقصود ہے کثرت کے محل پر لوگ کہا کرتے ہین اگرچہ اسقدر نہو لیکن اگر بہت دفعہ تلاش نہین کیا ہے تو جھوٹ ہے اور یہ عادت ہے کہ لوگ جب کسی سے کہتے ہین کہ کچھ کھا لے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے نہین چاہیے اگر اوس چیز کی خواہش ہو تو یہ نہ کہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شب عروسی کو کاسہ بھر دودھ عورتون کو عنایت فرمایا اونھون نے عرض کیا کہ ہمین اسکی حاجت نہین ہے فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو ساتھ جمع نہ کرو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسقدر بھی جھوٹ ہے آپ نے فرمایا کہ ہان جھوٹ ہے اور جھوٹ مین لکھین گے اور چھوٹے جھوٹ کو لکھتے ہین کہ یہ چھوٹا جھوٹ ہے حضرت سعید ابن مسیب کی آنکھ درد کرتی تھی اور آنکھ کے کوئے مین کوئی چیز سخت ہو گئی تھی لوگون نے کہا کہ آپ اگر اسے چھوڑ ڈالین تو کیا ہو فرمایا کہ مین نے طبیب سے کہا ہے کہ آنکھ مین ہاتھ نہ لگاؤن گا اگر اسے چھوڑاؤن تو جھوٹا ہو جاؤن حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو لوگ جھوٹ بات پر خدا کو گواہ کرتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے کہ یہ بات ایسی ہے یہ بھی گناہ کبیرہ مین سے ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹا خواب بیان کرتا ہے قیامت کو دن اوس سے حکم ہوگا کہ جو کے دانہ مین گرہ لگا [illegible]

۵۷

غیبت ہے اور یہ بھی زبانون پر اکثر رہا کرتی ہے اور کوئی شخص اس سے نہین چھوٹتا الا ماشاء اللہ اسکا بڑا وبال ہے حق سبحانہ تعالی نے
قرآن شریف مین فرماتا ہے جسنے غیبت کی اوس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ غیبت سے دور رہا کرو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے زنا سے توبہ قبول ہو جاتی ہے غیبت سے نہین قبول ہوتی تا وقتیکہ جسکی غیبت کی
ہے وہ بحل اور معاف نہ کر دے اور فرمایا ہے کہ معراج کی رات ایک قوم کی طرف مین گذرا وہ لوگ اپنے چہرہ کا گوشت اپنے ناخونون
سے اوتارتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ وہ ہین جو لوگون کی غیبت کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن جابر رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز ایسی بتایئے جو میری دستگیر ہو فرمایا
کہ کار خیر کو حقیر نجان اگرچہ وہ بیقدر ہو کہ تو اپنے ڈول سے کسیکے برتن مین پانی ڈال دے اور مسلمان بھائیون سے پیشانی کشادہ
رکھے اور جب تیرے سامنے سے اوٹھ جائین تو تو غیبت نکرے حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی
کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مریگا وہ سب کے بعد جنت مین جائیگا اور جو بے توبہ مریگا وہ سبکے پہلے دوزخ مین جائیگا حضرت
جابر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ سفر مین تھا دو قبرون پر آپکا گذر ہوا فرمایا کہ یہ دونو
عذاب مین ہین ایک غیبت کی وجہ سے اور ایک اس سبب سے کہ کپڑے کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ کے
دو ٹکڑے کرکے اونکی قبرون پر نصب کر دیے اور فرمایا جبتک یہ خشک نہو جائینگے تب تک انپر بہت تخفیف عذاب رہیگی
ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے سنگسار کیا حاضرین مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ
اسطرح بٹھایا ہے جیسے کتے کو بٹھاتے ہین پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار کے قریب ہو کر گذرے اور اون لوگون سے
کہا کہ اس مردار مین سے کھاؤ انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مردار کو کیونکر کھاوین فرمایا کہ اوس بھائی کے گوشت مین سے
جو تمنے کھایا ہے وہ اس سے بدتر اور گندہ تر ہے آپ نے کہنے سننے والے سے گرفت کی کیونکہ سننے والا بھی گناہ مین شریک
ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کشادہ روئی سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرتے
تھے اس فعل کو فاضلترین عبادت جانتے تھے اسکے خلاف کو منجملہ نفاق جانتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے
فرمایا ہے کہ عذاب قبر کی تین قسمین ہین ایک ثلث غیبت کرنے سے ہے ایک ثلث سخن چینی کرنے سے ایک ثلث کپڑے کو پیشاب سے
پاک نہ رکھنے سے حضرت عیسی علیہ السلام حواریین کے ساتھہ ایک مرے ہوئے کتے کی طرف گذرے ساتھیون نے کہا یہ بدبو
کسقدر ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی بہت اچھی ہے اون لوگون کو تعلیم کردیا کہ جس چیز کو
دیکھا کرین تو وہ بات کہین جو اوسمین بہت اچھی ہو حضرت عیسی علیہ السلام کے سامنے سے ایک سور گذرا فرمایا صحیح سلامت جا لوگون نے
عرض کیا کہ یا روح اللہ خوک کو آپ ایسا اچھا کلمہ فرماتے ہین فرمایا اپنی زبان کی عادت ڈالتا ہون حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے
کسیکو غیبت کرتے دیکھا کہا چپ رہ کہ یہ دوزخ کے کتون کی نان خورش ہے **فصل الغیبۃ** جانو کہ غیبت وہ ہے کہ تو کسیکی پیٹھ پیچھے
اوسکا ایسا ذکر کرے کہ اگر وہ سنے تو برا مانے گو کہ تو نے سچ کہا ہو اور اگر جھوٹ کہا ہو تو اوسے زور آور بہتان کہتے ہین جس بات کا

ہاں کسی کے عیب کی طرف ہو اوسکا کہنا غیبت اگرچہ تو ایسی بات اوسکے بدن نسب لباس جانور گھر
کردار گفتار میں بھی کہے بدن میں کہنا یوں ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فلانا آدمی لنبا یا کالا یا زرد یا کرنجا یا ڈھیرا ہے اور نسب میں کہنا
یوں ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ ہندو بچہ یا حجامی کا لڑکا یا جولاہے کا بچہ ہے اور خلق میں کہنا یوں ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ بد
متکبر زبان دراز بزدل کاہل ہے یا اور ایسی باتیں اور فعل میں کہنا یوں ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ چور خائن بے نماز ہے رکوع
سجود تمام نہیں کرتا قرآن غلط پڑھتا ہے کپڑے پاک نہیں رکھتا زکوٰۃ نہیں دیتا حرام کھاتا ہے زبان نہیں روکتا بہت کھاتا
بہت سوتا ہے اپنی جگہ پر نہیں بیٹھتا اور کپڑے میں کہنا یوں ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فراخ آستین دراز دامن ہے کپڑے میلے
رکھتا ہے غرضکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تو کسی کو کہے اگر وہ سنے تو اوسے کراہت معلوم ہو وہ غیبت ہے
اگر وہ سچ ہو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کو پست قد کہا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ تمنے غیبت کی تھوک ڈالو میں نے تھوکا تو کالا لہو تھا بعضے علما نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص
گناہ کرے اور لوگ اوسکا گناہ نقل کریں تو غیبت نہیں ہے ایسی مذمت بھی دین میں سے ہے علما کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ کہنا
چاہیئے کہ فلانا آدمی فاسق ہے شرابخوار ہے نمازی نہیں ہے مگر کسی عذر کے سبب سے وہ عذر آگے بیان ہونگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت اوسے کہتے ہیں جس سے کراہیت آئے اور ان سب باتوں سے کراہت آتی ہے اور جب کہنے میں
کچھ فائدہ نہو تو نہ کہنا چاہیئے فصل الغیبۃ جاننا تو کہ نقط زبان ہی سے غیبت نہیں ہوتی بلکہ آنکھ سے ہاتھ سے اشاروں سے لکھنے سے
بھی ہوتی ہے اور یہ سب حرام ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ فلانی عورت ٹھگنی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اسیطرح لنگڑا کر چلنا اور آنکھ ٹیڑھی کرنا تاکہ کسیکا
حال معلوم ہوجائے یہ سب غیبت ہے لیکن اگر نام نہ لے اور کہے کہ کسی شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہیں ہے لیکن اگر حاضرین سمجھ جاتے ہوں
کہ فلانے آدمی کو کہتا ہے تو حرام ہوجائیگا اسواسطے کہ سمجھانا ہی مقصود ہوتا ہے کہ اسیطرح جیسے بعضے پڑھے ہوئے آدمی اور پرہیزگار
لوگ غیبت کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ غیبت نہیں ہے مثلاً اونکے سامنے کسی شخص کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں الحمد للہ کہ خدا نے ہمکو
ہمیں اس بات سے محفوظ رکھا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ وہ شخص ایسا کام کرتا ہے یا کہتے ہیں کہ فلانا آدمی بہت خوب اچھا
ہے مگر ہماری طرح وہ بھی مبتلائے خلق ہوا ہے دیکھیے اس آفت اور فتنہ سے کب نجات پائے اور ایسی باتیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنی
مذمت کرتے ہیں تاکہ اوس سے اور دوسروں کی مذمت حاصل ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے سامنے لوگ کسیکی غیبت کرتے ہیں
تو وہ کہتے ہیں سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے تاکہ وہ خوش ہو اور جو لوگ غافل تھے وہ سن لیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا رنج ہوا
فلانے آدمی پر یہ ماجرا گذرا خدا اچھا کرے اونکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ماجرا اور لوگ بھی جان لیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب لوگ
کسیکا ذکر کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ خدا ہمیں توفیق نصیب کرے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اوسنے گناہ کیا ہے یہ سب باتیں غیبت ہیں
اور جب اس انداز سے غیبت ہوتی ہے تو نفاق بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہے کہ اپنے تئیں پرہیزگار جتایا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم غیبت

نہین کرتے مین انہین دو گناہ ہوتے ہین اور وہ لوگ اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ ہمنے غیبت ہی نہین کی اور شاید کوئی شخص غیبت کرے
اوسے تو کوئی نہ روک سکے کہ خاموش رہ غیبت نہ کر اور خود دل سے اوسے برا نجانے تو وہ منافق بھی ہے اور اوسنے غیبت بھی کی اور غیبت
سننے والا بھی شریک غیبت ہوتا ہے لیکن اگر دل سے کارہ ہو تو خیر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما
ایک دن ساتھ جاتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلانا آدمی بہت سوتا ہے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نان خورش مانگی
آپ نے فرمایا کہ تم دونون تو نان خورش کھا چکے ہو عرض کیا کہ ہم نہین جانتے کہ ہمنے کیا کھایا فرمایا کہ تمنے اپنے بھائی کا گوشت کھایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون سے گرفت کی حالانکہ ایک نے کہا تھا دوسرے نے سنا اگر آدمی دل سے کارہ ہو اگر آنکھ یا ہاتھ سے
اشارہ کرے کہ چپ رہ تو بھی تقصیر کی اسواسطے کہ صراحتاً تاکید سے کہنا چاہیے تاکہ شخص غائب کے حق مین قصور نہو کیونکہ حدیث شریف مین
آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور وہ اپنے بھائی کی مدد نکرے اور اوس سے فروگذشت کرے تو حق سبحانہ تعالی بھی
اوس فروگذاشت کرنیوالے سے اوسوقت فروگذشت کریگا جب اوسے حاجت ہو **فصل** العزیز جانو کہ جسطرح زبان سے غیبت کرنا
حرام ہے اوسیطرح دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے اور جسطرح دوسرے سے کسیکا عیب نہ کہنا چاہیے اوسیطرح اپنے دل سے بھی
اونا نچاہیے دل سے غیبت اسطرح ہوتی ہے کہ بے دیکھے سنے اور بغیر یقین کیے کسی کی طرف گمان بد کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے مسلمان کا خون اور مال اور اوسکی طرف بدگمانی کرنا تینون باتین حرام کی ہین اور جو ایسی بات
دلمین آئے کہ نہ تو اوسکا یقین ہو نہ دو مرد عادل سے ثابت ہوئی ہو وہ بات شیطان نے دل مین ڈالی ہوگی حق سبحانہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے اِنْ جَاۤءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا یعنی فاسق کی بات باور نکرو اور شیطان کے برابر کوئی فاسق نہین ہے اور حرام
یہ امر ہے کہ تو اپنے دلکو اوس بات پر ٹھہرا دے لیکن جو خطرہ بے اختیار آئے تو اوس سے کارہ ہو اوس پر خود نہو گا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ گمان بد سے مسلمان خالی نہین ہوتا لیکن سلامتی اسی مین ہوتی ہے کہ اپنے دل مین اوسے تحقیق
نکرے اور جبتک اوسمین احتمال کی گنجایش ہو تب تک نیک توجیہ پر اوسے حمل کرے اور دلمین تحقیق کرنیکی علامت یہ ہے کہ جسکی طرف سے
بدگمانی آتی ہے وہ شخص اسکے دل مین بہت گران ہوتا ہے اور اوسکی مراعات مین یہ قصور کرنے لگتا ہے مگر جب بدستور زبان اور
معاملہ مین اوسکے ساتھ ویسا ہی رہے جیسا تھا تو اس بات کی علامت ہے کہ اوسنے اپنے دل مین تحقیق نہین کیا اور اگر مرد عادل
سے سنے تو توقف کرنا چاہیے اوس عادل کو جھوٹا نہ جاننا چاہیے اسواسطے کہ اوس عادل پر بھی گمان بد کرنا روا نہین ہے اور فاسق
بھی درست نہین ہے اور یہ کہے کہ جیسے اوسکا حال مجھپر پوشیدہ تھا اور پوشیدہ ہے ویسا ہی اسکا حال بھی پوشیدہ ہے پس اگر جانے
کہ اونمین کچھ عداوت اور حسد ہے تو توقف اولی تر ہے اور اگر اوسے بڑا عادل جانے تو اوسکی طرف زیادہ میل کرنا چاہیے اور جب
کسیکے دل مین کسی شخص کیطرف گمان بد آئے تو اوس سے زیادہ میل جول کرے تاکہ اوس سے شیطان کو غصہ آئے اور وہ گمان کم
ہو جائے اور جب یقینی جان لیا تو غیبت نکرے تنہائی مین نصیحت کرے اور نصیحت کرنے مین ذلیل اور شرمندہ نکرے بلکہ اندوہگین
ہوکر نصیحت کرے تاکہ ایک مسلمان کے واسطے اندوہگین بھی ہوا ہو اور نصیحت بھی کی ہو اور دونون امرون کا اجر پائے **فصل** العزیز جانو

کہ غیبت کی حرص آدمی کے دل میں بیماری ہوتی ہے اوسکا علاج کرنا واجب ہے اور علاج کی دو قسمیں ہیں ایک علمی علاج ہے اور
وہ دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ جو حدیثیں غیبت کی برائیوں میں وارد ہیں انہیں غور و تامل کرے اور یہ جانے کہ ہر غیبت کرنے سے
میرے نامہ اعمال سے میری نیکیاں اوسکے اعمال میں منتقل کر دینگے حتی کہ میں مفلس رہ جاؤنگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں کہ غیبت آدمیوں کی نیکیوں کو اسطرح نیست و نابود کر دیتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو اور ممکن ہے کہ اوسکے گناہوں سے
اوسکی ایک ہی نیکی زیادہ ہو اور یہ غیبت جو کرتا ہے اسکے سبب سے گناہوں کا پلہ بھاری ہو جاے گا اور وہ دوزخ میں جائے دوسرے یہ کہ
اپنی غیبت کا سوچ کرے اگر اپنی ذات میں کوئی عیب دیکھے تو جانے کہ وہ بھی اوس عیب میں ایسا ہی معذور ہے جیسا میں اور اگر
اپنی ذات میں کچھ عیب نہ معلوم ہو تو جانے کہ اپنے عیب کا نجاننا سب عیبوں سے بڑھ کر ہے پس اگر سچ کہتا ہے تو مردار کے گوشت
کھانے سے زیادہ کوئی عیب نہیں خود بے عیب ہو کر اپنے تئیں عیب دار نکرے اور شکر میں مشغول ہو اور جانے کہ وہ شخص جو اوس
کام میں تقصیر کرتا ہے تو کوئی بندہ تقصیر سے خالی نہیں اور جب آپ شرع کی حد پر قائم نہیں ہو سکتا گو کہ فقط وہ گناہ غیرہ میں مبتلا ہو
اور اپنے ساتھ نہیں آتا تو اور دن سے کیا عجب کہتا ہے اگر وہ عیب اوسکی خلقت میں ہے تو جانے کہ یہ صانع کی عیب گیری کرتا ہوں
کہ یہ عیب اوس شخص کے اختیار میں نہیں ہے کہ اوسے ملامت کرنا ہو سچے لیکن تفصیل کے ساتھ عیب کا علاج یہ ہے کہ دیکھے کہ کونسا
سبب مجھے غیبت پر مستعد کرتا ہے وہ آٹھ سبب سے باہر نہیں ہوتا پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوس سے کبھی سبب خشمناک ہو تو یہ
جانے کہ کسی پر خشمناک ہونے سے اپنے تئیں دوزخ میں ڈالنا حماقت ہے یہ اپنے ساتھ برائی اور عداوت ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے اوسے حق تعالی قیامت کے دن بلا لیگا اور فرمائیگا کہ بہشت کی
حوروں میں سے جسے تو چاہے اختیار کر دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوروں کی موافقت ڈھونڈھتا ہے تاکہ اونکی رضامندی حاصل ہو
اسکا علاج یہ ہے کہ جان لے کہ لوگونکی رضامندی کے سبب سے حق تعالی کی ناراضی حاصل کرنا حماقت اور نادانی ہے جبکہ لوگوں پر
غصہ اور انکار کرے ہے حق تعالی کی رضامندی ڈھونڈھے تیسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوسے کسی خطا میں پکڑا اور وہ اپنی خلاصی کے
واسطے اوس خطا کو دوسرے پر رکھتا ہے تو یہ جاننا ہے کہ حق تعالی کے غصہ کی بلا جو وقت پہنچنا آئیگی وہ اوس آفت سے بہت
بڑی ہے جس سے وہ خطر کرتا ہے اور حق تعالی کے غصہ کی بلا یقینا آئیگی اور جس سے نجات ڈھونڈھتا ہے وہ مشکوک ہے چوتھا
کہ اپنے اوپر سے تو دفع کرے تا دوسرے کے سر نہ دھرے مثلا یوں کہے کہ اگر میں حرام کھاتا ہوں یا بادشاہ کا مال لیتا ہوں تو
فلانا آدمی بھی تو لیتا ہے یہ کمال حماقت ہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرے اوسکی پیروی نکرنا چاہیے اور اس بات کے کہنے میں کیا
فائدہ اور عذر کیا ہے اگر تو کسیکو آگ میں جاتے دیکھے تو تو اوسکے پیچھے نہ جائیگا پس گناہ میں بھی موافقت کرنا ایسا ہی ہے عذر تراشنا
کے سبب سے دوسرا گناہ اور غیبت کیونکر چوتھا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کرے اور نہیں کر سکتا تو اوروں
عیب کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے سبب سے اپنی فضیلت اور بزرگی اور پاکی دکھلائے مثلا یوں کہے کہ فلانا آدمی کچھ نہیں جانتا یا فلانا
شخص ریا سے خطر نہیں کرتا یعنی میں کرتا ہوں تو جاننا چاہیے کہ جو عقلمند ہوگا وہ اس بات سے اوسکو فاسق اور جاہل کا اعتقاد کریگا اور [illegible]

اور جو سب عقل ہوگا اوسکے معتقد ہونے سے کیا فائدہ تاکہ آدمی اگر اپنے تئین کسی بندہ بیچارہ عاجز بے اختیار محض کے نزدیک ثابت
کرے واسطے خدا کے تو اور بڑا توانا کے نزدیک گنہگار ٹھہرا دے تو اوسمین کیا نفع ہے پانچوان سبب حسد ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ رتبہ اور علم اور مال
حاصل ہوا اور لوگ اوس سے نیک اعتقاد رکھتے ہون اوسسے نہین دیکھ سکتا اوسکی عیب جوئی کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے ساتھ جھگڑا کرے
نہین جانتا کہ حقیقت مین اپنے ساتھ جھگڑا کرتا ہے کہ اس جہان مین تو رنج و حسد کے عذاب مین رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اوس جہان مین
بھی غیبت کے عذاب مین مبتلا ہون تاکہ دونون جہان کی نعمت سے محروم رہون اتنا نہین جانتا کہ جسکے واسطے کوئی جاہ و حشمت
حقتعالی نے مقرر کردی ہے حاسد کا حسد اوس جاہ کو اور زیادہ کرتا ہے چھٹا سبب استہزا ہوتا ہے تاکہ خندہ اور بازی کرے اور کسیکو فضیحت
کرے اور نہین جانتا کہ حقتعالی کے نزدیک اپنے تئین بہت فضیحت کرتا ہے یا لوگون کے نزدیک اوسے ای عزیز اگر تو سوچ کرے کہ قیامت
کے دن وہ اپنے گناہ تیری گردن پر لادیگا اور تجھکو گدھے کیطرح دوزخ کیطرف ہانکین گے تو تجھے معلوم ہو جاے کہ تو اس بات مین لائق
ہے کہ لوگ تجھکو ہنسین اور یہ بیان سے کہ جسکا یہ حال ہوگا وہ اگر عقلمند ہو تو نہ ہنسے اور نہ بازی مین مشغول ہو ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ
کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوا اور یہ خدا کے واسطے اوس سے اندوہگین ہو جیسا دینداروں کی عادت ہے اور اوس رنج مین سچا ہوتا ہے
لیکن اوس گناہ کے ذکر کرنے مین گنہگار کا نام اسکی زبان پر آئے اور اس امر سے غافل ہے کہ غیبت ہے اور یہ نہ جانے کہ ابلیس نے چاہا
کہ رنج کرنے سے اسکو ثواب ملیگا اوسواسطے حسد کیا اور اوس گنہگار کا نام اسکی زبان سے لوادیا تاکہ غیبت کا گناہ اوس ثواب کو اوسکا کھو دے
آٹھوان سبب یہ ہے کہ اسے خدا کے واسطے اوسپر غصہ آئے کہ اوسنے گناہ کیا یا اوس سے عجب آئے اور غصہ یا تعجب مین اوسکا نام لیلے
تاکہ لوگونکو معلوم ہو جائے اور یہاں اوسکے ثواب کو ضائع کردے بلکہ چاہیے کہ فقط غصہ اور تعجب کی بات کرے اوسکا نام نہ لے عذر ونکے
سبب سے **غیبت کی اجازت کا بیان** ای عزیز جانتو کہ غیبت حرام ہے جیسے جھوٹ اور بے حاجت مباح نہین
ہوتی اور چھہ عذر ہین پہلا عذر فریاد ہے جو قاضی اور بادشاہ کے سامنے ہو کہ درست ہے یا اوسکے سامنے جس سے معاونت چاہے
مظلوم کو یہ چاہیے کہ جس سے کچھ فائدہ نہو اوسکے سامنے ظالم کا ظلم بیان کرے حضرت ابن سیرین کے سامنے ایک شخص حجاج کا ظلم
بیان کرتا تھا اونھون نے فرمایا کہ حق تعالی جسطرح لوگون کا انتقام حجاج سے لیگا اوسیطرح حجاج کا انتقام اوس شخص سے لیگا جو اوسکی
غیبت کرتا ہے دوسرا عذر یہ ہے کہ کہین پر فساد اور برائی دیکھے اور اوس شخص سے کہے جو احتساب کرنے پر قادر ہو اور اوس برائی
کرنے والے کو باز رکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت طلحہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہما کیطرف گذرے اور سلام کیا
اونھون نے جواب نہ دیا حضرت عمر فاروق رضہ نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے گلہ کیا حتی کہ اونھون نے اسکا
باب مین اوس جواب نہ دینے والے سے گفتگو کی اس گلہ کرنے کو غیبت نہ ٹھہرایا تیسرا عذر فتوی پوچھنا ہے کہ جورو یا باپ یا فلانا شخص
میرے ساتھ ایسا کرتا ہے اور اولے یہ ہے کہ یون پوچھے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو تم کیا کہتے ہو لیکن اگر نام لیلیا تو اجازت ہے
کہ شاید تعیین اگر اوس واقعہ کو بعینہ جانے تو اوسکے دل مین اور کوئی بات آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندہ نے عرض کیا
کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے میرا اور میرے بچون کا خرچ پورا نہین دیتا اگر اوسکی لاعلمی مین مین کوئی چیز لے لون تو درست ہے آپنے فرمایا

کہ جتنا خرچ کافی ہو اوتنا انصاف سے لیلے اور بخیلی اور فرزندون پر ظلم کا بیان کرنا غیبت ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فتوی کے عذر سے روا رکھا چوتھا عذر یہ ہے کہ اوس شخص کے شر سے حذر کرنا چاہتا ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہو یا چور اور اوسپر کوئی اعتماد
کریگا یا کسی عورت کی خواستگاری یا لونڈی غلام کی خریداری کریگا اور کوئی جانے کہ اگر اوس سے اوس عورت یا لونڈی غلام کے عیب
نہ کہونگا تو اوسکا نقصان عظیم ہوگا تو عیب کہدینا اوسلئے تر ہے اور پوشیدہ رکھنا مسلمانون پر مہربانی کرنے مین کہوٹا پن ہے اور مزکی کو درست
ہے کہ گواہ کے باب مین طعن کرے علی ہذا القیاس اوسکے ساتھ جس سے مشورہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ فاسق مین جو عیب ہے صاف کہدو تاکہ لوگ اوس سے حذر کرین یہ حکم اوس مقام پر ہے جہان آفت کا خوف ہو بے عذر کے کہنا
درست نہین ہے بزرگون نے کہا ہے کہ تین آدمیون کی شکایت غیبت نہین ایک بادشاہ ظالم دوسرا بدعتی تیسرا وہ شخص جو کہ کہلا
فسق کرے اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ خود اوس عیب کو پوشیدہ نہین رکھتے اور کسیکے کہنے سے رنجیدہ نہین ہوتے پانچوان عذر یہ ہے
کہ کوئی شخص کسی نام سے مشہور ہو اور اوس نام مین عیب ہو جیسے اعمش اور اعرج وغیرہ کیونکہ آدمی جب ایسے نامون سے مشہور
ہوچکا تو یہ نام لینے سے رنجیدہ نہین ہوتا مگر اولے یہ ہے کہ اور کوئی نام لین جیسے اندہے کو بصیر اور چشم پوشیدہ کہین اور مثل اسکے
چھٹا عذر یہ ہے کہ کوئی شخص فسق ظاہر کرتا ہو جیسے مخنث اور شرابی جو لوگ فسق و فجور معیوب نہین جانتے ذکر کرنا درست ہے غیبت کا کفارہ
العزیز جانو کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو تاکہ حق تعالی کے مظلمے سے نجات پائے اور جسکی غیبت کی ہے اوس سے
معافی چاہے تاکہ اوسکے مظلمے سے بھی نکلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے ذمے آبرو یا مال کی بابت مظلمہ ہے اوسکے
طلب عفو کرنا چاہیے قبل ازین کہ ایکدن آئیگا کہ اوسدن بجز اسکے کہ اوسکی نیکیان بدلے مین مظلوم کو دین اگر نیکیان نہون تو مظلوم کے
گناہ ظالم پر رکھین نہ درم ہوگا نہ دینار حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کو کہا کہ لانبی
ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اوس عورت سے معافی چاہو حدیث شریف مین ہے کہ جسنے کسی کی
غیبت کی تو چاہیے کہ حق تعالی سے اوسکی آمرزش چاہے بعض علما اس حدیث سے سمجھے ہین کہ فقط آمرزش چاہنا کافی ہے
اوس شخص سے معافی طلب کرنا نہ چاہیے اور حدیثون کی دلیل سے سمجھنا خطا ہے استغفار اوس مقام پر ہوتا ہے جہان وہ شخص کہ جسکی
غیبت کی ہے زندہ نہو تو اوسکے واسطے طلب مغفرت کرنا چاہیے اور معافی چاہنا یون ہوتا ہے کہ فروتنی اور پشیمانی سے اوسکے سامنے
جائے اور اوسکے کہ مین نے خطا کی اور جہوٹ کہا تو معاف کردے اگر وہ نہ معاف کرے تو اوسکی تعریف اور مراعات کرنا چاہیے تاکہ اوسکا
دل خوش ہو اور وہ معاف کردے پہر بھی اگر معاف نکرے تو اوسکا حق ہے لیکن اس مراعات کو منجملہ حسنات لکھینگے اور شاید کہ
قیامت کے دن اوسے عوض مین دیدین لیکن عفو کردینا اولی ہے بعضے بزرگان سلف نے نہین معاف کیا اور کہا کہ ہمارے
نامہ اعمال مین اس سے بہتر کوئی نیکی نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بخشدینا اور مہربانی کرنا بہتر ہے حضرت حسن بصری قدس سرہ کی
کسی نے غیبت کی آپ نے خرمے کا ایک طباق اوسکے پاس بہیجا اور فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنی عبادت مجہے ہدیہ کی
مین نے بھی چاہا کہ مکافات کرون معاف کرو پوری مکافات نکرسکا العزیز جانو کہ یہ اور وقت وسعت ہے کہ جو کچھ کہا اور وہ کرنا

لیکن کا نا معلوم ہو بات سکے بیان ہونا مضمون درست ہے تیرھوین آفت غمازی اور چغلخوری کرنا ہے حق تعالی ارشاد فرماتا ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ
اور فرماتا ہے وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ اور فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ان سب آیتون مین غمازی اور چغلخوری مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور بہشت مین نجائیگا اور فرمایا کہ مین تمھین خبر دون کہ تم مین سب سے بدتر کون ہے وہ لوگ بدتر ہین جو چغلخوری
کرین اور جھوٹی باتین ملا کہین اور لوگون کو برہم کرین اور فرمایا ہے کہ جب حق تعالی نے بہشت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ بول وہ بولی کہ
نیکبخت وہ ہے جو مجھ مین داخل ہو حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی آٹھ آدمیون کو تیری
طرف راہ نہ دونگا شراب خوار اور زنا کار جو زنا پر قائم رہے اور چغلخور اور دیوث اور عوان اور مخنث اور قاطع رحم اور جو یہ کہے کہ
مین نے خدا سے عہد کیا ہے ایسا کرونگا اور وفا نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار قحط پڑا حضرت موسی علی نبینا
و علیہ السلام نے کئی بار واسطے باران کے واسطے دعا کی اور بارش نہ ہوئی پھر وحی آئی کہ مین تمھاری دعا قبول نہ کرونگا اسواسطے کہ تم مین
ایک چغلخور ہے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے مین اوسے نکال دون ارشاد ہوا کہ مین چغلخور کو دشمن رکھتا ہون
اور خود چغلخوری کرون حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی تو پانی برسا حکایت کہتے ہین
کہ کسی شخص نے سات سو کوس چلکر ایک حکیم کو ڈھونڈھ نکالا اور اوس سے پوچھا آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے زمین سے زیادہ کونسی
شے گران ہے پتھر سے زیادہ کیا شے سخت ہے آگ سے زیادہ کونسی چیز گرم ہے زمہریر سے زیادہ سرد کیا ہے دریا سے زیادہ
تونگر کون شے ہے یتیم سے زیادہ ذلیل کون چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے بیگناہ پر بہتان زمین سے
زیادہ گران ہے دل قانع دریا سے زیادہ تونگر ہے حسد آگ سے زیادہ گرم ہے کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے جو شخص عزیز ہو
کی حاجت روا نکرے وہ زمہریر سے زیادہ سرد و سخت ہے جس چغلخور کو لوگ پہچانتے ہین وہ یتیم سے زیادہ ذلیل ہے فصل جاننا چاہئے
کہ غمازی اور چغلخوری یہی نہین ہے کہ آدمی ایک بات دوسرے سے کہدے بلکہ جو شخص کوئی کام ظاہر کرے کہ اوس سے کوئی آدمی
رنجیدہ ہو تو وہ شخص بھی غماز اور چغلخور ہے بات ہو خواہ کام قول سے اظہار کرے یا اشارے سے یا لکھنے سے اگر ایسا کوئی راز فاش کرنا
چاہے جس سے کوئی شخص رنجیدہ ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی نے کسی شخص کے مال مین پوشیدہ خیانت کی ہو تو اوسکا افشا کردینا درست ہے
اسیطرح جس بات مین کسی مسلمان کا نقصان متصور ہو اوسکا ظاہر کردینا درست ہے جس شخص سے لوگ یہ بات نقل کرین کہ فلانا آدمی
تجھے ایسی بات کہتا ہے یا تیرے حق مین ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کی بات کہے تو اوس شخص کو چھ چیزین بجا لانا چاہیے اول تو یہ کہ
اوسکا کہنا باور نکرے اسواسطے کہ چغلخور غماز فاسق ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو دوسرے یہ کہ اوس کہنے والیکو
نصیحت کرے اور اس گناہ سے منع کرے اسواسطے کہ نہی منکر واجب ہے تیسرے یہ کہ اوسے خدا کے واسطے دشمن ٹھہرائے کیونکہ
چغلخور کے ساتھ دشمنی واجب ہے چوتھی یہ کہ کسیکی طرف گمان بد نہ لیجائے اسلیے کہ بدگمانی حرام ہے پانچوین یہ کہ اوسکا تجسس نکرے کہ آیا
یہ بات درست ہے یا غلط معلوم ہو اسواسطے کہ حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے چھٹی یہ کہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اوس
کے واسطے بھی پسند نہ کرے اور اوسکی چغلخوری کا حال دوسرے سے نقل نہ کرے پوشیدہ رکھے چنانچہ یہ باتین واجب ہین خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

کے سامنے ایک شخص نے چغلخوری کی فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو جن لوگون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے
اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ تو بھی اونہی مین سے ہے اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو جنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ
بِنَمِيمٍ تو اونمین سے ہے اور اگر تو چاہے تو توبہ کر مین بخشدونگا اوسنے کہا یا امیرالمومنین مین نے توبہ کی ایک شخص نے کسی حکیم سے
کہا کہ فلانے آدمی نے تجھے ایسا کہا کہ تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا اور تو نے تین خیانتین کین مین ایک یہ کہ ایک بھائی کو
میرے دل مین برا ٹھہرایا اور میرے دل فارغ کو تردد مین ڈالا اور اپنے تئین میرے نزدیک فاسق اور مفتری بنایا سلیمان ابن عبدالملک
نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے مجھے کچھ کہا ہے اوسنے جواب دیا نہین کہا ایک مرد عادل اور معتمد نقل کرتا تھا زہری بیٹھے تھے فرمایا
یا امیرالمومنین چغلخور عادل نہین ہوتا کہا آپ نے سچ فرمایا اور اوس شخص سے کہا کہ تو صحیح سلامت اپنے گھر جا حضرت حسن بصری قدس سرہ
فرماتے ہین کہ جو شخص اور کی بات تیرے سامنے کہیگا وہ تیری بات بھی اوسکے سامنے کہیگا ایسے آدمی سے حذر کرنا چاہیے
اور حقیقت مین اوسے دشمن رکھنا چاہیے کہ غیبت غدر خیانت کھوٹا پن حسد اپنی طرف سے جھوٹی باتین ملانا نفاق فریب دنیا یہ
اوسکے کام ہین اور یہ سب کام خیانت کے سبب سے ہوتے ہین بزرگون کا قول ہے کہ غماز اور چغلخور ایسا آدمی ہے کہ راستی سب سے
پسندیدہ ہوتی ہے اور اوسکی راستی بھی پسندیدہ نہین ہوتی مصعب ابن الزبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ میرے نزدیک چغلی کہنے سے
چغلی سننا بدتر ہے کیونکہ چغلخوری سے بجز کانا مقصود ہوتا ہے چغلی سننے والا اوسکو قبول کرتا ہے تو گویا اجازت دی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور حلال زادہ نہین ہے ایعزیز جاننا کہ مفسد اور چغلخور کا شر بڑا ہے اور ممکن ہے کہ انکے سبب سے لوگون کے
خون ہوجائین ایک شخص ایک غلام بیچتا تھا کہنے لگا کہ اسمین اور تو کوئی عیب نہین مگر غمازی اور فتنہ انگیزی ہے ایک آدمی نے اوسے
مول لیا اور کہا کچھ پروا نہین غلام نے آقا کی جورو سے کہا کہ آقا تجھے نہین چاہتا ایک لونڈی مول لیا چاہتا ہے اب جو تو یہ چاہے کہ
تو استرہ لیکر اوسکے حلق کے پاس سے چند بال مونڈ لا تو مین اون بالون پر تجھے منتر پڑھ دون کہ آقا تجھپر عاشق ہوجاوے اور آقا سے
کہا کہ آپکی جورو کسی پر عاشق ہے اور آپکو مار ہی ڈالیگی آپ اپنے تئین سوتے مین ڈالیے تو حال دیکھیے اوسنے اپنے تئین سوتے مین
ڈالدیا اوسکی جورو استرہ لیکر پہونچی اور اوسکی داڑھی کیطرف ہاتھ بڑھایا تب تو اوسے یقین آیا کہ واقعی مجھے مار ہی ڈالیگی پس شوہر نے
اوچک کر جورو کو مار ہی ڈالا جورو کے عزیز پہونچے اور لڑ کر شوہر کو مار ڈالا اور بہت سے خون ہوگئے چوتھی آفت دو دشمنون مین
دوروئی کرنا ہے جیسے ہر ایک کے سامنے ایسی بات کہے جو اوسے اچھی معلوم ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی بات اسے پہونچا کے اسکی بات
اوسے اور ہر ایک سے ظاہر کرے کہ مین تیرا ہی دوست ہون چغلخوری سے بھی بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اس جہان مین دورو ہوتا ہے اوس جہان مین دو زبان ہوگا اور فرمایا ہے کہ دورو خدا کے بندون مین سب سے بدتر ہے
ایعزیز جان تو کہ جو شخص دو دشمنون سے دوستی رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ جو بات سنے تو چپ ہو رہے یا اوسکے روبرو یا اوسکے پس پشت
حق بات کہے تاکہ منافق نہو جاوے ایک کی بات دوسرے سے نہ کہے اور ہر ایک سے یہ نہ کہے کہ مین تیرا دوست ہون حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما سے لوگون نے عرض کیا کہ ہم امیرون کے پاس جاتے ہین اور ایسی باتین کہتے ہین کہ باہر نکلکر نہین کہتے فرمایا

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہم اس آئین کو نفاق جانتے تھے اور جس شخص کو ضرورت نہو کہ بادشاہون پاس جائے اور اونکے سامنے ایسی باتین بنائے جو پیٹھ پیچھے زبان پر نہ لائے وہ منافق دورویہ ہے اور اگر ضرورت ہے تو اجازت ہے چھٹوین آفت لوگونکی تعریف کرنا اور تعریف مین مبالغہ کرنا ہے اس آفت مین چھ آفتین ہین چار تعریف کرنیوالے مین دو سننے والے مین جو ممدوح ہے تعریف کرنیوالے کی آفتون مین سے پہلی آفت یہ ہے کہ فضول تعریف کرے اور جھوٹا ہوجائے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص لوگون کی تعریف مین افراط کرتا ہے قیامت کے دن اوسکی زبان اتنی لمبی ہوگی کہ زمین مین گھسیٹتا ہوگا اور اوسپر پاؤن دہرتا ہوگا اور گر گر پڑتا ہوگا دوسری آفت درآفت یہ ہے کہ تعریف کرنیمین نفاق ہوجائے تعریف کرے کہ مین تمہین دوست رکھتا ہون اور شاید نہ دوست رکھتا ہو تیسری آفت درآفت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات کہے جسے تحقیق نہ جانتا ہو جیسا کہ یون کہے کہ وہ پارسا اور پرہیزگار اور سراپا علم ہے یا اور ایسی باتین کہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف کی آپ نے فرمایا افسوس تو نے اوسکی گردن ماری پھر فرمایا کہ تجھے اگر کسی کی تعریف کرنا ضرور ہو تو یون کہہ کہ مین ایسا جانتا ہون اور عند اللہ اوسے عیب سے بری نہین کرتا اگر اپنی سمجھ مین سچا ہے تو اوسکا حساب حق تعالی کے ساتھ ہے چوتھی آفت درآفت یہ ہے کہ شاید جسکی تعریف کرتا ہے وہ ظالم ہو اور اوسکی بات سے خوش ہو اور ظالم کو خوش کرنا نہ چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب فاسق کی تعریف کرتے ہین تو حق سبحانہ تعالی کو اوسپر غصہ آتا ہے اور ممدوح کو کئی وجہ سے نقصان ہے ایک یہ کہ اوسمین کبر اور عجب پیدا ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن درہ لیے بیٹھے تھے ایک شخص جارود نام حاضر ہوا ایک شخص نے کہا کہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے جب وہ بیٹھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے درہ سے مارا اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہ کیا فرمایا کہ تو نے نہین سنا کہ اس شخص نے کیا کہا اوسنے عرض کیا کہ مین نے سنا اوسنے کہا تو کیا ہوا فرمایا کہ مین ڈرا کہ تیرے دلمین غرور پیدا ہوجائے مین نے چاہا کہ تیرا کبر توڑ دون دوسرے یہ کہ جب صلاحیت اور علم پر لوگ اوسکی تعریف کرینگے تو وہ آیندہ کے واسطے کاہل ہوجائیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچ گیا اسی سبب سے تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تمنے اسکی گردن ماری کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو کوشش سے باز رہیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکے سامنے تیز چھری لیکر جائے تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ اوسکے روبرو اوسکی تعریف زبان پر لائے حضرت زیاد ابن اسلم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی تعریف سنتا ہو شیطان اوسکے سامنے سے آکر اوسے جگہہ سے اوٹھاتا ہے لیکن مومن اپنے تئین پہچانتا ہے اور فروتنی کرتا ہے جہان کہین یہ چھ آفتین نہون وہان تعریف کرنا بہتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ نے فرمایا کہ یا عمر رضہ اگر حق تعالی مجھے رسول کرکے نہ بھیجتا تو تجھی کو بھیجتا اور فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کا ایمان ابوبکر کے ایمان کے مقابل کرین تو ابوبکر رضہ کا ایمان زیادہ نکلیگا اور ایسی تعریفین آپ نے کی ہین اسواسطے کہ جانتے تھے کہ صحابہ رضہ کو کچھ نقصان نہوگا مگر اپنی تعریف کرنا بری بات ہے اور مذموم ہے حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تُزَکُّوا اَنْفُسَکُمْ لیکن اگر کوئی شخص خلق کا پیشوا ہو اور اپنا حال اسواسطے بتائے کہ لوگون کو اوسکی پیروی کی توفیق ہو تو درست ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی اس سرداری سے مین فخر نہین کرتا اوس سے فخر کرتا ہون جسنے یہ بزرگی عنایت فرمائی آپ نے یہ اسواسطے فرمایا کہ سب لوگ آپکی تابعداری کرین اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ **فصل** لوگ جب کسیکی تعریف کرین تو اوسے چاہیے کہ کبر اور عجب سے حذر کرے اور خاتمہ کے خطر سو سوچے کہ اوسکا حال کسیکو نہین معلوم اور جو شخص دوزخ سے بچے گا کتا اور سور اوس سے افضل ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ مین دوزخ سے بچ گیا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میرا چھپا ہوا سب حال جانے تو یہ تعریف کرنیوالا تعریف نہ کرے تو شکر کرنا چاہیے کہ حق تعالی نے میری باطنی باتون کو اوس سے پوشیدہ رکھا اور چاہیے کہ لوگ جب تعریف کرین تو کراہت ظاہر کرے اور دل سے بھی کارہ رہے لوگون نے ایک بزرگ کی تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ میرا حال نہین جانتے تو ہی جانتا ہے اور بزرگ کی لوگون نے تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ اوس چیز سے میرا تقرب کرتے ہین جسے مین دشمن رکھتا ہون تجھے گواہ کرتا ہون کہ مین اوسکی دشمنی کے سبب تیرا تقرب کرتا ہون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے تعریف کی آپ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ جو مجھے کہتے ہین اسکے سبب تو مجھسے مواخذہ نہ کر اور جو لوگ یہ نہین جانتے ہین اوسے بخشدے اور مجھے اوس سے بھی بہتر کردے جو یہ لوگ سمجھتے ہین ایک شخص امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست نرکھتا تھا آپ کی تعریف منافقانہ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے شخص جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے اوس سے تو مین کمتر ہون اور جو بات تو دل مین رکھتا ہے اوس سی بہت بڑھکر ہون

چوتھی اصل غصہ اور کپٹ اور حسد اور اونکے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ غصہ جب غالب ہو جائے تو صفت مذموم ہے اور اوسکی اصل آگ سے ہے کیونکہ اوسکا صدمہ دل پر ہوتا ہے اور آگ کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے جیسا کہ اوس نے خود کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور آگ کا کام حرکت اور بیقراری ہے اور مٹی کا کام سکون اور چین ہے جس شخص پر غصہ غالب ہے اوسکو جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اوس سے کھلی ہوئی نسبت شیطان کے ساتھ ہے اسیواسطے تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات سے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے حق تعالی کے غصہ سی دور رکھے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو خشمناک نہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے مختصر سا کام جسمین اسید حسن انجام ہو ارشاد فرمایئے فرمایا تو غضبناک نہو اگر ہر چند پوچھا آپ نے یہی فرمایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا ایلوا شہد کو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یحیی سے فرمایا کہ خشمگین نہو اگر کہا کہ یہ نہین ہوسکتا ہے کیونکہ مین بشر ہون فرمایا مال جمع نہ کر کہا یہ ہوسکتا ہے ای عزیز جان تو کہ اصل غصہ سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین لیکن غصہ کو پی جانا ضرور ہے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو غصہ کو پی جاتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حق سبحانہ تعالی اپنا عذاب اوسپر سے اوٹھا لیتا ہے اور جو کوئی حق تعالے کی تقصیر مین عذر کرتا ہے حق تعالی اوسکا عذر قبول فرماتا ہے اور جو شخص زبان کو نگاہ رکھتا ہے حق تعالی اوسکی شرم چھپاتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالی اوسکے دلکو رضامندی سے بھر دیگا اور فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوسمین سے کوئی اندر نہ جائیگا مگر وہ شخص جسنے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ جو جو گھونٹ آدمی پیتا ہے اونمین سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالی کے نزدیک دوست نہین ہے اور جو بندہ غصہ کا گھونٹ پیتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو ایمان سے پر کر دیتا ہے حضرت فضیل عیاض اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہما اور بزرگون کی ایک جماعت نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ غصہ کے وقت بردباری اور طمع کے وقت صبر کرنے سے زیادہ کوئی کام فضل نہین ہے ایک شخص نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی علیہ سے سخت بات کہی اونھون نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تو نے چاہا تھا کہ مجھے غصہ مین لاوے اور شیطان کبر سلطنت کی وجہ سے مجھے جگہ سے اوٹھائے تاکہ آج تو مین تجھے غصہ کرون اور فرداے قیامت کو تو مجھ سے بدلا لے یہ ہرگز نہوگا اور چپ ہو رہے ایک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھ سے قبول کرے اور کفالت کرے کہ خشمگین نہوگا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہو اور بہشت مین میرے برابر رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور کفالت کی دوبارہ پھر فرمایا اوسنے پھر عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور عہد وفا کر کے اون نبی کا قائم مقام ہوا لوگون نے اوسکا ذوالکفل نام رکھا اس سبب سے کہ اوسنے کفالت کی یعنی قبول کیا

فصل اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے آدمی مین غصہ اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکا ہتھیار بنے اور اوس سے جو چیز نقصان کرتی ہے اوسکو اپنے سے باز رکھے جیسا کہ خواہش کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ آدمی کا آلہ ہو تاکہ جو چیز آدمی کو مفید ہو اوسے اپنی طرف کھینچ لے آدمی کو ان دونون چیزون سے چارہ نہین ہے لیکن جب افراط سے ہونگی تو نقصان کرینگی اور اوس آگ کے مثل ہو جاوینگی جو دل مین لگے اور اوسکا دھوان دماغ مین بھر جائے اور عقل و فکر کی جگہ کو تاریک کر دے تاکہ آدمی وجہ صواب کو نہ دیکھ سکے جیسے وہ دھوان جو کسی غار مین بھرتا ہے تو اوسے ایسا تاریک کر دیتا ہے کہ کوئی جگہ نہین دکھائی دے سکتی اور یہ بات نہایت مذموم ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ غصہ غول عقل ہے اور شاید کہ یہ غصہ ضعیف ہو تو یہ بھی مذموم ہے اسواسطے کہ حمیت ناموس اور کفار کے ساتھہ لڑکر دین کی حمیت غصہ ہی سے پیدا ہوتی ہے حق سبحانہ تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اور صحابہ کی تعریف فرمائی اور ارشاد کیا اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ یہ سب غصہ کا ثمرہ ہے تو چاہیے کہ غصہ نہ شدت سے ہو نہ ضعیف ہو بلکہ معتدل ہو اور دین اور عقل کے اشارے مین ہو بعض لوگ سمجھے ہین کہ ریاضت سے غصہ کی جڑ اوکھاڑ ڈالنا مقصود ہے یہ سمجھنا غلط ہے اسواسطے کہ غصہ تو ہتھیار ہے اوس سے چارہ نہین اور جبتک آدمی زندہ ہے تبتک غصہ کی جڑ کا معدوم ہونا محال ہے جسطرح اصل شہوت کا باطل ہونا ممکن نہین ہے مگر یہ ممکن ہے کہ بعض کام کے سبب سے بعض وقت غصہ بالکل پوشیدہ رہے اور لوگ سمجھین کہ غصہ زائل ہوگیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ غصہ اس سبب سے آتا ہے کہ جس چیز کی

حاجت اوسے ہو وہ کوئی چھین لینے کا قصد کرے اور جس چیز کی حاجت نہو مثلاً کسی کا ایک کتا ہو کہ وہ اوس سے
بے پرواہ ہو تو اگر کوئی شخص اوس کتے کو لیجائے یا مارڈالے تو ممکن ہے کہ جسکا کتا تھا وہ خشمگین نہو لیکن کھانا کپڑا گھر تندرستی اور
ایسی چیزون سے حاجت ہرگز منقطع نہین ہوتی تو اگر کسی کو زخمی کرین تاکہ اوسکی سلامتی فوت ہوجائے یا اوسکا کھانا کپڑا لے لین
تو ضرور غصہ ظاہر ہوگا اور جس شخص کو حاجت بہت ہوگی اوسے غصہ بھی بہت ہوگا اور وہ بہت بیچارہ اور واماندہ ہوگا اسواسطے
کہ آزادی بے حاجتی ہی مین ہے جسقدر حاجت زیادہ ہوتی ہے آدمی اوسقدر قید سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور ممکن ہے
کہ کوئی شخص ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ایسا کر دے کہ اوسے بقدر ضرورت ہی حاجت پڑا کرے حتی کہ جاہ و مال اور
دنیا کی فضول چیزون کی حاجت جاتی رہے تو جو غصہ اوس حاجت کا تابع ہے وہ بھی خواہ نخواہ جاتا رہیگا اسواسطے کہ
جو شخص جاہ کی تلاش مین نہین ہوتا ہے تو جو آدمی اوسکے آگے چلے یا مجلسون مین اوس سے بہتر جگہ بیٹھے تو وہ شخص غصہ
نہین کرتا اس امر مین خلق مین بڑا تفاوت ہے اسواسطے اکثر غصے جاہ و مال کی زیادتی کے سبب ہوتے ہین حتی کہ ایسا ہو
کہ کوئی ادنی چیزون مین فخر کرتا ہے جیسے شطرنج چوسر کبوتر بازی بہت شرابخواری اگر کوئی شخص اوسے کہے کہ شطرنج خوب
نہین کھیلتا اور شراب بہت نہین پیتا تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو غصہ اس قسم کا ہوتا ہے ریاضت
کرنے سے آدمی اوس سے رہائی پا سکتا ہے لیکن جو چیزین آدمی کو ضروریات سے ہین اونمین اصل خشم بالکل نہین ہوتا اور
باطل ہونا چاہیے بھی نہین کہ یہ اچھی بات نہین ہے لیکن یہ چاہیے کہ ایسا غصہ نہو کہ اوسے بے اختیار کر دے اور برخلاف
عقل و شرع اوسپر غلبہ کرے ریاضت کرتے کرتے آدمی غصے کو اس درجہ پر لا سکتا ہے اس امر پر کہ غصہ کی جڑ نہین جاتی
اور اوسکا جانا چاہیے بھی نہین یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے خالی نہ تھے اور فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون
اَغْضَبُ کَمَا یَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنی جسطرح آدمی غصہ کرتے ہین اوسیطرح مین بھی غصہ کرتا ہون جس کسیکو مین لعنت کرون یا غصہ
مین سخت کلام کہون یا مار بیٹھون تو بار خدایا اوسے تو میری طرف سے اوسپر رحمت کا سبب کر دے حضرت عبد اللہ ابن عمر
ابن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہین اوسے مین لکھتا ہون اگر غصہ مین کچھ فرمائین تو
کیا کہ اوسے بھی لکھ لیا کرو کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے رسول برحق کر کے خلق کیطرف بھیجا ہے کہ اگر مین غصہ مین بھی ہوتا ہون
تو بھی حق بات کے سوا میری زبان سے اور کچھ نہین نکلتا تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غصہ نہین ہے لیکن یہ فرمایا کہ غصہ مجھے حق
اور انصاف سے خارج نہین کرتا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایکدن خشمگین ہوئین حضرت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا شیطان آیا اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکا شیطان نہین ہے فرمایا کہ ہے
لیکن حق تعالی نے مجھے اوسپر فتح دی ہے کہ وہ میرا زیر دست ہوگیا نیک بات کے سوا اور کچھ حکم نہین کرتا آپ نے یہ نہ فرمایا کہ
مجھے غصہ کا شیطان نہین ہے فصل الغرض جاننا ہو کہ اگرچہ باطن سے غصہ کی جڑ نہین اوکھڑتی لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص پر بعض یا
اکثر اوقات توحید غالب ہوجائے جو کچھ وہ دیکھے خدا ہی کیطرف سے دیکھے تو اس توحید کے سبب سے غصہ پوشیدہ ہوجاتا

اور اوس شخص میں کچھ بھی غصہ نہیں پیدا ہوتا جیسا اگر کسیکو لوگ پتھر مارین تو کسی حال مین وہ پتھر پر غصہ نہین کرتا اگرچہ اوسکے جان مین غصہ کی تدبیر قرار ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ خطا پتھر سے نہین دیکھتا بلکہ اوس شخص کی خطا جانتا ہے جسنے پتھر پھینکا اور اگر کوئی بادشاہ حکم لکھے کہ فلانے آدمی کو قتل کرو تو وہ قلم پر خشمگین نہین ہوتا کہ اس سے لکھا ہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ قلم تو مسخر ہے اگرچہ حرکت اوسمین ہے لیکن اوس سے نہین ہے علی ہذا القیاس جس شخص پر توحید غالب ہوتی ہے تو وہ ضرور بالضرور جانتا ہے کہ جو کام خلق سے ہوجاتا ہے اوسمین خلق بے اختیار ہے کیونکہ اگرچہ حرکت تو قدرت کے قید مین ہے لیکن قدرت ارادہ اور خواہش کی قید مین ہے اور ارادت آدمی کے اختیار مین نہین ہے لیکن جو خواہش کو اوسپر مسلط کردیا ہے چاہے یا نچاہے اور جب اوسکو بھیجا اور قوت عنایت فرمائی تو ضرور فعل حاصل ہوگا تو اوسکی مثل اوس پتھر کی سی ہے جو اوسپر پھینکین اور پتھر سے دکھ درد حاصل ہو لیکن پتھر پر غصہ نہین کرتا تو اگر بکری سے اوس مرد کی روزی تھی اور بکری مرگئی تو وہ رنجیدہ ہوگا لیکن خشمگین نہوگا اور جب کوئی آدمی مارڈالے تو اگر توحید کا نور غالب ہوگا تو بھی چاہیے کہ ویسا ہی رہے لیکن توحید کا غلبہ ہمیشہ ایسا نہین رہتا بلکہ بجلی کی طرح آن کی آن رہتا ہے اور تقاضا بشریت اور جو اسباب درمیان مین ہین اونکی طرف التفات پیدا ہوجاتا ہے اور اکثر آدمی بعض اوقات ایسے ہوتے رہے ہین اور یہ نہین ہے کہ غصہ کی جڑ نکل گئی لیکن چونکہ اس امر کو آدمی سے نہین سمجھتا ہے اس سبب سے غصہ کا سبب نہین پیدا ہوتا جیسے پتھر جو اوسپر آتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگرچہ غلبۂ توحید نہو لیکن اوسکا دل کسی بہت بڑے کام مین ایسا مشغول ہے کہ اوسکے سبب سے غصہ پوشیدہ رہے ظاہر نہو حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے گالی دی اونھون نے کہا کہ اگر قیامت کے دن میرے گناہون کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے اس سے بھی مین بدتر ہون اور اگر گناہون کا پلہ ہلکا ہوگا تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی علیہ کو کسینے گالی دی کہنے لگے کہ میرے اور جنت کے درمیان مین ایک گھاٹی ہے مین اوسے طے کرنے مین مشغول ہون اگر طے کرگیا تو تیری بات کا کچھ ڈر نہین اور اگر طے نہ کرسکا تو جو کچھ تو کہتا ہے میرے حق مین بہت ہی کم ہے یہ دونون بزرگ آخرت کے غم مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ گالی دینے سے انکا غصہ ظاہر نہوا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے گالی دی فرمایا کہ جو میرا حال تجھپر پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے وہ اپنے ساتھ جو مشغولی رکھتے تھے اوسکے سبب سے اونکا غصہ ظاہر نہوا حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی علیہ کو ایک عورت نے ریاکار کہکر پکارا فرمایا کہ اے نیکبخت تیرے سوا مجھے کسینے نہین پہچانا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو ایک شخص نے کوئی بات کہی کہنے لگے کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے خدا بخشے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو تجھے بخشے یہ حالات اس بات کی دلیل ہین کہ ایسی حالتون کے سبب سے غصہ کا مقہور اور مغلوب رہنا ممکن ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے معلوم کیا ہو کہ حق تعالی اوسے دوست رکھتا ہے جو غصہ نکرے تو جب غصہ کا سبب پیش آسکے تو حق تعالی کی محبت اوس غصہ کو چھپائے جسطرح کسیکا کوئی معشوق ہو اور اوسکا بیٹا عاشق کو گالیان دیتا ہو اور عاشق جانے کہ معشوق چاہتا ہے کہ وہ اوس جفا کو درگذشت کرے تو غلبۂ عشق اوسے ایسا کردیتا ہے کہ اوس جفا کا درد ہرگز عاشق کو معلوم نہین ہوتا اور غصہ نہین کرتا آدمی کو چاہیے کہ ان سببون مین سے کسی سبب سے ایسا ہوجائے کہ اپنے

غصہ کو مار ڈالے اگر یہ نہیں کر سکتا تو اوسکی قوت توڑ دے تاکہ غصہ سرکشی نکرے اور عقل و شرع کے برخلاف حرکت نہ کرے
الغرض جاننا چاہیے کہ غصہ کا علاج اور اوسکی ریاضت فرض ہے اسواسطے کہ اکثر خلق کو غصہ ہی دوزخ میں لیجاتا ہے اور غصہ سے بہت گناہ
پیدا ہوتے ہیں اوسکا علاج دو طرح پر ہوتا ہے ایک کی مثل مسہل کے مانند ہے کہ غصہ کی جڑ اور مادہ کو باطن سے نکال ڈالے اور
ایک کی مثل سکنجبین کی ایسی ہے کہ تسکین کر دے جڑ اور مادہ کو نہ نکال ڈالے مسہل تو یہ ہے کہ آدمی دیکھے کہ باطن میں غصہ کا کیا سبب ہے
اور اوس سبب کو جڑ سے اوکھاڑ ڈالے اور اوسکے پانچ سبب ہیں پہلا سبب کبر ہے اسواسطے کہ متکبر ذراسی بات یا معاملہ میں جو
اوسکی تعظیم کے برخلاف ہو خشمگین ہوتا ہے تو تکبر کو فروتنی سے توڑنا چاہیے اور سمجھے کہ میں بھی اور بندوں کی جنس سے ہوں اور
بزرگی نیک اخلاق کے سبب سے ہوتی ہے اور کبر اخلاق بد میں سے ہے اور فروتنی کے سوا اور کسی چیز سے زائل نہیں ہوتا دوسرا
سبب عجب ہے کہ اپنی شان میں کچھ اعتقاد رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تئیں پہچانے کبر اور عجب کا تمام علاج اپنے مقام پر کیا جائیگا
تیسرا سبب مزاح ہے کہ اکثر اوقات اوسکا نتیجہ غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ اپنے تئیں آخرت کے کام بنانے اور نیک اخلاق حاصل کرنے میں
جد و جہد سے مشغول کرے اور مزاح سے باز رہا کرے علی ہذا القیاس ہنسنا اور مسخرا پن بھی موجب خشم ہوتا ہے تو اپنے تئیں اس سے
محفوظ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص دوسروں سے ہنسی کریگا اوس سے اور لوگ بھی ہنسی کرینگے اور اوسکی ہنسی کا جواب دینگے
تو اسنے ہنسی کر کے خود اپنے تئیں ذلیل کیا چوتھا سبب کسیکو ملامت کرنا اور کسیکا عیب کرنا یہ بھی جانبین سے غصہ کا سبب ہوتا ہے
اسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ جو خود بے عیب نہو اوسے عیب کرنا نہیں پہونچتا ہے اور بے عیب کوئی نہیں ہے یعنی کسیکو نہ چاہیے
کہ دوسرے کا عیب کرے پانچواں سبب مال و جاہ کی حرص ہے اور مال و جاہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے جو بخیل ہوتا ہے اوس سے
اگر ایک حبہ لیں تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور جو طامع ہوتا ہے تو جو ایک لقمہ اوس سے فوت ہو جائے اوسکے سبب خشمناک ہو جاتا ہے
اور یہ سب بد اخلاق ہیں اور غصہ کی جڑ بھی ہیں اسکا علاج علمی بھی ہے عملی بھی تو یہ ہے کہ آدمی آفت اور برائی جانے کہ دین و دنیا میں اسکا
ضرر کسقدر ہے تاکہ دل سے اوس سے نفرت کرے پھر علاج عملی میں مشغول ہو اور علاج عملی یہ ہے کہ ان صفتوں کی مخالفت کرے کہ مخالفت
سب اخلاق بد کا علاج ہے جیسا ہمنے ریاضت نفس میں بیان کیا ہے اور غصہ اور اخلاق بد پیدا ہونیکا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی
کسی ایسے گروہ کی صحبت رکھے جنپر غصہ غالب ہو اور شاید صلابت اور شجاعت اسکا نام رکھیں اور اوسکے سبب فخر کریں اور حکایت
کریں کہ فلانے بزرگ نے ایک بات میں فلانے آدمی کو مار ڈالا اور اوسکا جان و مال ویران کر ڈالا اور کسی کی مجال نہوئی کہ اوسکے
برخلاف کچھ بات کہتا کیونکہ مرد مردانہ تھا اور مرد ایسے ہی ہوتے ہیں کسیکو چھوڑ دینا اپنی ذلت اور بے حمیتی اور نالائقی سمجھتے ہیں
تو غصہ جو کتوں کی عادت ہے اوسکا نام شجاعت اور مردانگی رکھتے ہیں اور حلم اور بردباری جو پیغمبروں کا خلق ہے اوسکا نام نامردی
رکھتے ہیں اور شیطان کا کام یہ ہے کہ سبکو مکر و فریب اور برے الفاظ کے سبب سے نیک اخلاق سے باز رکھتا ہے اور اچھے
الفاظ سے اخلاق بد کی طرف بلاتا ہے اور عقلمند جانتا ہے کہ اگر ایسا ہی غصہ مردی کے سبب ہوتا تو چاہیے تھا کہ عورتیں
اور لڑکے اور ضعیف نفس بوڑھے اور بیمار غصہ سے بہت دور رہتے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ بہت جلد غصہ میں آجاتے ہیں

بلکہ کوئی مردانگی اس مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے کہ آدمی اپنے غصہ سے بر آسکے اور یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کی صفت ہے اور غصہ
دوسری صفت پہلوانون اور ترکون اور اون لوگون کی صفت ہے جو درندو چرند سے بہت نزدیک ہین اے عزیز تو غور تو کر کہ تیری
بزرگی اس بات مین ہے کہ تو انبیا اولیا کے مانند ہو جاے یا اس امر مین کہ احمقون اور بیعقلون کے مثل ہو جاے **فصل** اے عزیز جان تو
کہ یہ باتین جو اوپر مذکور ہوئین مادہ خشم کو دفع کرنے کے واسطے مسہل کا حکم رکھتی ہین جو شخص اسے دفع نہین کر سکتا اوسے چاہیے
کہ غصہ جب ہیجان کرے تو اوسکو تسکین دے اور تسکین اوس سکنجبین سے ہوتی ہے جو حلم کی شیرینی اور صبر کی تلخی سے بناتے ہین
اور علم و عمل کی معجون سب اخلاق کا علاج ہے علم یہ ہے کہ اون آیتون اور حدیثون مین غور و تامل کرے جو غصہ کرنے کی برائی
اور غصہ پی جانے کے ثواب مین نازل اور وارد ہوئی ہین چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا اور اپنے دل سے کہے کہ جتنی قدرت تو دوسرے پر
رکھتا ہے اوس سے زیادہ قدرت حق تعالی تجھپر رکھتا ہے اور حق تعالی سے تیری مخالفت بہت بڑھ کر ہے اگر تو کسی پر غصہ کریگا
تو قیامت مین خدا کے غضب سے کیونکر بچیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے واسطے بھیجا وہ دیر کے بعد آیا
آپ نے فرمایا کہ قیامت کا انتظام نہوتا تو مین تجھے مارتا اور اپنے دل سے یون کہے کہ یہ تیرا غصہ اسواسطے ہے کہ جسطرح خدا نے چاہا
اوسیطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق اور یہ ربوبیت مین جھگڑنا ہے یہ اسباب جو آخرت سے علاقہ رکھتے ہین انکے سبب سے
اگر غصہ نہ ٹھہر جاے تو دنیا کی غرض پیش خود تجویز کرے اور اپنے دل مین کہے کہ اگر تو غصہ نکالیگا تو شاید طرف ثانی بھی برسر مقابلہ
آجاے اور بدلا لے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز نہ سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی غلام ہو کہ خدمت مین قصور کرتا ہے اور بھاگ جاتا ہے
شاید کہ کچھ غدر و فریب کر بیٹھے اور غصہ مین جو بری صورت بنجاتی ہے اوسے بھی یاد کرے کہ ظاہر کیسا برا اور متغیر ہو جاتا ہے اور اوس
بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی ہے اور بھوکے کتے کے مثل ہو جاتا ہے
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری عاجزی اور ذلت سے جانینگے
اور تیری حشمت کے واسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگون کی نگاہ مین تو حقیر ہو جائیگا تو اوسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزت آج تک
نہین پہونچتی کہ آدمی انبیا علیہم السلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالی کی خوشنودی ڈھونڈھے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین
تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ فردا ے قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اور اوسکی مثل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور سنت یہ ہے کہ آدمی غصہ کے وقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاے اور اگر بیٹھا ہو تو
لیٹ جاے اگر اس سے غصہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ غصہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدہ کرے اور منہ خاک پر رکھے تاکہ آگاہ ہو جاے
کہ مین خاک سے پیدا ہوا اور بندہ ہون اور اوسے غصہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
خشمگین ہوے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے ناک مین پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمرا یعنی اوسکی مان کا عیب کیا کہ اوسکا سرخ رنگ ہے یہ خبر نبی صلی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر مین نے سنا ہے کہ تو نے آج کسیکا عیب کیا اوسکی ماں کے سبب سے ای ابوذر تو جانلے کہ
تو کسی سیاہ اور سرخ سے افضل نہین ہے مگر یہ کہ تقوی مین اوس سے زیادہ ہو حضرت ابوذر اوس شخص سے عذر کرنے گئے وہ شخص
سامنے آیا اور حضرت ابوذر کو سلام کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جب غصہ آتا تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم اونکی ناک مبارک پکڑتے اور فرماتے کہ اے عائشہ کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ
مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ یہ بھی کہنا سنت ہے **فصل** اے عزیز جانو کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے یا سخت بات کہے تو اولی تر یہ ہے
کہ وہ چپ ہو رہے جواب نہ دے گر چپ رہنا واجب نہین ہے اور ہر بات کا جواب دینے کی بھی اجازت نہین ہے گالی کے مقابل مین
گالی دینا غیبت کے بدلے غیبت کرنا اور یہی باتین درست نہین ہین کیونکہ ان سببون سے تعزیر واجب آتی ہے لیکن اگر کوئی
شخص ایسی سخت بات کہے جسمین کچھ جھوٹ نہو اوسمین اجازت ہے وہ قصاص کے مثل ہے ہر چند کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرا عیب اوس امر کے سبب سے کرے جو امر تجھ مین ہو تو اوسکا عیب اوس چیز کے سبب سے جو اوس مین ہے
نہ کر یہ احتساب کا طریقہ ہے اور نہ کہنا واجب نہین ہے اگر گالی اور زنا کی طرف نسبت نہو اسپر دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ یعنی دو آدمی جب ایک دوسرے کو برا کہین تو جو کچھ کہین گے
وہ اوسی پر ہے جسنے ابتدا کی حتی مظلوم حد سے تجاوز کر جاوے پس اوسکو جواب دینا حد سے تجاوز کرنے کے پہلے ام المومنین حضرت
بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات نے حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے پیغام دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ہم مین اور حضرت عائشہ رض مین انصاف کا خیال رکھا کیجیے
کہ آپ اونھین بہت چاہتے ہین اور اونکی طرف بہت رغبت کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب مین تھے کہ حضرت بی بی فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا نے پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رض جسے مین دوست رکھتا ہون اوسے کیا تو دوست نہین رکھتی عرض کیا
کہ مین بھی اوسے دوست رکھتی ہون فرمایا کہ تو بھی عائشہ کو بہت دوست رکھ کہ مین اوسے بہت دوست رکھتا ہون حضرت بی بی فاطمہ رضی
اللہ تعالی عنہا اون ازواج طاہرات کے پاس گئین اور یہ ماجرا بیان کیا اونھون نے کہا کہ اس بات سے ہماری سیری نہین ہوتی
حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا جو ازواج طاہرات مین سے تھین سبھون نے اونھین بھیجا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین
وہ مجھسے برابری کا دعوی کرتی تھین وہ آئین اور کہنے لگین کہ ابوبکر رض کی بیٹی ایسی ہین اور ابوبکر رض کی بیٹی ویسی ہین وہ برا کہتی تھین اور مین خاموش تھی کہ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جواب دینے کی اجازت دین جب آپ نے اجازت دی تو مین بھی جواب دینے لگی اور برا
کہنے لگی یہانتک کہ میرا دہن خشک ہو گیا اور وہ عاجز آ گئین پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زینب رض یہ ابوبکر رض
کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تم اوس سے برتر آ گئی تعریف فرمائی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جواب دینا درست ہے بشرطیکہ سچ ہو جھوٹ نہو
جیسا کہ یون کہے کہ اے احمق اے جاہل شرم کر چپ رہ کیونکہ کوئی آدمی حماقت اور جہل سے خالی نہین ہوتا ہے آدمی کو چاہیے
کہ جو لفظ بہت نازشت نہو اوسکی عادت ڈالے کہ غصہ کے وقت ادنی لفظ کہے تاکہ فحش اوسکی زبان پر نہ آنے پاوے مثلاً بدبخت

اکسن ناہموار نکرے گا اور تحمل اسکے غرضکہ جب جواب دینے پر آئیگا تو حد سے تجاوز کرنا دشوار ہے اسی سبب سے جواب نہ دینا اولی تر ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو برا کہتا تھا حضرت صدیق اکبر جب بھی جواب دینے لگے
تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابتک تو آپ بیٹھے رہے
جب میں جواب دینے لگا تو آپ اوٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ تو جب تک چپ تھا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا شیطان آیا
میں نے نہ چاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھوں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے آدمیوں کو انواع و اقسام پر
پیدا کیا ہے ایک آدمی ہوتا ہے جو دیر کو خشمگین بھی ہو اور خوشنود بھی ہو ایک ہوتا ہے کہ خشمگین بھی جلدی سے ہو اور خوشنود بھی جھٹ پٹ
ہو یہ اوسکے مقابلہ میں ہے اور تم میں بہتر وہ آدمی ہے کہ خشمگین تو دیر کو ہو اور خوشنود جلدی سے ہو اور تم میں بدتر وہ ہے کہ خشمگین تو
جلدی ہو اور خوشنود دیر کو **فصل** ایعزیز جانو کہ جو شخص اختیار اور دیانت سے غصہ پی جاتا ہے وہ نیکبخت ہے لیکن اگر عجز اور ضرورت
کے سبب سے پی جائیگا تو غصہ اوسکے باطن میں جمع ہو کر کینہ اور کپٹ کا سرمایہ ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ
لَيْسَ بِحَقُودٍ یعنی مومن کینہ ور نہیں ہوتا تو کینہ غصہ کا بیٹا ہے اور اوس سے آٹھ بوتے پیدا ہوتے ہیں اونمیں سے ہر ایک دین کی
تباہی کا سبب ہوتا ہے پہلا تو حسد ہے کہ جسکے ساتھ کینہ ہو آدمی اوسکی خوشی پر رنجیدہ ہوتا ہے اور رنج پر خوش ہوتا ہے دوسرا یہ کہ شماتت کرتا ہے یعنی اوسپر
بلا نازل ہونے کے سبب سے خوشی کرتا ہے اور اوس خوشی کو ظاہر کرتا ہے تیسرا یہ کہ اوس سے زبان کو روک لیتا ہے اور اوسکے سلام کا
جواب نہیں دیتا چوتھا یہ کہ حقارت اور ذلت کی نظر سے اوسکو دیکھتا ہے پانچواں یہ کہ غیبت جھوٹ فحش افشاء راز کے ساتھ اوسپر
زبان دراز کرتا ہے چھٹا یہ کہ اوسکا چڑھانا اور مسخراپن کرتا ہے ساتواں یہ کہ اوسکا حق ادا کرنے میں قصور کرتا ہے رشتہ قرابت توڑ دیتا ہے
اوسکا قرض نہیں دیتا اوسکا مظلمہ نہیں پھیرتا اوس سے معافی نہیں چاہتا آٹھواں یہ کہ اگر موقع پاتا ہے تو اوسکو ایذا پہنچاتا ہے
اور دنگوا نسوا کرتا ہے کہ تم اوسے مارو تو اگر کوئی شخص بڑا ہی دیانت دار ہوتا ہے اور گناہ کا کوئی فعل نہیں کرتا تو بھی اس سے خالی
نہیں ہوتا ہے کہ اپنا احسان اوس سے پھیر لے اور اوسکے ساتھ نرمی نہ کرے اور اوسکے کام میں مہربانی نہ کرے اور ذکر خدا میں
اوسکے ساتھ نہ بیٹھے اور اوسکے حق میں دعا اور ثنا نہ کرے یہ سب باتیں اوس شخص کے درجوں کو گھٹا دیتی ہیں اور ان باتوں کا نقصان
بہت ہے جیسے مسطح نام جو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا عزیز قریب تھا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے واقعہ افک میں اونہی جب سخن دروغ کہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکے نفقہ دینا موقوف
کر دیا اور قسم کھائی کہ اب نہ دونگا یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یہاں تک کہ ارشاد ہوا أَلَا تُحِبُّونَ
أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ یعنی تم یہ قسم نہ کھایا کرو کہ جسنے جفا کی اوسکے ساتھ ہم نیکی نہ کرینگے کیا یہ دوست نہیں رکھتے ہو کہ حق تعالی تمہیں
بخشدے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ واللہ میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں اور پھر اوسے نفقہ دینا شروع کیا تو جس کے
دل میں کسی شخص کی طرف سے کینہ ہوتا ہے وہ تین حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو اپنے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے کہ اوسکے ساتھ نیکی کرون
اور مراعات زیادہ کرون یہ تو صدیقوں کا درجہ ہے یا نیکی نہیں کرتا تو برائی بھی نہیں کرتا ہے یہ پرہیزگاروں کا درجہ ہے

یا برائی کرتا ہے یہ فاسقوں اور ظالموں کا درجہ ہے جو شخص تیرے ساتھ برائی کرے تو اوسکے ساتھ نیکی کر کہ اس سے زیادہ کوئی چیز
موجب تقرب خدا نہیں ہے اگر یہ نہو سکے تو معاف کر دے کہ معاف کر دینے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تین باتوں پر مین قسم کھا سکتا ہوں صدقہ سے کوئی مال کم نہیں ہوتا تم صدقہ دیا کرو اور جو شخص کسیکا قصور معاف
کرتا ہے تو قیامت کے دن حق تعالی معاف کرنیوالیکی عزت مین زیادتی عنایت فرماتا ہے اور جو شخص سوال اور گدائی کا دروازہ
اپنے اوپر کھولتا ہے حق تعالی مفلسی کا دروازہ اوسکے اوپر کھولدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا
فرماتی ہین کہ مین نے نہین دیکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق مین کسی سے بدلا لیا ہو لیکن لوگ جب خدا کی حق کو
فرو گذاشت کرتے تو اوسپر آپکے غصہ کی کچھ انتہا نہوتی تھی اور جب دو کامون مین آپکو اختیار دیا جاتا اور دونون مین خلق پر جو سہل
آسان ہوتا ہے اوسی کو آپ اختیار کرتے لیکن جو گناہ ہوتا اوسے اختیار نہین کرتے تھے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مین تجھے اوس بات سے آگاہ کرون کہ اہل دنیا اور
اہل آخرت کے اخلاق مین کونسا خلق افضل ہے یہ افضل ہے کہ جو شخص تجھسے قطع کرے تو اوس سے مل اور تجھے محروم رکھے
تو اوسے عطا کر اور جو کوئی تجھپر ظلم کرے تو اوسے عفو کر دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے حق سبحانہ تعالی سے عرض کیا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ
جو بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہوا اور عفو کر دے اور فرمایا ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بد دعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان سے
ہاتھ اوٹھائے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازہ پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اوسکا
کوئی شریک نہین اوسنے اپنا وعدہ سچ کیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ
کیا دیکھتے ہو اور کیا کہتے ہو قریش نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور ہم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین آج قوت
آپ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون پر قابو پاکر کہا تھا
لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور سبکو امن دیدی اور فرمایا کہ تمسے کسیکو کچھ سروکار نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جب تمام خلق قیامت مین اوٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالی پر ہے وہ اوٹھے کہیں ہزار آدمی اوٹھینگے
اور جنت مین بے حساب چلے جائین گے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگان خدا کا قصور معاف کر دیا کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
فرماتے ہین کہ غصہ کی حالت مین صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کر دو ہشام
رحمہ اللہ تعالی علیہ کے پاس لوگ ایک قصوروار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے اوسنے کہا
يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرین بندے حجت کر سکتے ہین تو آپکے
سامنے کیون نہ حجت کر سکون ہشام نے کہا اچھا آ کہہ کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کوئی چیز چوری گئی لوگ

چوری لعنت کرنے لگے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا خدایا اگر وہ چیز کسی حاجت کے سبب سے چور اوٹھا لیگیا ہے تو اوسے مبارک ہو
اور اگر معصیت کی دلیری سے اوٹھا لیگیا ہے تو اوسکا گناہ اخیر ہو یعنی اس گناہ کے بعد تو اوسے اور گناہون سے بچا حضرت فضیل
رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک شخص کو مین نے طواف مین دیکھا کہ چورون نے اوسکا مال چرا لیا تھا وہ رونے لگا مین نے پوچھا
کہ اے شخص تو مال کے واسطے روتا ہے اوسنے کہا نہین بلکہ مین اس بات پر روتا ہون کہ مین نے فرض کیا کہ قیامت مین وہ چور میرے
ساتھ کھڑا ہے اور اپنے اس گناہ کا کچھ عذر نہین کرتا مجھے اوسپر رحم آیا کچھ قیدیون کو عبدالملک بن مروان کے سامنے لوگ لیگئے وہان
ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے اونھون نے فرمایا جو امر تو دوست رکھتا تھا وہ حق تعالی نے تجھے دیا یعنی ظفر اب جو کچھ حق تعالی
دوست رکھتا ہے وہ تو بھی دے یعنی عفو بس عبدالملک نے سب قیدیون کا قصور معاف کر دیا انجیل مین ہے کہ جو شخص حق تعالی سے
اپنے ظالم کی مغفرت چاہتا ہے اوس شخص سے شیطان شکست کھاتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب غصہ آئے تو عفو کرے اور کامون مین
نرمی کرنا چاہیے تاکہ غصہ نہ آنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ حق تعالی نے جسے نرمی کی صفت سے بہرہ مند
کیا وہ دین و دنیا سے بہرہ ور ہوا اور جسکو نرمی کی صفت سے محروم کیا وہ دین و دنیا کی خیر سے محروم رہا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی رفیق
ہے اور رفیق کو دوست رکھتا ہے اور جو کچھ رفق یعنی نرمی کرنے سے عنایت فرماتا ہے سختی کرنے سے نہین دیتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ سب کامون مین نرمی نگاہ رکھا کرو کیونکہ جس کام مین نرمی کا دخل ہوتا ہے وہ
کام بن جاتا ہے اور جس کام مین نرمی منقطع ہو جاتی ہے وہ بگڑ جاتا ہے حسد اور اوسکی آفتون کا بیان ایعزیز جانتو
کہ غصہ سے کپٹ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد اور حسد منجملہ مہلکات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیون کو
اسطرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور فرمایا ہے کہ کوئی شخص تین چیزون سے خالی نہین ہے گمان بد حسد فال بد سے اور مین تعلیم
کرون کہ اوسکا علاج کیا ہے جب بدگمانی کرے تو اپنے دل سے اوسے تحقیق نکرے اور اوسپر قائم نرہے اور جب بدفالی دیکھے تو اوسپر اعتماد نکرے اور جب
حسد پیدا ہو تو دست و زبان کو اوسپر عمل کرنے سے بچا اور فرمایا کہ مسلمانون تم مین وہ چیز پیدا ہونا شروع ہوئی ہے جسنے تم سے پہلے
بہت امتون کو ہلاک کر ڈالا وہ چیز حسد و عداوت ہے قسم اوس خدا تعالی کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ تم لوگ جنت مین نجاؤ
تاوقتیکہ ایمان نرکھو گے اور ایمان نرکھو گے تاوقتیکہ ایک دوسرے کے دوست نہوگے اور مین تمھین خبر دون کہ محبت کاہے سے
حاصل ہوتی ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو حضرت موسی علیہ السلام نے ایک مرد کو عرش کے سایہ مین دیکھا انھین اوس مقام
کی آرزو ہوئی کہا کہ حق تعالی کے نزدیک اوس شخص کا بڑا درجہ ہے پوچھا کہ یا الہ العالمین یہ مرد کون ہے اور اسکا نام کیا ہے
حق تعالی نے نام تو اوسکا نہین بتایا اور فرمایا کہ اسکے کردار سے مین تجھے خبر دیتا ہون کہ اسنے کبھی حسد نہین کیا اور اپنے ماں باپ کی
نافرمانی نہین کی اور چغلخوری نہین کی حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ حاسد میری
نعمت کا دشمن ہے اور میرے حکم سے خفا ہوتا ہے اور اپنے بندون مین جو مین نے قسمت کی ہے اوسے پسند نہین کرتا حضرت
سلطان الانبیاء علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ چھ گروہ چھ گناہون کے سبب سے بے حساب دوزخ مین جاوینگے حکام ظلم کے سبب سے

عجب تعجب کے سبب سے ناگدار تکبر کے سبب سے سوداگر خیانت کے سبب سے گنوار نادانی کے سبب سے علما حسد کے سبب سے حضرت انس
رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہم بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اسوقت بہشتیون مین
کوئی شخص آتا ہے انصار مین سے ایک شخص بائین ہاتھ مین نعلین لٹکائے ہوئے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا حاضر ہوا دوسرے دن
بھی آپنے یہی فرمایا اور وہی شخص آیا تین دن تک ایسا ہی اتفاق ہوا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے چاہا کہ اسکا کردار معلوم ہو
کیا ہے اوسکے پاس جاکر کہا کہ مین اپنے باپ سے لڑا ہون چاہتا ہون کہ تین شب تیرے پاس رہون اوسنے کہا اچھا تین شب برابر
اوسے دیکھتے رہے سوا اسکے کہ وہ جسوقت سوا اوٹھتا تھا تو خدا کو یاد کرتا کوئی عمل نہ دیکھا تب اوسنے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے ساتھ
لڑائی نہین کی ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے حق مین یہ فرمایا مین نے چاہا کہ تیرا عمل معلوم کرون اوسنے کہا کہ میرا عمل
یہی ہے جو تو نے دیکھا جب مین چلا تب اوسنے پکارا اور کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے کہ مین نے کبھی کسی کی بھلائی پر حسد نہین کیا
کہا اسی سے یہ تیرا مرتبہ ہے حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بادشاہ کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تکبر سے دور رہا کر
اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کا پہلا گناہ تکبر کے سبب سے ہوا ہے کیونکہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو تکبر ہی سے نکیا اور حرص سے دور رہا کر اسواسطے
کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حرص ہی نے نکالا اور حسد سے دور رہا کر اسلیے کہ خون ناحق پہلے حسد ہی سے ہوا ہے کہ حضرت آدم
علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا ذکر ہو یا حق تعالی کی صفتین بیان ہون
یا ستارون کی باتین ہون تو چپ رہ اور زبان کو نگاہ رکھ بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک مرد بادشاہ کے سامنے
ہر روز کھڑا ہو کر کہا کرتا کہ نیکون کے ساتھ نیکی کر کیونکہ بدکردار کو اوسکا کردار ہی کافی ہے اوسے اوسکے کردار پر چھوڑ دے بادشاہ اس
بات کے سبب سے اوسے عزیز دیکھتا ایک آدمی نے اوسکا حسد کیا اور بادشاہ سے کہدیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے
بادشاہ نے پوچھا اوسپر کیا دلیل ہے اوسنے کہا کہ آپ اوس شخص کو اپنے پاس بلا کر دیکھ لیجیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے کہ بو نہ سونگھے
بعدہ وہ حاسد آیا اور اوس شخص کو اپنے گھر لیجا کر لہسن پڑا کھانا کھلایا پھر بادشاہ نے اوس شخص کو اپنے پاس بلایا اوسنے اپنا ہاتھ منہ پر
رکھ لیا تاکہ بادشاہ کی ناک مین لہسن کی بو پہنچے بادشاہ سمجھا کہ اوسنے سچ کہا اور بادشاہ کی عادت تھی کہ بھاری خلعت اور بڑے انعام
اور کچھ حکم اپنے دستخط خاص سے نہ لکھتا تھا ایک غلام کو لکھا کہ اس خط پہونچانیوالے کا سر کاٹ کر اور اوسکی کھال مین بھس بھر کر میرے پاس
بھیجدے اور مہر کرکے اوسی شخص کو خط دیدیا جب وہ باہر نکلا تو اوس حاسد نے اوسے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اوسنے کہا خلعت ہے
حاسد بولا مجھے دے اوسنے دیدیا وہ لیکر عامل کے پاس گیا اوسنے کہا کہ اس خط مین تجھے قتل کرکے تیری کھال مین بھس بھرنے کا
حکم لکھا ہے بولا سبحان اللہ یہ حکم دوسرے شخص کے حق مین لکھا ہے تم بادشاہ سے پھر پوچھ لو عامل نے کہا کہ بادشاہ کے حکم مین پھر
دوبارہ پوچھنے کی حاجت نہین ہوتی غرضکہ اوس حاسد کو قتل کر ڈالا عادت کے موافق دوسرے دن وہ شخص جاکر بادشاہ کے
سامنے کھڑا ہوا اور ہر روز جو کہا کرتا تھا وہی کہنے لگا بادشاہ کو تعجب ہوا پوچھا تو نے وہ خط کیا کیا وہ بولا کہ فلانے آدمی نے مجھسے مانگا
مین نے دیدیا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مجھسے کہتا تھا کہ تو نے ایسا ایسا کہا ہے اوسنے عرض کیا کہ مین نے کبھی نہین کہا بادشاہ نے کہا

کہ پھر تو نے منہ اور ناک پر ہاتھ کیون رکھا تھا اوسنے کہا کہ اوس آدمی نے مجھے لہسن کھلایا تھا بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تو یہی کر تاکہ بدکردار کو اوسکا فعل ہی کافی ہے واقعی اوس بدکردار کو کافی ہوگیا حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا کے باب مین مین نے کسیکا حسد نہین کیا ہے اسلیئے کہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو جو نعمتین جنت مین ہونگی اوسکے مقابلے مین دنیا کی کیا حقیقت ہے اور اگر دوزخی ہے تو چونکہ آگ مین جلیگا اوسے اس نعمت سے فائدہ کیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے پوچھا کہ مسلمان حسد کرتا ہے فرمایا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے بیٹون کو کیا تو بھول گیا اگر سینہ مین ایسا پیچ رہے کہ معاملہ کرنے سے نہین نکلتا تو وہ نقصان نہین کرتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ نہ خوش ہوتا ہے نہ حسد کرتا ہے

حسد کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ حسد اسے کہتے ہین کہ کسی کو کوئی نعمت ملے اور تجھے برا معلوم ہو تو چاہیے کہ نعمت اوسکی پاس سے جاتی رہے یہ حرام ہے احادیث کی رو سے بھی اور اس دلیل سے بھی کہ یہ حکم الہی سے ناراضی اور خبث باطنی ہے کیونکہ یہ نعمت تجھے نہ ملجائیگی دوسرے کے پاس سے اوسکا زوال چاہنا خبث کے سوا اور کیا ہے لیکن اگر تو یہ چاہے کہ مجھے بھی ایسی نعمت ملے اور اوسکے پاس بھی نہ زائل ہو اور اوسکے پاس وہ نعمت ہونا تجھے برا نہ معلوم ہو تو اسے غبطہ اور منافسہ کہتے ہین یہ اگر دین کے کام مین ہو ہے تو اچھی بات ہے اور واجب بھی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اور فرمایا سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ یعنی تم اپنے تئین ایک دوسرے کے آگے بڑھاؤ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نہین ہے مگر دو چیزون مین ایک تو یہ کہ کسیکو حق تعالی مال اور علم دونون عنایت فرماے اور وہ اپنے مال کو علم کے موافق کام مین لاے دوسرے یہ کہ کسیکو علم بے مال کے مرحمت کرے یہ کہے کہ اگر حق تعالی مجھے بھی مال عطا فرماتا تو مین بھی اوسکی طرح صرف مین لاتا تو یہ دونون شخص ثواب مین برابر ہین اور اگر کوئی شخص مال کو فسق مین صرف کرے اور دوسرا کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی کھوتا تو یہ دونون شخص گناہ مین برابر ہین اس منافست کو بھی حسد کہتے ہین مگر اسمین دوسرے کی نعمت سے کراہت نہین ہوتی اور کراہت کہین درست نہین ہے مگر جو نعمت کسی فاسق اور ظالم کو ملے کہ وہ اوسکے فسق اور ظلم کا سبب ہو اوس نعمت کا زوال چاہنا درست ہے اور حقیقت مین فسق اور ظلم کی نیستی اور نابودی چاہنا ہے نہ زوال نعمت چاہنا نہین ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب وہ فاسق توبہ کرے تو زوال چاہنے والیکو کچھ کراہت نہ رہے اور یہان پر ایک نکتہ یہ ہے کہ حق تعالی نے کسی شخص کو کوئی نعمت دی اور کوئی آدمی اپنے واسطے بھی ایسی ہی نعمت چاہتا ہے چونکہ نہین ملتی تو شاید کہ یہ آدمی اس تفاوت سے کارہ رہے تو زوال نعمت کے سبب سے یہ تفاوت جاتا رہتا اور اس آدمی کے دل پر سبکتر ہوگا اوسکے رہنے سے اور خوف یہ ہوتا ہے کہ طبیعت اس خواہش سے خالی نہ رہے مگر جب اس کارہ رہیگا تو ایسا ہو جائیگا کہ اگر اوس شخص کا کام اس آدمی کے اختیار مین ہو جاے تو یہ اوسکی نعمت چھین نہ لیگا بس اسقدر جو طبیعت کا رہتا ہے اوسسے آدمی ماخوذ نہوگا

حسد کے علاج کا بیان اے عزیز جان تو کہ حسد دل کی بڑی بیماری ہے معجون علمی اور عملی سے اوسکا علاج ہوتا ہے معجون علمی یہ ہے کہ حاسد یہ جان لے کہ حسد دین و دنیا مین حاسد کے نقصان اور محسود کے نفع کا سبب ہوتا حاسد کے واسطے نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غم واندوہ اور عذاب مین رہتا ہے کیونکہ کوئی وقت اس سے خالی نہین ہوتا کہ کسیکو نعمت

نہ پہونچی ہوا اور جس رنج و کیفیت پر اپنے دشمن کا ہونا چاہتا ہے خود ہی اوس رنج و کیفیت مین رہتا ہے کیونکہ غم حسد سے بڑھ کر
کوئی غم نہین ہوتا تو اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی کہ حاسد اپنے تئین اپنے دشمن کے سبب سے خود رنجیدہ رکھتا ہے اور حسد سے
دشمن کو کچھ نقصان نہین اسواسطے کہ تقدیر الٰہی مین اوس نعمت کی ایک مدت معینہ ہے وہ پس و پیش کم و بیش کچھ نہین ہوتی
اسواسطے کہ تقدیر ازلی اوس نعمت کا سبب ہے اور بعض لوگ اوس سے نیک طالع تعبیر کرتے ہین بہرحال اس بات پر سب متفق ہین
کہ اوسمین تغیر کو گنجایش نہین اسی سبب سے تو تھا کہ ایک نبی علیہ السلام نے ایک عورت صاحب سلطنت سے درماندہ ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ
کی درگاہ مین بڑی شکایت کی وحی آئی فِرَّ مِنْ قُدَّامِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ أَيَّامُهَا یعنی اوسکے سامنے سے بھاگ حتی کہ اوسکی
مدت گذر جاے کیونکہ جتنی مدت ازل مین مقدر ہوچکی وہ نہین پھرتی ایک نبی علیہ السلام ایک بلا مین پڑ گئے تھے بہت دعا اور
زاری کرتے تھے اونپر وحی آئی کہ جس دن مین نے زمین و آسمان کا ایک اندازہ ٹھہرایا تیری قسمت مین یہی آیا کیا تو یہ کہتا ہے
کہ نئے سر سے تیرے واسطے قسمت کرون اور اگر کوئی حاسد چاہے کہ اوسکے حسد کے سبب سے نعمت زائل ہو تو اسکا نقصان
اوسیکی طرف پھرے گا اور دوسرے کے حسد کی وجہ سے اپنی نعمت زائل کریگا اور کافرون کا حسد کرنے سے نعمت ایمان بھی
جاتی رہتی ہے جیسا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ پس حسد حاسد کے واسطے
سر دست رنج و عذاب ہے اور آخرت کا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ احکم الحاکمین کے حکم کے ساتھ اوسکی خفگی اور نارضامندی ہے
اور اوس قسمت سے کراہت اور انکار ہے جو حکیم علی الاطلاق نے کمال حکمت کے ساتھ کی ہے اور سبکو اوسکے بھید کی طرف
راہ نہین دی ہے توحید مین اس سے زیادہ اور کیا خیانت ہوگی پھر آپس مین مسلمانون پر نامہربانی بھی ہوتی ہے کہ اونکی بدخواہی کی
اس بدخواہی مین ابلیس کا شریک ہوا اس سے زیادہ اور کیا شامت ہوگی اور محسود کو دنیا مین یہ فائدہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور کیا
چاہیگا کہ اوسکا حاسد ہمیشہ رنج و عذاب مین رہے حسد سے زیادہ اور کیا عذاب ہے اسواسطے کہ حاسد کی طرح کوئی ظالم مظلوم کا سا
نہین ہوجاتا اگر محسود کو حاسد کے مرنے کی خبر ہو یا یہ معلوم ہو کہ حاسد حسد کے رنج و عذاب سے چھوٹ گیا تو محسود رنجیدہ ہوتا ہے
اسواسطے کہ وہ چاہا کرتا ہے کہ مین نعمت مین ہمیشہ محسود رہون اور حاسد رنج حسد مین مبتلا رہے اور محسود کا دینی فائدہ یہ ہے کہ وہ
حسد کے سبب سے حاسد کا مظلوم ہے اور شاید کہ حاسد زبان اور معاملے سے بھی ظلم کرے جسکے سبب سے اوسکی نیکیان محسود کے نامۂ اعمال
مین نقل کرین اور محسود کے گناہ اوسکی گردن پر دہرین پس حاسد نے تو یہ چاہا کہ محسود سے نعمت دنیا جاتی رہے حالانکہ اوسکے واسطے
نعمت آخرت زیادہ ہوگئی اور دنیا مین حاسد کو سر دست رنج و عذاب ہوا اور عذاب آخرت کی ہوگئی پس وہ تو یہ سمجھا تھا کہ مین
اپنا دوست اور محسود کا دشمن ہون غور کرے تو حقیقت مین اپنا دشمن اور محسود کا دوست ہے اپنے تئین مغموم اور رنجور رکھتا ہے
اور ابلیس جو بڑا دشمن ہے اوسے شاد اور مسرور کرتا ہے اسواسطے کہ ابلیس نے جب دیکھا کہ حاسد کو علم و ورع اور جاہ و مال کی
نعمت حاصل نہین ہے تو ڈرا کہ اگر یہ راضی رہیگا تو اسے ثواب آخرت حاصل ہوگا اور ڈرا کہ ثواب آخرت بھی اوس سے فوت
ہو جاے اور فوت ہوگیا کیونکہ جو شخص عالمون اور دینداروں کو دوست رکھتا ہے اور اونکے جاہ و حشمت سے راضی رہتا ہے

وہ قیامت کے دن اونھین کے ساتھ ہوگا اسواسطے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ ثواب اوسے ہے جو عالم ہو یا متعلم یا انکا دوستدار
اور حاسد تینون قرابون سے محروم ہے حاسد کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے واسطے پتھر پھینکے وہ دشمن کے
تو پتھر نہ لگے اولٹا اوسی شخص کی داہنی آنکھ پر لگے اور وہ آنکھ پھوٹ جائے اور اوس شخص کو اور زیادہ غصہ آئے وہ دوبارہ زور سے
پتھر مارے وہ بھی اولٹا اوسی کی دوسری آنکھ پھوڑ ڈالے پھر اور پتھر مارے وہ اولٹا اوسیکا سر توڑ ڈالے اسیطرح پتھر مار مار کر خود زخمی
اور دشمن صحیح سلامت رہے اور دشمن اوسے دیکھ دیکھکر ہنسے یہی حال حاسد کا ہے شیطان اسکے ساتھ مسخراپن کرتا ہے حسد کی
یہ سب آفتین ہین پھر اگر یہ نوبت پہونچے کہ حاسد دست و زبان سے غیبت کرے اور جھوٹ بولے اور حق بات کا انکار کرے تو اسکا
ظلم اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو جو شخص جانے گا کہ حسد زہر قاتل ہے وہ اگر عقل رکھتا ہوگا تو حسد اوس سے چھوٹ جائیگا اور علاج عملی
یہ ہے کہ محنت اور مشقت کرکے اسباب حسد کو اپنے باطن سے کھود پھینکے کیونکہ کبر و عجب عداوت جاہ و مال کی محبت وغیرہ حسد کا
سبب ہین جیسا کہ غصہ کے بیان مین ہم بیان کر چکے ہین چاہیئے کہ ان جڑون کو اپنے دل سے اوکھاڑ ڈالے یہی مسہل ہے تاکہ
حسد خود نہ رہے جب حسد پیدا ہو تو اوسکو اسطرح روکے اور ٹھہرائے کہ جو کچھ حسد فرمائے اوسکے خلاف عمل مین لائے مثلاً اگر حسد کہے
کہ فلانے آدمی پر طعن کر اوسکی تعریف کرے اور جب حسد حکم کرے کہ تکبر کر تو فروتنی کرے اور جب کہے کہ فلانے آدمی کی نعمت زائل کرنے مین
کوشش اور عداوت کر تو اوسکی یاری کرے اس سے بہتر کوئی علاج نہین ہے کہ پیٹھ پیچھے اوسکی تعریف کرے اور اوسکے کام کو بالاکر
تاکہ وہ سنکر خوشدل ہو تو وہ بھی تجھپر ریجھیگا اور اوسکے عکس سے تیرا دل بھی خوش ہوگا اور عداوت منقطع ہو جائیگی جیسا کہ حق تعالی
نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ اس مقام پر شیطان یون بھڑکاتا ہے
کہ اگر تو ایسی فروتنی اور اوسکی تعریف کریگا تو سب تجھے عاجز جانینگے پس اے عزیز تجھے اختیار ہے خواہ حق تعالی کا فرمان بردار بن خواہ
ابلیس کا اے عزیز جانتو کہ یہ دوا بہت مفید ہے اور نافع ہے لیکن کڑوی ہے آدمی اوسپر صبر نہین کر سکتا مگر قوت علم سے کہ یہ جانلے
کہ دین و دنیا مین میری نجات اسی سے ہے اور دین و دنیا مین میری تباہی حسد سے ہے اور ممکن نہین کہ کوئی دوا ایسی ہو جسمین
تلخی اور تکلیف نہ سہنا پڑے اس بات سے قطع امید کرنا چاہیئے جب بیماری ہو تو شفا کی امید پر دوا کی تلخی اور تکلیف گوارا کرنا چاہیئے
ورنہ بیماری انجام بہلاکت ہوگی اور وہ رنج خواہ نخواہ زیادہ ہوگا فصل اے عزیز اگر تو مجاہدہ کی کثرت کریگا تو غالب ہے کہ جسنے تجھے
ستایا ہو اور جو تیرا دوست ہو ان دونون مین تجھے دل سے فرق معلوم ہو جائے اور دونون کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر
نہ ہو بلکہ دشمن کی نعمت سے تو بالطبع کارہ ہو جائے اور اپنی طبیعت پھیرنے کا تو مکلف نہین ہے کیونکہ یہ امر تیرے اختیار مین
نہین تو دو چیزون کا مکلف ہے ایک تو یہ کہ اس کراہیت طبعی کو قول و فعل سے تو ہرگز ظاہر نکر دوسرے یہ کہ عقلاً کارہ رہے اور
اپنے دل مین اس صفت سے انکار رکھے اور اس امر کا خواہان رہے کہ مجھسے یہ صفت جاتی رہے جب تونے یہ کیا تو وبال حسد سے
چھوٹ گیا لیکن اگر تو قول و فعل سے ہرگز اظہار نکرے اور یہ صفت جو تجھمین پائی جاتی ہے اسسے تو اپنے دل مین کارہ بھی نہو تو بعض
علما نے کہا ہے کہ اسکے سبب سے تو ماخوذ نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ماخوذ ہوگا کیونکہ حسد حرام ہے اور یہ دل کا کام ہے بدن کا نہین

اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج کا خواہان اور خوشی سے اندوہگین رہیگا وہ ضرور ماخوذ ہوگا مگر یہ کہ اوس صفت سے قولاً کراہت رکھے تو البتہ
حسد کے وبال سے نجات پائیگا اور حسد سے بالکل وہی شخص نجات پاتا ہے جسپر توحید غالب ہوجائے کسی کو دوست اور دشمن نہ سمجھے
بلکہ سبھونکو خدا کا بندہ جانے اور سب امور کو ایک ہی جگہ سے دیکھے اور یہ حالت نادر ہوتی ہے بجلی کیطرح چمک جاتی ہے زیادہ نہین ٹھہرتی ہے

پانچوین اصل علاج محبت دنیا اور اس بیان مین کہ محبت دنیا سب گناہون کی افسر ہے

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا شیطانون کی سپہ ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی جڑ ہے اور اوس چیز سے زیادہ شوم کیا
شے ہوگی جو خدا کی دشمن خدا کے دوستون کی دشمن خدا کے دشمنون کی دشمن ہو خدا کی دشمنی تو یون ہوتی ہے کہ راہ خدا مین بندونکی
کی رہزنی کرتی ہے تاکہ بندے خدا تک نہ پہونچین اور خدا کے دوستون کے ساتھ باینطور دشمنی کرتی ہے کہ اونکو اپنا جلوہ دکھاتی ہے
اور اونکی نگاہون مین اپنے تئین آراستہ بناتی ہے حتی کہ اوس سے صبر کرنے مین تلخیان چکھتے ہین سہتے ہین اوٹھاتے ہین اور خدا کے
دشمنون کے ساتھ دشمنی کا یہ انداز ہے کہ مکر و حیلہ سے اونھین اپنے دام محبت مین کھینچتی ہے جب وہ عاشق ہوجاتے ہین تو اونسے دور
بھاگتی ہے اور اونکے دشمنون کے قبضہ مین جاتی ہے نابکار رنڈی کیطرح ایک مرد کے پاس سے دوسرے مرد کی بغل مین پڑی پھرتی
ہے حتی کہ آدمی اوس جہان مین کبھی اوسکا رنج اور کبھی اوسکے فراق کی حسرت کھینچتا ہے اور آخرت مین خدا کا غصہ اور عذاب دیکھیگا
دنیا کے پھندے سے کوئی نہین چھوٹتا مگر وہ شخص جو اوسے اور اوسکی آفت کو کماحقہ پہچانے اور اوس سے یون پرہیز کرے جسطرح جادوگرنی
سے پرہیز کرتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ ہاروت ماروت سے بھی زیادہ
جادوگر ہے جتنے دنیا کی حقیقت اور فتنین اور دہوکے آغاز کتاب کے تیسرے عنوان مین بیان کیے ہین اور یہان وہ حدیثین
بیان کرتے ہین جو دنیا کی مذمت مین وارد ہوئی ہین اسواسطے کہ آیات قرآنی اس مضمون مین بہت ہین اور قرآن اور کتب انبیا
اور رسولون کے بھیجنے سے حق تعالی کا یہی مقصود ہے کہ خلق کو دنیا کی طرف سے آخرت کی جانب بلائین اور دنیا کی آفت اور بلا
اور محنت خلق سے کہہ سنائین تاکہ خلق اوس سے پرہیز کرے **حدیثون سے دنیا کی مذمت کا بیان** ایعزیز جانتو
کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک دن ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گذرے فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے
کہ کوئی اسکی طرف دیکھتا بھی نہین قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے کہ حق تعالی کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ
خوار ہے اگر خدا کے نزدیک وہ پشہ کے پر برابر بھی ہوتی تو کوئی کافر ایک چلو پانی بھی نہ پیتا اور فرمایا ہے کہ دنیا ملعون اور جو کچھ دنیا مین
ہے وہ سب ملعون ہے مگر جو کچھ خدا کے واسطے ہو اور فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سب گناہون کی افسر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا
کو دوست رکھتا ہے آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا نقصان کرتا ہے تو جو چیز باقی نہ رہے اوسے
چھوڑ کر اوسی چیز کو اختیار کرو جو باقی رہے یعنی دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرو حضرت زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین امیر المومنین حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ تھا لوگ آپ کے واسطے شہد و آب ملا کر پانی لائے آپ منہ کے پاس لیجا کر پھیر لائے اور
اسقدر شدت سے روئے کہ ہم سب رونے لگے وہ چپ ہو کر پھر رونے لگے کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ وجہ پوچھ سکے جب آپ نے

آنکھہ پوچھی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ یہ کیا ماجرا تھا فرمایا کہ مین ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
بیٹھا تھا دیکھا کہ دست مبارک سے کوئی چیز اپنے پاس سے دور فرماتے ہین اور کوئی چیز دکھائی نہ دی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ کیا ہے فرمایا کہ دنیا ہے اپنی تئین مجھپر عرض کرتی تھی مین نے اوسے دور کیا وہ پھر آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بچ گئے تو بچ سکے جو لوگ
آپ کے بعد ہونگے وہ تو نہ بچین گے اب مین ڈرا کہ اوسنے مجھے پایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے
ایسی کوئی چیز نہین پیدا کی جو اوسکے نزدیک دنیا سے زیادہ دشمن ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین اور فرمایا ہے
کہ دنیا اجڑونکا گھر مفلسونکا مال ہے اوسی وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہو اوسکی طلب مین وہ شخص عداوت کرتا ہے جو بے علم ہو اوسپر حسد وہ کرتا ہے جو بے فقہ ہو اوسکی طلب وہ کرتا ہے
جو بے یقین ہو اور فرمایا ہے جو صبح کو اوٹھے اور اوسکی ہمت دنیا کی طرف ہو وہ مرد اللہ مین سے نہین ہے کیونکہ اوسکے واسطے دوزخ ہے اور چار خصلتین
اوسکے دل کو لازم ہوتی ہین ایک تو وہ رنج جو ہرگز نجائے دوسرے وہ شغل کہ ہرگز اوس سے فرصت نپائے تیسرے ایسی فقیری جس سے
تونگری کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچے چوتھے وہ امید جسکی کچھ نہایت ہی نہین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکدن جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا بالکل دکھا دون یہ فرماکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک گھورے پر لیگئے کہ اوسمین
آدمیون اور بکریون کی کھوپریان اور لتے اور لوگون کی پلیدی پڑی تھی فرمایا اے ابو ہریرہ تمھارے سرون کی طرح یہ سر بھی حرص و ہوا
سے پر تھے آج استخوان بے پوست ہو گئے اور جلدی خاک ہو جاوینگے اور یہ پلیدی وہ انواع و اقسام کے کھانے ہین جنکو بڑی
محنت سے لائے اور اسطرح پھینکدیے یا کہ سب لوگ اوس سے بھاگتے ہین اور یہ لتے اونکے لباس فاخرہ ہین کہ ہوا مین اوڑتے ہین اور
یہ ہڈیان اونکے چارپایون اور سواریون کی ہڈیان ہین کہ اونکی پیٹھ پر چڑھ چڑھ کر جہان کے گرد پھرتے تھے تمام دنیا یہ ہے جو شخص
چاہے کہ دنیا پر روئے اوس سے کہدو کہ روئے رونے ہی کی جگہہ ہے پس جو شخص حاضر تھا رونے لگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین و آسمان کے درمیان مین لٹکی ہے حق تعالی نے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین قیامت
کے دن دنیا عرض کریگی کہ یا اللہ مجھے بندون مین سب سے زیادہ کمتر ہے مجھے اوسکے حوالے فرما ارشاد ہوگا کہ ای ناچیز خاموش رہ اور دنیا
جہان ہین تو مین نے پسند ہی نکیا کہ تو کسی کو مل جاوے یہ بھلا آج پسند کرونگا اور فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قیامت مین آوینگے اونکے اعمال
تہامہ کے پہاڑون کے برابر ہونگے اور وہ لوگ دوزخ مین بھیجدیے جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نمازی لوگ
ہونگے فرمایا کہ ہان نماز بھی پڑھتے ہونگے روزہ بھی رکھتے ہونگے شب بیداریان کی ہونگی لیکن دنیا کی چیزون پر گرے ہونگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن
باہر تشریف لائے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم مین کون ایسا شخص ہے جو اندھا ہو اور چاہتا ہو کہ حق تعالی
مجھکو دکھیارا کر دے تم یہ جان لو کہ جو شخص دنیا کی رغبت کرتا ہے اور بہت کچھ امید رکھتا ہے حق تعالی اوسیقدر اوسکے دل کو اندھا کر دیتا ہے
اور جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا اور تھوڑی امید رکھتا ہے حق تعالی اوسکو بے کسی سے سیکھے ہوئے بڑا علم عنایت فرماتا ہے اور بے وسیلے
کسی راہبر کے اوسکی رہنمائی کرتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر تشریف لائے اور حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ
نے کچھ مال بحرین سے بھیجا تھا اور انصار نے یہ سنا تھا صبح کی نماز مین ہجوم کیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا سب

آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ شاید تمنے سنا ہے کہ مال آیا ہے اونھون نے عرض کیا
ہان آپنے فرمایا کہ بشارت ہو تمکو کہ آیندہ ایسے کام ہونگے جنسے تم خوش ہوگے اور مین تمھاری محتاجی سے نہین ڈرتا ہون اس بات سے
ڈرتا ہون کہ دنیا کا مال حق تعالی تمھین افراط سے عطا کرے جیسا اون لوگون کو عنایت فرمایا جو تمسے پہلے گذر گئے ہین پھر تم اوس سے
منافسۃ کرو جیسا اگلون نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے اور فرمایا کہ دنیا کی یاد مین کسیطرح مشغول نہو آپ نے دنیا کے ذکر سے
ممانعت فرمائی تو دنیا کی محبت اور طلب کا کیا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی
تھی اوسے عضبا کہتے تھے سب اونٹون سے خوب دوڑتی تھی ایکدن کوئی اعرابی ایک اونٹ لایا اور اوسکے ساتھ دوڑایا وہ اونٹ
آگے نکلگیا مسلمان غمناک ہوئے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی پر حق ہے کہ دنیا مین کسی چیز کو سرفراز نہین کرتا کہ اوسے خوار نہ کرے
اور فرمایا ہے کہ اسکے بعد دنیا تمھاری طرف متوجہ ہوگی اور تمھارے دین کو اسطرح کھا جائیگی جیسے آگ لکڑی کو حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ دنیا کو خداوند بناؤ تاکہ وہ تمھین اپنا بندہ نہ بنائے خزانہ ایسا رکھو کہ جسکے تلف ہونے سے نہ ڈرو اور ایسے شخص کے پاس رکھو
جو ضائع نہ کرڈالے کیونکہ دنیا کا خزانہ آفت سے خالی نہین رہتا اور جو خزانہ خدا کے واسطے رکھوگے وہ محفوظ رہیگا اور فرمایا ہے کہ دنیا
اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہے جتنا ان ایک کو تو خوش کریگا اوتنی ہی وہ دوسری ناخوش ہوجائیگی اور حضرت عیسی علیہ السلام
نے اپنے حوارین سے فرمایا کہ مین نے تمھارے سامنے دنیا کو خاک مین ملادیا تم اوسکو پھیر نہ لو کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اوس مین
خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ بغیر اوسکے ترک کرے جبتک کوئی آخرت مین نہین پہونچتا تو تم دنیا سے پار گذر جاؤ
اور اوسکی آبادی مین نہو اور یہ جانے رہو کہ دنیا کی محبت اور خواہش کی کثرت سب گناہون کی سردار ہے اور اوسکا ثمرہ تلخ ہے اور کہا کہ
جسطرح آگ پانی ایک جگہ نہین ٹھہرتا اسیطرح دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل مین اکٹھا نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے
کہا کہ اگر آپ ایک گھر بنا مین تو کیا ہو فرمایا کہ اوس شکستہ پرانے گھر ہمکو کافی ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو ایکدن مینہ کی بارش ہوتی کی
چمک رعد کی کڑک نے گھیر آپ دوڑتے پھرتے تھے کہ کہین جگہ ملے جہان پناہ ہو ایک خیمہ دیکھا اوسمین گئے ایک عورت کو دیکھا تھا
آسکے ایک غار تھا اوسمین گئے شیر کو دیکھا شکل آپنے عرض کیا کہ بار خدایا تو نے جسے پیدا کیا ہے اوسکے واسطے ایک آرامگاہ ہے
مگر میرے واسطے وحی آئی کہ میری رحمت کا گھر یعنی بہشت تیرے آرام کی جگہ ہے بہشت مین سو حورون کو تیرا جوڑا کرونگا اونکو مین نے
اپنے دست لطف سے پیدا کیا ہے چار ہزار برس تیری شادی عروسی رہیگی ہر دن دنیا کی کئی عمرون کے برابر ہوگا اور شادی کیا
حکم کرونگا کہ ندا کردے کہ دنیا کے زاہد کہان ہین سب عیسی علیہ السلام کی شادی مین حاضر ہون سب حاضر ہونگے ایکبار حضرت عیسی
علیہ السلام اپنے حوارین کے ساتھ ایک شہر مین گذرے راہ مین سبھون کو مردہ دیکھا فرمایا اے لوگو یہ سب غضب خدا سے مرے ہین
ورنہ زیر خاک ہوتے حوارین نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ معلوم ہو کس سبب یہ مرے ہین اوس رات حضرت عیسی علیہ السلام ایک
بلندی پر چڑھے اور پکارا کہ اے شہر والو ایک شخص نے جواب دیا لَبَّیْكَ یَا رُوحَ اللّٰہِ فرمایا کہ تمھارا کیا قصہ ہے اوس نے عرض کیا
کہ رات کو تو ہم بخیر وعافیت تھے صبح اپنے تئین دوزخ مین دیکھا فرمایا کیون عرض کیا اسواسطے کہ ہم دنیا کو دوست رکھتے تھے اور

گنا ہگاروں کی اطاعت کرتے تھے فرمایا کہ کیونکر تم دنیا کو دوست رکھتے تھے عرض کیا جسطرح لڑکا ماں کو دوست رکھتا ہے جب دنیا ہمارے پاس آتی تو ہم خوش ہوتے جب چلی جاتی تو غمناک ہوجاتے فرمایا کہ اوروں نے کیوں نہ جواب دیا عرض کیا کہ انمیں سے ہر ایک کے منہ میں آگ کی لگام ہے فرمایا تو نے کیوں جواب دیا عرض کیا میں انمیں تھا مگر انمیں سے نتھا جب عذاب آیا تو میں بھی انمیں رہ گیا اور اب دوزخ کے کنارے ہوں نہیں جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ میں جاؤنگا حضرت عیسی علیہ السلام فرمایا اے حواریین دنیا اور آخرت کی عافیت کے ساتھ جو کی روٹی اور کھاری نمک کھانا اور ٹاٹ کا لباس پہننا اور گھورے پر سونا بہت اچھا ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا کے اوپر قناعت کرو جیسا اوروں نے دنیا کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے دین پر قناعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کمینے لوگ جو ثواب کے واسطے دنیا طلب کرتے ہیں اگر دنیا سے دستبردار ہوجائیں تو بہت ثواب پائیں حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام ایکدن اپنے تخت پر سوار چلے جاتے تھے جانور اور دیو پری سب آپکی خدمت میں حاضر تھے عبادی بنی اسرائیل میں سے ایک عابد کی طرف گذرے اوسنے عرض کیا کہ ای ابن داؤد آپ کو حق تعالی نے بڑی سلطنت عنایت فرمائی فرمایا کہ مسلمان کے نامہ اعمال میں ایک تسبیح اوس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت ہوئی اسواسطے کہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور سلطنت نرہے گی شعر بس ازسی سال اینمعنی محقق شد بخاقانی * کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی * حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب گیہوں کھایا اور پاخانہ کی حاجت ہوئی تو جگہ ڈہونڈہنے لگے کہ اپنی حاجت سے فراغت پائیں حق تعالی نے ایک فرشتہ کو اونکے پاس بھیجا اوسنے پوچھا آپ کیا ڈہونڈہتے ہیں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اسے کہیں رکھوں اوسنے کہا کہ جنت کے اور کسی کھانے میں حق تعالی نے یہ تاثیر نہیں رکھی ہے مگر گیہوں میں اب اسے کہاں رکھیے گا عرش پر یا کرسی پر یا بہشت کی نہروں میں یا درختوں کے نیچے دنیا میں جائیے کہ ایسی نجاستوں کی جگہ وہیں ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام سے پوچھا کہ باوصف اس عمر دراز کے آپ نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا جیسے دو دروازوں کا گھر ایک دروازہ سے اندر آیا ایک سے نکل گیا حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ ہمیں ایسی کوئی چیز بتائیے جسکے سبب سے حق تعالی ہمیں دوست رکھے فرمایا کہ دنیا کو دشمن رکھو تاکہ حق تعالی تمہیں دوست رکھے اسقدر حدیثیں کافی ہیں لیکن اب بعض صحابہ اور بزرگوں کے یہ اقوال ہیں کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جسنے یہ کام کیے اوسنے جنت ڈہونڈہنے اور دوزخ سے بھاگنے میں کچھ نہیں باقی رکھا خدا کو پہچانا اور اوسکی فرمان برداری کی شیطان کو جانا اور اوسکی مخالفت پر کمر باندہی حق بات کو پہچانا اور اوسکو مضبوط پکڑا باطل بات کو سمجھا اور اوس سے دستبردار ہوگیا دنیا کو پہچانا اور ترک کیا آخرت کو پہچانا اوسکی تلاش میں قائم ہوگیا ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا میں جو چیز حق تعالے تجھے عنایت کرتا ہے وہ تجھ سے پہلے کسی کو دیچکا ہوگا اور تیرے بعد اور کسیکے واسطے رہے گی تو اوسپر کیا دل لگاتا ہے صبح شام کھانے کے سوا دنیا میں اور کچھ تیرا حصہ نہیں ہے اسکے واسطے اپنے تئیں ہلاک نہ کر اور دنیا سے بالکل روزہ رکھ حتی کہ

آخرت مین افطار کر کیونکہ ہوا و ہوس دنیا کا سرمایہ ہے اور زاد یعنی دوزخ اوسکا فائدہ ہے ایک شخص نے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے کہا کہ مین دنیا کو دوست رکھتا ہون کیا کرون کہ یہ دوستی میرے دل سے جاتی رہی فرمایا کہ جو کچھ کماؤ حلال سے کما اور بجا صرف کر تو یہ
دوستی تجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور حقیقت مین یہ اسواسطے کہا کہ وہ سمجھے کہ جب ایسا کریگا تو اوسپر دنیا خود منغص ہو جائیگی اور اوسکے دل مین
بری معلوم ہوگی حضرت یحییٰ بن معاذ رضی کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اوسکی دکان سے کچھ نہ اوٹھا ورنہ شیطان خواہ مخواہ تیرے
پیچھے پڑیگا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فانی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی ہوتی تو عقل
واجب تھا کہ جو مٹی باقی رہیگی اوسکو اوس سونے سے جو فنا ہو جائیگا بہت دوست رکھتے پھر کیونکر ہو کہ تو فانی مٹی کو باقی سونے پر
اختیار کرے حضرت ابو حازم رح کہتے ہین کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ مین نے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو بزرگ جانیگا قیامت مین اوسے ٹھہرا کر اوسکے سرپہ
منادی کرینگے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالیٰ نے حقیر جانا اوسے اسنے بزرگ جانا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہین
کہ دنیا مین جو شخص ہے وہ مہمان ہے اور جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ عاریت ہے اور مہمان کا انجام جانا ہے اور عاریت کا انجام پھیر دینا ہے
لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا دنیا آخرت کے عوض بیچ کہ دونون کا فائدہ اوٹھا اور آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچ کہ دونون
کا نقصان اوٹھائیگا حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خلق کی طرف بھیجا تو ابلیس کا لشکر ابلیس کے پاس گیا کہ حق تعالیٰ نے ایسے رسول کو بھیجا اب ہم کیا کرین ابلیس نے پوچھا کہ بھلا وہ
لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہین اوسکے لشکریون نے کہا ہان ابلیس نے کہا کچھ تردد نہ کرو اگر بت نہ پوجینگے محبت دنیا مین ان
لوگون کو اس بات پر آمادہ کرونگا کہ جو کچھ لین ناحق پر لین اور جو کچھ دین ناحق پر دین اور جو کچھ رکھ چھوڑین ناحق پر رکھ چھوڑین اور تمام شر
انہین تین کامون کے تابع ہین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تمام دنیا حلال اور بے حساب مجھے عنایت فرمائے
تو جسطرح تم مردار سے ننگ رکھتے ہو اوس طرح مین اوس سے ننگ و عار رکھون حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر شام تھے
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وہان پہونچے تو اونکے گھر مین کچھ نہ دیکھا مگر ایک تلوار ایک سپر ایک رحل فرمایا کہ
گھر مین ضروری چیزین کیون نہ رکھیں کہا جہان مین جاتا ہون یعنی قبر مین وہان یہی کافی ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہما اللہ تعالیٰ کو خط لکھا کہ وہ دن آیا سمجھو جس دن وہ شخص جسکی موت سب سے اخیر اور بعد لکھی ہے مریگا اس سے
زیادہ اور کچھ نہ لکھا خلیفہ نے جواب لکھا کہ وہ دن آیا جانیے جس دن آپ کہین گے دنیا پیدا ہی نہین ہوئی ہمیشہ آخرت ہی تھی کسی بزرگ کا
قول ہے کہ جو شخص موت کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کیونکر خوش ہوتا ہے اور جو دوزخ کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کس طرح ہنستا ہے
اور جو دیکھتا ہے کہ دنیا کسیکے پاس نہین ٹھہرتی اوس سے تعجب ہے کہ پھر کس طور سے اوس سے دل لگاتا ہے اور جو تقدیر کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ روزی کے
ساتھ کیونکر دل مشغول رکھتا ہے حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آدمی توبہ اور طاعت کو [illegible]
بیکار کر دیتا ہے تاکہ اوسکی منفعت دوسرے کو حاصل ہو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ دنیا مین ایسی کوئی چیز نہین کہ تو اوسکے
سبب سے خوش ہو اور اوسکے نیچے ایسی کوئی چیز نہو جسکے سبب سے تو غمگین ہو [illegible]

حضرت حسن بصری قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت تین حسرتین اوسکا ٹیٹوا دبائے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ جو کچھ اوسنے جمع کیا تھا سیر ہو کر نہ کھایا اور جو امید رکھتا تھا اوس امید کو نہ پہونچا اور آخرت کا کام جیسا چاہیے تھا ویسا نہ کیا حضرت محمد ابن المنکدر قدس سرہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام عمر بھر روز روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑھا کرے اور حج اور جہاد کرے اور سب حرام چیزون سے پرہیز کرے لیکن دنیا اوسکے نزدیک بڑی چیز ہو تو قیامت مین اوس شخص کو کہین گے کہ یہ وہ ہے جسنے اوس چیز کو بڑا جانا جسے حق تعالی نے حقیر کیا تھا اوسکا کیا حال ہوگا اور ہم مین کون شخص ایسا نہین ہے ساتھ اسکے گناہ بھی بہت ہین اور فرائض مین بھی قصور کرتے ہین مصرع بجیرتم کہ سر انجام ما چہ خواہد بود ۞ اور بزرگون نے کہا ہے کہ دنیا ایک سراے ویران ہے اور اوس شخص کا دل اوس سے بھی زیادہ ویران ہے جو طلب دنیا مین مشغول ہے اور بہشت ایک سراے آباد ہے اور وہ دل اوس سے بھی زیادہ آباد ہے جو طلب بہشت مین مشغول ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو خواب مین درم کو دوست رکھتا ہے یا جاگتی مین دینار کو اوسنے کہا کہ جاگتے مین دینار کو فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ دنیا خواب ہے اور آخرت جاگنا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے تو اوسکو بہت دوست رکھتا ہے حضرت یحیی بن معاذ قدس سرہ کہتے ہین عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دست بردار ہو جائے قبل اسکے کہ دنیا خود اوس سے دست بردار ہو اور قبر تعمیر کرے قبل ازین کہ قبر مین جائے اور حق سبحانہ و تعالی کو خوشنود کرے پیش ازانکہ اوسکے دیدار سے مشرف ہو اور کہا ہے کہ دنیا کی شومی اس درجہ ہے کہ اوسکی آرزو خدا سے غافل کرتی ہے پھر دنیا کے پانے کا کیا کہنا حضرت بکر بن عبد اللہ قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ دنیا داری کے ساتھ اپنے تئین دنیا سے بے پروا کرے اوسکی مثال اوس آدمی کی ایسی ہے جو آگ بجھایا چاہے اور سوکھی لکڑیان اوسمین ڈالتا جائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ دنیا چھ چیزون سے عبارت ہے کھانے پینے پہننے سونگھنے سوار ہو بیٹھنے نکاح کرنے کی چیز سے کھانے کی چیزون مین سب سے بہتر شہد ہے وہ مکھی کے منہ سے نکلتا ہے پینے کی چیزون مین سب سے بہتر پانی ہے اوسمین تمام جہان برابر ہے پہننے کی چیزون مین سب سے عمدہ تر حریر ہے وہ کیڑون سے پیدا ہوتا ہے سونگھنے کی چیزون مین سب سے پاکیزہ تر مشک ہے وہ ہرن کا خون ہے سوار ہو بیٹھنے کی چیزون مین سب سے شریف تر گھوڑا ہے سب مرد اونکو اوسکی پیٹھ پہ قتل کرتے ہین سب شہوتون مین بڑی عورت کی خواہش ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ مثانا مثانی مین جاتا ہے اور عورت مین جو چیز بہتر ہے وہ اوسے سنوارتی ہے اور جو چیز عورت مین بدتر ہے تو اوسے ڈھونڈھتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کہتے ہین کہ اے مسلمانون حق تعالی نے تمہین ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اگر تم اوسکا ایمان نہ رکھوگے تو کافر ہو اور اگر ایمان رکھتے اور آسان جانتے ہو تو احمق ہو حق تعالی نے تمکو ہمیشہ رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے مگر ایک سرا سے دوسری سرا مین لیجائیگا

دنیاے بد کی حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ اسکی ایک فصل عنوان مسلمانی مین بیان کی ہے یہان اسقدر جاننا چاہیے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ ملعون ہے مگر اوسمین سے جو چیز خدا کے واسطے ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے واسطے کیا چیز ہے کہ وہ مذموم نہین ہے اور اوسکے سوا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی افسر ہے اے عزیز جانتو کہ جو کچھ دنیا مین ہے وہ تین قسم ہے ایک قسم وہ چیز ہے کہ اوسکا ظاہر و باطن دونون دنیا سے ہین اور وہ

خداکے واسطے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ گناہون مین سے ہے اور نیت وقصد سے گناہ خداکے واسطے نہین ہوجاتے اور مباح چیزون مین
عیش وعشرت اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ محض دنیا ہے اور تکبر اور غفلت کا تخم اور تمام گناہون کا سرمایہ ہے دوسری قسم وہ چیزین ہین
جو صورت کی روسے تو خداکے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ نیت کے سبب سے منجملۂ دنیا ہوجائے وہ تین چیزین ہین فکر و ذکر خواہشون کی
مخالفت کہ یہ تینون چیزین اگرچہ آخرت اور خداکی محبت کے سبب سے ہون تو گوکہ دنیا مین ہین لیکن خداکے واسطے ہین اور اگر انکا مطلب علم
مقصود ہو تاکہ اوس علم کے سبب سے مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہو اور اوس فکر سے یہ غرض ہو کہ پارسا جانکر لوگ اوسے دیکھین اور دنیا سے ہاتھ
روکنے مین یہ مطلب ہو کہ لوگ اوسے زاہد جانکر دیکھین تو دنیا مین سے یہ باتین مذموم اور ملعون ہین اگرچہ صورت کی روسے ایسی معلوم ہوتی ہین
کہ خدا ہی کے واسطے ہین تیسری قسم وہ چیز ہے جو بظاہر تو حظ نفس کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ قصد اور نیت کرنے سے خداکیواسطے
ہوجائے دنیا سے نرہے جیسے کھانا تاکہ اوس سے عبادت کے واسطے قوت مقصود ہو اور نکاح کرنا جب اوس سے فرزند مقصود ہو
اور تھوڑا مال ڈھونڈھنا جبکہ اوس سے فرغت طاعت اور خلق سے بے پروائی مقصود ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص دنیا کو لاف اور تفاخر کے واسطے تلاش کرتا ہے وہ خداکو اپنے اوپر غصہ مین دیکھے گا اور اگر اسواسطے تلاش کرتا ہے کہ خلق
سے بے نیاز ہوجائے وہ قیامت کے دن جب آئیگا تو اوسکا چہرہ چودہوین رات کے چاند کی طرح نورانی ہوگا تو دنیا وہ ہے جسمین
فی الحال حظ نفس ہے اور آخرت کو کچھ اوسکی حاجت نہین اور جس چیز کی آخرت کو حاجت ہے جب وہ آخرت کے واسطے ہوگی تو دنیا سے
۵۱ نہین جیسا راہ حج مین سواری کے جانور کا چارہ منجملۂ زاد حج ہے اور جو چیز دنیا سے ہے اوسے حق تعالی نے ہوا ارشاد کیا ہے جیسا کہ فرمایا
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ دوسری جگہ حق تعالی نے تمام دنیا کو پانچ چیزون مین جمع کیا ہے اور ارشاد فرمایا
وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ یعنی دنیا سب پانچ چیزین ہین کھیل اور خواہشون کی خوشی اور اپنے تئین آراستہ کرنا اور دوسرون سے
تفاخر کرنا اور جھگڑنا اور مال اور اولاد کی زیادتی ڈھونڈھنا اور جن چیزون مین یہ پانچون جمع ہین انکو ایک اور آیت مین یون جمع کیا ہے
زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ الآیۃ یعنی خلق کے دل مین ان سب چیزون کی محبت
آراستہ کردیا ہے جورو لڑکے سونا چاندی گھوڑے کھیتی یعنی گاے بیل اونٹ بکری ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا دنیا مین خلق کی یہی
برخورداری ہے آلغرض جاننا چاہئے کہ ان سب چیزون مین سے جو چیز آخرت کے کام کے واسطے ہے وہ بھی آخرت مین سے ہے اور عیش و
عشرت زائد از قدر کفایت آخرت کے واسطے نہین ہے بلکہ دنیا کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت کھانا پینا اور مسکن ہے اسکا اول
مقدار زینت اور زیادتی تجمل ہے کچھ انتہا ہی نہین رکھتی جسنے ضرورت کی قدر پر قناعت کی وہ جنت مین ہے اور جو تجمل کے درجے پر گیا
وہ دوزخ مین پڑا کہ اوسکی کچھ انتہا ہی نہین جسنے بقدر حاجت پر اقتصار کیا وہ خطر سے خالی نہین کیونکہ حاجت کے دو کنارے ہین ایک
ضرورت سے نزدیک ہے اور ایک تنعم سے نزدیک ہے اور ان دونون کنارون کے درمیان مین دو درجے ہین کہ وہ کمال اجتہاد سے
آدمی جان سکتا ہے اور شاید جس زیادتی کی حاجت نہو اوسے حاجت کے حساب مین شمار کرے اور روز حساب کے خطر مین پڑجائے اوسے
بزرگون اور احتیاط والے لوگون نے اسی سبب سے بقدر ضرورت پر قناعت کی ہے اس قناعت مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ

اور باز رکھا نفس کو خواہش سے بس تحقیق بہشت اوسکا مقام ہے ۱۲

پیشوا اور مقتدی ہین کہ انھون نے اپنے اوپر دنیا کو اسقدر تنگ پکڑا تھا کہ لوگ اونھین دیوانہ جانتے تھے اور ایسا ہوتا تھا کہ سال سال دو دو سال تک لوگ اونکی صورت نہ دیکھتے تھے کہ کہان ہین فجر کی اذان کے وقت باہر چلے جاتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد تشریف لاتے تھے رستہ مین چھوہارے کی گٹھلیان چن چن کر کھایا کرتے اگر کھانے کی قدر خرمے پاجاتے تو اونکی گٹھلیان خیرات دیتے نہین تو گٹھلیون سے روزہ افطار کرنے کی قدر خرمے مول لیتے گھورے پر سے چیتھڑے چن چن کر دہو دہو کر لباس بناتے لڑکے پتھر مارتے کہ یہ شخص دیوانہ ہے وہ فرماتے کہ میان لڑکون چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ مین وضو اور نماز سے معذور نہو جاؤن یہی سبب تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین کبھی نہین دیکھا تھا اور بہت تعریف فرماتے تھے اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کو اونکے حق مین وصیت کی تھی جب امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ منبر پر تھے اور اہل عراق کو دیکھا کہ جمع ہین فرمایا کہ جو شخص عراقی ہے وہ کھڑا ہو جائے سب عراقی کھڑے ہو گئے فرمایا کہ جو کوفی ہو بیٹھ جائے سب بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ جو قرن کے رہنے والے نہون وہ بھی بیٹھ جائین وہ بیٹھ گئے ایک شخص کھڑا رہ گیا پوچھا کہ تو کیا قرن کا باشندہ ہے اوسنے کہا ہان فرمایا اویس قرنی کو جانتا ہے اوسنے عرض کیا جانتا ہون وہ تو اوس درجہ حقیر ہے کہ اس لائق نہین کہ آپ اوسکی بات پوچھیے کیونکہ ہم لوگون مین اوس سے زیادہ احمق اور دیوانہ اور محتاج اور ناکس کوئی نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر خطاب نے جب یہ سنا تو روئے اور فرمایا کہ مین اونھین اسواسطے تلاش کرتا ہون کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر لوگ اوسکی شفاعت سے جنت مین جائینگے اور ربیعہ اور مضر دو قبیلے تھے کہ کثرت کی وجہ سے لوگ انکے شمار مین نہین آسکتے تھے حضرت ہرم بن حیان کہتے ہین کہ مین نے جب یہ حال سنا تو کوفہ گیا اور حضرت اویس قرنی کو تلاش کیا حتی کہ فرات کے کنارے وضو کرتے اور کپڑے دہوتے پایا چونکہ اونکی تعریف سن چکا تھا اس سبب مین نے پہچانکر سلام کیا اونھون نے جواب دیا اور مجھے دیکھا مین نے چاہا کہ اونکا ہاتھ پکڑ لون مگر ہاتھ مجھے نہ دیا مین نے کہا رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا اُوَیْسُ وَغَفَرَ لَکَ تم کیسے ہو یہ کہکر اونکی بیحد اور شکستہ حالی دیکھکر مجھے شفقت اور محبت جو اونپر آئی تو مین بے اختیار رونے لگا وہ بھی روئے اور کہا حَیَّاکَ اللّٰہُ یَا ھَرِمَ بْنَ حَیَّان میرے بھائی تم کیسے ہو اور تمھین میرا پتا نشان کسنے بتایا مین نے کہا تمنے میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر پہچانا تمنے مجھے کبھی دیکھا بھی نہین کہا نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ یعنی اوس خدا نے مجھے خبر دی جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہین اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا کہ مسلمانون کی روحون کو ایک کو دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہین گو کہ ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو مین نے کہا کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرو تا کہ میرے پاس تمھاری یادگاری رہے کہا میرا تن و جان حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان مین آپکی قدمبوسی سے مشرف نہین ہوا ہون آپکی حدیثین اورون سے سنی ہین مین یہ نہین چاہتا کہ حدیث کا راوی بنون اور محدث مفتی واعظ ہو جاؤن مجھے ایسا شغل ہے کہ ان باتون مین مشغول نہین ہوتا مین نے کہا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت میرے سامنے پڑھیے کہ مین آپکی زبان سے سن لون اور میرے واسطے دعا کیجیے اور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے کہ مین آپکو للہ بہت ہی دوست رکھتا ہون بس فرات کے کنارے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یہ کہکر رونے لگے

پھر فرمایا کہ میرا مالک یون ارشاد فرماتا ہے اور اوسکا کلام راست اور حق ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تک پڑہا اور ایسی ایک چیخ ماری کہ مین سمجھا کہ بیہوش ہو گئے اور کہا اے ابن حیان تیرا باپ مر گیا اور قریب ہے کہ تو بھی مر جائیگا یا بہشت میں جائیگا یا دوزخ مین تیرے دادا حضرت آدم علیہ السلام مر گئے حضرت حوا علیہا السلام مر گئین حضرت ابراہیم خلیل اللہ مر گئے حضرت موسی کلیم اللہ مر گئے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ مر گئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اونکے خلیفہ ابو بکر صدیق رضی چل بسے میرے بھائی اور دوست عمر فاروق رضی نے بھی دنیا سے کوچ کیا وا عمراہ وا عمراہ مین نے کہا اے اویس خدا تجہپر رحمت کرے حضرت عمر تو نہین مرے ہین کہا میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ عمر فاروق مر گئے پھر کہا مین اور تو بھی مردون مین سے ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور تھوڑی سی دعا کی اور کہا کہ نصیحت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور صالحون کی راہ تو اختیار کر اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نہ رہ جب اپنی قوم کے پاس جا تو اونکو نصیحت کر اور خلق خدا کو نصیحت کرنا نہ چھوڑ اور جماعت امت کی موافقت سے قدم بھر بھی پاؤن باہر نہ نکالنا ورنہ فوراً بیدین ہو جائیگا اور جانیگا بھی نہین اور دوزخ مین پڑیگا اور کہا اے حرم ابن حیان دوبارہ نہ تو مجھے دیکھیگا نہ مین تجھے مجھکو دعا کے ساتھ یاد رکھنا کہ مین بھی تجھے دعا کے ساتھ یاد کرونگا تو اس طرف جا مین اس جانب جاؤن مین نے چاہا کہ ایک ساعت اونکی ہمراہی کرون نہ آنے دیا اور رونے لگے اور مجھے رولانے لگے مین اونکے پیچھے دیکھتا تھا حتی کہ ایک گلی مین چلے گئے پھر اونکی خبر نہ ملی اے برادر اس بات کو باور کر کہ جن لوگون نے دنیا کی آفت کو پہچانا ہے اونکی سیرتین ایسی ہی کچھ ہوا کرتی ہین اور انبیا اولیا علیہم السلام کی یہی راہ ہے یہی لوگ اہل احتیاط اور عاقبت اندیش ہین اگر تو اس درجہ کو نہ پہونچے تو اس سے کم نہ رہ کہ قدر حاجت اقتصار کر اور عیش و عشرت کی راہ ایکبار بھی نہ اختیار کر تاکہ خطر عظیم مین نہ پڑ جائے اسقدر دنیا کا حال کافی ہے باقی تو عنوان مین ہم بیان ہی کر چکے ہین واللہ اعلم

چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف کے بیان مین

اے عزیز از عبان اس بات کو جان کہ دنیا کی بہت سی شاخین ہین اونکی شاخون مین سے ایک شاخ مال و نعمت ہے ایک شاخ جاہ و حشمت ہے اسیطرح اور شاخین بھی ہین لیکن مال کا فتنہ بہت بڑا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسے عقبہ کہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ اور اس سے زیادہ کوئی سخت گھاٹی نہین ہے کیونکہ آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ یہ موجب عیش و عشرت بھی ہے اور زاد آخرت بھی ہے اسلیے کہ بندہ کو قوت لباس مسکن ضرور ہے اور یہ بغیر مال کے نہین اور مال ہی سے ہاتھ آتا ہے تو اسکے نپانے مین صبر نہین ہے اور پانی مین سلامتی نہین ہے اگر یہ نہو تو محتاجی کا سامنا ہے کہ اوس سے خوف کفر ہے اور اگر ہو تو آدمی تونگر ہے اوسمین غرور اور تکبر کا خطرہ ہے فقیری کی دو حالتین ہین ایک حرص دوسری قناعت قناعت اچھی صفت ہے اور حرص کی بھی دو حالتین ہین ایک لوگون سے طمع کرنا دوسری

اپنے ہاتھہ سے کسب کرنا اچھا کام ہے اور امیری کی بھی دو حالتین ہین ایک بخل و امساک یہ بری صفت ہے دوسری
دہش اور سخاوت اور دینے والیکی دو حالتین ہین ایک اسراف دوسری میانہ روی ان دونون حالتون مین ایک بد ہے اور دوسری
ملی ہوئی ہے اسکا پہچاننا بھی ضرور ہے غرضکہ مال آفت اور فائدہ سے خالی نہین اور دونون کو پہچاننا فرض ہے تاکہ لوگ اوسکی آفت
سے حذر کرین اور فائدہ کے موافق اوسے ڈھونڈہین **محبت مال کی کراہیت کا بیان** حق تعالی ارشاد فرماتا ہے لَا تُلْهِكُمْ
اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی مال اور اولاد جسے خدا کی یاد سے
غافل کردے وہ اہل خسران اور زیانکارون مین سے ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال و جاہ کی محبت دل مین
نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزہ کو اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی جاہ و مال
کی محبت مرد مسلمان کے دین مین تباہی ڈالتی ہے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت مین سب سے بدتر کون لوگ ہین فرمایا
امیر لوگ اور فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ اقسام اقسام کے خوش مزہ کھانے کھاوینگے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک
پہنین گے اور خوبصورت عورتین رکھین گے اور بیش قیمت گھوڑے باندہین گے تھوڑے سے اونکا پیٹ نہ بھریگا بہت پر قناعت نکرینگے
اونکی تمام ہمت طلب دنیا مین مصروف ہوگی دنیا کو خدا جانتے ہونگے جو کچہ کرینگے دنیا ہی کے واسطے کرینگے مین جو محمد ہون تمکو جو میری امت ہو حکم کرتا ہون
کہ تمہاری اولاد مین جو شخص اون لوگون کو پاوے اونکو سلام نہ کرے اونکی بیمار پرسی نکرے اونکے جنازے کے ساتھہ نجاوے اونکی بزرگون
کی عزت و حرمت نکرے اور جو کوئی یہ باتین کریگا وہ اسلام کو ویران کرنے مین اونکا یار و مددگار ہوگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا کو دنیا دارون کے ساتھہ چھوڑ دو کیونکہ جسنے قدر کفایت سے زیادہ اوسمین سے لیا تو وہ اوسکی ہلاکت ہے اور وہ جانتا
بھی نہین اور فرمایا ہے کہ آدمی ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اسکے سوا تیرے مال مین سے تیرا اور کیا ہے کہ تو کھا کے اوسے فنا
کردے یا پہنے اور پرانا کر ڈالے یا صدقہ دیوے اور آخرت کے واسطے چھوڑے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ مین سامان مرگ نہین رکھتا ہون فرمایا کہ تو مال رکھتا ہے اوسنے عرض کیا رکھتا ہون فرمایا کہ اوسے
پہلے سے بھیجدے یعنی خیرات کردے اسواسطے کہ آدمی کا دل مال کے ساتھہ لگا رہتا ہے اگر چھوڑ جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ رہے اور اگر بھیجدیتا ہے
تو چاہتا ہے کہ جاوے اور فرمایا ہے کہ آدمی کے تین دوست ہین ایک تو وہ جو اوسکے ساتھہ وفا کرے مرتے دم تک اور ایک لب گور تک
اور ایک قیامت تک جو مرتے دم تک وفا کرتا ہے وہ مال ہے اور جو لب گور تک آدمی کے ساتھہ جاتا ہے وہ عزیز و قریب ہین اور جو
قیامت تک آدمی کے ساتھہ رہتا ہے وہ اوسکے اعمال ہین اور فرمایا ہے آدمی جب مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا چھوڑ مرا اور فرشتے
کہتے ہین کہ پہلے سے کیا بھیج رکھا اور فرمایا ہے کہ ریاست اور زمینداری نہ پیدا کرو ورنہ دنیا کو دوست رکھنے لگوگے حواریین نے حضرت
عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہین اور ہم نہین چل سکتے فرمایا کہ تمہارے دلون مین سونا چاندی
کیسا ہے اونہون نے عرض کیا اچھا فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو دردا
رضی اللہ تعالی عنہ کو ستایا اونہون نے اوسکو کہا کہ بار خدایا تندرستی اور بڑی عمر اور بہت مال تو اوسے عنایت فرما اس دعا کو سب باتون مین

بدتر جانا کیونکہ جسکو حق تعالی نے یہ چیزین عطا کین تو خواہ نخواہ تکبر اور غفلت او سے آخرت سے غافل کر کے ہلاک اور تباہ کرینگی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ نے ہتیلی پر ایک درم رکھکر فرمایا کہ تو وہ چیز ہے کہ جبتک میرے پاس سے نہ نکلیگا تب تک مجھے کچھ فایدہ نہو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین
کہ قسم خدا کی جسنے چاندی سونا عزیز رکھا حق تعالی نے اوسے خوار و ذلیل کیا روایت ہے کہ جب لوگون نے پہلے پہل درم و دینار بنائے ابلیس انھین
اوٹھا لیگیا اور اپنی آنکھون پر رکھکر بوسہ دیکر کہا کہ تجھے جو کوئی دوست رکھیگا وہ میرا بندہ ہی ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ
درم و دینار بچھو ہین جبتک انکا منتر نہ سیکھ لے تب تک انھین ہاتھ نہ لگا ورنہ اونکے زہر سے تو ہلاک ہو جائیگا لوگون نے پوچھا اونکا منتر کیا ہے
کہا آمدنی حلال سے ہو اور خرچ برمحل و بجا ہو مسلمہ ابن عبدالملک خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس اونکی وفات کے وقت گئے اور کہا کہ
یا امیر المومنین تمنے ایسا کام کیا ہے کہ کبھی کسینے نہین کیا تیرہ بیٹے رکھتے ہو اور اونکے واسطے ایک درم اور ایک دینار نہ چھوڑا کہا مجھے اوٹھا کے بٹھا دو لوگون نے
بٹھلا دیا کہا کہ سنو بیٹون کی نہ تو اونکی کوئی ملک اونکو دیدی نہ اورون کی کوئی ملک انہین دی میرا بیٹا یا قابل اور مطیع خدا ہوگا یا نا قابل
ہوگا اور جو مطیع اور لائق ہوگا اوسے اللہ بس ہے اور جو نالائق ہوگا وہ کسی حالت مین گرفتار ہو مجھے کچھ پروا نہین حضرت محمد ابن کعب قرظی
رحمۃ اللہ تعالی نے بہت سا مال پایا لوگون نے کہا کہ اسے اپنے بیٹون کے واسطے چھوڑو کہا نہین بلکہ یہ مال اپنے واسطے خدا کے پاس
چھوڑونگا اور حق تعالی کو اولاد کے واسطے چھوڑونگا تاکہ حق تعالی اونھین اچھا رکھے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی نے
کہا کہ مالدار کے واسطے مرتے وقت دو مصیبتین ہین کہ اور کسیکو نہین ہین ایک تو یہ کہ سب مال اوس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ
کہ تمام مال کے واسطے اوس سے مواخذہ کرکے باز پرس کرتے ہین فصل ای عزیز جانو کہ مال اگرچہ کئی وجہ سے برا ہے مگر ایک وجہ سے
اچھا بھی ہے کیونکہ مال مین شر بھی ہے خیر بھی ہے اسیوجہ سے حق سبحانہ تعالی نے اوسے خیر ارشاد کیا اور فرمایا
ان ترک خیرا الوصیۃ الایۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھے آدمی کے واسطے اچھا مال اچھی چیز ہوتا ہے
اور فرمایا کاد الفقر ان یکون کفرا یعنی یہ خوف ہے کہ افلاس کفر کا سبب ہو جاوے اور سبب یہ ہے کہ جب کوئی شخص
اپنے تئین ایک ایک روٹی کا محتاج دیکھتا ہے اور اوسمین جانکنی کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو رنجیدہ دیکھتا ہے اور دنیا مین بہت سی
نعمتین نظر آتی ہین تو شیطان اوس بیچارے سے کہتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کا کیا عدل و انصاف ہے اور خدا نے کیا ہی تقسیم کی ہے
فاسق کو تو اتنا مال دیا کہ اوسکو معلوم بھی نہین کہ کیا کیا کرتا ہون اور کیا کرونگا اور بیچارے فقیر کو بھوکون مار رہا ہے اور ایک درم نہین دیتا خدا
اگر تیری حاجت نہین جانتا تو اوسکے علم مین خلل ہے اور اگر جانتا ہے اور دے نہین سکتا تو اوسکی قدرت مین نقصان ہے اور اگر جانتا بھی ہے
اور دے بھی سکتا ہے اور پھر نہین دیتا تو اوسکی بخشش اور رحمت مین قصور ہے اور اگر اسواسطے نہین دیتا کہ آخرت مین ثواب دیگا
اور فاقون کی تکلیف کے بغیر بھی ثواب دے سکتا ہے تو پھر کیون نہین دیتا اور اگر نہین دے سکتا ہے تو اوسکی قدرت کاملہ نہین آخر ان سب
باتون کے ساتھ اعتقاد کرنا کہ وہ رحیم ہے اور جواد و کریم ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اوسکا خزانہ نعمتون سے بھرا ہوا ہے کسی مصلحت
سے نہین دیتا یہ دشوار ہے یہان پر شیطان وسوسہ کی گنجایش پاکر قضا و قدر کا مسئلہ جسکا بھید سبھون پر پوشیدہ ہے اوسکو سمجھاتا ہے
تاکہ شاید یہ غصہ اوس مضطر پر غالب ہو جاوے اور آسمان کو اور زمانہ کو گالیان دینے لگے اور کہہ بیٹھے کہ آسمان احمق ہو گیا اور زمانہ

اوٹھا ہو گیا جو ایک مستحق نہیں ہے یا جو نہیں ہے تمام نعمت ویسے دیتا ہے اور تمام عالم کو ہیچ میں کھتا ہے اور اگر اوس سے کہیں کہ یہ آسمان اور زمانہ قدرت خدا کا مسخر ہے تو اگر وہ کہہ بیٹھے کہ نہیں ہے تو کافر ہے اور یکہے کہ ہان ہے تو گویا مخالفت کلام حق تعالی کو کیے یہ بھی کفر ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ یعنی زمانہ کو برا نہ کہو زمانہ خدا ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ تم جو برا اپنے کامون کو حوالہ کرتے ہو اور اوسکا نام زمانہ رکھتے ہو وہ خدا کی ذات ہے تو مفلسی سے کفر کی بو آتی ہے مگر اوس شخص کے حق میں نہیں جسکا ایمان ایسا غالب اور مضبوط ہو کہ مفلسی میں بھی خدا سے راضی رہے اور یہ جانے کہ مفلس ہی رہنے میں میری بہتری ہے لیکن چونکہ اکثر آدمی اس مرتبہ اور فہم کے نہیں ہوتے تو مال بقدر کفایت کا ہونا اولی تر ہے تو اسواسطے ایک جہت سے مال اچھی چیز ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سعادت آخرت سب بزرگون کا مقصود ہے اور اوس سعادت کو بے تین طرح کی نعمتون کے پہونچنا ممکن نہین ایک اپنے نفس مین ہے جیسے علم اور حسن خلق ایک بدن مین ہے جیسے صحت اور سلامتی ایک بدن کے باہر ہے وہ دنیا ہے بقدر کفایت اور ان تینون نعمتون مین وہ نعمت بہت خسیس ہے جو بدن کے باہر ہے وہ مال ہے اور مال مین خسیس تر اور حقیر تر سونا چاندی ہے اوسمین فی نفسہ کوئی فائدہ نہیں ہے ہان وہ روٹی کپڑے کے واسطے اور روٹی کپڑا بدن کے واسطے اور بدن حواس اوٹھانے کے لیے اور یہ حواس میواہ عقل کا پھندا اپنے کے واسطے اور عقل اسلیے ہے کہ دل کا چراغ اور روشنی ہو تاکہ دل حضرت الہیت کو دیکھ سکے اور معرفت الہی حاصل کرلے اور خدا کی معرفت تخم سعادت ہے تو سب کی نہایت حق تعالی ہے اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی ہے اور ان کی ہستی اوسیکے سبب سے ہے جسنے یہ جان لیا وہ مال دنیا مین سے اوسیقدر لے گا جو اس راہ مین کام آئے باقی کو زہر قاتل جانیگا دنیا کا مال اچھے آدمی کے واسطے اچھا ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو قدر کفایت روزی دے اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اوس مین ہوسے ہلاکت آتی ہے اور جو بقدر کفایت سے کم ہو اوسمین ہوسے کفر پائی جاتی ہے اور یہ بھی سبب ہلاکت ہے تو جس شخص نے یہ جان لیا وہ مال کو ہرگز دوست نہیں رکھتا اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو کسی غرض کے لیے طلب کرتا ہے وہ اوسی غرض کو دوست رکھتا ہوگا اوس چیز کو نہین جو نفس مال کو دوست رکھتا ہے وہ اندھا اور نادان نہیں سمجھ کا آدمی ہے اور اوسنے مال کی حقیقت کو نہیں پہچانا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ یعنی دینار و درہم کا بندہ اوندھا ہے اور جو شخص جس چیز کا پابند ہو وہ اوس چیز کا بندہ ہے اور جو جس چیز کی طاعت مین ہوتا ہے وہی چیز اوسکی خداوند ہوتی ہے اسیواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَعْبُدَ الْاَصْنَامَ عرض کیا کہ بار خدایا مجھے اور میرے فرزندون کو بت پوجنے سے محفوظ رکھ بزرگون نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان پر بت سے سونا چاندی مراد لیا ہے کیونکہ تمام خلق کے بت یہی ہین کہ سب سونے چاندی کی طرف متوجہ ہین اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام والثنا کا منصب اس امر سے برتر ہے کہ اونہین بت پرستی کا خوف ہوتا

مال کے فائدون اور آفتون کا بیان

ایعزیز جانو کہ مال سانپ کے برابر ہے کہ اوسمین زہر بھی ہے تریاق بھی جبتک زہر کو تریاق سے ہم جدا نہ کرلین تب تک اوسکا تمام بھید ظاہر نہوگا اسواسطے مال کے فوائد اور آفات ایک ایک

پوست کندہ ہم بیان کرتے ہین فوائد مال کی دو قسمین ہین ایک دنیوی اوسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین سبھی جانتے ہین دوسری دینی
اوسکی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی مال کو اپنے اوپر عبادت یا سامان عبادت مین صرف کرے لیکن عبادت جیسے حج اور جہاد کہ
اسمین جو مال صرف کریگا وہ عین عبادت مین صرف ہوا اور سامان عبادت مین جو صرف ہوتا ہے وہ وہ مال ہے جو روٹی کپڑے اور ضروری
چیزون مین بقدر کفایت صرف ہو کہ اوس سے عبادتون کی قوت اور فراغت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کے سبب سے آدمی عبادت
کرسکتا ہے وہ چیز بھی عین عبادت ہے اور جسکے پاس بقدر کفایت مال نہوگا وہ تمام دن ہاتھ پاؤن اور دل سے اوسکے طلب کرنے مین
مشغول رہیگا اور عبادت جسکا خلاصہ ذکر و فکر ہے اوس سے محروم رہیگا تو فراغت عبادت کے واسطے جب مال بقدر کفایت ہو
تو وہ عین عبادت ہے اور دین کے فائدون مین سے ہے منجملہ دنیا نہین ہے اور یہ بات نیت اور خیال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے
اگر راہ آخرت مین فراغت پانا مقصود دلی ہے تو یہ مال بقدر کفایت زاد راہ بھی ہوتا ہے اور خود راہ بھی ہوتا ہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہ
کی کچھ زمین حلال تھی اور اوس سے روزی بقدر کفایت ملتی تھی خواجہ عبد اللہ غفاری قدس سرہ سے مین نے سنا ہے کہ ایکدن اوسکا غلہ
لوگ لائے تھے شیخ ابو القاسم نے اوسمین سے مٹھی بھر اوٹھایا اور فرمایا کہ مین سب متوکلون کے توکل سے اسے بدلا نکرونگا فی الحقیقت
یہ بھید وہی پہچانے جو مراقبۂ دل مین مشغول ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فراغت معاش سالک کو راہ دین مین کیا کچھ مدد کرتی ہے دوسری قسم
یہ ہے کہ لوگون کو دے اسکے چار طور ہین پہلا طور صدقہ ہے دین و دنیا مین اسکا ثواب بہت بڑا ہے کیونکہ فقیرون کی دعا کی برکت
اور ہمت اور خوشنودی کا بہت بڑا اثر ہے جسکے پاس مال نہوگا وہ اس سے عاجز ہوگا دوسرا طور مروت ہے یعنی مہربانی کرے اور دینی
بھائی اگرچہ مالدار ہون اونکے ساتھ نیکی کرے اور ہدیہ دے اور غمخواری کرے اور لوگون کے حقوق ادا کرتا رہے اور رسوم بجا لائے
یہ بات اگرچہ تونگرون کے ساتھ ہو تو بھی اچھی ہے اور سخاوت کی صفت اس سے حاصل ہوتی ہے اور سخاوت بزرگترین اخلاق سے ہے
چنانچہ اوسکی تعریف آتی ہے تیسرا طور یہ ہے کہ اوسکے سبب سے اپنی عزت بچائے مثلاً شاعر یا طمعدار کو دے اگر نہ دیگا تو اوسکے ساتھ
زبان درازی کرینگے اور غیبت کرینگے اور فحش بکینگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسکے سبب سے آدمی اپنی آبرو
لوگون کی زبان سے بچائے وہ صدقہ ہے کیونکہ بدگوئی اور غیبت کی راہ اون لوگون پر بند کرتا ہے اور خود تشویش کی آفت سے بچتا ہے
اگر ایسا نکرے تو شاید خود بھی بدلا لینے کا ارادہ کرے اور عداوت بڑھ جاوے یہ کام بے مال کے نہین ہوسکتا چوتھا طور یہ ہے کہ اون
لوگون کو مال دے جو اوسکی خدمت کرتے ہین کیونکہ جو شخص اپنے سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کریگا جیسے دھونا جھاڑنا خریدنا پکانا
وغیرہ اوسکا تمام وقت ضائع ہوگا اور ایک سے کہ فرض عین کو دوسرا نہین ادا کرسکتا ذکر و فکر فرض عین ہے اور جو کام اسکی طرف سے
دوسرا شخص کرسکتا ہے اوسمین اوقات صرف کرنے سے فائدہ نہ ہوگا اسواسطے کہ عمر کم ہے موت قریب ہے سفر آخرت کی راہ دور و دراز
ہے اوسکا توشہ بہت ہے ہر ایک سانس بہت غنیمت ہے جس کام سے بچنا ممکن ہو اوسمین مشغول نہونا چاہیئے اور یہ بغیر مال کے
نہین بن پڑتا کیونکہ مال خدمتگارون کو دیگا تو وہ اوسکے کام کرینگے اور اوسکو محنت سے بچائینگے اور سب کام اپنے ہی ہاتھ
سے کرنا موجب ثواب ہے لیکن یہ اوس درجہ والے سے ہوگا جو بدن سے عبادت کرے دل سے نہین لیکن جو شخص اہل دل ہے

اور ذکر و فکر کی لیاقت رکھتا ہے اوسکا کام یہ چاہیے کہ اور کوئی کرے تاکہ جو کام عبادت بدنی سے بہتر ہے اوسمین اوسے فراغت حاصل ہو
تیسری قسم یہ ہے کہ کسی اعانت کرنیوالے کو نہ دے لیکن خیرات عام کرے جیسے پل اور سرا اور مسجد اور دارالشفا اور فقرا پر وقف وغیرہ
کرے یہ عام خیرات ہے اور بہت دنون تک رہتی ہے اوران چیزون کے سبب سے دعائین اور برکتین اوسکے مرنیکے بعد اوسے پہونچتی
ہین یہ خیرات بھی بے مال کے نہین ہوسکتی دین مین مال کے یہی فائدے ہین اور دنیا مین مال کے جو فائدے ہین وہ پوشیدہ نہین
ہین کہ مال کے سبب سے معزز و مکرم ہوتا ہے اور خلق اوسکی حاجتمند ہوتی ہے وہ خلق سے بے پروا ہوتا ہے بہت سے دینی بھائی اور
دوست بنا سکتا ہے سبکے دلون مین محبوب رہتا ہے حقارت کی نظر سے کوئی اوسے نہین دیکھتا اور اس قسم کے بہت دنیوی فائدے ہین
مال کی آفتون کا بیان یعنی آفتین دنیوی ہین بعضی دینی دینی آفتون کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ فسق اور معصیت کی راہ
آدمی پر مال آسان کردیتا ہے اور آدمی کے دل کی خواہشین خود معصیت کی متقاضی ہین لیکن عاجزی اور مفلسی عصمت اور پارسائی کا
ایک سبب ہے جب مال کی بدولت قدرت حاصل ہوگئی تو اگر مبتلاے گناہ ہوجائیگا تو تباہی مین پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو رنج و مصیبت
مین پڑیگا کیونکہ جب قدرت ہو تو صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے دوسری آفت یہ ہے کہ دین مین یہ مرد قوی ہے اور اپنے تئین گناہون
سے بچا سکتا ہے جو عیش و عشرت مباح چیزون مین ہوتی ہے اوس سے اپنے تئین نہ بچا سکیگا ایسا کون ہے جو مقدرت رکھے اور جو کی
روٹی چکھے اور برا کپڑا پہنے جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بادشاہت مین کرتے تھے آدمی جہان عیش و عشرت مین پڑجاتا ہے
تو بدن اوس عیش و عشرت پر اڑجاتا ہے حتی کہ پھر اوس سے صبر نہین کرسکتا اور دنیا اوسکی بہشت ہوجاتی ہے موت بری معلوم ہوتی
اور عیش و عشرت کا سامان ہمیشہ مال حلال سے ہاتھہ نہین آسکتا تو شبہے کا مال پیدا کرنے لگتا ہے اور بے مدد سلاطین ہاتھہ نہ آئیگا
تو آدمی چکنی چپڑی باتون اور ریا اور جھوٹ اور نفاق اور خدمتگذاری مین پڑجائیگا اور جب بادشاہون کا مقرب ہوگا تو اسکا اندیشہ
پیدا ہوگا کہ دیکھیے یہ ہمسے خوش رہین یا کراہت کرنے لگین اور جب مقرب ہوگیا تو لوگ اسکا حسد کرینگے اور دشمن بنینگے اوسکے
درپے رہینگے اسے ستائینگے تو یہ بھی مکافات کے واسطے اونکی عداوت پر کمر باندہیگا اور آپ بھی اونکے ساتھہ جھگڑا اور
حسد کرنے لگیگا اور یہ عادتین سب گناہون کا سبب ہوتی ہین کیونکہ انکے سبب سے جھوٹ غیبت بدخواہی اور دل و زبان کے سب
گناہ پیدا ہوتے ہین محبت دنیا سب گناہون کا سر ہے اسکے یہی معنی ہین کہ یہ سب شاخین اوسی سے پیدا ہوتی ہین اور یہ نہ ایک آفت
ہے نہ دس نہ سو بلکہ بے شمار آفتین ہین بلکہ ایک غار ہے جسکی انتہا نہین جیسے دوزخ کا غار جوان لوگون کے واسطے خدا نے
پیدا کیا ہے تیسری آفت جس سے کوئی بچ ہی نہین سکتا مگر جسے خدا بچائے یہ ہے کہ اگرچہ آدمی گناہ اور عیش و عشرت نکرے
اور شبہات سے بھی بچے اور حقیقت مین پارسا بنجائے حلال ہی کا مال لے اور خدا ہی کی راہ مین دے مگر اس مال کا رکھنا تعلق
دل کا سبب ہوگا اور یہ تعلق خدا کا ذکر اور اوسکی عظمت و جلال مین فکر کرنے سے اوسے باز رکھیگا حالانکہ سب عبادتون کا خلاصہ
یہی ہے کہ خدا کا ذکر آدمی پر غالب ہوجائے اور اوسکے ساتھہ کمال انس پیدا ہوجائے اور اوسکے سبب ماسوی اللہ سے
مستغنی ہوجائے اور یہ بات ایسا دل فارغ چاہتی ہے جو کسی اور کی طرف مشغول نہو اور جو آدمی کو گزر مین رکھتا ہے تو اکثر اوقات

اوسکی آبادی شہر کا کی خصومت خراج وغیرہ رعایا سے حساب لینے کے خیال میں رہتا ہے اگر تجارت کرتا ہے تو شریکوں کی خصومت اور تدبیر میں سفر کی تدبیر نفع والا معاملہ ڈھونڈھنے میں سرگرم رہتا ہے اگر گائے بکری رکھتا ہے تو اوسکا بھی یہی خیال ہوتا ہے اور اس سے زیادہ کسی مال میں بے شغل نہیں ہوتی کہ مثلاً خزانہ مدفون ہو اور آدمی اوس میں سے بقدر حاجت لے کر خرچ کرتا ہے اور ہمیشہ اوسکی نگہبانی میں اور اس خوف میں مشغول رہتا ہے کہ مبادا اسے کوئی لیجائے یا اسکا لالچ کرے اور پتا لگا کر جان جائے دنیاداروں کی فکر کے میدان بہت وسیع اور بے نہایت ہیں اور جو شخص یہ چاہے کہ میں دنیاداری کے ساتھ فارغ البال رہوں وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ پانی میں رہوں اور بھیگوں نہیں مال کے فوائد اور آفات بھی ہیں عقلمندوں نے جب یہ آفتیں دیکھیں تو سمجھے کہ مال بقدر ضرورت تو تریاق ہے اور زیادہ زہر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے واسطے بھی بقدر ضرورت چاہا اور مختصر سی بات ارشاد کی کہ جسنے کفایت کی قدر سے زیادہ مال لیا وہ اپنی ہلاکت اور تباہی کی چیز لیتا ہے اور نہیں سمجھتا ہے اور مال کو دفعۃً لٹا دینا کہ کچھ بھی نہ باقی رہے اور حاجت کے وقت دلکو تشویش ہو شرع میں مکروہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا

طمع اور حرص کی آفت اور فائدہ قناعت کا بیان

ایعزیز جاننا تو کہ طمع بد اخلاق میں سے ہے اسمیں سر دست خواری اور ذلت ہے اور آخر کو خجلت ہے جب طمع بر نہیں آتی تو بہت سے اخلاق بد اوس سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص کسی سے طمع کرتا ہے تو اوسکے ساتھ چکنی چپڑی باتیں بناتا ہے اور نفاق کرتا ہے عبادت میں ریا کرتا اوسکی تحقیر پر صبر کرتا ہے اوسکی ناحق باتوں میں سہل انکاری کرتا ہے اور حق تعالی نے آدمی کو لالچی بنایا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوس پر قناعت نہیں کرتا اور بے قناعت کے آدمی حرص اور طمع سے نہیں چھوٹتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو تو تیسرا میدان اور چاہے گا خاک کے سوا اور کوئی چیز آدمی کے دلکو سیر نہیں کرتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اوسکی توبہ حق تعالی قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی سب چیزیں بوڑھی ہو جاتی ہیں مگر دو چیزیں جوان ہی ہوتی جاتی ہیں ایک بڑی زندگی کی امید اور ایک بہت مال کی محبت اور فرمایا ہے کہ جسے حق تعالی نے اسلام کی راہ دکھائی اور مال بقدر کفایت عنایت فرمایا اور اوسنے اوس پر قناعت کی وہ نیک بخت ہے اور فرمایا ہے کہ میرے دل میں روح القدس نے یہ پھونکا کہ کوئی بندہ نہیں مرتا تا وقتیکہ اوسکی تمام روزی اوسے پہونچ نجائے حق تعالی سے ڈرو اور آہستگی کے ساتھ دنیا طلبی کرو یعنی اوس میں مبالغہ اور حد سے زیادہ لالچ نہ کرو اور فرمایا ہے کہ شبہ کے مال سے پرہیز کر تاکہ تو عابدترین خلق ہو جائے اور جو کچھ حق تعالی نے عنایت فرمایا اوس پر قناعت کر تاکہ تو شاکرترین خلق ہو جائے اور خلق کے واسطے وہی بات پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تاکہ مومن ہو جائے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حاضر تھے آپنے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے عرض کیا کہ ہمنے کیا ایکبار بیعت نہیں کی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ کس بات پر بیعت کریں فرمایا کہ خدا کی پرستش کیا کرو پانچوں نمازیں پڑھا کرو حق تعالی جو کچھ حکم فرمائے اوسے سنو اور بجا لاؤ اور ایک بات چپکے سے ارشاد فرمائی کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس فرمانے کے بعد ان لوگوں کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتے

کہ مین اوٹھا دو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سب سے زیادہ تونگر کون ہے ارشاد ہوا
کہ وہ جو قناعت کرے اوس چیز پر جو مین اوسے دون عرض کیا کہ عادل تر کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے حضرت
محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ سوکھی روٹی بھگو بھگو کر کھاتے اور فرماتے جو شخص اسپر قناعت کرتا ہے وہ خلق سے بے پروا رہتا ہے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم جو تھوڑا مال تجھے کفایت کرے وہ اوس
بہت مال سے بہتر ہے جس سے بہت خوشی اور غفلت پیدا ہو حضرت سمیط ابن عجلان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تیرا تمام پیٹ عرض و
طول مین ایک بالشت سے زیادہ نہین ہے پھر تجھے دوزخ مین کیون ڈالے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
اے فرزند آدم اگر تمام دنیا مین تجھے دیدون تو اپنی قوت سے زیادہ اوس مین تجھے کچھ نصیب نہو گا جب قوت سے زیادہ ندون اور دنیا کے
حساب کا بکھیڑا اورون پر رکھون تو اس سے زیادہ تیرے اوپر میرا اور کیا احسان ہوگا ایک حکیم کا قول ہے کہ لالچی اور طمعدار سے زیادہ
کوئی رنج پر صابر نہین ہوتا اور قانع سے زیادہ کوئی خوش عیش نہین ہوتا اور حاسد سے زیادہ کسی کو رنج نہین ہوتا اور تارک الدنیا سے
زیادہ کوئی سبکبار نہین ہوتا اور عالم بے عمل سے زیادہ کسی کو پشیمانی نہو گی **حکایت** حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ایک شخص نے
ممولا پکڑی اوسنے پوچھا اے شخص تیرا کیا ارادہ ہے کہا یہ ارادہ ہے کہ تجھے ذبح کرکے کھا جاؤن وہ بولی میرے کھانے سے تیرا کچھ بھی نہو
مین تجھے ایسی تین باتین سکھاؤن جو میرے کھانے سے زیادہ تیرے واسطے بہتر ہون ایک بات تو تیرے ہاتھ ہی مین کہدونگی دوسری
بات اوسوقت کہونگی جب تو مجھے چھوڑ دے اور مین درخت پر جا بیٹھون تیسری بات جب کہونگی کہ درخت سے اوڑکر پہاڑ پر جاؤن
اوسنے کہا اچھا پہلی بات تو کہہ بولی جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہے اوسپر افسوس نہ کیا کر پس اوس شخص نے اوسے چھوڑ دیا وہ اوڑکر
درخت پر جا بیٹھی اوس شخص نے کہا کہ اب دوسری بات کہہ بولی محال بات باور نہ کیا کر اور اوڑکر پہاڑ پر جا بیٹھی اور خود کہنے لگی کہ اے
بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو امیر ہو جاتا پھر کبھی فقیر ہوتا ہی نہ اسواسطے کہ میرے پیٹ مین دو موتی بیس بیس مثقال بھر کے ہین اوس
شخص نے دانت کے نیچے اونگلی دبائی اور نہایت افسوس کرنے لگا پھر کہنے لگا اب تیسری بات کہہ وہ بولی کہ تو اون دو باتون کو
تو بھول ہی گیا تیسری بات سنکر کیا کریگا مین نے تجھسے کہا تھا کہ گئی چیز کا افسوس نہ کیا کر اور محال بات باور نہ کیا کر مین تیرے ہاتھ
مین تمام گوشت پوست بال و پر سمیت دس مثقال بھر بھی نہ تھی پھر بھلا میرے پیٹ مین بیس بیس مثقال بھر کے موتی کیونکر ہونگے یہ کہا
اور اوڑ گئی یہ حکایت اسواسطے لکھی گئی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جب طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سب محالات کو آدمی باور کرلیتا ہے حضرت
ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ طمع تیرے گلے مین رسی ہے اور تیرے پاؤن مین پھندا ہے گلے کی رسی نکال تاکہ پاؤن کا پھندا
کٹ جاوے **حرص اور طمع کے علاج کا بیان** ایعزیز جانتو کہ اسکی دوا وہ معجون ہے جو صبر کی تلخی اور علم کی شیرینی اور عمل
کی دشواری سے مرکب ہوتی ہے اور دل کی سب بیماریون کی تمام دوائین ان ہی اجزا سے ہوتی ہین اور یہ علاج پانچ چیزون سے
ہوتا ہے ایک عمل سے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے خرچ کو گھٹائے موٹے کپڑے روکھی روٹی پر قناعت کرے کبھی کبھی دال وغیرہ کھا لیا
کیونکہ اسقدر کیواسطے بڑا طمع اور حرص کے بغیر آسانی سے ہاتھ آتا ہے لیکن اگر شان و شوکت کریگا اور اخراجات بڑھائیگا تو قناعت نکرسکیگا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو کوئی خرچ کرنے مین میانہ روی اختیار کریگا وہ کبھی محتاج نہوگا اور فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ اونمین خلق کی نجات ہے علانیہ اور پوشیدہ حق تعالی سے ڈرنا امیری اور فقیری مین میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنا تنگی اور خوشی مین انصاف سے نہ درگذرنا حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے دیکھا کہ چھوہارے کی گٹھلیان چنتے تھے اور کہتے تھے کہ معیشت مین آسانی اور نرمی نگاہ رکھنا عقلمندی اور علم کی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی کے ساتھ خرچ کریگا حق تعالی اوسے بے پروا رکھے گا اور جو شخص فضول خرچی کریگا حق تعالی اوسے محتاج رکھیگا اور جو خدا کو یاد کریگا خدا اوسے دوست رکھیگا اور فرمایا ہے کہ آہستگی اور تدبیر کے ساتھ خرچ کرنا آدھی معیشت ہے دوسری چیز یہ کہ جب اوسدن کی کفایت کے قدر روزی ملگئی تو آیندہ کی فکر نکرے کیونکہ شیطان اوس سے کہتا ہے کہ شاید زندگی بہت ہو اور کل کوئی چیز نہ ملے آج طلب معاش مین کوشش کرے آرام طلبی نکر جان سے ہو تلاش کر جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وہ چاہتا ہے کہ کل کی محتاجی کے خوف سے تجھے آج سر دست رنج و تشویش مین رکھے اور فقیر کی صورت بنا کر تجھپر ہنسے کیونکہ فردا کہ دید شاید کل کا دن ہی نہ آنے پائے اور اگر آئیگا تو جتنے رنج مین آج سر دست تو نے اپنے تئین ڈالا ہے اوسکا رنج اس سے زیادہ نہوگا اس سے باین طور پرہیز ہوتا ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ حرص کے سبب سے روزی نہین ملتی روزی تو تقدیر مین لکھی ہے خواہ نخواہ پہونچے گی شعر

پی مگس ہرگز نماند عنکبوت ❊ رزق را روزی رسان پر میدہد ❊

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف گذرے اونھین غمگین دیکھا فرمایا بہت رنج نہ کر کہ حق تعالی جو کچھ مقدر کر چکا ہے وہ ہوگا جو تیرا رزق ہے وہ خواہ نخواہ تجھے پہونچے گا جاننا چاہیے کہ بندے کا رزق اکثر اوس جگہہ سے پہونچتا ہے جہان سے مطلق خیال مین نہو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی جو شخص پرہیزگار ہوتا ہے اوسکی روزی ایسی جگہہ سے پہونچتی ہے جسکا وہ خیال بھی نرکھتا ہو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ پرہیزگار ہو جا کہ پرہیزگار کبھی بھوک سے نہین مرتا یعنی حق تعالی خلق کو اوسپر ایسا مہربان کر دیتا ہے کہ بے مانگے اوسکے پاس مال کافی لیجاتی ہے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو کچھ ہے اوسکی دو قسمین ہین جو کچھ میری روزی ہے وہ بے تعجیل مجھے ملے گی اور جو اورون کی روزی ہے وہ تمام اہل آسمان اور اہل زمین کی کوشش سے بھی مجھے نہ ملیگی تو طلب مین میری بیقراری کیا کام آئیگی تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ اگر طمع نکریگا اور صبر کریگا تو رنجیدہ رہے گا اور اگر طمع کریگا اور صبر نکریگا تو ذلیل و خوار بھی ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کے سبب سے لوگ بھی ملامت کرینگے اور عذاب آخرت کے خطر مین بھی پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو ثواب بھی پائیگا اور لوگ بھی تعریف کرینگے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت کے ساتھ جو رنج ہو وہ اوس رنج سے اولی ہے جو ذلت اور مذمت اور خوف عقوبت کے ساتھ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کی عزت اسی مین ہے کہ خلق سے بے پروا رہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ تو جس شخص کا محتاج ہے اوسکا اسیر ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اوسکا امیر ہے اور جس سے تو بے پروا ہے اوسکا مانند اور نظیر ہے چوتھی چیز یہ ہے کہ خیال کرے کہ یہ حرص و طمع کس واسطے کرتا ہے اگر پیٹ بھرنے کے واسطے کرتا ہے تو گدھے اور بیل وغیرہ اوس سے زیادہ کھاتے ہین

اگر شہوت فرج کے واسطے کرتا ہے تو سور اور ریچھ اوس سے زیادہ شہوت رکھتے ہین اگر شان و شوکت اور خوش پوشاکی کے واسطے
کرتا ہے تو اس امر مین اکثر یہود اور نصارا کو اپنے سے زیادہ دیکھتا ہے اور اگر طمع دور کرے اور تھوڑے پر قناعت کرے تو انبیا
اولیا کے سوا اور کسی کو اپنے مثل نہ دیکھے تو ان بزرگان فرشتہ خصلت کے مانند ہونا اون درندون اور آدمی صورتان بہائم سیرت
کے مثل ہونے سے بہتر ہی ہے پانچوین چیز یہ ہے کہ آفت مال کا خیال کرے کہ دنیا مین جب مال بہت ہوگا تو آفتون کا خطر اور خیال
بہت ہوگا اور آخرت مین پانسو برس فقیرون کے بعد جنت مین جائیگا چاہیے کہ ہمیشہ ایسے آدمی کے حال پر نظر ہو جو دولت دنیا مین
اوس سے کمتر ہو تاکہ شکر کرے اور امیرونکو نہ دیکھے تاکہ حق تعالی نے جو نعمت اوسے عنایت کی وہ اوسکی نگاہ مین حقیر نہ معلوم ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس شخص کے حال پر نظر کرو جو تمسے دولت مین کمتر ہو اور ابلیس ہمیشہ یہی کہا کرتا ہے کہ فلانے فلانے
آدمی تو اتنا اتنا مال رکھتے ہین تو کیون قناعت کرتا ہے جب تو پرہیز کرتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ فلانے فلانے عالم اور فلانے فلانے
امام تو پرہیز کرتے ہی نہین تھے حرام کا مال کھاتے ہین تو کیون پرہیز کرتا ہے اور دنیا کے امر مین ہمیشہ اوسکے بہتر پیش نظر رکھتا ہے
جو تجھسے زیادہ ہو اور دین کے باب مین اوسے جو کم ہو اور سعادت اسکے برخلاف ہے کیونکہ دین کے امور مین ہمیشہ بزرگون کے
حالات دیکھنا چاہیے تا آدمی اپنے تئین جانے کہ مین قاصر ہون اور دنیا کے امور مین فقیرون محتاجون کو دیکھنا چاہیے تاکہ اپنے تئین
سمجھے کہ تونگر ہون **سخاوت کی فضیلت اور ثواب کا بیان** ائے عزیز جاننا تو کہ جو شخص مال نہ رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ قناعت
اختیار کرے حرص نہ اختیار کرے اور جو مال رکھتا ہو وہ سخاوت اختیار کرے بخل نہ اختیار کرے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ سخاوت بہشت مین ایک درخت ہے اوسکی شاخین دنیا مین لٹکتی ہین جو سخی مرد ہوتا ہے وہ اوسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے
وہ شاخ اوسے بہشت مین لیجاتی ہے اور بخل دوزخ مین ایک درخت ہے اوسکی شاخین دنیا مین ہین جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اوسکی
ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اوسے دوزخ مین لیجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ دو خلق ہین کہ اونکو حق تعالی دوست رکھتا ہے ایک سخاوت دوسری نیک عادت اور دو خلق ہین
کہ اونکو حق تعالی دشمن رکھتا ہے ایک بخل دوسری خوے بد اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے کوئی ولی نہین پیدا کیا مگر سخی اور نیک خو اور
فرمایا ہے کہ سخی کے قصور معاف کردیا کرو کیونکہ جب اوسے عسرت اور تکلیف ہوتی ہے تو حق تعالی اوسکا دستگیر ہوتا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو جہاد مین قید کر لیا اور سبکو قتل کر ڈالا مگر ایک آدمیکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپ نے سبھون کو قتل کر ڈالا کہ دین ایک گناہ ایک خدا ایک ہے اس ایک آدمی کو کیون نہ قتل کیا فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے
آکر مجھسے کہا کہ اسے نہ قتل کرنا کہ وہ سخی ہے اور فرمایا ہے کہ سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا بیماری اور فرمایا ہے کہ سخی خدا سے
نزدیک بہشت سے نزدیک لوگون سے نزدیک ہے دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور بہشت سے دور لوگون سے
دور ہے دوزخ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی کو عابد بخیل سے زیادہ خدا دوست رکھتا ہے اور بخل سب بیماریون سے بدتر بیماری
ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے ابدال بہشت مین جو گئے تو نہ نماز کے سبب سے گئے نہ روزہ کے باعث سے گئے مگر سخاوت کی
بدولت اور پاک دلی اور نصیحت اور شفقت کے سبب جو خلق پر رکھتے تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر

وجہ بھی کہ سامری کو نہ قتل کرو وہ سخی ہے بزرگوں کے اقوال اس باب میں یہ ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دنیا تیری طرف متوجہ ہو تب بھی تو خرچ کر کہ تجھے پہونچتی جائے اور جب تیری طرف سے منہ پھیرے تب بھی تو خرچ کر کہ باقی نہ رہیگی ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنا حال لکھکر دیا آپ نے لیا اور فرمایا کہ تیری حاجت روا ہوگئی لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے اوسکے کاغذ کو کیوں نہ پڑھا فرمایا کہ میں ڈرا کہ اوسکو ذلت کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا رکھوں تو حق تعالیٰ مجھسے سوال کریگا حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ام ذرہ خادمۂ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ ایکبار حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تھیلی بھر چاندی اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجدیں حضرت صدیقہ نے طباق منگا کر سب بانٹ دیا شام کو مجھسے فرمایا کہ کھانا لا کہ میں روزہ کھولوں میں روٹی اور روغن زیتون لیگئی کیونکہ گوشت نتھا اور میں نے عرض کیا کہ بی بی صاحب آپنے یہ مال خرچ کر ڈالا اگر ہم لونڈیوں کے واسطے ایک درم کا گوشت منگا لیتیں تو کیا ہوتا فرمایا کہ ہاں اگر تو یاد دلا دیتی تو میں منگا دیتی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ انھیں سلام نکرنا جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر گئے تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں قرضدار ہوں اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے اور اونسے اپنی قرضداری کا حال بیان فرمایا ایک اونٹ پیچھے رہگیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اسپر کیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ مال ہے اسی ہزار دینار تھے فرمایا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو حوالے کر دو کہ اپنا قرض ادا کریں حضرت ابو الحسن مدائنی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر علیہم السلام حج کو جاتے تھے جس اونٹ پر زاد راہ لدا تھا وہ پیچھے رہگیا ایک جگہ بھوک پیاس سے ہوکر ایک بڑھیا کے پاس گئے اور فرمایا کچھ پینیکو ہے اوسنے عرض کیا ہاں ہے ایک بکری تھی اوسکا دودھ دوہکر حاضر کیا اونھوں نے پیا پھر پوچھا کہ کچھ کھانا ہے اوسنے عرض کیا تیار نہیں ہے اس بکری کو ذبح کرکے کھا لیجیے اوسے ذبح کرکے کھا لیا اور فرمایا کہ ہم قریش میں سے ہیں جب اس سفر سے پھرینگے تو تو ہمارے پاس آنا ہم تیرے ساتھ سلوک کرینگے یہ کہکر روانہ ہوگئے جب اوس نیکبخت کا شوہر آیا تو خفا ہوکر کہنے لگا کہ تو نے بکری اون لوگوں کو کھلا دی جنکو جانتی بھی نہیں کہ کون ہیں تھوڑے دن گذرے تھے کہ وہ جورو خاوند مفلسی کے سبب سے مدینہ منورہ میں آپڑے اونٹ کی لینڈیاں چن چن کر بیچنے لگے ایکدن بڑھیا کہیں جاتی تھی حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے دردولت پر کھڑے تھے اوس نیکبخت کو پہچانا اور فرمایا اے بڑھیا تو مجھے پہچانتی ہے اوسنے عرض کیا نہیں فرمایا میں وہ شخص ہوں جو فلانے دن تیرا مہمان ہوا تھا اوسنے عرض کیا آپ ہی ہیں فرمایا ہاں بعدہ حکم فرمایا کہ ہزار بکریاں مول لیکر اور ہزار دینار اسے دیدو اور اسے دیدیے اور اپنے غلام کو ساتھ کرکے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس اوس نیکبخت کو بھیجدیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوسسے پوچھا کہ بھائی صاحب نے تجھے کیا عنایت فرمایا اوسنے عرض کیا کہ ہزار بکریاں اور ہزار دینار حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ہزار بکریاں اور ہزار دینار اوسے مرحمت کیے اور اپنے غلام کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن جعفر علیہ السلام کے پاس بھیجدیا اونھوں نے پوچھا کہ اون حضرتوں نے تجھے کیا مرحمت فرمایا اوسنے عرض کیا دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار اونھوں نے بھی دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا کیے

اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو ان حضرتوں کو رنج میں ڈالتی یعنی میں اسقدر تجھے دیتا کہ وہ نہ دے سکتے وہ بوڑھیا چار ہزار بکریاں
اور چار ہزار دینار لیکر اپنے خاوند پاس گئی **حکایت** عرب میں ایک مرد سخی مشہور تھا وہ مرگیا کچھ لوگ سفر سے بھوکے آتے تھے اوسکی قبر پر
اوترے اور بھوکے سو رہے اونمین سے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا اوس شخص نے مردہ کو خواب میں دیکھا کہ کہتا ہے تو اپنے
اونٹ کو میرے نجیب اونٹ کے عوض بیچیگا اوسنے کہا ہان بیچون گا مردہ بہت اچھا نجیب اونٹ چھوڑ کر مرا تھا غرض کہ اوس مسافر نے
اپنے اونٹ کو نجیب کے بدلے بیچا مردے نے اوسکے اونٹ کو ذبح کیا وہ لوگ جب جاگے تو اونٹ کو ذبح کیا ہوا پایا وہ گیا میں بھر کر
پکایا اور پکا کر خوب کھایا جب وہان سے چلے تو راہ میں ایک قافلہ پیش آیا اوس قافلہ میں سے ایک شخص نے اوس اونٹ کے مالک کو
آواز دی اور اوسکا نام لیکر پکارا اور پوچھا کہ تو نے فلانے مردے سے کوئی نجیب مول لیا ہے اوسنے کہا ہان مگر خواب میں مول لیا ہے
اور تمام قصہ کہہ سنایا اوسنے کہا کہ وہ نجیب یہ ہے تو لیجا کیونکہ مین نے بھی اوس مردے کو خواب میں دیکھا کہ کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے
تو یہ میرا نجیب فلانے آدمی کو دیدے **حکایت** ابو سعید خرگوشی رحمہ اللہ تعالی نے روایت کی ہے کہ مصر میں ایک شخص محتسب نام تھا
فقیرونکو کچھ جمع کر دیتا تھا ایک شخص کے گھر فرزند پیدا ہوا اوسکے پاس کچھ نتھا وہ کہتا ہے کہ میں محتسب کے پاس گیا وہ میرے ساتھ آیا
اور ہر ایک سے سوال کیا کسینے کچھ ندیا مجھے ایک قبر پر لیگیا وہان بیٹھکر کہنے لگا کہ اسے مردے خدا تجھپر رحمت کرے تو ایسا آدمی تھا
کہ فقیرون کا رنج دور کیا کرتا تھا جو چاہیے ہوتا وہ اونکو دیا کرتا تھا آج میں نے اس شخص کے لڑکے کیواسطے بڑی کوشش کی کسینے کچھ نہ دیا
یہ کہکر اوٹھا اوسکے پاس ایک دینار تھا اوسکے دو حصے کیے ایک مجھے دیا اور کہا کہ جبتک کچھ ملے میں تجھے یہ قرض دیتا ہون یہ شخص
کہتا ہے کہ مین نے لیا اور لڑکے کے کام میں صرف کیا محتسب نے اوسی رات مردہ کو خواب میں دیکھا کہ کہتا ہے جو کچھ تو نے کہا مین نے
سنا لیکن جواب دینے کا ہمین حکم نہین ہے اب تو میرے گھر جا کر میرے لڑکون سے کہہ کہ چولھے کے پاس کھودین سونے کے پانسو دینار
وہان گڑے ہین وہ اوس شخص کو دیدین کہ اوسکے لڑکا پیدا ہوا ہے دوسرے دن محتسب اوسکے گھر گیا اور جیسا خواب مین دیکھا تھا ویسا ہی
کیا پانسو دینار پائے اوسکے لڑکون سے کہا کہ میرا خواب حکمی نہین ہے یہ دینار تمھارے مالک ہین تم لے لو اون لڑکون نے کہا سبحان اللہ
جو مردہ ہے وہ تو سخاوت کرتا ہے ہم زندہ ہو کر بخل کرین اوسطرح لیجا کر اوس مرد حاجتمند کو دیدیے جیسا کہ مردے نے کہا ہے
محتسب اون دیناروں کو اوس مردے کے پاس لیگیا اوسنے ایک دینار لیکر دو حصے کیے ایک حصہ سے اوسکا قرض ادا کیا اور کہا
باقی ایسا کر مجھ جیسون کو دیدے مجھے اسیقدر حاجت تھی ابو سعید خرگوشی کہتے ہین کہ نہ معلوم ان سب مین کون شخص بہتر اور بڑا سخی ہے اور
کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اوس مردہ کا گھر ڈھونڈھا اوسکے لڑکون کو دیکھا تو اونکے چہرون سے خیر کے آثار نمایان تھے
مجھے یہ آیت یاد آئی وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا العزیز سخاوت کی برکتون سے یہ تعجب نہ کر کہ مرنے کے بعد بھی رہتی ہین اور خواب کے
طور پر پہچانی جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ لوگون کو مہمان رکھا کرتے اور ابتک اونکے مرقد
شریف پر وہ برکتین باقی ہین ربیع ابن سلیمان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی مکہ معظمہ مین پہونچے
[illegible] ہزار دینار [illegible] اور اون دیناروں کو چادر پر ڈالا جو شخص اونکو سلام کرتا مٹھی بھر دینار

فصل ۱ عجیب حکایت سخاوت میں مردہ کی مہمانی کا ذکر

فصل ۲ عجیب حکایت سخاوت میں مردہ کی سخاوت کا بیان

فائدہ [illegible]

اوسے دیتے جب ظہر کی نماز پڑھنے کو چادر رہ جاتی تو کچھ باقی نہ تھا ایک شخص نے سوار ہونے کے ساتھ ہی اونکی رکاب پکڑ لی ربیع نے حکم کیا کہ چار سو دینار اسے دیدے اور عذر خواہی کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن رو رہے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ سات دن گذرے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا ایک شخص اپنے کسی دوست کے پاس گیا اور کہا کہ میں چار سو درم کا قرضدار ہوں اوس دوست نے اوسے چار سو درم دیے اور رونے لگا اوسکی جورو نے کہا کہ اگر رونا منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا اوسنے یہ بات کہی کہ ارے ناداں میں اس سبب سے روتا ہوں کہ میں اوس سے غافل ہو گیا اور اوسے مجھسے مانگنے کی حاجت پڑی **بخل کی مذمت کا بیان** حق تعالی جل شانہ یہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی جسے حق تعالی نے بخل سے بچایا وہ فلاح کو پہونچا اور فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی یہ نہ سمجھنا کہ جو لوگ خدا کی دی ہوئی دولت میں بخل کرتے ہیں یہ اونکے لیے بھلا ہے بلکہ یہ اونکے واسطے برا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز میں وہ بخل کرتے ہیں اوسکا طوق بنا کر اونکی گردن میں قیامت کے دن ڈالا جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخل سے تم دور رہو اسواسطے کہ جو قوم تم سے پہلے تھی وہ بخل کے سبب سے ہلاک ہوئی اور بخل انکو اس بات پر لایا کہ انھوں نے خون کیے اور حرام کو حلال ٹھہرایا اور فرمایا ہے کہ تین چیزیں مہلکات میں ایک بخل اگر تو اوسکی اطاعت کرے اور اوسکی تو مخالفت نہ کرے دوسری وہ خواہش باطل جسکا تو پیچھا کرے تیسری خود پسندی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو شخص آئے اور ایک اونٹ کی قیمت مانگی آپ نے عنایت کی جب وہ باہر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے شکریہ ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے کیفیت نقل کی آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص اس سے زیادہ لے گیا اور شکر نہیں کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص آتا ہے اور الحاح کرکے مجھسے لیجاتا ہے وہ آگ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ اگر آگ ہے تو آپ کیوں دیتے ہیں فرمایا اسواسطے کہ وہ الحاح کرتے ہیں اور حق تعالی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں بخیل ہو جاؤں اور نہ دوں اور فرمایا ہے کہ تم کہتے ہو کہ بخیل کا قصور معاف ہوگا ظالم کا نہوگا اسواسطے کہ حق تعالی کے نزدیک بخل سے ظلم بدتر ہی حق تعالی نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھائی ہے کہ کسی بخیل کو بہشت میں جانے ہی نہ دیگا ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے اور ایک شخص غلاف کعبہ کو پکڑے کہتا تھا کہ یا ارحم الراحمین اس گھر کی برکت سے میرا گناہ بخشدے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا گناہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین اوسنے عرض کیا میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالی اوسنے کہا کہ حق تعالی تو سب سے بڑا ہے آپنے فرمایا کہ اپنا گناہ تو بیان کر اوسنے بیان کیا کہ میں بڑا مالدار ہوں جب کوئی محتاج دور سے نظر آتا ہے تو میں جانتا ہوں کہ آگ آتی ہے جو مجھے جلا دیگی آپ نے فرمایا کہ تو مجھسے دور رہ کہ اپنی آگ میں کیوں مجھے بھی جلاتا ہے قسم اوس خدا کی جسنے مجھے ہدایت اور راستی کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر

٥١ رکن اور مقام کے درمیان میں تو ہزار برس تک نماز پڑھے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤں سے نہریں جاری ہو جاویں اور درخت پھل آئیں
اور تو بخیل ہو مرے تب بھی دوزخ کے سوا کہیں تیرا ٹھکانا نہیں خبردار رہ کہ بخل کفر سے ہے اور کفر آگ میں ہے افسوس تو نے یہ نہیں سنا ہے
کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ اور وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ حضرت
کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہر روز ہر شخص پر دو فرشتے موکل رہتے ہیں اور منادی کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار جو شخص مال کو رکھ
چھوڑے تو اوسکا مال تلف کر اور جو خرچ کرے اوسے نعم البدل عنایت فرما حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بخیل کو
عادل نہ کہونگا اور اوسکی گواہی نہ سنونگا کیونکہ بخل اوسے اس بات پر رکھتا ہے کہ وہ تجسس کرکے اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے حضرت یحییٰ
ابن زکریا علیہما السلام نے ابلیس کو دیکھا پوچھا وہ کون ہے جسے تو بہت دشمن رکھتا ہے اور وہ کون ہے جسے تو بہت دوست رکھتا ہے
کہا زاہد بخیل کو میں بہت ہی دوست رکھتا ہوں کیونکہ جان کھوتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اس عبادت کو ضائع کرتا ہے اور فاسق
٥٢ سخی کو بہت ہی دشمن رکھتا ہوں کہ خوب چکھتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالیٰ اوس پر رحم کرے
اور اوسکو توبہ نصیب ہو **ایثار کے ثواب کا بیان** اے عزیز جانو کہ ایثار سخاوت سے بڑھ کر ہے اسواسطے کہ سخی وہ ہے
کہ جس چیز کی اوسے احتیاج نہو وہ دیوے اور ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا محتاج ہے اوسے دوسرے کی حاجت میں صرف کرے جیسا
کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دیدے اسی طرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمیکو جس چیز کی حاجت ہو اوسے خود اپنے
صرف میں نہ لاوے یہانتک کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے اور اوسکے دل میں آرزوئیں رہیں اور منتظر رہے کہ کسی سے مانگ لوں
٥٣ اپنے مال سے نہ خرچ کرے ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خَصَاصَةٌ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے جسکی آرزو اوسکے دل میں ہو اور اپنی آرزو
باقی رکھکر اوس چیز کو دیدے اسے حق تعالیٰ اوسے بخش دیتا ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین دن آسودہ ہو کر کبھی ہمنے نہیں کھایا اور نہ کھا سکے لیکن ایثار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس ایک مہمان آیا گھر میں کچھ نہ تھا انصار میں سے ایک شخص آیا اور اوس مہمان کو اپنے گھر لیگیا کھانا تھوڑا تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا
اور کھانا اوسکے سامنے رکھدیا آپ جھوٹ موٹ ہاتھ ہلاتا منہ چلاتا تھا اور کھانا نہ کھاتا تھا تاکہ وہ مہمان کھالے دوسرے دن رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور سخاوت جو تمنے مہمان کے ساتھ کی اوس سے حق تعالیٰ کو تعجب ہوا اور یہ آیت
نازل ہوئی يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الآیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ای پروردگار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
منزلت مجھے دکھا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو اوسے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجوں میں سے
ایک درجہ تجھے دکھاتا ہوں جب دکھایا تو یہ خوف تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اوسکے نور اور عظمت سے بیہوش ہو جاویں حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درجہ کاہے سے پایا ارشاد ہوا کہ ایثار سے اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ تمام
عمر میں ایک بار ایثار کرتا ہے مجھکو یہ شرم آتی ہے کہ اوس سے حساب کروں اوسکا مقام بہشت ہے جہاں چاہے ہے حضرت

اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ نہیں بخل کرتا ہے مگر اپنی ہی ذات سے ۱۲

ایثار غیر کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا ہے

ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکبار سفر مین تھے خرچے سے ایک باغ مین وارد ہوئے ایک کالا غلام اوس باغ کا نگہبان تھا اوس غلام کے واسطے تین روٹیان لائے ایک کتا آگیا اوسنے ایک روٹی اوس کتے کو ڈالدی اوسنے کھالی دوسری بھی ڈالدی وہ بھی کھالی تیسری بھی ڈالدی کتے نے وہ بھی کھالی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ہر روز تیری روزی کسقدر ہے اوسنے کہا یہی جو تمنے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے کتے کو سب کیون کھلادی اوسنے کہا کہ یہان کتا نہین رہتا ہے مین نے جانا کہ کہین دور سے آیا ہے مین نے یہ چاہا کہ بھوکا جائے پوچھا کہ بھلا آج تو کیا کھائیگا اوسنے کہا آج مین صبر کرونگا فرمایا کہ سبحان اللہ لوگ سخاوت کے سبب مجھے ملامت کرتے ہین یہ غلام تو مجھسے بھی زیادہ سخی ہے پھر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور وہ باغ مول لیکر اوس غلام کو دیدیا لاجناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین کافرون کی ایذا سے عذر کرتے تھے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہہ پر سورہے تاکہ اگر خدانا کردہ کفار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرین تو اپنے تئین حضرت پر سے قربان کردون حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام سے فرمایا کہ تمھارے درمیان مین ہمنے برادری کی اور ایک کی عمر دوسرے سے بڑی کی تم مین ایسا کون ہے کہ اپنی عمر دوسرے کو دیدے اونمین سے ہر ایک نے اپنی عمر دراز چاہی ارشاد ہوا کہ تمنے بھی ویسا ہی کیون نہ کیا جیسا علیؓ نے کیا مین نے اوسکو محمدؐ کے ساتھ برادری دی اوسنے اپنی جان فدا اور اپنی ذات ایثار کی اور اپنے بھائی کی جگہہ پر سورہا تم دونون جاؤ اور اوسکو دشمن سے بچاؤ دونون آگئے جبرئیل علیہ السلام سرہانے اور میکائیل علیہ السلام پائنتی کھڑے ہوئے اور کہتے تھے واہ واہ خوش رہا ای فرزند ابوطالب کہ حق تعالیٰ اپنے فرشتون کے ساتھ تیری ذات سے فخر و مباہات کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ الآیہ حضرت حسن انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اکابر مشائخ مین سے تھے تیس اور کئی آدمی اونکے یارون مین سے جمع ہوئے سب کی قدر روٹیان نہ تھین جسقدر تھین اونکے ٹکڑے کرکے سبھون کے سامنے رکھدیے اور چراغ اوٹھا لیگئے وہ لوگ دسترخوان پر بیٹھے جب چراغ پھر لائے تو سب ٹکڑے اوسیطرح رکھے تھے کیونکہ ایثار کرکے قصد سے کسینے نکھایا کہ ہمارا ساتھی کھائے حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگ یرموک کے دن بہت لوگ شہید ہوئے مین پانی لیے ہوئے اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈھتا تھا اوسے پایا تو دم بھر کا مہمان تھا مین نے پوچھا کہ بھائی پانی پیئےگا اوسنے کہا ہان پیونگا دوسرے زخمی نے کہا آہ میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اوسکے پاس لیجا مین اوسکے پاس لیگیا وہ حضرت ہشام ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قریب تھا کہ اونکی روح بدن سے مفارقت کرے مین نے کہا کہ پانی پیوگے اور کسی نے آہ کی حضرت ہشام نے کہا پہلے اوسے پانی دو مین جب اوسکے پاس پہونچا تو وہ مرچکا تھا پھر ہشام کے پاس آیا تو اونھین بھی مردہ پایا جب اپنے چچازاد بھائی پاس آیا تو وہ بھی جان حق تسلیم ہوچکا تھا بزرگون نے کہا ہے کہ کوئی شخص دنیا سے ایسا نہین گیا جیسا آیا تھا مگر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کیونکہ جانکنی کے وقت ایک سائل آیا اور کچھ مانگا اونکے پاس ایک پیراہن کے سوا اور کچھ نتھا اوتار دیا اور کپڑا عاریتہً مانگ کر پہنا اور انتقال کیا سخاوت اور بخل کی حد کا بیان کہ

سخی کون ہے اور بخیل کون ہے اکثر جانتے ہین کہ جو شخص اپنے تئین سخی دیکھتا ہے شاید اور لوگ اوسے بخیل جانتے ہون تو اسکی حقیقت سمجھنا ضرور ہے کہ یہ بڑی بیماری ہے تاکہ اگر کسی کو اسکا مرض ہو تو اوسکا علاج کرے پھر ایسا کوئی نہین کہ لوگ اوس سے

سوال: آدمیون مین سے کوئی آدمی ایسا ہے کہ بیچتا ہے اپنی ذات کو واسطے ڈھونڈھنے رضامندی خدا کے واسطے ۱۲

جو کچھ مانگین وہ دے ہی دے اگر اس بات سے آدمی بخیل ہونے لگے تو سب بخیل ہی ہو جائیں ہمین بہت سے اقوال ہین اکثر لوگون کا قول یہ ہے کہ جس چیز کا دینا واجب ہے اگر وہ نہ دے تو بخیل ہے اور اگر اوسکا دینا آسان نجانے تو بخیل ہے اور یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص نانبائی کو روٹی اور قسائی کو گوشت پھیر دے کہ یہ کچھ کم ہے وہ بخیل ہے اور جو شخص جورو لڑکون کو اسیقدر نفقہ دے جتنا قاضی نے مقرر کر دیا ہو اوس سے ایک لقمہ زیادہ دینا روا نرکھے وہ بخیل ہے اور جو شخص روٹی سامنے لیے بیٹھا ہو اور کوئی فقیر دور سے آجائے اور وہ اوسے دیکھکر روٹی چھپائے وہ بخیل ہے کیونکہ شرع اوسیقدر پر اقتصار کرتی ہے جسقدر کی طاقت بخیل لوگ رکھتے ہین جیسا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ تو صحیح یہ ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جو دینے کی چیز نہ دے اور حق تعالی نے مال کو ایک حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے جب حکمت الہی دینا چاہے تو نہ دینا بخل ہے اور دینے کے قابل چیز وہ ہوتی ہے جسکے دینے کا شرع حکم کرے یا مروت اور شرع مین جو جو دینا واجب ہے وہ معلوم ہے لیکن مروت کی رو سے جو دینا واجب ہے وہ لوگون کے احوال اور مقدار مال اور بخیل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے بہت باتین ایسی ہین کہ بحسب عادت امیرون سے تو بری معلوم ہوتی ہین اور فقیرون سے بری نہین معلوم ہوتین اہل و عیال کے ساتھ تو بری ہوتی ہین اور اون کے ساتھ نہین دوستون کے ساتھ تو بری ہوتی ہین بیگانون کے ساتھ نہین ہمسائی مین بری ہوتی ہین اور ویسی ہی باتین بیع اور معاملات مین بری نہین ہوتین بوڑھون سے بری ہوتی ہین جوانون سے نہین مردون سے بری ہوتی ہین عورتون سے نہین اسکی حد یہ ہے کہ جب مال رکھ چھوڑنا مقصود ہے اور رکھ چھوڑنے سے زیادہ صرف کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس صورت مین نہ خرچ کرنا بخل ہے اور جب رکھ چھوڑنا بہت ضروری ہو اور ضرورت خفیف ہو تو صرف کرنا اسراف ہے اور بخل و اسراف دونون بد ہین تو جب کوئی مہمان آجائے تو مروت کا خیال کرنا مال کے خیال کرنے سے زیادہ ضرور ہے اور اس نظر سے کہ مین نے کوئی دیکھا ہون مہمان کی مہمانداری نہ کرنا بری بات ہے اور بخل ہے اور جب ملکہ وہی بکوتا ہو اور آدمی کے پاس زیادہ کھانا ہو تو نہ دینا بخل ہے اور جب شریعت اور مروت کے واجبات ادا کر چکا اور مال بہت سا ہے تو خیرات کرکے آخرت کا ثواب ڈھونڈھنا ضرور ہے اور زمانہ کی مصیبتون اور آفتون کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی ضرور ہے لیکن اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگون کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہین ہے اسواسطے کہ عوام کی نظر اکثر فقط دنیا ہی پر ہوتی ہے اور یہ بات ہر ایک کے حال کے موافق بدلتی رہتی ہے پس اگر کسی نے فقط شریعت اور مروت کے واجبات ادا کیے تو وہ بخل سے تو چھوٹ گیا لیکن سخاوت کا درجہ جب ہی پائیگا کہ اوس سے اور زیادہ خرچ کرے اور جسقدر زیادہ خرچ کریگا اوسیقدر سخاوت مین اوسے درجہ بھی زیادہ ملیگا اور ثواب بھی بہت پائیگا تھوڑا ہو خواہ بہت ہر ایک کو اوسی کی قدر درجہ اور ثواب ہے اور آدمی سخی جب ہوتا ہے کہ دینا اوسپر شاق نہو اگر مشکل سے دیتا ہے تو سخی نہوگا اور اگر کبھی بھی شکر اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو بھی سخی نہوگا بلکہ جواد اور سخی حقیقت مین وہی شخص ہوتا ہے جو بے غرض دے یہ امر آدمی سے محال بلکہ یہ حق تعالی ہی کی صفت ہے لیکن آدمی ثواب آخرت اور نیکنامی پر اکتفا کرے تو اوسکو مجازا سخی کہتے ہین کہ وہ فعل کچھ عوض نہین چاہتا دنیا مین تو سخاوت یہ ہے اور دین مین سخاوت یہ ہے کہ حق تعالی کی محبت مین جان و مال قربان کرے اسی سے پاک نرکھے اور آخرت مین ثواب پائیگا امیدوار نہ ہے فقط حق تعالی کی محبت ہی چاہیے جان

۹۱ اگر مانگے تم سے مال تمہارا پھر تنگ کرے سوال مین تو بخل کرو گے تم اور ظاہر کر دیگا بخل تمہارے کینون کو ۱۲

کرنے کی باعث ہو بلکہ اپنے تئین فدا کرنا ہی اوسکی عین غرض اور عین لذت ہو کیونکہ جب یہ امید رکھیگا تو معاوضہ ہو جائیگا سخاوت نہ رہیگی

بخل کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ یہ علاج بھی علم و عمل سے مرکب ہے علم تو یہ ہو کہ پہلے تو بخل کا سبب پہچان کیونکہ جس بیماری کا سبب تو نہ جانیگا اوسکا علاج نہ کر سکیگا خواہشون کی محبت اوسکا سبب ہے اسواسطے کہ بغیر مال کے آدمی اپنی خواہش کو نہین پہونچ سکتا ہے اسکے ساتھ عمر دراز کی امید بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر بخیل جانے کہ ایکدن یا ایک برس سے زیادہ میری زندگی نہین باقی رہی تو اوسکو خرچ کرنا بہت آسان ہو جائیگا مگر یہ کہ فرزند رکھتا ہو کہ فرزند کی بقا کو اپنی بقا جانتا ہے اور اوسکا بخل مضبوط ہو جاتا ہے اسیواسطے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ فرزند بخیلی اور بزدلی اور نادانی کا سبب ہوتا ہے اور کبھی قوت مال کی محبت سے بری خواہش پیدا ہوتی ہے یا محبت مال خواہش نفس کے واسطے نہین ہوتی بلکہ خود عین مال ہی اوسکا معشوق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی عمر بھر مال کھاہی رہتے دیتا ہے اور اسمین نقد کے علاوہ اوسکی زمین وغیرہ کی آمدنی اوسکے جورو لڑکون کو قیامت تک کافی ہوتی ہے لیکن اگر بیمار ہوتا ہے تو اپنی دوا تک نہین کرتا اور زکوۃ نہین دیتا اور زمین مین مال گاڑ رکھتا حالانکہ جانتا ہے کہ مین مر ہی جاؤنگا اور دشمن میرا مال لے ہی جاینگے لیکن خرچ کرنے سے بخل اوسے باز رکھتا ہے یہ بہت بڑی بیماری ہے بہت کم علاج پذیر ہوتی ہے آپ جو تو نے سبب پہچان لیا تو قناعت سے اور ترک شہوات پر ذرا صبر کرنے سے خواہشون کی محبت کا علاج کر سکیگا تاکہ مال سے بے پروا ہو جاے اور امید زندگی کا علاج آدمی یون کرے کہ موت کا بہت خیال رکھے اور اپنے ہمجولیون کو دیکھے کہ وہ غافل تھے اور دفعۃً مرگئے اور حسرت لیگئے دشمنون نے اونکا مال شوق کر کر کے بانٹ لیا اور اولاد کی محتاجی کے خوف کا یون علاج کرے کہ یہ جان لے کہ جسنے انہین پیدا کیا ہے اوسنے اونکا رزق بھی اونکے مقدر مین لکھدیا ہے اگر اونکے مقدر مین محتاجی ہی تو اوسکی بخیلی سے تونگر نہو جاینگے اور وہ مال ضائع کر دینگے اور اگر اونکے مقدر مین تونگری ہے تو اونہین اور کہین سے مل ہی جائیگا وہ دیکھتا ہے کہ بہت امیر ایسے ہین کہ اونہون نے اپنے باپ کی کچھ بھی میراث نہین پائی اور بہتون نے میراث پائی اور ضائع کر ڈالی اور یہ جان لے کہ اولاد خدا کی فرمان بردار ہوگی تو خدا خود ہی اونکی ضروریات کو کفایت کریگا ورنہ محتاجی ہی اونکے واسطے دین و دنیا مین بہتر ہے تاکہ گناہون مین مال نہ صرف کرین اور جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی ثنا و صفت مین وارد ہین ان مین غور و تامل کرے اور سوچے کہ دوزخ کے سوا بخیل کا اور کہین ٹھکانا نہین اگرچہ عبادت بہت رکھتا ہو تو آدمی کو مال سے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ اور خدا کی ناخوشی سے اپنے تئین بچائے اور بخیلون کے حال مین غور کرے کہ لوگون کے دلون پر کیسے گران ہوتے ہین اور سب اونہین دشمن رکھتے ہین اور اونکی ہجو کرتے ہین یہ سمجھ لے کہ بخل کرونگا تو مین بھی اسیطرح لوگون کے دلون مین گران اور نظرون مین حقیر ہونگا علمی علاج تو یہ ہے جب ان باتون مین غور کرے تو اگر بیماری علاج پذیر ہو جائے اور خرچ کرنے کی رغبت اوسکے دل مین پیدا ہو تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو جیسے ہی خیال آئے فوراً خرچ کرنا شروع کردے حضرت ابو الحسن ابوسجہ رحمہ اللہ تعالی نے طہارت خانہ مین مرید کو آواز دی کہ پیراہن لے اور فلانے فقیر کو دے عرض کیا یا شیخ آپنے باہر نکلنے تک صبر کیون نکیا فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا دوسرا خیال جی مین آجائے کہ پیراہن نہ دون

ہے مال خرچ کیجئے بخل جائے جسطرح یہ ممکن نہین کہ بے سفر کیے اور معشوق سے جدا ہوئے عاشق عشق سے نجات پائے اسیطرح مال ہی جلد ہوتا عشق مال کا بھی علاج ہے فی الحقیقت اگر عشق مال سے نجات پانیکے واسطے آدمی مال کو دریا مین ڈال دے تو بخیل کر کے رکھ چھوڑنے سے بہتر ہے ایک حیلۂ لطیف اور علاج پاکیزہ یہ ہے کہ اپنے تئین نیکنامی پر فریفتہ کرے اور اپنے دل سے کہے کہ خرچ کر تاکہ لوگ مجھے سخی جانین اور اچھا کہین ریا اور جاہ کی حرص کو مال کی حرص پر تعینات کر دے حتی کہ جب حرص مال چھوٹے تو ریا کا علاج کرے جسطرح جب لڑکے کیکا دودھ چھڑاتے ہین تو پہلے سے اوسے اوس چیز کی چاٹ پر لگاتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہو تاکہ اوسکے شغل مین دودھ کو بھول جائے اخلاق خبیثہ کے علاج کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک صفت کو دوسری صفت پر مسلط کر دیا کرین تاکہ جسے مسلط کیا ہے اوسکی قوت سے پہلی صفت سے نجات ملے اسکی مثل ایسی ہے جو خون کپڑے پر سے پانی سے نہین چھوٹتا ہے اوسے پیشاب سے دھوتے ہین تاکہ شوریت کے سبب پیشاب اوسے زائل کر دے پھر پیشاب کو پانی سے دھو ڈالین جو شخص بخل کو ریا سے دور کرے اوسنے نجاست کو نجاست سے دھویا لیکن ریا جب اوسکے دل مین قرار نہ پکڑے تو اوسکا فائدہ ہوگا اگرچہ بخل اور اپنی تعریف کا شوق دونون بشریت سے ہین لیکن بشریت کے کوچہ مین گلخن بھی ہے اور گلشن بھی ہے بخل تو گلخن ہے اور سخاوت گلشن ہے اور ریا اور نیکنامی کے واسطے سخاوت کرنا حرام نہین ہے کیونکہ ریا فقط عبادت ہی مین حرام ہے اور دنیا اور رکھ چھوڑنا جو خدا کے واسطے ہوتا ہے وہ بشریت کے کوچہ سے باہر ہے اور وہی نہایت محمود اور بہتر ہے تو بخیل کو یہ اعتراض کرنا نہین پہونچتا ہے کہ فلانا آدمی ریا کے ساتھ خرچ کرتا ہے اسواسطے کہ ریا کے ساتھ خرچ کرنا نہ خرچ کرنے سے اور اوس بخل سے جو ریا کے سبب سے ہو اولی ہے جیسا کہ گلشن مین ہونا گلخن مین ہونے سے بہتر ہے بخل کا یہی علاج ہے جو بیان ہوا یعنی رنج و تکلیف سے دینا حتی کہ عادت ہو جائے اور بعض شیوخ نے اس طور سے مریدون کا علاج کیا ہے کہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا گوشہ مقرر کر دیتے کہ اوس گوشہ کے ساتھ دل لگجائے جب دیکھتے کہ اوسکے ساتھ دل لگ گیا تو اوسکو دوسرے گوشہ مین بھیجدیتے اور اوسکا گوشہ دوسرے مرید کو دیدیتے اور اگر دیکھتے کہ مرید نے نیا جوتا پہنا ہے اور اوسے اچھا معلوم ہوتا ہے تو کہتے کہ دوسرے مرید کو دیدے وہ دیدیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ ڈالا نماز مین اوسپر نظر پڑی آپ نے فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ نیا تسمہ نکالکر وہی پرانا تسمہ ڈالدیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو معلوم ہوا کہ دل سے مال کی محبت دور کرنے کی یہی تدبیر ہے کہ اوسے اپنے پاس سے جدا کر دین اسواسطے کہ جب تک تنہ فارغ نہوگا دل بھی فارغ نہوگا اسی سبب سے محتاج فراغ دل ہوتا ہے اور جب اوسکے پاس مال جمع ہو جاتا ہے تو وہ ننانوے ۹۹ کے پھیر مین پڑ کر بخیل ہو جاتا ہے اور آدمی کے پاس جو چیز نہین ہوتی دل اوس سے فارغ رہتا ہے **حکایت** کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص فیروزہ کا ایک کاسہ جواہر جڑا ہوا ہدیہ لایا وہ کاسہ لاجواب تھا اوسکا نظیر نایاب تھا ایک حکیم دربار مین حاضر تھا اوس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تو نے اس کاسہ کو دیکھا کیسا ہے اوسنے عرض کیا مین دیکھتا ہون کہ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی اور اسکے آنیکے پہلے آپ دونون باتون سے مطمئن تھے بادشاہ نے کہا کیون عرض کیا کہ اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت ہے اسواسطے کہ بے نظیر ہے اور اگر چوری جائین تو دردمندی اور حاجت ہے تا وقتیکہ پھر نہ ملے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ کاسہ ٹوٹ گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا فرمایا حکیم نے

سچ کہا تھا

مال کے زہر کے منتر کا بیان

ایعزیز جان تو کہ مال کی یہ مثال ہے جیسا سانپ کا حال ہے کہ اوسمین زہر بھی ہے تریاق بھی جیسا ہمنے بیان کیا ہے تو جو شخص منتر نجانے اور اوسپر ہاتھ ڈالے تو وہ ہلاک ہوجائیگا چونکہ مال بالکل برا ہی نہین ہے اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین کچھ لوگ مالدار تھے جیسے حضرت عبد الرحمن بن عوف تو مالدار ہونا کچھ عیب نہین یہ ایسا امر ہے جیسے کوئی لڑکا کسی افسونگر کو دیکھے کہ سانپ پکڑ پکڑ کر اپنی پٹاری مین بھر رہا ہے اور سمجھے کہ یہ سانپ اسواسطے پکڑتا ہے کہ وہ نرم ہے اور ہاتھ مین اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی سانپ پکڑنے پر قدم مارے اور ناگاہ ہلاک ہوجاوے مال کے پانچ منتر ہین پہلا منتر یہ ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ مال کو خدا نے کیون پیدا کیا ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ قوت اور لباس اور مسکن کے واسطے مال ہوتا ہے کہ یہ چیزین آدمی کے بدن کے واسطے ضرور ہین اور بدن حواس کے واسطے اور حواس عقل کے واسطے اور عقل دل کے لیے تاکہ دل خدا کی معرفت سے آراستہ ہو آدمی نے جب یہ سمجھ لیا تو اپنے مطلب کی قدر مال سے دل لگاوے اور نیک مصارف مین اندازہ کے ساتھ صرف کرے دوسرا منتر یہ ہے کہ آمد پر نگاہ رکھے تاکہ حرام اور شبہہ کا مال نہو اور ایسی وجہ سے نہو جو مروت کے برخلاف ہے جیسے پیشہ اور گدائی اور حمامی کی اجرت اور مثل اسکے تیسرا منتر یہ ہے کہ مقدار مال کو نگاہ رکھے کہ بقدر حاجت سے زیادہ جمع نہونے پائے جو بقدر حاجت سے زیادہ ہے کہ زاد راہ دین مین اوسکی حاجت نہین اوسی حاجتمند مستحق کا حق جانے اگر کوئی محتاج آوے تو جو کچھ بقدر حاجت سے زیادہ اوسکے پاس ہو وہ محتاج کو دیدے بچا نرکھے اور اگر ایثار کی قدرت نہین رکھتا ہے تو محل حاجت مین صرف کرے چوتھا منتر یہ ہے کہ خرچ پر نگاہ رکھے اور اسراف نکرے تھوڑے پر قناعت کرے نیک کامون مین صرف کرے اسواسطے کہ بیجا صرف کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے بُری طرح سے کسب کرنا اور مال پیدا کرنا پانچوان منتر یہ ہے کہ آمد اور خرچ اور رکھ چھوڑنے مین اپنی نیت نیک اور درست کرے کہ جو کچھ کماوے عبادت مین فراغت حاصل ہونیکے واسطے کماوے اور جو مال سے دست بردار ہو دنیا کو برا جاننے اور زہد کے سبب سے دست بردار ہو کر اوسکے خیال سے اپنے دل کو محفوظ اور پاک رکھے تاکہ خدا کی یاد مین مشغول ہو اور جو کچھ مال رکھ چھوڑے اوسے اپنی دینی حاجت کیواسطے رکھ چھوڑے جو راہ دین اور فراغت راہ دین مین پیش آویگی اور خرچ کر ڈالنے کے واسطے حاجت کا منتظر رہے آدمی جب ایسا کرے تو اوسے مال کچھ نقصان نہین کرتا اور اوسے مال سے تریاق نصیب ہے زہر نہین اسیواسطے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کے تمام روے زمین کا مال حاصل کرے تو وہ زاہد ہے اگرچہ تونگر ترین خلق ہے اور اگر تمام دنیا کو ترک کرے اور للّٰہیت مقصود نہو وہ زاہد نہین ہے چاہیے کہ خدا کی عبادت اور راہ آخرت کی طرف دل متوجہ رہے تاکہ جو حرکت کرے اگرچہ وہ کھانا کھاتا ہو یا پائخانے جاتا ہو وہ سب عبادت ہوجاوے اور سب پر ثواب پاوے اسواسطے کہ راہ دین کو سب کی حاجت ہے لیکن نیک نیت درکار ہے اور چونکہ اکثر خلق اس سے عاجز ہے اور ان منترون کو نہین جانتی اور اگر جانتی ہے تو کام مین نہین لاسکتی تو اولی یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے بہت مال سے دور رہے کیونکہ اگر مال کی کثرت اترانے اور غفلت کا سبب نبھی ہو تاہم درجات آخرت گھٹا دیگی اور یہ کمال نقصان اور نہایت خسران ہے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ نے جب انتقال فرمایا تو بہت مال چھوڑا بعضے صحابہ نے کہا کہ بہت سا مال چھوڑ جانے کے سبب سے ہمین انکی طرف سے خوف ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا کہ سبحان اللہ تم کیا ڈرتے ہو انھون نے حلال کا مال حاصل کیا حق ادا کیا اور بجا صرف کیا جو چھوڑا وہ مال حلال چھوڑا انکا کیا خوف ہے یہ خبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو

پہونچی نہایت غصہ میں باہر نکل آئے اونٹ کی ہڈی ہاتھ میں لیے حضرت کعب الاحبار کو مارنے کے واسطے ڈہونڈہتے تھے وہ بھاگ
اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں سگئے اور اونکی پیٹھ کے پیچھے پناہ لی حضرت ابوذر بھی اونکے پیچھے پیچھے گئے
اور کہا کہ ہان اسے یہودی بچے تو کہتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن نے جو مال چھوڑا وہ کیا نقصان رکھتا ہے حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
ایکدن احد کی طرف جاتے تھے اور مین ساتھ تھا فرمایا کہ اے ابوذر مین نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ مالدار لوگ قیامت
مین سب سے کمتر اور آخر تر ہونگے مگر وہ شخص جو دا ہنے بائین آگے پیچھے مال پھینکتا ہے اور خرچ کرتا ہے اے ابوذر مین نہین چاہتا کہ
میرے پاس کوہ احد کے برابر مال ہو اور خدا کی راہ مین صرف کرون اور جسدن مرون تو مجھسے دو قیراط بچ رہین جب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور یہودی بچے تو یون کہتا ہے تو تو جھوٹا ہے اور کہینے حضرت ابوذر کو کچھ جواب نہ دیا ایکبار
حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کے اونٹونکا لشکر یمن کی تجارت سے آیا مدینہ مین شور اور غلغلہ پڑگیا ام المومنین حضرت
بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمن کے اونٹ ہین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا یہ خبر حضرت عبدالرحمن کو پہونچی حضرت صدیقہ کے اس کلمہ سے متفکر ہوکر اوسیوقت
حضرت صدیقہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا ام المومنین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا فرمایا کہ آپ نے ارشاد
کیا تھا کہ جنت مجھے دکھائی گئی اپنے محتاج اصحاب کو مین نے دیکھا کہ دوڑتے چلے جاتے ہین اور توانگر صحابی کو نہین دیکھا مگر عبدالرحمن
ابن عوف کو کہ وہ گرتا پڑتا جنت کے دروازہ تک پہونچا حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ ان اونٹون کو اور جو مال اونپر ہے مین نے
فی سبیل اللہ کیا اور ان سب غلامون کو آزاد کیا تا کہ شاید مین بھی اون محتاج اصحاب کے ساتھ جا سکون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ میری امت کے امیرون مین سب سے پہلے تو جنت مین جائیگا مگر جہد و جہد سے اندر جا سکیگا ایک
صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے کہ مین نہین چاہتا کہ روز ہزار دینار حلال سے کسب کرون اور خدا کی راہ مین صرف کرون
اگرچہ اس سبب سے جماعت کی نماز سے باز رہون لوگون نے کہا کہ موقوف سوال مین خدا مجھسے استفسار فرمائیگا کہ اے میرے بندے تو کہان سے
لایا تھا اور کہان خرچ کیا مین سوال اور حساب کی طاقت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ایک شخص کو لائین گے اوسنے وجہ حرام سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین اوڑایا ہوگا اوسے دوزخ مین بھیجدینگے دوسرے کو لائین گے
اوسنے وجہ حلال سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین لٹایا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین بھیجدینگے تیسرے کو لائینگے اوسنے حرام سے مال جمع کیا ہوگا اور حلال مین
خرچ کیا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین روانہ کرینگے چوتھے کو لائینگے اوسنے حلال سے مال پیدا کیا ہوگا اور حلال مین خرچ بھی کیا ہوگا حکم ہوگا
کہ اسے ٹھہراؤ اسواسطے کہ شاید یہ مال ڈہونڈہنے مین اسنے طہارت مین کوئی قصور کیا ہو یا رکوع سجود مین کچھ فتور پیدا ہو یا وقت بر شرط کے ساتھ
اسنے نماز نہ پڑہی ہو وہ شخص عرض کریگا کہ اے پروردگار مین نے حلال سے کمایا اور بیجا اور حق مصرف مین صرف کیا اور کسی فرض مین
قصور نہین کیا اور مین مال کے سبب سے تفاخر نہین کیا کہین گے شاید گھوڑا اور لباس تکلف رکھا ہو اور فخر و نخوت سے چلا ہو وہ عرض کریگا
کہ بار خدایا مین نے اس مال کے سبب سے تفاخر بھی نہین کیا ہے کہین گے شاید تونے کسی یتیم یا مسکین یا پڑوسی یا بیگانہ کے حق مین تقصیر کی ہو

وہ عرض کریگا کہ بار خدایا میں نے یہ مال حلال سے پیدا کیا اور حق بات میں صرف کیا اور فرائض میں کچھ قصور نہیں کیا پھر یہ سب لوگ آئیں گے اور اوسے گھیر لینگے اور عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے اس شخص کو ہمارے بیچ میں مال اور نعمت عنایت کی تھی ہمارے حق کی نسبت بازپرس کر ایک ایک کے حق کی نسبت پرسش ہوگی اگر کچھ بھی تقصیر کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ کھڑا رہ اب ان نعمتوں کا شکر پیش کر جو لقمہ تو نے کھایا اور جو مزہ تو نے پایا ہے اوسکا شکر سامنے لا اسیطرح پوچھیں گے اسی سبب سے تھا کہ بزرگوں میں سے کوئی شخص تونگر ہونے پر راضی نہوا کہ اگر عذاب نہوگا مگر اسیطرح سے ذرہ ذرہ سی بات کا حساب تو ہوگا بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو پیشوای امت تھے آپ نے اسواسطے فقیری اختیار کی کہ امت کو معلوم ہو جاوے کہ فقیری بہتر ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب رحمۃ للعالمین کی خدمت میں گستاخی حاصل تھی ایکدن آپ نے فرمایا کہ آ فاطمہ رض کی عیادت کو چلیں جب اونکے گھر دروازے پر پہونچے دروازہ کھٹکھٹا کر فرمایا السلام علیکم ہم اندر آئیں اونہوں نے عرض کیا کہ آئیے فرمایا میں ہوں اور ایک شخص میرے ساتھ ہے جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے تمام بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کچھ کپڑا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ وہی کملی اپنے بدن پر لپیٹ لو اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تمام بدن پر لپیٹ لی مگر سر کھلا ہے پرانی چادر آپ نے پھینک دی کہ سر پر ڈال لو پھر آپ اندر تشریف لیگئے اور پوچھا اے فرزند عزیز کیسی ہو اونہوں نے عرض کیا کہ نہایت بیمار اور دردمند ہوں اور بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کہ اس بیماری میں بھوکی ہوں اور کچھ نہیں پاتی ہوں کہ کھاؤں اب بھوک کی تاب نہیں جناب سلطان الانبیا حضرت محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ واکمل الثنا بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ اے فاطمہ رض بے صبری نہ کر قسم خدا کی تین دن ہوئے کہ میں نے بھی کچھ چکھا تک نہیں اور حق تعالی کے نزدیک میرا درجہ تجھسے زیادہ ہے اگر میں کچھ مانگتا تو وہ عنایت فرماتا لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے پھر اپنا دست مبارک اونکے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجکو قسم خدا کی کہ تو بہشت کی عورتوں کی سردار ہے جناب سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آسیہ فرعون کی بی بی اور مریم حضرت عیسی علیہ السلام کی ماں کیا ہیں فرمایا کہ اونمیں سے ہر ایک اپنے عالم کی سردار ہیں اور تو تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہے تم سب ایسے ایسے چاندی سونے کے آراستہ مکانوں میں ہوگی جسمیں نہ غل ہے نہ دکھ نہ رنج پھر فرمایا کہ اے بیٹی تو بس کر میرے چچازاد بھائی پر جو تیرا شوہر ہے کہ میں نے ایسے کے ساتھ تجھے جفت کیا ہے جو دنیا اور آخرت میں سردار ہے حکایت ایکدن حضرت عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپکی صحبت میں رہا کروں اور آپ کے ساتھ چلا حتی کہ ایک شہر کے کنارے پر پہونچے تین روٹیاں پاس تھیں دو کھائیں ایک باقی رہی حضرت عیسی علیہ السلام گئے جب پھر آئے تو روٹی نہ دیکھی فرمایا کون لیگیا اوس شخص نے کہا میں نہیں جانتا پھر وہاں سے بڑھے ایک ہرنی دو بچوں سمیت آئی تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک کو آواز دی وہ آپ کے پاس چلا آیا آپ نے اوسے ذبح کیا وہ اوسیوقت بھن گیا دونوں آدمیوں نے آسودہ ہو کر کھایا پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ زندہ ہو جا حکم الہی سے وہ زندہ ہوکر چلا گیا پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس مرد سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا تھا تو وہ روٹی کیا ہوئی اوسنے پھر یہی کہا میں نہیں جانتا وہاں سے بڑھے ایک دریا کے قریب پہونچے حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں آدمی پانی کے اوپر

چل نکلے پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو کہ وہ روٹی کیا ہوئی پھر اوسنے کہا
کہ مین نہین جانتا وہانسے آگے بڑھے ایک جگہ پہونچے وہان ریت بہت تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس ریت کو جمع کیا اور فرمایا کہ
خدا کے حکم سے تو سونا ہو جا وہ ریت سب سونا ہو گئی حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک حصہ تیرا ہے ایک
میرا ہے ایک اوس شخص کا ہے جو روٹی لیگیا اوس مردنے سونے کے لالچ کے مارے اقرار کر دیا کہ وہ روٹی میرے پاس ہے حضرت
عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اب سب تیرا حصہ ہے اور اوسکے حوالے کر کے چلے گئے وہ آدمی اوسکے پاس پہونچے چاہا کہ اوسے مار ڈالین
اور سونا چھین لین اوسنے کہا مجھے قتل نہ کرو ان تینون حصون مین سے ایک ایک آدمی ایک ایک حصہ لیلے پھر ایک آدمی سے کہا کہ
جائیے واسطے کھانا مول لے آوے وہ گیا اور کھانا مول لیا اور اپنے جی مین کہا کہ ہوس کی بات ہے کہ یہ لوگ وہ سونا لیجائین مین اس
کھانے مین زہر ملا دون وہ کھا کر مر جائین اور مین سب سونا لیلون اور ان دونون آدمیون نے آپس مین کہا کہ اوسے سونا کیون دین
وہ پھر کر آوے تو اوسے مار ڈالین اور سونا اوٹھا لیجائین جب وہ پھر کر آیا ان دونون آدمیون نے اوسے مار ڈالا اور اوسکا لایا ہوا کھانا
جو کھایا تو خود بھی مر گئے اور سونا اوسیطرح پڑا رہا حضرت عیسی علیہ السلام جب اودھر سے پھرے تو سب سونا وہین پڑا دیکھا اور تینون مرے ہوے
پڑے ہوئے دیکھے فرمایا یارو دنیا ایسی ہی ہوتی ہے اوس سے حذر کرو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی اگرچہ اوستاد افسون گر
ہو اوسکو بھی ہر گز مال پر نظر نہ ڈالے اور اوسکے گرد نہ پھٹکے مگر بقدر حاجت اسواسطے کہ سانپ پکڑنیوالیکو آخر سانپ ہی مارتا ہے واللہ اعلم بالصواب

ساتوین اصل محبت جاہ و حشمت کے علاج اور آفات کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ بہت لوگ جاہ و حشمت اور نیکنامی اور ثنائے خلق کی طلب مین ہلاک ہو گئے ہین اسی سبب سے بہت
جھگڑون اور عداوتون اور گناہون مین پڑے ہین جہان یہ خواہش غالب ہوئی بس راہ دین منقطع ہو گئی اور نفاق اور برے اخلاق
سے دل بھر گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہ و مال کی محبت دل مین نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزہ کو
اوگاتا ہے اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریونکے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسے محبت جاہ و مال مرد مومن کے دل مین
تباہی ڈالتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ خلق کو دو چیزون نے ہلاک کیا ہوا و ہوس
کی پیروی نے اور اپنی ثنا و صفت کو دوست رکھنے نے اس سے وہی شخص نجات پاتا ہے جو اپنی بلند نامی اور شہرت نہ چاہے بلکہ
اور گمنامی پر قناعت کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ و تعالی ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ
عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنی سعادت آخرت اوس شخص کے واسطے ہمنے مقرر کی ہے جو دنیا مین بزرگی اور جاہ نہ ڈھونڈھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جنتی ہین جو خاک آلود و پریشان مو کثیف لباس ہوتے کوئی اونکو قدر و منزلت نکرے
اگر امیرون کے گھر مین جانیکی اجازت چاہین تو لوگ نجانے دین اگر نکاح کرنا چاہین تو کوئی شخص اونھین اپنی لڑکی نہ دے اگر بات کرین
تو کوئی اونکی بات نہ سنے اونکی آرزوئین اونکے سینون مین موج زن رہین قیامت کے دن ان لوگون کا نور تقسیم کیا جائیگا

تو تمام خلق کو پہونچ جائیگا شعر خاکساران جہان را بحقارت منگر ❊ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ❊ اور فرمایا ہے کہ بہت خاکسار
کہنہ لباس ایسے ہین کہ اگر خدا کو قسم دلا کر بہشت مانگین تو خدا اونہین عنایت فرماے اور اگر دنیا کی کوئی چیز چاہین تو نہ ملے اور فرمایا ہے کہ
بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر تمسے ایک دینار یا ایک درم یا ایک حبہ مانگین تو تم نہ دو اور اگر خدا سے جنت مانگین تو وہ عنایت کر دے اور اگر
دنیا مانگے تو خدا نہ دے اور دنیا نہ دینے کی وجہ یہ نہین کہ وہ ذلیل اور بے قدر ہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مسجد مین
حاضر ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو روتے دیکھا پوچھا کیون روتے ہو عرض کیا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ ذرا سی ریا بھی شرک ہے اور حق تعالی ایسے چھپے ہوئے پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے کہ جو غائب ہو جائین تو کوئی
اونہین نہ ڈہونڈے اور اگر حاضر ہون تو کوئی نہ پہچانے اونکے دل راہ ہدایت کے چراغ ہوتے ہین اور تمام شبہون اور ظلمتون سے
پاک ہوتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ جو شخص نیکنامی اور شہرت کو دوست رکھتا ہے وہ خدای پاک کے
دین مین کامل نہین ہے حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین کہ صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی یہ چاہے کہ مجھے
کوئی پہچانے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے پیچھے اونکے کئی شاگرد جاتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے اونکو درے مارے اونہون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ یہ امر پیچھے چلنے والے کے حق مین باعث
ذلت ہے اور آگے چلنے والے کے حق مین موجب غرور و نخوت ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے کہ جو احمق لوگون کو
اپنے پیچھے پیچھے چلتے دیکھتا ہے کسی حالت مین اوسکا دل ٹھکانے نہین رہتا حضرت ایوب علیہ السلام کہین سفر کو جاتے تھے کچھ لوگ
اونکے پیچھے پیچھے چلنے لگے فرمایا کہ اگر حق سبحانہ تعالی یہ نہ جانتا ہوتا کہ مین اس امر سے کارہ ہون تو مین اونکے غضب سے ڈرتا حضرت ثوری
رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ اگلے بزرگ ایسے کپڑے کو برا جانتے تھے کہ نئے یا پرانے ہونے کے سبب سے جسپر اونگلیان اوٹھین
بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اوسکا ذکر نہ کرے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ مین کسی کو ایسا نہین جانتا کہ وہ اس بات کو
دوست رکھتا ہو کہ لوگ مجھے پہچانین اور اوسکا دین تباہ اور وہ رسوا نہو

حقیقت جاہ کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جسطرح تونگری
کے یہ معنی ہین کہ مال و زر اوسکی ملک مین ہو اور اوسکے قبض و تصرف مین رہے اوسیطرح حشمت اور صاحب جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون
کے دل اوسکی ملک مین ہون یعنی اوسکے مسخر ہون اور اوسکا تصرف لوگون کے دلون مین جاری ہو اور جیسا آدمی کا دل کسیکا مسخر ہو جاتا
تو بدن اور مال بھی دل کا تابع ہے اور جبتک کسیکے ساتھ نیک اعتقاد نہو تبتک دل اوسکا مسخر نہین ہوتا چاہیے کہ کسی شخص کی عظمت
آدمی کے دل مین سما جائے کسی کمال کی وجہ سے جو اوس شخص مین ہے یا علم یا عبادت یا نیک خلقی یا قوت یا ایسی چیز کے سبب سے
جسے لوگ کمال اور بزرگی جانتے ہین آدمی نے جب یہ اعتقاد کیا تو دل مسخر ہو گیا خوشی اور رغبت سے آدمی اوس شخص کی اطاعت
کرتا ہے اور اپنی زبان اوسکی مدح و ثنا مین کھولتا ہے اور بدن سے اوسکی خدمت مین مستعد رہتا ہے اور مال فدا کرنے پر آمادہ
رہتا ہے جسطرح غلام اپنے آقا کا مسخر رہتا ہے اوسیطرح وہ آدمی صاحب جاہ کا مرید اور دوستدار اور مسخر رہتا ہے بلکہ غلام زبردستی
مسخر ہوتا ہے اور یہ بخوشی و رغبت اور خوشی سے تو مال سے چیزون کی ملک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کا مسخر ہونا اور دونون کا حال

جاہ زیادہ پیاری ہوتی ہے اسکے تین سبب ہین ایک سبب تو یہ ہے کہ مال اس سبب سے پیارا ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے سب حاجتین
حاصل ہو سکتی ہین اور جاہ بھی ایسی ہے بلکہ جو شخص صاحب جاہ ہوا وسے مال حاصل کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر کمینہ یہ چاہے کہ مال
کی بدولت جاہ حاصل کرون تو مشکل ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ مال مین یہ ڈر رہتا ہے کہ مبادا ضائع ہو جاوے یا چور لیجائین یا خرچ
ہو جائے اور جاہ مین یہ ڈر نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ مال بے رنج تجارت وحرفت زیادہ نہین ہوتا اور جاہ سرایت کرتی ہے اور
زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جسکا دل تیرے دام عقیدت مین پھنسا وہ تمام جہان مین تیری تعریف کرتا پھرتا ہے حتی کہ اور لوگ بھی
نادیدہ تیرے پھندے مین پھنستے ہین اور آدمی جتنا زیادہ مشہور ہوتا ہے اوتنی اوسکی جاہ بھی بڑہتی ہے اور تابعین زیادہ ہوتے ہین
تو جاہ ومال دونون مطلوب ہین اسواسطے کہ سب حاجتین نکلنے کا وسیلہ ہے اور یہ آدمی کی طبیعت سے ہے کہ اون شہرون مین بھی نام
اور جاہ کو دوست رکھتا ہے کہ جہان جانتا ہے کہ مین ہرگز نہ پہونچونگا اور چاہتا ہے کہ تمام عالم اوسکی ملک رہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ
مین اوسکا محتاج نہونگا اور اسکا بھید بہت بڑا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فرشتون کے گوہر سے اور حق سبحانہ تعالی کے کامون مین سے ہے
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ تو چونکہ حضرت ربوبیت سے اوسمین مناسبت رکھتا ہے لہذا ربوبیت ڈہونڈہنا
اوسکی طبیعت سے ہے اور وہ جو فرعون نے کہا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اوسکی چاہ ہر ایک کے باطن مین چھپی ہوئی ہے تو ہر شخص بالطبع
ربوبیت کو دوست رکھتا ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب وہی ہو اور اوسکے ساتھ کوئی دوسری چیز ہووے ہی نہ کیونکہ جب دوسری
چیز ہوگی تو کمال نرہیگا نقصان ہو جائیگا آفتاب اسی سے کامل ہے کہ ایک ہی ہے اور تمام اوسیکا نور ہے اگر آفتاب کے ساتھ کوئی دوسرا
ہوتا تو آفتاب ناقص ہو جاتا تو یہ کمال کہ سب وہی ہو جناب احدیت کی خاصیت ہے اسواسطے کہ حقیقت مین ہست وہی ہے بس
اوسکے سوا اور کچھ موجود ہی نہین اور جو کچھ ہے وہ اوسی کی قدرت کا نور ہے تو اوسکا تبع ہے شریک اور ساتھی نہین جیسا نور آفتاب
تبع آفتاب ہے آفتاب کے مقابلہ مین نور آفتاب دوسرا موجود اور آفتاب کا شریک اور ساتھی نہین ہے کہ اگر دوئی ظاہر ہوئی تو آفتاب کا
نقصان ہے آدمی کی طبیعت مین یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سب مین ہی ہون چونکہ اس سے عاجز ہے تو چاہتا ہے کہ سب کچھ میری ہی
ملک مین رہے یعنی اوسیکا مسخر رہے اور اوسی کے تصرف اور ارادہ مین رہے مگر اس سے بھی عاجز ہے کیونکہ موجودات دو قسم پر ہین
ایک قسم وہ ہے کہ اوسپر آدمی کا تصرف نہین ہو سکتا جیسے آسمان اور ستارے اور ملائکہ اور شیاطین اور جو کچھ زمین کے نیچے اور دریا کی
تہ اور پہاڑون کے عمق مین ہے تو آدمی چاہتا ہے کہ علم کے سبب سے ان چیزون پر مستولی اور محیط ہو جاوے تاکہ سب اوسکے علم کے تصرف
مین آ جائین اگرچہ اوسکی قدرت کے تصرف مین نہین آتے اسی سبب سے آدمی چاہتا ہے کہ ملکوت زمین و آسمان اور عجائب بحر و بر اور سب
اوسے معلوم رہین جیسے جو شخص شطرنج کہیلنے سے عاجز ہوتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اوسے معلوم ہو کیونکر بسائی ہے کیونکہ یہ بھی استیلا کی
ایک قسم ہے دوسری قسم وہ ہے کہ جسپر آدمی تصرف کر سکتا ہے روے زمین مین ہے اور جو کچھ زمین پر نباتات حیوانات جمادات ہین
آدمی چاہتا ہے کہ سب میری ہی ملک ہو جائین یعنی اوسی کی تصرف مین رہین تاکہ اوسے سب پر کمال قدرت اور کمال استیلا ہو اور
جو کچھ زمین پر ہے اون سب مین آدمیون کا دل بہت نفیس ہے آدمی چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے ہی مسخر رہین اور مین ہی اونپر تصرف کرون

تاکہ ہمیشہ میری ہی یاد میں مشغول رہیں جاہ کے یہی معنی ہیں تو ربوبیت کو آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے کہ اوسکی نسبت اوسطرف
کھینچتی ہے اور وہ بھی درگاہ سے آئی ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہیں کہ سب کمال اوسیکو ہوا اور کمال استیلا میں ہوتا ہے اور
استیلا علم و قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی قدرت مال و جاہ سے ہوتی ہے تو محبت جاہ و مال کا یہی سبب ہے فصل
اگر کوئی شخص کہے کہ جب کمال ربوبیت کی طلب آدمی کی طبیعت ہے اور وہ علم و قدرت کے سوا نہیں ہے اور طلب علم
اچھی بات ہے کیونکہ وہ طلب کمال ہے تو چاہیے کہ طلب مال و جاہ بھی اچھی بات ہو کیونکہ یہ بھی طلب قدرت ہے اور قدرت
منجملہ کمال ہے اور منجملہ صفات خدا ہے لایزال ہے جیسے علم اور بندہ جتنا کامل تر ہوتا ہے اوتنا ہی حق تعالی سے نزدیک تر
ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علم و قدرت بھی دو کمال ہیں اور منجملہ صفات ربوبیت ہیں لیکن آدمی علم حقیقی حاصل کرسکتا ہے
قدرت حقیقی نہیں حاصل کرسکتا اور علم ایسا کمال ہے کہ فی الحقیقت ممکن ہے کہ آدمی کو حاصل ہو جاوے اور اوسکے ساتھ رہے
لیکن قدرت نہیں حاصل ہوتی آدمی سمجھتا ہے کہ حاصل ہوگئی پھر اوسکے ساتھ نہیں رہتی کیونکہ قدرت تو مال اور خلق سے علاقہ
رکھتی ہے مرنے کے ساتھ ہی آدمی سے منقطع ہو جاتی ہے اور جو چیز مرنے سے زائل ہو جائے وہ منجملہ باقیات صالحات نہیں
ہے اور اوسکی تلاش میں اوقات صرف کرنا نادانی ہے تو قدرت اوسیقدر کام آتی ہے جو تحصیل علم کا وسیلہ ہو اور علم کا قیام
دل کے ساتھ ہے بدن کے ساتھ نہیں اور دل باقی اور ابدی ہے عالم جب اس جہان سے جاتا ہے تو علم اوسکے ساتھ رہتا ہے
اور وہ علم ایسا نور ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے عالم جناب الہی کو دیکھے حتی کہ ایسی لذت پائے کہ جنت کی سب لذتیں اوسکے سامنے
حقیر اور ناچیز ہو جائیں اور علم کو کسی ایسی چیز سے علاقہ نہیں ہے جو موت کے سبب سے زائل ہو جائے کیونکہ علم کو نہ مال سے
علاقہ ہے نہ خلق کے دلوں سے بلکہ خدا کی ذات اور صفات سے علاقہ ہے اور اوسکی حکمت سے جو ملک اور ملکوت میں ہے اور
عجایب معقولات سے جو جائزات اور واجبات اور محالات میں ہیں اور یہ چیزیں ازلی اور ابدی ہیں کیونکہ ہرگز نہیں بدلتیں
اسواسطے کہ واجب ہرگز محال نہیں ہوتا اور محال ہرگز جائز نہیں ہوتا اور جو علم مخلوق اور فانی چیزوں سے علاقہ رکھتا ہے
وہ کسی گنتی میں نہیں مثلاً علم لغت کہ لغت حادث اور فانی ہے اور اسکی قدر اسوجہ سے ہے کہ قرآن حدیث کے سمجھنے کا
وسیلہ ہے اور قرآن حدیث کو سمجھنا معرفت خدا کا وسیلہ ہے اور خدا کی راہ میں جو گھاٹیاں ہیں اونہیں طے کرنیکا ذریعہ ہے
تو جو چیز متغیر اور فنا ہو جاتی ہے اوسکا علم خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ علم ازلیات کا تابع ہوتا ہے اور علم ازلیات وہ ہے جو منجملہ
باقیات صالحات ہے وہ جناب الہی ہے کہ ازلی اور ابدی ہے اور تغیر کو اوسمیں دخل نہیں تو آدمی کو ازلیات کا علم جسقدر زیادہ
اوسیقدر وہ حق تعالی سے نزدیک تر ہوتا ہے تو آدمی کو علم حقیقی ہے قدرت حقیقی نہیں ہے مگر ایک طرح کی قدرت بھی باقیات
صالحات میں سے ہے وہ حریت ہے یعنی خواہشوں کے ہاتھ سے آزاد ہو جانا کیونکہ جو پابند شہوات ہے وہ شہوات کا بندہ
ہے اور اسے جو حاجت ہوتی ہے اوسکے سبب سے اوسکا نقصان ہوتا ہے تو اوس حاجت سے آزاد ہونا اور شہوات پر قادر
ہو جانا ایسا کمال ہے کہ حق تعالی اور ملائکہ کے صفات سے ہیں وجہ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آدمی تغیر اور حاجت سے دور ہو

رہتا ہے اور جسقدر تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اوسیقدر ملائکہ کے مانند ہو جاتا ہے فی الحقیقت ایک کمال تو علم اور معرفت ہے دوسرا خواہشون کے ہاتھ سے آزادی اور حریت اور مال و جاہ کمال کھائی دیتا ہی نہین اور مرنے کے بعد باقی نہین رہتا پس خلق کو طلب کمال ضرور ہے بلکہ خلق اس امر کی مامور ہے مگر کمال حقیقی سے جاہل ہے اور جو چیز کمال نہین ہے خلق اوسے کمال جانتی ہے اور سب لوگ اوسی کی طرف متوجہ ہین اور جو کمال ہے اوسکی طرف پیٹھ کر دی ہے تو سب لوگ اپنے نقصان کی راہ چلتے ہین اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۔ فصل اے عزیز جانتو کہ جاہ بھی مال کے مثل ہے جسطرح مال سب برا نہین بلکہ بقدر کفایت زاد راہ آخرت ہے اور کثرت مال مین اگر دل مستغرق ہو جائے تو مال راہ آخرت مین راہزن ہو جاتا ہے یہی حال جاہ کا بھی ہے کیونکہ آدمی کو خادم اور رفیق ضرور ہے کہ اوسکی خدمت اور معاونت کرے اور بادشاہ بھی درکار ہے کہ ظالمون کے شر سے اوسے بچائے اور ضرور ہے کہ ان لوگون کے دلون مین آدمی کی کچھ قدر و منزلت ہو تو ان لوگون کے دلون مین اپنی جاہ اسقدر چاہنا جس سے یہ مقصود حاصل ہو جائے درست ہے جیسا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ اسیطرح اگر استاد کے دل مین اوسکی قدر نہو گی تو اوسے تعلیم نہ کریگا اور اگر شاگرد کے دل مین اوسکی منزلت نہو گی تو اوس سے تعلیم نہ لے گا تو طلب جاہ بقدر کفایت مباح ہے جیسے طلب مال بقدر کفایت درست ہے لیکن آدمی جاہ کو چار طور سے طلب کر سکتا ہے اونمین دو مباح ہین اور دو حرام جو دو طریقے حرام ہین اونمین ایک یہ ہے کہ اپنی عبادت اظہار کرکے طلب کرے کیونکہ یہ حرام ہے اور ریا ہے عبادت تو اخلاصاً خدا ہی کیواسطے ہونا چاہیے اس طریقہ سے طلب جاہ حرام ہے دوسرا حرام طریقہ یہ ہے کہ دغا سے اور ایسے گُن اپنی ذات کے ساتھ موصوف ظاہر کرے جو اوسمین نہو مثلاً یون کہنا کہ مین علوی ہون میرا نسب یہ ہے یا مین فلانا پیشہ جانتا ہون اور نہ جانتا ہو یہ ایسا ہے جیسے دغا سے طلب مال کرنا اور وہ دو طریقے جو مباح ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایسی چیز سے طلب جاہ کرے جو اوسمین ہو اور وہ چیز عبادت نہو دوسرا مباح طریقہ یہ ہے کہ اپنا عیب چھپائے کیونکہ فاسق اگر اپنا گناہ اسواسطے پوشیدہ رکھے کہ اوسے بادشاہ کے نزدیک جاہ و مرتبہ حاصل ہو اسواسطے نہین کہ بادشاہ اوسے پارسا جانے تو یہ بھی مباح ہے

محبت جاہ کے علاج کا بیان

اے عزیز جانتو کہ محبت جاہ جب دل پر غالب ہو جاتی ہے تو دل کی بیماری ہو جاتی ہے اور علاج کی حاجت پڑتی ہے اسواسطے کہ وہ محبت مال کیطرح ضرور یا بضرور آدمی کو نفاق ریا جھوٹ فریب عداوت حسد مناقشہ اور گناہون کی طرف کھینچتی ہے بلکہ محبت مال سے بدتر ہے کیونکہ اوسکی حرص زیادہ آدمی کی طبیعت پر غالب ہے اور جو شخص جاہ و مال اوسیقدر حاصل کرے جسمین اوسکا دین سلامت رہے اور اوس سے زیادہ نچاہے وہ شخص بیمار نہین ہے اسواسطے کہ اوسنے حقیقت مین جاہ و مال کو دوست نہین رکھا بلکہ فراغت کار دین کو دوست رکھا لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جاہ کو اسقدر دوست رکھتا ہے کہ اوسکا تمام خیال خلق کیطرف لگا رہتا ہے کہ خلق مجھے کیونکر دیکھتی ہے اور مجھے کیا کہتی ہے اور میری نسبت کیا اعتقاد رکھتی ہے کسی کام مین ہو مگر اوسکا دل اسی امر مین لگا رہتا ہے کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہین تو اوسپر اس بیماری کا علاج فرض ہے اور اسکا علاج علم و عمل سے مرکب ہے

۵۷ قسم عصر کی تحقیق کہ آدمی ہر آئینہ ہمیشہ زیان کاری ...

علاج علمی یہ ہے کہ جاہ کی آفتین جو دین و دنیا مین ہین اونمین غور کرے دنیا مین تو یہ آفتین ہین کہ طالب جاہ ہمیشہ رنج و ذلت اور
خلق کے دلون کی رعایت مین مشغول رہتا ہے اور جاہ حاصل نہو تو خود ذلیل رہتا ہے اور اگر حاصل ہو تو لوگ اوسکے قصد مین
رہتے ہین اسکا حسد کیا کرتے ہین اور یہ ہمیشہ عداوت اور دشمنون کا قصد دفع کرنے کے رنج مین رہتا ہے اور دشمنون کے مکر
اور خدیعت سے امن نہین رہتا اور دشمن جسکے درپے ہو وہ اگر خصومت مین مغلوب ہو تو ذلت مین ہووے ہی گا اور اگر غالب
ہو تو اوسے کچھ ثبات نہین کیونکہ تمام جاہ خلق کے دل سے علاقہ رکھتی ہے اور خلق کا دل جلدی پھر جاتا ہے موج دریا کے مثل
ہوتا ہے اور وہ عزت نہایت ہی ضعیف ہے جسکی بنا چند بدبختون کے دل پر ہو کہ جو خطرہ دل مین آوے اوسکے سبب سے وہ
عزت بدل جائے ضرور ہوگا وہ شخص جسکی جاہ حکومت اور سرداری کے سبب سے ہو کیونکہ قابل معزولی ہے ایک خطرہ جو والی ملک کے
دل مین آجائے تو اوسکے سبب سے اوسے معزول کردے اور وہ ذلیل ہووے تو طالب جاہ کو دنیا مین رنج رہتا ہے اور آخرت
مین بھی رہیگا یہ بات سب ضعیف العقل سمجھ سکین گے جسے بصیرت کامل حاصل ہو وہ خود جانتا ہے کہ اگر تمام روے زمین کی سلطنت
مشرق سے مغرب تک اوسے ملجائے اور تمام عالم اوسے سجدہ کرے تو یہ امر خوشی کرنے کے قابل نہین کیونکہ وہ جب مر جاویگا
تو یہ بات جاتی رہیگی اور تھوڑے ہی دنون مین نہ وہ رہیگا نہ سجدہ کرنیوالے وہ مرے ہوے بادشاہون کے مثل ہو جاویگا
کہ کوئی اونھین یاد بھی نہین کرتا اس صورت مین اس لذت چند روزہ کے پیچھے اوسنے سلطنت ابدی کو کھو دیا ہوگا کیونکہ جس
شخص نے جاہ سے دل لگایا خدا کی محبت تو اوسکے دل سے تشریف لیگئی اور جو شخص اوس جہان مین جاوے اور خدا کی محبت
کے سوا اور کوئی چیز اوسکے دل پر غالب ہو اوسپر بڑا عذاب ہوگا علاج علمی تو یہ تھا اور دوسرے عملی ہین سے ایک یہ ہے کہ جہان
سے اوسے جاہ حاصل ہو وہان سے بھاگے اور ایسی جگہ جاوے جہان لوگ اوسے نہ پہچانتے ہون یہی دوا کامل ہے کیونکہ اگر
اپنے وطن مین عزلت اختیار کریگا اور لوگ جانین گے کہ اوسنے ترک جاہ کیا تو اس بات سے اوسے شہرت ہو جاویگی اسکی علامت یہ ہے
کہ لوگ جب اوسپر قدح کرتے اور کہتے ہین کہ گوشہ گیری نفاق سے کرتا ہے تو بے صبری اور رنج اوسکے دل مین پیدا ہوگا اور اگر لوگ
اوسے کسی جرم کی طرف نسبت کرین تو گو کہ لوگون کا کہنا بالکل جھوٹ ہو مگر لوگون سے اوسکا عذر طلب کرے تا کہ خلق اوس سے
بدعقیدہ نہو جاوے یہ سب باتین اس امر کی دلیل ہین کہ ہنوز محبت جاہ اوسکے دل مین برقرار ہے دوسرا علاج یہ ہے کہ ملامتیہ کی
اور ایسے کام کرے کہ لوگون کی نظرون سے گر جاوے یہ نہین کہ حرام کھانے لگے جیسا کہ احمقون کا ایک گروہ فساد ڈالتا ہے اور
اپنے تئین ملامتی کہتا ہے بلکہ ایسا کام کرے جیسا کہ ایک زاہد نے کیا ایک زاہد تھا امیر شہر اوسکے سلام کو آیا تا کہ اوس سے
برکت حاصل کرے جیسے ہی زاہد نے اوسے دور سے آتے دیکھا روٹی اور ترکاری مانگی اور جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھانے لگا
جب امیر نے اوسے دیکھا تو اوس حرص کے سبب سے اوسکا اعتقاد اوٹھا اور پھر گیا اور ایک بزرگ کو ایک شہر مین عزت اور قبولیت
پیدا ہوئی اور خلق اوسکی طرف متوجہ ہوئی وہ بزرگ ایک دن حمام سے نکلے اور کسیکے اچھے کپڑے پہنکر باہر آگئے اور رستہ مین ٹھہر گئے
حتی کہ لوگون نے اونھین پکڑا اور خوب ٹھوکر مارے اور کپڑے چھین لیے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور ایک بزرگ شراب کے رنگ سا

شربت پیالہ مین اونڈیل اونڈیل کر پیتے تا کہ لوگ سمجھین کہ یہ شراب ہے حرص جاہ توڑنیکا یہ علاج ہے اور مثل اسکے **لوگون کی**
تعریف کی محبت اور شکایت سے کراہیت کے علاج کا بیان ایعزیز جان تو کہ آدمی لوگون سے اپنی تعریف
کا حریص ہوتا ہے اور بالکل اپنی نیکنامی ہی چاہتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو خلاف شرع ہووے اور خلق کی مذمت سے کارہ ہوتا ہے
اگرچہ ایسے کام پر ہو جو حق ہووے یہ بھی دل کی بیماری ہے اور جبتک مدح و مذمت مین دل کے الم اور لذت کا سبب معلوم ہو تب تک اس بیماری کا علاج
نہین معلوم ہوتا ایعزیز جانتو کہ مدح کی لذت کے چار سبب ہین ایک تو وہ جو ہمنے بیان کیا کہ آدمی اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور
نقصان کو دشمن اور مدح و ثنا کمال کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ آدمی اپنے کمال مین شک رکھتا ہے اور لذت کا مرتبہ حاصل نہین ہوتی جب کسی سے
اپنی مدح سنتا ہی تو اپنی کمال کی نسبت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہی اور اوسکے سبب سے چین اور آرام پاتا ہی اور لذت پوری ہو جاتی ہی کیونکہ جب اپنی سے
یوہی کمال پائی تو آپ مین ربوبیت کی علامت لطف آئی اور طبیعت کو ربوبیت محبوب ہی اور جب مذمت سنتا ہی تو اپنی نقصان پر آگاہی پاتا ہی اس سبب سے
رنجور اور ملول ہو جاتا ہے پس اگر اپنی تعریف اور مذمت ایسے شخص سے سنتا ہے جو دانا ہو اور فضول گو نہو جیسے اوستاد منصف اور
عالم تو خواہ نخواہ رنج و راحت سے زیادہ آگاہی پاتا ہے اور اگر کوئی بے بصیرت آدمی سکہے تو لذت نہین حاصل ہوتی کیونکہ اوسکے قول
سے یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح و ثنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مداح کا دل ممدوح کی ملک ہے اور اوسکا
مسخر ہے اور مداح کے دل مین اوسکی بڑی جگہ اور جاہ و منزلت ہے اور جاہ محبوب ہے تو مداح اگر کوئی مرد محتشم ہو تو اوسکی تعریف
سے بہت لذت ہوتی ہے کیونکہ اوسکا دل اپنی ملک مین آنے سے بڑی قدرت ہوتی ہے اور اگر مداح کمینہ آدمی ہو تو وہ لذت
نہین حاصل ہوتی تیسرا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی خوشخبری ہوتی ہے کہ اور لوگ کے دل بھی اوسکے دام عقیدت مین پھنسینگے
کہ جب وہ تعریف کرتا ہے تو اور لوگ بھی اعتقاد کرنے مین اسیطرح ہر ایک معتقد ہو جائیگا تو اگر برملا تعریف ہو اور تعریف کرنیوالا ایسا ہو
کہ لوگ اوسکی بات مانین تو تعریف کی بڑی لذت ہوتی ہے اور مذمت اسکے برخلاف ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات
کی دلیل ہوتی ہے کہ تعریف کرنیوالا اسکی حشمت سے حکم کا مقہور ہے اور حشمت بھی محبوب ہے اگرچہ قہر سے ہو کیونکہ اگر جانتا ہے کہ تعریف
کرنیوالا جو کچھ کہہ رہا ہے اوسکا اعتقاد نہین رکھتا لیکن اوسکی حاجتمندی اوس سے تعریف کرواتی ہے تو یہین اپنی قدرت کا کمال
جانتا ہے پس اگر تعریف کرنیوالا ایسی تعریف کرے کہ وہ جانے کہ جھوٹ کہتا ہے اور کوئی قبول نہ کریگا اور نہ یہ خود دل سے کہتا ہے
نہ میرے خوف سے تعریف کرتا ہے بلکہ مسخرے پن سے کہتا ہے تو کچھ لذت نہ باقی رہے گی کیونکہ وہ سب جاتی رہے گی ایعزیز اب جو
تو نے اسباب جان لیے تو علاج آسانی سے جان لیگا اگر کوشش کریگا تو علاج بھی کر سکیگا پہلا سبب یہ تھا کہ تو مداح کے کہنے سے
اپنے کمال کا اعتقاد کرے تو چاہیے کہ تو خیال کر کہ جو صفت وہ کہتا ہے مثلاً علم و ورع یہ سچ ہے تو اس صفت پر تیری خوشی اوس
خدا کے سبب سے ہونا چاہیے جسنے وہ صفت عطا فرمائی اور اسکے کہنے کے سبب سے نہین کیونکہ کسی کے کہنے سے وہ صفت نہ زیادہ
ہو جائیگی نہ کم اور اگر تونگری اور سرداری اور اسباب دنیا کی وجہ سے وہ تیری تعریف کرتا ہے تو یہ صفتین خوشی کی لائق نہین ہین
اور اگر ہین بھی تو ان صفتون کے سبب سے خوش ہونا چاہیے تعریف کے سبب سے نہین بلکہ عالم بھی اگر اپنا علم و ورع جانتا ہے تو خاتمہ کے

خوف سے خوش نہیں ہوتا کیونکہ خاتمہ کا حال نہیں معلوم اور جب تک یہ معلوم ہو جاوے تب تک تمام علم و ورع ضائع ہے جب عالم کا یہ حال ہے تو جس شخص کا مقام دوزخ میں ہوگا اوسے خوشی کا کیا محل ہے لیکن اگر جانتا ہے کہ یہ صفت مجھ میں نہیں ہے جیسے علم و ورع اگر اوسپر خوش ہوگا تو حماقت ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اوس سے کہے کہ یہ خواجہ مرد عزیز ہے اور اسکی انتڑیاں عطر اور مشک سے بھری ہیں اور وہ جانتا ہے کہ اسکی انتڑیوں میں بالکل گندگی اور نجاست ہے اور پھر اوس جھوٹ سے خوش ہوتا ہو تو یہ خوشی عین جنون ہے لیکن اور سبب ہے جنکا حاصل جاہ وحشمت کی محبت ہے اور اوسکا علاج بیان ہو چکا ہے اگر کوئی شخص تیری مذمت کرے تو اوسکے سبب سے رنجیدہ اور خفا ہونا نادانی ہے کیونکہ اگر وہ سچ کہتا ہے تو فرشتہ ہے اور اگر جان بوجھکر جھوٹ بولتا ہے تو شیطان ہے اور اگر یہ نہیں جانتا کہ میں جھوٹ بولتا ہوں تو گدھا اور بیوقوف ہے اگر حق تعالی کسی کو مسخ کرکے گدھا یا شیطان یا فرشتہ بنا دے تو تجھے کیوں رنجیدہ ہونا چاہیے پس اگر مذمت کرنیوالا سچ کہتا ہے تو جو نقصان تجھ میں ہے اوسکے سبب سے رنجیدہ ہونا چاہیے بشرطیکہ دینی نقصان ہو اوسکے کہنے سے نہ رنجیدہ ہونا چاہیے اور اگر دنیوی نقصان ہے تو وہ خود دینداروں کے نزدیک ہنر ہے عیب نہیں دوسرا علاج یہ ہے کہ تو خیال کر کہ اوسنے جو کچھ کہا وہ تین حال سے خالی نہیں اگر اوسنے سچ کہا اور مہربانی سے کہا تو اوسکا احسانمند ہونا چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص تجھے خبر کردے کہ تیرے کپڑے میں سانپ ہے تاکہ تو اوس سے بچے تو اوسکا احسانمند ہوتا ہے اور دین میں جو عیب ہوتا ہے وہ سانپ سے بھی بدتر ہے کیونکہ اسمیں عاقبت کی ہلاکی ہے اور اگر تو کسی بادشاہ پاس جاتا ہو اور کوئی شخص تجھسے کہے کہ اے ناپاک کپڑوں والے پہلے کپڑے پاک کر اور تو دیکھے تو کپڑوں میں نجاست بھری دکھائی دے اور اگر اسیطرح تو بادشاہ کے سامنے چلا جاتا تو خفگی کا خوف تھا تو اوس اطلاع کرنیوالے کا احسان ماننا چاہیے کہ تو اوس خوف سے چھوٹا اور اگر اوسنے عیب جوئی کے قصد سے کہا ہے تو اگر سچ کہا ہے تو تجھے تو فائدہ ہوا اور اوسکی عیب جوئی اوسکی بدبختی کی نشانی ہے تو چونکہ تجھے فائدہ ہوا اور اوسے نقصان تو غصہ کرنا لازم نہیں ہے لیکن اگر اوسنے جھوٹ کہا تو تجھے خیال کرنا چاہیے کہ اگر تو اوس عیب سے پاک ہے اور بہت سے عیب رکھتا ہے جو وہ نہیں جانتا تو اس امر کا شکر کر کہ حق تعالی نے تیرے اور عیب پوشیدہ رکھے اور اس عیب کرنیوالے نے اپنی نیکیوں کی نذر تجھے ہدیہ کردی اگر وہ تیری تعریف کرتا تو تیرے قتل کرنے کے برابر تھی تو قتل ہونے سے تو کیوں خوش ہوتا ہے اور ہدیہ دینے سے کیوں ناخوش ہوتا ہے یہ وہ شخص کرتا ہے جو کاموں کی صورت دیکھتا ہے معنی اور روح نہیں عقلمند اور بے عقل میں یہی فرق ہے کہ عقلمند کاموں کی حقیقت اور روح دیکھتا ہے ظاہر اور صورت نہیں دیکھتا غرضکہ جب تک خلق سے طمع منقطع ہوگی تب تک یہ بیماری نہ جائیگی **مدح اور مذمت میں لوگوں کے درجوں کے تفاوت کا بیان** اے عزیز جانو کہ لوگ اپنی مدح اور مذمت سننے میں چار درجوں میں ہیں پہلا درجہ عوام الناس کا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہیں اور مذمت پر خفا ہوتے ہیں اور بدلا لینے پر مستعد ہوتے ہیں یہ بدترین درجہ ہے دوسرا درجہ پارسا لوگوں کا ہے کہ مدح سے خوش ہوتے ہیں اور مذمت سے خفا لیکن معاملہ میں اظہار نہیں کرتے اور مدح کرنیوالے کو ظاہر برابر رکھتے ہیں اور دل میں ایک کو دوست رکھتے ہیں ایک کو دشمن تیسرا درجہ متقی لوگوں کا

کہ دونون کو برابر سمجھتے ہین دل سے بھی اور زبان سے بھی اور مذمت سے دل مین کچھ بھی ناراض نہین ہوتے اور تعریف کرنیوالیکو
زیادہ مقبول نہین بناتے کیونکہ ان لوگون کا دل نہ مدح سے التفات کرتا ہے نہ مذمت سے یہ بڑا درجہ ہے اور بعضے عابد جانتے ہین
کہ ہم اس درجہ کو پہونچ گئے حالانکہ خطا کرتے ہین اس درجہ پر پہونچ جانے کی علامت یہ ہے کہ اگر برا کہنے والا اوسکے پاس بہت
بیٹھے تو تعریف کرنیوالے کی نسبت اوسکے دل پر گران نہو اور اگر کسی کام مین معاونت چاہے تو اوسکی معاونت تعریف کرنیوالیکی
معاونت کے بہ نسبت دشوار نہو اور اگر اوسکی ملاقات کو کم جائے تو دل جتنا تعریف کرنیوالیکی ملاقات کو چاہتا ہے اوتنا ہی اسکی
ملاقات کو بھی چاہے کم نچاہے اور اگر مر جائے تو اوسکے مرنے کا رنج تعریف کرنیوالیکی موت کے رنج سے کم نہو اور اگر کوئی مذمت
کرنیوالیکو ستائے تو اوتنا ہی رنجیدہ ہو جتنا مداح کے ستانے سے رنجیدہ ہوتا اور اگر مداح کوئی خطا کرے تو وہ خطا اوسکے دل پر
ہلکی نہ معلوم ہو یہ باتین نہایت دشوار ہین اور شاید کہ عابد اپنے تئین غرور مین لاکر کہے کہ مذمت کرنیوالے پر مین اسوجہ سے غصہ کرتا ہون
کہ وہ میری اس مذمت کے سبب سے گنہگار ہوا یہ شیطان کا فریب ہے کیونکہ اسوقت بہت لوگ ایسے ہین کہ گناہ کبیرہ اور اور لوگون کی
مذمت کرتے ہین تو جب اوسسے ناخوش نہین ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غصہ نفسانیت کا ہے دینداری کا نہین اور جو عابد
جاہل ہوتا ہے وہ ایسی باریکیون کو مشکل سے سمجھتا ہے چوتھا درجہ صدیقون کا ہے کہ تعریف کرنیوالیکو دشمن ٹھہراتے ہین اور مذمت
کرنیوالیکو دوست رکھتے ہین کیونکہ اوس سے تین فائدے حاصل کرتے ہین ایک تو یہ کہ اوس سے اپنا عیب جانا دوسرا اوسنے اپنی
نیکیان انھین ہدیہ بھیجدین تیسرے اوسنے انھین اس بات پر حریص کیا کہ اوس عیب سے اور جو دوسرا عیب ہو اوس سے پاک ہونیکی
فکر کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے روزہ دار اور تہجد گذار پر اور اوسپر جو صوف پہنے مگر یہ کہ اوسکا
دل دنیا سے آزاد ہو جائے اور تعریف کو دشمن رکھے مذمت کو دوست جانے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بڑا سخت امر ہے اسواسطے کہ
ایسے درجہ پر پہونچنا سخت متعذر ہے بلکہ دوسرے ہی درجہ پر پہونچنا دشوار ہے کہ آدمی بظاہر فرق نہ کرے اگرچہ بدل کرے
کیونکہ غالب یہ ہے کہ جب کوئی کام اور معاملہ پڑتا ہے تو مرید اور مادح کی جانب آدمی میل کرتا ہے اور اس آخری درجہ کو وہی شخص
پہونچتا ہے جسنے اپنے نفس سے اتنی عداوت کی ہو کہ خود اپنا دشمن ہو گیا ہو وہ جب کسی سے اوسکا عیب سنیگا خوش ہوگا اور
عیب کرنیوالیکی بہتری اور عقلمندی کا اعتقاد کریگا جیسا کہ کوئی اپنے دشمن کا عیب سنکر خوش ہوتا ہے اور یہ نادر ہوتا ہے بلکہ
اگر کوئی تمام عمر کوشش کرے کہ تعریف کرنیوالا اور مذمت کرنیوالا اوسکے نزدیک برابر ہو جائے تو بھی اس درجہ کو مشکل سے پہونچیگا
الغرض یہ جانو کہ اسمین خطر کی وجہ یہ ہے کہ جب تعریف اور مذمت مین فرق پیدا کریگا تو مدح کی طلب دل پر غلبہ کریگی اور آدمی اوسکے
حیلے بنانے لگیگا اور شاید کہ عبادت مین ریا کرنے لگے اور اگر کسی گناہ سے اپنے مطلب کو پہونچ سکتا ہے تو وہ گناہ بھی کر بیٹھے اور
یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے روزہ دار تہجد گذار پر یہ شاید اس سبب سے فرمایا ہو کہ اگر محبت دنیا
اور محبت ثنا کی جڑ دل سے نہ کھود ڈالی جائیگی تو آدمی جلد ہی گناہ مین پڑ جائیگا لیکن مذمت سے کراہت کرنا اور سچی تعریف کو
دوست رکھنا فی نفسہ حرام نہین ہے بشرطیکہ اس سے اور کوئی فساد اور برائی نہ پیدا ہو اور نہ پیدا ہونا بہت بعید ہے اور لوگونکو

اگر گناہ مدح کی محبت اور مذمت کی عداوت سے ہوتے ہین اور خلق کو بالکل یہی خیال رہتا ہے کہ جو کچھ کیجیے لوگون کی رودادی
سکے واسطے کیجیے اور جب یہ خیال غالب ہوگیا تو آدمی سے ناشائستہ کام کرایگا ورنہ لوگونکی دلداری جو ریا کی بلا ہے پس وہ حرام نہین ہے واللہ اعلم

آٹھوین اصل ریا کے علاج کے بیان مین جو عبادات اور طاعات مین ہوتی ہے

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی عبادت مین ریا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے قریب ہے پارسا لوگون کے
دل پر کوئی بیماری اس سے زیادہ نہین ہے کہ جب عبادت کرین تو چاہین کہ لوگ اس سے مطلع ہون اور انکی پارسائی کا اعتقاد کرین
اور جب عبادت سے اعتقاد مقصود ہو تو وہ عبادت خدا کی عبادت نرہےگی کیونکہ خلق کی پرستش ہوجائیگی اور اگر لوگون کا اعتقاد
اور حق تعالی کی پرستش دونون مقصود ہون تو شرک ہوجائیگا عبادت کرنیوالے نے خدا کے ساتھ اور کو بھی عبادت مین شریک
کرلیا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا
یعنی جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو اوس سے کہدو کہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نکرے اور فرماتا ہے
فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ یعنی افسوس ہے اون لوگون پر جو سہو اور ریا
سے ساتھ نماز پڑھتے ہین ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ نجات اور رستگاری کا ہے مین
ہے فرمایا کہ نجات اسمین ہے کہ تو حق تعالی کی بندگی کرے اور لوگون کو دکھانے کے واسطے نکرے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ایک شخص کو لائین گے اور کہین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے اپنی جان خدا کی راہ مین فدا کی کفار سے جہاد مین
مجھے شہید کیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے جہاد کیا تھا تاکہ لوگ کہین فلانا آدمی بڑا بہادر ہے اسے
دوزخ مین لیجاؤ دوسرے شخص کو لائین گے اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا عبادت کی ہے وہ کہے گا کہ مین جو کچھ رکھتا تھا
سب خیرات کردیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے خیرات اسواسطے کی تھی کہ لوگ کہین کہ فلانا آدمی سخی ہے
اسے دوزخ مین لیجاؤ پھر اور شخص کو لائین گے اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے بڑی محنت سے
علم سیکھا اور قرآن شریف پڑھا ہے ارشاد ہوگا کہ جھوٹا ہے تو نے اسیواسطے پڑھا تھا کہ لوگ کہین فلانا شخص عالم ہے اسے دوزخ مین
لیجاؤ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر کسی چیز سے اتنا نہین ڈرتا ہون جتنا چھوٹے شرک سے لوگون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ریا قیامت کے دن حق تعالی ارشاد کریگا کہ ای ریاکارو تم اون لوگون کے پاس جاؤ
جنکے واسطے تمنے عبادت کی تھی اور اون ہی سے اپنی جزا مانگ لو اور فرمایا ہے کہ جب الحزن یعنی غم کے غار سے خدا کی پناہ مانگو
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے فرمایا کہ ریاکار عالمون کے واسطے دوزخ مین ایک غار ہے اور فرمایا ہے
کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ جسنے عبادت کی اور کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا مین شریک سے بے نیاز ہون مین نے سب
عبادت اوس شریک کو دیدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس عبادت کو قبول نہین فرماتا جسمین

ایک ذرہ ریا ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ روتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کہ کیون
روتے ہو کہا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور فرمایا ہے کہ ریاکار کو قیامت
کے دن یون پکارینگے او ریاکار او دغاباز او نابکار تیرا عمل ضائع ہوگیا اور اجر باطل ہوگیا اور اوس شخص سے اجر مانگ جسکے واسطے
تونے عمل کیا تھا حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ روتے
تھے مین نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا مین ڈرتا ہون کہ میری امت شرک کرے نہین کہ بت پوجے یا
آفتاب یا ماہتاب لیکن عبادت رو و ریا کے ساتھہ کرے اور فرمایا ہے کہ جسدن سایہ عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہوگا اوسدن
عرش کے سایہ مین وہ شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھہ سے صدقہ دیا ہو اور چاہا ہو کہ بائین ہاتھہ کو بھی خبر نہو اور فرمایا ہے کہ
حق تعالی نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ تھرتھرائی پہاڑ کو پیدا کیا اوسنے دبالیا ملائک نے کہا کہ حق تعالی نے پہاڑ سے زیادہ
قوی کوئی چیز نہین پیدا کی پھر لوہے کو پیدا کیا اوسنے پہاڑ کو کاٹ ڈالا ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ قوی تر ہے
پھر آگ کو پیدا کیا اوسنے لوہے کو گلادیا پھر پانی کو پیدا کیا اوسنے آگ کو بجھادیا پھر ہوا کو حکم کیا اوسنے پانی کو ایک جگہہ ٹھہرادیا
پس ملائکہ مین اختلاف پڑا اونہون نے کہا کہ ہم حق تعالی سے پوچھتے ہین اور پوچھا کہ یا الہ العالمین تیری مخلوق مین سب سے
زیادہ قوی کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ آدمی جو داہنے ہاتھہ سے اسطرح صدقہ دے کہ بائین ہاتھہ کو بھی خبر نہو مین نے اوس سے
زیادہ قوی کسی کو نہین پیدا کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی
نے آسمان پیدا کرنے کے قبل سات فرشتے پیدا کیے پھر آسمان کو پیدا کیا اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر تعینات کردیا او
اوس آسمان کی دربانی اوسے دی جب زمین کے فرشتے جنکو حفظہ کہتے ہین وہ بندون کے اعمال جو بندون نے صبح سے
شام تک کیے ہون پہلے آسمان تک اوٹھا لیجاتے ہین اور بندہ کی عبادت کی بہت تعریف کرتے ہین اور اوسنے ایسی
عبادت کی ہو کہ اوسکا نور آفتاب کے نور کے مانند ہو تو وہ فرشتہ جو آسمان پر تعینات ہے کہتا ہے کہ یہ عبادت اوسی بندہ
کے منہہ پر دے مارو کہ مین اہل غیبت کا نگہبان ہون مجھے حق تعالی نے حکم کیا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اوسکے عمل کو آگے
نہ بڑھنے دینا پھر جسنے غیبت نہ کی ہو اوسکا عمل دوسرے آسمان تک لیجاتے ہین اوسپر جو فرشتہ تعینات ہے وہ کہتا ہے کہ
یہ عمل لیجاکر اوسکے منہہ پر دے مارو کیونکہ اوسنے یہ عمل دنیا کے واسطے کیا ہے اور مجلسون مین لوگون پر فخر کیا ہے اور مجھے
حکم ہے کہ اوسکے عمل روکون پھر اور شخص کے عمل لیجاتے ہین اوسمین روزہ نماز اور صدقہ ہوتا ہے حفظہ اون اعمال کے نور سے
تعجب مین ہوتے ہین جب تیسرے آسمان تک پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ مین کبر پر متعین ہون کہ متکبرون کے عمل کو
منع کرون کہ وہ لوگون کے ساتھہ تکبر کرتا ہے پھر اور کسیکے عمل چوتھے آسمان تک لیجاتے ہین کہ وہ عمل تسبیح اور نماز اور
حج کی برکت سے ستارون کی طرح درخشان ہوتے ہین اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اوسی بندہ کے منہہ پر مار دو
مین موکل عجب ہون اس بندہ کا عمل بے عجب نہین ہے مین اوسکے عمل کو آگے نجانے دونگا پھر پانچوین آسمان تک لیجاتے

عمل لیجاتے ہین یہ عمل حسن وجمال مین ایسے ہوتے ہین جیسے وہ بنائی سنواری گئی دولہن جسے پہلے پہل دولہا کے گھر رخصت کرتے ہین
اوس پانچوین آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو اوسی بندہ کے منہ پر پھینک مارو اور اوسی کی گردن پر لاد دو کہ مین حسد پر متعین
ہون جو شخص علم وعمل مین اس بندہ کے برابر ہوتا ہے یہ اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسکے حق مین زبان درازی کرتا ہے مجھے حکم ہے
کہ حاسدون کے اعمال کو باز رکھون پھر چھٹے آسمان تک اور کسیکے عمل لیجاتے ہین اونمین نماز روزہ حج زکوۃ عمرہ ہوتا ہے اوس
آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اوسی بندہ کے منہ پر دے پٹکو کہ وہ ایسے شخص پر شفقت نہین کرتا جسے کوئی رنج وبلا ہوتی ہو
بلکہ خوش ہوتا ہے مین فرشتۂ رحمت ہون مجھے حکم ہے کہ بیرحمون کے اعمال کی روک ٹوک کرون پھر ساتوین آسمان تک
اور کسیکے اعمال لیجاتے ہین یہ اعمال روزہ نماز نفقہ جہاد ورع سے بھرپور ہوتے ہین اور انکا نور ایسا ہوتا ہے جیسے نور آفتاب
اور بزرگی کے سبب رعد کی گڑگڑاہٹ کے مانند اونکا نور آسمانون مین پڑجاتا ہے اور تین ہزار فرشتے انکے ساتھ پہونچانے
جاتے ہین اور کوئی فرشتہ انہین نہین روک سکتا جب ساتوین آسمان تک یہ اعمال پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال
اوسی بندہ کے منہ پر پھیر مارو اور اوسکے دل پر قفل لگادو کیونکہ اس عمل سے خدا اوسے مقصود نہ تھا بلکہ علما کے نزدیک اونچی عزت
مقصود تھی اور شہرون مین اپنا نام اور شہرہ مقصود تھا مجھے حکم ہے کہ اوسکے اعمال کو راہ نہ دوے اور جو عمل خالصًا خدا کے واسطے
نہین ہوتا وہ ریا ہوتا ہے اور حق تعالی ریاکار آدمی کے عمل نہین قبول کرتا پھر اور کسیکے اعمال اوٹھاتے ہین اور ساتوین
آسمان کے آگے بڑھا لیجاتے ہین اونمین بالکل خلق نیک اور تسبیح اور طرح طرح کی عبادت ہوتی ہے اور سب آسمانون کے
فرشتے پہونچانے جاتے ہین حتی کہ حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین پہونچتے ہین اور سب فرشتے گواہی دیتے ہین کہ یہ اعمال
پاک اور با اخلاص ہین حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم اوسکے اعمال کے نگہبان ہو اور مین اوسکے دل کا نگہبان
ہون اوسنے یہ عمل میرے واسطے نہین کیا اپنے دل مین اور نیت کی ہے میری لعنت اوسپر ہو فرشتے کہتے ہین کہ بار خدایا
تیری لعنت اور ہم سب کی لعنت اوسپر ہو ساتون آسمان اور ساتون زمین اور جو کچھ زمینون اور آسمانون مین ہے سب اوسپر
لعنت کرتے ہین ریا کے باب مین ایسی بہت سی حدیثین ہین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایک مرد کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ہے یعنی مین پارسا ہون فرمایا اے ٹیڑھی گردن والے گردن سیدھی کر خشوع دل مین
ہوتا ہے گردن مین نہین حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ سجدہ مین پڑا ہوا مسجد مین رو رہا ہے کہا کہ
یہی تو مسجد مین کرتا ہے اگر گھر مین کرتا تو کوئی تجھسا نہوتا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ریاکار کی تین علامتین
ہین جب اکیلا ہو تو سست ہو جب لوگون کو دیکھے تو خوشی مین آئے جب اوسکی تعریف کرین تو عمل زیادہ کرے جب مذمت کرین
تو عمل بہت کم کردے ایک شخص نے حضرت سعد ابن مسیب سے پوچھا کہ جو آدمی ثواب کے واسطے اور لوگون کی تعریف کے لیے مال
دے اوسکے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ بھلا وہ یہ چاہتا ہے کہ خدا اوسے دشمن ٹھہرائے کہا نہین فرمایا کہ پھر جو کام کرے
خدا ہی کے واسطے کرے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو دُرّے مارے اور فرمایا کہ بھائی

مجھسے اپنا قصاص لیلے اور مجھے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپکی خاطر سے اور خدا کے واسطے مین نے بخشدیا فرمایا یہ بخشنا کام نہین آتا یا فقط میری خاطر سے بخش کہ مین اوسکا حق پہچانون یا بلا شرکت محض خدا کے واسطے بخش اوسنے عرض کیا کہ مین نے خدا ہی کے واسطے بے شرکت کے بخشا حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک زمانہ تھا کہ لوگ جو کام کرتے تھے اوسمین ریا کرتے تھے اب جو کام نہین کرتے ہین اوسمین ریا کرتے ہین حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ بندہ جب ریا کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو تو میرا بندہ مجھسے کیسی ٹھٹھول کرتا ہے جن کامون مین ریا کرتے ہین اونکا بیان اعزیز جانو کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین لوگون کے سامنے پارسا بتاے تاکہ اونکے نزدیک اپنے تئین آراستہ کرے اور اونکے دلون مین اچھی جگہہ کرلے تاکہ لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین اور نیک جانین یہ مطلب اسطرح سے ہوتا ہے کہ جو چیز دین مین پارسائی اور بزرگی کی دلیل ہے اوسے لوگون پر ظاہر کرے اور دکھاے اسکی پانچ قسمین ہین پہلی قسم بدن کی ظاہری صورت ہے مثلاً آدمی اپنا چہرہ زرد کرلے تاکہ لوگ جانین کہ رات کو نہین سوتا ہے اور اپنے تئین دبلا بناے تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی ہی ریاضت کرتا ہے اور روتی صورت بناے رکھے تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ دین کے غم مین ایسا ہو رہا ہے اور بالون مین کنگہی نہ کرے تاکہ لوگ جانین کہ اسے اتنی بھی مہلت نہین ہے اور خود فراموش ہے اور آہستہ آہستہ بات کرے آواز نہ نکالے تاکہ لوگ سمجھین کہ اوسکے دل مین وقار دین ہے اور مرد متدین ہے اور ہونٹھ خشک رکھے تاکہ لوگ جانین کہ روزے رکھتا ہے چونکہ یہ باتین لوگون کے پندار کا سبب ہوتی ہین تو انکے ظاہر کرنے مین حلاوت اور لذت ہوتی ہے اسیواسطے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو چاہیے بالون مین کنگہی کرے تیل لگاے اور ہونٹھون مین تیل ملے تاکہ کوئی اوسے روزہ دار نہ جانے دوسری قسم کپڑے کے سبب سے ریا ہوتی ہے مثلاً صوف پہنتا ہے اور موٹا جھوٹا میلا پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے تاکہ لوگ اوسے زاہد سمجھین یا نیلا لباس گدڑی کی صوفیانہ جانماز رکھتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ صوفی ہے اور صوفیون کے حالات سے اوسمین کچھ بھی ہو یا پگڑی کے اوپر سے چادر اوڑہتے اور چمڑے کی جرابین پہنے تاکہ لوگ جانین کہ طہارت مین محتاط ہے اور محتاط ہو نہین یا پیراہن اور چادر کہنہ تاکہ لوگ سمجھین کہ عالم ہے اور ہو نہین لباس مین ریا کرنے والون کے دو فریق ہوتے ہین ایک گروہ عوام الناس کی قبولیت کا جویا رہتا ہے اور پھٹے پرانے اور میلے کپڑے پہنتا ہے اگر اس جماعت سے کہین کہ تو نفیس کپڑے جو حلال سے ہے اوسے پہنو تو یہ امر انپر موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے کہ لوگ کہین گے کہ زاہد ہوکے باز آیا دوسرے گروہ کے لوگ سب خاص و عام اور بادشاہ کے نزدیک قبولیت کو ڈھونڈھتے ہین ان لوگون کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر پرانے کپڑے پہنتے ہین تو بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوتے ہین اور اگر لباس فاخرہ پہنتے ہین تو عوام کی نگاہ مین ذلیل ہوتے ہین تو کوشش کرتے ہین کہ باریک صوف اور گل بوٹہ دار لنگیان رنگین جیسا صالحون اور زاہدون کے کپڑون کا رنگ ہوتا ہے تاکہ عوام تو اوسکا ظاہر دیکھین اور اوسکی قیمت امیرون کے لباس کے برابر ہوتی ہے تاکہ بادشاہ حقارت سے نہ دیکھین ان لوگون مین سے اگر کسی سے کہیے کہ غزیا توزی کا لباس پہن

گوکہ اوسکی قیمت انکی لنگی کی قیمت سے بہت کم ہوتی ہے مگر اوسسے موت کی سختی کے برابر جانتا ہے غرضکہ جو لباس پہننے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام جانینگے کہ زاہد اور پرہیزگار ہی سے وہ پشیمان ہوا اوسسے پہن نہین سکتا تو وہ احمق جب دل مین سمجھتا ہے کہ یہ لباس حلال ہے اور دینداروں نے اسے پہنا ہے تو بازار مین نہین پہن سکتا گھر مین چھپا کر پہن سکتا ہے اسقدر نہین جانتا کہ اس فعل سے خلق کو پوجتا ہے اور شاید کہ جانتا ہوگا پاک نہ کیتا ہو تیسری قسم بات مین ریا ہے مثلاً لب ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ یہ ذکر سے کبھی آسودہ نہین ہوتا اور شاید کچھ ذکر کرتا ہو لیکن اگر چاہے کہ دل سے ذکر کرے لب ہلائے تو نہوسکے کیونکہ ڈرتا ہے کہ لوگ نہ جانینگے کہ یہ ذکر کرتا ہے یا لوگون کے سامنے جیسا احتساب کرتا ہے خلوت مین ویسا نہین کرتا یا صوفیون کی باتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ علم تصوف مین بڑا کامل ہے یا ہر وقت سر جھکا جھکا کر گردن ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ وجد مین ہے یا آہ کرتا ہے یا غمگین دکھائی دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھین کہ دین اسلام کا غم کھا رہا ہے یا حدیثین اور حکایتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ کہین کہ یہ شخص بڑا عالم ہے اور اسنے بہت پیرون کو دیکھا اور سیر و سفر کیا ہوگا چوتھی قسم عبادت مین ریا ہے مثلاً جب کوئی دوسرے آیا تو اوسکے سامنے اچھی طرح سے نماز پڑھتا ہے سر جھکا کر رکوع سجود لمبے کرتا ہے اور ادہر اودہر نہین دیکھتا یا لوگون کو جتا کر خیرات دیتا ہے اور ایسے بہت سے امور ہین اور لوگون کے سامنے چلتے وقت آہستہ چلتا ہے اور سر آگے جھکائے رہتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے تو ہر طرف دیکھتا ہوا جلدی جلدی چلتا ہے جب دور سے کوئی نظر آجاتا ہے تو آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے پانچوین قسم یہ ہے کہ ظاہر کرے کہ میرے مرید اور شاگرد بہت ہین اور سردار اور امیر لوگ میرے سلام کو آتے ہین اور مجھسے برکت لیجاتے ہین اور علما میری تکریم کرتے ہین اور مجھے اچھا جانتے ہین اور کبھی یہ باتین اوسکی زبان پر آتی ہین کہ مثلاً اگر کسی سے لڑتا ہے تو کہتا ہے کہ تو کون ہے اور تیرا پیر اور مرید کون ہے مین نے اتنے پیرون سے ملاقات کی ہے اتنے برس فلانے مرشد کی حضوری مین رہا ہون تو نے کسے دیکھا ہے اور ایسی باتین کرتا ہے اور اس سبب اپنے اوپر بہت رنج گوارا کرتا ہے اور کھانے پینے مین ریاضت ہی آسان ہے ایک راہب تھا اوسنے اس غرض کے واسطے کہ لوگ جانتے ہین اور اوسکی تعریف کرتے ہین اس امر کے واسطے اپنی غذا گھٹاتے گھٹاتے ایک چنے کی غذا کر دی تھی اگر عبادت مین اظہار پارسائی کے واسطے ہون تو یہ سب باتین حرام ہین اسواسطے کہ پارسائی خدا ہی کے واسطے کرنا چاہیے لیکن جو کام عبادت نہو اگر اوسکے سبب قبولیت اور جاہ طلب کریگا تو درست ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص بہت اچھے کپڑے پہنکر اور نہایت آراستہ ہوکر باہر نکلے تو مباح ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس جمال سے اپنی مروت ظاہر کرتا ہے پارسائی نہین بلکہ اگر کوئی شخص علم لغت اور علم نحو اور علم حساب اور علم طب کے سبب اپنی فضیلت ظاہر کرے یا ایسی چیز کے سبب جو نہ علم دین مین سے ہو نہ عبادت کے واسطے تو یہ ریا مباح ہے کیونکہ ریا طلب جاہ کا نام ہے اور یہ ہم بیان کر چکے ہین کہ طلب جاہ اگر حد سے تجاوز نہ کرے تو مباح ہے لیکن طاقت اور عبادت سے نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن باہر جانا چاہا کہ اصحاب جمع تھے پانی کے گھڑے مین دیکھکر آپ نے اپنے بال اور عمامہ درست کر لیا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا ہان حق سبحانہ تعالی اپنے بندے سے اس امر کو دوست رکھتا ہے

کہ جب اپنے بہائیون کو دیکہنے جانے لگے تو اونکے واسطے تجمل کرلے اور اپنے تئین سنوار لے ہرچند کہ یہ فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے اصل دین تہا کیونکہ آپ اس بات کے مامور تہے کہ لوگون کے دل اور نظر مین اپنے تئین آراستہ رکہین تا کہ آپکی طرف لوگ زیادہ میل کرین اور پیروی کرین لیکن اگر کوئی اور یہ فعل تجمل کے واسطے کرے تو درست ہے بلکہ سنت ہے اسکے فائدون مین سے ایک یہ بات ہے کہ اگر آدمی اپنے تئین پریشان صورت رکہیگا اور مروت نہ نگاہ رکہیگا تو لوگ اوسکی غیبت کرینگے اور اوس سے نفرت کرین گے اور وہی خود اسکا سبب ہوگا لیکن اگر عبادت مین ریا ہو تو دو سبب سے حرام ہے ایک سبب تو یہ ہے کہ اسمین دغا ہے کہ لوگون کو دکہاتا ہے کہ مین اس عبادت مین مخلص ہون اور چونکہ اوسکا دل خلق کی طرف نگران ہے وہ مخلص نہین ہے اور اگر لوگ جانین گے کہ یہ ہمارے واسطے کرتا ہے تو اوسے دشمن ٹھہرائین گے اور قبول نہ کرینگے دوسرا سبب یہ ہے کہ روزہ و نماز تو خدا کی عبادت ہے جب بندون کے واسطے کیا تو حق تعالی کے ساتھ ٹھٹھول کی اور ضعیف اور عاجز بندہ کو ایسے کام مین مقصود رکہا جسمین حق تعالی مقصود اور معبود ہوتا ہے اسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ کے تخت کے سامنے خدمت کے واسطے کہڑا ہوا اور اوسکی غرض یہ ہو کہ کسی غلام یا لونڈی کو دیکہے اور بادشاہ کو جتائے کہ مین کہڑا ہون اور مقصود اور ہی چیز ہے تو یہ بادشاہ کے ساتھ ہلکا پن اور دل لگی بازی ہے کیونکہ دوسری غرض اوسکے نزدیک بادشاہ کی خدمت سے زیادہ اہم ہوئی اسیطرح جو شخص نماز کو کہڑا ہوا اور حقیقت مین رکوع سجود اور کسیکے واسطے کرتا ہے تو اگر سجود اوسکی تعظیم کے واسطے ہوگا تو خود شرک ظاہری ہے آدمی کی تعظیم اسوجہ سے ہوئی کہ اوسکی قبولیت بہی مقصود ہے حتی کہ خدا کو تو سجدہ کرتا ہے اور آدمی کی قبولیت حاصل کرتا ہے یہ یا شرک خفی ہے شرک جلی نہین

ریا کے درجون کا بیان

ایعزیز جانو کہ ریا کے درجے مختلف ہین کوئی درجہ بہت بڑا ہے ان درجون کا تفاوت تین اصلون سے ہے پہلی اصل یہ ہے کہ قصد ریا بے قصد ثواب کے ہو جیسا کہ روزہ رکہتا ہے اور نماز پڑہتا ہے اگر اکیلا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہت بڑی ریا ہے اسکے سبب سے بڑا عذاب ہوگا اور اگر ثواب کا قصد بہی رکہتا ہے لیکن اگر تنہا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہی پہلے درجے کے قریب قریب ہے اور خفیف سا قصد اوسے حق تعالی کے غصہ سے نہ بچائیگا اور اگر ثواب کا قصد غالب ہے جیسا کہ اگر اکیلا ہوتا تو بہی کرتا لیکن اگر کوئی دیکہتا ہے تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز روزہ اوسپر آسان تر ہو جاتا ہے تو ہم یہ امید رکہتے ہین کہ اس کی عبادت باطل اور ثواب حبط نہو جائے لیکن جسقدر ریا ہوگی اوسقدر عذاب کرین گے یا اوتنا ثواب کم دینگے اور دونون قصد برابر ہین ایک کو دوسرے پر غلبہ نہین تو یہ صورت شرکت کی ہے ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اس ریا کے سبب سے صحیح سلامت نہ بچ جائیگا بلکہ معذب ہوگا دوسری اصل اوس چیز کا تفاوت ہے جسمین ریا کرتے ہین وہ عبادت ہے اوسکے تین درجے ہین پہلا درجہ اصل ایمان مین ریا یہ ایمان منافق کا ہوتا ہے اوسکا انجام کار کافر سے بہی بدتر اور سخت تر ہوگا کیونکہ منافق باطن مین کافر بہی ہے اور ظاہر مین دغا بہی کرتا ہے ابتدائے اسلام مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین اب کم ہوتے ہین مگر اباحتی لوگ اور جو لوگ ملحد ہوگئے ہین اور شریعت اور آخرت کا ایمان نہین رکہتے ہین اور ظاہر مین اوسکے خلاف کرتے ہین

یہ بھی حال منافقون کا ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے دوسرا درجہ اہل عبادت کا ہے اور یہ ریا ہوتی ہے جیسے کوئی لوگون کے سامنے فرض نماز پڑھے یا روزہ رکھے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بڑی ریا ہے لیکن ویسی نہین ہے جیسے اصل ایمان مین ریا غرضکہ وہی جب خلائق کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کو خدا کے نزدیک سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکا ایمان ضعیف ہوگا اگرچہ کافر نہو جائیگا لیکن اگر توبہ نہ کریگا تو مرنے کے وقت خطر کفر مین رہیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اصل ایمان اور اصل فرائض مین ریا نہ کرے مگر سنتین کرے مثلاً نماز تہجد پڑھے اور صدقہ دے اور جماعت کے واسطے جائے اور عرفہ عاشورہ و دوشنبہ پنجشنبہ کے دن اسواسطے روزہ رکھے تا کہ لوگ اوسکی مذمت نہ کرین یا اوسکی تعریف کرین اور شاید سمجھے کہ اسکا کرنا نکرنا یکسان ہے کہ جسپر واجب نہین ہے اب سمجھے ثواب کی کچھ تمنا نہین ہے چاہیئے کچھ عذاب بھی نہو اور ایسا نہین ہے کیونکہ عبادتین خدا کے واسطے ہین انمین خلق کا کچھ حصہ نہین ہے جب خلق کے واسطے کریگا تو ایسی چیزمین جو خدا ہی کا حق ہے خدا سے خلق کو بہتر رکھا اور یہ خدا کے ساتھ دل لگی بازی ہے اور موجب عذاب ہوگا اگرچہ اوس شدت سے نہو جس شدت سے فرائض مین ریا کرنے سے ہوتا اور چوتھے درجہ مین صفات عبادت مین اور نفلون مین ریا کرنا بھی اسیکے قریب ہے مثلاً جب کسی کو دیکھتا ہے تو رکوع اچھی طرح سے کرتا ہے اور جب کسی کو نہین دیکھتا قرات بہت کرتا ہے طلب جماعت کرتا ہے اگلی صف کا قصد کرتا ہے زکوۃ بہتر مال مین سے دیتا ہے روزہ مین اپنی زبان محفوظ رکھتا ہے گوشہ مین بیٹھتا ہے اور تنہائی مین یہ باتین نہین کرتا تیسری اصل ریاکار کے مقصود کا تفاوت ہے کہ ریا سے ریاکار کو لابد کوئی غرض ہوگی اسکے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اوس سے جاہ مقصود ہو تا کہ اوس جاہ کے سبب سے کسی فسق اور گناہ کو پہونچے جیسا کہ اپنے تئین امین اور متقی اور شبہہ کی چیزون سے پرہیزگار بنا کر دکھاتا ہے تا کہ اوسے وقف کی چیزون کا اور قضا اور وصایا اور ودیعت اور امانت اور مال یتیم کا متولی کردین کہ وہ اونمین خیانت کرے یا زکوۃ اور صدقہ کا مال اوسے دین کہ مستحقون کو بانٹ دے یا راہ حج مین فقیرون پر نفقہ کرے یا صوفیون کی خانقاہ مین صرف کرے یا مسجد یا سرا اور پل اور اوسکی تعمیر مین خرچ کرے یا مجلس کرتا ہے اور اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاتا ہے اور کسی عورت کو گھورتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ عورت میرے ساتھ رغبت کرے تا کہ تیرے طور پر اوسکے ساتھ دل بیٹھے یا کسی مجلس مین جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ کسی لڑکی یا لونڈے کو گھورے اور مثل اسکے بہت ہی سخت اور بد مقصود ہین کہ خدا کی عبادت کے حیلہ سے اوسکے گناہ مین مرتکب ہوا چاہتا اسیطرح شاید کسیکو کسی مال یا عورت کے ساتھ تہمت لگائین وہ اپنا مال صدقہ دیکر پرہیزگاری جتاوے تا کہ اوس تہمت سے بچے اور لوگ کہین کہ جو شخص اپنا مال تو صدقہ کرتا ہے وہ اورون کے مال کو کیونکر حلال جانیگا دوسرا درجہ یہ ہے کہ فعل مباح اوسکی غرض ہو جیسے کوئی وعظ اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاوے اس غرض سے کہ لوگ کچھ اوسے دین یا کوئی عورت اوسکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرے یہ شخص بھی حق تعالی کے عذاب مین ہے اگر اسکا گناہ ویسا سخت نہین جیسا پہلے درجہ کا ہوگا اسنے بھی خدا کی عبادت کو متاع دنیا کا جال کیا اور عبادت خدا کا تقرب اور ہدایت آخرت پانے کے واسطے ہوتی ہے سو جب اوسنے عبادت سے حصول دنیا کا قصد کیا تو بڑی خیانت کی تیسرا درجہ یہ ہے کہ اوسکو کسی چیز کی طلب اور خواہش نہو لیکن

اس بات سے عذر کرتا ہے کہ لوگ اوسے چشم حقارت سے دیکھین یہ چاہتا ہے کہ مجھے زاہدون اور صالحون کی طرح دیکھین مثلاً
جاتا ہے جب کسی کو دیکھتا ہے تو بہت آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے پیرون کی طرح چلنے لگتا ہے تاکہ لوگ یہ
دیکھین کہ وہ اہل غفلت مین سے ہے اور جانین کہ راہ مین بھی دین کے کام مین رہتا ہے یا ہنسی آتی ہو اور روک لے تاکہ
لوگ یہ کہین کہ بیہودہ پن اسپر غالب ہے یا اس خوف سے مزاح نکرے کہ لوگ کہین گے کہ مسخراپن کرتا ہے یا آہ سرد کھینچے
اور استغفار کرے اور کہے سبحان اللہ آدمی کس غفلت مین پڑا ہے با وجود اون چیزون کے جو درپیش ہین ہمین غفلت کا
کیا محل ہے اور حق تعالیٰ اوسکے دل کا دانا ہے حال یہ ہے کہ اگر وہ تنہا ہوتا تو استغفار اور افسوس نکرتا یا اوسکے سامنے لوگ
کسی کی غیبت کرین تو کہے کہ آدمیکو اس سے زیادہ ضروری کام ہے آدمی کو اپنے عیب اور غیبت مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ
لوگ جانین کہ غیبت نہین کرتا یا لوگون کو دیکھے کہ تراویح اور تہجد کی نماز پڑھتے ہین یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتے ہین
اور اگر وہ نکریگا تو اوسے کاہل جانین گے اس خوف سے اونکی موافقت کرے یا عرفہ اور عاشورہ کے دن روزہ رکھے
اور پیاسا ہو کر پانی نہ پیئے تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے یا یہ سمجھائین کہ روزہ دار نہین ہے یا کوئی کہے کہ کھانا کھاؤ تو
کہ مجھے عذر ہے یعنی مین روزہ دار ہون اور ہو نہین یہ جواب دیکر دو پلیدی جمع کرتا ہے ایک نفاق کیونکہ حقیقت مین روزہ دار
نہین ہے دوسرے یہ کہ یہ جتاتا ہے کہ مین صریح نہین کہتا ہون کہ روزہ دار ہون اور اپنی عبادت کو پوشیدہ کرتا ہون کیونکہ
مین کہتا ہون کہ مجھے عذر ہے یہ نہین کہتا کہ روزہ دار ہون اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین مخلص بھی ظاہر کرے اور شاید کہ صبر
نہ آسکے اور پانی پیکر عذر کرنے لگے کہ مین کل بیمار اور رنجور تھا آج روزہ نہ رکھ سکا یا فلانے آدمی نے میرا روزہ کھلوا ڈالا اور
شاید کہ فوراً نہ کہے کہ لوگ ریا سمجھین بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر کر کہین کی کوئی بات نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری مان کو نہایت ضعف
قلب ہے کہ لوگ سمجھین کہ اگر بیٹا روزہ رکھے تو مان ہلاک ہوجائے یعنی اپنی مان کی خاطر کے واسطے روزہ نہین رکھتا یا کہے کہ
آدمی جب روزہ رکھتے ہین تو رات کو نیند جلدی آتی ہے اور شب بیداری نہین کرسکتے غرضکہ جب ریا کی پلیدی دل مین آتی
ہے تو یہ باتین اور اسکے مثل اور باتین شیطان زبان سے نکلواتا ہے اور قاری جاہل اس سے غافل ہین کہ اپنی خیرات کو کھاتے ہین
اور اپنی عبادت کا نقصان کرتے ہین اس ریا کا پہچاننا آسان ہے اور بعضی ریا چیونٹی کے پاؤن کی آواز سے بھی زیادہ
پوشیدہ ہے کہ ہر کسی اور ہر عالم اوسکے پہچاننے سے [illegible] عاجز ہین [illegible] ہے مین جو ریا چیونٹی
کی چاپ سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اوسکا بیان اللہ ہی جانتا ہے کہ بعضی ریا تو ظاہر ہے جیسے کوئی شخص
لوگون کے بیچ مین تہجد کی نماز پڑھے اور اگر اکیلا ہو تو نہ پڑھے اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ ہمیشہ تہجد پڑھنے کی
عادت ہو لیکن اگر کوئی شخص موجود ہو تو زیادہ خوشی سے پڑھے اور پڑھنا بہت آسان اوسے معلوم ہو یہ ریا بھی ظاہر
ہے چیونٹی کی چاپ کے مثل نہین ہے کیونکہ اسے پہچان سکتے ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ریا ہوتی ہے
جیسے کہ دوسرے کو دیکھنے سے تہجد مین خوشی بھی نہ بڑھے آسان بھی نہ معلوم ہو جسطرح ہر شب نماز پڑھتا تھا ویسا ہی پڑھے

اور فی الحال کوئی علامت نہ ظاہر ہو لیکن جسطرح لوہے مین آگ ہوتی ہے اوسطرح دل مین ریا ہوا اور اوسکا اثر اوسوقت ظاہر ہوگا
جبکہ لوگ جان جائین کہ یہ شخص اس صفت پر ہے تو یہ خوش ہو اور اپنے دل مین کشادگی اور انبساط دیکھے یہ فرحت و انبساط اس
بات کی دلیل ہے کہ ریا اوسکے باطن مین پوشیدہ ہے اگر فرحت کو انکار اور کراہیت سے دور نہ کریگا تو اس بات کا خوف رہیگا
کہ مبادا یہ چھپی ہوئی رگ جنبش مین آجاوے اور در پردہ چاہے کہ ایسا کوئی سبب کیجیے کہ لوگ آگاہ ہوجائین اگر صراحۃً نہ کہے تو
کنایۃً کہے اور اگر کنایۃً بھی نہ کہے تو انداز اور وضع سے ظاہر کرے اپنے تئین جھکا ہوا اور شکستہ دل کمائے تاکہ لوگ جانین کہ
شب بیدار رہتا ہے اور ریا کبھی اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتی ہے وہ اسطرح پر ہوتی کہ آدمی نہ تو خلق کے مطلع ہونے سے
خوش ہو اور نہ لوگون کے حاضر اور موجود ہونے سے نشاط ہے لیکن اگر ریا سے دل خالی نہوگا تو اوسکی علامت یہ ہے کہ اگر
کوئی شخص اوسکے پاس پہونچیگا اور پہلے سلام نہ کریگا تو یہ اپنے دل مین تعجب دیکھیگا اور اگر کوئی شخص اوسکی حرمت اور تعظیم
فرو گذاشت کریگا یا خوشی سے اسکے کام کاج مین مستعد نہ رہیگا یا خرید و فروخت مین اوسکی کچھ رعایت اور خاطر نہ کریگا یا اوسکو
اچھی جگہ بیٹھنے کو نہ دیگا تو وہ اپنے دل مین تعجب ہوگا اور انکار کریگا اگر وہ عبادت پوشیدہ نہ کی ہوتی تو یہ تعجب نہوتا تو گویا اوسکا
نفس اوس عبادت کے سبب عزت اور حرمت کا تقاضا کرتا ہے غرضکہ جبتک عبادت کا ہونا اور نہونا آدمی کے نزدیک یکسان نہو جاے
تبتک اوسکا دل ریاے خفی سے خالی نہین کیونکہ اگر وہ کسی کو ہزار دینار دیکر لاکھ دینار کی چیز لینا چاہے تو کسی پر احسان نہ کریگا اور
اپنی عزت اور حرمت کا آرزو مند نہوگا اور اس امر کا ذکر نا اور نہ کرنا اوسکے نزدیک لوگون کے حق مین برابر ہوگا تو جب سعادت ابدی تک
پہونچنے کے واسطے خدا کی کچھ عبادت کرتا ہے تو اوسکے عوض مین اپنی عزت اور حرمت کی امید کسی سے کیون رکھنا چاہیے تو
یہ ریا سب ریاؤن سے زیادہ خفی ہے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن پڑھنے ہوؤن سے
کہین گے کیا تمہارے ہاتھ لوگون نے سودا بہت سستا نہین بیچا اور کیا تمہارے کام کاج مین مستعد نہین رہے اور کیا پہلے
تمہین سلام نہین کیا یعنی یہ سب باتین تمہارے اعمال کی خبر تھین جو تم حاصل کرچکے اور تمنے اپنے اعمال کو خالص نہین رکھا
ایک شخص جو خلق سے بھاگ کر عبادت مین مشغول ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم فتنہ سے بھاگے ہین اور خوف ہے کہ ہمارے کام مین
خلق کے سبب سے کچھ فتنہ نہ پیدا ہوجاوے کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ ہماری عزت اور حرمت اور ہمارا حق نگاہ
رکھے اسی سبب سے مخلص لوگون نے کوشش کی ہے تاکہ اپنی عبادت کو اسطرح چھپائین جسطرح فواحش اور برائی کو کیونکہ وہ جانتے تھے
کہ جو عبادت خالصاً للہ ہو وہی قیامت کے دن قبول ہوگی انکی مثل اوس شخص کے مانند ہے جو حج کو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ
جنگل مین زر خالص ہی چلیگا اور وہان جان کا خطرہ ہوگا تو وہ زر خالص سفر لیے پیدا کرتا ہے اور جو سونا کھوٹا ہوا اوسے [illegible]
دیتا ہے اور حاجت کے دن کو نگاہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن سے زیادہ کسی دن خلق محتاج نہوگی اور جو کوئی آج عمل خالص
نہین کرتا تو واسطے قیامت کو خراب رہیگا اور کوئی اوسکا ہاتھ نہ پکڑیگا جبتک آدمی یہ فرق کرتا ہے کہ میری عبادت چار پایہ
دیکھتا ہے یا آدمی تبتک ریا سے خالی نہین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہین جو ریا بالکل پوشیدہ اور تھوڑی

وہ تک شرک ہے یعنی خدا کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرنا ہے جب خدا تعالی کے علم کو بس نہ سمجھا تب تو اور کے جاننے سے اوسکی عبادت مین اثر کیا **فصل** الغرض جانتو کہ جو شخص اس سبب سے خوش ہوتا ہے کہ لوگون کو اوسکی عبادت کی اطلاع ہو وہ ریا سے خالی نہین اور جو خوشی کہ یہ ہوتی ہے اوسکے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اس خیال سے خوش ہو کہ اوسنے عبادت پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور حق تعالی نے اوسکے بے قصد ظاہر کردی اور گناہ و قصور بہت سے کیے تھے وہ خدا نے نہ ظاہر کیے اور یہ سمجھکر خوش ہوتا ہے کہ اوسپر حق سبحانہ تعالی کا یہ فضل و کرم ہے کہ اوسکی برائی پوشیدہ رکھتا ہے اور نیکی ظاہر کرتا ہے تو یہ خوشی حق سبحانہ تعالی کے فضل و کرم کے سبب سے ہے لوگون کی تعریف اور قبولیت کی وجہ سے نہین جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی خوش ہو اور سمجھے کہ حق سبحانہ تعالی نے میری برائی دنیا مین پوشیدہ رکھی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت مین بھی پوشیدہ رکھیگا کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ حق سبحانہ تعالی ایسا کریم ہے کہ اوس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ دنیا مین بندے کے گناہ چھپائے اور آخرت مین رسوا کرے تیسرا درجہ یہ ہے کہ یہ سمجھکر خوش ہو کہ لوگ ان کی عبادت دیکھی تو اوسکی پیروی کرینگے اور سعادت کو پہونچینگے تو حق تعالی اسکے واسطے پوشیدہ کا ثواب بھی لکھینگے کہ اسنے پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور علانیہ کا ثواب بھی لکھینگے کہ بے اوسکے قصد کے عبادت ظاہر ہوگئی چوتھا درجہ یہ ہے کہ اس سبب سے خوش ہو کہ جسنے اسکی عبادت دیکھی وہ اسکی تعریف کرتا ہے اور اسکے ساتھ حسن عقیدت رکھتا ہے اور وہ اس تعریف اور عقیدے کے سبب حق سبحانہ تعالی کا مطیع رہتا ہے اور خدا کی طاعت سے خوش ہوتا ہے نہ اپنی جاہ سے جو لوگون کے نزدیک حاصل ہوئی اسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی طاعت سے مطلع ہو تو بھی ایسا ہی خوش ہو

اوس ریا کا بیان جو عمل باطل کر دیتی ہے

الغرض جانتو کہ ریا کا خیال یا عبادت کے پہلے یا بیچ مین ہوتا ہے پہلا وہ کہ جو خیال کہ عبادت کے پہلے ہوتا ہے وہ عبادت کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ نیت مین اخلاص شرط ہے اور اس خیال کے سبب اخلاص باطل ہوجاتا ہے لیکن اگر ریا اصل عبادت مین نہو مثلا ریا کے سبب اول وقت آدمی نماز کی جلدی کرے اور اگر تنہا ہوتا تو اصل نماز مین قصور نکرتا تو اول وقت کا ثواب باطل ہوگا اصل نماز چاہیئے تو باطل نہو درست ہو کیونکہ اصل نماز مین اسکی نیت پاک ہے جیسا کہ کوئی شخص غصب کیے ہوئے مکان مین نماز پڑھے تو فرض ادا ہوجائیگا اگرچہ گنہگار ہوگا لیکن نفس نماز کے سبب گنہگار نہوگا اسیطرح یہان پر بھی نفس نماز مین ریاکار نہین ہے بلکہ فقط وقت مین ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ نماز پوری کرے پھر ریا کا خطرہ گذرے اور نماز کا اظہار کرے تو پڑھی ہوئی نماز باطل نہوگی لیکن اس خیال ریا کے سبب معذب ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے کل سورہ بقر پڑھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ عبادت سے اوسکے یہی نصیب تھا یعنی جو اظہار کیا ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین برابر روزے رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو نہ روزہ دار ہے نہ روزہ خوار محدثین نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ تو نے اظہار کیا تو روزہ باطل ہوگیا اور ہمارے نزدیک ظاہرا یہ معنی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ اسلیے فرمایا کہ اوسکے اظہار سے جانا کہ عبادت کے وقت ریا سے یہ خالی نتھا لیکن اگر

خالی ہو تو جو عبادت کہ درست ادا ہوئی اور تمام ہو گئی پھر ریا سے اوسکا باطل ہو جانا بعید ہے اور اس حدیث کے یہ معنی بہی کہتے ہین
کہ برابر روزہ رکھنا منع ہے لیکن جو ریا کا خیال عبادت کے درمیان آ گئے تو اگر اصل عبادت کی نیت کو مغلوب کرے تو عبادت باطل ہو جائیگی
شاید نظارہ بازی کی چیز سامنے آئی یا کوئی چیز گم گئی تہی وہ یاد پڑی اور اگر لوگ نہوتے تو نماز توڑ دیتا اور شرم سے نماز تمام کی یہ نماز
باطل ہو گی کیونکہ عبادت کی نیت جاتی رہی اور یہ کہڑا رہنا لوگون کے واسطے ہے اور اگر اصل نیت برقرار ہے مگر لوگون کے دیکھنے سے
خوشی پیدا ہوا اور نماز اچہی طور پڑہنے لگے تو ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز باطل نہوگی اگرچہ اس ریا کے سبب سے گنہگار ہوگا لیکن اگر
کوئی شخص اوسکی عبادت دیکھے اور وہ اوسکے سبب سے خوش ہو تو حارث محاسبی کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ اوسکی نماز
باطل ہو گی یا نہین اور کہتے ہین کہ مین اس امر مین متوقف تہا اور مجہے ظن غالب یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائیگی پہر کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے
کہ کسی نے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنی عبادت پوشیدہ کرتا ہون لیکن لوگ جب اوس سے
واقف ہو جاتے ہین تو مین خوش ہوتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجہے دو اجر ملین گے ایک عبادت پوشیدہ کا اجر
دوسرے علانیہ کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی اسناد متصل نہین اور شاید کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس سے یہ بات مراد لی ہو کہ فراغت کے بعد عبادت ظاہر ہوا اور عبادت کرنیوالا خوش ہو یا یہ مراد لی ہو کہ اپنی عبادت کے ظاہر ہو جانے
حق تعالی کے فضل سے خوش ہو جیسا کہ ہمنے قبل اسکے بیان کیا ہے اس دلیل سے یہ معنی مراد ہو سکتے ہین کیونکہ کوئی نکہے گا کہ لوگون کے
مطلع ہونے پر خوش ہونا زیادتی اجر کا سبب ہے اگرچہ گناہ کا سبب نہو یہ حارث محاسبی کی تقریر ہے اور ہمارے نزدیک معنی ظاہر
یہ ہین کہ جسقدر جو خوشی ہو وہ جب عمل مین زیادتی نکرے اور اصل نیت برقرار ہے اور اوس نیت کے حکم سے عمل کرے تو نماز باطل
نہوگی ریا کے سبب سے دلکو جو بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور اسکے علاج کا بیان اے عزیز جاننا کہ یہ بڑی بیماری
ہے اسکا بڑا ہی علاج واجب ہے سب کوشش کامل کے علاج پذیر نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ بیماری مزاج دل کے ساتھ ملی ہوئی
ہے اور دل مین دخیل ہو گئی ہے مشکل سے علاج پذیر ہوتی ہے اس بیماری کی باعث کا سبب یہ ہے کہ آدمی بچپن سے دیکہتا
کہ لوگ باہم دوسرے ریا کا لحاظ رکہتے اور ایک دوسرے کی نگاہ مین اپنے تئین آراستہ کرتے ہین اور اکثر دین کے ساتہ انکا یہی شغل
ہوتا ہے تو یہ عبادت بچے کے دل مین اوگنے لگتی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جب تک عقل کامل ہو جاوے اور وہ
جان لے کہ یہ زیان کاری ہے تب تک وہ عادت غالب ہو جاتی ہے اسکا دور کرنا مشکل ہو جاتا ہے کوئی شخص اس بیماری سے
خالی نہین ہوتا اور یہ مجاہدت تمام خلق پر فرض عین ہے اور اس معالجہ مین دو مقام ہین ایک بالاصل کہ اس مادہ کو باطن سے
قطع کرے اور یہ علم وعمل سے مرکب ہے علمی یہ ہے کہ اس بات کو ضروری جانے کہ آدمی جو کچہ کرتا ہے اس سبب کرتا ہے کہ اوس
اسوقت کچہ لذت ہو جب یہ جان لیگا کہ انجام کو اسکا ضرر ہے یہ ہے کہ اوسکی طاقت نہین رکہتا تو اوس لذت سے دست بردار
ہو جانا اوسپر آسان ہو جائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہے لیکن اوس سے عذر کرنا اوسپر
آسان ہو جائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہے لیکن اوس سے عذر کریگا اور اصل یا اگرچہ باطل

تو جاہ و منزلت کی محبت سے نکلتی ہے لیکن تین جڑین ہین ایک جڑ ثنا و صفت کی محبت ہے دوسری جڑ خوف
مذمت ہے تیسری جڑ خلائق سے طمع رکہنا اسیواسطے تہا کہ اعرابی نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچہا کہ آپ کیا فرماتے ہین اوس مرد کے حق مین جو حمیت دین کے سبب سے جہاد کرے یا اسواسطے کہ لوگ اوسکی
مردانگی دیکہین یا اسلیے کہ لوگ اوسکا ذکر کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسواسطے
جہاد کرتا ہے کہ کلمہ توحید بلند ہو وہ خدا کی راہ مین ہے یہ اشارہ ہے کہ آدمی اپنا ذکر اور اپنی تعریف طلب نکرے
اور مذمت سے نہ ڈرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اونٹ باندہنے کی رسی لینے
کی نیت سے جہاد کرے تو جو نیت کی ہے اوسکے سوا اور کچہ اوسے نہ ملیگا تو یہی تین باتین ریا کا سبب
ہوتی ہین ثنا و صفت کی حرص باینطور چہوڑنا چاہیے کہ قیامت کے دن اپنی رسوائی کا خیال کرے کہ برملا پون
پکارینگے کہ اے ریاکار اے فاجر اے گمراہ تجہے شرم نہ آئی کہ تو نے خدا کی عبادت لوگون کی تعریف کے
بدلے مین بیچ ڈالی اور دل خلق کی نگاہداشت کی خدا کی رضامندی سے کام نہ کیا اور خلق سے نزدیک ہونے کو
خدا سے دوری اختیار کی اور قبولیت خدا سے قبولیت خلق کو بہتر سمجہا اور خلق کی تعریف حاصل کرنیکو خدا کی مذمت پر راضی
ہوگیا حق سبحانہ تعالی سے زیادہ کوئی شخص تیرے نزدیک ذلیل و خوار نہتا کہ تو نے اوسکی رضامندی ڈہونڈہی اور اوسکے غصہ کا
اندیشہ نہ رکہا جب عقلمند آدمی اس رسوائی اور فضیحتی کو سوچیگا تو سمجہیگا کہ لوگون کی تعریف ان رسوائیون کے برابر نہین ہوسکتی
خصوصًا جب یہ سمجہیگا کہ جو عبادت مین کرتا ہون اسکے سبب سے نیکیون کا پلہ بہاری ہوگا اور جب ریا کے سبب سے یہ عبادت تباہ ہوگی
تو اسکے سبب سے گناہ ہونیکا پلہ بہاری ہوجائیگا اور اگر یہ ریا نہ کرتا تو انبیا اولیا کا رفیق ہوا ہوتا اب اسکے سبب سے دوزخ کے فرشتون
کے ہاتہہ پڑا اور شیطان کا ساتہی ہوگیا اور اسنے خلق کی رضامندی کے واسطے یہ سب کچہ کیا حالانکہ خود ان ہی کی رضامندی
حاصل نہین ہوتی کیونکہ ایک خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوتا ہے ایک اگر تعریف کرتا ہے تو دوسرا مذمت کرتا ہے پہر بالفرض
اگر سب تعریف ہی کرین تو اونکے ہاتہہ نہ اسکی روزی ہے نہ عمر نہ سعادت دنیا نہ سعادت آخرت کمال نادانی کی بات ہے کہ ذرا سی بات کے لیے
اپنا دل پریشان کرے اور منافقت کو بے غرض کے واسطے حق تعالی کے عذاب اور خفگی مین پڑے آدمی کو چاہیے کہ یہ باتین
اور یہی اور باتین اپنے دل پر تازہ رکہے اور طمع کا علاج اوس طور پر کرے جو محبت مال کے بیان مین ہمنے کہا ہے اور اپنے دل مین
یون فرض کرے کہ شاید یہ طمع وفا کرے اور اگر کرے بہی تو منت اور ذلت کے ساتہہ اور حق تعالی کی رضامندی دم نقد فوت
ہوتی ہے اور خلق کے دل سب حق تعالی کی مشیت کے مسخر نہین ہوتے اور جب خدا کی رضامندی حاصل کریگا تو وہ خود خلق
کے دلون کو مسخر کردیگا اور نہ حاصل کریگا تو اوسکی رسوائی آشکارا ہوجائیگی اور دل بہی نفرت کرینگے اور خوف مذمت خلق کا
علاج باینطور کرے کہ اپنے دل مین کہے کہ مین اگر حق تعالی کے نزدیک نیک اور محمود ہون تو خلق کی مذمت مجہے کچہ نقصان
نکریگی اور معاذ اللہ اگر خدا کے نزدیک برا اور مذموم ہون تو خلق کی ثنا و صفت کچہ فائدہ نہ دیگی اور اگر اخلاص اختیار کرے گا

اور پھر اگر سمندگی خلق سے دل پاک کریگا تو حق تعالی سب لوگونکو اوسکی دوستی سے آراستہ کر دیگا اور اگر ایسا نکریگا تو لوگ خود اوسکے نفاق اور اوسکی ریا کو جب پیٹھ پیچھے پہچان لین گے اور جس مذمت سے وہ ڈرتا ہے وہی پھر سامنے آئیگی اور خدا کی رضامندی تو فوت ہو ہی گئی اور جب دل حاضر کریگا اور اخلاص مین ایک ہی ہمت اور خیال باندہے رہیگا تو دل خلق کی مراعات سے نجات پائیگا اور انوار الہی اوسکے دل مین بھر جائین گے خدا کی مہربانی اور مدد اور عنایت متواتر ہوگی اور اخلاص اور اوسکی لذت کی راہ اوسکے دل مین کھل جائیگی اور علاج علمی یہ ہے کہ کار خیرات اور طاعات کو ایسا چھپائے جیسے کوئی فواحش اور معاصی کو چھپاتا ہے تاکہ عبادت مین خدا کے علم پر قناعت کی عادت ہو جائے یہ امر ابتدا مین دشوار ہوتا ہے لیکن جب محنت اور مشقت کریگا تو اوسپر آسان ہو جائیگا مناجات اور اخلاص کی لذت پانے لگیگا اور ایسا ہو جائیگا کہ اگر خلق دیکھے بھی تو وہ خود خلق سے غافل ہو دوسرا مقام تسکین ہے یعنی جب ریا کا خطرہ اور خیال آنے لگے تو اوسکو دور کرنا اگرچہ آدمی نے اپنے تئین ایسا کر لیا ہے کہ خلق کے مال و دولت اور ثنا و صفت سے بے طمع ہو گیا ہے اور یہ سب چیزین اوسکی نظر مین حقیر ہو گئین ہین لیکن عبادت مین خطرے اور وسوسے ڈالتا ہے پہلا خطرہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ بات جانے کہ کسی کو اطلاع ہو گئی ہے یا امید ہے کہ اطلاع ہو جائے دوسرا یہ کہ ایک رغبت دل مین پیدا ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لوگون کے نزدیک اوسے منزلت حاصل ہے تیسرا اس رغبت کا قبول کرنا ہوتا ہے حتی کہ اوسکے تحقیق کرنیکا قصد کرے تو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ پہلے خطرے کو دفع کرے اور اپنے دل مین کہے کہ مین خلق کی اطلاع کو کیا کرونگا کیونکہ خالق تو مطلع ہے اور مجھے اوسکی اطلاع کفایت کرتی ہے میرا کام خلق کے ہاتھ نہین ہے اگر دوسرا خطرہ قبول خلق کی رغبت مین پیدا ہو تو جو کچھ پہلے فرض کیا تھا اوسے یاد کرے کہ خلق کی قبولیت حق تعالی کے رد اور غصہ کے ساتھ کیا فائدہ دیگی تاکہ اوس رغبت کے مقابلہ مین اس خیال سے کراہت آئے وہ خواہش تو اوسے قبول خلق کیطرف بلاتی ہے یہ کراہت اوس سے منع کریگی اور جو بات بہت غالب اور بہت قوی ہوتی ہے نفس اوسیکا مطیع ہو جاتا ہے تو ان تینون خطرون کے مقابلہ مین تین کام اوسکو کرنے ایک تو یہ معرفت کہ خدا کی لعنت اور غصہ مین رہیگا دوسرے کراہت جو اس معرفت سے پیدا ہو تیسرے یہ کہ ریا کے خطرے کو دور کرے اور شاید کہ ریا کی خواہش ایسا ازدحام کرے کہ دل مین کچھ جگہ باقی نہ رہے اور معرفت اور کراہت سامنے بھی نہ آنے پائے اگرچہ اسکے پہلے اپنے دل مین بہت کچھ فرض کر چکا ہو اور جب ایسا ہو جاوے تو شیطان کی جیت ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنے تئین حلم اور بردباری پر قائم رکھتا ہے اور غصہ کی آفتین اپنے دل مین خوب سوچ چکا ہے جب وقت آئے تو غصہ غالب ہو جائے اور وہ سب بھول جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ معرفت تو حاصل ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ ریا ہے لیکن چونکہ خواہش قوی ہو تو کراہیت نہ پیدا ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کراہیت بھی ہو لیکن اوسیا خواہش سے نہ برآئے اور اوسے دفع نہ کر سکے اور خلق کی قبولیت کی طرف میل کرنے لگے اور بہت عالم ایسے ہوتے ہین کہ جانتے ہین کہ ہم ریا کے ساتھ لوگون سے بات کرتے ہین اور یہ ہمارے واسطے نقصان کی بات ہے لیکن کہتے ہین اور توبہ مین تاخیر کرتے ہین تو ریا کو دفع کرنا قوت کراہت کے قدر ہوتا ہے اور قوت کراہت قوت معرفت کے قدر ہوتی ہے اور قوت معرفت قوت ایمان

کے قدر ہوتی ہے اور اسکی امداد ملائکہ سے ہوتی ہے اور ریا خواہش دنیا کے قدر ہوتی ہے اور اوسکی مدد شیطان
سے ہوتی ہے اور آدمی کا دل ان دو لشکر متنازع کے درمیان ہوتا ہے اور اوسے ہر لشکر کے ساتھ ایک مناسبت
ہے جسکی مناسبت بہت غالب ہوتی ہے اوسکے اکثر کو بہت قبول کرتا ہے اور اوسکی طرف بہت میل کرتا ہے اور یہ
مناسبت آگے سے حاصل کیے رہتا ہے کیونکہ نماز کے پہلے بندہ اپنے تئین ایسا کر لیتا ہے کہ فرشتون کے اخلاق اوسپر
بہت غالب ہوگئے یا وصف اسکے شیاطین کے اخلاق اوسپر غالب تر ہوتے ہین جب عبادت کے
اندر ریا کا خیال آتا ہے تو وہی ظاہر ہونے لگتے ہین اور تقدیر ازلی اسے ایسی جگہ کھینچ لیجاتی ہے جو قسمت ازلی سے
اوسکے حصہ مین ہے وہ ملائکہ کی مشابہت کا غلبہ ہو یا شیطان کی مناسبت کا فصل الغرض جب ریا کے متقاضی کے ساتھ تونے
خلاف کیا اور دل سے اوسکے ساتھ کارہ ہوا پھر اگر تجھ مین اوسکی خواہش اور وسوسہ باقی رہے تو تو اسکے سبب ماخوذ نہوگا کیونکہ
وہ تو آدمی کی طبیعت ہے اور تجھے یہ حکم نہین ہے کہ تو اپنی طبیعت کو زائل کرے بلکہ یہ حکم ہے کہ تو اپنی طبیعت کو مغلوب اور
مقہور اور زیردست کرے تاکہ تجھے دوزخ مین نہ ڈالے جب تو اسپر قادر ہوگیا کہ جو کچھ طبیعت نے حکم کیا تونے اوسکی تعمیل نہ کی تو
اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تیری مقہور اور زیردست ہے حکم الہی بجالانے کو اسقدر کافی ہے اور اوس خواہش سے تیری
کراہیت اور مخالفت اون خواہشون کا کفارہ ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمین ایسے وسوسے اور خطرے آتے ہین کہ اگر ہمین آسمان پر سے
پھینکدین تو یہ اوس سے بہتر ہے اور ہم اون وسوسون سے کارہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان تمنے پائی
پائی اونہون نے عرض کیا جی ہان فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور وہ وسوسے حق تعالی کے حق مین گذرتے تھے اونسے کراہت کرنا
صریح ایمان ہے پس جب کراہت اوسکا کفارہ ہوتی ہے تو جو کچھ خلائق کے وسواس سے علاقہ رکھتا ہے وہ کراہت سے بطریق
اولے محو ہو جایگا لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ایسے وسوسہ مین مخالفت نفس اور شیطان کی قوت پائی تو شیطان
اوسکا قصد کرتا ہے اور اوسے بتاتا ہے کہ اوسکے دین کی بھلائی اسمین ہے کہ اس وسوسہ مین شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین
مشغول ہو اور یہ دل کا جھگڑے مین مشغول ہونا مناجات کی لذت کھو دیتا ہے یہ خطا ہے اور یہ امر چار درجون پر ہے ایک تو یہ کہ
شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین اوقات ضائع کرے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسی پر اقتصار کرے کہ اوسکی تکذیب کرکے دفع کرے
اور مناجات مین مشغول ہو جائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ تکذیب اور دفع مین بھی نہ مشغول ہو کیونکہ جانتا ہے کہ اسمین بھی کچھ وقت
ضائع ہوگا اوسکی طرف التفات ہی نہ کرے اور مناجات مین مشغول ہو جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ اخلاص کی حرص اور کوشش
زیادہ کرے کیونکہ جانتا ہے کہ شیطان کو اس سے غصہ آتا ہے اور اوسکی طرف خود التفات بھی نہ کرے اور کا ملتر درجہ یہی ہے
کیونکہ شیطان جب اوسکی یہ صفت معلوم کریگا تو اوس سے ناامید ہو جایگا اسکی مثل اون چار شخصون کی سی ہے جو طلب علم کیلئے
جاتے ہون اور کوئی حاسد انکی راہ مین آکھڑا ہوا ایک کو منع کرے وہ اوسکی نہ مانے اور لڑنے کو مستعد ہو جائے اور اوقات ضائع کرے

وہ حاسد دوسرے کو منع کرے تو وہ اوسے دفع کردے لڑنے پر نہ آمادہ ہو اور تیسرا دفع کرنے میں بھی نہ مشغول ہو بلکہ التفات ہی نکرے اور جسطرح چلتا تھا اوسیطرح چلا جاے تا اوسکی تضییع اوقات نہو اور چوتھا اوسکی طرف التفات بھی کرے اور جلدی جلدی چلنے لگے تو اس حاسد نے اون دوسے تو کچھ اپنی مراد حاصل کی اور تیسرے سے کچھ مراد نہ حاصل ہوئی اور چوتھے سے باوصف اسکے کہ کچھ مراد حاصل کی اوسی کو کچھ زیادتی حاصل کرادی اگر اون تینوں کے منع کرنے سے وہ حاسد نہ پشیمان ہوگا تو اس چوتھے کے منع کرنے سے تو پشیمان ہوگا اور کہیگا کہ کاش مین منع نکرتا تو اولی اور انسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو شیطان کے وسوسے اور جھگڑے مین آدمی نہ پڑے اور مناجات ہی مین مشغول رہے **اظہار طاعت کی اجازت کا بیان** ایفرنیجا نتو کہ طاعت کو چھپانے مین یہ فائدہ ہے کہ آدمی ریا سے نجات پاے اور ظاہر کرنے مین بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ خلق اوسکی پیروی کرے اور خلق کو خیر کی رغبت زیادہ ہو اسیواسطے حق تعالی نے دونون کی تعریف کی اور فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اگر صدقہ آشکارا دو تو کیا خوب بات ہے اور اگر پوشیدہ دو تو بہتر ہے ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال چاہیے تھا ایک انصاری تھیلی لے آئے جب اونہین دیکھا تو اور لوگ بھی مال لانے لگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم مقرر کرے کہ اور لوگ بھی اوسمین اوسکی متابعت کرین تو اوسے اپنا بھی ثواب ہوگا اور دوسرون کی موافقت کا بھی اجر پاویگا اسیطرح جو شخص حج یا جہاد کو جانیوالا ہے تو پہلے سے اوسکا سامان کرے اور باہر نکلے تاکہ لوگون کو بھی حج یا جہاد کا شوق پیدا ہو یا تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے تاکہ اور لوگ بھی جاگ پڑین تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا سے بیخوف ہو اور اظہار دوسرون کی رغبت ہی کا سبب ہو تو اظہار فضل ہے اور اگر شہوت ریا نیز ہو اور دوسرون کی رغبت نہ پیدا ہو تو اوس شخص کو طاعت پوشیدہ رکھنا اولے ہے تو جو شخص کوئی عبادت ظاہر کیا چاہتا ہو اوسے چاہیے کہ ایسی جگہہ ظاہر کرے جہان ممکن ہو کہ لوگ اوسکی پیروی کرین اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے اہل و عیال اوسکی اقتدا کرتے ہین بازاری لوگ نہین کرتے اور کوئی ایسا ہوتا کہ بازاری لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین اور لوگ نہین کرتے اور ایک بات یہ ہے کہ اپنے دل پر نظر کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کا شوق اوسکے دل مین پوشیدہ ہوتا ہے اور اوسکو دوسرون کی اقتدا کے بہانہ سے ظاہر کرنے پر لاتا ہے تاکہ وہ ہلاک ہو جاے ضعیف کی مثل اوس شخص کی سی ہے جو پیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوبنے لگے دوسرے کا ہاتھ پکڑے تاکہ دونون ہلاک ہو جائین اور قوی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیرنے مین اوستاد ہو کہ آپ بچے اور دوسرون کو بھی بچا سکے یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کا درجہ ہے یہ سچا ہے کہ ہر ایک اسکا غرہ کرکے جو عبادت چھپا سکتا ہے اوسے نہ چھپاے اور اس امر مین سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرض کرے کہ لوگ اگر اوسکو نہین کہ تو اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھ تاکہ لوگ اور دوسرے عابد کی پیروی کرین اور سمجھے ویسا اجر ہو جیسا اظہار مین ہے تو اگر اپنے مین اظہار کی رغبت پاے تو یہ بات ہے کہ اپنی منزلت ڈھونڈھتا ہے ثواب آخرت نہین ڈھونڈھتا اور ایک خطر اظہار کا یہ ہے کہ طاعت سے فراغت کرنے کے بعد کہے کہ مین نے کیا کیا نفس کو اس کہنے مین لذت اور حلاوت ہوتی ہے تو یہ گناہ زیادہ

حکایت کرے تو زبان کو نگاہ رکھنا اور اظہار نہ کرنا واجب ہے تا وقتیکہ خلق کی تعریف اور مذمت اوسکے نزدیک اپنے حق مین برابر ہو جائے اور اونکی رد و قبولیت یکسان ہو جائے پھر جب یہ جان لے کہ کہنے سے اوروں مین رغبت خیر کی تحریک ہوتی ہے تو کہے جو بزرگ اہل قوت تھے اونہون نے ایسا بہت کیا ہے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی نماز ایسی نہین پڑہی جسمین میرے دل نے اس بات کے سوا کہ آخرت مین خدا مجھسے یہ فرمائیگا تو مین یہ جواب عرض کرونگا اور کوئی بات کی ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ مین نے سنا اوسے بالیقین حق جانا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ اور باک نہین کیونکہ مین صبح کو اوٹھتا ہون تو مجھے مشکل کام ہون یا آسان مین جان لیتا ہون کہ خیر کس مین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین صبح کو جس حال پر اوٹھتا ہون نہین چاہتا کہ وہ حال بدل جائے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ مین نے جب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نہ اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے چھوئی نہ گایا نہ جھوٹ بولا حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے مرتے وقت کہا کہ مجھپر نہ رو کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی گناہ نہین کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ قضائے الہی سے مجھپر ایسا کوئی حادثہ نہین گذرا جسے مین نے چاہا ہو کہ یہ نہوتا اور جو کچھ حق سبحانہ تعالی نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا مین اوسی پر خوش رہا یہ سب اہل قوت کی باتین ہین ضعیفون کو اسپر غرہ نہ کرنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے کامون مین ایسی نہین رکھین ہین کہ کوئی اون تہون کی طرف راہ نہین پاتا ہر شر کے نیچے ایک خیر ہے کہ ہم اوسکی طرف راہ نہین پاتے اور ریا مین خلق کے واسطے بہت خیر ہین اگرچہ اومین ریاکار کی ہلاکت اور تباہی ہے کیونکہ بہت لوگ ریا کی ساتھ اکثر کام کرتے ہین اور اشخاص جانتے ہین کہ یہ اخلاص کے ساتھ کرتے ہین اور یہ سمجھکر اونکی پیروی کرتے ہین حکایت کہتے ہین کہ بصرہ مین صبح کو یہ حال ہوتا تھا کہ لوگ جس گلی مین جاتے تھے ذکر اور قرآن کی آواز سنتے تھے اور اوسکی طرف خلق کی رغبت زیادہ ہوتی تھی ایک شخص نے دقائق ریا مین ایک کتاب لکھی اون لوگون نے وہ ذکر کرنا قرآن پڑہنا سب چھوڑ دیا اوس کتاب کے سبب سے رغبت مین فتور پڑ گیا لوگ کہتے کہ کاش یہ کتاب تصنیف نہ کرتا تو ریاکار اوروں پر تصدق ہو جاتا ہے کہ وہ خود تو ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے اور اوروں کو نجات کی راہ بتاتا ہے

دو کا پنڈت ہے مشعلچی ۔ باتین کرے بنائے ۔ اور کو بہیجے چاندنی ۔ آپ اندہیرے جائے

فصل گناہ چھپانے کی اجازت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ عبادت کا اظہار کرنا کبھی ریا ہو جاتا ہے لیکن گناہ چھپانا سات عذر کے سبب ہمیشہ درست ہے پہلا عذر یہ ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ فسق و معاصی کو پوشیدہ رکھو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی سے کوئی معصیت سرزد ہو اوسے چاہیے کہ اوسپر خدا کا پردہ پڑا رہنے دے دوسرا عذر یہ ہے کہ جب اس جہان مین گناہ پوشیدہ رہے گا تو اس امر کی بشارت ہے کہ اوس جہان مین بھی پوشیدہ رہنے کی امید ہے تیسرا عذر یہ ہے کہ لوگون کی ملامت سے ڈرے کہ اوسکے دل کو مشوش کردیگی عبادت مین خلل پڑ جائیگا دل پراگندہ ہوگا چوتھا عذر یہ ہے کہ ملامت اور مذمت سے دل رنجور ہوگا کہ یہ آدمی کی طبیعت ہے

اورملامت سے رنجور ہونا اور اوس سے عذر کرنا حرام نہین ہے تعریف اور مذمت کو برابر سمجھنا توحید کا نہایت مرتبہ ہے ہر ایک اوس مرتبہ کو
نہین پہونچتا لیکن مذمت کے خوف سے عبادت کرنا درست نہین ہے کیونکہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے ثنا اور صفت
ہونے پر صبر کرنا آسان ہے اور مذمت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے پانچوان عذر یہ ہے کہ لوگ اوسکے درپے ہونگے اور اوسے ستائینگے
اور شرع نے اجازت دی ہے کہ اگر گنہگار پر حد بھی واجب ہو تو بھی گناہ چھپائے اور توبہ کرے اور شرم سے عذر کرنا درست ہے چھٹا عذر یہ ہے کہ
لوگونسے شرم کرے شرم اچھی چیز ہے اور ایمان مین سے ہے اور شرم اور ہے ریا اور ساتوان عذر یہ ہے کہ اپنی اس بات کا خوف ہو کہ اگر مین گناہ کو ظاہر کرونگا
تو فاسق لوگ میری پیروی کرینگے اور گناہ کرنے پر دلیر ہو جائینگے جب ان نیتون سے آدمی گناہ کو پوشیدہ رکھیگا
تو معذور ہے اگر اوسکی یہ نیت ہے کہ لوگ اوسے پرہیزگار جانین تو یہ ریا ہے اور حرام ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اوسکا ظاہر و باطن
یکسان ہے تو یہ صدیقون کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی خفیہ کوئی گناہ نہ کرے لیکن جب گناہ کرے گا
کہتا ہے کہ اوجی جب خدا کی چوری نہین تو بندہ کی کیا چوری ہے جو بات خدا جانتا ہے اوسے خلق بھی جانا کرے یہ کہنا
نچاہیے کہ یہ جہل ہے بلکہ حق سبحانہ تعالی کا پردہ اپنے اوپر اور اورون کے اوپر ڈالے رہنا واجب ہے ریا کے خوف
سے کس جگہ طاعت چھوڑ دینا چاہیے اسکا بیان ایعزیز جان تو کہ طاعت کی تین قسم ہین ایک وہ ہے
جو خلق سے علاقہ نرکھے جیسے نماز روزہ دوسری وہ ہے کہ بالکل خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے خلافت قضارت حکومت
تیسری وہ ہے کہ خلق مین بھی اثر کرے اور عمل کرنیوالے مین بھی جیسے وعظ و نصیحت پہلی قسم مثلا نماز و روزہ حج بخوف ریا کے
ہرگز دست بردار ہونا نچاہیے نہ فرض سے نہ سنت سے لیکن اگر ریا کا خطرہ ابتدا مین آسکے یا درمیان عبادت مین تو اوسکے
دفع کرنے مین کوشش کرنا چاہیے اور عبادت کی نیت کو تازہ کرلینا چاہیے اور خلق کے دیکھنے سے نہ عبادت مین گھٹائے
نہ بڑھائے اگر جہان کہین عبادت کی نیت مطلق رہی نہو اور بالکل ریا ہی ریا ہو وہان خود عبادت ہی نہین لیکن جب تک اصل
نیت باقی رہے تب تک عبادت سے ہاتھ کھینچنا نچاہیے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خلق کے دیکھنے کے خوف
عبادت چھوڑ دینا ریا ہے اور خلق کو دکھانے کے واسطے عبادت کرنا شرک ہے ایعزیز جان تو کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو
عبادت نہ کرے جب اوس سے عاجز آتا ہے تو تجھے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہ ریا ہے طاعت نہین تاکہ یہ فریب دیکر
عبادت سے باز رکھے اگر تو اوسکی بات پر التفات کریگا اور ... اگر کونے سے بھاگ جائیگا اور زمین کے نیچے چلا جائیگا تو بھی
کہیگا کہ لوگ جانتے ہین کہ تو بھاگ آیا اور زاہد ہوگیا اور یہ نہ بنین بلکہ ریا ہے تو اسکا جواب دے کہ خلق کا دیکھنا اور
سبب عبادت ترک کر دینا بھی ریا ہے بلکہ خلق کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہے مجھے جیسی عادت ہے ویسا ہی کرتا ہون اور
سمجھتا ہون کہ خلق دیکھتی ہی نہین کیونکہ خلق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص صاف کرنے کے واسطے
اپنے غلام کو گیہون دے اور وہ صاف نہ کرسکے اور کہے کہ مین ڈرا کہ اگر صاف کرتا تو خوب صاف نہ کرسکتا تو آقا اوس سے کہیگا
کہ او بیوقوف اتنو تو نے اصل کام ہی نہ کیا اگر بھی تو صاف کرنا حاصل نہین ہوتا تو حق تعالی نے بندون کو اخلاص کا حکم کیا

بندے جب عمل سے دست بردار ہونگے تو اخلاص سے پہلی ہی دست بردار ہو چکے کیونکہ اخلاص تو عمل ہی مین ہوتا ہے لیکن وہ جو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے حکایت کی ہے کہ وہ قرآن شریف پڑہتے ہوتے جب کوئی شخص آجاتا تو قرآن شریف کو گردان دیتے یہ سمجہتے کہ یہ شخص دیکہے کہ مین ہر وقت قرآن شریف ہی پڑہا کرتا ہون یہ اوس سبب سے ہوگا کہ وہ جانتے تہے کہ جب کوئی شخص آلے تو اوس سے بات کرنا چاہیے اور قرآن موقوف کرنا چاہیے تو تلاوت قرآن کو پوشیدہ رکہنا اولی جانا ہوگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کہ اوسے رونا آتا تو وہ منہ چہپاتا تا کہ لوگ اوسے نہ پہچانین اور یہ درست ہے کیونکہ برملا رونے کو تنہائی مین رونے کے ساتھ نگاہ رکہنا بڑی فضیلت رکہتا ہے اور یہ کوئی عبادت نہین ہے جس سے وہ شخص باز رہا ہو اور کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کہ وہ راستہ پر سے اذیت کی چیز اوٹہانا چاہتا اور نہ اوٹہاتا تا کہ خلق اوسے پارسا سمجہانے اور یہ کسی ضعیف کے حال کی حکایت ہوگی کہ وہ ڈرا ہوگا کہ خلق اوسے پارسا جانینگی اور یہ دوسری عبادتین اوسپر بے لطف ہو جائینگی لیکن شہوت ریا کے خوف کے سبب سے اس سے عذر کرنا چاہئین نہین ہوتا بلکہ اسے کرنا چاہیے اور ریا کا دفعیہ کرنا چاہیے مگر وہ شخص جو ضعیف ہو اور عذر کرنے مین اپنی صلاح جانے اور یہ نقصان کی بات ہے دوسری قسم وہ ہے جو خلق ہی سے علاقہ رکہے جیسے حکومت قضارت خلافت یہ اگر عدل سے آراستہ ہو تو بڑی عبادت ہے اور اگر بے عدل ہو تو بڑی معصیت ہے اور جو شخص اپنے اوپر مطمئن نہو کہ مین عدل کرونگا تو اسپر ان کامون کا قبول کرنا حرام ہے کیونکہ انہین بڑی بڑی آفتین ہین نماز روزہ کے مثل نہین ہے کیونکہ عین نماز روزہ مین کچہ لذت نہین ہے اسی مین لذت ہے کہ نماز روزہ لوگ دیکہین اور حکومت اور سرداری مین بڑی لذت ہے اور انہین نفس پر وسعت پاتا ہے تاکہ آزمائی اوسی شخص کو کرنا چاہیے جو اپنے اوپر مطمئن ہو لیکن آدمی اگر اپنے تئین آزما چکا ہو اور حکومت کے پہلے کامون مین امانت داری کی ہو لیکن ڈرتا ہو کہ مین جو حاکم ہونگا تو بدل جاؤنگا اور معزول ہونیکے خوف سے چکنی چپڑی باتین بناؤنگا تو اس صورت مین علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حکومت قبول کرے کہ یہ گمان ہی گمان ہے اور چونکہ اپنے تئین آزما چکا ہے تو اوسپر اعتماد رکہے اور ہمارے نزدیک صحیح و درست یہ ہے کہ قبول نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ نفس حیلہ انصاف کرنیکا وعدہ کریگا تو ممکن ہے کہ فریب ہو اور حکومت پاکر بدل جائے کیونکہ پہلے ہی سے تردد ظاہر کرتا ہے تو اوسکے بدل جانیکا ظن غالب ہے تو عذر اولی ہے اور حکومت اہل قوت کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو حکومت ہرگز قبول نہ کرنا اگرچہ دو ہی آدمیون پر ہو پہر جب اونہون نے خود خلافت قبول فرمائی تو حضرت رافع نے کہا کہ آپ نے مجہے تو حکومت قبول کرنیکو منع فرمایا تہا اور اب آپنے خلافت قبول کرلی فرمایا مین اب بہی تمہین منع کرتا ہون اوسپر خدا کی لعنت ہو جو عدل نہ کرے اور اس ضعیف اعتراض کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بیٹے کو دریا کے کنارے جانے سے منع کرے اور خود پانی کے اندر اوتر جائے کہ پیرنا جانتا ہے اگر لڑکا بہی اوتر جائیگا تو ہلاک ہوگا جب بادشاہ ظالم ہو اور قاضی قضارت مین عدل نہ کرسکے گا اور خود شاہد لازم ہوگی تو عہدہ قضا اور کوئی حکومت

قبول کرنا نہ چاہیے اگر قبول کریگا تو معزول ہوجانیکا خوف خوشامد کے واسطے عذر نہوگا بلکہ عدل کرنا چاہیے تاکہ بادشاہ معزول
کردے اگر خدا کے واسطے حکومت کرتا ہے تو معزولی سے خوش ہونا چاہیے تیسری قسم وعظ اور فتویٰ ہے اور درس دینا اور
حدیث روایت کرنا ہے اسمین بھی بڑی لذت ہے اور نماز روزے سے زیادہ اسمین ریا کا دخل ہوتا ہے یہ حکومت کے قریب قریب
ہے اتنا فرق ہے کہ وعظ و نصیحت اور حدیث جیسا سننے والے کو فائدہ دیتی ویسا ہی کہنے والیکو بھی فائدہ دیتی ہے اور دین
کی طرف بلاتی ہے اور ریا سے باز رکھتی ہے اور حکومت ایسی نہین ہے تو اگر ریا کسی کے سامنے آئے تو وعظ و نصیحت چھوڑ دینے مین
بحث ہے بعضے علما نے اس سے گریز کیا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لوگ جب فتویٰ پوچھتے تو وہ دوسرے کو
حوالہ کرتے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث کی کتنی کتابین زمین مین دفن کردین اور فرمایا کہ مین اپنے مین حدیث
کی خواہش دیکھتا ہون اگر نہ دیکھتا تو روایت کرتا اور بزرگان سلف نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کے بابون مین سے ایک باب ہے
اور جو شخص حدثنا کہتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مجھے گویا صدر نشین بناؤ اور مسند پر بٹھاؤ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے ایک شخص نے اجازت مانگی کہ مین صبح کو لوگون کے تئین نصیحت کیا کرون آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجھے یہ خوف ہے
کہ تیرے پیٹ مین اتنی ہوا بھرے کہ تو اوڑکر ثریا پر پہونچ جائے یعنی تیرا دماغ آسمان پر ہوجائے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ
علیہ کہتے ہین کہ جب اپنے دل مین تو بات کرنے کی خواہش دیکھے تو چپ رہ اور جب چپ رہنے کی خواہش دیکھے تو باتین کر تو
ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین مختار یہ بات ہے کہ ناصح اور محدث اپنے دل پر نظر کرے اگر کچھ نیت طاعت بھی ریا کے ساتھ ملی ہوئی
رکھتا ہے تو دست بردار نہو اور کہتا رہے اور اس نیت کو اپنے دل مین خوب پرورش کرتا رہے تاکہ قوی ہوجائے اور اس
وعظ و نصیحت کا حکم نماز سنت و نوافل کا سا حکم ہے کہ جب تک اپنے دل مین اصل نیت پاتا ہے تب تک ریا کا خطرہ آنے سے دستبردار
نہو جائے بخلاف حکومت کے کہ اوسمین جب اندیشہ ہو تو اوس سے بھاگنا اولیٰ ہے کیونکہ طلب نیت بہت جلد غالب ہوجاتی ہے
اسیواسطے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عہدۂ قضا سے دور دور بھاگے عہدۂ قضا اونہین ملتا تھا اور فرمایا کہ مین اس کام کے
لائق نہین ہون پوچھا کیون فرمایا کہ اگر مین سچ کہتا ہون کہ اسکے لائق نہین تو واقعی اسکے لائق نہین ہون اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی قضا کے
لائق نہین ہوا جاتا لیکن امام ممدوح تعلیم سے نہ بھاگے اور تعلیم سے ہاتھ نہ روکا لیکن اگر دلمین کچھ نیت عبادت نہین پاتا ہے اور بالکل ریا اور طلب جاہ
وعظ و نصیحت کی باعث ہو تو دست بردار ہونا آدمی پر فرض ہے لیکن اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ مین کیا کرون تو ہم یہ کہین گے کہ اگر اوسکی
بات سے خلق کو فائدہ نہو جیسے وہ شخص جسکا بیان مسجع مقفا ہو یا بیہودہ باتین اور لطیفے ہون یا ایسی باتین ہون کہ رحمت کے
وعدے سے خلق کو معصیت پر دلیر کرین جھگڑا اور خلاف اور مناظرہ کی تعلیم کرتا ہو کہ یہ باتین حسد اور فخر و مباہات کا تخم ڈالتی
اوگاتی ہین تو اوسے ہم منع کرینگے اور اوسے ایسے کام سے منع کرنا اوسکے حق مین اور لوگون کے حق مین بڑے خیر کی بات ہے
اور اگر اوسکا کہنا نافع خلق اور شرع کے موافق ہو اور لوگ اوسے مخلص جانین اور اوسکی تعلیم علوم دینی مین نفع کی بات ہو تو
اوسے ہم اجازت نہ دینگے کہ ان باتون سے دست بردار ہوجاے اسواسطے کہ انکار کرنے مین اور بہتون کا نقصان ہے

اور کہتے ہین فقط اوسیکا خسران ہے ہمکین سو آدمیون کی نجات کا خیال رکھنا ایک آدمی کی نجات سے ضرورتر ہے ہم اوسے
اور مین پر سے تصدق کر دینگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی اس دین کی مدد
ایسے لوگون کے ذریعہ سے کریگا جنہین دین مین سے کچھ نصیب نہوا اس سے یہی لوگ مراد ہین تو اوس سے اتنی بات سے
زیادہ ہم اور کچھ نہ کہین گے کہ تو اس درس و وعظ کو موقوف کر اور محنت کر کے ریا سے دور رہ اور نیت درست کر اور وعظ مین
پہلے تو ہی نصیحت قبول کر کے خدا سے ڈر اور پھر اورونکو ڈرایا کر **سوال** اگر کوئی کہے کہ ہم کاہے سے جانین کہ واعظ کی نیت
پاک اور درست ہے اور اسکی علامت کیا ہے **جواب** نیت کی پاکی اور درستی یہ ہوتی ہے کہ واعظ کا مقصود یہ ہو کہ خلق دنیا
انکار کر کے خدا کی راہ پکڑے یہ مقصود اوس شفقت کے سبب سے ہو جو خلق پر رکھتا ہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا پیدا ہو کہ اوسکا وعظ
بہت نافع ہو اور لوگ اوسکے کہنے کو بہت مانین تو چاہیے کہ پہلا واعظ اسکے سبب سے خوش ہو کیونکہ اگر کوئی شخص کنوین مین
گر پڑا ہو اور کنوین کے منہ پر پتھر اڑا ہو اور ایک آدمی مہربانی سے اوسے نکالا چاہتا ہو اور دوسرا آکر پتھر اوٹھائے اور اوسے
پتھر ہٹانے کی تکلیف سے بچائے تو اس امر سے اوسے خوش ہونا چاہیے اگر پہلا واعظ خوش نہوا اور اپنے مین حسد کا اثر
دیکھے تو جاننا چاہیے کہ وعظ سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ خلق کو اپنی طرف بلائے خدا کی طرف نہین اور ایک علامت یہ ہے
کہ اگر دنیادار اور حاکم مسجد مین آئے تو واعظ کی تقریر نہ بدلے اپنی عادت پر رہے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی ایسی بات
آنے لگے کہ اوسکے سبب سے خلق نعرہ مارے گی اور رونے لگیگی اور اس بات کی کچھ اصل نہو تو اوسے چھوڑ دے یا اور ایسی باتین
اپنے دل سے تجسس کر لینا چاہیے اگر ایسی کوئی بات دیکھے اور کراہت نہ معلوم ہو تو ریاکار ہے اور اگر کراہت معلوم ہو تو
اس بات کی دلیل ہے کہ اوسکی اور نیت بھی ہے تو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ نیت غالب ہو جائے **فصل** بسا اوقات
لوگون کے دیکھنے سے عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ خوشی درست ہے ریا نہین کیونکہ مسلمان ہمیشہ عبادت کا
راغب ہوتا ہے اور شاید کوئی مانع عبادت سے باز رکھتا ہو اور لوگون کے سبب سے وہ مانع جاتا رہے اور وہ خوشی ظاہر ہو جائے
مثلاً کوئی شخص اپنے گھر مین ہے اور نماز تہجد اوسپر دشوار ہو کہ اپنی جورو کے ساتھ مشغول رہتا ہے یا باتین کیا کرتا ہے یا اوسکے
بچے رہتے ہین جب اور کسیکے گھر جائے تو یہ موانع جاتے رہین اور عبادت کی خوشی پیدا ہو یا اجنبی مکان مین جا پڑے
اور نیند نہ آئے تو نماز مین مشغول ہو یا لوگون کو دیکھے کہ سب نماز پڑھتے ہین اور اسے خوشی حاصل ہو اور کہے کہ لاؤ مین بھی انکے
ساتھ ہو رہون کہ مین بھی انکی طرح ثواب کا محتاج ہون یا ایسی جگہہ ہو جہان لوگ روزہ رکھتے ہین یا کھانیکا سامان نہین ہے تو روزہ کا
شوق پیدا ہو یا لوگون کو مسجد مین تراویح پڑھتے دیکھے اور گھر مین سستی کرتا ہے انہین دیکھکر شریک ہونے کے شوق سے سستی
جاتی رہے یا جمعہ کے دن سب لوگون کو خدا کے ساتھ مشغول دیکھے تو وہ بھی روز سے زیادہ نماز اور تسبیح پڑھنے لگے ان سب
صورتون مین ممکن ہے کہ ریا نہو اور شیطان اوس سے کہے کہ یہ شوق لوگون کے سبب سے پیدا ہوتا ہے یہ ریا ہے اور ایسا بھی
ہوتا ہے کہ خوشی لوگون کے سبب سے ہو رغبت خیر اور زوال موانع کے سبب سے نہین اور شیطان کہے کہ تو یہ عبادت کر یہ رغبت تو

تجہد مین تھی ہی مگر یا نفع تھا اب وہ جاتا رہا تو آدمی کو چاہیے کہ ان دونون صورتون کو ایک دوسرے سے جدا کرے اوسکی شناخت یہ ہے کہ سوچے کہ اگر بالفرض یہ لوگ اوسے نہ دیکھین اور وہ اون لوگون کو دیکھتا ہے تو اگر یہ عبادت کی خوشی اسیطرح برقرار رہے تو رغبت خیر کا سبب ہی اور اگر یہ قرار نرہے تو ریا سے دست بردار ہونا چاہیے اور اگر دونون ہون رغبت خیر بھی اور محبت ثنا سے خلق بھی تو دیکھیے کہ غالب کیا ہے جو غالب ہو اوسی پہ اعتماد کرے اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سننے اور لوگون کو روتے دیکھکر خود بھی رونے لگے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ روتا تو یہ ریا نہین ہے کیونکہ لوگونکا رونا دل کو رقیق کردیتا ہے جب لوگون کو اندوہگین دیکھتا ہے تو اوسے بھی اپنا حال یاد آتا ہے اور رونے چلانے لگتا ہے اور کبھی اصل رونا تو رقت دل کے سبب سے ہوتا ہے اور نعرہ مارنا اور چلانا ریا سے ہوتا ہے تاکہ اور لوگ سنین اور شاید کہ غم واندوہ کے سبب سے گر پڑے اور فورًا اوٹھنے کی قدرت حاصل ہوجائے لیکن نہ اوٹھے اور ڈرے کہ لوگ کہین گے کہ اس وجد کی کچھ اصل نتھی تو اصل مین ریاکار نتھا اب ریاکار ہوجائیگا اور شاید کہ رقص مین ہو اور قوت پائے لیکن کسی پر تکیہ لگائے اور آہستہ آہستہ چلے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ اسکا وجد جلد جاتا رہا اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ استغفار کرے اور اعوذ باللہ کہے یہ اس سبب سے ہو کہ کوئی گناہ اوسے یاد آیا ہو لوگون کو عبادت مین دیکھکر اپنی تقصیر کا خیال کیا ہو تو یہ امور درست ہین اور کبھی ریا کے سبب سے بھی ہوتے ہین تو ان خطرون کو دیکھتے رہنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم فرماتے ہین کہ ریا کے ستر دروازے ہین اور چاہیے کہ جب ریا کا خطرہ پائے تو اپنے جی مین یہ ٹھہرائے کہ اوسکی نجاست باطنی پر حق سبحانہ تعالی مطلع ہے اور وہ خدا کے غصہ غضب مین ہے حتی کہ اوس خطرہ کو اپنے دل سے دور کرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرے کہ آپ نے فرمایا ہے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ یہ نفاق وہ ہے کہ بدن خشوع مین ہو اور دل نہو

۵۷ پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے خشوع نفاق سے ۱۲

فصل اے عزیز جاننا کہ جو کام عبادت ہے مثلاً روزہ نماز اوسمین اخلاص واجب ہے مثلاً کسی مسلمان کی حاجت روائی مین ثواب کے واسطے کوشش کرے تو اپنی غرض اور نیت کو درست کرنا چاہیے اور اوس مسلمان سے کچھ شکریہ اور مکافات کی اور کسی چیز کی امید نرکھے علی ہذا القیاس جو شخص تعلیم کرتا ہے اگر مثلاً شاگرد سے یہ توقع رکھے کہ وہ میرے پیچھے پیچھے مودب چلے یا میری خدمت کرے تو معلم نے عوض طلب کیا اور ثواب نہ پائیگا لیکن اگر معلم خدمت کی کچھ امید نرکھے اور شاگرد خود خدمت کرے تو اولی تر یہ ہے کہ معلم اوس خدمت کو قبول نکرے اور قبول کریگا تو چونکہ اوسے خدمت مقصود نتھی تو ظاہرا اوسکا ثواب حبط نہوگا بشرطیکہ شاگرد خدمت کرنے سے انکار کرے تو اوسکے انکار سے معلم متعجب نہو لیکن محتاط لوگون نے اس سے پرہیز کیا ہے حتی کہ ایک بزرگ کنوئین مین گر پڑے نکالنے کے واسطے لوگ رسی لائے اونہون نے قسم دلائی کہ جسنے مجھسے حدیث سنی اور قرآن پڑہا ہو وہ رسی مین ہاتھ نہ لگائے اسواسطے کہ یہ بزرگ ڈرے کہ یہ عوض ثواب کو باطل کردیگا ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس کچھ ہدیہ لیگیا اونھون نے نہ لیا اوس شخص نے کہا کہ مین نے آپ سے ہرگز حدیث نہین سنی فرمایا کہ مگر تیرے بھائی نے تو سنی ہے مین ڈرتا ہون کہ مبادا میرا دل اورون کی بہ نسبت اوسپر زیادہ مہربان ہوجائے ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیان حضرت سفیان کے پاس لیگیا اور کہا کہ آپکے

معلوم ہے کہ میرا باپ اچھا دوست تھا اور حلال کھاتا تھا اب یہ میراث حلال ہے مجھے قبول فرمائیے جب قبول کی اور وہ شخص رخصت ہو گیا تو اپنے بیٹے کو اوسکے پیچھے بھیجا اور تھیلیان پھیر بھیجین کہ اونہین یاد آیا کہ اوس شخص کے باپ کے ساتھ فقط دوستی تھی اور نیکی کے لیے کہتے ہین کہ مین جب گھر آیا تو مجھے صبر نہ تھا مین نے اپنے باپ سے کہا کہ اچھا دل پتھر کا ہے کہ صریحا آپ دیکھتے ہین کہ مین عیالدار ہون اور میرے پاس کچھ نہین پھر آپ رحم نہین کرتے فرمایا کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائیے پیجے اور قیامت مین مجھسے باز پرس ہو مجھے یہ طاقت نہین ہے اسیطرح شاگرد کو بھی چاہیے کہ علم سیکھنے سے اوسے فقط رضائے الٰہی مطلوب ہو اور معلم سے کچھ امید نرکھے اور شاید کہ یہ سمجھے کہ اگر معلم سے اپنی اطاعت ظاہر کرونگا تو درست ہے تاکہ وہ تعلیم مین کوشش کرے یہ غلط ہے اور یہیں ریا ہے بلکہ چاہیے کہ معلم کی خدمت کرنے سے حقتعالےٰ کے نزدیک منزلت چاہے معلم کے نزدیک نہین اسیطرح ماں باپ کی رضامندی خدا کی رضامندی کے واسطے ڈھونڈھے اور اپنے تئین اونکے سامنے پارسا نہ بنائے تاکہ اوس سے وہ خوش ہون اسواسطے کہ یہ دم نقد گناہ ہے غرضکہ جس کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو اوسے اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیے واللہ اعلم

نوین اصل تکبر اور عجب کے علاج کے بیان مین

اسے عزیز اس بات کو معلوم کر کہ تکبر اور اپنے تئین بزرگ جاننا بری خصلت ہے اور حقیقت مین حق سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ خصوصیت ہے کیونکہ بڑائی اور بزرگی اوسیکو سزاوار ہے پس اسیوجہ سے قرآن شریف مین جبار اور متکبر آدمی کی مذمت بتکرار ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ اور فرمایا ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ اور فرمایا ہے اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین رائی برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت مین نجائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جاننے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا نام متکبرون مین لکھا جاتا ہے اور جو عذاب متکبرون کو ہوتا ہے وہی اوسے بھی ہوگا حدیث شریف مین ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام نے فیوجی پرند آدمی سب سے حکم فرمایا کہ باہر نکلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن جمع ہوئے ہوا نے اونہین لیا اور آسمان تک لیگئی حتی کہ اونہون نے فرشتون کی تسبیح سُنی اور وہان سے زمین پر لا رہی حتی کہ قعر دریا مین پہونچے پھر ایک آواز آئی کہ اگر ایک ذرہ بھی کبر سلیمان کے دل مین ہوتا تو ہوا مین لیجانے کے قبل او سے پیشتر زمین کے اندر پہونچا دیتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ متکبر لوگون کا قیامت کے دن چیونٹی کی صورت پر حشر ہوگا اور اس ذلت کے سبب جو انہین حق تعالیٰ کے سامنے ہوگی لوگون کے پاؤن کے نیچے پڑے ہونگے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین ایک غار ہے اوسے ہبہب کہتے ہین حق تعالیٰ گردن کشون اور متکبرون کو اوس غار مین ڈالیگا حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس گناہ کو عبادت مفید نہین ہوتی وہ کبر ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا زمین پر لٹکاتا ہے تکبر اور فخر سے چلتا ہے حق تعالیٰ اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین اور فرمایا ہو کہ ایکبار

ایک شخص ناز سے ٹہلتا تھا اور اچھے کپڑے پہنے تھا اور اپنے تئین دیکھتا تھا حق سبحانہ تعالی اسنے اوسے زمین کے اندر دہنسا دیا
اور ابتک دہنستا چلا جاتا ہے اور قیامت تک چلا جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جانے اور چلنے مین ناز سے
قدم اوٹھائے وہ حق سبحانہ تعالی کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی نے اپنے ایک بیٹے کو ناز
سے ٹہلتے دیکھا اوسے آواز دی اور کہا جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری مان کو تو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ
ایسا ہے کہ مسلمانون مین اوسکے ایسے آدمی جتنے کم ہون بہتر ہے حضرت مطرف نے مہلب کو دیکھا کہ ناز سے ٹہلتے ہوئے
چلتے ہین کہا اے بندۂ خدا خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے کہا تم مجھے نہین جانتے فرمایا جانتا ہون پہلے تو تو ناپاک پانی تھا
آخر کو مردار رسوا ہوگا درمیان مین نجاستون کا باربردار ہے **تواضع کی فضیلت کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جسنے فروتنی کی حق تعالی نے اوسکی عزت بڑہا دی اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین کہ اوسکے سر پر ایک لگام
دو فرشتون کے ہاتھ مین نہو وہ جب فروتنی کرتا ہے تو فرشتے اوس لگام کو اوپر کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بارخدایا اسے
سربلند رکھ اور جب تکبر کرتا ہے تو لگام نیچے کھینچتے اور کہتے ہین کہ بارخدایا اسے سرنگون رکھ اور فرمایا ہے کہ نیک بخت وہ
شخص ہے جو عاجز نہو اور فروتنی کرے اور وہ مال دے جو گناہ سے نہ جمع کیا ہو اور بیچارون اور عاجزون پر رحم کرے اور
حکیمون اور عالمون سے مخالطت رکھے حضرت ابو سلمہ مدینی رحمہ اللہ تعالے اپنے دادا سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ میرے گھر مہمان تھے اور آپ نے روزہ رکھا تھا روزہ افطار کرنیکو آپکے
سامنے دودہ کا ایک قدح مین نے حاضر کیا اوسمین شہد پڑا تھا آپ نے جب چکھا اور میٹھا پن معلوم ہوا پوچھا یہ کیا ہے مین نے
عرض کیا کہ یا حضرت اسمین مین نے شہد ڈالا ہے آپ نے ہاتھ سے رکھدیا اور نہ پیا اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ یہ حرام ہے
لیکن جو شخص خدا کے واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالی اوسے سربلندی عنایت فرماتا ہے اور اگر تکبر کرتا ہے تو حق تعالے
اوسے حقیر کردیتا ہے اور جو شخص بے اسراف کے خرچ کرتا ہے حق تعالے اوسے بے نیاز رکھتا ہے اور جو شخص اسراف کرتا ہے
حق تعالی اوسے محتاج رکھتا ہے اور جو خدا کی یاد بہت کرتا ہے حق تعالے اوسے دوست رکھتا ہے ایکبار ایک فقیر بیمار
وافکار نے سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ منورہ کے در انور پر سوال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاصہ نوش
فرماتے تھے اوسے بلا لیا سب لوگون نے اپنے تئین اوس سے سمیٹا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنی ران پر
بٹھا لیا اور فرمایا کہا و اہل قریش مین سے ایک شخص نے اوسکی تحقیر کی اور کراہت سے اوسکی طرف دیکھا اوسی بیماری مین مبتلا ہو گیا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھے اختیار دیا کہ مین رسول اور بندہ ہون خواہ نبی اور بادشاہ
ہون مین نے توقف کیا ملائکہ مین سے میرے دوست جبرئیل تھے اونکی طرف مین نے دیکھا اونہون نے کہا کہ آپ فروتنی
کیجیے مین نے حق سبحانہ تعالی کی جناب مین عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ رسول اور بندہ ہون حق تعالی نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام پر وحی بہیجی کہ مین اوس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری بزرگی کی تواضع کرے اور میرے بندون کے ساتھ

تکبر نہ کرے اور اپنے دل مین خوف رکھے اور تمام دن میری یاد مین بسر کرے اور اپنے تئین میرے واسطے خواہشون سے باز رکھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کرم تقویٰ مین ہے اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا مین جو اہل تواضع ہین وہ نیکبخت ہین کہ قیامت مین وہ صاحب منبر ہونگے اور جو شخص دنیا مین لوگون کے درمیان صلح کرین فردوس اونکا مقام ہوگا اور وہ لوگ نیکبخت ہین جنکا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالیٰ کا دیدار انکا ثواب ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے جسے نعمت اسلام عنایت فرمائی اور اوسکی صورت اچھی بنائی اور اوسکا حال ایسا نکیا کہ اوس سے ننگ عار رکھنا چاہیے ہو اور ان نعمتون کو ساتھ اوسکے فروتنی نصیب کی وہ خدا کے مقبولون مین سے ہے ایک شخص کے چیچک نکلی تھی وہ آیا لوگ کھانا کھا رہے تھے وہ جس شخص کے پاس بیٹھتا وہ شخص اوسکے پہلو سے اوٹھ جاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ مین ایسے شخص کو نہایت دوست رکھتا ہون جو حاجت کی چیزین ہاتھ مین لیکر اپنے گھر جائے تاکہ اوسکے گھر والون کے واسطے روزی ہو اور اپنے ہاتھ مین لیجانے سے اوس شخص کا کبر ٹوٹے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ مین تم مین ایمان کی حلاوت نہین دیکھتا اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایمان کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا کہ تواضع اور فرمایا ہے کہ جب فروتن کو دیکھو تو فروتنی کرو اور جب متکبر کو دیکھو تو تکبر کرو تاکہ اوسکی حقارت اور ذلت ظاہر ہو تواضع کے باب مین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ تم لوگ فاضلترین عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ تواضع اسکا نام ہے کہ تو حق بات قبول کرے جس کسی سے ہو اگرچہ وہ لڑکا ہو یا جاہلترین خلق ہو حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تجھ سے دنیا کم رکھتا ہو تو اپنے تئین اوس سے مرتبہ مین گھٹا کر رکھے تاکہ وہ معلوم کرلے کہ دنیا زیادہ ہونے کے سبب سے تو اپنی کچھ قدر نہین جانتا اور جو شخص تجھسے زیادہ دنیا رکھتا ہو اوس سے اپنے تئین بالاتر رکھے تاکہ اوسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سبب سے تیرے نزدیک اوسکی کچھ قدر نہین حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ مین جب تجھے کوئی نعمت بھیجون تو اگر تو تواضع سے اوسکا استقبال کریگا تو تمام و کمال نعمت تجھے عنایت کرونگا حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ یا امیر المومنین تیری فروتنی تیری بزرگی کی حالت مین تیری بزرگی سے شریف تر ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات کہی پھر کہنے لگے یا امیر المومنین حق سبحانہ تعالیٰ جسے مال جمال حشمت عطا فرمائے اور وہ شخص مال مین اونکی غمخواری کرے اور حشمت مین تواضع کرے اور جمال مین پارسائی تو حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دفتر مین اوسکا نام خالصون مین لکھتا ہے خلیفہ ہارون رشید نے قلم دوات منگوا کر یہ لکھہ لیا حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مملکت مین صبح کو تونگرون کی احوال پرسی کرتے پھر محتاجون کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے کہ ایک مسکین مسکینون کے ساتھ بیٹھا تواضع کے بیان مین چند بزرگان دین کے اقوال یہ ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے دیکھے اوسے اپنے سے افضل جانے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ

اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر پکارے کہ اے لوگو تم مین جو سب سے بدتر ہے وہ باہر آئے تو مین سب سے پہلے باہر نکل آؤنگا میرے آگے کوئی شخص خوشی سے نہوگا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ قول سنا تو کہنے لگے کہ مالک کی بزرگی اسی سے ہے ایک شخص حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالی کے سامنے آیا حضرت شبلی نے اپنی عادت کے موافق اوس سے پوچھا مَا اَنْتَ یعنی تو کیا چیز ہے اوس نے جواب دیا کہ مین وہ نقطہ ہون جو حرف با کے نیچے لگا ہے یعنی اوس سے ادنی تر کوئی چیز نہین حضرت شبلی نے فرمایا اَبَادَاللهِ شَاهِدَكَ یعنی خدا تجھے تیرے سامنے اوٹھا لے یعنی مقام عالی عطا فرمائے تو نے اپنے تئین اخیر جگہ پر رکھا ایک بزرگ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا کہ ثواب آخرت کے واسطے فقیرون کے سامنے امیر کی تواضع کیا اچھی چیز ہوتی ہے اور فضل خدا پر بھروسا کر کے امیرون کے ساتھ فقیرون کا تکبر اوس سے بھی بہتر ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مرد کریم جب پارسا ہوتا ہے تو فروتن ہوجاتا ہے اور کمینہ اور سفیہ جب پارسا ہوتا ہے تو اوسمین تکبر پیدا ہوجاتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کہتے ہین کہ بندہ جب تک کسی کو اپنے سے بدتر جانتا ہے تب تک متکبر ہے حضرت جنید قدس سرہ نے ایک دن جمعہ کی مجلس مین کہا کہ اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ اخیر زمانہ مین قوم کا سردار وہ شخص ہوگا جو اون سب مین کمتر ہو تو مین مجلس مین تمہارے سامنے وعظ کہنا روا نہ رکھتا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے یعنی تواضع وہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اوتارے جب اوتارنے کی حاجت ہوگی تو جب تک اوتاریگا تب تک آدمی نے اپنے تئین مرتبہ عالی پر رکھا ہوگا جب آندھی آتی یا بادل گرجتا تو حضرت عطاء سلمی رحمہ اللہ تعالی حاملہ عورت کیطرح اپنا پیٹ پکڑے پھرتے اور کہتے کہ یہ آفت جو خلق پر آیا چاہتی ہے سب میری شومی سے ہے کچھ لوگ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے جاکر فخر کرنے لگے اونہون نے فرمایا کہ میری ابتدا تو نطفہ ہے اور انتہا ایک مردار پھر ترازو کے پاس لیجائینگے اگر میری نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو مین بزرگ ہون ورنہ ذلیل اور کمتر ہون

تکبر کی حقیقت اور آفت کا بیان ایعزیز جانو کہ تکبر برا خلق ہے اور اخلاق دل کی صفت ہوتے ہین لیکن اونکا اثر ظاہر مین پیدا ہوتا ہے اور تکبر کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے تئین اورون سے فائق اور بہتر جانے اور اس سبب سے خوش ہوکر پھولے تو جو ہوا اوسے پھولاتی ہے اوسے تکبر کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَعُوذُبِكَ مِنْ نَفْخَةِ الْكِبْرِ یعنی اے اللہ مین کبر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہون آدمی مین جب یہ ہوا بھرتی ہے تو لوگون کو اپنے سے کمتر جانتا ہے اور اپنا خادم جانکر اونہین دیکھتا ہے بلکہ شاید اپنی خدمت کے لائق بھی نجانے اور کہے کہ بھلا تو بیچارہ کیا ہے جو میری خدمت کے لائق ہو جیسا کہ سلاطین ہر کسیکے واسطے نہین مانتے کہ اونکی آستانہ بوسی کرے اور اپنے تئین اونکی طرف اضافت کرکے بندہ کہے یہ تکبر بادشاہون کے واسطے مانتے ہین اور یہ نہایت درجے کا تکبر ہے خدا کی کبریائی سے بھی بڑھ گیا کیونکہ وہ سبکو بندگی اور سجود کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور اگر تکبر مین اس درجے کو نہین پہونچا تو چلنے اور بیٹھنے مین بڑھ بڑھ کر ڈھونڈھتا ہے اور تعظیم کا امیدوار رہتا ہے

اور اس درجہ کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر لوگ اوسے نصیحت کرین تو نہ مانے اور اگر خود نصیحت کرتا ہے تو سختی سے کہتا ہے اور اگر اوسکی تحسین تعلیم کیجیے تو غصہ مین آتا ہے اور آدمیون کو اسطرح دیکھتا ہے جیسے بہائم کو دیکھتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کبر کیا چیز ہے فرمایا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کے آگے گردن نرم نرکھے اور لوگون کو چشم حقارت سے دیکھے اور یہ دونون خصلتین آدمی اور حق تعالی کے درمیان مین بڑی آڑین ہین اس سے سب برے اخلاق پیدا ہوتے ہین اور نیک اخلاق سے آدمی باز رہتا ہے کیونکہ جس شخص پر اپنی خواجگی اور عزت اور بزرگی کا خیال غالب ہوا وہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے اور مسلمانون کے واسطے پسند نکر سکیگا یہ شرط ایمان نہین ہے اور کسیکے ساتھ فروتنی نکر سکے گا متقیون کی صفت نہین ہے اور کینہ اور حسد سے دست بردار نہوسکے گا غصہ کو نہ روک سکیگا زبان کو غیبت سے نہ بچا سکیگا دل کو میل اور غبار سے پاک صاف نکر سکیگا اسواسطے کہ جو شخص اوسکی تعظیم نہ کریگا اوسکی طرف سے کچھ نکچھ اپنے دل مین لائیگا اور کم سے کم یہ ہے کہ تمام اپنے پیچھے اور اپنی خود پرستی مین اور اپنی بات بالا کرنے مین مشغول رہے گا اور فریب نفاق جھوٹ سے مستغنی نہوگا تاکہ اپنا کام لوگون پر بالا رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کچھ بھی اسلام کی بو نہ سونگھیگا تاوقتیکہ اپنے تئین فراموش کرے بلکہ دنیا کی راحت بھی نہ پائے ایک بزرگ نے کہا کہ اگر تو بہشت کی خوشبو سونگھا چاہے تو اپنے تئین ہر فرد بشر سے گھٹ کر جان کہ بوے بہشت سونگھے حق سبحانہ تعالی اگر کسیکو بینائی عنایت کرے تاکہ دو متکبرون کے دل جو باہم ملتے ہین اونہین دیکھے تو وہ کسی گھور مین وہ نجاست اور عفونت نہ دیکھیگا جو اون متکبرون کے دلون مین ہوتی ہے کیونکہ انکا باطن تو کتون کی صورت ہوگیا ہوگا اور اپنے ظاہر کو عورتون کی طرح ایک دوسرے کے سامنے سنوار رہے ہین باہم پاس بیٹھنے سے مسلمانون کو جو انس ہوتا ہے وہ متکبرونکو ہرگز نہین ہوتا بلکہ ایعزیز تو جس شخص کو دیکھیگا تو راحت جب ہی پائیگا کہ تو اوس شخص مین بالکل فنا ہوجائے اور ہمہ تن اوسکی تعظیم ہوجائے تاکہ دوئی اوٹھ جائے اور یگانگی پیدا ہوجائے وہی وہ رہے تو باقی نرہے یا وہ تجھ مین آجائے اور تو ہی تو باقی رہے وہ باقی نہ رہے یا دونون حق تعالی کی ذات مین فنا ہوجائین اور اپنی طرف التفات ہی نکر اور کمال یہی ہے اور اس یگانگی سے کمال راحت ہوتی ہے غرضکہ جب تک دوئی رہے گی راحت محال ہے کیونکہ راحت یگانگی اور خدمت مین ہوتی ہے کبر کی حقیقت اور آفت یہی ہے

تکبر کے درجون کا بیان ایعزیز جان تو کہ بعض تکبر بہت قبیح اور بد ہوتا ہے اور بعض کمتر ہوتا ہے اور یہ کمی اور تفاوت سے تکبر مین تفاوت پیدا ہوتا ہے اور تکبر یا خدا پر ہوتا ہے یا رسول پر یا بندون پر لیکن پہلا درجہ وہ تکبر ہے جو خدا پر ہو جیسے نمرود و فرعون ابلیس کا تکبر اور اونکا تکبر جنہون نے خدائی کا دعوی کیا اور بندگی سے ننگ و عار کیا اور حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ یعنی نہ عیسی بندگی سے ننگ و عار رکھتے ہین نہ ملائکہ مقربین دوسرا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تکبر ہے جیسا کفار قریش نے کیا اور کہا کہ ہم اپنے ایسے آدمی کے سامنے سر نہ جھکائین گے خدا نے ہماری طرف فرشتہ کو رسول کرکے کیون نہ بھیجا اور مردم محتشم کو کسواسطے نہ بھیجا یتیم کو کیون بھیجا وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ یہ کفار دو گروہ تھے

[illegible]

ایک گروہ کا تکبر تو اونکا حجاب ہوگیا حق کہ اونھون نے خوض و تفکر نکیا اور نبوت کو پہچانا ہی نہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی مین متکبرون کو راہ نہین دیتا ہون تا کہ وہ آیات حق دیکھین اور ایک گروہ جانتا تھا اور انکار کرتا تہا کبر کے سبب سے اقرار کرنے کی طاقت نرکہتا تھا جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اور بندون پر تکبر کرے اور اونہین چشم حقارت سے دیکھے اور حق بات نہ مانے اور اپنے تئین اونسے بہتر سمجھے اور بزرگ جانے اور یہ اگرچہ اون دونون درجون سے کم ہے لیکن پھر بھی بڑا ہے ایک تو یہ کہ بزرگی خدا ہی کی صفت ہے بندہ ضعیف و عاجز جسکے اختیار مین اپنا کوئی کام نہین اوسے کہان سے بزرگی کا دعوی پہونچیگا تا کہ اپنے تئین سمجھے کہ مین کچھ ہون اور آدمی جب اپنے تئین بزرگ جانیگا تو خدا کی صفت مین اوسکے ساتھ منازعت اور دعویداری کی ہوگی اوس متکبر کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی غلام بادشاہ کا تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر بیٹھے اے عزیز دیکہہ تو کہ وہ غلام بادشاہ کے غیظ و غضب کا کیسا مستحق ہوگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث قدسی مین آیا ہے اَلْعَظَمَةُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْهِمَا قَصَمْتُهٗ یعنی عظمت اور کبریائی میری خاص صفت ہے جو شخص ان دونون صفتون مین میرے ساتھ منازعت کرتا ہے مین اوسے ہلاک کر دیتا ہون چونکہ خالق کے سوا اور کسی کو بندون پر تکبر کرنا نہین پہونچتا ہے تو جو شخص بندون پر تکبر کریگا اوسنے خالق کے ساتھ منازعت کی جیسے کوئی شخص بادشاہ کے خاص غلامونکو ایسے کام کا حکم کرے جو بادشاہ کے سوا اور کسی کو لائق نہو دوسرا سبب یہ ہے کہ تکبر اوروں کی حق بات قبول کرنے سے آدمی کو باز رکھتا ہے حتی کہ جو لوگ متکبر ہوتے ہین وہ دین کے مسائل مین جھگڑا کرتے ہین تو جب حق بات کسی کی زبان سے نکلتی ہے تو تکبر دوسرے سے انکار کروا تا ہے قبول نہین کرنے دیتا اور حق سے انکار کرنا کافرون اور منافقون کی عادت ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کفار کا مقولہ قرآن مین آیا ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ اور جیسا ارشاد ہوا وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ یعنی جب اوس سے کہتے ہین کہ خدا سے ڈر تو اپنے تئین بڑا جاننا اور عزت دار سمجھنا اوس سے گناہ پر اصرار کراتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ جب کسی سے کہین کہ خدا سے ڈر اور وہ کہے کہ تجھے اپنے کام سے کام ہے ایکدن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کہا اوسنے کہا مین نہین کہا سکتا آپکو معلوم ہوگیا کہ یہ تکبر سے کہتا ہے فرمایا کہ تو داہنے ہاتھ سے نہین کہا سکتا پس اوسکا ہاتھ پھر اٹھ نسکا اے عزیز جانتو کہ حق تعالی نے ابلیس کا قصہ جو قرآن شریف مین فرمایا ہے فقط کہانی کے طور پر نہین فرمایا ہے بلکہ اسواسطے ارشاد کیا ہے کہ تجھے معلوم ہوجائے کہ تکبر کی آفت کہان تک پہونچتی ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر ہی کے سبب سے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور تکبر نے اوسے اس درجہ پر پہونچا دیا کہ اوسنے حکم الہی کی تعمیل نکی اور سجدہ نکیا اور ملعون ابدی ہوگیا

تکبر کے اسباب اور علاج کا بیان اے عزیز جانتو کہ جو کوئی تکبر کرتا ہے اسی سبب سے کرتا ہے کہ اپنے مین کوئی صفت کمال جانتا ہے کہ اوروں مین گویا وہ نہین ہے اور وہ سات سبب ہین پہلا سبب علم مین تکبر ہے کہ عالم جب اپنے تئین عالم

٥١ زمین تم قرآن کو اور بیہودہ باتین بکو تم اوسکے سننے مین شاید غالب ہو جاؤ تم ۱۲

٥٢ مین بہتر ہون آدم سے کہ پیدا کیا مجھکو تونے آگ سے اور پیدا کیا اوسکو تونے مٹی سے ۱۲

اگر بہت دیکھتا ہے تو اور ونکو اپنے نسبت بہائم جانتا ہے یہ تکبر اوسپر غالب ہو جاتا ہے اسکا اثر یہ ہے کہ لوگون سے کام خدمت
اور مراعات اور تعظیم اور تقدیم کی امید رکھتا ہے اگر وہ نہین کرتے تو تعجب کرتا ہو اور اگر وہ لوگون کی طرف دیکھتا ہے یا کہین کہوت
مین جاتا ہے تو احسان جتاتا ہے اور عاقبت کے کامون مین خدا کے نزدیک اپنے تئین اونسے بہتر جانتا ہے اپنی نجات کی
قوی امید رکہتا ہے اور اون لوگون کے حق مین بہت ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب میری دعا اور نصیحت کے محتاج ہین میرے
طفیل مین دوزخ سے نجات پائینگے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفَةُ الْعِلْمِ الْخُيَلَاءُ یعنی اپنے تئین
بڑا جاننا علم کی آفت ہے اور حقیقت مین ایسے عالم کو عالم کہنے سے جاہل کہنا اولیٰ تر ہے کیونکہ حقیقت مین عالم وہ شخص ہے جو خطر
آخرت کو معلوم کرے اور صراط مستقیم کی باریکی کو پہچانے اور جسنے اسے پہچانا وہ ہمیشہ اپنے تئین اس سے دور اور مقصر جانتا ہے
اور اپنے انجام کے خطر سے اور اس بات کے خوف سے کہ علم اوسکے اوپر حجت اور دلیل ہوگا تکبر مین مشغول نہین ہوتا جیسا کہ حضرت
ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنا علم بڑہتا ہے درد و مصیبت بھی بڑہتی ہے لیکن علم سیکھنے سے لوگون کا تکبر
جو بڑہ جاتا ہے اوسکے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علم حقیقی جو علم دین ہے اوسے نہین سیکھتے اور یہ ایسا علم ہے کہ اسکے سبب آدمی
اپنے تئین اور راہ دین اور راہ حق کی گہاٹیون کو اور عاقبت کے خطر کو اور حق تعالیٰ سے جو حجاب اور آڑ ہے اوسکو پہچانتا ہے
اور اسکے سبب درد اور شکستگی زیادہ ہوتی ہے تکبر نہین زیادہ ہوتا لیکن آدمی جب طب اور حساب اور نجوم اور لغت اور مناظرہ اور
اختلاف کا علم سیکہتا ہے تو اوس سے تکبر ہی بڑہتا ہے قریب ترین علم علم فتاوی ہے اور دنیا اور خلق کی اصلاح کا علم ہے تو وہ علم دنیا
ہے اگرچہ دین کو اوسکی احتیاج ہے اوس سے خوف نہین پیدا ہوتا بلکہ اگر فقط علم فتاوی ہی پر آدمی اٹک جاوے اور دوسرا علم
یعنی علم سلوک و تصوف ترک کردے تو دل تاریک اور تکبر زیادہ ہو جاتا ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ آجکل کے علمای ظاہر کو
دیکھیے کہ انکا کیا حال ہے اسیطرح طیارات وعظین کا علم اور اونکی مسجع اور بیفایدہ باتین اور اون باتون کی تلاش جنکے سبب سے
خلق سے نعرہ زنی کرواتے ہین اور وہ نکتے جنکے سبب مذہبون مین تعصب کرتے ہین تاکہ عوام سمجھین کہ یہ باتین دین کی راہ کی ہین
یہ سب امور کبر و حسد اور عداوت کا تخم دل مین بوتے ہین انکے سبب سے درد اور شکستگی نہین بڑہتی بلکہ تکبر اور نخوت بڑہتی ہے دوسرا
سبب یہ ہے کہ شاید کوئی شخص علم نافع پڑہے مثلاً تفسیر و حدیث اور اگلے بزرگون کے احوال اور اسی قسم کے علوم جو اس کتاب مین
اور احیاء العلوم مین ہمنے بیان کیے اور اوسپر بھی اس سبب سے متکبر ہو کہ درحقیقت اوسکا باطن خبیث ہے اور اخلاق بد رکھتا ہے
اور پڑہنے سے بیان ہی کرنا اوسے مقصود ہوتا ہے کہ اوسکے سبب بڑائی حاصل ہو اوسے برتنا اور اوسپر عمل کرنا مقصود نہین ہوتا
تو جب علم اوسکے باطن مین جاتا ہے اوسکے باطن ہی کی صفت پر ہو جاتا ہے جیسے تنقیہ کے پہلے دوا جو معدہ مین جاتی ہے
معدہ کے خلط کی صفت پر ہو جاتی ہے اور جیسے پانی کہ آسمان سے ایک ہی صفت پر صاف اور شفاف برستا ہے اور جب
نباتات مین پہونچتا ہے اوسکی صفت کو بڑہاتا ہے اگر وہ کڑوی ہے تو کڑوی بڑہ جاتی ہے اور اگر میٹھی ہے تو مٹھائی زیادہ
ہو جاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن

ف [illegible]

[illegible]

پڑہتے ہین اور اونکے حلق سے تجاوز نہین کرتا اور کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جو ہماری طرح قرآن پڑہے اور جو کچھ ہم جانتے ہین
وہ کون جانتا ہے یہ فرماکر آپ نے اصحاب کیطرف دیکہا اور فرمایا کہ یہ لوگ تم ہی مین سے ہین یعنی میری امت ہین اور سب دوزخی
ہین امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم متکبر علما مین سے نہ ہو جاؤ کہ اوسوقت تمہارا علم تمہارے
جہل کو دفع نہ کریگا اور حق تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تکبر سے اپنے اوپر ہراسان رہتے تھے حتی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
نے ایک بار امامت کی پھر کہا کہ دوسرا امام ڈہونڈہو کیونکہ میرے دل مین آتا ہے کہ مین تمسے بہتر ہون جب یہ حضرات تکبر کے خیال سے
نہ چہوٹے اور لوگ کیونکر چہوٹ سکینگے اور ایسا عالم اس زمانہ مین کہان پائینگے بلکہ ایسا عالم بہی نادر ہے جو اس صفت کو جانے
کہ مذموم ہے اور اس سے حذر کرنا چاہیے کیونکہ اکثر علما خود اس سے غافل رہتے ہین اور اپنے تکبر پر فخر کرتے ہین کہ مین فلانے آدمی کو
کسی لائق نہین جانتا ہون اوسکی کچہ حقیقت نہین سمجہتا بلکہ اوسکی طرف دیکہتا بہی نہین اور ایسی تکبر کی باتین بکتے ہین تو اگر کسی عالم کو
اس بات کی آگاہی حاصل ہو تو اوسکو نہایت عزیز جاننا چاہیے اور اوسکی زیارت بہی عبادت ہے اور اوسکے واسطے سبکو چہوڑ دینا چاہیے اگر حدیث شریف مین
یہ نہ آیا ہوتا کہ ایک زمانہ آئیگا اوس زمانہ مین جو شخص تمہارے اعمال کا دسوان حصہ بہی عمل کریگا وہ نجات پائیگا تو نا امید ہوجانیکا خوف تہا لیکن اس زمانہ مین
تہوڑا بہی بہت ہے کیونکہ دین مین کوئی یار و مددگار نہ رہا اور حقائق دین [illegible] ہوگئی اور جو شخص راہ چلتا ہے وہ اکثر تنہا ہی ہوتا ہے اور نہین رکہتا
اوسکا رنج دونا ہوتا ہے [illegible] اور عبادت مین تکبر ہے کیونکہ عابد زاہد صوفی پارسا
تکبر سے خالی ہی نہین ہوتے [illegible] کہ جانتے ہین کہ ہماری خدمت اور زیارت کرنا اون کے حق مین بہتر ہے گویا کہ اپنی عبادت کے
سبب سے لوگون پر احسان رکہتے ہین اور شاید یہ بہی جانتے ہون کہ اور لوگ تباہ ہوگئے ہین مغفور اور بےگناہ ہم ہی ہین اور کبہی
ایسا بہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اونہین ستاوے اور اتفاقاً اوسے کوئی آفت پہونچ جاوے تو کہتے ہین کہ دیکہو یہ ہماری کرامت ہے
ہمارے ساتھ جو بےادبی کی یہ اوسیکا نتیجہ ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہوگئے
وہ خود ہلاک ہوگا یعنی اوسنے لوگون کو چشم حقارت سے دیکہا اور فرمایا ہے کہ بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی مسلمان بہائی کو حقیر جانے
اس حقیر جاننے والے مین اور اوس شخص مین بڑا فرق ہے جو مسلمان بہائی سے برکت لے اور اوسے اپنے سے بہتر جانے اور
خدا کے واسطے اوسے دوست رکہے اور [illegible] کا خوف ہے کہ حق تعالیٰ اوس عابد کا درجہ ان لوگون کو دیوے اور عبادت کی
برکت سے اوسے محروم رکہے جیسا کہ بنی اسرائیل مین ایک مرد تہا کہ اوس سے زیادہ کوئی عابد نہ تہا اور ایک شخص تہا کہ اوس سے زیادہ
کوئی فاسق نہ تہا وہ عابد بیٹہا تہا بدلی کے ایک ٹکڑے نے اوسکے سر پر سایہ کیا فاسق نے جی مین کہا کہ مین بہی جاکر اوس عابد کے
پاس بیٹہون شاید حق تعالیٰ اوسکی برکت سے میرے اوپر رحمت کرے جب اوسکے پاس جاکر بیٹہا تو عابد نے کہا یہ کون ہے جو میرے پاس آ
بیٹہا ہے یہ بڑا ہی نابکار ہے اور [illegible] فاسق چلا گیا [illegible] وہ ابر بہی اوسکے ساتھ [illegible] ہو گیا اور [illegible]
تہے اونپر وحی آئی کہ اس فاسق اور عابد دونون سے کہدو کہ نئے سرے سے عمل کرین کیونکہ [illegible] فاسق کے گناہ [illegible]

نیک ایمان کے سبب سے بخشدیے اور عابد نے جو عبادت کی تھی وہ اوسکے تکبر سے ہے ضبط کرلی ایک شخص نے ایک عابد کی
گردن پر پاؤن رکھا عابد نے کہا کہ اپنا پاؤن اوٹھا ورنہ قسم خدا کی خدا تجھپر رحمت نکریگا اوس زمانہ کے رسول پر وحی آئی کہ فلانے
عابد سے کہدے کہ اے شخص تو میرے اوپر قسم کہا کر تحکم کرتا ہے کہ مین اوسے نہ بخشونگا بلکہ مین تجھی کو نہ بخشونگا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ
جو کوئی کسی عابد کو ستاتا ہے تو عابد جانتا ہے کہ حق تعالی اوس ستانیوالے پر رحمت نکریگا اور شاید کہہ بیٹھے کہ یہ ستانیوالا بہت
جلدی اس گستاخی کی سزا پائیگا اور اگر کوئی آفت اوسے پہونچتی ہے تو عابد کہتا ہے کہ تمنے دیکھا اوسپر کیا گذری یعنی یہ میری کرامت
ہے اور یہ احمق نہین جانتا کہ اکثر کافرون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستایا اور حق تعالی نے اونسے انتقام نہ لیا اور
بعضون کو دولت اسلام نصیب کی تو معاذ اللہ یہ بیوقوف جانتا ہے کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بزرگ ہون
کہ حق تعالی میرے سبب سے انتقام کریگا اور جاہل عابد ایسے ہوتے ہین اور زیرک ایسے ہوتے ہین کہ خلق پر جو کچھ آفت آتی ہے
تو جانتے ہین کہ یہ ہماری شومی نفاق اور ہماری ہی تقصیر کے سبب سے آئی جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
باوصف اس صدق اور اخلاص کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ مجھہ مین نفاق کی کیا علامت پاتے ہو تو مسلمان
پرہیزگاری کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور احمق عابد ظاہر مین تو عمل کرتا ہے اور دلکو تکبر اور پندار کی نجاست مین آلودہ رکھتا ہے
اور اوس سے ڈرتا نہین اور حقیقت مین جسنے یقین کر لیا کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اوسنے اپنی عبادت کو اس نادانی کی
وجہ سے ضائع کیا کیونکہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ایک دن کسی شخص کی تعریف
کرتے تھے اتفاقاً وہ بھی وہان آپڑا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جس مرد کی تعریف کرتے تھے وہ یہی ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسمین نفاق کی علامت پاتا ہون سب تعجب مین رہے جب وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے خدا کی سچ کہہ کہ کبھی تیرے خیال مین آتا ہے کہ اس قوم مین تجھسے بہتر
کوئی نہین اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہان آتا ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اس خبث کو اوسکے
باطن مین دیکھا اور اوسکو نفاق کہا عالمون اور عابدون کے واسطے یہ بڑی آفت ہے یہ لوگ اس بات مین تین درجون مین ہین
پہلا درجہ وہ شخص ہے جو اپنے دل کو اس سے پاک نہ کر سکے مگر کوشش اور تکلف کرکے فروتنی کرتا ہے اور اوس شخص کے ایسے
فعل کرتا ہے جو اورون کو اپنے سے بہتر جانتا ہے حتی کہ کسی طرح اوسکے قول وفعل سے تکبر ظاہر نہین ہوتا یہ شخص تکبر کا درخت
اپنے باطن سے نہ اوکھاڑ سکے گا لیکن اوسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو نگاہ رکھے تاکہ
کبر اظہار نہ کرے اور کہے کہ مین اپنے تئین سب سے کمتر جانتا ہون لیکن اوسکے معاملات اور افعال مین ایسی باتین ظاہر ہون جو
اوسکے تکبر باطنی کی علامت ہون مثلاً جہان کہین جاتا ہے تو مقام صدر ڈہونڈہتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے اور جو
عالم ہو تو ایک ہی طرف اپنا سر رکھتا ہے جیسے لوگون سے ننگ عار رکھتا ہے اور اگر عابد ہو تو تیوری چڑہائے رہتا ہے
گویا لوگون پر غصہ مین ہے یہ دونون احمق یہ نہین جانتے کہ علم وعمل نہ سر پھیرنے مین ہے نہ تیوری مین بلکہ دل مین ہے

اور ظاہر مین تواضع اور شفقت اور کشادہ روئی سب اوسکا نور ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم اور متقی تھے اور آپ سے زیادہ کوئی فروتن اور کشادہ رو نہ تھا آپ کسی کی طرف بے مسکرائے ہوئے اور کشادہ پیشانی کیے ہوئے نہ دیکھتے تھے حق تعالے نے آپ سے خطاب فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمتون مین سے یہ بھی تمپر ایک رحمت تھی کہ تم سبہون کے ساتھ کشادہ رو اور نرم دل اور مہربان رہے کہ وہ تمسے نفور اور کنارہ کش نہوئے

تیسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے تکبر اظہار کرکے فخر اور خودستائی کرتا ہے اور حال اور کرامت کا مدعی ہوتا ہے عابد تو کہتا ہے کہ فلانا شخص کیا بیچارہ ہے اور اوسکی عبادت کیا ہے مین صائم الدہر قائم اللیل ہون روز ختم قرآن کرتا ہون جو میرے درپے ہوتا ہے وہ ہلاک ہی ہوجاتا ہے فلانے آدمی نے مجھے ستایا تھا جو کچھ اوسے دیکھنا تھا دیکھا اوسکا مال اور اولاد سب غارت ہو گیا اور شاید لڑائی جھگڑا بھی کرے حتی کہ اگر کچھ لوگ تہجد کی نماز پڑھتے ہون تو وہ اونسے بہت زیادہ پڑھے تاکہ وہ عاجز ہون اور اگر روزہ رکھتے ہون تو وہ مدت تک بھوکا بیٹھا رہے اور عالم ہے تو یہ کہتا ہے کہ مین اتنے علم جانتا ہون فلانا شخص کیا جانے وہ تو وہ اوسکا اوستاد کیا اور مناظرے مین مخالف کو زیر کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اگرچہ خود بالکل باطل ہی پر ہو اور رات دن اسی فکر مین رہتا ہے کہ کوئی عبارت اور سجع اور نادر بات یاد کرے تاکہ محفلون مین کہے اور اون مین لوگون پر سبقت کرے اور کبھی عجیب غریب لغت اور حدیث شریف کے الفاظ حفظ کرتا ہے تاکہ اورون کے سامنے اپنا کمال اور اونکا نقصان ظاہر کرے ایسا عابد اور عالم کون ہے جو ان باتون سے خالی ہے یہ باتین تھوڑی بہت سب مین ہین پس جب یہ دیکھے گا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین ایک جو کے برابر تکبر ہے اوسپر جنت حرام ہے تو اوسے خوف اور درد زیادہ ہوگا اور تکبر نکریگا اور سمجھ لیگا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندے اگر تو اپنے نزدیک بیقدر رہے تو میرے نزدیک تیری قدر ہے اور اگر تو خود اپنی کچھ قدر جانتا ہے تو میرے نزدیک بیقدر ہے اور جو کوئی حقائق دین مین سے اتنا بھی نہ سمجھے اوسے عالم کہنے سے جاہل کہنا اولی تر ہے

تیسرا درجہ نسب کے سبب سے تکبر ہے حتی کہ جو لوگ علوی ہوتے ہین یا خواجہ زادے ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ سب لوگ اونکے چیلے اور غلام ہین اگرچہ پارسا اور عالم ہون مگر یہ تکبر اونکے باطن مین رہتا ہے گو کہ اظہار نکرین ان لوگون کو اگر غصہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہوجاتے ہین اور غصہ قول فعل سے ظاہر ہوجاتا ہے دوسرے سے کہنے لگتے ہین کہ تیری کیا حقیقت ہے جو میرے ساتھ بات کرے تو اپنی [illegible] نہین پہچانتا اور ایسی باتین کہتے ہین حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا یا ابن السوداء یعنی او حبشی کے بچے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ذر آپے سے باہر نہو کیونکہ کوئی گورے آدمی کا بچہ کالے آدمی کے بچے پر فضیلت نہین رکھتا حضرت ابو ذر کہتے کہ مین لیٹ گیا اور شخص سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے منہ پر رکھ دے اے عزیز دیکھ تو کہ جب اونہین معلوم ہوا یہ کلمہ تکبر کا ہے تو کیا فروتنی کی تاکہ اوس سے کبر ٹوٹ جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمی آپس مین تفاخر کرتے تھے ایک نے کہا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون تو کون ہے پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بھی دو آدمیون نے فخر کیا تھا ایک نے کہا تھا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون اور بزرگون کی نو پشتین گن دی تھین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اوس سے کہدو کہ وہ نو تو دوزخ مین ہین اور تو اونکا دسوان ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوزخ مین کوئلا ہو گئے ہین اونپر بھی فخر کرنے سے دست بردار رہو ورنہ حق تعالیٰ کے نزدیک گوبر کے کیڑے سے بھی بدتر ہو جاؤ گے کہ وہ آدمی کی نجاست سونگھتا ہے اور چکھتا ہے چوتھا سبب حسن و جمال کے سبب تکبر ہوتا ہے یہ عورتون مین اکثر ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو فرمایا کہ کوتاہ قد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ تمنے غیبت کی اور یہ اپنے قد پر تکبر ہے کیونکہ اگر وہ خود کوتاہ قد ہوتین تو یہ کلمہ نہ فرماتین پانچوان سبب تونگری کے باعث سے تکبر ہوتا ہے کہ آدمی یون کہتا ہے کہ میرا مال اور میری دولت ایسی ہے اور وہ تونگر کو مفلس سمجھتا ہے کہ اگر چاہون تو تیرے ایسے کتنے غلام مول لے لون اور ایسی باتین کہتا ہے اور سورۂ کہف مین دو بھائیون کا قصہ ہے جو ایک نے کہا اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا وہ اسی قبیل سے ہے چھٹا سبب قوت کے سبب ضعیفون پر تکبر ہوتا ہے ساتوان تابعین اور شاگردون اور غلامون اور نوکرون اور مریدون کے سبب تکبر ہوتا ہے غرضکہ جس چیز کو آدمی نعمت سمجھتا ہے اوسکے سبب فخر کرتا ہے اگرچہ وہ نعمت نہو حتی کہ مخنث بھی اسباب مخنثی کے سبب اور مخنثون پر فخر کرتا ہے تکبر کے اسباب بھی ہین اور تکبر ظاہر ہونیکا سبب یا عداوت اور حسد ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب کسی کو دشمن رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اوسپر تکبر اور فخر کرے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ریا تکبر کا سبب ہو کہ آدمی لوگون کے سامنے تکبر کرے تاکہ لوگ اوسے تعظیم سے دیکھین حتی کہ کوئی شخص کسی سے مناظرہ کرے کہ چاہتا ہے کہ طرف ثانی بڑا فاضل ہے اور اپنے دل مین متواضع رہے فقط ظاہر مین تکبر کرے تاکہ لوگ طرف ثانی کو فضل نہ جانین اے عزیز اب جو تو تکبر کے اسباب جان چکا تو اوسکا علاج پہچاننا چاہیے

تکبر کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ یہ بیماری ایک جھگڑے کی قدر ہوا اور راہ سعادت بند کرتی ہے اور بہشت سے محجوب رکھے اوسکا علاج فرض عین ہے اور اس بیماری سے کوئی شخص خالی نہین ہے اسکا علاج دو قسم پر ہے ایک مجمل ایک مفصل مجمل علاج علم و عمل کی معجون سے مرکب ہے علاج علمی یہ ہے کہ آدمی حق سبحانہ تعالیٰ کو پہچانے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کبریائی اور عظمت اوسکے سوا اور کسی کو سزاوار نہین اور اپنے تئین پہچانے تاکہ معلوم کرے کہ مجھسے زیادہ حقیر اور ذلیل و خوار اور کمتر کوئی نہین اور یہ مسہل ہے کہ بیماری کی جڑ اور مادہ کو باطن سے قطع کرتا ہے اگر کوئی شخص تمام علاج جاننا چاہے اوسے قرآن شریف کی ایک آیت کافی ہے اوسے جان لے وہ آیت یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ حق سبحانہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی قدرت پہنچوائی اور اوسکے اول اور آخر اور درمیان کا کام اوس سے بیان کر دیا اول کا کام تو یہ ہے کہ فرمایا مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ تو آدمی کو چاہیے کہ یہ بات جان لے کہ کوئی چیز نیست سے زیادہ ناچیز نہین ہوتی اور آدمی نیست تھا کیونکہ اوسکا نام و نشان کچھ بھی نہ تھا اور ازل سے پیدا ہونیکے وقت تک عدم کے پردہ مین چھپا تھا جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا

یعنی بہت زیادہ ہون مجھسے از روئے مال کے اور بہت عزت دار ہون باعتبار ذات کے ۱۲

حق تعالی نے خاک کو پیدا کیا کہ اوس سے زیادہ کوئی چیز ذلیل نہین اور نطفہ اور علقہ کو پیدا کیا کہ وہ ذرا سا پانی اور خون ہے اور اوس سے زیادہ کوئی چیز پلید نہین اور آدمی کو اوس نجاست سے ہست کیا اور اوسکی اصل ناچیز مٹی اور گندے پانی اور پلید خون سے بنائی اوسکے بعد آدمی پارہ گوشت تھا اوسمین سماعت بصارت گویائی قوت حرکت کچھ نہ تھی بلکہ ایک جماد تھا کہ اپنی بھی کچھ خبر نہ رکھتا تھا اور چیز کا کیا ذکر پھر حق تعالی نے اوسمین سماعت بصارت ذوق گویائی قوت قدرت ہاتھ پاؤن آنکھ اور سب اعضا پیدا کیے چنانچہ وہ دیکھتا ہے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز تو خاک مین تھی نہ نطفہ مین نہ خون مین اور اوسمین اتنے عجائب غرائب چیزین پیدا کین تاکہ اونکے سبب سے خالق کی بزرگی اور بڑائی پہچانے نہ یہ کہ اونکے سبب سے تکبر کرے کیونکہ اوسنے کچھ اپنی کوشش سے یہ چیزین نہین حاصل کی ہین کہ اوسکے سبب سے تکبر کرے جیسا حق تعالی نے ارشاد کیا وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ آدمی کا پہلا کام تو یہ ہے اے عزیز دیکھ تو کہ اوسے اب تکبر کی جگہ ہے یا اپنے سے ننگ و عار رکھنے کی اور اوسکے درمیان کے کام یہ ہین کہ حق تعالی اوسے اس عالم مین لایا اور ایک مدت تک کہا اور یہ قوتین اور اعضا اوسے عنایت کیے اگر حق تعالے اوسکے کام اوسکے اختیار مین دیتا اور اوسے بے پروا کرتا تو ممکن تھا کہ غلطی مین پڑکر سمجھتا کہ مین کچھ ہون بلکہ بھوک پیاس بیماری جاڑا گرمی درد رنج و لاکہہ مختلف بلائین اوسکے سر پر لٹکا رکھی ہین تاکہ کسی ساعت اپنی طرف سے امن نہو کیونکہ شاید مر جاوے یا اندھا یا بہرا یا دیوانہ یا بیمار یا درماندہ ہو جائے یا بھوک پیاس کے مارے مر جائے اور حق سبحانہ تعالی نے اوسکی منفعت کڑوی دواؤن مین رکھی تاکہ اگر وہ فائدہ چاہتا ہے تو سردست رنج اوٹھائے اور اوسکا زیان اچھی چیزون مین رکھا تاکہ اگر فی الحال لذت پائے تو پھر اوسکا رنج اوٹھائے اوسکے کامون مین سے کوئی کام اوسکے ہاتھ مین نہین دیا حتی کہ جو کچھ وہ چاہے کہ جانون اوسے نہین جانتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہ بھول جاؤن اوسے نہین بھول سکتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ نہ خیال کرون وہ اوسکے دل پر غلبہ کرتی ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال کرون اوس سے دل بھاگتا ہے اور باوصف ان عجائب صنعتون اور جمال اور کمال کے جو اوسکے واسطے پیدا کیا اوسے ایسا عاجز کر دیا کہ اوس سے زیادہ بدبخت اور کمتر اور عاجز کوئی چیز نہین اور اوسکا اخیر کا کام یہ ہے کہ مر جائیگا نہ سماعت رہیگی نہ بصارت نہ قوت نہ جمال نہ بدن نہ اعضا بلکہ ایسا مردار گندہ اور متعفن ہو جائیگا کہ سب لوگ اوس سے اپنی ناک بند کرین گے اور کیڑے مکوڑون اور حشرات الارض کے پیٹ مین پہنچا ہو جائیگا پھر آخر کو دوبارہ خاک ہو کر ذلیل و خوار ہوگا اور اسیطرح خاک ہی رہتا تو بھی فائدہ اوٹھاتا کہ چارپایون کے برابر رہتا وہ تو یہ دولت بھی نہ پائیگا بلکہ اوسے حشر کرین گے اور ہیبت کے مقام مین رکھین گے حتی کہ آسمانون کو پھٹا ہوا دیکھیگا اور ستارون کو گرا ہوا اور آفتاب اور ماہتاب کو بے نور اور پہاڑون کو دھنکی ہوئی روئی کیطرح پراگندہ اور زمین کو بدلی ہوئی اور دیکھیگا کہ دوزخ کے فرشتے کمند ڈال رہے ہین اور دوزخ گرج رہی ہے اور فرشتے ایک ایک کے ہاتھ مین اعمال نامہ دے رہے ہین حتی کہ جو کچھ تمام عمر مین فضیحتیان اور رسوائیان کی ہین آدمی اوسے دیکھتے ہین اور ایک ایک پڑھتے ہین اور نادم ہوتے ہین فرشتے اوس سے کہتے ہین آ جواب دے کہ تو نے کیون کیا کیون کہا کیون بیٹھا کیون اوٹھا کیون دیکھا کیون

خیال کیا اور معاذ اللہ اس سے عہدہ برآ نہو سکیگا تو اوسے دوزخ مین ڈال دینگے اوسوقت وہ کہیگا کہ کاش مین سئور یا کتا ہوتا
تاکہ خاک ہو جاتا کیونکہ وہ اس عذاب سے چہوٹے ہوئے ہین تو جس شخص کا حال سور اور کتے سے بہی بدتر ہونا ممکن ہو اوسکو تکبر
کرنیکا کیا محل ہے اور فخر کرنیکا کیا موقع ہے کیونکہ اگر آسمان زمین کے سب ذرّے اوسکی معصیت پر روئین اور اوسکی فضیحتی اور
رسوائیونکا غدر پڑہین تو قاصر رہین آیعزیز بہلا کبہی تونے دیکہا ہے کہ بادشاہ نے کسی کو کسی گناہ کے سبب سے پکڑا اور قید خانہ مین
بند کیا اور وہ قیدی اس خطر مین ہے کہ مجہے سولی دینگے یا عذاب کرینگے باوجود اسکے وہ قیدی تفاخر اور تکبر مین مشغول ہو اور
تمام خلق دنیا مین بادشاہ عالم کے قید خانے مین ہے اور گناہ بہت رکہتی ہے اور انجام کار نہین پہچانتی ہے تو ایسی جگہہ مین اس
حال کے ساتھہ فخر اور تکبر کا کیا محل ہے تو جس شخص نے اپنے تئین اس صفت کے ساتھہ پہچانا تو یہ پہچان اوسکا مسہل ہو جائیگی اور اوسکے باطن سے
تکبر کی جڑ بالکل کہود ڈالیگی یعنی کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے زیادہ کمتر نہ دیکہیگا بلکہ چاہیگا کہ خاک ہوتا یا چڑیا یا جماد کہ ہمین سخت خطر مین نہوتا اور علاج
عملی یہ ہے کہ سب احوال اور اقوال مین متواضعون کی راہ اختیار کرے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر روٹی کہاتے تکیہ نہ لگاتے اور
فرماتے کہ مین بندہ ہون مین اسطرح کہاتا ہون جسطرح بندے کہاتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام سے لوگون نے پوچہا کہ تم نیا کپڑا کبہی نہین
پہنتے کہا مین بندہ ہون اگر کسی دن آزاد ہونگا تو آخرت مین نیا لباس پہنونگا آیعزیز جانتو کہ اسرار نماز مین سے ایک تواضع
ہے کہ رکوع سجود سے حاصل ہوتی ہے اور چہرہ جو سب اعضا سے زیادہ عزت دار ہے آدمی اوسے خاک پر رکہتا ہے جو سب چیزون
سے زیادہ ذلیل ہے اسواسطے کہ عرب کو ایسا تکبر تہا کہ پیٹہہ نہ جہکاتے تہے تو یہ سجدہ اونپر قہر عظیم تہا پس آدمی کو چاہیے کہ کبر
جو حکم دے اوسکے خلاف ہی کرے اور صورت اور زبان اور آنکہہ اور نشست و برخاست اور لباس اور سب حرکات سکنات مین
کبر ظاہر ہوتا ہے تو چاہیے کہ آدمی تکلف کرکے یہ سب دور کرے تاکہ تواضع اوسکی سرشت ہو جائے تکبر کی علامتین بہت ہین
ایک یہ ہے کہ جب تک کوئی دوسرا آدمی اوسکے ساتھہ نہو تب تک اکیلا کہین جانا نچاہیے اس امر سے حذر کرنا چاہیے حضرت
ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جتنے آدمی تیرے ساتھہ زیادہ ہوتے ہین اوتنا ہی تو حق تعالی سے دور رہتا ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے بیچ مین چلا کرتے تہے کبہی ایسا ہوتا کہ لوگون کو آگے کر لیتے اور ایک علامت یہ ہے
کہ متکبر چاہتا ہے کہ لوگ اوسکے سامنے کہڑے رہین اور اوسکے واسطے سرو قد اوٹہہ کہڑے ہوا کرین رسول مقبول صلعم اس امر سے کراہت رکہتے تہے
کہ کوئی آپکے واسطے سرو قد اوٹہہ کہڑا ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو کوئی دوزخی کو دیکہا چاہتا ہو اوسے کہدو کہ ایسے
آدمی کو دیکہہ لے جو خود تو بیٹہا ہو اور لوگ اوسکے سامنے کہڑے ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر کسیکی ملاقات کو نہین جاتا حضرت سفیان ثوری رح
مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت ابراہیم ادہم نے اونکو بلایا کہ یہان آکر مجہسے حدیث روایت کرو حضرت سفیان چلے آئے حضرت ابراہیم ادہم نے کہا
کہ مین نے چاہا کہ تمہاری تواضع آزماؤن اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر یہ نہین چاہتا کہ فقیر اوسکے پاس بیٹہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کے
ہاتھہ مین اپنا دست مبارک دیتے جبتک وہ نچہوڑتا آپ اوسیطرح رہتے اور جو شخص ایسا بیمار ہوتا کہ اور لوگ اوس سے حذر کرتے آپ اوسکے ساتھہ کہانا
نوش کرتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر اپنے گہر مین کچہہ کام نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سب کام کرتے تہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رح نے

ایک رات کسی کو مہمان رکھا چراغ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ مین تیل لے آؤن فرمایا نہین مہمان سے کام کو کہنا مروت سے
بعید ہے مہمان نے کہا غلام کو جگاؤن فرمایا نہین وہ ابھی سویا ہے پھر آپ اوٹھکر تیل کا برتن لائے اور چراغ مین تیل ڈالا مہمان
نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ کام خود آپ نے کیا فرمایا ہان جب مین گیا تھا تب بھی عمر تھا اور اب پھر آیا تو بھی عمر ہون اور ایک علامت
یہ ہے کہ متکبر سودا سلف بازار سے خود اپنے گھر نہین لیجاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکدن کوئی چیز لی تھی اور خود لیے
جاتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ مین اسے لیچلون آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جسکی چیز ہے اوسیکا لیچلنا بہتر ہے حضرت ابوہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ لکڑیان پیٹھ پر لادے بازار مین جاتے اور کہتے کہ اپنے امیر کو راہ دو یہ اوس وقت کا ذکر ہے جب وہ امیر تھے امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بائین ہاتھ مین گوشت لٹکائے ہوئے اور داہنے مین دُرہ لیے ہوئے بازار مین جاتے آتے اور ایک علامت
یہ ہے کہ جبتک اچھے کپڑے نہون تب تک متکبر باہر نہین نکلتا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو لوگون نے بازار مین دیکھا
کہ ہاتھ مین دُرہ لیے ہین اور چودہ پیوند چادر مین سیے ہین اونمین بعضے چمڑے کے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
کوتاہ کپڑا پہنتے تھے لوگون نے شکایت کی فرمایا کہ اس لباس سے دل خاشع رہتا ہے اور لوگ پیروی کرتے ہین فقیر خوش ہوتے ہین
حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین جب یہ دھوئے ہوئے کپڑے پہنتا ہون تو جبتک اسکے میلے نہو جائین تب تک اپنے
دلکو مین پاتا ہی نہین یعنی اپنے دلمین رعونت اور تکبر پاتا ہون خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ کے واسطے خلافت سے پہلے
ہزار دینار کا کپڑا مول لیا جاتا تو کہتے کہ اچھا تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ نرم چاہیے اور خلافت کے بعد پانچ درہم کا کپڑا مول لیتے
اور فرماتے کہ خوب ہے لیکن اس سے زیادہ موٹا کپڑا چاہیے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ حق تعالی نے مجھے نفس
لذت طلب دیا ہے جب ایک چیز کی لذت چکھ چکتا ہے تو اوس سے نہین طلب کرتا ہے اب خلافت کا مزہ چکھا اس سے بڑھ کر کوئی
مرتبہ نہین تو اب بادشاہی ابد کی طرف دوڑتا ہے اور اوسے ڈھونڈھتا ہے الغرض یہ گمان نکرنا کہ جتنے اچھے کپڑے ہین سب
تکبر کی وجہ سے ہوتے ہین کیونکہ کوئی آدمی ہر چیز مین اچھائی کو دوست رکھتا ہے اوسکی پہچان یہ ہے کہ خلوت مین بھی اچھے
کپڑے کو دوست رکھے اور کوئی شخص برے کپڑے کے سبب تکبر کرتا ہے کہ اوسے پہنکر اپنے تئین زاہد ظاہر کرتا ہے حضرت عیسی
علیہ السلام نے لوگون سے کہا کہ کیا ہے جو تم راہبون کا لباس پہنے ہو اور باطن کو بھیڑیے کی صورت بنا رکھا ہے بادشاہون کا
لباس پہنو اور خوف خدا سے دلکو نرم کرو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جب ملک شام کو پہونچے تو پھٹے پرانے کپڑے
پہنے تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہان دشمن لوگ ہین اگر آپ اچھے کپڑے پہن لیجیے تو کیا ہوگا فرمایا کہ حق تعالی
نے مجھے اسلام کے سبب عزت دار کیا ہے اور کسی چیز مین عزت نہ ڈھونڈھونگا غرضکہ جو کوئی تواضع سیکھا چاہے اوسے چاہیے
کہ عادات رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سیرت دریافت کرکے اوسکی پیروی کرے حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانورون کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندھتے گھر جھاڑتے بکری کا دودھ دوہتے نعلین مین
ٹانکا لگاتے کپڑے مین پیوند لگا لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے جب خادم تھک جاتا تو چکی پیسنے مین اوسکی اعانت کرتے بازار سے

چادر مین سودا سلف باندہ لاتے امیر فقیر چہوٹے بڑے سکو پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرتے غلام آزاد چہوٹے بڑون کے درمیان
دین کے امور مین فرق نہ کرتے دن رات کا ایک ہی لباس رکھتے جو غاکسار پریشان حال آپکی دعوت کرتا قبول فرماتے جو کہانا
آپکے سامنے رکہدیا جاتا اگرچہ تہوڑا ہوتا اوسے حقیر نجانتے رات کا کہانا صبح کے واسطے نرکہتے صبح کا کہانا رات کے واسطے نرکہتے
آپ نیک خو تہے کریم الطبع ملنسار شگفتہ رو تہے مسکراتے سے قہقہہ لگاکے اندوہگین ہوتے سے تیوری بہوین چڑہاکے تواضع
تہے بے ذلت با ہیبت تہے بے درشتی و شدت سے اسراف تہی اور کریم تہے سب لوگون پر رحیم تہے آپکا دل بہت نرم تہا
سرجہکائے رہتے پر تقوعا سے سر پاؤن تک بہرا تہا کسی سے طمع نرکہتے تہے جو کوئی اپنی سعادت چاہے آپکی پیروی کرے یہی سبب تہا
کہ حق تعالی نے آپکی تعریف کی اور فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور علاج تفصیلی یہ ہے کہ تو غور کرکہ کس سبب سے تکبر کرتا ہے
اگر نسب کے سبب تکبر کرتا ہے تو اپنا نسب جاننا چاہیے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ
جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ یعنی تیری اصل خاک سے ہے اور فرع نطفہ سے تو نطفہ باپ ہوا اور خاک دادا اور دونون سے
زیادہ خوار و ذلیل کون ہے اگر تو کہے کہ آخر باپ بہی تو درمیان مین ہے تو تجہ مین اور تیرے باپ کے درمیان مین نطفہ اور علقہ
اور مضغہ اور بہت ناپاکیان اور رسوائیان ہین تو اونہین کیون نہین دیکہتا اور تعجب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ خاکروبی یا حجامی کرتا تو
تو اوس سے ننگ و عار رکہتا اور کہتا کہ تعجب ناپاک ہے کہ خاک و خون مین ہاتہہ بہرتا ہے تو بہی تو خاک اور خون ہی سے بنا ہے
پہر کیون فخر کرتا ہے اور تو نے جب یہ جان لیا تو تیری مثل اوس شخص کی ایسی ہوگی جو اپنے تئین سید علوی سمجہے اور دو گواہ
عادل اسپر گواہی دین کہ یہ غلط ہے اور فلانے حجام کا لڑکا اور وہ ثابت کردین جب یہ معلوم ہو جائیگا تو پہر تو تکبر نکر سکیگا
دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص نسب کے سبب سے ناز کرتا ہے تو حقیقت مین وہ دوسرے کے سبب ناز کرتا ہے اور بزرگی تجہی مین
ہونا چاہیے اسواسطے کہ آدمی کے پیشاب سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے اوسے اوس کیڑے پر جو گدہے کے پیشاب سے پیدا ہوا ہے
کچہ بزرگی نہین ہوتی دوسرا سبب وہ تکبر ہے جو حسن و جمال کے سبب سے ہو جو شخص اپنے حسن و جمال کے سبب سے فخر کرے اوسے
چاہیے کہ باطن مین دیکہے تاکہ برائیان ظاہر ہون اور نظر کرے کہ اوسکے پیٹ اور مثانہ اور رگون اور ناک کان اور سب اعضا
مین کیا کیا نجاست اور کثافت ہے اور ہر روز دو بار اپنے ہاتہہ سے اپنی ایسی چیز دہوتا ہے جسکی نہ صورت دیکہنا گوارا ہے نہ بو سونگہنا
اور ہمیشہ اوسکا بار بردار اور حمال رہتا ہے پہر یہ سوچے کہ اوسکی پیدایش خون حیض اور نطفہ سے ہے اور پیشاب کی دو راہ گذر
سے جبسے گذرتا ہے تب عالم وجود مین قدم دہرتا ہے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک شخص کو خراماں دیکہا کہا یہ اوس
شخص کی چال نہین ہے جو یہ جانتا ہو کہ مین اپنے پیٹ مین کیا بہرے ہون اگر آدمی ایکدن اپنی نشست و شو نہ کرے تو سب
ناپاکیان اوس سے بہہ نکلین اور اوس سے زیادہ پلید کوئی چیز نہین ہوتی
جو آدمی کے پیٹ سے نکلتی ہے پہر اوسکا حسن و جمال کچہ اوسکے سبب نہین ہے کہ فخر کرے اور بدصورتی کچہ اوسکے
سبب سے نہین ہے کہ اوسکا عیب کرے اور اوسکا حسن و جمال اعتماد کے قابل بہی نہین ہے کیونکہ ایک بیماری سے

یعنی ہم نے پیدا کیا آدمی کو ... [illegible] ... نطفہ بنا کر

زائل ہو جاتا ہے اور چیچک سب بیماریوں سے زیادہ اوسے بدصورت کر دیتی ہے غرضکہ یہ چیزیں تکبر کے لائق نہیں ہیں اور
اگر اپنی طاقت کے سبب سے آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ جان لے کہ اگر اوسکے ایک رگ درد ہوتا ہے تو اوس سے زیادہ عاجز کوئی نہیں ہوتا
اگر مکھی اوسے ستاتی ہے تو عاجز آتا ہے اگر بھنگا اوسکی ناک میں یا چیونٹی اوسکے کان میں گھس جاتی ہے تو عاجز اور ہلاک ہو جاتا ہے اگر
کانٹا اوسکے پاؤں میں گڑ جاتا ہے تو جگہ سے ہل نہیں سکتا پھر اگر بڑا قوی اور طاقتور ہے تو بیل گدہا ہاتھی اونٹ اوس سے زیادہ
قوی ہیں اور ایسی چیز کے سبب سے فخر کرنا کیا جس میں بیل گدہا اوس سے بڑھ کر ہے اور اگر تونگری اور مال اور نوکروں غلاموں کے سبب سے تکبر کرے
یا حکومت اور سرداری کی وجہ سے تو یہ سب چیزیں اوسکی ذات سے باہر ہیں کیونکہ اگر مال چور لیجائیں یا حکومت سے بادشاہ معزول
کر دے تو پھر کیا اوسکے قبضہ میں رہیگا اور اگر مال ہے بھی تو بہتیرے یہودی اوس سے زیادہ مال و دولت رکھتے ہیں اور اگر
حکومت پر منصب رہے تو بہتیرے بے عقل مثلاً ترک کرد اجلاف اوسکی دہ گونہ حکومت رکھتے ہیں غرضکہ جو چیز تیری
ذات سے نہو وہ تیری ملک نہیں اور جو تیری ملک نہو اوسکے سبب سے تکبر اور فخر کرنا بالکل بیجا اور برا ہے اور انہیں سے کوئی چیز تیری
ذات سے نہیں ہے اور منجملہ اون اسباب کے جس سبب سے تکبر کر سکتے ہیں ظاہراً علم اور عبادت ہے اسکا علاج دشوار ہے کیونکہ کمال
اور حق تعالی کے نزدیک علم عزیز ہے اور بڑی چیز ہے اور حق تعالی کی صفتوں میں سے ہے اور عالم پر بہت مشکل ہوگا کہ اپنی نظر
التفات میں نہ کرے اور یہ مشکل دو طرح سے آسان ہوتی ہے ایک تو یہ سمجھ کر جان لے کہ علم کے سبب سے بڑی گرفت ہوگی اور عالم کا بڑا
خطرہ ہے کیونکہ جاہل سے بہت کاموں میں طرح دیجائیگی اور عالم سے نہ دیجائیگی اور عالم کی تقصیر بہت بڑی ہوتی ہے اور بہت احادیث عالم کے بارہ میں وارد
ہوئی ہیں اونمیں غور و تامل کرنا چاہیے کیونکہ قرآن شریف میں حق سبحانہ تعالی نے اوس عالم کو گدہے کے مانند فرمایا ہے جو اپنے
علم کے موافق کاربند نہو اسواسطے کہ گدہے پر بوجھ کتابیں اوٹھائے ہے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کَمَثَلِ الْکَلْبِ اِنْ
تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُکْهُ یَلْهَثْ یعنی جانے خواہ نجانے اپنی طبیعت اور سرشت سے دست بردار نہیں ہوتا کتے اور
گدہے سے زیادہ اور کیا چیز خسیس ہے اور درحقیقت عالم اگر آخرت میں نجات نہ پائیگا تو اسکے کہ جاہل اوس سے پہلے نکلینگے تو حیوانات کا کیا ذکر
اسی سبب سے ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش میں چڑیا ہوتا اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش میں بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کر کے کھا لیتے اور ایک
صحابی کہتے تھے کہ کاش میں گھاس ہوتا یہ جسکے دل میں آخرت کا خطرہ جم جاتا ہے وہ ہرگز تکبر نہیں کرتا اگر کسی اپنے سے زیادہ جاہل دیکھتا تو کہتا
کہ نادانی کے سبب گناہ میں معذور ہے اور مجھ سے بہتر ہے اور اگر کسی اپنے سے زیادہ عالم دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ وہ بہی جانتا ہے جو میں نہیں جانتا جسسے وہ بہتر ہے اور
اگر بڈہے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اسنے مجھسے زیادہ خدا کی عبادت کی ہے یہ مجھسے بہتر ہے اور اگر لڑکے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے
کہ میں نے بہت گناہ کیے ہیں اور یہ معصوم ہے ابھی زمانہ بھی نہیں دیکھا یہ مجھسے بہتر ہے بلکہ اگر کافر کو دیکھتا ہے تو بھی تکبر نہیں کرتا
اور کہتا ہے کہ شاید یہ مسلمان ہو جائے اور اسکی عاقبت بخیر ہو اور میرا خاتمہ بخیر نہو کیونکہ بہت سے لوگون نے اسلام قبول
کرنے سے پہلے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا ہوگا حالانکہ حق تعالی کے علم میں وہ کیسا تھا تو عجب آپکی بزرگی
نجات آخرت میں ہے اور وہ کسی کو معلوم نہیں تو چاہیے کہ ہر ایک اوسکے خوف میں رہے تاکہ تکبر نہ کرسکے دوسری طرح یہ ہے کہ یہ سمجھے

اگر کبر حق سبحانہ تعالی ہی کو سزاوار ہے اور جو کوئی اس امر مین اوس سے جھگڑتا ہے اوسے خدا دشمن رکھتا ہے اور حق تعالی اسنے
ہر ایک کو فرمایا ہے کہ میرے نزدیک تیری قدر اوسوقت ہوگی جب تو اپنے تئین کچھ نہ سمجھے اگر بالفرض آدمی یہ بھی جان لے
کہ میری عاقبت بخیر ہوگی تو بھی حق تعالی کا فرمانا یاد رکھکر تکبر نہ کرے اسی سبب سے انبیا علیہم السلام متواضع ہوتے تھے کیونکہ جانتے
تھے کہ حق تعالی تکبر کو دشمن رکھتا ہے اور عابد کو چاہیے کہ عالم سے عبادت پر تکبر نہ کرے اور سمجھے کہ شاید علم اوسکا شفیع ہو اور
اوسکی برائیون کو محو کر دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے کسی ادنی صحابی پر
اور اگر کوئی عابد کسی جاہل کو دیکھے اور اوسکا حال پوشیدہ ہو تو اپنے جی مین کہے کہ شاید یہ جاہل مجھسے زیادہ عابد ہو اور
اپنے تئین مشہور نہ کیا ہو اور اگر فاسق ہو تو اپنے جی مین یہ کہنا چاہیے کہ شاید اس اور خطرے اپنے گناہ مین جو دل ہی سے
ہوتے ہین اور فسق ظاہری سے بدتر ہین اور ممکن ہے کہ میرے باطن مین ایسے گناہ ہون جن سے مین غافل ہون اور میرے
ظاہری عمل اوس سے حبط ہو جائین اور اوسکے باطن مین کوئی خلق نیک ایسا ہو جو اوسکے ظاہری گناہون کا کفارہ ہو جائے
بلکہ شاید وہ توبہ کر لے اور خاتمہ بخیر اوسے نصیب ہو اور مجھسے ایسا کوئی گناہ سرزد ہو جسکے سبب سے مرتے وقت ایمان خطرہ مین پڑ جائے
غرضکہ جب یہ امر ممکن ہے کہ حق سبحانہ تعالے کے نزدیک اوسکا نام اشقیا مین لکھا ہے تو تکبر کرنا نادانی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے
عالم اور مشائخ ہمیشہ متواضع رہے ہین عجب اور اوسکی آفت کا بیان اے عزیز جان تو کہ خود پسندی برے اخلاق مین ۵۱ عجب یعنی خود پسندی کا بیان ۱۲
سے ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین بخل حرص خود پسندی اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نکرو
تو بھی مجھے تمسے ایسی ایک چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بدتر ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
لوگون نے پوچھا کہ آدمی بدکار کب ہوتا ہے فرمایا کہ جب اپنے تئین نیکوکار جانے اور یہ جاننا خود پسندی ہے حضرت ابن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ تباہی اور ہلاکت دو چیزون مین ہے خود پسندی اور ناامیدی مین اسی سبب سے بزرگون نے
کہا ہے کہ ناامید آدمی طلب مین سست ہوتا ہے اور معجب جانتا ہے کہ مین طلب سے بے نیاز ہون حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالی علیہ
کہتے ہین کہ اگر مین تمام رات سوؤن اور صبح کو ڈرتا ہوا اور شکستہ دل اٹھون تو اس امر کو مین اس بات سے زیادہ دوست
رکھتا ہون کہ رات بھر نماز پڑھون اور صبح کو اوسپر خود پسندی کرون حضرت بشر ابن منصور رحمۃ اللہ تعالی ایکدن بڑی لمبی
نماز پڑھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونکی عبادت مین متعجب ہے جب سلام پھیرا تو کہا کہ اے جوان تعجب نہ کر کیونکہ ابلیس نے
مدتون عبادت کی اور اوسکا خاتمہ تو جانتا ہے کہ کیسا ہوا اے عزیز جان تو کہ خود پسندی سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین اونمین
ایک تکبر ہے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر جانے دوسری آفت یہ ہے کہ خود اپنے گناہ یاد نہین کرتا اور تدارک مین
مشغول نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ مین بخشا ہوا ہون عبادت مین شکر گذار نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ شکر گذاری سے بے نیاز ہون
اور عبادت کی آفتین نہین جانتا اور نہین تحقیق کرتا اور جانتا ہے کہ وہ خود بے آفت ہے اور اوسکے دل سے خوف و ہراس
جاتا رہتا ہے اور حق سبحانہ تعالی کے مکر سے نڈر رہتا ہے اور عبادت کے سبب حق سبحانہ تعالی پر اپنا حق جانتا ہے کہ عبادت

اوسپر خود نعمت الٰہی ہے اور اپنی تعریف کرتا ہے اور اپنے تئین پاک جانتا ہے اور عجب اپنے علم مین خود بین ہوتا ہے تو کسی سے کچھ پوچھتا نہین اور اگر اوس سے اوسکے خلاف رائے کوئی بات کہین تو سنتا ہی نہین اور ناقص رہتا ہے اور کسیکی نصیحت نہین سنتا

عجب اور ادلال کی حقیقت کا بیان ایعزیز جانو کہ حق تعالی نے جسے کوئی نعمت عطا فرمائی جیسے علم اور توفیق عبادت وغیرہ اور اوسکے زائل ہوجانے سے ہراسان رہتا ہے اور ڈرا کرتا ہے کہ مبادا اوس سے پھیر لین تو وہ خودپسند نہین ہے اور اگر ڈرتا نہ ہے اور اوس نعمت کے سبب بدینوجہ خوش رہے کہ حق تعالی کی عطا اور نعمت ہے اسوجہ سے نہین کہ اوس شخص کی صفت ہے تو بھی خودپسند نہوگا اور اسوجہ سے خوش ہو کہ یہ میری صفت ہے اور اس امر سے غافل ہو کہ وہ خدا کی نعمت ہے اور اوسکے ہاتھ سے خالی ہو تو اس صفت سے یہ خوشی خودپسندی ہے اور اگر ساتھ اسکے حقتعالی کے نزدیک اپنا کچھ حق جانے اور اپنا عبادت کو اپنے واسطے خدمت پسندیدہ جانے تو اسے ادلال یعنی ناز کرنا اور اترانا کہتے ہین کیونکہ خود اپنے تئین نازان جانا اور جب کسی کو کوئی چیز دے اور اپنے دل مین سمجھے کہ مین نے بڑا کام کیا تو خودپسند ہے اور اگر اوسکے عوض مین کسی خدمت اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو اوسے ناز کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ناز کے سبب ... اوسکی نماز اوسکے سر سے تجاوز نہین کرتی اور فرمایا ہے کہ اگر تو ہنسے گا اور اپنی تقصیر کا مقر رہے گا تو اس سے بہتر ہے کہ رو اور اوسے بڑا کام جانے

عجب کے علاج کا بیان ایعزیز جانو عجب بیماری ہے جہل محض اور اسکا سبب ... اسکا علاج ہے پس جو شخص رات دن علم اور عبادت مین مشغول رہتا ہے ہم اوس سے پوچھتے ہین کہ بھلا تیرا یہ عجب اس سبب سے ہے کہ عمل کیا تیری قوت اور قدرت کے بغیر تجھپر گذرتا ہے یعنی تجھسے ظاہر ہوتا ہے اور تو راہ گذر یعنی اسکا مظہر ہے یا اس سبب سے عجب ہے کہ یہ عمل تیری ذات سے پیدا ہوتا ہے اور تیری قوت سے حاصل ہوتا ہے اگر پہلا سبب ہے تو راہگذر کو خودپسندی نہین پہونچتی کیونکہ وہ تو مسخر ہے اوس سے کچھ کام نہین ہوتا اور اگر کہے کہ یہ عمل مین کرتا ہون اور میری قوت اور قدرت سے ہوتا ہے کہ تو کچھ جانتا ہے کہ جس قوت اور قدرت اور اعضا اور ارادت سے یہ عمل کرتا ہے اوسے کہان سے لایا ہے اگر کہے کہ میری ... سے یہ عمل ہوتا ہے تو ہم پوچھین گے کہ بھلا اس خواہش اور اس داعیہ کو کسنے پیدا کیا اور کسنے تیرے اوپر مسلط کردیا کہ اوسنے قہر اور زبردستی کی زنجیر تیری گردن مین ڈالکر تجھے کام مین رکھا کیونکہ جسپر خواہش اور داعیہ کو مسلط کیا تو اوسکے اوپر گویا ایسا ایک موکل بٹھایا کہ وہ اوسکے خلاف کرہی نہین سکتا اور داعیہ اوس شخص کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ اوسے زبردستی کام مین لگاتا ہے تو سب خداہی کی نعمت ہے اور تیری خودپسندی کا سبب جہالت ہے کیونکہ تیری ذات سے کوئی چیز نہین تو چاہئے کہ حق تعالی کے فضل و کرم سے تو تعجب کرے کہ اوسنے بہتیرے خلق کو غافل کردیا اور اونکے داعیہ کو برے کامون مین صرف کیا اور تجھپر اپنی عنایت کا چہرہ پہیرا اور داعیہ کو تیرے اوپر تعینات کردیا اور تجھکو قہر اور زبردستی کی زنجیر مین جکڑ کر اپنی درگاہ مین کھینچا اگر کوئی بادشاہ اپنے غلامون کو دیکھے اور اونمین سے ایک کو خلعت دے بے کسی سبب اور خدمت کے کہ اوسنے پہلے کی ہو تو اوس غلام کو بادشاہ کی عنایت کے سبب تعجب چاہئے کیونکہ بادشاہ نے بے استحقاق کے خود بخود اوسے خلعت

سرفراز کیا پس اگر وہ غلام سمجھے کہ بادشاہ حکیم ہے جبتک مجھ مین استحقاق کی صفت نہین دیکھ لی خلعت خاص نہین عنایت کیا
تو جواب دینگے کہ بھلا یہ استحقاق کی صفت تو کہان سے لایا اگر یہ صفت بھی بادشاہ کی عطا کی ہوئی ہے تو تجھے خود بینی کا کچھ
محل نہین ہے اسکی مثل ایسی ہے کہ بادشاہ اگر تجھے گھوڑا عنایت کرے تو تو تعجب کرے اور اگر بادشاہ تجھے غلام عطا فرمائے تو تو
عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ نے مجھے غلام اس سبب سے عنایت فرمایا کہ میرے پاس گھوڑا تھا اور دوسرے کے پاس نہ تھا پس چونکہ
گھوڑا بھی اوسنے دیا ہے تو تجھے کچھ عجب کا محل نہین بلکہ یہ ایسا ہے جیسے دونون چیزین تجھے ایک ہی بار مرحمت کرتا اسیطرح اگر تو
کہے کہ حق تعالی نے مجھے عبادت کی توفیق اس سبب سے دی کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون تو جواب دینگے کہ بھلا یہ دوستی تیری
دل مین کسنے ڈالی ہے اگر تو کہے کہ مین نے اس سبب سے دوست رکھا کہ اوسے پہچانا اور اوسکا جمال لازوال دیکھا تو جواب دینگے کہ بھلا
یہ پہچان اور یہ دیدار تجھے کسنے دیا پس چونکہ سب چیزین اوسی کی طرف سے ہین تو اوسی کے جود و فضل کے سبب سے تعجب کیا چاہیے
جسنے تجھے پیدا کیا اور تجھ مین یہ صفتین پیدا کین اور قدرت اور ارادہ پیدا کیا اور تو درمیانی تو خود کچھ ہے ہی نہین اور نہ کوئی چیز تیرے
سبب سے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو قدرت حق کا رہگذر اور مظہر ہے **شعر** وہم مین اپنے تھے بہت کچھ ہم کیا * غور جب کیا تو کچھ نہین ہین ہم
سوال اگر کوئی شخص کہے کہ جب مین کچھ کرتا ہی نہین اور سب خدا ہی کرتا ہے تو ثواب کی امید کہان سے رکھی جائے اور جبتک
ہمین ثواب اپنے ہی عمل پر ہے جو ہمارے اختیار سے ہے **جواب** تحقیقی اور واقعی اور صحیح تو یہ ہے کہ تو قدرت الہی کا نفوذ اور مظہر
اور رہگذر ہے بس اور اپنی ذات سے تو کچھ ہے ہی نہین وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمنے کیا وہ تمنے نہین کیا بلکہ خدا ہی نے کیا لیکن ایعزیز چونکہ علم اور قدرت اور ارادہ کے بعد حق تعالی نے
حرکت کو پیدا کیا تو تو جانتا ہے کہ جو کچھ کیا وہ مین ہی نے کیا ایعزیز یہ بھید نہایت ہی پوشیدہ ہے اور یہ بات بہت ہی باریک تھی تو
اسے نہ سمجھ سکیگا انشاء اللہ العزیز توکل اور توحید کے بیان مین اسکا کچھ اشارہ کیا جائیگا مگر یہان اپنی فہم کے موافق کچھ سمجھ لے
اور یہ فرض کرلے کہ عمل تیری ہی قدرت سے ہے لیکن تیرا عمل بے قدرت اور ارادہ اور علم کے ممکن نہین تو تیرے عمل کی کنجی یہی تین
صفتین ہین اور یہ تینون صفتین خدا کی عطا فرمائی ہوئی ہین پس اگر خزانہ خوب محکم ہو اور اوسمین بہت سی نعمتین اور دولتین ہون
اور تو اونہین لینے سے عاجز ہو اوسکی کنجی تیرے پاس نہو اور خزانچی تجھے کنجی دیدے اور تو اوس خزانہ پر ہاتھ مارے اور دولت
لے تو اس دولت کو اوسپر حوالے کریگا جسنے وہ کنجی تجھے دی یا اپنے ہاتھ کی طرف کہ تو نے ہاتھ سے دولت اوٹھائی ہے
اور تو جانتا ہے کہ جب اوسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت کا اوٹھالینا بقدر فعل ہے قدر اسی بات کو ہے کہ اوسنے تجھے کنجی دیدی
تو دولت اوسی کی طرف سے ہوگی پس تیری قدرت جو اعمال کی کنجی ہے اور سب اسباب خدا ہی کے عنایت فرمائے ہوئے ہین
تو اوسکے فضل سے تو تعجب کر کہ اوسنے عبادت کی کنجی تجھے دیدی اور سب فاسقون کو محروم رکھا اور گناہون کی کنجی اورون کو
دیکر عبادت کے خزانہ کو اونکے واسطے بند رکھا اونکے کسی قصور کے سبب سے نہین بند رکھا بلکہ بمقتضائے عقل بند رکھا اور تجھکو کسی
خدمت کی وجہ سے کنجی نہین دیدی بلکہ محض اپنے فضل سے دی تو جسنے توحید کو تحقیقاً پہچانا اوسے ہرگز عجب نہین ہوتا اور عجب یہ ہے

کہ مفلس عاقل اس بات سے تعجب کرے کہ حق تعالی جاہل کو مال عنایت فرماتا ہے اور مجھ عقلمند کو محروم رکھا اسقدر نہین جانتا کہ عقل سب نعمتون سے بہتر ہے اور یہ بھی خدا نے دی ہے اگر عقل و مال دونون اوسی کو عنایت فرماتا اور جاہل کو دونون سے محروم رکھتا تو یہ عدل سے بعید ہوتا اور اگر اس عاقل سے جو شکایت کرتا ہے لوگ کہین کہ اپنی عقل کو اوسکے مال سے بدل دے تو کبھی نہ بدلیگا اور جو خوبصورت عورت محتاج ہو وہ بدصورت عورت کو زیور اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے بڑے ٹھاٹھ سے دیکھکر کہے یا الٰہی یہ کیا حکمت ہے کہ ایک بدصورت کو تو نے نعمت اور دولت عطا فرمائی کہ اوسے زیب نہین دیتی تو وہ اسقدر نہین سمجھتی کہ جو دولت حسن مجھے عنایت فرمائی وہ اوس زر و زیور سے بہتر ہے اگر دونون نعمتین اوسی کو مرحمت ہوتین تو عدل سے بعید ہوتا اسکی مثل ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک شخص کو گھوڑا عطا فرمائے اور ایک کو غلام صاحب اسپ تعجب کرکے کہے کہ گھوڑا تو میرے پاس ہے بادشاہ نے غلام اوسے کیون دیا یہ کہنا نادانی سے ہوتا ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام نے عرض کیا کہ یا خدایا کوئی رات ایسی نہین آتی کہ میری اولاد مین سے ایک نہ ایک صبح تک نماز نہ پڑھتا ہو اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ ا... نہ ایک روزہ نہ رکھے وحی آئی کہ اے داؤد اگر مین توفیق نہ دیتا تو انہین یہ بات کہان سے حاصل ہوتی اب بخدا مین تجھے تیری راے پہ چھوڑتا ہون جب حق تعالی نے اونہین اونکی راے پر چھوڑ دیا تو اونسے ایسی چوک ہو گئی کہ تمام عمر اوسکی حسرت اور ندامت مین رہے حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا خدایا تو نے یہ سب بلا مجھپر ڈالی اور مین نے ذرہ بھی اپنی خواہش تیری مرضی اور مراد پر اختیار نہ کی تیری رضا پر راضی رہا اور ذرہ بھی بے صبری نہین کی بس ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اور اوسمین سے دس ہزار آواز دن کے ساتھ ندا آئی کہ اے ایوب تیرا وہ صبر کہان سے آیا تھا حضرت ایوب علیہ السلام متنبہ ہوئے اور تھوڑی سی خاک سر پر ڈالکر التجا کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ یا خدایا وہ صبر تیرے ہی فضل و کرم سے تھا مین نے توبہ کی اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ یعنی اگر میرا فضل نہوتا تو کوئی شخص اپنی پاکی کی طرف راہ نہ پاتا تو اوسکام کا کیا ذکر اور حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے اسی سبب سے ارشاد کیا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی سبب سے نجات نہ پائیگا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہ پائینگے آپنے فرمایا ہان مین بھی نہ پاؤنگا مگر خدا کی رحمت سے اور اسی سبب سے تھا کہ بڑے بڑے صحابی کہا کرتے تھے کہ کاش ہم خاک ہوتے یا ہوتے ہی نہ تو جو کوئی یہ امر جانتا ہے وہ خوف کے مارے غرور اور خودپسندی نہین کرتا

فصل اے عزیز جانتو کہ بعضے آدمی ایسے نادان ہوتے ہین کہ ایسی چیز کے سبب سے خودپسندی کرتے ہین جو انکے سبب سے نہین ہوتی اور انکی قدرت سے کچھ علاقہ بھی نہین رکھتی جیسے طاقت اور حسن و جمال اور نسب اور یہ خودپسندی بالکل نادانی ہے اسواسطے کہ اگر عالم اور عابد کہے کہ مین نے علم حاصل کیا اور مین نے عبادت کی تو اوسکے خیال کا ایک محل ہے لیکن یہ تو محض حماقت ہی حماقت ہے اور کوئی شخص ظالمون اور بادشاہون کے نسب کے سبب سے غرور اور ناز کرتا ہے اگر ان ظالمون اور بادشاہون کو دیکھتا کہ کس حالت اور صفت پر دوزخ مین رہتے ہین اور قیامت کے دن انکے دشمن انپر کیا کیا استغاثہ کرینگے اور کیسا کیسا کھینچینگے تو انسے ننگ و عار کرتے بلکہ بیزار

سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے کوئی نسب شریف نہین ہے اوسپر بھی غرہ کرنا بیجا ہے اور بعضے آدمیون کو یہ غرور رہتا ہے کہ جانتے ہین کہ ہمارے حق مین گناہ خود نقصان ہی نکریگا اونکا جو جی چاہتا ہے کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ جب اپنے باپ دادا کے خلاف کرتے ہین تو اونکے ساتھ نسب کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اونکے باپ دادا پرہیزگاری او فروتنی ہی مین شرف اور عزت سمجھے تھے نسب مین نہین اور یہ بھی ہے کہ اونکے اجداد مین ایسے لوگ تھے جو دوزخی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نسب کے سبب سے فخر کرنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد مین اور حضرت آدم خاک سے بنے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ جب اذان دیتے تو بزرگان قریش کہتے کہ اس حبشی غلام کو یہ مرتبہ کیا محل ہے تو یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور جب یہ آیہ نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی بیٹی اپنی تدبیر کر کہ فرداے قیامت کو مجھسے کچھ فائدہ نہوگا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی پھوپھی اپنے کام مین مشغول ہو کہ مین تیرا دستگیر نہونگا اگر آپ کے عزیزون کو آپ کی قرابت کفایت کرتی تو چاہیے تھا کہ جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پرہیزگاری کے رنج و تکلیف سے چھوڑا دیتے تاکہ خوشی سے زندگی بسر کرتین اور دونون جہان اونہین حاصل ہوتے بہرحال قرابت والون کو شفاعت کی امید زیادہ ہے لیکن شاید گناہ ایسے ہون کہ شفاعت کے لائق نہون جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اور شفاعت کی امید پر گناہ کا کرنا اور مین نافع کام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار اس بھروسے بھولکر پرہیز نہ کرے اور سب چیزین کھانے لگے کہ میرا طبیب کامل ہے اوس بیمار سے کہنا چاہیے کہ بعضی بیماری ایسی ہوتی ہے کہ علاج پذیر نہین ہوتی اور طبیب کا کمال اور استادی کچھ مفید نہین ہوتی مزاج ہی ایسا ہونا چاہیے کہ طبیب اوسکی مدد کرسکے اور نہ یہ بات ہے کہ جس کسی کو بادشاہ کے نزدیک منزلت حاصل ہو وہ ہرحال مین شفاعت کرسکے بلکہ جس شخص کو بادشاہ دشمن رکھتا ہے اوسکے حق مین شفاعت نہین قبول کرتا اور کوئی گناہ ایسا نہین ہوتا کہ حق تعالی کی ناخوشی کا سبب نہوسکے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے گناہ مین اپنی ناخوشی کو پوشیدہ رکھا ہو کہ جس گناہ کو تو بہت ہی کم جانتا ہے وہی ناخوشی کا سبب ہوجائے جیسا ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ یعنی تم اوسے تھوڑی بات سمجھے ہو اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے اور سب انسانون کو شفاعت کی امید ہو اور شفاعت کی امید پر عقلمندون کو دل سے ڈر نہین جاتا اور ڈر کے ساتھ غرور اور خود پسندی جمع نہین ہوتی

دسوین اصل غفلت اور گمراہی اور غرور کی علاج کرنے مین

اے عزیز جان اس بات کو کہ جو شخص سعادت آخرت سے محروم رہا وہ اس سبب سے محروم رہا کہ راہ نہ چلا اور جو شخص راہ نہ چلا وہ اس سبب سے نہ چلا کہ اوسنے راہ جانی ہی نہین یا جانی تو بھی گمراہ ہوسکا اور جو شخص راہ نہ چل سکا وہ اس سبب سے نہ چل سکا کہ خواہش نفسانی

گرفتار تھا اور اوس سے بند نہ آیا اور جسنے راہ جانی ہی نہین اسکا سبب تھا کہ وہ غافل رہا اور بیخبر ہو گیا یا راہ بھولا یا راہ مین اگر اولٹی سمجھ کے سبب سے بہک گیا راہ نہ چل سکنے کے سبب سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے اوسے ہم مفصل بیان کر چکے ہین اور جو شقاوت نادانی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اوسے یہان بیان کرتے ہین جو لوگ راہ نہ چل سکنے کے سبب سے سعادت سے محروم رہے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص کو کوئی راہ چلنا چاہیے اور راہ مین گھاٹیان اور چڑہائیان دشوار گذار ہین اور چلنے والا ضعیف گھاٹیون سے گذر نہ سکیگا اور راہ دین کی گھاٹیان مثلاً خواہش مال و جاہ و شہوت فرج و شکم ہین ان گھاٹیون مین سے کوئی تو ایک ہی گھاٹی طے کرتا ہے دوسری مین عاجز ہو کر رہ جاتا ہے کوئی دو طے کرتا ہے تیسری مین تھک رہتا ہے اسیطرح جب تک سب گھاٹیون کو طے کر کے پس پشت نہ چھوڑے منزل مقصود کو نہ پہونچیگا اور جو شقاوت کہ نادانی کے سبب سے ہے وہ تین قسم کی نادانی سے ہے ایک غفلت اور بیخبری ہے کہ اوسے نادانی کہتے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سر راہ پڑا ہوتا ہے اور قافلہ روانہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اوسے نہ جگائیگا تو وہ غریب ہلاک ہو جائیگا دوسری قسم ضلالت ہے اسے گمراہی کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی کی منزل مقصود پورب طرف ہو اور پچھم طرف منہ اوٹھائے چلا جائے وہ جتنا زیادہ چلیگا اپنی منزل مقصود سے دور پڑیگا اسے ضلال بعید یعنی بڑی گمراہی کہتے ہین اور جو شخص راہ سے بھٹک کر داہنے بائین چلے تو یہ بھی ضلال ہے لیکن ضلال بعید نہین تیسری قسم غرور ہے اسے فریفتگی اور اولٹی سمجھ کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کو جانیوالا ہو اوسے جنگل مین زر خالص کی حاجت ہوگی اور جو اوسکے پاس ہے اوسے بیچکر نقدی کیسے لیتا ہے لیکن زر نقد جو لیتا ہے وہ کھوٹا یا عیب دار ہے اور وہ نہ جانتا ہو نہ پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ زاد راہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائیگا اور جب جنگل مین پہونچے اور زر نقد پیش کرے تو کوئی اوسکی طرف دیکھے بھی نہ اور اوس غریب کو حسرت اور تاسف ہی ہاتھ لگے ایسے لوگون کے حق مین آیا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا یعنی قیامت کے دن اون لوگون کا بڑا نقصان ہوگا جنھون نے رنج و محنت اوٹھائی ہو اور سمجھے ہون کہ ہمنے اچھے کام کیے اور جب دیکھین تو سب کام خلاف ہون ایسے آدمی کا قصور یہ ہے کہ اوسے چاہیے تھا کہ پہلے صرافی سیکھتا پھر زر نقد لیتا کہ کھرے کھوٹے کو پہچان جاتا اور اگر خود پہچان نہ سکتا تھا تو کسی صراف سے زر نقد پرکھوا لیا ہوتا اگر یہ بھی نہ کر سکتا تھا سنگ زر حاصل کیا ہوتا صراف پیر اور اوستاد کے مثل ہے تو آدمی کو چاہیے کہ یا تو خود پیرون کے مرتبہ کو پہونچا ہو یا کسی پیر کی خدمت مین رہے اور اپنے کام اوس سے عرض کیا کرے کہ اگر ان دونون باتون سے عاجز ہو تو چاہیے کہ سنگ زر حاصل کرے سنگ زر اوسکی خواہش ہے جس کام کی طرف اوسکی خواہش اور طبیعت میل کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ کام باطل اور بیجا ہے اور اسمین بھی خطا ہو جاتی ہے لیکن اکثر یہ ہے کہ راے صواب پر ہوتی ہے تو شقاوت کہ نادانی اصل اول ہے اور یہ تین قسم پر ہے اور تینون قسمون کی تفصیل جاننا اور علاج پہچاننا فرض ہے کیونکہ پہلی اصل تو راہ پہچاننا ہے پھر راہ چلنا اگر یہی دونون اصلین حاصل ہو گئین تو کچھ باقی نہین رہا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسیقدر

اقتصار کرتے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ مجھے حق کو حق دکھا اور اوسکی پیروی نصیب کر پس یہ جو مذکور ہو چکا ہے اونمین راہ نہ چل سکنے کا علاج بیان کیا ہے اب راہ نہ جاننے کا علاج بیان کرتے ہین **غفلت اور نادانی کے علاج کا بیان** ایعزیز یہ جانتو کہ اکثر خلق جناب احدیت سے آڑ مین ہے تو غفلت کے سبب سے آڑ مین ہے تلومین سے ننانوے آدمیون کا یہی حال ہے اور غفلت کے معنی یہ ہین کہ کار آخرت کے خطر کی آدمی خبر نہ رکھے لوگ اگر خبردار ہوتے تو تقصیر نکرتے اسواسطے کہ حق تعالی نے آدمی کی یہ سرشت کی ہے کہ جس چیز مین خطر دیکھتا ہے اوس سے حذر کرتا ہے اگرچہ حذر کرنے مین رنج و تکلیف بہت اوٹھانا پڑے اور خطر کار آخرت یا نور نبوت سے آدمی دیکھہ سکتا ہے یا منادی نبوت سے سُن سکتا ہے جو دو سرونکو پہونچے یا علما جو انبیا کے وارث ہین اونکی منادی سے اور جو شخص سر راہ سو رہا ہو اوسکا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین ہے کہ کوئی مہربان دوست جو بیدار ہو اوسکے پاس جا کر اوسے جگادے اور یہ بیدار مشفق جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ اجمعین ہین اور اونکے نائب جو علماء دین ہین اور حق سبحانہ تعالی نے سب انبیا کو اسیواسطے بھیجا ہے جیسا خود فرمایا ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تمہین اسواسطے بھیجا ہے کہ خلق کو خواب غفلت سے بیدار کردو اور سبھون کے گوش گذار کرو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی سب دوزخ کے کنارے ہین مگر ایماندار پرہیزگار فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ مین پڑا کیونکہ اوسکی خواہش کی مثل اوس پرانی چٹائی کی ہی ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہے جو شخص چٹائی پر چلیگا خواہ نخواہ غار مین گر پڑیگا اور جسنے اپنی خواہش کے خلاف کیا وہ جنت مین داخل ہوا خواہش کی مثل جنت کی راہ مین گھاٹی کی سی ہے جو شخص اوس سے گذرا خواہ نخواہ جنت مین پہونچا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ تو جو اللہ کے بندے جنگل مین رہتے ہین جیسے بدو اور کوہستانی وغیرہ کہ انمین عالم نہین ہوتے یہ لوگ خواب غفلت مین پڑے ہین کہ انہین کوئی بھی بیدار نہین کرتا اور آخرت کے خطر سے یہ خود بےخبر ہین اسی سبب سے راہ خدا نہین چلتے اور جو لوگ دیہات مین ہین وہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ اونمین بھی عالم کمتر ہوتے ہین اسواسطے کہ گاؤن قبر کے مثل ہے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اَهْلُ الْكُفُوْرِ اَهْلُ الْقُبُوْرِ اور جو شخص ایسے شہر مین ہے جہان عالم واعظ جو منبر پر بیٹھہ کر وعظ ونصیحت کرے نہین ہے یا اوس شہر کے عالم دنیا مین مشغول ہین دین کی محنت ومصیبت مین مصروف نہین وہ بھی غفلت مین رہیگا اسواسطے کہ یہ عالم تو خود خواب گوش مین ہے دوسرے کو کیا بیدار کریگا اور اگر عالم شہر منبر پر بیٹھا ہے اور مجلس وعظ ہوتی ہے اور ناصحان بیہودہ کی طرح تقریر مسجع اور واہیات خرافات باتین اور نکتے بیان کرتا ہے اور رحمت الہی کے وعدے سے لوگون کو فریب دیتا ہے اسواسطے کہ لوگون کو گمان ہو کہ ہم کوئی صفت ہو جون رحمت الہی ہمارے شامل حال ہوگی تو ان لوگون کا حال غافلون سے بھی بدتر ہے اور انکی مثل اوس شخص کی سی ہے

جو سر راہ سوتا ہو اور کوئی اوسے جگا کر ایسی شراب پلا دے کہ اوس سے متوالا ہو کر گر پڑے تو یہ کمبخت پہلے تو ایسا تھا کہ ہر ایک کی آواز سنتا اور آسانی سے جاگ اوٹھتا اب ایسا ہو گیا کہ اگر بیچ پاس لاتین اوسکے سر پر باجے بجائین تو بھی خبر تک نہو اور جاہل ان مطلبون مین پھنستا ہے وہ اس صفت پر ہو جاتا ہے کہ آخرت کا خطرہ اوسکے دل مین آتے بھی نہیں اور جو کچھ تو اوس سے کہے وہ یہی جواب دیگا کہ اے شخص خدا کریم و رحیم ہے میرے گناہ سے اوسکا کیا نقصان ہوتا ہے اور اوسکی جنت ایسی وسیع ہے کہ میرے سبب سے اور جو لوگ مجھ ایسے گنہگار ہین اونکی وجہ سے تنگ نہو جائیگی اور ایسے ایسے خیال خام اوسکے دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور جو واعظ لوگون مین بیٹھکر اس قسم کی باتین کرے وہ جاہل ہے اور خلق کا دین کھونے کی فکر مین ہے اس واعظ کی مثل اوس طبیب کی ایسی ہے جو ایسے بیمار کو کہ حرارت کے سبب سے مشرف بموت ہے شہد دیدے اور کہے کہ شہد مین شفا ہے یہ تو سچ ہے لیکن شفا اوس بیمار کے واسطے ہے جسکی بیماری سردی کے سبب سے ہو آیات کلام اللہ اور احادیث جناب رسالت پناہ جو رجا اور امید رحمت خدا کے بارہ مین ہین وہ شفا تو ہین لیکن دو ہی بیمارون کے حق مین ایک تو اوس مبتلاے مرض عصیان کے حق مین جسنے اسقدر گناہ کیے ہون کہ رحمت الہی سے نا امید ہو گیا ہو اور نا امیدی سے توبہ نہ کرے اور کہے کہ حق تعالی میری توبہ ہرگز نہ قبول کریگا تو یہ آیت اور احادیث اوسکے حق مین باعث شفا ہین قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بشرطیکہ اس آیت کو اگلی اس آیت سے ملا کر پڑھتا ہے وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میرے بندون سے کہدو کہ تم نا امید نہو کیونکہ حق تعالی سب گناہونکو بخشدیتا ہے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اوسکی طرف پھرو اور احکام الہی کی اتباع کرو دوسرا بیمار وہ ہے جسپر ایسا خوف خدا غالب ہو جائے کہ عبادت سے کبھی خود آسودہ ہی نہو اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا کیونکہ اوسنے خواب و خور بالکل چھوڑ دیا ہو تو رحمت کی آیتین اوسکے زخم دل کا مرہم ہین مگر ایسی آیتین اور حدیثین اگر غافلون اور نڈر لوگون کے سامنے پڑھیگا تو گویا زخم پر نمک چھڑکا جسنے اونکی بیماری بڑھ جائیگی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خون ناحق سے اپنا ہاتھ بھرتا ہے ایسا ہی یہ عالم بھی ہے یعنی لوگون کے دین کے درپے ہے اور دجال کا رفیق ہے اور ابلیس کا دوست شفیق ہے جس شہر مین ایسا عالم ہوتا ہے وہان شیطان کے جانے کی کچھ حاجت نہین کیونکہ عالم تو خود اوسکا نائب مستقل ہے اور اگر واعظ کا بیان شرع کے موافق ہے اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے لیکن اگر اوسکی خصلت اوسکے قول کے برخلاف ہو اور دنیا کا لالچی ہو تو اوسکے کہنے سے اون لوگون کی غفلت دور نہو گی اسواسطے کہ اوسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکھے ہوئے بڑے لالچ سے کھا رہا ہو اور پکار پکار کہتا ہو کہ اے لوگو خبردار اس لوزینہ کے پاس نہ پھٹکنا کیونکہ یہ زہرآلود ہے تو ایسی بات سنکر لوگ اوس لوزینہ کے نہایت حریص ہونگے اور اپنے جی مین کہینگے کہ شاید یہ شخص اسواسطے منع کرتا ہے کہ سب خود ہی کھا جائے اور کوئی اوسکے پاس نجائے لیکن اگر اوسکا قول و فعل دونون موافق شرع ہین اور وہ قولاً اور فعلاً اگلے بزرگون کے قدم بقدم

تو غافل لوگ اوسکے کہنے کے سبب سے خواب غفلت سے بیدار ہونگے بشرطیکہ وہ مقبول خلق ہو اور اگر اوسے مقبولیت نہ حاصل ہو
کہ یہ لوگ اوسکی بات سنتے ہین کچھ سننے نہین آتے غفلت مین پڑے ہین تو اوسپر واجب ہے کہ جہانتک ہو سکے اون لوگون کے
درپے ہو اونکے گھرون مین جائے اور اونکو خدا کی طرف دعوت کرے پس اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار مین نوسو ننانوے
آدمیون پہ غفلت کا پردہ پڑا ہے اور کار آخرت سے بے خبر ہین غفلت ایسی بیماری ہے کہ اسکا علاج بیمار کے اختیار مین نہین ہے
جبکہ غافل کو اپنی غفلت کی خبر ہی نہوگی تو اوسکا علاج کیونکر ڈہونڈہ سکیگا تو غفلت کا علاج علما کے ہاتھہ سے جیسا کہ لڑکے
مان باپ اور معلم کے کہنے سے خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہین اسیطرح جوان اور بوڑہے واعظون کے کہنے سے بیدار ہوتے ہین
چونکہ ایسے عالم اور واعظ مفقود ہین تو خواہ نخواہ غفلت کی بیماری پہیل گئی اور خلق پہ پردہ پڑگیا اگر آخرت کی بات کہتے بھی ہین تو
رسم کے طور پہ زبانی کہتے ہین اونکا دل اس مصیبت کے درد سے اور اس ہراس کے خطرے سے غافل اور بیخبر ہوتا ہے ایسے کے
کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا **ضلالت اور گمراہی اور اوسکے علاج کا بیان** ایعزیز جانتو کہ بعض لوگ آخرت سے
غافل تو نہین ہین لیکن اعتقاد باطل کرکے راہ حق سے بہٹک گئے ہین یہی گمراہی انکے واسطے حجاب اور آڑ ہے اسکی پانچ مثالین
ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی حال معلوم ہو جائے پہلی مثال یہ ہے کہ کچھ لوگون نے آخرت سے منکر ہوکر یہ اعتقاد کیا ہے کہ آدمی
جب مرجاتا ہے تو نیست و نابود ہو جاتا ہے جیسے گہاس کہ خشک ہو جاتی ہے اور چراغ کہ گل ہو جاتا ہے اسی سبب سے تقوے کی
لگام اوتار کر مطلق العنان ہوکر عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام نے جو ہدایت اور نصیحت
فرمائی ہے محض خلق کی صلاح دنیوی کے واسطے یا اپنی جاہ اور اپنے تابعین پیدا کرنے کے واسطے فرمائی ہے اور ایسا ہی جو
کہ یہ منکر ہین صاف کہہ بیٹھتے ہین کہ دوزخ کی بات تو ایسی ہے جیسے لڑکے سے کہین کہ تو اگر کتب خانہ نہ جائیگا تو تجھے چوہون کے
بل مین ڈال دینگے یہ کمبخت اگر اس مثال مین نظر کرے کہ لڑکا کتب خانہ مین نجانے کے سبب سے جس بدبختی مین گرفتار ہوگا
وہ چوہون کے بل سے بدتر ہے جیسا کہ اہل بصیرت جان چکے ہین کہ حق تعالی سے حجاب اور آڑ مین جو حجاب اور بدبختی ہے
وہ دوزخ سے بدتر ہے اور شہوت پرستی اس کہنے کا سبب ہے لیکن آخرت کا انکار طبیعت کے موافق ہے اور اخیر زمانہ مین بہتیری
خلق کے دلون پہ یہ انکار غالب ہوگیا اگرچہ یہ لوگ زبان سے نہین کہتے اور شاید کہ اپنے اوپر بھی پوشیدہ رکھتے ہین لیکن
انکے معاملات اس انکار پہ دلیل ہین اسواسطے کہ انکی عقل کا یہ حال ہے کہ دنیا مین جو رنج پیش آنیوالا ہے اوسکے خوف سے
سردست بہت رنج کہینچتے ہین تو اگر عاقبت مین کسی خطر کا اعتقاد رکھتے ہوتے تو اوسے آسان نہ جانتے اسکا علاج یہ ہے
کہ حقیقت آخرت اوس منکر کو معلوم ہو جائے اسکے تین طریقے ہین ایک یہ کہ بہشت اور دوزخ اور پرہیزگار اور گنہگار مردون کا
حال مشاہدہ مین دیکھتے یہ نظر انبیا اولیا کے واسطے خاص ہے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اس جہان مین ہوتے ہین لیکن اوس فنا اور
بیخودی کی حالت مین جو انپر طاری ہوتی ہے اوس جہان کا احوال مشاہدہ کرلیتے ہین اسواسطے کہ حواس انسانی اور شہوات
نفسانی کا مشغلہ اس مشاہدہ سے حجاب اور آڑ ہے عنوان کتاب مین اس مضمون کا اشارہ ہم کر آئے ہین اور یہ مشاہدہ بہت نادر ہے

جو شخص آخرت ہی کا ایمان نرکھتا ہوگا وہ اوسکا ایمان کب لائیگا اور اسکی طلب کہان سے پائیگا اور اگر طلب کرے بھی تو اوس مرتبہ کو کیون پہونچنے لگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے پہچانے کہ آدمی کی روح اور حقیقت کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ایک چیز ہے اپنی ذات سے قائم ہے اور اس قالب سے مستغنی اور بے پروا ہے یہ قالب اوسکی سواری اور آلہ ہے اوسکا قوام نہین قالب کی نیستی سے حقیقت اور روح نہین نیست ہو جاتی اس پہچاننے کا ایک طریقہ ہے لیکن وہ بھی نادر اور مشکل ہے جو علما کہ علم مین راسخ ہین یہ طریقہ اونکی راہ ہے عنوان کتاب مین اسکا بھی اشارہ ہو چکا ہے تیسرا طریقہ جو عموم خلق کا ہے وہ یہ ہے کہ انبیا اولیا اور علما راسخ سے اس معرفت کا نور اون لوگون مین سرایت کرے جو انکی زیارت کرتے ہین اور انکی صحبت سے حصول سعادت کرتے ہین اسے ایمان کہتے ہین پیر کامل اور عالم پرہیزگار کی صحبت جس کسیکی مدد نہین کرتی وہ شقاوت مین رہتا ہے پیر اور عالم جسقدر زیادہ بزرگ ہوتا ہے اوسیقدر اوسکے نور کی سرایت سے آدمی کا ایمان بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی سبب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ آپکی زیارت سراپا سعادت کی بدولت سب لوگون سے زیادہ خوش نصیب اور قوی الایمان تھے پھر صحابہ رضہ کی زیارت کی برکت سے تابعین بہتر تھے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کو دیکھے کہ جہان سانپ کو دیکھتا ہے وہان سے بھاگتا ہے اور سانپ کے سبب سے اپنا گھر تک چھوڑ دیتا ہے اور لڑکے نے اگر یہ دیکھا ہو تو اس بات کا ایمان اوسے ضرور بالضرور حاصل ہو جائیگا کہ سانپ برا جانور ہے اوس سے بھاگنا ہی چاہیے تھا کہ اوس لڑکے کی طبیعت بھی ایسی ہی ہو جائیگی کہ جہان سانپ دیکھیگا وہان سے بے سانپ کی حقیقت دریافت کیے ہوئے فوراً بھاگ جائیگا اور شاید کہ فقط سنا ہی ہو کہ سانپ مین زہر ہوتا ہے اور زہر کا نام ہی نام جانے اوسکی حقیقت نہ پہچانے لیکن کمال مرتبہ کا خوف اوس سے پیدا ہو جائے انبیا علیہم السلام کے مشاہدہ کی مثل ایسی ہے جیسے لوگ دیکھین کہ سانپ نے کسی کو کاٹا وہ مرگیا پھر اور کسیکو کاٹا وہ بھی مرگیا اور اس طرح سے سانپ کا ضرر معلوم ہو جائے اور یہ یقین کا منتہا ہے اور علما راسخ کی دلیل کی مثل ایسی ہے کہ سانپ کے کاٹنے سے آدمی کا مرجانا آنکھ سے تو نہ دیکھا ہو لیکن کسیطرح سے آدمی اور سانپ کا مزاج جانکر یہ سمجھہ مین آیا ہو کہ ان دونون مین ضد ہی تو اس سبب سے بھی یقین آجاتا ہے لیکن ویسا یقین نہین آتا جیسا مشاہدہ سے آتا ہے علماء راسخ کے سوا اور تمام خلق کا ایمان علما اور بزرگون کی صحبت کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے یہ علاج ہمارے بہت ہی قریب ہے دوسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت سے بالکل منکر تو نہین ہین اور آخرت کے نہ اونکا اعتقاد کامل نہین رکھتے مگر اوسمین متحیر رہتے ہین اور کہتے ہین کہ آخرت کی حقیقت نہین معلوم ہو سکتی پس شیطان موقع پاکر ایک دلیل پیش کر دیتا ہے حتی کہ یہ کہنے لگے کہ دنیا تو یقینی ہے اور آخرت مین شک ہے اور یقینی چیز کو وہمی اور مشکوک چیز کے بدلے ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے اونکا یہ کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یقین والون کے نزدیک آخرت ہی یقینی ہے اس تحیر کا علاج یہ ہے کہ لوگ کہین کہ دوا کی تلخی تو یقینی ہے اور شفا وہمی اور مشکوک اور سفر دریا کا خطر تو یقینی ہے اور تجارت کا نفع مشکوک اگر پیاس کی حالت مین کوئی شخص یہ بات کہتا ہے کہ یہ پانی نہ پینا اسمین سانپ نے

[illegible]

سر ڈالا تھا تو پانی پینے کی لذت تو یقینی ہے اور سانپ کا زہر وہمی اور مشکوک ہے پھر تو پانی کیون ہاتھ سے رکھدیتا ہے
اگر تو کہے کہ یہ یقین جاتا ہے تو چندان نقصان نہین اور اگر زہر کی بات سچ ہے تو ہلاکت اوسکا نتیجہ ہے پیاس کی تکلیف اٹھ سکتی
ہے اور ہلاکت پر صبر نہین آسکتا تو ہم کہتے ہین کہ دنیا کی لذت بھی تو سو برس سے زیادہ نہین ہے جب گذر گئی تو خواب و خیال تھی
اور آخرت تو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ کی تکلیف اور مصیبت نہین اوٹھ سکتی اگر یہ بات جھوٹ ہے تو تو سمجھ لے کہ مین دنیا مین چند روز نہ تھا
جیسا کہ ازل مین نہ تھا اور ابد مین نہ ہونگا اور اگر سچ ہے تو ہمیشہ کے عذاب سے چھوٹا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے
ایک ملحد سے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو سبھون نے چھٹکارا پایا والا ہم چھوٹے اور تو عذاب مین پڑا تیسری
مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر کہتے ہین کہ آخرت قرض ہے اور دنیا نقد اور نقد مال قرض سے بہتر ہوتا ہے
اتنا نہین جانتے کہ نقد قرض سے جب بہتر ہوتا ہے کہ قرض کے برابر ہو اور اگر قرض ہزار ہو اور نقد ایک تو قرض ہی بہتر ہے
چنانچہ تمام خلق کے معاملات کی بنا اسی بات پر ہے یہ بھی منجملہ ضلال و گمراہی ہے چوتھی مثال کچھ لوگ ہین کہ آخرت کا ایمان تو رکھتے
ہین لیکن چونکہ اس جہان مین اونکے حسب لخواہ اونکے کام ہوتے ہین اور اپنے واسطے دنیا کی نعمتین مہیا دیکھتے تو کہتے ہین کہ
جسطرح یہان ہم ناز و نعمت مین ہین اسیطرح وہان بھی رہین گے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے یہ نعمت ہمین اسواسطے عنایت فرمائی ہے
کہ ہمین دوست رکھتا ہے اور فردائے قیامت کو بھی وہ ایسا ہی کریگا جیسے وہ بھائی جنکا قصہ سورہ کہف مین ہے کہ اوس ایک بھائی
نے کہا وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا دوسرے نے کہا اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی اسکا علاج یہ ہے
کہ یہ سمجھ لے کہ جو کوئی فرزند کو عزیز رکھتا ہے اور غلام کو ذلیل وہ فرزند کو تمام دن مکتب خانہ مین معلم کی تھپی کے نیچے رکھتا ہے اور
غلام کو اوسکے حال پر چھوڑ دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اوسکی بدبختی کی
کچھ پروا نہین رکھتا تو اگر غلام سمجھے کہ یہ میری دوستی کے سبب سے مجھے خبر نہین ہوتا اور مین چین کرتا ہون اور مجھے اپنے فرزند سے
زیادہ چاہتا ہے تو یہ اوس غلام کی حماقت ہے حق سبحانہ تعالی کی عادت یہی ہے کہ اپنے دوستون کے واسطے دنیا عنایت کرنے سے
دریغ رکھتا ہے اور اپنے دشمنونکو دنیا ریل پیل دیتا ہے اوسکی آسایش اور راحت کی مثل ایسی ہے جیسے اوس شخص کی راحت جو کاہلی
اور سستی کرکے کھیت نہ بوئے تو وہ یقینا کھیت کاٹنیکا بھی نہین پانچوین مثال کچھ لوگ کہتے ہین کہ خدا رحیم اور کریم ہے بہشت دینے مین
کسی سے دریغ نہ کریگا یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ اس سے زیادہ اور کیا کرم اور رحم ہوگا کہ تجھے اوسکے اسباب مرحمت فرماتا ہے
کہ تو ایک دانہ زمین مین ڈالے تا کہ سات سو دانے کاٹے اور تھوڑی مدت عبادت کرے اور ابد الآباد کے واسطے سلطنت و نہایت
کے مرتبہ کو پہونچ جاے اگر کرم اور رحم کے یہی معنی ہین کہ تو بے بوئے کاٹ لے تو حفاظت اور تجارت اور طلب معاش کیون نہین ترک
کر اور بیکار رہ کہ خدا کریم اور قادر ہے کہ بے جوتے بوئے گھاس پیدا کرتا ہے جب باوصف اسکے کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا تو اوسکے اس کرم اور رحم کا ایمان نہین رکھتا پھر آخرت کے باب مین یہ
اعتقاد رکھتا ہے باوصف اسکے کہ وہ خود فرماتا ہے وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی تو یہ نہایت گمراہی کی بات ہے جیسا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوٰھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ اور مثلاً جو کوئی شخص بے نکاح
اور جماع کیے یا جماع کرکے انزال سے بچے ہوئے فرزند کی امید رکھے تو باوصف اسکے کہ خدائے کریم بے صحبت اور بے نطفہ کے
فرزند پیدا کرنے پر قادر ہے مگر اس امید رکھنے مین وہ امید رکھنے والا احمق اور بیوقوف ہے اور جو شخص جماع کرکے بیج جائے اور
امیدوار ہو رہے کہ حق تعالی آفات سے محفوظ رکھے اور فرزند پیدا ہو وہ شخص عاقل ہے علی ہذا القیاس جو شخص ایمان نہ لائے یا ایمان
تو لائے مگر نیک عمل نہ کرے اور نجات کی امید رکھے وہ احمق ہے اور جو شخص ایمان بھی لائے اور نیک کام بھی کرے اور خدا کے
فضل سے امیدوار رہے کہ وہی موت کے وقت آفتون سے بچائے تاکہ یہ ایمان سلامت لیجائے تو یہ شخص عاقل ہے اور وہ مغرور
اور جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالی نے ہمین اس جہان مین تو اچھے حال پر رکھا اوس جہان مین بھی اچھے ہی حال پر رکھیگا
وہ غفور رحیم وکریم ہے وہ خدا پر غرہ کرتے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا نقد اور یقینی ہے اور آخرت ادہار اور مشکوک ہے وہ دنیا کے
ہوئے ہین اور حق تعالی نے ان دونون باتون سے حذر کرنیکا حکم فرمایا ہے یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا
تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ یعنی اے لوگو مین نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے کہ جو نیک کام کریگا
نیک اجر پائیگا اور جو برے کام کریگا بری سزا پائیگا یہ وعدہ کان لگا کر سنو تاکہ دنیا پر بہولو نہ حق تعالی پر غرہ کرو پندار اور
اوسکے علاج کا بیان اے عزیز جانو کہ پندار والے لوگ دہوکے مین ہین یہ وہ لوگ ہین جو اپنی طرف اور اپنے عملون کی
طرف نیک گمان رکھتے ہین اور اوسکی آفت سے غافل رہتے ہین اور کھوٹے کھرے مین اس سبب سے تمیز نہین کرتے کہ اونہون نے
صرافی کے علم کی تکمیل ہی نہین کی فقط ظاہری رنگ صورت پر دہوکا کہاتے ہین اور جو لوگ علم وعمل مین مشغول ہین اور غفلت
وضلالت کے حجاب سے باہر نکل آئے ہین اونمین سے سو مین ننانوے دہوکے مین ہین اسی سبب سے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ارشاد فرمائیگا کہ اپنی ذریت
مین سے دوزخیون کو چھانٹ وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا کتنون مین سے کتنون کو چھانٹون ارشاد ہوگا کہ ہزار مین سے نوسو ننانوے
دوزخی نکال یہ لوگ اگرچہ دوزخ مین ہمیشہ نہ رہینگے لیکن انہین دوزخ مین جانا ضرور ہے کیونکہ بعضے اہل غفلت ہونگے بعضے
اہل ضلال بعضے اہل غرور بعضے اہل عجز کہ اپنی خواہشون مین پہنسے رہے ہونگے اگرچہ یہ جانتے ہون کہ ہم مقصر ہین اور اہل پندار
بہت ہین انکے اقسام گنتی مین نہین آتے مگر چار طبقون سے باہر نہین ہین علما عباد صوفی مالدار پہلا طبقہ اہل پندار سے علما
ہین کہ بعضے انمین سے اپنی تمام عمر علم حاصل کرنے مین گنواتے ہین تاکہ بہت سے علم حاصل کرین لیکن معاملہ اور عمل مین قصور کرتے
ہین اور ہاتھ زبان آنکھ فرج کو گناہ سے نہین بچاتے اور سمجھتے ہین کہ ہم علم مین اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ہم ایسون کو عذاب
ہووے ہی گا نہین اور معاملہ مین ماخوذ ہی نہونگے اور ہماری ہی شفاعت سے تمام خلق نجات پائیگی ان علما کی مثل اوس
بیمار کی ایسی ہے جو اپنی بیماری کا علم پڑہے اور رات بہر مباحثہ اور تکرار کرے نسخہ خوب لکہے دوا اور بیماری کما حقہ جانے اور خود
ہرگز ٹھنڈائی نہ پیے اور دوا کی تلخی پر صبر نہ کرے تو انہین ٹھنڈائی کی صفت بار بار پڑہنا اوسے کیا فائدہ کریگی اور حق تعالی فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى یعنی نجات وہی پائیگا جو پاک صاف ہو جاوے نہ وہ جو فقط پاکی اور صفائی کا علم سیکھ لے اور فرمایا ہے
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی بہشت میں وہی جائیگا جو اپنی خواہش نفسانی کے خلاف کرے
نہ وہ جو فقط جانتا ہے کہ خواہش کے خلاف کرنا چاہیے اس سادہ دل کو اگر یہ پندار اور کج فہمی اون حدیثوں سے پیدا ہوئی ہے
جو علم کی فضیلت میں آئی ہیں تو اون احادیث اور آیات کو کیوں نہیں پڑھتا جو علماء بے عمل کے حق میں وارد ہوتی ہیں
کیونکہ قرآن شریف میں حق تعالی نے ایسے عالم کی مثال اوس گدہے کے ساتھ دی ہے جسکی پیٹھ پر کتابیں لدی ہوں اور
ایسا عالم پتھر کے مثل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عالم بے عمل کو اسطرح دوزخ میں ڈالیں گے کہ اوسکی
گردن اور پیٹھ ٹوٹ جائیگی اور آگ اوسے اسطرح گھمائیگی جیسے گدہا چکی گھماتا ہے سب دوزخی اوسکے گرد جمع ہو جائیں گے
اور کہیں گے اے شخص تو کون ہے اور یہ کیا عذاب ہے وہ بولیگا میں وہ ہوں کہ اوروں کو حکم فرمایا اور خود نہ کیا
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اوس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے
حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص جاہل ہو اوس پر تو ایک ہی بار افسوس ہے اور عالم بے عمل پر سات بار
افسوس ہے یعنی علم اوس پر حجت اور دلیل پکڑا جائیگا کہ تو نے جان بوجھ کر گناہ کیا اور بعضے علما نے علم و عمل دونوں میں قصور تو نہیں کیا
لیکن سب ظاہری عمل کیے دل کی طہارت سے غافل ہے باطن سے برے اخلاق نہیں دور کیے جیسے تکبر حسد ریا طلب جاہ
لوگوں کی بدخواہی اونکے رنج پر خوش ہونا راحت پر رنجیدہ ہونا اور ان حدیثوں سے غافل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ ذرہ سی ریا بھی شرک ہے اور جسکے دل میں ایک ذرہ بھی تکبر ہے وہ جنت میں نہ جائیگا اور ایمان کو حسد ایسا تباہ
کرتا ہے جیسا لکڑی کو آگ اور یہ نہیں دیکھتے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی تمہاری صورت کو نہیں دیکھتا
تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے پس ان لوگوں کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسنے کھیتی کی ہو اور وہاں کانٹے اوگے اور گھانس نکل آئی
تو اوسے ضرور ہے کہ کانٹے گھانس کو جڑ سے کھود پھینکے تاکہ کھیت زور پکڑے وہ اوپر اوپر سے گھانس کاٹتا ہے اور اوسکی جڑ
زمین میں باقی رہنے دیتا ہے جسقدر زیادہ کاٹتا ہے اوسیقدر زیادہ گھانس بڑھتی ہے برے اخلاق برے کاموں کی جڑ ہیں
انہیں کو اوکھاڑنا اور دور کرنا چاہیے بلکہ جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن پلید اور گندہ رکھتا ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے سنڈاس
کہ باہر سے تو گچ کی ہوئی سراپا نفاست ہے اور اندر سے بالکل گندگی اور نجاست ہے یا جیسے قبر کہ ظاہر میں آراستہ ہے اور اوسکے اندر
مردار مردہ ہے یا جیسے اندھیرا مکان ہے کہ اوسکی دیوار کے پیچھے چراغ ہے حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام نے عالم بے عمل کی
اسطرح مثال دیکر فرمایا ہے کہ تم لوگ چھلنی کے مانند مت رہو کہ اوسمیں سے آٹا تو گر پڑتا ہے اور بھوسی رہ جاتی ہے تم بھی علم اور
حکمت کی باتیں تو کہہ ڈالتے ہو جو بری بات ہے وہ تم میں رہ جاتی ہے اور بعضے علما جانتے ہیں کہ یہ برے اخلاق ہیں انسے
حذر کرنا چاہیے دل پاک رکھنا چاہیے مگر جانتے ہیں کہ ہمارا دل تو خود ان اخلاق سے پاک ہے یہ لوگ اونسے بڑھ کر ہیں جنسے
یہ امور سرزد ہوں کیونکہ یہ سب سے زیادہ اسکی برائی جانتے ہیں لیکن یہ نہیں جب تکبر کا اثر پیدا ہوتا ہے تو شیطان انسے کہدیتا ہے

کہ یہ تکبر نہین ہے دین کی عزت اور عظمت چاہتا ہے اگر تو ہی عزت دار نہ رہیگا تو اسلام بے عزت ہو جائیگا ایسا شخص اگر اچھے کپڑے
پہنتا ہے اور گھوڑا اور ساز و سامان اور تجمل کرتا ہے تو شیطان کہدیتا ہے کہ یہ رعونت اور سرکشی نہین ہے بلکہ دشمنان دین کی شکست
اور خفت ہے کیونکہ اہل بدعت علما کے باشان و شوکت ہونے سے مغلوب ہوتے ہین یہ علما جناب سید المرسلین اور خلفاء راشدین
صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ اجمعین کی سیرت بھولکر سمجھتے ہین کہ ان حضرات علیہم السلام والصلوٰۃ کے افعال و اطوار سے معاذ اللہ اسلام کی
خواری اور ذلت تھی اب ہماری شان و شوکت سے اسلام عزت پائیگا اور اگر انہین حسد پیدا ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ دین کی غیرت
ہے اگر ریا پیدا ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ یہ خلق کے ساتھ نیکی ہے کہ ہماری عبادت دیکھین اور ہماری پیروی کرین اور جب بادشاہون کے
دربار مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ ظالم کے ساتھ فروتنی نہین کہ یہ تو حرام ہے بلکہ یہ دربار داری مسلمانون کی سعی سفارش کرنا
اور انکی خیرخواہی کے لیے ہے اور اگر حرام کا مال لیتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ حرام کا مال نہین ہے لاوارث ہے اسے لیکر دین کے کامون مین
صرف کرنا چاہیے اور دین کے کام ہمسے متعلق ہین یہ عالم اگر اپنے دل مین انصاف کرے اور حساب لگائے تو جان جائے کہ دین کو
اس امر سے بہتر کوئی صلاح نہین ہے کہ خلق دنیا سے منہ پھیرلے اور جو لوگ اوسکے سبب سے دنیا کی رغبت کرتے ہین وہ اون لوگون سے
زیادہ ہین جو دنیا سے اعراض کرتے ہین تو اسلام ایسے عالم کی نیست و نابود ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور اسلام کی بہبود اور مصلحت
اسی مین ہے کہ ایسے علما باطن ہو وین ہی نہین اور ایسے پندار پر غلط اور خیالات خام بہت ہین انکا علاج اور انکی حقیقت اون
اصلون مین ہم بیان کر چکے ہین جو اوپر مذکور ہوئین مکرر بیان کرنا تطویل لاطائل ہے اور بعضے علما نے خود نفس علم مین غلطی کی ہے
اور جو علم بہت ضروری ہے جیسے تفسیر حدیث تصوف علم اخلاق اور طریق ریاضت اور جو کچھ اس کتاب مین بیان ہے اور علم راہ آخرت
اور راہ دین کی آفتین اور مراقبۂ دل کا طریقہ کہ یہ سب فرض عین ہے انہین نہ حاصل کیا ہوا اور جانتے بھی نہین کہ یہ بھی علوم سے ہے اور
جدل و مناظرہ مین یا تعصب مذہب مین یا فتاوی خصومات خلق مین یا اور علمون مین جو اوسے دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص
سے قناعت کی طرف اور ریا سے اخلاص کی جانب اور غفلت و ایمنی سے خوف اور پرہیزگاری کی جانب نہین بلاتے تمام عمر ضایع
کرتے ہین اور جانتے ہین کہ علم یہی ہین اور جو کوئی علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوا اوسے کہتے ہین کہ یہ علم سے منکر اور مہجور ہے ان مین سے ایک
بے اعتبار کی تفصیل دراز ہے احیاء العلوم کی کتاب الغرور مین مذکور ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی گنجایش نہین رکھتی اور بعضے علما علم وعظ
مین مشغول ہوتے ہین اونکی بات مسجع اور نکات اور مضامین واہیات ہوتی ہے اونکی عبارتین ڈھونڈھتے ہی انکا مقصد یہی ہوتا ہے
کہ خلق انکا کلام سنکر نعرہ مارے اور تعریف کرے وہ اسقدر نہین جانتے کہ اصل نصیحت یہ ہے کہ اپنی آتش مصیبت دل مین پیدا ہو جائے
کہ آدمی کار آخرت کے خطر دیکھنے لگے پھر اس مصیبت کی نوحہ گری مین مشغول ہوا اور وعظ و نصیحت اہل مصیبت کا نوحہ ہے مگر جو نوحہ گر
آتش مصیبت مین نہ سلگا ہوگا وہ جو بات کہیگا وہ مانگے کی ہوگی کسیکے دل مین کچھ بھی اثر نہ کریگی ان لوگون بھی بہت مغرور ہین
اسکی تفصیل بھی طولانی ہے اور بعضے علما نے ظاہری فقہ مین اوقات بسر کیے ہین اتنا نہین سمجھے کہ فقہ کی تعریف اس سے زیادہ
نہین ہے کہ جس قانون سے بادشاہ خلق کو سیاست کرے اوسے یاد کیا اور جو چیز راہ آخرت سے علاقہ رکھتی ہے اوسکا علم بھی اور ہے

یہ فقیہ جانتا ہے کہ جو بات ظاہری فقہ مین سہی اور درست ہوتی ہے وہ آخرت مین فائدہ دیگی اسکی مثال ایسی ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ کا
مال خیر سال مین اپنی جورو کے ہاتھ بیچکر اوسکا مال مول لیلے تو ظاہری فتوی یہ ہے کہ اوسکے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی یعنی بادشاہ
کی طرف سے جو شخص تحصیل کرتا ہے اوسے یہ نہین پہونچتا کہ اوس شخص سے زکوٰۃ طلب کرے کیونکہ اوسکی نگاہ ظاہر ملک پر ہوتی ہے اور
سال تمام ہونے سے پہلے ملک منقطع ہوگئی اور شاید فقیہ بھی فتوی اوسے اوسیقدر جانتے بھی نہین کہ جو شخص زکوٰۃ ساقط ہونیکے واسطے
قصداً ایسا کرتا ہے وہ عالم الغیب کے غصہ مین گرفتار ہوگا اسیطرح وہ بھی حق تعالی کی ناخوشی مین مبتلا ہوگا جو زکوٰۃ دیوے بھی نہین کیونکہ بخل
مہلک ہے اور زکوٰۃ دینے مین پلیدی بخل سے طہارت ہوتی ہے اور وہ بخل مہلک ہوتا ہے جسکی اطاعت کرین اور یہ حیلہ کرنا بخل کی
اطاعت ہے پھر جب حیلہ کے سبب بخل کی اطاعت ہوئی تو ہلاکت پوری ہو چکی پھر وہ حیلہ کرنیوالا کیونکر نجات پائیگا علی ہذا القیاس
جو شخص اپنی جورو کے ساتھ بدخوئی کرے اور ایذا دے تاکہ عورت اوس سے خلع کرکے مہر بخشدے تو ظاہری فتوے کی رو سے یہ درست ہے
کیونکہ دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے دل کا راز وہ نہین جانتا لیکن وہ شخص آخرت مین ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ خلع اکراہ سے ہوگا علیٰ ہذا القیاس
کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز بلا مانگے اور وہ آدمی شرم سے دیدے تو ظاہر فتوی مین مباح ہے لیکن حقیقت مین یہ مصادرہ یعنی
زبردستی لینا ہے اسواسطے کہ ظاہر لاٹھی مارکر زبردستی لیتے ہین اور شرم کا کوڑا مارکر لیتے ہین کچھ فرق نہین ایسی بہت باتین ہین اور
جو شخص ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہی اس غبار مین رہتا ہے اور دین کے دقائق اسرار کو نہین سمجھتا دوسرا فرقہ ایذا ہے
لوگ کہ انہین بھی اہل شہادت بہت ہین لیکن قوت مزور نہین کہ فضائل کے سبب فرائض سے باز رہے جیسے وہ شخص جسے طہارت مین ایسا
وسوسہ رہے کہ نماز بے وقت پڑھتا ہے اور دل یا پانی کو سخت نجاست کہتا ہے اور پانی کی نجاست کا گمان پیدا اوسکے نزدیک قوی
ہو گیا ہے اور جب کھانے پر بیٹھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سب چیزین حلال ہین اور شاید حرام محض سے بھی پرہیز نہین کرتا یعنی کفش کے
پاؤن زمین پر رکھتا ہی نہین اور حرام محض کھا جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی سیرت بھولا رہتا ہے کہ امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین گرنے کے خوف سے ستر طرح کے حلال ہمنے چھوڑ دیے اور باین ہمہ
ترسا عورت کے برتن سے آپنے طہارت کی ہے جو شخص کے باید زیادہ احتیاط لقمہ کے بدلے احتیاط طہارت عمل مین لاتے ہین
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ننگے پاؤن چلا ہو یا ہوا کپڑا انہین سے لے تو جانتے ہین کہ اسنے بڑا ہی گناہ کیا حالانکہ جناب سلطان الانبیا علیہ
الصلوٰۃ والثنا کے واسطے کفار جو کپڑا ہدیہ بھیجتے تھے آپ اوسے بھی پہن لیتے تھے صحابہ رضوان اللہ عنہم جو کپڑا کفار کی لوٹ مین پاتے
بے تکلف پہن لیتے کسی حدیث پر روایت نہین کی کہ اوسے دھوکر پہنتے تھے بلکہ کفار کے ہتھیار کمر مین باندھ باندھ کر نماز پڑھتے یہ کوئی نہکہتا
کہ شاید پانی لوٹے کو دیا ہو یا لا کر جو چھپر وغیرہ مین پھر کا ہو یا چمڑا جو بہ سبب شاید نا پاک ہوگا سب جو شخص پیٹ زبان ہاتھ پاؤن
وغیرہ کے بارہ مین تو احتیاط نکرے اور احتیاط طہارت مین مبالغہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے بلکہ سب احتیاطون مین اگر آدمی بجالاوے
اور پانی بہانے مین اسراف کرے یا نماز اول وقت نہ پڑھے تو بھی مغرور ہے اس احتیاط کی شرط طہارت کے بیان مین ہم ذکر کر چکے
ہین اور یہ فقیہ عابد بیہودہ ہین کہ انہین نماز کی نیت مین وسوسہ غالب ہوتا ہے حتی کہ نیت کرتے وقت آواز نکالتے ہین ہاتھ جھٹکتے ہین

اس سبب سے شاید پہلی رکعت فوت ہو جاتی ہے اور مقصد نہیں جانتے کہ جیسے قرض ادا کرنے اور زکوۃ دینے کی نیت ہے ویسی ہی نماز کی بھی نیت ہے اور ان لوگوں میں سے نیت میں وسواس کے سبب سے نہ کوئی دوبارہ قرض ادا کرتا ہے نہ زکوۃ دیتا ہے اور بعضوں کو سورہ فاتحہ کے حروف ادا کرنے میں وسواس ہوتا ہے حتی کہ حروف کو مخارج سے نکالتے ہیں اور نماز میں بالکل دل اسی میں لگائے رہتے ہیں کہ حروف مخرج سے نکلیں نمازی کو قرآن کے معنوں میں دل لگانا چاہیے تاکہ الحمد کہتے وقت ہمہ تن شکر ہو جائے اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتے وقت بالکل توحید اور عجز ہو جائے اور اِهْدِنَا کہتے وقت تضرع اور زاری میں ڈوب جائے اور وہ دل سے بالکل ہو چکا ہے کی طرف ہو اگر اِيَّاكَ مخارج سے ادا ہو یہ نمازی ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ سے اپنی حاجت عرض کیا چاہتا اور کہے یَا اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اور پھر یہی کہے پھر یہی کہے تاکہ ایھا ٹھیک ٹھیک زبان سے نکلے اور لفظ امیر کا میم کما حقہ ادا ہو تو وہ شخص بیشک خفیف ہونے اور سوء و عتاب سلطانی بننے کا مستحق ہے اور بعضے لوگ ہر روز ایک قرآن ختم کرتے ہیں اور بہت جلد جلد پڑھتے ہیں زبان کے بل دوڑتے ہیں اور دل غافل رہتا ہے انکی ہمت یہی ہوتی کہ ایک ختم اونکے واسطے گنتی میں آجائے تاکہ کہتے پھریں کہ ہم نے اتنے قرآن ختم کیے اور سات منزلوں میں سے آج اتنی منزلیں پڑھیں یہ جاہل باز اتنا نہیں جانتے کہ قرآن شریف کی ہر آیت ایک نامہ ہے کہ احکم الحاکمین نے اپنے بندوں کو لکھا ہے اوسمیں امر نہی وعدہ وعید مثال نصیحت خوف دلانا ڈرانا سبھی کچھ ہے قرآن پڑھنے والے کو چاہیے کہ وعید کے محل پر ہمہ تن خوف ہو جائے اور وعدہ کے مقام پر سراپا خوشی بن جائے مثل کے محل پر بالکل اعتبار ہو جائے وعظ کے مقام پر ہمہ تن گوش بنجائے خوف دلانے کے وقت ہراس میں ڈوب جائے یہ سب کیفیتیں دل کی حالتیں ہیں پھر زبان کی نوک ہلائے جانے سے کیا فائدہ ایسے شخص کی مثال اوس آدمی کی سی ہے جسے بادشاہ نامہ لکھے اوس نامہ میں احکام ہوں وہ مکتوب الیہ بیٹھکر اوس نامہ کو ازبر کرے اور پڑھا کرے اور اوسکے مضمون سے غافل ہو اور بعضے آدمی حج کو جا کر کعبہ شریف کے مجاور ہو کر بیٹھ رہتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور نہ دل و زبان کی حفاظت کرکے روزے کا حق ادا کرتے ہیں نہ پاس حرمت کرکے مکہ معظمہ کا حق بجا لاتے ہیں نہ زاد حلال تلاش کرکے راہ کا حق ادا کرتے ہیں اور ہمیشہ انکا دل خلق ہی کے ساتھ متعلق رہتا ہے کہ خلق ہمیں کعبہ شریف کا مجاور جانے اور خود کہتے ہیں کہ ہم اتنی دفعہ عرفات پر کھڑے ہوئے ہیں اور اتنے برس بیت اللہ کے مجاور رہے ہیں یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کہ اپنے گھر میں کعبہ شریف کا مشتاق رہنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کعبہ شریف میں ہو اور اپنے گھر کا مشتاق رہے اور ہمیشہ اوسکا مشتاق رہے کہ خلق اوسے مجاور جانے اور یہ طمع رکھے کہ اوسے کوئی کچھ دے اور جو کچھ دے وہ اوٹھاتا ہے اوسمیں بخل پیدا ہو جاتا ہے یہ خوف کھاتا ہے کہ کوئی اوس سے لے لے یا مانگ بیٹھے اور بعضے لوگ زہد کا طریقہ اختیار کرکے موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں تھوڑا سا کھانا کھاتے ہیں مال میں تو زاہد ہیں جاہ و قبول میں زاہد نہیں کہ خلق انسے برکت لیتی ہے اس سے خوش ہوتے ہیں خلق کی نظر میں اپنا حال آراستہ رکھتے ہیں اتنا نہیں جانتے کہ مال سے زیادہ یہ جاہ نقصان کا باعث ہے اور جاہ کا ترک کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ جاہ کی ہیبت سے سب طرح کے رنج کھینچنا آسان ہے زاہد وہ ہے جو ترک جاہ کرسکے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس کچے زاہد کو کوئی شخص کچھ دے تو نہیں لیتا کہ مبادا لوگ اپنے دل میں کہیں

کہ یہ زاہد نہین ہے اگر اوس سے کہین کہ تو ظاہر مین لیلے چھپاکر مستحق فقیر کو دیدیتا تو یہ کہنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ اوسپر شاق ہوتا ہے اگرچہ مال حلال ہو تو بھی اس خیال سے نہین لیتا کہ مین لونگا تو لوگ کہین گے کہ یہ زاہد نہین ہے اسی سبب سے ایسا زاہد فقیرون کی نسبت امیرون کی عزت حرمت زیادہ کرتا ہے اور اونکی مراعات بہت کرتا ہے یہ سب باتین غرور اور نادانی ہین اور بعضے آدمی سب نیک عمل کرتے ہین مثلاً ہر روز ہزار رکعت نماز کئی ہزار تسبیح پڑھتے ہین شب بیدار رہتے ہین ہر روز روزہ دار رہتے ہین لیکن دلکی مراعات نہین کرتے کہ برے اخلاق سے پاک ہو جاوے انکا باطن حسد اور کبر سے بھرا رہتا ہے ایسے آدمی اکثر بد خلق اور ترشرو ہوتے ہین بزرگان خدا کے ساتھ غصہ سے بات کرتے ہین گویا ہر ایک سے لڑتے روٹھے رہتے ہین اتنا نہین جانتے کہ خوے بد تمام عبادت کو حبط کر دیتی ہے اور خلق نیک سب عبادتون کا افسر ہے کمبخت گویا عبادت کرکے خلق خدا پر احسان کرتا ہے اور سب لوگون کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اپنے تئین خاص اللہ سے کھینچے اور سمیٹے رہتا ہے کہ کوئی اوسے چھو نجاوے اتنا نہین سمجھتا کہ جناب سرور کائنات با فضیل الصلوات واکمل التحیات سب بندون زاہدون کے سردار تھے اور تمام جہان سے زیادہ متکلم اور ملنسار تھے جو شخص آپ سے ملا ہوتا اگر اوس سے سب اپنے تئین سمیٹے اوسے آپ اپنے پاس بٹھاتے اور مصافحہ کے واسطے دست مبارک دیتے اوس کمبخت سے زیادہ کوئی شخص بیوقوف نہین جو اپنے اوستاد سے بلکہ اونچی دکان جانے یعنی مرشد برحق سے بڑہ جانیکا خیال خام دل مین لاتے یہ سب بیچارے سادہ لوگ ہین سلطان الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا تو دم بھرین اور آپکی عادت سراسر کے خلاف کرین تو اس سے زیادہ اور کیا بیوقوفی ہوگی تیسرا طبقہ صوفی لوگ ہین جتنا غرور اور پندار ان لوگون مین ہوتا ہے اوتنا کسی فرقے مین نہین ہوتا کیونکہ جسقدر راہ باریک اور مقصود عزیز اور بہتر ہوتا ہے اوسیقدر شبہے اور دہوکے زیادہ پڑتے ہین راہ تصوف کا پہلا قدم یہ ہے کہ سالک نے تین درجے حاصل کر لیے ہین ایک یہ کہ اوسکا نفس مقہور اور مغلوب ہو گیا ہو نہ اوسمین خواہش باقی رہی ہو نہ غصہ یہ نہین کہ خواہش اور غصہ جڑ سے نیست و نابود ہو گیا بلکہ ایسا مغلوب ہو گیا ہو کہ بے حکم شرع اوسمین کچھ تصرف نہ کر سکے جسطرح جو قلعہ فتح ہو جاتا ہے اوس قلعہ کے لوگون کو فتح کرنے والے مار نہین ڈالتے مگر وہ لوگ مطیع ہو جاتے ہین اسیطرح سالک کے سینہ کا قلعہ حاکم شرع کے ہاتھ فتح ہو گیا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دونون جہان سالک کے سامنے سے گم ہو گئے ہون اسکے یہ معنی ہین کہ حس اور خیال کے عالم سے وہ گذر گیا ہو اسواسطے جو چیز حس اور خیال مین آتی ہے اوسمین بہائم بھی شریک ہین اور وہ چیز آنکہ فرج پیٹ کی شہوت کا حصہ ہوتی ہے بہشت حس اور خیال کے عالم سے باہر نہین ہے اور جو چیز جبت پذیر ہوتی ہے اور خیال کو اوس سے سروکار ہوتا ہے وہ اوسکے نزدیک ایسی ہو گئی ہو جیسے اوس شخص کے نزدیک گہاس ہو جاتی ہے جسنے لوزینہ اور بہنا ہوا مرغ پایا ہو کیونکہ سالک جان چکا ہو کہ جو چیز خیال مین آسکے وہ بیقدر اور بیحقیقت ہے اور بیوقوفون اور نادانون کو نصیب ہوگی وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ تیسرا درجہ یہ ہے کہ سالک کو جناب احدیت نے اور اوسکے جلال اور جمال نے بالکل گھیر لیا ہو کہ جنت مکان حس خیال کو اوس سے کچھ سروکار ہی نرہا ہو بلکہ حس اور خیال بالکل یہی علم ان دونون سے پیدا ہوتا ہے اسکا حال سالک کے ساتھ ایسا ہو جیسے آنکہ کا آواز کے ساتھ اور کان کا رنگون کے ساتھ حال ہے یعنی اوس سے بیخبر ہونا ضرور ہے جب سالک اس مقام پر پہنچا تو کویہ تصوف کے سرے پر آیا سالک کو ان درجون کے

ف راہ تصوف کے تین درجے

ف

علاوہ بہت احوال حق سبحانہ تعالی کے ساتھ ہوتے ہین کہ اوسکا بیان ہین آنا دشوار ہے حتی کہ بعضون نے اوسے یگانگی اور اتحاد کے
ساتھ تعبیر کیا اور بعضون نے حلول کے ساتھ جس شخص کا قدم علم مین راسخ نہوا اور یہ حال اوسپر طاری ہوجائے تو وہ بخوبی بیان نہین کرسکتا
جو کچہ کہنے لگتا ہے صریح کفر نظر آتا ہے اور فی نفسہ حق ہوتا ہے مگر اوسے بیان کرنے کی قدرت نہین ہوتی یہ جو بیان کیا گیا راہ تصوف کا
ایک شائبہ ہے اے عزیز اب تو دیکہہ کہ نام کے صوفی کس اولٹی سمجہہ اور دہوکے مین گرفتار ہین انہین سے کچہ لوگون نے تو سجادہ اور گدڑی
اور نقلی باتون کے سوا نہ کچہ دیکہا نہ سنا اسے اختیار کرکے کچہ صوفیون کا لباس اختیار کرکے اونکی ظاہری وضع بنالی اونکی طرح
سجادہ پہ بیٹہہ کر گردن جہکاتے ہین اور شاید کہ وسوسہ اور خیال انہین پیش آتا ہے سر ہلاتے ہین اور جانتے ہین کہ یہی تصوف ہے
ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے وہ عاجز بوڑہیا جو سر پہ ٹوپی رکہے جکین پہنے ہتیار لگائے اور صف جنگ مین بہادرون کی لڑائی
اور رجز خوانیکا انداز سیکہہ لے اور سپاہیون کے سب ظاہری حرکات سکنات جان چکی ہو وہ جب فوج مین اپنا نام لکہوانیکے واسطے
بادشاہ کے سامنے جانے مین جاے اور بادشاہ ایسا ہو کہ صورت اور لباس پہ نہ جائے بلکہ دلیل طلب فرمائے یا اوسے ننگا کر کے
حکم دے یا کسی جوانمرد کے ساتھ لڑنے کا اور دیکہے کہ یہ ایک ضعیفہ بوڑہیا ہے حکم فرمائے کہ اسے ہاتہی کے پاؤن کے تلے ڈالدو
تا کہ کسی دوسرے کو بادشاہ کے حضور ایسی لچر حرکت کرنے کی جرات نہ پڑے اور انہین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان باتون سے بہی
عاجز ہین کہ صوفیون کی ظاہری وضع اختیار کرین اور پہٹے ہوئے کپڑے پہنین بلکہ پاکیزہ گدڑیان باریک سرمہ لنگیان حاصل
کرکے جانتے ہین کہ جب کپڑے رنگ لیے قصہ تمام ہوگیا تصوف کا اختتام ہوگیا یہ نہین جانتے کہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
اگر لباس اسواسطے رنگتے تہے کہ ہر وقت دہونے کی حاجت نہو اور شاید اسواسطے رنگتے تہے کہ دین کی مصیبت مین تہے
وہ رنگ اونکے حال کے موافق تہا یہ کمبخت جب ایسا مستغرق نہین ہے کہ کپڑے نہ دہوسکے اور ایسا مصیبت زدہ نہین ہے کہ کالے
کپڑے پہنے اور ایسا عاجز نہین ہے کہ جہان کپڑا پہٹ جاے پیوند لگائے تا کہ گدڑی ہوجاے بلکہ نئے نئے کپڑے قصدا پہاڑتا ہے تا
کہ گدڑی بنجائے تو اس کمبخت نے ظاہری صورت مین بہی صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالی عنہم کی موافقت نہ کی کیونکہ پہلے گدڑی پہننا
جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے تہے کہ آپکے لباس مین چودہ پیوند لگے تہے اونمین سے بعضے پیوند چمڑے کے تہے
اور انہین سے بعضے ایسے بہی ہوتے ہین کہ جسطرح چہوٹا اور پہٹا ہوا کپڑا پہننے کے متحمل نہین اوسیطرح اداے فرائض اور ترک معاصی
کے بہی متحمل نہین ہوتے اور سپر طرہ یہ ہے کہ اپنے عجز و قصور کے معترف بہی نہین ہوتے کہ شیطان اور خواہش نفسانی کے ہاتہہ مین
پہنسے ہین بلکہ انکا مقولہ یہ ہے کہ دل سے کام ہے ظاہری صورت کو دیکہنا کیا ہمارا دل ہمیشہ نماز مین ہے اور حق تعالی کے ساتہہ
راز و نیاز مین ہے ہمین ان ظاہری اعمال کی کچہ حاجت نہین کیونکہ اس مشقت کا حکم اون ہی لوگون کو ہے جو اپنے نفس کے اسیر ہین
ہمارا نفس خود مردہ ہے ہمارا دین دو در دہ حوض کے مانند ہوگیا ہے کہ ایسی چیزون سے خراب ہی نہین ہوتا اور جب عابدونکو
دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ بیگاری ہین جب علما کو دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ باتون مین پہنسے پڑے ہین راہ حقیقت جانتے
ہی نہین ایسے گمراہ لوگ قتل کرنیکے لائق ہین انکا خون بالاجماع مباح ہے اور بعضے لوگ ہین کہ صوفیون کی خدمت کرنے پر مستعد

یعنی جو فقیر ضرورت نماز نہ پڑہے اور اپنی عبادت کا محتاج نجانے اور عالمون پر طعن و تشنیع کرے وہ قابل قتل ہے اور اسکا خون بالاجماع مباح ہے ۱۲

ہوتے ہین اور حق خدمت یہ ہے کہ آدمی اپنا جان و مال ان حضرات پر سے تصدق کر دے اور اپنے تئین انکے عشق مین بالکل بھول جائے پھر جب کوئی انکے وسیلہ سے مال پیدا کرے اور انہین اپنا مطیع کرے تاکہ خود خادم مشہور ہو اور لوگ اوسکی عزت اور حرمت کرین اور جہان ہو پاوے حرام حلال کا مال لے آئے اور اونہین دے تاکہ اوسکی سرو بازاری نہو اور یہ نہ سمجھے کہ یہ فریب ہے اور بعضے لوگ ہین کہ اونہون نے ریاضت کی سب راہ طے کی اپنی خواہش کو مغلوب اور مقہور کرکے اپنے تئین بالکل خداہی کے سپرد کردیا اور گوشہ مین بیٹھے ہوئے ذکر کیا کرتے ہین انہین کشف ہونے لگتا ہے یعنی کہ جس چیز کی چاہتے ہین خبر پاتے ہین اگر کوئی قصد کرتے ہین تو تنبیہ ہو جاتی ہے اور ممکن ہے کہ پیغمبرون اور فرشتون کو مثالون مین اور اچھی اچھی صورتون مین دیکھنے لگین اور اپنے تئین بہشت مین دیکھین اور اوسکی حقیقت اگر صحیح ہو تو سچے خواب کے مانند ہے لیکن وہ خواب سوتون کے خیال مین آتا ہے اور یہ بیداری مین خیال مین آتا ہے اور وہ شخص اس سبب سے مغرور ہو کر کہتا ہے کہ جو کچھ ساتون زمین و آسمان مین ہے بارہا میرے سامنے پیش کیا ہین اور سمجھتا ہے کہ اولیا کا اخیر کام یہی ہے حالانکہ آفرینش مین حق تعالی کی جو عجیب عجیب نعمتین ہین اونمین سے ایک سر مو بھی نہین جانا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ سب یہی ہے جو مین نے دیکھا جب حال پیدا ہو جاتا ہے تو آدمی جانتا ہے کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچ گیا اور اس بات کی خوشی مین مشغول ہو کر طلب مین قاصر ہو جاتا ہے اور شاید وہ نفس جو مقہور اور مغلوب ہو گیا تھا پھر قدرے زور پکڑنے لگے وہ سمجھے کہ مین ایسی ایسی چیزین دیکھ چکا تو اپنے نفس سے مطمئن ہو گیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا یہ بیہودہ ہوتا ہے اسپر کچھ اعتماد نہین اعتماد اسپر ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت بدل جائے خوشی سے شریعت کا ایسا تابعدار بن جائے کہ کسی طرح اوسمین تصرف اور قصور باقی نرہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہے کہ پانی پر چلنا ہوا مین اوڑنا غیب کی خبر دینا کچھ کرامت نہین ہے بلکہ کرامت یہ ہے کہ آدمی بالکل امر الہی ہو جائے یعنی دل و جان تن و مال سے حکم شرع کی تابعداری کرنے لگے کہ حکم کے خلاف کوئی بات اوس سے سرزد ہی نہو یہ حالت البتہ قابل اعتماد ہے اور پانی پر چلنا ہوا پر اوڑنا غیب کی خبر دینا ایسی باتین ممکن ہین کہ شیطان کی طرف سے ہون کیونکہ شیطان کو بھی غیب کی خبر ہے اور کاہن لوگ بھی بہتیری غیب کی باتون کی خبر دیتے ہین اور عجیب غریب کام اونسے وقوع مین آتے ہین اعتماد اسی حالت پر ہے کہ تیری ہستی اور خواہش کم ہو جاوے اور اسکے بدلے اتباع شریعت قرار پکڑ لے پھر اگر تو شیر پر نہ سوار ہو سکیگا تو کچھ پروا نہین کیونکہ جب غیظ و غضب کے کتے کو جو تیرے سینہ مین ہے تو نے پامال کر ڈالا اور اپنا مغلوب اور مقہور کر لیا تو بہت بڑے شیر پر بیٹھ چکا اور اگر غیب کی خبر تو نہ دے سکیگا تو کچھ پروا نہ کر اسواسطے کہ جب تو نے اپنے نفس کے عیب اور غرور کو پہچان لیا اور اوسکی آفت اور مکاری سے آگاہ ہو گیا تو تیرا اپنا عیب بھی غیب ہے جب جانا تو غیب دان ہو چکا اگر پانی پر تو نہ چل سکیگا ہوا مین نہ اوڑ سکیگا تو کچھ پروا نہ رکھ اسلیے کہ جب حس خیال کے باہر تجھے کوئی مقام کھلا اور راہ مین تو چل نکلا تو پانی پر چل چکا ہوا پر اوڑ چکا اور اگر ایک شب مین تو جنگل اور صحرا طے نہ کرسکے تو کچھ باک نہ کر اسواسطے کہ جب دنیا کے جھگڑون اور مرادون سے تو چھوٹ گیا اور دنیا کے شغل پیچھے چھوڑ آیا تو بڑا دشوار گذار جنگل اور بڑا میدان طے کر آیا اور اگر کسی بڑے پہاڑ پر تو قدم نہ رکھ سکے تو کچھ پروا نہ رکھ کیونکہ تو نے جب شہوت کے ایک درہم پر لات ماردی تو گویا

سے کر آیا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین اسے گھاٹی اور دشوار گذار مقام ارشاد فرمایا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ
ان لوگون کے غرور اور دھوکون کے چند اقسام ہین سب بیان کرنا موجب طوالت ہوگا چوتھا طبقہ امیر اور مالدار لوگ ہین انہین
بھی دھوکے اور اولٹی سمجھ ایسے بہت ہین اسواسطے کہ بعضے مالدار مسجد اور سرا اور پل وغیرہ بنوانے مین مال صرف کرتے ہین
اور شاید وہ مال وجہ حرام سے پیدا کیا ہو تو اونپر یہ فرض تھا کہ مالک کو مال واپس کردیتے اونہون نے وہ مال یہ چیزین تعمیر کرنے مین
صرف کیا تاکہ گناہ اور زیادہ ہو جاوے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑے ثواب کا کام کیا اور بعضے امیر مال حلال خرچ کرتے ہین مگر لوگون کے
دکھانا انہین مقصود ہوتا ہے کہ اگر ایک دینار صرف کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ پتھر پر اپنا نام کھود کر وہان لگادین اگر انسے کہے
کہ اپنے نام کا پتھر نہ لگاؤ یا اور کسی کے نام سے لگا دے کہ عالم الغیب تو بنوانے والیکو جانتا ہی ہے تو وہ یہ نہین کرسکتا اس ریا کی
علامت یہ ہے کہ اوسکے عزیز قریب اور پڑوسی محتاج ہوتے ہین اور ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین تو وہ مال انہین دینا افضل ہے
اور وہ انہین نہین دے سکتا کیونکہ پتھر پر یہ عبارت کھود کر انکی پیشانی مین تھوڑے لگا سکیگا کہ بَنَاهُ الشَّيْخُ فُلَانٌ طَالَ بَقَاهُ
اور بعضے مالدار خالص نیت سے مال حلال تو خرچ کرتے ہین مگر مسجد کے نقش و نگار مین صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ بہت
نیک کام ہے اس سے دو برائیان پیدا ہوتی ہین ایک تو نماز مین لوگون کا دل اون نقش و نگار مین مشغول رہتا ہے خشوع خضوع سے
محروم رہتے ہین دوسرے یہ کہ ویسے ہی نقش و نگار اپنے گھرون مین بنانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دنیا انکی نگاہون مین آراستہ
پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑا کام کیا جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ جب مسجدین نقش و نگار
کرو اور قرآن شریف پر سونا چڑھاؤ تو تمپر افسوس ہے مسجد کی آبادی اون دلون کے سبب ہوتی ہے جو حضور اور خشوع و خضوع سے
آراستہ ہون اور نفرت دنیا سے پیراستہ ہون اور جو چیز لوگون کے دلون سے حضور اور خشوع دور کرے اور دنیا کو آراستہ کر دکھائے وہ
مسجد کی ویرانی کا سبب ہے اس کمبخت نے نقش و نگار بنوا کر مسجد کو ویران کر دیا اور جانتا ہے کہ مین نے بہت اچھا کام کیا اور بعضے امیر اپنے
دروازے پر فقیرون کے جمع ہونیکو دوست رکھتے ہین تاکہ شہر مین اوسکا شہرہ ہو یا ایسے فقیرون کو صدقہ دیتے ہین جو [illegible] اور
نامور ہون یا جو نفلی حج کو جاتے ہین اونپر خرچ کرتے ہین یا اون لوگون کو دیتے ہین جو خانقاہون مین رہتے ہون تاکہ سب لوگ
جانین اور احسان مانین اگر انسے کہیے کہ یہ چپکے یتیمون کو دو کہ یہ راہ حج مین خرچ کرنے سے افضل ہے تو نہین دے سکتا کہ اوسے لوگون
سے اپنی تعریف اور اپنا شکر کرانے کا مزہ اور شوق ہے اور جانتا ہے کہ مین بڑے خیر کا کام کرتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ سے
ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم ہین میرا جی چاہتا ہے کہ حج کو جاؤن فرمایا کہ تو تماشا دیکھنے جاویگا یا حق تعالیٰ کی رضامندی
ڈھونڈھنے عرض کیا کہ خدا کی رضامندی کے واسطے فرمایا کہ جا کر دس محتاجون کا قرض ادا کر دے یا دس یتیمون کو دیدے یا کسی
عیالدار کو دیدے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہونچتی ہے فرض حج کے بعد سو حج سے افضل ہے اوس شخص نے عرض کیا کہ مین اپنے دلمین
حج کی بہت رغبت دیکھتا ہون فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ یہ مال تو نے بے وجہ پیدا کیا ہے جب تک بیراہ نہ خرچ کریگا تیرے دل کو
قرار نہ آسکے گا اور بعضے مالدار ایسے ہوتے ہین کہ زکوٰۃ کے سوا ایک کوڑی نہین دیتے اور زکوٰۃ اور عشر بھی ایسے لوگونکو دیتے ہین

جو اونکے کاروبار مین رہتے ہون جیسے معلم اور شاگرد تاکہ ان لوگون کے جمع رہنے سے ان امیرونکی جاہ وحشمت برقرار رہے جیسے وہ مدرس جو اپنے طالب علمون کو زکوۃ دے جب وہ اس سے پڑہنا موقوف کردین تو نہ دے یہ گویا تنخواہ ہوتی ہے اور خود جانتا ہے کہ شاگردی کے بدلے مین دیتا ہون اور یہ جانتا ہے کہ زکوۃ دی اور کبھی ایسے لوگون کو دیتا ہے جو بزرگون کی خدمت مین رہتے ہین اور انکی سعی سے اور لوگون کو دیتا ہے تاکہ اونپر احسان ہو اور اتنی سی زکوۃ دیکر کبھی مطلب نکالا چاہتا ہے اور کبھی شکر وثنا کی بھی امید رکھتا ہے پھر یہی جانتا ہے کہ مین نے زکوۃ دی اور بعضے مالدار ایسے بخیل ہوتے ہین کہ زکوۃ بھی نہین دیتے مال جمع کرتے ہین اور پارسائی کا دعوی کرنے پر مرتے ہین صائم الدہر اور قائم اللیل بنتے ہین انکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جسے درد سر ہو اور پاؤن پر لیپ کرے اور بیماری کا سبب بیان کرے ... [illegible] ... وہ الگ ہے بدبخت نہین جانتا کہ اوسے بخل کے سبب سے بیماری ہے بہت کہانے سے نہین تو بہت خرچ کرنا اسکا علاج ہے سو کون مرنا اسکی دوا نہین ہے مالدارون کو ایسے دہوکے بہت ہوتے ہین کسی قسم کا او اس سے نہین بچتا مگر جسنے وہ علم حاصل کیا ہو جو اس کتاب مین ہے تاکہ عبادت کی آفتین اور نفس کا فریب اور شیطان کا مکر پہچان سکے پھر حق تعالی اجل جلالہ وعم نوالہ کی اسپر محبت غالب ہوتی ہے اور دنیا اسکے سامنے گم ہو جاتی ہے مگر بقدر ضرورت رہ جاتی ہے اور ہر وقت موت کو پیش نظر رکھتا ہے اور مرنے ہی پر مستعد رہتا ہے یہ باتین اوسی پر آسان ہو جاتی ہین جسپر خدا آسان کرے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۞

حق تعالے کی بڑی عنایت ہوئی کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت کے تیسرے رکن سے فراغت ہوئی یہ ربع مہلکات تھا اسمین بیان عقبات تھا انشاء اللہ تعالی

اب چوتھے رکن کی ابتدا ہے جس افادہ

واستفادہ واہو وہ ربع منجیات

اوسمین بیان طریقہ

نجات ہے

تمت

به عون صانع بیچون و مکان فضل خلاق زمین و زمان

التیسیر

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوتھا رکن منجیات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل صبر وشکر کے بیان مین تیسری اصل خوف ورجا کے بیان مین چوتھی اصل فقر وزہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور اخلاص اور صدق کے بیان مین چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان مین ساتوین اصل تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین نوین اصل شوق اور محبت کے بیان مین دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور آخرت کے احوال کے بیان مین

پہلی اصل توبہ کے بیان مین

اے عزیز ازجان اس بات کو جان کہ توبہ کرنا اور حق تعالی کی طرف پھرنا مریدون کا پہلا قدم اور سالکون کی راہ کا سرا ہے کسی آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ ابتدا پیدائش سے انتہائے عمر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتون کا کام ہے اور تمام عمر معصیت اور مخالفت مین ڈوبا رہنا شیطان کا پیشہ ہے نادم ہوکر توبہ کرنا اور راہ معصیت چھوڑ کر شاہراہ عبادت پر قدم دھرنا آدم اور آدمیون کا کام ہے جس آدمی نے توبہ کرکے پچھلے گناہون کی تلافی کی اوسنے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھہ اپنی نسبت درست کرلی اور جسنے مرتے دم تک گناہون پر اصرار کیا اوسنے اپنی نسبت کو شیطان کے ساتھہ مضبوط کرلیا مگر تمام عمر عبادت ہی مین رہنا آدمی سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالے نے اوسے جب پیدا کیا تو ناقص اور بے عقل پیدا کیا اور خواہش نفسانی جو شیطان کا آلہ ہے پہلے اوسیکو آدمی پر مسلط کردیا اور عقل جو خواہش کی دشمن اور جوہر ملائکہ کا نور ہے اوسکے بعد پیدا کیا کہ جب تک یہ پیدا ہو تب تک آدمی پر

خواہش غالب ہوگئی اور سینۂ انسان کا قلعہ بخوبی اپنے قبضے مین کرلیا اور نفس بھی اوسکے ساتھہ خوگر اور مالوف ہوگیا تو پھر جب عقل پیدا ہوتی تو ضرور بالضرور توبہ اور جہاد کرنے کی حاجت ہوتی تاکہ اس قلعے کو فتح کرے اور شیطان و شہوت کے قبضے سے چھوڑا لے تو توبہ آدمیون کو ضرور ہے اور سالکون کا پہلا قدم ہے جب نور عقل اور نور شرع سے آدمی کی آنکھین کھلین اور راہ گمراہ مین تمیز کرنے لگے تو توبہ کے سوا اور کچھہ فرض نہین پہلے توبہ ہی کرنا چاہیے توبہ کے یہی معنی ہین کہ آدمی ضلالت کا بیہڑ چھوڑ کر ہدایت کے ڈھرے پر آجائے

توبہ کی فضیلت اور ثواب کا بیان

ای عزیز جانتو کہ حق تعالی نے سب خلق کو توبہ کرنے کا حکم کیا ہے اور فرمایا ہے وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ یعنی جو کوئی فلاح کی امید رکھتا ہے اوسے توبہ کرنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے توبہ کریگا اوسکی توبہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور فرمایا ہے کہ راستی مین لاف زنی کی جگہہ نہ کھڑے ہو کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہان کھڑا ہوتا ہے اور جو شخص اودھر سے گذرے اوسپر ہنستا ہے اور جو عورت وہان پر آپہونچتی ہے اوسکے ساتھہ بُری بُری باتین کرتا ہے وہان سے نہین ہٹتا تاوقتیکہ اوسپر دوزخ واجب نہو جائے مگر یہ کہ توبہ کرلے اور فرمایا ہے کہ مین ہر روز سو بار توبہ اور استغفار کرتا ہون اور فرمایا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے حق تعالی اوسکے گناہ فرشتون کو بھلا دیتا ہے جنہون نے وہ گناہ لکھا تھا اور اوسکے ہاتھہ پاؤن کو بھلا دیتا ہے جسنے وہ گناہ کیا تھا اور اوس جگہہ کو بھلا دیتا ہے جہان وہ گناہ سرزد ہوا تھا تاکہ جب وہ شخص احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو تو اوسکے گناہ کا کوئی گواہ نہ نکلے اور فرمایا ہے کہ قبل اسکے کہ حلقوم مین جان آسکے اور گھرانے لگے جو بندہ توبہ کرتا ہے حق تعالی اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس شخص کے واسطے کرم کا ہاتھہ پھیلائے ہوئے ہے جسنے دن کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ رات کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون اور اوس شخص کے واسطے جسنے رات کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ دن کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون یہ دست شفقت پھیلا رہیگا تاوقتیکہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مین دن مین سو بار توبہ کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی وہ نہین ہے جو گنہگار نہو مگر جو توبہ کرے وہ سب گنہگارون سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اوسکے مثل ہے جسنے کبھی گناہ کیا ہی نہو اور فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ پھر اوس گناہ کے قریب بھی نہ جائے اور فرمایا ہے کہ اے عائشہ یہ جو حق تعالی نے ارشاد کیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا اس سے اہل بدعت مراد ہین ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل بدعت کی توبہ نہین قبول ہوتی مین انسے بیزار ہون یہ مجھسے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے تو اونھون نے زمین پر دیکھا کہ ایک مرد عورت

زنا کرتا ہے اسکے واسطے بد دعا کی حق کی وہ ہلاک ہو گئے پھر دوسرے کو دیکھا گناہ کرتا ہے اوسکے واسطے بھی بد دعا کی وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم میرے بندون سے درگذر کر کیونکہ ان تین امر دن مین سے کوئی ایک امر تو ہوگا یا تو وہ توبہ کرینگے اور مین قبول کرونگا یا استغفار کرینگے اور مین بخشدونگا یا اونکے کوئی اولاد ہوگی کہ وہ میری بندگی کریگی اے ابراہیم تجھے نہین معلوم کہ میرا نام صبور ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جس بندے کو گناہ پر پشیمان جانتا ہے اوسے بخشش چاہنے کے پہلے ہی بخشدیتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے اوسکی چوڑان ستر برس کی راہ ہے یا چالیس برس کی جسدن سے زمین و آسمان پیدا ہوا اوسدن سے وہ دروازہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے اور جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب نہ نکلیگا تب تک وہ دروازہ بند نہوگا اور فرمایا ہے کہ دوشنبہ اور جمعرات کو بندون کے اعمال عرض کیے جاتے ہین جسنے توبہ کی ہوگی اوسکی توبہ قبول ہوتی ہے اور جسنے بخشش چاہی ہوگی اوسکی مغفرت ہو جاتی ہے اور جو لوگ دلون مین کینہ بھرا رکھتے ہین وہ اوسیطرح گناہگار چھوڑ دیے جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ حق تعالی بندے کی توبہ سے اوس اعرابی کی بہ نسبت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے جو خونخوار جنگل مین اونگھ جاتے اور اوسکا ایک اونٹ زاد راہ اور تمام پونجی سے لدا ہوا ہو جب چونکے تو اوس اونٹ کو نہ پاتے اور گھبرا کر اوٹھے اور سرگرم تلاش ہوا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہ حال ہو جاتے کہ اب بھوک پیاس کے مارے مرجائیگا اپنی جان سے بیزار ہو کر دل مین کہے کہ اپنی جگہ پر چلکر پڑ مرینگے اوسی مقام پر پھر آتے اور مرنے کے قصد سے بانہہ پر سر رکھکر سو جاتے جب جاگ پڑے تو اونٹ کو دیکھے کہ اوسیطرح لدا پھندا اوسکے سرہانے کھڑا ہے تو خدا کا شکر کرنا چاہے اور کہنے لگے کہ اے خدا تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون اور خوشی کے مارے زبان غلطی کرے اور کہہ بیٹھے کہ اے خدا تو میرا بندہ ہے مین تیرا خدا ہون تو یہ اعرابی جسقدر اپنا کھانا پینا مال اسباب پانے سے خوش ہوتا ہے اس سے زیادہ حق تعالی اپنے بندون کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے

توبہ کی حقیقت کا بیان اے عزیز جانو کہ ایمان اور معرفت کا نور جو پیدا ہوتا ہے وہ توبہ کی اصل ہے اوس نور کے سبب سے آدمی دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے جب دیکھتا ہے کہ اس زہر مین سے بہت کھا چکا ہون اور قریب ہے کہ ہلاک ہو جاؤن تو خواہ مخواہ پشیمانی اور ہراس اوسے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ آدمی جسنے زہر کھایا ہو پشیمان ہوتا ہے اور ڈرتا ہے اور اوس پشیمانی کے سبب سے حلق مین اونگلی ڈالکر قے کرتا ہے اور اوسی ہراس کی وجہ سے دوا کی تدبیر کرتا ہے کہ وہ زہر جسقدر اپنا اثر کر چکا ہے وہ جاتا رہے اسیطرح گنہگار جب دیکھتا ہے کہ مین نے جو شہوت پرستی کی وہ زہرلی ہوئی شہد کی مثل تھی کہ اوسوقت تو میٹھا معلوم ہوتا ہے اور آخر کو سانپ کی طرح ڈستا ہے تو وہ گنہگار زمانہ گذشتہ کو گناہ ہوئی

ہوئی

پشیمان ہوتا ہے اور اوسکی جان مین خوف کی آگ لگتی ہے کہ اپنے تئین تباہ اور ہلاک دیکھتا ہے اور اوسمین خواہش اور گناہ کی جو حرص ہے وہ اس خوف اور پشیمانی کی آگ مین جل بجھتی ہے اور وہ خواہش حسرت سے بدل جاتی ہے اور قصد کرتا ہے کہ گذشتہ کا تدارک اور تلافی کرے اور آیندہ کبھی اوس گناہ کے قریب نجائے لباس جفا اوتار کر بساط وفا بچھانے اپنے سب حرکات سکنات کو بدل ڈالے جسطرح قبل ازین سراپا گھمنڈ اور خوشی اور غفلت تھا اب ہمہ تن گریہ اور حسرت زدہ ہوجائے پہلے اہل غفلت کے ساتھ جلسہ رکھتا تھا اب اہل معرفت کے ساتھ صحبت رکھے تو توبہ فی نفسہ پشیمانی ہے اور اوسکی اصل معرفت اور ایمان کا نور ہے اور اوسکی فرع حالات کا بدل ڈالنا اور معصیت و مخالفت سے طاعت اور موافقت کی طرف تمام اعضا کو منتقل کرنا ہے **ہر شخص پر ہر وقت توبہ واجب ہونیکا بیان** اے عزیز ہر شخص پر توبہ واجب ہونا تجھے یون معلوم ہوگا کہ تو جان لے کہ جو شخص بالغ ہوا اگر وہ کافر ہے تو اوسپر واجب ہے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر مسلمان ہے اور اوسکا اسلام محض اپنے ماں باپ کی تقلید اور پیروی سے ہے زبان سے کلمہ کہتا ہے اور دلسے غافل ہے تو اوسپر واجب ہے کہ اوس غفلت سے توبہ کرے اور کوشش کرے کہ اوسکا دل حقیقت ایمان سے آگاہ اور خبردار ہوجائے اس سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ علم کلام مین جو دلیلین ہین وہ سیکھے کیونکہ وہ سیکھنا سب پر واجب نہین ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ سلطان ایمان اوسکے تختگاہ دل پر قاہر اور غالب ہوجاوے حتی کہ فقط اوسکی حکومت رہے اور اوسکی حکومت اوسوقت ہوگی کہ جو کچھ ملک تن مین ہوتا ہے سب سلطان ایمان ہی کے حکم سے ہو شیطان کے حکم سے کچھ ہونے نپاوے جبکہ گناہ سرزد ہوتا ہے تو ایمان کامل نہین رہتا جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زنا اور چوری کرتا ہے وہ زنا اور چوری کے وقت ایماندار نہین رہتا اس سے آپکا مقصود یہ نہین کہ اوسوقت وہ کافر ہوجاتا ہے لیکن ایمان کی شاخین اور شعبیان بہت سی ہین اون شاخون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی یہ جانے کہ زنا زہر قاتل ہے اور کوئی شخص زہر کو زہر جانکر نہین کھاتا تو زنا کرتے وقت سلطان شہوت نے اوسکے اس ایمان کو کہ زنا ہلاک ہے شکست دیدی ہوگی یا اوسکی غفلت کے سبب سے ایمان غائب ہوگیا ہوگا یا نور ایمان ظلمت شہوت کے دہوین مین چھپ گیا ہوگا پس اے عزیز یہ تو تو نے جان لیا کہ پہلے کفر سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر کافر نہو تو ایمان عادتی تقلیدی سے توبہ واجب ہوتی ہے پھر اگر اس سے بھی توبہ کی تو غالب ہے کہ گناہ سے خالی نہ رہیگا تو گناہ سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر کو سب گناہون سے پاک کیا تو اوسکا باطن ان گناہون کے تخم سے خالی نہوگا جیسے کھانے کی حرص بات کی حرص جاہ و مال کی محبت اور جیسے کبر وغیرہ کہ یہ سب خبیث چیزین گناہون کی جڑ ہین ان سب سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اونمین سے ہر ایک کو حد اعتدال پر رکھے اور ان خواہشون کو عقل اور شرع کا مطیع کرلے یہ بات بڑے مجاہدے اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اگر اس سے بھی آدمی خالی ہوا تو وسواس اور نفس کی باتون اور خیالات باطل سے

خالی نہوگا ان سب باتون سے توبہ واجب ہے اگر ان امور سے بھی خالی ہوا تو خدا کی یاد مین بعض اوقات غفلت کرنے سے
نہ خالی ہوگا اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے اور حق سبحانہ تعالی کو بھول جانا اگرچہ ایک لحظہ ہی بھر ہو سب قصورون اور نقصانون کی
جڑ ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بالفرض آدمی ایسا ہوگیا کہ ہمیشہ ذکر و فکر مین رہتا ہے کبھی ذکر و فکر سے غافل نہین ہوتا
تو اوسکے واسطے مختلف درجے ہین اونمین سے ہر ایک درجہ اپنے سے عالی اور کامل اور اونچے درجے کی بہ نسبت
سافل اور ناقص اور نیچا ہوتا ہے پھر باوجودیکہ درجہ کامل پر پہونچنا ممکن ہے اگر آدمی درجہ ناقص پر قناعت کرکے
ٹھہر جاوے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے اس سے توبہ کرنا منجملہ واجبات ہے وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مین دن بھر مین ستر ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون وہ یہی مضمون ہوگا کہ چونکہ ہمیشہ ترقی اور زیادتی پکڑنا آپکا کام تھا تو جس
قدمگاہ پر آپ پہونچتے وہان ایسا کمال دیکھتے کہ پہلا قدم اوسکی بہ نسبت ناقص ہو جاتا تو اوس پہلے قدم سے آپ توبہ اور استغفار
کرتے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے ایک درم حاصل کرسکتا ہے تو ایک درم حاصل کرکے خوش ہوتا ہے
اور اگر جانے کہ مین دینار حاصل کرسکتا تھا اور درم پر قناعت کی تو اندوہگین ہوتا ہے اور اپنی تقصیر پر
پشیمان ہوتا ہے حتی کہ جب دینار حاصل کرلیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے بڑھکر کچھ نہین ہے
پھر جب جانتا ہے کہ مین ہزار دینار قیمت کا موتی حاصل کرسکتا تھا تو اپنی تقصیر سے نادم ہوکر توبہ کرتا ہے اسیواسطے
بزرگون نے کہا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی پارسا لوگون کا کمال بزرگ لوگون کے حق مین نقصان ہے
کہ وہ اوس سے استغفار کرتے ہین سوال اگر کوئی کہے کہ آدمی نے جب کفر اور گناہ سے توبہ کی تو غفلت اور درجات
بزرگی حاصل کرنے مین قصور کرنے سے توبہ کرنا منجملہ فضائل ہی فرض نہین پھر تم نے کیون کہا کہ اوس سے توبہ کرنا واجب ہے
جواب ہم کہینگے کہ واجب کی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسنے ظاہر فتوی مین درجہ عوام خلق کے موافق بقدر
کفایت ہین کہ اگر خلق اوسمین مشغول ہو تو عالم ویران نہونے پاوے اور معیشت دنیا مین خلق مصروف رہے یہ واجب
خلق کو عذاب دوزخ سے بچاتا ہے دوسرا واجب وہ ہے کہ عوام الناس اوسکی طاقت نہین رکھتے جو اوسپر قائم نہ رہیگا
وہ عذاب دوزخ سے تو چھوٹ رہیگا مگر مرتبہ بلند نہ حاصل ہونیکی حسرت سے نہ بچیگا جب قیامت کے دن ایک
گروہ کو اپنے سے ایسا بالاتر دیکھیگا جیسے آسمان کے تارون کو دیکھتا ہے تو وہ غبن اور حسرت جو ناقص رہجانے
کے سبب سے اپنے مین پائیگا وہ بھی ایک عذاب ہوگی اس توبہ کو جو ہمنے واجب کہا تو اس حسرت کے عذاب
سے چھٹنے کے واسطے کہا جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین اگر کسیکے ہمسر کو جاہ اور مدارج مین زیادتی حاصل ہو تو
دوسرے پر دنیا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے اور غبن و حسرت کی آگ سے اوسکی جان سلگتی ہے اگرچہ لاٹھیان اور قید کھانے
کاٹنے جرمانہ لینے کے عذاب سے چھوٹا ہوتا ہے اسی سبب سے قیامت کے دن کو روز تغابن کہتے ہین
اسواسطے کہ کوئی شخص غبن سے خالی نہوگا جسنے بالکل عبادت کی ہی نہین وہ پچھتاوے گا کہ ہائے کیون کی اور جسنے کی ہے

بعض داناؤں نے کہا ہے کہ اور توبہ میں خطا داخل ہونا بعض جو مزید ترقی مین نقصان اوٹھانا ۱۲

وہ افسوس کریگا کہ زیادہ کیون نہ کی اسی سبب سے انبیا اولیا کا طریقہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جو عبادت کر سکے اوس سے باز نہین رہے اور کہا کہ فردای قیامت اپنی تقصیر کی حسرت نہ رہے ۔ معترض یہان پر کیا کہیگا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلواۃ والثنا اپنے تئین قصداً بھوکا رکھتے تھے حالانکہ آپکو معلوم تھا کہ روٹی کھانا حرام نہین ہے حتی کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپکے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا مجھے رحم آیا مین رونے لگی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان اگر آپ دنیا مین سیر ہوکر کھانا تناول فرمائیے تو کیا ہو فرمایا اے عائشہ میرے اولو العزم بھائی پہلے سے جاچکے ہین بزرگیان اور سرفرازی کے خلعت پاچکے ہین مین ڈرتا ہون کہ اگر دنیا سے کچھ حصہ پاؤن تو اونکے درجون سے میرا مرتبہ گھٹ جائے اپنے بھائیون سے کم رہنے کی بہ نسبت چند روز صبر کرنے کو مین بہت دوست رکھتا ہون حضرت عیسی علیہ السلام سر کے نیچے پتھر رکھے لیٹے تھے ابلیس نے کہا کہ آپنے دنیا ترک کی تھی اب پچھتائے فرمایا مین نے کیا کیا کہنے لگا کہ سر کے نیچے پتھر رکھکر استراحت کی آپنے پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ لے دنیا کے ساتھ یہ بھی مین نے تیرے واسطے چھوڑا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا چونکہ آپکی نگاہ مین خوشنما معلوم ہوا حکم فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ لوگون نے حاضر کیا امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دودہ نوش کیا نوش کرنے کے بعد دودہ مین شبہہ معلوم ہوا حلق مین اونگلی ڈال ڈالکر اسقدر قی کی کہ دودہ کے ساتھ آپکی جان نکلنے کا خوف تھا ۔ بھلا یہان پر معترض کیا کہیگا اونہین معلوم نہ تھا کہ عوام الناس کے فتوے مین یہ قی کرنا واجب نہین ہے عوام کا فتوی اور ہے صدیقون کے کام کا کھٹکا اور ہی اوسے بھلا اس سے کیا نسبت خلق خدا مین بڑے خداشناس اور نگہ پہچاننے والے اور راہ خدا کے خطر جاننے والے یہی حضرات تھے ایعزیز یہ گمان نہ کر کہ ان حضرات نے یہ تکلیفین بیفائدہ اپنے اوپر لادلی ہین اور پیشواؤن کی اقتدا کر اور عوام کے فتوے مین نہ پڑ کہ وہ اور ہی کہانی ہے ع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

پس اس تمام تقریر سے یہ تو تونے جان لیا کہ بندہ کسی حال مین توبہ سے بے پروا نہین ہے اسی سے حضرت ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بندہ اگر کسی چیز پر نہ روئے فقط اوسی ملنے ہی پر روئے جو اتبک اوسنے ضائع کیا ہے تو مرتے دم تک یہ رنج اوسکے واسطے بہت ہے پس اوسکا حال تو کیا پوچھنا ہے جو زمانہ گذشتہ کے مانند زمانہ آیندہ بھی رایگان کرتا ہے ایعزیز جانتو کہ جو شخص گوہر نایاب اپنے پاس رکھتا ہو اور وہ اوس سے ضائع ہوجائے تو اوسے رونے کا محل ہے اور اگر ضائع ہوجانے کے ساتھ بلا اور عذاب مین گرفتار ہونیکا بھی سبب ہو تو اسکا بڑا رونا ہے زندگی کا ہر دم ایک ایک دُر دانہ ہے کہ اوسکے سبب سے سعادت ابدی کو آدمی شکار کر سکتا ہے جو شخص اپنے گناہون مین صرف کریگا کہ اوسکی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہو اگر اوسے اس مصیبت کی خبر ہو تو اوسکا کیا حال ہوگا مگر یہ مصیبت تو ایسی ہے کہ آدمی اس سے اوسوقت مطلع ہوتا ہے کہ حسرت کچھ سود مند نہو

یہ جو حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے ۔ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لوگون نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مرتے وقت بندہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کوچ کا وقت ہے تو اوسکے دل مین بڑی ہی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی کچھ نہایت ہی نہین کہتا ہے کہ اے ملک الموت مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ مین توبہ اور عذر خواہی تو کرلون ملک الموت فرماتے ہین کہ اے شخص تو بہت دنون کی مہلت پا چکا ہے اب تیری زندگی کا کوئی دن نہین باقی رہا وقت موعود آچکا ہے وہ کہتا ہے کہ اچھا ایک ساعت ہی کی مہلت دیدیجیے وہ فرماتے ہین کہ بہت سی ساعتین گذر گئین اب کوئی ساعت بھی نہین باقی جب بندہ ناامید ہو جاتا ہے تو اوسکے اصل ایمان کو اضطراب ہوتا ہے اگر معاذ اللہ ازل مین اوسکی شقاوت کا حکم ہو چکا ہوتا ہے تو وہ شک اور اضطراب مین اس جہان سے جاتا ہے اور بدبخت ہوتا ہے اور اگر ازل مین اوسکی سعادت کا حکم ہو چکا ہوتا ہے تو اوسکا اصل ایمان سلامت رہتا ہے اسی سے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ بزرگون نے کہا ہے کہ ہر بندہ کے ساتھ حق سبحانہ تعالی کے دو راز ہین ایک اوسوقت جب بندہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندہ ہمنے تجھے پاک صاف اور آراستہ پیدا کیا ہے اور تیری عمر تجھے امانت کے طور پر سپرد کی خبردار دیکھون موت کے وقت یہ امانت تو کیسے واپس دیتا ہے دوسرا راز موت کے وقت ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندے اوس امانت مین تو نے کیا کیا اگر اوسکی اچھی طرح حفاظت کی ہے تو ہمارے خیر پائیگا اور اگر اوسے رایگان کیا ہے تو دوزخ تیری منتظر ہے تو مستعد رہ ۔ قبول توبہ کا بیان العزیز جانیو کہ توبہ جب اپنی شرطون کے ساتھ ہوتی ہے تو ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے جب تو توبہ کیا کرتو اوسکے قبول ہونے مین شک نہ کیا کر اس مین البتہ شک کیا کر کہ توبہ شرائط کے ساتھ ہے یا نہین جس شخص نے آدمی کے دل کی حقیقت پہچان لی کہ کیا ہے اور اوسے بدن کے ساتھ علاقہ کسطرح ہے اور جناب الٰہی کے ساتھ مناسبت کیونکر ہے اور جناب الٰہی سے حجاب کس چیز کے سبب سے ہو جاتا ہے اوسے اس امر مین کچھ شک نہین رہتا کہ گناہ تو سبب حجاب ہے اور توبہ حجاب اوٹھ جانیکا سبب ہوتی ہے توبہ قبول ہونا اسی سے عبارت ہے کیونکہ دل اصل مین گوہر ملائکہ کی جنس سے ایک پاک گوہر ہے اور آینہ کے مانند ہے کہ اگر اس جہان سے اوسے زنگ لگے صاف شفاف جائے تو حضرت الٰہیت اوسمین نظر آئے آدمی جو گناہ کرتا ہے اوسکے سبب سے ایک ظلمت اوسکی آینۂ دل پر چھا جاتی ہے اور ہر عبادت کے سبب سے ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور ظلمت گناہ کو دور کر دیتا ہے ہمیشہ انوار عبادت اور ظلمت معصیت کے آثار آینۂ دل پر پے در پے آیا کرتے ہین جب ظلمت بہت ہو جاتی ہے اور آدمی توبہ کرتا ہے تو انوار طاعت اوس ظلمت کو دور کر دیتے ہین دل اپنی پاکی

اور صفائی کی طرف پھر آجاتا ہے مگر یہ کہ آدمی نے گناہوں پر اسقدر اصرار کیا ہو کہ زنگ جوہر دل میں پہونچ گیا ہو اور ایسا سخت ہو گیا ہو کہ علاج قبول نکرے سبب جیسے وہ آئینہ جسکے اندر زنگ سرایت کر گیا ہو ایسا دل توبہ کر ہی نہیں سکتا مگر آدمی زبان سے کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی جسطرح میلا کپڑا صابون لگا کر دہونے سے صاف ہو جاتا ہے اوسیطرح دل بھی انوار عبادت کے سبب سے ظلمت معاصی سے پاک ہو جاتا ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی اوس بدی کو محو کر دے اور فرمایا ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہونچ جائین پھر توبہ کرو تو بھی توبہ قبول ہی ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ گناہ کے سبب سے بہشت مین جاویگا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا اسطرح کہ وہ گناہ کرے اور اوس سے پشیمان ہو اور وہ بہشت تک اوسکے پیش نظر رہے بزرگوں نے کہا ہے کہ ابلیس توبہ کرنے والے کے حق مین کہتا ہے کہ کاش مین اسے اس گناہ مین مبتلا نہ کرتا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکیاں برائیوں کو اسطرح مٹا دیتی ہین جیسے پانی کپڑے کے میل کو اور فرمایا ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا کہ اے اللہ قسم ہے تیری عزت کی جب تک آدمی کی جان بدن سے نہ نکل جائیگی تب تک مین بھی اوسکے دل سے نہ نکلونگا حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک آدمی کی جان اوسکے بدن مین رہیگی مین بھی توبہ کا دروازہ اوسکے واسطے نہ بند کرونگا ایک حبشی جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت سراپا رحمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین بھلا میری بھی توبہ قبول ہوگی فرمایا ہاں قبول ہوگی جب چلا تو تھوڑی دور جا کر پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت گناہ کرتا تھا تو کیا اوسوقت حق تعالی مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہاں دیکھتا تھا حبشی ایک نعرہ مار کر گر پڑا اور مر گیا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے ایک پیغمبر سے فرمایا کہ تو گنہگاروں کو خوشخبری دے دے کہ اگر تم توبہ کروگے تو مین قبول کرلونگا اور صدیقوں کو ڈرا دے کہ اگر تمہارے ساتھ ازراہ انصاف معاملہ کرونگا تو تم سب کو عذاب مین مبتلا کرونگا طلق ابن حبیب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کے حقوق اس درجے بڑھکر ہین کہ آدمی اونپر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھ اوٹھنا چاہیے اور رات کو توبہ کے ساتھ سونا چاہیے حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ گناہ بندے کے سامنے پیش کیے جائینگے ایک گناہ کو دیکھکر کہیگا کہ آہ مین تو ہمیشہ تجھسے ڈرتا تھا اس ڈر کے سبب سے وہ بخشدیا جائیگا حکایت بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا گنہگار تھا اوسنے چاہا کہ توبہ کرے یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی یا نہین لوگون نے اوسے ایک بڑے عابد کا پتا بتا دیا اوس شخص نے وہان جا کر اوس عابد سے کہا کہ مین بڑا گنہگار ہوں ننانوے آدمیون کو مین نے ناحق مار ڈالا ہے بھلا میری توبہ قبول ہوگی اوس عابد نے کہا کہ نہین اوس شخص نے [illegible]

قتل کر کے سو پورے کر لیے پھر لوگون سے اوسنے ایک بڑے عالم کا پتہ پایا اوسنے اوس عالم سے جا کر پوچھا کہ میری توبہ قبول ہوگی عالم نے کہا ہان مگر تو اپنی سرزمین سے نکل جا کہ وہ فساد کی جگہ ہے فلانے مقام پر جا وہان صالح لوگ رہتے ہین وہ چلا اور وسط راہ مین مرگیا عذاب اور رحمت کے فرشتون مین اختلاف پڑا ہر ایک نے کہا کہ یہ ہماری ولایت مین ہے ارحم الراحمین کا حکم ہوا کہ اس مین کو ناپو زمین ناپی تو وہ صالحون کی سرزمین کی طرف بالشت بھر پہونچا تھا بس رحمت کے فرشتے اوسکی روح کو لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ نجات پانے کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ گناہون کا پلہ گناہ سے بالکل خالی ہی ہو بلکہ اتنا چاہیے کہ نیکیون کا پلہ بھاری ہو اگر تھوڑا ہی سا جھکے کہ اوسکے سبب سے نجات حاصل ہو جاویگی گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا بیان اے عزیز جانو کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور گناہ جتنا چھوٹا ہو اوسیقدر آسانی سے بشرطیکہ آدمی اوسپر اصرار اور ہٹ نکرے حدیث شریف مین ہے کہ فرض نمازین گناہ کبیرہ کے سوا اور سب گناہون کا کفارہ ہو جاتی ہین اور گناہ کبیرہ کے سوا اور گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعے تک ہوتے ہین اون سبکا کفارہ جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے اِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ یعنی اگر گناہ کبیرہ سے تم دستبردار ہو تو تمہارے گناہ صغیرہ مین معاف کر دونگا تو یہ جاننا آدمی پر فرض ہے کہ گناہ کبیرہ کون کون گناہ ہین اس مین صحابہ رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اور بعضون نے زیادہ کہے ہین بعضون نے کم حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اونھون نے کہا کہ سات سے زیادہ ستر کے قریب ہین ابو طالب مکی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہین کہ مین نے احادیث اور صحابہ کے اقوال سے قوت القلوب (نام کتاب ہے ۱۲) مین جمع کیا ہے سترہ گناہ کبیرہ ہین چار دل سے علاقہ رکھتے ہین ایک کفر دوسرا گناہ پر اصرار کرنے کا قصد کرنا اگر وہ صغیرہ ہو مثلا کوئی شخص برا کام کرتا ہے اور اوس سے توبہ کرنے کا دل مین قصد نہین رکھتا تیسرا خدا کی رحمت سے ناامید ہو جانا اسے قنوط کہتے ہین چوتھا خدا کے غضب سے نڈر رہنا جیسے کہ خاطر جمع رکھنا کہ مین بخشا ہوا ہون اور چار گناہ کبیرہ زبان سے ہوتے ہین ایک جھوٹی گواہی کہ اوس سے کسیکا حق باطل ہو جاتا دوسرا کسی کو زنا کی تہمت لگانا کہ اوسپر حد واجب آتی ہے تیسرا جھوٹی قسم کہ اوسکے سبب سے کسیکا مال یا حق چھن جاتا ہے چوتھا جادو کہ وہ کلمات سے ہوتا ہے کہ جو زبان سے کہے جاتے ہین اور تین گناہ کبیرہ پیٹ سے علاقہ رکھتے ہین ایک شراب پینا اور ہر چیز نشہ لانے والی دوسرا یتیم کا مال کھا جانا تیسرا سود کھانا اور دو گناہ کبیرہ فرج سے تعلق رکھتے ہین ایک زنا دوسرا لواطت اور دو گناہ کبیرہ ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین ایک قتل کرنا دوسرا چوری کرنا جس سے حد واجب ہو جاتی ہے ایک گناہ کبیرہ پاؤن سے ہوتا ہے وہ کافر کی صف جنگ سے بھاگنا ہے جیسا کہ ایک مسلمان دو کافرون سے بھاگ جاتے یا دس مسلمان بیس کافرون سے بھاگ جائین اگر کافر دونے سے زیادہ ہون تو بھاگنا درست ہے اور ایک گناہ کبیرہ تمام بدن سے ہوتا ہے وہ ماں باپ کو رنج دینا ہے اے عزیز جانو

کہ تفصیل اس سبب سے لوگون کو معلوم ہوتی ہے کہ اسمین سے بعضے گناہون پر حد واجب ہوتی ہے اور بعضون پر قرآن شریف
مین بہت تشدید آئی ہے اور اوسکی تفصیل مین پیچ ہے کہ احیاء العلوم مین ذکر کیا ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہو سکتی اسکے
جاننے سے مقصود یہ ہے کہ ان کبائر سے آدمی بہت احتیاط رکھے اے عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی گناہ
کبیرہ ہے اگرچہ ہم یہ کہتے ہین کہ فرض نمازین گناہ صغیرہ کا کفارہ ہو جاتی ہین مگر اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ آدمی
اگر ایک دانگ مظلمہ اپنی گردن پر رکھتا ہے تو فرائض اوسکا کفارہ نہین ہے جب تک اوسے ادا نہ کریگا اوس سے
عہدہ برا نہو گی غرض کہ جو گناہ حق تعالی ہی سے علاقہ رکھتا ہے وہ اوس گناہ کی نسبت جو خلق کی مظلمہ سے تعلق رکھتا ہے بخشش
کے بہت قریب ہے حدیث شریف مین ہے کہ اعمالنامے تین ہوتے ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشے ہی نجائنگے
وہ گناہ شرک ہے ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشدیے جائینگے کہ وہ حق تعالی اور بندہ کے درمیان ہین
ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جنسے رہائی کی امید نہین وہ بندون کے مظلمون کا دفتر ہے اے عزیز جانتو کہ جسقدر کسی
مسلمان کو رنج پہنچے وہ بھی اسی قبیل سے ہے خواہ وہ مسلمان کی ذات کے ساتھہ ہو خواہ مال کے ساتھہ خواہ تہمت
اور مروت مین خواہ دین کے بارہ مین جیسا کہ کوئی آدمی کسی شخص کو بدعت کی طرف بلاتے تاکہ اوسکا دین لے لے
یا کوئی شخص مجلس کے ایسی باتین کرے جس سے لوگ گناہ پر دلیر ہو جاتین جن سببون سے گناہ
صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتے ہین اونکا بیان اے عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ مین امید رہتی ہے کہ غفور الرحیم
معاف کر دے مگر بعضے سببون سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور اوسکا بھی بڑا خطر ہو جاتا ہے وہ سبب چھہ ہین
پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ صغیرہ پر اصرار کرے جیسے کہ ہمیشہ غیبت کیا کرے یا ہمیشہ ریشمی کپڑا پہنا کرے یا گانو
بجانا سنا کرے اسواسطے کہ جو گناہ ہمیشہ سرزد ہوا کرتا ہے اوسے دل تاریک کر دینے مین بڑا اثر ہوتا ہے
اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کار خیر سب کامون سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے
گو کہ قلیل ہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا قطرہ کہ متواتر کسی پتھر پر ٹپکا کرے تو خواہ مخواہ اوس پتھر مین سوراخ
کر دیگا اور اگر وہ پانی سب کا سب ایکہی دفعہ اوس پتھر پر بہا دیا جاوے تو اوس مین کچھ بھی اثر نکریگا پس جو شخص
گناہ صغیرہ مین مبتلا ہوا وسے چاہیے کہ استغفار سے اوسکا علاج کرتا رہے نادم اور پشیمان رہا کرے
اور عزم بالجزم رکھے کہ بار دگر یہ گناہ نکرونگا شعر در دو منزل گذر او فتد شب ٭ شرمی بہتر از استغفار
نیست ٭ حتی کہ بزرگون نے کہا ہے کہ کبیرہ استغفار سے صغیرہ ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا
دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہ کو کم اور حقیر جانیگا تو بھی گناہ صغیرہ کبیرہ ہو جائیگا اور جب گناہ کو بڑا جانیگا تو وہ کم
ہو جائیگا کہ گناہ کو بڑا جاننا ایمان اور خوف کے سبب سے ہوتا ہے ظلمت گناہ سے یہ امر دل کی حمایت کرتا ہے
کہ اوسکا اثر نہین ہونے پاتا اور گناہ کو چھوٹا جاننا غفلت اور گناہ کے ساتھہ الفت کے سبب ہوتا ہے

یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ گناہ نے دل کے ساتھ مناسبت پیدا کر لی بہرحال کام دل ہی سے رہتا ہے جو بات دلمین بہت اثر کرے وہ بہت بڑی ہے حدیث شریف مین ہے کہ مسلمان اپنے گناہ کو اپنے اوپر پہاڑ سمجھتا ہے اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ ایسا نہو مجھپر پلٹ پڑے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی جانتا ہے کہ اوسکی ناک پر بیٹھتی اور اوڑجاتی ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جو گناہ نہین بخشا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے جی مین کہے کہ یہ گناہ سہل اور ہلکا ہے کاش میرے سب گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی آئی کہ گناہ کی خردی کی طرف نہ دیکھ حق تعالی کی بزرگی پر نظر رکھ کہ تو نے اوسکی عدول حکمی کی بندہ جسقدر حق تعالی کا جلال زیادہ پہچانتا ہے اوسیقدر چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو جیسے بال برابر جانتے ہو اور مین اونمین سے ہر ایک کام کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہون غرضکہ گناہون مین حق تعالی کا غصہ پوشیدہ ہے ممکن ہے کہ اوسی گناہ مین ہو جسے تو بہت ہی آسان جانتا ہے جیسا کہ خود حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ چھوٹا گناہ بڑا ہو جائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ کر کے خوش ہو اوسے غنیمت اور فتوح جانے اوسکے سبب سے فخر کرے اور اپنی تعلی کرکے کہے کہ مین نے فلانے آدمی کو فریب دیدیا اور خوب اتارا اور اوسکا مال چھین لیا اور گالیان دین اور چھپا دیا اور مناظرہ مین اوسے ہرا دیا یا اور ایسی واہیات باتین کہے جو شخص اپنی ہلاکی اور تباہی پر خوش ہو تو اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکا دل سیاہ ہوگیا ہے یہی اسکی ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ حق تعالی تو اوسکی پردہ پوشی کرے اور وہ یہ سمجھے کہ یہ میرے اوپر عنایت ہے اس بات سے نہ ڈرے کہ شاید حق تعالی نے مجھے مہلت دی ہو اور میرے واسطے آسانی کی ہو کہ مین بالکل تباہ اور ہلاک ہوجاؤن پانچوان سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کو ظاہر کرے اور خدا کے پردے کو اپنے اوپر سے اوٹھا دے کہ شاید اور لوگ بھی اوسکے سبب سے اوس گناہ کی رغبت کرین اور اون لوگون کی معصیت اور رغبت کا وبال اوسے حاصل ہو اور اگر کسیکو صریح ترغیب دیگا اور گناہ کے اسباب مہیا کریگا تا وہ سیکھ جائے تو دونا وبال ہوگا بزرگان سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خیانت نہین ہے کہ مسلمان کی نظر مین گناہ کو آدمی آسان اور ہلکا کر دے چھٹا سبب یہ ہے کہ عالم اور پیشوا ہو کر گناہ کرے اور اوسکے سبب سے اور لوگ گناہ پر دلیر ہو جائین اور کہین کہ اگر یہ بات نہ کرنے کے لائق ہوتی تو فلانا عالم اور پیشوا نہ کرتا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے اور بادشاہ کے پاس جایا کرے بادشاہون کا مال لیا کرے مناظرہ مین سفاہت کی باتین کیا کرے اپنے زمانے کے اور علما پر طعن کرے کثرت مال و جاہ کے سبب سے فخر کرے تو اوسکے سب شاگرد بھی ان باتون مین اوسکی پیروی کرینگے اور اوستاد ہی کے مثل ہو جائینگے پھر شاگردون کے شاگرد اونکی اقتدا کرینگے اور ہر ایک کے سبب سے ایک بستی کی تباہی

۱۲

اور خراب ہو جائیگی اسواسطے کہ ہر ہر شہر کے لوگ انمین سے ایک ایک کے معتقد ہونگے تو خواہ مخواہ سبھون کا وبال مقتدی کے نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص بڑا نیک بخت ہے جو مرے اور اوسکے گناہ بھی اوسکے ساتھ مر جائین اور کوئی ایسا کمبخت ہوتا ہے کہ اوسکے بعد ہزار برس تک اوسکے گناہ باقی رہتے ہین علماء بنی اسرائیل مین سے ایک عالم نے توبہ کی اوس زمانہ مین جو رسول تھے اونپر وحی نازل ہوئی کہ اوس سے کہدو کہ اگر تیرے گناہ میرے ہی تیرے درمیان مین ہوتے تو مین بخشدیتا اب اکیلے تو نے توبہ کی جن لوگون کو تو گمراہ کر چکا ہے اور وہ ویسے ہی گناہگار رہین تو اونھین کیا کریگا اسیواسطے علماء بڑے خطر مین ہین کہ انکا ایک ایک گناہ ہزار ہزار گناہون کے برابر ہے اور ایک ایک عبادت ہزار ہزار عبادتون کے برابر ہے اسواسطے کہ اونکو اون لوگون کا ثواب حاصل ہوتا ہے جو انکی پیروی کرتے ہین اسی باعث سے عالم پر واجب ہے کہ گناہ کرے ہی نہین اگر اتفاقاً کرے بھی تو پوشیدہ کرے بلکہ اگر کوئی مباح کام ایسا ہو جسکے سبب سے از راہ غفلت خلق گناہ پر دلیر ہو جاینگی اوس سے بھی پرہیز کرے زہری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ہم آگے ہنستے کھیلتے تھے چونکہ اب مقتدا ہو گئے ہین تو ہمین مسکرانا بھی ناروا ہے عالم کی لغزش اور چوک نقل کرنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اس سبب سے اکثر خلق گمراہ اور گناہ پر دلیر ہو جاتی ہے تو تمام خلق کی خطا چھپانا واجب ہے اور عالم کی خطا چھپانا واجب تر ہے

سچی توبہ کی شرط اور علامت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ توبہ کی اصل پشیمانی ہے اور توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو ظاہر ہو پشیمانی کی علامت تو یہ ہے کہ توبہ کرنیوالا ہمیشہ اندوہ و حسرت مین رہے گریہ و زاری اور تضرع اوسکا کام ہو جاوے اسواسطے کہ جسنے اپنے تئین مشرف بہ ہلاکت دیکھا وہ اندوہ سے کیونکر خالی ہوگا اگر کسیکا لڑکا بیمار ہوا اور کوئی طبیب ترسا کہدے کہ یہ بیماری پر خطر ہے اس سے ہلاکت کا ڈر ہے تو سبھون کو معلوم ہے کہ باپ کے دل مین کسقدر اندوہ و غم کی آگ لگے گی اور ظاہر ہے کہ آدمی کو اپنی جان فرزند سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خدا و رسول طبیب ترسا سے زیادہ سچے ہین اور ہلاکت آخرت کا خوف خوف مرگ سے بڑھ کر ہے اور خدا کے غصہ پر گناہ کی دلالت موت پر بیماری کی دلالت سے اظہر ہے پھر اگر آدمی کو ان امور سے خوف و حسرت نہ پیدا ہو تو یہ سبب ہے کہ گناہ کی آفت پر ابھی ایمان نہین لایا اور جسقدر یہ آگ تیز ہوتی ہے اوسیقدر گناہون کو خاک سیاہ کرتے ہین اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ گناہون کے سبب سے آدمی کے آئینۂ دل پر جو زنگ لگجاتا ہے اور جو تاریکی چھا جاتی ہے حسرت ندامت کی آگ کے سوا اور کوئی چیز اوسے دور نہین کرتے اور اوسکی سوزش سے آدمی کا دل صاف اور رقیق ہو جاتا ہے حدیث شریف مین حکم ہے کہ توبہ کرنیوالون کے ساتھ بیٹھو کہ انکا دل بہت رقیق ہوتا ہے اور دل جتنا صاف ہوتا ہے اوتنا ہی گناہ سے نفرت کرتا ہے اور دل سے گناہ کی حلاوت تلخی سے بدل جاتی ہے ایک نبی علیہ السلام نے

بنی اسرائیل کے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے باب مین حق تعالیٰ کی جناب مین شفاعت اور سفارش کی وحی نازل ہوئی کہ مجھے قسم ہے اپنے عزت کی کہ اگر سب آسمانون کے فرشتے اسکے حق مین شفاعت کرین تو بھی جب تک اسکو دل مین گناہ کی حلاوت باقی رہیگی اسکی توبہ نہ قبول کرونگا اے عزیز جان تو کہ گناہ اگرچہ مرغوب اور مطبوع ہوتا ہے لیکن توبہ کرنیوالے کے حق مین اسکی مثال زہر ملے شہد کی ایسی ہے جسنے یہ شہد ایکبار کھایا اور اوس سے بڑا رنج اور صدمہ اوٹھایا ہو وہ دوبارہ جب اوسے دیکھنے کا بھی خیال کریگا تو اوسکی کراہت کے سبب سے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاوینگے اور اوسکی حلاوت کی خواہش اوسکے نقصان کے خوف مین دب رہیگی ایک گناہ پر موقوف نہین بلکہ سب گناہون مین یہ تلخی پاویگا اسواسطے کہ وہ جو گناہ اوسنے کیا تھا اس سبب سے زہر تھا کہ اوسمین حق تعالےٰ کی ناخوشی تھی اور سب گناہون کا یہی حال ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانون سے علاقہ رکھتا ہے حال ماضی مستقبل حال سے تو یہ علاقہ رکھتا ہے کہ وہ سب گناہون کو ترک کردے اور جو کچھ اوسپر فرض ہے اوس مین مشغول رہے مستقبل سے یہ علاقہ رکھتا ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہون سے صبر کرونگا اور ظاہر و باطن مین حق سبحانہ تعالیٰ سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤنگا اور فرض چیزون مین قصور نہ کرونگا جیسے جو بیمار یہ جانکر کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے عزم بالجزم کرلے کہ مین میوہ ہرگز ہرگز نہ کھاؤنگا اور عزم کرتے وقت سستی اور تردد نہ کرے اگرچہ ممکن ہے کہ خواہش پھر غلبہ کرے اور ممکن نہین کہ آدمی توبہ نباہ سکے مگر عزلت اور خاموشی اور لقمہ حلال سے جو پیدا کرلیا ہو یا اوسکے حاصل کرنے پر قادر ہو جب تک شبہہ کی چیزون سے آدمی دست بردار نہین ہوتا توبہ کامل نہین ہوتی اور جب تک خواہشون کو نہ توڑیگا شبہہ کی چیزین نہ چھوڑ سکیگا بزرگون نے کہا ہے کہ جسپر کسی چیز کی خواہش غالب ہو وقت اوٹھا کر اور تکلیف کرکے سات بار اوس سے ہاتھ روکے پھر اوسکے اوپر اوس چیز کا ترک کردینا آسان ہو جائے گا اور زمانہ ماضی سے ارادہ اصلاح پر علاقہ رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہون کا تدارک کرے اور غور کرے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور بندون کے کن کن حقوق مین مین نے قصور کیا حق تعالیٰ کے حقوق دو قسم پر ہین فرائض ادا کرنا اور گناہ سے بچا رہنا فرائض کے بارہ مین یہ چاہیے کہ آدمی جس دن سے بالغ ہوا ہے اوس دن سے ایک ایک دن کا خیال کرے اگر نماز فوت ہوگئی ہے یا کپڑا پاک نہین رکھا یا اوسکی نیت درست نہ تھی کہ وہ لاعلم تھا یا اوسکا اصل اعتقاد ہی مین کچھ خلل اور شک تھا تو جتنی نمازین نہین ہوئی ہین سبکی قضا کرے اور جس تاریخ سے مالدار ہوا ہو گو کہ لڑکا رہا ہو اوس تاریخ سے جس قدر زکوۃ نہ دی ہو یا دی تو ہو مگر مستحق کو نہ پہونچی ہو یا چاندی سونے کے برتن ملک مین رکھکر اونکی زکوۃ نہ دی ہو سب کا حساب کرکے زکوۃ دیدے یا اگر رمضان کے روزہ مین قصور کیا یا نیت بھول گیا یا اوسکی شرط نہین ادا کی تو روزون کی بھی قضا کرے انمین سے جسے یقیناً جانتا ہے اوسے قضا کرے جسمین شک

سکتا ہے اوسمین جسطرف ظن غالب ہو اوسے اختیار کرے اور غور و تامل کر کے جسقدر یقینی معلوم ہو اوسے محسوب کر کے
باقی کو قضا کرے اصل یہی ہے اور اگر جسمین ظن غالب ہے اوسے بھی محسوب کریگا تو بھی درست ہے اور گناہونکو
ابتدا سے بلوغ سے دیکھنا چاہیے کہ آنکھ کان ہاتھ زبان پیٹ وغیرہ اعضا سے کیا کیا گناہ کیے ہین اگر گناہ کبیرہ کیے
ہین جیسے زنا لواطت چوری شراب خواری اور جس گناہ پر خدا کی مقرر سزا یعنی حد واجب آتی ہے
اوس سے توبہ کرے یہ واجب نہین ہے کہ حاکم کے سامنے جا کر اقرار کرے تاکہ وہ اوسپر حد جاری کرے
بلکہ پوشیدہ رکھے توبہ اور کثرت عبادت سے اوسکی تلافی کرے اور صغائر ہون تو بھی ایسا ہی کرے مثلاً
اگر نامحرم کی طرف دیکھا ہے یا بے وضو قرآن شریف چھوا ہے یا مسجد مین ناپاک بیٹھا ہے یا سماع رود سنا ہو تو جو
کام ان گناہون کے ضد اور خلاف ہین وہ کرے کہ ان گناہون کا کفارہ کرے تاکہ وہ کام ان گناہون کو مٹا دین حق تعالیٰ
فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّئَاتِ مگر ہو نیک کام گناہ کا ضد ہو اوسکا اثر بھی زیادہ ہو سماع رود کا کفارہ قرآن شریف
سنکر اور علم کی مجلس مین جا کر کرے اور مسجد مین ناپاک بیٹھنے کا کفارہ اعتکاف اور عبادت سے کرے اور
قرآن شریف بے وضو چھونے کا کفارہ دیکھکر کثرت تلاوت سے کرے اور شرابخواری کا کفارہ اسطرح کرے
جو پینے کی چیز بہت دوست رکھتا ہے اور وہ حلال ہے اوسے نہ پیے اور صدقہ مین دے تاکہ اون گناہونسے
جو ظلمت حاصل ہوئی اوسکے مقابلہ مین ان نیک کامون سے نور حاصل ہو کر ان ظلمتون کو دل سے دور کر دے بلکہ
دنیا مین جو جو خوشی حاصل ہوئی ہے اوسکا کفارہ یہ ہے کہ ہر ایک خوشی کے مقابلہ مین دنیا سے ایک ایک رنج
کھینچے کیونکہ دنیا کی خوشی اور راحت کے سبب سے دنیا مین دل اٹک جاتا ہے اور جو رنج کھینچتا ہے اوسکے
سبب سے دنیا سے دل نفرت کرتا ہے اور کھٹک جاتا ہے اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان
کو جو رنج پہونچتا ہے اگرچہ کانٹا ہی اوسکے بدن مین چبھ جاتے وہ اوسکے گناہون کا کفارہ ہوتا ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ رنج کے سوا اور کوئی چیز اوسکا کفارہ نہین ہوتی
اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اندوہ عیال اور رنج معیشت کے سوا اور کوئی چیز کفارہ نہین ہوتی ام المؤمنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ جب بندہ بہت گناہ رکھتا ہے اور کوئی عبادت نہین رکھتا کہ
وہ اوس گناہ کا کفارہ ہو جاتے تو حق سبحانہ تعالیٰ اوس بندے کے دل مین رنج پیدا کر دیتا ہے کہ اوس گناہ کا کفارہ
ہو جاتے اگر تو کہے کہ یہ اندوہ آدمی کے اختیار مین نہین تو ایسا امر نہین ہے کیونکہ شاید وہ خود دنیوی کام کے
اندوہگین ہو پھر اگر تو کہے کہ یہ تو خود خطا ہے خطا کا کفارہ کیونکر ہوگا ایسا امر نہین ہے بلکہ جو چیز تیرے دل مین
دنیا سے نفرت پیدا کرے وہ تیری بھلائی ہے اگرچہ تیرے اختیار سے نہوا ہو اسلیے کہ اگر اس اندوہ کے
بدلے ہمیشہ رہنے کی خوشی ہوتی تو پھر تو دنیا کو اپنی بہشت [illegible] حضرت [illegible] علیہا الصلوٰۃ والسلام

سے پوچھا کہ تمنے اون اندوہگین بڑے میان کو کیونکر چھوڑا یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا اتنے رنج مین چھوڑا ہے
جتنا رنج اون ستر مادر مشفقہ کو ہو جنکے لڑکے مارے گیے ہون پوچھا کہ اونہین اس رنج کے عوض مین کیا ملیگا کہا سو شہیدون
کا ثواب اور بندون کے مظالم کے باب مین آدمی کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھ اپنے معاملہ کا حساب کرے بلکہ پاس
بیٹھنے اور بات کرنے کا بھی حساب کرے تاکہ اوسپر کسیکا مالی حق ہو یا اس قسم کا حق ہو کہ اسنے اوسے رنج دیا ہو یا اوسکی
غیبت کی ہو تو اوس جہت سے عہدہ برائی ہو جاسکے جو کچھ اوسے پھیر دینے کے قابل ہو پھیر دے اور جو معاف کرا لینے
کے لائق ہو معاف کرا لے اگر کسیکو قتل کر ڈالے تو اپنے تئین اوسکے وارث کے حوالے کر دے تاکہ وہ قصاص
لیلے یا عفو کر دے اور اگر کسیکا دام و درم اوسکے ذمہ قرض ہو تو اوسے دنیا مین تلاش کرکے ادا کر دے اگر اوسے
نہ پاسکے تو اوسکے وارث کو دیدے یہ امر عالمون اور سوداگرون کو بہت مشکل ہوتا ہے اسواسطے کہ انکے
معاملات بہت ہوتے ہین اور سب لوگون پر غیبت کرنے سے دشوار ہوتا ہے کیونکہ جن جن کی غیبت کی ہے
اون سب کو نہین تلاش کر سکتے کہ اوس سے معاف کرائین جب اس امر سے آدمی متعذر رہا تو سوا اسکی عہدہ برائی کا
اور کوئی طریقہ نہین ہے کہ عبادت بہت کرے حتی کہ اسقدر عبادت جمع ہو جاے کہ جب قیامت کے دن یہ حقوق
اوسکی عبادت مین ادا کیے جائین تو اوسے کفایت کرنے کی قدر عبادت بچ رہے **فصل** توبہ کی مداومت کے بیان
مین جس سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتے اوسے چاہیے کہ اوس گناہ کے تدارک اور کفارہ مین جھٹ پٹ مشغول
ہو جاے بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھ کام ہین کہ جب گناہ کے بعد کیے جائین تو گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چار دل
مین ایک توبہ یا توبہ کا قصد اور اس بات کی چاہ کہ پھر ایسا نہ کرونگا اور اس امر کا خوف کہ اس گناہ کے سبب سے مجھپر
عذاب ہوگا اور عفو کی امید اور چار بدن مین ایک یہ کہ دو رکعت نماز پڑھے بعد اوسکے ستر بار استغفار کرے
سو بار کہے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ صدقہ دے جسقدر ہو ایک دن روزہ رکھے اور بعضے بزرگون کا قول ہے کہ
خوب طہارت کرکے مسجد مین جاکر دو رکعت پڑھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب تو نے چھپا کر گناہ کیا تو چھپا کر
عبادت کرتا کہ اوس گناہ کا کفارہ ہو جاے اور آشکارا گناہ کیا ہے تو آشکارا عبادت کر اے عزیز جانتو کہ زبانی استغفار
جسمین دل کو دخل نہ ہو بہت مفید نہین ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت یہین
زاری اور تضرع ہو خشوع اور ندامت سے خالی نہو جب یہ حالت پیدا ہوتی تو گو کہ توبہ کرنیکا مصمم قصد نہ بھی ہو مگر آدمی
بخشے جانیکا امیدوار رہتا ہے بہرحال غفلت دل کے ساتھ زبانی استغفار بھی فائدہ سے خالی نہین ہے کہ زبان
کو بیہودہ باتون سے روکیگا اور چپ رہنے سے بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ زبان کو جب نیک عادت پڑی تو
لغو اور بیہودہ بات وغیرہ کی بہ نسبت استغفار کی عادت بہتر ہوگی ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالی سے ایک
ایک مرید نے کہا کہ بعضے وقت بیدلی سے میری زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک

حضور کو تو حق تعالیٰ نے اپنے کام میں لگایا الغرض اس امر میں شیطان بڑا دھوکا دیتا ہے تجھسے کہتا ہے کہ زبان بند کر دل ہی حاضر نہیں تجھ فقط زبانی ذکر بے ادبی ہے شیطان کو جواب دینے میں لوگوں کے تین گروہ ہیں ایک گروہ سابق اور بہتر ہے شیطان کو جواب دیتا ہے کہ تو نے سچ کہا اچھا میں تیرے جلانے کے واسطے خواہ مخواہ دل ہی حاضر کرتا ہوں یہ شخص شیطان کے زخم پر نمک چھڑکتا ہے دوسرا گروہ ظالم ہے وہ شیطان سے کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا واقعی زبان ہلانے میں کیا فائدہ اور چپکے رہتا ہی جاتا ہے کہ میں نے زیرکی کی اور حقیقت میں شیطان کے ساتھ محبت اور موافقت کرنے لگا تیسرا قسم گروہ مقتصد ہے یہ کہتا ہے کہ اگرچہ میں دل نہیں حاضر کر سکتا مگر زبان کو ذکر میں مشغول رکھنا چپ رہنے سے تو بہتر ہے گو کہ دل سے ذکر کرنا فقط زبانی ذکر کرنے سے بہتر ہے جیسے کہ بادشاہی صرافی سے اور صرافی خاکروبی سے بہتر ہے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ جو کوئی بادشاہی سے عاجز ہو جاتے وہ صرافی سے بھی دست بردار ہو کر خاکروبی کرنے لگے توبہ کی تدبیر کا بیان العزیز جانو کہ جو لوگ توبہ نہیں کرتے اونکا علاج یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ کس سبب سے گناہ پر اصرار کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے وہ پانچ سبب ہیں ہر ایک کا علاج جدا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی آخرت کا ایمان ہی نہ رکھتا ہو یا آخرت میں اوسے شک ہو اسکا علاج غرور کے ذکر میں جو آخر مہلکات میں تھا ہم بیان کر چکے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ خواہش اسقدر غالب آگئی ہو کہ آدمی گناہ ترک کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور دنیا کی لذتوں نے ایسا گھیر لیا ہو کہ کار آخرت کے فکر سے اوسے غافل رکھتی ہیں اکثر خلق کو خواہش چھا گئی ہوتی ہے اسی واسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ دیکھو اونھوں نے دوزخ کو دیکھا عرض کیا کہ قسم ہے آپکی عزت کی کوئی ایسا نہوگا کہ اسکی کیفیت سنکر ادھر آوے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے دوزخ کے گرد اگرد شہوتوں کو پیدا کیا اور فرمایا کہ اب دیکھو حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا کہ کوئی نہ باقی رہیگا کہ دوزخ میں نہ جاوے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کر کے فرمایا کہ دیکھو حضرت جبرئیل نے عرض کیا میں نے دیکھا جو شخص اسکی صفت سنیگا بے اختیار اسکی طرف دوڑ پڑیگا پھر حق تعالیٰ نے مکروہات کو اور اون تلخ کاموں کو جو راہ بہشت میں ہیں بہشت کے آس پاس پیدا کر کے فرمایا کہ اب تو دیکھو حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا کہ اب تو مجھے یہ خوف ہے کہ بہشت کی راہ میں چونکہ رنج و تکالیف بہت ہیں تو کوئی شخص بہشت میں نہ جاویگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آخرت کا تو ابھی وعدہ ہی وعدہ ہے اور دنیا دم نقد موجود اور آدمی کی طبیعت نقد مال کی طرف بہت مائل ہوتی ہے اور جو اودھار چیز اوسکی آنکھ سے دور ہوتی ہے اوسکے دل سے بھی دور ہوا کرتی ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ جو مسلمان ہے وہ دن پھر توبہ کا قصد ہی کرتا ہے لیکن پھر دوسرے دن پر اوٹھا رکھتا ہے اور جو خواہش سامنے آتی ہے کہتا ہے کہ اسے تو کر لوں اور پھر نہ کرونگا شعر روز میگویم که فردا ترک این سودا کنم * باز چون فردا شود امروز را فردا کنم * پانچواں سبب یہ ہے کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ کچھ واجب نہیں ہے کہ گناہ دوزخ میں لیجاوے بلکہ عفو ممکن ہے اور آدمی کو اپنے نصیب کے حق میں نیک گمان ہوا کرتا ہے جب کوئی خواہش غالب ہوتی ہے کہتا ہے کہ حق تعالیٰ معاف کر دیگا اور رحمت کی امید رکھتا ہے پہلے سبب یعنی آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا علاج ہم بیان کر چکے ہیں لیکن جو شخص آخرت کو اودھار جانتا ہے اور دنیا جو نقد ہے اوسے ترک نہیں کرتا اور

اور آخرت جو آنکھ سے جو اوٹ ہے اوسے دل سے بھی دور رکھتا ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ یہ بات سمجھ لے کہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے اوسے آئی ہوئی سمجھ لے اتنی بات ہے کہ جب آنکھ بند کی اور مر گیا آخرت نقد ہو گئی اور شاید یہ بات آج ہی ہو اور یہ اودھار اسی دم نقد ہو جائے اور وہ نقد گئی گذری ہو اور خواب وخیال ہو جائے شعر دا سے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اور وہ شخص جو ترک لذت نہیں کر سکتا اوسے یہ جاننا چاہیے کہ جب اوس لذت سے دم بھر صبر نہیں کر سکتا تو آتش دوزخ کا کیونکر متحمل ہوگا اور بہشت کی لذتوں سے کسطرح صبر کریگا آدمی اگر بیمار ہوتا ہے تو ٹھنڈے پانی سے زیادہ کوئی چیز نہیں اچھی معلوم ہوتی اگر کوئی یہودی طبیب اوس سے کہدیتا ہے کہ پانی تجھے نقصان کریگا تو شفا کی امید پر کیسا اپنی خواہش کے خلاف کرتا ہے خدا رسول کے قول سے سلطنت ابدیت کی جو امید ہے وہ اولیٰ ہے کہ ترک شہوت کی سبب ہو اور وہ شخص جو توبہ کرنے میں تاخیر کرتا ہے اوس سے کہنا چاہیے کہ تو کس بہلاوے بھولا ہے توبہ کرنے میں کل تک کی کیا دیر لگا رکھی ہے کل کا دن شاید تیرے ہاتھ ہی نہ آوے تو آج ہی ہلاک ہو جائے شعر آئے نہ آئے دم کا کسے اعتبار ہے + ناپائدار زندگی مستعار ہے + اسی سبب سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوزخی لوگ تاخیر کرنے کی وجہ سے اکثر واویلا کرینگے اور اوس سے یہ کہنا چاہیے کہ تو پھر کرنے میں تو آج کیوں دیر کرتا ہے اگر اس سبب سے دیر کرتا ہے کہ آج ترک شہوت دشوار ہے کل آسان ہو جائیگا تو یہ خیال محال اپنے دل سے نکال جیسا آج دشوار ہے ویسا ہی کل بھی دشوار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے ایسا کوئی دن پیدا ہی نہیں کیا جس میں ترک شہوت آسان ہو اور تیرے مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسے حکم کریں کہ اس درخت کو جڑ سے اوکھاڑ ڈال اور وہ کہے کہ یہ درخت مضبوط ہے اور میں ضعیف ہوں جب تک میں توقف کروں اگلے سال اوکھاڑ ڈالونگا تو اوسے یہی جواب دیگر کہ او احمق اگلے سال تو درخت اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیگا اور تو اور بھی ضعیف ہو جائیگا اسیطرح خواہشوں کا درخت بھی روز بروز مضبوط ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ تو اوسکی تعمیل کرتا ہے اور تو روز بروز اوسکی مخالفت سے زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے تو جتنا جلدی اوسے اوکھاڑیگا اوتنی ہی تجھے آسانی ہوگی اور وہ شخص جو یہ بھروسا رکھتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور حق تعالیٰ مسلمانوں کو معاف ہی فرمائیگا اوس سے ہم کہتے ہیں کہ شاید حق تعالیٰ نہ معاف کرے اور تو عبادت نہ کرے تو شاید تیرے ایمان کا درخت کمزور ہو جائے اور مرتے وقت سکرات کے تھپیڑے میں اوکھڑ جائے اسواسطے کہ ایمان ایسا درخت ہے کہ عبادت ہی کے پانی سے سینچا ہے جب اوس پانی کے سبب سے مضبوط نہ ہو رہا ہو تو اوسکا خطر میں رہنا ممکن ہے بلکہ جس شخص نے بہت گناہ کیے ہوں اور عبادت نہ کی ہو اوسکے ایمان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ بیمار جسکی بیماری بڑھ گئی ہو تو ہر دم یہی ڈر رہتا ہے کہ کہیں ہلاک نہ ہو جاوے پھر وہ شخص ایمان سلامت بھی لیجاوے تو دونوں امر ممکن ہیں حق سبحانہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے چاہے اوسے بخشدے چاہے نہ بخشے عذاب کرے تو اس امید پر بیٹھ رہنا حماقت ہے اس احمق کی مثل اوس بیوقوف کی ایسی ہے جو اپنی تمام ہستی ضائع کرکے اپنے جورو لڑکوں کو بھوکا چھوڑ دے اور کہے کہ شاید یہ کسی ویرانہ میں جا کر اور وہاں خزانہ پائیں یا اسکی مثل اوس نادان کی ایسی ہے کہ وہ جس شہر میں رہتا ہو اوسے ظالم لوگ لوٹتے آتے ہیں وہ اپنا

مال نہ چھپائے اوسیطرح گھر مین چھوڑ کر بھاگ جائے اور کہے کہ شاید یہ ظالم میرے گھر مین پہونچکر مرجائین یا غافل ہین یا اندھے ہوجائین میرے گھر مین دیکھ ہی نہ سکین حالانکہ یہ سب باتین ممکن ہین ایسا ہی حق تعالی کا بخشدینا بھی ممکن ہے مگر اس ممکن پر اعتماد کرکے احتیاط سے دست بردار ہونا حماقت ہے **فصل** العزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص بعضے گناہون سے توبہ کرے سب گناہون سے نہ کرے تو یہ درست ہے یا نہین اس امر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ محال ہے کہ کوئی شخص زنا کرنے سے توبہ کرے اور شراب پینے سے نہ کرے اسواسطے کہ اگر گناہ سمجھکر زنا سے توبہ کرتا ہے تو شراب پینا بھی حرام ہے جیسے یہ امر محال ہے کہ ایک خم شراب سے آدمی توبہ کرے ایک سے نہ کرے اسواسطے حرمت مین دونون خم برابر ہین تو گناہ کا بھی یہی حال ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسا امر نہین ہے اسواسطے کہ ممکن ہے کہ آدمی زنا کو شرابخواری سے بدتر جانتا ہو اور بدترین گناہ سے توبہ کرے یا یہ سمجھکر شرابخواری سے توبہ کرے کہ شراب زنا سے بدتر ہے کیونکہ یہ زنا مین اور اور برے کامون مین مبتلا کرتی ہے یا مثلاً غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہ کرے اور کہے کہ غیبت خلق سے تعلق رکھتی ہے اور اسکا بڑا خطر ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل شرابخواری سے نہ توبہ کرے فقط کثرت شرابخواری سے توبہ کرے اور کہے کہ جسقدر مین زیادہ پیونگا اوسیقدر عذاب بھی زیادہ ہوگا اور مین اپنی خواہش سے باز نہین آتا کہ بالکل شراب پینا چھوڑدون بہت پینے سے بازآسکتا ہون اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ شیطان جب ایک گناہ مین مجھے عاجز کردے اور وہ کرنا ہی پڑے تو دوسرا گناہ جسمین مین عاجز نہین ہون وہ بھی کرنے لگون یہ سب باتین ممکن ہین مگر یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ التائب حبیب اللہ اور حق تعالی نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ظاہرا یہ محبت کا مرتبہ اوسی توبہ کرنیوالے کو حاصل ہوگا جو سب گناہون سے توبہ کرے تو جنہون نے یہ کہا ہے کہ بعضے گناہون سے توبہ درست نہین اونکا یہی مطلب ہے ورنہ جس گناہ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اسکا کفارہ ہوجاتی ہے اور وہ گناہ نیست نابود ہوجاتا ہے سب گناہون سے ایک ہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے اور جسقدر گناہون سے توبہ نصیب ہوگی اوسیقدر ثواب ملیگا واللہ اعلم فقط

دوسری اصل صبر شکر کے بیان مین

اے برادر یہ یقین کر کہ بغیر صبر کے ٹھیک توبہ نہین ہوسکتی بلکہ کوئی فرض ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور کوئی گناہ ترک کرنا بھی صبر کیے ممکن نہین لوگون نے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے تو اسی سبب سے آپ نے فرمایا کہ صبر اور ایک حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر کی بزرگی اور فضیلت کا یہ سبب ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے اور جو بہت بڑا درجہ ہے اوسی صبر پر موقوف رکھا ہے اور فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا اور اجر بے نہایت وبیحساب کو صبر کے حوالہ فرمایا ہے اور ارشاد کیا إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور صابرون سے وعدہ کیا کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور فرمایا

واللہ مع الصابرین ورد وادر رحمت وہدایت تینوں نعمتیں اکٹھا کیسیکو نہیں مرحمت کین مگر صبر کرنے والون کو اور فرمایا اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون صبر کی ایک فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ حق تعالی اوسے عزیز رکھتا ہے اور ہر ایک کو صبر نہین عنایت فرماتا مگر اپنے دوستون کو تھوڑا سا مرحمت کرتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اقل ما اوتیتم الیقین وعزیمۃ الصبر یعنی جو چیزین حق تعالی نے تمہین عنایت فرمائین اونمین یقین اور صبر بہت تھوڑا سا دیا ہے اور جسکو یہ دونون نعمتین مرحمت کی ہین اوس نے کہدو کہ تو کچھ پروا نہ رکھے گو کہ روزہ نماز کم رکھتا ہے اور ہاے میرے اصحاب جس امر پر آج تم قائم ہو اگر اسپر صبر کرو اور اس سے پھر نہ جاؤ تو اوسے مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک اتنی اتنی عبادت کرے جتنی سبھون نے کی ہوگی مین یہ ڈرتا ہون کہ میرے بعد تمپر دنیا کی راہ کھلے حتی کہ تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ اور اہل ایمان تمسے منکر ہو جائین اور جو شخص صبر کرے ثواب کا امیدوار رہتا ہے وہ ثواب کامل پائیگا تم صبر کرو کہ دنیا رہیگی اور حق تعالی کے پاس ثواب باقی رہیگا یہ فرما کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پوری پڑہی ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق ولنجزین الذین صبروا اجرہم بغیر حساب اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر بہشت کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہو اور فرمایا کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ہے کہ صبر کرنے والون کو حق تعالی دوست رکھتا ہے حضرت داود علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داود میرے اخلاق کی پیروی کر اور میرے اخلاق مین سے ایک یہ ہے کہ صبور ہون حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے لوگو جب تک تم اپنی نامرادی پر صبر نہ کروگے تب تک اپنی مراد کو نہ پہونچوگے جناب سلطان الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو اونھون نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا کہ اسپر دلیل کیا ہے اونھون عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہین محنت پر صبر کرتے ہین قضاے الہی سے خوش رہتے ہین فرمایا مؤمنون ورب الکعبۃ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی کہ تم سچے مسلمان ہو امیرالمومنین شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ صبر کو ایمان کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے سر کو بدن کے ساتھ جس شخص کا سر نہین بدن بھی نہین جسے صبر نہین ایمان نہین ❖ ❖

صبر کی حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ صبر آدمی ہی کے واسطے خاص ہے اسواسطے کہ نہ بہائم کو صبر ہے کیونکہ وہ بہت ناقص ہین اور نہ ملائکہ کو صبر کی حاجت ہے اس لیے کہ وہ نہایت کامل ہین اور خواہش سے پاک ہین پس بہائم خواہش کے مطیع اور مسخر ہین اور اونمین خواہش کے سوا اور کوئی متقاضی نہین ہے اور ملائکہ جناب الہی کے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین اونہین اوس سے کوئی روکنے والا نہین ہے کہ اوسے دفع کرنے مین صبر کرین مگر آدمی کو حق تعالی نے پہلے تو بہائم کی صفت پر پیدا کیا اور کھانے کپڑے زیب و زینت لہو و لعب کی خواہش اوسپر مسلط کی پھر جوانی کے وقت انوار ملائکہ مین سے ایک نور اوسمین پیدا ہوتا ہے کہ اوس نور سے انجام کار دیکھنے لگتا ہے بلکہ حق تعالی نے دو فرشتون کو آدمی پر موکل کر دیا ہے بہائم اونسے محروم ہین ایک فرشتہ تو اوسے ہدایت فرماتا ہے اور راہ بتاتا ہے بایں طور کہ اوس فرشتہ کے انوار مین سے ایک نور آدمی مین سرایت کرتا ہے اوس نور سے آدمی انجام کار پہچاننے اور مصلحت کار جاننے لگتا ہے حتی کہ اوس نور سے اپنے تمیز

اور حق تعالی کو جانچتا ہے اور یہ امر پہچان جاتا ہے کہ خواہشون کا انجام ہلاکت اور تباہی ہے اگرچہ اپنے وقت پر اچھی معلوم ہوتی
ہین اور یہ بات جان لیتا ہے کہ خواہشون کی خوشی اور راحت جھٹ پٹ گذر جاتی ہے اور اوسکا رنج مدت تک رہتا ہے بہائم کو یہ ہدایت
نہین ہوتی مگر آدمی کو یہ ہدایت کفایت نہین کرتی کیونکہ اگر وہ اسیقدر جانیگا کہ خواہشین اوسکے حق مین باعث نقصان ہین اور اونکے
دفع کرنے کی قدرت نہ رکھیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ بیمار یہ تو جانتا ہے کہ بیماری اوسکے حق مین باعث نقصان ہے مگر اوسکے
دفع کرنیکی قدرت نہین رکھتا پس حق تعالی نے اوس دوسرے فرشتے کو آدمی پر اسواسطے تعینات کیا ہے کہ اوسے قوت اور قدرت
دے اور اوسکی تائید کرکے سد باب کر دے حتی کہ آدمی نے جس امر کو اپنے حق مین باعث نقصان جانا ہے
اوس سے دست بردار ہو جاوے تو آدمی مین شہوت پرستی کی جیسی قوت ضروری تھی ویسی ایک اور قوت ضروری
ہے تاکہ آدمی خواہشون کے خلاف کرکے آیندہ اونکے ضرر سے رہائی پاوے یہ مخالفت کرنے کی قوت ملائکہ کے لشکر مین
سے ہے اور وہ شہوت پرستی کی قوت شیطان کے لشکر مین سے اس مخالفت شہوت کی قوت کو ہم باعث دینی کہتے
ہین اور اوس شہوتون کی قوت کو باعث ہوا پس ان دونون لشکرون مین ہمیشہ لڑائی اور مخالفت رہا کرتی ہے لشکر ملائکہ
تو آدمی سے کہتا ہے کہ شہوت پرستی نکر اور لشکر شیطان کہتا ہے کہ کر بھی وہ بیچارہ اس دوعملہ مین حیران ہے کسکی مانے
اور کسکی نہ مانے اگر باعث ہوا کے ساتھ جنگ و مقابلہ کرنے مین باعث دین ثابت قدم رہے اور جگہ نہ چھوڑے تو اوسکے
ثبات کو صبر کہتے ہین اور اگر ثابت قدمی کرکے باعث ہوا کو مغلوب کرکے اور بھگا دے تو اوسکے اس غلبہ کو ظفر کہتے ہین
اور جب تک باعث ہوا کے ساتھ کارزار مین ہے اسے جہاد نفس کہتے ہین پس باعث ہوا کے مقابلہ مین باعث دین کا قائم
رہنا یہی صبر کے معنی ہین جہان یہ دونون لشکر مخالف نہین ہوتے وہان صبر بھی نہین ہوتا اسی سبب سے ملائکہ کو صبر کی حاجت نہین
ہے اور بہائم اور بچون کو صبر کی قوت نہین ہے اے عزیز جان تو کہ یہ جو دو فرشتے ہمنے کہے ہین کراما کاتبین یہی ہین اور جسکے
واسطے حق تعالی نے فکر و تامل اور استدلال کی راہ کھولدی ہے وہ جانتا ہے کہ جو چیز نئی پیدا ہوتی ہے اوسکا کوئی سبب ہوتا ہے
جب مختلف دو چیزین ہونگی تو اونکے واسطے دو مختلف سبب بھی ہونگے آدمی دیکھتا ہے کہ بہائم کو اور ابتدا مین بچون کو نہ ہدایت
ہوتی ہے نہ معرفت کہ اونکے سبب سے انجام کار جانین اور نہ صبر کرنے کی قوت ہوتی ہے جوانی کے قریب یہ دونون
چیزین پیدا ہوتی ہین کہ اونکو دو سببون کی حاجت ہوتی ہے تو یہ دونون فرشتے ان ہی دونون سببون سے عبارت ہین اور یہ بھی
جانتا ہے کہ ہدایت اصل ہے اور پہلے ہدایت ہی ہوتی ہے پھر اوسپر عمل کرنے کی قدرت اور ارادہ ہوتا ہے پس جس فرشتے
کے سبب سے ہدایت ہوتی وہ بہت معزز اور افضل ہے تو صدر کے داہنے ہاتھ کو اسکا مقام ہوتا ہے اور صدر تو ہی ہے اسواسطے
کہ یہ فرشتے تجھپر موکل ہین تو وہ داہنے ہاتھ کا فرشتہ چونکہ تیری ہدایت کے واسطے ہے اگر تو ہدایت اور معرفت حاصل کرنے
کے واسطے اوسکی طرف کان لگائیگا تو تیرا یہ کان لگانا ایسا ہے کہ گویا تونے اوسپر احسان کیا کہ اوسے بیکار نہین رکھا
اور یہ بات تیرے نامہ اعمال مین ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر تو اوس سے انکار کریگا اور اوسے بیکار کر دیگا تاکہ بہائم اور

انکی کون کی طرح انجام کار کی ہدایت نصیب ہو دوم یہ ہے کہ تو ایک تقصیر ہے کہ تو نے اپنے اور اوسکے حق مین کی یہ تقصیر تیرے نام لکھی جائیگی اسیطرح وہ قوت جو تو نے اس فرشتہ سے پائی ہے اگر خواہشون کے خلاف کرنے مین صرف کریگا اور کوشش کرتا رہیگا تو یہ نیکی ہوگی ورنہ تقصیر ہوگی یہ دونون حالتین تیرے نام لکھی جاینگی کہ نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین مگر تیرے دل سے پوشیدہ رہینگی یہ دونون فرشتے اور انکی کتابین عالم شہادت سے نہین ہین انھین ان آنکھون سے آدمی نہین دیکھ سکتا جب موت آئیگی اور یہ آنکھ گذر جائیگی اور دوسری آنکھ جس سے عالم ملکوت دیکھ سکتا ہے کھلیگی تب تو اون کتابون کو اپنے ساتھ پائیگا اور دیکھ سکیگا اور قیامت صغریٰ سے آگاہی پائیگا مگر اسکی تفصیل قیامت کبریٰ یعنی حشر کے دن دیکھے گا قیامت صغریٰ تو موت ہی کے وقت ہو جاتی ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ جو کچھ قیامت کبریٰ مین ہے اوسکا شابہ اس قیامت صغریٰ مین بھی ہے اسکی تفصیل احیاء العلوم مین بیان کی ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہے لیکن غرض یہ ہے کہ تو یاد رکھ جان لے کہ صبر وہان ہوتا ہے جہان لڑائی ہو اور لڑائی وہان ہوتی ہے جہان دو مختلف لشکر ہون اور ان دونون لشکرون مین سے ایک قسم ملائکہ کا لشکر ہے اور ایک شیاطین کا آدمی کے سینہ مین یہ دونون جمع ہین جو اس لڑائی مین مشغول ہوتا راہ دین کا پہلا قدم ہے اسواسطے کہ بچپن مین سینہ کے میدان پر شیاطین کے لشکر نے قبضہ کر لیا ہے اور ملائکہ کا لشکر جوانی کے قریب پیدا ہوتا ہے پس جب تک شہوتون کے لشکر کو مقہور نہ کریگا سعادت کو نہ پہونچیگا اور جب تک جنگ نہ کریگا اور جنگ مین صبر نہ کریگا تب تک اوسے مقہور نکر سکیگا جو شخص اس جنگ مین مشغول نہین ہوا ہے اسنے اپنے سینہ کی ولایت شیطان کے سپرد کردی اور جسنے اپنی خواہشون کو زیر دست کرلیا وہ خود شریعت کا مطیع ہو گیا اور میدان مار لیا جیسا کہ جناب سلطان المجاہدین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلٰى شَيْطَانِيْ فَاَسْلَمَ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے تو کبھی فتح پاتا ہے کبھی شکست کھاتا ہے شہوت نفسانی قبضہ کر لیتی ہے گاہے باعث دین بغیر صبر اور ثابت قدمی کے ہوئے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا

اصل کا بیان کہ صبر نصف ایمان اور روزہ نصف صبر کیون ہے

اے عزیز جان تو کہ ایمان ایک چیز نہین ہے بلکہ اسکی بہت سی شاخین اور بہت سے اقسام ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے ستر اور کئی باب ہین لا الہ الا اللہ سب سے بزرگ اور راہ سے تنکا اوٹھا لینا کہ کسیکو تکلیف نہو سب سے کمتر ہے ہر چند کہ ایمان کے اقسام اور اوسکی شاخین بہت ہین لیکن اصلین تین ہی ہین جس سے ہین معرفتین احوال اعمال مقامات ایمان مین سے کوئی مقام ان تین جنسون سے خالی نہین مثلاً توبہ کی حقیقت ندامت ہے یہ دل کی حالت ہے اسکی اصل اس بات کی معرفت ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے اور اوسکی فرع یہ ہے کہ آدمی گناہ سے دست بردار ہو کر عبادت مین مصروف رہے پس حالت اور معرفت اور عمل سب منجملۂ ایمان ہے اور ایمان تینون چیزون سے عبارت ہے مگر کبھی معرفت کے ساتھ تخصیص کرتے ہین کیونکہ وہ اصل ہے اسواسطے کہ معرفت ہی سے حالت پیدا ہوتی ہے اور حالت سے عمل ظاہر ہوتا ہے پس معرفتین گویا تنہ درخت ہین اور معرفت کے سبب سے دل کا حال متغیر ہونا درخت کی شاخین اور حالت متغیر ہونے سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ گویا پھل ہین پھر تمام ایمان دو چیزین ہین دیدار اور کردار کہ دار جو صبر کے

ممکن نہیں تو صبر نصف ایمان ہے اور صبر دو جنس سے کرنا چاہیے ایک جنس شہوت سے دوسری جنس خشم سے چونکہ روزہ میں جنس شہوت سے صبر ہوتا ہے پس روزہ نصف صبر ہے دوسرے اس وجہ سے بھی صبر نصف ایمان ہے کہ تو بالکل کردار ہی میں نظر کر اور ایمان اوس سے مراد لے تو رنج و محنت میں مسلمان کا کردار صبر ہے اور ناز و نعمت میں شکر ہے تو نصف ایمان صبر ہوا اور نصف ایمان شکر ہوا جیسا اور حدیث میں آیا ہے اے عزیز اگر اس بات کا خیال کرے کہ صبر بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے صبر ہی کو تو اصل ایمان ٹھہرائے تو صبر سے زیادہ کوئی امر مشکل نہیں اسوجہ سے صبر ہی پورا ایمان ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا صبر یعنی ایمان میں صبر بہت مشکل امر ہے یہ فرمانا ویسا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ حج ہے یعنی عرفہ کے سبب سے خطر ہے کہ اگر عرفہ فوت ہوتا ہے تو حج بھی فوت ہوجاتا ہے اور اور ارکان کے سبب سے حج فوت نہیں ہوتا ہر وقت

صبر کی حاجت ہونیکا بیان اے عزیز جانتو کہ بندہ کسیوقت ایسی چیز سے خالی نہیں رہتا جو اوسکی خواہش کے موافق یا مخالف ہو ہر حال صبر کا حاجتمند ہوتا ہے جو چیز آدمی کی خواہش کے موافق ہو جیسے مال نعمت جاہ تندرستی جورو لڑکے وغیرہ جو چیز خواہش کے موافق ہو ایسی چیزوں میں صبر کرنا اور سب چیزوں میں صبر کرنے سے بہت زیادہ ضرور ہے کیونکہ اگر اپنے تئیں نہ روکے سیکے گا اور ناز و نعمت میں کھل کھیلیگا اور دل پھیلا کر اتنک رہیگا تو اوس میں غرور اور سرکشی پیدا ہوجائیگی بزرگوں کا قول ہے کہ رنج و محنت پر تو سبھی صبر کرتے ہیں مگر خیر و عافیت پر صدیقوں کے سوا کوئی صبر نہیں کرتا صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے پاس جب مال بہت ہوجاتا نعمت بہت بڑھ جاتی تو فرماتے کہ ہم جب تک رنج و محنت میں رہے خوب صبر کر سکے اب کہ نعمت اور مقدرت حاصل ہے ویسا صبر نہیں کر سکتے اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ غرضکہ قدرت کی حالت میں صبر کرنا دشوار ہوتا ہے بڑی پاکدامنی یہی ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے نعمت دی ہو سب ہی نہیں نعمت پر اسطرح سے صبر ہوتا ہے کہ آدمی اوسکے ساتھ دل نہ لگاتے اوسکے سبب سے بہت خوشیاں منائے اوسے عاریت جانے اور سمجھے کہ یہ نعمت بہت جلد مجھسے لیلیجائیگی بلکہ اوسے نعمت ہی نہ جانے کہ شاید قیامت کے دن وہ اوسکے درجات میں نقصان کا سبب ہو پس اوسکے شکر میں مشغول ہونا چاہیے تاکہ مال اور تندرستی یا اور جو کچھ رکھتا ہے اوس میں سے حق تعالی کا حق ادا ہوجائے اور ان میں سے ہر ایک میں صبر کی حاجت ہوگی اور وہ حال جو خواہش کے موافق نہوں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو آدمی کے اختیار میں ہو جیسے عبادت کرنا گناہ ترک کردینا دوسری جو اوسکے اختیار میں نہو جیسے بلا اور مصیبت تیسرا وہ جسکی اصل تو اوسکے اختیار میں نہو مگر اوسے دفع کرنا اور اوسکا بدلا لینا اوسکے اختیار میں ہو جیسے لوگوں کا اوسے رنج دینا پہلی قسم جو اوسکے اختیار میں ہو جیسے عبادت کرنا اوس میں صبر کرنیکی احتیاج ہے اسواسطے کہ بعضی عبادت کاہلی کی وجہ سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے نماز اور بعضی بخل کی سبب سے مشکل ہوجاتی ہے جیسے زکوۃ اور بعضی کاہلی اور بخل دونوں کے سبب سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے حج یہ عبادتیں بے صبر کے ممکن نہیں ہوتیں اور ہر عبادت میں صبر کی حاجت ہے اول میں بھی درمیان میں بھی آخر میں بھی اول میں اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ نیت میں خلوص کامل پیدا کرے ریا کو دل سے نکال ڈالے یہ صبر بہت دشوار ہے درمیان میں یوں صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ عبادت شرط اور آداب کے ساتھ رہے کسی خلاف بات کا لوث نہونے پائے مثلاً اگر نماز کو

تو اوسکے درمیان مین ادھر اودھر نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے آخر مین اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ عبادت کو ظاہر کرنے اور کہتے پھرنے سے اور اوسپر غرور کرنے سے صبر کرے اور گناہ ترک کرنا تو بے صبر کے ہو ہی نہین سکتا جسقدر خواہش زیادہ اور گناہ آسان ہوتا ہے اوسیقدر اوس سے صبر کرنا دشوار تر ہوتا ہے اسی سبب سے زبان کے گناہون سے صبر کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ زبان ہلا دینا بہت آسان بات ہے جب کوئی بری بات کہی جاتی ہے تو عادت اور سرشت ہو جاتی ہے بات بری بھی شیطان کے لشکر مین سے ہوتی ہے اسی سبب سے عبث جھوٹ اپنی تعریف اور رون پر طعن و تشنیع وغیرہ مین زبان براق ہوتی ہے جب ایسی کوئی بات زبان پر آتی ہے جس سے لوگ متعجب ہونگے اور جسے پسند کرینگے بڑا رنج کھینچکر اوس بات سے کہنے والے کو صبر آتا ہے اکثر یہ ہے کہ لوگون کی صحبت مین بیٹھکر اس سے صبر کرنا ممکن نہین ہوتا مگر گوشہ نشینی کی بدولت البتہ آدمی اس سے بچ سکتا ہے دوسری قسم جسمین آدمی کے لیے اختیار ہے جیسے لوگون کا اوسے دست و زبان سے رنج دینا لیکن اوسکا بدلا لینے مین اوسے اختیار ہے اسمین صبر کامل کی حاجت ہے تاکہ رنج دینے والے سے بدلا لے یا بدلا لینے مین حد سے نہ بڑھ جاے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب تک ایمان کے ساتھ لوگون کے دیے ہوے رنج پر صبر کرنے کی ہمین قدرت نہو تب تک ہم ایمان کو ایمان نہین جانتے اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے دَعْ اَذٰلهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو تمہین ستاتے ہین تم اس سے درگذر کر کے توکل بخدا کرو اور فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جو کچھ تمہین کہتے ہین اوسپر صبر کرو اور بھلائی کے ساتھ اون سے جدائی اختیار کرو اور فرمایا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون کہ دشمنون کی باتون سے تم دلگیر اور تنگ ہوتے ہو مگر تسبیح مین مشغول رہو ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ مال تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی معاذ اللہ بے انصافی سے آپ تقسیم کرتے ہین یہ خبر آپکو پہونچی چہرۂ نورانی سرخ ہو گیا اور ملول ہو کر آپ فرمانے لگے کہ حق تعالے میرے بھائی موسی پر رحمت کرے اونہین اوس سے زیادہ لوگون نے رنج دیے اور اونھون نے صبر کیا اور حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ یعنی اگر تمکو کچھ اذیت پہونچے اور تم عوض لو تو اتنا ہی عوض لو جتنی تمہین اذیت پہونچی ہے اور اگر صبر کرو تو بہت اچھی بات ہے اور انجیل مین مین نے (یعنی امام صاحب نے) لکھا دیکھا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا جو انبیا میرے پہلے آئے اونھون نے کہا کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ کاٹ ڈالو آنکھ کے عوض آنکھ پھوڑ ڈالو دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالو مین اونکے حکم کو منسوخ نہین کرتا ہون لیکن تمہین یہ نصیحت کرتا ہون کہ برائی کا بدلا برائی نہ کیا کرو بلکہ اگر کوئی شخص تمہارے داہنے گال مین تھپڑ مارے تو تم بایان گال بھی اوسکی طرف کر دو کہ بھائی ادھر بھی طمانچہ مار لے اور اگر کوئی تمہاری پگڑی چھین لے تو تم اپنا پیراہن بھی اوسے دیدو اور اگر کوئی ایک میل تمہین اپنے ساتھ بیگار لیجائے تو تم دو میل اوسکے ساتھ جاؤ اور جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمہین محروم رکھے تو تم اوسے عطیہ دو اور جو شخص تمہارے ساتھ

ف واضح ہو کہ اوپر والی تقسیم مین یہ تیسری قسم تھی چونکہ اصل کتاب مین بیان ترتیب کا لحاظ نہین کیا ہے مترجم نے بھی اوسیکی پیروی کی اور جو دوسری قسم تھی وہ بیان تیسری قسم لکھی

برائی کرے تم اوسکے ساتھ بھلائی کرو ایسا صبر صدیقون کا درجہ ہے تیسری قسم جسکا اول اور آخر اختیار سے علاقہ نہو
رکھتا وہ مصیبت ہے جیسے فرزند کا مرجانا مال کا ضائع ہوجانا عضو کا بیکار ہوجانا جیسے آنکھ کان پھوٹ جانا یہ
اور سب آسمانی بلائین اس مصیبت اور بلا پر صبر کرنے سے زیادہ کسی صبر مین ثواب اور فضیلت نہین ہے حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین صبر تین طرح پر ہے ایک تو عبادت مین صبر ہے اوسکا ثواب تین سو
درجہ ہے دوسرا حرام چیز سے صبر اوسکا ثواب چھ سو درجہ ہے تیسرا ابتداے مصیبت مین صبر اوسکا ثواب نو سو درجے ہے
اے عزیز جانتو کہ بلا پر صبر کرنا صدیقون کا درجہ ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مین فرمایا
کہ بار خدایا ہمین اسقدر یقین نصیب کر کہ دنیا کی مصیبتین ہم پر آسان ہوجائین اور جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے
کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے کہ جس بندہ پر مین بیماری بھیجتا ہون اگر وہ صبر کرتا ہے اور لوگون سے میرا گلہ اور شکوہ نہین کرتا
تو اگر مین اوسے صحت دیتا ہون تو پہلے سے بہتر گوشت پوست عنایت کرتا ہون اور اگر دنیا سے لیجاتا ہون تو اپنی رحمت کے
ساتھ لیجاتا ہون حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا کہ بار خدایا جو شخص مصیبت مین خالص تیرے ہی واسطے
صبر کرے اوسکی کیا جزا ہے ارشاد ہوا کہ اوسکی جزا یہ ہے کہ مین اوسے ایمان کا خلعت پہناؤنگا اور ہرگز پھیر لون جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ صبر کے ساتھ خوشحالی اور فراغ بالی کا انتظار کرنا عبادت ہے
اور فرمایا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَعْقِبْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا
حق تعالے اوسکی یہ دعا قبول فرماتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت جبریل علیہ السلام
سے ارشاد فرمایا کہ اے جبریل تو جانتا ہے کہ مین جسکی آنکھون کی بینائی لے لیتا ہون اوسکی جزا کیا ہے اوسکی جزا یہ ہے کہ
مین اپنا دیدار اوسے کرامت فرماؤنگا ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالے نے ایک کاغذ پر لکھ رکھا تھا وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا
جب اون بزرگ کو کوئی رنج پہونچتا اوس کاغذ کو جیب سے نکالکر پڑھ لیا کرتے فتح موصلی کی جورو رحمہا اللہ تعالے گر پڑین
اور ناخون ٹوٹ گیا ہنسنے لگین پوچھا کہ بی بی کیا تمہارا ناخن درد نہین کرتا بولین ثواب کی خوشی مین مجھے درد کی کچھ
خبر نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی کی بزرگداشت مین سے ایک یہ ہے کہ بیماری مین تو شکوہ
نہ کرے اور مصیبت کو پوشیدہ رکھے ایک آدمی کہتا ہے کہ سالم مولاے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مین نے دیکھا کہ رن
مین زخمی پڑا ہے مین نے پوچھا تجھے پانی چاہیے کہا میری ٹانگ پکڑ کر کھینچ اور مجھے دشمن کے قریب تر کردے اور پانی میرے
سپر مین بھر دے کہ مین روزہ دار ہون اگر رات تک جیون گا تو پیون گا اے عزیز جانتو کہ لوگ روتے اور اندوہگین ہوتے ہین
اوسکے سبب سے صبر کی فضیلت نہین جاتی بلکہ چیخین مارنے کپڑے پھاڑنے بہت شکایت کرنے سے البتہ صبر کا ثواب
جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم نے جب
انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے تو رونے کو منع فرمایا ہے ارشاد کیا نہین یہ رونا

سلہ بیشک ہم خدا ہی کے واسطے ہین اور تحقیق ہم اوسیکی طرف رجوع کرنیوالے ہین ۱۲

سلہ ای اللہ تو اجر دے مجھے میری مصیبت مین اور بدلا دے مجھکو بہتر اوس سے ۱۲

تو رحمت ہے جو رحیم ہوتا اوسی پر حق تعالے رحمت فرماتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جسپر مصیبت پڑے لوگ اور ون سے اوسے تمیز نکر ین لیس کپڑے پھاڑنا منہ پیٹنا چیخین مارنا یہ سب حرام ہے بلکہ اپنی حالت بدل دینا چادر سے منہ لپیٹ لینا پگڑی چھوٹی کر دینا یہ کچھ نہ چاہیے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے سب تیرے ایک بندہ پیدا کیا تھا اور سب تیرے لیلیا جیساکہ رمیصا ام سلیم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہما کی جورو نے کہا ہے کہ میرا شوہر کہین گیا تھا قضاے الہی سے میرا بیٹا مر گیا مین نے اوسپر ایک کپڑا اوڑہا دیا جب وہ آیا تو پوچھنے لگا کہ بیمار لڑکا کیسا ہے مین نے کہا کہ اور راتون کی نسبت آج کی رات بہت اچھا ہے پھر مین کھانا لائی میرے خاوند نے کھانا کھایا اور مین نے اور راتون سے زیادہ بناؤ سنگار کیا حتی کہ میرے شوہر نے مجھہ سے اپنی حاجت روائی کی پھر مین بولی کہ فلانے پڑوسی کو مین نے ایک چیز عاریت دی تھی جب پھیر مانگی تو اوسنے بڑی آہ و فریاد مچائی میرے شوہر نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوا کہ وہ پڑوسی بڑا احمق آدمی ہے تب مین نے کہا کہ وہ تیرا چھوٹا سا بیٹا تیرے پاس حق تعالی کا ایک ہدیہ اور عاریت تھا اب حق تعالی نے اپنی وہ عاریت پھیر لی اوسنے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ صبح کو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلواۃ سے عرض کیا کہ آج کو یہ ماجرا گذرا فرمایا کہ حق تعالی کل کی رات تمھین مبارک کرے کیا اچھی رات تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت مین گیا تو وہان رمیصا ابو طلحہ کی جورو کو دیکھا آیعزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ تو جان لیا کہ بندہ کسیوقت مین صبر سے بے نیاز نہین ہے بلکہ آدمی اگر سب خواہشون سے چھٹکارا پا جاوے اور عزلت اختیار کرے تو بھی لاکھہ وسوسے اور طرح طرح کے خیالات اوسکے دلمین پیدا ہونگے اور اوسے یاد الہی سے باز رکھینگے وہ خیال اگرچہ مباح چیزون کے ہون مگر چونکہ اوسکے وقت اور اوسکی عمر کہ جو اوسکی پونجی ہے ضائع کیا تو بڑا ہی نقصان ہوا اس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اد مین مشغول رکھے اور رغار مین ایسا ہو تو اوسکے واسطے کوشش بلیغ کرنا چاہیے ان وسوسون اور خیالات سے آدمی جب ہی چھوٹیگا کہ کسی ایسے کام مین مشغول ہو جو اوسکے دلکو چھینکر اپنی طرف لگائے حدیث شریف مین ہے کہ بیفکر سے جوان کو حق تعالے دشمن جانتا ہے اسیواسطے فرمایا ہے کہ جوان ظاہر مین فراغت سے بیٹھتا ہو وہ سوسے فارغ البال نہین ہوتا شیطان اوسکے قریب ہتا ہے اوسکے دل مین وسواس اپنا گھر کر لیتے ہین اگر یاد خدا سے اوسے دفع نکر سکے تو کسی پیشہ یا خدمت مین مشغول ہو تاکہ وہ اوسے وسواس سے چھوڑا اسلیے آدمی کو خلوت مین بیٹھہ رہنا نچاہیے بلکہ جو شخص دل کے کام سے عاجز ہوا اوسے اپنا بدن کام مین لگائے رہنا چاہیے

صبر کرنے کے علاج کا بیان

آیعزیز جانتو کہ صبر کا باب ایک ہی نہین ہے بہت سے ہین ہر ایک سے صبر کرنے مین ایک نئی دقت اور دشواری ہوتی ہے اسیلیے ہر ایک کا علاج بھی جدا جدا ہے ہر چند کہ معجون علم و عمل سبکا علاج ہے اور جو کچھ ربع مہلکات مین ہمنے بیان کیا ہے وہ سب صبر کے حاصل کرنے کی دوا ہے لیکن بیان تمثیلاً ایک نسخہ ہم بیان کرتے ہین کہ وہ نمونہ رہے اور ون کو اسی پر قیاس کر سکے آدمی دریافت کر لیا کرے آیعزیز جانتو کہ ہم کہہ چکے ہین کہ باعث شہوت کے مقابلے مین باعث دین کے ثابت قدم رہنے کو صبر کہتے ہین

اور یہ ان دونون باعثون مین لڑائی ہے جو شخص دو کو لڑا کر چاہتا ہے کہ انمین سے ایک غالب آ جائے تو اوسکی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ جسکا غلبہ چاہتا ہے اوسے قوت اور مدد دیتا ہے اور دوسرے کو ضعیف کرتا ہے اور اوسکی مدد چھین لیتا ہے اب اگر کسیکو جماع کی شہوت اسقدر غالب ہوگئی کہ وہ فرج کو نہین بچا سکتا اگر ہوسکے تو آنکھ کو نظر سے دل کو خیال سے باز رکھے اور باز نہین رکھہ سکتا اور صبر نہین کرسکتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ پہلے باعث شہوت کو ضعیف کرے ضعیف کرنا تین طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ اچھے کھانے سے شہوت زور کرتی ہے تو اوسکی مدد چھین لے اور روزے رکھے رات کو تھوڑی سی روکھی روٹی کھا لیا کرے گوشت اور مقوی کھانا ہرگز نہ کھائے دوسرے یہ کہ جن سببون سے شہوت کی آگ بھڑکتی ہے اونکا سدباب کرے اگر اچھی صورت دیکھنے سے یہ آگ بھڑکتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ عزلت اختیار کرے اور آنکھ کو نگاہ رکھے اور جہان رنڈیان لونڈے آتے ہین وہان نہ ٹھہرے تیسرے یہ کہ فعل مباح سے تسکین دے تا کہ اوسکے سبب سے شہوت حرام سے رہائی پائے یہ سکون شہوت نکاح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اکثر لوگ بے نکاح کیے ہوئے شہوت حرام سے نہین چھوٹتے نفس کی مثال سرکش چارپائے کی سی ہے وہ اسطرح پر دلیر کیا جاتا ہے کہ یا تو اوسکا دانہ چارہ موقوف کرتے ہین کہ وہ رام ہو جائے یا یہ کہ دانہ چارا اوسکے سامنے سے دور کرتے ہین تا کہ وہ دیکھے ہی نہین یا جسقدر دانے چارے سے اوسکی تسکین ہو اوسقدر دیتے ہین شہوت کے بھی یہی تین علاج ہین یہ تو باعث شہوت کا ضعیف کرنا ہے اور باعث دین کا قوی کرنا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اوسے شہوت کے ساتھ کشتی لڑنے کے فائدے کا لالچ دے یا اون حدیثون مین غور و تامل کرے جنمین شہوت سے صبر کرنے والون کا ثواب بیان ہے جب اس بات پر ایمان قوی ہو جائیگا کہ شہوت کا مزہ دم بھر کا ہے اور سلطنت ابد مدت صبر کرنے کا ثمرہ ہے تو باعث دین بھی اس ایمان کی قوت سے قدر قوی ہو جائیگا دوسرے یہ کہ باعث دین کو مخالفت شہوات کا بتدریج عادی کرے حتی کہ وہ دلیر ہو جائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ مین قوی ہو جاؤن تو اوسے چاہیے کہ قوت آزمائی کرے اور تھوڑی تھوڑی زور آوری کا کام کرنا شروع کرے اور ذرہ ذرہ بڑھاتا جائے اور جو شخص کسی مرد قوی کے ساتھ کشتی لڑنے کا قصد رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ پہلے اون لوگون سے کشتی لڑے جو بہت کم زور ہون اور زور آزمائی کرے کہ اس تدبیر سے قوت زیادہ ہوتی ہے اسیوجہ سے جو لوگ سخت کام کرتے ہین اونکو قوت بڑی ہوتی ہے تو سب کامون مین صبر حاصل کرنیکی یہی تدبیر ہے

شکر کی فضیلت اور حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ شکر ایک بزرگ مقام ہے اور اوسکا مرتبہ بلند ہے ہر ایک اوس تک نہین پہونچ سکتا اسیواسطے حق جل شانہ تعالے نے فرمایا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ اور ابلیس نے آدمی پر طعن کرکے کہا لَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ یعنی انمین سے اکثر شاکر نہین ہین اے عزیز جانتو کہ ہمنے جن صفات کو منجیات کہا ہے اونکی دو قسمین ہین ایک قسم راہ دین کے مقدمات مین سے ہے فی نفسہ مقصود نہین ہے اسواسطے کہ توبہ صبر خوف زہد فقر محاسبہ یہ سب ایک بڑے کام کا وسیلہ ہین جو اسکے علاوہ ہے دوسری قسم مقاصد اور نہایات ہین یہ فی نفسہ مقصود

ہین دوسرے کام کا وسیلہ ہونے کے واسطے نہین ہین جیسے محبت شوق رضا توحید توکل شکر بھی ان ہی مین سے ہے اور جو چیز فی نفسہ مقصود ہوتی ہے وہی آخرت مین باقی رہیگی شکر بھی اوسی مین داخل ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے وَآخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو شکر کو آخر کتاب مین بیان کرنا واجب تھا لیکن چونکہ صبر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اسواسطے یہان بیان کیا گیا اور شکر کا درجہ بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسے اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر ذکر کیا اور فرمایا فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اور شاکر رہے اوسکا درجہ اوس شخص کے درجہ کے برابر ہے جو روزہ رکھے اور صابر رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب یہ ندا کیجائیگی کہ لِيَقُمِ الْحَمَّادُوْنَ تو کوئی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جو ہر حال مین خدا کا شکر بجا لایا ہو جب مال جمع کرنیکی ممانعت مین یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الآیۃ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر مال مین سے کیا جمع کرین فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ یعنی دنیا مین سے ان ہی تین چیزون پر قناعت کر کہ خدا کے ذکر اور شکر کی فراغت حاصل کرنے مین نیک جورو یار و مددگار رہتی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ شکر نصف ایمان ہے حضرت عطا رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت سراپا عصمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ام المومنین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین کے عجائب حالات مین سے کچھ ارشاد کیجیے رو کر فرمایا کہ آپ کا وہ کونسا حال تھا جو عجیب نہ تھا پھر فرمانے لگین کہ ایک رات آپ میرے ساتھ سونے کے واسطے میرے اوڑھنے بچھونے مین آکر لیٹے حتی کہ آپکا جسم نورانی بحالت عریانی میرے بدن سے ملا تھا کہ آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھے چھوڑ دے تاکہ مین جا کر اپنے خدا کی عبادت کرون مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین چاہتی ہون کہ آپ کے پاس ہون لیکن بسم اللہ آپ تشریف لیجائین پس آپ نے اوٹھکر مشک سے پانی لیا اور وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بہایا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ بلال آئے تاکہ آپ فجر کی نماز کے واسطے تشریف لیجائین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپکے تمام گناہ حق تعالی بخش ہی چکا ہے تو پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین شکر گذار بندہ نہ ہون مین کیونکر نہ روؤن کہ یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند وہ لوگ ہین جو کھڑے بیٹھے لیٹے خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور زمین آسمان کے عجائب ملکوت کو نظر فکر سے دیکھتے ہین اور رونا یہ پانے کی خوشی سے روتے ہین خوف سے نہین جیسا کہ لوگون نے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتھر کی طرف گذرے اوس مین سے بہت پانی بہ رہا تھا اونھین تعجب آیا حق سبحانہ تعالی نے اوس پتھر کو گویا کیا وہ کہنے لگا کہ جب سے مین نے یہ خبر سنی ہے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہونگے تب سے مین اسیطرح رو رہا ہون اون پیغمبر صاحب نے دعا کی اور عرض کیا کہ بار خدایا اس پتھر کو خوف سے بیخوف کردے اونکی دعا قبول ہوگئی پھر جو اوسکی طرف گذرے تو پھر اوسیطرح

ترجمہ اور آخر دعا ان کی یہ ہے کہ سب تعریف خدا کو ہے جو پروردگار ہے سب عالموں کا ۱۲

ترجمہ پس یاد کرو تم مجھے یاد کرونگا مین تمہین اور شکر کرو تم میرا اور نہ ناشکری کرو تم میری ۱۲

ترجمہ چاہیے کہ اوٹھین خوب حمد کرنیوالے ۱۲

پایا

پانی بہتے دیکھا پوچھا کہ بھلا اب تو کیون روتا ہے اوسنے جواب دیا کہ وہ خوف کا رونا تھا یہ شکر کا رونا ہے یہی آدمی کے دل کی مثال ہے کیونکہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے آدمی کو چاہیے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے تاکہ اوسکا دل نرم ہوجاوے

شکر کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ یہ تو ہم کہہ چکے ہین کہ دین کے سب مدارج اور مقامات کی تین ہی اصلین ہین علم حال عمل علم اصل الاصول ہے اس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے اسیطرح نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے پہچاننا شکر کا علم ہے اور اوس نعمت کے سبب سے دل کی خوشی حال ہے اور اوس نعمت سے منعم حقیقی کو جو کام مقصود ہے نعمت کو اوس کام مین لانا عمل ہے یہ عمل دل سے بھی تعلق رکھتا ہے زبان سے بھی بدن سے بھی جب تک یہ سب نہ معلوم ہوگا تب تک شکر کی حقیقت بھی نہ معلوم ہوگی علم یہ ہے کہ تو یہ پہچان لے کہ جو نعمت تجھے ملی ہے وہ حق تعالی ہی نے دی ہے اوس نعمت کے دینے مین خدا کا کوئی شریک نہین جب تک تو کسی درمیانی سبب کو دیکھتا ہے اور اوسکی طرف ٹکٹکی باندھے ہے اور جانتا ہے کہ نعمت دینے مین اسکو بھی کچھ دخل ہے تب تک یہ معرفت اور شکر ناقص اور ناتمام ہے اگر بادشاہ تجھے خلعت دے اور تو جانے کہ یہ وزیر کی عنایت سے ملا ہے تو تیرا شکر نرا بادشاہی کے واسطے نہوگا بلکہ کچھ وزیر کے واسطے ہوگا اور تیری خوشی بالکل بادشاہ ہی سے نہوگی لیکن اگر تو یہ جانیگا کہ حکم سلطانی سے تجھے خلعت ملا اور حکم قلم اور کاغذ کے ذریعہ سے ہوا تو یہ جاننا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اسواسطے کہ تو یہ جانتا ہے کہ قلم اور کاغذ مسخر ہین خلعت دینے مین انہین کچھ بھی دخل نہین بلکہ اگر تو جانیگا کہ خزانچی نے تجھے خلعت پہونچایا ہے تو بھی شکر مین کچھ نقصان نہوگا کیونکہ خزانچی کو کچھ اختیار نہین ہوتا وہ مسخر ہوتا ہے بادشاہ جب اوسے حکم دیتا ہے تو وہ خلاف نہین کرسکتا اگر حکم نہین دیتا ہے تو وہ کچھ دے بھی نہین سکتا خزانچی بھی قلم کے مانند ہے علی ہذا القیاس اگر روی زمین کی نعمت کو تو مینہ کے سبب سے اور مینہ کو بدلی کے باعث سے جانے اور کشتی مین نجات باد موافق کے سبب سے سمجھے تو ٹھیک اور درست شکر تجھسے نہ ادا ہوگا لیکن اگر تو یہ سمجھیگا کہ ابر مینہ ہوا آفتاب ماہتاب ستارے اور جو کچھ ہے سب خداوند کریم کے قبضہ قدرت مین اسیطرح مسخر ہین جیسے لکھنے والے کے ہاتھ مین قلم کیونکہ قلم خود کچھ نہین کرسکتا تو یہ سمجھنا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اگر تجھے کوئی نعمت آدمی کے ہاتھون پہونچے اور تو اوسی آدمی کو خداوند نعمت جانے تو یہ حماقت ہے اور شکر کے مرتبے سے حجاب اور بعد کی علامت ہے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اوس آدمی نے اس سبب سے تجھے نعمت دی کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسپر ایک سزاول بھیجا اوس سزاول نے زبردستی اوس سے وہ نعمت تجھے دلوائی اوسنے ہرچند چاہا کہ اوس سزاول کے خلاف کرے مگر نکرسکا اور اگر اوسکے خلاف کرسکتا تو ایک حبہ تجھے نہ دیتا سزاول وہ قصد ہے جو حق تعالی نے اوسکے دل مین پیدا کرکے یہ امر اوسکے پیش نظر کردیا کہ تیری سعادت دارین اسی مین ہے کہ یہ نعمت تو اوسے دیدے حتی کہ اوسنے اس طمع سے کہ دنیا یا عقبیٰ مین اپنی مراد کو پہونچیگا وہ نعمت تجھے دیدی اور حقیقت مین اوسنے وہ نعمت اپنے ہی تئین دی ہے کیونکہ اوسے اپنی مراد بر آنے کا وسیلہ کیا اور تجھے خدا ہی نے وہ نعمت دی کہ اوسپر ایسا سزاول تعینات کردیا اور اوسے اسکے عوض مین

کوئی قوت نہین ہے جسنے آپنے سبب سے حقیقت یہ جان لیا کہ سب آدمی خزانچی کے مانند ہین اور خزانچی اسباب درمیانی ہین علاقہ کے مانند ہے اور کسی کے قبضہ قدرت مین کچھ بھی نہین ہے مگر خدا ہی زبردستی اونھین حکم فرماتا ہے تب تو اوس نعمت کے سبب سے حق تعالی کا شکر کریگا بلکہ یہ سمجھنا ہی شکر ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے مناجات مین عرض کیا کہ بار خدایا حضرت آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے اونکے تئین یہ نعمتین عنایت فرمائین اونھون نے کس طرح تیرا شکر ادا کیا ارشاد ہوا کہ آدم نے یہ جانا کہ وہ نعمتین سب میری ہی جانب سے ہین اوسکا یہ جاننا ہی شکر تھا الغرض جاننا کہ معرفت ایمان کی بہت سی راہین ہین پہلی راہ تقدیس ہے کہ تو یہ جان لے کہ مخلوقات کی سب صفتون سے اور جو کچھ وہم و خیال مین آتا ہے اوس سے حق سبحانہ تعالی پاک اور منزہ ہے اسکو سبحان اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین دوسری توحید ہے کہ تو یہ جان لے کہ حق سبحانہ تعالی اس پاکی کے ساتھ یگانہ ہے کوئی اوسکا شریک نہین ہے اسکو لا الہ الا اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین تیسری تحمید ہے یعنی تو یہ جان لے کہ جو کچھ ہے سب اوسی سے ہے اور سب کی نعمت ہے اسکو الحمد للہ کہکے تعبیر کرتے ہین یہ ان دونون سے بڑھکر ہے کہ وہ دونون معرفتین اسکے تحت مین ہین اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ دس حسنات ہین اور لا الہ الا اللہ بیس ۲۰ اور الحمد للہ تیس ۳۰ اور یہ حسنات یہ کلمات نہین ہین جو زبان سے نکلتے ہین بلکہ وہ معرفتین ہین جنسے یہ کلمات عبارت ہین علم شکر کے یہی معنی ہین اور حال شکر وہ فرحت ہے جو اس معرفت سے دل مین پیدا ہو اسواسطے کہ جو شخص کسی سے نعمت پاتا ہے اوس سے خوش ہوتا ہے یہ خوشی تین وجہ سے ہو سکتی ہے ایک کہ نعمت پانیوالا اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے اس نعمت کی حاجت تھی اور نعمت پانے سے اوسے اعانت ملی یہ شکر نہین ہے کیونکہ اگر کوئی بادشاہ سفر کو جانے لگے اور اپنے نوکر کو گھوڑا عنایت کرے اگر یہ نوکر اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے گھوڑے کی حاجت تھی اور گھوڑا پایا تو یہ خوشی بادشاہ کا شکر نہوگی اسواسطے کہ اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا جب بھی یہی خوشی حاصل ہوتی دوسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ بادشاہ نے یہ گھوڑا دیکر مجھپر عنایت فرمائی یہ سمجھکر اور نعمتون کا امیدوار ہے اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا تو یہ خوشی نہوتی اسواسطے کہ یہ خوشی منعم کے سبب سے منعم کے واسطے نہین ہے بلکہ امید انعام کے لیے ہی یہ منجملہ شکر تو ہے مگر ناقص ہے تیسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ کے حضور مین جا سکیگا تا کہ اوسکی زیارت کرے اسکے سوا اور کچھ نہین چاہتا تو یہ خوشی بادشاہ کے واسطے ہے اور یہ پورا شکر ہے اسیطرح جس شخص کو حق تعالی نے کوئی نعمت عنایت فرمائی اور وہ اوس نعمت ہی کے سبب سے خوش ہوا منعم کے سبب سے نہین تو یہ شکر نہوگا اور اگر منعم کے سبب سے خوش ہوا مگر اسواسطے کہ یہ نعمت دنیا اوسکی رضامندی اور عنایت کی دلیل ہے تو یہ شکر ہوگا مگر ناقص اور اگر اس سبب سے خوش ہو کہ یہ نعمت فراغت دین کا سبب ہوگی حتی کہ وہ علم اور عبادت مین مشغول ہوگا اور منعم حقیقی کا قرب ڈھونڈھیگا تو یہ کمال شکر ہے اسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کی جو چیز اوسے اون عادتون سے باز رکھے اوسکے سبب سے اندوہگین رہے اوسے نعمت ہی نسمجھے بلکہ اوس چیز کے چھن جانے کو نعمت سمجھکر اوسپر شکر کرے اور جو چیز راہ دین مین اوسکی یار و مددگار نہو اوسکے سبب سے خوش نہو

اسیواسطے حضرت شبلی قدس سرہ نے کہا کہ شکر کے یہ معنی ہین کہ تو نعمت کو دیکھے جس شخص کو محسوسات کے سوا اور کسی چیز مین مزہ ہی نہ ملے
جیسے آنکھ فرج پیٹ ہی کی شہوت مین مزہ ہوا وس سے یہ شکر ادا ہونا ممکن نہین پس دوسرے درجے سے تو کم رہے اسواسطے کہ پہلا درجہ
تو شکر ہی نہین ہے اور عمل شکر دل زبان بدن سے ہوتا ہے دل سے یون ہوتا ہے کہ سبھون کا بھلا چاہے کسی کی نعمت
دیکھکر حسد نکرے زبان سے یون ہوتا ہے کہ بہرحال شکر کرے اور الحمد للہ کہے اور منعم کے سبب سے خوشی ظاہر کرے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے عرض کیا کہ بخیریت ہون الحمد للہ فرمایا مین یہی بات چاہتا تھا
اگلے بزرگ جو ایک دوسرے سے احوال پرسی کرتے تھے اونکا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جواب شکر کے ساتھ ہوتا کہ کہنے والا اور سننے والا
دونون ثواب مین شریک ہون جو شخص شکایت کریگا گنہگار رہیگا کیونکہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہوا اس سے زیادہ اور کیا بری بات
ہوگی کہ بندہ ناچیز خداوند عالم کا شکوہ دوسرے بندہ عاجز سے کرے جسے ذرہ بھی اختیار نہین بلکہ مصیبت اور بلا پر آدمی
کو شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ شاید وہ اوسکی سعادت کا سبب ہو اگر شکر نہ کر سکے تو صبر ہی کرے اور بدن سے یون
عمل ہوتا ہے کہ سب اعضا حق تعالی کی طرف سے نعمت ہین اونہین اوس کام مین مصروف رکھے جسکے واسطے حق تعالی نے
اونہین پیدا کیا سب اعضا کو خداوند کریم نے آخرت کے واسطے پیدا کیا ہے اور تجھسے اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو
آخرت کے کامون مین مشغول رہ جب تو نے اس نعمت کو اوسکے محبوب اور پسندیدہ کام مین صرف کیا تو با وصف
اسکے کہ اوسے اس کام مین کچھ حظ اور حصہ نہین ہے کیونکہ وہ اس سے منزہ اور پاک ہے مگر تو نے اوسکا شکر ادا کیا
اسکی مثال یہ ہے کہ مثلا کسی بادشاہ کو اپنے کسی غلام کے حال پر نظر عنایت ہوا اور وہ غلام بادشاہ سے دور ہو بادشاہ
اوسکے واسطے گھوڑا اور زاد راہ بھیجے تاکہ وہ بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہوا اور مقرب ہوکر عزت و حشمت حاصل کرے
اور بلند مرتبہ پائے بادشاہ کو اوس غلام کی دوری اور نزدیکی اپنے حق مین یکسان ہو کہ اوسکی مملکت مین اوس غلام کے
آنے سے نہ کچھ بڑھجائیگا نہ نہ آنے سے کچھ گھٹ جائیگا اگرچہ امر غلام ہی کے واسطے چاہتا ہے کہ اوسکی بھلائی ہو کیونکہ
جب بادشاہ سخی اور کریم ہوتا ہے تو تمام خلق کی بھلائی اور بہبودی چاہتا ہے یہ بہبودی چاہنا خلق کے واسطے ہوتا
اپنے واسطے نہین پس اگر وہ غلام گھوڑے پر سوار ہوکر در دولت کی طرف متوجہ ہوا اور زاد راہ خرچ کرے تو اوسنے گھوڑے
اور زاد راہ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اگر گھوڑے پر چڑھکر در دولت کی طرف پیٹھ کرلے حتی کہ اور بھی دور ہو جائے تو اوسنے
کفران نعمت کیا اور اگر گھوڑے اور زاد راہ کو بیکار چھوڑ دے نہ در دولت سے نزدیک ہو نہ دور تو بھی کفران نعمت ہوگا
مگر اوسقدر نہ ہوگا اسیطرح مالک الملوک کی نعمت کو بندہ اگر اوسکی عبادت مین صرف کریگا تا اوسکے درجہ قرب سے سرفراز
ہو تو وہ شکر گذار ہوگا اور اگر گناہ مین صرف کریگا تاکہ اوس سے اور زیادہ دور ہو جائے تو کفران نعمت کریگا اور اگر مباح عیش و
عشرت مین صرف کریگا تاکہ بیکار چھوڑ دے تو بھی کفران نعمت کریگا اگرچہ اوسقدر نہو تب یہ معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر
یہی ہے کہ بندہ اوسے حق تعالی کے محبوب اور مرغوب کام مین صرف کرے تو یہ امر کوئی نہین کر سکتا مگر وہ شخص جو حق تعالی

سکے محبوب ومرغوب کاموں کو اون کاموں سے تمیز کر سکے جو خداوند کریم کے نزدیک مکروہ اور برے ہیں یہ بہت باریک علم ہے جب تک ہر چیز میں آدمی یہ پہچانیگا کہ اسکے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے تب تک یہ نہ معلوم ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی چند مثالوں میں اس امر کو اشارۃً بیان کرتے ہیں اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو احیاء العلوم میں ڈھونڈھے اسواسطے کہ اس کتاب میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں **کفران نعمت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ ہر ایک نعمت کا کفران یہ ہے کہ لوگ اوسے اوسکی حکمت کی راہ سے پھیر دیں اور جس کام کے واسطے حق تعالی نے اوس نعمت کو پیدا کیا ہے اوس کام میں اوسکو نہ صرف کریں اے عزیز جانتو کہ خدا کی نعمت کو خدا کے محبوب ومرغوب کام میں صرف کرنا شکر ہے اور جو کام خدا کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اوسمیں صرف کرنا کفران ہے اور مرغوب کام کو مکروہ کام سے شرع کے سوا اور کسی چیز سے آدمی مفصل نہیں پہچان سکتا تو یہ امر ضرور ہے کہ خدا کی نعمت کو اوسکی عبادت ہی میں صرف کرے جیسا کہ حکم ہے مگر جو لوگ اہل بصیرت ہیں اونکے واسطے ایک راہ ہے اوس راہ سے بطریق نظر واستدلال اور بسبیل الہام کاموں کی حکمت کو پہچانتے ہیں اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ جان لے کہ ابر پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ مینہ برسے اور مینہ برسنے میں یہ حکمت ہے کہ گھانس اوگے اور گھانس اوگنے میں یہ حکمت ہے کہ جانوروں کی غذا ہو اور آفتاب کے پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ دن رات ظاہر ہوں تاکہ رات سکون اور آرام کے واسطے رہے اور دن معیشت اور دنیا کے کام کے لیے رہے یہ باتیں یا اور جو ایسی باتیں ہیں اونکی حکمت تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانتا ہے مگر آفتاب میں اسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتیں ہیں کہ اونہیں ہر ایک نہیں پہچانتا اور آسمان پر بہت سے ستارے ہیں کہ ہر ایک نہیں جانتا کہ اونکو پیدا کرنے میں کیا حکمت الہی ہے جیسا کہ ہر ایک تو جانتا ہے کہ ہمارے اعضا میں سے ہاتھ پکڑنے کے واسطے ہے پاوں چلنے کے لیے آنکھ دیکھنے کے واسطے اور ممکن ہے کہ یہ نجانے کہ جگر اور تلی کس واسطے ہے اور آنکھ میں دس پردے کیوں پیدا کیے ہیں پس ان حکمتوں میں سے بعضی باریک ہوتی ہیں بعضی باریک تر کہ خاص لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اسکی تفصیل دراز ہے مگر اسقدر جاننا ضرور ہے کہ آدمی کو آخرت ہی کے واسطے پیدا کیا ہے دنیا کے لیے نہیں اور آدمی کا حصہ دنیا میں اسواسطے پیدا کیا ہے تاکہ راہ آخرت میں اوسکا توشہ ہو اور یہ گمان نکرنا چاہیے کہ ہر چیز آدمی کے واسطے پیدا کی ہے تاکہ جس چیز میں اپنا فائدہ نہ دیکھے کہے کہ خدا نے یہ چیز کیوں پیدا کی ہے مثلاً یوں کہے کہ خدا نے مکھی اور چیونٹی کیوں پیدا کی ہیں اور سانپ کو کیوں پیدا کیا جاننا چاہیے کہ چیونٹی بھی تعجب کرتی ہے کہ حق تعالی نے آدمی کو کیوں پیدا کیا ہے کہ بے سبب ہمکو پاوں کے تلے دبا کر مار ڈالتا ہے جیسا آدمی کو تعجب ہے ویسا اوسے بھی تعجب ہے بلکہ حق سبحانہ تعالی کے فیض اتم کو یہ لازم ہے کہ جس چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے سب اجناس انواع حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ میں سے وہ بہت اچھی صورت سے پیدا ہو پھر جسے جسقدر اپنی ضرورت کے موافق درجات اور زینت اور آرائش چاہیے ہو پیدا کیجاتی اسواسطے کہ اوسکی سرکار ابد قرار مبدء فیوض ہے وہاں منع اور بخل کو گنجائش نہیں اور جو کمال اور زینت وجمال پیدا نہیں ہوتا وہ اسوجہ سے نہیں ہوتا کہ محل اوسکے قابل نہیں اوسکی ضد اور خلاف کے ساتھ مشغول ہے اور شاید کہ وہ ضد کسی اور کام کے واسطے مقصود ہو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ آگ پانی کی سردی اور لطافت کو قبول کرے کیونکہ گرم چیز سردی کو نہیں قبول کرتی اس لیے کہ سردی گرم چیز کی ضد ہے اور گرم چیز کی گرمی بھی مقصود ہے کہ اوسی اوسکا زائل کر دینا بھی نقصان ہے حقیقت میں جب

رطوبت ہی غذا ملکی ہو پیدا کیا ہاں جس سے پیدا کیا ہے کہ مکھی اوس رطوبت سے کاملتر ہی جو رطوبت اس مکان کر قابل تھی وہی اس مکان سے باز نہین رکھا کہ یہ باز رکھنا منجملہ بخل ہوتا مکھی رطوبت
سے باینہمہ کاملتر ہے کہ اوسمین حیات و قدرت اور حس و حرکت اور اشکال عجیب اور اعضا غریب ہین کہ اوس رطوبت مین یہ کچھ نہ تھا اوس رطوبت
آدمی کو اسواسطے نہین بنایا کہ اوس رطوبت مین آدمی کی خلقت کی گنجائش اور قابلیت نتھی اسواسطے کہ اوس رطوبت مین ایسی صفتین تھین جو اون
صفات کی ضد ہین جو خلقت آدمی کے واسطے ضرور ہین اور مکھی کو جس جس چیز کی حاجت تھی اون چیزون سے اوسے باز نہین رکھا وہ چیزین ۱۹
یہ ہین پر بال ہاتھ پاؤن آنکھ منہ سر پیٹ وہ جگہہ جہان غذا جاسے وہ ٹھکانا جہان غذا ٹھہر کر ہضم ہو وہ مقام جہان سے
غذا باہر نکلے اور جو کچھ تنگی لطافت سبکی اوسکے بدن کو چاہیے تھی وہ سب وہی عنایت فرمائی چونکہ اوسے دیدار کی حاجت تھی اور اوسکا سر چھوٹا
تھا پلکدار آنکھ کی گنجایش نتھی تو بے پلک کے دو نگینے پیدا کیے تاکہ اوسمین صورتین دکھائی دین اور چونکہ پلک اسواسطے ہوتی ہے کہ جو گرد آنکھ
پر پڑے اوسے صاف کرے اور یہ صیقل آئینہ کے مانند ہے اور مکھی کے پلک نتھی تو اوسکے عوض مین دو ہاتھ زیادہ پیدا کردیے تاکہ ہر وقت
اون دونون ہاتھون سے اون دونون نگینون کو صاف اور پاک کرتی رہتی ہے پھر دونون ہاتھ ملڈالتی ہے تاکہ ہاتھ سے گرد جھڑ جاے اگرچہ اسکا بیان
سے یہ مقصود ہے تاکہ تجھے معلوم ہوجاے کہ حق سبحانہ تعالی کی عنایت اور مہربانی عام ہر آدمی ہی کے ساتھ مخصوص نہین اسواسطے کہ ہر کیڑے مکوڑے
کو جو کچھ چاہیے تھا سب تمام و کمال عنایت فرمایا ہے حتی کہ مچھر کی بھی وہی صورت کی جو ہاتھی کی ہے یہ کیڑے مکوڑے آدمی کے واسطے
نہین پیدا کیے ہین ہر ایک اوسی کے واسطے پیدا کیا ہے جسطرح تجھے تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ تو اپنی خلقت کے قبل کوئی وسیلہ اور قرابت
نہین رکھتا تھا کہ اوسکے سبب سے پیدا ہونیکا مستحق تھا کہ اور چیزین وہ وسیلہ نہین رکھتی تھین بخشش الہی اور اوسکے فیض نامتناہی کا دریا جوش مارتا ہے
اور اونمین سبھی چیزین ہین اونمین ایک پشہ ہے ایک چیونٹی ہے ایک مکھی ہے ایک ہاتھی ہے ایک مرغ ہے اور علی ہذا القیاس انہین سے جو ناقص تھے اوسے
کامل پیدا کردیا ہے جو کچھ مین نے بیان کیا ہے اون سب مین آدمی کا اثر ہے تو خواہ مخواہ اکثر چیزین دوسری غذا ہین لیکن زمین کے نیچے اور قعر دریا
مین ایسی بہت چیزین ہین جنہین آدمی کا کچھ حصہ نہین مگر اونکے ساتھ بھی خلقت ظاہری اور باطنی مین وہی عنایت اور مہربانی فرمائی ہے شمار
اونکے ظاہر و باطن ہین اونکے نقش و نگار ہیئت ہین کہ آدمی اوسکے عاجز آجاتے ہین یہ جاننا اون علوم کے دریاؤن سے قطرہ رکھتا ہی نہین
اکثر علما بھی جاہل جیتے ہین اسکی تفصیل بیان کرنے مین طوالت ہے مقصود یہ ہے کہ تجھے اپنے تئین برگزیدگان جناب الہی مین سے شمار
کرنا چاہیے حتی کہ سبکو اپنے واسطے ٹھہرالے اور جس چیز مین تجھے فائدہ نہین ہے اوسے کہنے لگے کہ اسے کیون پیدا کیا اسمین تو کچھ بھی
حکمت نہین ہے جب تجھے نے یہ جان لیا کہ چیونٹی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان سکے کہ آفتاب ماہتاب ستارے آسمان فرشتون سبکو
بھی تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ تجھے انمین سے بعض کے سبب سے نفع ہے جسطرح مکھی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا اگرچہ اوس سے
تیرا فائدہ ہے کیونکہ اوسے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ جس چیز مین بدبو ہو اور جو چیز سڑنے والی ہو اوسے کھاسے تاکہ بدبو کم ہوجاے اور قصائی کو
مکھیون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ قصائی سے مکھیون کا فائدہ ہے تیرا یہ گمان کہ آفتاب دوپہر سے ہی واسطے نکلتا ہو ایسا ہے جیسے
مکھی کا یہ گمان کہ قصائی روز صبح سے میرے ہی واسطے دکان لگاتا ہے کہ وہ اوسکی دکان مین خون اور نجاست خوب چھلکا کے کھاتی ہے جسطرح قصائی اور ہر ایک
کام کی طرف متوجہ رہتا ہے مکھی کے کام کا اوسے خیال بھی نہین آتا اگرچہ قصائی کے کام کے فضلات مکھی کی غذا اور حیات ہین اوسیطرح

آفتاب بھی اپنے طواف اور اپنی گردش مین جناب آلہی کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ ہے تجھے یاد بھی نہین کرتا اگرچہ اوسکے نور کے فضلات سے تیری آنکھ روشن ہوجاتی اور اوسکی گرمی کے فضلات سے زمین کا مزاج معتدل ہوجاتا ہے حتی کہ روئیدگی جو تیری غذا ہے وہ اوگتی ہے تو جو چیزین تجھسے علاقہ ہی نہین رکھتی ہین شکر کے معنی بیان کرنے مین اوسکی خلقت کی حکمت بیان کرنا ہمارے کچھ کار آمد نہ آئیگا اور جو چیزین تجھسے علاقہ رکھتی ہین وہ بھی بہت ہین سب نہین بیان کرسکتے چند مثالین بیان کرتے ہین ایک یہ کہ تیری آنکھ دو کامون کے واسطے پیدا کی ہے ایک تو یہ کہ تو اس جہان مین اپنی حاجتون کی راہ جانے دوسرے یہ کہ تو حق تعالے کی عجیب صنعتون کا نظارہ کرے اور اونکے سبب سے اوسکی عظمت پہچانے جب کسی نامحرم کو دیکھیگا تو آنکھ کی نعمت کا کفران کیا بلکہ آنکھ کی نعمت آفتاب کے بغیر ناتمام ہے کیونکہ بے نور آفتاب کے تو نہین دیکھتا اور زمین و آسمان بغیر آفتاب ممکن نہین کیونکہ رات دن آسمان کے سبب ظاہر ہوتے ہین تو نامحرم کو دیکھنے سے آنکھ اور آفتاب کی نعمت کیا بلکہ آسمان زمین کی نعمت کا کفران ہے اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے زمین و آسمان اوسپر لعنت کرتے ہین اور تجھے حق تعالی نے ہاتھ اسواسطے عنایت کیے ہین تاکہ تو اونکے ذریعہ سے اپنا کام اسطرح درست کرے کہ کھانا کھائے طہارت وغیرہ بجا لائے جب ہاتھ سے تو گناہ کریگا تو کفران نعمت کیا بلکہ مثلا اگر داہنے ہاتھ سے استنجا کریگا اور بائین ہاتھ سے قرآن شریف لیگا تو بھی کفران نعمت کیا اسواسطے کہ حق تعالی کی حکمت و مصلحت کام سے تو باہر ہوگیا اسلیے کہ حق تعالی کو عدل پسند ہے اور عدل یہ ہے کہ شریف کام شریف کے واسطے ہو اور حقیر کام حقیر کے واسطے اور دونون ہاتھون مین اکثر آدمی کا ایک ہاتھ زور آور ہے ایسا ہی شریف ہو اور تیرے کام دو قسم کے ہین بعضے حقیر ہین بعضے شریف جو کام شریف ہو اوسکو داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے جو کام حقیر ہو اوسکو بائین ہاتھ سے کرنا چاہیے تاکہ عدل حاصل ہو ورنہ بہائم کی طرح حکمت اور عدل کو تو اوٹھا دیگا اور اگر قبلہ کیطرف منہ کرکے تھوکیگا تو قبلہ اور چارون طرف کی نعمت کا کفران کریگا کہ چارون سمت برابر نہین ہین حق سبحانہ تعالی نے تیری ہی صلاح کے واسطے ایک سمت کو بزرگ کیا ہے تاکہ عبادت مین تو اوسطرف منہ کرے اور وہ تیری تسلی اور چین کا باعث ہو اور اسطرف جو گھر بنایا اوسے اپنی طرف منسوب کیا اور تیرے واسطے حقیر کام بھی ہین جیسے پاخانہ جانا تھوکنا اور شریف کام بھی ہین جیسے وضو کرنا نماز پڑھنا اگر سب کامون کو برابر جانکر کریگا تو بہائم کے مانند زندگی ہوگی اور نعمت عقل جو عدل و حکمت ظاہر ہونے کی جگہ ہے اوسکا حق اور نعمت قبلہ کا حق باطل کیا ہوگا اور اگر مثلاً کسی درخت کی شاخ یا کلی بے حاجت کے توڑیگا تو ہاتھ اور درخت کی نعمت باطل کی ہوگی اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوس شاخ کو پیدا کیا اور اوسمین رگین اور ریشے بنائی ہین تاکہ وہ شاخ اپنی غذا اوپر کو لے جائے اور اوسمین غذا کھانے کی قوت اور اور قوتین بھی کسی کام کو پیدا کی ہین کہ جب وہ شاخ کمال کو پہونچتی ہے تو اوس کام کی ہوتی ہے جب تو نے اوسکی راہ بری کی تو ناشکر گزاری کی مگر جب تجھے اپنا کمال حاصل کرنیکو اوسکی حاجت ہو تو اوسکا کمال تیرے کمال پر صدقے ہے اسواسطے کہ ناقص کا کامل پر تصدق ہوجانا بھی حاصل ہے اور اگر دوسرے کی ملک مین سے توڑ لیگا تو گو کہ تجھے حاجت بھی ہو مگر تو نے کفران نعمت کیا کیونکہ مالک کی حاجت تیری حاجت سے مقدم اور اولی ہے ہرچند کہ حقیقت مین کوئی چیز بندہ کی ملک نہین ہے مگر دنیا کی مثل ایسی ہے جیسے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور دنیا کی نعمتین ایسی ہین جیسے دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہے اور خدا کے بندے گویا اوس دسترخوان پر مہمان بیٹھے ہین کہ اونمین سے کوئی کچھ ملک نہین رکھتا لیکن چونکہ ہر ایک لقمہ سب کو کفایت نہین کرتا تو ایک مہمان نے جو کچھ ہاتھ مین اوٹھا لیا یا منہ مین رکھ لیا تو دوسرے مہمان کو نہین پہونچتا کہ اوس سے چھین لے بندے بس اتنی ہی چیز کے مالک ہین اور اسیطرح مہمانون کو یہ نہین پہونچتا کہ کھانا اوٹھا کر ایسی جگہ رکھدین جہان کسیکا ہاتھ نہ پہونچے اسطرح یہ امر بھی کسیکو لائق نہین

ہے کہ اپنا کا مال اپنی حاجت سے زیادہ رکھ چھوڑے اور خزانے میں داخل کرے اور محتاجوں کو نہ دے مگر ظاہری فتوی میں
یہ حکم نہیں ہے اسواسطے کسیکی حاجت معلوم نہیں ہوتی اگر ہم یہ راز کھولدیں تو ہر ایک دوسرے کا مال چھین لے اور کہے کہ اوسکو اسکی
حاجت نہیں ہے تو یہ حکم بضرورت ہمنے چھوڑ دیا ہے لیکن حکمت کے برخلاف ہے اسیواسطے مال جمع کرنے کے بارے میں نہی آئی ہے
خصوصاً غلہ جمع کرنے کے باب میں کہ وہ خلق کی غذا ہے اور جو شخص غلہ اس نیت سے جمع کریگا کہ غلہ گران ہو لے تو مہنگا بیچوں وہ خدا کی
لعنت میں گرفتار ہوگا بلکہ جو اوسکی سوداگری کرکے غلہ کو غلہ کے بدلے سود کے طور پر بیچے جیسے ڈیوڑھی وغیرہ لینے کی رسم ہے وہ ملعون
ہے اسواسطے کہ غلہ خلق کی غذا ہے جب اوسکی تجارت کرینگے تو وہ قید میں پڑجائیگا محتاجوں کو جلدی نہ پہونچیگا سونے چاندی
میں بھی یہ امر حرام ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے دو حکمتوں کے واسطے سونا چاندی پیدا کیا ہے ایک یہ کہ مال کی قیمت اوس سے
ظاہر ہوتی ہے اسواسطے کہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ ایک گھوڑا کتنے غلاموں کے عوض اور ایک غلام کے کپڑوں کے بدلے بکیگا اور یہ
چیزیں ایک کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا ضرور ہے تو ایسی چیز کی حاجت پڑی کہ سب چیزوں کو اوس پر قیاس کرکے سمجھ لیں اسیواسطے
سونا چاندی پیدا کیا تاکہ اون حاکم کے مثل ہو جو ہر چیز کی مقدار ظاہر کردیتا ہے جو شخص سونے چاندی کو خزانے میں رکھ چھوڑیگا
وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانوں کے حاکم کو قید کیا اور جو شخص سونے چاندی کا لوٹا کٹورا بناتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانوں کے حاکم کو بوجھ
اوٹھانے اور جولاہے پن کرنیکا حکم کرے اسواسطے کہ لوٹا اسواسطے ہوتا ہے کہ پانی کو محفوظ رکھے یہ کام مٹی اور تانبے سے بھی ہوسکتا ہے دوسری
حکمت یہ ہے کہ سونا چاندی وسیلہ عزیز الوجود ہیں انکے سبب سے ہر چیز ہاتھ آتی ہے اور سب لوگ اسکی رغبت کرتے ہیں کیونکہ جو شخص سونا چاندی
رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے شاید کسی کے پاس کپڑا ہو اور غلہ کی حاجت رکھتا ہو اور جسکے پاس غلہ ہو اوسے کپڑے کی حاجت ہو کپڑے کو
بدلے غلہ نہ بیچے اسواسطے حق تعالی نے سونے چاندی کو پیدا کیا اور ہر دل عزیز کردیا تاکہ اوسکے سبب سے دنیا کے معاملے جاری رہیں
اور سونا چاندی جو فی الحقیقت محتاج الیہ نہیں ہے اوس سے حاجت کی سب چیزیں حاصل ہوں تو جب سود کے بدلے سونا چاندی کے
عوض چاندی لوگ نفع سے بیچنے لگیں تو دونوں ایک دوسرے سے اٹک کر قید میں پڑجائینگے اور کام نکلنے کا وسیلہ نہ رہینگے تو یہ گمان نکرنا
چاہیے کہ شرع میں کوئی چیز حکمت اور عدل سے باہر ہے بلکہ جو چیز ہو وہ جیسی چاہیے ویسی ہی ہے لیکن بعضی حکمتیں ایسی باریک ہیں کہ پیغمبروں کے
سوا کوئی نہیں جانتا اور بعض حکمتیں ایسی ہیں کہ بڑے بڑے عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا جس عالم نے تقلیداً کام اختیار کیے ہوں وہ
ناقص ہوتا ہے اور عوام الناس کے قریب قریب ہوتا ہے عالم جب یہ حکمتیں پہچان جاتا ہے تو جس چیز کو وہ مکروہ جانتے ہیں اوسیکو حرام جانتا ہے
حتی کہ ایک بزرگ نے دہوکے سے بایاں پاؤں پہلے جوتی میں ڈالدیا گیہوں کے کئی من اس خطا کے کفارے میں دیے کوئی عامی اگر
کسی درخت کی شاخ توڑ لے یا قبلہ کیطرف تھوکے یا بائیں ہاتھ سے قرآن شریف لے تو اوسپر اسقدر ہم اعتراض نکرینگے جسقدر خاص
لوگوں پر کرتے ہیں عامی سے جو ایسی بے ادبی ہوتی ہے تو اوسکے ناقص ہونے کے سبب سے ہوتی ہے کیونکہ وہ بہائم کے قریب قریب
ہے ان باتوں کی تمیز نہیں رکھتا اسواسطے کہ اوسکا احوال حکمت سے اتنی دور ہوتا ہے کہ ان دقائق کو وہ کچھ بھی نہیں جانتا کیونکہ اگر جاہل
آدمی جمعہ کی اذان کے وقت کسی آزاد کو بیچے تو اوسپر عتاب نکرینگے کہ اسوقت بیع مکروہ ہے اس لیے کہ آزاد کو بیچنے کا گناہ اس

کراہت کو چھپا لیگا اگر معاذ اللہ کوئی جاہل مسجد کی محراب میں قبلہ کی طرف بیٹھ کرکے قضاے حاجت کرے تو قبلہ کیطرف بیٹھنے کی اس سبب سے
اوسپر عتاب کرنیکا محل نہیں ہا اسواسطے کہ وہ گناہ بڑا ہے کہ یہ ذرہ سی خطا اوسمین پوشیدہ ہوجائیگی اسواسطے عوام الناس کے ساتھ سہل انگاری
کیجاتی ہے اور ظاہری فتوی عوام ہی کے واسطے ہے سالک راہ آخرت کو ظاہری فتوی کی طرف نہ دیکھنا چاہیے آدمی ان دقائق کا لحاظ رکھے تاکہ
عدل و حکمت میں بلا تکلف قریب ہو جاوے ورنہ سہل گیرے میں عوام الناس کی طرح بہائم کے قریب قریب ہو جائیگا۔ نعمت کی حقیقت
کا بیان۔ اے عزیز جانو کہ جو چیز حق سبحانہ تعالی نے پیدا کی ہے وہ آدمی کے حق میں چار قسم پر ہے پہلی قسم وہ چیز ہے جو دنیا اور آخرت
دونون مین مفید ہے جیسے علم اور نیک خلق درحقیقت اس جہان میں یہی نعمت ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو دونون جہان میں نقصان کا سبب ہو
جیسے نادانی اور بدخوئی حقیقت میں بلا یہی ہے تیسری قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان میں راحت ہو اور اوس جہان میں رنج جیسے نعمت دنیا کی
کثرت اور آدمی کا اوس سے بہرہ یاب ہونا یہ احمقون کے نزدیک نعمت ہے اور عقلمندون اور عارفون کے نزدیک بلا او مصیبت ہے اسکی مثال ایسی ہے
جیسے کوئی بھوکا آدمی شہد پاجاے اور اوسمین زہر ملا ہوا گر احمق ہے اور نہین جانتا کہ اسمین زہر ملا ہے تو اوسے نعمت جانیگا اگر عقلمند ہوگا تو اوسے
بلا سمجھیگا چوتھی قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان میں رنج و اذیت ہو اور اوس جہان میں عیش و راحت ہو وہ ریاضت ہے اور نفس و شہوت کی مخالفت ہے
یہ عارفون کے نزدیک نعمت ہے جیسے بیمار عاقل کے نزدیک کڑوی دوا اور احمقون کے نزدیک بلا او مصیبت ہے فصل اے عزیز جانو کہ دنیا
اکثر اسباب ہے چلے میں اونمین بعضے تو ایسے ہیں بعضے بھلائی میں ضرر سے زیادہ جسکی مقدار کی وہی نعمت ہے یہ کیفیت لوگون کے حال کے ساتھ
بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جو مال بقدر کفایت ہوتا ہے اکثر لوگون کے حق میں اوسکا نفع زائد از مضرت ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایسا ہوتا کہ
ذرا سا مال بھی اوسے نقصان کرتا ہے کہ اسکے سبب سے اوسکی حرص زیادہ ہوجاتی ہے اگر کچھ بھی مال نہ رکھتا ہوتا تو طمع اور لالچ سے بچا رہتا اور
کوئی آدمی ایسا کامل ہوتا کہ بہت مال بھی اوسے ضرر نہین کرتا حاجتمندون کو بقدر احتیاج دیسکتا ہے پس اس سبب سے جاننا چاہیے کہ ایک
چیز کا ایک آدمی کے حق میں نعمت ہونا اور اوسی چیز کا دوسرے کے حق میں بلا ہونا روا ہے فصل اے عزیز جانو کہ جس چیز کو لوگ نیک جانتے ہیں وہ تین
حال سے خالی نہین یا فی الحال خوش آتی ہے یا آئندہ مفید ہوگی یا فی نفسہ نیک ہے اور جس چیز کو بری جانتے ہین وہ یا بالفعل ناپسندیدہ ہے یا آئندہ مضر
ہوگی یا فی نفسہ بری ہے پس وہ چیز نہایت نیک ہے جسمین یہ تینون صفتیں پائی جائین خوش بھی آئے نیک بھی ہو مفید بھی ہو وہ نہین ہے
مگر علم و حکمت اسکے مقابلہ مین جہل کمال درجہ بری چیز ہے کہ ناپسندیدہ بھی ہے مضر بھی ہے برا بھی ہے اے عزیز جانو کہ علم سے بہتر
کوئی چیز نہین ہے مگر اوسی کے نزدیک جسکا دل بیمار نہو اور جہل فی الحال دکھ دینے والا اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ جو شخص ایک چیز نہ جانتا ہو اور
چاہے کہ جانون تو اوسوقت اپنی جاہلی کو دکھ درد سمجھتا ہے اور جہل برا ہے مگر کھلی ہوئی برائی اوسمین نہین ہے دلمین برائی پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ دلکی صورت
بگاڑ دیتا ہے یہ بات کھلی ہوئی برائی سے بھی بدتر ہے اور کوئی چیز نافع ہوتی ہے مگر ناگوار معلوم ہوتی ہے جیسے تمام ہاتھ ضائع ہو جانے کے
خوف سے اونگلی کاٹ ڈالنا اور وہ چیز ایک وجہ سے مفید ہوتی ہے ایک وجہ سے مضر جیسے کوئی شخص کشتی ڈوبتے وقت اپنی جان بچانے
کے واسطے مال نکال کر دریا مین پھینکدے فصل لوگ کہتے ہین کہ جو چیز خوش معلوم ہوتی ہے وہی نعمت ہے حالانکہ خوشی اور لذتون کے
تین قسم ہین ایک وہ جو نہایت بدتر و خسیس تر ہے وہ پیٹ اور فرج کی لذت ہے اکثر خلق اسی لذت کو جانتی ہے اور اسی مین مشغول رہتی

اور جو کچھ تلاش کرتی ہے اسیواسطے تلاش کرتی ہے اس لذت کے برسے ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سب بہائم اسمین شریک ہین اور اس بات مین آدمی سے
بڑھے ہوئے ہین اسواسطے کہ حیوانات کی خورش اور جفتی آدمی کی غذا اور مباشرت سے زیادہ ہے بلکہ مکھی چیونٹی کیڑے سبھی اس لذت مین آدمی
کے شریک ہین جب کوئی اپنے تئین بالکل اسی لذت کے حوالہ کردے تو اوسنے حشرات الارض کے مرتبہ پر قناعت کی دوسرا درجہ غلبہ اور ریاست
اور دوسرون پر فوقیت پانیکی لذت ہے یہی غصہ غضب کی قوت ہے یہ اگرچہ پیٹ اور فرج کی لذت سے بہتر ہے مگر پھر بھی بری چیز ہے کیونکہ اس
بات مین بعضے حیوانات آدمی کے شریک ہین جیسے شیر چیتا انھین غلبہ اور حملہ کرنے کی حرص ہے تیسرا درجہ علم و حکمت اور حق تعالی کی معرفت
اور عجیب عجیب صنعتون کے پہچاننے کی لذت ہے یہ لذت بہت بہتر ہے اسواسطے کہ کسی جانور کو نہین ہوتی یہ ملائکہ کی صفت ہے بلکہ حق تعالی
کی صفتون مین سے ہے جس شخص کو ان ہی چیزون مین لذت ہو اسکے سوا اور کسی چیز مین لذت نہین وہ کامل ہے اور جسے ان چیزون مین کچھ
بھی لذت نہین وہ ناقص ہے بلکہ بیمار اور ہلاک ہونیوالا ہے اکثر مسلمان ان ہی دو قسمون سے ہوتے ہین بلکہ ان چیزون کی لذت بھی پاتے
ہین اور اور چیزون کی بھی جیسے ریاست اور شہوت کی لذت مگر جس شخص پر معرفت کی لذت غالب ہوتی ہے اور دوسری چیز کی لذت
اوسمین پوشیدہ اور مغلوب ہوجاتی ہے وہ شخص درجۂ کمال سے نزدیکتر ہوتا ہے اور جسپر دوسری لذت غالب ہوتی ہے اور یہ تکلیف سے
ہوتی ہے وہ اگر اس لذت کی غالب ہوجانے کی کوشش کرے تو درجۂ نقصان سے نزدیکتر ہوتا ہے نیکیون کا پلہ بھاری ہوجانے کے یہی معنے

ہین **نعمت کے سب اقسام اور درجات کا بیان** ایعزیز جانتو کہ نعمت حقیقی سعادت آخرت ہے اسواسطے کہ وہ بالذات مطلوب
ہے اپنے سوا دوسری نعمت کا وسیلہ نہین یہ چار چیزین ہین ایک وہ بقا جسمین فنا کو دخل ہی نہو دوسری ایسی خوشی جسمے رنج سے کچھ لوث نہو
تیسری وہ علم اور کشف جو جہل و ظلمت کی کدورت سے پاک صاف ہو چوتھی وہ استغنا جس مین فقر اور محتاجی کی گنجایش ہی نہو ان چار ون
چیزون کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جناب الٰہی کے جمال بیمثال کی لذت اسطرح مدام حاصل رہے کہ ملال اور زوال اوسمین دخل ہی نہ پاسکے نعمت حقیقی
بس یہی ہے اور جس چیز کو دنیا مین نعمت جانتے ہین تو اسی واسطے جانتے ہین کہ وہ سعادت آخرت کا وسیلہ ہوتی ہے فی نفسہ مطلوب
نہین ہے اور پوری نعمت وہی ہے جس سے سعادت آخرت ڈھونڈہین اور کچھ نہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
اَلْعَیْشُ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ایکبار نہایت رنج اور سختی کے وقت آپنے یہ کلمہ فرمایا تاکہ رنج دنیا سے انکو تسکین ہوئی اور ایک مرتبہ نہایت خوشی
کے وقت حج وداع مین کہ دین کامل ہوچکا تھا اور تمام خلق آپکی طرف متوجہ تھی آپ اونٹ پر سوار تھے لوگ آپسے حج کے مسائل پوچھتے تھے جب
آپ نے اس کمال دین کو ملاحظہ فرمایا تو یہ کلمہ زبان مبارک پر آیا تا آپ کا دل حق منزل لذت دنیا کی طرف نگاہ نکرے ایک شخص نے کہا اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے شخص تو جانتا بھی ہے کہ پوری نعمت کیا ہے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا کہ
پوری نعمت یہ ہے کہ تو بہشت مین جائے اور جو نعمتین دنیا مین ہوتی ہین اونمین سے جو وسیلۂ آخرت نہین ہے وہ حقیقت مین نعمت نہین ہے
اور جو وسیلۂ آخرت ہے وہ سولہ چیزین ہین چار دل مین چار بدن کے اندر چار بدن کے باہر چار ان بارہ کو جمع کرنے مین چار جو دل مین
ہین وہ علم مکاشفہ علم معاملہ عفت عدل ہے علم مکاشفہ تو یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کو اور اوسکی صفتون کو اور اوسکے فرشتون اور رسولون
کو پہچانے اور علم معاملہ وہ ہے جو اس کتاب مین ہمنے بیان کیا کہ اوہ دین کی گھاٹیان ہین جیسا رکن مہلکات مین ہمنے بیان کیا اور زاد راہ ہے

۱۵ آخرت ہی کی عیش عیش ہے ۱۲ ۹۲ ای اللہ مانگتا ہون تجھ سے پوری نعمت ۱۲

جیسا کہ رکن عبادات اور معاملات مین مذکور ہوا اور منازل راہ ہین جو اس رکن منجیات مین بیان ہو رہا ہے آدمی ان سب کو بخوبی جان لیوے اور معرفت یہ ہی کہ آدمی خواہش اور غصہ کی قوت کو توڑ کر پورا اسپر غلبہ حاصل کرے اور عدل یہ ہے کہ خواہش اور غصہ کو درمیان سے بالکل اوٹھا نہ دے کیونکہ یہ نقصان اور خسران ہو اور بالکل مسلط بھی نکر دے کہ حد سے گذر جاوین اسواسطے کہ یہ طوفان اور طغیان ہے بلکہ راستی اور اعتدال کی ترازو مین تولنا رہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ یہ چارون چیزین تمام نہین ہوتین مگر اون نعمتون کے سبب سے جو بدن مین ہین وہ چار قسمین ہین تندرستی قوت جمال عمر دراز تندرستی اور قوت اور عمر دراز کے ساتھ سعادت آخرت کی حاجت کچھ چھپی نہین اسواسطے کہ علم و عمل اور خلق نیک اور وہ فضائل جو آدمی کے دل مین ہین سمنے کہے ہین بے انکے تمام و کمال حاصل نہین ہوتے لیکن جمال کی حاجت کم پڑتی ہے مگر ایک تو یہ کہ خوبصورت آدمی کی غرض بہت نکلتی ہے اس لحاظ سے جمال بھی جاہ مال کے مثل ہے اور جو چیز دنیا کی حاجت اور ضرورت مین کام آتی ہے وہ آخرت کی ضرورتون مین کام آتی ہے اسواسطے کہ دنیا کی ضرورتین نکلنی رہنا امور آخرت مین خاطر جمعی کا سبب ہوتا ہے اور دنیا مزرع آخرت ہے دوسرے یہ کہ ظاہری خوبصورتی باطن کی نیک سیرتی کا عنوان ہے کیونکہ یہ ایک عنایتی نور ہے کہ پیدا ہوتے ہی ساتھ ہی آدمی مین چمکنے لگتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ حق تعالی نے جب آدمی کا ظاہر آراستہ کر دیا تو باطن بھی نیک اخلاق سے آراستہ کر دیتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ ہر آدمی ایسا نہین ہوتا جو اپنی بری سیرت کی بہ نسبت خوبصورت ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خوبصورت لوگون سے اپنی حاجت اور مراد چاہو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے جب کہین ایلچی بھیجو تو اچھے نام والا اور خوبصورت بھیجو فقہا رحمہم اللہ تعالی نے کہا ہے جب نماز مین امامت کرنیوالے علم قرات قرآن اور پرہیزگاری کی صفت مین برابر ہون تو اونمین جو سب سے خوبصورت ہو وہ امامت کے واسطے اولی تر ہے اے عزیز جانو کہ اس خوبصورتی سے وہ مراد نہین ہے جو شہوت بھڑکاوے اسواسطے کہ وہ عورتون کی صفت ہے بلکہ آدمی ایسا کشیدہ قامت جسیم متناسب الاعضا ہو کہ لوگون کے دیدہ و دل اوس سے نفرت نکرین یہ جو نعمتین ہین کچھ باہر کی ہین اور بدن کی اونکی حاجت ہے وہ یہ ہین مال و جاہ زن و فرزند شرافت نسب آخرت کو مال کی حاجت اسوجہ سے ہے کہ جو شخص نادار ہوگا تمام دن روزی کی تلاش مین مشغول رہیگا علم و عمل مین بہت کم مصروف ہوگا پس مال بقدر کفایت دینی نعمت ہی اور جاہ کی اسواسطے حاجت ہے کہ جو شخص جاہ و منزلت نہین رکھتا وہ لوگون کی نظرون مین ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہی دشمنون سے ایمن نہین رہتا مگر جاہ و مال کی زیادتی مین بہت سی آفتین ہین اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو صبح کو اوٹھے اور تندرست اور ایمن ہو اور اوسدن کی قوت اوسکے پاس ہو وہ ایسا ہے کہ گویا تمام دنیا اوسکو حاصل ہے اور یہ امور بے جاہ و مال کے میسر نہین ہوسکتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى تَقْوَى اللهِ الْمَالُ یعنی مال پرہیزگاری مین کیا اچھا مددگار ہے اور زن و فرزند اسوجہ سے دینی نعمت ہین کہ جورو بہت شغلون سے فراغت حاصل ہونیکا سبب ہوتی ہے اور نیز شہوت سے بیخوف کرتی ہے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک عورت دین کے امور مین دل کی بڑی مددگار ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کہ مال دنیا مین سے ہم کیا جمع کرین تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ اور فرزند والدین کے مرنے کے بعد دعاے خیر کا باعث ہوتا ہی اور زندگی مین یار و مددگار رہتا ہے نیک اولاد مرد کے واسطے

ہاتھ پاؤن پر وبال کے مثل ہوتی ہے کیونکہ اوس سے بہت کام نکلتے ہین یہ بات بڑی نعمت ہے بشرطیکہ آدمی تنگی آفت سے عذر کرتا رہے کہ انکے سبب سے تمام ہمت تنہا ہی کی طرف نہ مصروف کردے اور شرافت نسب بھی نعمت ہے کیونکہ امامت نسب قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَخَیَّرُوْا لِنُطَفِکُمْ وَلَا کُفَاءَ وَاِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ یعنی پاکیزہ جگہ مین بیج بو اور گھورے پر کے سبزہ سے پرہیز کرو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ گھورے کا سبزہ کیا چیز ہے فرمایا خوبصورت عورت جو کم ذات ہو العزیز جانتو کہ اس نسب سے دنیا کی سرداری مقصود نہین ہے بلکہ دینی نسب مراد ہے جو صالح اور عالم لوگون سے ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک نعمت ہے آدمی مین اکثر اخلاق آبا اور اجداد سے سرایت کرتے ہین جڑ کا اچھا ہونا شاخون کے اچھے ہونے پر دلیل ہوتا ہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا اور چار نعمتین جو ان بارہ نعمتون کو جمع کرتی ہین ہدایت رشد تائید تسدید ہے کہ ان سبکو توفیق کہتے ہین سبب توفیق کے کوئی نعمت نعمت ہی نہین توفیق کے یہ معنی ہین کہ قضاء الہی اور ارادہ عبد مین موافقت ہوجانا یہ بات خیر و شر دونون مین ہوتی ہے مگر بمقتضای عادت توفیق خاص اسی سے عبارت ہوگئی ہے کہ ارادہ بندہ قضاء الہی کے ساتھ کار خیر مین جمع ہوجاے اور توفیق کی تکمیل چار چیزون سے ہوتی ہے ایک ہدایت کہ کوئی شخص اس سے مستغنی نہین ہے کیونکہ اگر شخص سعادت آخرت کا طالب ہے اور اوسکی راہ نہ جاننے سے بےراہی کو راہ سمجھے تو کیا فائدہ ہین بغیر ہدایت کے اسباب پیدا کرنا کچھ کام نہین آتا اسواسطے حق تعالی نے دونون چیزون کے سبب سے احسان جتایا اور فرمایا رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی اور فرمایا وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی العزیز جانتو کہ اس ہدایت کے تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی خیر و شر مین فرق کرے یہ درجہ سب عقلمندون کو حق تعالی نے عنایت فرمایا ہے بعضون کو عقل کے سبب سے بعضون کو پیغمبرون کی زبانی حق تعالی نے یہ جو فرمایا ہے وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ اوس سے یہی مراد ہے کہ ہمنے عقل کے ذریعے سے خیر و شر کی راہ آدمی کو بتائی اور نیز حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَھَدَیْنٰھُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْھُدٰی اس سے وہ ہدایت مراد ہے جو پیغمبر کی زبانی فرمائی جو شخص اس ہدایت سے محروم ہے وہ یا حسد اور تکبر کے سبب سے محروم ہے یا شغل دنیا کے سبب سے کہ انبیا اور علما کی بات نہین سنتا اور نہ کوئی عقلمند یہ ہدایت پانے سے عاجز نہین ہے دوسرا درجہ خاص ہدایت ہے جو مجاہدہ اور معاملہ مین تھوڑی تھوڑی حاصل ہوتی ہے اور حکمت کی راہ کھلتی جاتی ہے یہ ہدایت مجاہدہ کا نتیجہ ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی بندے جب ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہین تو ہم اونہین اپنی راہ ہدایت فرماتے ہین یہ نہین ارشاد فرمایا کہ ہم خود بخود ہدایت کرتے ہین اور یہ جو حق تعالی جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی اس سے بھی ہدایت خاص مراد ہے تیسرا درجہ خاص الخاص ہدایت ہے نبوت اور ولایت کے عالم مین یہ نور پیدا ہوتا ہے یہ ہدایت حق تعالی کی ذات کی طرف ہوتی ہے اوسکی راہ کی طرف نہین ہوتی یہ ہدایت اسطرح سے ہوتی ہے کہ عقل کی یہ مجال نہین کہ خود بخود دیکھ پا جاتی یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی اوس سے بھی خاص الخاص ہدایت مقصود ہے کیونکہ ہدایت مطلق بھی ہے حق تعالی نے اس ہدایت کا حیات نام رکھا ہے اور فرمایا ہے اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ اور رشد کے یہ معنی ہین کہ بندے کو ہدایت سے جو راہ معلوم ہوتی ہے اوس پر چلنے کی خواہش پیدا ہو جیسا حق تعالی

نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰہِیْمَ رُشْدَہٗ مِنْ قَبْلُ جو لڑکا جوان ہوا اور جانے کہ اسطرح مال کی حفاظت کرتے ہین اور نہ کرے تو اوسے
رشید نہین کہتے گو کہ حفاظت مال کی ہدایت پا چکا ہو اور تسدید کے یہ معنی ہین کہ بندے کی حرکتون اور اعضا کو بھلائی کی طرف آسانی سے
ہلائے تاکہ وہ جھٹ پٹ اپنے مقصود کو پہونچ جائے پس ہدایت کا ثمرہ معرفت مین اور رشد کا نتیجہ خواہش اور ارادے مین اور تسدید کا مال
قدرت اور آلات حرکت مین ہے اور تائید مدد غیبی سے عبارت ہے جو باطن مین تیزی بصیرت سے اور ظاہر مین قوت حرکت سے پہونچتی
ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور عصمت اس سے بہت ہی قریب ہے عصمت یہ ہے کہ آدمی کے باطن مین گناہ
اور شر کی راہ سے باز رکھنے والا پیدا ہو جائے اور وہ اوس باز رکھنے والے کو بخوبی نجانے کہ کہان سے آیا جیسا حق تعالی نے فرمایا
وَلَقَدْ ہَمَّتْ بِہٖ وَہَمَّ بِہَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْہَانَ رَبِّہٖ دنیا کی یہ نعمتین آخرت کی راہ ہین ان نعمتون کو اور سببون کو اون سببون کو اور سببونکی حاجت
ہے حتی کہ بندہ آخر کو اوس تک پہونچ جاتا ہے جو حیرت زدگی کا رہنما اور رب الارباب اور مسبب الاسباب ہے سلسلہ اسباب کی کڑیون کی تفصیل بہت
طولانی ہے یہان اسیقدر بس ہے **شکر مین خلق کے قصور کرنیکا بیان** العزیز جانتو کہ شکر مین دو سبب سے قصور ہوتا ہے ایک
حق سبحانہ تعالی کی نعمتون کی کثرت نہ جاننے کے سبب سے کیونکہ حق تعالی کی نعمتون کا شمار اور اندازہ کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود اوس نے
ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْہَا حق تعالی کی تھوڑی سی نعمتین جو کھانا کھانے مین ہین وہ احیاء العلوم مین بیان کی
ہین تاکہ آدمی اوسپر قیاس کر کے سمجھ لے کہ اوسکی سب نعمتون کو پہچاننا ممکن ہی نہین اس کتاب مین تفصیل کی گنجایش نہین دوسرا سبب
یہ ہے کہ حق تعالی کی جو نعمت عام ہے آدمی اوسے نعمت ہی نہین جانتا اور ہرگز اوسکا شکر نہین کرتا چنانچہ یہ ہوا ایسی لطیف جسے دم لینے
مین آدمی کھینچتا ہے۔ یہ روح حیوانی جسکا معدن دل ہے اوسکی مدد کرتی ہے اور دل کی گرمی کو معتدل کر دیتی ہے اگر ایک دم موقوف
ہو تو آدمی ہلاک ہو جائے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا ایسی لاکھون نعمتین ہین جسے آدمی نعمت نہین سمجھتا ہان اگر دم بھر کسی کنوین مین
جائے کہ اوسکی ہوا غلیظ ہوتی ہے اور دم بند کرے یا گرم حمام مین اوسے قید کرین کہ اوسکی ہوا گرم ہوتی ہے اور گھڑی بھر وہان مقید
رہنے دین تو آدمی اس نعمت کی قدر جانے بلکہ جب تک آشوب چشم نہین ہوتا یا آنکھ پھوٹ نہین جاتی تب تک بھلی چنگی آنکھ کا آدمی
شکر نہین کرتا ایسے بندے کی مثال اوس غلام کی ایسی ہے جسے جب تک مار نہ پڑے تب تک مار پڑنے کی قدر نہین جانتا اور اگر نہ پیٹین
تو اوسمین سرکشی اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو شکر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حق تعالی کی نعمتون کو آدمی اپنے دل مین یاد کرتا رہے چنانچہ بعضی
نعمتون کی تفصیل احیاء العلوم مین مذکور ہوتی ہے یہ تدبیر کامل آدمی کو چاہیے اور ناقص کم فہم کو یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ ہر روز بادشاہی
دار الشفا اور قیدخانے مین اور قبرستان مین جایا کرے تاکہ مصیبت اور بلا دیکھکر اپنی صحت و سلامتی کی قدر جانے اوس وقت شاید شکر
الہی مین مشغول ہو آدمی جب قبرستان مین جائے تو جان لے کہ یہ سب مردے ایکدن کے واسطے دوبارہ زندگی پانے کی آرزو مین ہین تاکہ اپنے
گناہون کا تدارک کرلین اور نہین پاتے اور یہ عجب زندہ ہے کہ اسکی زندگی کے بہت سے دن باقی ہین اور اونکی قدر نہین جانتا اور جو عام
نعمت ہے بندے اوسکا شکر نہین کرتے جیسے ہوا آفتاب چشم بینا آور مال کو اور جو نعمت اوسکے ساتھ خاص ہے اوسیکو نعمت جانتا ہے
اوسے جاننا چاہیے کہ یہ اوسکی نادانی ہے کیونکہ عام ہونے کے سبب سے نعمت نعمت ہونے سے نکل نہین جاتی پھر غور کرے تو خاص نعمتین

سے ۱ ہر آئینہ دیا ہم نے ابراہیم کو رشد اوس کا پہلے سے ۱۲

سے ۲ اور مدد کی ہم نے تیری روح القدس سے ۱۲

بھی بہت سی اوسے حاصل ہین اسواسطے کوئی شخص ایسا نہین جو یہ گمان نہ کرتا ہو کہ میری عقل کے برابر کسیکو عقل نہین اور میرے خلق کا سا کسی مین خلق نہین اسی گمان کے سبب اورون کو احمق اور بدخو جانتا ہے اور اپنے تئین نہین جانتا تو یہ گمان کر کے اپنی عقلمندی اور خوش خلقی کا شکر کیا کرے اور اورون کی عیب بینی مین نہ مشغول رہا کرے بلکہ کوئی ایسا نہین جسمین عیب نہون کہ اون عیبون کو وہی شخص جانتا ہے اور کوئی نہین جانتا کیونکہ حق تعالی نے اون عیبون پر پردہ ڈال رکھا ہے بلکہ آدمی کو خطرے اور خیال آتے ہین اگر وہی لوگون کو معلوم ہوجائین تو بڑی ندامت کا محل ہو یہ بات ہر ایک کے حق مین خاص نعمت ہے چاہیے کہ اسکا شکر کیا کرے اور ہمیشہ اوسی نعمت کا دھیان رکھا کرے جس سے محروم ہے کہ شکر سے بھی محروم رہے بلکہ اون نعمتون کو دیکھا کرے جو حق تعالی نے بلا استحقاق اوسے عنایت فرمائی ہین ایک شخص کسی بزرگ کے پاس جاکر اپنی مفلسی کی شکایت کرنے لگا اون بزرگ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جاوے اور دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا کان اور ہاتھ پاون جاکر دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا بھلا عقل جاکر ملین اوسنے عرض کیا نہین فرمایا پھر تیرے پاس پچاس ہزار درم کا مال تو موجود ہے تو شکایت کیون کرتا ہے بلکہ اے عزیز اگر تو اکثر لوگون سے پوچھے کہ تم اپنا حال فلانے آدمی کے حال سے بدلتے ہو تو نہ بدلین گے تو جب حق تعالی نے جو کچھ اوسے نہین دیا ہے اکثر لوگون کو نہین عنایت کیا ہے تو شکر کرنیکا محل ہے فصل اے عزیز جانو کہ مصیبت اور بلا مین بھی شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے سوا کوئی مصیبت اور بلا ایسی نہین جسمین کچھ بھلائی نہو کہ تو اوسے نہین جانتا اور حق تعالی تیری بھلائی کو بہتر جانتا ہے بلکہ ہر ایک بلا مین اون پانچ قسمون سے ایک قسم کا شکر واجب ہے پہلی قسم یہ ہے کہ دنیا کے کام مین مصیبت ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ دین کے کام مین نہین ہوئی ایک شخص نے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ چور میرے گھر مین آکر سب مال لیگئے فرمایا کہ اگر شیطان تیرے دل مین گھس کر تیرا ایمان لیجاتا تو تو کیا کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی بلا اور بیماری ایسی نہین ہے جس سے سخت تر دوسری نہ ممکن ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ اس سے سخت تر بلا نہین آئی جو شخص ہزار لاٹھیان مارنے کے قابل ہو اگر اوسے سو لاٹھیان ماری تو شکر کرنیکی جگہ ہے ایک مشائخ رحمہ اللہ تعالی کے سر پر طشت بھر راکھ کسی نے کوٹھے سے ڈالدی اونہون نے شکر کیا اور کہنے لگے کہ جو شخص مین آگ کا مستحق تھا اوسکے سر پر راکھ ہی ڈالی گئی تو یہ کمال نعمت ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہین کہ آخرت پر اوٹھا رہتی تو اوس سے بدتر اور بہت بڑا عذاب ہوتا تو شکر کرنا چاہیے کہ دنیا ہی مین مصیبت گئی اور عذاب آخرت سے چھٹ جانیکا سبب ہوئی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالی ایسا ہے کہ جب دنیا مین سختی کرلی اوسے پھر آخرت مین نہ کریگا کیونکہ بلا گناہون کا کفارہ ہوتی ہے آدمی جب بیگناہ ہوگیا تو عذاب کیا اسیطرح طبیب تجھکو دوا پلاتا اور تیری فصد کھلواتا تو اگرچہ اوس مین رنج ہوتا ہے مگر شکر کیا کرتا ہے اسلئے کہ یہ تھوڑا رنج بہت بڑی بیماری کے بڑے رنج و عذاب سے چھوٹنا چوتھی قسم یہ ہے کہ یہ مصیبت لوح محفوظ مین تیرے واسطے لکھی تھی اور خواہ نخواہ تیرے آنیوالی تھی جب آچکی تو شکر کرے شیخ ابو سعید قدس سرہ گدھے پر سے گر پڑے اور کہا الحمد للہ لوگون نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ نے یہ کیون کہا فرمایا کہ مجھپر سے گرنیکی آفت کو دور کر گیا یعنی اس بلا کا مجھپر آنا واجب تھا کیونکہ ازل مین اسکا حکم ہوچکا تھا پانچوین قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت کہ سبب آخرت کے ثواب کا ہے وہ ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا احادیث مین آیا ہے

دوسرے یہ کہ سبب گناہون کی سردار دنیا کی الفت ہے کہ دنیا تیری بہشت ہو جاتی ہے اور جناب الٰہی مین جانا گویا تیرے نزدیک قیدخانہ مین جانا ہو جاتا ہے
جسے حق تعالی دنیا مین مبتلائے بلا کرتا ہے اوسکا دل دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور دنیا اوسکے نزدیک قیدخانہ ہو جاتی ہے اور موت
اوسے قیدخانے سے رہائی دیتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہین جو حق تعالی کی طرف سے تنبیہ اور تادیب نہو اگر لڑکے کو عقل ہوتی تو جب باپ اوسکا
اوسے ادب دیتا تو وہ شکر کرتا کہ اسکا بڑا فائدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسطرح تم کھانے پینے کی پرہیز سے بیمار کی خبرگیری کرتے ہو اوسطرح
حق تعالی مصیبت اور بلا سے اپنے دوستون کی غمخواری کرتا ہے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ چور میرا مال لیگئے آپ نے فرمایا کہ جسکا مال نہ چوری جائے اور بدن نہ بیمار ہو اوسمین خیر نہین ہے حق تعالی جب بندے کو
دوست رکھتا ہے تب ہی اوسپر بلا نازل کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جنت مین بہت سے درجے اور مرتبے ایسے ہین کہ بندہ اپنی محنت
اور کوشش سے وہان تک نہین پہونچ سکتا اور حق تعالی بلا مین گرفتار کرکے اوسے وہان پہونچا دیتا ہے ایکدن جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے ہنسنے لگے اور فرمایا کہ تقدیر الٰہی جو مومن کے حق مین ہے اوس سے مین تعجب مین
ہون اگر نعمت کا حکم فرماتا ہے تو بھی خوش راضی ہوتا ہے اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے اور اگر بلا کا حکم کرتا ہے تو بھی خوش راضی ہوتا ہے
اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے یعنی بندہ بلا مین صبر کرے اور نعمت مین شکر دونون مین اوسکی بھلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا مین
تندرست و عافیت سے رہے وہ قیامت مین مصیبت زدون کے بڑے بڑے درجے دیکھکر چاہینگے کہ کاش ہمارا گوشت دنیا مین قینچی سے کترا گیا ہوتا ایک
پیغمبر علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو کافرون کو ریل پیل نعمت دیتا ہے اور مومنون پر بلا نازل کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے ارشاد ہوا کہ بندے
اور نعمت اور بلا سب ہمارے ہی ملک ہین مومن کے گناہ دیکھکر مین چاہتا ہون کہ مرنے کے وقت گناہون سے پاک صاف ہو کر میری
درگاہ مین حاضر ہو اسواسطے یہان کی بلا سے اوسکے گناہون کا کفارہ کر دیتا ہون اور کافر کی نیکیان ہوتی ہین دنیا مین نعمت دیکر اونکا بدلا کر دیتا
ہون کہ جب میرے دربار مین حاضر ہو تو اوسکا کچھ حق باقی نہو تاکہ پوری طرح اوسپر عذاب کرسکون جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ
یعنی جو برائی کریگا اوسکی جزا دیکھیگا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے ہم کیونکر نجات پاوینگے
آپ نے فرمایا کہ کیا تم بیمار اور غمگین نہین ہوتے مومن کی یہی جزا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا آپ
نہایت مغموم ہوئے دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر اونکے پاس آئے ایک نے اظہار کیا کہ مین نے زمین مین بیج بویا تھا اس دوسرے
نے روند ڈالا اور ضائع کر دیا دوسرے نے کہا تو نے شاہراہ مین بیج بویا تھا چونکہ داہنے بائین راہ نہ تھی مین نے روند ڈالا حضرت
سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے نہ جانا کہ راہ چلنے والون سے راہ خالی نہین رہتی شاہراہ مین کیون بیج بویا تھا او
جواب دیا آپ نے نہ سمجھے کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے ماتمی لباس کیون پہنا ہے پس حضرت سلیمان
علیہ السلام نے توبہ کی اور استغفار کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے اپنے بیمار بیٹے کو مرنے کے قریب دیکھکر کہا کہ بیٹا
اگر تو پہلے جائے تاکہ میری ترازو مین ہو تو اسمین اس امر سے بہت دوست رکھتا ہون کہ مین تیری ترازو مین ہون بیٹے نے عرض کیا کہ بابا جان
جو بات آپ بہت دوست رکھتے ہین وہی مین بھی چاہتا ہون حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کو لوگون نے خبر دی کہ آپ کی بیٹی مر گئی

انا لله وانا الیه راجعون سترہ حبے کہین خرچ کم ہوگیا تو اب امید ہے پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور کہا حق تعالی نے یون ہی
فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوۃ یعنی دونون بجا لایا ما امرہ اللہ تعالی سے کہا ہے کہ قیامت کے دن چار شخص اپنا عذر پیش کرینگے تو
حق تعالی الزام دیگا حضرت سلیمان علیہ السلام سے تونگرون کو حضرت یوسف علیہ السلام سے غلامون کو حضرت عیسی علیہ السلام سے
درویشون کو حضرت ایوب علیہ السلام سے اون لوگون کو جو بلا پر صابر رہے علم شکر کا اسقدر بیان یہان کافی ہے واللہ اعلم

تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ خوف و رجا سالک کے واسطے دو بازوون کے مانند ہین کہ جن بلند مقامات پر پہونچنا ہوا اون کی دوری سے اوڑکر پہونچتا ہے اسواسطے کہ سالک کو بہت اونچے اونچے کرارے جناب الہیت کے سد راہ ہوتے ہین جب تک امید صادق خواہش جناب الہی کے جمال بیمثال کی لذت سے آنکھ پر لٹکی نہو تب تک اون کرارون کو سالک طے نہین کر سکتا اور شہوت نفسانی سے ہوا و حرص کی اوپر بین بڑی غالب ہے فریب دینے والی اور اپنی طرف کھینچنے والی ہین اور اونکے پھندے بڑے پھانسنے والے اور پیچ در پیچ ہین جب تک خوف دل پر غالب نہین ہوتا تب تک آدمی اون سے نہین بچ سکتا اسی سبب سے خوف و رجا کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ رجا تو مہار کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے بندہ آگے کھینچتا ہے اور خوف کوڑے کے مثل ہے کہ اوسکے باعث سے بندہ آگے بڑھتا ہے چاہیے ہم اول بیان کرین حقیقت رجا کی فضیلت کا بیان اے عزیز جان تو کہ خدا کی عبادت اوسکے فضل و کرم کی امید پر اوس عبادت سے بہتر ہو جو عذاب کے خوف سے ہو اسواسطے کہ امید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت بالاتر کوئی درجہ نہین ہے اور خوف سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا یموتن احدکم الا وہو یحسن الظن باللہ یعنی تم مین سے ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہوکر مرے اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین ہون جہان ہو بندہ میرا گمان کرے میرے بندہ سے کہدے کہ تو جو گمان چاہے میرے ساتھ رکھ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے اوسکی جانکنی کے وقت پوچھا کہ تو اپنے تئین کیسا پاتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اوسکی رحمت کا امیدوار ہون فرمایا کہ ایسے وقت جسکے لیے یہ دونون باتین جمع ہوتی ہین حق تعالی اوسے ڈر کی بات سے بچاتا ہے اور اوسکی امید برلاتا ہے حق سبحانہ تعالی نے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی بھیجی کہا اے یعقوب تو جانتا ہے کہ مین نے یوسف کو تجھسے کیون جدا کیا اسواسطے جدا کیا کہ تو نے اپنے بیٹون سے کہا تھا واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون یعنی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ بھیڑیا اوسکو کہا جاوے اور تم اوس سے غافل رہو تو تو بھیڑیے سے کیون ڈرا مجھ سے کیون نہ امید رکھی یوسف کے بھائیون کی غفلت کا خیال کیا میری حفاظت کا دھیان نہ کیا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گناہون کی کثرت کے سبب سے ناامید ہے فرمایا اے شخص ناامید نہو ارحم الراحمین کی رحمت تیرے گناہون سے بہت بڑی ہے جناب محمد صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالی بندہ سے ارشاد کریگا کہ اورون کو گناہ کرتے دیکھکر تو نے

اعتقاد ہے کیون نہ کیا اگر حق تعالیٰ اوسکی زبان کو توفیق دیگا اور وہ یون عرض کریگا کہ اے اللہ مین خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا
امیدوار رہا تو ارحم الراحمین اوسپر رحم فرمائیگا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے ایکدن فرمایا کہ اے لوگو جو
کچھ مین جانتا ہون وہ اگر تم بھی جانو تو بہت رو و تھوڑا ہنسو صحرا مین جا کر سینہ کوبی کرکے نالہ وزاری کیا کرو پھر حضرت جبرئیل
امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ آپ میرے بندون کو کیون ناامید کرتے ہین پھر جناب رسول کریم
علیہ الصلوۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور لوگون کو ارحم الراحمین کے فضل وکرم کی خوب خوب امیدین دین حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت
داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے بندون کے دلون مین بھی مجھکو دوست کر داؤد نے عرض کیا
کہ خلق کے دلون مین تجھے کیونکر دوست کردون ارشاد ہوا کہ میرا فضل وکرم اونھین یاد دلا کہ اونھون نے نیکی کے سوا مجھ سے اور کچھ نہین
دیکھا ہے کسی نے یحییٰ ابن اکثم رحمۃ اللہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھکو موقف سوال مین ٹھہرا کر ارشاد ہوا
فرمایا کہ اے شیخ تو نے ایسے ایسے کام کیے حتی کہ مجھپر بڑا خوف وہراس غالب ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ بار خدایا مجھکو تیری طرف سے
ایسی خبر نہین دی گئی تھی ارشاد ہوا کہ پھر کیسی خبر دی گئی تھی مین نے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے مجھکو خبر دی تھی اوسنے معمر نے زہری نے زہری
انس سے انس نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے جبرئیل نے تجھسے کہ تو نے ارشاد فرمایا ہے
کہ مین اپنے بندہ کیساتھ وہ معاملہ کرتا ہون جو کہ وہ مجھسے گمان اور امید رکھتا ہو اور مین یہ امید رکھتا تھا کہ تو میرے اوپر رحم کریگا ارشاد
ہوا کہ جبرئیل نے بھی سچ کہا میرے رسول نے بھی سچ کہا انس نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا معمر نے بھی سچ کہا عبد الرزاق نے بھی سچ کہا اے یحییٰ مین نے
[illegible] جنت کی [illegible] مجھے کرامت کا خلعت پہنایا اور لڑکے جنت کے خادم میرے آگے آگے چلتے تھے پھر مجھے ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ
کبھی نہ دیکھی تھی حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص لوگون کو خدا کی رحمت سے ناامید کیا کرتا تھا اور اونکے ساتھ سختی کیا
کرتا تھا قیامت کے دن حق تعالیٰ اوس سے کہیگا کہ جسطرح تو میرے بندون کو میری رحمت سے ناامید کرتا تھا اوسیطرح آج مین اپنی رحمت سے
تجھے ناامید کرتا ہون اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرد ہزار برس دوزخ مین رہیگا پھر کہیگا یا حنان یا منان حق سبحانہ تعالیٰ حضرت جبرئیل
کو حکم فرمائیگا کہ جاؤ میرے اس بندہ کو لے آؤ وہ لے آئینگے حق تعالیٰ اوس سے استفسار فرمائیگا کہ دوزخ مین تو نے اپنی جگہ کیسی پائی وہ
عرض کریگا کہ سب جگہون سے بدتر حکم ہوگا کہ اسے پھر دوزخ مین لیجاؤ جب لیجائینگے تو وہ پھر پھر کر دیکھیگا حق تعالیٰ ارشاد فرمائیگا
کہ کیا دیکھتا ہے وہ عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے یہ گمان کیا تھا کہ تو نے مجھے دوزخ سے باہر نکلوایا اب دوزخ مین نہ بھیجیگا
پس ارشاد ہوگا کہ اچھا اسے جنت مین لیجاؤ وہ اس امید کے سبب سے نجات پائیگا **رجا کی حقیقت کا بیان** بعض جاہل بغیر کچھ کیے
آئندہ مین بھلائی کی امید رکھنے کو رجا کہتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ الٹی امید رکھتے ہین پس غرور اور حماقت مین احمق لوگ
انمین فرق نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ یہ سب امید ہی اور رجا ہے محمود ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اگر کوئی شخص اچھا بیج ڈھونڈ کر
نرم زمین مین بوئے اور اوس بیج کو کانٹے گھاس سے صاف کر ڈالے اور وقت پر پانی دیا کرے اور اس بات کا امیدوار ہو کہ اگر حق تعالیٰ
آفتون سے بچائیگا تو جمع حاصل کرونگا اس آس کو امید اور رجا کہتے ہین اور اگر سڑا گلا بیج ہو یا سخت زمین مین بکھیر دے اور زمین کو

کانٹون سے صاف نکرے یا بیج نہین اور جمع کی امید رکھے تو اسے غرور اور حماقت کہتے ہین رجا نہین کہتے اور اگر کہ بیج صاف ستھری مین مین بوئے لیکن سینچے نہین اور مینہ برسنے کی آس رکھے اور وہ جگہ ایسی ہے کہ پانی اکثر نہین برستا لیکن برسنا محال بھی نہین تو اسے آرزو اور تمنا کہتے ہین اصطلاح جو شخص درست ایمان کا بیج سینہ کے میدان مین بوتے اور سینہ کو اخلاق بد سے پاک صاف کرے اور ہمیشہ عبادت کر کر کے ایمان کے درخت کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے رہے کہ وہی آفتون سے بچائے اور مرتے دم تک یہ شخص یعنی اسی خبر گیری میں رہے اور ایمان سلامت لیجائے تو اسے امید اور رجا کہتے ہین اسکی علامت یہ ہے کہ زمانہ آیندہ مین جو نیکی ممکن ہو اوس مین کچھ قصور نہ کرے اور خبر گیری نہ چھوڑ دے اسواسطے کہ کھیت کی خبر گیری چھوڑ دینا نا امیدی کی نشانی ہے امید کی نشانی نہین ہے اور اگر ایمان کا بیج سڑا گلنا ہو یعنی یقین کامل نہو یا یقین کامل ہو مگر اخلاق بد سے سینے کو پاک نکرے اور عبادت سے پانی ندے تو رحمت کی آس لگانا حماقت ہے امید و رجا نہین جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ہَوَاہَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ یعنی وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے موافق جو چاہتا ہو سو کرتا ہے اور پھر خدا کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے بلکہ خود حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ہٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا یعنی حق سبحانہ تعالیٰ اون لوگون کی مذمت کرتا ہے جنھین انبیا علیہم السلام کے بعد علم حاصل ہوا مگر دنیا کے ساتھ مشغول رہے اور کہا کیے کہ ہم امید رکھتے ہین کہ حق تعالیٰ ہمپر رحمت کریگا پس جس چیز کے اسباب بندے کے اختیار سے علاقہ رکھتے ہین جبتک اسباب تمام کمال مہیا کرے تو اوس چیز کی چشمداشت رجا ہے اور جب اسباب ویران اور برباد ہون تو چشمداشت حماقت اور غرور ہے اور اگر نہ ویران ہون نہ آباد تو اوس چیز کی چشمداشت آرزو ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَیْسَ الدِّیْنُ بِالتَّمَنِّیْ دین کا کام آرزو سے راست نہین آتا تو جسنے توبہ کی اوسے قبول ہو جانے کی امید رکھنا چاہیے اور جسنے توبہ نہ کی مگر اپنے گناہون کے سبب سے ملول و رنجیدہ رہا اور امیدوار ہے کہ خدا مجھے توبہ نصیب کریگا تو یہ بجا ہے اسواسطے کہ اوسکا ملول رہنا توبہ نصیب ہونے کا سبب ہے اور اگر ملول بھی نہین رہتا اور پھر توبہ کی امید رکھتا ہے تو یہ غرور اور حماقت ہے علی ہذا القیاس اگر بے توبہ کیے مغفرت کی امید رکھتا ہے تو یہ بھی غرور اور حماقت ہے اگرچہ احمق لوگون نے اسکا بھی امید نام رکھا ہے حالانکہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَجٰہَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَۃَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنی آرزو اپنے وطن اور گھر مین چھوڑ کر مسافرت اختیار کی اور کافرون کے ساتھ جہاد کیا اونہین ہی رحمت کی امید رکھنا بجا ہے یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اس سے زیادہ کوئی حماقت نہین کہ آدمی دوزخ کا تخم بتھراسے اور جنت کی امید رکھے نیکون کا مقام ڈھونڈھے اور گنہگارون کے کام کرے بغیر نیک کام کیے ہوئے ثواب ڈھونڈھے ایک شخص تہا لوگ اوسے زید الخیل کہا کرتے تھے وہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین آپ سے یہ پوچھنے حاضر ہوا ہون کہ اسکی کیا علامت ہے کہ حق تعالیٰ اس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اور اوس شخص کے ساتھ بھلائی نہین چاہتا آپ نے فرمایا کہ ہر روز تو جو اوٹھتا ہے تیرا کیا حال ہوتا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا حال یہ ہوتا ہے کہ نیک کامون اور نیک لوگون کو دوست رکھتا ہون اگر کوئی نیک کام پیش آتا جلدی سے کر لیتا ہون اور اوسکے ثواب کو یقین جانتا ہون اگر نیکی فوت ہو جاتی ہے تو غمگین ہوتا ہون اور اوسکا آرزومند رہتا ہون فرمایا کہ یہی اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالیٰ نے تیرے

ساتھ بھلائی چاہی اگر برائی چاہتا تو تجھے اوسی مین مشغول کرتا پھر اسکی کچھ پروا نہ کرتا کہ دوزخ کے کس وادی مین تجھے ہلاک کرے رجا حاصل
کرنیکی تدبیر کا بیان ای العزیز جانو کہ دو بیمارون کے سوا اور کسیکو اس دوا کی حاجت نہین ایک وہ بیمار جو کثرت گناہ کے سبب سے ناامید ہو کر توبہ
نہین کرتا اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی دوسرا وہ جو ریاضت اور عبادت کی کثرت سے اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہے اور اپنی طاقت
سے زیادہ رنج و محنت اوٹھاتا ہے ان دونون بیمارون کو البتہ اس دوا کی حاجت ہے غافلون کے حق مین یہ دوا نہین بلکہ زہر قاتل ہے اور
دو سبب سے امید غالب ہو جاتی ہے ایک یہ کہ آدمی عبرت لے دنیا کے عجائبات اور نباتات حیوانات انواع نعمات کی خلقت مین غور و تامل کرے
جیسا کہ شکر کے بیان مین ہم کہہ آئے ہین تا کہ حق تعالی کی ایسی ایسی رحمت اور عنایت اور مہربانی نظر آئے کہ اوس سے بڑھکر ہو ہی نہین سکتی
اسواسطے کہ آدمی اپنی ذات مین نظر کرے کہ جو کچھ اوسے چاہیے تھا اسے کس خوبصورتی سے حق تعالی نے پیدا کیا جس چیز کی آدمی کو ضرورت
تھی جیسے سر اور دل یا فقط حاجت تھی ضرورت نہ تھی جیسے ہاتھ پاؤن یا نہ ضرورت تھی نہ حاجت تھی اون چیزون کے سبب سے آدمی کی فقط
زیب و زینت تھی جیسے لبون کی سرخی بھوون کا خم آنکھون کی سیاہی پلکون کا سیدھا پن یہ چیزین کیا کیا خوب پیدا کی ہین اور سب حیوانات پر
رحمت فرمائی ہے حتی کہ مکھی کی خلقت مین کیا پاکیزہ صنعت کی ہے نقش کیا خوب بنائی صورت کیسی مناسب دی ہے پھر صنعت دکھائی
کہ اوسے اپنا گھر بنانے کی راہ بتائی کیا خوب گھر بناتی ہے کس انداز سے اوس مین شہد جمع کرتی ہے اپنی بادشاہ کی کیسی اطاعت کرتی ہے اور
بادشاہ اونہین کیا خوب سیاست کرتا ہے جو شخص ایسے عجائبات مین جو اوسکے ظاہر و باطن مین اور تمام مخلوقات مین ہین غور و تامل کرے
تو صاف معلوم ہو جائے کہ ارحم الراحمین کی رحمت مین مایوسی اور غلبہ خوف کی گنجائش ہی نہین بلکہ چاہیے کہ خوف و رجا دونون برابر ہین اگر رجا
غالب ہو جائے تو بجا ہے پھر خدا کی رحمت اور مہربانی جو بندون کے شامل حال ہے وہ نہایت ہی حتی کہ ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ
قرآن شریف مین آیت مداینت سے زیادہ کوئی آیت امید دینے والی اور تسلی بخش نہین ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے قرآن مجید مین یہ ایک لمبی
آیت بھیجی ہے تا کہ جب ہم کسیکو قرض دین تو وہ ہمارا مال حفاظت سے رکھے ضائع نہ ہونے دے پھر ایسی عنایت ہدایت کے ساتھ ہم گنہگارون
کی بخشش مین کیا کمی کریگا کہ ہم سب دوزخ مین جائین رجا حاصل کرنے کے واسطے یہ ایک بہت بڑا علاج ہے اسکی منفعت بے نہایت ہے
مگر ہر ایک اوس حد کو نہین پہونچتا دوسرا سبب یہ ہے کہ جو آیات اور احادیث رجا کے باب مین آتی ہین اونمین آدمی غور و تامل کرے یہ آیتین اور
حدیثین حد سے زیادہ ہین جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ یعنی تم کوئی رحمت سے
ناامید نہ ہو اور فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ فرشتے تم لوگون کی آمرزش چاہتے ہین اور ارشاد کیا ہے ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللهُ بِهِ عِبَادَهُ
یعنی دوزخ اسواسطے ہے کہ کفار کو اوس مین ڈالے اور مسلمانون کو اوس سے ڈراتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی بخشش چاہتے
کبھی آسودہ نہین ہوتے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ اور جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ
رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ تو جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ جب تک میری امت کا ایک گنہگار بھی دوزخ مین رہیگا
تب تک مین راضی نہونگا اور اسطرح کی بہت سی آیتین ہین اور حدیثین یہ ہین کہ جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے
کہ میری امت امت مرحومہ ہے اسکا عذاب دنیا ہی مین فتنہ اور زلزلہ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کے ہاتھ مین ایک

ف ۵۱ یعنی یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی آخر تک ۱۲

کافر کو دیکر کہین گے کہ یہ دوزخ سے تیرا فدیہ ہے اور فرمایا ہے کہ تپ دوزخ کی آنچ ہے دوزخ سے مسلمان کا یہی حصہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میری امت کا حساب میرے ساتھ کرتا کہ کوئی امت اوسکی برابر نہ دکھائی دے ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ لوگ تمھاری امت ہین اور میرے بندے ہین مین انپر سب سے زیادہ رحیم ہون نہین چاہتا کہ کوئی کسی امت کو انکے برابر دیکھے نہ تم نہ اور کوئی اور فرمایا ہے کہ میری زندگی بھی تمھاری بھلائی ہے اور میری موت بھی تمھاری بھلائی ہے مین اگر زندہ ہون تو تمھین شریعت سکھاتا ہون اگر مر جاؤنگا تو تمھارے اعمال مجھپر عرض کیے جاینگے اونمین جو نیک عمل ہونگے اونپر حمد و شکر کرونگا جو برے ہونگے اونکی آمرزش چاہونگا ایکدن جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا یاکریم العفو حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہین اسکے کیا معنی ہین یہ معنی ہین کہ خداوند کریم برائی کو عفو کرتا ہے اور نیکی کے ساتھ بدل دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کر کے استغفار کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو دیکھو میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور سمجھا کہ اوسکا کوئی مالک ہے کہ گناہ کے سبب سے پکڑیگا اور بخشدیگا تمھین مین نے گواہ کیا کہ مین نے اوسے بخشدیا اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ اگر میرا بندہ گناہ کرتا ہے حتی کہ آسمان بھر جاتے اور پھر امیدوار ہوکر استغفار کرتا ہے تو بھی مین اوسے بخشدیتا ہون اور اگر بندہ زمین بھر گناہ کرتا ہے تو مین بھی اوسکے واسطے زمین بھر رحمت رکھتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کے نام پر گناہ نہین لکھتا جبتک چھ ساعت نہ گذر جائین اس عرصہ مین اگر بندہ توبہ اور استغفار کرے تو فرشتہ ہرگز لکھتا ہی نہین اور اگر توبہ نکرے کوئی طاعت کرے تو داہنے ہاتھ کا فرشتہ دوسرے فرشتے سے کہتا ہے کہ تو اوس گناہ کو اسکے نامہ اعمال سے حذف کردے تاکہ مین بھی اسکے عوض ایک نیکی نہ لکھون اور ہر نیکی دہ چند ہوتی ہے تو نو حصے نیکی اوس گنہگار کے واسطے باقی رہجاتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو اوسکے نام پر لکھ لیتے ہین ایک اعرابی نے عرض کیا کہ اگر بندہ توبہ کرے آپنے فرمایا تو محو کردیتے ہین عرض کیا کہ اگر پھر گناہ کرے فرمایا اوسی لکھ لینگے عرض کیا کہ اگر توبہ کرے فرمایا تو مٹا دینگے عرض کیا کب تک یہ صورت رہیگی فرمایا جب تک بندہ استغفار کیے جائے جبتک بندہ استغفار سے ملول نہین ہوتا تبتک غفور رحیم بھی آمرزش سے ملول نہین ہوتا اور جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو قبل ازین کہ بندہ نیکی کرے فرشتہ نیکی لکھ لیتا ہے اگر بندہ وہ نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دس نیکیان لکھتا ہے پھر سات سو تک بڑھاتا ہے اور جب بندہ گناہ کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ نہین لکھتا اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتہ ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور عفو خدا اسکے علاوہ ہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت مین عرض کیا کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون اور پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہون اس سے زیادہ عبادت نہین کرتا زکوۃ اور حج میرے اوپر فرض ہی نہین اسواسطے کہ مین مالدار نہین ہون یا رسول اللہ فردای قیامت کو مین کہان ہونگا آپنے ہنسکر فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا بشرطیکہ کپٹ اور حسد سے دلکو محفوظ رکھے اور غیبت اور جھوٹ سے زبان کو بچائے رکھے اور نامحرم کیطرف دیکھنے سے اور خلق خدا کی طرف نظر حقارت کرنے سے آنکھ کو نگاہ رکھے تو تو میرے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا مین اپنی اس ہتھیلی پر تجھے عزیز رکھونگا ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فردای قیامت کو خلق کا حساب کون کریگا آپنے فرمایا حق تعالی اوسنے عرض کیا کہ حق تعالی خود حساب کریگا آپ نے فرمایا ہان اعرابی ہنس پڑا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعرابی تو ہنستا ہے اوسنے عرض کیا کہ ہاں مین اسواسطے ہنستا ہون کہ کریم جب قابو پاتا ہے تو قصور
معاف فرماتا ہے اور جب حساب لیتا ہے تو آسانی کردیتا ہے آپ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعرابی نے سچ کہا کہ کوئی کریم حق تعالے
سے زیادہ کریم نہین پھر فرمایا کہ اعرابی فقیہ اور فہمیدہ ہے پھر فرمایا کہ حق تعالی نے کریم کو بزرگ اور شریف کیا ہے اگر بندہ اوسے مسمار
کر ڈالے اور پتھر کو پتھر سے جدا کرکے جلا دے تو اوسکا گناہ اتنا بڑا نہین ہوتا جتنا خدا کے کسی ولی کی حقارت کرنے سے ہوتا ہے اعرابی نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کے ولی کون لوگ ہین فرمایا کہ سب مسلمان خدا کے ولی ہین اے اعرابی تو نے نہین سنا کہ حق تعالی فرماتا ہے
اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِینَ اٰمَنُوا یُخرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ مین نے بندون کو اسواسطے پیدا کیا ہے
تاکہ وہ مجھسے فائدہ اوٹھائین اسواسطے نہین پیدا کیا کہ مین اونسے فائدہ لون اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق کو پیدا کرنے کے
قبل انپر اوپر لکھ لیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا اور جسکا آخر
کلمہ یہ ہوگا آتش دوزخ اوسکو دیکھیگی بھی نہین اور جو شخص بے شرک اوس جہان مین جائیگا وہ دوزخ مین نہ داخل ہوگا اور فرمایا ہے کہ اگر
تم لوگ گناہ نکرو تو حق تعالی اور خلق پیدا فرمائے کہ وہ گناہ کرے تاکہ حق تعالی و نہین بخشدے اسواسطے کہ وہ غفور رحیم ہے اور فرمایا ہے
مادر مشفقہ جسقدر اپنے فرزند پر رحیم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ارحم الراحمین اپنے بندے پر رحیم ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن غفور
رحیم اتنی رحمت ظاہر کریگا کہ ہرگز کسی کے دل پر بھی نہ گذری ہوگی کہ ابلیس رحمت کی امید پر گردن اوٹھائیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی
کی رحمتین ہین ننانوے ۹۹ قیامت کے واسطے رکھ چھوڑی ہین اور اس جہان مین ایک رحمت سے زیادہ نہین ظاہر کی اوسی ایک رحمت
کی بدولت سب دل رحیم ہین حتی کہ مان کی رحمت فرزند پر اور جانور کی رحمت بچہ پر اوسی ایک رحمت سے ہے اور قیامت کے دن اس
ایک رحمت کو بھی اون ننانوے ۹۹ رحمتون کے ساتھ اکٹھا کرکے خلق پر پھیلائیگا ہر رحمت آسمان و زمین کے کئی کئی طبقون کے
برابر ہوگی اوسدن کوئی ہلاک اور تباہ نہوگا مگر وہ شخص جو ازل مین ہلاک اور تباہ ہو چکا ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین جو اہل کبائر
ہین اونکے واسطے مین نے اپنی شفاعت رکھ چھوڑی ہے تم سمجھے ہوگے کہ مطیع اور پرہیزگارون کے لیے شفاعت ہے ایسا نہین
بلکہ گنہگارون اور بدکارون کے واسطے ہے حضرت سعید ابن بلال رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ دو شخصون کو دوزخ سے نکالینگے
حق تعالی اونسے فرمائیگا تمنے جو عذاب دیکھا اپنے فعل کے سبب سے دیکھا کیونکہ مین بندون پر ظلم نہین کرتا اور فرمائیگا کہ انھین پھر دوزخ
مین لیجاؤ ایک زنجیر مین پھنسے ہوئے جلدی جلدی چلیگا اور دوسرا ٹھہر ٹھہر کر حق تعالی دونون کو پھر بلاکر پوچھیگا کہ تمنے کیون ایسا
کیا جو جلدی چلا تھا وہ عرض کریگا کہ بار خدایا اپنے گناہون کے وبال سے مین اسقدر ڈرا ہوا ہون کہ اب تعمیل حکم مین قصور کبھی
نہین سکتا اور دوسرا عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین تیری جناب مین نیک گمان رکھتا ہون کہ جب دوزخ سے تو باہر نکال چکا تو اب پھر
نہ بھیجیگا اس دریائے رحمت موجزن ہوگا اور ارحم الراحمین دونون کو بہشت مین بھیجدیگا اور جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ اے امت محمد مین نے اپنا حق تمھین چھوڑ دیا تمھارے حقوق ایک دوسرے پر باقی
رہگئے تم اونھین آپس مین معاف کرکے سب بہشت مین چلے جاؤ اور فرمایا ہے کہ میری امت مین سے ایک شخص کو قیامت کے دن

خلائق کے سامنے حاضر کرکے گناہوں کے ننانوے مکتوب اوسکے سامنے پیش کرینگے ہر ایک مکتوب اتنا بڑا ہوگا کہ جہان تک نگاہ کام کرے
وہی مکتوب نظر آئے پھر حق تعالیٰ فرمائیگا کہ اے شخص ان سب گناہوں میں سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے یہ گناہ لکھنے میں فرشتوں نے
کچھ ظلم اور زیادتی کی ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں پھر ارشاد ہوگا کہ تو کچھ عذر رکھتا ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں
اور یقین کریگا کہ اب دوزخ میں جانا پڑا پھر ارشاد ہوگا کہ اے بندے میرے پاس تیرا ایک نیکی ہے میں تجھپر ظلم نہ کرونگا پھر ایک پرچہ لائین
گے اوس میں لکھا ہوا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بندہ عرض کریگا کہ بھلا اتنا سا ایک پرچہ اتنے اتنے بڑے
ننانوے مکتوبوں کے مقابلے میں کب کفایت کریگا ارشاد ہوگا کہ اے بندے میں تجھپر ظلم نہیں کرتا اون سب مکتوبوں کو ایک پلے میں رکھینگے اور
اوس پرچہ کو دوسرے پلے میں وہ پرچہ سب کو سبک کرکے خود سب سے گران ہو جائیگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ کی توحید کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں
ٹھہر سکتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیگا کہ جسکے دل میں ایک مثقال خیر ہو اوسے دوزخ
سے نکال لاؤ بہت مخلوقات کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی دوزخ میں نہیں باقی رہا ارشاد ہوگا کہ جسکے
دل میں نصف مثقال خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ یہ بہتیری خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی شخص دوزخ
میں نہیں باقی رہا پھر ارشاد ہوگا کہ جسکے دل میں ایک ذرہ خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ بہت سی خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اب دوزخ
میں ایسا کوئی نہیں باقی رہا جسکے دل میں ذرہ برابر خیر ہو ارشاد ہوگا کہ پیغمبروں کی شفاعت فرشتوں کی شفاعت مسلمانوں کی شفاعت
سب ہو چکی اور مقبول بھی ہوئی اب میری رحمت کاملہ کے سوا اور کچھ نہیں باقی بس دست رحمت بڑھا کر ایسے لوگوں کو مٹھی بھر نکالیگا جنہون
نے ہرگز ذرہ برابر بھی نیکی نکی ہو وہ سب جلکر کوئلے کیطرح سیاہ ہو گئے ہونگے اونہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں جسے نہر الحیوۃ
کہتے ہیں ڈالدینگے پھر وہ وہاں سے اسطرح پاک صاف ہو کر باہر نکلینگے جسطرح سیلاب سے سبزہ نکلتا ہے اور گوہر تابان کے سے اونکے
گلے میں ہونگے اہل بہشت سبھوں کو پہچانینگے اور کہینگے کہ یہ سب حق تعالیٰ کے آزاد کیے ہوئے ہیں کہ انہوں نے ہرگز کچھ نیکی نہیں کی پھر ارشاد
کریگا کہ تم بہشت میں جاؤ جو کچھ تم دیکھو سب تمہارے ہی واسطے ہے وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے ہمارے تئیں وہ کچھ عنایت فرمایا
جو عالم بھر میں کسیکو نہیں مرحمت کیا ارشاد ہوگا کہ میرے پاس تمہارے واسطے اس سے بھی بڑی نعمت ہے عرض کرینگے کہ یا ارحم الراحمین
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ارشاد ہوگا میری رضامندی کہ میں تمسے ایسا خوش ہوں کہ کبھی ناخوش نہوں یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں
میں مذکور ہے حضرت عمرو ابن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تین دن غائب
رہے نماز فرض کے سوا اور کسی واسطے باہر نہ تشریف لاتے چوتھے دن باہر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھسے وعدہ کیا ہے
کہ تیری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جائینگے میں ان تین دن کے عرصے میں اور زیادہ چاہتا تھا میں نے حق تعالیٰ کو بڑا
کریم پایا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور مجھے مرحمت فرمائے میں نے عرض کیا کہ بار خدایا میری امت اتنی ہوگی ارشاد
ہوا کہ اعرابیوں کو ملاکر یہ عدد پورے کر لینا روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو کسی لڑائی میں اسیر کرکے قید میں رکھا تھا ایک دن بڑی
شدت کی دہوپ تھی خیمہ سے ایک عورت کی آنکھ اوس لڑکے پر پڑی بے اختیار ہوکر دوڑی خیمہ کے اور لوگ بھی اوس عورت کے پیچھے

دوڑے حتی کہ اوس عورت نے اوس لڑکے کو اوٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور اپنا سایہ اوسپر ڈالدیا تاکہ لڑکے کو دھوپ کی گرمی نہ پہونچے اور کہنے لگی کہ
یہ میرا بیٹا ہے لوگون نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رونے لگے اور اوس عورت کی شفقت بغایت دیکھکر متحیر ہوے پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ اجمعین وہان تشریف لائے لوگون نے یہ قصہ آپسے عرض کیا آپ اوس عورت کی شفقت اور اون لوگون کی گریہ وزاری سے خوش
ہوے اور فرمایا کہ تم لوگون کو اس عورت کی شفقت اور رحمت سے تعجب ہوا لوگون نے عرض کیا ہان یا رسول فرمایا جتنی یہ عورت اپنے
بیٹے پر رحیم ہے اوس سے زیادہ ارحم الراحمین تم سب پر رحیم ہے پس مسلمان لوگ خوش خوش وہان سے متفرق ہوگئے ایسی خوشی مسلمانون
کو کبھی نہ ہوئی تھی حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کہتے ہین کہ ایک رات مین طواف مین تنہا رہگیا اور بارش برسنے لگا مین نے دعا کی کہ بار خدایا
مجھے گناہ سے بچا کہ مین کوئی گناہ نکرون خانہ کعبہ سے مین نے ایک آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا تو عصمت چاہتا ہے اور میرے سب بندے
بھی یہی چاہتے ہین اگر سبکو مین گناہ سے بچاؤن تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کسپر ظاہر کرون الغرض جانتو کہ ایسی بہت حدیثین ہین جس
شخص پر خوف غالب ہوا اوسکے حق مین یہ حدیثین شفا ہین اور جس شخص پر غفلت غالب ہوا اوسے یہ جاننا چاہیے کہ ان حدیثون کے
ساتھہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ بعضے مسلمان دوزخ مین جائینگے اور سب سے پچھلا وہ ہوگا جو سات ہزار برس کے بعد باہر نکلیگا اور اگر
بالفرض ایک ہی آدمی دوزخ مین جاے جب ہر ایک کے حق مین ممکن ہے کہ شاید یہی دوزخی ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ پرہیز اور احتیاط کی
راہ اختیار کرے اور جو نیکی ہوسکے کوشش کرکے کرے تاکہ وہ شخص دوزخی نہو جاے اسواسطے کہ سات ہزار برس تو بڑی مدت ہے
اگر دنیا کی سب لذتین ایک شب دوزخ مین رہنے کے خوف سے آدمی ترک کردے تو بجا ہے غرضکہ خوف و رجا برابر ہونا چاہیے جیسا کہ
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر فردای قیامت کو ندا کرینگے کہ جنت مین ایک آدمی کے سوا دوسرا
نہ جائیگا تو مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون اور اگر ندا کرینگے کہ دوزخ مین ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ جائیگا تو مین ڈرتا ہون

کہ وہ مین ہی ہون خوف کی فضیلت اور حقیقت اور اقسام کا بیان

الغرض جانتو کہ خوف بڑا مقام ہے اور اوسکی فضیلت
اوسکے ثمرون اور سببون کے موافق ہے اور علم اور معرفت اوسکا سبب ہے جیسا کہ اسکے بعد بیان کیا جائیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی
نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَاْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ
اللّٰہِ اور پاکدامنی اور ورع و تقوی خوف کے ثمرات ہین اور یہ سب سعادت کا تخم ہین اسواسطے کہ بغیر ترک شہوات اور بغیر اوسپر صبر کیے
ہوے آدمی آخرت کی راہ نہین چل سکتا اور جیسا آتش خوف شہوات کو جلا کر شکستہ کر دیتی ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی اسیواسطے
حق سبحانہ تعالی نے ڈرنیوالون کے واسطے ہدایت رحمت علم رضوان کو تین آیتون مین جمع کیا اور فرمایا ھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلَّذِیْنَ ھُمْ
لِرَبِّھِمْ یَرْھَبُوْنَ اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ اور
تقوی جو خوف کا ثمرہ ہے اوسے حق تعالی نے اپنی طرف اضافت کیا اور فرمایا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق کو جسدن میدان قیامت مین جمع کرینگے تو منادی ایسی آواز سے انہین حکم کریگا کہ سب دور و نزدیک سن
لینگے اور فرمائیگا کہ اے لوگو جسدن سے مین نے تمھین پیدا کیا اوسدن سے آج تک مین نے تمھاری باتین سنین اب آج تم میری

بات کان لگاکر سنو کہ تمھارے اعمال تمھارے سامنے رکھونگا اے لوگو ایک نسب تمنے مقرر کیا اور ایک نسب مین نے ٹھہرایا تمنے اپنے مقرر کیے ہوے نسب کو
بالا کیا اور میرے ٹھہراے ہوے نسب کو دبا رکھا مین نے کہا تھا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم مین سب سے زیادہ وہ بزرگ تر ہے
جو بہت پرہیزگار ہے اور تمنے کہا کہ بزرگتر وہ ہے جو فلان ابن فلان ہے آج مین اپنے مقرر کیے ہوے نسب کو بالا کرتا ہون اور تمھارے ٹھہراے
ہوے نسب کو پست کیے دیتا ہون اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ کہان ہین پرہیزگار لوگ پھر ایک جھنڈا استادہ کر کے آگے آگے لیجائینگے اور پرہیزگار
لوگ اوسکے پیچھے پیچھے چلینگے حتی کہ سب پرہیزگار بیحساب بہشت مین داخل ہوجائینگے اسی سبب سے ڈرنے والون کا ثواب
دونا ہے حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد
کرتا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ دو خوف اور دو امن ایک بندے مین مین نہین جمع کرتا اگر دنیا مین بندہ مجھسے ڈریگا تو آخرت مین اوسے بیخوف رکھونگا اور اگر دنیا مین
بیخوف رہیگا تو آخرت مین اوسے خوف مین رکھونگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اوس سے سب چیزین ڈرتی ہین اور جو خدا سے
نہین ڈرتا اوسے خدا سب چیزون سے ڈراتا ہے اور فرمایا ہے تم مین پکا عقلمند وہ ہے جو تم مین سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے
اور فرمایا ہے کہ جس مسلمان کی آنکھ سے آنسو بہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور بہکر اوسکے منہ پر آجاے اوسکے منہ پر آتش دوزخ
حرام ہوجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جب خدا کے خوف سے بندے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین اور وہ اندیشہ کرتا ہے
تو اوسکے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے رویا وہ آتش دوزخ مین نہ جلایا جائیگا جسطرح جو دودھ
پستان سے نکل آیا ہو وہ پھر پستان مین نہین جاتا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے کوئی شخص بیحساب جنت مین جائیگا آپ نے فرمایا ہان جو شخص اپنے گناہ یاد کر کے
رویگا وہ بیحساب جنت مین داخل ہوئیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو کا قطرہ خوف خدا سے نکلے یا خون کا
قطرہ راہ خدا مین گرے اوس سے زیادہ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہین اور فرماتا ہے کہ سات آدمی خدا کے سایہ مین ہین کہ اون مین
سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی مین خدا کو یاد کرے اور اوسکی آنکھ سے آنسو بہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا موعظت مین مین حاضر تھا آپ ہم لوگون کو نصیحتین فرما رہے تھے دلون پر خوف غالب ہوا آنکھ سے آنسو
جاری ہوگئے پھر مین گھر آیا میری اہلیہ مجھسے باتین کرنے لگی مین دنیا کی باتون مین پڑگیا پھر مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وہ کلام اور اپنا وہ رونا یاد آیا مین باہر نکل آیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ آہ حنظلہ منافق ہوگیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
میرے سامنے آئے اور کہنے لگے کہ منافق نہین ہوا مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہوگیا آپ نے فرمایا کَلَّا لَمْ یُنَافِقْ حَنْظَلَۃُ پھر مین نے یہ حال عرض کیا فرمایا اے حنظلہ جس حال پر تم
میرے سامنے رہتے ہو اگر اوسی حال پر رہو تو فرشتے راہون اور گھرون مین تمسے مصافحہ کیا کرین اے حنظلہ ایک ساعت یعنی وہ حالت
تھوڑی دیر رہتی ہے بزرگون کے اقوال بیان حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ مجھپر خوف غالب ہوا ہو
اور میرے دل پر حکمت اور عبرت کا دروازہ نہ کھلا ہو حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ خوف عقوبت اور امید رحمت

ط
ہرگز نہین
منافق ہوا حنظلہ

سکے درمیان مین مسلمان کا گناہ اسطرح ہوتا ہی جیسے دو شیرون مین ایک وباہ آوے اون ہی سنے یہ بھی کہا ہی کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے
ایسا ڈرتا جیسا مفلسی سے ڈرتا ہے تو بیشک جنتی ہوتا لوگون نے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فردای قیامت کو کون
شخص بہت امین ہیگا فرمایا وہ شخص جو آج بہت ڈرتا ہے ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی سے کہا کہ ایسے لوگون کی مجلس کے
بارے مین آپ کیا کہتے ہین جو ہمکو اتنا ڈراتی ہین کہ ہمارے دل ٹکڑے ہوی جاتے ہین فرمایا کہ آج ایسے ہی لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین
ڈراتین اور فردای قیامت کو بیخوف رہو یہ اس سے بہتر ہی کہ آج ایسے لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین بیخوف رکھین اور فردای قیامت کو
مبتلای خوف ہوجاؤ حضرت ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو دل خوف سے خالی ہو وہ ویران ہوا ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ جو قرآن شریف مین ہی وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ
مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی کام کرتے ہین اور ڈرتے ہین یہ کام چوری اور زنا ہے آپنے فرمایا نہین وہ کام روزہ نماز صدقہ ہی
کہ کرتے ہین اور ڈرتے ہین کہ مبادا نا قبول ہو حضرت محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتی تو آنسو منہ مین مل لیتے اور کہتے کہ مین نے
سنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہونچتا ہے وہ مقام آتش دوزخ مین نہین جلتا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ روؤ
اگر نہ روسکو تو تکلف سے اپنے تئین گریان کرو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین اتنا روؤن کہ آنسو میرے چہرے پر
آجائین اس امر کو مین ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہون **خوف کی حقیقت** اے عزیز جانتو کہ خوف دل کی حالتون
مین سے ایک حالت ہی وہ ایک آگ ہی کہ دلمین ظاہر ہوتی ہے اوسکا سبب یہی ثمرہ بھی اوسکا علم و معرفت ہی آدمی جب خطر کار آخرت دیکھتا ہے
اور اپنی ہلاکت اور تباہی سکے اسباب حاضر اور غالب دیکھتا ہی تو خواہ نخواہ یہ آگ اوسکی جان کے درمیان پیدا ہوجاتی ہی اور یہ صفت
دو معرفتون سے حاصل ہوتی ہے ایک معرفت یہ ہی کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے گناہون اور غیبتون کو اور عبادت کی آفتون اور
اخلاق کی خباثتون کو درحقیقت دیکھے اور ان تقصیرون کے ساتھ اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو دیکھے اس آدمی کی مثل اوس شخص کی
ایسی ہے جو کسی بادشاہ سے بہت خلعت اور نعمت پا رہا ہو پھر اوسکی حرم سرا اور خزانے مین خیانت کرتا ہو اور ناگاہ جانے کہ بادشاہ اوسے
خیانت کی حالت مین دیکھا کرتا ہے اور سمجھے کہ بادشاہ غیور اور انتقام لینے والا اور بیباک ہی اور کسیکو بادشاہ پاس اپنا ساعی اور
شفیع جانے اور بادشاہ سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہ رکھتا ہو جب اپنے کام کا خطر دیکھیگا تو خواہ نخواہ اوس شخص کے دل مین خوف
کی آگ پیدا ہوجائیگی دوسری معرفت یہ ہی کہ اس شخص کے گناہ اور عیب کے سبب سے آتش خوف نہ پیدا ہو بلکہ اوسکی قدرت اور بیباکی
کی وجہ سے پیدا ہو کہ یہ شخص اوس سے ڈرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص شیر کے جنگل مین پھنس جاوے اور ڈرے تو اپنے گناہ کے سبب سے نہ ڈریگا
اس سبب سے ڈریگا کہ شیر کی صفت جانتا ہی کہ اوس شخص کا ہلاک کر ڈالنا شیر کا مقتضای طبع ہے اور اوس شخص کی ضعیفی سے شیر کچھ باک نہین
رکھتا یہ خوف تمامتر اور فاضلتر ہوتا ہی اور جس شخص نے حق تعالی کی صفتون کو پہچانا اور اوسکے جلال اور بزرگی اور توانائی اور بیباکی کو
جانا کہ اگر وہ تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اور ہمیشہ دوزخ مین رکھے تو اوسکی مملکت مین ایک ذرہ بھی کمی نہوگی اور جس صفت کو رقت اور شفقت
کہتے ہین اوسکی حقیقت سے اوسکی ذات منزہ ہی جب آدمی کو یہ معلوم ہو تو ڈرنے کا محل ہے یہ ڈر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتا ہی گو کہ وہ

یہ جانتے ہیں کہ ہم گناہوں سے معصوم ہیں جو شخص زیادہ عارف خدا ہوتا ہے زیادہ ڈرتا بھی ہے اسی واسطے جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ عارف ہوں اور تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اسی واسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور جو شخص خدا سے جاہل ہوتا ہے وہ بے خوف ہوتا ہے حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد مجھ سے ایسا ڈر جیسا شیر خشمگین سے ڈرتا ہے خوف کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اور خوف کا اثر دل اور بدن اور جوارح میں ہوتا ہے دل میں یہ ہوتا ہے کہ دل میں دنیا کی خواہشیں بری معلوم ہوں اور خواہشوں کی کچھ پروا نہ ہو اسواسطے کہ اگر کسیکو نکاح یا طعام کی خواہش ہوتی ہے وہ جب شیر کے چنگل میں پھنس جاتا ہے یا پادشاہ قاہر کے قید خانے میں قید ہو جاتا ہے تو اوسے اوس خواہش کی کچھ پروا نہیں رہتی بلکہ خوف میں دل کا حال بالکل خشوع و خضوع اور خواری و خاکساری ہو جاتا ہے اور سراپا مراقبہ اور محاسبہ اور عاقبت اندیشی ہو جاتا ہے نہ تکبر رہتا ہے نہ حسد نہ دنیا کا لالچ نہ غفلت اور بدن میں خوف کا اثر شکستگی اور لاغری اور زردی ہے اور جوارح میں خوف کا اثر یہ ہے کہ جوارح کو گناہ سے پاک رکھنا اور عبادت میں باادب رکھنا اور خوف کے درجے متفاوت ہوتے ہیں خوف اگر شہوت سے باز رکھے تو اوسکا نام عفت ہے اگر حرام سے باز رکھے تو اسکا نام ورع ہے اگر شہوت سے یا ایسے حلال سے جس میں حرام کا شبہہ ہے باز رکھے تو اوسکا نام تقویٰ ہے اگر زاد راہ کے سوا ہر چیز سے باز رکھے تو اسکا نام صدق ہے عفت اور ورع تقویٰ کے ماتحت ہیں اور یہ سب صدق کے نیچے ہیں اور یہ حالت جو آنسو نکال دیتی ہے اور آدمی آنسو پونچھکر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکر پھر غفلت میں پڑ جاتا ہے اسے زنانی رقت کہتے ہیں یہ خوف نہیں ہے اسواسطے کہ جو شخص جس چیز سے ڈرتا ہے اوس سے بھاگتا ہے اور پرہیز کرتا ہے جسکی آستین میں کوئی چیز ہے اور وہ دیکھے کہ سانپ ہے تو ممکن نہیں کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکر چپ ہو رہے بلکہ اوسے اپنی آستین سے گرا دیگا حضرت ذو النون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے پوچھا کہ بندہ خائف کون ہے فرمایا کہ وہ جو اپنی تئیں اوس بیمار کی طرح رکھے جو موت کے خوف سے سب خواہشوں سے حذر کرتا ہے درجات خوف اے عزیز جانتو کہ خوف کے تین درجے ہیں ضعیف قوی معتدل انمیں معتدل بہتر ہے ضعیف وہ ہے جو کام پر مستعد نہ رکھے جیسے عورتوں کی رقت قوی وہ ہے جو حد سے ناامیدی اور بیہوشی اور موت کا خوف ہو یہ دونوں مذموم ہیں اسواسطے کہ خوف میں فی نفسہ کچھ کمال نہیں ہے خوف توحید اور معرفت اور محبت کے مثل نہیں ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات میں خوف کا ہونا درست نہیں بلکہ جہل اور عجز سے خوف ہوتا ہے یعنی اسواسطے کہ جبتک عاقبت نامعلوم نہوگی اور خطرے سے حذر کرنے میں عجز نہوگا تب تک خوف بھی نہوگا مگر غافلوں کے حق میں البتہ خوف کمال ہے اسواسطے کہ خوف اوستاد تازیانے کے مانند ہے جو لڑکوں کو پڑھنے میں لگاتے اور جانور کو راہ پر چلاتے جبتک تازیانہ ایسا کم زور ہو کہ چوٹ نہ لگے تو نہ لڑکے کو پڑھنے میں لگائیگا نہ جانور کو راہ پر چلائیگا اور اگر تازیانہ ایسا سخت ہو کہ لڑکے یا جانور کا بدن پھٹ جائے یا ہاتھ ٹوٹ جائے تو ناقص ہے بلکہ خوف معتدل ہونا چاہیے تاکہ گناہوں سے باز رکھے اور عبادت کی رغبت دلائے جو زیادہ عالم ہوتا ہے اوسکا خوف بھی زیادہ معتدل ہوتا ہے اسواسطے کہ اوسکا خوف جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو وہ اسباب رجا کا خیال کرتا ہے اور جب گھٹ جاتا ہے تو کام کے خطر کا اندیشہ کرتا ہے اور جو شخص خائف ہو اور اپنے تئیں عالم سمجھے وہ عالم نہیں اسواسطے کہ [illegible] علم نہیں ہے جیسے بازاری فال گو کہ اپنی تئیں حکیم سمجھے [illegible] کچھ نہیں [illegible] اسواسطے کہ اول معرفت [illegible] کہ آدمی اپنی

اور حق تعالی کو پہچانے اپنی تہین عجیب تقدیر کے ساتھ اور حق تعالی کو جلال عظمت اور عالم کو ہلاک کر ڈالنے مین بیباک ہونے کے ساتھ ان دونون معرفتون سے خوف کے سوا اور کوئی صفت نہین پیدا ہوتی ہی اسواسطے تھا کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا اَوَّلُ الْعِلْمِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ وَاٰخِرُ الْعِلْمِ تَفْوِیْضُ الْاَمْرِ اِلَیْہِ یعنی اول علم یہ ہی کہ حق تعالی کو جباری اور قہاری کے ساتھ آدمی پہچانے اور آخر علم یہ ہی کہ اپنے کام بندہ وار اوسپر چھوڑ دے اور جان لے کہ مین کوئی چیز نہین ہون اور میرے سبب سے کچھ نہین ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ کوئی یہ جانے اور نہ ڈرے **انواع خوف کا بیان** ایہا العزیز جانو کہ خطرہ پہچاننے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کو اور ہی خوف پیش آتا ہی کسیکو دوزخ کا خطرہ پیش آتا ہے اس سبب اوسے خوف ہوتا ہے اور کسیکو راہ دوزخ مین سے کوئی چیز پیش آتی ہے مثلاً ڈرتا ہی کہ مبادا بے توبہ مرجاوے یا ڈرتا ہے کہ توبہ کرکے پھر گناہ مین پڑجاوے یا اوسکے دل مین سختی اور غفلت پیدا ہوجاوے یا عادت اوسے پھر گناہ کی طرف لیجاوے یا نعمت کے سبب اوسکے دل مین غرور غالب ہوجاوے یا قیامت کے دن لوگون کے مظلمون مین گرفتار ہوجاوے یا اوسکی فضیحتیان اور برائیان ظاہر ہوجائین اور رسوا اور ذلیل ہو یا ڈرتا ہے کہ اوسے کچھ خیال آوے کہ خدا اوسے دیکھتا اور جانتا ہی اور وہ ناپسندیدہ ہی ہر ایک کا فائدہ یہ ہی کہ جس امر سے ڈرتا ہے اوس سے باز رہے مثلاً جب عادت سے ڈرتا ہے کہ پھر اوسے گناہ کی طرف لیجاویگی تو اوس عادت کو چھوڑ دے اور جب خیال ناپسندیدہ پر حق تعالی کے واقف ہونے سے ڈرتا تو دل پاک رکھے اور باتون کو اسی پر قیاس کیا چاہیے اکثر ان لوگون پر جو خدا کے نزدیک ہین اونکے دلون پر خاتمہ اور عاقبت کا خوف غالب آتا ہے کہ شاید ایمان سلامت نہ لیجاوین اس سے سابق کا خوف کامل تر ہے کہ ازل مین اوسکی سعادت اور شقاوت کے باب مین کیا حکم کیا ہو اسواسطے کہ خاتمہ فرع سابق ہے اصل اس مسئلہ مین یہ ہی کہ ایکدن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منبر فرمایا کہ حق تعالی نے ایک کتاب لکھی ہے اوسمین جنتی لوگون کے نام ہین اور داہنا ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ دوسری کتاب لکھی ہے اوسمین دوزخیون کے نام نشان نسب ہین اور بایان ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ اسمین کچھ گھٹنا بڑھنا نہ ہوگا اور اہل سعادت شاید اہل شقاوت کے کام کرے حتی کہ سب کہین کہ وہ شقیون مین سے ہے پھر حق تعالی ایک ہی ساعت موت کے پہلے اوسے راہ شقاوت سے پھیر کر راہ سعادت کی طرف لے آوے تو سمجھو وہی ہے جسکی سعادت کا حکم ازل مین ہوچکا ہی اور شقی وہی ہے جسکی شقاوت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے تو خاتمہ کا اعتبار ہے انجام بخیر درکار ہے اسواسطے عارف لوگ ڈرتے ہین یہ خوف کامل تر ہے جیسا کہ حق تعالی کی صفت جلال سے بندے کا خوف اوس خوف سے جو اپنے گناہ کے سبب ہو کامل تر ہے اسواسطے کہ جلال الہی ہرگز معرف جاتا ہی نہین اور آدمی جب گناہ ہی سے ڈریگا تو شاید توبہ کرکے مغرور ہوجاوے اور کہنے لگے کہ اب تو مین نے گناہ سے ہاتھ کھینچا اب مین کیون ڈرون غرضکہ جناب محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ والثنا اعلیٰ علیین مین رہین گے اور ابوجہل اسفل السافلین مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل پیدا ہونے کے قبل کوئی وسیلہ اور قصور نہ رکھتے تھے حق تعالی نے جب پیدا کیا تو بے کسی سبب کے کہ حضرت کی طرف سے ہو حضرت کو معرفت اور عبادت کی راہ بتادی اور حق تعالی نے یہ امر آپکو اسطرح لازم کردیا کیونکہ آپکے داعیہ کو اسی امر مین صرف کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ حق تعالی نے آپ کو دکھایا اور آپ پر کشف فرمایا اوسے آپ اپنے اوپر پوشیدہ کرلیتے اور یہ بھی محال تھا کہ جو آپ پر قائل سمجھے اوس [illegible] نہ سمجھے اور ابوجہل پر حق تعالی نے راہ بصیرت بند کردی وسو قدرت ہی نہ تھی کہ دیکھسکتا

ہو

اور جب نہ دیکھا تو بے اسکے کہ خواہشون کی آفتین پہچانے خواہشون سے دست بردار نہوسکا تو جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ والثنا
اور ابوجہل دونون ازل مین محبور تھے جیسا حق تعالی نے چاہا ویسا کیا ابوجہل کو بے سبب شقاوت کا حکم کرکے دوزخ مین دوڑا دیا اور
جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کو محض اپنے فضل و کرم سے سعادت کا حکم فرما کر بے وسیلہ اعلی علیین مین پہونچا دیا
جو بے نیاز ہے کچھ خیال نہین کرتا جیسا خود چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے کسیکی کچھ پروا نہین رکھتا اوس سے ڈرنا ضرور ہے اسی سبب سے
حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر غران سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ شیر ہلاک
کر ڈالنے مین کچھ باک نہین رکھتا یہ بیباکی تیری خطا کے سبب سے نہین بلکہ اوسکے شیر ہونے کا غلبہ ہلاک کر ڈالنے مین بیباکی کا حکم کرتا ہے
اور اگر شیر تجھسے دست بردار ہوتا ہے تو کچھ شفقت اور قرابت تیرے ساتھ نہین رکھتا کہ اوسکے سبب سے دست بردار ہوتا ہے بلکہ تجھے
بے حقیقت سمجھکر دست بردار ہوتا ہے جسنے خدا کی یہ صفتین جان لین ممکن نہین کہ وہ بے خوف رہے سوء خاتمہ کا بیان العزیز
جانو کہ بہت ڈرنیوالے تو خاتمہ سے ڈرتے ہین اسواسطے کہ آدمی کا دل ایک حال پر نہین رہتا اور موت کا وقت بہت کٹھن ہے اور
یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ مرتے دم دل کس حال پر ٹھہر جاتا ہے چنانچہ ایک عارف نے کہا ہے کہ اگر کسیکو پچاس برس تک توحید پر جانا ہو اگر مجھسے اسقدر
غائب ہو کہ دیوار کی آڑ مین ہو جائے تو پھر اوسکے موحد رہنے پر مین گواہی نہ دونگا کیونکہ دل کا حال ہر آن بدلتا رہتا ہے مین نہین جانتا
کہ کس حال سے بدل گیا اور ایک بزرگ کہتے ہین کہ اگر مجھسے پوچھین کہ گھر کے دروازے پر کسیکے ایمان پر مرنے کی گواہی دینا تجھے پسند ہے
یا حجرے کے دروازے پر تو مین کہونگا کہ حجرے کے دروازے پر اسواسطے کہ مین نہین جانتا کہ گھر کے دروازے تک ایمان رہیگا یا نہ رہیگا
حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ موت کے وقت ایمان چھن جانیسے کوئی شخص مطمئن نہین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ صدیق لوگ ہر دم برے خاتمہ سے ڈرتے ہین حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ انتقال کے وقت بیقرار ہوکر
روتے تھے لوگون نے کہا کیون روتے ہو خدا کی بخشش تمہارے گناہون سے بڑی ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ جانون کہ توحید پر مرونگا تو کچھ باک نہین
رکھتا گو کہ کئی پہاڑون کے برابر گناہ رکھتا ہون ایک بزرگ نے وصیت کی اور بہت کچھ مال کہ رکھتا تھا وہ ایک شخص کے سپرد کرکے کہا کہ میرے
مرنے کی فلانی علامت ہے اگر وہ علامت تم دیکھنا تو اس مال سے شکر اور بادام مول لیکر شہر کے لڑکون کو بانٹنا اور کہنا کہ یہ فلانے
شخص کا عرس ہے جو دنیا سے با ایمان گیا اگر وہ علامت نہ دیکھنا تو لوگون سے کہدینا کہ مجھپر نماز نہ پڑھین اور میرے ساتھ دغا نہ کھائین تاکہ
مرنے کے بعد تو مین ریاکار نہون حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مرید کو یہ خوف ہے کہ گناہ مین پڑ جائے اور مرشد عارف کو
یہ ڈر ہے کہ کفر مین گرے حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین جب مسجد جانے لگتا ہون تو اپنی کمر مین ایک زنار دیکھتا ہون سو اسلیے
کہ مین ڈرتا ہون کہ جب تک مین مسجد جاؤن جاؤن ایسا نہو کہ مجھے کلیسا لیجائین ہر روز پانچ بار میری یہی حالت ہوتی ہے حضرت عیسی
علیہ السلام نے حواریون سے فرمایا کہ تم لوگ گناہ سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبر کفر سے ڈرتے ہین ایک پیغمبر علیہ السلام برسون بھوک برہنگی کے
پریشان حال رہے پھر حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین ... کی کہ ... دل کو کفر سے بچائے رکھتا ہون تو اس بات سے
کیا خوش نہین ہے جو دنیا چاہتا ہے ... شکر کیا ... خوش ہوا ... سر پر خاک ڈالی

خاتمہ اور بدی کی علامتون مین سی ایک نفاق ہے اسیواسطی صحابہ رضی اللہ عنہم ہمیشہ نفاق سی ڈرتی تھی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہی کہ اگر مین جانون کہ مجھ مین نفاق نہین ہی تو جو کچھ دنیا مین ہی اوس سب سی مین اس امر کو زیادہ دوست رکھتا ہون اور کہا ہی کہ ظاہر و باطن اور دل و زبان کا اختلاف بھی منجملۂ نفاق ہے فصل اگر پوچھا جائے تو سوء خاتمہ جس سے بزرگ ڈرتے ہین اس عبارت سے کہ موت کے وقت بندہ کا ایمان چھین لین اسکے بہت سے سبب ہین اور انکا علم پوشیدہ ہی لیکن اکثر دو سبب سے ایمان مین خلل واقع ہوتا ہی ایک یہ کہ کوئی شخص کسی بدعت باطل کا اعتقاد کرکے تمام عمر اوسمین بسر کرے اور خیال تک نکرے کہ یہ عقیدہ بیجا ہی موت کے وقت شاید اسکی خطا اسپر حق تعالی کھولدی اسوجہ سے اور اعتقادات جو رکھتا تھا اون مین بھی شک واقع ہوجائے اور اون عقائد کی مضبوطی جاتی رہے اور اسی شک مین مرجاتے بدعتی کو بھی یہ خطر لگا ہوا ہی اور اوسی بھی جو متکلم ہو اور عقائد مین بحث اور دلیل کی راہ چلے گو کہ باورع اور پارسا ہو لیکن وہ بھولے لوگ جنکا ایمان ظاہر قرآن و حدیث کے موافق ہی وہ اس خوف مین نہین اسی سے جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ وَ اَکْثَرُ اَہْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ اسیواسطے اگلے بزرگ علم کلام اور بحث کرکے حقیقت امور دریافت کرنیکو منع کرتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ ہر ایک اسکی طاقت نہین رکھتا کسی نہ کسی بدعت مین گرفتار ہوجائیگا سوء خاتمہ کا دوسرا سبب اکثر سے یہ ہی کہ اصل مین ایمان ضعیف ہو اور دنیا کی محبت غالب ہے حق تعالی کی محبت ضعیف ہو تو موت کے وقت جب یہ دیکھتا ہی کہ خواہش کی سب چیزین اوس سے چھینے لیتے ہین اور دنیا سے جبرا قہرا ایسی جگہ نکالے لیے جاتے ہین جہان جانا نہین منظور اس سبب سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ وہ ضعیف سی دوستی جو تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے مثلا جیسے کوئی شخص اپنے فرزند کو کچھ دوست رکھتا ہے تو وہ شخص جس چیز کو معشوق رکھتا ہے اور فرزند سے زیادہ دوست رکھتا ہو اوس چیز کو جب فرزند چھین لے تو وہ شخص فرزند کو دشمن ٹھہرالیتا ہے اور ذرہ سے دوستی جو فرزند کے ساتھ تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے اسیواسطے شہادت کا بڑا درجہ ہے کہ اوسوقت دنیا کو سامنے سے دور کردیتے ہین اور خدا کی محبت دل مین غالب ہوتی ہے اور مرنے پر دل سے مستعد ہوتے ہین ایسے وقت موت کا آنا بہت غنیمت ہی اسواسطے کہ یہ حال بہت جلد جاتا رہتا ہے اور دل اس صفت پر نہین رہتا تو جس شخص کے دل مین خدا کی محبت سب چیزون کی محبت سے زیادہ ہو تو اس بات سے حق تعالی نے اوسے ضرور باز رکھا ہوگا کہ وہ اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کردے ایسا شخص اس خطر سے بہت امن ہوتا ہی جب موت کا وقت آپہونچتا ہی اور وہ شخص جانتا ہی کہ دوست کے دیدار کا وقت آگیا تو موت سے کراہت نہین کرتا اور خدا کی محبت اوسکے دل مین غالب ہوجاتی ہے اور دنیا کی دوستی زائل اور معدوم ہوجاتی ہے خاتمہ بخیر ہونیکی یہی علامت ہی پس جو شخص اس خطر سے بہت دور رہنا چاہے اوسے چاہیے کہ بدعت سے بہت دور رہے اور جو کچھ قرآن و حدیث مین ہی اوسکا ایمان لائے جو کچھ جانے اوسے قبول کرے اور جو کچھ نہ جانے اوسے مان لے اور سب کا ایمان لائے اور یہ کوشش کرتا رہی کہ حق تعالے کی محبت اوسکے دل پر غالب ہوجائے اور دنیا کی محبت ضعیف ہوجائے اور دنیا کی محبت بانیطور ضعیف ہوتی ہے کہ شرع کی حدین نگاہ رکھے تاکہ شرع اوسپر دنیا کو تنگ کردے اور وہ دنیا سے متنفر ہوجائے اور اس سبب سے خدا کی دوستی قوی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا ہی کا ذکر کرتا رہے اور ہمیشہ خدا کے دوستون کے ساتھ صحبت رکھے دنیا کے دوستون کے ساتھ صحبت نہ رکھے اگر دنیا کی دوستی غالب ہے تو ایمان محل خطر مین ہی جیسا قرآن شریف مین فرمایا ہی کہ اگر باپ بیٹا مال نعمت اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اوس سے تم حق تعالی سے زیادہ

پیرو عوام ہون کا دین اختیار کرنا لازم ہے اور دقتی علمی امور مین نہ پھنسے

ورنہ سکتی ہو تو آمادہ رہو کہ حکم خدا آ جائے فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ کے یہی معنی ہین

خوف حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان

العزیز جانو کہ دین کے مقامات سے پہلا مقام یقین اور معرفت ہے پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے زہد اور صبر اور توبہ آور زہد و توبہ سے اخلاص اور مداومت ذکر و فکر پیدا ہوتی ہے اور اوس سے انس محبت ہویدا ہوتی ہے محبت مقامات کی نہایت ہے اور تسلیم رضا اور شوق تبع محبت ہے پس یقین اور معرفت کے بعد خوف کیمیای سعادت ہے اور جو صفتین خوف کے بعد ہین وہ خوف کے راستے ہین آتین اور خوف تین طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو علم و معرفت سے اسواسطے کہ آدمی نے جب اپنے تئین اور خدا کو پہچان لیا تو خواہ نخواہ ڈریگا اسواسطے کہ جو شخص شیر کے چنگل مین پھنستا ہے اور شیر کو پہچانتا ہے اوسے شیر سے ڈرنے کے واسطے کسی تدبیر کی حاجت نہین بلکہ وہ شخص خود بخود ہمہ تن خوف ہو جاتا ہے اور جس شخص نے حق تعالی کو کمال جلال قدرت کمال و بے نیازی کے ساتھ پہچانا اور اپنے تئین نہایت بیچارگی اور عاجزی کے ساتھ جانا اوسنے درحقیقت اپنے تئین شیر کے چنگل مین دیکھا بلکہ جس شخص نے فقط اتنا حکم خدا کو پہچانا کہ جو کچھ قیامت تک ہوگا اوسکا وہ حکم کر چکا ہے بعضون کو بے وسیلہ حکم سعادت اور بعضون کو بے خطا حکم شقاوت دیا ہے جیسا چاہا ویسا کیا ہے اور وہ حکم ہرگز بدل نہین سکتا وہ شخص خواہ نخواہ ڈریگا اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حضرت موسی نے حضرت آدم علیہما السلام سے اعتراض کیا اور حضرت آدم نے بھی حضرت موسی علیہ السلام سے دلیل کی حضرت موسی نے کہا کہ اے آدم حق تعالی نے تمہین بہشت مین اوتارا اور تمہارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تم کیون عاصی ہو گئے کہ اپنے تئین اور ہم سب کو بلا مین مبتلا کیا حضرت آدم نے فرمایا کہ اے موسی بھلا وہ معصیت ازل مین میرے نام لکھی تھی یا نہین جواب دیا ہان لکھی تھی حضرت آدم نے فرمایا کہ بھلا مین حکم خدا کے خلاف کر سکتا تھا حضرت موسی نے کہا نہین پس حضرت آدم نے حضرت موسی کا اعتراض اوٹھا دیا اور حضرت موسی لاجواب ہو گئے اور جس معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اوسکے بہت سے ابواب ہین جو شخص بڑا عارف ہے وہ بہت خائف ہے حتی کہ احادیث مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دونون روتے تھے اونپر وحی آئی کہ مین نے تمہین بیخوف کیا ہے تم کیون روتے ہو عرض کیا کہ بارخدایا ہم تیرے مکر سے بیخوف نہین ہین ارشاد ہوا کہ یون ہی سمجھے رہو یہ اونکا کمال معرفت تھا کہ اپنے جی مین کہا کہ بیخوف رہنا نہ چاہیے یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ تم بیخوف رہو شاید یہ آزمائش ہو اور اسمین کوئی بھید ہو کہ اوس سے ہم بیخبر ہون جنگ بدر کے دن پہلے مسلمانون کا لشکر ضعیف ہو گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈر کر فرمایا کہ بارخدایا اگر یہ مسلمان ہلاک ہو جائینگے تو روی زمین پر تیری بندگی کرنیوالا کوئی نہ رہیگا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کو آپ کیا سوگند دلاتے ہین وہ تو آپ کی فتح کا وعدہ کر ہی چکا ہے اپنا وعدہ ضرور سچا کریگا اوسوقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ مقام تھا کہ وعدہ کرم پر اونہین اعتماد تھا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا یہ مقام تھا کہ آپکو خیر الماکرین کے مکر سے خوف تھا اور یہ مقام کامل ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانا کہ خدا کے کامون کے بھید اور تدبیر مملکت مین اوسکی مصلحت اور اوسکی مقدر کی ہوئی باتین کوئی بندہ نہین جانتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اگر معرفت سے عاجز آئے تو اہل خوف کے ساتھ صحبت رکھے تاکہ اون لوگون کا خوف اسمین سرایت کرے اور اہل غفلت سے

دوسرے یہ کہ اس طریق سے بھی خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ خوف تقلیدی ہو اور ایسا ہو جیسے سانپ سے اوس لڑکے کا خوف جسنے اپنے باپ کو سانپ
سے بھاگتے دیکھا ہو تو وہ لڑکا بھی سانپ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے گو کہ سانپ کا موذی ہونا نہ جانتا ہو مگر اسکے واسطے یہ خوف بھی بہت
ضعیف ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر لڑکا چند بار سپیرے کو دیکھے کہ سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے تو جس طرح تقلید سے ڈرتا ہے اوسی طرح تقلید سے ایسا
بھی ہو جائیگا اور سانپ پر ہاتھ ڈالیگا اور جو شخص سانپ کا موذی پن جانتا ہے وہ اس تقلید سے ایمن ہوتا ہے تو عقلا کو چاہیے کہ اپنا
اور غافلوں کی صحبت سے حذر کرنا چاہیے خصوصًا اوس غافل سے جو بصورت عالم ہو تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب اہل خوف کو نہ پاسکے
تو اونکی صحبت اوٹھا کیونکہ اس زمانے میں یہ لوگ کمتر ہیں تو انکا حال سنے اور انکی کتابیں پڑھے اسی سبب سے بعض انبیا اور اولیا کے
خوف کا حال ہم بیان کرتے ہیں تاکہ جو شخص ذرہ بھی عقل رکھتا ہو وہ جان سکے کہ یہ حضرات تمام خلق سے زیادہ عاقل اور عارف
اور متقی تھے یہ جب اسقدر ڈرتے ہیں تو اوروں کو بطریق اولی ڈرنا چاہیے انبیا اور ملائکہ کی حکایتیں روایت ہے کہ جب
ابلیس ملعون ہوا تو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہمیشہ رویا کرتے حق تعالی نے اونپر وحی کی کہ تم کیوں روتے
ہو عرض کیا کہ بار خدایا تیرے غضب اور مکر سے ہم ایمن نہیں ہیں ارشاد ہوا کہ ایسا ہی چاہیے ایمن نہ رہنا حضرت ابن المنکدر
رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالی نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو تمام ملائکہ رویا کرتے تھے جب حق تعالی نے آدمیوں
کو پیدا کیا تو چپ ہو گئے اسواسطے کہ جان گئے کہ دوزخ ہمارے واسطے نہیں پیدا ہوئی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
کہ حضرت جبرئیل امین جب میرے پاس آتے تو خوف خدا سے لرزان اور سراپا ہراسان تھے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میکائیل کو میں ہنستے نہیں دیکھتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی
نے جب سے آتش دوزخ پیدا کی تب سے میکائیل نہیں ہنسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز میں مشغول ہوتے تو ایک میل سے
اونکے دل کا جوش سنائی دیتا حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن برابر سجدے میں پڑے رہا کیے
حتی کہ اونکے آنسوؤں سے گھاس اوگ آئی ندا آئی کہ اے داؤد کیوں روتا ہے اگر بھوکا یا پیاسا ہو تو عرض کر تاکہ کھانا پانی دیا جائے پھر انھوں نے
بس ایسا آہ نالہ کیا کہ اونکی سانس کی گرمی سے لکڑی میں آگ لگ گئی تب حق تعالی نے اونکی توبہ قبول فرمائی عرض کیا کہ
بار خدایا میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش کر دے تاکہ میں کبھی نہ بھولوں حق تعالی نے اونکی عرض قبول فرمائی جب وہ کھانے پانی کے
واسطے ہاتھ بڑھاتے تو اوس نقش کو دیکھتے اور روتے کبھی اسقدر روتے کہ لوگ پانی کا کاسہ اونکو نہیں دیتے تو وہ پیالہ آپکے آنسوؤں سے
پر ہو جاتا روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اسقدر روئے کہ اونکی طاقت زائل ہو گئی عرض کیا کہ یا ارحم الراحمین میرے رونے پر تو رحم
نہیں فرماتا وحی آئی کہ اے داؤد تو رونے کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو بھول گیا عرض کیا کہ بار خدایا گناہ کیونکر بھولا کیونکہ جب گناہ کے پہلے
جب میں زبور پڑھتا تھا تو بہتا ہوا پانی ٹھہر رہتا چلتی ہوئی ہوا رک رہتی اوڑتے ہوئے جانور میرے سر پر جمع ہو جاتے وحشی جانور میرے
محراب میں چلے آتے اب یہ کوئی بات نہیں ہے بار خدایا یہ کیا وحشت ہے کیسی نفرت ہے ارشاد ہوا کہ اے داؤد وہ انس طاعت کا تھا یہ وحشت
معصیت ہے اے داؤد آدم میرا بندہ تھا اوسے میں نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا اپنی روح سے اوسمیں روح پھونکی ملائکہ کو اوسکو

سجدہ کرا

سجدہ ہو کا حکم کیا خلعت کرامت اوسے پہنایا تاج وقار اوسکے سر پر رکھا اوسنے اپنی تنہائی کا گلہ کیا حوّا کو ہمنے پیدا کیا اور دونون کو بہشت مین
رکھا اوسنے ایک گناہ کیا ہمنے ننگا اور ذلیل کرکے اوسے اپنی درگاہ سے نکالدیا اے داؤد تو سن اور حق جان کہ تو ہمارا حق طاعت کرتا تھا
ہم تیری طاعت کرتے تھے جو کچھ تو نے سوال کیا وہ ہمنے تجھے دیا تو نے گناہ کیا ہمنے مہلت دی با اینہمہ اب بھی توبہ کریگا تو ہماری طرف
رجوع کریگا تو ہم قبول کرینگے یحیی ابن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کیا چاہتے تو سات دن
تک کچھ نہ کہاتے اور اپنی بی بیون کے پاس نہ جاتے پھر صحرا مین تشریف لاتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرماتے کہ ندا کرو وہ ندا کرتے
کہ اے بندگان خدا جو داؤد کا نوحہ سنا چاہے وہ آئے بستیون سے آدمی آشیانون سے پرندے بیابانون اور پہاڑون سے وحوش و درند
وہان آتے حضرت داؤد پہلے حق تعالی کی ثنا فرماتے تمام خلق آہ و فریاد کرتی پھر جنت اور دوزخ کا حال بیان کرتے پھر اپنے گناہ پر نوحہ
کرتے حتی کہ بہتیری خلق خوف و ہراس سے مرجاتی تب حضرت سلیمان اونکے کان کے پاس آکر عرض کرتے کہ بابا جان بس کیجیے کہ بہت سی
خلق ہلاک ہوگئی اور ندا کرتے کہ اپنے اپنے مردے اوٹھا لیجاؤ لوگ اوٹھا لیجاتے حتی کہ ایکدن چالیس ہزار خلق جو اوس مجلس مین جمع تھی
اوسمین سے تیس ہزار مرگئے حضرت داؤد علیہ السلام کی دو لونڈیان تھین اونکا یہی کام تھا کہ خوف کے وقت حضرت داؤد کو پکڑے رہتین اور
بچاتی رہتین تاکہ آپکے اعضا جو کانپتے تھے وہ اوکھڑ نہ جائین حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام جب لڑکے تھے تو بیت المقدس مین عبادت
کیا کرتے تھے بہت لڑکے اونہین کھیلنے کے واسطے بلاتے تو فرماتے کہ مجھکو خدا نے کھیلنے کے واسطے نہین پیدا کیا ہے جب پندرہ برس کا
سن ہوا تو خلق سے کنارہ کش ہو کر صحرا مین چلے گئے ایکدن اونکے والد حضرت زکریا علیہ السلام اونکے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے دیکھا پانی مین پاؤن رکھے
کھڑے ہین اور پیاس کے مارے قریب بہلاکت ہین اور عرض کر رہے ہین کہ اے رب العزت قسم ہے تیری عزت
کی جبتک مجھکو یہ معلوم ہوئے لگا کہ تیرے نزدیک میرا کیا مرتبہ اور مقام ہے تب تک مین پانی نہ پیون گا اور اسقدر
روتے تھے کہ اونکے رخسار پر گوشت نہ باقی رہا تھا دانت نکل آئے تھے تب ماں نے نمدے کے دو ٹکڑے اونکے رخسار پر رکھدیے تھے تاکہ خلق
کو دانت نہ دکھائی دین انبیا علیہم السلام کے احوال اسی طرح بہت حکایتین ہین ہم نے صحابہ اور اگلے بزرگون کی حکایتین
الغرض یہ ہین کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب کسی پرند کو دیکھتے تو فرماتے کاش مین بھی تجھسا ہوتا اور حضرت ابوذر رضی اللہ
تعالی عنہ کہتے کہ کاش مین کوئی درخت ہوتا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ کاش میرا نام و نشان کچھ نہ ہوتا
اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کبھی یہ حال ہوتا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنکر گرپڑتے اور بیہوش ہوجاتے اور چند روز تک
لوگ اونکی عیادت کو آیا کرتے بہت رونے کے سبب اونکے رخسار پر کالی دو لکیرین پڑگئی تھین فرمایا کرتے کہ کاش عمر کو اوسکی ماں
نے جنا ہی نہوتا ایکدن کہین کو جاتے تھے راہ مین ایک شخص قرآن شریف پڑھتا تھا اس آیت پر پہونچا ان عذاب ربک
لواقع آپ نے سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور گرپڑے اور دیوار پر سہارا لیا بیہوشی کی وجہ سے آپ کو لوگ گھر مین اوٹھا لیگئے مہینا بھر تک آپ بیمار
رہے کوئی آپکی اوس بیماری کا سبب نجانتا علی ابن الحسین علیہ السلام جب وضو کرتے تو اونکا چہرۂ مبارک زرد ہوجاتا لوگ عرض کرتے
کیا سبب ہے فرماتے تم نہین جانتے ہو کہ مین کسکے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہون حضرت مسور ابن مخرمہ رحمہ اللہ تعالی قرآن مجید سننے کی طاقت

سورۂ طور ترجمہ بیشک عذاب تیرے پروردگار کا ہونیوالا ہے ۱۲

نر کھتے تھے ایک دن کسی مرد اجنبی نے لاعلمی مین یہ آیت پڑھی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۙ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ
وِرْدًا اونہون نے کہا مین مجرمون مین سے ہون متقیون مین سے نہین ایکبار اوسپڑھنے والے نے پھر یہ آیت پڑھی پس اونہون نے ایک
چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ بھائی اچھی جگہہ کے سبب سے مغرور نہو اسواسطے کہ بہشت سے بہتر کوئی
جگہہ نہین دیکھو تو حضرت آدم نے وہان کیا دیکھا اور کثرت عبادت کے سبب سے بغرہ نکر کیونکہ تونے سنا ہے کہ ابلیس نے کئی ہزار برس عبادت کی اور
بہت علم کے سبب سے گھمنڈ کر اسلیے کہ بلعم باعور اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ حق تعالیٰ کا اسم اعظم جانتا تھا اور اسکے حق مین یہ آیت نازل
ہوئی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اور نیک لوگون کی زیارت کے سبب سے تکبر نکر اسواسطے کہ جناب
سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے عزیزون کو آپکی صحبت اور زیارت بہت نصیب ہوئی اور ایمان نہ لائے حضرت
عطاء سلمی خائفون مین سے تھے چالیس برس کامل ہنسے نہ آسمان کی طرف دیکھا ایکبار آسمان کی طرف دیکھا تو خوف کے مارے گر پڑے رات میں
کئی بار اپنے تئین ہاتھ سے ٹٹول لیا کرتے کہ مسخ تو نہین ہوگیا ہون جب قحط یا کوئی بلا خلق پر آتی تو کہتے کہ یہ سب میری ہی شومی سے ہے اگر
مین مرجاؤن تو خلق اس بلا سے نجات پائے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے تھے کہ مین ہر روز اپنی ناک پر نظر کرکے اپنے جی مین کہتا ہون
کہ شاید میرا منھہ کالا ہوگیا ہے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مین نے دعا مانگی کہ خوف کا ایک دروازہ مجھپر کھلے دعا قبول
ہوگئی مین ڈرا کہ میری عقل جاتی رہیگی پھر مین نے عرض کی کہ یا رب خدایا میری طاقت کی قدر اپنا خوف مجھے عنایت کر پس میرا دل ٹھہر گیا
ایک عابد کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہا ہے پوچھا کیون روتا ہے کہا اوس گھڑی کی خوف سے جبتک یاد کرینگے کہ خلق کو اونکے اعمال کا بدلا قیامت کے
دن دیا جائیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے پوچھا آپکا کیا حال ہے کہا اوسکا کیا حال ہوتا ہے جو دریا مین ہو اور کشتی
ٹوٹ جاوے اور ہر شخص ایک ایک تختہ پر رہجاوے اوس شخص نے کہا سخت کٹھن ہوگا کہا میرا بھی ویسا ہی حال ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
یہ بھی کہا ہے کہ حدیث مین ہے کہ ایک شخص کو ہزار برس کے بعد دوزخ سے نکالینگے یہ کہکر کہا کہ کاش وہ مین ہی ہون یہ اسواسطے کہا کہ خاتمہ
بخیر نہونے کے ڈر سے ہمیشہ دوزخ مین رہنے سے ڈرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کنیزک تھی ایک دن سو اوٹھی اور عرض
کرنے لگی کہ یا امیر المومنین مین نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہا جلدی بیان کر کہنے لگی کہ مین نے دوزخ کو دیکھا کہ سلگائی گئی اور پل صراط اوسپر کھا
گیا اور خلفا کو فرشتے لائے پہلے خلیفہ عبد الملک مروان کو دیکھا کہ فرشتے لاے اور حکم کیا کہ اس پل پر چل تھوڑا سا چلا تھا کہ دوزخ مین
گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ پھر اوسکے بیٹے ولید ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ مین گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا دیکھا
کہنے لگی کہ پھر سلیمان ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ مین گر گیا کہا جلدی بیان کر پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ یا امیر المومنین پھر آپکو
لائے اوس کنیزک نے اتنا کہا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑے کنیزک چیختی تھی کہ قسم خدا
کی مین نے دیکھا کہ آپ سلامت گزر گئے اور بہت غل مچاتی تھی اور وہ پڑے لوٹتے تھے اور ہاتھ پاؤن دیدے مارتے تھے حضرت
حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سالہا سال تک نہین ہنسے لوگون نے ہمیشہ اونہین اوس کیفیت پر دیکھا جس کیفیت مین وہ قیدی ہوتا ہے جسے گردن
مارنے کے واسطے مقتل مین لائی ہون لوگ کہتے کہ باین عبادت و ریاضت آپ اسقدر کیون سلگتے ہین وہ جواب دیتے کہ مجھے اس بات کا خوف

ف ۱ یعنی ان کو اکٹھا کرینگے پرہیزگارون کو رحمان کے پاس مہمانون کی طرح اور ہنکا دینگے گنہگارون کو جہنم کی طرف پیاسا ۱۲ ف ۲ پس مثل اوسکی مثل کتے کی ہے اگر لادو تو ہانپے اور چھوڑ دو تو بھی ہانپے

کہ حق تعالی نے کوئی فعل مجھ سے ایسا دیکھا ہو کہ مجھے دشمن ٹھہرا لیا ہو اور فرمائے کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر کہ میں تو تجھپر رحمت ہی نکرونگا اور میں بیفائدہ اپنی جان گنواتا ہوں اور ایسی بہت سی حکایتیں ہیں اے عزیز اب غور کر کہ یہ بزرگ لوگ کیسا ڈرتے تھے اور تو بیخوف ہے اونکا خوف اور تیری بیخوفی یا اس وجہ سے ہے کہ اونکے گناہ بہت تھے اور تیرے گناہ نہیں ہیں یا اس سبب سے ہے کہ اونہیں معرفت بہت تھی اور تجھے نہیں ہے سچ تو یہ ہے کہ باوجود کثرت گناہ تو حماقت اور غفلت کی وجہ سے بیخوف ہے اور باوجود کثرت طاعت وہ لوگ بصیرت اور معرفت کے سبب سے خائف اور ہراسان تھے فصل شاید کوئی کہے کہ خوف و رجا دونوں کی فضیلت میں بہت بہت سی حدیثیں وارد ہیں ان دونوں میں کون افضل ہے کہ اوسکا غالب رہنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ خوف و رجا دو دوائیں ہیں دوا کے حق میں فضیلت نہیں کہتے بلکہ منفعت کہتے ہیں اسواسطے کہ خوف و رجا صفات نقص سے ہے جیسا کہ ہم بیان کیا اور آدمی کا کمال یہ ہے کہ خدا کی محبت میں ڈوبا رہے اور خدا کی یاد نے اوسے بالکل گھیر لیا ہو اپنے آغاز و انجام کا کچھ خیال نکرے بلکہ وقت کو دیکھتا رہے اور وقت کو بھی نہ دیکھے بلکہ خداوند وقت کو دیکھتا رہے جب خوف و رجا کی طرف التفات کریگا تو یہ التفات حجاب ہو جائیگا لیکن یہ استغراق کی حالت نادر ہوتی ہے تو جس شخص کا وقت موت نزدیک ہو اوسپر رجا غالب کرنا چاہیے کیونکہ رجا محبت کو زیادہ کرتی ہے اور جو شخص اس جہان سے جاتا ہے چاہیے کہ خدا کی محبت کے ساتھ ہو تا کہ خدا کی ملاقات اوس شخص کی سعادت ہو جاوے اسواسطے کہ محبوب ہی کی ملاقات میں مزہ ہوتا ہے مگر اور اوقات میں اگر آدمی اہل غفلت ہو تو اوسپر خوف غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ جو نافع ہے اوسکی حق میں غلبہ رجا زہر قاتل ہے اور اگر اہل تقوی ہے اور اوسکا حال مہذب ہے تو خوف و رجا معتدل اور برابر رہنا چاہیے اگر آدمی عبادت اور طاعت میں ہے تو رجا غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ رجا سے عبادت میں محبت ہی سے دل صاف ہوتا ہے اور محبت رجا کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اور گناہ کے وقت خوف غالب ہونا چاہیے اور آدمی اگر اہل عبادت سے ہو تو مباح کاموں کے وقت بھی خوف غالب ہونا چاہیے ورنہ گناہ میں مبتلا ہو جائیگا تو خوف و رجا ایسی دوا ہے کہ اوسکی منفعت احوال اور اشخاص کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اس سوال کا جواب مطلق نہو سکیگا والله اعلم

چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان میں

اے عزیز اس بات کو یاد رکھ کہ اون چار اصلوں پر راہ دین کا مدار ہے جو عنوان مسلمانی میں ہم بیان کر چکے ہیں ایک تیرا نفس دوسرے حق تعالی تیسرے دنیا چوتھے آخرت ان چاروں سے دو قابل ترک ہیں دو لائق طلب یعنی اپنے نفس سے حق تعالی کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے اور دنیا کو آخرت کے واسطے ترک کرنا چاہیے تو تجھے اپنی خودی سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور دنیا کو لات مار کر آخرت کی طرف دوڑنا چاہیے اور خوف صبر توبہ اسکے مقدمات ہیں اور محبت دنیا مہلکات سے ہے چنانچہ ہم اوسکا علاج بیان کر چکے ہیں اور دنیا کی دشمنی اور اوس سے قطع تعلق کرنا منجیات سے ہے اب ہم اسکی تفصیل بیان کرینگے فقر و زہد ایسی سے عبارت ہے تو پہلے فقر و زہد کی حقیقت اور فضیلت پہچاننا چاہیے فقر و زہد کی حقیقت اے عزیز جان تو کہ فقیر وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کی چیز نرکھتا ہو اور اوسپر قادر نہو اور آدمی کو پہلے تو اپنی ہستی کی حاجت ہے پھر اپنی بقا کی پھر مال و غذا کی اور بہت چیزوں کی حاجت ہے اور انمیں سے کوئی چیز اوسکے اختیار میں نہیں اور وہ ان سبکا حاجتمند ہے اور غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے کچھ نیاز نرکھتا ہو وہ تنہا باری تعالی ہے [illegible] اور جو کچھ جن و انس اور ملائکہ اور شیاطین موجود ہیں اونکی ہستی اور بقا [illegible] حق سبحانہ تعالی سے

ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یعنی خدا ہی بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیر کے یہی معنی بیان کیے ہیں اور فرمایا ہے کہ اَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِیْ وَالْاَمْرُ بِیَدِ غَیْرِیْ فَلَا فَقِیْرَ اَفْقَرُ مِنِّیْ یعنی میں اپنے کردار میں گرو ہوں اور سر رشتہ کار دوسرے کے ہاتھ میں ہے تو مجھ سے زیادہ محتاج کون ہے بلکہ حق تعالی نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور ارشاد کیا وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ یعنی غنی وہ ہے کہ اگر چاہے تو سبکو ہلاک کرے اور یہی مخلوق پیدا کردے تو تمام خلق فقیر ہے لیکن اہل تصوف کے محاورہ میں فقیر اوسکو کہتے ہیں کہ جو اپنے تئیں اس محتاجی کی صفت پر دیکھے اور یہ حالت اوس پر غالب ہو کہ وہ جانتا ہو کہ میں کچھ نہیں رکھتا اور دونوں جہان میں کوئی چیز میرے اختیار میں نہیں ہے اصلا آفرینش میں نہ دوام آفرینش میں اور احمق لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ آدمی فقیر اوسوقت ہوتا ہے کہ کچھ عبادت نہ کرے اسواسطے کہ جب عبادت کریگا اور اوسکا ثواب اپنے واسطے جمع رکھیگا تو اوسوقت اوسکے واسطے ایک چیز ہو جائیگی فقیر نہ ہوگا یہ کہنا ملحدوں اور زندیقوں کا تخم ہے کہ شیطان نے اون لوگوں کے دلوں میں بو دیا ہے اور جو احمق زیرکی کا دعوی کرتے ہیں انہیں اسیطرح شیطان راہ سے بہکا دیتا ہے کیونکہ نیک لفظ میں برے معنی چھپا دیتا ہے تاکہ احمق اوسکے سبب سے دھوکا کھائیں کہ یہی معنی سمجھنا زیرکی ہے یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ جو خدا رکھتا ہو وہ سب کچھ رکھتا ہے چاہیے کہ خدا سے بیزار ہو تاکہ فقیر ہو جاوے بلکہ فقیر وہی ہے جو طاعت کرتا ہے جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ طاعت بھی میری ملک نہیں اور میرے اختیار میں نہیں ہے میں ہوں طاعت ہو غرضکہ جسے صوفی فقیر کہتے ہیں اوسکا یہاں بیان مقصود ہے نہ سب چیزوں میں آدمی کے فقر کو بیان کرنیکا ارادہ ہے بلکہ مال کی رو سے جو فقیر ہوتا ہے اوسے ہم بیان کرینگے اور لاکھ حاجتیں جو آدمی کو رہا کرتی ہیں اور وہ سب فقر ہیں اون میں سے ایک مال بھی ہے پس اے عزیز جانتو کہ مال پاس سبب سے نہیں ہوتا کہ آدمی اوس سے قصدًا دست بردار ہو جاوے یا مال ہاتھ ہی نہ آئے جو قصدا دست بردار ہو جاوے اوسے زاہد کہتے ہیں اور جسکے ہاتھ مال نہ آئے اوسے فقیر کہتے ہیں اور فقیر کی تین حالتیں ہیں ایک یہ کہ مال نہیں رکھتا مگر جہاں تک ہو سکتا ہے تلاش کرتا ہے ایسے فقیر کو حریص کہتے ہیں دوسرا یہ ہے کہ تلاش نکرے اور اگر کوئی دیوے تو نہ لے اور مال سے کراہت کرے ایسے کو زاہد کہتے ہیں تیسرا وہ ہے کہ نہ تلاش میں کد کرے نہ آئے ہوئے مال کو رد کرے اگر دیں تو لے لے نہ دیں تو بھی خوش رہے ایسے فقیر کو قانع کہتے ہیں ہم پہلے فقر کی فضیلت بیان کرتے ہیں پھر زہد کی اسواسطے کہ اگرچہ آدمی مال کا حریص ہو مگر مال نہونے میں بھی فضیلت ہے

محتاجی کی فضیلت

اے عزیز جانتو کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ محتاجی کو ہجرت پر مقدم رکھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو درویش کثیر العیال اور پارسا ہو اوسے حق تعالی دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ اے بلال تو یہ کوشش کر کہ جب اس جہان سے جاوے تو درویش ہو تونگر نہیں اور فرمایا ہے کہ میری امت کے محتاج لوگ تونگروں سے پانسو برس پہلے جنت میں جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ امیروں سے چالیس برس پہلے فقیر جنت میں جائیں گے اس فقیر سے فقیر حریص مقصود ہوگا اور اوس فقیر سے وہ فقیر جو فقیری میں خوش اور راضی ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت میں فقیر لوگ سب سے بہتر ہیں اور ضعیف لوگ سب سے پہلے بہشت میں پھرنے لگیں گے اور فرمایا ہے کہ میرے دو پیشے ہیں جو ان دونوں پیشوں کو دوست رکھیگا اوسنے مجھے دوست رکھا ایک درویشی دوسرا جہاد اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ والثنا سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالی آپکو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ روئے زمین کے پہاڑوں کو سونے کا کر دوں تاکہ جہاں تم چاہو وہاں حاضر ہوں فرمایا کہ اے جبرئیل میں نہیں چاہتا اسواسطے کہ دنیا بےگھروں کا گھر ہے اور

بیاون کا مال ہے دنیا مین مال جمع کرنا بیعقلونکا کام ہے حضرت جبرئیل نے کہا اے محمد ثبتک اللہ بالقول الثابت حضرت عیسی علیہ السلام ایک سوتے آدمی کیطرف گذرے اور کہا اوٹھ خدا کو یاد کر اوسنے عرض کیا کہ اے عیسی آپ مجھسے کیا چاہتے ہین مین نے تو دنیا کو دنیاداروں کے واسطے چھوڑ دیا فرمایا پھر سوا ہے دوست اور خوب سو حضرت موسی علیہ السلام ایک شخص کی طرف گذرے وہ سر کے نیچے اینٹ رکھے خاک پر سو رہا تھا اور ایک کملی کے سوا اور کچھ اوسکے پاس نہ تھا حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تیرا یہ بندہ ضائع ہے کہ کچھ بھی نہین رکھتا وحی آئی کہ اے موسی تم نہین جانتے کہ مین جسکی طرف خوب متوجہ ہوتا ہون اوسے دنیا سے باز رکھتا ہون حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پاس ایک مہمان آیا اوسوقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا مجھسے فرمایا کہ فلانے یہودی پاس جاکر کہہ کہ تھوڑا سا آٹا مجھے قرض دے مین نے جاکر اوس یہودی سے کہا اوس نے قسم کھا کر جواب دیا کہ مین نہ دونگا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ قسم خدا کی مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون وہ یہودی اگر قرض دیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری یہ زرہ لیجا کر گرو کر لا مین گرو کر لایا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدلی کیواسطے یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نچاہیے کہ دنیا اور دنیادار دین تم کنکھیون سے دیکھو کہ یہ سب انکے واسطے فتنہ ہے اور جو چیز تمہارے واسطے خدا کے پاس رکھی ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام پر وحی آئی کہ جب تجھپر درویشی آئے تو کہہ مرحبا اے شعار صالحین جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ بہشت مجھکو دکھائی گئی اہل بہشت اکثر درویش تھے اور دوزخ مجھے دکھائی گئی اہل دوزخ اکثر تونگر تھے اور فرمایا کہ مین نے بہشت مین عورتون کو بہت کم دیکھکر پوچھا کہان ہین بولے شَغَلَهُنَّ الْأَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالزَّعْفَرَانُ یعنی زیور اور رنگین کپڑے اونھین قید کیے ہوے ہین روایت ہے کہ دریا کے کنارے ایک پیغمبر علیہ السلام کا گذر ہوا دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے خدا کا نام لیکر جال پھینکا ایک مچھلی بھی نہ پھنسی دوسرے ماہی گیر نے شیطان کا نام لیکر جال ڈالا بہت سی مچھلیان پھنسین اون پیغمبر نے عرض کیا کہ بار خدایا یہ سب تیرے ہی حکم سے ہے مگر اسمین کیا حکمت ہے حق تعالی نے فرشتون کو حکم کیا کہ دونون ماہی گیرون کی جگہ بہشت اور دوزخ مین اس پیغمبر کو دکھاو جب جگہ دیکھی تو عرض کیا کہ بار خدایا مین راضی ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیغمبرون مین جو تونگری کے سبب سے سبکے بعد جنت مین جائینگے وہ سلیمان بن داود علیہما السلام ہین اور میرے اصحاب مین جو تونگری کے سبب سے سب کے بعد بہشت مین جائیگا وہ عبد الرحمن بن عوف ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ تونگر بہت دشواری سے جنت مین جائیگا اور حضرت سرور انبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی جب بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوسکو مبتلا آفات کرتا ہے اور اگر بڑی محبت کا ملہ کرتا ہے تو اقتنا کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اقتنا کیا چیز ہے فرمایا کہ اقتنا یہ ہے کہ نہ اوس بندہ کا مال باقی رہے نہ اہل و عیال حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ خلق مین کون لوگ تیرے دوست ہین کہ مین بھی اونکو [illegible] دوست رکھون ارشاد ہوا کہ جب انپر فقیر [illegible] جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ [illegible]

درویش کو لاوینگے تو جسطرح آدمی ایک دوسرے سے عذر خواہی کرینگے اوسیطرح حق تعالی اوس درویش سے عذر بیان فرمایگا اور ارشاد کریگا کہ اے میرے بندے دنیا کو جو مین نے تجھسے باز رکھا یہ امر تیری ذلت و خواری کی وجہ سے نہ تھا اس سبب سے تھا کہ تو خلعت اور بزرگیان میری سرکار سے پاوے خلائق کی ان صفون مین جا اور جسنے تجھے میرے واسطے کسیدن کھانا یا کپڑا دیا ہے اوسکا ہاتھ پکڑ لے مین نے اوسے تیرے سپرد کیا اوسدن خلق پسینے مین غرق ہوگی وہ صفون مین گھس جاویگا اور جسنے اوسکے ساتھ دنیا مین نیکی کی ہوگی اوسکا ہاتھ پکڑکر نکال لاویگا اور فرمایا ہے کہ تم فقیرون کے ساتھ دوستی رکھو اور اونکے ساتھ احسان کرو اسواسطے کہ اونکے واسطے دولت مہیا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دولت کیا ہے فرمایا کہ وہ دولت یہ ہے کہ قیامت کے دن فقیرون سے حکم ہوگا کہ جسنے تمھین ٹکڑا روٹی یا گھونٹ بھر پانی یا کپڑے کا ٹکڑا دیا ہو اوسکا ہاتھ پکڑکر بہشت مین لیجاؤ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہین کہ جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق جب دنیا جمع کرنے اور عمارت بنانے مین متوجہ ہوگی اور فقیرون کو دشمن جانیگی تب حق سبحانہ تعالی اونسے چار بلاؤن مین مبتلا کریگا - قحط زمان مین جور سلطان مین قاضیون کی خیانت مین کافرون اور دشمنون کی شوکت و قوت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ وہ شخص ملعون ہے جو محتاجی کے سبب سے کسیکو خوار و ذلیل جانے اور تونگری کی وجہ سے کسیکو معزز و ممتاز سمجھے بزرگون نے کہا ہے کہ تونگر لوگ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کی مجلس سے زیادہ کہین خوار و ذلیل نہوتے تھے کیونکہ اونھین آگے نہ آنے دیتے تھے پچھلی ہی صف مین بیٹھے رہتے اور محتاجون کو اپنے قریب بٹھالیتے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا یہ یاد رکھنا کہ جو کوئی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہو اوسے حقیر نہ جاننا اسواسطے کہ تیرا اور اوسکا ایک ہی خدا ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا محتاجی سے ڈرتا ہے تو دونون سے بیخوف رہتا اور اگر بہشت کو اسطرح ڈھونڈھتا جیسا دنیا کو ڈھونڈھتا ہے تو دونون ملتین اور اگر دل مین خدا سے ایسا ڈرتا جیسا ظاہر مین خلق سے ڈرتا ہے تو دونون جہان مین نیکبخت ہوتا حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس ایک شخص دس ہزار درم لایا آپ نے نہ لیے اوسنے بہت منت خوشامد کی کہا یہ شخص تو یہ چاہتا ہے کہ اسقدر مال لیکر مین اپنا نام فقیرون کی فہرست سے نکلوا ڈالون مین ہرگز یہ نہ کرونگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ قیامت مین میرے ساتھ رہو تو فقیرانہ زندگی بسر کرو اور امیرون کے ساتھ مل جلکے نہ بیٹھو اور جبتک پیوند نہ لگا لو تب تک کوئی کپڑا نہ اوتارو

درویش قانع کی فضیلت

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسے حق تعالی نے اسلام کی ہدایت فرمائی اور بقدر کفایت مال عنایت کیا اور اوسنے اوسپر قناعت کی اور فرمایا ہے کہ فقیرو تہ دل سے محتاجی پر راضی رہو تاکہ فقر کا ثواب پاؤ ورنہ ثواب نہ پاؤگے یہ اسطرف اشارہ ہے کہ فقیر حریص کو ثواب نہ ملیگا مگر اور حدیثون مین صراحۃً وارد ہوا ہے کہ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہے فقرا صابر کی صحبت کلید جنت ہے اسواسطے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خدا کے ہمنشین ہونگے اور فرمایا ہے کہ سب بندون سے زیادہ وہ فقیر خدا کا دوست ہے جو اوسپر قانع ہو جسقدر اپنے پاس رکھتا ہے اور حق تعالی جو روزی اوسے عنایت فرماتا ہے اوسمین خدا سے وہ خوش اور راضی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی امیر و فقیر ایسا نہوگا جو یہ آرزو نہ کرتا ہو

کہ دنیا مین قوت کی قدر سے زیادہ ہم نہ پاتے حق تعالی نے حضرت اسمعیل علی نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ای اسمعیل مجھے شکستہ دلون کے پاس
ڈھونڈہ عرض کیا کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ فقرا صادق جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہی کہ قیامت کے دن حق تعالی
فرمائیگا کہان ہین میرے خاص خاص بندے کہان ہین فرشتے عرض کرینگے کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوگا کہ وہ مسلمان فقیر جو میری عطا پر راضی
تھے سبکو بہشت مین لیجاو وہ سب بہشت مین چلے جائین گے اور ہنوز تمام خلق حساب ہی مین ہوگی حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ جو شخص دنیا زیادہ ہونے پر خوش ہو اور عمر جو ہمیشہ کم ہوتی جاتی ہے اوسکے سبب سے اندوہگین نہو اوسکی عقل مین نقصان ہے سبحان اللہ اس بات
مین کیا بھلائی ہوگی کہ دنیا تو زیادہ ہو اور عمر کم ہوتی جاتی ہے حضرت عامر بن عبد قیس کی طرف ایک شخص گذرا وہ روٹی ساگ کھاتے
تھے کہنے لگا ای عامر دنیا مین تمنے اسقدر پر قناعت کی جواب دیا کہ مین ایسے آدمیون کو جانتا ہون جنھون نے اس سے بھی بدتر اور کمتر
پر قناعت کی ہے اوس شخص نے پوچھا ای عامر وہ کون لوگ ہین کہا جو دنیا کو آخرت کے بدلے لیتا ہی اوسنے اس سے بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہوگی حضرت ابو ذر
رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن لوگون سے بیٹھے باتین کر رہے تھے اونکی اہلیہ آئین اور کہا تم یہان بیٹھے ہو قسم خدا کی گھر مین کچھ نہین اونھون نے کہا ای عورت ایک بڑی سخت
گھاٹی ہمارے درپیش ہے اوس سے کوئی نہ پار ہوگا مگر وہی جو سبکبار ہوگا وہ نیکبخت خوش ہوکر چلی گئی **فصل** العزیز جانتو کہ اس بات مین علما کا
اختلاف ہی کہ درویش صابر بہتر ہے یا تونگر شاکر مگر صحیح یہی ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یہ حدیثین جو ہمنے بیان کین سب اسی بات کی دلیل
ہین لیکن اگر تو اسکا بھید جاننا چاہے تو حقیقت حال یہ ہی کہ جو چیز بندے کو خدا کی یاد اور محبت سے باز رکھے وہ بد ہی کوئی تو ایسا ہوتا ہے
کہ درویشی اوسے باز رکھتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسے تونگری باز رکھتی ہے تفصیل اسکی یہ ہی کہ بقدر کفایت کا ہونا نہونے سے
بہتر ہی کہ اسقدر دنیا سے نہین بلکہ راہ آخرت ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہی کہ اے پروردگار آل محمد کو بقدر کفایت
قوت دیا کر اور جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اوسکا نہونا ہونے سے اولی ہے یہ بات جب ہی کہ حرص و قناعت مین دونون کا حال یکسان
ہو اسواسطے کہ فقیر حریص اور امیر حریص دونون مال مین لگے ہوے ہین اور اونکے دل مال مین اٹکے ہوے ہین مگر فقیر کی صفات بشریت دور ہو
جاتی ہین اور جو رنج وہ دیکھتا ہی دنیا سے متنفر ہوتا جاتا ہی اور مسلمان کو جسقدر دنیا کی دوستی کم ہوتی ہے اوسیقدر خدا کی محبت بڑھتی
ہے دنیا اوسکا قیدخانہ ہے تو گو کہ وہ اس بات سے کارہ ہی مگر مرتے دم اوسکا دل دنیا کی طرف بہت کم التفات کریگا اور امیر دنیا سے بہرہ وری
حاصل کرسکے اوس سے انس و محبت پیدا کرلیتا ہی تو مرتے دم دنیا کا چھوٹنا اوسپر بہت دشوار ہوتا ہی تو ان دونون مین بڑا فرق
ہوتا ہے بلکہ عبادت اور مناجات مین بھی ایسا ہی فرق ہے اسواسطے کہ مناجات اور عبادت مین فقیر جو لذت پاتا ہی امیر ہرگز نہین پاتا
امیر کا ذکر فقط زبان کی نوک اور ظاہر دل سے ہوتا ہی اور جبتک کہ دل زخمی اور کوفتہ نہو اور آتش رنج و اندوہ سے سوختہ نہو تبتک
لذت ذکر اوسکے اندر رسوخ نہین کرتی اسیطرح اگر قناعت مین فقیر امیر دونون برابر ہین تو بھی فقیر امیر سے افضل ہے لیکن اگر فقیر حریص
ہو اور امیر شاکر اور قانع ہو کہ اگر وہ مال اوس سے چھوٹ جاے تو وہ چندان ملول نہین ہوتا اور اوسکے شکر مین قائم رہتا ہی اور اوسکا
دل شکر و قناعت کے سبب سے طہارت پاتا ہے اور دنیا کی راحت و خوشی مین آلودہ نہین ہوتا اور فقیر حریص کا دل حرص مین آلودہ
رہتا ہی مگر صبر اور رنج و اندوہ کے باعث سے طہارت پاتا ہی یہ دونون آپس مین قریب قریب ہین اور حقیقت مین خدا سے ہر ایک

کی دوری اور نزدیکی دنیا سے نفرت اور محبت کی قدر ہوتی ہے لیکن اگر امیر ایسا ہو کہ اوسکو نزدیک مال کا ہونا نہونا دونوں یکسان ہوں اور
مال سے فارغ البال ہو جو کچھ رکھتا ہو حاجت خلق کیواسطے رکھتا ہو جیسا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حال تھا کہ ایک دن لاکھ درم
خرچ کر ڈالا اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت بھی نہ مول لیا کہ اوس سے روزہ افطار کرتین یہ درجہ اوس فقیر کے درجے سے جو کہ اول صفت پر ہو بہت بڑھکر
مگر جب دونوں کے احوال برابر فرض کیے تو فقیر افضل ہے اسواسطے کہ امیر کا بہت بڑا کام یہی ہے کہ صدقہ دے اور خیر کرے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ فقیروں نے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ دین و دنیا کی نیکی تو امیروں ہی نے لوٹ لی کہ وہ صدقہ اور زکوۃ دیتے ہیں
حج اور جہاد کرتے ہیں اور ہم یہ نہیں کر سکتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فقیروں کے ایلچی کو سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا
مرحبا بک و بمن جئت من عندھم تو ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہے کہ میں انھیں دوست رکھتا ہوں تو اونسے کہدے کہ جو شخص خدا کے
واسطے فقیری پر صبر کیا اوسکے واسطے تین درجے ایسے ہیں کہ امیروں کے لیے نہیں ایک یہ کہ بہشت میں ایک درجہ ہے اہل بہشت کو وہ ایسے
معلوم ہونگے جیسے اہل دنیا کو ستارے اور وہ درجہ کسی کو نہیں ملیگا مگر پیغمبر یا فقیر یا شہید کو دوسرا یہ کہ فقیر پانسو برس پہلے امیروں سے
جنت میں جائینگے تیسرا یہ کہ جب کوئی فقیر ایکبار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے اور امیر بھی کہتا ہے تو امیر فقیر کے درجے
کو نہیں پہونچتا اگرچہ اس کہنے کے ساتھ دس ہزار درم صدقہ بھی دے فقیروں نے کہا رضینا رضینا ہم راضی اور خوش ہوئے حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ اس سبب سے فرمایا کہ ذکر ایسا بیج ہے کہ جب وہ کسی دل کو جو کہ دنیا سے فارغ اور رنجیدہ اور شکستہ پاتا ہے تو اوسپر
بڑا اثر کرتا ہے اور امیر کا دل جو دنیا سے خوش ہوتا ہے اوس سے اچھل جاتا ہے جیسا سخت پتھر سے پانی کی چھینٹیں اوڑجاتی ہیں
پس جب ہر ایک کا درجہ حق تعالی کی نزدیکی اور اوسکے ذکر کے ساتھ محبت اور مشغولی کی قدر ہے اور وہ مشغولی اوسیقدر ہوتی ہے جسقدر
اور چیز کی محبت سے فارغ البالی ہو اور امیر کا دل محبت دنیا سے فارغ نہیں ہوتا تو فقیر اور امیر کیونکر برابر ہوگا مگر شاید امیر اپنی طرف گمان
کرے کہ میں درمیان مال ہوں اور مال سے فارغ البال ہوں اور یہ دھوکا ہوتا ہے تو اس گمان کے سچ ہونے کی سلامت وہی ہے جو
ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کیا کہ لاکھ درم مٹی کے برابر جانکر خرچ کر ڈالے اور اگر دنیا سے فارغ البال
ہوکر مال جمع کر رکھنا ممکن ہوتا تو پیغمبر علیہم السلام اوس سے اتنا حذر کیوں کرتے اور دوسروں کو حذر کرنیکا حکم کیوں فرماتے حتی کہ جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین کو جب دنیا نظر آتی تھی اور اپنی تئین پیش کرنے لگی تھی تو آپنے فرمایا میرے پاس سے دور ہو میرے
پاس سے دور ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دنیا داروں کے مال کیطرف نہ دیکھو کہ اوسکا بریق تو حلاوت ایمان کو تم سے لیتا ہے
یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ حلاوت دل میں پیدا ہوتی ہے اور حلاوت ذکر کو زحمت پہونچاتی ہے اسلیے کہ دو حلاوتیں ایک دل میں نہیں
آتیں اور عالم وجود میں دو ہی چیزیں ہیں ایک حق ایک غیر حق غیر حق سے جسقدر تو دل لگائیگا اوسیقدر حق تعالی سے دل اوٹھ جائیگا
اور جسقدر غیر حق سے دل ٹوٹیگا اوسیقدر حق تعالی کی قربت سے خوش ہوگا پس (شعر) غیر حق را میدہی رہ در حریم دل چرا ٭
میکشی بر صفحہ ہستی خط باطل چرا ٭ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ فقیر ایسی چیز کی آرزو میں جس سے عاجز ہو ایکدم
سرد جو بھرتا ہے وہ تونگر کی اوس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار برس تک کرتا ہے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے کہا کہ میں

عیالدار ہون اور بالکل لاچار ہون آپ میرے واسطے دعا کیجیے جواب پایا جسوقت تیرے اہل و عیال کہین کہ کھانا پانی نہین ہے اور تو اوسکے مہیا کرنے سے عاجز ہے اور اہل و عیال کا درد تیرے دل مین ہو اوسوقت تو میرے واسطے دعا کرنا اسواسطے کہ اوسوقت کی تیری دعا میری دعا سے افضل ہے **حالت محتاجی مین درویشی کے آداب** الغرض جاننا چاہیے کہ باطن مین بھی آداب درویشی ہے اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا اور درویش کو باطن مین تین حالتین ہین ایک یہ کہ درویشی کے ساتھ خوش اور شاکر رہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ درویشی حق تعالی کی بھیجی عنایت ہے کہ اپنے دوستون کے حال پر مبذول فرماتا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ خوش نہو تو خدا کے فعل سے ناخوش بھی نہو اگرچہ درویشی بری معلوم ہے جیسے کوئی شخص پچھنے لگواتا ہے تو اوسکا درد برا معلوم ہوتا ہے مگر پچھنے لگانیوالے سے ناخوش نہین ہوتا ہے یہ بھی بری بات ہے تیسری حالت یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالی سے ناراض ہو یہ امر حرام ہے اور ثواب فقر کو کھو دیتا ہے بلکہ ہر وقت یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی وہی کرتا ہے جو کرنا چاہیے اور کسیکو اوسکے فعل سے کراہت اور انکار کرنا نہین پہونچتا اور ظاہر مین گلہ نکرنا چاہیے صبر و تحمل کا پردہ ڈالے رکھنا چاہیے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ درویشی کبھی عذاب کا سبب ہوتی ہے بدخوئی اور شکایت اور قضاء الہی پر جھنجھلانا اور خفا ہونا اوسکی علامت ہے اور کبھی سعادت کا سبب ہوتی ہے نیکخوئی اور گلہ نکرنا اور شکر بجالانا اوسکی علامت ہے حدیث شریف مین ہے کہ اپنی محتاجی اور درویشی کو پوشیدہ رکھنا بھرا ہوا خزانہ ہے اور آداب یہ ہین کہ تونگرون سے مخالطت اور فروتنی نکرے اور ادائے حق مین چکنی چپڑی باتین نہ بنائے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فقیر جب امیر کے گرد رہے تو جان لینا چاہیے کہ ریاکار ہے اور جب بادشاہ کے گرد رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ چوٹا ہے دوسرا آداب یہ ہے کہ بعض اوقات جو کچھ ہوسکے اپنا خرچ کرکے صدقہ دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم لاکھ درم پر سبقت لیجاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کس طرح پر ہوتا ہے فرمایا کہ جو شخص دو درم سے زیادہ نرکھتا ہو اور ایک دیدے تو یہ ایک اوس سے افضل ہے کہ آدمی کثرت سے مال رکھتا ہو اور لاکھ درم دے **کسیکی عطا لینے کے آداب** یہ ہین کہ جو چیز بے شبہ کی ہو اوسے لے لے اور جو کچھ اپنی حاجت سے زیادہ ہو وہ بھی نلے لیکن اگر درویشون کی خدمتگزاری کیا کرتا ہے تو اگر بقدر حاجت سے زیادہ علانیہ لیکر فقیرون کو خفیہ دیگا تو یہ صدیقون کا درجہ ہے اور اگر اس امر کی طاقت نہ رکھے تو نہ لے تاکہ مالک مال آپ ہی مستحقون کو پہونچا دے مگر دینے والے کی نیت دریافت کر لینا بہت ضرور ہے یا ہدیہ کی نیت ہوگی یا صدقہ کی یا ریا کی جو چیز ہدیہ ہو اوسکا قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ احسان سے خالی ہو اور اگر جانے کہ تھوڑی چیزین احسان ہے اور تھوڑی مین نہین تو جسقدر مین احسان نہو اوسیقدر لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص گھی اور پنیر اور ایک بکرا لایا آپ نے بکرا پھیر دیا اور گھی پنیر لے لیا حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کے پاس ایک شخص پچاس درم لایا کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بے سوال جسے کوئی دے اور وہ رد کرے تو اوسنے خدا پر رد کی یہ کہکر ایک درم اوٹھا لیا اور باقی پھیر دیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے بھی یہی روایت کی کہ ایک دن کوئی شخص چاندی بھری ہوئی تھیلی اور بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے اونکے پاس لایا اوسے قبول نکیا اور کہا کہ جو شخص مجلس کرتا ہے اور لوگون سے کچھ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کو دیکھیگا اور خدا کے پاس اوسکا کچھ حصہ نہوگا یہ

اسوجہ سے نہ قبول کیا ہوگا کہ مجلس سے ثواب آخرت اونھین مقصود ہوگا اور جانا ہوگا کہ اوسکا یہ عطیہ مجلس کے سبب سے ہے یہ نہ چاہا کہ خلوص
نیت باطل ہوجاے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اور سنی کہا کہ ٹھہر جاؤ دیکھہ تو اگر قبول کرنے سے میری قدر تیری دل مین
زیادہ ہو تو مین قبول کرون حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کسی سے کچھ نہ لیتے اور فرماتے کہ اگر مین جانتا کہ زبان پر نہ لائیگا
تو لے لیا کرتا یعنی اگر مین لیلونگا تو یہ ڈینگ ہانکیگا اور احسان جتائیگا اور کوئی بزرگ تھے کہ وہ خاص دوستون سے لیتے اور ون سے نہ لیتے اور سب
بزرگ احسان سے حذر کرتے تھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے کسی سے سوال نہین کیا مگر سری سقطی سے کہ اونکا یہ
جانتا تھا کہ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہین کہ کوئی چیز اونکے ہاتھہ سے نکل جائے لیکن اگر ریا کی نیت سے دے تو نہ لینا ضرور ہے
ایک بزرگ نے کوئی چیز پھیر دی لوگون نے اونپر غصہ کیا اون بزرگ نے کہا کہ دینے والون پر مین نے بڑی مہربانی کی کہ وہ چیز پھیر دی
اسواسطے کہ وہ کہنے پھرتے اور انکا مال بھی جاتا ثواب بھی جاتا اور اگر صدقہ کے قصد سے دے تو لینے والا اگر صدقہ لینے کے قابل
نہو تو نہ لے اور اگر محتاج ہو تو پھیرنا نہ چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ جسے بے سوال کیے لوگون نے کچھ دیا تو وہ خدا کا بھیجا ہوا
رزق ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسے کچھ دین اور وہ نہ لے ایسا شخص اس بلا مین مبتلا ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے دین اور
وہ نہین دیتے حضرت سری سقطی حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کچھہ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے حضرت سری سقطی
کہتے کہ اے احمد رد کرنے کی آفت سے حذر کر ایکبار اونھون نے فرمایا کیا کہا پھر تو کہو حضرت سری سقطی نے پھر کہا کہ رد کرنے کی آفت سے
حذر کر پھر سوچکر جواب دیا کہ اچھا اسے رکھہ چھوڑو ایک مہینے کا خرچ میرے پاس ہے وہ ہوجاے تو مین لیلونگا ۔ بلا ضرورت سوال
حرام ہونیکا بیان ایعزیز جانتو کہ سوال منجملہ فواحش ہے یعنی برا کام ہے اور فواحش بلا ضرورت حلال نہین ہوتے ۔ سوال منجملہ
فواحش اس سبب سے ہے کہ اوس مین تین برائیان ہین ایک یہ کہ مفلسی بیان کرنا خدا کی شکایت ہے اسواسطے کہ غلام اگر غیر سے کچھہ مانگے
تو اوسنے گویا اپنے آقا پر طعن کی اسکا کفارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بطور شکایت نہ کہے دوسری برائی یہ ہے کہ اپنے تئین ذلیل کرنا
اور مسلمان کو یہ لازم نہین کہ حق تعالیٰ کے سوا اور کسیکے سامنے اپنے تئین ذلیل کرے ذلت سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ جب تک
ہوسکے کسی دوست اور عزیز اور فراخ دل اور ایسے شخص سے سوال کرے جو اوسے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اوسکے سامنے
ذلیل نہ ہو اگر یہ نہو سکے تو بلا ضرورت شدید کسی سے سوال نہ کرے تیسری برائی یہ ہے کہ دوسرے کو رنج دینا ہے کہ شاید جس سے سوال
کرے وہ جو کچھ دے بخوف ملامت شرم کے سبب سے اور ریا کے طور سے دے اگر یون دیگا تو ملول رہیگا اور دل سے نہ دیگا اور اگر نہ دیگا
تو شرم و ملامت کے رنج مین گرفتار ہوگا اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ صراحۃً نہ کہے کنایۃً کہے ایسا کہ جس سے کہتا ہے وہ اگر تجاہل عارفانہ
کرنا چاہے تو کرسکے اور اگر صراحۃً کہے تو ایک شخص کا تعین نہ کرے بلکہ سبھون سے کہے لیکن اگر ایک ہی امیر آدمی وہان ہو جسکے سبب سے کہہ
اوس سے امیدوار ہون اور اگر وہ نہ دیگا تو اوسے ملامت کرینگے تو یہ بھی تعین کے مانند ہے اور اگر مستحق زکوٰۃ کے واسطے اوس شخص سے
کہیگا جسپر زکوٰۃ واجب ہے تو درست ہے کہ اوسے رنج پہونچے اور اگر خود مستحق زکوٰۃ ہے تو بھی درست ہے اور جو کچھ خوف ملامت یا شرم
سے کوئی شخص دے اوسکا لینا حرام ہے کہ وہ زبردستی لینے کے مانند ہے اور ظاہری فتوے دینے مین فقط زبان دیکھتے ہین اور

یہ فتوی اسی جہان مین کام آتا ہو اسواسطے کہ یہ دنیا کے بادشاہون کا قانون ہے اور اوس جہان مین دل کے فتوے پر اعتماد کرینگے جب
دل یہ گواہی دیتا ہو کہ یہ شخص کراہت سے یہ چیز دیتا ہو تو اوسکا لینا حرام ہے تو اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ سوال حرام ہی مگر ضرورت
یا شدید حاجت کے واسطے درست ہی لیکن شان و شوکت بڑہانے کے واسطے یا اچھا کپڑا پہننے یا اچھا کھانا کھانے کے واسطے
سوال کرنا نہ چاہیے اور ایسے شخص کو سوال کرنا چاہیے جو عاجز ہو کوئی چیز نہ رکھتا ہو کوئی کمائی نکر سکتا ہو یا کمائی تو کر سکتا ہو
لیکن طلب علم مین مشغول ہو کہ کسب کریگا تو طلب علم سے باز رہیگا لیکن اگر عبادت مین مشغول ہو تو سوال کرنا نہ چاہیے بلکہ کسب کرنا
واجب ہی اور اگر قوت کا محتاج ہی اور ایسی کتاب ملک مین رکھتا ہے جسکی حاجت نہین یا جا نماز گدڑی لنگی وغیرہ ضرورت
سے زیادہ رکھتا ہے تو اوسپر سوال کرنا حرام ہے اوسے چاہیے کہ پہلے ایسی چیزون کو بیچ کھائے اپنے تئین یا اپنے اہل و
عیال کو مرفہ حال اور باشوکت و جلال رکھنے کے واسطے سوال کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو اور سوال کرے وہ قیامت کے دن اس صورت سے آئیگا کہ اوسکے چہرہ پر بالکل ہڈیان ہی
ہڈیان ہونگی گوشت بالکل اُتر گیا ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اپنی ملک مین کچھ رکھتا ہے وہ جو کچھ لیتا ہے
وہ دوزخ کی آگ ہی بہت لے خواہ کم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسقدر مال پاس رکھتا ہو
تو اوسے سوال کرنا نہ چاہیے تو ایک حدیث مین ہے کہ شام صبح کا کھانا رکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو
یہ جو آپنے فرمایا ہی کہ پچاس درم رکھتا ہو اسکے یہ معنی ہین کہ ایک آدمی کے پاس چاندی کے پچاس درم ہون کیونکہ یہ ایک سال کے
خرچ کو کافی ہوتے ہین آدمی اگر اسقدر نہ رکھتا ہو اور سال بھر مین ایک ہی صدقہ اور خیرات کا موسم ہو اور وہ اگر نہ مانگیگا تو تمام سال
محتاج رہیگا تو اسقدر سوال کرنا درست ہی اور صبح شام کا کھانا اوس شخص کے حق مین آپنے فرمایا ہوگا جو ہر روز سوال کر سکتا ہو
تو ہر روز اسکے حق مین ایسا ہے جیسا اوسکے حق مین سال یہ حکم مدت کی نسبت ہی لیکن جنس حاجت کی تین اصلین ہین روٹی
کپڑا مسکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین آدمی کا کچھ حق نہین مگر تین چیزین کھانا جو اوسکی پیٹھ سیدھی
رکھے کپڑا جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی جاڑے سے بچائے رکھے مسکن جو اوسے چھپائے رکھے اور ضروری اثاث البیت
بھی اسی مین داخل ہے اگر کوئی شخص نمدہ اور رزائی رکھتا ہو تو کمل اور شطرنجی کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور اگر مٹی کی بدہنی رکھتا ہو
تو آفتابہ کے لیے سوال کرنا نہ چاہیے اور ضرورتین متفاوت ہین اندازے مین نہین آسکتین چاہیے کہ جب تک بڑی حاجت
نہو تب تک سوال نکرے کہ یہ بُری بات ہے فصل الغرض جانو کہ درویشون کے درجے مختلف ہین حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ درویشون کے تین درجے ہین ایک اس درجے کے فقیر ہین کہ نہ خود مانگین نہ دینے سے لین یہ فقیر اعلی علیین مین روحانیون
کے ساتھ رہینگے دوسرے اس درجے کے فقیر ہین کہ خود نہ مانگین اگر کوئی دے تو لیلین یہ فقیر فردوس مین مقربون کے ساتھ رہینگے
تیسرے اس درجے کے فقیر ہین کہ مانگین مگر بضرورت مانگین یہ فقیر اصحاب الیمین مین سے ہونگے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ
تعالی نے شقیق سے پوچھا کہ اپنے شہر مین فقیرون کو تمنے کس حال پر چھوڑا جواب دیا کہ بہت اچھے حال پر اگر پاتے ہین تو شکر

کرتے ہین نہین پاتی ہین تو صبر کرتے ہین حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ اسی حال پر تو مین نے بلخ کے کتون کو چھوڑا ہی شفیق نے پوچھا کہ فقیر تمھارے نزدیک کیسے ہوتے ہین کہا نہین پاتے ہین تو شکر کرتے ہین پاتے ہین تو اپنا خرچ کرکے اورون کو دیدیتے ہین شفیق نے حضرت ابراہیم رحمہما اللہ تعالی کے سر پر بوسہ دیا اور کہا حقیقت یہی ہی ایک شخص کہتا ہی کہ مین نے حضرت ابو الحسن نوری رحمہ اللہ تعالی کو دیکھا کہ ہاتھ پھیلا کر سوال کرتے ہین مجھے تعجب معلوم ہوا حضرت جنید قدس سرہ سے ذکر کیا اونھون نے فرمایا کہ تو یہ نسمجھنا کہ اونھون نے خلق سے کچھ ملنے لگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا بلکہ خلق کے حق مین دعای خیر و ثواب مانگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا تاکہ خلق کا بھلا ہو اور اونکا کچھ نقصان نہو پھر حضرت جنید نے حکم کیا کہ ایک ترازو لاؤ اور سو درم تولکر ایک آبخورا بھر اونپر مٹھی ڈالدیے اور فرمایا کہ یہ نوری پاس لیجا مجھے تعجب آیا کہ تول تو اسواسطے ہوتی ہے تاکہ مقدار معلوم ہو اور پھر اوپر کیون ملا دیے مین حضرت ابو الحسن نوری کے پاس لیگیا اونھون نے بھی ترازو منگائی اور سو درم تولکر کہا کہ یہ پھیرا کر اونہی کو دیدے اور باقی لیلیے اور فرمایا ہان جنید مرد حکیم ہے جانتا ہی کہ دونون طرف رسی بچائے رکھے مین اس امر سے بہت متعجب ہوا پھر وہ سو درم جو پھیر دیے تھے حضرت جنید کے پاس مین لیگیا اور یہ ماجرا بیان کیا فرمایا اللہ غنی جو درم اونکے واسطے تھے وہی لیلیے اور جو میرے لیے تھے وہی پھیر دیے مین نے عرض کیا کہ یہ کیا اسرار ہی فرمایا کہ یہ سو درم ثواب آخرت کے واسطے تھے اور وہ جو زیادہ تھے خدا کے واسطے تھے جو خدا کے واسطے تھے وہ قبول کیے اور اپنے واسطے جو مین نے دیے تھے وہ پھیر دیے اوس زمانے مین ایسے ایسے فقیر کامل ہوتے تھے اور اونکے دل اسقدر صاف ہوتے تھے کہ بے کہے ہوے دوسرے کے دل کی بات سے خبر رکھتے تھے اگر کوئی شخص اس صفت پر نہو تو بارے اس درجے تو کم نہو کہ اس صفت کی آرزو مین ہو اگر یہ بھی نہو تو بھلا ان باتون کا ایمان تو لاوے زہد

کی حقیقت اور فضیلت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ جو شخص گرمی کے وقت یخ رکھتا ہو اور اوسکا لالچی ہوتا ہو کہ جب پیاسا ہوگا تو پانی اس مین ٹھنڈا کرکے پیونگا اور دوسرا آدمی آکر برابر سونا دیگا اوس یخ کو مول لینے کا ارادہ کرتا ہو تو اوس شخص کو یخ کا لالچ جاتا ہے اور اپنے جی مین کہتا ہی کہ اگر آج گرم پانی پیکر گذرانتا اور یہ سونا تمام عمر میرے پاس ہی تو یخ رکھ چھوڑنے سے یہ بہتر ہی کیونکہ یخ ٹھہرتی نہین رات کو پگھل جائیگی تو بہتر چیز یعنی سونے کے مقابلے مین یخ کی خواہش نہ باقی رہنے کو زہد کہتے ہین کہ یخ کے باب مین زہد حاصل ہوا دنیا کے باب مین عارف کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہی کہ اوسنے دنیا کو دیکھا کہ روان ہے اور ہمیشہ گھٹتی ہی رہتی ہی اور موت کے وقت تمام ہو جاتی اور جب آخرت کو دیکھتا ہی تو صاف اور باقی پاتا ہے کہ ہرگز تمام ہی نہوگی تو آخرت کے سامنے دنیا اوسکی نظر مین حقیر معلوم ہوتی ہے دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈالتا ہی اور دنیا ترک کرکے آخرت اختیار کرتا ہی کہ آخرت دنیا سے بہتر ہی اس حالت کو زہد کہتے ہین بشرطیکہ دنیا کی مباح چیزون مین یہ زہد ہو اسواسطے کہ ممنوعات شرعی سے حذر کرنا تو تمام خلق پر فرض ہی ہے اور شرط یہ ہی کہ قدرت کے ساتھ دنیا سے دست بردار ہونا چاہیے اگر کوئی شخص دنیا پر قادر ہی نہین تو اوس سے زہد ہو ہی نہ سکیگا مگر یہ کہ ایسا ہو کہ اگر اوسے دنیا دین تو نہ لے یہ بات جب تک آزمائین تب تک نہین معلوم ہو سکتی اسواسطے کہ آدمی کو جب قدرت حاصل ہوتی ہے تو نفس اور ہی صفت پر ہو جاتا ہی اور یہ جو اوسنے فریب دے رکھا تھا جاتا رہتا ہی اور شرط یہ ہی کہ مال و جاہ کو ترک کردے انکی حفاظت نہ کرے اسواسطے کہ زاہد مطلق وہی ہے جو دنیا کی سب لذتون کو بالای طاق رکھے اور لذت آخرت کے ساتھ بدلا کرے یہ ایک معاملہ اور بیع ہی اور اوس بیع مین بڑا نفع ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ پھر فرمایا فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ یعنی حق تعالی نے مسلمانون کا جان و مال بہشت کے بدلے مول لیا اور فرمایا یہ بیع تمھین مبارک ہوا اور تم خوش ہو کہ اس بیع سے تمھین بڑا نفع ہوا یعنی جانتو کہ جو شخص اظہار سخاوت کے واسطے یا طلب اجرت کے سوا اور کسی سبب سے دنیا ترک کرے وہ زاہد نہین ہوتا اور جانتو کہ دنیا کو آخرت کے عوض بیچنا یہ بھی عارفون کے نزدیک ایک ضعیف سا زہد ہے بلکہ عارف وہی ہے جو دنیا کی طرح آخرت سے بھی سروکار نہ رکھے اسواسطے کہ بہشت بھی انکے فرج پیٹ کی شہوت کا حصہ ہے بلکہ ان سبکو چشم حقارت سے دیکھے اور جن چیزون مین شہوات کی رو سے بہائم شریک ہین انکی طرف التفات نہ کرکے اپنی بزرگی لیلے رہے بلکہ دنیا اور آخرت سے خدا کے سوا اور کچھ نہ چاہے اور اسکی معرفت اور دیدار پر قناعت کرے اوسکے سوا اور جو کچھ ہے سب اوسکی نظر مین حقیر ہو جائے یہ عارفون کا زہد ہے اور یہ درست ہے کہ یہ عارف مال سے گریز اور عذر نہ کرے بلکہ لیکر بجا صرف کرے اور مستحقون کو دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کہ تمام روے زمین کا مال ونکے ہاتھ تھا اور وہ اوس سے فارغ البال تھے بلکہ جیسے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہ ایکدن لاکھ درم صرف کر ڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت نہ مول لیا مین عارف کو یاتا ہون اگر لاکھ درم ہون تو بھی وہ زاہد ہوتا ہے اور کسیکی پاس ایک درم بھی نہ ہوتا ہم وہ زاہد نہین ہوتا بلکہ کمال اس بات مین ہے کہ دنیا سے دل ٹوٹ گیا ہو نہ دنیا کی تلاش ہو نہ اوس سے بھاگے نہ اوس کے ساتھ جنگ کرے نہ صلح نہ اوسے دوست رکھو نہ دشمن اسواسطے کہ جو شخص جس چیز کو دشمن رکھتا ہے تو دوست رکھنے والے کی طرح وہ دشمن رکھنے والا بھی اوس چیز کی طرف مشغول ہوتا ہے اور کمال اسی بات مین ہے کہ آدمی ماسوی اللہ سے بالکل فارغ البال ہو دنیا کا مال اوسکے نزدیک آب دریا کی مثل ہو اور اپنا ہاتھ خزانہ خدا کے مانند وہ زیادہ ہو یا کم آئے یا جائے نیز اوس سے فارغ البال ہے کمال بھی ہے مگر احمقون کے دہوکا کھانیکا محل ہے اسواسطے کہ جو شخص مال کو نہین چھوڑ سکتا وہ اپنے تئین یہ دہوکا دینے لگتا ہے کہ مین اس مال سے فارغ البال ہون اگر کوئی مستحق اوسکا یا اور کسیکا مال یا دریا کا پانی لے اور وہ ان چیزون مین فرق کرے تو وہ دہوکے مین ہے اور اوسکے دل مین مال کی محبت ہے پس اصل یہ ہے کہ آدمی قدرت رکھکر مال سے دست بردار ہو اور بھاگے تاکہ اوسکے جادو سے چھوٹے حضرت عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ تعالی کو ایک شخص نے کہا یا زاہد اونھون نے فرمایا کہ عمر ابن عبدالعزیز زاہد ہے کہ دنیا کا مال اوسکے ہاتھ مین ہے اور باوصف اسکے کہ اوس مال پر قادر ہے اوس مال مین زہد اختیار کیے ہوے ہے اور مین تو کچھ رکھتا ہی نہین مجھے کیا زاہد ہو سکیگا ابن لیلی نے ابن شبرمہ سے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ ابو حنیفہ جولاہے کا لڑکا میرے فتوی کو رد کرتا ہے اونھون نے فرمایا کہ مین یہ نہین جانتا کہ وہ جولاہے کا فرزند ہے یا کیا ہے مگر یہ جانتا ہون کہ دنیا اوسکی طرف متوجہ ہے اور وہ اوس سے بھاگتا ہے اور ہماری طرف سے دنیا منہ پھیرے ہوے ہے اور ہم دنیا کو ڈھونڈھتے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جب تک آیت نہین نازل ہوئی مِنْکُمْ مَنْ یُرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَنْ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ تب تک مین ہرگز نہ جانتا تھا کہ ہم لوگون مین ایسا بھی کوئی ہے جو دنیا کو دوست رکھتا ہے اور جب مسلمانون نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ کس کام مین خدا کی محبت ہے تو بس وہی کام کرتے تب یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّا کَتَبْنَا عَلَیْہِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِیَارِکُمْ مَا فَعَلُوْہُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْہُمْ یعنی جانتو کہ جان کو دینے سے بیچنا کچھ بڑی بات نہین اسواسطے کہ ہر عقلمند کہ سکتا ہے اور دنیا کی نسبت آخرت کے ساتھ اوس نسبت سے بہت ہی کم ہے جو جان کو سونے کے ساتھ ہے لیکن خلق تین سبب سے یہ بات نہین جانتی

ایک ضعف ایمان کے سبب سے دوسری غلبہ شہوت کے سبب سے جو فی الحال ہو تیسری سستی اور آج کل کرنے کے سبب سے اور انہی تینون وعدہ وغیرہ کی وجہ سے کہ اسکے بعد کرینگے اکثر غلبہ شہوت اسکا سبب ہوتا ہے کیونکہ سرمست آدمی اوس سے باز نہین آتا وہ نقد کو دیکھتا ہے قرض کو بھول جاتا ہے

زہد کی فضیلت کا بیان

ای عزیز جانو کہ جو کچھ محبت دنیا کی مذمت مین ہم نے بیان کیا وہ فضیلت زہد کی دلیل ہے اور دنیا کی دوستی منجملہ مہلکات ہے اور اوسکی دشمنی منجملہ منجیات ہے دنیا کے ساتھ دشمنی رکھنے کے باب مین آیات و احادیث وارد ہین اونہین ہم یہان بیان کرتے ہین اور زہد کی بڑی تعریف یہی ہے کہ اوسے حق تعالی نے اہل علم کے ساتھ منسوب کیا اور قرآن شریف مین فرمایا کہ قارون جب جاہ و حشم فوج و خدم سے آراستہ ہوکر باہر نکلا تو ہر ایک تو یہ کہتا تھا کہ کاش یہ دولت اور جاہ و حشمت مجھے ملتی وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو اہل علم تھے اونھون نے یہ کہا کہ ثواب اس سب سے بہتر ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا مین چالیس دن زاہد رہتا ہے اوسکے دل مین حکمت کی نہرین جاری ہو جاتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خدا مجھے دوست رکھے تو دنیا مین زاہد رہ اور جب حضرت حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ بحق مین مومن ہون آپ نے فرمایا کہ اسکی کیا دلیل ہے عرض کیا کہ میرا دل دنیا سے ایسا بھاگا ہوا ہے کہ میرے نزدیک پتھر اور سونا دونون برابر ہین گویا بہشت اور دوزخ کو مین دیکھ رہا ہون فرمایا کہ جو کچھ تجھے پاتا تھا وہ پا چکا اوسکی حفاظت کر پھر فرمایا عَبْدٌ نَوَّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ یعنی یہ بندہ ہے کہ حق تعالی نے اسکا دل روشن کردیا اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ شرح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور اوسکے سبب سے سینہ کشادہ ہوجاتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ اس سرای فانی سے دل اچاٹ ہو عالم جاودانی کی طرف متوجہ ہو موت سے پہلے سامان موت مہیا کرنے لگے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شرم رکھنے کا حق ہے ویسی شرم خدا سے رکھو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو شرم رکھتے ہین فرمایا کہ پھر اتنا مال کیون جمع کرتے ہو جسے نہ کھا سکوگے اور ایسی جگہہ گھر کیون بناتے ہو جہان نہ رہسکوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ سلامتی سے لاویگا اسکے کہ اور کسی چیز سے ملاؤ اوسکے واسطے بہشت ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوس چیز کی تفسیر کردیجیے کہ جسے نہ ملانا چاہیے فرمایا وہ دنیا کی محبت اور تلاش ہے جسے اسواسطے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ پیغمبرون کی سی باتین کرتے ہین اونکے افعال جبارون کے سے ہوتے ہین جو شخص ایسی بات سے لا الہ الا اللہ سالم لائیگا اور یہ بات اوس مین نہ ملائیگا بہشت اوسکی جگہہ ہوگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اوسکے دل پر حق تعالی حکمت کا دروازہ کھولدیتا ہے اور اوسکی زبان کو حکمت کے ساتھ گویا کرتا ہے اور دنیا کی آفت اور بیماری اور دارو اور درمان اوسے بتا دیتا ہے اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ اوسے جنت مین لیجاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن صحابہ کے ساتھ اونٹون کے گلے کی طرف گذرے سب اونٹنیان اچھی اور گابھن تھین اور یہ عرب کا بہت اچھا مال ہوتا ہے کہ مالیت بھی ہوتی ہے اور دودہ گوشت پشم یہ چیزین بھی حاصل ہوتی ہین آپ نے اوسطرف سے منہ پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو بہت اچھا مال ہے آپ کیون نہین ملاحظہ فرماتے فرمایا کہ حق تعالی نے اسکی طرف دیکھنے کو مجھے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیہ حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو ہم آپ کے واسطے گھر بنائین کہ آپ وس مین عبادت کیا کرین فرمایا کہ جاکر پانی پر گھر بناؤ عرض کیا کہ بھلا پانی پر کیونکر مکان بنا سکین گے فرمایا کہ محبت دنیا کے ساتھہ کوئی عبادت کسطرح کر سکیگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھے دوست رکھے تو دنیا سے دست بردار ہو جا اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ تجھے دوست رکھیں تو جو کچھہ اونکے پاس ہے اوس سے ہاتھہ کھینچ رہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے والد ماجد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ غنیمت کا مال جب شہرون سے آیا کرے تو اس کپڑون سے بہتر لباس اور اس کھانے سے خوشتر طعام پکوایا کیجیے اور اپنے رفقا کے ساتھہ بیٹھکر کھایا کیجیے فرمایا کہ اے حفصہ شوہر کا حال جورو سے زیادہ کوئی نہین جانتا تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال خوب جانتی ہو تمھین قسم ہے خدا کی بیان تو کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی برس نبوت مین گذرے کہ آپ اور آپکے گھر والے جب صبح کو سیر ہو کر کھاتے تو رات کو بھوکے رہتے جب رات کو آسودہ ہو کر کھاتے تو صبح کو بھوکے رہتے اور تمھین قسم ہے خدا کی کہ فتح خیبر کے دن تک کتنی برس آپ کو پیٹ بھر خرمے نہین ملے اور تمھین قسم خدا کی تم یہ جانتی ہو کہ ایکدن خوان مین آپکے سامنے کھانا رکھا آپ کو یہ ایسا برا معلوم ہوا کہ چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا حتی کہ آپکے فرمانے کے بموجب زمین پر کھانا رکھدیا گیا اور تمھین قسم خدا کی کہ تم جانتی ہو کہ شب کو جب آپ سوتے تو کملی کی دو تہین کرکے اوسپر سوتے ایکدن چارتہ کرکے کملی بچھائی وہ زیادہ نرم ہو گئی دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اسکی نرمی نے نماز شب سے مجھے باز رکھا جسطرح بچھایا کرتے تھے اسیطرح دو تہین کرکے بچھایا کرو دو سے زیادہ تہین نہ بچھایا کرو اور تمھین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دہو رہے تھے بلال اذان کہدیتے جب تک وہ کپڑا خشک نہ ہو جاتا تب تک آپ باہر نہ نکل سکتے اسواسطے کہ آپ دوسرا کپڑا نہ رکھتے تھے اور تمھین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ قبیلہ بنی ظفر کی ایک عورت آپکا تہبند اور چادر بنتی تھی دونون کپڑے نہین بنے ہوے تھے اوس نے ایک ہی آپکے پاس بھیجدیا آپ اسطرح اوسے باندہی اور اوڑہی ہوئی باہر تشریف لائے کہ آگے کیطرف گرہ لگی تھی اور پشت مبارک پر بھی اوسکو ڈالے ہوے تھے اسکے سوا دوسرا کپڑا حضرت پاس تہا حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ ہان مین یہ سب حال جانتی ہون سچ ہے پھر حضرت عمر اور حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما دونون اتنا روئے کہ بیہوش ہو گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میرے دو دوست یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ چل بسے مین اگر انکی راہ پر چلونگا تو اونکے پاس جا پہونچونگا ورنہ مجھے اور ہی راہ لیجائین گے مجھے چاہیے کہ اونکی طرح مین بھی صعوبت کے ساتھہ بسر کرون تاکہ اونکے ساتھہ راحت جاوید پاؤن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے پہلے طبقہ کے تابعین سے کہا کہ تمھاری عبادت تو صحابہ کی عبادت سے زیادہ ہے مگر صحابہ تمسے بہتر تھے اسواسطے کہ دنیا کے بارہ مین وہ تمسے زیادہ زاہد تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ زہد دنیا مین راحت دل بھی ہے اور راحت تن بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی بابت مین زاہد ہو اوسکی دو رکعت نماز سب مجتہدون کی تمام عمر کی عبادت سے افضل ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عبادت خلوص کے ساتھہ جب ہوتی ہے کہ آدمی چار چیزون سے نڈر ہے گرسنگی سے برہنگی سے درویشی سے خواری سے

زہد کے درجون کا بیان اے عزیز جانتو کہ زہد کی تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی دنیا سے ہاتھ تو کھینچ لے مگر دل دنیا مین لگا ہے لیکن
مجاہدہ اور صبر کرتا ہے ایسے آدمی کو متزہد کہتے ہین زاہد نہین کہتے مگر زاہد کی پہلی راہ یہی ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اوسکا دل بھی دنیا مین نہ لگا ہو
مگر اپنی زہد کا اوسے خیال رہتا ہے اور اپنی زہد کو بڑا کام جانتا ہے ایسا آدمی زاہد تو ہے مگر نقصان سے خالی نہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے
زہد مین بھی زاہد ہو یعنی اوسے اپنے زہد کا بھی خیال نہین آتا اور اوسے بڑا کام نہین جانتا اس زاہد کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے
جو وزارت کا امیدوار ہو کسی بادشاہ کے در دولت پہ جاکر دولت پر ایک کتا ہو کہ وہ اوسے اندر نہ جانے دے اور وہ شخص اوس
کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈالدے تا کہ وہ کتا اوس سے باز رہے اور وہ شخص کتے سے اپنا پیچھا چھوڑا کر حضور بادشاہ سے سرفراز ہوا اور عہدہ
نیابت سے ممتاز ہو تو یہ ممکن ہی نہین کہ اس روٹی کے ٹکڑے کی کچھ حقیقت سمجھے اے عزیز تمام دنیا ایک لقمہ ہے اور شیطان ایک کتا کہ
در دولت پر بھونکتا ہے جب اوس لقمے کو اس کتے کے سامنے پھینک دے یا تو تجھ سے باز رہیگا اور تمام دنیا آخرت کے سامنے اوس سے بھی
زیادہ کم حقیقت ہے جتنا روٹی کا ٹکڑا عہدہ وزارت کے مقابلے مین کم حقیقت ہوتا ہے اسواسطے کہ آخرت کی کچھ نہایت نہین اور
دنیا کی نہایت ہے اور نہایت والی چیز کو بے نہایت شی سے کچھ نسبت نہین ہوتی اسیواسطے جب لوگون نے
حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ سے عرض کیا کہ فلانا شخص زہد کی باتین کرتا ہے پوچھا کس چیز مین زہد عرض کیا
کہ دنیا مین زہد فرمایا کہ دنیا تو کوئی چیز ہی نہین کہ آدمی اوس مین زہد کرسکے پہلے تو کوئی چیز ہونا چاہیے تا کہ آدمی اوس
مین زہد کرسکے اور جس واسطے زہد ہوتا ہے اوسکے لحاظ سے زہد کو تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی اس واسطے
زاہد ہو کہ عذاب آخرت سے فقط نجات پائے اور اپنے مرنے پر راضی ہو یہ خائفون کا زہد ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی
نے ایکدن کہا کہ رات کو مین نے حق تعالی سے بڑی دلیری کی کہ اوس سے بہشت مانگی دوسرا درجہ یہ ہے کہ ثواب آخرت کے واسطے
زہد اختیار کرے یہ پورا زہد ہے اسواسطے کہ زہد رجا و محبت کے سبب سے ہوتا ہے یہ راجیون یعنی امیدوارون کا زہد ہے تیسرا درجہ یہ ہے
کہ زاہد کے دل مین نہ دوزخ کا خوف ہو نہ بہشت کی امید بلکہ خود محبت الہی نے دنیا و آخرت دونون اوسکے دل سے بھلا دی ہون
خدا کے سوا جو کچھ ہے اوسکی طرف التفات کرنے سے ننگ و عار رکھتا ہو یہ کمال کا درجہ ہے جیسا حضرت رابعہ بصری قدس سرہا
سے لوگون نے جنت کا ذکر کیا فرمایا الجار ثم الدار یعنی صاحب خانہ گھر سے بہتر ہے شعر وعدۂ دیدار چون در جنت آمد لاجرم عاشقان
جنت برای دوست میدارند دوست * جسے خدا کی محبت پیدا ہوئی اوسے بہشت کی لذت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے بادشاہی
کرنے کی لذت کے مقابلے مین لڑکون کو چڑیا سے کھیلنے کی لذت لڑکا اس کھیل کو بادشاہی سے زیادہ دوست رکھتا ہے اسواسطے
کہ بادشاہی کی لذت سے بیخبر ہے اور بیخبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کی عقل ابھی ناقص ہے اسیطرح جناب الہی کے مشاہدے کے سوا
جس شخص کا اور کچھ مقصود ہے وہ بھی ناقص اور نابالغ ہے ابھی مردی کے درجے کو نہین پہونچا اور جس چیز کو ترک کرکے زہد کرتے
ہین اوسکے لحاظ سے بھی زہد کے مختلف درجے ہین اسواسطے کہ کوئی تو دنیا مین سے کچھ ترک کرتا ہے مگر درجہ کامل یہ ہے کہ جس چیز مین
آدمی کے نفس کو کچھ بھی حظ ہے اور اوس چیز کی کچھ ضرورت نہین اور راہ دین مین اوسکی کچھ حاجت نہین اوسے ترک کرے کیونکہ مال

جاہ کھانے پہننے کہنے سونے لوگون کے پاس بیٹھنے درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے سے نفس کو جو حظ حاصل ہوتے ہین
دنیا ان سے عبارت ہے اور جو کچھ شرف نفس کے واسطے ہو وہ سب دنیا مین داخل ہے لیکن اگر درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے
سے فقط یہی مقصود ہو کہ لوگ خدا کی طرف متوجہ ہون تو یہ امور دنیا مین داخل نہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہین کہ زہد کی تعریف مین مین نے بہت اقوال سنے ہین مگر ہمارے نزدیک زہد یہ ہے کہ جو چیز تجھے خدا سے دور رکھے اوسی ترک کردے
اور کہا کہ جو شخص نکاح اور سفر کرنے اور حدیث لکھنے مین مشغول ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ان ہی سے لوگون نے پوچھا کہ حق تعالی
جو فرماتا ہے کہ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ تو کونسا دل سلیم ہے فرمایا کہ سلیم وہ دل ہے جسمین خدا کے سوا اور کوئی چیز نہو حضرت
یحیی ابن زکریا علیہما السلام ٹاٹ پہنتے تھے تاکہ کپڑے کی نرمی سے آپ کے بدن کو آرام نہ پہونچے کہ یہ حظ نفس ہے حتی کہ
ٹاٹ کی سختی کے سبب سے آپ کے بدن مین سوراخ ہوہو گئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے از راہ شفقت مادری فرمایا کہ بیٹا پشمینہ
کا لباس پہنا کرو آپ نے پہن لیا وحی نازل ہوئی کہ اے یحیی تو نے مجھے چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا آپ بہت روئے اور پھر ٹاٹ
پہن لیا العزیز جانتو کہ یہ نہایت درجے کا زہد ہے ہر ایک اس درجے کو نہین پہونچتا مگر زہد مین ہر ایک کا درجہ اوسیقدر ہوتا ہے
جسقدر اوس نے ترک لذات کیا اور جسطرح بعضے گناہون سے توبہ کرنا درست ہے اوسیطرح بعضے حظوظ نفس مین زہد بھی درست ہے
درست ہونیکے یہ معنی ہین کہ بے ثواب اور بیفائدہ نہوگا مگر تائب اور زاہد کے واسطے جن مقامون کا آخرت مین وعدہ ہے
وہ اوسی زاہد اور تائب کے واسطے ہین جو سب لذتون سے دست بردار ہوا اور سب گناہون سے توبہ کرے زاہد کو دنیا
مین جن جن چیزون پر قناعت کرنا چاہیے اوسکا مفصل بیان العزیز جانتو کہ خلق قیدخانہ دنیا مین آپڑی
اور اس قیدخانہ کی بلاؤن کی نہایت نہین مگر دنیا مین چھ چیزین ضروریات اور مہمات سے ہین خورد و پوشش گھر اثاث البیت
جورو جاہ و مال پہلی قسم طعام ہے اسکی جنس اور مقدار اور نان خورش مختلف ہوتی ہے جنس مین ادنی درجہ وہ چیز ہے
جو بدن کو غذا دے اگرچہ وہ بھوسی ہو اور متوسط درجہ جو اور باجرہ اور راستین کی روٹی ہے اور اعلی درجہ گیہون کے
بے چھانے آٹے کی روٹی ہے اگر چھانا گیا تو اوسکا کھانا ہوا لا زہد کی حد سے نکل گیا اور تن پرور ہوگیا اور مقدار مین
ادنی درجہ دس سیر ہے اور متوسط آدھا من اور نہایت درجہ ایک مد ہے شرع مین درویش کے واسطے یہی مقدار مقرر
ہے اگر اسمین زیادتی کریگا تو معدہ مین زہد نہ باقی رہیگا اور آیندہ کے واسطے طعام رکھہ چھوڑنے مین اعلی درجہ یہ ہے
کہ جسقدر سے ایک وقت بھوک جاتی رہے اوس سے زیادہ نہ رکھے اسواسطے کہ کوتاہی امید اصل زہد ہے اور درازی
امید اصل حرص ہے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ایک مہینے یا چالیس دن کھانے کی قدر رکھہ چھوڑے اور
کمترین درجہ یہ ہے کہ ایک برس کھانے کی قدر رکھہ چھوڑے اگر قوت یکسالہ سے زیادہ رکھہ چھوڑیگا تو زہد سے محروم رہیگا اسواسطے
کہ جو سال بھر سے زیادہ کی امید رکھیگا اوس سے زہد راست نہ آئیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عیال کے واسطے قوت
یکسالہ رکھتے کیونکہ وہ بھوک پر صبر نہین کرسکتے تھے مگر آپ اپنے واسطے رات کے کھانے کو بھی کچھ نہ رکھتے اور نان خورش مین

ادنیٰ درجہ سرکہ اور ساگ ہی اور متوسط درجہ روغن ہے اور جو کچھ روغن سے بناتین اور اعلیٰ درجہ گوشت ہی اگر آدمی ہمیشہ گوشت کھایا
کرے تو زہد گیا گذرا اگر ہفتہ بھر مین دو ایکبار سے زیادہ گوشت کھائیگا تو زہد کے درجے سے بالکل نکل جائیگا اور کھانے کے
وقت مین یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ دن بھر مین ایکبار سے زیادہ نہ کھاتے اگر دو دن مین ایکبار کھاتے تو یہ پورا زہد ہے اگر
ایک دن مین دو مرتبہ کھائیگا تو یہ زہد نہین جو شخص زہد کو جاننا چاہے اوسے چاہیے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ
اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال جان لے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس چالیس
شب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین چراغ نہ جلتا اور خرمے اور پانی کے سوا کچھ غذا نہوتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ جو شخص جنت طلب کرتا ہو اوسکے واسطے جو کی روٹی کھانا اور کتون کے ساتھ گھور پر سونا بس ہے اور حواریین سے فرمایا
کہ جو کی روٹی اور ساگ کھایا کرو گیہون کے گرد بھی نہ جایا کرو اسواسطے کہ تم اوسکے شکر پر نہ قائم رہ سکوگے دوسری مہم لباس ہے
زاہد کو ایک کپڑے سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے حتیٰ کہ جب وس کپڑے کو دھوتے تو ننگا ہو اگر آدمی پاس دو کپڑے ہونگے تو زاہد
نہین ہے کمتر لباس ایک کرتا اور ٹوپی اور جوتا ہی اور اکثر لباس یہ ہی کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس مین ٹاٹ ادنیٰ ہے
اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلیٰ ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نہ ہوگا جناب سلطان الانبیا
علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے جسوقت انتقال فرمایا تو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک کملی اور ایک
موٹا تہبند لائین اور فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بس یہی لباس تھا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے
جسمین شہرت ہو تو جب تک وہ اوس لباس کو اوتار نڈالے تب تک خدا اوس سے خفا رہتا ہے اگرچہ وہ اوسکے نزدیک دوست ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کپڑون یعنی کمل اور تہبند کی قیمت دس درم سے زیادہ نہوتی تھی اور کبھی آپ کی پوشاک
ایسی میلی ہو جاتی کہ لوگون کو روغنگر کے کپڑون کا دھوکا ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایکبار ایک کپڑا ہدیہ آیا
اوس مین بوٹے بنے تھے آپ نے پہنا پھر اوتار دیا اور فرمایا کہ اسے ابوجہیم پاس لیجاؤ اور اوسکی وہ کملی لے آؤ اسواسطے کہ اس بوٹے
نے میری آنکھ کو اپنی طرف مشغول کر لیا ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین مین نیا پٹا لگایا تھا فرمایا کہ وہی پرانا پٹا
ڈالدو اسواسطے کہ مجھے یہ ناپسند ہے نماز مین اسپر میری نظر پڑی ایک مرتبہ آپنے منبر پر اوںگلی سے مہر کی انگوٹھی نکال ڈالدی اسلیے
کہ آپ کی نظر اوسپر پڑی تھی اور فرمایا کہ ایک نظر اوسپر اور ایک نظر تمپر پڑنا مناسب نہین ایکبار آپ کے واسطے نئی نعلین شریفین لائے
آپ نے حق تعالیٰ کا سجدہ کیا اور باہر تشریف لائے پہلے جو فقیر آپ کو ملا اوسے آپنے وہ نعلین عنایت فرمائین اور ارشاد کیا کہ یہ میری
نگاہ مین اچھی معلوم ہوئین مین ڈرا کہ مبادا حق تعالیٰ مجھے دشمن ٹھہرالے اسیواسطے مین نے سجدہ کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اگر فردای قیامت کو تم مجھسے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے زاد سفر کی
قدر پر قناعت کرو اور جبتک پیوند نہ لگالو تب تک کوئی پیراہن بدن سے نہ اوتارو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے
پر چودہ پیوند لگے ہوے لوگون نے گنے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے مین تین درم کا

پیراہن مول لیا اور آستینیں جسقدر ہاتھ سے لمبی تھیں پھاڑ ڈالیں اور فرمایا کہ اوس خدا کا شکر جسنے یہ خلعت عنایت فرمایا ایک بزرگ کہتے ہیں
کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے جوتی سمیت میں نے اونکے ایک درم اور چار دانگ سے زیادہ قیمت کے نہ دیکھے حدیث شریف
میں ہے کہ جو شخص لباس فاخرہ پہننے کی قدرت رکھتا ہو اور فروتنی کی راہ سے سادہ لباس پہنے بسبب پروردگار کے تو حق تعالی پر اوسکا حق
ہو جاتا ہے کہ اسکے بدلے جنت کی عجیب و غریب پوشاک یاقوت کی کشتیون میں رکھکر اوسے عنایت فرمائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی
عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ائمہ ہدی سے عہد لیا ہے کہ اونکا لباس ادنی لوگون کے لباس کا سا ہو تاکہ امیر لوگ اونکی پیروی کرین اور فقیر
لوگ شکستہ دل نہوں فضالہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی امیر مصر تھے لوگون نے اونہیں دیکھا کہ مختصر لباس پہنے ہوے ننگے پاؤن پھرتے ہین
کہا تم ایسا نہ کیا کرو اسواسطے کہ امیر شہر ہو اونہوں نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ناز و تنعم سے ہمین منع فرمایا ہے
اور ارشاد کیا ہے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤن بھی پھرا کرو محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی جامہ صوف پہنکر قتیبہ ابن مسلم کے پاس گئے اونہوں نے
پوچھا کہ تمنے صوف کیون پہنا ہے یہ چپکے رہے پھر کہا کہ جواب کیون نہین دیتے بولے اگر یہ کہتا ہون کہ زہد کے سبب سے پہنا ہے تو اس مین
اپنی تعریف ہے اور اگر کہتا ہون کہ مفلسی کے سبب سے پہنا ہے تو اس مین حق تعالی کی شکایت ہوتی ہے سلمان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون
نے پوچھا تم اچھے کپڑے کیون نہین پہنتے بولے کہ بندہ کو اچھے کپڑون سے کیا کام اگر کل آزاد ہو جاونگا تو اچھے کپڑون سے محروم نہونگا
خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس ٹاٹ تھا رات کو نماز پڑھتے وقت اوسے پہن لیتے دن کو نہ پہنتے تاکہ خلق نہ دیکھے حضرت حسن
بصری رحمہ اللہ تعالی نے فرقد سبخی سے کہا کہ یہ کمل جو تم اوڑھے ہو اسکے سبب سے سمجھتے ہو کہ تمھین اورون پر بزرگی ہے مین نے سنا ہے کہ اکثر
کمل پوش دوزخی ہونگے تیسری مہم مسکن ہے اسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ کوئی جگہ اپنے رہنے کے واسطے آدمی مقرر نکرے بلکہ مسجد یا مسافر خانہ کے کونے
پر قناعت کرے اور اعلی درجہ یہ ہے کہ ایک کوٹھری خرید لے یا بطور کرایہ اپنے قبضہ مین رکھے اور وہ بقدر حاجت ہو نہ بہت اونچی ہو نہ اوس پر نقش و
نگار ہون اور حاجت سے زیادہ وسیع بھی نہو جب چھ گز سے زیادہ بلند چھت بنائیگا تو پایہ زہد سے گر پڑیگا غرضکہ مسکن سے مقصود یہ ہے
کہ آدمی سردی گرمی سے اپنے تئین بچائے اسکے سوا اور کچھ نہ تلاش کرے بزرگون نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد
پہلا طول امل جو دنیا مین پھیلا وہ یہی تھا کہ لوگون نے گچ سے پختہ مکان کی بنا ڈالی اور کپڑے مین متعدد چاک کرکے سینے لگے
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے مین ایک چاک سے زیادہ کپڑے مین نہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک
اونچا خانہ بنایا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے اوسے منہدم کر دیا ایکدن کسی بلند گنبد کیطرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا گذر ہوا پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے لوگون نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا وہ شخص آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اوسکی طرف نظر نہین
کی اوسنے جب اس خفگی کا سبب پوچھا لوگون نے بیان کیا تو اوسنے اوس گنبد کو مسمار کر ڈالا تب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوس سے
خوش ہوے اور اوسکے حق مین دعاے خیر فرمائی حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
تمام عمر نہ تو اینٹ پر اینٹ جمائی نہ لکڑی پر لکڑی باندھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی خرابی چاہتا ہے
اوسکا مال پانی اور مٹی مین برباد کرتا ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے

پاس تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کرتے ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ نرکل کا ایک مکان تھا وہ خراب ہو گیا ہم اوسے درست کرتے ہین فرمایا کہ کام اس سے بہت نزدیک ہے کہ مہلت ہو موت سرپر کھڑی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حاجت سے زیادہ مکان بنائیگا قیامت کے دن اوسے حکم کرینگے کہ اس گھر کو سرپر اوٹھالے اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اوسے ثواب ملیگا مگر جو کچھ خاک پانی مین صرف کرتا ہے اوسے اجر نہ پائیگا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے نرکل کا گھر بنایا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اگر اینٹون کا مکان بناتے تو کیا ہوتا فرمایا جسے مرنا ضرور ہے اوسے یہ بھی بہت ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ بندہ جو عمارت بنائیگا وہ قیامت مین اوسپر وبال ہوگی مگر اتنا سا گھر جس مین گرمی سردی سے امن ہو وبال نہوگا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے شام کو راستے مین ایک اونچی عمارت پختہ اینٹون کی بنی ہوئی دیکھکر فرمایا کہ مین ہرگز نجانتا تھا کہ اس امت مین لوگ ایسی عمارت بنائینگے جیسی ہامان نے فرعون کے واسطے بنائی تھی اسواسطے کہ پکی اینٹ کی خواہش فرعون نے کی تھی اور کہا تھا فَاَوْقِدْلِیْ یَاہَامَانُ عَلَی الطِّیْنِ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ بندہ جب چھہ گز سے اونچا مکان بناتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے کہ او گنہگارون کے سردار تو کہان چلا آتا ہے یعنی تجھے زیر زمین جانا چاہیے آسمان کی طرف کیون چلا آتا ہے حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب گھرون کی چھت مین ہاتھہ لگ جاتا تھا فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب نہین کہ مکان بناکر چھوڑ جاے اوس شخص سے البتہ تعجب ہے جو یہ امر دیکھے اور عبرت نہ لے چوتھی قسم گھر کا اسباب ہے اس باب مین حضرت عیسی علیہ السلام کا جو طریقہ تھا وہ درجہ اعلی ہے کہ وہ کنگھی اور پیالے کے سوا اور کچھ اسباب خانگی نرکھتے تھے کسیکو دیکھا کہ انگلیون سے داڑھی کے بال سلجھاتا ہے تو کنگھی بھی پھینک دی ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے پیالہ بھی پھینک دیا اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ضروری ایک ایک چیزین رکھے مٹی کی ہون خواہ لکڑی کی اگر تانبے پیتل کے برتن رکھیگا تو زاہد نہ رہیگا اگلے بزرگون نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایک چیز کو کئی کئی کامون مین استعمال کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخت خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوی مبارک مین کھجور کی چٹائی کا نشان پڑا ہوا دیکھکر بہت روئے آپ نے فرمایا کیون روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین یہ روتا ہون کہ قیصر وکسری وغیرہ دشمنان خدا اون نعمتون مین ہین اور خدا کا رسول اور دوستان مصیبتون مین فرمایا ای عمر تو اس بات سے خوش نہین ہوتا کہ اونہین دولت دنیا نصیب ہوئی اور ہمین نعمت آخرت عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین خوش ہون فرمایا کہ ای عمر تو جان لے کہ جیسا مین نے کہا ایسا ہی ہے ایک شخص حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گیا اونکے گھر بھر مین کچھ نتھا اوس شخص نے کہا کہ ابو ذر تمہارے گھر مین کچھ نہین جواب دیا کہ میرا ایک اور گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھہ لگتا ہے مین وہان بھیجدیتا ہون یعنی دار آخرت مین اوس شخص نے کہا کہ جب تک اس گھر مین رہوگا تبتک کچھ اثاث البیت ضرور ہے بولے گھر کا مالک یعنی حق تعالی مجھے یہان نرہنے دیگا جب عمیر ابن سعد امیر حمص حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اون سے پوچھا کہ متاع دنیا سے تمہارے پاس

کیا کیا ہے عرض کیا کہ ایک عصا ہے اوسپر سہارا کرتا ہون اور اوس سے سانپ مارتا ہون اور ایک انبان ہے اوس مین کھانا رکھتا ہون اور ایک کاسہ ہے اوس مین کھانا کھاتا ہون اور اوسی سے سر اور کپڑا دہوتا ہون اور ایک لوٹا ہے اوسی مین پانی پیتا ہون اور اوسی سے طہارت کرتا ہون یہ چیزین تو اصل مین اور جو اسباب دنیوی میرے پاس ہے وہ انکی فرع ہے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا ایکبار سفر سے جناب سیدۃ النسا حضرت بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائے دروازہ پر پردہ پڑا دیکھا اور جناب سیدہ کے دونون ہاتھون مین چاندی کا ایک ایک کڑا دیکھا یہ امر برا معلوم ہوا آپ پھر گئے جناب سیدہ کو جب یہ دریافت ہوا کہ آپ اس وجہ سے پھر گئے تو اون دونون کڑون کے تئین ڈیرہ درم کو بیچکر پردہ سمیت خیرات دیدیا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا سے خوشدل ہوے اور فرمایا تمنے اچھا کام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر مین ایک پردہ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر جب اس پردہ پر پڑتی ہے تو مجھے دنیا یاد آتی ہے اسے لیجاکر فلانے آدمی کو دیدو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبکو دوہری کملی پر سویا کرتے تھے ایک رات مین نے نیا بچھونا بچھایا تمام شب آپ پیچ و تاب کھایا کیے دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اس بچھونے نے میری نیند اچاٹ دی حضرت صدیقہ نے وہی کملی پھر بچھادی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین ایکبار کوئی مال لایا آپ نے سب بانٹ دیا چھ دینار باقی رہگئے تمام شب آپ کو نیند نہ آئی حتی کہ اخیر شب کو وہ بھی کسیکے تئین دیدیے تب آرام سے نیند آئی اور سوئے فرمایا کہ اگر مین مرجاتا اور چھ دینار میرے پاس ہوتے تو میرا حال کیا ہوتا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ستر صحابہ کو مین نے اس حال پر پایا کہ جو کپڑا پہنتے تھے اوسکے سوا اور نہ رکھتے تھے اور اپنے بدن کو خاک سے نہ بچاتے تھے زمین پر پہلو رکھکر سوتے اور اوس کپڑے کو اوڑھ لیتے پانچوین مہم نکاح ہے حضرت سہل تستری اور سفیان عیینہ اور علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نکاح مین زہد نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلق سے زیادہ زاہد تھے اور بی بیون کو دوست رکھتے تھے اور آپکے نو محل تھے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ باین زہد چار زن منکوحہ اور دس بارہ حرم رکھتے تھے الغرض جانو کہ اس سے ان حضرات کا یہ مقصود ہوگا کہ یہ امر درست نہین کہ کوئی شخص بطریق زہد اسواسطے نکاح سے دست بردار ہو جاوے کہ اوسے لذت مباشرت نہ حاصل ہونے پاوے اسلیے کہ نکاح کے سبب سے اولاد ہونے کی راہ کھلتی ہے اور اس مین بقائی نسل کے ساتھ اور بہت سے فائدے ہین نکاح نکرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دیتا کہ اوسے کچھ لذت نہ حاصل ہو تو اسکے سبب سے آدمی ہلاک ہو جائیگا اور اوسکے سبب سے نسل منقطع ہو جاتے گی اگر نکاح کسی شخص کو خدا سے غافل کردیگا تو نہ کرنا اولی ہے اور اگر شہوت غالب ہو تو زاہد وہ ہے جو ایسی عورت کے ساتھ نکاح کی خواہش کرے جو حسینہ اور جمیلہ نہو شہوت بجھانیوالی ہو شہوت بھڑکانیوالی نہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی کا نکاح خوبصورت عورت کے ساتھ لوگون نے ٹہرا کر کہا کہ اسکی ایک بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر کانی ہے اونھون نے اوس عقلمند کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب دیدیا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ مین اس بات کو بہت دوست رکھتا ہون کہ مرید مبتدی اپنے دل کو تین چیزون سے بچاتے رکھے کسب اور نکاح اور حدیث لکھنے سے اور یہ بھی اونہی کا قول ہے کہ مین اس بات کو نہین دوست رکھتا کہ صوفی لکھے پڑھے اسواسطے کہ

خیال بٹ جاتا ہی اور کبھی نہین ہوتی تھی مثل جاہ ومال ہے ہم مہلکات مین ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ دونون زہر ہین مگر اسمین سے بقدر حاجت تہوڑا سا تریاق ہی منجملہ دنیا نہین بلکہ جو چیزین کہ دین مین ضرور ہین یہ بھی اون مین سے ہین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کسی وقت کسی سے کچھ قرض مانگا وحی آئی کہ اے خلیل مین تیرا دوست ہون حق ہون تو نے مجھ سے کیون نہ قرض مانگا عرض کیا کہ بار خدایا مین نے سمجھا تاکہ دنیا کو تو دشمن رکھتا ہی تجھسے دنیا مانگتے ڈرا حکم آیا کہ ابراہیم جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا مین سے نہین غرض کہ آدمی نے خواہشون اور بقدر حاجت سے زیادہ چیزون کو جب خیال آخرت سے چھوڑ دیا اور جاہ ومال سے بقدر ضرورت پر اکتفا کی تو اوسکا دل جاہ ومال سے الگ ہٹتا ہی اور وہ دنیا کو دوست نہین رکھتا اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی جب اوس جہان مین جائیگا تو اوسکا سر نیچے اور منہ پیچھے نہوگا یعنی دنیا کی طرف پھر پھر کر نہ دیکھیگا دنیا کو وہی پھر پھر کر دیکھتا ہی جو دنیا کو اپنی آسائش و آرام کی جگہ جانتا ہی اور جس آدمی کے جی مین دنیا پاخانہ کی مثل ہوتی ہی یعنی وقت حاجت کے سوا کبھی اوسکی خواہش نہین کرتا وہ مرکر جب اس حاجت سے چھوٹا تو دنیا کی طرف کب التفات کرتا ہی اور جو شخص دنیا سے دل لگاتا ہی اوسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی جگہ نہ جانا چاہیگا اور اوس جگہ اپنی گردن زنجیرون سے مضبوط باندھی یا اپنے سر کے بالون سے اوس جگہ پر مضبوط گرہ لگا لی حتی کہ اوسے جب اوس جگہ سے اوٹھائین تو سر کے بالون کے سبب سے لٹکا رہی جب تک سر کے سب بال نہ اوکھڑ جائین تب تک اوس جگہ سے نہ چھوٹے جب اس جگہ سے پاؤن کشاکش چھوٹے تو وہ سر کے بال اوکھڑنے کا زخم اوسکے ساتھ رہی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے ایک قوم کو پایا وہ لوگ بلا اور مصیبت سے اتنا خوش ہوتے تھے جتنا تم نعمت سے نہین خوش ہوتے ہو وہ اگر تمہین دیکھتے تو کہتے یہ شیطان ہین اور تم اونہین دیکھتے تو کہتے یہ دیوانے ہین وہ لوگ اسوجہ سے بلا اور مصیبت کی رغبت کرتے تھے کہ دنیا سے بدخاستہ خاطر رہین اور مرتے وقت کسی چیز مین اونکا دل ہرگز نہ لگا رہے واللہ اعلم

پانچوین اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ تمام خلق ہلاک اور تباہ ہے مگر عابد لوگ اور سب عابد ہلاک اور تباہ ہین مگر عالم اور سب عالم ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص لوگ بڑے خطر مین ہین تو بغیر اخلاص کے تمام رنج و محنت ضائع ہی اور صدق واخلاص نیت ہی مین ہوتا ہی جب کوئی شخص نیت ہی نہ جانیگا تو نیت مین اخلاص کا کیونکر لحاظ رکھیگا ہم ایک باب مین نیت کی معنی اور دوسرے باب مین اخلاص کی حقیقت تیسرے باب مین حقیقت صدق بیان کرتے ہین پہلا باب نیت کے بیان مین ایعزیز پہلے تجھے نیت کی فضیلت جاننا چاہیے کہ سب اعمال کی روح نیت ہی اور نیت ہی پر حکم ہوگا حق تعالی عمل مین نیت ہی کو دیکھتا ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی تمہارے اور اعمال کو نہین دیکھتا تمہارے دل اور کردار کو دیکھتا ہی دل کو اسیواسطے دیکھتا ہی کہ وہ محل نیت ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کام نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی اجر ملیگا جسکی وہ نیت رکھتا ہی جو شخص ہجرت کرے یعنی لڑائی پر یا حج کو خدا کے واسطے جاوے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے ہی اور جو شخص اسواسطے ہجرت کرے کہ مال ہاتھ آوے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے نہین بلکہ جو اوسکی نیت ہی اوسی لیے اوسکی ہجرت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت کے بہتیرے شہید بچھونے پر مرتے ہین اور بہت لوگ دو صفون کے بیچ مین مارے جاتے

ہین کہ اونکی نیت خدا خوب جانتا ہی اور فرمایا ہی کہ بندہ بہت نیک کام ایسی کرتا ہی کہ ملائکہ اون کامون کو بلند کرتے ہین اور حق تعالی فرماتا ہے کہ ان کامون کو اوسکے نامہ اعمال سے نکال ڈالو کیونکہ اوسنے میرے واسطے نہین کیے ہین اور فلانا فلانا عمل اسکے نام لکھو فرشتے عرض کرتے ہین کہ بار خدایا اوس نے تو یہ عمل نہین کیے ارشاد ہوتا ہی کہ ان عملون کی نیت کی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لوگ چار طرح کے ہین ایک گروہ مال رکھتا ہی اور بمقتضای علم خرچ کرتا ہی دوسرا گروہ کہتا ہی کہ اگر مین بھی مالدار ہوتا تو یون ہی خرچ کرتا یہ دونون گروہ اجر مین برابر ہین تیسرا گروہ مال کو بیجا خرچ نہین کرتا ہی چوتھا گروہ کہتا ہی کہ اگر مین مالدار ہوتا تو یون ہی بیجا خرچ کرتا یہ دونون گروہ گناہ مین برابر ہین یعنی اکیلی نیت ایسی ہوتی ہے جیسی وہ نیت جسکے ساتھ عمل بھی ہو حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مدینہ مین بہت لوگ ایسے ہین کہ سفر اور بھوک کی سبب سے جو رنج ہم کھینچ رہے ہین اسمین وہ لوگ شریک ہین ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیون شریک ہین وہ لوگ تو اس رنج سفر سے محروم ہین فرمایا کہ عذر کے سبب سے ہمارے ساتھ نہ آسکے مگر اونکی نیت تو ایسی ہے جیسے ہماری نیت بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا بالو کے ٹیکرے پر اوسکا گذر ہوا اوس زمانے مین قحط تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر اتنے گیہون مجھے میسر ہوتے تو سب فقیرون کو دیدیتا اوس وقت مین جو رسول تھے اونپر وحی آئی کہ فلانے شخص سے کہدو کہ خدا نے تیرا صدقہ قبول کیا اور تجھے اتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہون کا ٹیلا ہوتا اور خیرات کرتا تو اتنا ہی ثواب دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسکی نیت اور ہمت دنیا ہوگی ہمیشہ اوسکی آنکھون کے سامنے فقر و افلاس پھرا کریگا اور دنیا سے عشق دنیا مین گرفتار جائیگا اور جسکی نیت اور ہمت آخرت ہوگی حق تعالی اوسکا دل غنی رکھیگا اور وہ دنیا سے زاہد ہو جائیگا اور فرمایا ہی کہ مسلمان جب معرکہ جنگ مین کفار سے لڑنے کھڑے ہوتے ہین تو فرشتے اونکے نام لکھ لیتے ہین کہ فلانا مسلمان تعصب سے لڑتا ہی فلانا حمیت سے لڑتا ہوا خیر کو کہتے ہین کہ فلانا فلانا مسلمان راہ خدا مین شہید ہوا جو مسلمان کلمہ توحید بلند کرنے کے واسطے لڑتا ہے وہ راہ خدا مین ہی اور فرمایا ہی کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہی اور جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ ادا نہ کریگا وہ چور ہی علما نے لکھا ہی کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو ایک شخص کہتا تھا کہ مجھے نیک عمل سکھا دو تاکہ رات دن اس مین مشغول ہون خیر سے کبھی خالی نہ رہا کرون لوگون نے اوسے جواب دیا کہ اگر تو خیر نہین کر سکتا تو خیر کی نیت ہمیشہ کیا کر تاکہ اوس خیر کا ثواب تجھے حاصل ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے کہ قیامت کے دن خلق کو اونکی نیتون پر حشر کرینگے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ بہشت ابدی اس عمل چند روزہ سے نہ ملیگی نیک نیت کی بدولت ملیگی اسواسطے کہ نیت کی انتہا نہین حقیقت نیت العزیز جانو کہ آدمی سے کوئی حرکت صادر نہین ہوتی تا وقتیکہ اوسکے پہلے تین چیزین نہون علم ارادہ قدرت یعنی بوجھے چاہے سکے مثلاً آدمی جب کھانا نہین دیکھتا نہین کھاتا جب دیکھا تو اگر اوسکی چاہ نہوگی تو بھی نہ کھائیگا اور اگر اوسکی چاہ تو ہو لیکن ہاتھ ایسا شل ہو کہ کام نکر سکے تو بھی نہ کھائیگا اسواسطے کہ سکت نہین ہے کہ کرتا تو یہ تین چیزین ہر حرکت کے آگے آگے چلتی ہین مگر حرکت قدرت کی تابع ہی اور قدرت ارادہ کی تابع ہے اسواسطے کہ ارادہ قدرت کو کام مین کھینچتا ہی اور ارادہ علم کا تابع نہین ہی اسواسطے کہ آدمی بہت چیزین دیکھتا ہی اور اوسکا ارادہ اور خواہش نہین کرتا مگر علم کے بغیر ارادہ

اور خواہش کرنا محال ہے اسواسطے کہ جو چیز آدمی کو نہ معلوم ہوگی اوسکا ارادہ اور خواہش کیونکر کریگا اور ان تینوں حاجتوں میں سے ارادہ کا
نام نیت ہے نیت علم و قدرت سے نہیں عبارت ہے اور ارادہ وہ ہے جو آدمی کو کسی کام پر قائم کرے اور اوس کام میں لگائی رکھے اسی غرض و قصد
اور نیت بھی کہتے ہیں تو ان تینوں لفظوں سے ایک ہی معنی ہیں تو غرض جو آدمی کو مستعد کرتی ہے اور کام میں لگائی رکھتی ہے وہ کبھی ایک
ہوتی ہے کبھی دو غرضیں ایک چیز میں جمع ہو جاتی ہیں اگر ایک ہی غرض ہو تو اوسی خالص کہتے ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا ہے
اور شیر اوسکے مار ڈالنے کا قصد کرے اور وہ شخص اوٹھ بھاگے تو اوس شخص کی ایک ہی غرض اور ایک ہی قصد ہے یعنی بھاگ جانا اسیطرح
جو شخص کسی معزز اور محتشم آدمی کے آنے سے سروقد کھڑا ہو جاتی تو اعزاز و اکرام کے سوا اوسکی اور کچھ غرض نہیں تو یہ غرض خالص ہے
اور ایک کام میں دو غرضیں تین قسم پر ہوتی ہیں ایک یہ کہ ہر ایک غرض ایسی ہو کہ اگر اکیلی ہی غرض ہوتی تو بھی اوس کام میں مصروف کرتی
جیسا کہ قرابت دار محتاج ایک درم مانگے اور وہ اسے اپنا عزیز اور محتاج سمجھکر آدمی درم دیدے اور اپنے جی میں جانتا ہے کہ اگر یہ محتاج نہ ہو
تو بھی میں ایسے درم دیتا اور اگر محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا تو بھی میں درم دیتا تو یہ دو غرضیں ہیں اور نیت مشترکت ہے دوسری قسم یہ ہے کہ درم
دینے والا اپنے جی میں جانتا ہے کہ یہ مانگنے والا اگر عزیز ہوتا محتاج نہ ہوتا یا محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا تو میں درم نہ دیتا جب یہ دونوں باتیں
جمع ہیں تب مجھکو درم دینا پڑتا ہے پہلی قسم کی مثال یہ ہے کہ دو آدمی ملکر پتھر اوٹھاتے ہیں اور ہر ایک تنہا پتھر اوٹھانے پر قادر ہے اور دوسری قسم کی مثال
ایسی ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرے دو ضعیف آدمی ایک پتھر اوٹھاتے ہیں ہر ایک تنہا وہ پتھر اوٹھانے سے عاجز ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دو غرضوں میں سے
ایک غرض ضعیف ہو کہ اکیلی وہ غرض آدمی کو کام میں نہ لگا دے اور دوسری غرض یہ ہو کہ اکیلی کام میں مشغول کرے مگر اس غرض سے کام بہت
آسان ہو جائے جیسا کہ کوئی شخص تہجد کی نماز اکیلا پڑھتا ہے مگر جب کچھ لوگ جمع ہوتے ہیں تو نماز پڑھتا اور بہت آسان ہو جاتا ہے اور بہت خوشی
سے نماز پڑھتا ہے لیکن اگر ثواب کی امید نہ ہوتی تو ان لوگوں کے دکھانے کے واسطے نہ پڑھتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی زور آور آدمی ایک پتھر
اوٹھا سکتا ہے اور کوئی کمزور بھی اسکی مدد کرے تو پتھر اوٹھانا اوس زور آور پر بہت آسان ہو جاوے ان اقسام میں سے ہر ایک کا حکم جدا ہے
جیسا کہ اخلاص میں بیان ہوگا یہاں اتنا ہی مقصود ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ غرض اور باعث اور محرک نیت کے معنی ہیں اور یہ کبھی خالص
ہوتی ہیں کبھی ملی جلی فصل اے عزیز جانتو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نِیَّةُ المُؤمِنِ خَیرٌ مِن عَمَلِہ یعنی مومن کی نیت
اوسکے عمل اور کردار سے بہتر ہے اس سے آپکا یہ مقصود نہیں کہ نیت بے کردار کے یا نیت عمل سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عمل بے نیت کے
عبادت نہیں اور نیت بے عمل کے عبادت ہے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ عبادت بدن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے اور یہ دو چیزیں ہیں
ان دونوں میں سے جو دل سے علاقہ رکھتی ہے وہ بہتر ہے اور اسکے بہتر ہونیکا سبب یہ ہے کہ عبادت بدنی سے مقصود یہ ہے کہ دل کی
صفت بدل جائے اور نیت عمل دل سے یہ مقصود نہیں کہ بدن کی صفت بدل جائے لوگ جانتے ہیں کہ عمل کے واسطے نیت چاہیے اور حقیقت
یہ ہے کہ نیت کے لیے عمل چاہیے کیونکہ سبب اصلی تو دل کا پھرنا مقصود ہے اسواسطے کہ اوس جہان میں دل ہی سفر کریگا اور دل ہی کو شقاوت یا سعادت ہوگی
اور بدن اگرچہ درمیان میں ہوگا مگر دل کا تابع ہے [illegible] اگر وہ جاتا رہے [illegible] ہو جاتا اور دل کا پھرنا ایک ہی ہے
وہ یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے منہ پھیرکر آخرت کی جانب [illegible] حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے

اور دل کی خواہش اور ارادہ یہی ہو دل ہی جب دنیا کی خواہش آدمی کے دل پر غالب ہوتی ہی تو دل کا منہ دنیا کی طرف ہوتا ہی و دنیا کے ساتھ علاقہ رکھنا دل کی خواہش ہو ابتداء خلقت میں دل کا یہی حال ہوتا ہی جب جناب احدیت اور دیار آخرت کی خواہش غالب ہوئی تو دل کی صفت بدلی اور دوسری طرف متوجہ ہوا تو سب اعمال سے دل کا پھرنا مقصود ہی سجدہ کرنے سے یہ مقصود نہیں ہی کہ پیشانی پھر جائے تاکہ ہوا سے زمین میں لگ جائے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل کی صفت بدل جاوے تکبر سے فروتنی کی طرف دل پھر جاوے اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مقصود نہیں کہ زبان پھرے اور ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل اپنی تعظیم سے پھر جاوے اور دل پر حق تعالیٰ ہی کی عظمت طاری ہو جاوے اور حج میں پتھر پھینکنے سے یہ مقصود نہیں کہ ایک جگہ بہت سی سنگریزے جمع ہو جائیں یا ہاتھ ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل طاعت اور بندگی پر راستہ ہو کر ٹھہر جاوے اور خواہش نفسانی کی متابعت اور اپنی عقل کے تصرف کو بالا سے طاق رکھ کر محض حکم الٰہی ہو جاوے اپنی باگ اپنی ہاتھ سے چھوڑ کر فرمان الٰہی کے ہاتھ میں دیدے جیسا کہ کہا ہی لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا اور قربانی کرنے سے یہ مقصود نہیں کہ بکری کی جان جاوے بلکہ یہ مقصود ہی کہ تیرے سینہ سے نجاست بخل جاتی رہے اور جانوروں پر مقتضای طبع تو شفقت نہ کرے حکم الٰہی سے شفقت رکھے جیسا حکم ہو کہ ذبح کرو تو یہ نہ کہو کہ اس بیچارہ نے کیا قصور کیا ہی اور مصیبت اور ہلاکت اس پر کیوں ہی بلکہ دل اپنا تمام اختیار چھوڑ دے اور حقیقت میں نیست ہو جاوے کیونکہ تو خود نیست ہی اسواسطے کہ بندہ اپنے حق میں نیست ہی اور حقیقت میں خداوند عالم ہست ہی اور سب عبادتوں کا یہی حال ہی مگر حق تعالیٰ نے دل کو ایسا پیدا کیا ہی کہ جب کوئی ارادہ اور خواہش اس میں پیدا ہوتی ہی اور بدن اوسکے موافق حرکت کرتا ہی تو وہ صفت دل میں بہت مضبوط ہو کر جم جاتی ہے مثلاً جب دل میں یتیم پر رحم آتا ہی تو اگر اوسکے سر پر آدمی ہاتھ پھیرنے لگے تو وہ رحم بہت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہی اور دل کی آگاہی زیادہ ہو جاتی ہے اور سبب فروتنی کی صفت دل میں پیدا ہوتی ہے تو اگر آدمی اپنا سر جھکا کر زمین سے لگا دے تو وہ فروتنی دل میں جم جاتی ہی مطلب یہ ہے عبادتوں کی نیت جب کہ آدمی دنیا کی طرف سے پھر کر آخرت کی طرف متوجہ ہو جاوے اور اوس پر عمل کرنا اوس خواہش کو قائم اور مضبوط کر دیتا ہی تو خواہش اور نیت کی مضبوطی کے واسطے عمل ہے گو کہ نیت ہی کے سبب سے عمل سرزد ہوتا ہی جب یہ حال ہو تو نیت عمل سے بہتر ہوا اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہی اور عمل دوسری جگہ سے دل میں سرایت کریگا اگر دل میں عمل سرایت کرتا ہی تو کام آتا ہی اور اگر نہیں سرایت کرتا ہو اور غفلت کے ساتھ سرزد ہوتا تو حبط اور اکارت ہو جاتا ہی اسی سبب سے نیت بدون عمل حبط نہیں ہوتی کہ وہ نفس دل میں ہوتی ہی جو غفلت کو اوس میں دخل ہی نہیں یہ ایسی ہی جیسے معدہ میں درد ہو تو جب کوئی دوا کھاتا ہی تو وہاں پہونچتی ہے اور اگر سینہ پر لیپ کرتا کہ معدہ میں اثر پہونچے تو کچھ فائدہ کریگی مگر جو دوا معدہ کے اندر پہونچتی ہے وہ خواہ مخواہ اوس دوا کی بہ نسبت فائدہ میں بہتر ہوتی ہی اور دوا سے سینہ مقصود نہیں بلکہ معدہ مقصود ہی تو جب سینہ سے معدہ میں دوا سرایت نکرے تو رائیگاں ہی اور جو دوا معدہ میں پہونچ جاوے وہ اگر سینہ پر نہ پہونچیگی تو رائیگان نہیں

جو خیالات نفسانی اور وسوسے معاف ہیں اور جو معاف نہیں ان کا بیان

جانو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالیٰ نے میری امت کے دل کے خیالات نفسانی معاف کئے ہیں اور حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں ہی کہ جو شخص گناہ کا قصد کرے اور گناہ نکرے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہی کہ یہ گناہ اوسکے

نامۂ اعمال میں نہ لکھو اور اگر وہ گناہ کرے تو ایک ہی گناہ لکھو اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے تو ایک نیکی لکھ لو گو کہ وہ شخص پھر وہ نیکی نکرے
اور اگر وہ نیکی کرے تو دس نیکیان لکھو اور بعضی حدیثون مین ہے کہ سات سو نیکیون تک فرشتے بڑھاتے جاتے ہین اس جگہہ ہر ایک گروہ یہ
بات سمجھا ہے کہ قصداً اور سوچ سمجھ کر کچھ دل مین آوے اوس پر آدمی ماخوذ ہوگا حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ ہم بیان کر چکے ہین کہ دل اصل
ہے اور بدن اوسکا تابع اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ یعنی جو تمھارے
دلون مین ہے اوسے ظاہر کرو یا چھپاؤ حق تعالی تمسے اوسکا حساب کریگا اور فرمایا ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ
کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یعنی کان آنکھ دل تینون سے سوال کیا جائیگا اور فرمایا ہے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ
وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ یعنی لغو قسم پر زبان نہ پکڑی جائیگی بلکہ قصد کے سبب سے دل ماخوذ ہوگا اور اسبات پر سبکا
اتفاق ہے کہ کبر نفاق عجب ریا حسد کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اور یہ دل کو کام ہین پس اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو کچھ دل مین گذرتا ہے
وہ چار طور پہ ہے دو مین آدمی کا اختیار نہین اونکے سبب سے ماخوذ نہوگا اور دو مین اختیار ہے اونکے سبب سے ماخوذ ہوگا اسکی مثال یہ ہے
کہ تو راہ چلتا ہے اور کوئی عورت تیرے پیچھے پیچھے آتی ہے اور دل مین آئی کہ مین اگر پھر کر دیکھون تو یہ عورت مجھے دکھائی دے تو اس خطرہ
کو حدیث نفس کہتے ہین دوسری صورت یہ ہے کہ تیری طبیعت مین پھر کر دیکھنے کی رغبت پیدا ہو اسے میل طبع کہتے ہین اور یہ رغبت پیدا ہونا
شہوت سے ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دل حکم کرے کہ پھر کر دیکھنا چاہیے یہ حکم ایسی جگہ ہوتا ہے جہان کوئی ڈر اور شرم مانع نہو اسواسطے کہ ضرور
نہین کہ شہوت جس بات کی متقاضی ہو دل بھی حکم کرے کہ یہ بات کرنا چاہیے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل حکم کرتا ہے کہ یہ بات نکرنا چاہیے
اسکا نام حکم دل ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ پھر کر دیکھنے کا قصد کرے تو اگر خدا سے یا بندون سے ڈر کر اس حکم دل کو رد نکریگا یا اوس حکم کو باطل
نکریگا تو وہ قصد جھٹ پٹ مصمم ہو جائیگا تو پہلی دو حالتون یعنی حدیث نفس اور میل طبع کے سبب سے بندہ ماخوذ نہین ہوتا اسواسطے
کہ وہ بندے کے اختیار مین نہین اور حق تعالی فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور یہ حدیث نفس ایسی ہوتی ہے جیسے عثمان
ابن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ میرا نفس مجھسے
کہتا ہے کہ اپنے تئین خصی کر ڈال تاکہ شہوت نکاح سے چھوٹ جا آپ نے فرمایا کہ ایسا نکرنا کیونکہ میری امت مین روزہ رکھنا
اپنے تئین خصی کرنے کا حکم رکھتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ جورو کو طلاق دیدے فرمایا تیزی نکر اسواسطے کہ نکاح
میری سنت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ راہبون کی طرح پہاڑ پر جا بیٹھ فرمایا یہ نکرنا اس لیے کہ حج اور جہاد کرنا
میری امت کی رہبانیت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ گوشت نکھا فرمایا نہ اسواسطے کہ مین گوشت کو دوست رکھتا ہون
اگر مین گوشت پاتا تو کھاتا اگر خدا سے مانگتا تو وہ عنایت فرماتا پس اعتراض نہین ہے یہ خطرے جو آتے تھے سب حدیث نفس ہین اور معاف ہین
اسواسطے کہ یہ کام کرنے کا قصد نہین کیا تھا فقط اپنے دل سے مشورہ تھا اور وہ دو حالتین جو آدمی کے اختیار سے دل مین پیدا
ہوتی ہین ایک حکم دل ہے دوسری اسطرف طبیعت کا میل کہ یہ کام کرنے کے لائق ہے اور وہ کام کرنیکی طرف دل کا قصد ان دونون
حالتون کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اگرچہ شرم و خوف یا اور کسی مانع کے سبب سے اوس کام کو نکرے خدا کے واسطے اوس میل کو

ترک نکیا ہو اور بندہ ماخوذ ہوگا اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کیسیکو اوسپر غصہ آئی اور اب وس گناہ کی عوض اوس شخص پر سختی کری اسواسطے کہ جناب الٰہی غصہ کرنے اور بدلا لینے سے منزہ ہی مگر اسکے یہ معنی ہین کہ اوسنے یہ جو قصد کیا اسکی سبب سے اوسکے دل مین ایسی صفت پیدا کی کہ جناب الٰہی سے دور ہوگیا یہی اوسکی شقاوت ہی اسواسطے کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ آدمی کی سعادت اسی مین ہی کہ اپنی طرف سے اور دنیا کی جانب سے منہ پھیر کر حق تعالی کی طرف متوجہ ہو جاوی خواہش اور علاقہ یہی اوسکا منہ ہی اسواسطے کہ وہ جو ایسی خواہش اور ایسا قصد کرتا ہی کہ دنیا سے تعلق رکھی تو دنیا کے ساتھ اوسکا علاقہ بہت مستحکم ہو جاتا ہی اور جو چیز اوسی حاصل ہونا چاہیے اوس سے بہت دور ہو جاتا ہی اور آدمی ماخوذ اور ملعون ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا مین بہت گرفتار ہوا اور جناب الٰہی سے بہت دور ہوگیا یہ کام اوسی سے ہوا اور اوسی کے ساتھ ہی اور اوسی مین ہے نہ کسیکو اوسکی عبادت سے خوشی ہوتی ہے نہ اوسکے گناہ سے غصہ ہوتا ہی کہ اوس سے انتقام لے مگر خلق کی عقل کے موافق ایسا کہا کرتے ہین اور جو شخص یہ اسرار سمجھا اوسے اس بات مین کچھ شک و شبہ نہین رہتا کہ ان احوال دل کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوتا ہی اسپر بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی آپس مین تلوار کھینچین اور ایک مار ڈالا جاوی تو قاتل اور مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقتول کیون دوزخ مین ہے فرمایا اسواسطے کہ وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا اگر قتل کر سکتا تو قتل کر ڈالتا دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہی اور وہ موافق شرع بیجا نہین خرچ کرتا اور دوسرا شخص اپنے دل مین کہتا ہی کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی بیجا خرچ کرتا تو دونون شخص گناہ مین برابر ہین اور یہ دونون باتین قصد دلی ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی شخص اپنے بچھونے پر عورت کو پاوی اور یہ خیال کرے کہ یہ میری جورو نہین ہی اوسکے ساتھ جماع کرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ وہ اوسکی جورو ہو بلکہ آدمی اگرچہ جانے کہ مین باوضو ہون اور نماز پڑھے اور حقیقت مین بیوضو ہو تو اوسے ثواب ہوگا اور اگر سمجھے کہ مین بے وضو ہون اور نماز پڑہے تو گنہگار ہوگا اگرچہ پھر اوسے یاد آوے کہ مین باوضو تھا اور یہ سب باتین دل کی حالتین ہین لیکن اگر گناہ کا قصد کرے اور خوف خدا سے گناہ کا مرتکب نہو تو اوسکے واسطے نیکی لکھتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آدمی کا قصد طبیعت کے موافق ہوتا ہی اور طبیعت کے برخلاف کسی کام سے دست بردار ہونا مجاہدہ ہی کہ اوس قصد کو دل تاریک کرنے مین جتنا اثر ہی اس مجاہدہ کو دل روشن کرنے مین اوس سے زیادہ اثر ہی نیکی لکھنے کے یہی معنی ہین اور اوس حدیث کا یہی مطلب ہی اور اگر کوئی شخص قصد گناہ کرکے عاجزی کے سبب سے اوس گناہ سے باز رہا تو یہ باز رہنا اوس قصد کا کچھ کفارہ نہوگا اور وہ تاریکی نہ دور ہوگی اور اوس قصد کے سبب سے ماخوذ ہوگا جیسے وہ مقتول جو عاجزی کے سبب سے اپنے قاتل کو قتل کرنے سے باز رہے اور قتل ہو جائے جو عمل نیت کے سبب سے بدل جاتے ہین اونکا بیان

اے عزیز جانتو کہ اعمال تین قسم پر ہین طاعات مباحات معاصی یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اس سے شاید لوگ سمجھین کہ معصیت بھی اچھی نیت کے سبب سے طاعت ہو جاتی ہی یہ سمجھنا خطا ہی معصیت جو ایک قسم عمل ہے اس پر اچھی نیت کچھ اثر نہین کرتی مگر بری نیت اوسے اور بھی بدتر کر دیتی ہے اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کیسیکا دل خوش کرنیکو کسی کی غیبت کرے یا حرام کے مال سے مسجد یا مدرسہ بنا دے اور کہے میری نیت بخیر ہے اور اسقدر نہ جانتا ہو کہ برائی مین اچھی نیت کرنا دوسری برائی ہی اور اگر اوس برائی کو برائی جانتا ہی تو فاسق ہی ہے اور اگر سمجھتا ہی کہ یہ کار خیر ہی تو بھی فاسق ہے

اسواسطے کہ طلب علم فرض ہی اور خلق اکثر جہل کے سبب سے ہلاک اور تباہ ہوتی ہی اسیواسطے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے لکھا ہی کہ جہل سے
بڑہ کر کوئی گناہ نہین ہے اور اپنے جہل کو نہ جاننا جہل سے بھی زیادہ گناہ ہی اس لیے کہ آدمی جب یہ نہ جانیگا کہ مین جاہل ہون تو ہرگز نہ سیکھیگا
اور یہ جہل اوسکے حق مین حجاب اور آڑ ہوجائیگا اسیطرح ایسے شاگرد کو تعلیم کرنا بھی حرام ہی جسے عہدۂ قضا اور وقف چیزون اور یتیمون کے اموال
اور بادشاہ کے مال سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہو اور اپنی برائی جتانی مباحثہ اور مناقشہ کرنے مین مشغول ہو اگر مدرس کہے کہ میری نیت یہی ہی
کہ علم شرع پہیلے شاگرد اگر برائی مین علم صرف کریگا تو کرے مین تو اپنی نیت پر اجر پاؤنگا تو مدرس کا یہ کہنا محض نادانی ہی اوس مدرس کی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو تلوار دیڈالے جو رہزنی کریگا ایسے کو انگور دیدے جو شراب بنائیگا اور کہے کہ مجھے سخاوت مقصود ہی اسواسطے کہ
حق تعالی سخی سے زیادہ کسیکو دوست نہین رکھتا یہ اوسکی نادانی ہے بلکہ جب جانے کہ یہ شخص رہزنی کریگا تو اوسکے ہاتھ سے تلوار چھین لینا چاہیے
دوسری تلوار اوسے دینا کیونکر درست ہوگا بلکہ اگلے سب بزرگون نے عالم فاجر سے خدا کی پناہ مانگی ہی اور جس شاگرد مین گناہ کا اثر دیکھا اوسے
دور کیا حتی کہ حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے اپنے ایک قدیم شاگرد کو اتنی بات پر نکالدیا کہ اوسنے اپنے گھر کی دیوار مین باہر سے
کہگل کی تھی اور فرمایا کہ تونے کہگل کرکے مسلمانون کی شاہراہ مین سے ناخون بھر زمین دبالی جا تجھے علم سکھانا نہ چاہیے پس گناہ نیت خیر کر
خیر نہین ہوجاتے بلکہ خیر دہی رہے جسکا حکم ہو لہذا اعمال کی دوسری قسم طاعات ہی اس مین دو وجہ سے نیت اثر کرتی ہے ایک یہ کہ اصل
عمل نیت سے درست ہوتا ہی دوسری یہ کہ نیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب المضاعف ہوتا ہی اور جو شخص علم نیت سیکھتا ہے
ایک طاعت مین دس نیک نیتین کرسکتا ہی تاکہ وہ ایک طاعت دس طاعتون کے برابر ہوجائے مثلاً جب کوئی شخص مسجد مین اعتکاف
بیٹھے ایک تو یہ نیت کرے کہ مسجد خانہ خدا ہی جو مسجد مین جاتا ہی وہ حق تعالی کی زیارت کو جاتا ہی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی جو شخص مسجد گیا وہ خدا کی زیارت کو گیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاتا ہی اوسپر لازم ہوجاتا ہی کہ زائر کی تکریم کرے دوسری
نیت یہ ہی کہ دوسری نماز کا انتظار کرتا ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ جو شخص نماز کا منتظر ہی وہ نماز مین ہی تیسری نیت یہ ہی کہ اعتکاف اس
کے سبب سے آنکھ کان زبان ہاتھ پاون کو بیجا حرکتون سے باز رکھونگا یہ ایک قسم کا روزہ ہی اسواسطے کہ حدیث شریف مین
آیا ہی کہ مسجد مین بیٹھنا میری امت کی رہبانیت ہی چوتھی نیت یہ ہی کہ دنیا کے شغلون کو اپنے سے دور کرے حتی کہ اپنے تئین بالکل خدا کے
حوالے کردے اور ذکر اور فکر اور مناجات مین مشغول ہی پانچوین نیت یہ ہی کہ لوگون کی مخالطت اور خلق کے شر سے بچونگا چھٹی
نیت یہ ہی کہ اگر مسجد مین کوئی بری بات دیکھونگا تو منع کرونگا اور اگر اچھی بات دیکھونگا تو حکم کرونگا اگر کوئی شخص بری طرح نماز پڑہیگا تو
اوسے سکھادونگا ساتوین نیت یہ ہی کہ شاید کسی ایسے دیندار سے وہان ملاقات ہوجاسکے کہ اوسکے ساتھ دین مین برادری کرے
اسواسطے کہ مسجد دینداروں کے آرام لینے کی جگہ ہے آٹھوین نیت یہ ہی کہ حق تعالی کے گھر مین گناہ کرتے ہوئے یا گناہ کا خیال کرتے ہوئے
اوس سے شرم رکھے ای عزیز اسی پر ہر طاعت کو قیاس کرلے کہ ہر ایک مین بہت سی نیتین آدمی کرسکتا ہی تاکہ ثواب المضاعف ہوجائے اعمال
کی تیسری قسم مباحات ہی کوئی آدمی ایسا نہو کہ بہائم کی طرح مباحات مین غفلت کی چال چلے اور نیک نیت سے غافل رہے کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہی
اسواسطے کہ سب حرکات سکنات کا سوال کیا جائیگا اور سب مباحات کا حساب لیا جائیگا اگر بری نیت ہوگی تو اوسی پر عذاب ہوگا اگر اچھی

نیت ہوگی تو اوسی کو ثواب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہوگی تو سراسر نقصان ہی کہ اپنی اوقات ضائع کی کہ بے نیت بخیر کیے ہووے اوسکام مین وقت صرف کیا اور اوس سے کچھ فائدہ نہ لیا اور اس آیۂ کریمہ کے خلاف عمل مین لایا وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی دنیا گذر نیوالی ہی تو اپنا حصہ اوس سے لیلے تاکہ وہ تیری ساتھہ رہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بندہ سے ہر کام پر سوال ہوگا جو اوسنے دنیا مین کیا ہو حتی کہ سرمہ جو آنکھہ مین لگایا ہو یا مٹی کا ایک ڈھیلا جو ہاتھہ مین ملا ہو یا ہاتھہ جو کسی بھائی کے کپڑے مین لگایا ہو مباحات کی نیت کا علم بھی بہت بڑا علم ہی اوسے سیکھنا چاہیے اسکی مثال ایسی ہی کہ خوشبو استعمال کرنا مباح ہی ممکن ہی کہ کوئی شخص جمعے کو دن خوشبو استعمال کرے اور تونگری ظاہر کرکے تفاخر کرنا یا لوگون کو اپنی نفاست دکھانا یا بُرے خیال سے غیر عورتون کے دل مین جگہ کرنا اوسکا مقصود ہو اور خوشبو استعمال کرنے مین اچھی نیتین یہ ہوتی ہین کہ خانہ خدا کی تعظیم و تکریم کا خیال کرے اور یہ ارادہ کرے کہ میری خوشبو کے سبب سے پاس بیٹھنے والون کو راحت پہونچے اور وہ محظوظ اور آسودہ ہون اور یہ خیال کرے کہ خوشبو استعمال کرکے اپنے بدن سے بدبو دور کرتا ہون تاکہ لوگون کو تکلیف نہ پہونچے اور میری غیبت کرکے مرتکب گناہ نہو جائین اور یہ نیت کرے کہ اپنے دماغ کو قوت دیتا ہون کہ صاف ہوکر ذکر و فکر پر زیادہ قادر ہون اور ایسی نیک نیتین اوسی شخص سے ہوتی ہین جسپر نیکیون کا قصد غالب ہو اور انمین سے ہر ایک نیت ذریعہ قربت جناب احدیت ہوتی ہی اگلے بزرگون کا یہی حال تھا حتی کہ وہ کھانا کھانے پاخانے جانے جورو سے صحبت کرنے مین ایسی نیت کرتے تھے جو سبب خیر ہو آدمی جب کار خیر کا قصد کرتا ہی تو اوسے ثواب حاصل ہوتا ہی مثلا جورو کے ساتھہ جماع کرنے سے یہ نیت کرے کہ اولاد پیدا ہو تاکہ سید الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت زیادہ ہو اور اپنی جورو کو راحت پہونچاؤن اور اپنے تئین گناہ سے بچانے کی نیت کرے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے ایکدن اُلٹا کپڑا پہنا لوگون نے کہا کہ ہاتھہ پھیلائیے تو ہم کپڑے کو سیدھا کردین اونھون نے ہاتھہ سمیٹ لیا اور کہا کہ مین نے یہ الٹا کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہی اوسی لیے سیدھا کرونگا حضرت زکریا علیہ السلام کہین مزدوری کو تشریف لیگئے تھے لوگ اونکے پاس حاضر ہوے وہ کھانا کھا رہے تھے اون لوگون سے نہ فرمایا کہ تم بھی کھاؤ جب کھانے سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ اگر مین یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھہ سے پوری محنت نہو سکتی کام کرنے مین تھک جاتا اور بہت سخاوت کی سبب سے ادائی فرض خدمت سے محروم رہتا حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کھانا کھا رہے تھے ایک شخص اونکے سامنے سے گذرا اوس سے یہ نہ کہا کہ تو بھی کھانا کھا لو جب کھا چکے تو کہنے لگے کہ اگر یہ کھانا قرض لیا ہوا نہوتا تو مین بیشک تجھے کھانیکو کہتا پھر فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی کو کھانے کا حکم کرے اور دل مین اوسکو کھانے سے راضی نہو تو اگر اوسنے نکھایا تو بلانیوالے کو ایک ہی گناہ ہوا یعنی نفاق اور اگر اوسنے کھانا کھا لیا تو بلانیوالے نے دو گناہ کیے ایک نفاق دوسرا خیانت کیونکہ اوسے ایسی چیز کھلائی کہ اگر وہ جانتا ہوتا تو نہ کھاتا **اسکا بیان کہ نیت اختیار مین نہین ہی** اے عزیز جانتو کہ جب تو سہل دل سنیگا کہ ہر مباح مین نیت ممکن ہی تو شاید دل یا زبان سے کہی کہ خدا کے واسطے مین نکاح کرتا ہون یا خدا کے لیے روٹی کھاتا ہون یا خدا کے واسطے جلسہ درس کرتا ہون اور سمجھے کہ یہ دل یا زبان سے کہنا نیت ہی حالانکہ یہ حدیث نفس ہے یا زبانی بات ہی اسواسطے کہ نیت ایک شوق اور رغبت ہی جو دل مین پیدا ہوتی ہی تاکہ آدمی کو کام مین لگائے جیسا کوئی متقاضی الحاح کرے تاکہ بدن اوسکا کہا مانکر وہ کام کرنے لگے یہ بات اوسوقت پیدا ہوتی ہی کہ غرض ظاہر ہو اور غالب ہو جائے

جبتک متقاضی نہو گا تو زبانی نیت ایسی ہے جیسے کوئی پیٹ بھرا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ مین بھوکا رہون یا بے پروا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے
کہ فلانے آدمی کو دوست رکھون حالانکہ یہ محال ہے علی ہذا القیاس جو شخص شہوت کو مارے جماع کرے اور کہے کہ مین نے اولاد پیدا ہونے کے واسطے
جماع کرنے کی نیت کی ہے یہ بیہودہ بات ہے اسیطرح جب شہوت پرستی کے باعث سے نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ادای سنت کے واسطے نکاح کیا ہے
تو یہ بھی بیہودہ بات ہے بلکہ پہلے شرع کے ساتھ ایمان قوی ہونا چاہیے پھر اولاد پیدا ہونے کے واسطے نکاح کرنے کے ثواب کے باب مین جو حدیثین وارد ہین
اون مین آدمی غور و تامل کرے تاکہ اوسکے دل مین اوس ثواب کا لالچ پیدا ہو اور اوس سے نکاح کرائے اوسوقت بغیر اسکے کہ وہ زبان سے
کہے خود ادای سنت کی نیت ہوگی اور جس شخص کو حرص فرمانبرداری نے آمادہ کر کے نماز کے واسطے قائم کیا تو تعمیل حکم الٰہی خود اوسکی نیت ہے
اور زبان سے کہنا کہ مین نے نیت کی بے سود ہے جیسا کہ بھوکے آدمی کا یہ کہنا کہ بھوک کے واسطے مین نے روٹی کھانیکی نیت کی بے فائدہ ہے اسواسطے
کہ وہ جب بھوکا ہے تو روٹی کھانا چار ناچار خود بھوک ہی کے واسطے ہے اور جہان حظ نفس پیدا ہو وہان نیت آخرت مشکل سے ہوتی ہے مگر یہ کہ آخرت
فی الجملہ غالب پڑا ہو پس مقصود یہ ہے کہ اے عزیز تو جان لے کہ نیت وہ چیز ہے جو تیرے اختیار مین نہین کیونکہ نیت اوس خواہش سے عبارت ہے جو تجھے
کام مین رکھے اور تیرا کام تیری قدرت سے ہوتا ہے اگر تو چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر تیری خواہش تیرے اختیار مین نہین کہ اگر تو چاہے خواہش کرے اگر نہ چاہے
نہ خواہش کرے بلکہ خواہش کبھی پیدا ہوتی ہے کبھی نہین پیدا ہوتی ہے اور خواہش پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے کہ تجھے اس بات کا اعتقاد ہو جائے کہ تیری غرض
اس جہان مین یا اوس جہان مین کسی کام سے متعلق ہے تاکہ اوسکا خواہان رہے اور جو شخص یہ بھید جانتا ہے بہت عبادتون سے دست بردار ہو جاتا ہے
اسواسطے کہ اوسکی نیت حاضر نہین ہوتی ابن سیرین نے حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالی کے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور کہا کہ مین نے نیت نہین پائی حضرت
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ آپ حماد ابن سلیمان کے جنازے کی نماز کیون نہین پڑھتے وہ تو علماے کوفہ مین سے تھے فرمایا کہ
اگر نیت ہوتی تو نماز پڑھتا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے دعا کی خواہش کی اونھون نے کہا کہ جب تک نیت پیدا ہو تب تک توقف کرو
لوگ جب اونسے روایت حدیث چاہتے تو ایسا ہوتا کہ روایت نکرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ خود بخود روایت کرنے لگتے اور کہتے کہ مین نیت کا منتظر رہتا ہون
ایک بزرگ نے کہا کہ مہینا بھر ہوا فلانے مریض کی عیادت کو جانیکے واسطے نیت درست کرنے پر آمادہ ہون اور ہنوز نیت درست نہین ہوئی غرضکہ آدمی پر جب تک
حرص دنیا غالب رہتی ہے تب تک کسی عبادت مین اوسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ فرائض مین بھی مشکل سے درست ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ آدمی جب آتش دوزخ کا اندیشہ نکرے اور اپنے تئین اوس سے نہ ڈرائے تب تک نیت نہین درست ہوتی جب کوئی شخص ان حقائق کو پہچان
لیتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ فضائل کو چھوڑ کر مباحات مین مشغول ہو جاتا ہے کیونکہ مباحات مین نیت پاتا ہے مثلاً کوئی شخص قصاص مین نیت
پائے اور معاف کر دینے مین نہ پائے تو اوسکے حق مین قصاص لینا افضل ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کی نیت نہ پائے اور سو رہنے مین نیت پائے کہ
سو رہون تاکہ صبح کی نماز کے واسطے سویرے اوٹھون تو اوسکے حق مین سو رہنا افضل ہے بلکہ اگر عبادت سے ملول اور پریشان ہو اور جانے
کہ اگر ساعت بھر اپنی جورو سے دل لگی کرے گا یا کسی سے باتین اور خوش طبعی کریگا تو فرحت و انبساط اوسے پھر حاصل ہوگا اور عبادت مین دل
لگیگا تو اس نیت سے یہ دل لگی اور خوش طبعی اوس بیدلی کی عبادت سے اوسکے حق مین افضل ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے
ہین کہ کبھی کبھی اپنے تئین لہو و لعب سے آرام دیتا ہون تاکہ عبادت حق مین نشاط اور فرحت حاصل ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فرمائی ہین کہ اگر ہمیشہ ایک کام مین تو جبرا دل لگائیگا تو دل اندھا ہو جائیگا یہ امر ایسا ہی جیسے بیمار کو طبیب گوشت کھلاوے گو کہ اوس بیمار کو حرارت ہو اور گوشت کھلانے سے طبیب کی یہ غرض ہو کہ اس بیمار کی قوت اصلی پھر آ جاوے اور دوا کھانے کی طاقت پاوے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ صف جنگ سے بھاگ جاوے تاکہ دشمن کی پشت مارے اور ناگاہ اوس پر حملہ کرے اوستادون نے ایسے بہت حیلے کیے ہین اور راہ دین بھی بالکل نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ و مناظرہ ہے اور اسمین ترقی اور حیلہ کی حاجتین ہین اور ترقی و حیلہ بزرگان دین کے نزدیک پسندیدہ بات ہے اگرچہ علماء ناقص کو اس بات کی راہ نہین معلوم **فصل** اے عزیز جب تو یہ جان چکا کہ جس باعث سے عمل ہوتا ہے اوسے نیت کہتے ہین تو اب یہ جان کہ کوئی شخص خوف دوزخ کے باعث سے عبادت کرتا ہے اور کوئی نعمت بہشت کے باعث سے جو شخص بہشت کے واسطے عبادت کرے وہ پیٹ اور فرج کا بندہ ہے اسواسطے کوشش کرتا ہے کہ ایسی مقام مین جا پہونچے جہان اوسکے پیٹ اور فرج کی مراد حاصل ہو اور جو خوف دوزخ سے عبادت کرتا ہے وہ بدذات غلام کے مانند ہے کہ بے لاٹھی کے دھمکائے کام نہین کرتا ان دونون کو حق تعالی سے کچھ کام ہی نہین بلکہ خاص بندہ وہی ہے کہ جو کچھ کرے خدا ہی کے واسطے کرے نہ بہشت مین جانے کے واسطے کرے نہ دوزخ سے بچنے کے لیے اس بندے کی مثل ایسی ہے جیسے جو کوئی اپنے معشوق کی طرف دیکھتا ہے وہ معشوق ہی کے واسطے دیکھتا ہے اسواسطے نہین دیکھتا کہ معشوق اوسے سونا چاندی دے اور جو شخص سیم و زر کے واسطے دیکھتا ہے تو سیم و زر ہی اوسکا معشوق ہے پس جمال و جلال جناب الہی جسکا محبوب و معشوق نہین ہے اوس سے ایسی نیت نہو سکیگی اور جسے یہ نیت حاصل ہو گئی اوسکی عبادت بالکل جلال الہی مین تفکر اور اوسکے ساتھ مناجات ہوتی ہے اگر بدن سے عبادت کرتا ہے تو اسواسطے کرتا ہے کہ محبوب کی فرمانبرداری کو بھی دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ بدن کو بھی ریاضت دے اور حتی المقدور درگاہ محبوب کی بندگی اور خادمی کی طرف کھینچے تاکہ اوس جمال بے مثال کے نظارے سے اپنے دلکو باز نرکھے اور اگر گناہ سے دست بردار ہوتا ہے تو اسواسطے ہوتا ہے کہ مشاہدہ اور مناجات کی لذت مین شہوت پرستی خلل ڈالتی ہے اور آڑ ہوتی ہے حقیقت مین ایسا ہی بندہ عارف ہوتا ہے احمد ابن خضرویہ رحمہ اللہ تعالی نے حق سبحانہ تعالی کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہے کہ سب لوگ مجھسے مانگتے ہین مگر ابو یزید مجھی کو طلب کرتا ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ حق تعالی نے مجھپر عتاب کیا اسواسطے کہ ایکبار میری زبان سے نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہو جانے سے زیادہ اور کیا نقصان ہے حق تعالی نے فرمایا کہ یہ نہین بلکہ میرا دیدار فوت ہونے سے زیادہ اور کیا نقصان ہوگا انشاء اللہ تعالی اس دوستی اور لذت کی حقیقت اصل محبت مین بیان کیجائیگی

دوسرا باب اخلاص اور اوسکی فضیلت اور حقیقت اور درجات کے بیان مین **فضیلت اخلاص** اے عزیز جانتو کہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ یعنی خلق مامور ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور فرمایا ہے أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ یعنی خالص دین خدا ہی کے واسطے ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اخلاص میرے بھیدون مین سے ایک بھید ہے جس بندے کو مین دوست رکھتا ہون اوسکے دل مین مین نے یہ بھید رکھا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کیا کر تاکہ تھوڑا ہی عمل تجھکو کافی ہو اور جو کچھ ریا کی مذمت مین ہم بیان کر چکے ہین وہ سب اخلاص کی تعریف ہے کیونکہ نظر خلق بھی اون سببون مین سے ایک سبب ہے جنکے باعث سے اخلاص جاتا رہتا ہے اور اسکے سوا اور سبب بھی ہین حضرت معروف کرخی

رحمہ اللہ تعالی اپنی تئیں کوڑے سے مارتے اور کہتے یا نفس اخلاص کر تا خلاصی پائے حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ وہ شخص نیک بخت ہے
جسنے تمام عمر میں ایک قدم اخلاص سے چلا ہو کہ خدا کے سوا اور کچھ اوسمین نہ چاہا ہو ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ نیت میں
اخلاص اصل نیت سے زیادہ دشوار ہے کسی نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ
جو کچھ میں نے خدا کے واسطے کیا تھا اوسے نیکیوں کے پلے میں دیکھا حتی کہ ایک انار کا دانہ جو راہ میں پڑا تھا اور میں نے اوٹھا لیا
تھا اور ایک بلی جو میرے گھر میں مری تھی اور ریشم کا ایک تار جو میری ٹوپی میں تھا اوسے برائیوں کے پلے میں پایا اور میں نے ایک گدہا
سو دینار کو لیا تھا اوسے نیکیوں کے پلے میں دیکھا میں نے کہا سبحان اللہ بلی تو حسنات کے پلے میں ہو اور گدہا نہو جواب ملا کہ
جہاں تو نے بھیجا وہاں پہونچا کیونکہ جب تو نے سنا تھا کہ گدہا مرگیا تو کہا تھا الی لعنۃ اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو گدہے کو حسنات کے
پلے میں پاتا اور ایکبار میں نے خدا کے واسطے صدقہ دیا اوسوقت لوگ دیکھ رہے تھے اونکا دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اوس صدقے
سے نہ مجھے نفع ہوا نہ ضرر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے یہ سنکر کہا کہ اونسے بڑی دولت پائی کہ اوس صدقے نے اوسے ضرر نہ پہونچایا
ایک شخص نے کہا ہے کہ میں کشتی میں سوار جہاد کو جاتا تھا ہمارا ایک ساتھی توبرہ بیچنے لگا میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں مول لیکر کام میں لاؤن
فلانے شہر میں بیچ ڈالونگا تاکہ نفع ہو اوسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص آسمان پر سے اوترے ایک نے کہا غازیوں کے نام لکھ
اور یہ بھی لکھ فلانا تماشا دیکھنے آیا اور فلانا تجارت کو آیا اور فلانا ریا کی نیت سے آیا پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ لکھ لے کہ فلانا تجارت کو آیا ہے
میں نے کہا خدا خدا کرو میرا حال دیکھو کہ میں کوئی چیز نہیں رکھتا سوداگری کو کیونکر آیا ہوں میں خدا کے واسطے آیا ہوں اونسے کہا ای شیخ تو نے
وہ توبرہ نفع کے واسطے نہیں مول لیا اونسے یہ جو کہا تو میں رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ میں سوداگر نہیں ہوں دوسرے نے کہا کہ یوں لکھ کہ
فلانا شخص جہاد کو آیا تھا اور راہ میں نفع حاصل کرنیکو ایک توبرہ مول لیا تاکہ جیسا خدا کو منظور ہوگا اوسکی نسبت حکم فرمائیگا اسیواسطے
بزرگوں نے کہا ہے کہ ایک ساعت کا اخلاص ابد تک نجات ہے مگر اخلاص بہت عزیز الوجود ہے اور کہا ہے علم تخم ہے اور عمل زراعت اور اخلاص
پانی ہے بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا لوگوں نے اوس سے کہا کہ فلانی جگہ ایک درخت ہے لوگ اوسکی پرستش کرتے ہیں اور خدا جانتے ہیں
عابد غصے میں آیا اور ایک تبر اپنے کاندھے پر رکھکر چلا کہ اوس درخت کو کاٹ ڈالے راہ میں ایک بوڑھے آدمی کی صورت پر ابلیس ملا عابد سے
پوچھا تو کہاں جاتا ہے کہا فلانا درخت کاٹنے جاتا ہوں ابلیس نے کہا جا خدا کی عبادت میں مشغول رہ کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہے عابد نے
کہا کہ میں ہرگز نہ پلٹ جاؤنگا یہی میری عبادت ہے ابلیس نے کہا کہ میں ہرگز آگے نہ جانے دونگا اور عابد سے لڑنے لگا عابد نے ابلیس کو دے مارا
اور اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا تب ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں ایک بات کہتا ہوں عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا ای عابد خدا کی ہزاروں
پیغمبر ہیں اگر حق تعالی کو یہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو اون میں سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور تجھے بھی کچھ حکم نہیں کیا ہے تو یہ کام نکر عابد نے کہا
کہ میں خواہ نخواہ درخت کاٹ ڈالونگا تب پھر ابلیس نے کہا کہ میں تجھے نہ جانے دونگا پھر پکڑ ہونے لگی عابد نے پھر دے مارا ابلیس نے
کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں اور ایک بات تجھسے کہونگا اگر یہ بات تجھے پسند نہ آئے جو تیرا جی چاہے وہ کرنا عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا
ای عابد تو مرد درویش ہے لوگ تیری خدمتگاری کرتے ہیں اگر تیرے پاس کچھ اپنے خرچ کو ہو اور اور عابدوں کو دیوے تو درخت کاٹنے

سے

سے یہ تیرے حق مین بہتر ہے اسواسطے کہ اگر تو اوس درخت کو کاٹ ڈالیگا تو اوسکی پرستش کرنیوالون کا کچھ نقصان نہوگا وہ دوسرا درخت لگا لینگے تو اس خیال ہی باز آ مین ہر روز صبح کو تیرے تکیہ کے نیچے دو دینار رکھہ دیا کرونگا عابد اپنے دل مین سوچکر کہنے لگا کہ یہ سچ کہتا ہے ایک دینار مین صدقہ دیا کرونگا اور ایک دینار اپنے کام مین خرچ کیا کرونگا اس درخت کو کاٹنے سے یہ امر بہتر ہے اور مجھے خدا نے حکم بھی نہین کیا ہے اور مین کچھ پیغمبر بھی نہین ہون کہ یہ درخت کاٹنا مجھپر واجب ہو غرضکہ اسی خیال مین عابد اپنے گھر پھر آیا ایکدن وہ دو دینار پائے اوٹھا لیے دوسرے دن بھی دو دینار ملے اپنے جی مین کہا خوب ہوا جو مین نے وہ درخت نہ کاٹا تیسرے دن کچھہ نہ پایا پھر غصے مین آکر تبر اوٹھایا اور چل نکلا ابلیس پھر سامنے آیا پوچھنے لگا کہان کا ارادہ ہے کہا وہی درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس بولا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی تو وہ درخت ہرگز نہ کاٹ سکیگا پھر لڑائی ہونے لگی اب ابلیس نے عابد کو دے مارا چنانچہ ابلیس کے ہاتھہ مین عابد بیچارہ ایسا تھا جیسے باز کے پنجے مین چڑیا ابلیس نے کہا کہ پھر جا ورنہ بکری کی طرح ابھی تجھے حلال کر ڈالونگا عابد نے کہا کہ اچھا مجھے چھوڑ دے مین پلٹ جاؤن لیکن اتنا تو بتا کہ پہلے دوبار مین کیون غالب آیا اور ایکی مرتبہ تو کیون غالب ہوا ابلیس نے کہا کہ پہلے دو مرتبہ خدا کے واسطے تو غصے مین آیا تھا خدا نے مجھے تیرا مغلوب کر دیا اسواسطے کہ جو شخص خالصاً للہ کچھ کام کرتا ہے مجھے اوسپر غلبہ نہین ہوتا اور ایکی مرتبہ اپنی اور خدا کے واسطے تو غصے مین آیا اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا تابع ہوتا ہے وہ مجھسے سر نہین ہوتا

حقیقت اخلاص اے عزیز جانتو کہ جب تو پہچان چکا کہ نیت باعث عمل اور متقاضی عمل ہے تو اگر وہ ایک متقاضی ہے تو اوسے خالص کہتے ہین اور اگر دو متقاضی ہین تو اوس مین شرکت ہو گئی اوسے خالص نہین کہتے شرکت کی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے روزہ رکھے مگر کھانے سے پرہیز کرنا بھی اوسے اسواسطے مقصود ہو کہ تندرست رہے یا گھر کا خرچ کم ہو جائے یا وہ کہ اسے پکانے کی محنت سے بچے یا اور کوئی کام ہے کہ اوس مین مشغول ہو یا یہ کہ جاگتا رہے اور کچھہ کام کر سکے یا غلام آزاد کرے تاکہ اوسکے خرچ اور اوسکی بدخوئی سے پیچھا چھٹ سکے یا حج کرنے جائے تاکہ تبدیل آب وہوا سے قوت اور تندرستی حاصل ہو یا شہرون کی سیر کرے اور تماشا دیکھے یا زن و فرزند سے اور اونکے نان و نفقہ کی فکر سے چھٹکر آرام پائے یا کسی دشمن کے رنج سے چھوٹ جائے یا رات کو نماز پڑھتا ہے تاکہ نیند نہ آئے اور اپنا مال بچائے یا علم سیکھے تاکہ اوسکے واسطے روزی حاصل کر سکے یا مال و متاع اور اراضی و باغات کا انتظام کر سکے یا لوگون کی نظرون مین معزز و ممتاز رہے یا جلسہ درس کرے تاکہ چپ رہنے کے رنج سے چھوٹے اور دل تنگ نہو یا مصحف لکھے تاکہ اوسکا خط صاف اور پختہ ہو جائے یا پیادہ حج کرے تاکہ کرایہ کا فائدہ ہو یا وضو کرے تاکہ ٹھنڈا اور پاکیزہ رہے یا غسل کرے تاکہ بدن مین بدبو نہ آئے یا مسجد مین اعتکاف کرے تاکہ گھر کا کرایہ نہ دینا پڑے یا کسی سائل کو خیرات دے تاکہ اوسکی خوشامد اور الحاح سے چھوٹے یا کسی فقیر کو اسواسطے کچھہ دے کہ اوسے ناکام پھیر دینے سے شرم آتی ہے یا کسی بیمار کو دیکھنے جائے تاکہ جب وہ خود بیمار ہو تو اور لوگ اسکی عیادت کو آئین یا اسے ملامت و عتاب نکرین اور دامنگیر نہون یا اور کوئی نیک کام کرے تاکہ صالح اور نیکوکار مشہور ہو یہ سب باتین خود ریا ہین اور ریا کا حکم ہم بیان کر چکے ہین اور یہ سب خیالات تھوڑے ہون خواہ بہت اخلاص کو باطل کر دیتے ہین بلکہ عمل خالص وہی ہے جسمین اپنی ذات کا کچھ فائدہ اور حصہ نہو بلکہ وہ کام فقط خدا ہی کے واسطے ہو جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اِنْ تَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ یعنی تو یہ کہے کہ میرا پروردگار خدا ہی ہے پھر راہ راست اختیار کر جیسا تجھے حکم کیا ہے آدمی جب تک صفات بشری

نہ چھوٹیگا تب تک یہ امر او پر بہت دشوار ہوگا اسواسطے بزرگون نے کہا ہی کہ اخلاص سے زیادہ کوئی چیز سخت اور دشوار نہین ہی اگر تمام عمر مین
ایک کام بھی اخلاص کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ہو تو بھی نجات کی امید ہی فی الحقیقت بشریت کی صفتون اور غرضون سے ایک کام کو خالص اور
صاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسے گوبر اور خون مین سے دودہ کو نکالنا جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہی مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا
سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ پس اسکی تدبیر یہ ہی کہ آدمی کا دل دنیا سے ٹوٹ جاوے تاکہ محبت آلہی غالب ہو جاوے اور آدمی عاشق کے مثل ہو جاوے کہ جو کچھ کام
کرے اپنے معشوق ہی کے واسطے کرے ایسا آدمی اگر کھانا کھاتا ہی یا پاخانہ پھرنے جاتا ہی تو ممکن ہے کہ اسمین بھی اخلاص کی نیت کر سکے
اور جس شخص پر محبت دنیا غالب ہوتی ہے نماز روزہ مین بھی اوس سے اخلاص ہونا دشوار ہی اسواسطے کہ آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہین اور
جدہر دل راغب ہوتا ہی اوسیطرف میل کرتے ہین جس شخص پر محبت جاہ غالب ہوتی ہے اوسکے سب کام خلق کو دکھائی کے واسطے ہوتے
ہین حتیٰ کہ صبح کو منہ دہونا اور کپڑے پہننا بھی خلق کے دکھانیکو ہوا کرتا ہی اور مجلس اور درس اور روایت حدیث اور جو کام خلق سے علاقہ
رکھتے ہین اونسے زیادہ کسی کام مین اخلاص مشکل نہین اسواسطے اکثر ایسے کامون کا باعث فقط خواہش قبول خلق ہوا کرتی ہے یا طلب تقرب خدا کے
ساتھ ملی ہوتی ہے اس صورت مین قبول خلق کا قصد یا تقرب خدا کے قصد کے برابر ہوگا یا اوس سے زیادہ یا کم یعنی آمیزش ضرور ہوگی اور نیت کو
قصد قبول خلق سے پاک رکھنا اکثر علما سے بھی نہین ہو سکتا مگر بعضے احمق اپنے تئین مخلص سمجھتے ہین وہ دھوکا کہاتے ہین اپنا عیب نہین
پہچانتے بلکہ بہت زیرک لوگ اس باب مین عاجز اور حیران ہین ایک بزرگ نے کہا ہی کہ تیس برس کی نماز جو پہلی صف مین مین نے پڑہی تھی مجھے
قضا کی اسواسطے کہ ایک دن مین دیر کو آیا اخیر صف مین جگہ ملی تو مین نے اپنے دل مین لوگون سے خجالت پائی کہ کہین گے دیر کو آیا تب
مجھے معلوم ہوا کہ تمام خوشی اسی بات سے تھی کہ لوگ مجھے پہلی صف مین دیکھین پس اخلاص ایسی صفت ہی جسکا جاننا دشوار ہی اور اوسکا کرنا
اور بھی دشوار ہی اور جو عمل مشترک اور بے اخلاص ہو وہ قبول نہین ہوتا فضل بزرگون نے کہا ہی کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر
کی عبادت سے افضل ہے اسواسطے کہ جاہل اپنے عمل کی آفتون کو نہین پہچانتا اور اغراض سے عمل کی آمیزش کو نہین جانتا اور سب اعمال خالص
ہی سمجھتا ہی اسواسطے کہ عبادت کا کھوٹا پن زر کے کھوٹے پن کا سا ہی کہ کبھی صراف بھی زر پرکھنے مین خطا کرتا ہی مگر جو صراف کامل ہو وہ
البتہ اوسے پرکھ سکتا ہی اور سب جاہل بھی جانتے ہین کہ سونا یہی ہے جو زرد زرد سونے کی صورت ہو اور عبادت کا کھوٹا پن جسکے سبب سے
اخلاص جاتا رہتا ہی اوسکے چار درجے ہین بعضے انمین سے بہت پوشیدہ ہوتے ہین ان درجون کو ہم ریا کی صورت پر فرض کرتے ہین
تاکہ انکا حال معلوم ہو پہلا درجہ یہ ہی کہ بندہ نماز پڑہتا ہی اور لوگ آ جاوین شیطان اوس سے کہے کہ اچھی طرح نماز پڑہ تاکہ یہ لوگ ملامت نکرین
یہ تو خود ظاہر ہی دوسرا درجہ یہ ہی کہ یہ نمازی اس فریب شیطانی کو پہچانکر اس سے حذر کرے شیطان اسطرح دہوکا دے کہ تو اچھی طرح نماز ادا
کر تاکہ یہ لوگ تیری اقتدا کرین اور تجھے انکی اقتدا کا ثواب حاصل ہو تو ممکن ہے کہ نمازی یہ فریب کہا جاوے اور اتنا نہ سمجھے کہ ثواب اقتدا
اوسوقت حاصل ہوتا ہی کہ اوسکے خشوع کا نور اوروں مین سرایت کرے اور جب وہ خاشع نہو اور مقتدی لوگ اوسے خاشع جانین تو انہین
ثواب ہوگا اور وہ نفاق کے سبب سے ماخوذ ہوگا تیسرا درجہ یہ ہی کہ وہ سمجھتا ہی کہ خلوت مین برملا نماز پڑہنے کے برخلاف نماز پڑہنا نفاق
ہی اور خلوت مین اچھی طرح نماز پڑہنے کی کوشش کرے تا لوگون کے سامنے بھی اوسیطرح پڑہ سکے یہ درجہ بہت پوشیدہ ہی اور ریا بھی ہی مگر یہ

ر دوریا ایسی ہی مثال کرتا ہے کیونکہ اپنوں سے شرم رکھتا ہے کہ تنہائی میں جماعت کے برخلاف نماز پڑھے تو جماعت میں اچھی طرح نماز پڑھنا
کے واسطے تنہائی میں بھی اچھی طرح پڑھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ریا سے پاک ہو گیا اور حقیقت میں تنہائی میں بھی خود ریا کار ہوتا ہے چوتھا
درجہ یہ درجہ بہت ہی پوشیدہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ خلوت اور جلوت میں خلق کے واسطے خشوع کرنا کچھ کام نہیں آتا اور شیطان اوس
سے کہے کہ تو حق تعالیٰ کی عظمت کا خیال کر تو نہیں جانتا کہ کسکے سامنے حاضر ہے حتی کہ وہ شخص خیال کر کے خاشع ہو جاوے
اور لوگوں کی نظروں میں آراستہ ہو جاوے اگر خلوت میں ایسا خطرہ اوسکے دل میں نہیں آتا تو لوگوں کے سامنے ایسا خطرہ آنے کا سبب
ریا ہے اور اوسی جیسا اسوقت کی عظمت کو یاد کرتا ہے جسوقت خلق کچھ کام نہ آویگی تو یہ خطرہ جاتا رہتا ہے بلکہ چاہیے کہ سب آدمیوں اور
چار پایوں کی نظر اوسکے نزدیک برابر ہو جاوے جب تک کچھ بھی فرق پاویگا تب تک ریا سے خالی نہیں اور یہ سب ایسی چوریاں ہیں جو ہم بیان کریں
اسطرح کے بہتیرے دہوکے اون غرضوں میں بھی ہوتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور جو شخص یہ باریکیاں نہ پہچانیگا عبادت کا اجر نہ پاویگا
مفت اپنی جان گنواتا ہے جو کچھ کرتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ یہ بھی
آدمی کے حق میں ہے **فصل** اگر یہ جانو کہ جب نیت میں آمیزش ہو گئی تو اگر ریا اور کوئی غرض نیت عبادت پر غالب ہے تو یہ امر عقوبت کا سبب ہوگا اور اگر برابر ہے
تو نہ عذاب کا سبب ہے گا نہ ثواب کا اور اگر ریا کی نیت ضعیف ہے تو چاہیے کہ عمل ثواب سے خالی نہ ہو گو کہ احادیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب نیت
میں شرکت ہو اور خالص نہ ہو تو خدا اسکا حکم ہوگا کہ جا کر اوس سے اجر مانگ لے جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا مگر ہمارے نزدیک اس سے ظاہر وہ
عمل مراد ہے جس میں دونوں قصد برابر ہوں اور [illegible] اجر نہ ملیگا جیسا دوسرا عمل کا اجر مانگیگا تو ارشاد ہوگا کہ جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا اوسی سے
اجر مانگ اور جہاں حدیث دلیل عذاب ہے وہاں یہ مراد ہے کہ عمل میں بالکل ریا مقصود ہو یا ریا غالب ہو لیکن اگر باعث اصل قصد تقرب ہو اور ریا
وغیرہ کی نیت ضعیف ہو تو چاہیے کہ ثواب ملے اگرچہ اوسیقدر ثواب نہ ملے جسقدر نیت خالص سے ملتا ہے اور دو دلیلوں سے ہم اختیار کرتے ہیں ایک یہ کہ
ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ شائستگی حضرت الٰہی سے دل کا دور رہنا ہی عقوبت کے معنی ہیں اور یہ دوری آتش حجاب میں جلنے کا سبب ہوتی
ہے اور تقرب الٰہی کا قصد تخم سعادت ہے اور دنیا کا قصد موجب شقاوت ہے جب اسنے ان دونوں قصدوں کی مدد کی تو گویا انہیں قبول کر لیا
ایک قصد درگاہ الٰہی سے اسکی دوری کا سبب ہے دوسرا اسکی قربت کا موجب ہوتا ہے جب دونوں قصد برابر ہوں تو ایک قصد اسے بالشت بھر
دور کر دیتا ہے اور دوسرا قصد بالشت بھر نزدیک کر دیتا ہے اس صورت میں یہ جہاں تھا وہیں پھر آ گیا اور اگر آدھی بالشت نزدیکی حاصل ہوتی
تو کچھ دوری رہجاویگی اور آدھی بالشت دوری حاصل ہوتی تو کچھ نزدیکی باقی رہیگی جیسے کوئی بیمار گرم دوا کھا کر اوسیقدر سرد دوا کھا لے
تو دونوں ملکر برابر ہو جاتی ہیں گی اور اگر گرم دوا کھائیگا تو کچھ حرارت بڑھ جاویگی اور اگر سرد دوا زیادہ کھائیگا تو حرارت کچھ کم ہو جاویگی
دل کی روشنی اور تاریکی میں [illegible] کا اثر ایسا ہے جیسے [illegible] مزاج میں دواؤں کا اثر ہوتا ہے اور طاعت ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہوگی
عدل کی ترازو میں اسکی بھی جگہ ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ
مگر [illegible] نفسانی کا
[illegible] دوسری دلیل یہ ہے کہ بالاجماع یہ بات ثابت ہے کہ کوئی شخص راہ حج میں قصد تجارت بھی رکھے تو اوسکا حج ضائع نہ ہوگا اگرچہ

اوسکا ثواب مخلص کے ثواب کے برابر نہوگا مگر چونکہ اوسکا اصلی قصد جہاد ہی ہے اور ارادہ تجارت اوسکا تابع ہی تو اوسکا ثواب بالکل حبط نہوگا مگر ناقص ہو جائیگا اور اگر کوئی شخص خدا کی واسطے جہاد کیا چاہتا ہو اور دو طرف جہاد کو جا سکتا ہی ایک طرف کفار مالدار ہین وہان مال غنیمت بہت ملیگا دوسری طرف کافر محتاج ہین اور وہ مجاہد کفار مالدار کی طرف جائے تو اوسکے جہاد کا تمام ثواب حبط ہوگا اسواسطے کہ غنیمت پانے اور نہ پانے مین آدمی فرق کرتا ہی ممکن ہی نہین کہ اس فرق کو اپنے باطن مین آدمی نہ پاوے اور اگر معاذ اللہ غنیمت شرط جہاد ہو تو ثواب باقی رہنے مین اندیشہ ہی اسواسطے کہ ایسی شرط سے کوئی عمل درست نہین ہوتا خصوصًا مجلس درس تصنیف اور جو اعمال خلائق سے علاقہ رکھتے ہین کیونکہ جب تک آدمی کو دفعةً خودی سے خدا نہ نکالے تب تک ایسے خیال خالی نہین ہوتا مثلاً اوسکی تصنیف کو دوسرے کی طرف اضافت کرین اور اوسکے کلام کو اور کی جانب نسبت کرین اور وہ اس بات سے آگاہ ہو جاوے تو اگرچہ یہ آگاہی اوسے بری معلوم ہو لیکن اگر خودی اور نفسانیت اوس مین باقی ہوگی تو اوسے اسکا خیال ہوگا اور دوسری کی طرف اضافت اور نسبت کرنیکا ملال ہوگا **تیسرا باب صدق کے بیان مین** ایعزیز جانتو کہ صدق اخلاص سے قریب قریب ہی اور صدق کا بڑا درجہ ہی جو شخص کمال صدق کو پہونچتا ہی اوسی صدیق کہتے ہین حق تعالی نے قرآن شریف مین اسکی تعریف کی اور فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور فرمایا لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی کا کمال کس بات مین ہی فرمایا راستی قول اور صدق عمل مین پس صدق کے معنی پہچاننا آدمی کو ضرور ہی صدق راستی کو کہتے ہین یہ راستی چھہ چیزون مین ہوتی ہے جو کوئی اون چھہ چیزون مین کمال کو پہونچ جائے وہ صدیق ہے پہلا صدق زبان مین ہی کہ آدمی کچھ جھوٹ نہ بولے گذشتہ کی خبر دینے مین نہ فی الحال نئی بات کہنے مین نہ آیندہ کے واسطے وعدہ کرنے مین اسواسطے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ زبان سے دل صفت حاصل کرتا ہی ٹیڑہی بات کہنے سے کج ہو جاتا ہی اور سچی بات کہنے سے راست ہوتا ہی دو چیزون کے سبب سے صدق کا کمال ہوتا ہی ایک یہ کہ معاریض بھی نہ کہے یعنی کنایةً ایسی مجمل بات نکہے کہ وہ فی الواقع تو سچ ہو لیکن دوسرا شخص اوس سے اور کچھ سمجھے اگر ایسا محل ہے جہان سچ بولنا مصلحت نہین مثلا جورو خاوند کی لڑائی یا مسلمانون کے درمیان صلح کرانے مین جھوٹ بولنے کی اجازت ہی مگر کمال صدق یہ ہی کہ ایسے محل پر بھی جہانتک ہو سکے تعریض کرے اور صراحةً جھوٹ نہ بولے یعنی ایسی بات کہے جو فی الواقع سچ ہو مگر طرف ثانی اوسکا مطلب اپنے موافق بر غلط سمجھ لے اور اگر سچا آدمی ہے اور صریح جھوٹ کہیگا تو اگر خدا کے واسطے مصلحت خلق کے خیال سے کہیگا تو درجہ صدق سے نگریگا دوسرا کمال یہ ہی کہ حق تعالی سے مناجات کرنے مین سچا رہی جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہے اور اوسکا دل دنیا کی طرف متوجہ ہو تو وہ جھوٹ بولا خدا کی طرف نہین متوجہ ہوا اور جب کہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی مین تیرا بندہ ہون اور تیری بندگی کرتا ہون اور اوسوقت دنیا مین یا خواہشون مین پھنسا ہوا اور خواہشین اوسکی زیردست نہون بلکہ وہ خود خواہشون کا زیردست ہو تو اوسنے یہ جھوٹ کہا اسواسطے کہ وہ اوسی چیز کا بندہ ہی جسکی قید مین پھنسا ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّيْنَارِ آپ نے آدمی کو درم و دینار کا بندہ فرمایا بلکہ آدمی جب تک تمام دنیا سے آزاد نہو جاوے تب تک حق تعالی کا بندہ نہین ہوتا اور دنیا سے آزادی کا کمال یہ ہے کہ آدمی جسطرح خلق سے آزاد ہوا اوسیطرح آپ سے بھی آزاد ہو جاوے

اور خودی باقی ہی نرہی حتی کہ اوسی کچہ ارادہ ہی نرہی بلکہ خدا کی سوا اور کسی چیز کی خواہش ہی نکریں اور حق تعالی جو کچہ اوسکی ساتھہ کرے اوسپر
راضی ہو بندگی مین کمال صدق یہی ہے جسے یہ درجہ نہین حاصل ہی اوسی صدیق نہین کہتے بلکہ وہ صادق بھی نہین ہوتا دوسرا صدق
نیت مین ہوتا ہی کہ جس کام کے سبب سے آدمی تقرب خدا طلب کری اوس مین خدا کے سوا اور کچہ مقصود نہو اوسکی ساتھہ اور کسی چیز
کو شریک نکرے یہ اخلاص ہے اخلاص کو بہی صدق کہتی ہین اسواسطی کہ اوسکے دل مین تقرب الٰہی کے سوا جب اور کچہ خیال بہی ہوگا تو
جو عبادت وہ کرتا ہی اوس مین کاذب ہی تیسرا صدق عزم مین ہوتا ہی کوئی شخص عزم کرے کہ اگر مین حکومت پاؤنگا تو عدل کرونگا اگر
مال پاؤنگا تو سب صدقہ مین دونگا اور اگر دوسرا شخص پیدا ہوگا جو حکومت یا مجلس تدریس مین مجہسے اولی ہوگا اوسی حوالی کردونگا یہ عزم
کبہی تو قوی اور بالجزم ہوتا ہی اور کبہی اوس مین ضعف اور تردد ہوتا ہی وہ جو قوی اور بے تردد ہوتا ہی اوسی صدق عزم کہتی ہین جیسا کہتی ہین کہ یہ شخص
کاذب ہی یعنی بے اصل ہے اور یہ صادق ہی یعنی قوی ہی اور صدیق وہ شخص ہے جو اپنے دل مین عزم خیرات کو ہمیشہ نہایت قوی پائے
جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تہا کہ لوگ اگر مجہے لیجا کر میری گردن مارین تو اس بات کو مین اس امر سی زیادہ دوست
رکہتا ہون کہ جس قوم مین حضرت ابوبکر صدیق موجود ہون اوسکا مین امیر ہون جناب فاروق نے یہ اسواسطی کہا کہ اپنی قتل پر صبر کرنیکا
عزم قوی اپنے دل مین پایا اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر اوسے اوسکے اور حضرت ابوبکر صدیق کے قتل کا اختیار دین تو وہ اپنی زندگی کو
دوست رکہی تو اس شخص مین اور حضرت عمر فاروق مین جنہون نے حضرت ابوبکر صدیق پر امیری اور حکومت کرنے سے زیادہ اپنی
قتل کو دوست رکہا کتنا فرق ہوگا چوتہا صدق عزم پورا کرنے مین ہوتا ہی کیونکہ ایسا ہوتا ہی کہ یہ قصد قوی کہ جنگ مین جان تسلیم کرونگا اور جب کوئی پیشوا پیدا ہوگا
تو حکومت اوسی حوالہ کرونگا مگر جب وقت آپہونچتا ہی تو ایفا سے عزم مین نقس تنہی نہین کرتا اسیواسطی حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہی رِجَالٌ صَدَقُوا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنی اون لوگون نے اپنے عزم کو وفا کیا اور اپنی جان کو فدا کیا اور جن لوگون نے مال خرچ کرنیکا عزم کرکے وفا
نہ کیا اونکے حق مین حق تعالی نے یون ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ
وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ تک یعنی ان لوگون کے حق مین فرمایا کہ وعدہ کے جہوٹے ہین پانچوان صدق یہ ہی کہ آدمی کا باطن جس صفت سی
موصوف ہو وہی اوسکے عمل مین ظاہر ہو مثلاً آدمی کے باطن مین وقار نہو اور ظاہر مین آہستہ آہستہ چلی تو وہ صادق نہین ظاہر و باطن
کو یکسان اور ٹہیک کہنے سے یہ صدق حاصل ہوتا ہی یہ بات اوسی مین ہوتی ہی جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا ظاہر کی مثل ہو اسیواسطی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میرے ظاہر کو بہتر کردی اور میرے باطن کو ظاہر سے بہی زیادہ نیک کردی جو شخص اس صفت پر نہو اور کہی کہ میرا
ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہی وہ اس قول مین جہوٹا ہی اور درجہ صدق سی وہ گرا ہوا ہی گو کہ اوسی ریا مقصود نہو چہٹا صدق یہ ہی کہ آدمی مقامات
دین کی حقیقتین اپنے دل سی طلب کرے فقط اونکے اوائل اور ظواہر پر قناعت نکرے مثلاً زہد توکل خوف رجا رضا شوق کہ ہر
مسلمان کو یہ حال تہوڑے تہوڑے ہوتے ہین مگر ضعیف اور جو مسلمان ان احوال پر قوی اور مضبوط ہوگیا وہ صادق ہی جیسا حق تعالی نے
ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ پس حق تعالی نے اوسکو صادق فرمایا ہی جسکا ایمان کامل ہو اوسکی مثال یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے

ڈرتا ہے تو اوسکی علامت یہ ہے کہ وہ کانپے اور اوسکا چہرہ زرد ہو گیا نہ کھا پی سکے بیقرار رہے اگر حق تعالیٰ سے کوئی اسطرح ڈرے
تو کیا عجب ہے کہ اوسکا ڈر سچا ہے اور اگر کہے کہ مین گناہ سے ڈرتا ہون اور گناہ سے باز نہ رہے تو وہ کہتے ہین کہ جھوٹا ہے اسیطرح سب مقامات
مین بڑا فرق ہے جو مختصر ان یہ چند باتون کو سب مقامات مین پہنچا دے تو ہر ایک مین اوسکا صدق کامل ہوتا ہے اور اوسی صدیق کہتے ہین اور بعض
کا بعض مین صادق ہوا ہے تو اوسے صدیق نہین کہتے اگر چند مقام کا صادق ہے اوسی قدر اوسکا درجہ ہے واللہ اعلم بالصواب ◆

چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان میں

اے عزیز واضح ہو کہ معلوم کر کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا یعنی
قیامت کے دن ہم ترازو مین رکھینگے اور کسی پر ظلم نکرینگے اسیطرح ایک رائی کے برابر بھی نیکی بدی کی ہوگی اوسے ترازو مین تولینگے اور خلائق
کا حساب کرنیکو ہم کافی ہین جب یہ وعدہ کیا تو لوگون کو حکم فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ یعنی آج کل مین اپنا حساب کر دیکھ رہین
اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ شخص عاقل ہے جو چار ساعتین رکھتا ہو ایک ساعت مین اپنا حساب ایک مین خدا سے مناجات ایک مین تدبیر
معاش کیا کرے ایک مین اون چیزون سے آرام لیا کرے جو دنیا مین اوسکے واسطے مباح ہین امیر المؤمنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا قول ہے حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا یعنی تم خود اپنا حساب کیا کرو قبل اوسکے کہ تمھارا حساب کیا جاوے اور حق سبحانہ تعالیٰ
نے ارشاد کیا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ یعنی ہین کہ تم صبر کرو اور اپنے نفس اور اپنی خواہش
کے ساتھ خوب جہاد کرو تاکہ اچھے اور بہتر ہو جاؤ اور رابطوا کے یہ معنی ہین کہ اسی جہاد مین ثابت قدم رہو پس اہل بصیرت اور بزرگان
دین نے سمجھا کہ اس جہان مین سوداگری کو آئے ہین اور نفس کے ساتھ معاملہ ہے اس معاملہ کا نفع اور نقصان بہشت و دوزخ ہے کہ ہمیشہ سعادت اور شقاوت
ابدی ہوگی تو ان حضرات نے اپنے نفس کو شریک تجارت ٹھہرایا اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کرتے ہین پھر اوسکی باتون سے خبردار رہتے ہین
پھر اوس سے حساب کرتے ہین اور اگر اوس نے خیانت کی ہو تو اوسپر عقوبت اور عتاب کرتے ہین اسیطرح ان حضرات نے بھی اپنے نفس کے
ساتھ چھ مقام مقرر کیے مشارطہ مراقبہ محاسبہ معاقبہ مجاہدہ معاتبہ پہلا مقام مشارطہ ہے اے عزیز جانو کہ جس شریک کو مال دیتے
ہین وہ نفع حاصل ہونے مین مددگار ہے مگر شاید رغبت خیانت سے دشمن ہو جاوے اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کر لینا چاہیے پھر اوسکی باتون
سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے پھر حساب لینے مین مبالغہ کرنا چاہیے اسیطرح نفس کے ساتھ بھی یہ معاملات کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ ان معاملات
کا نفع ابد تک باقی رہیگا اور معاملات دنیوی کا نفع چند روزہ ہے اور جو چیز باقی نہ رہے وہ عقلمندون کے نزدیک بے حقیقت ہوتی ہے بلکہ عقلمندون
نے کہا ہے کہ جو شر باقی رہے وہ اوس خیر سے بہتر ہے جو نہ باقی رہے اور چونکہ انفاس عمر میں سے ہر ایک انفس ایک گوہر نفیس ہے کہ اوس گوہر کے سبب سے ایک
خزانہ پس انداز کر سکتے ہین تو اس گوہر مین جد و کد اور حساب کتاب کرنا اولیٰ ہے پس عقلمند وہی ہے جو صبح کی نماز کے بعد ساعت بھر اسی کام
مین دل لگاوے اور اپنے نفس سے کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس اور کوئی پونجی نہین اور جو دم گذر گیا اوسکا بدلا نہین ہو سکتا کہ انفاس خدا کے
علم مین معدود اور مقرر ہین ہرگز زیادہ نہونگے اور جب عمر گذر گئی تو تجارت کرنا محال ہے جو کام کرنا ہے ابھی کر لے کہ عرصۂ زندگی تنگ ہے اور
آخرت جو زمانہ وسیع ہے وہان کچھ کام نہین ہو سکتا آج نئے سر سے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے مین مرجاتا تو یہی آرزو رہتی

کہ

کہ کاش ایک ہی دن کی مہلت ملتی کہ کچھ تو اپنا کام درست کر لیتا اب خدا نے یہ نعمت دی ہے یعنی زندگی عنایت کی ہے ای نفس کہان اس سرمایۂ زندگی کو غنیمت جان خدا نہ
کرے فردا کہ دیدار ایسا نہو کہ کل کی مہلت نہ ملے اور حسرت ہی حسرت رہے آج یہی سمجھ لے کہ تو نے مر کر ایک ہی دن کی مہلت مانگی اور حق تعالی نے
مہلت دی اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ تو تضیع اوقات کرے اور سعادت حاصل کرنے سے محروم رہے حدیث شریف مین ہے کہ فردا ے
قیامت کو ہر روز و شب کہ چوبیس ۲۴ ساعت کے ہوتے ہین انکے عوض چوبیس ۲۴ خزانے بندے کے سامنے رکھکر ایک خزانے کا دروازہ کھولینگے
بندہ نے اوس ساعت مین جو نیکیان کی ہین اونکے سبب سے اوس خزانے کو پر نور دیکھے گا اس سبب سے اسقدر خوشی اور راحت نشاط اور فرحت
اوسکے دلکو حاصل ہوگی کہ اگر اوس مین سے دوزخیون کو بانٹ دین تو وہ آتش دوزخ سے بیخبر ہو جاتین وہ خوشی اس سبب سے حاصل ہوگی بندہ جانے
گا کہ یہ انوار خدا کے نزدیک اوسکی قبولیت کا وسیلہ ہونگی پھر دوسرے خزانے کا دروازہ کھولینگے وہ سیاہ اور تاریک ہوگا اوس مین سے ایسی بدبو
آتی ہوگی کہ سب لوگ ناک بند کر لین گے وہ خزانہ ساعت معصیت ہے اوسے دیکھکر ایسی ہیبت و خجلت اوسکے دل مین پیدا ہوگی کہ اگر جنتیون
پر تقسیم کیجائے تو سب کو بہشت تلخ ہو جائے ایک خزانے کا اور دروازہ کھولین گے وہ خالی ہوگا نہ اوس مین نور ہوگا نہ ظلمت یہ خزانہ وہ
ساعت ہے جس مین بندے نے نہ کچھ گناہ کیا ہے نہ عبادت اوسوقت بندے کے دل مین ایسی حسرت و پشیمانی پیدا ہوگی کہ جیسے کوئی شخص
بڑی مملکت اور بے انتہا خزانے پر قادر ہو اور اوسکی قدر نہ جانے حتی کہ وہ ضائع ہو جائے تمام عمر کی ایک ایک ساعت اسیطرح بندے کے سامنے
پیش کرینگے تو آدمی کو کہنا چاہیے کہ اے نفس حق تعالی نے ایسے چوبیس ۲۴ خزانے تیرے سامنے رکھے ہین خبردار کسیکو خالی نہ چھوڑنا اسواسطے
کہ تو اوسکی حسرت کی تاب نہ لائیگا اکثر بزرگون نے کہا ہے کہ تو فرض کر کہ حق تعالی تجھے بخشدیگا لیکن صالحون کا ثواب اور درجہ تو نہ پائیگا اور تو اس نقصان
سے کہ تیرے نہ بیگا پس چاہیے کہ اپنے سب اعضا کو اوسکے سپرد کرکے کہے کہ خبردار زبان کو بچائے رکھنا آنکھ کو نگاہ رکھنا اسیطرح ہفت اندام
کے بارے مین تاکید کرے کہ انکی حفاظت کر اسواسطے کہ یہ جو کہا گیا دوزخ کے سات دروازے ہین وہ دروازے بھی تیرے اعضا ہین کہ ہر ایک
عضو کے گناہ کی پاداش مین دوزخ مین جانا پڑیگا پس ان اعضا کے معاصی یاد کرکے اعضا کو اونسے بچائے رکھے پھر جو اوراد و وظائف
اوس دن کر سکتا ہے وہ یاد کرکے اونکی رغبت دلائے اور عزم کرے اور نفس کو دھمکی دے کہ اگر تو میرے کہنے کے خلاف کریگا تو مین تجھے
سزا دونگا تکلیف پہونچاؤنگا اسواسطے کہ نفس اگرچہ سرکش ہے مگر نصیحت پذیر بھی ہے اور ریاضت اسمین اثر کرتی ہے یہ سب محاسبہ
کہ عمل کے پہلے ہوتا ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہی ہے جو اپنا حساب کرتا ہے اور وہ کام کرے جو موت کے بعد کام آئے اور فرمایا ہے کہ جو کام پیش آتے اوس مین
غور کر اگر راہ کی ہے تو کر اگر بیراہی ہے تو اوس سے بچ غرض ہر روز صبح کو نفس کے تئین ایسی شرطون کی حاجت ہے مگر وہ شخص جو ثابت
قدم ہوگیا اوسے بھی ہر روز ایک کام ایسا پیش آئیگا جسمین نفس کے ساتھ شرط کرنے کی حاجت پڑے دوسرا مقام مراقبہ ہے پاسبانی اور
نگہبانی کرنا مراقبے کے معنی ہین جسطرح کہ اپنی پونجی جب شریک کو سپرد کرکے اوس سے شرط کر لیتے ہین تو شریک سے غافل نہین رہتے اوسکی
باتون سے خبردار رہتے ہین اسیطرح ہر دم نفس کی خبر رکھنا بھی آدمی کو ضرور ہے اگر اوس سے غافل رہیگا تو وہ کاہلی یا شہوت پرستی کے
سبب سے پھر اپنی جبلت پر آجائیگا اور سرکشی کریگا اصل مراقبہ یہ ہے کہ آدمی یقین کر لے کہ حق تعالی کو میرے افعال اور خیالات

ف اور جانو کہ بیشک اللہ جانتا ہے اوس چیز کو جو تمھارے دلون مین ہے پس ڈرو اوس سے ۱۲

کی اطلاع ہو خلق تو فقط ظاہری دیکھتی ہی اور حق تعالیٰ ظاہر و باطن دونون دیکھتا ہو جب یہ سمجھا اور یہ سمجھ اوسکے دل پر غالب ہو گئی اوسکا ظاہر و باطن
دونون ادب سے آراستہ ہو جائینگے اسواسطے کہ اگر آدمی اسکا ایمان نرکھیگا تو کافر ہو اور اگر ایمان رکھیگا تو اسکے خلاف کرنا بڑی دلیری
اور بڑا ڈھیٹ پن ہو حق تعالیٰ فرماتا ہو اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی بندہ کیا یہ نہین جانتا کہ حق تعالیٰ اوسے دیکھتا ہو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حبشی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول
ہوگی پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب مین گناہ کرتا تھا اوسوقت کیا حق تعالیٰ دیکھ رہا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا یہ سنتے ہی اوس حبشی نے
ایک آہ کی اور چیخ مار کر جان بحق تسلیم ہوگیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حق تعالیٰ کی بندگی اسطرح کر کہ تو اوسے دیکھ رہا ہو
اگر تو اوسے نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہو اے عزیز جبتک تو یہ نجانیگا کہ حق تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہو اور ہر حال مین دانا بینا ہو تبتک
کام راست و درست نہوگا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہو اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا بلکہ کمال یہ ہو کہ تو ہمیشہ مشاہدہ مین رہے اور حق تعالیٰ کو
دیکھا کرے حکایت ایک پیر صاحب کا کوئی شخص چہیتا مرید تھا پیر صاحب اور مریدون سے زیادہ اوسکی مراعات کرتے تھے اور مریدون کو غیرت آئی پیر صاحب نے ہر مرید
کو ایک ایک چڑیا دیکر فرمایا اسے ایسی جگہ ذبح کر لاؤ جہان کوئی نہ دیکھتا ہو ہر ایک مرید خالی جگہ جا کر اوسے ذبح کر لایا مگر وہ مرید اوس چڑیا کو
زندہ پھیر لایا اور عرض کرنے لگا مجھکو ایسی جگہ کہین نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسواسطے کہ حق تعالیٰ ہر جگہ دیکھتا ہو تب پیر صاحب نے
اور مریدون سے فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کر لو کہ یہ ہمیشہ مشاہدہ مین رہتا ہو خدا کے سوا اور کسیکی طرف التفات ہی
نہین کرتا جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت مین اپنی طرف بلایا تو جس بت کی پرستش کرتی تھین پہلے اوسکے منہ پر پردہ
ڈالدیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہو مین کیا اوس سے شرم نہین رکھتا جو ساتون آسمان و زمین
کا خالق ہو اور دیکھ رہا ہو حضرت جنید قدس سرہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہین بچا سکتا کیونکر بچاؤن فرمایا
اسطرح کہ تو یہ یقین کرلے کہ جسقدر تو کسیکو دیکھتا ہو اوس سے زیادہ حق تعالیٰ تیری طرف دیکھتا ہو حدیث شریف مین ہو کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ بہشت عدن اون لوگون کے واسطے ہو جو کسی گناہ کا قصد کرین اور میری عظمت یاد کرکے شرمائین اور اوس گناہ سے باز رہین
حضرت عبد اللہ ابن دینار کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ کی راہ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک جگہ ہم اوترے ایک چرواہے
کا غلام پہاڑ پر سے بکریان اوتار لایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک بکری میرے ہاتھ بیچڈال اوسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون یہ بکریان
میری ملک نہین ہین آپ نے امتحاناً فرمایا کہ مالک سے کہدینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لیگیا اوسے کیا معلوم ہوگا اوسنے عرض کیا کہ وہ نہ جانے گا
خدا تو جانتا ہو یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رونے لگے اور اوسکے مالک کو بلا کر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اے
غلام اس بات کے سبب سے تو اس جہان مین بھی آزاد ہوا اور اوس جہان مین بھی آزاد ہو جائیگا فصل اے عزیز جاننا چاہیے کہ مراقبہ کے دو درجے ہین
پہلا درجہ صدیقون کا مراقبہ ہو کہ اونکا دل خدا کی عظمت مین مستغرق اور اوسکی ہیبت سے چور رہتا ہو اوس مین ماسوا اللہ کی طرف التفات
کرنے کی گنجائش ہی نہین ہوتی یہ چھوٹا مراقبہ ہو کیونکہ جب دل ٹھہر گیا اور اعضا تو اوسکے تابع ہوتے ہی ہین مباحات سے باز رہنے لگے
گناہون مین کیونکر مشغول ہونگے ایسے مراقبے کو اعضا کی حفاظت کرنیکے واسطے تدبیر اور حیلہ کی حاجت نہین ہوتی یہ بھی بات ہو

جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ اَصْبَحَ وَهَمُّهُ هَمٌّ وَاحِدٌ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هُمُومَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ یعنی جو شخص صبح کو ایک ہمت والا ہو کر اوٹھے حق تعالی دونوں جہان میں اوسکی کارروائی کرتا ہے اور کوئی مراقب ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اگر اوس سے بات کہیں تو نہ سنے اور جو کوئی اوسکے سامنے جائے اگرچہ وہ مراقب آنکھ کھولے ہو تو بھی اوسے نہ دیکھے حضرت عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ تعالی سے لوگوں نے پوچھا کہ تم ایسے کسی شخص کو جانتے ہو جو خلق سے غافل ہو کر اپنے ہی حال میں مشغول ہو گیا ہو کہا ہاں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ ابھی آتا ہے حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ آئے پوچھا کہ تمنے کس راہ میں دیکھا کہا کسیکو بھی نہیں دیکھا حالانکہ شاہراہ سے ہو کر آئے تھے حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السلام ایک عورت کی طرف گذرے ہاتھ مار کر اوسپر گر پڑے لوگوں نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ میں سمجھا دیوار ہے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ میں ایک قوم کی طرف گذرا وہ لوگ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک شخص اون سے بہت دور بیٹھا تھا میں نے چاہا کہ اوس سے بات کروں اوس نے کہا کہ بات سے ذکر خدا بہتر ہے میں نے کہا ای شخص تو اکیلا ہے بولا نہیں حق تعالی اور دو فرشتے میرے ساتھ ہیں میں نے کہا کہ اس قوم پر کون شخص سبقت لیگیا بولا وہ شخص جسے خدا نے بخشدیا میں نے کہا راہ کدھر سے ہے پس آسمان کی طرف منہ کرکے اوٹھ کھڑا ہوا اور چلدیا اور بولا کہ بار خدایا تیرے بہت سے مخلوق تجھسے باز رکھنے والے ہیں حضرت شبلی حضرت ثوری رحمہما اللہ تعالی کے پاس گئے اونھیں مراقبہ میں ایسا ساکن بیٹھے دیکھا کہ اونکے بدن کا رونگٹا بھی نہیں ہلتا تھا پوچھا کہ مراقبہ اس سکون کے ساتھ تمنے کس سے سیکھا بولے بلی سے کیونکہ میں نے اوسے چوہے کے بل پر چوہے کے انتظار میں اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھے دیکھا عبداللہ ابن خفیف رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ لوگوں سے مجھے خبر پہنچی کہ شہر صور میں ایک پیر اور ایک جوان ہمیشہ مراقبہ میں بیٹھے رہتے ہیں میں وہاں گیا دو شخصوں کو دیکھا قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھے تھے میں نے تین بار سلام کیا اونہوں نے جواب نہ دیا میں نے کہا کہ تمھیں قسم خدا کی کہ سلام کا جواب دو جوان نے سر اوٹھا کر کہا کہ ای ابن خفیف دنیا تھوڑی سی ہے اور اوس تھوڑی میں تھوڑی سی ہی باقی ہے اس تھوڑے میں سے بہت سا حصہ لیلے ای ابن خفیف تو بڑا فارغ ہے کہ ہمارے سلام میں لگا ہے یہ کہکر پھر گردن جھکالی میں بھوکا پیاسا تھا سب بھوک پیاس بھول گیا اون دونوں بزرگوں نے مجھے بالکل از خود رفتہ کرلیا میں کھڑا رہا اور اونکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے کہا کہ ای ابن خفیف ہم مصیبت زدہ ہیں ہماری زبان ہی نہیں جو کسیکو نصیحت کریں تین دن میں وہیں کھڑا رہا اونھوں نے اور میں نے نہ کچھ کھایا اور نہ کوئی سویا پھر میں نے اپنے جی میں کہا کہ انھیں خدا کی قسم دلاؤں کہ مجھے کچھ نصیحت کریں ادھر جوان نے پھر سر اوٹھا کر کہا کہ ایسے شخص کو ڈھونڈھ جسکی زیارت سے تجھے خدا یاد آئے اور اوسکی ہیبت تیرے دل میں سما جائے اور وہ شخص بزبان حال تجھے نصیحت کرے زبان قال سے نہیں جاننا چاہئے کہ مراقبہ کا یہی حال اونکا ہے جو بالکل حق تعالی میں مستغرق ہو جاتے ہیں دوسرا درجہ پارساؤں اور اصحاب الیمین کا مراقبہ ہے یہ لوگ جانتے ہیں کہ حق تعالی انکے احوال سے مطلع ہے اور حق تعالی سے شرم کرتے ہیں مگر اوسکی عظمت و جلال میں مدہوش اور مستغرق نہیں ہوتے بلکہ ہوش اور عالم کے احوال سے خبردار رہتے ہیں ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تنہا ایک کام کرتا ہے یا برہنہ ہے اور کوئی لڑکا آجاتا ہے وہ شخص اوس لڑکے سے شرم کرتا ہے اپنے اختیار سے اپنے تئیں چھپاتا ہے اور اوس دوسرے کی مثال ایسی ہے جیسے ناگاہ بادشاہ کسیکے سامنے آجائے اور وہ ہیبت سلطانی سے بیخود اور مدہوش ہو جائے

پس جو شخص اس درجہ پر پہونچا اوسکو اپنے احوال اور خطرون اور حرکات سکنات کا مراقبہ اور دھیان کرنا چاہیے اور وہ جو کام کیا چاہتا ہی اوسے دو نظرون سے دیکھے پہلی نظر کام کرنے سے پہلے ہوتی ہے بلکہ پہلا خطرہ جو اوسکے دل مین آئے اوسیکو دیکھے بلکہ ہمیشہ دلکا مراقبہ کرتا رہے کہ دل مین کیا خیال پیدا ہوتا ہی اور جو خیال آئے اوسے دیکھے اگر خدا کے واسطے ہے تو اوسے تمام کرے اور اگر خواہش نفسانی ہی تو باز رہے اور حق تعالی سے شرم کرے اور اپنے تئین ملامت کرے کہ یہ رغبت میرے دل مین کیون پیدا ہوئی اوسکا انجام اور رسوائی اپنے دل مین ٹھہرالے اور سب خیالات کے پہلے یہ مراقبہ فرض ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو حرکت و سکون بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہی اوس مین تین سوال بندہ سے ہونگے ایک یہ کہ کیون کیا دوسرا یہ کہ کیونکر کیا تیسرا یہ کہ کسکے واسطے کیا کیون کیا کے یہ معنی ہین کہ اوس بندے سے کہین گے کہ تجھ پر لازم تھا یا خدا کے واسطے کرتا شہوت نفسانی اور موافقت شیطانی کے واسطے کیون کیا اگر اس مواخذہ سے بندہ بچا اور وہ کام خدا ہی کے واسطے کیا تھا تو اوس سے پوچھین گے کہ تو نے یہ کام کیونکر کیا یعنی ہر کار خیر کے واسطے شرط اور ادب اور علم ہی یہ کام جو تو نے کیا آیا علم کے موافق کیا ہی یا جہل و نادانی سے اسکو آسان سمجھا اگر اس مواخذہ سے بھی بندہ بچا اور شرط کے موافق یہ کام کیا تھا تو پوچھین گے کہ کسکے واسطے یہ کام کیا تھا یعنی تجھپر واجب تھا کہ اخلاص کے ساتھ خدا کے واسطے تو کام کرے آیا خدا ہی کے واسطے تو نے یہ کام کیا ہی تاکہ اجر پائے یا ریا کے واسطے کیا ہی تاکہ خلق سے اجر مانگے کہ تجھکو بہتر کہین یا دنیا کے واسطے کیا ہی تاکہ ثواب جلد ہو جاتا اگر کسی مخلوق کے واسطے کیا ہی تو خالق کے غصہ اور عذاب مین تو مبتلا ہوا اسواسطے کہ تجھسے کہدیا تھا اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور کہدیا تھا اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ جو شخص معنی مذکورہ سمجھیگا وہ اگر عاقل ہے تو مراقبہ سے غافل نہ رہیگا اصل یہ ہی کہ آدمی پہلے خطرہ پر نظر رکھے اگر اوس خطرہ کو دور نکیا تو اوس سے رغبت پیدا ہوگی پھر نیت ہو جائیگی اوسکے بعد قصد ہو کر اعضا سے صادر ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی اِتَّقِ اللّٰہَ عِنْدَ ہَمِّکَ اِذَا ہَمَمْتَ یعنی جس وقت کسی تیرے کام کی ہمت پیدا ہو تو حق تعالی سے ڈر العزیز جانتو کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہی کہ کون خطرہ خدا کے واسطے ہی اور کون خواہش نفسانی کے لیے ہے جسے اوسکی شناخت کی قوت اور قدرت نہو اوسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت مین بیٹھے تاکہ اوسکی صحبت کا نور اسکے دل مین سرایت کرے اور علماء دنیادار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہین حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد جس عالم کو محبت دنیا نے مست کر دیا ہو اوس سے کچھ نہ پوچھ کہ وہ تجھے میری محبت سے محروم کر دیگا اسواسطے کہ ایسے عالم میرے بندون کے حق مین راہزن ہین اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی اوس شخص کو دوست رکھتا ہی جو شبہ کی چیزین تیز بین اور دور اندیش ہو اور غلبہ شہوت کے وقت اوسکی عقل کامل ہو انہی دو باتون مین آدمی کا کمال ہی کہ حقیقت حال کو بصیرت نقاد سے پہچانے شہوت کو عقل کامل سے دفع کرے یہ دونون باتین باہم ملی ہوئی ہین جسے عقل دافع شہوات نہین ہوتی اوسے بصیرت ناقد شبہات بھی نہین ہوتی اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی عقل اوس سے ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ ہرگز پھر نہین آتی حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہی کہ کام تین قسم پر ہین ایک صاف حق سے بجالاوا یا ایک صاف باطل اسی چھوڑ دے ایک مشتبہ اوسکو کسی عالم سے پوچھے دوسری نظر وہ مراقبہ ہی جو کام کرتے

وقت ہو وہ تین حال سے خالی نہین یا طاعت ہوگا یا معصیت یا مباح طاعت مین مراقبہ کی صورت ہے کہ اوسے اخلاص کے ساتھ کرے اور اس مین حضور قلب سے سب آداب نگاہ رکھے اور جو چیز موجب مزید فضیلت ہو اوس سے باز نہ رہے اور معصیت مین مراقبہ کی یہ شکل ہے کہ خدا سے شرم رکھے اور توبہ کرے کفارہ دے مباح مین مراقبہ کا یہ انداز ہے کہ باادب رہے خدا کی نعمت مین منعم کو دیکھے اور جانے کہ ہر وقت اوسکی درگاہ مین حاضر ہے مثلاً اگر بیٹھے تو روبقبلہ بیٹھے اگر سوئے تو داہنی کروٹ اور روبقبلہ ہو سوئے اگر مثلاً کھانا کھائے تو تفکر سے دل غافل نہو اسواسطے کہ تفکر سب اعمال سے افضل ہے کیونکہ ہر ایک طعام کی صورت اور رنگ و بو اور مزہ اور شکل مین کتنی عجیب عجیب صنعتین ہین علیٰ ہذا القیاس آدمی کے اعضا مین جو اوس طعام کو کام مین لاتے ہین جیسے اونگلیان منہ دانت حلق معدہ جگر مثانہ اور جو اعضا قبول طعام کے واسطے ہین اور جو اعضا اوسکی حفاظت کے واسطے ہین تاکہ ہضم ہو جاوے اور جو عضو بھوک دور کرنیکے واسطے ہے یہ سب عجائب صنع الٰہی ہین ایسی چیزون مین تفکر کرنا بڑی عبادت ہے یہ درجہ علما کا ہے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جب عجیب عجیب صنعتین دیکھتے ہین تو عظمت صانع کی طرف ترقی کرتے ہین اور اوسکی جلال اور جمال اور کمال مین مستغرق ہو جاتے ہین یہ موحدون اور صدیقون کا درجہ ہے اور بعضے لوگ کھانیکو غصہ کی نظر سے دیکھکر برخلاف خواہش مکروہ جانتے ہین اور بقدر ضرورت کھاتے ہین اور کہتے ہین کہ کاش ہمین اسکی بھی حاجت نہوتی اور یہ جو کھانیکی ضرورت ہے اسمین تفکر کرتے ہین یہ زاہدون کا درجہ ہے اور بعضے لالچی لوگ نظر شوق سے کھانیکو دیکھتے ہین اور اسی خیال مین رہتے ہین کہ کیونکر پکائین کہ بہتر اور خوش مزہ پکے جو بہت سا چکھ جاتین پھر پکوان اور پکانیوالے اور کھانے اور میوے کا عیب بھی کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ یہ سب چیزین خدا کی صنعت ہین اور صنعت کا عیب کرنا صانع کا عیب کرنا ہے یہ اہل غفلت کا درجہ ہے سب مباحات مین اسیطرح کے درجے پیش آتے ہین تیسرا مقام وہ محاسبہ جو عمل کے بعد کرتے ہین چاہیے کہ شب کو سوتے وقت بندہ تمام دن کا حساب اپنے نفس کے ساتھ کرے تاکہ معلوم ہو کہ سرمایہ مین کسقدر نفع اور نقصان ہوا فرائض تو سرمایہ ہے اور نوافل اوسکا نفع اور جسطرح شریک تجارت سے حساب لینے مین مبالغہ کرتے ہین کہ نقصان نہو جاوے اسیطرح اپنے نفس سے بھی بہت جانچ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا طرار اور مکار اور حیلہ انگیز ہے اور اپنی غرض کو تیرے سامنے طاعت کے حساب مین گنتا ہے تاکہ تو یہ سمجھے کہ یہ بھی نفع ہے اور وہ نقصان ہوتا ہے بلکہ سب مباحات مین نفس سے حساب لینا چاہیے کہ تو نے یہ کیون کیا اور کسکے واسطے کیا اگر اپنے نفس سے کچھ قصور دیکھے تو اوس عمل کو اپنے نفس پر رکھے اور اوس سے تاوان مانگے ابن الصمہ ایک بزرگ تھے اونہون نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس ہوے اونکا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوے کہنے لگے کہ افسوس اگر ہر دن ایک گناہ ہوا ہے تو اکیس ہزار چھ سو گناہ ہوے پھر کیونکر میری رہائی ہوگی خصوصاً جب کوئی ایسا دن ہو جسمین ہزار گناہ سرزد ہوتے ہون پس ایک چیخ مارکر گر پڑے لوگون نے دیکھا تو مردہ پڑے ہین مگر آدمی اپنے نفس سے غافل ہے کہ اپنا حساب نہین کرتا جو گناہ وہ کرتا ہے اوس مین ہر گناہ پر اگر ایک ایک پتھر کسی گھر مین ڈالے تو تھوڑے عرصے مین وہ گھر پتھرون سے بھر جاوے اگر کراما کاتبین اس سے گناہ لکھنے کی مزدوری مانگین تو اسکا سب مال خرچ ہو جاتا اور اگر غفلت کے ساتھ چند بار سبحان اللہ کہا چاہتا ہے تو تسبیح ہاتھ مین لیکر گنتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے سو بار کہا اور تمام دن جو بیہودہ بکا کرتا ہے اوسکی گنتی کے واسطے کوئی چیز ہاتھ مین نہین رکھتا تاکہ معلوم ہو کہ بیہودہ باتین ہزار سے زیادہ بکین پھر یہ جو امید رکھے کہ نیکی کا پلہ بھاری ہو گیا تو یہ اوسکی حماقت ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ قبل اسکے کہ تمہارے اعمال تولے جائین

تم خود اپنے اعمال کو تولو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ جب رات کو تشریف لاتے تو اپنے پاؤن پر درہ مارتے اور کہتے کہ آج تو نے
کیا کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی وفات کے وقت
فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین پھر فرمایا کہ اے عائشہ مین نے کیا کہا مین نے کہا کہ اے صدیق آپ نے فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین فرمایا نہ عمر سے زیادہ کوئی
مجھے عزیز نہین تو جناب صدیق نے اتنی ہی بات کا حساب کیا چونکہ راست نہ تھی فورًا اوسکا تدارک کر لیا ابن سلام رحمہ اللہ تعالی نے
لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر رکھا لوگون نے کہا کہ یہ کام غلام کرتے ہین فرمایا کہ مین اپنے نفس کو آزماتا تھا کہ اس کام مین کیسا رہتا ہے حضرت
انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو مین نے دیوار کی آڑ سے ایک باغ مین دیکھا اپنے نفس سے کہتے
تھے کہ واہ واہ لوگ تجھے امیر المومنین کہتے ہین واللہ تو خدا سے نہین ڈرتا اوسکے عذاب مین مبتلا ہونے پر حضرت حسن رحمہ اللہ تعالی نے کہا
ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے تئین ملامت کرتا ہے کہ تو نے فلانا کام کیا اور فلانا کھانا کیون کھایا اور اپنے تئین اس بات پر ملامت
کرتا ہے تو گذشتہ کامون کا حساب کرنا ضروریات سے ہے چوتھا مقام معاقبہ نفس ہے ایعزیز جانو کہ جب حساب نفس سے تو غافل
رہیگا اور قصور کریگا اور اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیگا تو وہ دلیر اور ڈھیٹ اور تیز ہو جائیگا پھر اوسے روکنا مشکل ہوگا بلکہ جو برا کام
اوسنے کیا ہو اوسپر اوسے سزا دینا چاہیے اگر شبہہ کی کوئی چیز اوسنے کھائی ہو تو بھوکا رکھکر اوسے سزا دے اگر کسی نامحرم کو اوسنے دیکھا ہو تو
نہ دیکھنے اور آنکھ بند رکھنے سے اوسے سزا دے اسیطرح سب اعضا کی حرکات سکنات کو قیاس کر لے اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے ایک
عابد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تھا پھر اپنے ہاتھ کو آگ مین رکھکر جلا دیا بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا مدت تک صومعہ مین رہا ایک عورت
نے اپنے تئین اوس عابد کے سامنے پیش کیا اوسکے پاس آنے کے واسطے عابد نے صومعہ کے باہر پاؤن رکھا پھر خدا سے ڈر کر توبہ کی
اور چاہا کہ صومعہ مین پھر جاے تب اپنے جی مین کہا کہ نہین یہ پاؤن جو گناہ کے واسطے باہر نکلا یہ صومعہ کے اندر نہ آنے پاے اوس پاؤن
کو باہر رہنے دیا حتی کہ جاڑے کی اوس گرمی کی دہوپ سے وہ پاؤن خراب ہو گیا اور گلکر اوسکے بدن سے گر گیا حضرت جنید قدس سرہ
کہتے ہین کہ ابن الکرینی کہتے تھے کہ ایک رات مجھے احتلام ہو گیا مین نے چاہا کہ اوسوقت غسل کرون جاڑے کی رات تھی میرے نفس نے
غسل کرنے مین کاہلی کی اور کہا کہ اپنے تئین ہلاک نکر ٹھہر جا صبح کو حمام مین جاکر نہا لینا مین نے قسم کھائی کہ اب کپڑون سمیت غسل
کرونگا اور کپڑون کو اوسیطرح بھیگا رہنے دونگا ہرگز نہ نچوڑونگا حتی کہ میرے بدن مین خشک ہو جائین اور ایسا ہی کیا اور کہا کہ اوس نفس
کی یہی سزا ہے جو خدا کے کام مین تقصیر کرے ایک شخص نے کسی رنڈی کو گھورا پھر نہایت پشیمان ہوکر قسم کھائی کہ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ ہرگز
ٹھنڈا پانی نہ پیونگا اور پھر نہ پیا حضرت حسان ابن ابی سنان رضی اللہ تعالی عنہ کا گذر ایک منظر کیطرف ہوا پوچھا یہ کسنے بنایا ہے پھر اپنے نفس سے
کہا کہ جو چیز بیفائدہ ہے تجھکو اوس سے کیا سروکار نہین اوسکا حال تو پوچھتا ہے قسم خدا کی سال بھر روزے رکھکر تجھے سزا دونگا اور ایسا ہی کیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ
تعالی عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک خوبصورت چڑیا وہان اوڑی اوسکی خوبصورتی کا خیال جو آیا تو نماز سے غفلت سی ہو گئی
رکعتون کی گنتی بھول گئے تمام نخلستان کو صدقہ مین دیدیا مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رباح القیسی رحمہ اللہ تعالی
آئے اور میرے باپ کو نماز عصر کے بعد بلایا مین نے کہا سوتے ہین کہا سونے کا یہ کون وقت ہے اور یہ کہکر چلے مین بھی اونکے

پیچھے

پیچھے پیچھے چلا وہ اپنے نفس سے کہتے جاتے تھے کہ اے فضول تو کہتا ہے کہ سوئیگا یہ کون وقت ہے تجھے اس کہنے سے کیا کام مین نے عہد کیا ہے کہ سال بھر تک تجھے تکیے پر سر رکھنے دونگا یہ کہتے ہوئے روتے چلے جاتے تھے اور یہ بھی کہتے جاتے کہ کیا تو خدا سے نہ ڈریگا تمیم داری قدس سرہ ایک رات ایسا سوئے کہ تہجد کی نماز فوت ہوگئی عہد کیا کہ سال بھر تک رات کو نہ سوؤنگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک شخص ننگے بدن ہو کر گرم بالو اور پتھر پر لوٹتا تھا اور اپنے نفس سے کہتا تھا کہ اے رات کے مردار دن کے کاہل تیرا ظلم کب تک سہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان پہونچے فرمایا اے شخص تو یہ امر کیون کرتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس مجھ پر غلبہ کرتا ہے فرمایا کہ اس ساعت آسمانون کے دروازے تیرے واسطے کھولے ہین اور تیرے سبب سے حق تعالیٰ فرشتون پر فخر و مباہات کرتا ہے پھر صحابہ سے فرمایا کہ اپنا توشہ اوس شخص سے لیلو سب صحابہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شخص ہمارے واسطے دعا کر وہ ایک ایک کے واسطے دعا کرتا تھا پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے واسطے اکٹھا دعا کر اوسنے دعا کی کہ بارخدایا تقوی کو انکے واسطے زاد راہ کر اور سبھون کو راہ راست پر رکھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بارخدایا اسے درست یعنی جو دعا بہتر ہو وہ اسکی زبان پر جاری کر تب وہ شخص یہ دعا کرنے لگا کہ بارخدایا بہشت کو انکا مقام کر مجمع نام ایک بزرگ تھے اونہون نے ایک مرتبہ کسی چھت کی طرف دیکھا ایک عورت نظر پڑی عہد کیا کہ اب کبھی آسمان کی طرف بھی نہ دیکھونگا حضرت احنف ابن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ رات کو چراغ لیتے اور ہر گھڑی چراغ کی لَو پر اونگلی رکھتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ فلانے فلانا کام تو نے کیون کیا اور فلانی چیز کیون کھائی غرضکہ احتیاط والے لوگ ایسے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ نفس سرکش ہے اگر ہم عقوبت نہ کرینگے تو یہ غلبہ کریگا اور ہم ہلاک اور تباہ ہو جائینگے نفس پر ہمیشہ سیاست کیا کرتے تھے پانچوان مقام مجاہدہ ہے ای عزیز جانتو کہ بعضے بزرگون نے جب اپنے نفس کو بہت کاہلی کرتے دیکھا تو اسطرح اوسے سزا دی کہ تنبیہ اور سیاست کے واسطے بہت سی عبادت اوسپر لازم کر دی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ حال تھا کہ جماعت کے ساتھ جب اونکی ایک نماز فوت ہو جاتی تو ایک شب بھر نہ سوتے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک نماز جماعت فوت ہوگئی اوسکے کفارہ مین زمین صدقہ کی کہ دو لاکھ درم اوسکی قیمت تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مغرب کی نماز مین تاخیر ہوگئی حتیٰ کہ دو تارے نکل آئے اسکے کفارے مین اونہون نے دو بندے آزاد کیے اور ایسی بہت سی حکایتین ہین جب عبادت مین نفس تندہی نہ کرے تو اوسکا علاج یہ ہے کہ آدمی کسی صاحب ریاضت کی خدمت مین رہے تاکہ اوسکی ریاضت دیکھ دیکھکر اسے بھی رغبت پیدا ہو ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین جب ریاضت مین کاہل ہو جاتا ہون تو حضرت محمد ابن واسع کو دیکھتا ہون اونھین دیکھنے سے میرے دل مین ہفتے بھر رغبت عبادت باقی رہتی ہے پس اگر کوئی صاحب ریاضت نہ ملے تو ریاضت کرنیوالون کے حالات اور حکایات دیکھنا سننا چاہیے ہم بعضے لوگون کا حال یہان لکھتے ہین حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ روٹی نہ کھاتے تھے رات کو پانی مین آٹا گھول کر پی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آٹا گھول کر پی لینے مین روٹی کھانے کی بہ نسبت اتنی مہلت ملتی ہے کہ آدمی پچاس آیتین پڑھ سکے پھر مین اتنا وقت کیون ضائع کرون ایک شخص نے اونسے پوچھا کہ تمہاری چھت مین یہ دھنی کب سے ٹوٹی ہے کہا تیس برس سے مین یہان رہتا ہون مگر چھت کی طرف نہین دیکھا بیفائدہ کسیطرف دیکھنے کو بزرگون نے مکروہ جانا ہے احمد ابن رزین رحمہ اللہ تعالیٰ فجر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز تک بیٹھے رہتے

اور کسیطرف نگاہ نہ اوٹھاتے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون بیٹھے رہتے ہین کہا حق تعالی نے آنکھین اسواسطے دی ہین کہ بندہ اوسکی عجیب عجیب مقدورات قدرتون کو دیکھا کرے اور جو شخص ان چیزون کو نظر عبرت سے نہ دیکھیگا اوسکے نام ایک خطا لکھی جائیگی حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ فقط تین چیزون کے واسطے زندگی کو مین دوست رکھتا ہون ایک یہ کہ بڑی بڑی راتون مین سجدے کیا کرون دوسرے یہ کہ بڑے بڑے دنون مین پیاسا رہا کرون تیسرے یہ کہ ایسے لوگون کی صحبت مین حاضر رہا کرون جنکی سب باتین پاکیزہ اور سراپا حکمت ہین حضرت علقمہ ابن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف مین کیون رکھتے ہین کہا اوسکی دوستی کے سبب سے جو نفس کے ساتھہ رکھتا ہون اوسے عذاب دوزخ سے بچاتا ہون لوگون نے کہا کہ تکالیف آپ پر واجب نہین ہین کہا جو کچھہ ہو سکتا ہے کرتا ہون تاکہ فردای قیامت کو کچھہ حسرت نہ باقی رہے کہ یہ کام کیون نہ کیا حضرت جنید قدس سرہ فرماتے ہین کہ سری سقطی رحمہ اللہ تعالی سے زیادہ کسی مین مین نے یہ عجیب بات نہین دیکھی کہ اونکی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کبھی کسی نے اونکا پہلو زمین پر نہین دیکھا مگر مرتے وقت حضرت ابو محمد جریری سال بھر مکہ معظمہ مین رہے رات کو نہ سوئے نہ پیٹھ لگائی نہ پاون پھیلائے حضرت ابو بکر کتانی قدس سرہ نے اونسے پوچھا کہ اتنی بڑی ریاضت تم کیونکر کرسکے کہا کہ اوس سچہ کی بدولت جو مجھکو صدق باطن سے حاصل ہوا اوسنے میرے ظاہر کو اس ریاضت کی قوت دی ایک بزرگ کہتے ہین کہ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے دیکھا کہ روتے ہین اور آنکھون سے اشک خون آمیز روان ہوتے ہین مین نے پوچھا یہ کیا حال ہے فرمایا کہ مدت تک اپنے گناہون پر پانی رویا اب ان آنسوون پر جو بے اخلاص نکلے ہون خون روتا ہون انتقال کے بعد لوگون نے اونھین خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھہ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اوس گریہ وزاری کے سبب سے حق تعالی نے مجھے عزت و بزرگی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی عزت کی قسم کہ چالیس برس گذرے کہ فرشتے جو تیرا نامہ اعمال لاتے اوس مین کوئی خطا نہ تھی حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ ڈاڑھی مین کنگھی کیجیے تو کیا ہو فرمایا کہ اگر کنگھی کرنے مین مشغول ہون تو غافلون مین داخل ہو جاون حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے راتون کو عبادت کے واسطے تقسیم کیا تھا فرماتے کہ آج رکوع کی رات ہے اور ایک ہی رکوع مین صبح کر دیتے اور فرماتے کہ آج سجدے کی رات ہے اور ایک ہی سجدے مین صبح کر دیتے حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی کثرت ریاضت کی وجہ سے کوئی خوش مزہ کھانا پینا نہ کھاتے پیتے اونکی مان نے براہ شفقت مادری کہا کہ بیٹا اپنے اوپر رحم کر عرض کیا کہ اے مادر مشفقہ خداوند کریم کا رحم چاہتا ہون چند روز تھوڑا سا رنج کھینچ لون اور ابد الآباد خدا کی رحمت ورافت مین رہون حضرت ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھنے گیا صبح کی نماز مین مشغول تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین بات کرونگا تو انکی تسبیح مین خلل پڑیگا مین نے صبر کیا وہ اوسیطرح بیٹھے رہے جگہ سے نہ اوٹھے حتی کہ وہین ظہر کی اور عصر کی نماز پڑھی یہانتک کہ دوسرے دن فجر کی نماز وہین ادا کی اوسوقت اونکی آنکھہ ذرا جھپک گئی جب نیند سے چونکے تو کہنے لگے کہ بار خدایا مین بہت سونے والی آنکھہ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہون مین نے اپنے جی مین کہا کہ مجھکو یہی کافی ہے پھر مین نے کچھہ نہ کہا اور پھر آیا حضرت ابو بکر عباس نے چالیس برس زمین پر پہلو نہین رکھا پھر اونکی آنکھون مین سیاہ پانی اوتر آیا بیس برس تک اپنے گھر والون سے چھپایا پانسو رکعت نماز روز انکا ورد تھا اور جوانی مین ہر روز تیس ہزار بار قل ہو اللہ

پڑھا کرتے تھے کرز ابن وبرہ رحمہ اللہ تعالی ایک ابدال تھے اونکی یہ ریاضت تھی کہ ہر دن مین تین ختم قرآن کرتے لوگون نے اونسے کہا کہ آپ تو بڑی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی پوچھنے لگے کہ دنیا کی کتنی عمر ہے لوگون نے کہا کہ سات ہزار برس پھر پوچھا کہ بھلا قیامت کا دن کتنا بڑا ہی لوگون نے کہا کہ پچاس ہزار برس کہنے لگے کہ بھلا وہ کون آدمی ہوگا جو پچاس دن آسائش پا سکے واسطے سات دن رنج نہ کھینچے یعنی اگر مین سات ہزار برس جیون اور فقط قیامت کے ایکدن کے واسطے محنت اور ریاضت کرون تو بھی کم ہی تو مدت ابد کا کیا ذکر جو نہایت ہی نہین رکھتی خصوصًا میری اس تھوڑی سی عمر کی نسبت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک رات مین بی بی رابعہ بصری قدس سرہا کے پاس گیا وہ عبادتگاہ مین گئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین اوس گھر کے ایک گوشہ مین صبح تک نماز پڑھتا رہا پھر مین نے اونسے کہا کہ ہم خدا کا شکر کیونکر کرین کہ اوسنے ہمین تمام شب نماز پڑھنے کی توفیق دی کہا اسطرح شکر کرنا چاہیے کہ کل ہم روزہ رکھین محنت و ریاضت کرنیوالون کے یہ حالات تھے اور ایسی بہت حکایتین ہین کہ اونہین نقل کرنا موجب طول ہی اور ہم احیاء العلوم مین بہت سی حکایتین نقل کی ہین کہ بندہ اگرچہ یہ ریاضات نہ کر سکے بارے اگلے بزرگون کے حال سنکر اپنا قصور تو پہچانے اور رغبت خیر اوس مین پیدا ہو اور اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ تو کر سکے چھٹا مقام نفس پر عتاب کرنا اور اوسے جھڑکنا ہی اے عزیز جانتو کہ حق تعالی نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہی کہ خیر سے گریزان اور شر سے آویزان رہتا ہی شہوت رانی اور کاہلی کرنا اوسکی طبیعت اور خاصیت ہی اور تجھے یہ حکم فرمایا ہی کہ نفس کی عادت چھوڑا اور بیراہی سے اوسے راہ پر لگا اور نفس کی درستی سختی سے ہو سکتی ہے کبھی نرمی سے کبھی کردار سے کبھی گفتار سے کیونکہ اوسکی طبیعت مین یہ بات پیدا کی ہے کہ جب کسی کام مین اپنی بھلائی دیکھتا ہی تو اوس کام کا قصد کرتا ہی اگرچہ اوس کام مین رنج و تکلیف ہو مگر اوس رنج و تکلیف پر صبر کرتا ہی لیکن اکثر جہل و غفلت اوسکے واسطے آڑ ہوتی ہے آدمی جب اوسے خواب غفلت سے بیدار کرتا ہی اور صاف آئینا اوسکے سامنے دھرتا ہی تو وہ قبول کر لیتا ہی اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہی وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ آدمی کا نفس بھی اورون کے نفس کے مثل ہی کہ پند و نصیحت اوس مین اثر کرتی ہے پس پہلے اوسے نصیحت اور عتاب کرنا چاہیے بلکہ کسیوقت اوسپر عتاب کرنا موقوف ہی نکرے اور اوس سے کہتا رہے کہ اے نفس تو زیرکی کا دعوے کرتا ہی اگر کوئی تجھے احمق کہتا ہی تو تو برا مانتا ہی اور غصہ کرتا ہی اور تجھسے زیادہ کوئی احمق نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کے انتظار مین کوئی لشکر در شہر پہ ٹھہرا ہو اور اوس شخص کو پکڑانے کے واسطے کوئی آدمی بھیجا ہو کہ اوسے اپنے ساتھ لیجا کر ہلاک کرین اور ایسے وقت مین وہ شخص کھیل مین مشغول ہو تو اوس سے زیادہ کوئی احمق نہین اے نفس مردون کا لشکر در شہر پہ تیرا منتظر ہے اور اونہون نے عہد کر لیا ہی کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لے لیگا تب تک کوچ نہ کریگا اور جنت اور دوزخ تیرے واسطے پیدا ہوئی شاید کہ آج ہی وہ لشکر تجھے اپنے ساتھ لے لے اور بالفرض اگر آج تجھے ساتھ نہ لیا تو ایک نہ ایکدن ضرور ساتھ لیگا تو پھر اوسکا ہونا [illegible] اسواسطے کہ موت کو کسی کے ساتھ کوئی وقت نہین [illegible] آویگی یا دن کو جلدی آویگی یا دیر کر کے [illegible] جاڑون مین آویگی یا گرمی مین [illegible] اچانک موت لے لیتی ہے اور ایسے وقت موت آتی ہے جبکہ آدمی نہایت مطمئن ہوتا ہی پھر اگر تو [illegible] اوس سے زیادہ کیا حماقت ہی اے نفس افسوس کی بات ہی کہ تمام دن تو گناہ مین مشغول رہتا ہی اگر تو یہ جانتا ہی کہ حق تعالی تیرے گناہ نہین دیکھتا تو تو کافر ہے اور اگر جانتا ہے کہ وہ تیرے گناہ دیکھتا ہی تو تو بڑا ڈھیٹ اور بیحیا ہے کہ اوسکی [illegible]

۵ اور نصیحت کرنا نفس کو نصیحت نفع دیتا ہی مسلمانون کو ١٧

ہونے سے کچھ باک نہین رکھتا اے نفس ذرا غور تو کر کہ اگر تیرا کوئی غلام تیری نافرمانی کرتا ہے تو تجھے اوسپر کسقدر غصہ آتا ہے پھر حق تعالی کے غصے
سے تو کس بات پر مطمین اور امین ہے اگر تو اس بھولا مین بھولا ہے کہ مین عذاب الٰہی سہنے کی طاقت اور قدرت رکھتا ہون تو ذرہ اپنی انگلی
چراغ پر رکھکے یا ساعت بھر کڑی دھوپ مین بیٹھکر یا گرم حمام مین ٹھہر کر دیکھ تاکہ تجھکو اپنی بیچارگی اور عاجزی کا حال معلوم ہو جائے اور اگر
تو یہ سمجھا ہے کہ جو کچھ مین کرتا ہون اسکے سوا خدا کی مین نہ پکڑا جاونگا تو قرآن شریف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرونکا منکر ہے اور سبکو جھوٹا
جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ یعنی جو برا کام کریگا بری سزا پائیگا اے نفس شاید تو یہ سمجھے کہ خدا کریم
و رحیم ہے مجھپر عذاب نکریگا تو اسکا جواب گوش ہوش سے سن کہ وہ کریم و رحیم دنیا مین لاکھون آدمیون کو بھوکون کیون مارتا ہے بیمار کیون
ڈالتا ہے خدا کریم و رحیم ہے تو آدمی بیج بوئے کھیت کاٹ کیون نہین لیتا اے نفس خدا تو کریم و رحیم ہے پھر جب تجھے خواہش ہوتی ہے
تو زر و مال پیدا کرنے کے واسطے تمام دنیا کے حیلے اور تدبیرین تو کیون کرتا ہے اوسوقت کیون نہین کہتا کہ خدا کریم و رحیم ہے مین
تکلیف نکرون وہ خود میرے کام بناویگا اے نفس تجھکو کہ ہی تیری اوقات پر اب تو یہی کہیگا کہ ہان مین ہارا تم جیسا تم کہتے ہو واقعی ایسا ہی ہے
مگر مین کیا کرون کہ تکلیف اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا ہون او بیوقوف تو اتنا نہین جانتا ہے کہ جو بڑا رنج اور بڑی تکلیف نہین اوٹھا
سکتا اوسپر ذرہ سا رنج اور ذرہ سی تکلیف سہنا فرض ہے تاکہ فردای قیامت کو دوزخ کے رنج و تکلیف سے چھوٹے اسواسطے کہ جو شخص
رنج نہین کھینچتا وہ رنج سے نہین چھوٹتا جب آج تو اتنا سا رنج اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا تو فردای قیامت کو عذاب دوزخ
اور ذلت و خواری اور دوری کی لعنت ملامت کے اتنے بڑے رنج کی تاب کیونکر لائیگا او بیچارہ زر و مال کی تلاش مین تو اس
کثرت سے رنج و ذلت کھینچتا ہے اور تندرست ہونے کے واسطے ایک یہودی طبیب کے کہنے سے سب خواہشون کو چھوڑ دیتا ہے
تو اتنا نہین جانتا کہ دوزخ مفلسی و بیماری سے زیادہ سخت ہے اور مدت آخرت عمر دنیا سے زیادہ دراز ہے پھر شاید تم یہ کہو کہ مین اس
خیال مین ہون کہ توبہ کر لونگا اور ان کامون سے بہتر کام کرنے لگونگا تو ہم کہتے ہین کہ شاید جب تک تو توبہ کرے تب تک ناگاہ
موت آجائے اور حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہ لگے اے نفس اگر تو یہ جانتا ہے کہ آج کی بہ نسبت کل توبہ کرنا مجھپر بہت آسان ہوگا
تو تیری جہالت اور نادانی ہے تو جسقدر تاخیر کریگا اوسیقدر توبہ کرنا تجھپر دشوار ہوگا پھر جب موت قریب آجائے گی تو اوسوقت توبہ کرنا ایسا
ہے جیسے چڑھائی پر چڑھتے وقت چارپایہ کو جو کھلانے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا یعنی اگر پہلے سے اوسے جو کھلائے جاتے تو اوسے
طاقت ہوتی وقت پر کھلانے سے کیا طاقت ہوگی اے نفس اس صورت مین تیری مثل اوس شخص کی سی ہوگی جو طالب العلمی کو نکلے
اور سستی کرے کہ جسدن اپنے وطن کو مراجعت کرنے لگونگا تو محنت کرکے علم سیکھ لونگا اور اتنا نہ سمجھے کہ علم سیکھنے کو بڑا زمانہ چاہیے
اے نفس پر خباثت اسیطرح تجھکو بھی زمانہ دراز تک محنت و ریاضت کی گھریا مین اوٹنا چاہیے تاکہ پاک صاف ہو کر انس و محبت اور معرفت الٰہی
کے درجے کو پہونچے اور راہ خدا کی سب گھاٹیان طے کر جائے جب تمام عمر گذر گئی اور ضائع ہو چکی تو پھر بے مہلت یہ ریاضت کیونکر
کر سکیگا پیری کے پہلے جوانی کو بیماری کے پہلے تندرستی کو شغل کے پہلے فارغ البالی کو موت کے پہلے زندگی کو تو کیون نہین
غنیمت جانتا اے نفس بہلا گرمی کے موسم مین جاڑے کے واسطے جڑاول تو کیون بنا رکھتا ہے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کیون نہین کرتا

آخر نہ پہونچیگا تو دوزخ کی سردی جلیسے کے جاڑون سے اور دوزخ کی گرمی جلیسے بیساکھ کی گرمی سے کچھ کم نہین دنیا مین جاڑے گرمی کا سامان درست
کرنے مین تو کچھ قصور نہین کرتا اور آخرت کا کام بنانے مین تقصیر کرتا ہو ہونہو اسکا یہی سبب ہو کہ تو آخرت اور روز قیامت کا ایمان ہی
نہین رکھتا اور یہ کفر و انکار اپنے باطن مین رکھتا ہو اور اپنے اوپر بھی پوشیدہ کرتا ہو ارے ناداں یہ تیری ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا اے نفس
سُن جو تو یہ سمجھتا ہو کہ نور معرفت سے جو مین پناہ نہ لونگا تو بھی مرنے کے بعد آتش شہوت میری جان مین نہ لگیگی اوسکی مثل اوس شخص کی سی ہو جو سمجھے
کہ مین جُبّہ نہ پہنونگا تو بھی خدا کے فضل سے چلّے کے جاڑون مین سردی میرے جسم تک نہ پہونچیگی یہ شخص اتنا بڑا بیوقوف ہو کہ اسقدر نہین سمجھتا
کہ خدا کا فضل یہی ہے کہ جب جاڑا پیدا کیا تو اوسسے جُبّہ بنانے کا طریقہ بھی بتا دیا اور جُبّے کا سامان بھی مہیا کر دیا اسکا نام فضل نہین کہ جُبّہ
کے بغیر سردی نہ معلوم ہو اے نفس خبردار یہ گمان نکر تا کہ گناہ کے سبب سے تجھپر اسواسطے عذاب ہوگا کہ حق تعالی کو تیری نافرمانی سے غصہ آئیگا
تاکہ تو یہ کہنے لگے کہ میرے گناہ سے حق تعالی کا کیا نقصان ہو اسلیے کہ عذاب ہو یہ نہوگا بلکہ تیری شہوتین ہی تیرے سمیت آتش دوزخ پیدا ہوتی ہے جیسے زہر کھانے
یا بُری چیزین کھانے سے آدمی کے بدن مین بیماری یہ بات نہین ہو کہ تیری نافرمانی کے سبب سے طبیب تجھپر خفا ہوتا ہو اسوجہ سے تجھ مین بیماری پیدا
ہو جاتی ہے او نفس تھوک ہو تیری اوقات پر کہ دنیا کی نعمت اور لذت مین تو پھنس رہا اور اوسپر دل سے عاشق ہو گیا اسواسطے
کہ اسکے سوا تیری غفلت کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا ارے کمبخت اگر بہشت دوزخ کا تو ایمان نہین رکھتا بھلا موت کا ایمان
تو رکھتا ہو کہ تو مریگا اور دنیا کی سب نعمتین اور لذتین تجھسے چھن جاینگی اور اونکے فراق کی آگ مین جلا کریگا تجا سمجھانا ہمارا
کام ہے آگو تجھے اختیار ہو دنیا کی جتنی محبت چاہ اپنے دل مین مضبوط کر مگر اتنا سمجھ لے کہ جسقدر محبت ہوتی ہے اوسیقدر فراق
مین اذیت ہوتی ہے اے نفس خدا تجھے ہدایت کرے دنیا کے پیچھے تو کیون خراب ہو اگر مشرق سے مغرب تک تمام دنیا تجھے
ملجاوے اور تمام جہان تجھے سجدہ کرنے لگے تو تھوڑے ہی زمانے مین تو اور وہ سب خاک ہو جاینگے اور تیری طرح اگلے
بادشاہون کو کوئی یاد نہین کرتا تیرا نام بھی کوئی نہ لیگا پھر جب تھوڑی ہی دنیا تجھے ملے اور وہ بھی میلی کچیلی خراب خستہ تو بہشت
جاودان کو اوسکے عوض تو کیونکر بیچتا ہے اے نفس سمجھنے کی بات ہو کہ اگر کوئی مٹی کا ٹوٹا ہوا پیالہ ایسا گوہر نفیس دیکر مول لے
جو ہمیشہ رہیگا تو اوس شخص پر تو کیسا ہنستا ہو دنیا مٹی کی پیالی ہے تو سمجھ لے کہ دفعۃً یہ پیالی تیرے ہاتھ سے چھوٹ کر ٹوٹ
جاتی گی اگر اسے اختیار کیا تو اوس گوہر جاودان کو سمجھ لے کہ اب نہ پائیگا اور جان لے کہ اسکے چھوٹ جانے اور اوسکے نہ ملنے کا
افسوس اور عذاب ہی باقی رہیگا آدمی کو چاہیے کہ اس اس طرح کے عتاب نفس پر پیہم کرتا رہے تاکہ اپنے حق
سے ادا ہو جاے اور پہلا اپنے ہی تئین نصیحت کرنا شروع کرے

ساتوین اصل تفکّر کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ یعنی ایک
ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور قرآن شریف مین حق تعالی نے بہت جگہ تفکر تدبر نظر اعتبار کا حکم فرمایا ہے
یہ سب تفکر مین آدمی جب تک تفکر کی حقیقت اور کیفیت نہ پہچانیگا اور یہ نہ جان لیگا کہ تفکر کس چیز مین ہے اور کیا ہو اور اسکا

کیا فائدہ ہے تب تک اوسکی فضیلت نہ جانیگا ان سب باتون کا بیان کرنا ضرور ہے ہم پہلے اوسکی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت
بیان کرینگے پھر جس واسطے تفکر ہوتا ہے اوسے ذکر کرینگے پھر جس چیز مین تفکر ہوتا ہے اوسے لکھینگے **فضیلت تفکر** العزیز جانو کہ گھڑی بھر
جو کام کرنا سال بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے اوسکا بڑا درجہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کچھ لوگ حق تعالے
کی ذات مین تفکر کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اوسکی خلق مین تفکر کیا کرو اوسکی ذات مین تفکر نکیا کرو
کیونکہ تم اوسکی تاب نلاسکوگے اور اوسکی قدر نہ پہچان سکوگے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی
ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور روتے تھے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی نے
آپکے سب گناہ تو بخش ہی دیے پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روؤن میرے اوپر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ فِیْ
خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو یہ
آیت پڑھے اور ان چیزون مین تفکر نہ کرے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ یا روح اللہ روی زمین پر اور کوئی بھی آپ
کے مثل ہے فرمایا ہان ہے جس شخص کا کلام بالکل ذکر ہو اور خاموشی بالکل فکر ہو اور نظر بالکل عبرت ہو وہ میری مثل ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ عبادت مین سے تم اپنی آنکھون کو حصہ دو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر فرمایا اسطرح
کہ مصحف مین دیکھکر کلام اللہ پڑھا کرو اور اوسکے معنی مین تفکر کیا کرو اور اوسکے عجائبات سے عبرت لیا کرو حضرت ابو سلیمان دارانی
رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا مین تفکر کرنا حجاب آخرت ہے اور آخرت مین تفکر کرنیکا ثمرہ حکمت اور دلون کی زندگی ہے حضرت
داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی ایک رات چھت پر چڑھے ہوئے ملکوت آسمان مین تفکر کرتے سو رہے تھے روتے روتے پڑوسی کے
گھر مین گر پڑے پڑوسی فوراً اوٹھکر تلوار سنبھالی اور سمجھا کہ چور کود آیا ہے دیکھا کہ حضرت داؤد طائی ہین تعجب سے پوچھنے لگا آپ کو کسنے گرادیا
فرمایا مین بیخبر تھا مجھے نہین معلوم **حقیقت تفکر** العزیز جانو کہ طلب علم تفکر کے معنی ہین اور جو علم فی البدیہہ نہ معلوم ہو اوسے
طلب کرنا چاہیے اور اوسے جاننا اور دریافت کر لینا ممکن نہین مگر اسطرح پر کہ اور دو معرفتون کو جمع کرین اور ان دونون مین
تالیف کرین تاکہ جفت ہو جائین اور ان دونون معرفتون مین سے تیسری معرفت پیدا ہو جسطرح نر مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے وہ دونون
معرفتین اس تیسری معرفت کی دو اصلون کے مانند ہین پھر اس تیسری معرفت کو اور کسی معرفت کے ساتھ جمع کرین تاکہ اوس سے چوتھی
معرفت پیدا ہو اوسیطرح ایک معرفت کو دوسری معرفت مین ملاتے جانا نسل علوم کو بے نہایت بڑھانا ہے جو شخص اس طریقے
سے علوم نہین حاصل کرسکتا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ جو علوم اصل ہین اونکی طرف وہ راہ نہین پاتا اوسکی مثل ایسی ہوتی ہے جیسے
کوئی شخص سرمایہ نہ رکھتا ہو تو وہ سوداگری کیونکر کریگا اور اگر اصل علوم تو جانتا ہے مگر ایک علم کو دوسرے کے ساتھ جمع کرنا نہین جانتا
اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی سرمایہ تو رکھتا ہے مگر سوداگری نہین کرسکتا اسکی حقیقت کی تفصیل دراز ہے اس کی ایک مثال ہم بیان
کرتے ہین کہ مثلاً کوئی شخص جاننا چاہے کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے تو وہ یہ نہین جان سکتا تا وقتیکہ دو باتین نہ جانے ایک یہ بات جانے
کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسری یہ بات جانے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے جب یہ دو اصلین معلوم ہوگئین تو یہ تیسرا

علم کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے خواہ نخواہ اوس سے پیدا ہوجائیگا اس پیدا ہونے سے ہم وہ مضمون مراد نہین لیتے جو معتزلہ کا مقصود ہے اس بات کی بھی تفصیل دراز ہی تو سب تفکرات کی حقیقت اوس علم کی طلب ہے جو دو علموں کو دل مین حاضر کرنے سے پیدا ہوتا ہو مگر جسطرح گھوڑے کے جوڑے سے بکری نہین پیدا ہوتی اسیطرح دو علمون سے جو علم تو چاہیگا وہ نہ پیدا ہوجائیگا بلکہ ہر نوع علم کی جدا جدا دو دو اصلین ہین اون دونون علمون کو اپنے دل مین جب تک توجمع نکریگا تب تک وہ فرع نہ ظاہر ہوگی **اس بات کا بیان کہ کس واسطے تفکر کرنا چاہیے** اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے آدمی کو ظلمت اور جہل مین پیدا کیا ہو اوسے ایک نور کی حاجت ہے کہ تاکہ اوس ظلمت سے نکلکر اپنی راہ لے اور یہ جانے کہ مجھے کیا کام کرنا چاہیے اور کس طرف سے چلنا چاہیے دنیا کی طرف سے یا آخرت کی طرف سے اور اپنے ساتھ مشغول ہونا چاہیے یا خدا کے ساتھ اور یہ نہین معلوم ہوتا مگر نور معرفت سے اور نور معرفت نہین پیدا ہوتا مگر تفکر سے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے خَلَقَ الْخَلْقَ فِي ظُلْمَةٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهٖ جسطرح کوئی شخص تاریکی مین عاجز ہوتا ہو اور راہ نہین چل سکتا تو پتھر کو لوہے پر مارتا ہے تاکہ اوس سے آگ چمکے اور اوس آگ سے یہ اپنا چراغ جلالے تو اس چراغ کے سبب سے اوسکا حال بدل جاتا ہے حتی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے اور راہ کو بیراہی سے تمیز کر لیتا ہے اور چل نکلتا ہے اسیطرح ان دونون علمون کی مثل جو اصل ہین اون دونون علمون کو تیسرا علم پیدا ہونے کے واسطے جمع کرنا ایسا ہے جیسے پتھر اور لوہا اور تفکر کی مثل ایسی ہے جیسے پتھر کو لوہے پر مارنا اور معرفت کی مثل ایسی ہے جیسے وہ نور جو پتھر کو لوہے پر مارنے سے پیدا ہوتا ہے تاکہ اوس سے دل کی حالت بدل جاتے اور جب حال بدل جاتا ہے تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہے مثلاً جب یہ معلوم کیا کہ آخرت بہتر ہے تو دنیا سے منہ پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ ہوگا پس تفکر سے تین چیزین پیدا ہوتی ہین معرفت حالت عمل مگر عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہے اور معرفت تفکر کی تابع ہے پس تفکر سب نیکیون کی اصل اور کنجی ہے اسی بات سے تفکر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے **میدان تفکر کا بیان کہ تفکر کس چیز مین ہوتی ہے اور کہاں جاتی ہے** اے عزیز جان تو کہ فکر کے جولان گاہ اور میدان کی نہایت نہین اسواسطے علم کی انتہا نہین ہے اور سب چیزون مین فکر جاری ہے مگر جو چیز راہ دین سے علاقہ نہین رکھتی اوسکی شرح کرنا ہمین مقصود نہین اور جو چیز راہ دین سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ اوسکی تفصیل بے نہایت ہے لیکن مجملاً اوسکے اجناس کا بیان ہوسکتا ہے اے عزیز اب جان تو کہ راہ دین سے ہم وہ معاملہ مراد لیتے ہین جو بندہ اور خدا کے درمیان ہے اسواسطے کہ وہی بندے کی راہ ہے کہ اوسی کے سبب سے بندہ خدا کو پہونچتا ہے اور بندے کا تفکر یا اپنے مین ہوتا ہے یا حق تعالی مین اگر حق تعالی مین ہوتا ہے تو یا اوسکی ذات مین ہوتا یا صفات مین یا اوسکے افعال مین اور عجائب مصنوعات مین اگر اپنے مین بندہ تفکر کرتا ہے تو وہ تفکر یا اون صفتون مین ہوتا ہے جو حق تعالی کو ناپسند ہین اور وہ صفتین بندے کو حق تعالی سے دور کرتی ہین وہ صفتین معاصی اور مہلکات ہین یا وہ تفکر اون صفتون مین ہوتا ہے جو حق تعالی کو محبوب اور مرغوب ہین اور بندے کو حق تعالی سے نزدیک کر دیتی ہین وہ صفتین طاعات اور منجیات ہین تو یہ چار میدان ہین اور بندے کی مثال عاشق کی سی ہے کہ اوسے معشوق کے سوا اور کسیطرف خیال جاتا ہی نہین اور اگر اور کسیطرف خیال جاتا ہے تو اوسکا عشق ناتمام اور ناقص ہے اسواسطے کہ عشق کامل وہی ہے جسنے معشوق کے سوا دل عاشق

مین اور کسی چیز کی گنجایش ہی نہین رکھی ہو پس عاشق کو معشوق کے حسن و جمال کا خیال ہوتا ہو یا اوسکے اخلاق و افعال کا شعر ہر چہ آید
در دلم غیر تو نیست ٭ یا تو ئی یا بو ی تو یا خوی تو ٭ اور اگر عاشق اپنے مین فکر کرتا ہے تو یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے
جو اوسکی مقبولیت کو معشوق کے نزدیک زیادہ کرے تاکہ اوس بات کو تلاش کرے یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو معشوق کو بُری معلوم ہو تاکہ
اوس بات سے حذر کرے اور جو خیال عشق کی سبب سے ہوتا ہے وہ ان چار خیالون سے باہر نہین ہوتا عشق دین اور محبت حق تعالے کا
خیال ایسا ہی ہوتا ہے پہلا میدان یہ ہے کہ بندہ اپنے مین فکر کرے کہ میری بری صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ اونسے اپنے تئین
پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین اسواسطے کہ ظاہری گناہ بعضے ہفت اندام سے
علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھ پاؤن وغیرہ اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین اور خباثت باطنی کا بھی یہی حال ہے اور
انمین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین
ہوتی فکر سے معلوم ہو سکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے مین اس صفت پر ہون یا نہین اسواسطے کہ صفات نفس بھی آسانی سے
نہین معلوم ہو سکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اوس صفت ذمیمہ سے موصوف ہو تو اوس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے پس ہر روز صبح کو
آدمی کے تئین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے پہلے اون ظاہری گناہ مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین کس
بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاؤن اسکی تدبیر سوچے کہ اس سے کیونکر بچون اسیطرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ
حرام مین مبتلا ہو جاؤنگا تو اوس سے بچنے کی تدبیر سوچے علی ہذا القیاس اپنے اعضا کے بارے مین تفحص کرے اور سب طاعات
مین بھی فکر کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائل اعمال مین سعی کرے تاکہ سب بجا لائے مثلاً اپنے جی مین کہے کہ یہ زبان ذکر
خدا اور راحت مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کرسکتا ہون اور فلانے شخص کی آسایش کے واسطے فلانی اچھی بات
کہنے پر قادر ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اوس سے ہمای سعادت کو شکار کرون اور فلانے عالم کو نظر
تعظیم سے اور فاسق کو نظر تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کے واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ
دون اور اپنے کام کا حرج کرکے اوسے ادا دون پر ایثار کرون ہر روز یہ اور اسکے مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین
اسے ایسا خطرہ آئے جو تمام عمر گناہ سے بچائے اسیواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر
باقی رہتا ہے اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی بُرے
اخلاق میرے باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنی نیک اخلاق مین سے میرے باطن مین کیا نہین ہین تاکہ اونھین حاصل کرون
اسکی تفصیل بھی دراز ہے مگر اصل مہلکات دس ہین بخل تکبر عجب ریا حسد غصہ حرص طعام حرص سخن دوستی مال دوستی جاہ
انسے نجات یا ناہلاکت سے بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات بھی دس ہین توبہ صبر رضا بالقضا شکر نعمت خوف
رجا زہد یعنی ترک دنیا طاعت مین اخلاص خلائق کے ساتھ خلق نیک محبت الٰہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی
بڑی گنجایش ہے یہ راہ اوسی شخص پر کھلتی ہے جو ان صفات کے علوم کو جیسا اس کتاب مین ہمنے ذکر کیا ہے پہچانتا ہے اور مرید کو چاہیے

کہ ان صفات کی ایک فہرست اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کر چکا ہو تو اوسپر خط کھینچ دیا کرے اور دوسری صفت میں مشغول ہوا
کرے اور ممکن ہے کہ ان تفکرات میں سے بعض تفکر کسیکو بہت ضرور ہو اسواسطے کہ وہ کسی بُری صفت میں پھنسا ہو مثلاً کوئی عالم باورع
اور سب بُرے اخلاق سے تو چھوٹا ہے مگر علم پر بہت اتراتا اور فخر کرتا ہے اور علم ظاہر کرکے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہے خلق کی نگاہ میں اپنی
عبادت اور صورت آراستہ رکھتا ہے قبول خلق سے خوش ہوتا ہے اگر کوئی شخص اوسپر طعن کرتا ہے تو وہ اوس شخص کے ساتھ اپنے دل میں کینہ
رکھتا ہے اور بدلا لینے کی تاک میں لگا رہتا ہے یہ سب باتیں بہت چھپی ہوئی خباثتیں ہیں اور دین میں خلل ڈالتی ہیں سو چاہیے کہ یہ عالم ہر روز
فکر کیا کرے کہ اس بُری بات سے کیونکر بھاگ سکوں اور خلق کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک کسطرح برابر ہو جاوے تاکہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے
اس باب میں فکر کی بڑی گنجایش ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنی صفات مہلکات و منجیات میں فکر کرتا ہے اوسکی کچھ نہایت نہیں اور
اوسکی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں والسلام دوسرا میدان اوس تفکر میں ہے جو حق تعالی میں ہو یہ تفکر یا حق تعالی کی ذات اور صفات میں
ہوتا ہے یا اوسکے افعال اور مصنوعات میں جو تفکر اوسکی ذات اور صفات میں ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اوس
تفکر کی طاقت نہیں رکھتی اور وہاں تک عقل کی رسائی نہیں ہوتی لہذا شارع نے منع کیا اور فرمایا کہ حق تعالے میں تفکر نکرو فانکم
لن تقدروا قدره یعنی تمھیں اوسکی قدر جاننے کی قدرت نہیں اور یہ دشواری اس سبب سے نہیں کہ اوسکا جلال پوشیدہ ہے بلکہ اوسکی
روشنی کی وجہ سے ہے کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہے اوسکی طاقت نہیں رکھتی بلکہ آدمی اوس میں مدہوش اور متحیر
ہو جاتا ہے جسطرح چمگادڑ اسواسطے دن کو نہیں اوڑتا کہ اوسکی بینائی ضعیف ہے نور آفتاب کی تاب نہیں لاسکتی آفتاب کی تیزی دن کو وہ نہیں دیکھتا
شام کو جب تھوڑا سا نور آفتاب رہتا ہے تو دیکھتا ہے عوام الناس کی بھی مثال ہے اور ایسا ہی حال ہے مگر صدیق اور بزرگ لوگ اس نظر کی
طاقت رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ نہیں کیونکہ یہ طاقت ہو جائیں جیسے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہے لیکن ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھے ہو جانے کا خوف ہے
اسیطرح اس نظر میں دیوانہ اور بیہوش ہو جانیکا خوف ہے پس حقائق صفات حق تعالی سے جو کچھ بزرگ لوگ جانتے ہیں وہ بھی خلق سے بیان کرنے
کی اجازت نہیں مگر اون الفاظ سے جو صفات خلق سے قریب ہوں مثلاً تو یوں کہے کہ حق تعالی عالم اور مُرید اور متکلم ہے کہ خلق ان الفاظ
سے اپنی ہی صفتوں کی جنس سے کچھ سمجھے یہ ایک تشبیہ ہے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اوسکا کلام تمھارے کلام کا سا نہیں کہ حرف و صوت
ہو اور اوس میں پیوستگی اور گسستگی ہے جب تو یہ کہیگا تو شاید خلق اسکے سمجھنے کی طاقت نرکھے اور انکار کر بیٹھے کہ خدا کا کلام بھلا بیحرف و صوت
کیونکر ہوگا جیسا کہ تو خلق سے کہے کہ حق تعالی کی ذات تیری ذات کی سی نہیں اسواسطے کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جگہ میں نہ جگہ پر نہ جہت میں
نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم کے باہر ہے نہ عالم کے اندر تو شاید اسکی بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن ہی نہیں اس سبب سے کہ حق
تعالی کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اس سے کچھ عظمت نہ سمجھے کیونکہ خلق نے جو عظمت دیکھی ہوگی وہ عظمت سلطان ہے کہ وہ ایک
تخت پر بیٹھتا ہے اور اوسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہیں پس اسیطرح حق تعالی کے حق میں بھی خیال محال رکھے حتی کہ کہنے لگے کہ اوسکے بالضرور
حق تعالی کے بھی ہاتھ پاؤں آنکھ منہ زبان ہوگی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتوں میں یہ اعضا دیکھے تو سمجھیگا کہ اگر حق تعالی کی ذات میں
یہ اعضا نہوں تو یہ نقصان کی بات ہے اگر مکھی کو بھی اِن عوام الناس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی کہ بیشک میرے خالق کے بھی پر و بال ہونگے

[illegible]

اسواسطے کہ یہ محال ہے کہ جو میری قوت و توانائی کی چیز ہے پاس ہے اور اوسکی پاس ہے پس اسیطرح آدمی بھی سب کامون کو اپنے اوپر قیاس
کرتا ہے اسی سبب سے حق تعالی کی ذات و صفات مین تفکر کرنیکی شرع مین ممانعت ہے اور بزرگان سلف نے اسمین کلام کرنے سے منع
کیا ہے اور صاف صاف یہ کہنا کہ وہ نہ عالم کے اندر ہے نہ عالم کے باہر ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے روا نہین رکہا ہے بلکہ اسی پر
قناعت کی ہے کہ لیس کمثلہ شیء یعنی نہ وہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکے مثل ہے یہ بات مجمل کہی اسکی تفصیل نہین کی تفصیل کرنے
کو بدعت سمجھے اس سبب سے کہ اکثر خلق کی عقل مین اسکی تفصیل نہین آسکتی ہے اسواسطے بعض انبیا علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی کہ میرے بندون
سے میری صفتون کا حال نہ کہو کہ وہ انکار کرینگے اون سے ایسی بات کہو جو اونکی عقل مین آئے پس اولی یہ ہے کہ اس باب مین نہ گفتگو
کرین نہ تفکر مگر جو کوئی کامل ہے پھر وہ بھی دہشت اور حیرت مین پڑجاتا ہے پس چاہیے کہ اوسکی عظمت اوسکی عجائب صنعت سے معلوم کرین
اسواسطے کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ سب اوسکے انوار عظمت و قدرت مین سے ایک نور ہے اگر کوئی شخص آفتاب کے دیکھنے کی طاقت
نہین رکھتا وہ اسکی طاقت تو رکھتا ہے کہ نور آفتاب جو زمین پر پھیلا ہے اوسے دیکھے تیسرا میدان عجائب خلق خدا مین تفکر کا بیان
اے عزیز جانو کہ جو کچھ عالم مین موجود ہے وہ سب اوسی کی صنعت ہے اور سب عجیب و غریب ہے اور زمین و آسمان کے ذرون مین ہر ایک ذرہ
زبان حال سے اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس اور قدرت کاملہ اور علم بیحد بیان کرتا ہے اور یہ عجائب اس کثرت سے ہین کہ انکی تفصیل نہین
ہوسکتی بلکہ اگر سب دریا سیاہی ہون اور سب درخت قلم بنین اور تمام مخلوقات کاتب ہون اور مدت دراز تک لکہا کرین تو بھی جو کچھ
حقیقت مین ہے اوس مین سے تھوڑا ہی سا لکھین جیسا کہ خود حق تعالی فرماتا ہے قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ
قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا اے عزیز اسقدر سمجھ جان لے کہ مخلوقات دو قسم پر ہے ایک قسم کی تو ہمین
خبر ہی نہین اوس مین تفکر کیا کر سکین گے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ
الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ایک قسم کی ہمین خبر ہے جسکی ہمین خبر ہے وہ بھی دو قسم پر ہے ایک وہ جنہین آنکھ
نہین دیکھ سکتے جیسے عرش کرسی فرشتے دیو پری انمین تفکر کرنے کے اطوار اس مختصر کتاب مین بیان کرنا دشوار ہے پس جو چیزین دیکھنے
کی ہین اونہی پر ہم اکتفا کرتے ہین وہ آسمان آفتاب ماہتاب تارے زمین ہین اور جو کچھ زمین پر ہے جیسے پہاڑ جنگل دریا شہر اور جو جواہر و معادن
پہاڑ مین ہین اور جو انواع نباتات روی زمین پر ہین اور آدمی کے سوا جو انواع حیوانات بر و بحر مین ہین حتی کہ فکر کرتا ہوا آدمی تک
پہونچے آدمی تو سب سے زیادہ عجیب ہے اور جو کچھ زمین و آسمان کے بیچ مین ہے جیسے ابر باران اولا رعد برق قوس قزح اور جو علامات
ہوا مین پیدا ہوتے ہین پس یہ چیزین سب کا خلاصہ ہین اور ہر ایک مین تفکر کی گنجایش ہے اور سب عجائب صنع الہی ہین پس انمین سے
بعضون کا ہم مختصر بیان کرینگے یہ سب حق تعالی کی نشانیان ہین کہ تجھے انمین نظر و فکر کرنیکا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے وَكَأَيِّنْ
مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ اور فرمایا ہے أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ اور فرمایا ہے إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ
اور ایسی بہت سی نشانیان ہین پس اے عزیز ان نشانیون مین فکر کیا کر پہلی جو نشانی تجھسے بہت ہی نزدیک ہے تو ہی ہے روی زمین

مین تجھسے زیادہ کوئی چیز عجیب نہین اور تو اپنے سے غافل ہے اور حق تعالی کی جناب سے ندا آتی ہے وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
یعنی اے آدمی تو اپنی ذات مین تامل کر تاکہ ہماری قدرت و عظمت تجھپر ظاہر ہو ایعزیز پہلے اپنی ابتدا کا تو خیال کر کہ تو کہانسے آیا ہے کیونکہ
حق تعالی نے تجھے ایک بوند پانی سے پیدا کیا اوسے پہلے باپ کی پیٹھہ مین اور مان کی چھاتی مین جگہہ دی پھر اوسے تیری پیدائش کا تخم
کیا اور مان باپ پہ شہوت کو مسلط کیا عورتون کے بچہدان کو زمین بنایا مردون کے آب پشت کو بیج ٹھہرایا شہوت کو مرد و عورت
پر تعینات کر دیا حتی کہ زمین مین بیج پڑا پھر خون حیض سے اوس تخم کو سینچا اور تجھے نطفہ اور خون حیض سے پیدا کیا پہلے اوس خون کو
تھکا کر دیا اوسے علقہ کہتے ہین پھر گوشت کا لوتھڑا کر دیا اوسے مضغہ کہتے ہین پھر اوس مین جان ڈالی پھر اوس ایک طرح کے لہو پانی
سے تجھہ مین مختلف چیزین پیدا کین جیسے گوشت پوست رگ و پے اور استخوان پھر اون سب سے تیرے اعضا کی صورت بنائی سر گول
کیا ہاتھہ پاون لمبے لمبے بنائے اونکے سرون پر پانچ پانچ اونگلیان پیدا کین پھر باہر آنکھہ ناک کان منہ زبان اور اور اعضا
پیدا کیے اور تیرے اندر معدہ جگر گردے تلی پتا رحم مثانہ آنتریان پیدا کین ہر ایک کو اوہی شکل اور وہی صفت اور وہی مقدار پر
پیدا کیا پھر اون مین سے ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے کیے ہر ہر اونگلی کی تین تین پورین کین ہر عضو کو گوشت و پوست رگ و پے
اور ہڈیون سے مرکب کیا اور تیری آنکھہ جو مقدار جوز سے زیادہ نہین اوسکے سات طبقے بنائے ہر طبقہ اور ہی صفت پر ہے اونمین
سے اگر ایک بھی خراب ہو جائے تو تمام جہان تجھے نظر نہ آئے اگر فقط آنکھہ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرون تو بہت سے اوراق
سیاہ ہون پھر اپنی ہڈیون کو دیکھہ کہ رقیق اور لطیف پانی سے کیسا سخت اور مضبوط جسم بنایا اون مین سے ہر جوڑ اور ٹکڑا
اور ہی شکل و مقدار پر ہے بعض ہڈی گول ہے بعضی لنبی بعضی چوڑی بعضی اندر سے خالی بعضی بھری ہے اور سب کو باہم مرکب کر دیا
اور ہر ایک کی مقدار اور شکل و صورت مین ایک حکمت بلکہ بہت سی حکمتین رکھین پھر ہڈیون کو تیرے بدن کا ستون کر کے اوسی
پر سب اعضا کی بنا کی اگر ایک سخت ہڈی ہوتی تو تو پیٹھہ نہ جھکا سکتا اگر ہڈیان جدا جدا ہوتین تو پیٹھہ سیدھی نہ رکھہ سکتا اور پاون
پر زور دیکر کھڑا نہو سکتا تو اوسے ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے پھر ایک ہڈی کو دوسری سے ملا کر رگ و پے لپیٹکر اوسے
مضبوط کر دیا تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور ہر مہرے مین چار زائدے گولی کے مانند پیدا کیے اور اوسکے نیچے چار سوراخ
گڑھون کے مثل بنائے تاکہ وہ زائدے اون گڑھون مین جم بیٹھین اور مہرون کے کنارون کو بازوون کی طرح باہر نکلا رکھا
تاکہ پٹھے جو مضبوطی کے واسطے اونپر لپیٹے ہین اون مین اڑے رہین اور تیرے تمام سر کو پچپن ہڈیون سے پیدا کیا اور باریک
درزون سے باہم جوڑ دیا تاکہ اگر ایک کونے کو کچھہ آفت پہونچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائے اور دانتون کو
پیدا کیا بعضون کا سر چوڑا ہے تاکہ نوالہ چبائے اور بعضی کا سر باریک اور تیز رکھا تاکہ کھانے کی چیز کو کاٹے اور چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے کر کے گویا چکی مین ڈالدے پھر تیری گردن سات مہرون سے بنائی اور رگ پٹھے لپیٹکر اوسے مضبوط کر دیا اور سر کو اوسکے
ساتھہ ترکیب دی اور پیٹھہ کو چوبیس مہرون سے پیدا کیا اور پھر گردن رکھہ دی پھر سینے کی ہڈیان اون مہرون [illegible]
بنائین اسیطرح اور ہڈیان پیدا کین اسکی تفصیل دراز ہے غرضکہ تیرے بدن مین دوسو اڑتالیس ۲۴۸ ہڈیان پیدا کین ہر ایک اوری

حکمت کے واسطے ہے تاکہ تیرا کام بنا رہے اور ان سبکو ایک ضعیف پانی سے پیدا کیا اگر ان ہڈیون مین سے ایک بھی کم ہوجاسے تو تو کام
سے باز رہے اور ایک بھی زیادہ ہوجاسے تو تیرے آرام مین خلل آتے اور چونکہ تجھے ان ہڈیون اور اعضا کے ہلانے کی حاجت
تھی تیرے سب اعضا مین پانسو ستائیس عضلے پیدا کیے ہر ایک عضلہ مچھلی کی صورت بیچ مین گندہ کنارے باریک ہین بعضے
چھوٹے ہین بعضے بڑے ہر ایک گوشت اور پٹھے اور پردے سے مرکب ہے پردہ غلاف کی طرح اونپر چڑھا ہوتا ہے انمین چوبیس فقط
اسواسطے ہوتے ہین کہ ہر طرف سے تو آنکھ اور پلک ہلا سکے اور ون کو بھی اسی پر قیاس کر لے اسواسطے کہ اسکی بھی تفصیل دراز ہے
پھر تیرے بدن مین تین حوض بنا کر اونسے تمام جسم مین نہرین جاری کین ایک حوض دماغ ہے جس سے پٹھون کی نہرین نکلکر
تمام بدن مین پہونچتی ہین تاکہ بدن مین حس و حرکت کی قدرت پیدا ہو اور اوس سے ایک نہر پٹھہ کے مہرون کے اندر رکھی تاکہ پٹھے
مغز سے دور نہون کہ اگر دور ہوتے تو خشک ہوجاتے دوسرا حوض جگر ہے اوس سے ہفت اندام مین رگین پھیلائین تاکہ
اونمین غذا پہونچے تیسرا حوض دل ہے اوس سے تمام بدن مین رگین پہونچائین تاکہ اونمین روح روان رہے اور دل سے ہفت اندام
مین پہونچتی ہے تیسرا یعنی اپنے ایک ایک عضو مین تفکر کر کہ حق تعالی نے ہر ایک عضو کو کیونکر اور کسواسطے پیدا کیا آنکھ کو سات طبقون
سے ایسی ہیئت اور رنگت پر پیدا کیا کہ اوس سے بہتر ہونا ممکن نہین پلک کے پپوٹون کو اسواسطے پیدا کیا تاکہ گرد و غبار سے
آنکھ کو بچاتے اور مژگان سیدھی اور سیاہ حسن صورت اور قوت بصارت کے واسطے پیدا کین تاکہ جب غبار ہو تو اونھین بند کر لے تاکہ آنکھون مین
گرد نہ پڑنے پاتے اور اونکے درمیان سے تو دیکھ سکے اور جب خس و خاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبان ہو جائین
اور ان سب صنعتون سے زیادہ عجیب یہ قدرت ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو دو تین مسور کے برابر ہے اوس مین زمین و آسمان کی اتنی بڑی
صورت نظر آتی ہے حتی کہ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو باوصف اس بعد کے فورا آسمان نظر آتا ہے اگر تو نظر کے عجائب اور آئینہ دیکھنے کے عجائبات
اور جو کچھ اوس مین چھوٹ موٹ نظر آتا ہے اوسکی کیفیت بیان کیجاسے تو دفتر کے دفتر ہوجائین پھر کان کو پیدا کر کے کڑوا میل اوس
مین پیدا کر دیا تا کوئی کیڑا اوس مین نہ گھس جاتے پھر کان کا گھونگھا بنایا آواز کو جمع کر کے کان کی تہ مین پہونچاسے اور کان کے اندر
پیچ و پیچ اسواسطے بنایا تاکہ جب تو سو جاتے اور چیونٹی کان کے اندر جانا چاہے تو اوسپر راہ دراز ہو اور بہت پھیر کھاتے حتی کہ
تو چونک پڑے اگر منہ اور ناک اور اور اعضا کا مفصل حال بیان کرون تو طول ہو اور اس گفتگو سے مقصود یہ ہے تاکہ تجھے راہ معلوم
ہوجاسے اور ہر ایک عضو مین فکر کیا کر کہ یہ عضو کسواسطے ہے اور اوسکے سبب سے خالق کی حکمت و عظمت لطف و رحمت علم و قدرت سے
آگاہ ہوتا رہ کہ تیرے سر سے پاؤن تک سب عجائب ہین اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتین جو اوسمین رکھی ہین
سب سے زیادہ عجیب ہین بلکہ جو کچھ سینہ اور پیٹ مین ہے وہ بھی عجیب ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے معدے کو دیگ کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ
جوش کھاتا رہتا ہے حتی کہ کھانا اوسمین پک جاتا ہے اور جگر اوس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگین اوس خون کو ہفت اندام
مین پہونچا دیتی ہین اور پتا اوس خون کے جھاگ کو جسے صفرا کہتے ہین لے لیتا ہے اور تلی اوس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے
لی لیتی ہے اور گردے اوس خون سے پانی کو جدا کر کے مثانے کی طرف بہا دیتے ہین علی ہذا القیاس بچہ دان اور آلات ولادت کی

عجائبات بھی ایسی ہی ہین اور ظاہری باطنی قوتین اور حواس جیسے بصارت سماعت عقل علم جو آدمی کو مرحمت فرمائے عجیب و غریب
ہین سبحان اللہ العزیز اگر کوئی مصور کسی دیوار پر ایک اچھی سی صورت بناتا ہے تو اوسکی اوستادی سے تو تعجب مین رہتا ہی اور اوسکی
بہت تعریف کرتا ہی اور خالق برحق صانع مطلق کی صنعت تو دیکھتا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ پر یہ نقش ظاہر و باطن مین پیدا
کرتا ہے یہان نہ قلم نظر آتا ہے نہ نقاش اور ایسے نقاش حقیقی کی عظمت سے تو تعجب اور حیرت مین نہین رہتا اور ایسے صانع
باکمال کی قدرت کاملہ اور علم اتم سے تو بیخود اور مدہوش نہین ہو جاتا اور ایسے خالق برحق کی شفقت و عنایت اور رحمت بے نہایت
سے تو تعجب نہین کرتا کہ جب رحم مین غذا کا تو محتاج تھا تب وہان اگر تو منہ پھیلاتا تو اندازے سے زیادہ خون حیض تیرے معدہ
مین چلا جاتا اور تو ہلاک ہوتا لہذا ناف کی راہ سے تیری غذا کا جانا مقرر کیا پھر جب تو بچہ دان سے باہر آیا تو ناف کا راستہ بند کر کے
تیرا منہ کھولدیا اسواسطے کہ اب مان اپنے اندازے کے موافق تجھے غذا دے سکتی ہے پھر چونکہ اوسوقت تیرا بدن ضعیف اور نازک تھا ثقیل
کھانون کی قوت نرکھتا تھا لہذا شیر مادر جو لطیف ہوتا ہی اوسکو تیری غذا بنائی اور مان کے سینہ مین چھاتیان پیدا کین اوسکی چھاتیون
کی بھٹنی تیرے منہ کی قدر بنائی تاکہ دودھ تیرے منہ مین نچوڑ سکے اور مان کے سینے مین ایک قدرتی دھوبی بٹھادیا تاکہ خون سرخ جو
سینے مین آتا ہے اوسے دھوکر سفید دودھ کردے اور پاک صاف کرکے تیرے پاس بھیجے اور تیری مان پر شفقت مادری کو نازل کردیا
کہ اگر دم بھر تو بھوکا ہوتا ہی تو وہ بیقرار اور بیچین ہو جاتی ہے چونکہ دودھ پینے مین دانتون کی حاجت نہ تھی لہذا پہلے دانت نہین پیدا
کیے تاکہ اپنی مان کی چھاتیون کو تو زخمی نکردے لے جب کھانا کھانے کی قوت پیدا ہوئی تو اوسوقت پر دانت پیدا کیے تاکہ کھانے کی سخت
چیز پر تو قادر ہو اندھا وہی شخص ہے جو یہ سب صنعتین اور خلقتین دیکھے اور اونکے صانع اور خالق کی عظمت سے دنگ اور مدہوش اور اوسکی کمال
لطف و شفقت سے متحیر اور اس جلال و جمال پر عاشق نہو جاوے وہ آدمی صورت بہائم سیرت بڑا ہی غافل ہے جو ان عجائب مین تفکر نہ کرے اور
اپنی بدن کا خیال نکرے اور جو عقل کہ اوسے عنایت ہوئی اور بہترین اشیا ہی اوسے ضائع کرے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانے کہ جب
بھوکا ہو کھانا کھاوے جب غصہ آوے تو کسی سے بھڑ جاوے اور بوستان معرفت الٰہی کی سیر سے بہائم کی طرح محروم رہے آدمی کی تنبیہ کے واسطے
اتنا بیان یہان کافی ہے تیری عجائبات خلقت مین سے یہ تو لاکھ مین سے ایک بھی نہین ہے اکثر یہ عجائبات سب حیوانون مین بھی مچھر سے
لیکر ہاتھی تک موجود ہین اسکی تفصیل دراز ہے دوسری نشانی زمین ہے اور جو کچھ زمین کے اوپر اور اندر ہے العزیز اگر تو چاہتا ہی
کہ اپنے بدن کے عجائبات معلوم کرکے آگے بڑھے تو زمین کا خیال کر کہ حق تعالی نے کسطرح اسکو تیرا بچھونا بنایا اور ایسی
وسعت اوسے دی کہ تو اوسکے کنارے تک نہین پہونچ سکتا اور اوسپر پہاڑون کی میخین گاڑ دین تاکہ تیرے
قدم کے نیچے ٹھہرے جنبش نکرے اور سخت پتھرون کے نیچے سے پانی نکالا تاکہ بتدریج نکلکر روی زمین پر جاری
ہو اگر سخت پتھر اس پانی کو روکے نہ رہتا تو پانی دفعۃً نکلکر دنیا کو ڈبو دیتا یا تھوڑا تھوڑا نکلکر ابتدا ہی مین پہلے ہی سوکھ جاتا اور موسم بہار کا
خیال کر کہ تمام روی زمین جمی ہوئی خاک ہوتی ہے جب مینہ برستا ہی تو کیسی تر و تازہ ہو کر گل بوٹون کی بہار سے اطلس ہفت رنگ کیا بلکہ
ہزار رنگ ہو جاتی ہے اور جو سبزہ اوگتا ہے اوسمین تفکر کر کہ اون مین کیسے پھول کیسی خوشبو دار ہین کیسی کلیان کیسی اچھی ہین ہر گل و شگوفہ کی

رنگت جدا جدا صورت علیحدہ ہوتی ہے ایک دوسرے سے بہتر ہوتا ہے پھر میوے اور درختون مین فکر کر اونکی خوبصورتی اور ذائقہ اور بو باس اور فائدے کو دیکھ بلکہ ہزارہا بوٹیان جنکا نام ونشان بھی تجھے نہین معلوم اونکا کرون مین فوائد نادرہ رکھے کوئی تلخ ہے کوئی شیرین کوئی ترش کسیکی خاصیت یہ ہے کہ بیمار کردیتی ہے کسیکی منفعت یہ ہے کہ شفا دیتی ہے ایک جان بچاتی ہے ایک زہر ہے کہ اوسکے سبب سے جان جاتی ہی بعضی صفرا کو تحریک دیتی ہے بعضی اوسے دور کرتی ہے ایک خلط سودا کو رگون کے اندر سے نکالتی ہے ایک سودا کو اوبھارتی ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد کوئی خشک ہے کوئی تر کسی سے بہت نیند آتی ہے کسی سے نیند موقوف ہوجاتی ہے ایک ایسی ہے کہ دل کو فرحت دے ایک ایسی ہے کہ دل مین رنج وکلفت پیدا کرے کوئی آدمیون کی غذا ہے کوئی جانورون کی چری ہے کوئی چڑیون کا دانہ ہے الغرض خیال تو کر کہ یہ ہزارون ہی ہین اور اون مین ہزارون ہی عجائبات ہین تاکہ تجھے ایسی قدرت کاملہ نظر آئے کہ تمام خلق کی عقلون کا دنگ ہوجاتا بجا ہے یہ چیزین بھی بے نہایت ہین ظاہری نشانی وہ نفیس اور بیش بہا امانتین ہین جنھین حق تعالی نے پہاڑون مین پوشیدہ رکھا اوسے کھان کہتے ہین بعض انمین سے زینت اور آرایش کے واسطے درکار ہین جیسے سونا چاندی لعل فیروزہ یاقوت ریشم بلور ہیرا وغیرہ اور بعض انمین سے برتن بنانے کے واسطے ہین جیسا لوہا تانبا پیتل کانسی قلعی اور بعض انمین سے متفرق کامون کے لیے ہین جیسے نمک گندھک لفظ قرآن مین سب سے کمتر نمک ہے جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اگر کسی بستی مین نمک نہ میسر آتے تو وہان کے سب کھانے خراب اور بدمزہ ہوجائین لوگ بیمار پڑجائین ہلاکت کا خوف پیدا ہو پس خدا کے لطف وکرم کو دیکھ کہ تیرا کھانا اگرچہ تجھے غذا پہونچاتا ہے مگر چونکہ اوسکے خوش مزہ ہونے کے واسطے ایک چیز اور درکار تھی وہ بھی بے دریغ عنایت فرمائی اور برسات کے پاک پانی سے نمک کو بنایا کہ پانی زمین مین جمع ہوکر نمک بنجاتا ہے یہ عجائب بھی بے نہایت ہین چھٹی نشانی حیوانات روے زمین مین کہ بعضے چلتے ہین بعضے اوڑتے ہین بعضے دو پاؤن سے چلتے ہین بعضے چار پاؤن سے بعضے پیٹ کے بل بعضے بہت پاؤن سے پھر مرغان ہوا اور حشرات الارض کے اقسام مین فکر وتامل کر کہ ہر ایک کی شکل وصورت جدا ہے اور ایک دوسرے سے اچھا ہے ہر ایک جانور کو جو چیز درکار تھی رب العالمین نے مرحمت فرمائی ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ یون اپنے غذا حاصل کر ہین یون اپنے بچون کی پرورش کرتے ہین تاکہ وہ بڑے ہون اسطرح اپنا جھونج بناتے ہین الغرض چیونٹی کو دیکھ کہ وقت پر اپنی غذا کیونکر جمع کرتی ہے گیہون پاتی ہے تو یہ سمجھکر کہ اگر ثابت رکھونگی تو خراب ہوجائینگے اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہے تاکہ کیڑا نہ لگے اور اگر دھنیا ثابت رہے تو خراب ہوجاتا ہے یہ سمجھکر دھنیا کو ثابت رکھ چھوڑتی ہے اور الغرض مکڑی کو تو دیکھ کہ وہ اپنا گھر کیسا بناتی ہے بنا مین جو اندازہ کام آتا ہے اوسے کسطرح نگاہ رکھتی ہے اپنے لعاب سے ڈوری بناتی ہے دیوار کے دو کونے ڈھونڈھکر ایک طرف سے لیجاتی اور دوسری طرف لیجاتی ہے جب اس حکمت سے تانا تن چکتی ہے تو بانا بننے لگتی ہے اور تارون کا بیچ برابر رکھتی ہے تاکہ کوئی تار دور اور کوئی نزدیک نہو اور خوشنما معلوم ہو پھر خود دیوار کے گوشہ مین ایک تار مین لٹکی ہوئی مکھی کی منتظر رہتی ہے تاکہ اپنی غذا حاصل کرے پھر جب کوئی مکھی اولجھتی ہے تو مکڑی حملہ کرکے اوسے شکار کرتی ہے اور وہ تار اوسکے ہاتھ پاؤن مین لپیٹ دیتی ہے تاکہ اوسکے اوڑ بھاگنے کا خوف نہ باقی رہے پھر اوس مکھی کو رکھ چھوڑتی ہے اور دوسری کی تلاش مین رہتی ہے اور الغرض مماکھی کو دیکھ کہ اپنا

گھر

گھر مسدس ہی بناتی ہے اسواسطے کہ اگر مربع بناتے اور اوسکی شکل تو گول ہو تو گھر کے گوشے بیکار خالی رہین اور اگر گول بناتے تو جب مدورات کو ملاکر رکھتے ہین تو اونکے بیچ مین بیکار جگہ چھوٹتی ہے اور سب شکلون مین مسدس سے زیادہ مدور کے قریب کوئی شکل نہین ہو یہ بات دلیل ہندسی سے ثابت ہو تو خداوند عالم اپنی رحمت مہربانی سے اس چھوٹے سے جانور پر کتنی عنایت رکھتا ہو کہ اوسے یہ ترکیب الہام فرماتا ہو اور مچھر کو الہام کرتا ہو کہ خون تیری غذا ہو اور اوسکے واسطے ایک سونڈ تیز و باریک اندر سے خالی پیدا کی تاکہ اوسے آدمی کے بدن مین چبھو کر خون کھینچے اور اوسے ادراک عنایت فرمایا کہ جب اوسے پکڑنے کو آدمی ہاتھ ہلاتا ہے تو وہ سمجھ کر اوڑ جاتا ہے اور اوسے ہلکے ہلکے دو پردے دئے کہ اونکے زور سے اوڑ سکے جھٹ پٹ بھاگ جائے اور فوراً پھر آئے اگر اوسکی زبان اور عقل ہوتی تو اپنے خالق کا اتنا شکر بجالاتا کہ سب آدمی تعجب مین رہتے مگر زبان حال سے سراپا مشغول شکر و تسبیح ہے مگر ہم لوگ نہین سمجھتے جیسا حق تعالی فرماتا ہو وَلٰکِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ اس قسم کے عجائب کی بھی نہایت نہین بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ لاکھ عجائب مین سے ایک بھی پہچانے اور بیان کرے اے عزیز اب تو کیا کہتا ہو کہ یہ حیوانات ان عجیب شکلون طرفہ رنگون عمدہ صورتون سڈول اعضا کے ساتھ کیونکر پیدا ہوے ہین آیا انھون نے خود اپنی تئین پیدا کیا یا تو نے اونھین پیدا کیا سبحان اللہ کیا اوسکی شان ہے کہ اس روشنی اور بینائی کے ساتھ آنکھون کو اندھا کر سکتا ہو تاکہ نہ دیکھین اور دلونکو غافل کر سکتا ہو تاکہ نہ سوچین بہت لوگ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہین اور دل کی آنکھ سے دیکھکر عبرت نہین لیتے جو بات سُننا چاہیے اوسکے سننے سے اونکے کان بہرے ہین حتی کہ بہائم کیطرح آواز کے سوا اور کچھ نہین سنتے چڑیون کی بولی جسمین حرف و صوت کو دخل نہین نہین سمجھتے اور جو چیز دیکھنا چاہیے اوسکو دیکھنے سے انکی آنکھین اندھی ہین حتی کہ جو خط سیاہی سے سفیدی پر حروف و رقوم سے ہو اوسیکو دیکھتے ہین اور یہ خط الٰہی جو نہ حروف ہو نہ رقم تمام عالم کے ذرون پر قلم قدرت سے لکھا ہو اسے نہین دیکھ سکتے اے عزیز چیونٹی کا انڈا جو ذرے کے سر کے برابر ہوتا ہو اوسمین غور کر اور کان لگاکر سن کہ کیا کہتا ہو زبان فصیح سے پکار پکار کہہ رہا ہو کہ او سادہ دل اگر کوئی شخص ایک صورت کسی دیوار پر کھینچ دیتا ہے تو تو اوسکی نقاشی اور اوستادی سے تعجب مین رہتا ہو آ مجھے دیکھ تاکہ خدا کی نقاشی اور مصوری تجھے نظر آئے کہ مین ایک ذرے سے زیادہ نہین ہون اور نقاش ازل ابتداے خلقت مین مجھسے چیونٹی بنائیگا دیکھ تو میرے اجزا کو کیونکر تقسیم کریگا تاکہ مجھسے دل سر ہاتھ پاؤن اور اعضا بنائے اور میرے سر و دماغ مین کئی ایک خانے اور خزانے رکھے کہ ایک مین چکھنے کی قوت ایک مین سونگھنے کی قوت ایک مین سننے کی قوت رکھی اور میرے سر کے باہر کتنے پیالے رکھکر اونپر نگینے بنائے ناک اور منہ جو کھانا اوترنے کی راہ ہے بنائے اور ہاتھ پاؤن مجھسے نکالے اور باطن مین ایسی جگہہ رکھی جہان کھانا پہونچکر ہضم ہو اور ایسا مقام بنائے جہان سے غذا نکل جائے اور اوسکے سب آلات پیدا کرے پھر میری شکل تیز اور چالاک اور میرے بدن کو تین درجے بناکر ایک کو دوسرے سے ملائے اور جوکی پھرنے والون کی طرح میری کمر پر خدمت کا پٹکا باندھکر کالی قبا پہنائی اور یہ عالم جسے تو جانتا ہے کہ بالکل میرے ہی واسطے خدا نے پیدا کیا ہے اس عالم مین ظاہر کرے تاکہ تیری طرح ... میری ... پھرون بلکہ تجھ میرا ... تاکہ رات دن تو کاشتکاری تخم ریزی آب پاشی زمین کی درستی کرے ... جہان ...

ع سورہ بنی اسرائیل سیپارہ سبحان الذی ۱۲

چھپا کر رکھتا ہی حق تعالی مجھہ نا چیز چیونٹی کو وہان کی راہ بتاتا ہی حتی کہ مین اپنے گھر کے اندر زمین کے نیچے اوسکی بو سونگھکر وہان آ پہونچتی ہون
اور تو باین ہمہ رنج و محنت شاید سال بھر کا کھانا بھی نہین رکھتا اور مین سال بھر بلکہ زیادہ کا کھانا لیتی ہون اور مضبوطی کے ساتھہ احتیاط
سے رکھتی ہون اور اگر خشک کرنیکو اپنی غذائین میدان مین لاتی ہون تو مینہ برسنے کے قبل حق تعالی مجھے الہام فرماتا ہی مین وہانسے
اوٹھا کر ایسی جگہہ لیجاتی ہون جہان مینہ کچھہ نقصان نہ پہونچا سکے اور اگر تو نے میدان مین خرمن لگایا ہو اور سیل و باران آیا ہو
تو تجھے اوسکی خبر بھی نہین ہوتی حتی کہ تمام خرمن ضائع ہو جاتا ہے پس مین اوس خدا کا شکر کیونکر بجا لاؤن جسنے مجھے ایک ذرے سے
اس بینائی اور چستی اور چالاکی کے ساتھہ پیدا کیا اور تجھہ ایسے کو باین بزرگی میرا خدمتگار بنایا حتی کہ تو میری غذا جوتتا بوتا اور کاٹتا
پٹتا ہی اور رنج و محنت کھینچتا ہی اور مین چین سے کھاتی ہون اور کوئی چھوٹا بڑا جانور ایسا نہین جو اپنی زبان حال سے خالق
کے جلال کی ثنا نہین کرتا بلکہ ہر ایک بوٹی بھی اور ہر ایک ذرہ اگرچہ جماد ہے مگر ثنا خوان رب العباد ہی لیکن آدمی اونکی آواز اور
ندا سننے سے غافل ہے جیسا حق تعالی فرماتا ہے انہم عن السمع لمعزولون اور وان من شیء الا یسبح بحمدہ
ولکن لا تفقہون تسبیحہم اور اس عالم عجائبات کی بھی انتہا نہین اسے تفصیلوار بیان کرنا محال ہے چوتھی نشانی دریاہا
جو روی زمین پر جاری ہین دریاے محیط جو زمین کو گھیرے ہوے ہے ہر ایک دریا اوسیکا ٹکڑا ہے اور دریا مین زمین کے
چند جزیرون سے زیادہ نہین اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ زمین دریا مین ایسی ہی جیسے زمین مین چند اصطبل الغرض جب
تو خشکی کے عجائب کی سیر سے فارغ ہوا تو اب دریا کے عجائب کی سیر مین مشغول ہو اسواسطے کہ دریا جسقدر زمین سے
بڑا ہے اوسیقدر اوسکے عجائب بھی زیادہ ہین کیونکہ جو جانور زمین مین رہتا ہی دریا مین بھی اوسکا نظیر موجود ہی اور بہتیرے
جانور ایسے ہین کہ زمین مین نہین ہوتے لیکن دریا مین ہوتی ہین اون جانورون مین سے ہر ایک کی صورت سیرت جدا جدا ہے
کوئی جانور ایسا چھوٹا ہے کہ دکھائی نہین دیتا اور کوئی اتنا بڑا ہے کہ جہاز جب اوسکی پیٹھہ پر آجاتا ہی تو لوگ جانتے ہین
کہ زمین پر آگیا جب آگ سلگاتے ہین تو شاید وہ جانور آگاہ ہو کر جنبش کرتا ہی تب لوگ جانتے ہین کہ یہ زمین نہین جانور کی
پیٹھہ ہے عجائب دریا کے بیان مین لوگون نے کتابین تصنیف کی ہین اس مختصر مین کیونکر اوسکی تفصیل ہو سکے الغرض دیکھہ تو
سہی کہ حق تعالی نے قعر دریا مین ایک ایسا جانور پیدا کیا ہے جسکا پوست سیپی ہے اور اوسے الہام فرمایا کہ مینہ برستے
وقت دریا کے کنارے آکر منہ کھولتا ہے تاکہ مینہ کے جو بوند شیرین ہین آب دریا کے مانند شور نہین وہ اوسکے اندر پڑ جاوین
اور منہ بند کرکے قعر دریا مین وہ پھر جاتا ہی اور اون قطرون کو اپنے اندر اسطرح رکھتا ہی جیسے رحم مین نطفہ اور اون مین
پرورش کرتا ہی اور اوس جوہر صدف کو حق تعالی نے موتی کی صفت پر پیدا کیا ہی اور یہ قوت مدت دراز مین اوسے حاصل
ہوتی ہے کہ ہر قطرہ موتی کا دانہ ہو جاوے کوئی چھوٹا کوئی بڑا تاکہ تو اوس سے زیور بناوے اور آرائش کرے اور دریا کے
اندر پتھر سے ایک سرخ درخت پیدا کیا کہ اوسکی صورت درخت کی سی ہے اور اوسکا جوہر پتھر کا جوہر ہی اوس درخت کو مرجان
یعنی مونگا کہتے ہین اور اوسکے کف سے ایک چیز ملتی ہی جو پیدا ہوتی ہی اوسے عنبر کہتے ہین اور ان جواہر کے عجائب تم بیان کریا ہر

بھی بہت ہین اور روے دریا پر کشتی چلانا اور کشتی کو ایسی شکل پہ بنانا کہ دریا مین غرق نہو اور کشتیبانون کو یہ ہدایت فرمانا کہ موافق
اور مخالف ہوا کو پہچانین اور ستارون کا پیدا کرنا تاکہ جہان پانی ہی پانی ہو اور کچھ نشان نہو وہان راہ بتانی سب سے زیادہ عجیب بات
ہے بلکہ پانی کی صورت اُس لطافت اور صفائی اور اتصال اجزا کے ساتھ بنانا اور پانی کو سب حیوانات اور نباتات بلکہ تمام مخلوقات
کے واسطے مایۂ زندگی ٹھہرانا سب سے زیادہ عجیب ہے اے عزیز اگر تو ایک چلو پانی کا محتاج ہو اور نہ پاوے تو اوسکے واسطے تمام روے زمین کا
مال دیڈالتا ہے اور اگر وہ چلو بھر پانی تیرے مثانے مین رکجاوے اور تو اوسے باہر نہ نکال سکے تو بھی اوسی نجات پانے کے واسطے
جو کچھ مال و دولت تیرے پاس ہو اوسے خرچ کرڈالتا ہے غرضکہ پانی اور دریا کے عجایب بھی بے نہایت ہین پانچوین نشانی ہوا ہے
اور جو چیزین ہوا مین ہین ہوا بھی ایک دریا ہے موجزن ہے ہوا کا چلنا بھی موج مارتا ہے اے عزیز ایسا جسم لطیف جو نظر نہ آئے اور دیکھنے
مین آنہو وہ ہمیشہ تیری جان کی غذا ہے کیونکہ کھانے پینے کی تو دن بھر مین ایک ہی بار حاجت ہوتی ہے اور اگر ساعت بھر تو سانس
نہ لے اور غذا یہی ہوا تیرے باطن مین نہ پہونچے تو تو ہلاک ہوجاوے اور تو اس بات سے غافل ہے ہوا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ کشتیان اوسمین
تھمی رہتی ہین کیونکہ ہوا کشتی کو پانی مین ڈوبنے نہین دیتی ہوا کی کیفیت کی تفصیل دراز ہے اے عزیز آسمان تو پہلا درجہ ہے پہلے تو ہوا کو
دیکھ کہ اسمین حق تعالی نے کیا کیا چیزین بنائین جیسے مینہ بدلی رعد بجلی برف اور اس ابر غلیظ کو دیکھ کہ دفعۃً ہوای لطیف
مین پیدا ہوتا جاتا ہے شاید دریا سے پانی بیکر اوٹھتا ہے یا بخار کے طور پر پہاڑون سے یا نفس ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور جو مقام پہاڑ
دریا چشمون سے دور ہین وہان قطرہ قطرہ بتدریج پانی برستا ہے جو قطرہ آتا ہے ایک خط مستقیم پر آتا ہے اور تقدیر الٰہی مین جو جگہ اوسکے
واسطے مقرر ہے اوسی جگہ گرتا ہے تاکہ فلانا کیڑا جو پیاسا ہے وہ سیراب ہوجاوے اور فلانا سبزہ جو خشک ہوا جاتا ہے تر ہوجاوے اور
فلانا بیج جو پانی کا محتاج ہے اوسے پانی پہونچے اور فلانا میوہ جو فلانے درخت کی چوٹی پر سوکھا جاتا ہے کہ پانی اوس درخت کی
جڑ مین پہونچکر اوسکے اندر سرایت کرے اور اون رگون کی راہ جو بال سے زیادہ باریک ہین جاکر اوس میوے تک پہونچے تاکہ وہ میوہ
تر و تازہ ہوجاوے اور تو خدا کی رحمت اور مہربانی سے غافل ہوکر اوسے کھاتا ہے اور مینہ کے ہر ہر قطرے پر لکھا ہے کہ فلانی جگہ
گرے اور فلانے بندے کی روزی ہو اگر تمام مخلوقات متفق ہوکر چاہے کہ قطرون کا حساب معلوم کرے تو یہ ناممکن ہے پھر
اگر پانی دفعۃً برس جاتا تو نباتات کو بتدریج پانی نہ پہونچتا اسواسطے حق تعالی نے فصل سرما کو اوسپر مسلط کیا تاکہ پانی کو برف
کر دے وہ برف دھنکی ہوئی روئی کی طرح تودہ تودہ گرتی ہے اور پہاڑون کو برفخانہ مقرر کیا کہ وہان جمع ہوتی ہے چونکہ وہان
کی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اسوجہ سے برف جاڑے تک پگھل کر نہین بہ جاتی جب فصل بہار کی گرمی پیدا ہوتی ہے تو بتدریج پگھلتی ہے
اوس سے بقدر حاجت نہرین جاری ہوتی ہین تاکہ گرمی بھر تھوڑا تھوڑا پانی کھیتون مین صرف ہوا کرے اسواسطے کہ اگر ہمیشہ مینہ برسا کرتا
تو خلق کو بڑی تکلیف ہوتی اور اگر ایک ہی بار برس جاتا تو سال بھر سبزہ خشک ہوا کرتا تو برف مین یہ لطف رحمت الٰہی ہے [illegible]
برف پیدا کیا موقوف ہر ایک چیز مین خدا کی رحمت ہے بلکہ زمین آسمان کے تمام اجزا کو حق تعالی نے حق اور عدل [illegible]
کے ساتھ پیدا کیا اسواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ [illegible]

اَکْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی زمین آسمان کو اور جو کچھ اون مین ہے اوسے کھیل کے طور سے باطل نہین پیدا کیا بلکہ حق پیدا کیا ہے
یعنی جیسا چاہیے تھا ویسا ہی پیدا کیا چھٹی نشانی آسمانون اور تارون کی مملکت ہے اور اونکے عجائب اسواسطے کہ زمین اور جو کچھ روی زمین
پر ہے اونکے مقابلے مین بہت کم اور مختصر ہے اور تمام آسمانون اور تارون کے عجائب مین تفکر کرنے کے واسطے تمام قرآن
مجید تنبیہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ عَنْ اٰيَاتِهَا مُعْرِضُوْنَ اور فرمایا ہے
لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ پس اے عزیز حق تعالی نے یہ جو حکم فرمایا ہے
کہ ملکوت آسمان مین تم تفکر کرو تو اسواسطے نہین فرمایا ہے کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی نیلاہٹ اور تارون کی سپیدی دیکھو اسواسطے کہ اس طرح تو سب بہائم
بھی دیکھتے ہین لیکن اپنے تئین اور اپنے عجائب کو جو تجھسے بہت ہی قریب ہین اور زمین و آسمان کے عجائب کے سامنے ذرہ برابر بھی نہین ہین جب تو پہچانے گا
تو ملکوت آسمان کے عجائب کو کیا جانیگا تجھے بتدریج ترقی کرنا چاہیے پہلے اپنے تئین پہچان پھر زمین اور نباتات اور حیوانات
اور جمادات کو پھر ہوا اور ابر اور اونکے عجائب کو پھر آسمان اور تارون کو پھر کرسی کو پھر عرش رب العالمین کو پھر عالم اجسام سے
نکلکر عالم ارواح کی سیر کر پھر ملائکہ اور شیطان اور جن کو پہچان پھر ملائکہ کے درجون اور اونکے مختلف مقامون کو معلوم کر پھر آسمان
اور ستارون مین اور اونکی حرکت اور گردش مین اور اونکے مشارق اور مغارب مین تفکر کر اور دیکھہ کہ کیا ہین اور کیون پیدا ہوے
ہین اور تارون کی کثرت کو دیکھہ کہ کوئی اونکی تعداد کو نہین جانتا ہر ایک کا اور ہی رنگ ہے کوئی سرخ ہے کوئی سپید کوئی سیماب
کا سا کوئی چھوٹا کوئی بڑا پھر اونکے ہر گروہ کی شکل جدا جدا ہے کوئی بکری کی صورت پر ہے کوئی بیل کی شکل پر کوئی بچھو کی ہیئت پر اور
شکلین اسی پر قیاس کر لینا چاہیے بلکہ جو جو صورتین زمین پر نظر آتی ہین آسمان پر ہر ایک کے مثل ستارون کی اشکال موجود
ہین پھر تارون کی مختلف گردش کو دیکھہ کوئی مہینا بھر مین تمام آسمان کو طے کرتا ہے کوئی سال بھر مین کوئی بارہ برس مین کوئی تیس برس
مین اور اکثر ستارے ایسے ہین کہ اگر آسمان باقی رہے اور قیامت نہ آجاتی تو چھتیس چھتیس ہزار برس مین آسمان کو طے کرین
اور اونکے عجائب علوم کی نہایت نہین جب زمین کے تھوڑے سے عجائبات تو نے معلوم کیے تو اب سمجھ لے کہ عجائب کا
تفاوت ہر ایک کی شکل کے تفاوت قدر ہوتا ہے اسواسطے کہ اگرچہ زمین اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہین پہونچ
سکتا مگر آفتاب زمین کا ایک سو ساٹھہ گونہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ آفتاب کی مسافت کتنی دور و دراز ہے جو اسقدر چھوٹا نظر
آتا ہے پھر ظاہر ہوگا کہ اسکی حرکت مین کسقدر سرعت ہے جو آدھی ساعت مین آفتاب کا تمام گھیر زمین سے نکلتا ہے اور مسافت زمین
کی ایک سو ساٹھہ مسافتون کے برابر اوس ساعت مین قطع کر کے حرکت کر جاتا ہے یہی سبب تھا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آفتاب کو زوال ہوا حضرت جبرئیل نے کہا لا نعم یعنی نہین ہان آپ نے
فرمایا یہ کیسی بات ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ لا کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانسو برس کی راہ طے کر گیا اور ایک
ستارہ آسمان پر زمین کا صد گونہ ہے اور بلندی کے سبب سے اتنا سا نظر آتا ہے اے عزیز جب ایک ستارے کا یہ حال ہے تو تمام
آسمان اسی پر قیاس کر لے کہ کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھہ مین نظر آتی ہے تاکہ اوس سے

ف ۱ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت نگاہ رکھی گئی اور وہ لوگ اوسکی نشانیون سے انکار کرتے ہین ۱۲

ف ۲ ہر آئینہ پیدا کرنا آسمان اور زمین کی بہت بڑی چیز ہے آدمیون کے پیدا کرنے سے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے ہین ۱۲

حق

حق تعالی کی قدرت اور عظمت تو پہچانے پس ہر ایک ستارہ مین ایک حکمت ہے اور اونکے ثبات و سیر رجوع و استقامت طلوع و غروب مین حکمتین ہین آفتاب مین سب سے زیادہ کھلی ہوئی حکمت ہے کہ حق تعالی نے اوسکو فلک البروج کے ساتھ ایک میل عنایت فرمایا ہے یہانتک کہ ایک فصل مین تیری سر سے نزدیک ہو اور ایک فصل مین دور ہو جاتا ہے تاکہ اسکے سبب سے ہوا کی کیفیت بدلتی رہے کبھی سرد کبھی گرم کبھی معتدل ہو جائے اور اسی وجہ سے دن رات مین تفاوت اور اختلاف رہتا ہے کبھی بڑے ہو جاتے ہین کبھی چھوٹے یہ حال تمام و کمال لکھا جائے تو بڑی طوالت ہو اور حق تعالی نے اس تھوڑی سی عمر مین جو علوم ہمین عنایت فرمائے اگر اونھین ہم بیان کرین تو ایک مدت صرف ہو اور ہمارا علم انبیا اولیا کے علم کی بہ نسبت بہت ہی کم اور مختصر ہے اور اولیا کا علم تفصیل خلقت کے باب مین انبیا کے علم سے کمتر ہے اور انبیا کا علم مقرب فرشتون کے علم کے سامنے تھوڑا سا ہے اور ان سب کا علم حق سبحانہ تعالی کے علم کے سامنے ایسا ناچیز ہے کہ اونکے علم کو علم کہنا نہین سزاوار ہے سبحان اللہ اوسکی کیا شان ہے کہ باوصف اسکے کہ بندون کو علم سے بہرہ مند کرکے نادانی کا داغ اون مین لگا دیا اور فرمایا وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۔ ایعزیز تفکر کے انوار کے باب مین جو بیان کیا گیا یہ ایک نمونہ ہے تاکہ اوسکے سبب سے تو اپنی غفلت معلوم کرے اسواسطے کہ تو جب کسی امیر کے ایسے گھر مین جاتا ہے جو نقش و نگار اور گچ سے آراستہ ہو تو بہت دنون تک تو اوسکی تعریف کرتا ہے اور دنگ رہتا ہے اور خدا کے گھر مین ہمیشہ رہتا ہے مگر کچھ بھی تعجب نہین کرتا یہ عالم اجسام خدا کا گھر ہے زمین اسکا فرش ہے اور آسمان اسکی چھت ہے اتنی بڑی چھت کا بے ستون قائم رہنا بڑی تعجب کی بات ہے اوسکا خزانہ پہاڑ ہین اور گنجینہ دریا ہین حیوانات اور نباتات اثاث البیت ہین چاند اوس گھر کا چراغ ہے اور آفتاب مشعل ستارے قندیلین ہین اور فرشتے مشعلچی مگر اوس گھر کے عجائبات سے غافل ہے اسواسطے کہ یہ گھر بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی اس گھر کو نہین دیکھ سکتی تیری مثال اوس چیونٹی کے مانند ہے جو بادشاہ کے مکان عالیشان مین سوراخ کرکے رہتی ہے اپنے گھر اور غذا اور اپنے یارون کے سوا اوسے کچھ خبر نہین ہوتی اور قصر شاہی کی رونق و زینت اور غلامون کی کثرت اور تخت سلطنت سے بالکل بیخبر رہتی ہے اگر چیونٹی کے درجے پر تو رہنا چاہتا ہے تو رہ حالانکہ معرفت الہی کے باغ کا تماشا دیکھنے کی راہ تجھے بتائی ہے باہر نکلکر آنکھ تو کھول تا عجائب صنعت تجھے نظر آوین اور تو مدہوش و متحیر رہجا واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین اصل توکل کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ توکل جسکا نام ہے وہ مقربون کے مقامات مین سے ایک مقام ہے اور اوسکا بڑا درجہ ہے مگر توکل کا علم فی نفسہ باریک اور مشکل ہے اور اوسپر عمل کرنا دشوار ہے اسمین اشکال اسوجہ سے ہے کہ جو شخص سمجھے کہ کامون مین خدا کے سوا اور کسی چیز کو دخل ہے وہ پکا موحد نہین اور اگر سب اسباب کو درمیان سے اوٹھا دیگا تو شرع پر طعن کریگا اور اگر اسباب ظاہری کا بھی کوئی سبب دیکھیگا تو اپنی عقل کے خلاف کریگا اور اگر دیکھیگا تو شاید اسباب ظاہری مین سے کسی سبب پر توکل کرے اور اوسکو موحد ہونے مین نقصان آجائے پس توکل کا ایسا بیان جیسا عقل اور شرع اور توحید کو چاہئے اور ایسا کہ ان سب کا جامع ہو بہت دقیق علم ہے اور ہر ایک نہین جان سکتا پہلے تو ہم توکل کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت کا بیان کرینگے

پھر اوسکے احوال اور اعمال کہین گے **توکل کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا وَعَلَی اللّٰہِ
فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ یعنی حق تعالی نے سب کو توکل کا حکم فرمایا اور اوسے شرط ایمان ٹھہرایا اور ارشاد کیا اِنَّ اللّٰہَ
یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ یعنی حق تعالی متوکلون کو دوست رکھتا ہی اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ یعنی جو شخص اللہ تعالی پر
توکل کرتا ہو اوسکے واسطے اللہ بس ہے اور فرماتا ہی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی اپنے بندیکے واسطے اللہ کیا بس نہین ہی اور توکل
کی فضیلت مین ایسی بہت سی آیتین ہین اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہی کہ حق تعالی نے
میرے سامنے امتین پیش کین مین نے اپنی امت کو دیکھا کہ کوہ و بیابان مین بھری ہے اوسکی کثرت دیکھکر مین متعجب ہوا اور خوش
ہوا حق تعالی نے مجھسے پوچھا کہ تم خوش ہوے مین نے عرض کیا کہ ہان خوش ہوا پھر ارشاد کیا کہ باین ہمہ ستر ہزار آدمی بےحساب
جنت مین جائینگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ جو منتر اور داغ اور فال پر کاربند نہین ہوتے
بلکہ خدا کے سوا کسی پر بھروسا نہین کرتے تب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اوٹھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجیے
کہ حق تعالی مجھے بھی اون ستر ہزار مین سے کرے آپ نے دعا فرمائی کہ بار خدایا اسے اونہی لوگون مین سے کر پھر ایک صحابی نے
اوٹھکر اسی دعا کی درخواست کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ یعنی عکاشہ اس امر مین سبقت لے گیا اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر تم لوگ حق تعالی پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنیکا حق ہے تو حق تعالی تمھین اسطرح روزی
پہونچاتے جسطرح پرندون کو پہونچاتا ہے جو صبح کو بھوکے ہوتے ہین اور شام کو شکم سیر آتی ہین اور فرمایا ہی کہ جو شخص حق تعالی کی پناہ چاہتا ہی حق تعالی
اوسکے سب کامون کی سربراہی کرتا ہے اور کافی ہو جاتا ہے اور ایسی جگہ سے اوسے روزی پہونچاتا ہے جہا اوسکی خیال
مین بھی نہ آسکے اور جو شخص دنیا کی پناہ لیتا ہے حق تعالی اوسے دنیا کے ساتھ چھوڑ دیتا ہی جناب خلیل اللہ یعنی
حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جبکہ فرعون نے منجنیق مین رکھکر آگ مین ڈالنا چاہا تو حضرت ابراہیم نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ
نِعْمَ الْوَکِیْلُ جب حضرت ابراہیم ہوا مین تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمھین کچھ حاجت ہی فرمایا تمسے کچھ حاجت نہین
یہ اسواسطے کہا کہ حسبی اللہ جو کہا تھا اوسے وفا کرین اسیواسطے حق تعالی اُنکی ثنا کے ساتھ اونکی صفت کی اور فرمایا وَاِبْرٰھِیْمَ
الَّذِیْ وَفّٰی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد جب سبکو چھوڑکر کوئی میری ہی پناہ لیتا ہی تو گو کہ تمام آسمان
وزمین مکر وفریب اوسکی مخالفت کرین مگر مین اوسکی مشکل آسان ہی کرتا ہون حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ ایکبار مجھے بچھونے کاٹا میری مان نے قسم دیکر مجھسے کہا کہ ہاتھ پھیلا تا کہ لوگ منتر پڑہین دوسرا ہاتھ جو بھلا چنگا تھا مین نے پھیلا دیا
اسواسطے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مین سنا تھا کہ جو شخص منتر اور داغ پر بھروسا کرے متوکل نہین اور حضرت ابراہیم ادہم
رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایک راہب سے مین نے پوچھا کہ تو روزی کہان سے کھاتا ہے بولا مجھے نہین معلوم روزی دینے والے سے
پوچھو کہ وہ کہان سے بھیجتا ہے لوگون نے ایک شخص سے پوچھا جب تم ہمیشہ عبادت ہی مین مشغول رہتا ہو تو روزی کہان سے کھاتا ہی
اوسنے دانتون کی طرف اشارہ کیا یعنی جسنے یہ چکی پیدا کی وہ اناج بھی بھیجتا ہی حضرت ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی

رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ مین کس ملک میں ٹھہرون کہا شام مین پوچھا وہان روزی کیونکر ملیگی کہا اُفٍّ لِهٰذِهِ الْقُلُوْبِ قَدْ خَالَطَهَا
الشَّکُّ وَلَا یَنْفَعُهَا الْمَوْعِظَةُ یعنی افسوس ہر ایسے دلون پر کہ شک اونپر غالب ہو اور نصیحت انھین سودمند نہین ہوتی **حقیقت**
توحید کی جو بنای توکل ہے اے العزیز جانتو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہو اور وہ ایمان کا ثمرہ ہو اور ایمان کے
ابواب بہت ہین مگر دو باتون پر ایمان لانا توکل کی بنا ہو ایک توحید پر ایمان لانا دوسرے کمال لطف و رحمت پر مگر توحید کی تقریر طول
دراز ہو اور اوسکا علم علیحدہ کا منتہا ہو مگر جسقدر پر بنای توکل ہے اوسیقدر ہم بیان کرتے ہین اے العزیز جانتو کہ توحید کے چار درجے ہین
(ف توحید کے چار درجے ہین ۱۲)
اور توحید کا ایک مغز ہے اور اوس مغز کا بھی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہو اور اوس چھلکے کا بھی ایک چھلکا ہو تو توحید
دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اوسکی مثال کچا اخروٹ کی سی ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اوسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہو
پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے یہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہ ہو کہ اوسکے
معنی کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکھے جیسے عوام الناس یا ایک نوع کی دلیل سے اعتقاد رکھے جیسے متکلم لوگ تیسرا درجہ یہ ہے
کہ آدمی مشاہدہ سے دیکھے کہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور سب کامون کا ایک ہی فاعل ہے اور سوا اوسکے کوئی کچھ کر ہی نہین سکتا یہ ایک نور ہے
کہ دل مین پیدا ہوتا ہو اسی نور مین یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہو یہ مشاہدہ عوام الناس اور متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے
کہ اونکا اعتقاد ایک گرہ ہو کہ تقلید یا دلیل کے حیلہ سے دل پر لگا لی اور یہ مشاہدہ دل کا کھل جانا ہے یہ سب گرہون کو کھول
اور قیدون کو اوٹھا دیتا ہے ایک شخص تو کسیکے کہنے سے اپنے دل مین یہ اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ تو عوام الناس
کی تقلید کی مثال ہے کہ اونھون نے اپنے مان باپ سے سنا اور دوسرا شخص دروازہ پر گھوڑے اور غلام کو دیکھکر اعتقاد
کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ اونھون نے دلیل سے جانا اور تیسرا شخص اوس سردار کو گھر
مین دیکھ لے یہ عارفون کی توحید کی مثال ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون شخصون مین بڑا فرق ہے اور اگرچہ اس توحید
کا بڑا درجہ ہے مگر تاہم عارف اس درجہ پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی اور جانتا ہو کہ خلق خالق سے ہو تو اس درجے
کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جب تک دو دیکھتا ہو تب تک تفرقہ مین پڑا رہتا ہو جمع نہین ہوتا یہ کمال توحید نہین
چوتھا درجہ یہ ہو کہ آدمی ایک کے سوا دوسرے کو دیکھے ہی نہین اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدہ مین تفرقہ
کو کچھ دخل نہین ہوتا صوفی لوگ اس درجہ کو فنا فی التوحید کہتے ہین جیسا کہ حسین حلاج نے خواص رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا کہ
(ف فنا فی التوحید ۱۲)
بیابان مین پھرتے ہین پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے تئین ثابت قدم کرتا ہون کہا تم نے اپنی عمر تو آبادانی باطن مین گذاری
بھلا نیستی سے توحید کے مقام کو کب پہونچوگے تو یہ چار مقام ہین اول توحید منافق یہ چھلکے کا چھلکا ہو اے العزیز جسطرح اخروٹ کا
اوپر والا چھلکا اگر تو کھاوے تو بُرا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے لیکن اگر اوسکے اندر کی طرف تو دیکھے تو
بُرا ہے اگر اوسے تو جلاوے تو دھوان بہت ہوتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے اگر تو اوسے رکھ چھوڑے تو کچھ کام نہین آتا بلکہ
جلد خشک ہو جاتی ہے وہ تو کسی کام کا نہین مگر یہ کہ چند روز اوسے اخروٹ پر لگا رہنے دین تاکہ اندر والے چھلکے کو تازہ رکھے

اور آفتون سے بچا رکھے اسیطرح توحید منافق بھی اور کسی کام کی نہین مگر یہ کہ منافق کے پوست کو تلوار سے محفوظ رکھتی ہی اور منافق
کا پوست اوسکا بدن ہی اوسنی توحید زبانی کے سبب سے تلوار سے نجات پائی یعنی دنیا مین منافق قتل کیا گیا مگر جب بدن گیا گذرا اور
جان رہگئی یعنی وہ مرا تو وہ توحید زبانی کچھ کام نہین آتی اور جسطرح اخروٹ کا اندروالا چھلکا جلانے کے قابل نہین ہوتا اسی کام
کا ہوتا ہی کہ اوسے مغز پر لگا رہنے دین تاکہ مغز ہمیشہ اوسکی حفاظت اور حمایت مین رہی خراب نہونے پائے اور یہ چھلکا مغز کی نسبت
ناچیز اور حقیر ہوتا ہی اسیطرح عوام الناس اور متکلمین کی توحید بھی اسی کام کی ہے کہ اوسکے مغز کو یعنی اوسکی جان کو آتش دوزخ سے محفوظ
رکھے یہ توحید اگرچہ اس کام کی ہے مگر مغز اور روغن کی لطافت اوسمین کہان پایئے اور جسطرح اخروٹ کا مغز مرغوب اور عزیز ہوتا ہے
مگر جب روغن کے ساتھ اوسکا مقابلہ کریگا تو یہ ثقل اور بھوک سے خالی نہین اور فی نفسہ کمال صفا کو نہین پہونچا ہی پس توحید کا تیسرا
درجہ بھی کثرت اور تفرقہ اور زیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتھے درجے کی توحید کمال مرتبہ صاف ہی اسواسطے کہ اوس مین فقط حق ہی
حق رہتا ہے اس درجے کا موحد ایک کے سوا اور کسیکو نہین دیکھتا بلکہ اپنے تئین بھی بھول جاتا ہی جسطرح اور چیزین اوسکے دیکھنے مین
نیست ہوگئی ہین اسیطرح وہ خود بھی اپنے دیکھنے مین نیست ہوجاتا ہے یعنی خدا کے سوا اپنے تئین دیکھتا ہی نہ اور کسیکو **فصل** ای عزیز غالبًا
تو کہیگا کہ توحید کے یہ درجے مجھے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل کرنا چاہیے کہ مجھے معلوم تو ہو کہ سبکو ایک ہی سے کیونکر دیکھتے ہین
و بہت سے اسباب دیکھتا ہون سبکو ایک کسطرح دیکھ سکون اور آسمان و زمین اور خلق کو دیکھتا ہون حالانکہ یہ ایک نہین ہین ای عزیز جانتو
کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی توحید اعتقادی ہے اور متکلمون کی توحید دلیلی ہے ان تینون قسمون کی توحید کو
تو سمجھ سکتا ہی مگر چوتھے درجے کی توحید سمجھنا تجھے مشکل ہے اور توکل کو چوتھے درجے کی توحید کی حاجت نہین تیسرے درجے کی توحید
کافی ہے اور چوتھے درجے کی توحید کو اوس سے مفصل بیان کرنا دشوار ہے جو اس درجے کو نہ پہونچا ہو لیکن ای عزیز اسقدر مجملًا تو جانلے
کہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزین ہون اور اون چیزون مین ایک نوع کا ارتباط ہو کہ اوس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک ہی ہوجائین چونکہ عارف کو
اسی طور سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہی دیکھتا ہوگا بہت نہ دیکھتا ہوگا جسطرح آدمی مین بہت سی چیزین ہین گوشت پوست سر پاؤن
جگر معدہ وغیرہ مگر فی الحقیقت آدمی ایک ہی چیز ہے حتی کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو ایک چیز کے مانند جانے اور اوسکے اعضا کی
تفصیل اوسکے خیال مین نہو تو اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا دیکھا وہ یہی جواب دیگا کہ ایک چیز کے سوا مین نے اور کچھ نہین دیکھا
یعنی ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا سوچتا ہے یہی جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہون یعنی اپنے معشوق کے
سوچ مین ہون پس وہ بالکل معشوق ہی ہوگیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے پس ای عزیز جانتو کہ معرفت مین ایک مقام ہی جو کوئی اوس مقام پر
پہونچتا ہی وہ حقیقت مین دیکھتا ہی کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہے اور سب ایک ہی حیوان کے مانند
ہین اور آسمان مین ستارے وغیرہ اجزای عالم کو باہم ایسی نسبت ہی جیسے ایک ہی حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم
کو اپنے مدبر کے ساتھ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہی جیسی حیوان کے بدن کی حکومت کو روح اور عقل کے ساتھ کہ یہ مدبر بدن مین عالم
ہین سب وجہون ہی ایسی نسبت نہین جیسی نسبت بدن مین اور عقل و روح مین ہے اور تا وقتیکہ آدمی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ

نہ جان لیگا یہ باریک مضمون بھی اوسکی فہم مین نہ آئیگا عنوان کتاب مین ہمنے اسے اشارۃً کچھ بیان کیا ہے اس باب مین خاموش ہی رہنا اولیٰ اسواسطے کہ یہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سر و پا دلاتی اور ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتی ہے شعر دم بخود ہو سمجھ کچھ کہیے نہ بات * حق کہا جسنے وہی مارا گیا * اور تیسری توحید جسے توحید فعلی کہتے ہین اوسکا بیان احیاء العلوم مین مفصل لکھا گیا ہے اگر استعداد رکھتا ہے تو اوس مین دیکھ لے اور جسقدر شکر کی اصل مین ہم بیان کر چکے ہین یہان اوسیقدر جاننا کافی ہے یعنی آفتاب ماہتاب ستارے ابر و باران اور ہوا وغیرہ جنہین تو اسباب سمجھتا ہے یہ سب ایسے مسخر ہین جیسے کاتب کے ہاتھ مین قلم اسواسطے کہ ان مین سے کوئی بھی آپ سے جنبش نہین کرتا بلکہ انھین وقت پر بقدر ضرورت جنبش دیتے ہین پس انہی کامون کو حوالے کرنا خطا ہے جیسا کہ خلعت سرفرازی کو قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محل نظر ہے وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ تو سمجھتا ہے کہ آدمی بھی کچھ اختیار رکھتا حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ آدمی فی نفسہٖ مجبور و مضطر ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اوسکا کام وابستہ قدرت ہے اور قدرت ارادہ کی مسخر ہے حتی کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے مگر جب حق تعالی ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نہ کوئی بات چاہتا ہے پس جب قدرت ارادے کی مسخر ہوئی اور ارادہ اسکے اختیار مین نہین تو کچھ بھی اوسکے اختیار مین نہین اور وہ مجبور محض ہے اے عزیز یہ حال تجھے بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہین ایک یہ کہ مثلاً جب پانی پر پاؤن رکھتا ہے تو پانی پر پاؤن رکھتا ہے تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ اوسنے پانی کو چیر کر اوسکے ایک جزو کو دوسرے سے جدا کر دیا اسے فعل طبعی کہتے ہین دوسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی سانس لیتا ہے اسے فعل ارادی کہتے ہین تیسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی بات کہکر چلدیا اسے فعل اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی ظاہر ہے کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ جب وہ پانی پر پاؤن رکھیگا تو خواہ نخواہ اوسکی گرانی سے پانی پھٹ جائیگا یہ فعل اوسکے اختیار سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے ایسا ہی ہوگا بلکہ تو اگر پانی پر پتھر پھینکیگا تو بیشک وہ بھی پانی مین ڈوب جائیگا اور ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری ہی ہین ایسا ہونا ضرور ہے اور آدمی کا فعل ارادی جیسے سانس لینا اگر غور کیا جائے تو اوسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس نہین روک سکتا کیونکہ اوسے ایسا ہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہوتا ہے اور جب کوئی شخص چاہتا ہو کہ دور سے کسی آدمی کی آنکھ مین سوئی چبھو دے تو وہ آدمی ضرور بالضرور پلک جھپکا لیتا ہے اگر چاہے کہ پلک نہ جھپکاؤن تو یہ اوس سے نہین ہو سکتا کیونکہ آدمی کی خلقت ہی یون ہوئی ہے کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہو جائے جیسے کہ اوسکی خلقت اس بات کو چاہتی ہے کہ پانی مین کھڑا ہو تو ڈوب جائے پس ان دونون فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم ہو گئی مگر فعل اختیاری جیسے چلنا اور کہنا اسمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہ فعل کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر اے عزیز تو یہ جان لے کہ آدمی کسی کام کا ارادہ اوس وقت کرتا ہے جب اوسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیری بھلائی ہے کبھی اس مین غور و تامل کی حاجت نہین ہوتی جیسے سوئی چبھوتے وقت عقل نے حکم کر دیا کہ اس بات مین تیری بھلائی ہے تو اوسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا ہوتا ہے اور آدمی آپ سے اپنے اوپر چھری نہین مارتا جیسے دور سے سوئی چبھوتے وقت پلک جھپکا لینا مگر چونکہ اس بات کا علم ہمیشہ حاضر ہے اور بیرا ہتہ معلوم ہے

کہ سوئی کے سبب سے آنکھ کو نقصان ہوگا اور پلک بند کر لینے میں بھلائی ہے لہذا اسمیں غور و تامل کی حاجت نہیں ہوتی اسواسطے
کہ وہ دیر تامل سمجھتا ہو کہ آنکھ بند کر لینے میں بھلائی ہے اور بھلائی جاننے سے اوسمیں ارادہ پیدا ہوتا ہو اور ارادہ کے سبب سے قدرت
بالضرور کام میں آتی ہے اس جگہ جب تامل کر چکا تو اوسی صفت پر ہو گیا جس صفت پر اوس جگہ تھا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے
اسواسطے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کے مارنے کو لاٹھی اوٹھاتا ہو تو وہ آدمی بالطبع بھاگتا ہے حتی کہ اگر کسی چھت کے کنارے پہونچتا ہے
اور جانتا ہو کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے آسان ہو تو کود پڑتا ہے اور اگر جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے بڑھکر ہو تو خواہ نخواہ
پاؤں ٹھہر جاتا ہے اور کود پڑنے کی طاقت نہیں رکھتا اسواسطے کہ پاؤں کی حرکت ارادہ کی قید میں ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا تابع
ہے کہ عقل کہے کہ یہ کام اچھا ہے اور کرنے کے لائق ہے اسیواسطے ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھ بھی
رکھتا ہے اور چھری بھی مگر نہیں قتل کر سکتا اسواسطے کہ ہاتھ کی قدرت ارادہ کی مقید ہے اور ارادہ اس بات کا مقید ہے
کہ عقل حکم کرے کہ یہ کام خیر ہے حق میں بھلا اور کرنے کے قابل ہے اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل صاف
ہے کہ جو کچھ بہتر ہوتا ہے اوسکی صورت عقل میں آتی ہے چونکہ اپنا قتل کرنا بہتر نہیں ہوتا اوسکی صورت بھی آئینہ عقل میں نہیں ظاہر ہوتی
مگر اوسوقت کہ آدمی کسی ایسی بلا میں ہو جسکا متحمل نہیں اور اپنے تئیں قتل کر ڈالنا اوس بلا سے بہتر جانتا ہو پس اسی فعل اختیاری
اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اسکی بھلائی تمیز میں آتی ہے ورنہ جب یہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینے اور آنکھ بند کر لینے کی ضرورت
کی مثال ہو گیا اور حق تعالیٰ کی ضرورتیں یہ سب جاننا کی ضرورت کی مثل ہو اور یہ ایک بڑا سلسلہ ہے اسباب کے حلقے بہت ہیں کتاب
احیاء العلوم میں اسکی تفصیل مذکور ہے اور حق تعالیٰ نے قدرت جو آدمی میں پیدا کی ہے یہ اوس سلسلہ کے حلقوں میں سے ایک حلقہ
ہے جاہل آدمی گمان کرتا ہو کہ مجھے اختیار ہے یہ گمان کرنا غلطی محض ہے اسواسطے کہ آدمی کو اوس سے فقط اتنا ہی علاقہ ہے
کہ آدمی اوسکی گذرگاہ ہے پس آدمی با اختیار اور قدرت کا محل اور ہے کہ حق تعالیٰ اوس میں پیدا کر دیتا ہے پس چونکہ درخت ہوا کے
سبب سے ہلتا ہے اور اوس میں حق تعالیٰ نے قدرت و ارادہ کچھ نہیں پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محل قدرت و ارادہ نہ سمجھا
پس اس ہلنے کا نام اضطرار محض ہے اور چونکہ حق سبحانہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اوسکی قدرت اوسکو سوا اور کسی چیز کی مقید نہیں
تو اوسے اختراع کہتے ہیں اور چونکہ آدمی نہ ایسا ہے نہ ویسا اسواسطے کہ اوسکی قدرت اور ارادہ اور یہی سبب سبب سے تعلق رکھتا
ہے اوسکا اختیار نہیں تو اوسکا فعل نہ تو حق تعالیٰ کے فعل کے مانند ہوتا ہے تاکہ اوسے خلق و اختراع کہیں اور چونکہ آدمی
محل قدرت و ارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ اوس میں بالضرور قدرت و ارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے مثل بھی نہ ہوگا کہ اوسکے
فعل کو اضطرار محض کہیں بلکہ ایک اور ہی قسم ہوتی ہے لہذا اوسکے لیے ایک نام نکالا گیا اوسے کسب کہتے ہیں اس سب بیان سے
معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی ہی کے اختیار میں ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفس اختیار میں مجبور و مضطر ہے چاہے خواہ نخواہ
تو فی الحقیقت اوسکا اختیار میں کچھ نہیں **فصل** اگر یہ خیال گذرے گا تو کہیگا کہ اگر یہی بات ہو تو ثواب عذاب کیوں ہے اور شریعت کس واسطے
ہے اس لیے کہ آدمی کا تو کچھ اختیار ہی نہیں الیزید جانو کہ یہ مقام ہے جسمیں توحید و شریعت اور شرع اور توحید کے بیچ میں اس کا

عمیق مین اکثر ضعیف الایمان غرق ہوتے ہین جو اس بھنور سے اوسکا بیڑا پار ہوتا ہو جو پانی پر چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بھلا
پیر ہی چلکر بہت لوگ تو یون ڈوبنے سے بچکر اس دریا مین پیر ہی نہ رکھا تاکہ غرق نہ ہو جائین اور عوام الناس یہ جانتے ہی نہین انکو حال پر
بھی مہربانی ہے کہ انہین اس دریا کے کنارے آنے ہی نہ دین کہ ناگاہ ڈوب جائین اور جن لوگون نے دریای توحید مین پاؤن
رکھا اون مین سے اکثر اس سبب سے ڈوبتے ہین کہ پیرنا نہین جانتے اور شاید کہ انہین پیرنا سیکھنے کی سمجھ ہی نہین ہوتی یا خود انکو اوسپر
مقدور ہو کر اوسکا طلب نہین کرتے اور اس دریا مین ڈوب جاتے ہین اسواسطے کہ جانتے ہین کہ ہمارے اختیار مین کچھ بھی نہین خدا ہی
سب کچھ کرتا ہے اور جانتے ہین کہ ازل مین جسکی نسبت شقاوت کا حکم کر چکا وہ کوشش کرے اوس سے کچھ نہین ہو سکتا اور جسکی نسبت
سعادت کا حکم ہو چکا ہے پھر وہ کوشش کرے کیا حاجت ہی نہین یہ عقیدہ رکھنا بالکل جہل اور ضلالت ہے اور موجب ہلاکت ہے اور ہر چند
کہ ان امور کی حقیقت کتاب مین لکھنا نہ چاہیے لیکن جب سلسلہ سخن یہانتک پہونچا تو کچھ شمہ بیان کیا جاتا ہے اگر پوچھے تو
کہا کہ ثواب و عقاب کیون ہے جانتو کہ عقاب اس وجہ سے نہین ہے کہ تو نے برا کام کیا اور حق تعالی تجھپر خفا ہو کر اوسکے عوض
مین عقوبت کرتا ہے اور ثواب اس وجہ سے نہین ہے کہ تو نے اچھا کام کیا اور وہ تجھ سے خوش ہو کر اوسکے صلے مین تجھے خلعت
عنایت فرماتا ہے اسواسطے کہ یہ باتین حق سبحانہ تعالی کی شان عظمت سے دور ہین مگر خون یا صفرا یا اور کوئی خلط جب تیرے بدن
مین غالب ہوتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اوسے بیماری کہتے ہین اور جب دوا دارو کا اثر غالب ہوتا ہے تو اوس سے
ایک حالت پیدا ہوتی ہے اوسے صحت کہتے ہین اسیطرح جب خواہش اور غصہ تجھپر غالب ہوتا ہے اور تو اونکا قیدی ہو جاتا ہے
تو اوس سے ایک آگ پیدا ہو کر جان تک لگتی ہے اور اوس سے تیری ہلاکت ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے
الغضب قطعۃ من النار یعنی غصہ کو تو نے اپنے اوپر مسلط کر رکھا ہے غصہ مین آگ کا ایک ٹکڑا ہے اور جسطرح نور عقل کا
قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے اسیطرح نور ایمان دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور دوزخ کہتی ہے جز یا مومن فان
نورک اطفأ ناری یعنی دوزخ ایمان سے فریاد کرتی ہے یہ بات چیت درمیان مین نہین ہوتی بلکہ دوزخ کو نور کے آگے ٹھہرنے کی
طاقت نہین ہوتی اسطرح بھاگنے لگتی ہے جیسے پھر ہوا سے بھاگ جاتے ہین تو خواہش کی آگ بھی نور عقل کے سامنے
سے بھاگ جاتی ہے پس الغرض تیرے عذاب کے واسطے دوسری جگہ سے کوئی چیز نہین لاتے تیری ہی چیزین تجھے دینگے انما ہی اعمالکم
ترد الیکم پس تیری ہی شہوت اور تیرا ہی غصہ آتش دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتھ تیرے باطن مین موجود ہے اگر تجھے
علم الیقین ہوتا تو البتہ اوسکو دیکھتا جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم یعنی
الغرض جانتو کہ جسطرح زہر کا کھانا آدمی کو بیمار کر دیتا ہے اور بیماری آدمی کو قبر مین پہنچا دیتی ہے اسیطرح یہان زہر کا غصہ ہے
و انتقام اسیطرح معصیت اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کر دیتی ہے اور وہ بیماری دوزخ کی آگ ہو جاتی ہے اور وہ آگ آتش دوزخ
کی جنس سے ہے اس جہان کی آگ کی جنس سے نہین اور جسطرح سنگ مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسیطرح
دوزخ دوزخی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس مین کسیکے غصے کو دخل نہین اور ثواب کا حال بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اسواسطے کہ

ف ۱ کہتا ہے مومن دوزخ پر انکا نور جسکی آگ کو بجھاتا ہے ۱۲

بیان ہو چکا بالتحقیق یہ تو اوس اعتراض کا جواب ہے جو تو نے کہا تھا کہ ثواب عقاب کیون ہے اور یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ شریعت
کسواسطے مقرر ہوئی رسولون کو کس لیے بھیجا اوسکا جواب جان لے کہ یہ بھی ایک حکومت اور زبردستی ہے تاکہ خلق کو جبرًا قہرًا زنجیر مین
باندھکر بہشت مین لیجاے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ يُقَادُوْنَ اِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ اور تاکہ
کمند قہر مین الجھا کر دوزخ مین نہ جانے دے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنْتُمْ تَتَهَافَتُوْنَ عَلَى النَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ
بِحُجَزِكُمْ یعنی پروانہ کی طرح تم اپنی تئین آگ پر گراتے ہو اور مین تمہاری کمر پکڑ کر کھینچتا ہون گرنے نہین دیتا پس اے عزیز جان تو کہ
پیغمبرون کی بات حق تعالی کی جباری کی زنجیر کی ایک کڑی ہے کہ اوس سے تجھے سمجھ پیدا ہوتا ہے کہ راہ کو گمراہی سے تو پہچان لے
اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہو اور یہ معرفت وہراس آئینۂ عقل پر سے غبار دور کر دے تاکہ یہ بات کہ راہ دنیا کہ
راہ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے آئینۂ عقل مین نظر آتے اور یہ نظر آنے سے راہ آخرت اختیار کرنیکا ارادہ تجھ مین پیدا ہو اور ارادہ
کے سبب سے خواہ نخواہ اعضا حرکت کرین اسواسطے کہ اعضا ارادہ کے تابع ہین اور اس زنجیر مین تجھے باندھکر جبرًا قہرًا دوزخ سے
بچاتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین اور انبیا علیہ السلام کی مثال اوس چرواہے کی سی ہے جو بکریون کا گلہ رکھتا ہو اوسکے داہنے
پر ایک ہری بھری چراگاہ ہو اور بائین پر ایک غار ہو کہ اوس مین بہت سے بھیڑیے ہین پس یہ چرواہا غار کے کنارے کھڑا ہو کر
لاٹھی ہلاتا ہے تاکہ بکریان لاٹھی کے خوف سے پھر جائین اوس غار کیطرف نہ آئین چراگاہ کیطرف چلی جائین پیغمبرون کے
بھیجنے کا یہی فائدہ ہے اور اے عزیز یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ اگر روز ازل مین بندہ کی شقاوت کا حکم کیا ہے تو کوشش و محنت
سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہ بات صحیح ہے اور ایک وجہ سے غلط ہے یہ بات تیری ہلاکت کا سبب ہے اسواسطے کہ جس کسی کی نسبت
شقاوت کا حکم ہو چکا ہے اوسکی علامت یہی ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالے تاکہ وہ کوشش سے باز رہے نہ بیج بوئے نہ کھیت
کاٹے اور حق تعالی نے کسیکی موت کا یون حکم فرمایا ہو کہ یہ بھوک کے مارے مرجاے اسکی علامت یہی ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالدے
کہ ازل مین جب یہی حکم ہو چکا ہے کہ فاقون کے مارے مرجاؤنگا تو مجھے روٹی کھانے سے کیا فائدہ تو وہ روٹی مین ہاتھ نہ لگائیگا
اور روٹی نہ کھائیگا حتی کہ بالضرور مرجائیگا اور کہیگا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے کیا فائدہ ہوگا یہ سمجھکر نہ بوئیگا
حتی کہ کھیت بھی نہ کاٹیگا اور حق تعالی نے جسکی سعادت کا حکم کیا ہے اوسے یہ سمجھا دیتا ہے کہ جسکی نسبت مالدار ہونے
اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اوسے اسباب تونگری اور اسباب حیات کا حکم کیا ہے یعنی زراعت اور تجارت کرے اور روٹی کھائے
پس یہ حکم بیہودہ نہین بلکہ اسباب سے علاقہ رکھتا ہے اور حق تعالی نے جسکو جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اوسے اوس کام کے
اسباب مہیا کر دیتا ہے یہ نہین کہ بے سبب اوسکو اوس کام تک پہونچا دے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اے عزیز جو اعمال واحوال حق تعالی نے تجھ پر جبرًا قہرًا سپرد کرائے ہین اونسے تو اپنی عاقبت کی بشارت
معلوم کر جب علم پڑھنے مین جہد تکرار تجھ پر غالب ہو تو جان لے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ تجھکو سعادت اپنا سیکھانا فرشتہ
کا حکم کیا ہے بشرطیکہ تو پوری کوشش کرے اور بیکاری اور سستی چھوڑ دے اور اگر بیکاری اور سستی تجھ پر غالب ہو تو یہ بیہودہ بات

سوال [illegible]

تیرے دل مین ڈالی ہے کہ اگر وہ ازل مین تیری جہالت کا حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا حکمنامہ پڑھ لے اور جان لے کہ یہ اسی بات کی علامت ہے کہ تو امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچیگا غرضکہ آخرت کے امور کو دنیا کے کامون پر قیاس کر لے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ اور فرمایا ہے سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ایعزیز تو جب ان حقائق کو پہچان لیگا تو یہ تینون اشکال اوٹھ جاتین گے اور توحید ثابت ہو جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ شرع اور عقل اور توحید مین اہل بصیرت کے نزدیک کچھ تناقض نہین اس سے زیادہ ہم نہین بیان کر سکتے کہ اس کتاب مین ایسی باتون کی گنجائش نہین

دوسرا ایمان جو بنا ہی توکل ہے اوسکا بیان

ایعزیز جانتو کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ توکل دو ایمانون کا ثمرہ ہے ایک ایمان توحید کا دوسرے یہ کہ تو یہ ایمان لائے اور جان لے کہ خدا ہی پیدا کرنیوالا ہے اور سب اوسکے سبب سے ہے اور وہ سب کے ساتھ رحیم اور حکیم اور مہربان ہے اور اوسکی شفقت اور عنایت ہر ایک چیونٹی اور مچھر سے لیکر آدمی تک کے حق مین مان کی شفقت و رحمت سے جو اپنے فرزند پر ہوتی ہے زیادہ ہے چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے اور جان لے کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سبکو حق تعالی نے کمال جمال اور لطف اور حکمت سے اسطور پر پیدا کیا ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال تھا اور سمجھ لے کہ حق تعالی کسی چیز کو اپنی رحمت اور مہربانی سے محروم نہین رکھتا اور جو چیز پیدا کی ہے وہ جیسی چاہیے تھی ویسی ہی پیدا کی ہے اگر تمام روی زمین کے عقلا جمع ہون اور انہین کمال عقل و زیرکی عنایت ہو اور غور کرین کہ دنیا مین کوئی امر ہو اور ہر شے اس اندازہ پر ہے کہ ایسا ہونا چاہیے تھا چھوٹا یا بڑا یا بدتر یا بہتر ہونا چاہیے تھا تو ایسی کوئی چیز نہ پائین گے اور جان لین گے کہ سب کچھ ایسا ہی چاہیے تھا جیسا ہے جو چیز بہت بری ہے اوسکا کمال اسی مین ہے کہ بری ہو اگر بری نہوتی تو ناقص ہوتی اور حکمت فوت ہو جاتی اسواسطے کہ مثلا اگر کوئی چیز بری نہوتی تو اچھی چیز کی قدر کوئی بھی نہ جانتا اور اوس سے راحت نہ پاتا اور اگر ناقص چیز نہوتی تو کامل بھی نہوتی اور کامل کو اپنے کمال سے لذت نہوتی اسواسطے کہ کامل و ناقص باہم نسبت دیکر پہچان سکتے ہین مثلاً جب باپ ہیگا بیٹا ہوگا اور جب بیٹا نہوگا باپ بھی نہوگا اسواسطے کہ یہ چیزین ایک دوسرے کی مقابل ہین اور مقابلہ دو چیزون مین ہوتا ہے جب دوئی اوٹھ جائے تو دو چیزین ایک ہو جاتین مقابلہ اور جو چیز مقابلہ پر موقوف ہو باطل ہو جاوے اور معلوم کر لے کہ جائز ہے کہ کامون کی حکمت کو حق تعالی نے بندون پر پوشیدہ رکھا ہو مگر اس بات پر ایمان لازم ہے کہ سب کامون مین جو حق تعالی نے حکم کیا ہے اسی مین خیریت ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا پس دنیا مین بیماری اور عاجزی بلکہ کفر و معصیت اور ہلاکت اور نقصان اور درد و رنج جو کچھ ہے ہر ایک مین حق تعالی نے ایک حکمت رکھی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی چاہیے تھا کیونکہ جسے محتاج بنایا اس سبب سے بنایا کہ محتاجی ہی مین اوسکی بھلائی تھی وہ اگر مالدار ہوتا تو تباہ ہو جاتا اور جسے مالدار پیدا کیا اوسکا بھی ایسا ہی حال ہے یہ مضمون بھی دریای توحید کے مانند ایک بڑا دریا ہے بہت لوگ اس دریا مین ڈوب گئے ہین اسمین قضا و قدر کا بھید ہے کہ اوسے ظاہر کرنے کی اجازت نہین اگر اس دریا مین خوض کرون تو بات بڑھتی ہے مگر آدمی کو تمام ایمان کا بھید یہی ہے اور توکل کو بھی اسکی حاجت ہے توکل کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور خالق کی وحدانیت اور مہربانی پر ایمان لانیکا نتیجہ ہے اور اس حالت کے معنی یہ ہین کہ وکیل یعنی کارساز پر دل سے اعتماد کرنا اور اوس اعتماد کو مضبوط رکھنا اور اوسکے سبب سے آرام لینا تاکہ روزی مین خلل اگر اور اسباب ظاہر مین خلل پڑنے کی وجہ سے آدمی شکستہ دل نہو بلکہ حق تعالی پر بھروسا رکھے کہ وہی مجھے روزی پہونچاویگا اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر دغا اور فریب سے جھوٹا دعوی کرے اور یہ آدمی فریب دفع کرنے کو ایک وکیل پیش کرے تو اگر اوس آدمی کو وکیل کی تین صفتون پر ایمان ہوگا تو وکیل پر اوسکا دل اعتماد کریگا ایک یہ کہ وکیل دغا اور فریب کی صورتین خوب جانتا ہو دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ وکیل اوسکے اظہار کی دو طور سے قدرت رکھتا ہے ایک دلیری کی وجہ سے دوسرے خوش لسانی کے سبب سے اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات جانتا ہے مگر بزدلی یا کند زبانی کی وجہ سے اظہار نہین کرتا تیسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ میرا وکیل مجھپر نہایت مربی مہربان ہے حتی کہ میرے حق کی حفاظت پر جان ہی دیتا ہے آدمی جب یہ تینون اعتقاد رکھیگا تو اپنا دل مطمئن رکھیگا اور وکیل پر اعتماد کریگا اور اپنی طرف سے اوس مقدمے مین حیلہ و تدبیر نکریگا اسیطرح جو شخص نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْوَکِیْل کے معنی سمجھ لیگا اور ایمان لایا کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے سبب سے ہوتا ہے اوسکے سبب سے ہے اوسکے سوا اور کوئی فاعل نہین اور یہ کہ اوسکے علم اور اوسکی قدرت مین کچھ نقصان نہین اور اوسکی رحمت و عنایت ایسی بے نہایت ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال ہے تب حق تعالے کے فضل و کرم پر دل سے اعتماد کرکے حیلہ و تدبیر ترک کریگا اور سمجھیگا کہ روزی مقدر ہے اپنے وقت پر مجھے پہونچیگی اور خدا کے فضل و کرم سے میرے سب کام بنجائینگے اور ممکن ہے کہ اون صفات پر یقین ہو مگر وہ شخص بالطبع دل کا کچا اور ڈرپوک ہو اسواسطے کہ یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ آدمی جو کچھ بالیقین جانتا ہو طبیعت بھی اوسکی تابع ہو بلکہ طبیعت کبھی وہم کی تابع ہوتی ہے حالانکہ یقینا جانتا ہے کہ وہ وہم غلط ہے مثلا کوئی شخص حلوا کھاتا ہو اور کوئی آدمی اوسے نجاست کے ساتھ تشبیہ دے تو اوس کھانیوالے کی طبیعت مین ایسی کراہت آجاتی ہے کہ پھر وہ نہین کھاسکتا حالانکہ جانتا ہے کہ یہ تشبیہ جھوٹ ہے اور آدمی اگر چاہے کہ مردے کے ساتھ گھر مین اکیلا سو رہے تو نہین سوسکتا اگرچہ یقینا جانتا ہے کہ مردہ کنکر پتھر کے مثل ہے اوٹھتا نہین تس پر توکل کے واسطے یقین بھی قوی ہونا چاہیے اور دل بھی تاکہ وہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک اعتماد کامل اور آرام تمام حاصل ہو تب تک آدمی متوکل نہین ہوتا کیونکہ توکل کے معنی یہی ہین کہ کامون مین حق تعالی پر دل کا اعتماد کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یقین وثوق اور ایمان کامل تھا مگر عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے یقین تو ہے مگر چاہتا ہون کہ دل کو آرام اور اطمینان ہو جائے اسواسطے کہ ابتداء حال مین دل کا آرام خیال اور وہم کا تابع ہوتا ہے پھر جب نہایت کو پہونچتا ہے تو دل بھی یقین کا تابع ہوجاتا ہے پھر مشاہدہ ظاہری کی اوسے حاجت نہین رہتی

توکل کے درجون کا بیان

اے عزیز جانتو کہ توکل کے تین درجے ہین ایک یہ کہ متوکل کا حال اوس آدمی کے حال کے مانند ہو جو جھگڑے مین ایک وکیل چالاک بہت فصیح دلیر مہربان مقرر کرتا ہے اور اوسپر مطمئن رہتا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال بچے کے مثل ہو جو ہر آفت مین اپنی مان کے سوا اور کسیکو جانتا ہی نہین جب

بھوکا ہوتا ہو تو اپنی ماں ہی کو پکارتا ہی جب ڈرتا ہی تو اپنی ماں ہی کی پناہ لیتا ہی یہ بچہ کی سرشت ہی تکلف کو اسمین دخل ہی نہین یہ متوکل اپنے
وکیل مین ایسا مستغرق ہوتا ہی کہ اسے خود اپنے توکل کی خبر نہین ہوتی پہلے درجہ والے کو اپنے توکل کی خبر تھی کلفا اور اختیار سے
اپنے تئین توکل کی صفت پر لایا تھا تیسرا درجہ یہ ہی کہ متوکل کا حال ایسا ہو جیسے مردہ شو کے سامنے مردہ کا حال ہوتا ہی اور اپنے تئین مردہ سمجھ جاتے
کہ مین قدرت ازلی سے جنبش کرتا ہون اپنے اختیار سے نہین جیسے مردہ مردہ شو کے ہلانے سے ہلتا ہی اور اگر کوئی کام آوے
در پیش ہو تو اوس لڑکے کے مانند دعا بھی نہین کرتا جو کسی کام کے واسطے اپنی ماں کو پکارتا ہی بلکہ اوس لڑکے کے مانند ہو جاوے
جو جانتا ہے کہ اگرچہ مین اپنی ماں کو نہ پکارون ماں تو میرے حال سے خوب واقف ہی وہ خود میری تدبیر کریگی پس تیسرے درجہ مین
متوکل کا کچھ اختیار نہین ہوتا اور دوسرے درجہ مین کچھ اختیار نہین رہتا لیکن عاجزی اور دعا اور وکیل پر اعتماد کرنا باقی رہتا
اور پہلے درجے مین اختیار ہوتا ہے مگر اون ہی اسباب کی تدبیرین جو وکیل کی وضع اور عادت سے معلوم ہوئی ہون مثلاً جب
جانے کہ وکیل کی یہ عادت ہی کہ جب تک موکل حاضر نہو اور سجل حاضر نکرے وہ روبکاری نہین کرتا تو لا بد یہ سبب بھی اوسکا
پھر بھیتین انتظار ہو جائیگا کہ وکیل کیا کرتا ہے اور جو کچھ ہوگا اوسے وکیل ہی کی طرف سے جانیگا سجل حاضر کرنا بھی اوسی کی طرف
سمجھیگا اسواسطے کہ وکیل ہی کے اشارے سے اوسنے مہیا کی پس جو شخص توکل مین اس مقام پر ہوتا ہے وہ تجارت اور زراعت
اور اسباب ظاہری جو بموجب عادۃ اللہ جاری ہے اوس سے دست بردار نہوگا مگر باوصف اس دست بردار نہونے کے وہ متوکل ہے
اسواسطے کہ اپنی زراعت اور تجارت پر وہ بھروسا نہین کرتا بلکہ حق تعالی کے فضل و کرم پر اعتماد رکھتا ہو کہ اوسنے جسطرح حرکت
اور سامان زراعت مجھے عطا اور مہیا کر دیئے اور یہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی اوسیطرح تجارت اور زراعت سے وہی مقصود کو بھی
پہونچائیگا اور جو بات آنکھون کے سامنے آتی ہے اوسے خدا ہی کیطرف سے دیکھتا ہی چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئیگی اور لاحول
ولا قوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہین اسواسطے کہ حول حرکت کو کہتے ہین قوت قدرت کو پس بندہ جب جانتا ہے کہ حرکت اور قدرت میری طرف
سے نہین بلکہ خدا ہی کے سبب سے ہے جو کچھ دیکھتا ہے اوسی کی طرف سے دیکھتا ہے انکا حاصل جب کامون کو
اسباب کو سپرد کرنا آدمی کی نظر سے اوٹھ گیا حتی کہ سب کامون کو خدا ہی کیطرف سے دیکھنے لگا غیر خدا سے کوئی کام دیکھتا ہی نہین تو وہ
متوکل ہے مگر متوکل کا بہت بلند مقام یہ ہی جو حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے ذکر کیا ہی حضرت ابو موسی دیلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
کہ حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی سے مین نے پوچھا کہ توکل کیا ہی اونھون نے کہا کہ تم کسے توکل کہتے ہو مین نے کہا کہ مشائخ
نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہی کہ اگر تیرے داہنے بائین سانپ ہی سانپ ہون اور اژدہے ہون تو بھی تیرے دل مین حرکت و جنبش و گھبراہٹ
نہ پیدا ہو حضرت ابو یزید نے کہا یہ تو سہل بات ہی لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اہل دوزخ کو بالکل عذاب مین اور اہل جنت کو
نعمت مین دیکھے اور دل سے ان دونون مین فرق کرے وہ متوکل نہین ہی جو حضرت ابو یزید نے کہا وہی توکل کا بہت بلند مقام ہی
اور یہ ضرور نہین کہ متوکل حذر نکرے اسواسطے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ غار مین گئے تو سانپ کے بل مین اپنی ایڑی اڑا دی تھی حالانکہ وہ متوکل تھے اونھین سانپ سے حذر تھا بلکہ سانپ کے

خالق سے ڈرتھا کہ سانپ کو قوت اور حرکت دیدے ایسا متوکل سب چیزون مین لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے معنی دیکھتا ہی اور حضرت ابو یزید رحمہ اللہ تعالی کے قول مین اوس ایمان کیطرف اشارہ ہے جو اصل توکل ہے وہ ایمان بہت ہی عزیز الوجود ہی حق تعالی کے حکمت و عدل رحمت و فضل پر وہ ایمان ہوتا ہی کہ بندہ جانتا ہی کہ حق تعالی جو کچھ کرتا ہے وہ ایساہی کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے اس لحاظ سے عذاب اور نعمت مین فرق نہین کرتا

اعمال توکل کا بیان

ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے تین اصلون پر سب مقامات دین کا مدار رکھا علم پر حال پر عمل پر توکل کا علم اور حال تو بیان ہوچکا عمل باقی رہا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ شرط توکل یہ ہے کہ بندہ سب کامون کو خدا ہی پر چھوڑ دے اپنے اختیار سے ہرگز کچھ نکرے حتی کہ کسب بھی نکرے اور کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھو اور سانپ بچھو شیر سے نہ بھاگے اگر بیمار ہو تو دوا نہ پیے یہ سب باتین خطا ہین اسواسطے کہ خلاف شرع ہین اور توکل کی بنا شرع پر کی ہے پس مخالف شرع کیونکر ہوگا بلکہ آدمی کا اختیار یا اوس مال کے حاصل کرنے مین ہوگا جو اوسکے پاس نہین ہے یا اوس مال کی حفاظت کرنے مین جو اوسکے پاس ہے یا اوس ضرر سے بچنے مین جو اوسے نہ پہونچا ہو یا اوس ضرر کے زائل کرنے مین جو اوسے پہونچا ہو ان باتون مین سے ہر ہر بات مین توکل کا جدا جدا ایک حکم ہے ان چارون مقام کو ضرور مفصل بیان کرنا چاہیے پہلا مقام منفعت حاصل کرنے مین ہی یہ تین درجون پر ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ عادۃ اللہ مین سے کوئی عادت معلوم ہے کہ اوسکے بغیر کام نہو یا یقین ہے اوسے ترک کرنا دیوانہ پن ہی توکل نہین مثلا کوئی شخص کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے اور نوالہ بناکر منہ مین نرکھے کہ خدا خود اوسکا پیٹ بھر دیگا یا کھانے کو ہلائیگا وہ خود بخود اوسکے منہ مین چلا جائے یا کوئی شخص نکاح اور جماع نکرے کہ اوسکے اولاد ہو اور سمجھے کہ یہ توکل ہے حقیقت مین یہ حماقت ہی بلکہ جو سبب یقینی ہے اوسمین عمل اور سکر اوسے توکل نہین ہے علم اور حالت ہے علم یہ ہی کہ آدمی جان لے کہ ہاتھ کھانا قدرت حرکت منہ دانت سب خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اوسکے دل کو خدا کے فضل پر بھروسا ہو کھانے اور ہاتھ پر نہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ ہاتھ فی الحال شل ہوجائے اور کوئی کھانا چھین لے پس چاہیے کہ خدا کے فضل پر اور اوسکے پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے پر آدمی کی نظر ہو کہ اوسنے کھانا پیدا کرکے محفوظ رکھا اپنے قوت بازو پر نظر نہو دوسرا درجہ وہ اسباب ہین جو یقینی نہون مگر اکثر تو اونکے بغیر مطلب حاصل ہوتا ہو لیکن شاذ و نادر اونکے بغیر مطلب حاصل ہونا ممکن ہو جیسے سفر مین زادراہ لینا اس سے دست بردار ہونا بھی شرط توکل نہین اسواسطے کہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اگلے بزرگون کی عادت ہی مگر وہی شخص متوکل ہے جسکے دلکو زادراہ پر بھروسا نہو کیونکہ شاید یہ زادراہ چھن جائے بلکہ اس زادراہ کے پیدا کرنے والے اور محفوظ رکھنے والے پر بھروسا ہو لیکن اگر بے زادراہ لیے ہوے جنگل بیابان کو جانا درست ہے اور کمال توکل یہی ہے کھانا نہ کھانے کے مانند نہین اسواسطے کہ وہ توکل نہین ہے مگر ایسے مسافر کو درست ہے جس مین دو صفتین ہون ایک یہ کہ اتنی قوت حاصل کی ہو کہ اگر ہفتہ بھر کھانا نہ ملے تو بھوکا رہ سکے دوسرے گھاس پات کھاکر مدت تک زندگی بسر کرسکے جب مسافر اس صفت کا ہو تو غالب یہ ہے کہ جنگل بیابان مین وہان سے کھانا پہونچے جہان سے اوسکے گمان مین بھی نہو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ متوکل تھے اور اونمین یہ دونون صفتین بھی تھین جنگل مین تنہا بے زادراہ جاتے مگر سوئی اور نہرنی اور ڈول رسی اونکے ساتھ رہتا تھا

اسواسطے کہ یہ اسباب یقینی ہین کیونکہ ڈول رسی کے بغیر کوین سے پانی نہین نکلتا اور جنگل بیابان مین ڈول رسی کمان اور جب
کپڑا پھٹ جاتا ہے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز سے نہین سیا جاتا پس ایسے اسباب کو ترک کرنا توکل نہین بلکہ انمین بایں طور توکل ہوتا ہے
کہ فضل خدا پر بھروسا ہو ان اسباب پر نہین پس اگر کوئی شخص کسی ایسے غار مین بیٹھ رہے کہ ادھر سے کوئی آتا جاتا نہو اور وہان گھاس
بھی نہو اور کہے کہ مین توکل کرتا ہون تو یہ حرام ہے اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا ہوگا اور عادۃ اللہ وہ نہ جانتا ہوگا اسکی مثل اوس توکل
کی سی ہے جو وکیل کے پاس سجل نہ لیجاوے حالانکہ وکیل کی عادت جانتا ہو کہ وہ بے سجل بات تک نہین کرتا اگلے زمانے مین
ایک زاہد شہر سے باہر نکلکر ایک غار مین بیٹھ رہا اور توکل کیا تاکہ اوسکا رزق اوسے پہونچے ایک ہفتہ گذرا تھا کہ وہ مرنے کے قریب پہونچا
اور کوئی چیز اوسے نہ ملی اوس زمانے کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اوس زاہد سے کہدو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ
جب تک تو شہر مین پھر نہ آویگا اور خلق مین نہ بیٹھے گا تب تک مین تجھے روزی نہ دونگا جب وہ شہر مین پھر آیا تو ہر جگہ سے چیزین آنے
لگین اور اوسکے دل مین کچھ خدشہ آیا پھر وحی نازل ہوئی کہ تو نے چاہا تھا کہ اپنے زہد و توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے تو نہ سمجھا
کہ اپنے بندے کی روزی اور بندون کے ہاتھ سے دینا مجھ کو اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مین اپنے دست قدرت سے دون
اگر کوئی شخص شہر مین گھر کے اندر چھپ رہے اور دروازہ بند کر لے اور توکل کرے تو یہ حرام ہے کیونکہ اسباب یقینی سے کنارہ کرنا
نہ چاہیے لیکن اگر دروازہ نہ بند کرے اور توکل کر کے بیٹھ رہے تو درست ہے بشرطیکہ دروازے کی طرف اوسکی ٹکٹکی نہ بندھی رہے
کہ کبھی کوئی کچھ لاوے اور اوسکا دل لوگون مین نہ لگا رہے بلکہ خدا کے ساتھ دل لگائے ہوئے عبادت مین مشغول رہے اور اس بات
کو تحقیق جانے کہ چونکہ اسباب سے اوسنے بالکل کنارہ نہین کیا تو روزی سے محروم نہ رہیگا اس جگہ وہ بات صادق آئیگی جو بزرگون
نے کہی ہے کہ اگر بندہ اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اوسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور اگر حق تعالی سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھ کو
روزی نہ دینا تو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے نادان مین نے روزی نہ دینے کے واسطے کیا تجھے پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہوگا یہ
توکل بایں طور ہوتا ہے کہ آدمی اسباب سے کنارہ نکرے اور اسباب کے سبب سے روزی کو نجانے بلکہ مسبب الاسباب کی طرف دیکھے کہ سب بندگان خدا کی ہی ہوتی روزی
کھاتے ہین مگر بعضے سوال کی ذلت سے اور بعضے انتظار کے رنج و محنت جیسے سوداگر اور بعضے کوشش اور مشقت سے جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھ جیسے صوفی کہ خدا
ہی کی طرف ٹکٹکی باندھے رہتے ہین جو چیز اونہین پہونچتی ہے حق تعالی ہی کی طرف سے سمجھتے ہین خلق کو درمیان مین نہین دیکھتے
تیسرا درجہ وہ اسباب جو قطعی نہون اور اونکی حاجت بھی اکثر ہوتی ہو بلکہ اونہین منجملہ حیلہ و جستجو جانتے ہون کسب کے ساتھ ان اسباب
کی نسبت ایسی ہے جیسے بیماری کے ساتھ فال اور منتر اور داغ کی نسبت ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے متوکلون کا وصف یہ فرمایا ہے کہ وہ منتر اور داغ نہین کرتے یہ نہین فرمایا کہ کسب نہین کرتے اور شہر سے
نکلکر جنگل مین بیٹھ رہتے ہین پس اس مقام مین توکل کے تین درجے ہین پہلا درجہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ
نے کیا تھا کہ جنگل بیابان مین بے زاد راہ پھرا کرتے یہ درجہ سب سے بلند ہے یہ درجہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی
یکسو کا رہے یا گھاس پات کھا لے اگرچہ یہ بھی نہ ملے تو موت کا خوف اوسکے دل مین نہو اور جانے کہ اسی مین میری بہتری ہے

اسواسطے کہ جو شخص زادراہ لیتا ہے ممکن ہے کہ اوس سے چور چرا لیجائین اور وہ شخص جاتے راہ مین ہمیشہ احتمال نادر ہوا کرتا ہین
اوس سے حذر واجب نہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ متوکل کسب بھی نہین کرتا اور جنگل مین بھی نہین جاتا بلکہ کسی شہر کی مسجد مین بیٹھ رہتا
ہے مگر لوگون سے امیدوار نہین رہتا بلکہ حق تعالی کے فضل کی امید رکھتا ہے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کسب کرنے باہر نکلے اگر سبب
اور آداب شرع جنکا بیان کسب کے باب مین ہو چکا ہے اونکے موافق کسب کرے اور حیلہ و جستجو اور بڑی تدبیرون اور چالاکی
کے ساتھ روزی پیدا کرنے سے حذر کرے لیکن اگر ایسے اسباب مین مشغول ہوگا تو اوس شخص کے مانند ہو جائیگا جو منتر اور
داغ کرتا ہے توکل نہین کرتا اور کسب سے باز رہنا شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ جو متوکل
تھے اور توکل کا کوئی دقیقہ اونسے نہین چھوٹا جب خلیفہ ہوے کپڑون کا بقچہ اوٹھا کر تجارت کیواسطے بازار جایا کرتے لوگون نے
عرض کیا کہ یا خلیفہ عہد خلافت مین آپ تجارت کیون کرتے ہین فرمایا کہ اگر مین اپنے عیال کو ضائع کرون تو اور لوگون کو
بہت جلد ضائع کرونگا پھر آپ کے واسطے لوگون نے بیت المال سے کچھ معاش مقرر کر دی تب سے آپ بدلجمعی تمام ہر وقت
خلافت کے کاروبار مین مصروف رہا کرتے تو آپ کا توکل یہ تھا کہ مال و زر کی حرص نکرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا اوسے اپنی
پونجی سے نہ جانتے بلکہ یہ سمجھتے کہ خدا کی بخشش ہے اور اپنے مال کو اور مسلمانون کے مال سے زیادہ عزیز نہ رکھتے حاصل کلام
یہ ہے کہ توکل بے زہد کے نہین ہو سکتا پس زہد شرط توکل ہے اگرچہ توکل شرط زہد نہین حضرت ابو جعفر حداد خواجہ جنید
رحمہما اللہ تعالی کے پیر مرد متوکل تھے اونھون نے فرمایا ہے کہ بیس برس تک مین نے اپنے توکل کو پوشیدہ رکھا بازار
مین جاکر ہر روز ایک دینار کماتا اور اوس مین سے ایک قیراط دیکر حمام نہ جاتا بلکہ سب خیرات کر دیتا حضرت جنید اونکے سامنے توکل کا
ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پیر کے سامنے ایسے مقام کی گفتگو کرون جو اون ہی کا مقام ہے اور جو صوفی
جو خانقاہ مین گوشہ نشین ہوتے ہین اور اونکے خادم کسب کے واسطے باہر جاتے ہین اونکا توکل ایسا ضعیف ہے جیسے
کسب کرنیوالے کا توکل اور توکل درست ہونے کی بہت سی شرطین ہین لیکن اگر کوئی شخص فتوح کی امید پر بیٹھا رہے
تو یہ توکل کے قریب ہے لیکن جہان وہ بیٹھا ہے اگر وہ جگہ مشہور ہے تو وہ شخص بازاری کے مانند ہے اور اس بات کا
خوف ہے کہ شہرت کی وجہ سے دل کو سکون ہو لیکن اگر اسکی طرف دل ملتفت نہو تو وہ توکل کسب کرنیوالے کے توکل کے
مانند ہوگا اس باب مین اصل یہ ہے کہ آدمی خلائق پر نظر نہ رکھے اور کسی سبب پر بھروسا نکرے مسبب الاسباب ہی پر اعتماد
رکھے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو مین نے دیکھا کہ میرے ساتھ رہنے پر
وہ راضی تھے مگر مین نے اونھین چھوڑ دیا کہ مبادا میرا دل اونپر بھروسا کرے اونکے سبب سے آرام پاے اور میرا توکل ناقص
ہو جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے ایک مزدور لگایا اور شاگرد سے فرمایا کہ اسے مزدوری سے کچھ زیادہ دو مزدور
نے قبول نہ کیا جب وہ مزدور باہر گیا تو امام موصوف نے شاگرد سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے لیجا شاید لیلے شاگرد نے کہا
کیون فرمایا کہ اوسوقت اوسنے اپنے دل مین اسکی طمع دیکھی ہوگی اسوجہ سے نہ لیا اب طمع جاتی رہی ہو تو شاید لیلے

غرضکہ کسب کرنیوالے کا توکل یہی ہے کہ پونجی پر دل سے اعتماد نکرے اسکی شناخت یہ ہے کہ اگر مال چوری جاتے تو اوسکا دل
مکدر نہو اور رزق سے نا امید نہو جائے جب فضل الٰہی کا بھروسا رکھتا ہے تو سمجھ لے کہ خدا اوسکی روزی ایسی جگہ
سے پہونچاویگا جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہین اگر خدا نہ پہونچاوے تو سمجھ لے کہ اسی مین میری بہتری ہے یہ حالت
پیدا کرنے کی تدبیر العزیز جانتو کہ یہ حالت بہت نادر ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور وہ مال چوری جاوے یا خراب
ہو جاوے تو اوسکا دل برقرار رہے پراگندہ نہونے پاوے اگرچہ یہ حالت نادر ہے مگر محال نہین یہ حالت باینطور حاصل
ہوتی ہے کہ آدمی کو حق تعالی کے کمال فضل و رحمت اور کمال قدرت پر ایمان اور یقین حاصل ہو یہانتک کہ جان لے
کہ وہ بہتون کو بے پونجی کے روزی دیتا ہے اور بہت پونجی ایسی ہوتی ہین جنکے سبب سے وہ شخص ہلاک ہو جاتے
پس اوسکی پونجی کے ضائع ہو جانے مین خیر ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ
رات کو ایسے کام کا خیال کرتا ہے جسمین اوسکی ہلاکت ہو اور حق سبحانہ تعالی عرش کے پر سے بنظر عنایت اوسکی طرف
دیکھتا ہے اور اوسکا وہ کام نہین ہوتا صبح کو وہ شخص غمگین اٹھتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے کہ یہ کام کس نے بگاڑا
اور کیون بگاڑا اور اوسے خیال ہوتا ہے کہ پڑوسی نے بگاڑا اور چچا زاد بھائی نے بگاڑا حالانکہ خود رحمت خدا اوسکے
شامل حال ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے کہ مین اس سے کچھ باک نہین رکھتا
کہ صبح کو فقیر اوٹھون یا امیر اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ خیر کس بات مین ہے اور آدمیکو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ محتاجی کا خوف
اور گمان بد شیطان تلقین کرتا ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ اور خدا کی نظر عنایت پر اعتماد رکھنا
کمال معرفت سے خصوصًا یہ بات جان لے کہ جنھین کوئی جانتا بھی نہین اون پوشیدہ اسباب سے اکثر روزی پہونچتی ہے اور
اسباب پوشیدہ پر بھی اعتماد نکرے بلکہ مسبب الاسباب کی ضمانت پر بھروسا کرے ایک عابد متوکل کسی مسجد مین تھا امام مسجد نے
کئی بار اوس سے کہا کہ تو بالکل نادار ہے اگر کچھ کسب کرے تو بہتر ہے عابد نے کہا کہ پڑوس کا ایک یہودی روز دو روٹیان پہونچانے
کا کفیل ہوا ہے امام نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کسب نکرنا روا ہے عابد بولا اے جوانمرد اولے یہ ہے کہ تو امامت نکیا کر اسواسطے
کہ تیرے نزدیک یہودی کی کفالت خدا کی ضمانت سے قوی تر ہے ایک مسجد کے امام نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو روٹی
کہان سے کھاتا ہے اوسنے کہا ٹھہر جا تاکہ جو نمازین تیرے پیچھے پڑھی ہین اونھین قضا کر لون اسواسطے کہ تو خدا کی ضمانت پر ایمان
نہین رکھتا ہے جن لوگون نے یہ بات آزمائی ہے اونھون نے ایسی جگہ سے فتوحین دیکھین ہین جہان سے امید نرکھتے
تھے یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا اسپر ان لوگون کا ایمان مضبوط ہو گیا تھا
حضرت حذیفہ غشی سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہا اللہ تعالی سے تمنے کیا بات عجیب دیکھی اسواسطے کہ تمنے
اونکی خدمت کی ہے اونھون نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ مین ہم دو تین آدمی بہت بھوکے رہے جب کوفے مین پہونچے
تو اوسکا اثر مجھ مین پیدا ہوا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھوک کے سبب سے تجھے ضعف ہو گیا مین نے کہا ہان کہا

قلم دوات اور کاغذ لا مین لایا اونھون نے اوس مین یہ لکہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اسے وہ کہ ہر حال مین تو ہی مقصود ہے اور سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے مین تیرا ثنا خوان اور شاکر اور ذاکر ہون مگر ننگا بہوکا پیاسا ہون یہ تین چیزین یعنی ثنا اور ذکر اور شکر جو تیرا حق ہے انکا مین ضامن ہون اور وہ تین چیزین یعنی کہانا پانی کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اوسکا ضامن ہو یہ لکہکر رقعہ مجھے دیا اور کہا کہ باہر جا اور دل کسی سے نہ لگا سب سے پہلے جسے دیکہنا اوسے یہ رقعہ دیدینا مین باہر چلا آیا تو ایک شخص کو اونٹ پر سوار دیکہا رقعہ اوسے دیدیا رقعہ پڑھکر وہ رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعہ کا لکہنے والا کہان ہے مین نے کہا مسجد مین اوسنے چہہ سو دینار کی تہیلی مجھے دی مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اونہون نے کہا کہ ایک نصرانی ہے حضرت ابراہیم ادہم کی خدمت مین جاکر مین نے سب ماجرا بیان کیا اونھون نے فرمایا کہ اس تہیلی مین ہاتھ نہ لگانا دم بھر مین اس تھیلی کا مالک آیا ہی چاہتا ہے فورًا وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادہم کے قدم کو بوسہ دیکر ایمان سے مشرف ہوا اور حضرت ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ مین دس دن تک مین بہوکا رہا آخر بیتاب ہوکر باہر نکلا تو کیا دیکہتا ہون کہ زمین پر ایک شلغم پڑا ہے مین نے اپنے جی مین کہا کہ اسے اوٹھا لون میرے دل سے آواز آئی کہ دس دن سے تو بہوکا ہے آخر سڑا ہوا شلغم تجھے نصیب ہوا پس مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور مسجد مین چلا آیا ایک شخص آ پہونچا اور پٹاری بہر روغنی ٹکیان اور شکر اور مغز بادام لاکر میرے سامنے رکہا اور کہنے لگا کہ مین دریا کے سفر مین تہا طوفان جو آیا تو مین نے نذر کی کہ اگر مین سلامت بچون گا تو یہ چیزین اوس درویش کو دونگا جس سے پہلے ملاقات ہو مین نے ہر ایک مین سے مٹھی مٹھی بھر لیکر کہا کہ باقی مین نے تجھے بخشا پھر مین نے اپنے دل سے کہا کہ دیکہہ تو خدا کیسا رزاق مطلق ہے کہ دریا مین ہوا تیری روزی کا بندوبست کرنیکا حکم فرمایا اور تو اور اور جگہ سے تلاش کرتا ہے پس ایسی نادر حکایتون کا معلوم کرنا آدمی کے ایمان کو قوی کرتا ہے

عیالدار کے توکل کا بیان

العزیز جانتو کہ عیالدار آدمی کو کسب سے دست بردار ہوکر جنگل بیابان مین پہرنا لائق نہین بلکہ عیالدار کا توکل یہی ہے جو تیسرے درجے مین مذکور ہوا وہ کسب کرنیوالے کا توکل ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کرتے تھے اسواسطے کہ توکل اوسی کو لائق ہے جسمین وہ صفتین پائی جائین ایک یہ کہ بہوک پر صبر کرسکے اور جسقدر میسر ہوا اوسپر قناعت کرسکے اگرچہ وہ گہاس ہی ہو دوسرے یہ کہ اس بات کا ایمان رکہتا ہو کہ شاید بہوک اور موت میری روزی ہے اور اسی مین میری بہتری ہے مگر عیال کو اس بات پر آدمی مستقل نہین رکہہ سکتا بلکہ حقیقت مین اوسکا نفس بہی اوسکے عیال کا حکم رکہتا ہے اگر بہوک پر صبر کی طاقت نہین رکہتا اور مضطرب ہو جائیگا تو اوس شخص کو کسب چہوڑکر توکل نکرنا چاہیے اور اگر عیال بہی صبر کی طاقت رکہے اور توکل کی اجازت دے تو کسب نکرنا درست ہے پس فرق یہی ہے کہ اپنے تئین جبرًا قہرًا بہوکا رکہنا درست ہے اور عیال کو بہوکا رکہنا درست نہین اور جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے اور وہ تقوی اور پرہیزگاری مین مشغول ہوتا ہے تو اگرچہ وہ کسب نکرے مگر اوسکے رزق کے اسباب ظاہر اور مہیا ہو جاتے ہین جیسے وہ بچہ جو اپنی مان کے پیٹ مین کسب سے عاجز ہے حق تعالی اوسے اوسکا رزق ناف کی راہ سے پہونچاتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلتا ہے

تو حق تعالی مان کی چھاتیون سے رزق پہونچاتا ہے جب اوسکو کھانا کھا سکتا ہے تو وقت پر دانت پیدا کرتا ہے اور اگر مان باپ جاتے
رہین اور بچہ یتیم رہجاتا ہے توجسطرح مان پر شفقت کو مسلط کر دیا تھا کہ اوسے اچھی طرح رکھتی تھی اوسیطرح شفقت کو اورون پر
مسلط کر دیتا ہے حتی کہ یتیم پر مہربانی کرنا خلق کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے پہلے تو ایک ہی مادر مشفقہ تھی اورون نے بچہ کو
اوسی پر چھوڑ دیا تھا جب مان گذر گئی تو ہزار آدمیون کو اوسپر شفقت کرنے کے واسطے اوٹھا کھڑا کیا جب وہ لڑکا بہت بڑا ہوا
اوسے کسب کی قدرت مرحمت فرمائی اور کسب کی خواہش اوسپر مسلط کر دی تاکہ جو شفقت اوسپر تعینات کر دی ہے اوسکے
سبب سے وہ اوسیطرح اپنی اب غمخواری کرے جسطرح مادر مشفقہ اپنی شفقت سے اوسکی غمخواری کرتی تھی اگر اس خواہش
کسب کو حق تعالی اوس سے لیتا ہے تاکہ اپنے کسب سے یتیم ہوکر زہد و تقوی کی طرف متوجہ ہو تو تمام مخلوقات کے دلون کو اوسپر
شفقت و مہربانی کرنے سے بھر دیتا ہے حتی کہ سب کہتے ہین کہ یہ مرد خدا کی طرف مشغول ہے جو چیز بہتر اور بہت خوب ہو
وہ اسے دینا چاہیے پہلے تو یہ اپنے اوپر اکیلا آپ ہی شفقت کرتا تھا اب تمام خلق اوسپر یتیم کیطرح شفقت کرنے لگتی
ہے لیکن اگر وہ کسب کر سکتا ہے اور سستی اور بیہودہ پن مین مشغول ہوتا ہے تو یہ شفقت کی حالت لوگون کے دلون مین
نہین پیدا ہوتی اوسے توکل اور ترک کسب درست نہین اسواسطے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف مشغول ہے تو اوسے
اپنی غمخواری بھی کرنا چاہیے پس آدمی اگر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے سے یتیم ہو جاتا ہے تو اوس وقت
حق تعالے خلق کے دلون کو اوسپر مشفق و مہربان کر دیتا ہے اسی سبب سے ہے کہ کبھی کسینے کوئی متقی ہرگز نہین
دیکھا کہ بھوک کے مارے مرگیا ہو پس جو کوئی اس بات مین خوب غور کرے کہ خداوند عالم نے ملک و ملکوت کے کامون کی کیسی
تدبیر کی اور کیا خوب انتظام تام رکھا ہے تو ضرور بالضرور اوسے اس آیہ کریمہ کے مضمون کا مشاہدہ ہو جائیگا وَمَا مِنْ
دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور سمجھ لیگا کہ خداوند عالم نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ
اور برباد نہ رہے مگر نادر اور وہ بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی بہتری اسی مین ہوتی ہے اس سبب سے نہین کہ کسب سے
وہ دست بردار ہو گیا اسواسطے کہ جس کسینے بہت سا مال کسب کیا ہو اوسکا بھی تباہ اور خراب ہونا نادر ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے چونکہ یہ حال مشاہدہ کیے
دیکھا تو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ بصرہ کے سب لوگ میرے عیال ہون اور گیہون کا ایک ایک دانہ ایک ایک دینار کو ہو جاے حضرت وہب بن ورد رحمہ اللہ تعالی کہا ہے
کہ اگر آسمان لوہے کا اور زمین کانسہ کی ہو اور مین اپنے دل مین اپنی روزی کا رنج دیکھون تو ڈرتا ہون کہ مشرک ہو جاؤن اور حق تعالے
نے رزق کو آسمان پر حوالہ کیا ہے تاکہ لوگ جانین کہ کسیکو اوسپر دسترس نہین لوگون کی ایک جماعت حضرت جنید قدس
سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم اپنی روزی ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ کہان ہے تو ڈھونڈھو کہا کہ خدا سے مانگین
فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ تمہین بھول گیا ہے تو اوسے یاد دلاؤ کہا توکل کرین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ آزمائش کے
طور پر توکل کرنا شک ہے کہا پھر کیا تدبیر ہے فرمایا تدبیر سے دست بردار ہونا پس درحقیقت رزق کے بارے مین رزاق
مطلق کی ضمانت کافی ہے جسے رزق چاہیے ہو وہ اوسیکی طرف متوجہ ہو جاے دوسرا مقام توکل مین ذخیرہ جمع کرنا ہے

اور نہین ہے کوئی چارپایہ زمین پر مگر اللہ ہی پر ہے رزق اوسکا ۱۲

ایضاً یہ جانو کہ جسنے اپنا خرچ یکسالہ جمع کیا وہ درجۂ توکل سے گر گیا اسواسطے اوسنے اسباب خفی چھوڑ کر اسباب ظاہری پر بھروسا
کیا کیونکہ ہر سال بکر رہوتا ہے مگر جس شخص نے وقت پر ضرورت کے قدر کھانے پر جس سے پیٹ بھر جاوے اور ضرورت قدر کپڑے
پر جس سے بدن ڈہپ جاتے قناعت کی اسنے توکل پورا کیا لیکن اگر چالیس دن کی قدر ذخیرہ کر رکھیگا تو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین
کہ اوسکا توکل باطل ہوگا اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو باطل ہو جاویگا اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ کسیقدر بہی ذخیرہ کرنا توکل
باطل کر دیتا ہے اور ابو طالب مکی قدس سرہ نے کہا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کے واسطے ذخیرہ کر رکھنے سے بہی
توکل باطل نہین ہوتا بشرطیکہ ذخیرہ کر رکھنے پر آدمی بھروسا نکرے حسین مغازلی رحمہ اللہ تعالی حضرت بشر حافی قدس سرہ کے
مرید تھے اونھون نے کہا ہے کہ ایکدن ایک ادہیڑ آدمی حضرت بشر حافی کی خدمت مین آیا حضرت بشر حافی نے مٹھی بھر
چاندی مجھے دیکر فرمایا کہ بہت اچھا اور خوش مزہ کھانا مول لا حالانکہ کبھی مین نے یہ بات اونسے نہ سنی تھی مین کھانا
لایا اونھون نے اوس آدمی کے ساتھہ کھایا حالانکہ مین نے کبھی اونہین کسی کے ساتھہ کھانا کھاتے نہ دیکھا تھا جب وہ کھا چکے
تو اوسمین سے بہت سا کھانا بچ رہا پس وہ ادہیڑ آدمی باقی کھانا سمیٹ کر اوٹھا لیگیا مجھے تعجب ہوا کہ بے اجازت
اوسنے ایسا امر کیا حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ تجھے تعجب آیا مین نے کہا ہان فرمایا یہ حضرت فتح موصلی تھے آج شہر موصل سے میری
ملاقات کو آئے تھے اور کھانا اسواسطے اوٹھا لے گئے تاکہ مجھے تعلیم کردین کہ جب توکل پورا اور درست ہو تو ذخیرہ کرنا
نقصان نہین رکھتا پس حقیقت یہ ہے کہ تہوڑی امید توکل کی اصل ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اپنے واسطے ذخیرہ نکرے
پس اگر ذخیرہ کرے اور اپنے ہاتھہ مین مال کو ایسا جانے جیسا خزانۂ خدا مین اور اوسپر بھروسا نکرے تو توکل باطل نہین
ہوتا یہ جو ہمنے کہا یہ مرد مجرد کا حکم ہے اور عیالدار اگر خرچ یکسالہ ذخیرہ کر رکھے تو بھی اوسکا توکل باطل نہوگا لیکن اگر زیادہ جمع کر رکھیگا
تو البتہ توکل جاتا رہیگا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے اونکے ضعف دل کے سبب سے قوت یکسالہ رکھتے
تھے اور اپنے واسطے صبح سے شام تک کا بھی قوت نہ چھوڑتے تھے حالانکہ اگر آپ رکھہ چھوڑتے تو آپکے توکل مین کچھہ
نقصان نکرتا اسواسطے کہ اوسکا آپکے ہاتھہ مین ہونا اور غیر کے ہاتھہ مین ہونا آپ کے نزدیک یکسان تھا مگر خلق کو اوسکے
درجہ ضعف کے موافق آپ نے تعلیم فرما دیا حدیث شریف مین ہے کہ اصحاب صفہ مین ایک صحابی نے انتقال کیا اونکے
کپڑے مین لوگون نے دو دینار پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو داغ ہونگے اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اونہون
وغا سے اپنے تئین مجرد ظاہر کیا اور عذاب کے طور پر آگ کے یہ دو داغ ہون دوسری یہ کہ اوسنے دغا نہ کی ہو مگر ذخیرہ کرنے
سے اوسکے درجے کو اوس جہان مین گھٹا دیا ہو جسطرح چہرے پر دو داغ ہونے سے جمال مین نقصان آجاتا ہے
جیسا کہ دوسرے درویش کے حق مین فرمایا تھا یعنی جب اوسنے انتقال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسکا
چہرہ چودھوین رات کے چاند کا سا ہوگا اور اگر ایک خصلت اسمین نہوتی تو آفتاب کے مانند ہوتا وہ خصلت یہ تھی کہ ایک
جڑاول دوسرے جاڑون تک رکھتا تھا اور ایک گرمی کے کپڑے دوسری گرمی کی فصل تک رکھہ چھوڑتا تھا اور فرمایا

کہ

کہ یقین و صبر سب چیزون سے کم تمھین ملے ہین یعنی کپڑا رکھ چھوڑنا یقین کم ہونے کے سبب سے ہوتا ہے مگر اس بات پر اتفاق
ہے کہ دسترخوان گھڑا لوٹا کٹورا اور جو چیزین ہمیشہ کام آتی ہین انکا رکھ چھوڑنا درست ہو اسواسطے کہ عادۃ اللہ یون جاری ہے
کہ روئی کپڑا ہر سال اور یہی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ برتن وغیرہ ہر گھڑی نہین پیدا ہوتے اور عادۃ اللہ کے خلاف کرنا
درست نہین لیکن گرمی کے کپڑے جاڑون مین کام نہین آتے اور اونکا رکھ چھوڑنا ضعف یقین سے ہوتا ہے **فصل**
اے عزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر ذخیرہ نکر رکھیگا تو اوسکا دل مضطرب ہوگا اور خلق سے امیدوار رہیگا ایسے آدمی کو ذخیرہ
کر رکھنا اولیٰ ہے بلکہ اگر ایسا ہو کہ اوسکا دل مطمئن نہ رہے اور ذکر و فکر مین مشغول نہو سکے مگر بقدر کفایت زمین رکھنے سے
مطمئن اور مشغول ہو تو اوسے یہی اولیٰ ہے کہ بقدر کفایت زمین رکھے اسواسطے کہ ان سب باتون سے دل ہی مقصود ہے
تاکہ حق تعالیٰ کے ذکر مین ڈوبا رہے اور بعضے دل ایسے ہوتے ہین کہ مال کا ہونا اونھین یاد خدا سے باز رکھتا ہے اور
مفلسی مین تسکین حاصل ہوتی ہے ایسا دل بہت شریف ہوتا ہے اور بعض دل ایسا ہوتا ہے کہ قدر کفایت کے بغیر
اوسے تسکین نہین ہوتی ایسے شخص کو زمین رکھنا اولیٰ ہے لیکن اگر تجمل اور شان و شوکت زیادہ ہونے کے بغیر دل کو
تسکین نہو تو ایسا دل دینداروں کے دلون مین سے نہین ہے اور اسکا کچھ حساب نہین **تیسرا مقام** اون اسباب
کا بیان جنسے رفع ضرر ہو اے عزیز جانتو کہ جو سبب یقینی یا اکثر ہوتا ہے اوس سے حذر کرنا شرط توکل نہین ہے بلکہ متوکل اگر
دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تاکہ چور مال نہ لیجاتے تو توکل باطل نہوگا اور ہتھیار سنبھالکر دشمن سے بچے تو بھی توکل نہ باطل
ہوگا اور اگر لبادہ پہنے تاکہ سردی نہ معلوم ہو تو بھی توکل باطل نہوگا لیکن اگر مثلاً سیر ہوکر کھانا کھاتے تاکہ حرارت درونی
غالب ہو جاتے اور سردی نہ معلوم ہو تو ایسے باریک اسباب توکل کو توڑ ڈالتے ہین جیسے داغ اور منتر مگر جو چیز اسباب
ظاہر مین سے ہے اوس سے دستبردار ہونا شرط توکل نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر
ہوا آپ نے فرمایا تو نے اونٹ کیا کیا اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے اوسے چھوڑ دیا اور توکل کیا فرمایا اوسے باندہ
اور توکل کر لیکن اگر آدمی سے کوئی رنج پہونچے اوسکا متحمل ہونا اور اوسے دفع نکرنا منجملہ توکل ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور فرمایا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ لیکن اگر
سانپ بچھو درندون سے رنج پہونچے تو صبر کرنا نہ چاہیے دفع کرنا چاہیے پس جسنے دشمن سے بچنے کے واسطے ہتھیار سنبھالا
وہ بایں طور متوکل ہوتا ہے کہ اپنے قوت بازو اور ہتھیار پر بھروسا نکرے اور جب گھر کے دروازے مین قفل چڑھا دیا تو
قفل پر بھروسا نکرے اسواسطے کہ بہتیرے قفل چور کو دفع نہین کرتے اور متوکل کی علامت یہ ہے کہ اگر گھر مین جاتے
اور چور مال لے گیا ہو تو قضای الٰہی پر راضی رہے رنجیدہ نہو بلکہ جب باہر جانے لگے تو زبان حال سے کہے کہ اے
اللہ مین اسواسطے قفل نہین لگاتا ہون کہ تیری مشیت اور قضا کو دفع کرون اسلیے لگاتا ہون کہ تیری عادت کی موافقت
کرون اگر اس مال پر تو کسیکو مسلط کر دیگا تو مین تیرے حکم سے راضی ہون اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ مال اور کسیکی

٥٧ ہر آئینہ صبر کرینگے ہم اوسپر جو کچھ تکلیف دی تمنے ہمین اور خدا ہی پر چاہیے کہ توکل کرین توکل کرنیوالے ١٢

روزی کے واسطے تو نے پیدا کر کے عاریۃً مجھے سپرد کیا ہے یا میری ہی روزی کے لیے پیدا کیا ہے پس اگر گھر کا دروازہ بند کر جاتے
اور پھر اگر مال کو گھر مین نہ دیکھے اور رنجیدہ ہو تو اسکا نتیجہ یہی ہے کہ جان لے کہ میرا توکل درست نہین توکل کا جو خیال آیا تھا
یہ نفس نے دھوکا دیا تھا لیکن اگر چپ رہے اور گلہ نکرے تو بارے صبر ہی کا درجہ پایا اور شکایت کرنے پر مستعد ہوگا اور چور
کی تلاشی مین کد کریگا تو صبر کے مرتبے سے بھی گر گیا اور جان لے کہ مین نہ صابرون مین سے ہون نہ متوکلون مین سے
تاکہ صبر و توکل کا دعوی تو بالای طاق رکھے غیر اوسے چور سے یہی بڑا فائدہ ہوا **سوال** اگر کوئی کہے کہ وہ اگر مال کا محتاج نہوتا
تو دروازہ نہ بند کرتا اور مال کی حفاظت نہ کرتا جب اوسنے اپنی حاجت کے واسطے مال کی حفاظت کی اور چور چورا
لے گئے تو کیونکر ممکن ہے کہ رنجیدہ نہو جواب یہ ہے کہ اسطرح ممکن ہے کہ جب تک وہ مال خدا نے اوسے دیا تھا تو وہ خیال کرتا تھا کہ میری بھلائی اسی مین
ہے کہ میرے پاس ہے اور اس بھلائی کی علامت یہ ہے کہ خدا نے وہ مال اوسے دیا تھا اب اوسکی بھلائی اسی مین ہے کہ اوسکو پاس
نہ رہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا نے اوس سے لے لیا پس دونون حالتون مین اپنی بھلائی کی وجہ سے خوش ہے
اور اس بات کا ایمان لاوے کہ حق تعالی اوسکے حق مین وہی کرتا ہے جس مین اوسکی بھلائی ہے وہ اپنی بھلائی نہین جانتا خدا ہی
خوب جانتا ہے اسکی مثال اوس بیمار کی سی ہے جسکا پدر مشفق طبیب ہو اگر اوس بیمار کو گوشت کھلاتا ہے تو بھی وہ بیمار
خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مین میری تندرستی کے آثار نہوتے تو یہ کھانیکو نہ دیتا اور اگر گوشت اوسکے ہاتھ سے چھین لیتا ہے
تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ گوشت میرے حق مین مضر نہوتا تو یہ چھین نہ لیتا آدمی کو جب تک یہ ایمان
نہو تب تک اوس سے توکل نہوگا توکل کا دعوی بیجا اور بے اصل ہوگا **متوکل کے آداب** ایعزیز جانتو کہ جب مال چوری
جاتے تو متوکل کو چاہیے کہ چھ آداب بجالاتے پہلا ادب یہ ہے کہ دروازہ بند کرنے مین بہت مبالغہ اور اصرار نکرے اور
بہت سی زنجیرین اور قفل نہ لگاتے اور پڑوسیون سے نگہبانی نہ چاہے مگر آسانی کرے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ
تعالی گھر کے دروازے پر تاگا باندہتے اور کہتے کہ اگر کتے کے آنیکا اندیشہ نہوتا تو مین تاگا بھی نہ باندھتا دوسرا ادب یہ ہے
کہ جس مال کو یقین جانے اور سمجھے کہ چور اسکے لالچ مین آئیگا اوسے گھر مین نہ رکھے اسواسطے کہ وہ گناہ کی طرف چور کی
ترغیب کا سبب ہوگا مغیرہ نے حضرت مالک دینار قدس سرہ کو رکوہ کا مال بھیجا اونھون نے تھوڑی دیر کے بعد وہ مال
پھیر بھیجا کہ اپنا مال لیلو اسواسطے کہ شیطان میرے دل مین وسواس ڈالتا ہے کہ چور لیجائیگا اونھون نے یہ نہ چاہا کہ میرے
دل مین وسواس ہے اور چور گناہ مین مبتلا ہو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ حال سنا تو فرمایا یہ صوفیون
کی بزدلی ہے مالک دینار دنیا کے باب مین زاہد ہین اونھین اس سے کیا کہ چور لیجائیگا یہ خیال کا ہل ہے تیسرا ادب یہ ہے
کہ جب باہر نکلے تو نیت کرے کہ اگر میرا مال چور لیجائیگا تو اوسے مبارک ہو اوسکے واسطے بحل اور مباح ہے تاکہ شاید چور محتاج
ہو اور اوسکا کام نکلے اور اگر تونگر ہو تو شاید اس مال کے سبب سے اور کسی مسلمان بھائی کا مال نہ چراتے اور اس شخص کا مال
اور مسلمانون پر سے صدقہ ہو جاتے یہ بات چور پر بھی مہربانی ہے اور اور مسلمان بھائیون پر بھی اور یہ جان لے کہ اس نیت

نے فرمایا کہ یہ نہ کھانا یعنی رطب اور یہ کھاؤ یعنی ورق چقندر کا شکا جو کے ساتھ پکا کر اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو او نھون نے مزاحا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ادھر کی آنکھ مین درد ہے اودھر کے کلے سے نہین کھاتا دوسرے کلے سے کھاتا ہون آپ ہنس دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل یہ ہین کہ آپ ہر شب چشم مبارک مین سرمہ لگاتے اور ہر مہینے مین پچھنے لگواتے اور ہر سال مین دارو نوش فرماتے اور جب وحی نازل ہوتی تو سر مبارک مین درد ہونے لگتا آپ منہدی لگا لیتے اور جب کسی مقام پر جسم مبارک مین زخم ہوجاتا تو آپ وہان پر منہدی رکھ لیتے اور اکثر زخم پر مٹی ڈال لیتے اور طب النبی ایک کتاب علما نے جمع کی ہے حضرت موسی علیہ السلام کو ایک بیماری ہوئی بنی اسرائیل نے کہا کہ فلانی چیز اوسکی دوا ہے فرمایا کہ مین دوا نہ کرونگا تاکہ شافی مطلق خود شفا عطا فرمائے وہ بیماری بڑہی لوگون نے کہا کہ اسکی دوا مشہور اور مجرب ہے اوسکے استعمال سے آدمی فورا اچھا ہو جاتا فرمایا مجھے نہین منظور بیماری باقی رہی وحی نازل ہوئی کہ اے موسی مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو دوا نہ کھائے گا صحت نہ دونگا آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی آپ کے دل مین کچھ خطرہ آیا وحی آئی کہ اے موسی تو نے کیا چاہا تھا کہ اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کردے دواؤن مین میرے سوا اور کسنے منفعتین رکھی ہین ایک نبی علیہ السلام نے اپنے ضعف کی شکایت کی وحی آئی کہ گوشت کھا دودہ پی ایک قوم نے اپنے زمانے کے رسول سے اپنی اولاد کی بدصورت ہونے کی شکایت کی وحی آئی کہ ان لوگون سے کہدو کہ انکی عورتین ایام حمل مین بہی کھائین تو اونکی اولاد خوبصورت ہوا کرے گی عورتین ایام حمل مین بہی اور ایام نفاس مین رطب کھانے لگین پس ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ جس طرح کھانا پانی سیری ہے اوسیطرح دوا موجب شفا ہے اور سب کچھ مسبب الاسباب ہی کی تدبیر سے ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بیماری کسکے سبب سے ہے اور شفا کسکے سبب سے ارشاد ہوا کہ دونون میرے حکم سے ہین عرض کیا کہ پھر طبیب کس کام آتا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعے سے روزی کھائین اور میرے بندون کو خوشدل رکھین پس علاج کے باب مین بھی توکل علم اور حال سے ہے کہ آدمی دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہین اسواسطے کہ بہتون نے دوا کھائی اور ہلاک ہوگئے فصل الیعز یہ جانو کہ دفع مرض کے واسطے داغ دینا بھی بعضون کی عادت ہے لیکن یہ فعل کرنا درجہ توکل سے آدمی کو گرا دیتا ہے بلکہ اس فعل کی خود ممانعت آئی ہے اور منتر کی ممانعت نہین ہے اسواسطے کہ آگ سے جلانے مین زخم خطرناک ہوتا ہے اور آگ کے سرایت کر جانے مین خوف ہے یہ فصد اور پچھنے کے مانند نہین اور اوسکا نفع بھی فصد اور پچھنے کے نفع کے مثل نہین ظاہر ہوتا اور دوسرا علاج بھی اوسکی عوض ہو سکتا ہے حضرت عمران ابن الحصین رحمۃ اللہ تعالی کو کوئی بیماری ہوئی لوگون نے کہا کہ داغ لیجیے اونھون نے نہ دا غا لوگون نے جب بہت منت و سماجت کی تو اونھون نے داغ لیا بعدہ کہتے تھے کہ قبل ازین مین ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا اور ملائکہ مجھسے سلام علیک کیا کرتے تھے جیسے مین نے یہ داغ لیا ہے وہ سب باتین جاتی رہین پھر توبہ اور استغفار کی پھر مطرف

[illegible]

لوگ بد دعا کرنے لگے فرمایا کہ بد دعا نہ کرو اسواسطے کہ مین نے اوسے مباح اور بحل کردیا اور اوسے صدقہ مین دیدیا ایک بزرگ سے لوگون
نے کہا کہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کیجیے فرمایا کہ اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھے نہین اوسے وہی شر کفایت کرتا ہے مین زیادہ
بار شر اوسپر نہین رکھ سکتا حدیث شریف مین ہے کہ بندہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کرتا ہے اور برا کہتا ہے حتی کہ اپنے حق کا پورا
قصاص لے لیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کا حق اوسپر کچھ [illegible] باقی رہجاتا اور یہ ہے کہ چور کے واسطے از راہ مہربانی
رنجیدہ ہوتا چاہیے کہ اوس سے گناہ سرزد ہوگیا اور وہ اوسکے عذاب مین گرفتار ہوگا اور شکر کرے کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین
اور وہ نقصان مال ہی مین ہوا دین مین نہین ہوا اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا دل ایسے آدمی کے واسطے رنجیدہ نہو جو گناہ کو
حلال سمجھا وہ شخص خلق کی نصیحت اور شفقت سے بیدار ہوگیا حضرت فضیل نے اپنے بیٹے علی رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا
کہ اونکا مال چور لے گیا تھے اور وہ رو رہے ہین پوچھا کہ تم اپنے مال کے واسطے روتے ہو کہا نہین بلکہ اوس غریب مسکین
کے حال پر روتا ہون جسنے ایسا برا کام کیا اور قیامت مین اوسے عذر و حجت کا محل نہوگا چوتھا مقام بیماری کے علاج
مین اور جو ضرر حاصل ہوا ہو اوسکے دفع کرنے کے بیان مین الغرض جانو کہ علاج کے تین درجے ہین ایک یقینی جیسے روٹی
سے بھوک کا علاج اور پانی سے پیاس کا علاج اور جو آگ کہ مین لگی ہو پانی ڈالنے سے اوسکا علاج ایسے علاجون سے دست بردار ہونا منجملہ توکل نہین
بلکہ حرام ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ علاج یقینی تو نہین مگر احتمال ہے کہ اثر کرے جیسے منتر داغ فال اس علاج سے دست بردار ہونا توکل ہے جیسا کہ حدیث
شریف مین ہے کہ ایسی چیزین کرنا اسباب مین مبالغہ کرنے اور ان چیزون پر بھروسا کرنے کی علامت ہے اور انہین سب سے بڑھکر
داغ ہے پھر منتر اور سب سے کمتر فال ہے کہ اوسے طیرہ کہتے ہین تیسرا درجہ ان دونون درجون کے درمیان مین ہے وہ علاج ہے
کہ یقینی تو نہو مگر ظن غالب ہو جیسے فصد کھلانا پچھنے لگوانا مسہل پینا اور سردی سے گرمی کا علاج کرنا اور گرمی سے سردی کا
علاج کرنا اسنے دست بردار ہونا حرام ہے نہ یہ شرط توکل ہے بعض اوقات انکا کرنا نہ کرنے سے اولی تر ہوتا ہے اور بعض
اوقات نہ کرنا کرنے سے اولی تر ہوتا ہے انکا ترک شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ
قول و فعل ہین قول یون ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا دارو کا استعمال رکھو اور فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی
نہین جسکی دوا نہو مگر موت لیکن کبھی لوگ جانتے ہین کبھی نہین جانتے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دارو اور منتر کیا تقدیر الہی
کو پھیر دیتے ہین فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الہی ہین اور فرمایا ہے کہ مین ملائکہ کی جس قوم کی طرف گذرا اوس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے
کا حکم کیجیے اور فرمایا ہے کہ ستروین اور انیسوین اور اکیسوین تاریخ پچھنے لگوایا کرو کہ ایسا نہو کہ غلبہ خون تمہین ہلاک کرے اور فرمایا ہے
کہ خدا کے حکم سے خون ہلاکت کا سبب ہو اور بدن سے خون نکلوانے اور کپڑے سے سانپ نکالنے یا گھر مین آگ لگی ہوئی بجھانے
مین کچھ فرق نہین اسواسطے کہ یہ سب موجب ہلاکت ہین اور انکا ترک کرنا شرط توکل نہین اور فرمایا ہے کہ منگل کے دن سترہوین تاریخ
پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کو دور کرتا ہے حدیث منقطع مین یہ روایت ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد
ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو فصد کھلوانیکا حکم فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھ مین درد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے سبب سے خدا کی مشیت نہین بدل جاتی چور چورا لیجاتے خواہ نہ چورا لیجاتے اوسے صدقے کا ثواب حاصل ہوگا ایک درم کے
عوض سات سو درم اسواسطے کہ وہ تو اپنی نیت کرچکا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص اپنی جورو سے صحبت کرنے مین
عزل نکریگا اور نطفہ ڈال دیگا تو فرزند پیدا ہو خواہ نہ پیدا ہو اوسکے واسطے ایسے ایک غلام کا ثواب لکھتے ہین جو راہ خدا مین
جنگ کرے حتی کہ کفار اوسے شہید کر ڈالین یہ ثواب اسواسطے ہے کہ جو کام اوسکے ذمے تھا اوسنے تو ادا کیا اگر فرزند
ہوتا تو اوسکا پیدا کرنا اور زندہ رکھنا اوس شخص کے اختیار مین نہ تھا اوسکا ثواب یا عذاب اوسکے افعال پر ہوتا چوتھا ادب یہ ہے
کہ مال چوری جانے سے رنجیدہ نہو اور جان لے کہ میری بہتری اسی مین تھی کہ چور لیجائین اور اگر کہہ چکا ہو کہ یہ مال مین نے
فی سبیل اللہ کیا تو اوسے تلاش نکرے اور اگر اوسے پھیر دین تو نہ لے اور اگر لے لیگا تو اوسی کا مال ہے فقط نیت کرنے
سے ملک سے نکل نہین جاتا لیکن پھیر لینا مقام توکل مین خوب بات نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا ایک اونٹ
چور چورا لیگئے آپ نے اوسے ڈھونڈھنا شروع کیا حتی کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ اور مسجد
مین آکر نماز پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر کہا کہ اونٹ فلانی جگہ ہے آپ نے ڈھونڈھنے کے واسطے جوتے مین پاؤن
ڈالا اور استغفر اللہ کہکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مین نے تو فی سبیل اللہ کہا تھا اب اوسکے قریب بھی نہ جاونگا ایک بزرگ
کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک مسلمان بھائی کو بہشت مین غمگین دیکھا پوچھا تو کیون دلگیر ہے بولا قیامت تک یہ غم
میری ساتھ رہیگا اسواسطے کہ علیین مین ایسے مقامات بلند مجھے دکھاتے گئے کہ تمام بہشت مین ویسے نہ تھے مین نے خوش
ہو کر اون مقامات کا قصد کیا ندا آئی کہ اس شخص کو نکال دو کیونکہ یہ مقامات اون لوگون کے واسطے ہین جنہون نے سبیل جاری کی ہو مین نے پوچھا سبیل
جاری رکھنا کیا ہے جواب ملا کہ تو نے کہا تھا کہ فلانی چیز فی سبیل اللہ ہے پھر اوسکا نباہ نہ کیا اگر تو نے اپنا قول پورا کیا
ہوتا تو یہ مقامات بھی سب تجھے دیے جاتے ایک شخص مکہ معظمہ مین سوتے سوتے بیدار جو ہوا تو روپیہ بھری ہوئی ہمیانی کھوگئی
تھی ایک عابد بزرگ وہان تھا اوسے اوسکی تہمت لگائی عابد نے ہمیانی کے مالک کو اپنے گھر لیجا کر پوچھا کہ ہمیانی مین تیرا کتنا روپیہ
تھا اوسنے جسقدر بتایا عابد نے اوسقدر اوسے دیا وہ جب روپیہ لیکر باہر آیا تو سنا کہ اوسکے کسی یار نے دلگی سے اوسکی
ہمیانی لے لی ہے وہ پھرا اور عابد کے پاس روپیہ پھیر لیگیا ہر چند کہا کہ اپنا روپیہ پھیر لو مگر عابد نے قبول نہ کیا اور کہا کہ مین نے
اپنی نیت مین اس روپیہ کو فی سبیل اللہ کر دیا ہے آخر کو کہا کہ اچھا یہ روپیہ درویشون کو دیدیا جاوے وہ روپیہ سب درویشون
کو دیدیا اسیطرح مثلا اگر کوئی شخص روٹی فقیر کو دینے لیگیا اور فقیر چلدیا تو بزرگان سلف نے اوس روٹی کو گھر پھیر لیجا کر کھانا مکروہ
جانا ہے اور کسی دوسرے فقیر کو وہ روٹی دیدی ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ ظالم چور کے واسطے بد دعا نہ کرے کیونکہ اس سے
توکل بھی باطل ہو جاتا ہے زہد بھی اس لیے کہ جو شخص گذشتہ پر تاسف کرے وہ زاہد نہین حضرت ربیع ابن خثیم قدس سرہ کا ایک
گھوڑا جو کئی ہزار درم قیمت کا تھا چور لیگئے حضرت ربیع نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ پھر آپ نے
کیون لیجانے دیا فرمایا کہ مین جس کام مین تھا اوسے گھوڑے سے زیادہ دوست رکھتا ہون یعنی نماز مین تھا پھر چور کے واسطے

مین آیا ہے کہ بندے کو تپ لاحق رہتی ہے تاکہ اوسے گناہ سے پاک کردے حتیٰ کہ اوسپر کوئی گناہ نہین باقی رہتا جسطرح
اولے پر کچھ گرد نہین ہوتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدن کی بیماری اور مال کی مصیبت مین کفارہ ہونے
کی امید پر خوش نرہے وہ عالم نہین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بیمار کو دیکھکر جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بارخدایا اوسپر
رحم کر ارشاد ہوا کہ اور کیونکر اسپر رحم کرون مین تو اسی بیماری کے سبب سے اوسپر رحم کررہا ہون اسواسطے کہ اوسکے گناہون کا کفارہ
اور اوسکی ترقی مدارج بیماری کی وجہ سے کرتا ہون چھٹا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ جانے کہ تندرستی غفلت اور اترانے اور سرکشی کا
سبب ہوتی ہے اور چاہے کہ بیماری باقی رہے تاکہ غفلت نہ آنے پاوے اور حق تعالیٰ جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسی بلا بیماری
کے سبب سے ہمیشہ متنبہ رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان تین چیزون سے خالی نہین رہتا محتاجی
بیماری ذلت سے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیماری میری قید ہے اور محتاجی میرا قیدخانہ ہے
اپنی قید اور اپنے قیدخانے مین اوسکو رکھتا ہون جسے دوست رکھتا ہون پس چونکہ تندرستی گناہون کی طرف کھینچتی ہے
تو بیماری ہی مین خیریت ہے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگون کو آراستہ دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگون
نے کہا کہ آج انکی عید کا دن ہے فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نکرین وہی ہماری عید کا دن ہے ایک بزرگ نے کسی سے پوچھا
کہ کیسے ہو اوسنے جواب دیا بخیریت ہون کہا جسدن تم گناہ نہین کرتے اوسدن بخیریت رہتے ہو اور اگر گناہ کرتے ہو تو اوس سے
زیادہ سخت اور کون بیماری ہے بزرگون نے کہا ہے کہ فرعون نے اس سبب سے خدائی کا دعویٰ کیا کہ چارسو برس جیا
اور اوسے نہ درد سر ہوا نہ تپ آئی اگر اوسے ساعت بھر آدھا سیسی کا درد ہوتا تو ہرگز ایسا دعویٰ باطل نکرتا بزرگون نے
کہا ہے کہ بندہ جب ایکدن بیمار ہوتا ہے اور توبہ نہین کرتا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہین کہ اوغافل کئی بار
مین نے اپنا قاصد تیرے پاس بھیجا اور تجھے کچھ فائدہ نہوا اور بزرگون نے کہا ہے کہ یہ نہ چاہیے کہ بندہ مومن چالیس روز
رنج یا بیماری یا خوف یا نقصان سے خالی رہے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا
لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اوسے کبھی بیماری نہین ہوتی اور سمجھے کہ یہ تعریف ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے اوسکی خواہش نہین
ایکدن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صداع کا ذکر کرتے تھے ایک اعرابی نے کہا صداع تو کیا چیز ہے مجھے کبھی کوئی بیماری
نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اوس سے کہدو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے
ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے پوچھا کہ یارسول اللہ
کسیکو شہید کا درجہ بھی ہوتا ہے فرمایا ہان اوس شخص کو ہوتا ہے جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرے اور اسمین کچھ شک نہین کہ
بیمار بیس بار سے زیادہ دن بھر مین موت کو یاد کرتا ہے پس ان ہی سببون سے کچھ لوگون نے علاج نہین کیا اور جناب
سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ان باتون کے محتاج نہ تھے اس سبب سے علاج کیا غرضکہ اسباب ظاہری حذر کرنا
خلاف توکل نہین ہے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار شام کو جاتے تھے آپکو خبر پہونچی کہ وہان طاعون کی

شدت سے ہے بعض لوگون نے کہا کہ وہان ہم نہ جائین گے بعضون نے کہا کہ قضا و قدر سے ہم حذر نہ کرینگے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کیطرف بھاگین گے اور فرمایا کہ اگر تم مین سے کسی ایک شخص کے دو وادی ہون ایک ہرا ایک خشک تو چروا ہا بکریون کو جس وادی مین لیجائے وہ تقدیر الٰہی سے ہے پھر حضرت عمر نے حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہما کو بلایا کہ وہ اس باب مین کیا کہتے ہین اونہون نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ فلانی جگہ وبا ہے تو وہان نہ جاؤ اور جب تم ایسی جگہ ہو جہان وبا موجود ہو تو وہان سے نہ بھاگو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ میری راے حدیث شریف کے مطابق ہوئی اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم بھی اس بات پر متفق ہوئے مگر جہان وبا ہو وہان سے نکلجانے کی جو ممانعت ہوئی اسکا سبب یہ ہے کہ اگر تندرست لوگ چلے جائینگے تو بیمار خراب پڑے رہین گے اور ہوا جب باطن مین اثر کر گئی تو باہر نکلنا بے فائدہ ہے اور بعض احادیث مین یون آیا ہے کہ محل وبا سے بھاگجانا ایسا ہے جیسا کوئی جہاد مین کافر سے بھاگجائے اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جسطرح جہاد سے بھاگنے مین بقیہ مجاہدین اور زخمیون کا دل ٹوٹ جاتا ہے اوسیطرح یہان بیمارون کا جی چھوٹ جاتا ہے اور بھاگ جانے کی صورت مین ایسا کوئی نہ رہیگا کہ بیمارون کو کھانا پانی دے اور اونکی بیمار داری کرے تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائین گے اور بھاگنے والیکا بھاگ بچنا مشکوک و مشتبہ ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ بیماری کا چھپانا شرط توکل ہے بلکہ اظہار اور گلہ کرنا مکروہ ہے مگر بعذر مکروہ نہین مثلاً بیمار طبیب سے بیماری کا حال کہے یا اپنا عجز ظاہر کیا چاہے اور رعونت اور تیزی اپنے نفس سے نکالنا منظور ہو جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بیمار تھے آپ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اچھے ہین بخیریت ہین فرمایا نہین لوگون نے تعجب کیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگا جناب امیر نے فرمایا کہ کیا حق تعالے کے ساتھ بھی بہادری اور تیزی کرون یہ بات اون ہی کو زیبا تھی کہ باوصف قوت و بزرگی کے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے اسی سبب سے دعا مانگی کہ یارب مجھے صبر عطا کر اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی سے خیر و عافیت مانگ بلا اور مصیبت نہ مانگ پس جبکہ کوئی عذر ہو تو بسبیل شکایت بیماری کا اظہار کرنا حرام ہے اور اگر شکایۃً نہو تو درست ہے مگر اظہار سے باز رہنا اولی تر ہے اسواسطے کہ شاید کیفیت واقعی سے کچھ زیادہ اظہار ہو جائے اور لوگون کو شکوے کا گمان ہو علما نے کہا ہی کہ بیماری مین واویلا اور نالہ و زاری نکرنا چاہیے کہ اس مین اظہار ہے ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے نالہ و فریاد کے سوا اور کوئی امر نہین پایا حضرت فضیل عیاض اور بشر حافی اور وہب ابن الورد جب بیمار ہوتے تو گھر کا دروازہ بند کر لیتے تاکہ کسیکو بیماری کی اطلاع نہو اور کہتے تھے کہ ہم چاہتے ہین کہ اسطرح بیمار ہون کہ کوئی ہماری عیادت نہ کرے

نوین اصل محبت اور شوق و رضا کے بیان مین

اسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی کی محبت اعلی ترین مقامات سے ہے بلکہ سب مقامات حاصل کرنے سے یہی مقصود

ہے کیونکہ ربع مہلکات اسواسطے ہے کہ جو چیز محبت الٰہی سے باز رکھتی ہے اوس سے آدمی کا دل پاک ہو اور تمام منجیات جو
قبل ازین ہم بیان کر چکے ہین وہ اسی کے مقدمات ہین جیسے توبہ صبر شکر زہد خوف ورجا وغیرہ اور جو بعد اسکے بیان ہے
وہ اسیکا ثمرہ اور اسیکا تابع ہے جیسے شوق ورضا غرضکہ بندے کا کمال اسی بات مین ہے کہ حق تعالی کی محبت اوسکے دل پر
ایسی غالب ہو جاے کہ اوسے بالکل گھیر لے اگر بالکل نہ گھیر لے تو بھلا اور چیزون کی محبت کی بہ نسبت غالب تو ہو اور محبت
الٰہی کی حقیقت کو پہچاننا ایسا مشکل ہے کہ متکلمین کے ایک گروہ نے انکار کر کے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی جنس سے نہو
آدمی اوسے دوست نہین رکھہ سکتا اور محبت خدا فقط اوسکی فرمانبرداری ہی کا نام ہے جو یہ سمجھتا ہے وہ اصل دین سے
خبر ہی نہین رکھتا اسکی شرح اور تفصیل کرنا ضرور ہے پہلے تو محبت الٰہی کی ثابت کرنیوالی شرعی دلیلین ہم بیان کرتے ہین
پھر محبت کی حقیقت اور احکام بیان کرینگے **محبت الٰہی کی فضیلت** ایعزیز جانتو کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہین
کہ حق تعالی کی محبت فرض ہے اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ اور جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا
فرماتے ہین کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تب تک اوسکا ایمان درست نہین
لوگون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ بندہ خدا رسول کو اور
سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک بندہ خدا و رسول کو
اہل وعیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ ایماندار نہین اور حق تعالی نے بھی تہدید کی
ہے اور فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ یعنی اگر باپ بیٹا مال تجارت گھر اور جو چیز تم رکھتے
ہو اوسے خدا رسول سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو مہیّا رہو حتی کہ حکم آپہونچے ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا محتاجی پر آمادہ رہ اوسنے عرض کیا کہ خدا کو دوست
رکھتا ہون فرمایا بلا پر مہیا رہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی روح
قبض کرنے لگے تو جناب خلیل اللہ نے فرمایا کہ کبھی تمنے دیکھا ہے کہ دوست دوست کی جان لے وحی آئی کہ کبھی تو نے
دیکھا ہے کہ دوست دوست کے دیدار سے کراہت کرے پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے عزرائیل اب جان نکال لو مین نے
اجازت دی اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ
وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا يُقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ یعنی اے اللہ عطا کر مجھے اپنی محبت
اور اپنے محبون کی محبت اور اوس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کر دے اور اپنی محبت کو مجھپر اوس سے زیادہ
غالب کر جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے ایک اعرابی حاضر ہو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اے اعرابی اوس دن کے واسطے تو نے کیا رکھا ہے
اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز روزہ تو مین بہت نہین رکھتا لیکن خدا و رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا فردای قیامت کو

تو اوسکے ساتھ ہوگا جسسے دوست رکھتا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جسنے خدا کی محبت خالص کا مزہ چکھا وہ دنیا سے باز رہا اور خلق سے متنفر ہوگیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جس کسی نے خدا کو پہچانا وہ اوسسے دوست رکھتا ہے اور جسنے دنیا کو پہچانا وہ اوسے دشمن رکھتا ہے اور مسلمان جب تک غافل نہین ہوتا تب تک خوش نہین ہوتا اسواسطے کہ جب اندیشہ کریگا تو غمگین ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام ایک قوم کی طرف گذرے اوسے نزار اور ضعیف دیکھا پوچھا تمھین کیا آفت پہونچی ہے اونھون نے عرض کیا کہ عذاب الہی کے خوف سے ہم گل گئے ہین فرمایا کہ خدا پر تمھارا حق ہے کہ تمھین عذاب سے بیخوف کردے اور ایک قوم کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر ہوا وہ اس قسم سے بھی زیادہ نزار اور ضعیف تھی اوس سے پوچھا کہ تمپر کیا بلا نازل ہوئی ہے عرض کیا کہ بہشت کی آرزو نے ہمین گلا رکھا ہے فرمایا خدا پر حق ہے کہ تمھاری آرزو برلائے اور ایک قوم کی طرف گذر ہوا وہ دونون قومون سے زیادہ نزار اور ضعیف تھی اسکے چہرے آئینہ کے مانند چمکتے تھے پوچھا تمھاری کیا حالت ہے عرض کیا کہ ہمین خدا کی محبت نے گلا رکھا ہے آپ اونکے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تم مقرب لوگ ہو تمھارے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فردای قیامت کو ہر ایک کے تئین انبیا کے نام کے ساتھ پکارینگے اور کہینگے یا امت موسی یا امت عیسی یا امت محمد مگر خدا کے دوستون کو اسواسطے کہ انھین یون پکارینگے کہ اے اولیاء اللہ تعالی کے پاس آؤ تو بس انکے دل خوشی سے بھر جائینگے بعض کتب انبیا علیہم السلام مین ہے کہ اے بندے مین تجھے دوست رکھتا ہون اپنے اوس حق کے سبب جو تجھپر ہے کہ تو بھی مجھے دوست رکھتا ہے

محبت الہی کی حقیقت ایعزیز جانتو کہ محبت الہی ایسی مشکل چیز ہے کہ ایک گروہ نے انکار کرکے کہا کہ حق تعالی کے ساتھ محبت ہو ہی نہین سکتی پس اگرچہ یہ نازک بات ہے ہر ایک نہین سمجھ سکتا مگر اسکی شرح اور تفصیل بیان کرنا ضرور ہے مثالون مین اسکی تفصیل ہم ایسی صاف صاف ظاہر کرتے ہین کہ جو کوئی توجہ کرے سمجھ لے ایعزیز جانتو کہ پہلے اصل محبت کو پہچاننا چاہیے کہ کیا ہے جانتو کہ جو چیز اچھی معلوم ہو اوسکی طرف طبیعت کی رغبت کو محبت کہتے ہین اگر وہ رغبت قوی ہے تو اوسے عشق کہتے ہین اور جو چیز بری معلوم ہو اوس سے طبیعت کی نفرت کو عداوت کہتے ہین اور جہان اچھائی اور برائی نہین ہوتی وہان محبت اور عداوت بھی نہین ہوتی ایعزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اچھائی کیا ہوتی ہے جانتو کہ طبیعت کے حق مین سب چیزین تین قسم پر ہین ۱ بعضی چیزین طبیعت کے موافق ہوتی ہین اور طبیعت سے ساز رکھتی ہین بلکہ طبیعت خود اونکی خواہش کرتی ہے اوس موافق کو اچھی چیز کہتے ہین ۲ اور بعضی چیزین طبیعت کے ناموافق اور ناسازگار ہوتی ہین اور خواہش طبیعت کے برخلاف ہوتی ہین اوس ناموافق کو بری چیز کہتے ہین اور جو چیز نہ موافق طبع ہو نہ ناموافق طبع اوسے نہ اچھی کہتے ہین نہ بری ایعزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز تجھے اچھی اور بری نہین معلوم ہوتی تاوقتیکہ تو اوس سے پہلے آگاہ نہو لے اور چیزون سے آگاہی حواس اور عقل کے سبب سے ہوتی ہے اور حواس پانچ ہین ہر ایک حاسہ کے واسطے ایک لذت ہے اوس لذت کے سبب سے آدمی اوس چیز کو دوست رکھتا ہے یعنی طبیعت اوسکی طرف رغبت کرتی ہے باصرہ کی

لذت اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان وغیرہ مین ہے تو آدمی ان چیزون کو ضرور دوست رکھتا ہے اور سامعہ کی لذت اچھی آوازون مین ہے اور شامہ کی لذت خوشبویون مین ہے اور ذائقہ کی لذت خوش مزہ کھانون مین ہے اور لامسہ کی لذت نرم اور ملائم چیزون کے چھونے مین ہے یہ سب چیزین آدمی کو محبوب و مرغوب ہین یعنی طبیعت کو انکی طرف رغبت ہے اور یہ سب لذتین جانور کو بھی حاصل ہین اے عزیز اب جانتو کہ دل مین ایک چھٹا حاسہ ہے اوسے عقل اور بصیرت اور نور کہتے ہین جس لفظ سے تو چاہے اوسکے تعبیر کر اوسی کے سبب سے آدمی جانور سے ممتاز ہے اوسکے بھی مدرکات ہین کہ وہ اوسے اچھے معلوم ہوتے ہین جسطرح وہ لذتین اون حواس کی محبوب و مرغوب ہوتی ہین اوسیطرح ان مدرکات کی لذت اسکے نزدیک مرغوب ہوتی ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے دنیا سے تین چیزین میرے نزدیک مرغوب کر دی ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے آپ نے نماز کا درجہ بڑہا دیا پس جو آدمی صورت بہائم سیرت دل سے بیخبر ہوتا ہے جو اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا وہ ہرگز باور نہین کرتا کہ نماز اچھی معلوم ہوتی ہے اور آدمی نماز کو دوست رکھ سکتا ہے مگر جس شخص پر عقل غالب ہوتی ہے اور صفات بہائم سے دورتر ہوتا ہے وہ جناب الہی کے جمال اور اوسکی عجائب مصنوعات اور اوسکی ذات وصفات کے جلال و کمال مین چشم باطن سے نظارہ کرنے کو اچھی اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان مین چشم ظاہر سے نظارہ کرنے سے بہت دوست رکھتا ہے بلکہ جب جمال الہی اوسے مکشوف ہوتا ہے تو یہ سب لذتین اوسکی نگاہ مین حقیر ہو جاتی ہین **اسباب محبت کا بیان** تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حق تعالی کے سوا اور کوئی قابل محبت نہین اے عزیز جانتو کہ محبت کے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور اپنی زندگی کو دوست رکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دشمن رکھتا ہے اگرچہ اوسکا عدم بے رنج والم ہو اور کیونکر دوست نرکھے اسواسطے کہ جب موافقت طبیعت دوستی کی طلب ہو تو اپنی ہستی اور دوام ہستی اور اپنے کمال صفات سے زیادہ کیا چیز اوسکے موافق اور سازگار ہوگی اور اپنی نیستی اور اپنے کمال صفات کی نیستی سے زیادہ کیا چیز اوسکے مخالف اور ناسازگار ہوگی پس اسی سبب سے آدمی اپنے فرزند کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اوسکی بقا کو اپنی بقا کے مثل جانتا ہے اور چونکہ آدمی اپنی بقا سے عاجز ہے تو جو چیز کسی وجہ سے اوسکی بقا سے مشابہت رکھتی ہے اوسے بھی دوست رکھتا ہے اور حقیقت مین اپنے ہی تئین دوست رکھتا ہے اور آدمی مال کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بقا کی صفات مین وہ اوسکا آلہ ہے اور اقارب کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اونھین اپنے پر وبال اور قوت بازو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ انکے سبب سے مجھکو کمال ہے دوسرا سبب نیکی ہے کہ جو شخص آدمی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اوسے آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ یارب کسی فاجر کو یہ قدرت نہ دے کہ مجھپر احسان کرے اسواسطے کہ اوسوقت میرا دل اوسے دوست رکھیگا یعنی یہ بات آدمی کی طبیعت سے نکل نہین سکتی پھر اسکی حقیقت بھی یہی ہے کہ اوسنے اپنے تئین دوست

ف آدمی بندہ ہی احسان کا ۱۲

رکھتا ہے اسواسطے کہ احسان اوسکا نام ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کے ساتھ ایسا کام کرے جو اوس آدمی کی زندگی یا اوسکی صفات کے کمال کا سبب ہو مگر آدمی تندرستی کو بیجہ دوست رکھتا ہے تو اور کسی وجہ سے نہیں دوست نہ رکھتا اور طبیب کو تندرستی کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اسیطرح اپنے تئین اور کسی وجہ سے دوست نہیں رکھتا اور جسنے اوسکے ساتھ احسان کیا اوسے احسان کرنے کی وجہ سے دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اوسنے اسکے ساتھ نیکی اور احسان نہ کیا اسواسطے کہ آدمی اگر سنتا ہو کہ مغرب مین ایک بادشاہ ایسا عالم اور عادل ہے کہ تمام خلق اوسکے سبب سے راحت و آرام مین ہے تو اوسکی طبیعت اوس بادشاہ کی محبت کیطرف رغبت کرتی ہے اگرچہ جانتا ہو کہ مین مغرب مین جاؤنگا نہ اوس بادشاہ کا احسان اوٹھاؤنگا چوتھا سبب یہ ہے کہ جو شخص خوبصورت ہوتا ہے آدمی اوسے دوست رکھتا ہے تو اوسے اسواسطے نہین دوست رکھتا کہ اوس سے کچھ حاصل کرے فقط اوسی کی ذات کو دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ حسن و جمال فی نفسہ طبیعت کو محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اچھی صورت کو بلا شہوت دوست رکھنا ممکن ہے جسطرح کہ آدمی سبزہ اور آب رواں کو دوست رکھتا ہے اسواسطے نہین کہ اوسے کھاتے پیتے مگر اوسکے دیکھنے سے آنکھ کو ایک لذت اور راحت ہوتی ہے اور حسن و جمال محبوب ہے تو اگر حق تعالی کا جمال بیمثال آدمی کو معلوم ہوجاے تو ممکن ہے کہ اوسے دوست رکھ سکے اور جمال کے معنی آگے بیان ہونگے پانچوان سبب وہ مناسبت ہے جو طبیعتوں مین پائی جاتی ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ اوسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیساکہ لڑکے کو لڑکے سے انس ہوتا ہے اور بازاری کو بازاری سے اور عالم کو عالم سے اور ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے اور کبھی یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت اور اسباب سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہین اون مین مناسبت واقع ہوتی ہو کہ کسیکو اوسکی طرف راہ نہو جیساکہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے اوس سے تعبیر کرکے فرمایا کہ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْہَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْہَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح کو ایک دوسری سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور بیگانگی بھی جب اصل مین آشنائی واقع ہوئی ہو تو باہم الفت کرتی ہین یہ آشنائی اوسی مناسبت سے عبارت ہے جسے ہم کہہ چکے ہین کہ اوسکی تفصیل مین آدمی راہ نہین پاسکتا **حسن و خوبی کی حقیقت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ جو شخص مرتبہ مین بہائم کے قریب قریب ہو اور فقط بصارت رکھتا ہو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کہیگا کہ رخسار کی سرخی اور سپیدی اور تناسب اعضا کے سوا حسن و خوبی کے اور کچھ معنی نہین اور حسن و خوبی صورت اور رنگ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور جو صورت اور رنگ نہ رکھتا ہو اوس مین حسن و خوبی کا ہونا محال ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسواسطے کہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ خط خوب ہے آواز خوب ہے کپڑا خوب ہے گھوڑا خوب ہے گھر خوب ہے باغ خوب ہے شہر خوب ہے ہر چیز مین خوبی کے یہ معنی ہین کہ جو کمال اوس چیز کے لائق ہو وہ اوس مین موجود ہو اور کسی بات کی کمی نہو اور ہر چیز کا کمال اور ہی قسم کا ہوتا ہے اسواسطے خط کا کمال یہ ہے

کہ اوسکے حروف وغیرہ متناسب ہون اور اسمین کچھ شک نہین کہ اچھا خط اور اچھا مکان دیکھنے مین ایک لذت ہے پس خوبی
چہرہ کی صورت پر موقوف نہین اگر یہ سب چیزین چشم ظاہر سے محسوس ہین شاید کوئی شخص اس بات کا تو مقر ہو جاسے مگر کیسے
کہ جس چیز کو آنکھ سے نہین دیکھ سکتے وہ کیونکر خوب ہوگی حالانکہ یہی نادانی ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ فلانا شخص خلق اچھا
رکھتا ہے اور مروت خوب رکھتا ہے اور کہتے ہین علم باورع بہت خوب ہوتا ہے اور شجاعت با سخاوت بہت ہی خوب صفت
ہے اور پرہیزگاری اور بے طمعی اور قناعت سب چیزون سے بہتر ہے یہ اور ایسی باتین مشہور و معروف ہین اور انمین سے
کسی چیز کو بصارت چشم سے نہین دیکھ سکتے بلکہ بصیرت عقل سے دریافت کر سکتے ہین ریاضت نفس کے ذکر مین ہمنے بیان
کیا ہے کہ صورتین دو ہین ایک ظاہر ایک باطن خلق نیک صورت باطن ہے اور بالطبع محبوب ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ کوئی
شخص امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالے کو بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما
کو دوست رکھے تو کچھ محال نہین اور کیونکر محال ہوگا اسواسطے کہ بعض آدمی اس محبت مین اپنا جان و دل نثار کرتے ہین
اور یہ دوستی شکل و صورت کے سبب سے نہین ہوتی اسواسطے کہ اونھون نے ان حضرات کو خود دیکھا ہی نہین اور
ان حضرات کی صورت اب پیوند خاک ہو گئی بلکہ یہ دوستی ان حضرات کی صورت باطن کے جمال کے سبب سے ہے
وہ علم اور پرہیزگاری اور سیاست وغیرہ ہے اسیطرح پیغمبرون کو بھی اسی سبب سے لوگ دوست رکھتے ہین اور جو شخص حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے تو جس صورت پر وہ تھے اوسے نہین دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اونھین اوس صفت
کے سبب سے دوست رکھتا ہے جس صفت کے سبب سے وہ صدیق اکبر ہین صدیق کی قسم سے ایک چیز کی صفت صدق و علم ہے کہ اوس چیز کو جزو لایتجزی
کہتے ہین کیونکہ وہ نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ اور وہ ایک گروہ یعنی حکما کے نزدیک ثابت نہین وہ کسی صفت پر ہو
بشکل اور بیرنگ ہے وہی صفت محبوب ہے ظاہر کا گوشت و پوست کچھ محبوب نہین پس جس شخص کو عقل ہوگی وہ جمال
باطن کا منکر نہوگا اور ظاہری صورت سے زیادہ جمال باطن کو دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو شخص دیوار پر نقش کی ہوئی
صورت کو دوست رکھے اور جو شخص کسی پیغمبر کو دوست رکھے ان دونون شخصون مین زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ جب چاہتے
ہین کہ چھوٹا لڑکا کسیکو دوست رکھے تو لڑکے کے سامنے مژگان و چشم و ابرو سے اوسکی تعریف نہین کرتے سخاوت
اور علم و قدرت سے اوسکی صفت کرتے ہین اور جب چاہتے ہین کہ لڑکا کسیکو دشمن ٹھہراے تو لڑکے کے سامنے اوسکی
بدباطنی کا ذکر کرتے ہین بدصورتی کا ذکر نہین کرتے اسی سبب سے مسلمان لوگ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین کو دوست اور ابوجہل کو دشمن سمجھتے ہین پس یہ ظاہر ہو گیا کہ جمال دو ہین ظاہری اور باطنی اور خوبصورتی
کی طرح صورت باطن کا جمال بھی محبوب ہوتا ہے بلکہ جو شخص فی الجملہ عقل رکھتا ہے اوسے خوبصورتی سے زیادہ
مرغوب ہوتا ہے **اس بات کا بیان کہ فقط اللہ ہی محبت کے قابل ہے** اگر غور کرو تو حقیقت مین حق تعالی
کے سوا اور کوئی دوستی کے لائق نہین جو کوئی ماسوے اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ حق تعالی کو نہین پہچانا

کسیکو اوس سبب سے کسیکو دوست رکھے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جناب محبوب خدا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دوست رکھنا بھی خدا ہی کو دوست رکھنا ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکے رسول اور محبوب کو
بھی دوست رکھتا ہے پس عالمون اور متقیون کی دوستی منجملہ محبت خدا ہے یہ بات باینطور معلوم ہوگی کہ آدمی اسباب محبت کو
دیکھے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور اس دوستی کے واسطے لازم ہے کہ آدمی حق تعالی
کو بھی دوست رکھے اس لیے کہ آدمی کی ہستی اور اوسکے کمال صفات کی ہستی سب خدا ہی کی بخشش سے ہے اگر اوس کا
فضل و کرم نہوتا تو یہ بیچارہ عدم سے عالم وجود مین نہ آتا اور اگر اوسکا فضل نہوتا تو پیدا ہو کر اوسکی حفاظت مین نہ رہتا اور اگر اوسکا
کرم نہوتا تو اوسکے اعضا اور اوصاف کمال کی خلقت مین اس سے ناقص تر کوئی نہوتا پس بڑے تعجب کی بات ہے کہ کوئی شخص
دھوپ سے بھاگ کر درخت کے سایے کو دوست رکھے اور درخت کو دوست نرکھے جس کے سبب سے سایے کا قیام ہے
اور آدمی جانتا ہے کہ جسطرح سایے کا قیام درخت کے سبب سے ہے اوسکی ذات اور اوسکی صفات کا قیام حق تعالی کے
سبب سے ہے پس کیونکر حق تعالی کو دوست نہ رکھیگا مگر یہ کہ یہ امر جانتا ہی نہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جاہل حق تعالی
کو نہین دوست رکھتا اسواسطے کہ اوسکی محبت اوسکی معرفت کا ثمرہ ہے اور جاہل کو معرفت کہاں دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی ایسے
کو دوست رکھتا ہے جو اوسکے ساتھ احسان کرے اس سبب سے اگر ماسوے اللہ کو دوست رکھیگا تو بڑا نادان ہے اسواسطے
کہ اوسکے ساتھ کوئی کچھ احسان نہ کر سکتا ہے نہ کسی نے کچھ احسان کیا ہے مگر حق تعالی نے اور حق تعالی کے احسانات جو بندون
کے شامل حال ہین اونہین کوئی شمار نہین کر سکتا جیسا کہ شکر اور تفکر کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے مگر تو جو یہ احسان کسی
دوسرے سے تو دیکھتا ہے وہ تیری نادانی ہے اسواسطے کہ کوئی کچھ تجھے نہین دیتا تاوقتیکہ حق تعالی اوسپر سزاول زبردست
نہین تعینات کرتا ہے کہ وہ اوس سزاول کے خلاف نہین کر سکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی اوسکے دل مین ڈالدیتا ہے کہ
اوسکے واسطے دین مین ثواب اور دنیا مین منفعت اسی امر مین ہے کہ کچھ تجھے دے تاکہ وہ اپنی مراد کو پہونچے پس اوس نے
وہ چیز اپنے ہی تئین دی کیونکہ اوسنے تجھے اپنے ثواب آخرت یا اپنی نیکنامی دنیا وغیرہ کے واسطے سبب اور وسیلہ کر لیا مگر درحقیقت
وہ چیز تجھے خدا ہی نے عنایت فرمائی کیونکہ بیغرض اوسپر سزاول کیا اور اوسے اس اعتقاد اور داعیہ کی طرف لایا کہ اوس نے وہ چیز
تجھے حوالے کردی یہ مضمون فصل شکر مین ہمنے بیان کیا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ کوئی شخص نیکی کرنیوالے کو دوست رکھتا ہے
اگرچہ اوسنے اسکے ساتھ نیکی نہ کی ہو جیسا کہ جو شخص سنتا ہے کہ مغرب مین ایک بادشاہ عادل اور خلق پر مہربان ہے اور اپنا خزانہ
محتاجون کے واسطے ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتا کہ اوسکی مملکت مین کوئی ظلم کرے تو ضرور بالضرور
اوس شخص کی طبیعت اوس بادشاہ کو دوست رکھیگی اگرچہ جانتا ہو کہ مین اوس بادشاہ کو ہرگز نہ دیکھونگا اور اوس سے مجھے بھلائی
نہ پہونچیگی اس سبب سے ماسوے اللہ کو دوست رکھنا نادانی کی بات ہے اسواسطے کہ احسان خود اوسکے سوا اور کسیکی طرف سے
نہین اور دنیا مین جو کوئی احسان کرتا ہے اوسکے حکم محکم اور اوسکی تاکید اکید سے کرتا ہے اور خلق کے پاس نعمت کسقدر ہے

احسان یہ ہے کہ حق تعالی نے تمام خلق کو پیدا کیا اور جو کچھ خلق کو چاہیے تھا وہ سب عنایت فرمایا حتی کہ جس چیز کی خلق کو کچھ حاجت
بھی نہ تھی مگر اوس چیز کے سبب سے فقط زیب و زینت تھی وہ بھی مرحمت فرمائی یہ بات آدمی کو اسطرح معلوم ہوگی کہ ملکوت زمین و آسمان
اور نباتات و حیوانات مین غور و تامل کرے تا عجائبات اور احسان و انعام بے نہایت نظر آئین چوتھا سبب یہ ہے کہ آدمی کسیکو حسن و جمال
کے سبب سے دوست رکھتا ہے یعنی جمال باطنی کے سبب سے جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کو دوست رکھتا ہے
اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے اور کوئی امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالی عنہما کو دوست رکھتا ہے اور کوئی سبکو دوست رکھتا ہے بلکہ پیغمبرون کو دوست رکھتا ہے اور ان حضرات کا
حسن و جمال باطنی اور انکے صفات ذاتی اس محبت کا سبب ہین اے عزیز جب تو نگاہ کریگا تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ اس حسن و جمال
باطنی کا حاصل تین چیزین ہین ایک علم کی خوبی اسواسطے کہ علم اور عالم اسوجہ سے محبوب ہے کہ نیک اور شریف ہے اور جسقدر
علم زیادہ اور معلوم شریف تر ہوتا ہے وہ جمال بھی زیادہ ہوتا ہے اور سب معلومون سے زیادہ اشرف حق تعالی کی معرفت
ہے اور اوسکی درگاہ کی معرفت جو فرشتون اور کتابون اور رسولون اور انبیا کی شریعتون پر اور ملک و ملکوت دنیا و آخرت
کی تدبیرون پر شامل ہے اور صدیق لوگ اور انبیا علیہم السلام اسی سبب سے محبوب ہین کہ اونکو ان علوم مین کمال ہے دوسری
قدرت کی خوبی جیسے انسان کی قدرت اپنے نفس کی اصلاح پر اور بندگان خدا کی اصلاح پر اور اونکی سیاست پر
اور مملکت ظاہر اور حقیقت دین مین انتظام رکھنے پر تیسری تنزیہ اور پاکی کی خوبی یعنی عیب و نقصان اور خباثت اخلاق
باطن سے منزہ اور پاک رہنے کی خوبی آدمی سے یہی صفتین محبوب ہوتی ہین افعال نہین محبوب ہوتے اسواسطے کہ جو
فعل ان صفتون کے سبب سے نہو وہ محمود نہین مثلاً وہ فعل جو اتفاقاً سرزد ہو یا غفلت کے ساتھ پس جو شخص ان صفات
مین کامل تر ہوتا ہے اوسکی محبت زیادہ تر ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو مثلاً امام ابو حنیفہ
اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی سے زیادہ دوست رکھتے ہین اور پیغمبرون کو حضرت صدیق اکبر سے زیادہ دوست رکھتے
ہین اے عزیز اب تو ان تینون صفتون کو دیکھ تا کہ معلوم ہو جاسے کہ حق تعالی مستحق محبت ہے اور اوس مین یہ صفتین ہین کیونکہ
کوئی سادہ دل ایسا نہین جو نہ جانتا ہو کہ فرشتون اور آدمیون مین سے اولین و آخرین کا علم حق تعالی کے علم کے سامنے ناچیز ہے
اور حق تعالی نے سبکو فرمایا ہے وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ چیونٹی اور مچھر کی
خلقت جو عجائب علم آلہی اور اوسکی حکمت ہے اوسے تمام و کمال جان لے تو نہین جان سکتا اور جسقدر کہ جانین وہ بھی
خدا ہی کیطرف سے جانین گے اسواسطے کہ اوسنے انمین یہ علم پیدا کر دیا جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے خَلَقَ الْإِنسَانَ
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ پھر تمام خلق کے علوم متناہی ہین اور جس چیز کیطرف نسبت ہو حق تعالی کا علم بے نہایت ہے اور خلق کا علم بھی اوسی
سے ہے پس سب اوسیکا علم ہے اور اوسکا علم خلق سے نہین اے عزیز تو اگر قدرت کو دیکھیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ قدرت
بھی محبوب و مرغوب ہے اسی سبب سے شیر خدا حضرت علی مرتضی کی شجاعت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی سیاست

لوگ دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ دونون صفتین ایک قسم کی قدرت ہین اور حق تعالی کی قدرت کاملہ کے سامنے تمام خلق کی
قدرت کیا چیز ہے بلکہ تمام مخلوق عاجز ہین مگر اوتنی ہی قدرت رکھتے ہین جو قادر مطلق نے اونہین عنایت فرمائی لیکن سبب
اونکی کوئی چیز کہا جاتی ہے تو اوس سے نہین پھر لے سکتے حق تعالی نے اونہین کیسا عاجز کر دیا ہے پس خدا ہی کی قدرت
کاملہ بے نہایت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ جن و بشر اور حیوانات و نباتات اوس مین ہے اوسیکی قدرت
کاملہ سے پیدا ہوئے اور ایسی چیزین الی غیر النہایۃ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے پھر کیونکر درست ہوگا کہ قدرت کے سبب سے
خدا کے سوا اور کسیکو لوگ دوست رکھین اور عیوب سے منزہ اور پاک رہنے کی صفت کمال کے ساتھ آدمی مین نہین ہو سکتی
اوسکا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ بندہ ہے اور اوسکی ہستی خود اوسکے سبب سے نہین بلکہ وہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہے اس سے
زیادہ کیا نقصان ہوگا پھر آدمی اپنے باطن کے احوال سے بیخبر ہے تو اور چیز کو کب پہونچیگا اسواسطے کہ اگر اوسکے دماغ مین
ایک رگ ٹیڑھی ہو جائے تو دیوانہ اور مجنون ہو جاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسکا کیا سبب ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی
دوا سامنے رکھی ہوتی ہے اور اوسے معلوم بھی نہین ہوتی الغرض اگر آدمی کی عاجزی اور نادانی کا تو حساب کرے تو
ایک ذرہ سی قدرت اور ذرہ سا علم جو رکھتا ہے وہ اوس عجز و جہل مین نیست و نابود ہو جائے گو کہ وہ صدیق ہو یا پیغمبر
پس وہی خالق عیبون سے پاک ہے جسکے علم کی نہایت نہین اور جس مین کدورت جہل کو مداخلت نہین اور جسکی قدرت
بدرجہ کمال ہے اسواسطے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین اوسیکے دست قدرت مین ہین اگر تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے
تو اوسکی بزرگی اور پادشاہی مین کچھ کمی نہو جائے گی اور اگر لاکھ عالم اور لحظہ بھر مین پیدا کرے تو پیدا کر سکتا ہے اور اسکے سبب
سے اوسکی عظمت ایک ذرہ بھی بڑہ نجائیگی اسلیے کہ بڑھنے کو اوس مین دخل نہین اور سب عیبون سے پاک ہے کیونکہ نیستی
اوسکی ذات اور صفات کی طرف راہ نہین پا سکتی بلکہ نقصان خود اوسکی ذات مین ممکن ہی نہین پس جو شخص اوسے دوست
نرکھے اور دوسرے کو دوست رکھے یہ اوس شخص کی کمال نادانی ہے اور یہ محبت اوس محبت سے زیادہ کامل ہوتی ہے
جو احسان کے سبب سے ہو اسواسطے کہ وہ محبت نعمت کی کمی اور زیادتی کے ساتھ گھٹتی بڑہتی رہتی ہے اور جب حق تعالی کی
بزرگی اور پاکی محبت کا سبب ہوتی ہے تو بہر حال اوسکا عشق کامل ہوتا ہے اسیواسطے حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام
پر وحی بھیجی کہ میرے نزدیک وہ بندہ سب بندون سے زیادہ پیارا ہے جو عذاب کے ڈر اور نعمت کی طمع سے میری بندگی نکرے
بلکہ بندگی کرے کہ میری ربوبیت کا حق ادا کرے اور زبور مین لکھا ہے کہ اوس سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو
اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ مین نہ پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا محبت
کا پانچوان سبب مناسبت ہے اور آدمی کو بھی حق تعالی کے ساتھ ایک مناسبت خاص ہے کہ آیہ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ
رَبِّیْ اور حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی نسبت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے
یعنی حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے کہ میرا بندہ مجھسے تقرب ڈھونڈھتا ہے تاکہ اوسے

مین اپنا دوست بناؤن جب اوسکو مین نے اپنا دوست بنا لیا تو مین ہی اوسکا کان ہوتا ہون مین ہی اوسکی آنکھ ہوتا ہون مین ہی اوسکی زبان ہوتا ہون اور یہ جو فرمایا ہے مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ يَا مُوْسٰى یعنی اسے موسی مین بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہ آیا موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو تمام عالم کا مالک اور خداوند ہے تو کیونکر بیمار ہوگا ارشاد ہوا کہ فلانا بندہ بیمار تھا اگر تو نے اوسکی عیادت کی ہوتی تو گویا میری ہی عیادت کی ہوتی اور جناب آلہی کے ساتھ صورت آدم کی مناسبت کی حدیث کا تھوڑا سا بیان عنوان کتاب مین ہمنے کیا ہے اور ایسی بہت مضامین ہین کہ کتابون مین اونکا بیان کرنا مناسب نہین عجیج ام کے فہم اونکے سمجھنے سے قاصر ہین بلکہ بہت سے زیرک لوگ اس مقام مین اونکے منہ گرے بعضے تشبیہ کے قائل ہوگئے اونکی سمجھ مین یون آیا کہ ظاہری صورت کے سوا اور کوئی صورت ہی نہین ہوتی اور بعضے حلول اور اتحاد کے قائل ہوگئے اس بات کا سمجھنا مشکل ہے اے عزیز یہان ہمارا یہ مقصود ہے کہ جب ہم اسباب محبت کو تونے جان لیا تو یہ سمجھ لے کہ محبت آلہی کے سوا اور جو محبت ہے وہ نادانی کی علامت ہے یعنی خدا کے سوا اور کسیکو دوست رکھنا حماقت ہے اور متکلم نے یہ جو کہا ہے کہ اپنے غیر جنس کو کیونکر دوست رکھہ سکینگے چونکہ خدا ہماری جنس سے نہین تو اوسے دوست رکھنا محال ہے پس محبت آلہی سے اوسکی فرمانبرداری مراد ہے اے عزیز اس بات سے تو متکلم کی سادہ لوحی پہچان لے یہ بیچارہ نادان دوستی سے اوس شہوت کے سوا جس سے عورتون کو پیار کرتے ہین اور کچھ سمجھا ہی نہین اور اس بات مین شک نہین کہ یہ شہوت مجانست کو چاہتا ہے مگر یہ محبت جو ہمنے بیان کی جمال وکمال باطنی کو چاہتی ہے مجانست صوری کو نہین چاہتی اسواسطے کہ جو شخص پیغمبر کو دوست رکھتا ہے تو اس سبب سے نہین دوست رکھتا کہ پیغمبر بھی اس شخص کی مثل سر منہ ہاتھہ پاؤن رکھتا ہے بلکہ اس سبب سے دوست رکھتا ہے کہ پیغمبر اسکے ساتھہ مناسبت باطنی رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی اسکے مانند زندہ عالم ارادہ کرنیوالا بولنے والا سننے والا دیکھنے والا ہے مگر یہ صفتین پیغمبر کی ذات مین کامل تر ہین اور اس مناسبت کی اصل یہان بھی ہے مگر کمال صفات مین بے نہایت فرق ہے اور زیادتی کمال کے سبب سے جو دوری پیدا ہوتی ہے وہ محبت کو بڑھاتی ہے اور جو محبت مناسبت پر موقوف ہے اوسکی اصل کو منقطع نہین کرتی اور سب لوگ اسقدر مناسبت کو مقر ہین اور اسقدر مناسبت کو سمجھتے ہین اگرچہ مناسبت کے بھید اور مناسبت کی حقیقت کو نہین پہچانتے چنانچہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ اسکی خبر ہے یہ بیان کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین اے عزیز جانتو کہ یہ سب مسلمانون کا مذہب بانی ہے کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین لیکن اگر اپنے دل مین تحقیق کرین کہ ایسی چیز کا دیدار جو کسی جانب مین نہو اور شکل اور رنگ نرکھتی ہو کیا لذت رکھتا ہے تو یہ اونھین نہ معلوم ہوگا مگر اس خوف سے کہ یہ مضمون شرع مین آیا ہے اسکا زبانی اقرار کرینگے لیکن انکے دل مین کچھ شوق نہوگا اس سبب سے کہ آدمی جو چیز جانتا ہی نہین اوسکا مشتاق کیونکر ہوگا ہرچند کہ اس بھید کی تحقیق ایسی کتاب مین دشوار ہے لیکن ہم ذرہ اشارۃً اسکا بیان کرتے ہین اے عزیز جانتو کہ یہ بات چار اصلون پر موقوف ہے ایک یہ کہ آدمی یہ بات جان لے کہ خدا کا دیدار خدا کی معرفت سے خوشتر ہے دوسری یہ کہ معرفت خدا معرفت غیر خدا سے خوشتر ہے تیسری یہ کہ دل کو عالم اور معرفت جاننے کی لذت اور خوشی ہے بغیر اس بات کے کہ آنکھ اور

بدن کا اوس مین حصہ ہو چوتھی یہ کہ جو خوشی دل کی خاصیت ہو وہ اون خوشیون سے جو آنکھ کان اور دوسرے حواس کا حصہ ہین
خوشتر اور غالب تر اور قوی تر ہوتی ہے پس آدمی جب یہ چارون اصلین جان لیگا تو اوسے ضرور بالضرور یہ بات معلوم ہو جاویگی
کہ حق تعالی کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز خوشتر نہین ہے پہلی اصل اس بیان مین کہ معرفت مین دل کو راحت ہو اور
بے شرکت بدن اوس مین دلکو لذت ہے اے عزیز جانتو کہ حق تعالی نے آدمی مین بہت سی قوتین پیدا کی ہین اور ہر قوت کو ایک
ایک کام کے واسطے بنایا ہے وہی کام اوسکی طبیعت کا مقتضی ہے اور اوسکی طبیعت کے مقتضی مین اوسکی لذت ہو جیسا
کہ قوت غضب کو غلبہ اور انتظام کے واسطے پیدا کیا اسی مین اوسکی لذت ہو اور قوت شہوت کو غذا حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا
اوسکی لذت اسی مین ہو قوت سمع اور قوت بصر اور اور قوتون کو بھی اسی پر قیاس کرلے اور ہر ایک قوت اور ہی لذت رکھتی ہے
یہ لذتین مختلف ہین اسواسطے کہ جماع کی لذت غصہ کرنیکی لذت کی مخالف ہو ان لذتون مین قوت کی رو سے فرق ہو بعضی
قوی تر ہین بعضی ضعیف تر اسواسطے کہ لذت چشم جو اچھی چیزین دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ناک کی لذت جو خوشبو
سونگھنے سے حاصل ہوتی غالبتر ہے اور حق تعالی نے آدمی کے دل مین ایک قوت پیدا کی ہے جسکا نام عقل و نور ہے اور آدمی
اون چیزون کی معرفت کے واسطے پیدا کیا ہے جو حس و خیال مین نہین آتین یہی معرفت عقل کی طبیعت کا مقتضی ہے او
اوسے اسی مین لذت ہو کہ آدمی اوسکے سبب سے معلوم کرے کہ یہ عالم جو پیدا ہوا ہے اوسے ایک مدبر حکیم و قادر کی ہمیشہ
حاجت ہو اور اسیطرح صانع کی صنعتون اور مصنوعات مین اوسکی حکمت پہچانے اور یہ باتین خیال اور حس مین نہین
آتین اور اسی قوت سے نازک علوم و فنون کو جانے اور استنباط کرے جیسے وضع لغت اور تصنیف کتاب اور ہندسہ کا وضع
کرنا اور دقیق علوم ایجاد کرنا اور اسے ان سب باتون سے حلاوت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اگر ایک حقیر علم کی مہارت کے
سبب سے اسکی تعریف کرین تو خوش ہوتا ہے اور اگر کہین کہ نہین جانتا ہے تو ناخوش ہوتا ہو اسواسطے کہ علم کو اپنا کمال جانتا ہو
بلکہ اگر وہان بیٹھے جہان شطرنج کھیلی جاتی ہے اور اس سے کہدین کہ چال نبتانا اور اس سے بہت سی شرطین کرلین تو بھی ہرگز چپ
نہین رہتا ایسے خسیس علم کی خوشی اور لذت سے بیتاب ہو کر چاہتا ہے کہ اوسکے سبب سے تفاخر کرے اور کیونکر آدمی کو
علم خوش نہ آوے اور اوسکے سبب سے تفاخر نکرے اسواسطے کہ علم حق تعالی کی صفت ہو اور آدمی کے نزدیک اوسکے کمال سے
زیادہ خوشتر اور کیا چیز ہوگی اور اوس کمال سے بڑھکر اور کون کمال ہوگا جو حق تعالی کی صفات سے حاصل ہو پس اے عزیز
اس اصل سے تو نے یہ جانا کہ بہرحال دلکو معرفت سے لذت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آنکھ اور بدن کو اوس مین دخل ہو
دوسری اصل اس بیان مین کہ دلکو علم و معرفت کی جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ لذت محسوسات اور لذت شہوت سے
قوی تر ہے اے عزیز جانتو کہ جب کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہے اور تمام دن کھانا نہین کھاتا اگر اوس سے کہین کہ کھانا کھالے تو نہین
مانتا اور کھیل مین ڈوبا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بازی جیتنے اور بات کرنے کی لذت کھانا کھانے کی لذت سے قوی تر ہے
اسواسطے کہ اوسنے شطرنج کھیلنے کو کھانا کھانے پر مقدم رکھا پس قوت لذت باینطور پہچانی جاتی ہے کہ جب دو خواہشین جمع ہون

تو ایک کو مقدم رکھیگا پس جو شخص کہ عقلمند ہوگا باطن کی قوتون کی لذت اوسکو بہت پسند آنے کی ہو اسواسطے کہ اگر کسی عاقل کو ہم
اختیار دین کہ چاہے لذیذ اور عمدہ حلوا مرغ کھائے یا چاہے ایسا کام کرے کہ دشمن مغلوب ہو اور ایک ریاست اوسکے ہاتھ آئے تو وہ
ریاست اور فتحمندی کو اختیار کریگا مگر یہ کہ اوسکی عقل کامل نہو جیسے لڑکا یا عقل زائل ہوگئی ہو جیسے معتوہ یعنی کچا سڑی تو انکی
بات ہی جدا ہے پس وہ شخص جسمین کھانیکا شوق اور جاہ و ریاست کی خواہش دونون موجود ہون وہ جاہ و ریاست ہی کی
خواہش کو اختیار کریگا اس بات سے بیشک معلوم ہوتا ہے کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون سے بہتر ہے اسیطرح وہ علم
جو مثلاً علم حساب یا علم ہندسہ یا علم طب یا علم شریعت وغیرہ بیشمار ہین تو انمین اوسے ایک لذت حاصل ہوتی ہے اگر وہ
اوس علم مین ناقص نہین کامل ہے تو یہ لذت سب لذتون پر فائق ہوتی ہے بلکہ ریاست و حکومت پر بھی وہ اسے ترجیح
دیتا ہے اور اگر علم مین ناقص ہو اور اوسکی لذتین خوب حاصل نہین کین تو اوسکی بات ہی اور ہے پس اس تقریر سے معلوم
ہوا کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون پر کہین فائق ہے مگر اوسکے واسطے جو علم و معرفت مین ناقص نہو اور اوس مین
حق تعالی نے دونون خواہشین بھی پیدا کی ہون اسواسطے کہ لڑکا اگرچہ کھیلنے کی لذت کو مباشرت اور ریاست کی لذت پر
مقدم رکھے تو ہمارے دعوے مین کچھ شک نہ واقع ہوگا کیونکہ مقدم رکھنا اوسکے نقصان کے سبب سے ہے اسواسطے کہ اوسمین
مباشرت اور ریاست کی شہوت اور خواہش ہی نہین اس حال ہے کہ جب دونون خواہشین جمع ہوتی ہین تو مباشرت اور
ریاست ہی کی خواہش مقدم ہوتی ہے تیسری اصل اس بیان مین کہ حق تعالی کی معرفت اور سب معرفتون سے بہتر ہے
ایعزیز جب تجھے یہ معلوم ہوچکا کہ علم و معرفت خوشتر ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ ایک علم دوسرے علم سے بہتر ہوتا ہے اسواسطے
کہ جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہے اوسکا علم بھی اشرف ہوتا ہے کیونکہ شطرنج وضع کرنے کا علم شطرنج کھیلنے کے علم سے بہتر ہے اور ملکداری
کا علم زراعت اور خیاطی کے علم سے بہتر ہے اور حقائق شرع اور اوسکے اسرار کا علم علم نجوم اور علم لغت سے افضل ہے
اور وزارت مین وزارت کے اسرار بازاریون کے بھید جاننے سے اور بادشاہ کا اسرار جاننا وزیر کے اسرار جاننے سے بہتر ہے
پس معلوم جسقدر شریف تر ہوگا اسیقدر اوسکا علم بھی لذیذ تر ہوگا ایعزیز اب ذرہ غور کر کہ خداوند عالم جسطرح کہ کمال و جمال خالق ہے
اوس سے زیادہ دنیا مین کوئی چیز بھی شریف اور بزرگ اور کامل تر ہے اور کسی بادشاہ کی تدبیر ہو اوسکی بادشاہت مین ہو وہ خدا
کی تدبیر کے مانند ہے جو آسمان و زمین کی بادشاہت اور دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور کوئی بھی دربار اوسکی درگاہ سے بہتر
اور کامل تر ہے جسکسیکو حضرت الہی کا نظارہ کرنے کی آنکھ نصیب ہوتی اور اوسکی مملکت کے اسرار کو اس مملکت کا اسرار سے بہتر سمجھا
وہ حق ہے کیونکر ممکن ہے کہ اوس حضرت کا نظارہ چھوڑ کر اور کسی چیز کا نظارہ کرے پھر ان باتون سے معلوم ہوا کہ حق تعالی
کی ذات و صفات اور اوسکی بادشاہت اور اسرار خدائی کی معرفت سب معرفتون سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم شریف تر ہے بلکہ اسے
شریف تر کہنا بھی خطا ہے اسواسطے کہ جب دوسری چیز کو تو اوسکی طرف اضافت کریگا تو اوس چیز کو شریف کہنا لائق نہین کیونکہ اوس
حضرت کو شریف تر کیونکر کہہ سکیگا پس عارف اسی جہان کی لذت ایسی بہشت مین ہے کہ اوسکی یہ صفت ہے جو حق تعالی نے فرمائی عرضها

كعرض السماء والارض بلکہ اس سے بھی زیادہ اوسکی وسعت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین کی چوڑائی کی حد ہے اور میدان معرفت (زمین اور آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے ۱۲) کی نہایت ہی نہیں اور وہ باغ جو عارف کا تماشا گاہ ہے اوسکا کنارہ ہی نہیں اور آسمان و زمین کا کنارہ ہے اور اس باغ کے میوے نہ ٹوٹتے ہیں نہ کوئی اوسکا مانع ہے بلکہ ہمیشہ رہتے ہیں جیسا حق تعالی فرماتا ہے قطوفها دانية اسواسطے کہ جو چیز عارف کو دل میں ہو اوس سے زیادہ نزدیک اور کیا چیز ہوگی اور اس بہشت میں مزاحمت ممانعت کینہ حسد کا دخل نہیں اسواسطے کہ جتنا زیادہ عارف ہوتا ہے اوتنا ہی زیادہ انس حاصل ہوتا ہے اور یہ بہشت ایسی ہے کہ بہشت والوں کی کثرت کے سبب سے تنگ نہیں ہوتی بلکہ اسکی وسعت بڑھتی ہی جاتی ہے چوتھی اصل اس بیان میں کہ نظر کی لذت معرفت کی لذت سے زیادہ ہے اے عزیز جانتو کہ جاننا دو قسم پر ہے ایک وہ جو خیال میں آوے جیسے رنگ اور اشکال اور ایک وہ جو عقل میں آوے خیال میں نہ آوے جیسے حق تعالی اور اوسکی صفتیں بلکہ تیری بھی بعضی صفتیں خیال میں نہیں آتیں جیسے قدرت اور ارادہ اور حیات اسواسطے کہ ان کو رنگ و شکل نہیں ہے اور غصہ عشق شہوت درد راحت بھی رنگ و شکل سے دور ہے ان سبکو عقل ہی دریافت کرتی ہے اور جو چیز خیال میں آتی ہے اوسے آدمی دو طرح ادراک کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خیال میں ہے گویا کہ اوسے آدمی دیکھ رہا ہے یہ ادراک ناقص ہے دوسرا یہ کہ وہ نظر آوے یہ پہلے سے کامل ہے اسواسطے دیدار معشوق کی لذت اوسکے خیال سے زیادہ ہوتی ہے اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ دیدار میں اور صورت ہوتی ہے صورت خیالی کے مخالف یا صورت خیالی سے بہتر بلکہ وہی ایک صورت ہوتی مگر دیدار میں روشن تر معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اگر اپنے معشوق کو عاشق دن چڑھے دیکھتا ہو تو آفتاب نکلتے وقت دیکھنے سے زیادہ لذت پاتا ہے اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ صورت بدل گئی بلکہ یہ باعث ہو کہ دن چڑھے صورت زیادہ روشن ہو گئی اسیطرح جو چیز خیال میں نہیں آتی اور عقل اوسے ادراک کرتی ہے اسکی بھی دو تدبیریں ہیں ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑھکر ایک درجہ ہے اوسے رویت اور مشاہدہ کہتے ہیں اور کمال انکشاف میں اسکی نسبت معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسے دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جسطرح پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہے اور خیال کو نہیں منع کرتا اور جب تک یہ حجاب اوٹھ نہیں جاتا آنکھ نہیں کھلتی تب تک دیدار نہیں حاصل ہوتا اسیطرح اس بدن کے ساتھ حجاب رکھنا ہی سبب ہو آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشوں کے ساتھ اوسکا مشغول رہنا مشاہدہ کے واسطے حجاب ہے اور معرفت کو منع نہیں کرتا جب تک یہ علاقہ نہیں ٹوٹتا مشاہدہ غیر ممکن ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا کہ لن ترانی پھر مشاہدہ روشن اور کامل تر ہے بالضرور اوسکی لذت بھی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ خیال کی نسبت دیدار میں زیادہ ہوتی ہے اے عزیز جانو کہ حقیقت یہ بات ہے کہ جسطرح نطفہ آدمی ہو جاتا ہے اور خرمے کا بیج درخت ہو جاتا ہے اوسیطرح یہ معرفت فردای قیامت کو اوسی صفت پر ہو جائیگی کہ اپنی حالت سے کچھ نسبت ہی نہ رہیگی اور درجہ کمال کو پہنچ جائیگی اور اس گردش سے نہایت روشن ہو جائیگی اوسے مشاہدہ اور نظر اور دیدار کہتے ہیں اسواسطے کہ دیدار کمال ادراک سے عبارت ہے اور یہ مشاہدہ اسی ادراک کا کمال درجہ ہے اسیواسطے جسطرح اس جہان میں معرفت بے تخم نہیں حاصل ہوتی اسیطرح یہ مشاہدہ بھی بے تخم نہ حاصل ہوگا پس معرفت دیدار کا تخم ہے جسے معرفت حاصل نہیں وہ دیدار الہی سے ابد الآباد محروم رہیگا اسواسطے کہ جو شخص تخم ہی نہیں بوتا اوسکو زراعت کہاں

نہین ہوسکتی اور جو بڑا عارف ہوگا اوسکا دیکھنا بھی کامل ہوگا ای عزیز یہ خیال نہ کرنا کہ دیدار اور لذت دیدار مین سب لوگ یکسان ہونگے مگر
بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی معرفت کی قدر دیدار نصیب ہوگا جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ عَامَّۃً وَلِاَبِی بَکْرٍ خَاصَّۃً اسکے
یہی معنی ہین یہ مطلب نہین ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ حق سبحانہ تعالی کو تنہا دیکھین گے اور اور سب ساتھ دیکھین
گے بلکہ جو دیدار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو نصیب ہوگا اورون کو نہ نصیب ہوگا وہ دیدار ان ہی کے ساتھ خاص ہی اسواسطے
کہ اس خصوصیت کا سبب کمال معرفت ہی کہ اوس سی اور لوگ محروم ہین اور یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ابوبکر کو اور اصحاب
پر نماز روزہ کے سبب سے فضیلت نہین بلکہ ایک بھید کے سبب سی ہی جو اوسکے دل مین قرار پکڑ گیا ہی یہ اسی معرفت کی طرف اشارہ ہی
یہی معرفت اوس دیدار الٰہی کا سبب ہوگی جو خاصۃً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو نصیب ہوگا پھر باوجود اسکے کہ حق تعالی
ایک ہی ہی مگر دیدار مین خلق کا تفاوت ایسا ہی جیسے ایک ہی صورت کا تفاوت کہ کئی آئینون مین مختلف نظر آتی ہی کوئی چھوٹی
کوئی بڑی کوئی روشن کوئی تاریک کج کوئی ٹیڑھی کوئی سیدھی حتی کہ ایسا ہوتا ہی کہ ٹیڑھے پن مین اس حد کو پہونچ جاتی ہی کہ اچھی صورت
کو بھی بری بناتی ہی جیسی اچھی صورت باوجودیکہ اچھی ہوتی ہی مگر تلوار کی چوڑان مین دیکھو تو بری معلوم ہوتی ہی اور جو شخص
اپنا آئینہ دل اوس جہان مین تاریک لیجاتا ہی پھر کچھ تو جو چیز اورون کو اوسکے سبب راحت ہوتی ہی وہ بعینہ اوسکے واسطے سبب رنج وایذا
ہوتی ہی ای عزیز یہ گمان نکرنا کہ دیدار الٰہی مین جو لذت پیغمبر علیہ السلام پائین گے وہی اورونکو بھی حاصل ہوگی یا جو لذت علما پائینگے وہی عوام پائینگے
اور جو لذت متقی اور محب علما پائینگے وہی اور عالم لوگ بھی پائینگے اور جس عارف پر کہ حق تعالی کی محبت غالب ہی اور جس عارف پر کہ [illegible]
[illegible] نہین لذت کی رو سے تفاوت کا دیدار کی جہت نہین اسواسطے کہ دونون عارف ایک ہی کو دیکھینگے کیونکہ دیدار معرفت کے سبب سی
حاصل ہوتا ہی اور معرفت دونون کو ہی ان دونون عارفون کی مثال ایسی ہی جیسے دو شخص جنکی بینائی برابر ہو اور کسی خوبصورت کو دیکھین
اور ان دونون مین سے ایک اوسکا عاشق ہو اور ایک عاشق نہو تو بیشک عاشق کو زیادہ لذت حاصل ہوگی اور اگر ایک بہت عاشق
ہوگا اور ایک کم تو بھی اوسکو بہت لذت حاصل ہوگی جو بہت عاشق ہو پس کمال سعادت کے واسطے فقط معرفت کافی نہین ہوتی تا وقتیکہ اوسکے
ساتھ محبت نہو اور محبت الٰہی اسطرح پر غالب ہو جاتی ہی کہ محبت دنیا سے آدمی کا دل پاک صاف ہوجاوے اور یہ پاکی زہد و تقوی کے سوا
اور کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی ہی پس عارف زاہد اور متقی ہوگا وہی لذت کامل حاصل کریگا فصل ای عزیز شاید تو کہیگا کہ اگر دیدار کی لذت
معرفت کی جنس سے ہو تو وہ لذت ہی نہین اسی سبب سے تو کہیگا کہ لذت معرفت سے مجھکو خبر ہی نہین لیکن شاید تو نے کسی کتاب مین لکھا
لکھی دیکھکر تو نے یاد کر لی ہین یا کسی سے سنکر یاد کر لیا ہی اور اوسکا نام معرفت رکھ لیا ہی تو ایسی معرفت سے تو لذت نہ پائیگا اگر کوئی شخص شطرنج کا
کا نام لیوے رکھ اور اوسے کھیلا تو وہ [illegible] کی لذت کبھی نہ پائیگا مگر جو شخص [illegible] معرفت کی [illegible] اور [illegible] ایسا [illegible]
کہ اگر اسی جہان مین اوسکو بہشت اور حور و قصور ملین تو وہ معرفت ہی کو [illegible] جسطرح عقلا [illegible] لذت سلطنت کی [illegible]
زیادہ دوست رکھتا ہی لیکن اگرچہ معرفت کی لذت بہت بڑی لذت ہی مگر دیدار الٰہی کی لذت [illegible] نہین ہوسکتی [illegible]
سمجھ مین نہین آسکتی ای عزیز تو فرض کر کہ ایک عاشق ہوگا کہ اوسکا معشوق [illegible] اور اوسکی [illegible] اور اوسکے [illegible] اور

پھیجھیجری ہوتی ہین اور اوسی کاٹ رہتی ہین اور ان مصیبتون کے سوا اور کامون مین بھی وہ مشغول ہو اور ہر چیز سے ڈرتا ہو اور صبح کے وقت کہ ابھی
خوب روشنی نہین ہوئی وہ اپنے معشوق کو دیکھے تو ایسی حال مین یقیناً لذت دیدار اوسکو کم حاصل ہوگی پس اگر ناگاہ آفتاب نکل آوے اور خوب
روشنی پھیل جاوے اور اوسکی شہوت خوب تیز اور اوسکا عشق نہایت قوی ہو جاوے اور مشغلہ اور خوف اوسکو دل سے جاتا رہے اور زنبور اور
بچھو کے درد سے نجات پاوے تو اس حالت اطمینان مین دیدار معشوق سے بڑی لذت پاوے گا کہ وہ لذت جو پہلے اوسے
حاصل ہوئی تھی اوسکو ساتھ اسکے کچھ مناسبت ہی نہین ہے پس دنیا مین عارف کا بھی یہی حال ہے اندھیرا دنیا مین ضعف معرفت کی مثال ہے
گویا پردہ کے اندر سے باہر کی طرف دیکھتا ہے اور ضعف عشق آدمی کے نقصان کے سبب سے ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی جبتک اس جہان مین
رہتا ہے ناقص رہتا ہے اور یہ عشق کمال کو نہین پہونچتا اور زنبور اور بچھو دنیا کی خواہشون اور غم اور غصہ اور انواع رنج کی مثال
ہو اسواسطے کہ یہ سب لذت معرفت کو کم کر دیتے ہین اور شغل اور خوف معاش اور قوت حاصل کرنے اور ایسی باتون کی مثال ہے اور یہ
باتین موت سے جاتی رہتی ہین اور دیدار کی رغبت اور محبت کامل ہو جاتی ہے اور پوشیدگی حال کشف کے ساتھ بدل جاتی ہے اور دنیا
کا غم و اندوہ اور مشغلہ منقطع ہو جاتا ہے پس اس سبب سے لذت نہایت کمال کو پہونچ جاتی ہے اگرچہ معرفت کی قدر سے زیادہ نہین ہوتی جسطرح
بھوکا آدمی کھانے کی بو سونگھنے سے جو لذت پاتا ہے وہ کھانا کھانے کی لذت سے کچھ مناسبت نہین رکھتی اسیطرح معرفت کی لذت لذت دیدار
سے کچھ مناسبت نہین رکھتی ہے جسطرح کھانا کھانے کی لذت کھانے کی بو سونگھنے کی لذت سے بہت زیادہ ہوتی ہے اسیطرح دیدار کی لذت معرفت
کی لذت سے بھی بہت ہی زیادہ ہوتی ہے جو تو نے فصل الخ پڑھا ہو تو کہ معرفت دل مین ہوتی ہے اور دیدار آنکھ مین پھر دیدار کی لذت کیونکر زیادہ ہوگی جاننا
کہ دیدار کو دیدار اسواسطے کہتے ہین کہ وہ کمال خیال کا سبب ہوتا ہے اس سبب سے نہین کہتے کہ وہ آنکھ مین ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر حق تعالی دیدار
کو ماتھے مین پیدا فرماتا تو بھی دیدار ہوتا پس دیدار کی جگہ مین انکار ہونا فضول ہے بلکہ جب دیدار کا لفظ شریعت مین وارد ہوا ہے اور ظاہرا
دیدار آنکھ سے ہوتا ہے کہ دیدار آخرت مین آنکھ کو دخل ہے اور نہ جان کہ آخرت کی آنکھ دنیا کی آنکھ کے مانند ہوگی اسواسطے کہ یہ آنکھ بغیر جہت کے
نہین دیکھ سکتی اور وہ آنکھ بے جہت کے دیکھے گی اور عوام کو اس سے بحث و تکرار کرنا جائز نہین اسواسطے کہ یہ کام اونکی قوت سے زیادہ ہے
کیونکہ بڑھئی کا کام بزاز سے نہین ہو سکتا اور جس دانشمند نے فقہ یا حدیث یا تفسیر مین محنت کی وہ بھی اس مضمون مین عامی ہے اور اس کا کام
یہ نہین بلکہ جس شخص نے علم کلام مین محنت کی وہ بھی اس حقیقت حال مین عامی ہے اسواسطے کہ وہ عامی کے اعتقاد کا نگہبان اور
سنبھالنے والا ہے یعنی عامی نے جو اعتقاد کیا ہے متکلم اپنے کلام سے اوسکی نگہبانی کرتا ہے اور بدعتی کے شر و فساد کو عامی سے دفع کرتا ہے
جنگ و جدل سے اوسکا دفعیہ جانتا ہے مگر معرفت اور ہی کوچہ ہے اس کوچہ کے چلنے والے اور ہی لوگ ہین شعر منزل عشق از مکان دیگر است
مرد آن رہ را نشان دیگر است ۝ چونکہ یہ بات چھوٹی سی کتاب مین لکھنے کے لائق نہین تو اسیقدر پر کفایت کرنا اولی ہے فصل
اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ ایسی لذت جسکے آگے بہشت کی لذتین آدمی کے دل سے جاتی رہین کسیطرح میری عقل مین نہین آتی ہر چند کہ اس باب مین بڑی
بہت گفتگو کی مگر اوسکی تدبیر تو معلوم ہو گیا ہے تاکہ اگر وہ لذت نہ حاصل ہو مگر اوس پر ایمان تو نصیب ہو الغرض
جاننا کہ چار چیزین اسکی تدبیر ہین ایک یہ کہ جو باتین اوپر لکھی ہوئی ہین اون مین تو بہت غور کرنا کہ تجھے ہدایت حاصل ہو

اسواسطے کہ جو بات ایک ہی بار تیرے کان مین پڑتی ہے وہ دل مین نہین آجاتی دوسری یہ کہ تو یہ جان اسلیے کہ آدمی کی صفتین ہمیشہ
نہین واقع ہوئی کہ لذت اور شہوت کی صفتین یکبارگی اوسمین پیدا کردی ہون کیونکہ بچے کو پہلے کھانے ہی کی خواہش اور لذت ہوتی ہے
اسکے اور کچھ وہ جانتا ہی نہین جب سات برس کے قریب اوسکا سن پہونچتا ہے تو کھیل کود کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے
چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑکر کھیلنے دوڑا جاتا ہے اور جب دس برس کے قریب اوسکی عمر ہوتی ہے تو زینت اور اچھی پوشاک کی خواہش
اور لذت اوسمے پیدا ہوتی ہے حتی کہ اوسکی آرزو مین کھیلنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہوتا ہے تو عورتون کی خواہش
اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے حتی کہ عورتون کے پیچھے سب کچھ ترک کر دیتا ہے اور جب بیس برس کے قریب پہونچتا ہے تو ریاست
تفاخر بڑہتی اور طلب جاہ کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے یہ لذات دنیا کا آخری درجہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے
إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ پس جب بیس برس سے بڑہ جاتا ہے
تو اگر دنیا نے اوسکے باطن کو بالکل خراب نہین کیا ہے اور اوسکے دل کو بیمار نہین کر دیا ہے تو عالم اور آفریدگار عالم اور اسرار ملک و ملکوت کو
پہچاننے کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے اور جسطرح بعد والی ہر لذت مین اوسکی پہلی والی لذت ناچیز اور حقیر ہو جاتی ہے اوسیطرح یہ
لذت بھی اس معرفت مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے اور بہشت کی لذت پیٹ فرج آنکھ کی لذت سے زیادہ نہین ہے کہ آدمی باغ مین
سیر کر رہا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتا ہے سبزہ اور آب روان اور اونچے اونچے زرنگار مکانات کا نظارہ کرتا ہے اور یہ خواہش
اس جہان مین بھی ریاست اور غلبہ اور حکومت کی خواہش کے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے پھر معرفت کی لذت کے سامنے
بطریق اولی ناچیز اور حقیر ہو جائیگی کیونکہ راہب کبھی صومعہ کو اسواسطے اپنا قیدخانہ بناتا ہے اور ہر روز اپنے پیٹ بقدر جو سے زیادہ
کھانا نہین کھاتا ہے تاکہ خلائق مین مقبولیت کا درجہ حاصل کرے پس راہب تو جاہ و قبول کی لذت کو بہشت کی لذت سے زیادہ عزیز
رکھتا ہے اسواسطے کہ بہشت کی یہی لذت ہے کہ پیٹ فرج آنکھ کو حظ حاصل ہو پھر لذت جاہ جسنے پہلے سب خواہشون اور لذتونکو
حقیر اور ناچیز کر دیا وہ لذت معرفت مین فنا ہو جاتی ہے اے عزیز تو اس بات کا ایمان رکھتا ہے اسواسطے کہ جاہ کی خواہش تک پہونچا ہے
اور لڑکا جو ابھی جاہ کی خواہش تک نہین پہونچا وہ اس بات کا ایمان نہین رکھتا اگر تو اوس لڑکے کو ریاست کا مزہ بتانا چاہے
تو یہ مشکل ہے اسیطرح تجھ اندھے کو معرفت کی لذت سمجھانے مین عارف بھی عاجز ہے لیکن اگر تو تھوڑا سا سرمایہ عقل پیدا کریگا کہ غور تامل
کریگا تو یہ بات تجھپر مخفی نرہیگی تیسری تدبیر یہ ہے کہ تو عارفون کا حال معلوم کیا کرے اور انکی باتین سنا کر اسواسطے کہ مخنث اور نامرد اگرچہ
شہوت مباشرت اور اوسکی لذت سے بیخبر ہوتے ہین مگر جب مردون کو دیکھتے ہین کہ اپنی پونجی اس مزے کے پیچھے تباہ اور برباد
کرتے ہین تو اونہین خواہ نخواہ یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ انہین ایک بڑی شہوت اور لذت حاصل ہے کہ ہمین وہ نصیب نہین
حضرت رابعہ جو ایک پارسا بی بی تہین اونکے سامنے لوگون نے جنت کا ذکر کیا کہنے لگین اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ پہلے صاحب خانہ پھر گھر
حضرت ابو سلیمان دارانی رح نے کہا ہے کہ خدا کے تھوڑے بندے ایسے ہین کہ اونہین دوزخ کا ڈر اور بہشت کی امید یاد الہی سے باز نہین رکھتی
پھر دنیا اونہین یاد الہی سے کیونکر باز رکھیگی حضرت معروف کرخی رح سے اونکے کسی دوست نے پوچھا کہ بتاؤ تو تمہین بناسی بیزار کرکے عبادت اور خلوت مین کسنے لگایا

مشغول کیا کیا موت کے ڈر یا قبر کے خوف یا دوزخ کے اندیشے یا بہشت کی امید نے مشغول کیا ہے فرمایا انکی کیا حقیقت
ہے جس بادشاہ کے دست قدرت مین یہ سب ہین اگر تو اوسکے ساتھ محبت کرے تو ان سب کو بھول جا اور اگر تجھے اوسکے ساتھ معرفت اور
آشنائی پیدا ہو جائے تو ان سب سے تو ننگ و عار رکھنے لگے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے خواب مین پوچھا کہ ابو نصر تمار اور
عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اسوقت بہشت مین کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہون پوچھا تمہارا کیا حال ہے جواب دیا کہ حق تعالی
نے جانا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت ہی نہین ہے مجھے اپنا دیدار نصیب کیا حضرت علی ابن الموفق رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
کہ مین نے بہشت کو خواب مین دیکھا بہت لوگ وہان کھانا کھاتے تھے اور فرشتے اچھے اچھے کھانے اونکے منہ مین ڈالتے جاتے تھے
ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ حضرت قدوس مین آنکھین لگائے ہوئے مبہوت کیطرح دیکھ رہا ہے مین نے رضوان سے پوچھا یہ کون شخص ہے
کہا معروف کرخی ہین انہون نے خوف دوزخ سے عبادت کی تھی نہ امید بہشت پر اسکے واسطے حق تعالی نے دیدار مباح کر دیا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی
قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص آج اپنے ساتھ مشغول ہے وہ فردا ے قیامت کو بھی یون ہی رہیگا اور جو شخص آج خدا کے ساتھ مشغول
ہے وہ فردا ے قیامت کو بھی یون ہی ہوگا حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے حضرت بایزید کو
دیکھا عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیان اوٹھائے ہوئے دونون پانون کی اونگلیون پر مبہوت کیطرح بیٹھے رہے آخر کو سجدہ کر کے
دیر تک پڑے رہے اور سر اوٹھا کر مناجات کی کہ بار خدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا اور تو نے یہ کرامتین عنایت فرمائین کہ وہ
لوگ پانی پر چلے اور ہوا پر اوڑے اور مین ان باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون اور ایک گروہ کو تو نے زمین کے خزانے مرحمت کیے
اور ایک گروہ کو تو نے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر مین بہت سی مسافت طے کر جاتے تھے وہ لوگ ان کرامتون سے خوش ہوگئے
اور مین ان سب باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون مبادہ پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اے یحیی تم یہان ہو مین نے کہا ہان اے میرے سید
فرمایا کب سے ہو مین نے کہا دیر سے پھر مین نے کہا یہ حال مجھے تو ارشاد ہو فرمایا جو حال تجھے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہون حق تعالی
نے مجھے ملکوت اعلی اور ملکوت اسفل مین پھرایا اور عرش و کرسی اور آسمانون اور بہشتون مین پھرا کر ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزون مین
جو تیرا جی چاہے مانگ تاکہ مین تجھے عنایت فرماؤن مین نے عرض کیا ان سب مین سے مین کچھ نہین چاہتا ارشاد ہوا حق ہے کہ تو میرا ہی
بندہ ہے حضرت ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ تعالی کا ایک بڑا مرید تھا اپنے کام مین مستغرق رہا کرتا تھا حضرت ابو تراب نے ایک دن کہا کہ اگر
تو حضرت بایزید کو دیکھے تو مناسب ہے اوسنے جواب دیا کہ مین بایزید سے بے پروا ہون حضرت ابو تراب نے پھر کئی بار یہی کہا مرید نے
جواب دیا کہ مین بایزید کے خدا کو دیکھتا ہون بایزید کو دیکھکر کیا کرون حضرت ابو تراب نے کہا کہ حضرت بایزید کو اگر تو ایکبار دیکھے
تو اس سے بہتر ہے کہ خدا کو ستر بار دیکھے تب اوس مرید نے متحیر ہو کر پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت ابو تراب نے کہا اے نادان تو اپنے نزدیک
خدا کو دیکھتا ہے تیرے ظرف کی قدر وہ ظاہر ہوتا ہے اور حضرت بایزید کو خدا کے پاس اوسکی قدر کے موافق دیکھیگا یہ باریک بات سمجھکر
مرید نے عرض کیا کہ آئیے چلین حضرت ابو تراب کہتے ہین کہ ہم دونون آدمی حضرت بایزید کی خدمت مین گئے وہ جنگل مین بیٹھے تھے
جب اونکے قریب پہونچے تو وہ اولٹی پوستین پہنے ہوئے باہر تشریف لائے مرید نے اونکی طرف دیکھکر ایک نعرہ مارا اور مر گیا مین نے کہا

کہا اے بایزید جو ایک نظر آپکو دیکھے تو کیا وہ واجب القتل ہے کہا نہین یہ مرید صادق تھا اسمین ایک بھید تھا کہ وہ اوسکی قوت سے کھلا نتھا اور اسنے جب مجھے دیکھا تو وہ بھید کھل گیا چونکہ بد حیثیت تھا اوسکا متحمل نہوا مرگیا اور حضرت بایزید قدس سرہ نے کہا ہے کہ اگر خلت ابراہیم اور مناجات موسیٰ اور روحانیت عیسیٰ علیہم السلام حق تعالیٰ تجھے عنایت کرے تو بھی اوسکی طرف سے منہ نہ پھیر کہ اسکے علاوہ اور بہت سے کام رکھتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کا ایک دوست تھا مرگی ایک دن کہنے لگا کہ مین تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا ہون اور دن کو روزہ رکھتا ہون اور یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہین انمین سے کوئی حالت مجھپر ظاہر نہین ہوئی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تین سو برس تو عبادت کریگا تو بھی ظاہر نہوگی اوسنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محجوب ہے پوچھا کہ اسکا علاج کیا ہے فرمایا اسکا علاج تو نہ کرسکیگا اوس دوست نے کہا کہ کہیے تو مین وہ علاج کرونگا فرمایا نہین تو نہ کریگا وہ نہایت مصر ہوا حضرت بایزید نے فرمایا کہ نائی کے پاس جاکر ابھی داڑھی منڈوا ڈال اور ننگا ہوکر فقط ایک تہ بند کمر سے باندہ اور ایک توبرہ اخروٹ گلے مین لٹکا لے اور بازار مین جاکر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدی مین گھونسا لگائیگا اوسے ایک اخروٹ دونگا اور اسیطرح قاضی اور متشرع لوگون کے پاس جا اوس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے جو آپ نے فرمائی حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا شرک کیا کہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا وہ بولا کہ اور کچھ علاج بتائیے یہ مجھسے نہوسکیگا فرمایا پہلا علاج یہی ہے جو مین نے کہا اوس شخص نے کہا یہ علاج تو مین نہین کرسکتا فرمایا مین نے تو خود ہی کہا تھا کہ تجھسے علاج نہوسکیگا حضرت بایزید قدس سرہ نے یہ علاج اسواسطے فرمایا کہ وہ شخص جاہ و تکبر کی طلب مین مشغول تھا ایسے مرض کا یہی علاج ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے عیسیٰ مین جب اپنے بندے کے دل مین نگاہ کرتا ہون اور اوسمین دنیا اور آخرت کچھ نہین دیکھتا تو اپنی محبت وہان رکھکر اوسکی حفاظت کرتا ہون حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مناجات کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ جو بہشت تو نے مجھے عطا کی اور اپنے ذکر کا جو انس تو نے مجھے مرحمت کیا اوسکے سامنے بہشت میرے نزدیک ایک پر پشہ کے برابر بھی نہین حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے پوچھا کہ رسول کو تم کیونکر دوست رکھتی ہو کہنے لگین کہ یہ مشکل بات ہے کہ خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے مجھے باز رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ کونسا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا کہ خدا کی محبت اور جو کچھ اوسنے کیا اوس پر راضی رہنا غرضکہ ایسی حدیثین اور حکایتین بہت ہین اور ان بزرگون کے احوال کے قرینہ سے خواہ مخواہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت اور اوسکی محبت کی لذت بہشت کی لذت سے بہت زیادہ ہے اے عزیز تجھے اس مقام مین غور و تامل کرنا چاہیے

معرفت الٰہی کی پوشیدگی کے سبب کا بیان

اے عزیز جس چیز کا جاننا متعذر ہوتا ہے تو دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ چیز پوشیدہ رہے ظاہر نہو دوسرا یہ کہ نہایت روشن ہو کہ آنکھ اوسے نہ دیکھ سکے جیسا چمگادڑ رات ہی کو دیکھتا ہے دن کو نہین دیکھ سکتا اسکا سبب یہ نہین ہے کہ رات کو چیزین ظاہر ہوتی ہین بلکہ دن کو بہت ظاہر ہوتی ہین مگر اوسکی بینائی ضعیف ہے اسیطرح کمال روشنی کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ اوسکے دریافت کرنے کی قوت نہین خدا کی معرفت دشوار ہوئی اور خدا کا نور اور ظہور یہ مثال قیاس کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر تو لکھا ہوا ایک خط یا سیا ہوا کپڑا دیکھتا ہے تو کاتب اور درزی کی قدرت

اور علم وحیات اور ارادہ سے روشن تر نہیں ہوتی اسواسطے کہ انکا یہ فعل ان صفتون کو انکے ہان سے ایسا ظاہر کرتا ہے کہ علم یقینی حاصل ہوجاوے اگر حق تعالیٰ تمام عالم مین ایک پرندے یا ایک نبات سے زیادہ نہ پیدا کرتا تو جو اوسے دیکھتا اوسے صانع کے کمال علم اور کمال قدرت اور کمال عظمت اور کمال جلال کی معرفت ضرور بالضرور حاصل ہوتی اسواسطے کہ وجود صانع پر مصنوع کی دلالت کاتب خط کی دلالت سے زیادہ ظاہر ہے مگر آسمان و زمین اور حیوانات اور نباتات اور سنگ اور کلوخ اور جو کچھ موجود اور مخلوق وہم و خیال مین آتے ہین سب یک زبان ہوکر صانع کی بزرگی پر گواہی دیتے ہین شعر ہر گیاہی کہ از زمین روید * وحدہ لاشریک لہ گوید * دلائل کی کثرت اور روشنی کی وجہ سے معرفت پوشیدہ ہے اسواسطے کہ اگر کوئی صنعت اوسکا فعل اور کوئی اوسکے غیر کا فعل ہوتا تو معرفت ظاہر ہوتی چونکہ سب مصنوعات ایک صفت پر ہوگئے لہذا معرفت صانع پوشیدہ ہوگئی اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی چیز نور آفتاب سے زیادہ روشن نہین اسواسطے کہ سب چیزین اسی سے ظاہر ہوتی ہین لیکن آفتاب اگر رات کو غروب نہوجاتا یا سایہ کے سبب چھپ جایا کرتا تو کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ مثلاً روی زمین پر ایک ہی نور ہے اسواسطے کہ سفیدی اور سیاہی اور اور رنگون کے سوا کچھ نہ دیکھتے اور کہتے کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہین پس یہ جو معلوم ہوا کہ رنگون کے علاوہ نور کوئی چیز ہے کہ رنگ اوسکے سبب ظاہر ہوتے ہین یہ اس سبب سے معلوم ہوا کہ رات کو رنگ چھپ جاتے ہین اور اندھیرے مین اتنا پوشیدہ ہوجاتے ہین جتنا نور آفتاب مین ظاہر نہین ہوتے تو ضد آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اسیطرح اگر خالق کا غائب اور معدوم ہوجانا ممکن ہوتا اور زمین و آسمان برہم اور ناچیز ہوجاتے تو خالق کو خواہ نخواہ لوگ پہچان لیتے مگر چونکہ سب مخلوق خالق کے موجود ہونے پر گواہی دیتے ہین ایک ہی صفت کے ہین اور یہ گواہی ہمیشہ ہے تو روشن ہے پس روشنی کی وجہ سے خالق کی معرفت پوشیدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے یہ مصنوعات و مخلوقات نظر مین رہے وہ وقت ایسا تھا کہ اس بات کی عقل نہ تھی کہ مصنوعات کی گواہی کو وہ سمجھے جب مصنوعات کے ساتھ خوگر ہوگیا تو الفت پیدا ہوگئی پھر جب سن تمیز کو پہونچا تو اونکی گواہی سے آگاہ نہین ہوتا مگر یہ کہ جب کوئی نادر جانور یا عجیب نبات دیکھتا ہے تو اوس وقت اوسکی زبان سے بے اختیار کلمہ سبحان اللہ نکل جاتا ہے کیونکہ شاید اوسکی گواہی سے دل مین آگاہ ہوتا ہے پس جسکی بینائی ضعیف نہین وہ جو مصنوع دیکھتا ہے اوسمین صانع کی صنعت دیکھتا ہے اوس مصنوع کو نہین دیکھتا کیونکہ آسمان و زمین اس نظر سے دیکھتا ہے کہ اوسی کی صنعت ہے جسطرح کوئی شخص خط کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ سیاہی اور کاغذ ہے کیونکہ اسطرح وہی شخص دیکھتا ہے جو خط کو جانتا ہی نہو بلکہ اس نظر سے دیکھے کہ خط آراستہ ہے حتی کہ اوسمین کاتب ہی کو دیکھے جسطرح کہ تصنیف مین آدمی مصنف ہی کو دیکھتا ہے خط کو نہین دیکھتا آدمی جب اس صفت کا ہوجاتا ہے تو جس چیز مین نظر کرتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی نہین جو اوسکی بنائی ہوئی نہو بلکہ تمام عالم اوسکی صنعت اور تصنیف ہے الغرض اگر ایسی چیز کو دیکھنا چاہے جو نہ اوسکی مصنوع ہو نہ اوسکی ذات ہو تو نہ دیکھیگا اور سب مخلوق زبان فصیح سے جسے زبان حال کہتے ہین اوسکے کمال قدرت اور کمال جلال و عظمت پر گواہی دیتے ہین حالانکہ اس سے زیادہ روشن کوئی چیز نہین مگر خلق اپنے ضعف کے سبب سے اس معرفت سے عاجز رہتی ہے

محبت پیدا کرنے کی تدبیر کا بیان الغرض جانو کہ محبت بزرگ ترین مقامات ہے اسکی تدبیر پہچاننا ضرور ہے جو شخص چاہتا ہے

اگر کسی خوبصورت پر عاشق ہو تو اسکی پہلی تدبیر یہ ہے کہ اوسکے سوا اور جو کچھ ہے سب کی طرف سے منہ پھیر کر ہمیشہ اوسی کو دیکھا کرے
جب اوسکا چہرہ دیکھے اور اوسکے ہاتھ پاؤن پوشیدہ ہون اور خوبصورت بھی ہون تو اونہین بھی دیکھنے کی کوشش کرے تا کہ
جو جمال دیکھے اوسکے سبب سے رغبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی مداومت کریگا تو خواہ نخواہ اوسکے دل مین تھوڑی بہت
رغبت پیدا ہو جاویگی پس محبت الٰہی کا بھی یہی حال ہے محبت الٰہی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دنیا کی طرف سے منہ پھیر لے اور اوس
نابکار کی محبت سے دل کو پاک کرے اسواسطے کہ غیر خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے یہ دل کو پاک کرنا ایسا ہے
جیسے کوڑے کرکٹ سے زمین کو پاک کرنا پھر حق تعالیٰ کی معرفت طلب کرے کیونکہ جو شخص اوسے دوست نہین رکھتا اسکا سبب
یہ ہے کہ اوسے جانتا ہی نہین ورنہ جمال و کمال تو بالطبع محبوب ہین حتیٰ کہ جو شخص حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کو خوب پہچانتا ہے تو محال ہے کہ وہ اونہین دوست نہ رکھے اسواسطے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہین اور معرفت حاصل کرنا
ایسا ہے جیسے زمین مین تخم ریزی کرنا پھر مداومت ذکر و فکر مین مشغول ہونا یہ آب پاشی کے مثل ہے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی کو بہت
یاد کرتا ہے تو خواہ نخواہ یاد کرنیوالے کو اوسکے ساتھ ایک انس پیدا ہو جاتا ہے اے عزیز جان تو کہ کوئی مسلمان اصل محبت سے خالی نہین
مگر تفاوت تین سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دنیا کی محبت اور اوسکے ساتھ مشغول رہنے مین تفاوت رکھتے ہین اور ایک چیز کی
محبت دوسری چیز کی محبت گھٹا دیتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ معرفت مین تفاوت رکھتے ہون اسواسطے کہ عامی حضرت امام شافعی
رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ فی الجملہ جانتا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے مگر جو فقیہ اونکے بعضے علمون کی تفصیل سے
خبر رکھتا ہو وہ اونہین زیادہ دوست رکھیگا اسواسطے کہ عامی کی بہ نسبت اسکی شناخت زیادہ ہے اور مزنی جو امام شافعی کے شاگرد
تھے اور اونکے سب حالات اور علوم اور اخلاق سے خبر رکھتے تھے وہ اور فقہا سے زیادہ اونہین دوست رکھتے تھے پس جو شخص
خدا کی معرفت زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ذکر و عبادت جسکے سبب سے انس حاصل ہوتا
اوسمین لوگ متفاوت ہوتے ہین پس انہی سببون سے محبت کا تفاوت ہوتا ہے مگر جو شخص خدا کو بالکل دوست ہی نہین رکھتا
اسکا سبب یہ ہے کہ وہ خدا کو ہرگز جانتا ہی نہین اسواسطے کہ جسطرح ظاہر کی خوبصورتی بالطبع محبوب ہوتی ہے اوسیطرح باطن کی
خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس محبت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت کاملہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہین ایک صوفیہ صافیہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے وہ مجاہدہ اور باطن کو دوام ذکر سے پاک کرنا ہے حتیٰ کہ اپنے تئین اور ماسوی اللہ کو
بھول جاتے ہین تب اونکے باطن مین وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین جنسے عظمت الٰہی مشاہدہ کے مانند روشن ہو جاتی ہے
اسکی مثال ایسی ہے جیسے دام بچھانا شاید اسمین شکار پھنسے یا نہ پھنسے اور شاید اوسمین چڑیا آ پھنسے یا باز آ پھنسے اسمین ایک کی قسمت کے سوا
بڑا تفاوت ہوتا ہے دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے علم کلام اور دوسرے علوم کا سیکھنا نہین علم معرفت کی پہلی بسم اللہ یہ ہے
کہ عجائب مصنوعات مین آدمی تفکر کرے چنانچہ ساتوین اصل مین اسکا بیان ہو چکا ہے پھر ترقی کرکے جمال اور جلال الٰہی مین فکر کرے
تا کہ اسماء اور صفات کے حقائق اوسپر منکشف ہون اور یہ بڑا علم ہے مرید زیرک مرشد کامل کی مدد سے یہ علم حاصل کرسکتا ہے کہ جو

اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا یہ علم دام بچھانے کے مانند نہین ہے کہ اسمین شکار کے پہنسنے نہ پہنسنے کا شبہہ ہو بلکہ تجارت اور زراعت اور
کسب کے مانند ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے بکری بکرے کا جوڑا لگایا تو خواہ نخواہ نسل بڑہے گی ان یا وہ ہوگا لیکن اگر اونپر
بجلی گرے اور وہ ناگاہ ہلاک ہو جائین تو مجبوری ہے اور جو شخص معرفت کی راہ چھوڑکر اور کسی طریقہ سے محبت ڈہونڈہیگا وہ محال طلبی کریگا
اور جو شخص معرفت کو ان دو طریقون کے سوا جو مذکور ہوا اور کسی طریقہ سے ڈہونڈہیگا وہ ناکام رہیگا اور جو شخص سمجھتا ہو کہ محبت الٰہی سعادت آخرت کو
پہونچیگا اوسکی سمجھ غلطی پر ہے اسواسطے کہ آخرت کے یہی معنی ہین کہ تو خدا تک پہونچ جائے اور جب کوئی شخص ایک چیز تک پہونچا تو اگر پہلے سے دوست رکھتا تھا اور
عوائق کے سبب سے اوس سے محجوب تھا اور ایک زمانہ اوس چیز کے شوق مین گذرا تھا تو جب وہ عوائق اور موانع رفع دفع ہو جاتے ہین اور وہ شائق اوس چیز تک پہونچتا ہے
تو بڑے مزے مین ہو جاتا ہے یہی سعادت ہے اور اگر پہلے سے اوس چیز کو دوست نہ رکھتا تھا تو اوسے کچھ بھی لذت نہین ملتی اگر اوسے
کم دوست رکھتا تھا تو کم لذت پاتا ہے تو عشق و محبت کی قدر سعادت ہوتی ہے اور اگر معاذ اللہ اپنے باطن مین اوس چیز کے مخالف
کے ساتھہ الفت اور مناسبت پیدا کی ہوگی تو جو حالت آخرت مین ظاہر ہوگی وہ اوسکے مخالف ہوگی اسکے سبب سے وہ ہلاک ہوگا اور
رنج و مصیبت مین پڑیگا جس چیز کے سبب سے اور لوگ سعید ہونگے وہ اوسی کے سبب سے شقی ہو جائیگا اسکی مثال یہ ہے حکایت ایک
خاکروب عطر سازون کی بازار مین گیا اور وہان کی خوشبوئین سونگھکر بیہوش ہوکر گر پڑا لوگ آ آکر اوسپر گلاب چھڑکنے لگے اور اوسے
مشک سونگھانے لگے اوسکا حال اور بھی بدتر ہوتا جاتا تھا حتی کہ ایک شخص وہان آیا اوس نے بھی کسی زمانہ مین خاکروبی کی تھی اوسنے
اوسکا حال پہچانا اور ذرا سی آدمی کی نجاست لاکر بھگوئی اور اوسکی ناک مین ملدی وہ فورًا ہوش مین آگیا اور کہنے لگا کہ خوشبو یہ ہے پس
جسنے لذت دنیا کے ساتھہ انس پیدا کیا تھا کہ وہ اوسکی معشوقہ ہوگئی وہ اوس خاکروب کے مثل ہے اوسیطرح اوس خاکروب نے عطر سازون
کے بازار مین وہ نجاست نپائی تھی بلکہ خوشبودار چیزین وہان تھین وہ اوسکے مخالف تھین اور اوسے اوسکے سبب سے رنج و اذیت زیادہ
ہوئی اور جس نجاست سے اوسنے الفت و محبت پیدا کی تھی وہ وہان نتھی اسیطرح بازار آخرت مین بھی دنیا کی شہوتون مین سے کوئی چیز
آدمی نپائیگا اور جو نعمتین وہان ہونگی وہ سب اسکی طبیعت کے برخلاف ہونگی پس وہی نعمتین اسکے رنج و مصیبت اور اسکی شقاوت کا
سبب ہونگی آخرت عالم ارواح اور عالم جمال الٰہی ہے کیونکہ جمال الٰہی وہان ظاہر ہوگا سعید وہی شخص ہے جسنے اپنی طبیعت کو دنیا مین
اوسکے ساتھہ مناسبت دی ہو تھی کہ وہ اوسکے موافق ہو جائے اور سب ریاضتین اور عبادتین اور معرفتین اسی مناسبت کے
واسطے ہین اور محبت خود یہی مناسبت ہے یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا اوسکے یہی معنی ہین اور دنیا کی سب
معصیتین اور شہوتین اور محبتین اس مناسبت کی ضد ہین آیہ کریمہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا سے یہی مراد ہے ارباب بصیرت اس
مضمون کے مشاہدے مین حد تقلید سے گذر گئے ہین اور صدق پیغمبر سے اس مضمون کو پہچانا ہے بلکہ اسکے سبب سے صدق پیغمبر کو بہ تجربہ
یقینی سمجھے ہین اسواسطے کہ جو شخص علم طب جانتا ہے وہ جب کسی طبیب کی بات سنتا ہے پہچان جاتا ہے کہ یہ طبیب ہے اور جب وہ کسی نادان
حکیم کی بات سنتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ جاہل ہے پس اس طریقہ سے سچے نبی کو نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالے سے یقینًا آدمی پہچان
لیتا ہے پھر جو کچھ اپنی بصیرت کے نور سے پہچان سکتا ہے اوسکے اکثر مین سے پہچانتا ہے اور یہ علم یقینی ہے اوس علم کے مثل نہین ہے

جو عصا کے اژدہا ہونے سے حاصل ہوا اسواسطے کہ یہ علم اس خطر مین ہے کہ گوسالے کی آواز سے باطل ہو جائے کیونکہ سحر اور معجزہ مین تمیز کرنا علم یقینی کیطرح آسان نہین ہے

محبت الٰہی کی علامتون کا بیان

اے عزیز جانو کہ محبت ایک گوہر عزیز ہے اور محبت کا دعوی کرنا آسان نہین پس آدمی کو یہ گمان کرنا نچاہیے کہ مین محبون مین سے ہون اسواسطے کہ محبت کی علامت اور دلیل ہے اوسے اپنی ذات سے طلب کرنا چاہیے وہ سات دلیلین ہین پہلی یہ کہ موت سے ناراض نہ رہے اسواسطے کہ کوئی محب اپنے محبوب کے دیدار سے کراہت نہین رکہتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکہتا ہے خدا بھی اوسکے دیدار کو دوست رکہتا بویطی قدس سرہ نے ایک زاہد سے پوچھا آیا تو موت کو دوست رکہتا ہے اوسنے جواب مین توقف کیا بویطی نے کہا اگر تو صادق ہوتا تو موت کو دوست رکہتا مگر یہ بات جائز ہے کہ آدمی کو محبت ہو اور موت کے جلدی آنے سے کراہت رکہتا ہو اصل موت سے کراہت نرکہتا ہو اسواسطے کہ ابھی آخرت کا توشہ تیار نہ کیا ہوگا تاکہ اب تیار کرلے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زاد آخرت کی فکر مین لگا رہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پے نثار کرے اور جس چیز کو اپنے حق مین قرب خدا کا سبب سمجہے اوسے نہ چہوڑے اور جو چیز اوسکی دوری کا سبب ہو اوس سے دور رہے یہ اوس شخص کا حال ہوتا ہے جو کہ اپنے تمام دل سے خدا ہی کو دوست رکہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اوس شخص کو دیکہا چاہے جو خدا کو پورے دل سے دوست رکہتا ہو تو سالم کو جو حذیفہ کا غلام آزاد ہے دیکہ لے پس جو شخص گناہ کرے تو یہ اس بات پر دلیل نہین کہ اوسے محبت ہی نہین بلکہ اس بات پر دلیل ہے کہ اوسے پورے دل سے محبت نہین ہمارے اس قول پر یہ دلیل ہے کہ نعیمان کو شراب خواری کی وجہ سے کئی بار جب مار پڑی تو ایک صحابی نے اوسپر لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت نکر اسواسطے کہ وہ خدا رسول کو دوست رکہتا ہے حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر لوگ تجھسے پوچھین کہ کیا تو خدا کو دوست رکہتا ہے تو خاموش رہ اسواسطے کہ اگر کہیگا کہ دوست نہین رکہتا ہون تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہیگا کہ دوست رکہتا ہون تو تیرے اعمال خدا کے دوستون کے اعمال سے نہین تیسری دلیل یہ ہے کہ ذکر الٰہی اسکے دل پر ہمیشہ تازہ رہے اور بے تکلف اوسکا شائق رہے اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکہتا ہے تو اکثر اوس چیز کا ذکر کیا کرتا ہے اور اگر محبت کامل ہوتی ہے تو اوسے کبہی نہین بہولتا پس اگر تکلف سے دلکو ذکر پر لگاتا ہے تو اس بات کا خوف ہے کہ اوسکا محبوب وہی ہے جسکا ذکر اوسکے دل پر غالب ہے شاید اسکے دل پر خدا کی محبت غالب نہین مگر اوسکی محبت کی محبت غالب ہے کیونکہ چاہتا ہے کہ اوسے دوست رکہون اور محبت اور چیز ہے اور محبت کی محبت اور چیز ہے چوتہی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو کہ اوسکا کلام ہے اور رسول کو اور ہر چیز کو جو اوسکی طرف منسوب ہو دوست رکہے جب یہ دوستی مضبوط ہو گئی تو تمام خلق کو دوست رکہیگا کہ خدا کے بندے ہین بلکہ تمام موجودات کو دوست رکہے کہ سب اوسکے مخلوق ہین مثلا آدمی جب کسی کو دوست رکہتا ہے تو اوسکی تصنیف اور اوسکے خط کو بہی دوست رکہتا ہے پانچوین دلیل یہ ہے کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات ہونیکا آرزومند رہے تاکہ بے عوائق اور موانع کی جمعیت دور ہو اور خلوت میں دوست کے ساتھ مناجات کرے جب رات اور دن ہوتا اور بات چیت کو

خلوت سے زیادہ دوست رکہیگا تو اوسکی محبت ناقص ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد خلق کے ساتھ انس و محبت نکر اسواسطے کہ دو آدمی میری درگاہ سے محروم رہتے ہین ایک وہ جو طلب ثواب مین جلدی کرے اور جب دیر کرے اوس سے سلے تو کاہل ہو جائے دوسرا وہ جو مجھے بھول کر اپنے خیال مین مشغول رہے اسکی علامت یہ ہے کہ مین اوسے اوسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہون اور دنیا مین اوسے حیران رکھتا ہون بس جب خدا کی محبت کامل ہو جاتی ہے تو ماسوی اللہ کی محبت باقی ہی نہین رہتی بنی اسرائیل مین ایک عابد رات کو نماز پڑہتا تھا ایک درخت پر کوئی مرغ خوش الحان بولا اوسکے نیچے جا کر وہ عابد نماز پڑہنے لگا اوس زمانہ مین جو رسول علیہ السلام تھے اونپر وحی آئی کہ اوس عابد سے کہدو کہ تو نے ایک مرغ خوش آواز کے ساتھ محبت کی تیرا ایک درجہ کم ہو گیا پھر کسی عمل سے اوس درجے کو تو نہ پائیگا اور کچھ لوگ خدا سے محبت اور مناجات کرکے اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ انکے گھر کے دوسرے کونے مین آگ لگی اور انہین خبر بھی نہوئی ایک بزرگ کو کوئی بیماری تھی اس سبب سے نماز پڑہنے مین اونکا پاؤن کاٹ ڈالا اونہین خبر تک نہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے داؤد جسنے میری محبت کا دعوی کیا اور رات بھر سوتا رہا وہ جھوٹا ہے دوست کیا دوست کا دیدار نہین چاہتا اور جو مجھے ڈہونڈہتا ہے مین اوسکے ساتھ ہون حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا خدا تو کہان ہے کہ مین تجھے ڈہونڈہون ارشاد ہوا کہ اے موسی جب تو نے مجھے ڈہونڈہنے کا قصد کیا مجھے پا لیا چھٹی دلیل یہ ہے کہ اوسپر عبادت آسان ہو گران نہ گذرتی ہو کسی عابد نے کہا ہے کہ بیس برس تک جانکنی کے ساتھ مین نے اپنے تئین نماز تہجد پر مستعد رکھا پھر اور بیس برس تک اوسکے سبب سے مین نے مزہ اوٹھایا جب محبت پکی ہو جاتی ہے تو کوئی لذت عبادت کی لذت کو نہین پہونچتی عبادت دشوار کیونکر ہو گی ساتوین دلیل یہ ہے کہ خدا کے سب فرمان بردار بندون کو دوست رکہے اور سب پر مہربان رہے کافرون اور عاصیون سے عداوت رکہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کسی پیغمبر علیہ السلام نے حق تعالی سے پوچھا کہ یا خدایا تیرے محب کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ وہ لوگ ہین کہ جسطرح بچہ اپنی مان کا دیوانہ رہتا ہے اوسطرح وہ میرے شیفتہ رہین اور جسطرح چڑیا اپنے گھونسلے مین پناہ لیتی ہے اوسطرح وہ میرے ذکر سے پناہ لین اور جسطرح شیر غصہ کی حالت مین کسی سے نہین ڈرتا اوسطرح وہ جب کسی بندے سے گناہ دیکھتے ہین تو غصہ مین آتے ہین یہ اور اس قسم کی بہت سی دلیلین اور علامتین ہین جسکی محبت کامل ہوتی ہے اوسمین یہ سب علامتین پائی جاتی ہین اور جسمین بعض علامتین ہون اوسکی محبت ناقص ہے

خدا تعالی کے شوق کا بیان

اے عزیز جانتو کہ جو شخص محبت الہی کا منکر ہے وہ اوسکے شوق کا بھی منکر ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ الشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اور حق تعالے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرماتا ہے طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰى لِقَائِيْ وَاَنَا اِلٰى لِقَائِهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا یعنی نیک بندے میری ملاقات کے بہت شائق ہین اور مین اونسے بہی زیادہ اونکا مشتاق ہون پس اے عزیز تجہے شوق کے معنی معلوم کرنا چاہئے کہ جسے ہرگز جانتے ہی نہین اوسکا شائق ہونا محال ہے اور جسے جانتے ہین اور وہ سامنے موجود ہے اور اوسے دیکھ رہے ہین تو بہی اوسکا شوق نہ پایا جائیگا پس شوق ایسی چیز کا ہوتا ہے جو ایک وجہ سے حاضر ہو اور ایک وجہ سے غائب ہو

جیسے معشوق کہ خیال مین حاضر نظر سے غائب ہوتا ہے اوسکا شوق دل مین رہتا ہے شوق کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے محبوب کو ڈھونڈھتا ہے تاکہ وہ آنکھون کے سامنے آئے ادراک پورا ہو جاوے پس اس بات سے تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا مین شوق سے خدا ہی ممکن نہین اسواسطے کہ حق تعالیٰ معرفت مین حاضر اور مشاہدہ مین غائب ہے جسطرح دیدار کمال خیال ہے اوسیطرح مشاہدہ کمال معرفت ہے اور یہ شوق موت کے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا اور ایک قسم کا اور شوق باقی رہتا ہے جو آخرت مین بھی نہ جائیگا اسواسطے کہ اس جہان مین ادراک کا نقص دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ معرفت اوس دیدار کے مانند ایک ادراک ہے جو باریک پردے کی آڑ سے ہو یا اوس دیدار کے مثل ہے جو اندھیرے منہ جھٹپٹے وقت آفتاب نکلنے کے پہلے ہو یہ ادراک آخرت مین خوب روشن ہو جائیگا اور یہ شوق جاتا رہیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص معشوق رکھتا ہے اور اوسنے اوس معشوق کا چہرہ دیکھا ہو مگر اوسکے بال اور اعضا نہ دیکھے ہون اور جانے کہ وہ سراپا خوبصورت ہے تو اوس شخص کو اوسکے دیدار کا شوق ہوتا ہے اسیطرح جناب الٰہی کے جمال یا کمال کی نہایت نہین اگرچہ کوئی بہت کچھ جان لے مگر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ زیادہ ہوگا اسواسطے کہ خدا کے معلومات کی نہایت نہین اور جب تک سبکو نہ جان لیگا تب تک حضرت الٰہی کا جمال تمام کمال نہ دریافت کیا ہوگا اور یہ بات آدمی کو نہ اس جہان مین ممکن ہے نہ اوس جہان مین اسواسطے کہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت نہین ہوتا پس جسقدر آخرت مین دیدار زیادہ ہوگا اوسیقدر لذت بھی زیادہ ہوگی اور وہ بے نہایت ہے جب دل کی نظر اوس چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اوسکے سبب اوسکا یہ حال ہوتا ہے کہ بالکل فرحت اور مسرت ہو جاتا ہے اسے انس کہتے ہین اور جب دل کی نظر اوسکی طرف ہو جو باقی رہ گیا ہے تو طلب تقاضا دل کا حال ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہین اس انس اور شوق کی انتہا نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہی کہتے رہین گے رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اسواسطے کہ جمال الٰہی مین سے جو کچھ ظاہر ہوگا وہ نور ہی نور ہوگا اور ان لوگون کو تمام و کمال کی طلب ہوتی ہے مگر اوسکی انتہا کو نہین پہنچ سکتے اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی حق سبحانہ تعالیٰ کو بدرجہ کمال نہین پہچانتا اور بدرجہ کمال پہچان نہین سکتا تو بدرجہ کمال کچھ بھی نہ سکیگا مگر مشتاقون کے واسطے راہ کھلی رہے گی تاکہ ہمیشہ وہ کشف اور دیدار بڑھتا رہے اور لذت بے نہایت جو بہشت مین ہے اوسکی حقیقت یہی ہے اور اگر حقیقت نہوتی تو شاید لذت پر آگاہی حاصل ہونے سے لذت کم ہو جاتی کیونکہ جو چیز ہمیشہ ملتی ہے اور دل اوسکا خوگر ہو جاتا ہے اوس سے حلاوت نہین حاصل ہوتی تاوقتیکہ کوئی تازہ چیز اوسے پہونچے پس اہل جنت کی لذتین ہر لحظہ تازہ ہوتی رہین گی حتیٰ کہ جو لذت دل مین آئے وہ اون نعمتون کے سامنے حقیر اور ناچیز معلوم ہوگی اسواسطے کہ وہ نعمتین روز بروز زیادہ ہوتی جائین گی الغرض اس اصل سے بھی تونے انس کے معنی پہچانے کہ جو کچھ حاضر ہے اوسکی طرف حالت دل کی اضافت کا نام انس ہے بشرطیکہ جو کچھ باقی رہا ہے اوسکی طرف دل التفات نہ کرے اور جب باقی ماندہ کیطرف التفات کرے تو وہ شوق کی حالت ہے پس حق تعالیٰ کے سبب دنیا اور آخرت مین انس و شوق ہین پھر تے رہتے ہین اخبار داود علیہ السلام مین ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے داود زمین کے باشندونکو میری طرف سے

خبر دے کہ مین اوسکا دوست ہون جو مجھے دوست رکھے اور اوسکا ہمنشین ہون جو میرے ساتھ خلوت مین بیٹھے اور اوسکا مونس
ہون جو میری یاد سے انس کرے اور اوسکا رفیق ہون جو میرا رفیق ہے اور اوسکا برگزیدہ کرنیوالا ہون جو مجھے برگزیدہ کرے اور اوسکا
فرمان بردار ہون جو میری فرمان برداری کرے اور جس بندہ نے مجھے دوست رکھا اور مین نے جانا کہ یہ دل سے مجھے دوست رکھتا ہے
تو اوسے بیشک اورون پر مقدم کرتا ہون اور جو مجھے ڈہونڈہے گا بیشک پائیگا اور جو شخص دوسری کو ڈہونڈہے گا مجھے نہ پائے گا
اے زمین والون جن کامون پر تم فریفتہ ہوا و نہین ترک کرو میری صحبت اور مجالست اور موانست کیطرف ملتفت ہوا اور میری ساتھ
انس کرو تاکہ مین تمھارے ساتھ انس کرون مین نے اپنے دوستون کی سرشت اور طینت اپنے دوست ابراہیم اور اپنے ہمراز موسی
اور اپنے برگزیدہ محمد صلی اللہ علیہم اجمعین کی سرشت اور طینت سے پیدا کی ہے اور مین نے اپنے مشتاقون کے دلون کو اپنے نور سے
پیدا کیا ہے اور اپنے جلال سے پرورش فرمایا ہے کسی نبی علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرے بندے ہین کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہین
مین اونھین دوست رکھتا ہون وہ میرے آرزومند ہین مین اونکا آرزومند ہون وہ مجھے یاد کرتے ہین مین اونہین یاد کرتا ہون
اونکی نظر میریطرف ہے میری نظر اونکی طرف ہے اگر تو بھی اونکی راہ اختیار کریگا تو تجھے مین دوست رکھونگا اور اگر اونکی راہ سے پھریگا
تو تجھے دشمن رکھونگا یہ اور ایسی بہت حدیثین محبت اور شوق اور انس کے باب مین وارد ہین یہان اسیقدر کافی ہین **رضا کی**
فضیلت کا بیان ایعزیز جانو کہ قضائے الہی پر راضی رہنا بہت بلند مقام ہے اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہین اسواسطے کہ
محبت بہت بزرگ مقام ہے اور جو کچھ خدا کرے اوسپر راضی رہنا محبت ہی کا ثمرہ ہے اور ہر ایک محبت کا ثمرہ نہین ہے بلکہ اوسی محبت کا
ثمرہ ہے جو بدرجہ کمال ہو اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ
یعنی قضائے الہی پر راضی رہنا خدا کی بڑی درگاہ ہے جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم سے پوچھا کہ تمھارے ایمان
کی کیا علامت ہے اونہون عرض کیا کہ یا رسول اللہ بلا مین ہم صبر کرتے ہین اور نعمت پر شکر کرتے ہین اور قضائے الہی پر راضی
رہتے ہین تب آپ نے فرمایا کہ اس قوم کے لوگ حکما اور علما ہین کمال علم کی وجہ سے انکا مرتبہ انبیا کے مرتبہ کے قریب ہے اور
فرمایا ہے کہ جب قیامت آئیگی تو میری امت کے ایک گروہ کو حق تعالی پر و بال عطا فرمائیگا وہ لوگ بہشت مین اوڑجائینگے
فرشتے اونسے پوچھینگے کہ تم حساب اور میزان اور پل صراط سے فراغت کر چکے یہ لوگ کہینگے کہ ہمنے تو ان چیزون مین سے
کچھ بھی دیکھا تک نہین فرشتے پوچھینگے کہ تم کون لوگ ہو یہ کہینگے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ہین
فرشتے پوچھینگے کہ تمنے کیا عمل کیا تھا کہ یہ سب بزرگیان پائین یہ کہینگے کہ ہم مین دو خصلتین تھین ایک یہ کہ خلوت مین حق تعالی
سے شرماکر ہم گناہ نکرتے تھے دوسری یہ کہ تھوڑا سا رزق جو حق تعالی ہمین عنایت فرماتا تھا اوسپر ہم راضی رہے ملائکہ کہینگے
کہ پھر کیون نہو یہ درجہ تمہارا ہی حق ہے کچھ لوگون نے حضرت موسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حق تعالی سے پوچھیے کہ وہ کیا
بات ہے جسمین تیری رضامندی حاصل ہو تاکہ ہم اوسپر عمل کرین وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو مین تمسے
راضی رہونگا حضرت داود علیہ السلام پر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ میرے دوستون کو دنیا کے غم سے کیا کام غم دنیا اونکے دلون سے

لذت مناجات دور کردیگا اے داود مین اپنے دوستون سے اسی بات کو دوست رکھتا ہون کہ وہ روحانی رہین کسی چیز کا غم نہ کہائین
اور دنیا سے کبھی دل نہ لگائین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون کہ
میرے سوا اور کوئی خدا نہین جو کوئی میری بلا پر صبر اور میری نعمت پر شکر نہ کریگا اور میری قضا پر راضی نہ رہیگا اوس سے کہدو کہ وہ دوسرا خدا
ڈھونڈہ لے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین نے تقدیر کی اور تدبیر کی اور اپنی صنعت کو مضبوط کردیا اور جو کچھ ہوگا اوسکا
حکم کرچکا جو اوسپر راضی ہے اوس سے مین بھی راضی ہون اور جو ناراض ہے مین اوسپر غصہ مین ہون حتی کہ وہ مجھے دیکھے اور فرمایا ہے
کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ مین نے خیر و شر پیدا کیے نیکبخت وہ شخص ہے جسے خیر کے واسطے پیدا کیا اور خیر کو اوسکے ہاتھ پر آسان
کردیا اور بدبخت وہ ہے جسے شر کے واسطے پیدا کیا اور شر کو اوسکے ہاتھ پر آسان کردیا اور افسوس ہے اوسپر جو چون چرا کرے
ایک نبی علیہ السلام بیس برس تک گرسنگی اور برہنگی اور بڑی محنت و مصیبت مین گرفتار رہے اور اونکی دعا قبول نہوتی تھی پھر وحی
آئی کہ زمین و آسمان پیدا کرنے کے پہلے مین نے تیرے نصیب مین یہی تقدیر کیا تھا کیا تو چاہتا ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت
اور مملکت کو تیرے واسطے نئے سر سے پیدا کرون اور جو حکم کرچکا ہون اوسے بدل ڈالون تاکہ جو تو چاہتا ہے وہ ہو جو مین چاہتا ہون
وہ نہو اور تیرے ارادے کے موافق کام ہو میری مرضی کے موافق نہو مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ اگر پھر تیرے دلمین یہ خطرہ رہیگا
تو انبیا کے دفتر سے تیرا نام مٹا دونگا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ بیس برس کامل مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت کی جو کچھ مین نے کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ تو نے کیون کیا اور جو کچھ مین نے نہ کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ تو نے
کیون نہ کیا مگر جب کوئی اور میرے ساتھ جھگڑتا تو آپ فرماتے کہ اگر تقدیر مین ہوتا تو یہ کام ہوجاتا حضرت داود علیہ السلام پر وحی آئی
کہ اے داود تو اور کچھ چاہتا ہے مین اور کچھ جو مین چاہتا ہون وہی ہوگا اگر تو میرے ارادے پر راضی رہیگا تو جو تو چاہتا ہے
وہ بھی دونگا اور اگر ناراض ہوگا تو تیری خواہش مین تجھے غمگین کرونگا اور پھر وہی ہوگا جو میرا ارادہ ہو خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ
نے کہا ہے کہ مین اوسی بات مین خوش ہون جو مقدر مین ہے وہ جو کچھ ہوا اونسے کسی نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو بولے جو حکم الہی ہوچکا
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ اگر مین آگ کھاؤن تو آگ کھانیکو اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ جو چیز نہو
اوسے کہون کہ کاشکی ہوتی اور جو ہوا اوسے کہون کہ کاشکی نہوتی بنی اسرائیل کے ایک بڑے عابد نے عبادت مین مدت تک بڑی کوشش
اور محنت کی پھر خواب مین دیکھا کہ اوس سے کوئی کہتا ہے کہ فلانی عورت بہشت مین تیری رفیق ہے عابد نے اوسے ڈھونڈھا تاکہ اوسکی
عبادت دیکھے اوسے رات کو نماز پڑھتے دیکھا نہ دن کو روزہ رکھتے مگر فرائض بجالاتی تھی عابد نے اوس سے کہا کہ مجھے بتا تو کیا عمل کرتی
کیا ہے اوسنے کہا یہی جو تو نے دیکھا عابد نے جب بہت منت کی تو سوچکر کہنے لگی کہ مجھمین ایک خصلت ہے کہ اگر بلا بیاری مین مبتلا رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی
کہ آرام و صحت مین رہون اور اگر دھوپ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ سایہ مین ہون اور اگر سایہ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ دھوپ مین ہون خدا
جس امر کا حکم کرتا ہے اوسمین راضی رہتی ہون عابد نے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہ چھوٹی خصلت نہین بہت بڑی خصلت ہے رضا کی حقیقت کا بیان
اگر تو کہے کہ ایک گروہ نے کہا ہے کہ مصیبت اور بلا پر اور جو چیز خواہش کے برخلاف ہو اوسپر راضی رہنا ممکن ہی نہین بلکہ

یہ ہے کہ آدمی صبر کرے حالانکہ یہ کہنا خطا ہے بلکہ جب محبت غالب ہوئی تو جو امر خواہش کے برخلاف ہوا و پسر ہی درد وجہ سے
راضی رہنا ممکن ہے ایک یہ کہ آدمی عشق مین ایسا مدہوش اور مستغرق ہو جاوے کہ اپنی تکلیف اور درد کی خبر ہی نہو جیسے کہ کوئی
آدمی ایسا ہوتا ہے کہ حرب اور جنگ مین او پسر غصہ ایسا غالب ہوتا ہے کہ اوسکے بدن مین جو زخم لگتے ہین اونکا درد اوسے
کچھ معلوم ہی نہین ہوتا تاوقتیکہ خون آنکھہ سے نہ دیکھے اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کے لالچ مین دوڑتا ہے اور اوسکے
پاؤن مین کانٹا گڑ جاتا ہے تو اوسے خبر نہین ہوتی اور جب دل کیطرف مشغول ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی بھوک پیاس کی خبر نہین ہوتی
جب یہ باتین مخلوق کے عشق اور دنیا کی حرص مین ممکن ہین تو حق تعالی کے عشق اور آخرت کی محبت مین کیون نہ ممکن ہونگی
اور یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ باطن کی خوبصورتی ظاہر کی خوبصورتی سے بہت بڑی ہے اسواسطے کہ صورت ظاہر تو ایک کھال
ہے کہ گھورے پر تان دی ہے اور چشم بصیرت جس سے باطن کا جمال معلوم ہوتا ہے ظاہری آنکھہ سے بمراتب روشن تر ہے
اسواسطے کہ ظاہری آنکھہ اکثر خطا کرتی ہے کبھی بڑی چیز کو چھوٹی اور دور کو نزدیک دیکھتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درد تو معلوم ہو
لیکن چونکہ سمجھتا ہے کہ میرے دوست کی رضامندی اسی مین ہے لہذا خود بھی راضی رہتا ہے مثلاً اگر کوئی دوست اسے حکم
کرتا ہے کہ تو اپنے بدن سے خون نکال یا کڑوی دوا کھا تو اس اذیت مین وہ راضی رہتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنے دوست کی
رضامندی حاصل ہو پس جو کوئی سمجھے گا کہ حق تعالی کی رضامندی اسی مین ہے کہ بندہ اوسکے حکم پر راضی رہے تو وہ محتاجی
بیماری محنت بلا مین راضی رہیگا جسطرح لالچی دنیا دار سفر کی محنت اور دریا کے خطر اور بہت سی مشقتون پر راضی رہتا ہے اور
بہت سے خوش ایسے محب اس درجہ کو پہونچے ہین کہ حضرت فتح موصلی کی بی بی رحمہا اللہ تعالی کا ناخن اوکھڑ گیا اور وہ ہنسنے لگین
حضرت فتح موصلی نے اونسے پوچھا کہ کیا تمہین درد نہین معلوم ہوتا ہے اونہون نے جواب دیا کہ مجھے ثواب کی خوشی اسقدر ہے
کہ درد نہین معلوم ہوتا ہے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی کے ایک درد تھا وہ اوسکی دوا نہ کرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ دوا
کیون نہین کرتے جواب دیا کہ دوستو تم یہ نہین جانتے کہ دوست کا لگایا ہوا زخم درد نہین کرتا حضرت جنید نے کہا ہے کہ حضرت
سری سقطی قدس سرہ سے مین نے پوچھا کہ جو محب خدا ہوتا ہے وہ بلا سے غمگین ہوتا ہے کہا نہین مین نے پوچھا اگر اوسے
تلوار سے مارین کہا تو بھی غمگین نہین ہوتا گو کہ تلوار سے ستر زخم اوسے لگائین ایک محب خدا کا قول ہے کہ جس چیز کو خدا دوست
رکھتا ہے اوسے مین بھی دوست رکھتا ہون اگر وہ یہی چاہے کہ مین دوزخ مین جاؤن تو پسر بھی مین راضی ہون اور اسے بھی
دوست رکھتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ کہتے ہین کہ کسی نے ایک شخص کو بغداد مین ہزار لاٹھیان مارین اور اوسنے اف بھی
نہ کی مین نے پوچھا کہ اے شخص تو نے منہ سے آواز کیون نہ نکالی کہنے لگا کہ اسواسطے کہ میرا معشوق سامنے تھا اور دیکھہ رہا تھا
مین نے کہا کہ بھلا اگر بڑے معشوق کو تو دیکھتا تو کیا کرتا بس اوسنے ایک نعرہ مارا اور مر گیا وہی حضرت یہ بھی کہتے ہین کہ ابتدائے
ارادت مین مین شہر عبادان کو جاتا تھا ایک جذامی دیوانہ کو زمین پر پڑے دیکھا چیونٹیان اوسکا گوشت کھاتی تہین مینے ترس کھا کر
اوسکا سر اوٹھا کر اپنی گود مین رکھہ لیا جب وہ ہوش مین آیا تو کہنے لگا کہ یہ کون فضولی تھا جسنے میرے اور میرے مالک کے درمیان مین کو

اپنا دخل ہو یا قرآن شریف مین مذکور ہے کہ جو عورتین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے لگی تھین اونھون نے حضرت یوسف کی عظمت جمال سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر بھی نہ ہوئی اور مصر مین قحط تھا لوگ جب بھوکے ہوتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کو آتے اور اپنی بھوک بھول جاتے تو یہ بات مخلوق کے جمال کے اثر سے تھی تو اگر کسی پر خالق کا جمال مکشوف ہو تو کیا تعجب ہے جو وہ بلا او مصیبت سے بیخبر ہو جائے ایک مرد صحرا مین تھا خدا کے ہر حکم پر راضی ہو کر کہتا کہ اسی مین خیر ہے ایک کتا اوسکو اسباب کی نگہبانی کی واسطے اور ایک گدہا بار برداری کے لیے تھا اور ایک مرغ اوسکا جگانے کے واسطے تھا ایک بھیڑیے نے آکر گدہے کا پیٹ پھاڑ ڈالا وہ مرد بولا اسی مین خیر ہے اور کتے نے مرغ کو مار ڈالا وہ بولا اسی مین خیر ہے اور وہ کتا بھی کسی سبب سے ہلاک ہوا پھر اوسنے کہا اسی مین خیر ہوا اوسکے اہل و عیال رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ جو کچھ حادثہ ہوتا ہے تو تو کہتا ہے کہ اسی مین خیر ہے یہ کیا بات ہے اسواسطے کہ یہ جانور ہمارے ہاتھ پانون تھے وہ ہلاک ہو گئے اوسنے کہا کہ چاہیے تو اسی مین خیر ہو دوسرے دن جو اوٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ انکے گرد و پیش اور جو لوگ تھے اونھین چورون نے مار ڈالا اور سب اسباب لیگئے کتے اور مرغ کی آواز نہونے کے سبب سے ان لوگون کا جان و مال بچ گیا اوس مرد نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ تمنے دیکہا کہ خدا کے کام کی بہتری اوسیکو معلوم ہے حضرت عیسی علیہ السلام ایک مرد کی طرف گذرے کہ اندہا اور کوڑہی اور جذامی تھا اور اوسکا بدن دونون طرف سے شل تھا وہ بے دست و پا کہتا تھا کہ اوس خدا کا شکر ہے جسنے مجھے اوس بلا سے محفوظ رکہا جسمین بہتیری خلق مبتلا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس سے پوچھا کہ وہ کونسی بلا باقی ہے جس سے خدا نے تجھے محفوظ رکہا اوسنے کہا کہ مین اوس شخص کی نسبت عافیت اور خیر و عافیت مین ہون جسکے دلمین خدا نے یہ معرفت نہین پیدا کی جو میرے دل مین پیدا کی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا پھر اوسکا ہاتھ پکڑا یعنی کہ اوسپر ہاتھ پھیرا وہ فوراً اچھا بھلا چنگا ہو گیا اور اوٹھ کھڑا ہوا اور خوبصورت اور بینا ہو گیا حضرت عیسی کے ساتھ عبادت کیا کرتا حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالی کو لوگون نے دار الشفا مین رکہا تھا کہ یہ دیوانے ہین کچھ لوگ اونکے پاس گئے پوچھا تم کون ہو اونہون نے کہا آپ کے دوستدار ہین بس حضرت شبلی اونہین پتھر مارنے لگے وہ بھاگے پھر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے **فصل** بعضے لوگون نے کہا ہے کہ شرط رضا یہ ہے کہ آدمی دعا نہ کرے اور جو کچھ نہین ہے اوسے حق تعالی سے نہ مانگے اور جو کچھ ہے اوسپر راضی رہے اور معصیت اور فسق دیکھکر برا نہ مانے اسواسطے کہ وہ بھی حکم الہی سے ہے اور جس شہر مین گناہ کی کثرت یا وبا کی شدت ہو اوس سے نہ بھاگے اسواسطے کہ یہ قضاے الہی سے بھاگنا ہے یہ کہنا خطا ہے دعا تو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور لوگون کو ترغیب دیکر فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور حقیقت مین دعا کے سبب سے رقت شکستگی تضرع عجز و زاری حق تعالی سے التجا دلمین پیدا ہوتی ہے اور یہ صفتین سب نیک ہین اور جسطرح پیاس جانے کے واسطے پانی پینا بھوک جانے کے واسطے روٹی کہانا جاڑا نہ معلوم ہونے کے لیے کپڑا اول پہننا رضا کے خلاف نہین اسیطرح بلا دفع ہونے کے لیے دعا مانگنا بھی خلاف رضا نہین ہے بلکہ حق تعالی نے جس چیز کو سبب مقرر کرکے اوسکا حکم فرمایا تو اوسکے حکم کے خلاف کرنا اوسکے حکم سے راضی رہنے کے برخلاف ہے اور گناہ پر راضی رہنا کیونکر درست ہوگا اسواسطے کہ گناہ پر راضی رہنا منع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ جو شخص گناہ پر راضی رہے گا وہ گناہ مین شریک ہے اور فرمایا ہے کہ اگر بندہ کو مشرق مین ناحق قتل کرین اور کوئی شخص مغرب مین
اوسپر راضی ہو تو وہ اوس قتل مین شریک ہے پس اگرچہ گناہ قضاے الہی ہے مگر اوسکے دو منہ مین ایک بندے کیطرف بانیطور کہ اوسکے
اختیار سے ہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ بندے مین حق تعالی کی صفتین موجود ہین اور ایک منہ حق تعالی کیطرف رکھتا ہے اسواسطے
کہ وہ گناہ قضاے الہی اور تقدیر الہی ہے پس اسوجہ سے کہ حق تعالی نے حکم کیا ہے کہ عالم کفر اور معصیت سے خالی نرہے گناہ پر راضی
رہنا چاہیے مگر اوس وجہ سے کہ بندے کے اختیار مین ہے اور اوسکی صفت ہے گناہ پر راضی نہونا چاہیے اور اوسکی علامت یہ ہے
۵۱ کہ خدا گناہ کو دشمن رکھتا ہے اور اس بات مین تناقض نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا ایک دشمن مرجائے کہ وہ اوسکے دشمن کا بھی
دشمن ہو تو وہ شخص غمگین بھی ہوگا اور خوش بھی خوشی کا سبب اور ہے غم کا سبب اور ہے اور تناقض اس صورت مین ہوگا کہ خوشی
اور غم دونون ایک ہی سبب سے ہون علی ہذا القیاس جہان گناہ کی کثرت ہو وہان سے بھاگ جانا ضرور ہے جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے
رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا اور جب بستی مین گناہ کی کثرت ہوئی اوس سے اگلے بزرگ نکل گئے ہین کیونکہ
معصیت سرایت کرتی ہے اگر معصیت سرایت نہین کرتی تو اوسکی بلا اور عقوبت سب کو لے مرتی ہے جیساکہ حق تعالی نے فرمایا ہے
۵۲ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہان اوسکی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے
تو وہان سے بھاگ جانا رضا کے خلاف نہین اسیطرح اگر کسی شہر مین تنگی اور قحط ہو تو وہان سے نکل جانا درست ہے مگر جہان طاعون
وہان سے نکل جانے کی ممانعت ہے اسواسطے کہ اگر تندرست لوگ نکل جاینگے تو بیمار خراب اور تباہ ہونگے مگر اور بلاؤن اور آفتون مین ایسا حکم
نہین بلکہ حکم کے موافق اوسکی تدبیر کرنا چاہیے اور حکم کے موافق تدبیر کرنیکے بعد جو کچھ حکم الہی ہو اوسپر راضی رہنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ اسی مین خیر ہے

دسوین اصل موت کو یاد کرنے کے بیان مین

اے عزیز اے جان اس بات کو جان کہ جسنے یہ بات جان لی اور اپنے دل مین ٹھان لی کہ بہرحال میرا انجام کار موت ہے اور قبر میرا
۵۳ ٹھکانا ہے منکر نکیر موکل ہین قیامت برحق ہے جنت یا دوزخ مین بھیجا جانا ہے وہ اگر عقلمند ہے تو موت سے زیادہ کسی چیز کا
اندیشہ نکریگا اور سب چیزون سے زیادہ زاد آخرت حاصل کرنے کی تدبیرین لگا رہے گا جیساکہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم
نے فرمایا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اور جو شخص موت کو بہت یاد کریگا وہ خواہ نخواہ اوسکا
توشہ طیار کرنے مین مشغول رہے گا اور قبر کو جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہمیشہ بہار پائیگا اور جو موت کو بھولے گا وہ دنیا مین مشغول ہو کر
زاد آخرت سے غافل رہے گا اور قبر کو دوزخ کے غارون مین سے ایک غار پائیگا اسی سبب سے موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے أَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اے لوگو کہ لذت دنیا مین مشغول ہو
اوسے بہت یاد کرو جو لذتون کو غارت کرتی ہے یعنی موت اور فرمایا ہے کہ اگر چرندے موت کا وہ حال جانتے جو تم جانتے ہو تو فربہ
گوشت ہرگز کسی بشر کے کھانے مین نہ آتا یعنی موت کے ڈر سے جانور لاغر رہتے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا

عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدون کے مرتبہ پر بھی ہوگا فرمایا ہان وہ شخص ہوگا جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرتا ہے جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی طرف گذرے اونکے قہقہون کی آواز بلند تھی آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اپنی مجلس مین
اوس چیز کا ذکر کرو جو سب لذتون کو منغص کردیتی ہے اون لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا موت حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس موت کو بہت یاد کیا کر کہ وہ دنیا مین تجھے زاہد کردے اور تیرے گناہونکا
کفارہ ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنی خلق کو نصیحت کرنیکے واسطے موت کافی ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ ایک شخص کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ بھلا موت کی بات اوسکے دل پر کیسی ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ موت کا ذکر تو ہمنے اوس سے نہین سنا فرمایا تو جیسا تم جانتے ہو ویسا وہ نہین ہے حضرت ابن
عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ مین دس آدمیون کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا انصار
مین سے ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیون سے زیادہ زیرک اور کریم کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے اور زاد آخرت
مہیا کرنے مین بہت حریص ہو وہی لوگ شرف دنیا اور کرامت آخرت لیجاتے ہین حضرت ابراہیم تیمی قدس سرہ کہتے ہین کہ دو چیز نے
دنیا کی راحت میرے دل سے چھین لیجاتی ہین ایک موت کی یاد دوسرے حق تعالی کے سامنے کھڑے ہونیکا خوف خلیفہ عمر ابن عبد العزیز
رحمہ اللہ تعالی ہر شب علما کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے حتی کہ اسقدر روتے جسقدر ماتم زدہ لوگ روتے ہین گویا سامنے
جنازہ ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی جب بیٹھتے تو موت اور دوزخ اور آخرت ہی کی باتین کیا کرتے ایک عورت نے ام المومنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا گلہ کیا فرمایا موت کو بہت یاد کیا کر تاکہ نرم دل ہوجاوے اوسنے
ایسا ہی کیا وہ سختی اوسکے دل سے جاتی رہی پھر آئی اور اس بات کا شکر بجالائی حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنے گھر مین ایک قبر
کھودی تھی دن بھر مین کئی مرتبہ اوسمین جاکر لیٹتے تاکہ موت کو اپنے دلپر تازہ کرلین اور کہتے کہ اگر ساعت بھر موت کو مین بھول جاتا ہون
تو میرا دل سیاہ ہوجاتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کر کہ اسمین دو فائدے ہین
اگر تو محنت اور مصیبت مین ہوگا تو اس سے تیری تسلی ہوگی اور اگر تو نعمت اور راحت مین ہوگا تو اس سے وہ نعمت تلخ ہوجائیگی حضرت
ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ام ہارون سے مین نے پوچھا کہ موت تمہین دوست ہے کہا نہین مین نے کہا کیون کہا
کہ اگر آدمی کا گناہ کرتی ہون تو اوسے دیکھنا نہین چاہتی ہون تو بہت گناہ کرتی ہون دیدار الہی کی کیونکر خواہشمند ہون **فصل** الغرض
جانو کہ موت کی یاد تین طور پر ہوتی ہے ایک غافلون کا یاد کرنا جو دنیا مین مشغول ہین کہ موت کو یاد کرکے اوس سے کراہت کرتے ہین
اونھین یہ خوف ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتین اور لذتین ہمسے چھوٹ جائین گی پس موت کی شکایت کرکے کہتے ہین کہ
بڑی بلا سامنے آنے والی ہے افسوس یہ دنیا اس خوشی کے ساتھ ہمسے چھوٹ جائیگی اسطور سے موت کی یاد اونہین اور بھی حق تعالی
سے دور کردیتی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے دنیا اونہین بری معلوم ہو اور دنیا سے دل نفرت کرے تو فائدے سے خالی نہین دوسرا طور
تائب کا یاد کرنا ہے کہ وہ اسواسطے موت کو یاد کرتا ہے کہ اوسپر خوف بہت غالب ہو اور توبہ کرنے مین اکثر مشغول ہو اور گذشتہ کے

تدارک مین بہت کوشش کرے اس طور سے موت کو یاد کرنیکا بڑا ثواب ہے اور توبہ کرنیوالا موت سے کراہت نہین کرتا مگر موت کے جلدی آنے سے کراہیت رکھتا ہے اس سبب سے کہ جلدی موت آنے مین بے زاد آخرت جانا پڑیگا اگر باین وجہ کوئی شخص موت سے کراہیت رکھے تو کچھ قباحت نہین تیسرا طور عارف کے یاد کرنیکا ہے عارف اسوجہ سے موت کو یاد کرتا ہے کہ دیدار کا وعدہ مرنیکے بعد ہے اور دوست کے وعدہ کا وقت کوئی نہین بہولتا ہمیشہ اوسیکا منتظر رہتا ہے بلکہ اوسکی تمنا کیا کرتا ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ نے مرتے وقت کہا حَبِیبٌ جَاءَ عَلٰی فَاقَۃٍ یعنی دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا اور مناجات کی کہ بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین محتاجی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے اور موت کو زندگی سے زیادہ دوست رکہتا ہون تو موت کو مجہپر آسان کردے تاکہ مین تیرے دیدار سے آسایش حاصل کرون اور اس درجے کے علاوہ بہی ایک درجہ اس سے بہت بڑا ہے جسمین آدمی نہ موت سے بیزار رہتا ہے نہ اوسکا خواہان نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالی کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف اور اختیار کو بالائے طاق رکھتا ہے اور تسلیم و رضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے یہ بات اوسوقت ہوتی ہے کہ موت اوسے یاد تو آئے مگر موت کا خیال اوسکو نہ آئے اسواسطے کہ اسی جہان مین وہ مشاہدہ الہی مین رہتا ہے اور خدا کا ذکر اوسکے دل پر غالب ہوتا ہے مرنا جینا اوسکے نزدیک یکسان ہے اسواسطے بہر حال خدا کی یاد اور محبت مین مستغرق رہیگا

موت کا ذکر دل مین اثر کرے اسکی تدبیر کا بیان اے عزیز جانتو کہ موت بڑا کام ہے اور اسکا خطر عظیم ہے لوگ اس سے غافل ہین اگر یاد بہی کرتے ہین تو انکے دل مین اثر نہین ہوتا اسواسطے کہ دنیا کے شغلون سے دل ایسا بہرا ہوتا ہے کہ اوسمین اور کسی چیز کی گنجایش نہین رہتی اسیواسطے ان لوگون کو خدا کی یاد اور تسبیح سے حلاوت اور لذت نہین حاصل ہوتی پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی گوشہ نشین ہو کر ساعت بہر اپنے دل کو خیالات دنیا سے باز رکہے جسطرح وہ شخص جسے ایک جنگل سے نکلنا ہے تو اسکی تدبیر اور فکر اوسکے دل کو اور چیزون سے فارغ کردیتی ہے اور گوشہ مین بیٹھکر اپنے دل مین سوچے کہ موت قریب آپہونچی شاید مین آج ہی مرجاون اے دل اگر کوئی تجہسے کہے کہ اندہیرے خانے مین جا اور تجہے نہین معلوم کہ وہان کوئی کنوان ہے یا راہ مین کوئی پتہر پڑا ہے یا کچہ اندیشہ نہین تو تیرا زہرہ آب ہوتا ہے آخر موت کے بعد تیرے کام کی پوشیدگی اور قبر مین تیرا خطر اس سے تو کم نہین تو موت وغیرہ سے کسی طرح غفلت کرتا ہے اور بہترین علاج یہ ہے کہ اپنے زمانے کے لوگون کو یاد کرے جو مرگئے ہین اور اونکی صورتکا تصور کرے کہ دنیا مین وہ کس شان و شوکت سے رہتے تہے اور اونہین کسقدر خوشی حاصل تہی اور موت سے کسقدر غافل تہے پس مین غفلت اور بیسامانی آخرت مین دفعتہً موت آگئی اور اونہین لیگئی اور خیال کرے کہ قبر مین اب اونکی صورت کیسی ہے اعضا گل کر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے گوشت پوست آنکہ زبان مین کیڑے پڑ گئے وہان اونکا تو یہ حال ہوا یہان اونکے وارثون نے اونکا مال آپس مین تقسیم کرلیا جسمین سے کہاتے ہین اونکی جوروین اونہین بہول گئین اور دوسرون کے ساتھ نکاح کرلیے وہ اونسے مزے اوڑاتے ہین پس اپنے زمانے کے ایک ایک آدمی کو یاد کرے اور اونکی سیر اور ہنسی اور دل لگی اور غفلت و مشغولی کا خیال کرے کہ ایسے ایسے کامون کی تدبیر پہلے سے کرر کھی کہ برسون تک اون کامون کو نہ پہونچتے اور اسی تدبیر مین بیٹہے بڑے سبز کہینچتے تہے اونکا کفن بزاز کی دوکان مین

موجود تھا اور اونہین اوسکی خبر بہی نہی سب اپنے دل مین سمجہے کہ تو بہی اونہی کا ایسا ہے اور تیری غفلت اور حرص و حماقت
بہی اونہی کی سی ہے سمجہے یہ دولت ملی کہ وہ لوگ تیرے سامنے گذر گئے تیری زندگی مین مرگئے تاکہ تو اونسے عبرت لے کہا ہے
اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنی نیک بخت وہی ہے جو دوسرے کا حال دیکہکر نصیحت اور عبرت لے پہر اپنے ہاتہہ پاؤن آنکہہ
زبان اونگلیون کا خیال کرے کہ یہ سب اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے اور چند دن مین تیرا بدن کیڑون اور حشرات الارض
کی غذا ہو جائیگا وہ اسے کہائینگے اور قبر مین جو اوسکی صورت ہوگی وہ اپنے خیال مین لاے کہ مین سڑا گلا گندہ مردار ہون یہ باتین
اور ایسی اور باتین ہر روز ساعت بہر اپنے دل سے کیا کرے تاکہ شاید اوسکا دل موت سے آگاہ ہو اسواسطے کہ زبانی یاد کرنے سے
دل مین کچہ اثر نہین ہوتا آدمی نے ہمیشہ جنازہ لیے جاتے لوگون کو دیکہا ہے اور اپنے تئین ہمیشہ دیکہتے ہی دیکہتا ہے جانتا ہے کہ مین
ہمیشہ موت کی سیر کیا کرونگا اپنے تئین کبہی مردہ تو دیکہا ہی نہین اور جو کچہ آدمی نے نہین دیکہا وہ اوسکے وہم و خیال مین بہی نہین آتا
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ سچ کہہ یہ موت کیا ہمارے واسطے نہین لکہی ہے اور یہ جنازہ جو لوگ
لے جاتے ہین سچ بتا کہ یہ کیا مسافر ہین کہ پہر آئینگے انہین خاک مین ملاتے نہین اور انکی میراث خود کہاتے ہین اور اپنی موت سے
غافل ہین اور موت کو یاد نہ کرنا اکثر طول امل (درازی امید) سے ہوتا ہے اور اسی سے سب فساد پیدا ہوتے ہین **امید کوتاہ کی فضیلت کا**
بیان ایعزیز جانتو کہ جسنے اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ مین بڑی عمر پاؤنگا مدت دراز تک نہ مرونگا اوس سے کوئی دینی کام نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے دل مین کہتا ہے کہ بہت زمانہ باقی ہے جب چاہونگا دینی کام کرلونگا ابتو چین و آرام کرلون اور جو شخص اپنی
موت کو قریب جانتا ہے وہ ہر وقت اوسی کی تدبیر مین لگا رہتا ہے اور یہی بات سب سعادتون کی اصل ہے رسول مقبول صلعم نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا
کہ صبح کو جب تو سو کر اوٹہتا ہو تو اپنے جی مین یہ نہ سمجہا کر کہ شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے دل مین یہ نہ کہا کر کہ صبح تک زندہ رہونگا زندگی سے
زاد مرگ لیلے اور تندرستی سے زاد بیماری پیدا کرلے اسواسطے کہ نہین جانتا کہ کل خدا کے نزدیک تیرا کیا نام ہوگا اور فرمایا ہے کہ تمہارے
بارے مین دو خصلتون سے جتنا مین ڈرتا ہون اوتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی
امید رکہنے سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کوئی چیز مول لی کہ ایک مہینے تک کام آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اسامہ سے کچہ تعجب نہین کہ اوسنے مہینا بہر کے واسطے کوئی چیز مول لی اِنَّ اُسَامَۃَ لَطَوِیْلُ الْاَمَلِ یعنی اسامہ زندگی کی بہت
بڑی امید رکہتا ہے قسم ہے اوس پروردگار کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ جب مین پلک جہپکاتا ہون تو جانتا ہون
کہ آنکہہ کہولنے سے پہلے ہی میری موت آئیگی اور جب مین آنکہہ کہولتا ہون تو جانتا ہون کہ پلک جہپکانے کے قبل میری موت
آئیگی اور جو لقمہ منہ مین رکہتا ہون یہی جانتا ہون کہ موت کے سبب سے میرے حلق ہی مین رہ جائیگا یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو
تم اگر عقل رکہتے ہو تو اپنے تئین مردہ جانو اسواسطے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ اوسنے تمسے جو کچہ وعدہ
کیا ہے وہ آئیگا اور اوس سے تم نہ بچوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب تقاضاے حاجت کرتے تو فوراً تیمم کرلیتے صحابہ عرض کرتے کہ
یارسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے شاید مین مرجاؤن اور پانی تک نہ پہونچنے پاؤن حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی نے

کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مربع خط کھینچا اور اوسکے بیچ مین ایک سیدھا خط کھینچا اور اس سیدھے خط کی دونو طرف چھوٹی چھوٹی لکیرین کھینچین اور اوس مربع کے باہر ایک خط کھینچکر فرمایا یہ خط جو مربع کے اندر ہے گویا آدمی ہے اور وہ مربع اسکی موت ہے جو چارون طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے یہ اوس سے بھاگ نہین سکتا اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیرین جو اسکے دونو طرف ہین بلائین اور آفتین ہین جو اسے درپیش ہین اگر بالفرض وہ ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری آفت سے نہ بچیگا حتی کہ مر جائے اور جو خط مربع کے باہر ہے اوسکی آرزو اور امید ہے کہ ہمیشہ ایسے کام کا خیال کرتا ہے کہ وہ کام خدا کے علم مین اوسکے مرنے کے بعد ہوگا اور فرمایا ہے کہ آدمی روز بروز بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزین اوسمین ہین وہ جوان ہوتی جاتی ہین مال کی حرص اور جینے کی آرزو حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ بیلچہ ہاتھ مین لیے کام کر رہا ہے حضرت عیسی نے دعا کی کہ بار خدایا اسکے دل سے آرزو نکال حق تعالی نے اوسکے دل سے آرزو نکال ڈالی بس وہ بڈھا بیلچہ رکھکر سو رہا تھوڑی دیر کے بعد حضرت عیسی نے پھر دعا کی کہ بار خدایا آرزو اسے دیدے پس وہ بڈھا پھر اوٹھکر اپنا کام کرنے لگا حضرت عیسی نے اوس سے پوچھا یہ کیا تھا اوسنے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ کب تک کام کرونگا اب بڈھا ہوا ہون جلد مرونگا مین نے بیلچہ رکھدیا پھر میرے جی مین آیا کہ جب تک مرون تب تک تو مجھے لابد روٹی کھانی چاہیے مین اوٹھکر اپنا کام کرنے لگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے لوگون سے پوچھا کہ تم جنت مین جایا چاہتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ ہان چاہتے ہین فرمایا کہ آرزو کو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھو اور خدا سے شرم کیا کرو جو شرم کرنیکا حق ہے ایک بزرگ نے اپنے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ اما بعد دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری اور درمیان مین موت ہے اور ہم بعض عالم مین ہین یہ خیالات پریشان ہین

طول امل کے سببون کا بیان

ایعزیز جانو کہ دو سببون سے آدمی اپنی زندگی کو دراز تصور کرتا ہے ایک نادانی دوسری محبت دنیا محبت دنیا جب غالب ہوئی تو موت اوس محبوب یعنی دنیا کو آدمی سے چھین لیتی ہے اسواسطے کہ آدمی موت کو دشمن رکھتا ہے اور موت اوسکی طبیعت کے برخلاف ہے اور جو چیز طبیعت کے خلاف ہوتی ہے آدمی اوسے اپنے سے دور کرتا ہے اور اپنے تئین بھلا کر ہمیشہ اپنے دل مین اون باتون کی صورت باندھتا ہے جو اوسکی آرزو کے موافق ہون پس ہمیشہ زندگی اور مال اور زن و فرزند اور اسباب دنیا کو فرض کیا کرتا ہے کہ برقرار رہین گے اور موت جو اوسکی آرزو کے برخلاف ہے اوسے بھولا رہتا ہے اگر کبھی اوسکے دل مین موت کا خیال بھی آتا ہے تو بھلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ابھی بڑا عرصہ باقی ہے موت کا سامان کر لینگے جب بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ بوڑھاپے تک صبر کر جب بوڑھا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ عمارت تمام کرون اور اس لڑکے کے واسطے جہاز بنوا کر اوس سے فارغ البال ہولون اور زمین سینچنے کو پانی سے اطمینان کرون تاکہ موت سے مطمئن ہو جاؤن اور عبادت کی لذت پاؤن اور اس دشمن نے جو میرے ساتھ برائی کی ہے اسکی گوشمالی کرون اسیطرح تاخیر کیا کرتا ہے تاکہ فارغ البال ہو جائے اور اس ایک ایک کام مین دس دس کام نکلتے آتے ہین یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ دنیا سے تو کبھی فراغت ملے ہی گی نہین مگر اوسوقت جب اوسے ترک کر دیگا اور یہ بیوقوف جانتا ہے

کبھی تو اس سے فراغت پائیگا اسیطرح روز بروز تاخیر کرتا رہتا ہے حتی کہ ناگاہ موت آجاتی ہے اور حسرت ہی حسرت باقی رہتی ہے اسی سبب سے دوزخی لوگ پشیمانی کے سبب سے اکثر شور و فریاد کرینگے اور دنیا کی محبت ان سب باتون کی اصل ہے اور اسی سبب سے غفلت ہوتی ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کو چاہو دوست رکھو مگر آخر کو تمسے چھین لینگے اور نادانی یہ ہے کہ آدمی جوانی پر بھروسا رکھتا ہے اور اسقدر نہین جانتا کہ بوڑھاپے کے پہلے ہی مرجاتے ہزارون لڑکے اور جوان مرجاتے ہین اور شہر بہت بوڑھے آدمی اسی سبب سے کم ہوتے ہین کہ کم آدمی بوڑھے ہوتے دوسری بات یہ ہے کہ آدمی تندرستی مرگ مفاجات کو بہت بعید جانتا ہے اتنا نہین جانتا کہ اگر دفعتاً مرجانا نادر ہے تو دفعتاً بیمار ہوجانا تو نادر نہین اسواسطے کہ سب بیماریان یکایک آتی ہین اور بیماری آپہونچی تو بیمار کا مرجانا نادر بات نہین ہے تو ہمیشہ یہی فرض کرنا چاہیے کہ موت ہمارے سامنے آفتاب کے مانند ہے کہ اوسکی شعاع ہم پر پڑی ہوئی ہے سایہ کے مانند نہین کہ ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور ہم اوسے نہین پاسکتے

طول امل کا علاج ایعزیز جانتو کہ سبب کو دفع کرنا علاج ہے جب سبب تو نے جان لیے تو اونہین دفع کرنے مین مشغول ہو محبت دنیا جو سبب طول امل ہے اوسکا علاج اوسیطرح پر کرنا چاہیے جو محبت دنیا کے بیان مین ہمنے ذکر کیا غرضکہ جو شخص دنیا کی حقیقت جانتا ہے وہ اوسے دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ دنیا کی لذت چندروزہ ہے خواہ نخواہ موت کے سبب سے زائل ہوجائیگی اور دنیا فی الحال بھی منغص اور مکدر ہے اور رنج سے خالی نہین اور کبھی کسی کے واسطے صاف نہین ہوئی اور جو شخص مدت آخرت کی درازی کا خیال کرے اور عمر دنیا کی کوتاہی کا تصور کرے تو اوسے معلوم ہوجائیگا کہ نقد دنیا ایک سرمایہ آخرت کا بیچنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین ایک دم جاگنے مین تمام دنیا سے زیادہ دوست رکھے اسواسطے کہ دنیا خواب کے مانند ہے اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوا انْتَبَھُوْا اور نادانی کا علاج صاف تفکر اور معرفت یقینی سے ہوتا ہے آدمی یہ سمجھ لے کہ موت اوسکے اختیار مین نہین ہے کہ جسوقت وہ چاہتا ہے اوسیوقت آئے تاکہ وہ جوانی پر یا اور کسی کام پر اعتماد کرے **طول امل کے درجات** ایعزیز جانتو کہ لوگ اس امر مین متفاوت ہین کوئی ایسا ہے کہ ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ اور کوئی چاہتا ہے کہ مین بوڑھا ہون اور کوئی سال بھر سے زیادہ کی امید نہین رکھتا اگلے سال کی تدبیر نہین کرتا اور کوئی ایک دن سے زیادہ کی امید نہین رکھتا کل کی تدبیر نہین کرتا جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل کے واسطے روزی نہ جمع کرو اسواسطے کہ اگر زندگی باقی ہے تو رزق بھی باقی ہے اور اگر زندگی نہین باقی تو اور ون کی زندگی کے واسطے تم کیون رنج کھینچو اور کوئی دم بھر کی بھی امید نہین رکھتا جیسا کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا تیمم کرتے اسوقت مین کہ پانی پانا ممکن ہوتا کہ مبادا پانی کے قریب پہونچنے کے پہلے ہی موت آجائے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت موت اوسکی آنکھون کے سامنے رہتی ہے کبھی غائب ہی نہین ہوتی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایمان کی حقیقت کو پوچھا کہ کیا ہے اونھون نے عرض کیا کہ جس چیز سے مین بھرہ مند ہوا سمجھا کہ اس سے پھر کامیاب نہونگا اسود حبشی رحمہ اللہ تعالی نماز پڑھتے تھے اور ہر طرف دیکھتے جاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو کہا مین ملک الموت کا منتظر

۵۱

۵۲

کرتا ہون کہ کسطرف سے آتے ہین غرضکہ اس باب مین خلق کا حال متفاوت ہے جو ایک مہینے سے زیادہ جینے کی امید نہین رکھتا اوسے اوس شخص پر فضیلت ہے جو چالیس دن جینے کی امید رکھتا ہے اور معاملہ مین اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسکے دو بھائی پردیس مین ہون ایک کی آنے کی امید مہینا بھر مین ہو دوسرے کے آنے کی امید سال بھر مین تو اوس شخص کو جسکے آنے کی امید مہینا بھر مین ہے اوسکے واسطے اسباب وغیرہ مہیا کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جسکے آنے کی امید ہے اوسکے واسطے اسباب مہیا کرنے مین تاخیر کرتا ہے تبس ہر ایک اپنے تئین یہی جانتا ہے کہ مین کوتاہ امل ہون مگر کوتاہ امل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیک کام کرنے مین جلدی کرے اور ایک ایک دم کی جو اوسے مہلت ملتی ہے اوسے غنیمت جانے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بوڑہاپے کے پہلے تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فراغت کو شغل کے پہلے زندگی کو موت کی پہلے اور فرمایا کہ دو نعمتین ایسی ہین جنکے سبب سے اکثر خلق کا نقصان ہوتا ہے تندرستی اور فراغت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے غفلت کا کوئی اثر دیکھتے تو اونکے بیچ مین ندا کرتے اور فرماتے کہ موت آئی ہے اوسے سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین ۵۷ کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے الرحیل الرحیل حضرت داؤد طائی کو لوگون نے دیکھا کہ نماز کو دوڑے چلے جاتے ہین پوچھا کیا جلدی ہے کہا کہ شہر کے دروازے پر لشکر میرا منتظر ہے یعنی قبرستان کے مردے جب تک ہمیے ساتھ نہ لے مین کیسے کوچ نہ کرینگے حضرت ابو موسی اشعری رحمہ اللہ تعالی آخر عمر مین بڑی محنت اور ریاضت کرتے تہے لوگون نے کہا کہ اگر نرمی کیجیے تو کیا ہو کہنے لگے کہ گھوڑے کو جب دوڑاتے ہین تو آخر میدان مین وہ اپنا تمام زور کر لیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے چونکہ موت قریب پہونچی ہے تو محنت اور ریاضت مین سے کچھ اوٹھا نہین رکھتا

سکرات موت اور جان کنی کا بیان

ایعزیز جان تو کہ اگر جان کنی اور اوسکی شدت کے سوا اور کوئی خطر درپیش نہوتا تو بھی لازم تہا کہ سکرات کا خوف دل مین رکھکر عیش دنیا سے آدمی ناراض رہتا اسواسطے کہ اگر کبھی آدمیکو اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک ترک سپاہی گھر مین گھسکر گرز سے مجھے مار یگا تو خواب و خور اسے خوش نہین آتا حالانکہ ترک کا آنا مشتبہ ہے اور ملک الموت کا آنا اور روح قبض کر لیجانا یقینی ہے اور قبض روح کا صدمہ یقیناً ترک کے گرز سے زیادہ دردناک ہے مگر غفلت کے سبب سے لوگ اس سے نہین ڈرتے اور سب بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہین کہ جانکنی کی اذیت تلوار سے ٹکڑے ہونے کی اذیت سے سخت تر ہے اسواسطے کہ زخم کے درد کا سبب یہی ہے کہ جہان زخم کا صدمہ پہونچتا ہے وہان کی روح کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محل زخم مین تلوار کسقدر روح کو دکہتی ہے اور آگ سے جلنے کا درد اسواسطے زیادہ ہوتا ہے کہ آگ تمام اجزاے بدن مین سرایت کرتی ہے اور جان کنی کی اذیت عین روح مین جو آدمی کے تمام اجزاے بدن گھیرے ہوئے ہے ظاہر ہوتی ہے اور سکرات کے وقت آدمی بے طاقتی کے سبب سے اسواسطے چپ رہتا ہے کہ زبان اوسکی سختی سے گنگ ہو جاتی ہے اور عقل بجا نہین رہتی یہ سختی اوسی کو معلوم ہو کہ جسنے اسکا مزہ چکہا ہے یا چکہنے کے پہلے نور نبوت سے اوسے دریافت کیا ہے

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حواریین تم دعا مانگو کہ حق تعالیٰ مجھپر جانکنی آسان کردے اسواسطے کہ مجھے موت کا
خوف اسقدر ہے کہ اوسکے خوف سے گویا مرتا ہون اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سکرات کے وقت
یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی ہین کہ جسکی جان کنی مین آسانی ہو اوس سے مین کچھ امید نہین رکھتی اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ
واکمل التحیات کی جانکنی کی سختی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھی اوسوقت آپ فرماتے تھے کہ یا اللہ ہڈیون اور رگون سے تو اس
روح کو نکالتا ہے یہ سختی مجھپر آسان کردے اور رسول مقبول صلعم جانکنی کے درد اور تکلیف کا حال یون بیان کرتے تھے کہ سکرات کا حال تلوار کی تین سو
زخم لگنے سا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو موت سب موتون سے زیادہ آسان ہوتی ہے اوسکی مثال اوس گوکھرو کی سی ہے جو پاؤن مین گڑجائے کہ اوسکا
نکلنا ممکن ہی نہین ایک بیمار نزع کی حالت مین تہا رسول مقبول صلعم اوسکے پاس تشریف لیگئے اور فرمانے لگے کہ مجھے اسکی سختی کی اطلاع ہے
اسکے بدن مین کوئی رگ ایسی نہین جسمین جدا گانہ ایک درد نہین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ اے مسلمانون
کافرون سے جنگ کرو تاکہ قتل ہو اسواسطے کہ تلوار کی ہزار ضربین بستر پر پڑے پڑے جانکنی ہونے سے زیادہ مجھپر آسان ہین
بنی اسرائیل کا ایک گروہ کسی قبرستان مین گذرا اور دعا کی کہ حق تعالیٰ ان مردون مین سے ایک کو زندہ کردے حق تعالیٰ نے
ایک کو زندہ کردیا وہ اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو تم مجھسے کیا چاہتے ہو مجھے مرے ہوئے پچاس برس گذرے ہین اور ہنوز
جان کنی کی تلخی مجھ مین باقی ہے ایک صحابی کا قول ہے کہ مسلمان کے واسطے درجات باقی رہ جاتے ہین کہ عمل سے اون درجات
تک نہین پہونچا ہے تو اوسپر حق تعالیٰ جانکنی کو مشکل کردیتا ہے تاکہ وہ اون مرتبون کو پہونچ جائے اور کافر نے نیکی کی ہوتی ہے
حق تعالیٰ اوسکے بدلے اوسپر جان کنی آسان کردیتا ہے تاکہ اوسکا کچھ حق نہ باقی رہے اور حدیث شریف مین ہے کہ مرگ مفاجات
مسلمان کے حق مین راحت اور کافر کے حق مین حسرت ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت
جب قریب پہونچا تو حق تعالیٰ نے اون سے پوچھا کہ سکرات موت مین تمنے اپنے تئین کیسا پایا عرض کیا کہ مرغ زندہ کے مثل کہ اوسے
بھون رہے ہون اور وہ نہ اوڑسکے نہ مرجائے کہ نجات پائے امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما
پوچھا کہ جانکنی کا کیا حال ہے فرمایا یہ حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسیکے پیٹ کے اندر کرین اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ مین
اولجھے اور زور آور آدمی اوس شاخ کو کھینچے **جانکنی کی ہیبتون کا بیان** العزیز جان تو کہ نزع کے علاوہ ہولناک
تین ہیبتین آدمی کو اور درپیش ہین ایک یہ کہ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کی صورت دیکھتا ہے حدیث شریف
مین ہے کہ حضرت ابراہیم نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمہین اوس صورت پر دیکھون جس صورت سے
تم گنہگارون کی روح قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ آپ تاب نہ لائیےگا حضرت ابراہیم نے کہا کہ اپنی وہ صورت ضرور
دکھاؤ ملک الموت نے اپنے تئین اوس صورت پر دکھایا تو وہ کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص کالا سیاہ کھڑے بالون والا اور ایسے کالے
کپڑے پہنے ہے شعلہ اور دہوان اوسکے منہ سے نکل رہا ہے پس حضرت ابراہیم بیہوش ہوکر گر پڑے تب بیہوشی سے ہوش مین آئے

اور وہ اپنی صورت پر آگئے تو اونہون نے کہا کہ اے ملک الموت گنہگار اگر فقط تمہاری صورت ہی دیکھے تو اوسے کافی ہے الغرض چاہئے
کہ مطیع لوگ اس ہول سے بچے رہتے ہین کیونکہ وہ ملک الموت کو بہت اچھی صورت پر دیکھتے ہین چنانچہ اگر اور کوئی راحت نہ پائین گے
تو اونکا جمال صورت ہی کافی ہے حضرت سلیمان نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ تم لوگون مین عدل کیون نہین کرتے
ایک کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو ایک کو دیر تک تڑپایا کرتے ہو حضرت عزرائیل نے کہا یہ بات میرے اختیار مین نہین ہر ایک کے
نام کا صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجا لاتا ہون حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ ایک دن
سوار ہوا چاہتا تھا پوشاک طلب کی گئی جوڑے حاضر کیے گئے کوئی پسند نہ پڑا حتی کہ جو سب سے اچھا جوڑا تھا وہ پہنا اور کئی گھوڑے
سواری کو حاضر کیے وہ بھی پسند نہ پڑے پھر اونمین جو سب سے اچھا تھا اوس پر بادشاہ سوار ہوا پھر لشکر با کر و فر کے ساتھ باہر آیا
تکبر سے کسی کی طرف دیکھتا ہی نتہا پھر حضرت ملک الموت فقیر کی صورت بنائے میلے کچیلے کپڑے پہنے بادشاہ کے سامنے تشریف
لائے اور سلام کیا بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا ملک الموت نے گھوڑے کی لگام پکڑی بادشاہ نے کہا کہ ہاتھ ہٹا دیکھ کیا بے ادبی
کرتا ہے ملک الموت نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے کہا ٹھہر مین گھوڑے پر سے اوتر لون ملک الموت نے
کہا نہین مین ابھی کہونگا بادشاہ نے کہا کہو ملک الموت نے اوسکے کان مین منہ لگا کر کہا کہ مین ملک الموت ہون اسواسطے آیا ہون
کہ ابھی گھڑی تیری روح قبض کرون یہ سنتے ہی بادشاہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا اور زبان سے بات نہ نکل سکی پھر کہنے لگا کہ اتنی مہلت
دیجیے کہ گھر جا کر جورو لڑکون کو وداع کر لون ملک الموت نے کہا نہ اور فورًا اوسکی روح قبض کر لی وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ملک الموت
وہان سے چلے گئے ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا کہا مین ایک بھید کی بات تجھسے کہا چاہتا ہون اوسنے کہا وہ کیا بات ہے
کہا مین ملک الموت ہون اوس مسلمان نے کہا مرحبا بڑی مدت سے مین آپکے انتظار مین ہون آپکا تشریف لانا بہت عزیز ہے
ابھی میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے کہا کہ جو کام اور حاجت تجھے ہو پہلے اوس سے فراغت کر لے اوس مسلمان نے کہا کہ مجھکو
اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہین ہے کہ اپنے خدا کو دیکھون ملک الموت نے کہا کہ اب جس حال مین تجھے منظور ہو تیری روح
قبض کرون اوس مسلمان نے کہا کہ اتنا ٹھہر لیجیے کہ مین وضو کر کے نماز شروع کر دون جب سجدہ مین جاؤن تو میری جان نکال لیجیے
ملک الموت نے ایسا ہی کیا وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ یہ بھی حکایت کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا کہ اوس سے بڑھ کر تمام
روی زمین پر کوئی بادشاہ نہ تھا ملک الموت نے اوسکی روح قبض کی جب آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے پوچھا کہ اے ملک الموت
جان نکالتے وقت کبھی کسی پر تمہین رحم بھی آیا ہے کہا ایک عورت حاملہ ایک بیابان مین تھی اوسکے لڑکا پیدا ہوا مجھے حکم الہی ہوا
کہ اس عورت کی روح قبض کرے مین نے روح قبض کر لی اور اوس لڑکے کو تباہ اور خراب چھوڑا غریبی کی وجہ سے اوس عورت کی
اور تنہائی اور خرابی کے سبب سے اوس لڑکے پر مجھے بڑا رحم آیا فرشتون نے کہا کہ اس بادشاہ کو بھی تو نے دیکھا کہ تمام روی زمین کا
کوئی بادشاہ اسکا ہمسر نتہا ملک الموت نے کہا ہان دیکھا فرشتے کہنے لگے کہ یہ وہی لڑکا ہے جسے بیابان مین تنہا چھوڑا تہا
بس ملک الموت نے کہا سُبْحَانَ اللَّطِيفِ لِمَا يَشَاءُ کسی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ شعبان کی پندرہوین شب کو

ایک صحیفہ ملک الموت علیہ السلام کو ملتا ہے اوس سال مین جنکی جان نکالنا چاہیے اونکے نام اوسمین لکھے ہوتے ہین اور وہ لوگ
دنیا مین کوئی عمارت بناتا ہے کوئی شادی نکاح کرتا ہے کوئی جھگڑے جھگڑتا ہے حالانکہ اوسکا نام مردون کی اوس فہرست مین لکھا
ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہما السلام کے پاس گئے وہان جاکر حضرت سلیمان کے
ایک مصاحب کو گھور کر دیکھا جب باہر نکلے تو اوس مصاحب نے حضرت سلیمان سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا کہ اسطرح میری طرف دیکھا
حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ملک الموت تھا اوس مصاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح قبض کرینگے آپ ہوا سے حکم فرمایئے
کہ مجھے سرزمین ہندوستان پر پہنچا دے کہ پھر جو ملک الموت یہان آئین تو مجھے نہ پائین حضرت سلیمان نے ہوا کو حکم کر دیا ہوا نے
وہان سے اوٹھا کر اوسے سرزمین ہندوستان پر دھر دیا پھر جو ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آئے تو حضرت سلیمان نے
پوچھا کہ تمنے میرے فلانے مصاحب کی طرف گھور کر کیون دیکھا تھا ملک الموت نے کہا کہ مجھے حکم الہی ہوا تھا کہ اوسی گھڑی ہندوستان
مین اوسکی روح قبض کرون اور وہ یہان تھا مین نے اپنے جی مین کہا کہ گھڑی بھر مین یہ ہندوستان کو کیونکر پہونچے گا جب مین
وہان گیا تو اوسے وہین پایا مجھے تعجب آیا۔ الغرض ان حکایتون سے غرض یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ملک الموت کو
دیکھنے سے چارہ نہین دوسری ہیبت اون دونون فرشتون کو دیکھنے کی ہے جو ہر ایک آدمی پر مسلط ہین اسواسطے کہ حدیث شریف
مین ہے کہ موت کے وقت یہ دونون فرشتے آدمی کو نظر آتے ہین اگر وہ آدمی مطیع ہے تو کہتے ہین جزاک اللہ خیرا ہمارے
سامنے تونے بڑی طاعت کی اورہمین خوب راحت دی اور اگر وہ آدمی گنہگار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین لاجزاک اللہ خیرا تونے
بہت بری باتین اور بہت گناہ تونے ہمارے سامنے کیے اسوقت اوس بیچارے کی آنکھین ہوا مین کھلی ہوتی ہین پھر نہین
بند ہوتین تیسری ہیبت یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی بہشت یا دوزخ مین اپنی جگہہ دیکھتا ہے اسواسطے کہ ملک الموت مطیع آدمی
سے کہتے ہین کہ اے خدا کے دوست تجھے بہشت کی بشارت ہو اور گنہگار سے کہتے ہین کہ اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو
پس ان ہولون کا رنج جانکنی کے رنج پر دونا ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا اور یہ ہولین آدمی دنیا مین دیکھتا ہے اور جو ہولین قبر مین
جاکر اور اوسکے بعد دیکھیگا اوسکے سامنے یہ ہولین حقیر اور ناچیز ہین **مردے کے ساتھہ قبر کی باتون کا بیان**
جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو قبر کہتی ہے اے ابن آدم تو کس بات سے
مجھے بھولا تھا تجھے نہین معلوم کہ مین محنت کا گھر ظلمت کا گھر تنہائی کا گھر کیڑون کا گھر ہون تو کس بات پر بھولا تھا کہ متکبر وار
ایک پاون آگے ایک پیچھے رکھتا ہوا مجھپر چلتا تھا پس اگر وہ مردہ صالح ہوتا ہے تو کوئی اوسکی طرف سے جواب دیدیتا ہے کہ اے قبر
تو کیا کہتی ہے یہ صالح تھا امر بمعروف اور نہی منکر کیا ہے تو قبر کہتی ہے کہ اب خواہ نخواہ اسکے واسطے مین باغ ہو جاونگی پھر اوسکا بدن
نور ہو جاتا ہے اور اوسکی روح آسمان کو چلی جاتی ہے اور حدیث مین ہے کہ مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو اوسپر عذاب ہونے لگتا
ہے پڑوسی مردے اوسے آواز دیتے ہین کہ اے پیچھے آنے والے بارے تو ہمسے پیچھے رہ گیا اور ہم تجھسے پہلے آئے تو نے ہمسے
کیون نہ عبرت لی تو نے یہ نہ دیکھا کہ ہم اس عالم مین آگئے اور ہمارے اعمال تمام ہوگئے اور تو نے مہلت پائی جو نیکیان ہم سے

چھوڑ گئی تھین تو نے اونکا تدارک کیون نہ کیا اسیطرح زمین کے سب گوشے ندا کرتے ہوئے کہ اسے ظاہر دنیا کے عاشق تو نے اون لوگون سے کیون نہ عبرت لی جو تجھسے پہلے آئے تھے اور تیری طرح دنیا کے عاشق اور فریفتہ تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ بندہ نیک بخت کو جب قبر مین رکھتے ہین تو اوسکے نیک کام اوسے گھیر لیتے ہین اور اوسے عذاب سے محفوظ رکھتے ہین جب عذاب کے فرشتے پاؤن سے آتے ہین تو نماز سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ خدا کے واسطے یہ بہت کھڑا رہا ہے اور جب سرہانے سے آتے ہین تو روزہ کہتا ہے کہ اسنے دنیا مین خدا کے واسطے بڑی بھوک پیاس کھینچی ہے اور جب بدن کیطرف سے آتے ہین تو حج اور جہاد کہتے ہین کہ اسنے خدا کی راہ مین تمام بدن سے رنج کھینچا ہے جب ہاتھ کیطرف سے آتے ہین تو صدقہ کہتا ہے کہ اے فرشتون تم اس سے دست بردار ہو جاؤ کہ اسنے اس ہاتھ سے راہ خدا مین بہت صدقہ دیا ہے پس عذاب کے فرشتے وہان مردے سے کہتے ہین کہ تو خوش رہ تجھے مبارک ہو اور رحمت کے فرشتے آتے ہین اور وہین بہشت کا فرش بچھاتے ہین اور قبر کو جہانتک وسیع کر دیتے ہین جہانتک نظر کام کرے اور جنت کی ایک قندیل لاکر لٹکا دیتے ہین تاکہ وہ مردہ قیامت تک اوسکی روشنی مین رہے حضرت عبداللہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو قبر مین رکھدیتے ہین وہ لوگون کی چاپ سنتا ہے جو اوسکے جنازے کے ساتھ آئے تھے اور کوئی اوس سے بات نہین کرتا مگر قبر کہ قبر اوس سے کہتی ہے کہ لوگون نے تیرے ہول اور تنگی کا حال کیا بارہا تجھسے نہین کہا تو نے میرے واسطے کیا تیاری کی

منکر نکیر علیہما السلام کے سوال کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مرتا ہے تو دو فرشتے آتے ہین اونکا چہرہ سیاہ ہوتا ہے آنکھین نیلی ایک کا نام منکر ہے ایک کا نام نکیر مردے سے پوچھتے ہین کہ تو پیغمبر کے باب مین کیا کہتا ہے اگر وہ مردہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ پیغمبر خدا کا بندہ اور رسول تھا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین پس اوسکی قبر ستر گز چوڑی ستر گز لمبی کرکے روشن اور پر نور کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ تو عروس کیطرح ایسا سو کہ کوئی تجھے نہ جگائیگا مگر وہ جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر وہ مردہ منافق ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین تو کچھ نہین جانتا لوگون سے سنتا تھا کہ وہ کچھ کہتے تھے وہی مین بھی کہتا تھا پس زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو ملجا اور اس مردے کو دبا وہ ملجاتی ہے اور اوسے دباتی ہے حتی کہ اوسکی پسلیان باہم ملجاتی ہین قیامت تک اسیطرح وہ عذاب مین مبتلا رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ اے عمر تو اپنے تئین کیسا دیکھتا ہے کہ تو مر جائے اور تیرے لوگ تیرے واسطے چار گز لمبی ایک گز چوڑی قبر کھود دین پھر تجھے نہلا کفنا کر اوس قبر مین رکھین اور تیرے اوپر مٹی ڈالکر پھر آئین اور قبر کے فتنے والے یعنی منکر نکیر آئین اونکی آواز رعد کی سی آنکھین برق کے مانند اونکے بال زمین پر لوٹتے ہوئے اپنے دانتون سے قبر کی مٹی برہم کرتے ہوئے تجھے پکڑ کر ہلائین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری عقل میرے ساتھ ہوگی آپنے فرمایا ہان ہوگی عرض کیا تو مجھے کچھ باک نہین اونکا جواب دے لونگا حدیث شریف مین ہے کہ کافر پر قبر مین دو جانور اندھے بہرے مسلط ہوتے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اوس گرز کا سر ایسا ہوتا ہے جیسے وہ ڈول جس سے اونٹون کو

پانی پلاتے ہین وہ جانور اوس کافر کو زمین سے قیامت تک مارا کرتے ہین نہ آنکھہ رکھتے ہین کہ اوسکا حال دیکھکر او سپر
رحم کرین نہ کان رکھتے ہین کہ اوسکی نالہ و فریاد سنین ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مردے کو دباتی ہے اگر کوئی اوسکے فشار سے بچتا تو سعد ابن معاذ بچتا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اونھون نے انتقال فرمایا آپ نے اونھین
قبر مین رکھا تو آپ کا چہرۂ مبارک نہایت زرد ہو گیا جب باہر تشریف لائے تو چہرۂ نورانی بحال ہوا ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس سبب سے
آپکا یہ حال ہوا تھا فرمایا کہ قبر کے فشار اور عذاب کو مین نے یاد کیا تھا پھر مجھے آگاہی ہو گئی کہ حق تعالی نے زینب پر فشار و عذاب آسان
کر دیا مگر باوجود اسکے قبر اوسکو ایسا دبا چکی ہے کہ سب جانور اوسکی آواز سنتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر مین
کافر کو اسطرح پر عذاب ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے او سپر مسلط کیے جاتے ہین تم جانتے ہو کہ وہ اژدہے کیسے ہوتے ہین ننانوے
سانپ ہوتے ہین کہ ہر ایک کے نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو ڈستے ہین اور اوسے لپٹتے ہین اور پھنکارین مارتے ہین قیامت
تک یہی حال رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اسمین آسانی گذری تو جو کچھ اسکے بعد
ہونیوالا ہے وہ بہت ہی آسان ہوگا اور جو قبر ہی مین دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا
اے عزیز جانتو کہ قبر کی جو ہولین پیش آنے والی ہین اونمین پہلے نفخ صور کی ہیبت ہے پھر روز قیامت کی ہول اور درازی اور
گرمی اور پسینا ہے پھر گناہون کی پرسش کی ہیبت ہے پھر داہنے بائین ہاتھہ مین نامۂ اعمال ملنے کی ہیبت ہے پھر اوس
رسوائی اور فضیحتی کی ہیبت ہے جو نامۂ اعمال ملنے کے سبب سے ہوگی پھر یہ ہول ہے کہ دیکھیے میزان مین نیکی کا پلہ بھاری
ہوتا ہے یا بدی کا پھر مدعیون و حقدارون کے مظالم کی اور اوسکے جواب کی ہیبت ہے پھر پل صراط کی ہیبت ہے
پھر دوزخ کی اور اوسکے فرشتون اور طوق زنجیرون اور زقوم اور سانپ بچھو وغیرہ عذابون کی ہیبت ہے اور یہ عذاب دو قسم کے
ہین جسمانی اور روحانی جسمانی عذاب کا حال احیاء العلوم کے آخر مین مفصل مذکور ہے اور جو دلیلین او سپر وارد ہوتی ہین وہ بھی مذکور ہین
علی ہذا القیاس موت کی حقیقت اور کیا چیز ہے اور روح کی حقیقت اور اوسکا حال جو مرنیکے بعد ہوتا ہے عنوان مین ذکر ہو چکا جو شخص
عذاب جسمانی کی تفصیل دریافت کیا چاہے احیاء مین دیکھے اور جو عذاب روحانی کا حال معلوم کیا چاہے عنوان مین تلاش کرے اور ہمنے
اس کتاب مین عذاب جسمانی کا بیان کیا اور عذاب روحانی جو عنوان مین مذکور ہو چکا اوسے پھر ذکر کرنا موجب طوالت ہے اب مُردونکا حال جو ہمکو
خواب مین معلوم ہوا ہے اوسی لکھکر ہم کتاب کو ختم کرتے ہین اسواسطے کہ زندونکو مُردونکا حال کشف باطن سے معلوم ہوتا ہے یا خواب مین یا بیداری مین مگر
حواس سے مُردونکا حال نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ مُردے ایسے عالم مین گئے ہین کہ یہ سب حواس اونکا حال دریافت کر نہین سکتے ہین جیسا کہ
کان رنگ دریافت کر نہین اور آنکھہ آواز معلوم کر نہین معذور اور بیکار ہے بلکہ آدمی مین ایک خاصیت ہے اوس خاصیت کے سبب اوس عالم والون کو
دیکھ سکتا ہے مگر وہ خاصیت جو اس دنیا کی مشغولون کی جہت سے پوشیدہ ہے چونکہ سونے مین ان مشغولیون سے آدمی کو نجات ملتی ہے تو اوسکا حال مُردونکے حال سے
قریب ہو جاتا ہے اور مُردونکا حال کہلتا ہے اور اوسی خاصیت کے سبب سے مُردون کو بھی ہماری خبر ہوتی ہے جیسے کہ ہمارے نیک کا موت سے

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ یہ مضمون حدیثون مین آیا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہمین اونکی خبر اور اونھین ہماری خبر لوح محفوظ کے وساطت کے بغیر نہین ہوتی اسواسطے کہ ہمارا اور اونکا احوال لوح محفوظ مین لکھا ہے چونکہ آدمی کے باطن کو سوتے مین لوح محفوظ کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے تو خواب مین لوح محفوظ سے مردونکا حال معلوم ہوجاتا ہے اور چونکہ مردون کو لوح محفوظ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے تو وہ اوسمین ہمارا حال دریافت کرلیتے ہین اور لوح محفوظ کی مثل اوس آئینہ کی سی ہے جسمین سب چیزون کی صورت موجود ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کے مثل ہے اور دوسرے کی روح بھی پس جسطرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ مین صورت پیدا ہوجاتی ہے اوسیطرح لوح محفوظ سے ہم مین اور مردون مین بھی پیدا ہوجاتی ہے آئینہ یہ یہ گمان نکر کہ لوح محفوظ لکڑی یا بانس وغیرہ کی ایک چوکھونٹی تختی ہے کہ اس ظاہری آنکھ سے اوسے دیکھ سکین اور جو کچھ اوسمین لکھا ہے اوسے پڑھ سکین الغرض اگر لوح محفوظ کی مثال تجھے دریافت کرنا منظور ہے تو اپنے ہی مین ڈھونڈھ اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین ہے اوسکا نمونہ اور شاہد حق تعالی نے تجھ مین رکھدیا ہے تاکہ اوسکے سبب تجھے سب چیزون کی پہچان حاصل ہو مگر تو اپنے سے آپ غافل ہے تو اور کو کیا پہچانیگا اور لوح محفوظ کا نمونہ حافظ کا دماغ ہے کہ تمام قرآن یاد رکھتا ہے گویا کہ اوسکے دماغ مین تمام قرآن لکھا ہے اور وہ اوسے اور اوسکے حرفون اور اوسکی سطرون کو دیکھتا ہے اگر کوئی شخص حافظ کے دماغ ریزہ ریزہ کرکے اس ظاہری آنکھ سے دیکھے تو اوسمین نہ کہین قرآن دکھائی دیگا نہ کچھ لکھا نظر آئیگا پس الغرض جسطرح سورکا لوح محفوظ مین لکھا ہونا تو اسیطرح سمجھ لے کیونکہ اوسمین بے نہایت امور منقوش ہین اور آنکھ متناہی ہے تو نامتناہی کا متناہی مین نقش محسوس سے آنا ممکن نہین پس اوسکا منہ اور اوسکی لوح اور اوسکا قلم اور اوسکا ہاتھ کوئی تیری چیزون کے مثل نہین جسطرح وہ خود تیرے مانند نہین بلکہ ایسا ہی مضمون ہے جیسا کسینے کہا مصرع ازخانہ بکہ خدا ماند بہ چیز الغرض اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ مردون کو ہماری خبر اور ہمین مردون کی خبر ہونا تجھے معلوم ہوجاوے جیسا کہ تو خواب مین دیکھتا ہے اور خواب مین مردونکا اچھے حال یا برے حال مین دیکھنا اس بات پر بڑی دلیل ہے کہ رحمت ونعمت مین یا عذاب ومصیبت مین وہ زندہ ہین اور بالکل نیست اور مردہ نہین ہین جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

مردون کے احوال کا بیان جو خواب مین معلوم ہوا ہے

جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے خواب مین دیکھے اوسنے مجھے ہی دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری صورت مین نہین آسکتا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مینے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے خفا ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھسے کیا خطا ہوئی ارشاد فرمایا کہ تجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ روزہ مین اپنے اہلیہ کو بوسہ نہ دے پھر حضرت عمر رض نے عمر بھر ایسا نہین کیا اگرچہ روزے مین جورو کا بوسہ لینا حرام نہین ہے مگر نہ لینا اولی ہے صدیق لوگون سے ایسی باریک باتون مین درگذر نہین کرتے اگرچہ اور دون سے کرین حضرت عباس کہتے ہین کہ مجھکو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت تھی اونکے مرنے کے بعد مین نے چاہا کہ خواب مین دیکھون سال بھر کے بعد مین نے دیکھا

کراپنی آنکھین ملتے ہین فرمانے لگے کہ اب فراغت ملی اگر حق تعالی کریم و رحیم نہوتا تو بڑا خطرہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ مین نے ابولہب کو خواب مین دیکھا آتش دوزخ مین جلتا تھا مین نے پوچھا کیا حال ہے کہنے لگا کہ ہمیشہ عذاب مین مبتلا رہتا ہون
مگر ہر ایک شب دوشنبہ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور مجھے آپ کی ولادت کی خوشخبری پہونچی تھی اور مین نے
اوسکی خوشی مین ایک بندہ آزاد کیا تھا اوسکے ثواب کی بدولت دوشنبہ کی رات کو مجھپر عذاب نہین ہوتا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ
آپ بیٹھے ہین مین بھی اوس محفل مین بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ حضرت علی رضی اللہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کو حاضر کیا اور اونہین
ایک مکان کے اندر رکھکے دروازہ بند کر لیا اوس وقت مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے
قُضِیَ لِی وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی جلدی سے باہر نکلے اور
فرمانے لگے غُفِرَ لِی وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی واللہ مین بھی بخشا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما حضرت امام حسین علیہ السلام
کی شہادت کے قبل ایک روز سو رہے تھے جب اوٹھے تو کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگون نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے
کہ ظالمون نے حسین کو قتل کر ڈالا لوگون نے پوچھا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ ایک شیشہ خون سے بھرا آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس تو نے دیکھا کہ میری امت نے میرے ساتھ
کیا کیا میرے فرزند حسین کو قتل کر ڈالا یہ اوسکا اور اوسکے ساتھیون کا خون ہے دادخواہی کے واسطے حق تعالی کے سامنے
لیے جاتا ہون چوبیس دن کے بعد خبر آئی کہ واقعی امام حسین علیہ السلام کو ظالمون نے شہید کر ڈالا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا اور کہا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بہت کام مجھے
دیتی ہیں فرمایا ہان اسی زبان سے مین نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا حق تعالی نے میرے سامنے جنت رکھدی یوسف ابن الحسین
رحمۃ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمھارے ساتھ کیا کیا بولے مجھپر رحمت کی پوچھا کس عمل کے سبب سے
کہا اس سبب سے کہ حق بات کو ہزل سے مین نے کبھی نہین ملایا منصور ابن اسمعیل رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ عبد اللہ بزاز کو مین نے
خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مین نے جس گناہ کا اقرار کیا حق تعالی نے اوسے بخشدیا مگر ایک گناہ کہ
اوسکے اقرار کرنے مین مجھے شرم آئی پس حق تعالی نے مجھے پسینے مین کھڑا رکھا حتی کہ میرے منہ کا گوشت بالکل گر پڑا مین نے
پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا کہا کہ ایکدن مین نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تھا وہ مجھے اچھا معلوم ہوا مجھے شرم آئی کہ حق تعالی
کے سامنے مین اس گناہ کا اقرار کرون ابو جعفر صیدلانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھا کہ صوفیون کا ایک گروہ حضرت کے ساتھ بیٹھا ہے دو فرشتے آسمان پر سے اوترے ایک کے ہاتھ مین آفتابہ تھا
ایک کے ہاتھ مین طشت پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دھویا اور اون صوفیون نے اپنے ہاتھ دھوئے
وہ فرشتے میرے سامنے طشت اور آفتابہ لائے کہ مین بھی ہاتھ دھوؤن کسی نے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ ان لوگون مین سے

سنتون میں بہشت میں ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اوسی
قوم میں سے ہے اور میں اس قوم کو دوست رکھتا ہوں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں سے فرمایا اسکے ہاتھ
تو چھوڑ دو یہ بھی اسی قوم میں سے ہے مجمع نامی ایک بزرگ تھے انہیں کسینے خواب میں دیکھا پوچھا کہ تمنے کیا معاملہ دیکھا کہا کہ دنیا
اور آخرت کی بھلائی زاہد لوگ لیگئے زرارہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کس عمل کو تونے افضل پایا
کہا کہ خدا کے حکم پر راضی رہنے کو اور امید کو تاہ رکھنے کو یزید ابن مذعور کہتے ہیں کہ اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کو میں نے خواب میں
دیکھا اور کہا کہ جو عمل بہتر ہے مجھے اوسکی خبر دو تاکہ میں اوسکے سبب سے تقرب پیدا کروں کہا کہ کوئی درجہ علما کے درجہ سے
بلند تر میں نے نہیں دیکھا اسکے بعد غمگینوں کا مرتبہ دیکھا یہ یزید پیر مرد تھے یہ خواب دیکھنے کے بعد ہمیشہ رویا کیے حتی کہ روتے
روتے [illegible] کہ مر گئے ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی
نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ جس گناہ سے میں نے استغفار کیا تھا وہ تو بخشدیا اور جس سے استغفار نہیں کیا تھا وہ
نہیں بخشا بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا کیا بولیں کہ مجھپر رحمت کی
پوچھا کہ اوس مال کے سبب سے رحمت کی جو تمنے مکہ معظمہ کی راہ میں صرف کیا تھا کہا نہیں اوس مال کا اجر تو مالک مال کو ملا مجھے
میری نیت کی بدولت بخشدیا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ
کیا کیا بولے کہ میں نے ایک قدم تو پل صراط پر رکھا اور دوسرا جنت میں احمد ابن الحواری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے
ایک حور کو خواب میں دیکھا کہ ایسی خوبصورت ہے کہ اوسکا حسن و جمال کبھی کسی میں میں نے دیکھا تھا روشنی اور نور کے سبب سے
اوسکا چہرہ چمکتا تھا میں نے پوچھا کہ تیرا چہرہ کیوں نورانی ہے کہنے لگی کہ تمہیں یاد ہے کہ فلانی رات کو تم خدا کے تئیں یاد کر کے
روئے تھے میں نے کہا کہ ہاں مجھے یاد ہے کہنے لگی کہ تمہارے آنسو میں نے اپنے چہرے میں مل لیے تھے یہ تمام نور اونکے
سبب سے ہے کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کو میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی
نے آپکے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی وہ سب عبارات اور اشارات تو برباد ہوگئے اونکے سبب سے تو کچھ فائدہ نہوا مگر وہ
دو رکعت نماز جو رات کو میں پڑھا کرتا تھا کام آئیں بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے
تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگیں کہ ان چار کلموں کے سبب سے حق تعالی نے مجھپر رحمت فرمائی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُفْنِی بِهَا
عُمْرِی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُدْخِلُ بِهَا قَبْرِی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَخْلُو بِهَا وَحْدِی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْقٰی بِهَا رَبِّی
حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر
رحمت کی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ بشر مجھسے شرم نہ تھی کہ اوس سختی کے ساتھ مجھسے ڈرتا تھا حضرت ابو سلیمان قدس سرہ کو کسینے
خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر رحمت کی اوسی چیز سے مجھے نقصان پہنچا جو
دینداروں میں انگشت نما ہونے سے حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا لاٹھی [illegible]

کہ اوسنے مارون اوس سے وہ کچھ بھی نہ ٹوٹا بس ہاتف نے ایک آواز دی کہ یہ لاٹھی سے نہین ٹوٹتا یہ نور دل مین ہوتا ہے اوس سے
یہ ٹوٹتا ہے مسبوحی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ابلیس کو مین نے خواب مین دیکھکر کہا کہ آدمیون سے تجھے شرم نہین آتی کہنے لگا یہ آدمی
نہین ہین اگر آدمی ہوتے تو جسطرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہین مین انسے نہ کھیلتا آدمی وہ لوگ ہین جنہون نے مجھے بیمار اور
نزار کر دیا یہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرف اشارہ کیا ابو سعید خراز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین دمشق مین تھا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے
تشریف لاتے ہین اور مین اپنے سینہ پر اونگلیان مار مار کر ایک شعر پڑھتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس فعل مین فائدے سے زیادہ
نقصان ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو مرنے کے تین دن کے بعد کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ
کیا کیا کہنے لگے کہ میرے حساب کو تنگ پکڑا حتی کہ مین نا امید ہوا جب میری نا امیدی دیکھی تو مجھپر رحمت کی حضرت سفیان ثوری رحمہ
اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی پوچھا کہ عبد اللہ مبارک کا کیا حال
ہے کہا کہ اونہین دن بھر مین دو مرتبہ حق تعالی کے دیدار کی باریابی ہے حضرت مالک انس رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا
کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس کلمے کے سبب سے مجھپر رحمت کی جو مین نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ
سے سنا تھا کہ وہ جب جنازہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے
نے جس شبکو انتقال فرمایا اوسی شب کسی شخص نے اونہین خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور آواز آرہی ہے کہ حضرت
حسن بصری نے اپنے خدا کو دیکھا اور بہت خوشنود ہوا حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اور کہا
کہ اے ابلیس تو آدمیون سے نہین شرماتا کہنے لگا کہ یہ آدمی نہین ہین آدمی وہ ہین جو شونیزیہ مین ہین کہ اونہون نے مجھے نزار کر ڈالا
حضرت جنید کہتے ہین کہ مین صبح کو شونیزیہ کی مسجد تک پہنچا جیسے ہی دروازے کے اندر گیا تو دیکھتا کیا ہون کہ لوگ زانو پر سر رکھے ہوئے
فکر مین بیٹھے ہین مجھے دیکھکر کہنے لگے کہ اے جنید اوس ملعون پلید کے کہنے سے دھوکے مین نہ آنا عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی نے جنت
کی ایک حور کو خواب مین دیکھا کہ نہایت درجہ حسین ہے وہ کہنے لگی کہ اے عتبہ مین تجھپر عاشق ہون خبردار ایسا کام نہ کرنا کہ حق تعالے
تجھے بار رکھے عتبہ نے کہا کہ مین نے دنیا کو تین طلاقین دیدی ہین ہرگز اوسکے قریب بھی نہ جاؤنگا تاکہ تجھے پاؤن ابو ایوب سجستانی
رحمہ اللہ تعالی ایک مفسد آدمی کا جنازہ دیکھکر بالاخانہ پر چڑھ گئے کہ اوسپر نماز نہ پڑھنا چاہئے اوس مردے کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا
کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ مجھپر رحمت کی یہ کہکر کہا کہ ابو ایوب سے کہدینا لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ
رَبِّیْ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ یعنی خدا کی رحمت کے خزانے اگر تمہارے ہاتھ مین ہوتے تو تم بخل کے سبب سے
کچھ بھی نہ خرچ کرتے جس رات کو حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے انتقال فرمایا ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ آسمان کے فرشتے آتے جاتے
ہین پس اوس شخص نے پوچھا کہ آج کون سی رات ہے فرشتون نے کہا کہ آج داؤد طائی نے انتقال کیا ہے بہشت اونکے واسطے آراستہ
حضرت ابو سعید شحام قدس سرہ کہتے ہین کہ سہل صعلوکی کو مین نے خواب مین دیکھکر کہا اے خواجہ کہنے لگے کہ خواجگی سے ہاتھ اوٹھا

ایک گاؤن کا نام ہے

کہ وہ سب کمی گذر ہی ہین سنے کہا کہ تمہارے وہ سب کارا ور کردار کہان گئے کہنے لگے کچھ مفید نہوا مگر اون مسائل کا جواب جو مین پوچھا کرتا تھا ربیع ابن سلیمان کہتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی کو مین نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپکے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ مجھے سونے کی کرسی پر بٹھاکر آبدار موتی مجھپر چھڑکے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک مشکل کام مجھے پیش آیا مین اوسمین عاجز ہوا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا اے محمد ادریس کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِی ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃٍ صبح کو جب مین اوٹھا تو مین نے یہ دعا پڑھی کچھ دن چڑھے وہ کام آسان ہوگیا آپ پر یہ سمجھے چاہیے کہ اس دعا کو نہ بھول عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس دعا کے سبب سے بخشدیا جو دیوار پر لکھی ہے مین جب جاگا تو عتبۃ الغلام کے خط سے دیوار پر یہ دعا لکھی دیکھی یَا ھَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَیَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَا مُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَکَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ کُلَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَاءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ذکر موت مین اسقدر باتین جو بیان کی گئین یہی بس ہین کتاب کیمیائے سعادت کو ہمنے ختم کیا جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کرین اور اس سے فائدہ لین اونسے یہ امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف اور مترجم کو دعائے خیر مین نہ بھولین اور حق تعالی سے اوسکی مغفرت چاہین تاکہ اگر کوئی سہو اور قصور کلام مین ہوا ہو یا کلمات یا ریا کا میل نیت مین ہوگیا ہو تو اوسے حق تعالی اپنی دعا اور رحمت کی برکت سے معاف کرے اور اس کتاب کے ثواب سے محروم نرکھے اسواسطے کہ اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ کوئی شخص خلق کو خدا کی طرف بلائے اور خود ریا کے سبب درگاہ الٰہی سے دور رہ جائے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَنَقُوْلُ فِیْ خَاتِمَۃِ الْکِتَابِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَنَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ

خاتمۃ الطبع

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا بادیۂ ضلالت کے آوارون کو مسرت ہو کہ ہادی برحق سے اونہین ہدایت فرمائی مرض شقاوت کے گرفتارون کو فرحت ہو کہ شافی مطلق نے اونہین صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخۂ سراپا منفعت مسمی بہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت مرکب ہوا جناب فیضمآب راہبر طریق فراغت چارہ گر درد فلاکت عالی مراتب جناب منشی نولکشور صاحب کے مطبع واقع لکھنؤ مین ماہ ... ۱۲۹۱ ... کو مرتب ہوا

قطعات تاریخ مطبوعہ سابقہ

از نتائج طبع منشی فدا علی صاحب عیش ... مقدمہ ... لکھنؤ
... مترجم کو مدام ... خوش ... مرحبا
طبعزاد ... اشرف علی صاحب اشرف
طبعزاد شاعر خوش بیان منشی طوطا رام شایان
ایضاً

خوب اکسیر ہدایت ... چھپا
اوسکی چاندی ہوگئی ... مین
... کتاب چھپی
جون کتاب تازہ اکسیر ...
... کتاب کیمیا ...

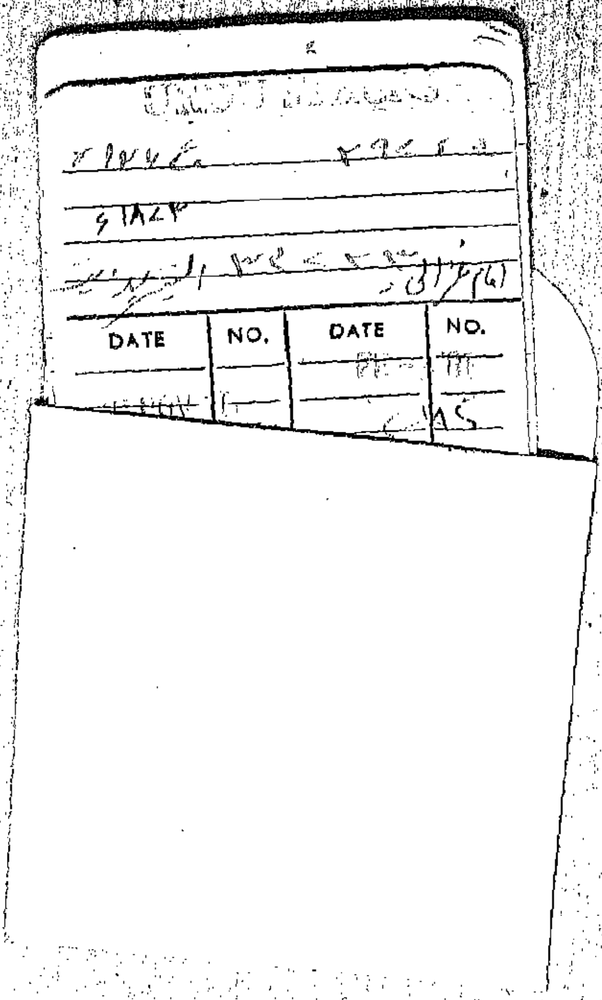
حرف حرف ... کیمیا
جس ... کو یہ نسخہ ... گیا
ہوگی اہل مذاق کو رغبت
خواہش ... اکسیر ...
... درکار ...

کیمیا کا ترجمہ اکسیر ہے
کیا ... تاریخ ... عیش نے
اشرف ... نکتہ ... سال
... شایان ... کر دیا
سال ... اکسیر ...

کیون نہو گو گر داحمر سے سوا
نسخہ اکسیر مجرب کا چھپا
سال لکھ ترجمہ ہوا یہ خوب
... اکسیر ہدایت ...
کفت خوش طبع اکسیر ہدایت ...
۱۲۹۱ ۱۸۷۳

DUE DATE

22Dec	R31.07.95.		
	R31.07.95.		
26 JAN 10			
3Jun			


DATE
NO.
DATE
NO.